नक्शे कोकण मासिक

NAQSHE KOKAN - MONTH

نقش کوکن

ممبئی

جنوری ۲۰۰۹

گجرات کے مسلم فنِ تعمیر کی طرز پر بنائی ہوئی محمد علی روگھے مسجد۔

اسماعیل یوسف کالج، جوگیشوری

"اے لختِ جگر جا"

کتب۔ شرف کمالی

بحمداللہ مبارک عقد الطاف و شمامہ ہے
نویدِ شادمانی یوں بصد برکات آئی ہے
حسیں شہزادہ ہے الطاف اس بارات کا دولہا
اسی شہزادے کی آمد سے ہے احوال نورانی
ہر اک تیرے حسن میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی ہے
خوشی آئے تو بندوں پر خدا کا تذکرہ لازم ہے
کرم فرما خدائے پاک ہے عبدالغفور[1] آؤ
سرے جگمگاتے سہرے کی نوید دیکھی ہے
دل عبدالغنی[3] مسرور ہے خوشیوں کا سہرا ہے
وہ کہتے ہیں کہ "بیٹی" جا مقدر ساتھ ہے تیرے
خدیجہ[5] اور جمال الدین[6] کی آنکھوں کا تارا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل لازم ہے
شمامہ لاڈلی ہے تو نہ سے بانو نانی کی
مدثر، شہنواز بھائی کو تو کیسے بھلائے گی
تیرے ہمراہ نسیم[10] اور اسلم[11] کی دعائیں ہیں
تجھے شہناز[5] اور منصور[12] سے لختِ جگر جانا
خدا کا شکر ادا کرتے جمال الدین کہتے ہیں
تیرا اللہ حافظ تیری رخصت پہ شمامہ ہے
شریفہ[19] اور بشریٰ[20] دونوں ہیں تیرے خیر خواہوں میں
دلوں پر عمر کے سب لمحے ہیں الوداع تجھ کو
ہمارے دل سے تو رخصت ہو ایسا ہو نہیں سکتا
ہمیں اندازہ ہے کہ کچھ کمی تیرے دل پہ بیتے گی
تیرا اخلاق تیرا علم تیرے کام آئے گا

بفضل اللہ ہر اک لب پہ مسرت کا ترانہ ہے
کہ نیروبی سے رنگ و نور کی بارات آئی ہے
خدا کی رحمتوں کے کچھ محافظ بھی ہیں صف آرا
نظر آ رہا ہے جوشِ بہارِ فضلِ ربانی
چلے آؤ تمہاری ہی کمی معلوم ہوتی ہے
یقیناً ذات باری ہی مکرم ہے معظم ہے
ہمارے لب پہ نغمہ ہے "بہارو پھول برساؤ"
دل خیر النساء[2] نے خواب کی تعبیر دیکھی ہے
مگر بیٹی کی رخصت پہ ان کی آنکھ بھی نم ہے
نہ گھبرا تو کہ رحمت[4] کا سمندر ساتھ ہے تیرے
مگر کیوں چھوڑ کر جاتی ہے ان کو بے سہارا تو
ادھوری زندگی کی عقد سے تکمیل لازم ہے
دلوں پہ آج تک تو نے سبھی[9] کے حکمرانی کی
رفیقہ، رابعہ[8] اور نازلی کی یاد آئے گی
کمال[13] و امتیاز[14] عارف[14] کی بھی شبھ کامنائیں ہیں
محمد[15] اور امینہ[16] نے تجھے نورِ نظر مانا
تیرے داماد ہیں الطاف جو لندن میں رہتے ہیں
زلیخا پھوپھی کے دل پر بھی غم کا تازیانہ ہے
کہ تو فردوس کی اک حور ہے ان کی نگاہوں میں
مگر جانا تیرا سسرال میں تجھ کو مبارک ہو
کوئی گھر کے بدلنے سے پرایا ہو نہیں سکتا
یقیں بیگم ہے تو سسرال میں دل سب کے جیتے گی
جو اچھی بیٹیاں ہیں ان میں تیرا نام آئے گا

شرف کی اے خدائے پاک یہ پوری تمنا ہو
علی مرتضیٰ اور فاطمہ جیسا یہ جوڑا ہو

---

۱ تا ۲ دولہے کے والد اور والدہ ۳ تا ۴ دلہن کے چچا اور چچی ۵ تا ۶ دلہن کی والدہ اور والد ۷ تا ۹ دلہن کی بہنیں
۱۰ تا ۱۱ دلہن کے خالو و خالہ ۱۲ تا ۱۴ دلہن کے ماموں ۱۵ تا ۱۶ دلہن کے خالہ و خالو ۱۷ تا ۱۸ دلہن کے ماموں و ممانی ۱۹ تا ۲۰ دلہن کے چچا چچی

اشاعت کا ۳۸واں سال

ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

اردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ نمبر: E 3006)

جلد نمبر ۳۸ | شمارہ نمبر ۱-۱۲ | ماہ:

درون ہند سالانہ: ایکسو پچیس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپے
درون ہند سالانہ عطیہ: پانچسو روپے
معاون خریداری: دوسو پچاس روپے
عوام کے لئے: ایکسو پچیس روپے

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
پانچسو روپے Rs. 500/-
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دوہزار روپے
معاون یا عوامی حضرات: پانچسو روپے

خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نواناگر۔ ایم جی تانک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔ فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۵۸۰۷۴

تاریخ اشاعت: یکم جنوری ۲۰۰۲ء
کتابت: جاوید ندیم

مقام طباعت: ابروا پرنٹرز، بائیکلہ، ممبئی ۴۰۰۰۲۷

ہے تجھ کسی طوفاں سے آشنا کردے — کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو — کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

اُردو سیکنڈری اسکولوں کے اساتذہ کی ہمہ جہتی رہنمائی اور تربیت کے لئے

کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ ممبئی کی انقلاب آفریں پیشکش

جلسۂ اساتذہ

بروز سنیچر ۲۲ رجنوری ۲۰۰۰ء ، ۲ بجے دوپہر تا ۸ بجے شب

بمقام : رئیس ہائی اسکول گراؤنڈ بھیونڈی، ضلع تھانہ، ٹیلیفون : ۳۰۹۹۷

زیر صدارت ڈاکٹر محمد رفعت صاحب (جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی)

افتتاح : مولانا سید سلمان الحسنی ندوی (ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

مقررین : ☆ مولانا سعود عالم قاسمی (علیگڑھ مسلم یونیورسٹی)

☆ جناب اشرف جعفری صاحب (ناظم اعلیٰ تحریک احیاء امت)

☆ جناب ضیاء الدین صدیقی صاحب (مدیر ترجمان ملت۔ اورنگ آباد)

☆ بیرسٹر اسدالدین اویسی (MLA حیدرآباد) ☆ پروفیسر مونسہ بشریٰ عابدی (مہاراشٹر کالج، بمبئی)

تمام اساتذہ، اراکین انتظامیہ اور علم دوست حضرات سے شرکت کی پرخلوص استدعا ہے۔

﴿ الداعیان ﴾

- عبدالغنی اطلس والا (چیئرمین ٹرسٹی) — جنرل سکریٹری انجمن خیرالاسلام ممبئی
- علی ایم شمسی (ٹرسٹی) — صدر تنظیم والدین ممبئی
- کیپٹن اعزازالدین شیخ (ٹرسٹی) — آئی۔ اے۔ ایس (ریٹائرڈ)
- عبدالغنی سرگروہ (مینجنگ ٹرسٹی) — سابق پرنسپل رئیس ہائی اسکول بھیونڈی
- اسلم فقیہہ (چیئرمین استقبالیہ کمیٹی) — صدر کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی آف تھانہ ڈسٹرکٹ
- ابراہیم خلیل عابدی (کوآرڈی نیٹر)
- عبدالغنی پاوسکر (ٹرسٹی) صدر ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفئر سوسائٹی

کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ گذشتہ دو برسوں سے اردو ہائی اسکول کا معیار تعلیم بلند کرنے میں کوشاں ہے۔ آغاز میں تین اضلاع کے آٹھ ہائی اسکولوں میں اپنے تجرباتی اسکیموں کو نافذ کیا گیا ہے۔ ہمارے پروگراموں میں اساتذہ کی تربیت اور حوصلہ افزائی پر خصوصی توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔

نوٹ : سندھودرگ، رتناگیری اور رائے گڑھ سے تشریف لانے والے مندوبین ۱۵ رجنوری تک ہیڈ ماسٹر رئیس ہائی اسکول بھیونڈی کو مطلع فرمائیں تو ان کے قیام وطعام کا انتظام کیا جائے گا۔ خواتین کی نشست اور قیام کا علاحدہ انتظام ہے۔

اِقرا بسمہ ربِ

عالم انسان آجکل دو بلوں (بجلی پانی نہیں) کے بیچ پس رہا ہے۔ آپ کہیں گے واہ بھئی یہ بھی خوب رہی ایسے کون سے یاجوج ماجوم بل پیدا ہو گئے ہیں جو دو ایک بستیوں کو نہیں بلکہ سارے عالم کو ہی پیس رہے ہیں۔ فکر نہ کریں ابھی آپ کی الجھن دور کیے دیتے ہیں۔ تو پہلے "بل" کا نام ہے۔ 'بل کلنٹن'۔ دنیا کے سپر پاور اور ناقابل تسخیر آمریت 'امریکہ' کا بے تاج بادشاہ اور دوسرے بل کا نام ہے۔ کیا کیا۔ آپ سمجھ گئے۔ ٹھیک۔ بالکل ٹھیک پہچانا آپ نے۔ دوسرا "بل" یعنی 'طلسم ہوشربا آف 2000 مائیکروسوفٹ' کا جنم داتا بل گیٹس۔

کلنٹن نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے گلوبل ویلیج (عالمی کنبہ) کا نظریہ دیا۔ کہا۔ "ساری انسانیت ایک کنبہ ہے اور جس طرح ایک کنبہ کے افراد آپس میں مل جل کر بھائی چارگی سے رہتے ہیں اسی طرح جہان کے سارے باشندوں کو بلا تفریق ملک ملت آپس میں شیر و شکر بن کر رہنا چاہیے۔ ایسا کہنے کے بعد کلنٹن بذات خود زبردستی اپنی سپر پاور کے بل بوتے پر اس 'عالمی کنبہ' کا مکھیا بن بیٹھا اور پھر یہ خود آپ بھی اچھی طرح جانتے ہی ہیں کہ مکھیا کی بات کو ماننا ہر ایک کنبہ کے تمام افراد کا فرض ہوتا ہے بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ مکھیا کو کنبہ کے تمام نفوس کے تمام (اندرونی بیرونی) معاملات میں دخیل ہونے کا بھی پورا اختیار ہوتا ہے۔ کنبے کا کوئی فرد مکھیا کی مرضی کے بغیر کوئی اہم قدم بھی نہیں اٹھا سکتا اور اگر کوئی جیالا ایسی گستاخی کرے تو وہ سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اب کہنے والوں کا کیا ہے کہتے رہیں (بمبئی کی زبان میں) کہ کلنٹن 'بھائی آف دی ورلڈ' ہے۔

اب آتے ہیں بل گیٹس پر جس نے انفورمیشن از دی کی (معلومات خزانے کی چابی ہے) کے ذریعے اصول کو بنیاد بنا کر کمپیوٹر اور نیٹ کے ذریعہ کرۂ ارض کے بسنے والوں کی معلومات کے خزانے میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تاکہ جاہلیت دور ہو۔ علم پھیلے۔ لوگ ایک دوسرے کو جانیں۔ سمجھیں قریب آئیں۔ اور اس طرح ساری انسانیت ایک ہی زنجیر کی کڑیاں بن جائے۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ لوگوں کی معلومات کے خزانے میں اضافہ کرتے کرتے خود 'گیٹس' کے مالی خزانے میں دیکھتے ہی دیکھتے اتنا اضافہ ہوا کہ۔ سلطان برونی ہو ملکہ الزبیتھ یا شاہ فہد۔ سب اس کے سامنے بونے نظر آنے لگے۔ اب جس شخص کی دولت شاہوں و شہنشاہوں سے زیادہ ہو اسے اگر قارون جدید کے خطاب سے نہیں نوازا جائے گا تو کیا مجھے نوازا جائے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس اداریہ کا عنوان۔ اِقرا بسمہ ہو اس اداریہ میں یاجوج ماجوم 'بلوں' کا ذکر چہ معنی دارد۔ بات بالکل صاف ہے۔ امریکہ آج جس گلوبل ویلیج (عالمی گاؤں) کی بنیاد پر دنیا کا چودھری بن بیٹھا ہے وہ 'قرآن' سے ماخوذ۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "تمام انسانیت اللہ کا کنبہ ہے۔"

اور بل گیٹس کو جس زریں اصول نے دنیا کا امیر ترین بنوادیا وہ بھی قرآن سے ماخوذ ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ "علم حاصل کرنا تمام مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

کہنے کا مطلب ہے دنیا پر راج کرنے کی کنجی قرآن ہے۔ غیر اس پر عمل کر رہا ہے اس لئے اس کا زمانہ ہے۔ اس کا راج ہے۔ ہم قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسے سینے سے لگاتے ہیں۔ چومتے ہیں۔ طاق میں سجاتے ہیں۔ اسے سنتے ہیں پڑھتے ہیں مگر نہ اس کو سمجھتے ہیں نہ اس پر غور کرتے ہیں۔ نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ اس لیے خوار ہیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ فتح یاب تھے دنیا میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

اور ہمیں پھر دنیا پر چھاجانا ہے۔ دنیا پر راج کرنا ہے۔ اکیسویں صدی کو اسلامی صدی بنانا ہے تو ہمیں قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا ہوگا اس پر غور و خوض کرنا ہوگا۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ تو آیئے اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں اور

سبق پھر پڑھ عدالت کا۔ شجاعت کا۔ صداقت کا
لیاجائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا ۔

٭

حج کمیٹی ممبئی ملک میں پہلی مرتبہ حُجاج کرام کی خاطر "تربیتی پروگرام" کا اعلان کرتے ہوئے نہایت ہی خوشی محسوس کرتی ہے۔ اس ضمن میں تربیت دہندگان کو سفرِ حج کے مختلف مراحل اور مقامات مقدسہ پر ارکان کی ادائیگی کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرنے کیلئے بمبئی اور دہلی میں دو روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ جناب **افضل امان اللہ** کونسل جنرل آف انڈیا مقیم جدہ کو ان تربیت دہندگان کو خطاب کرنے کیلئے خصوصی طور پر بلایا گیا۔ یہ تربیت دہندگان اپنی متعلقہ ریاستوں میں ضلعی سطح پر تربیتی کیمپ لگائیں گے۔ عازمینِ حج سے استدعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان ٹریننگ کیمپوں میں شرکت کرکے صحیح طریقے سے تربیت حاصل کریں۔ بتائی گئی ہدایات پر بخوبی عمل کریں اور اللہ تعالٰی سے دعاگو رہیں کہ اللہ تعالٰی سمجھنے، سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین !

اسلام پہلا مذہب ہے جس نے تعلیم کو لازمی قرار دیا

محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ سے قبل دنیا کے مختلف خطوں میں علوم وفنون کے چرچے ضرور تھے۔ ہندوستان، یونان، مصر، روم، چین وغیرہ خطوں نے علوم وفنون کے میدان میں کافی ترقی کی تھی۔ تعلیم و تدریس کی سرگرمیاں بھی زوروں پر تھیں۔ لیکن یہ تعلیمی سرگرمیاں ایک خاص طبقے اور ذات تک محدود تھیں۔ تعلیم عام نہیں تھی۔ تحصیل علم کے بنیادی حقوق سے معاشرے کا ایک بڑا طبقہ محروم تھا۔ ایک خاص طبقے نے علم پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی اور عوام کو اس کی نعمتوں سے محروم رکھا تھا۔ ہندوستان میں برہمن سب سے اعلیٰ و برتر ذات تھی انہی کی علم پر اجارہ داری تھی۔ علم گویا ان کی میراث تھی۔ شودر (اچھوت) سب سے ادنیٰ ذات تھی اور علم حاصل کرنے کی مطلق اجازت نہ تھی۔ "منوسمرتی" میں شودروں کو انتہائی ذلیل طبقہ بتایا گیا ہے۔ شودر کے برہمنوں کے ساتھ سخت کلامی کرنے پر سخت سزائیں دینے کے احکام بھی "منوسمرتی" میں ہیں۔ اگر کوئی شودر مقدس کتاب "وید" کے الفاظ سننے کی کوشش کرتے تو اس کے لیے یہ سزا ہے کہ اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جائے۔ یونان جہاں کے فلسفیوں نے پوری دنیا کے علوم وفنون کو متاثر کیا، جسے جدید علوم وفنون کا سرچشمہ کہا جاتا ہے اس معدن علم میں بھی عورتوں اور غلاموں کو علم کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کی اجازت نہ تھی، یہی حال دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی تھا۔ آج بھی دنیا میں بعض ایسے علاقے ہیں جہاں کی عورتیں اور غلام علم کی نعمتوں سے محروم ہیں۔

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے حصول علم کے لیے تاکید فرمائی۔ علم کی فضیلت بیان کی، علم اور علماء کی بزرگی اور برتری بیان کی اور علم کو انسان کی فطری ضرورت قرار دیا۔ دنیا اور آخرت میں علم ہی کو انسانیت کی ترقی اور عزت کا باعث قرار دیا ہے۔

دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں حصول علم کا حکم اور تاکید نہیں ملتی لیکن قرآن مجید وہ واحد صحیفہ آسمانی ہے جس میں علم حاصل کرنے کا حکم ہے۔ حضور ﷺ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی اس میں نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، جہاد کرنے یا عبادت کرنے کا حکم نہیں تھا بلکہ پڑھنا اور علم حاصل کرنا پہلا حکم تھا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا

"آپ دعا کیجیے کہ پروردگار میرا علم زیادہ کر۔" (سورۃ طٰہٰ)

حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ "طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ" (ابن ماجہ) "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔" یہ وہ حکم ہے جس نے تمام انسانوں کے لیے بلاامتیاز جنس، نسل، رنگ حصولِ علم کو لازمی قرار دیا۔ اس طرح تعلیم کو عام کرنے اور اس کی تحصیل کو لازمی اور جبری قرار دینے میں اولیت کا سہرا اسلام کے سر ہے۔

With Best Compliments From

GIVING YOU THE BEST OF TECHNOLOGY AND SERVICE.

- **Attractive interest rates on domestic & NRI deposits**
- **ATM & Telebanking**
- **Leasing, Hire Purchase and Merchant Banking**
- **Forex & Export Finance**
- **Safe Deposit Locker facilities**

*Financial Highlights as at 31 March 1999 *		
Capital	:	Rs 16 61 Crore
Reserves	:	Rs 211 62 Crore
Networth	:	Rs. 228 23 Crore
Deposits	:	Rs 1,883 39 Crore
Advances	:	Rs 1,036 50 Crore
Capital Adequacy	:	16 90 %
CRISIL Rating for Certificate of Deposits : ***P1***		

For further enquiries contact any of our
45 computerised branches or

DEVELOPMENT CREDIT BANK LTD.

Central Administrative Office
204, Raheja Centre, Nariman Point, Mumbai 400 021
Tel. No. : 287 2465 / 282 5689 Fax No.: 287 6112

Internet http.//www dcbl com

Developing Happy Futures Together

عید مبارک کس کے لئے ؟

ڈاکٹر محبوب راہی

مبارک عید کی خوشیاں خدا کے نیک بندوں کو
انھیں، کی ہے جنھوں نے فرض اور سنت کی پابندی
انھیں بھی ماہِ رمضاں کو جنھوں نے محترم جانا
جنھوں نے دن گذارے اپنے روزوں کی مشقت میں
وہ ہر لمحہ جو مشغول تسبیح و تلاوت تھے
زکوٰۃ و فطرہ دے کر اپنی پاکیزہ کمائی سے
کیا ہے کام نیکی کا سعادت کا بھلائی کا
وہ جن سے ہر عمل میں جذبہ اخلاص شامل تھا
کیا جو بھی عمل اللہ اور اللہ کی خاطر
اعانت کی سدا آفت زدوں کی اور غریبوں کی

عمل کے راستے پر چلنے والے حق پسندوں کو
بجالائے جو دن اور رات احکام خداوندی
کہ ہر اک سانس کو اللہ کا لطف و کرم جانا
گزاریں اپنی راتیں اپنے مولا کی عبادت میں
جو مصروف تصور تھے جو سرشار محبت تھے
بچے جو قہر سے اللہ کی اور جگ ہنسائی سے
جنھوں نے ساتھ چھوڑا ہر بدی کا ہر برائی کا
دکھاوے کی طرف کوئی عمل جن کا نہ مائل تھا
جیے جو پل بہ پل اللہ اور اللہ کی خاطر
دعا کی مفلسوں کی بے کسوں کی بدنصیبوں کی

یہی سب مستحق ہیں عید کی خوشیاں منانے کے
یہ لمحے ہیں انھیں کے واسطے فرحت اٹھانے کے

سماج کا ناسور جہیز

ڈاکٹر عبدالہادی خان
بلاسپور

اسلام سے پہلے بیٹی خاندان کے لئے منحوس سمجھی جاتی تھی۔ عورت ذلیل اور دبی کچلی ہوئی جنس تھی۔ وہ دینِ فطرت جس نے سارے عالم کو ترقی کی راہ دکھلائی اس نے عورت کو پستی سے نکال کر اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ یعنی ماں کی خدمت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ ساتھ ہی فرمایا جس کے یہاں دو بیٹیاں ہوں اور ان کی صحیح تربیت کرے اور ان کی ذمہ داریاں پوری کرے وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوگا۔ (اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا) جس نے دو بہنوں کی نگہداشت کی اور ذمہ داری پوری کی وہ بھی جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

آپ کے چچا جناب ابو طالب نے مسلمانوں کی مخالفت نہیں کی بلکہ ہر وقت مسلمانوں کے ساتھ رہے اور حتی المقدور مدد بھی کرتے رہے لیکن خود کو اسلام کا پابند نہیں بنا سکے۔ وہ خود کو اپنے بزرگوں کے قائم کردہ طریقوں کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں کر سکے اور اس لئے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ سورہ بقر آیت ۱۷۰۔ اور جب اُن مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم پر چلو جو اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو عمل کرتے ہوئے پایا ہے۔ غور کیجیے آج ہم کیا کر رہے ہیں۔ کیا ہم قرآن اور حدیث پر عمل کر رہے ہیں یا اپنے بزرگوں کے اپنائے ہوئے طریقوں پر عمل کر رہے ہیں؟

آج ہندو تہذیب اور رسم و رواج سے اتنے متاثر ہیں کہ ہم نے اللہ کے حکم کو ایک طرف ڈال دیا ہے۔ ہماری زندگی اسلام کے تابع نہیں ہے۔ ہمارے ہندو بھائی اپنی بیٹی کو جہیز دیتے تھے اور دیتے ہیں لیکن کوئی ہندو شوہر اپنی بیوی کو مہر کے نام پر کوئی رقم نہیں دیتا ہے۔ ہم نے ایک نیا دستور اپنایا ہے۔ مہر مقرر کرلو طبیعت ہو تو ادا کرو نہیں تو معاف کرالو۔ خواہ پیار سے خواہ زبردستی۔ یا پھر قسطوں میں دیتے جاؤ اور واپس لیتے جاؤ یا پھر تمام زندگی ادھار رہا۔ ہاں جہیز ڈھیر سارا نقد وصول کرلیا جائے۔ اسلام نے مرد کو عورت پر قوام بنایا یعنی عورت کا محافظ نگراں اور ذمہ داریاں پوری کرنے والا۔ لیکن آج مسلمان الٹا اپنی بیوی سے اپنی قیمت وصول کر رہا ہے۔ اور پھر اس پر حکومت بھی چلاتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کا زر خرید ہے۔ اسے اور اس کے والدین کو اس کی قیمت ادا کی جاچکی ہے۔ یہ جہیز وصول کرنے اور مہر مقرر کرنے اور ادا نہ کرنے والا فلسفہ اسلام میں کہاں ہے۔ کیا کوئی صاحب علم اسے سمجھائیں گے؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہیں لیکن ہم شادی کے معاملے میں کہاں تک شریعت پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا میرے ہم قوم اس غیر شرعی عمل پر غور کریں گے۔ جہیز کا مطالبہ بھی برا ہے اور اس کے دینے والے بھی شریعت سے دور ہیں۔ اگر ہم اس لعنت سے آزاد ہو جائیں تو نہ ہمیں کوئی پریشانی ہوگی اور نہ ہماری بیٹیاں پریشان ہوں گی۔ بلکہ دوسری قومیں ہماری نقل کریں گی۔"

❋

غزلیں

نہیں معلوم کیا ہے زندگی
ساغرِ آبِ بقا ہے زندگی

جذبِ پیہم کا صلہ ہے زندگی
آدمی کا مدعا ہے زندگی

شعر و فن کا رابطہ ہے زندگی
حسن ہے، عشق و وفا ہے زندگی

مرگ کیسی؟ اور کہاں کا اختتام
ابتدا تا انتہا ہے زندگی

آدمی سوچے، سمجھ لے، دیکھ لے
اک انوکھا فلسفہ ہے زندگی

زندگی ہے ایک نازک امتحاں
ایک مشکل مرحلہ ہے زندگی

ہے پیامِ زیست ساقی کی نوا
ایک شاعر کی صدا ہے زندگی

★ بشیر حسین کھرت ۔ پوفلور

اے بادِ صبا ان کو پیغام سنا دینا
بیمارِ محبت ہوں کچھ دل کی دوا دینا

مشتاقِ تمنا ہوں، میں درد کا مارا ہوں
اے جانِ وفا مجھ کو جلوہ تو دکھا دینا

اٹھتا ہے جنازہ اب اک عشق کے مارے کا
للہ ذرا تم بھی کاندھا تو لگا دینا

ساقی تیرا میخانہ آباد ہے ہر لمحہ
میں تشنۂ الفت ہوں اک جام پلا دینا

مرقد پہ میرے آ کر کیوں اشک بہاتے ہو
میں عشق کا مارا ہوں چادر تو چڑھا دینا

محفل میں بشیر آیا پیغامِ وفا لایا
کہنے لگے مجھ سے کچھ شعر سنا دینا

ظالم کو اپنے ظلم پہ رغبت ہے کیا کریں
مظلوم کی یہ شومیٔ قسمت ہے کیا کریں

دستِ رفاہ ہم نے بڑھا بھی دیا مگر
بے وجہ ان کو ہم سے عداوت ہے کیا کریں

زخموں کو میرے چھیڑتے رہتے ہیں ہر گھڑی
احباب کا یہ طرزِ عنایت ہے کیا کریں

ہوش و حواس گم ہیں مگر راہِ عشق میں
جینے کی اور بھی ہمیں حسرت ہے کیا کریں

اس واسطے ہم ہجر کا کرتے نہیں گلہ
سنتے ہیں انتظار میں لذت ہے کیا کریں

جی چاہتا ہے کعبۂ دل میں رکھیں صنم
پیشِ نظر اصولِ شریعت ہے کیا کریں

عاقل تمہارا کوئی طرفدار ہی نہیں
ہر شخص اب رہینِ جہالت ہے کیا کریں

★ عبدالکریم صابر ۔ پنڈیری

پردۂ اغیار ہے چاروں طرف
ہر کوئی دلدار ہے چاروں طرف

پیڑ ہے نہ پیڑ کا سایہ کہیں
دھوپ کی یلغار ہے چاروں طرف

خشک سالی، قحط و سیل و زلزلہ
زندگی دشوار ہے چاروں طرف

آگ اپنوں نے لگائی تھی مگر!
ماتمِ اغیار ہے چاروں طرف

حسنِ یوسف کیا کرے، کس سے کہے
مصر کا بازار ہے چاروں طرف

کتنی اجلی شب ہے یہ صابر بھلا
بارشِ انوار ہے چاروں طرف

فکر و نظر

★ جس کا ظاہر اور باطن ایک جیسا ہو وہ عالم ہے
★ جس کا باطن ظاہر سے افضل ہے وہ ولی ہے
★ جس کا ظاہر باطن سے افضل ہے وہ مکّار ہے

مرسلہ، صبیحہ گلزار۔ واشی نئی ممبئی

عید کا سماجی پس منظر

اشفاق عمر کوپے۔بی اے

روزہ ایمان کا اہم ترین جزو ہے بلکہ یوں کہنا غلط نہ ہوگا کہ ایمان روزہ کی اہمیت ثابت کرتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تزکیہ نفسی یعنی نفسیاتی خواہشات کو دبانا تمام عبادات سے زیادہ روزہ میں مضمر ہے اور تزکیہ نفس اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔

سورج اپنی کرنوں کو سمیٹ رہا تھا۔ان گنت آنکھیں نیلگوں آسمان کی چادر میں چاند کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک تحفہ تھا جو انہیں رمضان مہینے کی کڑی ریاضت اور عبادت کے بدلہ میں ملنے والا تھا۔ عید کا دن خوشیوں سے لبریز اور شادمانی سے بھرپور ہوتا ہے۔اچانک ایک گوشے سے شور اٹھا۔

"چاند نکل آیا۔" لوگوں کا ہجوم اس طرف دوڑ پڑا۔

دنیا میں برسوں سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ ہر قوم وملت اجتماعی طور پر خوشی کا دن منایا کرتی ہے اور اس دن اپنی مسرت اور شادمانی کے مظاہرے کرتی ہے۔ یہ رواج دنیا کے قریباً ہر خطہ میں پایا جاتا ہے۔البتہ اس کی نوعیت ہر جگہ الگ الگ ہے کہیں ایسا ہوتا ہے کہ کوئی قوم اپنے کسی خاص کارنامے یا کامیابی کی یاد میں خوشی مناتی ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی قوم اپنے کسی بزرگ، محسن یا قائد کی یاد مناتی ہے اور خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ موسمی ردوبدل کی خوشیوں کے دن منائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ملت اسلامیہ بھی خوشی کے دو تہوار منایا کرتی ہے۔ ان میں سے ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحیٰ۔ یہ دونوں تقریبیں پوری دنیائے اسلام میں شان و شوکت اور دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی اسی اہتمام اور شان سے منائی جاتی ہیں۔ عید عود سے ہے جن کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ عید چونکہ لوٹ لوٹ کر اور پھر پھر کر آتی ہے اور ہر شخص کی یہ قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ خوشی و مسرت کا یہ دن بار بار آئے اسی لیے اس کو عید کہا جاتا ہے یعنی لوٹ کر آنے والا مسرت کا دن۔ فطر کے معنی کھلنے کے ہیں۔ افطار اسی سے ہے۔ عید کے دن مہینہ بھر کے روزے کھلتے ہیں۔ اسی لیے اس کا نام عیدالفطر ہوا یعنی روزے کھلنے کی عید۔ یہ عید روزوں کے شکرانے اور قرآن پاک کے نزول کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے۔ جس نے دنیا کے ویرانوں میں ہدایت کی روشنی پھیلائی اور اخوت انسانی کا سبق دیا۔

عیدالفطر مسلمانانِ عالم کا ایک نہایت عظیم اور مقدس تہوار ہے۔ جو دنیا کے ہر اس خطہ سرزمین پر جہاں مسلمان آباد ہیں۔ ہر سال یکم شوال کو نہایت تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔ یوں دنیا کی تمام قومیں اپنے مذہبی تہوار بڑی شان و شوکت سے مناتی ہیں مگر جس طرح اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح اس کے

مذہبی تہواروں کو بھی دنیا کے تمام مذہبی تہواروں پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسلام کے تہواروں کی بنیادیں طہارت نفس اور پاکیزگی عمل پر استوار ہیں جو پوری نوع انسانی کے لئے قابل تقلید ہیں۔ اسی کے برعکس دوسری اقوام کے مذہبی تہواروں میں جو مئے نوشی، رقص و سرور اور فسق و فجور کے حیاسوز ننگ انسانیت کے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں وہ ان مذاہب کے منہ پر بدنما داغ ہیں۔

اسلام کے متوالوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رمضان کا مہینہ گزارا۔ دن میں روزہ اور رات میں قیام (تراویح) کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ تلاوت، ذکر واذکار، صدقہ وخیرات، فرائض ونوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ ان تمام افعال کے صلہ میں باری تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا "اے میرے فرشتو! اس شخص کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کردیا ہو، فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے آقا ان کو پورا پورا اجر عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی پھر بندوں سے متوجہ ہو کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے اجتماع میں اپنی آخرت کے لئے جو مانگو گے عطا کروں گا اور اپنی دنیا کے بارے میں جو درخواست کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پیش نظر ہوگی بس اب تم بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کردیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔ اس شفقت و عنایت خداوندی کو دیکھ کر فرشتے بہت خوشیاں مناتے ہیں۔

اللہ کرے یہ عید عالم مسلمانان کو نصیب ہو! عید اپنے دامن میں ہمیشہ خوشیاں سمیٹ کر لاتی ہے۔ اس دن مغموم انسان بھی ہنستا ہے۔ فقیر بھی اپنے فقر و فاقے پر مسرت کا اظہار کرتا ہے۔ مریض بھی اس دن اپنا دکھ درد بھول جاتا ہے۔ پوری کائنات پر عید کی خوشی چھائی رہتی ہے۔ بچے، بوڑھے، جوان، آقا اور مزدور سب ہی اپنے میں مگن رہتے ہیں

نقش کوکن

کوپن برائے ہماری پسند

لفظ: ..... جسے شعر میں استعمال کیا گیا ہے۔

نام: - - - - - - - - -

پتہ: - - - - - - - - -

مُکتی پریت میں ھے

☆ شرف کمالی

کلکتہ کے ماہنامہ انشاء نے آنجہانی دلیپ سنگھ طنز و مزاح نگار کی یاد میں "دلیپ سنگھ نمبر" شائع کیا ہے۔ وہ چونسٹھ سال کی عمر میں ۸راگست ۱۹۹۶ء کو دل کے دورے میں داعی اجل کو لبیک فرماگئے لیکن ان کی شگفتہ تحریریں انہیں یقیناً تا دیر زندہ رکھیں گی۔ اس نمبر کے مطالعہ کے بعد مجھے کنہیا لال کپور کی یاد آئی کہ دلیپ سنگھ کا انداز تحریر ان کی تحریر سے ملتا جلتا ہے۔ کنہیا لال کپور نے ہندوستان کو مذاہب کا گھر ہی نہیں بلکہ کارخانہ کہا ہے۔ دلیپ سنگھ اسی نہج سے ہندوستانیوں کی دھرم یا مذہب کے نام پر بیجا حقیقت مندی کا تجزیہ دیکھئے کس چابکدستی سے فرماتے ہیں۔

"میں موجودہ پاکستان کے ضلع گوجرانولہ کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ ہمارے گاؤں سے چار میل دور جنگل بیابان میں ایک مسجد تھی۔ قیاس غالب ہے کہ کسی اہل ثروت نے اسے اس لئے وہاں تعمیر کروایا ہوگا کہ کوئی مسافر اگر وقت نماز اس کے پاس سے گزرے تو نہ صرف نماز پڑھ سکے بلکہ کچھ دیر تک سستا بھی لے لیکن پتہ نہیں کس طرح یہ بات ہمارے علاقے میں پھیلی کہ یہ مسجد مکہ مدینہ سے چل کر آئی ہے اور وہاں آکر قیام کیا ہے۔ میرے والد کا بھی میری طرح مسخروں میں شمار ہوتا تھا۔ ایک دن کہیں مسجد کا ذکر آیا تو اپنے پڑوسی عنایت اللہ سے کہنے لگے۔ یار عنایت اللہ تم میں اگر ذرا بھی عقل ہو تو بتاؤ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک مسجد مکہ مدینہ سے چلے، چلتے چلتے وہ اس جنگل بیابان میں پہنچے اور پھر یہاں ڈیرا جمالے ایسا ممکن ہے کیا؟ عنایت اللہ زیر لب مسکراتے ہوئے بولے۔ سردار جی! میں مانتا ہوں کہ یہ کہانی شاید سچی نہیں ہے لیکن آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ آپ جب کہتے ہیں کہ ہنومان پورا پہاڑ اپنی پیٹھ پر اٹھالایا اور راستے میں ایک کنکر بھی نہیں گرا تو ہم نہیں کہتے کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ ہماری مسجد کے سفر پر یقین کیوں نہیں کرتے؟ میرے والد نے ہنستے ہوئے کہا یار عنایت تم نے سمجھایا ہے تو مجھے بھی یقین ہو گیا کہ یہ مسجد مکے سے چل کر آئی ہے۔"

دلیپ سنگھ اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "بات چیت سے مسئلوں کا حل تلاش کرنا ہو تو پہلے دلوں میں محبت کی شمع جلالینی چاہیے۔ راستہ صاف بجھائی دیتا ہے۔ لوگ بات چیت میں مسائل کا حل تو تلاش کرنا چاہتے ہیں لیکن شمعیں نہیں جلانا چاہتے۔ شاید اس لئے کہ شمعیں اتنی سستی نہیں ہیں جتنی کبھی تھیں۔"

شمعیں سستی نہیں جتنی کبھی تھیں کا مطلب یہ ہے اب لوگوں میں پہلی سی محبت باقی نہیں رہی۔ مسائل حل ہوتے ہیں محبت سے۔ شاہ بانو طلاق مسئلہ، اذان کے لاؤڈ اسپیکر پر پابندی لگانے کا مسئلہ، بابری مسجد یا رام جنم بھومی کا مسئلہ یا مسئلہ کشمیر۔ یہ سارے مسائل اس لئے الجھ گئے اور

الفیل پر کھائی۔ بینے لگے کہ حل چاہنے والوں نے دل کی شمعیں نہیں جلائیں۔ دل میں بغض کا کفر رکھ کر حل کے نورِ ایماں کو تلاشنا کوہ بے ستوں سے جوئے شیر لانے کے مصداق ہے۔ شاہ بانو طلاق کے مسئلے پر ہی سوچئے ایک معمر قانون داں نکاح کے بعد اپنی بیوی شاہ بانو کی عمر عزیز ستر سال ہونے تک اسے نبھاتا کا اور یکایک اس دانشور ایڈوکیٹ نے اس عظیم عمارت کو ڈھانے کی سوچی ایک ہمارے شاعر نے کیا خوب کہا ہے

کچھ تو مجبوریاں رہی ہوں گی

یوں کوئی بے وفا نہیں ہوتا

لیکن ایسا کوئی تو تنہ سیاسی شطرنج کے بازیگروں کے ہاتھ لگ جاتا ہے تو اسے استعمال کر کے ایک مسئلہ لا حل بنا کر عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ انہیں اپنا الو سیدھا کرنے سے مطلب سیاست عجیب کھیل ہے۔ اس میں مذہب انسان ہوتا ہے نہ مسلمان۔ یہ استثنائے چند اس سمت میں شیطان ملتے ہیں۔ ان کا مذہب سیاست، دھرم سیاست، سوا سیاست کے انہیں اور کچھ نہیں سوجھتا۔ مثالیں ماشاءاللہ ہمارے سامنے ہزاروں ملت فروشوں کی ہیں۔ جن کے ماشاءاللہ یا ان چہرے دیکھتے ہی اب کراہت سی محسوس ہونے لگی ہے۔ ہمارا بھی دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت۔ قصہ مختصر اسلام سے محبت نہیں خدا واسطے کا بیر رکھنے والے ان مداریوں کو جب شاہ بانو طلاق کا مسلہ ہاتھ لگا تو اسے خوب اچھالا پرسنل لا میں تبدیلی چاہنے والے ضدی لوگ اپنے دل کی شمع نہ جلا سکے۔ مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے زعم میں شاہ بانو کو اندرا گاندھی جیسی شہرت دلا کر بھی باطل حق ہو بانہ کا اور پھر اس مسئلے کی ضرورت نہیں رہی تو یہ مسئلہ ہی ہندوستان کے سیاسی افق سے گدھے کی سینگوں کی طرح نقش کو کن

غائب تھا۔ جب کوئی خودساختہ پیچیدہ مسئلہ درپیش ہو تو ہمارے نیتا حل تلاشنے کے لئے کمیشن مقرر کرتے ہیں جی چاہتا ہے علی سردار جعفری کا مشہور شعر تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ ان کو سنادیں۔

آپ تو خود ہی ایک مسئلہ ہیں

آپ کیا مسئلوں کا حل دیں گے

مسلمانوں کو اسلامی شریعت نے چار بیویوں سے نکاح کی اجازت دی ہے اس پر آتش بپا ہو کر واویلا مچایا جاتا ہے۔ دلیپ سنگھ ہی کے انداز میں ان سے مؤدبانہ دریافت کیا جائے۔ مہاشے اسی بھارت میں دیگر قوم کے اونچے طبقے کے مہاپرش بغیر کسی خوف کے چار چار 'رکھیل' رکھتے ہیں یہ ان کا اپنا نجی مسئلہ ہے۔ ہم اس پر ذرا بھی واویلا نہیں مچاتے لہذا جن چار بیویوں سے نکاح کی اجازت ہمیں ہمارے مذہب نے دی ہے اس پر آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے معاشرے میں والد کی دوسری بیوی کو پہلی بیوی کی اولاد امی جان پکارتی ہے اور عزت واحترام ان کی نگاہ میں اس کے لئے وہی ہوتا ہے جو ان کی اپنی ماں کے لئے ہوتا ہے۔ اسی لئے جب پریا ٹینڈولکر نے ڈاکٹر عبدالکریم نائک سے پوچھا Doctor, How many wives do you have ? (ڈاکٹر صاحب! آپ کی کتنی بیویاں ہیں؟) تو ہمارے ڈاکٹر صاحب نے مسکرا کر بلا جھجک فی البدیہہ کہہ دیا "Only Two" (صرف دو) اس سے یہ مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ہمیں چار تک تو اجازت ہے لیکن میں نے صرف دو ہی سے نکاح کیا ہے۔ عندالضرورت ڈاکٹر صاحب کا شارٹ بٹ سویٹ جواب سن کر بڑا قہقہہ لگا ان کی زوجہ ثانی محترمہ جو انٹرویو میں ان کے ساتھ تھیں خوش نظر آئیں۔ دوسری عقدِ ثانی کی مثال ہمارے محترم دوست علی ایم

ن ن سے جنہیں میں 'ذی النورین' کہتا ہوں۔ شمسی نے
ن انگریزی رسالہ 'ساؤے' کو کئی سال قبل اس سلسلے میں بڑا
دلدانہ دیو دیا ہے۔ کئی تقریبات میں میں نے اس پاکیزہ
ثاث کو ایک ساتھ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ عالی ہمت علی
سے مخاطب اق سے تعارف کروا رہا ہے کہ یہ میری پہلی زوجہ
محترمہ ہیں اور یہ دوسری۔ بہت ہی مست و مخمور ہے عالی
جناب کا خوشگوار سنسار! سارے اراکین خانہ ایسے متحد جیسے
سبھی ایک ہی تسبیح کے دانے ہیں۔ دونوں سوکنوں میں وہ
روایتی جلاپا ذرا بھی نہیں اور دونوں کے متحدانہ کاوشوں سے
خانہ بہترین نمونہ جنت الفردوس ا۔ ہمارے ہزاروں دوستوں
میں مد ... احباب ہی ذی النورین ہیں ورنہ ہم سب ایک
ن ... خالق باری مان کر اسی پر اکتفا کئے ہیں۔ اس مہنگائی
نے پیٹ ہی کمر توڑ کر رکھ دی ہے مسلہ راؤ اور کیسری جیسے
میاں نے اتنا سنجیدہ بنا دیا ہے کہ پیاز کی قیمتیں سن کر آنکھوں
میں پانی آجاتا ہے اور ٹماٹر کا بھاؤ جان کر منہ لال ہوتا ہے
ایسے میں دوسری بیوی کا خیال کرنا غلط بات ہے خواب میں
اس کی زیارت ہو جائے یہی بہتر ہے۔" ہمارے پڑوسی شرد
... کی ایک رنگیلی تناہو پوری میں علیحدہ مکان میں رہتی
ہے۔ کل جب بات بات میں اس کا ذکر آیا تو شرد راؤ کا بیٹا
... راہ کالی ... کر چلایا" یہ چڑیل ہمارے پتا جی کی
رنگیلی ہے۔" اب ذرا دل میں شمع جلائیے اور اپنے دانش
مندانہ فیصلے سے ہمیں آگاہ فرمائیے کہ چار بیویاں کرنے کی
اجازت ... یار کھیل رکھنے والا گورکھ دھندا بھلا۔ فیصلہ آپ
کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ جھگڑے خدارا چھوڑیے اور اقبال کا
تعریف ... گزار فرمائیے۔

تکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

نقش کوکن

آپ پوچھئے ہم بتائیں گے

مسٹر تابڑ توڑ

اپنے سوالات (زیادہ سے زیادہ تین) پوسٹ کارڈ یا انلینڈ لیٹر پر صاف اور خوشخط لکھ کر پتہ ذیل پر ارسال فرمائیں۔ خیال رہے کہ نقش کوکن مذہبی جریدہ نہیں ہے۔ سوال بھیجنے والے کا نقش کوکن کا خریدار رہونا شرط نہیں، ہاں وہ خریدار میں شامل ہوجائیں تو ہم شکر گزار رہوں گے۔

پتہ: "مسٹر تابڑ توڑ" ماہنامہ نقش کوکن ۳۴ اے نوانگر ایم ڈی نائیک روڈ، مجگاؤں ممبئی ۴۰۰۰۱۰

اکرام عبدالطیف کھوت - پالا گلی، ڈونگری

سوال: ریسٹورنٹ اور CAFE میں کیا فرق ہے؟

ج: دونوں چائے خانہ ہیں مگر ریسٹورنٹ میں انواع واقسام کے کھانے بھی دستیاب ہوتے ہیں CAFE میں صرف چائے کافی وغیرہ حاصل ہوتی ہیں۔

سوال: مٹکے میں پانی ٹھنڈا رہتا ہے مگر اس میں برف ڈالدی جائے تو وہ اپنی خاصیت چھوڑ دیتا ہے ایسا کیوں؟

ج: مٹی کے برتنوں میں باریک باریک مسام ہوتے ہیں ان سے رس کر پانی باہر آجاتا ہے اور عمل تبخیر کے نتیجہ میں پانی ٹھنڈا رہتا ہے۔ جب برف مٹکہ میں ڈالدی جائے تو برف کی ٹھنڈک سے مٹی سکڑ کر اس کے مسامات بند ہو جاتے ہیں۔ اور عمل تبخیر بند ہو جاتا ہے نتیجہ میں پانی ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

اسمٰعیل حسین مُلّاجی ۔۔۔۔ پاکموڈیا اسٹریٹ۔ ممبئی

سوال: مردوں کے ہاتھوں میں (دستی) رومال بڑا ہوتا ہے مگر پرس (PURSE) چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر عورتوں کا پرس بڑا اور رومال چھوٹا ہوتا ہے۔ ایسا کیوں؟

ج: اسے عورتوں کی فطرت سمجھئے۔ وہ جب بھی کوئی کام کریں گی مردوں کے برعکس ہی کریں گی۔

سوال: معلم اور مبلغ میں کیا فرق ہے؟

ج: معلم تعلیم سے آشنا کرتا ہے اور مبلغ تہذیب سے۔

پروین سلطانہ اکبر آرائی۔ کوسہ۔ ممبرا ضلع تھانہ

سوال: جب ہم کسی چیز کو گرمی پہنچاتے ہیں تو وہ سیّال بن جاتی ہے مگر جب ہم انڈے کو

اگلتے ہیں تو سفیدی اور زردی ٹھوس بن جاتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟

ج : پروٹین کی یہ خاصیت ہے کہ وہ گرم کرنے پر ٹھوس شکل اختیار کر لیتی ہے۔ انڈے میں پروٹین بہ نسبت دوسری اشیاء کے بہت زیادہ ہے لہٰذا جب گرم کیا جاتا ہے تو پروٹین ٹھوس ہو کر زردی اور سفیدی کو بھی سخت بنا دیتی ہے۔

جواد غلام حسین کنکے۔ دھور، ضلع رائے گڈھ

سوال : دُنیا میں کل کتنے اسلامی ممالک ہیں؟

ج : ۳۹ انتالیس۔

سوال : انسان حقیقت کو کب پہچانتا ہے؟

ج : جب اسے شعور و آگہی حاصل ہو۔

سوال : ہندوستانی کرکٹ ٹیم میں مسلم کھلاڑیوں کو کھیلنے کا کیوں موقعہ نہیں دیا جاتا۔

ج : ہندوستانی کرکٹ کی تاریخ میں آج تک بہترین کپتان منصور علی خان پٹوڈی، محمد اظہر الدین اور وکٹ کیپر سید کرمانی رہے ہیں۔ کیا یہ لوگ موقعہ ملے بغیر اپنا ریکارڈ قائم کر سکے۔

افتخار حسین آزاد۔ ملت نگر، اندھیری۔ ممبئی

سوال : میرے پاس نام بھی ہے۔ کام بھی ہے اور تام جھام بھی پھر بھلا مجھے لوگوں سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ج : اللہ سے ڈریئے اور اس کا شکر بھی ادا کیجیے کہ اس نے تمہیں نام دیا، کام دیا اور تام جھام بھی ورنہ اس دور میں دشنام اور بدنام بھی آتے ہیں۔

سوال : مردوں کے لئے شادی کرنے کا حق ۲۱ ویں سال میں حاصل ہوتا ہے جبکہ عورتوں کے لئے عمر کی قید ۱۸ سال ہے۔ یہ تفاوت کیوں ہے؟

ج : یہ تفاوت سن بلوغیت میں فرق اور قدرتی نظام جسمانی کی وجہ سے ہے۔

شیخ فیروز سہیل شیخ عنایت مدنی نگر گلی نمبر ا مالیگاؤں

سوال : مشہور ماہر تعلیم مبارک کاپڑی کا پتہ بتائیے

ج : کریٹیو ایڈس، ۲۵۵ ایس وی پی روڈ، ڈونگری۔

سوال : نقش کوکن میں افسانوں کا سلسلہ شروع ہوگا یا نہیں؟

ج : نقش کوکن ایک معلوماتی جریدہ ہے افسانوں کو جگہ دینا مشکل ہے۔

سوال : نقش کوکن میں انعامی مقابلے کب شروع ہوں گے؟

ج : نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام تعلیمی مقابلے (انعامی) پچھلے چند سالوں سے جاری ہیں۔ جس میں سیکنڈری کے طلبا اپنے ہائی اسکولوں کی طرف سے حصہ لیتے ہیں۔

اشفاق عمر کوپلے، امبر گھر، داپولی، رتناگری

سوال : اولمپک کھیلوں کا اولین انعقاد کب ہوا۔

ج : اولمپک کھیل ۱۸۹۶ء میں شہر ایتھنز میں کھیلے گئے۔

گرتے بالوں کو روکنے کا بین الاقوامی انکشاف

برسوں کی تحقیق اور تجربے کے بعد انڈین ہربو پروڈکٹس نے کامیابی کیساتھ آزمودہ جڑی بوٹیوں سے **گریس ہربل ہیر ٹانک** کے نام سے یہ تیل آپ کے بالوں کو بھرپور وٹامن ای اور پروٹین دیتا ہے یہ ایک لاجواب جڑی بوٹیوں کا مجموعہ جو آپ کے بالوں کو قوت بخشتا ہے اور اسے علاوہ ازیں یہ روسی کو جڑ سے ختم کرتا ہے۔ یہ ایک نایاب قدرت کا عطیہ ہے جو انڈین ہربو پروڈکٹس اپنے تجربہ سے تیار کیا ہے۔ **گریس ہربل ہیر ٹانک** بالوں کا لاجواب تیل ہے جو بال کو خوب بڑھاتا ہے اور گہری نیند کہ علاوہ دن بھر تروتازگی بخشتا ہے۔ **گریس ہربل ہیر ٹانک** بالوں کا تیل ہے جسے انڈین ہیر بو پروڈکٹس نے اعلی پیمانہ پر تمام جڑی بوٹیوں کو کشید کر کے تل کے تیل میں تیار کیا ہے۔ شروع شروع میں اسے لگانے پر کمزور اور بال گر سکتے ہیں لیکن بعد میں مسلسل کے استعمال سے بال تیزی سے اگیں گے۔ زمانہ قدیم کہ جدوجہد کے بعد انڈین ہربو پروڈکٹس نے یونانی اور آیورویدک شدہ نایاب ۲۲ر جڑی بوٹیوں کے علاوہ موز تانا کے عرق کو کشید کر کے گریس ہربل ہیر ٹانک تجربہ کار حکماء کہ زیر نگرانی تیار کیا جاتا ہے۔ یہ تیل ہر طرح کے امراض سے مبراء اور بے زور ہے۔ **گریس ہربل ہیر ٹانک** یہ اپنی نوعیت کا واحد تیل ہے جو بالوں کو مکمل طور پر صحت مند اور گرنے سے روکنے میں بھرپور ہے علاوہ ازیں یہ روسی کو جڑ سے ختم کرتا ہے۔ اور دن بھر تروتازگی کے علاوہ گہری نیند لاتا ہے۔ قدرتی جڑی بوٹیاں جیسے جٹاماسی، ریٹھا، آنولہ، شکاکائی، سلاجیت، باوچی، دودھی، گلاب، حنا وغیرہ کو تیل میں حل کیا جاتا ہے۔ تاکہ سر کی جلد کے سوراخوں میں آسانی سے پیوست ہو سکے۔ اور بالوں کو مضبوطی سے جکڑے رکھنے کی توانائی سر کر حاصل ہو۔ بالوں کو رنگنے سے ان پر برا اثر مرتب ہوتا ہے، اور پروٹین کی کمی بالوں کو بوسیدہ اور بے جان کر دیتی **گریس ہربل ہیر ٹانک** سے بالوں کو پھر سے نئی زندگی ملتی ہے۔ اس میں توانائی بخشنے والے خاص اجزاء شامل ہیں۔ جو بالوں میں کیراٹین (Koratin) کے توازن کو قائم کرکے اسے مضبوطی سے جمے رہنے میں مدد دیتے ہیں اور بالوں کی قدرتی رنگت کو واپس لے آتے ہیں۔

گریس ہربل ہیر ٹانک ہر عمر کے لوگوں یعنی بچے بوڑھے مرد و عورت بھی کے لئے مفید ہے اس کا کوئی مضر اثر نہیں پڑتا ہے۔

گریس ہربل ہیر ٹانک سرکاری لیبارٹیریز کا تصدیق شدہ ہے۔ بالوں کے ماہرین ڈاکٹر، ادارہ صحت اور بیوٹیشن اس کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں۔ یہ پی ایچ (PH) اور آئی ایس (IS) کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ **گریس ہربل ہیر ٹانک** وٹامن اور پروٹین سے بھرپور ہے۔ اس لئے پورے بھروسے کے ساتھ بالوں کو گریس کے ذریعہ سنوارا جا سکتا ہے۔ اسکی نشو و نما، خوبصورتی، اور صحت کو دوبارہ زندگی مل سکتی ہے۔

اجزاء :۔ اسالوسس اور پلبیرا۔ یہ دونوں ایسی جڑی ہیں جو بالوں کو گرنے سے روکتی ہیں اور بالوں میں نئی جان ڈال دیتی ہیں۔ ریٹھا، آملہ، تلسی نیم، یہ ایسی مرکب جڑی بوٹی ہیں جنہیں آیوروید اور یونانی حکماء نے برسوں کی جدوجہد کہ بعد تلاش کیا ہے۔ یہ ادویہ بالوں کو نئی زندگی کہ علاوہ اسمیں نئی روح پھونکتی ہیں جس سے بالوں میں قدرتی چمک، رونق پیدا ہوتی ہیں۔ موز تانا سے کشید کردہ عرق جو بالوں کی زندگی کے لئے بے حد موثر ہے اور اس سے قبل از وقت بالوں کی سفیدی سے روکتا ہے۔ اور اسمیں بھرپور طاقت پہونچا کر اسمیں قدرتی چمک دمک کو قائم رکھتا ہے۔ برگ حنا، برگ گلاب، باوچی، کدو، اور تخم ریٹھا یہ مجموعی مرکب دماغ اور بالوں کے صحت کیلئے تریاق کا کام کرتی ہیں۔ اور تمام دن فرحت آموز آسودگی کے علاوہ بالوں کو توقع سے زیادہ ترو تازگی پہونچاتی ہیں۔ سر کو ٹھنڈا اور بالوں کو جڑ سے پکڑ کر رکھتی ہیں۔ شکاکائی، برہمی اور باوچی، زمانہ قدیم سے آیوروید اور یونانی طریقہ علاج میں روسی اور بالوں کو گرنے سے روکنے میں استعمال بطور تریاق کہ ہوتا چلا آرہا ہے اور یہ جڑی بوٹیاں اس علاج کیلئے مکمل معجزائی اثر رکھتی ہیں۔ یہ بالوں کی پیدائش کیلئے بھرپور طاقت بخش ہیں اور قبل از وقت عمر درازی کے اثر سے بالوں کی سفیدی میں کمی پیدا کرتی ہیں۔ یہ دردِ سر کو دور کر کے بے چینی کو ختم کرتا ہے۔ اور گہری نیند بخشتا ہے۔ اسکے استعمال سے تمام دن ترو تازگی کے علاوہ ایک پرسکون تخلیات دماغ کو بخشتا ہے۔ بھرنگ راج۔ یہ بھی زمانہ قدیم سے بالوں کے علاج میں استعمال ہوتا ہے۔ اور بہت ہی مجرب اور سود مند جڑی ہے۔ بھرانسی۔ یہ قدرت کا ایک بہترین عطیہ ہے جو بالوں کے تمام امراض کو جڑ سے ختم کرتا ہے۔ اور اس کے نشو و نما میں مکمل روح پھونکتا ہے۔

طریقہ استعمال :۔ استعمال سے پہلے اس کو ٹانک اچھی طرح ہلائیں۔ بھرپور سر میں آہستہ آہستہ ملیں۔ پھر دھیرے دھیرے انگلیوں کو گھماتے ہوئے بالوں کو مالش کیجئے۔ **گریس ہربل ہیر ٹانک** میں کوئی اور تیل نہ ملائیں ایسا کرنے سے اس کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کا بہترین اثر ظاہر ہو جائے تو بالوں کو صحت اور رونق بر قرار رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً گریس کا استعمال جاری رکھیں۔

تیار کردہ: انڈین ہربو پروڈکٹس

رضوی محل، واٹر فیلڈ روڈ، باندرہ، بمبئی۔ انڈیا

نوادرات

(نووارد عامی کے قلم سے)

رسول کریمؐ کی سیرت طیبہ پر پچھلے چودہ سو سالوں میں بے شمار کتابیں تصنیف و تالیف کی گئی ہیں۔ سیرت رسولؐ کی سب سے بڑا ماخذ تو احادیث ہیں جن کے انضباط اور تدوین میں پیروانِ رسول نے اس قدر محنت کاوش اور جانفشانی سے کام کیا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ مخصوص طریقے پر عربی زبان میں اس کی پہلی کوشش۔۔۔۔۔رسولؐ سے ہوئی پھر ابن اسحاق نے سیرت پر پہلی کتاب مرتب کی۔ ابن اسحاق کی ولادت ۸۵ھ ۷۰۴ء بتائی جاتی ہے۔ تاریخ وفات کی روایتوں میں اختلاف ہے۔ ۱۵۰ھ اور ۱۵۲ھ کے درمیان سمجھ لینی چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ اصل کتاب اب ناپید ہے۔ دوسری سیرت کی کتاب ابن ہشام کی سیرۃ النبی کامل ہے جس میں ابن الحق کے کتاب کی پوری تقسیم اس طرز سے کی گئی ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب سے لوگوں کو بے نیاز کر دیا ہے۔ ابن ہشام کی کتاب کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ ابن ہشام کی تاریخ ولادت کے متعلق کوئی روایت نہیں ملتی۔ البتہ سال وفات بعض روایتوں کے مطابق ۲۱۳ھ (۸۲۸ء) ہے۔ بعض دوسری روایتوں کے مطابق ۲۱۸ھ (۸۳۳ء) ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہی ابن ہشام کی کتاب بعد کی تمام کتابوں میں بڑے ماخذ کا کام دیتی ہے۔

عاشقان رسولؐ نے سیرت پر مختلف زاویوں سے نظر ڈالتے ہوئے رسول کریمؐ کی سدا بہار زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرتے ہوئے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے ہیں۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور آئندہ بھی تا قیامت جاری رہے گا۔ صرف عربی زبان میں ہی نہیں دوسری زبانوں میں بھی کافی لٹریچر اور مواد حاصل ہے۔ اس سلسلے کی ایک تازہ مثال نادر اسلوب بیان اختیار کرتے ہوئے مفسر القرآن مفتی اعظم محمد شفیع صاحب دیوبندی ثم کراچوی کے صاحبزادے ولی محمد لازمی کی کتاب ہادی عالم ہے۔ یہ کتاب اوسط سائز کے ۴۰۰ سے کچھ زائد صفحات پر مشتمل ہے اور دار العلوم کراچی نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۸۱ء مطابق ربیع الاول سن ۱۴۰۱ء میں شائع کی۔ کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت اور ندرت یہ ہے کہ پوری کتاب میں کہیں نقطہ والا حرف شامل نہیں ہے۔ مگر کہیں کہیں اس کے مؤلف نے بعض الفاظ کے لئے مروجہ رسم الخط سے مختلف رسم الخط استعمال کیا ہے۔ لیکن باینہمہ قاری اندازہ کر سکتا ہے کہ مؤلف نے کس قدر شدید محنت، کاوش اور جانفشانی سے کام لیا ہوگا کہ خالص بے نقط حروف کے استعمال سے ایک ایسی کتاب تالیف کی کہ اس میں سیرت کے تمام اہم پہلو سمائے گئے اور اردو زبان میں اس نئی ادبی صنعت کو نبھانے میں حقائق اور واقعات کی اصلیت کو قربان نہیں ہونے دیا اور واقعات کی صحت کا بھی پورا اہتمام کیا ہے۔ یہ کتاب مؤلف کی محیر العقول والہانہ محبت رسولؐ و شگفتگی کا بڑا مظہر ہے۔ خود مؤلف نے سطور اول، میں اپنے اس معرکہ کو اردوئے معرا کی اساس پر اردو کا اک کامل رسالہ موسوم کیا ہے۔

مذکورہ تالیف پر ہند و پاک کے اخبارات میں بہت سے تبصرے شائع ہوئے ہیں۔ اور اس کے محاسن اور مناقب

... روشناس کیا گیا ہے۔ پچھلے چند مہینوں ... بمبئی نے اپنے قارئین کے لئے اپنے ... پر ایڈیٹوریل مضمون کے بالمقابل اس کے ...ات سلسلہ وار دینا شروع کر دئے ہیں۔ تاہم اس عاجز ...الحروف کا خیال ہے کہ اردوئے معریٰ میں لکھی ہوئی ... کتاب کی چند خصوصیات کا اعادہ قارئین نقش کوکن کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

کتاب کے علمی وسائل کی فہرست بھی صفحہ ۱۹ پر دی ہوئی ہے جو حسب ذیل ہے۔

(۱)	تفسیر معارف القرآن	مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیعؒ
(۲)	سیرت خاتم الانبیاء	،، ،،
(۳)	صحیح بخاری اردو	مطبع سعیدی کراچی
(۴)	سیرت مصطفیٰ	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
(۵)	طبقات ابن سعد اردو	نفیس اکیڈمی کراچی
(۶)	اصح السیر	حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف داناپور
(۷)	سیرت النبی جلد اوّل	مولانا شبلی نعمانی
(۸)	تاریخ اسلام	مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی
(۹)	دینیات جماعت ہفتم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
(۱۰)	الخد	دارالاشاعت کراچی
(۱۱)	اردو لغت	مولانا عبدالحق

ہمارا کلمہ اول بھی جو ۲۴ حروف پر مشتمل ہے غیر منقوط ہے اور جیسا کہ مؤلف کے بھائی جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی نے کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے ابوالقاسم حریری نے اپنے مقامات میں سب سے پہلے عربی زبان میں اس نادر اسلوب بیان کا مظاہرہ کیا۔ حریری کے مقامات کا اٹھاسویں مقامے میں جو خطبہ درج ہے اس میں نقطہ والا کوئی حرف مستعمل نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حریری نے اپنے مقامات کے انیسویں مقامہ میں تو اور کمال کر دکھایا ہے۔ اس پورے مقامے کے لئے انہوں نے ایسا اسلوب بیان اختیار کیا ہے کہ ایک لفظ بغیر نقطوں سے بنا ہوا ہے تو دوسرے لفظ کا ہر حرف نقطہ والا ہے۔ غیر منقوط حروف والے تمام الفاظ کے استعمال سے یہ طریقۂ بیان نہایت مشکل معاملہ ہے لیکن حریری نے پورے مقامے میں اس کو برتا ہے۔ ویسے فیضی کی عربی زبان میں غیر منقوط قرآن کی تفسیر موسوم بہ سواطع الالہام ؟عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہے۔ سواطع الالہام کا مطبوعہ نسخہ دارالعلوم امدادیہ بمبئی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اور عاجز راقم الحروف نے اس کو بذات خود دیکھا ہے۔

قارئین کے قدر دان کے لئے مؤلف نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا جو ترجمہ کیا ہے وہ مثال کے طور پر یہاں پر دہرایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے

'اللہ کے اسم سے کہ عام رحم رحم والا اور کمال رحم والا ہے'

اردوئے معرا کی اس غیر معمولی تالیف کے مطالعہ سے اس عام راقم کو ایک بات کا خاص انکشاف ہوا جو کسی دوسری سیرت کی کتاب میں دیکھنے میں آئی۔ وہ یہ کہ رسول اللہؐ کی بعثت سے پہلے بھی مکہ کے قریش میں مہر اور خطبۂ نکاح کا رواج تھا اور رسول کریمؐ (جو کہ اس وقت محمد بن عبداللہ ہی تھے رسالت سے مبعوث نہیں ہوئے تھے) کے حضرت خدیجہ الکبریٰ سے نکاح کے موقع پر آپؐ کے عم محترم حضرت ابو طالب نے خطبہ پڑھا تھا۔ اور بیس اونٹنیاں مہر مقرر ہوا تھا۔ اس خطبہ کا عربی متن مؤلف نے صفحہ ۵۸ کے دامنی حاشیے میں درج کیا اور اس کا اردو ترجمہ اپنی مخصوص اردوئے معرا کی عبارت میں کر دیا ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے عربی متن اور اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا

جاتا ہے۔

الحمدللّٰه الذی جعلنا من دریة ابراهیم و درع اسماعیل و صنقی معد و عصر مضر و صنة بیته وستواس حرمه . وجعل لنا بیتاً محجوباً و حرماً آمنا وحعلنا الحکام علی النّاس ثم ان ابن اخی محمد بن عبداللّٰه لا یوزن به رحل الاّ رحج به وان کان فی المال قل ، فان المال ظل زائل و أمر حائل و محمد من قد عرفتم قرابته ، مبی قد خطب حدیجة بنت حویلد ، و بذل لها من الصداق ما اجله من مالی عشرین بعیرا وهوواللّٰه بعد هذا له نباء عظیم

ترجمہ ۔ ساری حمد اللہ کے لئے ہے، اسی کے کرم سے معمار حرم (سلام اللہ علی روحہ) کی اولاد ہوئے اور اس کے ولد اوّل کے واسطے سے ہم سلسلۂ بعد کی طاہر اصل سے ہوئے۔ اسی کے کرم سے ہم کو حرم کی رکھوالی کا اکرام ملا اور ہم کو وہ مسعود گھر عطا ہوا کہ دور دور کے احصار و ممالک کے لوگ اس کے لئے راہی ہوئے۔ وہ گھر عطا ہوا کہ ہر کوئی وہاں آکر ہر طرح کے ڈر سے دور رہا۔ اسی گھر کے واسطے سے ہم کو لوگوں کی سرداری ملی ۔ لوگو! معلوم ہو کہ محمد (ﷺ) وہ مرد صالح ہے کہ مکہ کا ہر مرد اس کی ہمسری سے عاری ہے۔ ہاں! مال اس کا کم ہے مگر مال سائے کی طرح ہے۔ ادھر آئے ادھر ڈھلے ۔ اس کو دوام کہاں؟ سارے لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ مری سگی اولاد کی طرح ہے اور وہ اس صالح سے عروسی کے لئے آمادہ ہے اور ہمارے مال نے دس اور دس سواری اس کا مہر طے ہوا ہے اور اللہ گواہ ہے اس مرد صالح کا معاملہ اہم ہے وہ سارے لوگوں سے مکرم ہے اور اس کی اساس محکم ہوگی۔

قارئین میں سے جنہوں نے ابھی تک اس تالیف کا مطالعہ نہ کیا ہو ان کو خاص تلقین کی جاتی ہے کہ وہ اس کا مطالعہ کر کے اس سے مستفید ہوں اور مؤلف کی گرانقدر ی کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی محنت کاوش اور عرق ریزی کی داد دیں۔

(ب) مؤلف ولی محمد رازی کی جانکاہ سعی سے شہ پا کر اس عاجز راقم نے ایک سے سو تک ہند سے غیر منقوط اردو الفاظ میں لکھنے کی ناقابل ذکر کوشش کی اور یہ تمام ہندسے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ طالبعلمانہ میلان اور استعداد کے حامل قارئین نقش کوکن کے لئے دلچسپی کا باعث ہو۔

۱ =	اک	۲۱ =	اٹھارہ دو اور اک
۲ =	دو	۲۲ =	اٹھارہ دو اور دو
۳ =	اک اور دو	۲۳ =	اک کم سولہ اور آٹھ
۴ =	دو اور دو۔ آٹھ کا آدھا	۲۴ =	سولہ اور آٹھ
۵ =	دو دو اور ایک	۲۵ =	اک کم سولہ اور دس
۶ =	دو کم آٹھ	۲۶ =	سولہ اور دس
۷ =	اک کم آٹھ	۲۷ =	سولہ دس اور اک
۸ =	آٹھ	۲۸ =	اٹھارہ اور دس
۹ =	آٹھ اور ایک	۲۹ =	اٹھارہ دس اور اک
۱۰ =	دس	۳۰ =	اٹھارہ دس اور دو
۱۱ =	دس اور اک	۳۱ =	ایک کم سولہ اور سولہ
۱۲ =	دس اور دو	۳۲ =	سولہ اور سولہ
۱۳ =	دس دو اور اک	۳۳ =	سولہ سولہ اور اک
۱۴ =	دو کم سولہ	۳۴ =	اٹھارہ اور سولہ
۱۵ =	اک کم سولہ	۳۵ =	اٹھارہ سولہ اور اک
۱۶ =	سولہ	۳۶ =	اٹھارہ اور اٹھارہ
۱۷ =	سولہ اور اک	۳۷ =	اٹھارہ اٹھارہ اور اک
۱۸ =	سولہ اور دو۔ اٹھارہ	۳۸ =	اٹھارہ اٹھارہ اور دو
۱۹ =	اٹھارہ اور اک	۳۹ =	اک کم آدھا اسّی
۲۰ =	اٹھارہ اور دو	۴۰ =	اسّی کا آدھا۔

[illegible] کم آدھا سو
[illegible] کم آدھا سو اور اک
[illegible] = [illegible] کم ساٹھ
۴۳ = اٹھارہ کم ساٹھ اور اک
۴۴ = سولہ کم ساٹھ
۴۵ = سولہ کم ساٹھ اور اک
۴۶ = سولہ کم ساٹھ اور دو
۴۷ = سولہ کم ساٹھ دو اور اک
۴۸ = دو کم آدھا سو
۴۹ = اک کم آدھا سو
۵۰ = آدھا سو
۵۱ = آدھا سو اور اک
۵۲ = آٹھ کم ساٹھ۔ آدھا سو اور دو
۵۳ = آدھا سو، دو اور اک
۵۴ = اٹھارہ اٹھارہ اور اٹھارہ
۵۵ = اک کم آدھا اسّی اور سولہ
۵۶ = اسّی کا آدھا اور سولہ
۵۷ = دس کم سرسٹھ
۵۸ = دو کم ساٹھ۔ دس کم اڑسٹھ
۵۹ = اک کم ساٹھ
۶۰ = ساٹھ
۶۱ = اکسٹھ
۶۲ = ساٹھ اور دو
۶۳ = ساٹھ، دو اور اک
۶۴ = ساٹھ دو اور دو۔ سولہ کم اسّی
۶۵ = سولہ کم اسّی اور اک
۶۶ = دو کم ساٹھ اور آٹھ
۶۷ = سرسٹھ
۶۸ = ارسٹھ

۶۹ = اک کم ساٹھ اور دس۔ اڑسٹھ اور اک
۷۰ = ساٹھ اور دس۔ دس کم اسّی۔ ارسٹھ اور دو
۷۱ = ساٹھ دس اور اک
۷۲ = آٹھ کم اسّی
۷۳ = اٹھارہ کم نوّے اور اک
۷۴ = دو کم ساٹھ اور سولہ
۷۵ = اک کم ساٹھ اور سولہ
۷۶ = ساٹھ اور سولہ
۷۷ = ساٹھ سولہ اور اک
۷۸ = دو کم اسّی۔ ساٹھ سولہ اور دو
۷۹ = اک کم اسّی
۸۰ = اسّی
۸۱ = اسّی اور اک
۸۲ = اسّی اور دو۔ اٹھارہ کم سو
۸۳ = اسّی دو اور اک
۸۴ = اسّی دو اور دو۔ سولہ کم اسّی
۸۵ = سولہ کم سو اور اک
۸۶ = دو کم اسّی اور آٹھ
۸۷ = اک کم اسّی اور آٹھ
۸۸ = اسّی اور آٹھ
۸۹ = اک کم نوے
۹۰ = اسّی اور دس۔ دس کم سو
۹۱ = اسّی دس اور اک۔ دس کم سو
۹۲ = اسّی دس اور دو۔ آٹھ کم سو
۹۳ = آٹھ کم سو اور اک
۹۴ = دو کم اسّی اور سولہ
۹۵ = اک کم اسّی اور سولہ

۹۶ = اسّی اور سولہ
۹۷ = اسّی سولہ اور اک
۹۸ = دو کم سو۔ اسّی اور اٹھارہ۔ نوے اور آٹھ
۹۹ = اک کم سو
۱۰۰ = سو

طالبعانہ کاوش رکھنے والی طبیعتیں اور متجسس افراد اس طرز پر ہزار تک ہندسے غیر منقوط اردو الفاظ میں لکھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

نقش کوکن

زکوٰۃ کی اہمیت

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ھیں کہ ھم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ھے، اور جو شخص نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز اللہ کے پاس مقبول نہ ھوگی، اور ایک دوسری روایت میں یہ ھے، ایسا شخص مسلم نہیں ھے جس کو اس کا عمل قیامت میں نفع نہ دے (طبرانی)

(ف) اسلام کے تمام فرائض کو ادا کرنا فرض ہے، کسی ایک فرض کو چھوڑنے سے کفر لازم آتا ہے، افسوس کہ بہت سارے مسلمان نماز تو پڑھتے ہیں زکوٰۃ نہیں دیتے، بہت سارے ایسے بھی ہیں جو اہتمام سے زکوٰۃ نکالتے ہیں لیکن نماز نہیں پڑھتے کچھ لوگ روزہ تو رکھتے ہیں لیکن نماز نہیں پڑھتے اسی طرح بعض مسلمان نماز روزہ سے غافل ہیں لیکن حج کے معاملہ میں سب سے آگے ہیں، واضح ہو کہ اس طرح بعض فرائض کو ادا کرنا اور بعض کو چھوڑ دینا کفر کی علامت ہے، اس سے کوئی فریضہ بھی قبول نہیں ہوتا۔

☆ لاجپت رائے

تبلیغ کیجیے!
حاجی محمد صابو صدیق کے جذبہ کی

۴ر دسمبر کو مجھے صابو صدیق انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے سابق طلباء کی انجمن "اوسا" کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعرہ میں مدعو کیا گیا تھا جو کہ اس انجمن کی ۲۵ویں سالگرہ کے سلسلے کی تقریبات کا حصہ تھا۔ صابو صدیق انسٹی ٹیوٹ، انجمن اسلام کی نگرانی میں چلتا ہے جس کی بنیاد بدرالدین طیب جی نے ڈالی تھی۔ وہی بدرالدین طیب جی جو عظیم مجاہد آزادی تھے اور جنہوں نے ۱۸۸۷ میں انڈین نیشنل کانگریس کے مدراس اجلاس کی صدارت فرمائی تھی۔

اس زمانے میں ہندوؤں کی طرح مسلمان بھی دو طبقوں میں منقسم تھے۔ ایک طبقہ انگریز نواز تھا جبکہ دوسرا قوم پرست۔ سر سید احمد خاں انگریزوں کے وفادار تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بدرالدین طیب جی جیسے روشن خیال مسلمانوں نے سر سید کی مخالفت کی اور انجمن اسلام کی بنیاد ڈالی تاکہ مسلمانوں میں تعلیم عام ہو لیکن اس تعلیم سے "انگریز نواز" نہ پیدا ہوں بلکہ وطن پرست اور سیکولر مسلمان جنم لیں۔

آج انجمن اسلام کی قیادت ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا کر رہے ہیں جو اس عظیم ورثے کے صحیح حقدار ہیں جو طیب جی جیسی عظیم المرتبت شخصیات سے منسوب رہا۔ "اوسا" کے صدر محمد ہارون کو یہ جان کر سخت حیرت ہوئی کہ ۱۹۴۸ء میں، میں بھی انجمن اسلام کا طالب علم تھا۔ ہر چند کہ انجمن میں تعلیم کا دورانیہ بہت مختصر رہا اور میں اس ادارے سے صرف تین ماہ وابستہ رہ سکا لیکن مجھے اسکول کا وہ دور اب بھی بہت اچھی طرح یاد ہے۔ پاکستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آنے کے بعد اسی مادر علمی نے مجھے پناہ دی تھی اور شاید یہی وابستگی تھی جس کی بنیاد پر مجھے مشاعرہ میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔ انجمن اسلام نے مسلمانوں میں تعلیم عام کرنے میں اہم رول ادا کیا لیکن وہ حاجی محمد صابو صدیق تھے جو صرف ۲۰ر سال کی عمر میں ایک ایسے وژن اور دور بین نگاہوں کے حامل تھے کہ یہ اوصاف ان کی عمر کو جھٹلاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اتنی کم عمری میں انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ مستقبل کی دنیا میں روایتی تعلیم کسی بڑے فائدے کی ضمانت نہیں دے سکے گی بلکہ وہ ٹیکنالوجی ہو گی جو کلیدی رول ادا کرے گی۔ حاجی محمد صابو صدیق میں انسان دوستی اور وسیع القلبی اور فیاضی کا ایسا قابل رشک جذبہ موجود تھا کہ اس زمانے میں انہوں نے ۱۸ر لاکھ کی خطیر رقم بطور عطیہ فراہم کی تاکہ ممبئی میں ایک ٹیکنیکل کالج قائم کیا جا سکے۔

حاجی صابو صدیق ۲۳ر سال کی بہت چھوٹی سی عمر میں انتقال کر گئے چنانچہ اپنے خواب کو شرمندہ تعبیر ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکے۔ آج اس انسٹی ٹیوٹ میں جو ان کے نام سے منسوب ہے ۵ر ہزار سے زائد طلباء تکنیکی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسے مہاراشٹر حکومت کے خود مختار پالی ٹیکنک کا درجہ حاصل ہے اور ریاست کا پروقار تکنیکی ادارہ تصور کیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کے لئے مستقبل کی کنجی صابو صدیق جیسے افراد کے ہاتھوں میں ہے جو مستقبل کے تقاضوں کو محسوس کر سکتے ہوں اور پیچھے دیکھنے کی بجائے آگے دیکھنے کا فریضہ انجام دے سکتے ہوں۔

ہندو فرقہ پرستی اس ملک میں موجود ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا تاہم اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی

بھی ہے جو اکثریتی طبقے کی اس فرقہ پرستی پر شور اور واویلا مچانے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ انہیں شاید نہیں معلوم کہ آج کا سب سے مالدار شخص برلا ہے نہ امبانی، مفت لال ہے نہ ہی ٹاٹا یا جاج، آج کا سب سے مالدار شخص عظیم پریم جی ہے، ایک مسلمان جو "ویپرو" نامی اطلاعاتی تکنالوجی سے متعلق کمپنی کا مالک ہے۔ اس شخص میں حاجی محمد صابو صدیق کا وہی جذبہ طر آتا ہے چنانچہ اس نے صابو صدیق کی عظمت کو ثابت کر دکھایا ہے۔ اگر آپ صابو صدیق یا انجمن اسلام جیسے نام نہ لینا چاہیں تو نہ لیں لیکن یہ ضروری ہے کہ آپ اس جذبہ کی قدر کریں جس سے صابو صدیق کا دل معمور تھا۔

ہمارا مسئلہ دراصل یہ ہے کہ ہماری پرورش ایک ایسے ماحول میں ہوئی ہے جو بندھے ٹکے اصولوں کا اسیر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ذہنیت بھی ایک مخصوص سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ ہم اگر کسی کے بارے میں کوئی تاثر قائم کر لیتے ہیں تو پھر وہ تاثر قائم ہی رہتا ہے۔ ہم اسے بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ صابو صدیق انسٹی ٹیوٹ میں ۵ ہزار طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان میں سے نصف تعداد ہندو طلباء کی ہے۔ یہی نہیں بلکہ انسٹی ٹیوٹ کے مختلف شعبوں میں ۳۰ سے ۴۰ فیصد اساتذہ بھی ہندو ہیں۔ میری خواہش ہوگی کہ شہر کا کوئی اخبار مختلف (ہندو انتظامیہ کے تحت چلنے والے) انسٹی ٹیوٹس کا سروے کرے اور خود دیکھ لے کہ وہاں کتنے مسلم طلباء کو داخلہ اور مسلم اساتذہ کو ملازمت ملتی ہے؟

مجھے یقین ہے کہ ایسا کوئی سروے کیا جائے تو وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہوگا۔ یہ اچھی بات ہے کہ "اوسا" کی صدارت اس کے بانی رکن محمد ہارون کو تفویض کی گئی ہے جو کہ جدید قدروں سے واقف اور اس سائنسی ذہن کے حامل ہیں جو ملک کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ چونکہ بہت سے طلباء غریب گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے "اوسا" انہیں دوپہر کا کھانا مفت فراہم کرتی ہے، اس نے ایک 'بک بینک' بھی قائم کر رکھا ہے اور ضرورت مند نیز مستحق بچوں کو اسکالرشپ بھی دیتی ہے۔

اوسا کی اس اسکیم پر اب تک ۳۵ لاکھ روپئے خرچ کئے جا چکے ہیں لیکن اس سے اب تک ڈھائی ہزار طلباء فیض یاب ہو چکے ہیں۔ یہ تنظیم جس کا نام "اوسا" ہے اس قدر فعال ہے کہ اس نے پویل میں پانچ ایکڑ کا ایک پلاٹ خریدا اور اسے انجمن اسلام کی نذر کر دیا ہے تاکہ اس پر ایک اور انجینئرنگ کالج تعمیر کیا جا سکے۔

ہر چند کہ "اوسا" کے پیش نظر کئی منصوبے ہیں لیکن میں یہ مشورہ دینا چاہوں گا کہ چونکہ اس تنظیم کے اراکین میں سب کے سب انجینئر ہیں اور وہ بھی مختلف شعبوں کے انجینئر، چنانچہ یہ لوگ مل کر ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کریں جنہوں نے بزنس مینجمنٹ بھی کیا ہو اور ان پر مشتمل امداد باہمی کے ادارے قائم کئے جائیں۔ یہ بات کس قدر قابل ستائش ہے کہ ہندوستان کے ۵۰ فیصد دستکار مسلمان ہیں، وہ بنکر ہیں وہ تانبے کے برتن بناتے ہیں۔ کانچ کی چوڑیاں بناتے ہیں، قالین، تالے اور ایسی ہی دوسری کئی چیزیں بناتے ہیں۔ ہندوستانی معیشت ان دستکاروں کے بغیر ادھوری اور نامکمل ہے لیکن معاشی اصلاحات کے نام پر حکومت جن پالیسیوں کو نافذ کرنے جا رہی ہے، ان کی زد میں یہی دستکار آئیں گے۔ اگر وہ امداد باہمی کے اداروں کی شکل میں دوسرے سیکولر تاجروں یا دستکاروں کے ساتھ اپنے آپ کو منظم نہیں کرتے تو نئی معاشی پالیسیاں انہیں تباہ کر کے رکھ دیں گی۔ "اوسا" میں ہارون ہیں اور میرے دوست شمیم طارق بھی جنہوں نے اسلامی معیشت پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ ایسے باکمال افراد اس ضمن میں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

❁

ناخدا محمد علی

روگھے مسجد

از : عزیز ملا

اسماعیل یوسف کالج جوگیشوری کا قیام ۱۹۳۰ء میں عمل میں آیا۔ سر محمد یوسف نے اس کالج کو قائم کرنے کے لئے ۸ ؍ لاکھ روپے کی ایک کثیر رقم مسلمان بچوں کو اعلیٰ تعلیم مہیا کرنے کے لئے اس وقت کے صوبہ بمبئی کے گورنر ودیعت کی۔ اس وقت کا صوبہ بمبئی موجودہ ریاست گجرات۔ مہاراشٹر۔ سندھ اور کرناٹک کے کچھ حصہ پر مشتمل تھا۔

اس وقت مسلمانوں میں اعلیٰ تعلیم کا فقدان تھا۔ مگر چند ہی سالوں میں کافی تعداد میں طلبہ نے داخلہ لیا۔ اس لئے ایک نئے ہوسٹل "خلیق ہوسٹل" کی تعمیر کرنی پڑی۔

جوگیشوری کی آبادی اس وقت کچھ زیادہ نہ تھی۔ اطراف میں نمازیوں کے لئے مسجد کا کوئی انتظام نہ تھا۔ کالج کے طلبہ کو نماز کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان تکالیف کے مدنظر اس وقت کے کالج کے پرنسپل ڈاکٹر محمد بذالرحمٰن دیگر مسلم عمائدین اور خود حکومت نے ۱۹۳۵ء میں روگھے چیریٹیز سے درخواست کی کہ مسجد کی تعمیر کا کام اپنے ہاتھوں میں لیں۔ یہاں روگھے چیریٹیز کے بارے میں مختصر روشنی ڈالوں تو نامناسب نہ ہوگا۔

مرحوم ناخدا محمد علی بن محمد حسین روگھے نے ۵ دسمبر ۱۸۶۲ء میں ایک بڑی جائیداد جو کوئنس روڈ پر واقع ہے اپنے مرحوم بیٹے فخر الدین کے نام سے وقف کی جو بعد میں روگھے چیریٹیز کے نام سے موسوم ہوئی۔ ناخدا محمد علی بن محمد حسن روگھے کا ۱۲۶۶ھ میں انتقال ہوا۔ ان کی وفات کے وقت محمد امین ان کے واحد بیٹے زندہ تھے۔ مگر محمد امین بھی ۱۸۵۷ء میں بہت ہی کم عمری میں انتقال کر گئے۔ ان کے دو بچے تھے۔ فاطمہ بی بی اور محمد علی ثانی۔ فاطمہ بی بی ۱۳۲۵ھ میں اور محمد علی ۱۳۲۸ھ میں بغیر کسی اولاد کے انتقال کر گئے۔ اس طرح واقف کی نسل کا اثر ۶۲ سال کے قلیل عرصہ تک ہی قائم رہا۔ مگر وقف کا فیض آج بھی جاری ہے۔

مندرجہ بالا درخواست پر اس وقت کے ٹرسٹیان (۱) جناب خان بہادر محمد اسماعیل کرتے (۲) مولوی عبدالرحمٰن بھاجی (۳) جناب محمود میاں اوکے نے اس درخواست کے تفصیلی جائزہ کے بعد فیصلہ کیا کہ کالج کے احاطہ میں ہی مسجد تعمیر کی جائے تاکہ کالج کے طلبہ کے ساتھ دیگر مسلمان بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ مسجد کی تعمیر کے لئے پچیس ہزار روپے کی رقم منظور کرنے کے بعد حکومت کو اپنے فیصلہ سے آگاہ کیا۔

حکومت نے ۱۲؍ مارچ ۱۹۳۵ء کو روگھے چیریٹیز کی تجویز کو منظور کیا اور کالج ہوسٹل کے پچھلے حصہ میں ۱۱۹۸ مربع گز قطعہ اراضی ایک روپیہ کی معمولی رقم پر مسجد کی تعمیر کے لئے چند شرائط پر دی گئی۔ جس میں (۱) کالج کے طلبہ و اساتذہ کے علاوہ کالج احاطہ کے باہر کے مسلمانوں کو مسجد میں عبادت کا اختیار دیا گیا اور (۲) مسجد کا نام مرحوم واقف "ناخدا

۔ علی روگھے" دینا شامل ہے۔ ٹرسٹیوں نے اس وقت کے مشہور چارٹرڈ آرکیٹکٹ گریکین بیٹلے وکینگ (Gregson Betley and King) کو مسجد کے نقشے بنانے کے لئے مقرر کیا۔ انہوں نے مختلف ڈیزائن پیش کئے جس میں گجرات کے مسلم فن تعمیر کے طرز پر بنائی ہوئی ڈیزائن کو پسند کیا گیا اور گورنر کی منظوری کے لئے بھیج دیا۔

گورنر کی منظوری کے فوراً بعد مسجد کی تعمیر کا کام مشہور مسلمان انجینئر جناب ابراہیم مستری کی ماتحتی میں تیزی سے شروع کیا گیا۔ ۱۹۸۱۱ مربع گز احاطہ میں پھیلی ہوئی مسجد کو ایک سال کے قلیل عرصہ (یعنی ۱۱ر مارچ ۱۹۳۶ء) میں مکمل کیا گیا۔ اس خوبصورت عمارت پر جملہ ۲۷۷۹۹ روپئے کی لاگت آئی۔ مسجد کی تعمیر سے نہ صرف کالج کے طلبہ کو بلکہ اطراف کے مسلمانوں کے لئے عبادت کا ایک مستقل ٹھکانہ میسر ہو گیا۔

۹۳۔ ۱۹۹۲ء کے منحوس فسادات میں مسجد کو بھی فسادیوں نے نشانہ بنایا۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۹۳ء کی صبح ۱۱ بجے فسادیوں نے اسے بری طرح جلا دیا۔ راقم الحروف نے پرنسپل اور پولس سے متعلقہ کاغذات حاصل کر کے حکومت سے مسجد کے نقصان کی تلافی کے لئے درخواست دی مگر اس وقت کے ریہبلیٹیشن (Rehabilitation) سکریٹری تیش ترپاٹھی نے بتایا کہ حکومت کی پالیسی کے تحت مذہبی اداروں کو امداد نہیں دی جاسکتی۔

ان حالات سے روگھے چیریٹیز کے ٹرسٹیوں (۱) مرحوم محمد امین روگھے (ان کی جگہ اب ان کے بھتیجے نوید روگھے) (۲) جناب عزیز ملا (۳) جناب محمد سعید منشی (۴) ڈاکٹر محمد عباس کھٹکھٹے (۵) جناب محمد مسعود بھاجی نے فیصلہ کیا کہ مسجد کی مرمت کا کام ٹرسٹ اپنے وسائل سے کرے گی۔ مشہور آرکٹیکٹ سارنگ اینڈ اسوسی ایٹس کی

نقش کوکن

خدمات حاصل کی گئیں اور کام کو تیزی سے شروع کیا گیا۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ مسجد کے بنیادی ڈھانچہ میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ مسجد کے اندرونی فرش اور دیواروں میں سنگ مرمر لگایا گیا۔ وضو کے انتظام کو بہتر کیا گیا۔ پانی کا معقول انتظام کیا گیا۔ ٹوٹے ہوئے گنبدوں کو اصلی روپ میں لانے کے لئے راجستھانی کاریگروں کی خدمات حاصل کی گئی۔ آج یہ مسجد پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی ہے ۔ ماہ رمضان المبارک میں مسجد کے پرسکون ماحول میں کافی تعداد میں عالم حضرات اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ شر پسند عناصر سے اس مسجد کو پاک رکھے۔ آمین۔

❋

محبت فاتح عالم

سلیمہ سراج سرویے ۔ ممبرا

بچوں سے پیار کیجیے۔ ان سے محبت کیجیے اور پیار کے ذریعے ان کا دل اپنی مٹھی میں بند کیجیے۔ آپ کی عزت واحترام میں بھی اضافہ ہوگا۔ سختی سے بچوں میں نفرت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بچہ ہمیشہ بچہ ہی نہیں رہتا۔ وہ بڑا ہو جاتا ہے اور انسان ماضی کو فراموش نہیں کرتا۔ مدرسوں اور اسکولوں میں اساتذہ بچوں سے نرمی سے پیش آئے۔ چھڑی کو الٹا کر پھینک دیں۔ ڈر اور خوف کی وجہ سے بچوں کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ اسکول سے غیر حاضر ہونے پر اپنی ماں کو اور کبھی اپنے باپ کو بیمار کہتا ہے۔ یا اپنی بیماری کا بہانہ کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ یا اللہ مجھے بیمار کر۔ طالب علم اگر بیمار ہوتا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے کہ آج میں اسکول نہیں جاسکوں گا۔ طالب علم آپ کے بچے ہوتے ہیں۔ انہیں پیار سے نصیحت کیجیے۔ پھر دیکھیے بچے آپ کے کتنے گرویدہ ہوتے ہیں۔

دارالرحمت ٹرسٹ ... کوسہ

دارالرحمت ٹرسٹ کوسہ کا قیام ۱۹۸۶ء میں عمل میں آیا
جسے یوسف پٹیل صاحب (مرحوم) کا تعاون حاصل ہوا اس
ادارہ نے پہلے مسلم ڈگری کالج قائم کرنے کا اعزاز حاصل کیا
ہے۔ ادارہ کے مقاصد میں پولی ٹیکنک برائے طالبات کا قیام
بھی شامل ہے تاکہ طلباء کے ساتھ ساتھ طالبات کو بھی
اسلامی ماحول میں تعلیمی سہولتیں حاصل ہوں اور وہ اکیسویں
صدی میں اس اعتماد کے ساتھ داخل ہوں کہ

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

ضلع تھانے اور مضافات کے مسلم تعلیمی اداروں میں
دارالرحمت ٹرسٹ کوسہ کو اس لحاظ سے خصوصی اہمیت
حاصل ہے کہ اس ادارہ نے مختصر سے عرصہ میں مسلمانوں
میں تعلیم کے پھیلاؤ کے لئے جو کام انجام دیے ہیں وہ نہ
صرف قابل تحسین ہیں بلکہ قابل تقلید بھی ہیں۔ ممبرا
اسٹیشن سے ڈھائی کیلومیٹر کے فاصلہ پر آباد ایک
قدیم بستی ہے جہاں پہلے گرام پنچایت تھی۔ یکم اکتوبر ۱۹۸۲ء
کو تھانے میونسپل کونسل کو تھانے میونسپل کارپوریشن میں
تبدیل کیا گیا۔ اس میں اطراف کے جو ۳۲ دیہات شامل
تھے ان میں کوسہ اور ممبرا بھی تھا۔ تھانے کارپوریشن کا
رقبہ ۱۲۸ مربع کیلومیٹر ہے قیام کے وقت یہاں کی آبادی ۴
لاکھ ۷۲ ہزار تھی۔ اب ۱۳ لاکھ تک پہنچ گئی ہے جبکہ ممبرا
اور کوسہ کی آبادی تین لاکھ سے زائد ہے جس میں مسلمانوں
کی اکثریت ہے اور زیادہ تر آبادی متوسط طبقہ پر مشتمل ہے۔
مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے
دردمند مسلمانوں نے دینی اور عصری تعلیم کے ادارے قائم

نقش کوکن

کئے اور مخیر حضرات نے دست تعاون دراز کیا آج یہاں دس
سے زائد تعلیمی ادارے ہیں جن میں دارالرحمت ٹرسٹ اس
لئے سرفہرست ہے کہ اسے اس علاقہ میں ڈگری کالج برائے
آرٹس، سائنس اور کامرس قائم کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا
ہے جس کے لئے اس ادارہ کے چیرمین حاجی عبدالسلام
راول، منیجنگ ٹرسٹی احمد مکلائی، خازن اسمٰعیل ویرانی، معاون
خازن عبدالعزیز کرمالی اور دیگر ٹرسٹیان مبارکباد کے مستحق
ہیں۔

ممبرا کوسہ اور ممبئی کے دردمند مسلمانوں نے
دارالرحمت ٹرسٹ نامی ادارہ قائم کیا اور پبلک ٹرسٹ ایکٹ
کے تحت رجسٹر کیا۔ ۱۹۸۶ء میں اس ادارہ کی نگرانی میں مسلم
لڑکیوں کے لئے یتیم خانہ کا قیام عمل میں آیا۔ بے سہارا
معصوم بچیوں کی دینی ماحول میں پرورش اور انہیں زیور تعلیم
سے آراستہ کرنے کے دینی جذبہ کے تحت قائم ہوئے اس
یتیم خانہ میں بارہ لڑکیوں کو داخل کیا گیا تھا۔ اب یہاں ڈھائی
سو سے زائد بچیاں پرورش پا رہی ہیں۔ جنھیں نہ صرف دینی و
عصری تعلیم سے آراستہ کیا جارہا ہے بلکہ مناسب و موزوں
رشتہ دستیاب ہونے پر بالغ لڑکیوں کو رشتہ ازدواج میں
منسلک کرکے ان کی زندگیوں کو سنوارنے کا کام بھی ہو رہا
ہے ضرورت ہے کہ ملی کاز سے ہمدردی رکھنے والے افراد
اس جانب متوجہ ہوں اور بچیوں سے نکاح کی سنت پر عمل
کریں۔

یتیم خانہ کے قیام کے بعد جب یہ محسوس ہوا کہ بچیوں
میں پرائمری تعلیم کی ضرورت ہے تو اسی سال عبداللہ پٹیل
پرائمری اسکول کا قیام عمل میں آنے پر ۶۸ بچیوں نے داخلہ

حاصل کیا۔ پرائمری اسکول میں بچیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ان کی ثانوی تعلیم کی ضرورت کا احساس کر کے ۸۷ء میں عبداللہ پٹیل گرلس ہائی اسکول کا قیام عمل میں آیا۔

جب کسی ادارے میں لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہو اور ان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کا کام بھی انجام دیا جاتا ہو تو والدین اور سرپرستوں کا راغب ہونا ایک فطری بات ہے۔ یہ بھی فطری بات ہے کہ والدین انگریزی تعلیم کے طلبگار ہوں۔ چنانچہ ادارہ کی نگرانی میں ۱۹۹۱ء میں عبداللہ پٹیل انگلش نرسری کلاس اور ۱۹۹۲ء میں عبداللہ پٹیل پرائمری اسکول قائم کیا گیا ابتداء میں جہاں ڈیڑھ سو بچے اور بچیاں زیر تعلیم تھیں اب وہاں ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ ۱۹۹۴ء میں عبداللہ پٹیل بوائز ہائی اسکول کا قیام عمل میں آیا جہاں پہلے سال ۵۴ طلباء کو داخلہ دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۹۶ء میں عبداللہ پٹیل جونیر کالج آف آرٹس سائنس اور کامرس قائم کیا گیا جس میں پہلے سال ۱۳۵ بچے زیر تعلیم تھے۔ دوسرے سال ان کی تعداد ۳۲۱ ہوئی اب تقریباً ۱۳۵۰ سو بچے زیر تعلیم ہیں۔

تعلیمی اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ ادارہ کے منتظمین نے بہتر نتیجہ حاصل کرنے پر بھی توجہ دی۔ بہتر نتیجہ اسی وقت حاصل کیا جاسکتا ہے جب تدریسی اسٹاف میں تعلیمی معیار کو بلند کرنے کا جذبہ ہو چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ادارہ کی تمام مدرسے کے اداروں میں زیر تعلیم تقریباً چھ ہزار طلباء و طالبات مطلوبہ معیار کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں۔ مارچ ۱۹۹۹ء میں ہوئے میٹرک کے امتحان میں بوائز ہائی اسکول کا نتیجہ ۹۲ فیصد تو گرلس ہائی اسکول کا ۹۶ فیصد رہا جبکہ ایک ہونہار طالبہ خدیجہ دستگیر عالم نے تمام مضامین میں سب سے زیادہ یعنی ۹۴ فیصد مارکس حاصل کر کے ممبئی ڈویژن کے تمام اردو اسکولوں میں اول آنے کا اعزاز حاصل کیا۔ ۴؍دسمبر ۹۹ء کو کوسہ میں NKTF کے تعلیمی مقابلہ کے جلسہ میں اس طالبہ کو NKTF نے شال پیش کر کے اسے اس کامیابی پر مبارکباد دی۔

عید کارڈ

از: سوگل بھارتی وزولی رائے گڑھ

عید کا کارڈ بھیج کر جاناں
کردیا تم نے خوب ہی احساں
زندگی کی بہار کا ضامن
یعنی دل کے وقار کا ضامن
خوشنما خوش نظر محبت بھرا
بن گیا ہے یہ کارڈ راحت بھرا
تم نے لکھ کر حنائی ہاتھوں سے
مجھ کو بہلا لیا ہے باتوں سے
میری خواہش تھی دید کی جانم
یعنی اک اصل عید کی جانم
تم جو آتے تو لطف بھی رہتا
مدعا میرا دل بھی کچھ کہتا
میں نظر بھر کے دیکھتا تم کو
دل میں رکھتا بسا تبسم کو
عید کے دن گلے لگا لیتا
تم سے ہستی کو میں سجالیتا
تم بھی نوگل سے پیار کرلیتیں
زندگی کا سنگھار کرلیتیں

عید مبارک
مسلمانانِ
عالم کی
خدمت
میں عید کی پرخلوص مبارکباد پیش کرتے ہیں
غین سنس ٹریڈرس
(پرائیویٹ لمٹیڈ)
پلاٹ نمبر ڈی/۲۹۵، ٹی ٹی سی انڈسٹریل ایریا تربھے ناکہ نیو بامبے ۷۰۵
فون فیکٹری: ۷۶۷۲۷۸۳/۷۶۱۵۹۹۲

ہماری پسند

شعر و سخن سے دل چسپی رکھنے والے قارئین
کیلئے ہر مہینے ایک عنوان دیا جاتا ہے۔ آپ کو اس عنوان
یا لفظ کو شعر میں استعمال کئے ہوئے تین اشعار ایک
پوسٹ کارڈ پر لکھ کر بھیجنا ہے۔ اشعار کے ساتھ شاعر
کا نام بھی ہو تو بہتر ہے ورنہ "نامعلوم" لکھئے مگر کارڈ
پر اپنا پورا نام و پتہ لکھنا نہ بھولئے۔ "ہماری پسند"
کا کوپن ساتھ میں لگا ہونا ضروری ہے۔

موصولہ تین اشعار میں سے کوئی بھی ایک
شعر آپکے نام سے اگلے شمارے میں شاملِ اشاعت ہوگا۔
تین اصحاب کا پینل آف ججز جس کسی کے شعر کو پسند
فرمائیں گے، اسے ایک کتاب بطور انعام بھیجدی
جائے گی۔ ہمارا پتہ یاد رکھئے:

"ہماری پسند"
C/O NAQSHEKOKAN. 43.A
NAVA NAGAR. M.D.NAIK.ROAD
MAZGAON NEAR DOCKYARD
ROAD RAILWAY STATION
MUMBAI 400010

اگلے شمارے کے لئے لفظ دیا جاتا
ہے "رقیب" ماہ جنوری کے اخیر تک ملنے والے
اشعار ہی زیرِ غور ہوں گے۔ مارچ ۲۰۰۰ء کے شمارے
میں اس کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

اس بار جن حضرات نے ہمارے دیئے ہوئے

عنوان "اشک" پر اپنی پسند کے اشعار روانہ
کئے ہیں ان کے نام ایک شعر کے ساتھ دیئے جا رہے ہیں۔

اشک کے دانے زمینِ شعر میں بوتا ہوں میں
۱۔ تو بھی رو اے خاکِ دلی داغ کو روتا ہوں میں
(ڈاکٹر اقبال)

مرسلہ: غلام اکبر عبدالغفور سرکھوت۔ ونی بیار، ضلع رائے گڈھ

اشک جدائی روک سکے نہ وہ اپنی پلکوں سے بکرؔ
۲۔ ہم نے تو اپنی آنکھوں میں دریاؤں کو روک لیا
(بکر بیوائی)

مرسلہ: بکر بیوائی۔ مقام بیوہ۔ تعلقہ منڈنگڈھ، ضلع رتناگری۔

جو ہم پہ گزری سو گزری مگر شبِ ہجراں
۳۔ ہمارے اشک تیری عاقبت سنوار چلے
(فیض احمد فیضؔ)

مرسلہ: عاطف دلوی۔ بارا پاڑہ۔ پنویل۔

کس کی آنکھوں سے بہے اشک خدا جانے مگر
۴۔ کوئی رویا ہے تیرے دامنِ تر سے پہلے
(مسرور)

مرسلہ: سراج اسمٰعیل مجاور۔ شر گاؤں۔ رتناگری

طوفاں اٹھا رہا ہے میرے دل میں سیلِ اشک
۵۔ وہ دن خدا نہ لائے جو میں آبدیدہ ہوں
(نظیر اکبر آبادی)

مرسلہ: کہکشاں گلفام سید، ٹھاکور واڑی، سندھو درگ

یہ اشک جو میری پلکوں پہ آکے ٹھہرے ہیں
۶۔ یہی تو ہیں دو اشک ترجمانِ حیات
(پرکار رتناگروی)

مرسلہ: داؤد ابراہیم حمدولے۔ شرشی۔ کھیڈ۔
ضلع رتناگری۔

تیری بات آئی تو ہونٹوں پہ سلگتی رہی آنچ
۸ اشک پینے کا سلیقہ بھی بڑا کام آیا..
(رشیدہ تسلیم)

مرسلہ: علی اسماعیل قاضی، واسفی، نئی ممبئی

کیوں چھلک پڑنے پہ آمادہ ہوئے لبریز جام
۸ اشک میں روحِ محبت ہو گئی تحلیل کیا؟
(ساقی تونڈیلوی)

مرسلہ: شبانہ۔ شاہنواز۔ اپر تونڈیل۔ مہاڈ۔ رائے گڈھ

واں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال
۹ یاں ہجوم اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا
(غالب)

مرسلہ: محمد ثاقب انصاری۔ وڈولی، شریوردھن، رائیگڈھ

اشکِ غم میں ڈبڈبا کر وہ گئے
۱۰ تارے جیسے جھلملا کے رہ گئے
(نامعلوم)

مرسلہ: ریشماں لیاقت مقدم، سارنگ ڈالولی، رتناگری

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
۱۱ دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں
(نامعلوم)

مرسلہ: تبسم آرا نذیر احمد مہاڈکر، شیگرہ، مروڈ۔ رائیگڈھ

اٹھائی آنکھ تو شبنم کے اشک بکھرے تھے
۱۲ گلوں کو اب تو مہکنے کی بھی خوشی نہ رہی
(عرفان پربھنوی)

مرسلہ: زبیدہ عبدالغنی سرکار، آمشیت، کرجی، کھیڈ، رتناگری

وہ ستمگر گھلنے والا ہے نہیں
۱۳ اشک ریزی کر کے بھی کیا فائدہ (نامعلوم)

مرسلہ: فیصل بچھارپوری۔

پھرتی ہے میری خاک صبا در بدر لئے
۱۴ اے چشمِ اشک بار یہ کیا تجھ کو ہو گیا
(میر درد)

مرسلہ: طاہر تاج الدین۔ دبیر۔ بحرین۔

مندرجہ بالا اشعار میں سے درج ذیل شعر کو انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

شعر بھیجنے والی محترمہ تبسم آرا نذیر احمد مہاڈکر۔ موضع شیگرہ، تعلقہ، مروڈ، ضلع رائے گڈھ کو ایک کتاب بھیجدی گئی ہے۔

نقش کوکن کی مجلس ادارت میں تبدیلیاں

ماہنامہ نقش کوکن کے معاون مدیر جناب انجم عباسی کی آنکھ میں تکلیف ہے جس کا آپریشن ہونیوالا ہے۔ اسی علالتِ طبع کی بنا پر آپ نے نقش کوکن سے رخصت لے لی ہے۔ اسی طرح اعظم شہاب بھی کچھ دنوں تک اپنی آب و تاب کے ساتھ معاون مدیر کی حیثیت سے چمکے۔ معمے شروع کئے، صفحہ خواتین جاری کیا اور بھی کچھ ارادے تھے ان کے کہ پرچہ کو بہتر اور قارئین کے لئے مزید دلچسپ بنایا جائے مگر اچانک شہاب ثاقب کی طرح ٹوٹ گئے نتیجہ میں معمے بند ہو گئے

اعظم شہاب صاحب کا اب نقش کوکن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

(ادارہ)

★ آپ نے نقش کوکن کے تازہ شمارہ میں میری
کتاب گجرال کمیٹی اور اس سے متعلق دیگر کمیٹیوں کا
جائزہ پر تبصرہ فرمایا ہے میں آپ کی اس
کرمفرمائی پر تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔
دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اپنے مشن
میں کامیاب کرے آمین۔

نیاز کیش؛ خلیق انجم۔ انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی۔

★

"نقش کوکن" اگست ۹۹ء کا شمارہ اتفاقاً
اپنے ایک رفیق جناب عبدالقیوم زرگر صاحب کے ہاں ملا۔
بڑی مسرت ہوئی کہ بمبئی سے اردو زبان کا یہ رسالہ
بڑی خوبیوں کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ خاص کر جنوبی
ہند میں مسلمانوں میں جو تعلیمی بیداری آچکی ہے اس
حوالہ سے رسالہ میں مضامین و خبریں انتہائی حوصلہ
افزا ہیں۔ "ہمارے مسائل" ہندوستانی مسلم نوجوان
کردار کے آئینے میں" وغیرہ مضامین بہت پسند کئے۔
مختلف امتحانات میں مسلم طلبہ و طالبات کی امتیازی
کامیابیاں پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ فردوس موڑک
کی شاندار کامیابی پر اس کی تصویر دیکھ کیسی اس کے
نقش کوکن

چہرے سے ذہانت و فطانت ٹپکتی ہے۔ ضرورت ہے کہ
ایسے ہونہار طلبہ و طالبات میں سیرتِ رسولؐ اور حسنِ
بتولؓ کا عکس بھی ہو۔
رسالہ کی قیمت 25/00 روپئے بہت زیادہ ہے۔
کاغذ و طباعت میں عمدگی اور نفاست کی شدید کمی ہے۔
اسے ہر لحاظ سے دیدہ زیب بنایئے۔

خلوص کیش: **مشتاق فریدی** ایڈمنسٹریٹر، ماڈرن اکیڈمی ڈوڈہ۔ جموں کشمیر

★

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام ماہ اکتوبر کا خصوصی
رسالہ پاکر رُواں رُواں رقص کناں ہوا۔ رسالہ میں تعلیم
کے اُجالے بکھیرنے والے آفتاب و ماہتاب دیکھ کر شادمانی
ہوئی۔
علم و آگہی اور نور و نکہت کے مینارو! کاشانۂ
کوکن میں جہاں بھی روشنی کی کرن نظر آتی ہے وہ آپ
ہی کی ضیا باریوں کا صدقہ ہے اور گلشنِ کوکن میں
جہاں کہیں تعلیم سے آراستہ پھول مہکتا دکھائی دیتا ہے
وہ بھی آپ ہی کی جانِ بہار نکہت بیزیوں کا رہینِ
منت ہے۔ اسی لئے آپ سبھوں سے گزارش ہے کہ
آپ تمام معلمین و معلمات اپنی ریٹائرڈ زندگی میں اپنے
اخلاقِ کریمانہ، حسنِ سیرت اور فیضانِ تربیت کی سرشاری
سے اُمتِ مسلمہ کی تقدیر بدل دینے والے مشاہیر وجود
میں لانے لانے کیلئے جہدِ مسلسل کیجئے اور ملت کے فرشتوں
کو تربیت، تعلیم، تعظیم، تکریم اور تقدیس و تطہیر جیسے
رنگہائے گوناگوں سے آراستہ کیجئے۔
ادارہ نقش کوکن کی پوری ٹیم اور اراکین N.K.T.F.
تمام ہی قابلِ صد تحسین و تبریک ہیں۔ جنہوں نے یہ خصوصی

رسالہ شائع کر کے معلمین و معلمات کی ہمت افزائی کی ہے۔

آپ کا اپنا، محمد سعید علی ٹولکر ممبئی

★

N.K.T.F کے تعلیمی مقابلوں میں
اول نمبر پانیوالے اُمیدوار طالب علم / طالبہ کے استاد کو نقد
رقم بطور انعام اور سند دینے کا آپ کا رواج قابل صد
ستائش ہے مگر کیا وہ انعام اس ٹیچر تک پہنچ جاتا ہے؟
سٹوڈنٹ کو اس قابل بنانا کہ وہ دس بیس لوگوں میں
اپنی ذہانت کا لوہا منوائے جہاں تک میں نے دیکھا ہے
وہ Companion Teacher نگراں استاد
جو بچوں کو اپنے ہائی اسکول سے لے کر جلسہ گاہ تک آتا ہے
وہی وہ انعام وصول کر لیتا ہے۔

یہ سوال میرے ذہن میں اس وقت اُبھرا
جب میں نے دیکھا کہ ایک ہی ہائی اسکول سے دو طلبا
میں ایک نے اُردو تقریر اور دوسرے نے مراٹھی تقریری
مقابلوں میں حصہ لیا اور اتفاق سے دونوں ہی اول انعام
کے حقدار قرار پائے۔ (اس کامیابی کے لئے میں اس تعلیمی
ادارہ کو مبارکباد دیتا ہوں) مگر دیکھا کیا کہ استاد کے
دونوں انعامات اسی ٹیچر نے وصول کئے جو انہیں ساتھ
لے آیا تھا۔ اُردو اور مراٹھی دونوں مضامین کا استاد
ایک ہی ہو تو اچھی بات ہے ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؟
مجھے کسی سے پُرخاش نہیں ہے۔ ایک وسوسہ جو دل میں
اُبھرا وہ رقم کر لیا ہے۔

اخلاص کیش، ڈاکٹر انعام الحق
رابوڑی ۔ تھانہ

جواب: آپ N.K.T.F کے جذبۂ نیک کی
قدر کیجئے کہ اس نے بچوں کے ساتھ ان
اساتذہ کی قدر افزائی اور عزت افزائی کے لئے یہ
سلسلہ شروع کیا ہے۔ ہم تعلیمی اداروں سے یہ
گزارش تو نہیں کر سکتے کہ مقابلہ میں شریک ہونیوالے
اُمیدوار کے اسے وہ مضمون پڑھانے والا استاد
بھی حاضر مجلس ہو تاکہ مقابلہ میں شاگرد کی کامیابی
پر وہ بھی اپنی کامیابی کا انعام وصول کرے۔ ایک
نگراں ٹیچر کی آمد و رفت کو غنیمت جان کر N.K.T.F
والے رقم اور سند اسی کے حوالے کر دیتے ہیں اس امید
کے ساتھ کہ حقدار تک اس کا حق پہنچایا جائے۔

(ادارہ)

میں نقش کوکن اور ٹیلنٹ فورم کی تعلیمی
سرگرمیوں کا شیدائی ہوں۔ میں نے وہ مقابلے بھی دیکھے
ہیں جو مبارک کاپڑی ترتیب دیا کرتے تھے اور امسال
کے بھی دیکھے ہیں جو اقبال کوارے نے ترتیب دئے۔ آپکو
یہ جان کر حیرت ہوگی کہ امسال میں کھیڈ میں بھی تھا اور
کوسہ میں بھی۔ مبارک کا زیادہ زور Text بک پر
تھا اور اقبال کوارے کے سوالات عامی ہیں۔ مبارک صاحب
اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ ان کے پوچھے ہوئے
سوالات نوٹ نہ کئے جائیں اور اقبال صاحب دعوت
دیتے ہیں کہ اساتذہ سوالات نوٹ کر لیں تاکہ وہ اپنے
حلقہ میں جاکر انہی سوالات کا استعمال کریں گے تو علم
پھیلے گا۔

مبارک صاحب ریاضی کے ماہر ہیں لہٰذا پچھلے
سال انکی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے N.K.T.F نے
ریاضی کے مقابلے منسوخ کئے مگر امسال جناب محمود الحسن ماہر

صرف ریاضی کو سنبھالا دیا، بلکہ مراٹھی زباندانی کا نافہ کرکے A.K.T.F کو جلا بخشی۔

میری دعا ہے کہ "اللہ کرے جوشِ جنوں اور زیادہ"

مبارک محی الدین کھوت، ممبرا۔

انجمن اسلام طبیہ کالج دنیائے طب و انسانیت کا درخشندہ ستارہ

"طبیہ کالج، ممبئی انجمن اسلام کے زیرِ اہتمام اداروں کی فہرست میں صفِ اوّل میں آتا ہے۔ یہ ادارہ اپنے مربی صدر انجمن اسلام ڈاکٹر محمد اسحٰق جمخانہ والا اور چیرمین کالج ڈاکٹر خلیل مقادم نیز چیرمین اسپتال ڈاکٹر ظہیر آئی قاضی کی سرپرستی میں اپنے بانیوں کے خوابوں کی تکمیل میں انتھک جدوجہد کے ساتھ مصروف ہے۔ یہ کالج بذاتِ خود ایک دنیا ہے اور ایسی دنیا جو انسانیت کے درد کا درماں اور ان کے امراض و تکالیف کا علاج بھی نفع و نقصان کی میزان سے پرے ہٹ کر بحسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔

طبیہ کالج کے اسٹاف اور متعلقین انجمن اسلام کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے کیونکہ یہ کالج انجمن کی سرپرستی میں روز بروز نت نئی مشینوں اور آلات سے مزین ہوتا جا رہا ہے۔ اسلاف کی اس میراث کو خوب سے خوب تر بنانے کا عزم انجمن اسلام کا ہی خاصّہ ہے۔

طبیہ کالج، ممبئی یونیورسٹی سے ملحق ہے اس ادارے میں سنٹرل کونسل آف انڈین میڈیسن کا مرتب و منظور کردہ نصاب تعلیم رائج ہے اس کورس میں داخلے کیلئے طلبا کا بارہویں جماعت میں سائنس مضامین اور انگلش کے ساتھ ایک نشست میں پاس ہونا ضروری ہے نیز درجۂ دہم میں اردو بحیثیت مضمون لازمی ہے۔ داخلہ میرٹ لسٹ کی بنیاد پر سائنس مضامین میں پچاس فیصد نمبروں کے ساتھ ہوتا ہے ـــــــ عوام الناس کیلئے اس سال طبیہ کالج دو خوش خبری لایا ہے ۱ یہ کہ اب یہ کالج مہاراشٹر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسیز (M.U.H.S.) سے ملحق ہو چکا ہے اور اب داخلے CET کی بنیاد پر ہوں گے بقیہ شرائط داخلہ وہی رہیں گی ۲ اور دوسری یہ کہ اس سال سے گورنمنٹ آف مہاراشٹر، سی، سی آئی ایم اور ہیلتھ یونیورسٹی کی منظوری سے پچیس سیٹوں کا اضافہ بھی ہو چکا ہے ان میں سے اقلیتوں کیلئے محفوظ پچاس فیصد نشستوں کیلئے خواہشمند طلبہ ابھی بھی داخلے کیلئے ۲۸ دسمبر ۹۹ء تک فارم جمع کر سکتے ہیں۔

نشستوں میں یہ اضافہ صدر انجمن اسلام ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب کی کوششوں کے طفیل ممکن ہو سکا ہے کیونکہ اس اضافے کیلئے کسی نئی بلڈنگ کی شرط ڈاکٹر صاحب موصوف اور ان کے رفقاء کار کی کوششوں کی وجہ سے درسوا میں پوری کی جا چکی ہے۔ طبیہ کالج کی یہ نئی پانچ منزلہ عمارت باؤلا یتیم خانہ کے کمپاؤنڈ میں کروڑوں کی خطیر رقم کے صرفے سے ہی ممکن ہو سکی ہے جو ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔"

تعارف و تبصرہ

کتاب: "تقویٰ"

عصری تقاضہ اور ضرورت بھی

ایڈوکیٹ اودے تلک کا نام محتاج تعارف نہیں۔ موصوف نے قرآن پاک کا غائر مطالعہ کیا ہے۔ انہیں عربی زبان پر دسترس حاصل ہے۔ اظہار خیال کے وقت بڑی روانی سے آیاتِ قرآنی کا حوالہ دیتے ہیں اور ترجمہ کرتے ہیں۔

تلک ہندو مسلم اختلافات سے کافی پریشان اور افسردہ خاطر ہیں۔ وہ ہندو مسلمانوں میں اخوت، بھائی چارگی، اور قومی یک جہتی کے متمنی ہیں۔ یہی تمنا اور جذبہ ان کی تخلیقات کا محرک ہے۔

یوں بھی مراٹھی زبان میں اسلامی تعلیمات پر بہت کم لٹریچر دستیاب ہے۔ اسلامی تعلیمات سے مراٹھی دانوں کو روشناس کرانے کیلئے اور اسلام سے متعلق انکی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے مراٹھی زبان میں اسلامی لٹریچر کی اشد ضرورت ہے اور یہ وقت کا تقاضہ بھی ہے۔

ایڈوکیٹ تلک اس ضمن میں دلی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ گزشتہ سال تلک کی ایک تصنیف "گرنتھ راج" کے نام سے شائع ہوئی جو آیات کریمہ کے آسان، سلیس اور عام فہم مراٹھی تراجم پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی خاصی پذیرائی ہوئی۔ "تقویٰ" انکی دوسری تصنیف ہے اور مراٹھی میں [illegible] ہے جو حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے۔ تقویٰ ایک نہایت اہم موضوع ہے جس کی انہوں نے اپنی کتاب بعنوان "تقویٰ" میں آیاتِ کریمہ کے حوالوں سے بڑی احتیاط اور صحت کے ساتھ انتہائی عام فہم مراٹھی زبان میں توضیح کی ہے۔

"تقویٰ" کے سلسلے میں تلک نے بھگوت گیتا کے بھی حوالے دئے ہیں۔ جس سے اسلام اور ہندو دھرم کی تعلیمات میں ہم آہنگی کا اعتراف ہوگا اور ہندو مسلمانوں میں خیر سگالی کو تقویت ملے گی۔

"تقویٰ" اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ جن میں "تقویٰ" کی معنویت اور اہمیت کا احاطہ کیا ہے۔ عربی لفظیات اور اصطلاحات کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ عام قاری کو تقویٰ کی تفہیم میں کسی قسم کی دشواری پیش نہیں آئے گی۔

یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یقیناً اس کتاب کا مطالعہ تنگ نظری کو کشادگی بخشے گا۔ نیز کتاب کی قیمت بھی انتہائی معقول یعنی محض ساٹھ روپے ہے۔ لہذا کتاب خرید کر پڑھنے میں بھی کوئی دشواری نہیں۔

"تقویٰ" مذہب اسلام کے مراٹھی لٹریچر میں قابلِ قدر اضافہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کی ہندو اور مسلمانوں میں یکساں پذیرائی ہوگی۔ اس کتاب کی اشاعت میں جناب زین الدین ٹھاکر، جناب علی بکابو، جناب انا صاحب ساکھرے وغیرہ کئی صاحبان کا تعاون باعث صد ستائش اور مبارکباد ہے

کتاب نقش کوکن کے دفتر سے حاصل کی جاسکتی ہے ۔۔

مرسلہ: محمود الحسن ماہر

ہم سمجھے وہ بیدار ہیں، بیدار نہیں ہیں

اہلِ قلم بجا کہتے ہیں کہ جب گرد و پیش کے حالات مجبور کرتے ہیں تو کچھ لکھنے کی ترغیب ملتی ہے۔ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے اور یہ چند سطور قارئینِ نقش کوکن کی نذر کر رہا ہوں اور وہ بھی اس امید کے ساتھ

شاید کہ اترے جائے ترے دل میں میری بات

محمود الحسن ماہر

گذشتہ کئی برسوں سے نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کوکن کے اضلاع رتناگیری، رائے گڈھ اور تھانے کے اردو ہائی اسکولوں میں زیر تعلیم طلباء اور طالبات کی ہمہ جہتی ترقی اور ان کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے مقصد سے باقاعدگی سے تعلیمی مقابلوں کا انعقاد کرتا ہے۔ ابتداء ہی سے مذکورہ فورم کے اراکین نے کوکن ہی میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے پر اپنی نگاہ مرکوز کی ہے اور یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔

فورم ہر سال دیوالی تعطیلات کے بعد الگ الگ تاریخوں کو رتناگری، رائے گڑھ اور تھانے ضلع کے اردو ہائی اسکولوں کے طلباء کے لئے الگ الگ مراکز پر تعلیمی مقابلوں کا انعقاد کرتا ہے۔ تعلیمی مقابلوں کو زیادہ سے زیادہ موثر اور سود مند بنانے کے مقصد سے ماہرین تعلیم کا تعاون حاصل کیا جاتا ہے۔ پروگرام کی کفالت کے لئے کوکن میں تعلیمی معیار بلند کرنے کی سرگرمیوں کو ضروری سمجھنے والے صاحب استطاعت اہل کوکن سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے فورم کے تعلیمی مقابلوں کی کفالت کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ ایسی ایسی ہستیاں موجود ہیں جو از خود ان پروگراموں کی کفالت کی پیش کش کرتی ہیں۔ وسائل کی کوئی کمی نہیں ہے اللہ کا کرم ہے۔

فورم نے اپنے سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مورخہ ۲۷ر نومبر ۹۹، بروز سنیچر کھیڑ میں، مورخہ ۲۸ر نومبر ۹۹ء بروز اتوار مہاڈ میں، اور مورخہ ۴ر دسمبر ۹۹ء بروز سنیچر کوسہ (ممبرا) میں بالترتیب رتناگری، رائے گڑھ اور تھانے ضلع کے اردو ہائی اسکولوں کے طلباء کے مابین اپنے شیڈول کے مطابق تعلیمی مقابلے منعقد کئے۔ نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے اراکین نے بنفس نفیس شرکت کی۔ شہرۂ آفاق ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب نے اپنی تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر، فقیر محمد مستری صاحب نے ضعف بصارت کو نظر انداز کر کے اور اقبال کوارے صاحب نے اپنی گوناگوں سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کو پس پشت ڈال کر طویل مسافتی سفر کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے سہتے ہوئے تعلیمی مقابلوں میں شریک ہوئے۔ یقیناً اول الذکر دو افراد کی شرکت اوروں کیلئے باعث درس ہے۔ مجھے بھی ان مقابلوں میں شرکت کا شرف حاصل ہوا۔ افسوس کے ساتھ رقم طراز ہوں کہ رتناگری ضلع میں کم و بیش ۳۰ر اردو ہائی اسکول ہیں جن میں سے صرف نو (۹) اسکولوں نے، رائے گڑھ کی ۲۸ ہائی اسکولوں میں سے آٹھ ہائی اسکولوں نے اور تھانے کے ۳۷ ہائی اسکولوں میں سے نو ہائی اسکولوں نے تعلیمی مقابلوں میں شرکت کی۔ کس قدر مایوس کن اور دل شکن ہے یہ منظر۔ تعلیمی اداروں کو قبل از وقت تعلیمی مقابلوں کی ساری تفصیلات پوری ذمہ داری کے ساتھ ارسال کرنے کے بعد بھی یہ تغافل اور یہ بے حسی

درد مندانِ اہل کوکن اراکین ٹیلنٹ فورم کے لئے کس قدر اذیت رساں ہے۔ اس کا احساس تک کسی نے نہیں کیا۔ آج مسلمانوں کی تعلیمی پس ماندگی کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے۔ اس کی بازگشت سے متاثر ہو کر کئی سماجی فلاحی اداروں نے گذشتہ دو تین سال سے قوم میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے اور بچوں کو مقابلہ جاتی امتحانات کیلئے تیار کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ ان کی دعاؤں کوششوں سے خوش آئند اور حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ کوکن کے لئے تو صرف ایک ہی ادارہ نقش کوکن ٹیلنٹ فورم ہے جو اس میدان میں سرگرم عمل ہے۔ لیکن مین تعلیمی مقابلوں کے موقع پر کوکن کے تعلیمی اداروں کی جو عدم توجہی دیکھنے میں آتی ہے وہ بے حد خاطر شکن ہوتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہمارے تعلیمی ادارے کیوں طلباء کو ان تعلیمی مقابلوں میں شریک کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ طلباء کے اندر موجود خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے مواقع سے کیوں دور رکھا جاتا ہے؟ کیوں انھیں انعامات واسناد سے محروم کیا جاتا ہے؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ کوکن میں آج بھی تعلیمی بیداری کا فقدان کیوں ہے؟ کوکن کے تمام تعلیمی اداروں اور متعلقہ مینجمنٹ کو ان تمام پہلوؤں پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔ مجھے قوی امید ہے کہ آئندہ سال نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے تعلیمی مقابلوں میں مکمل بیداری کا ثبوت ملے گا۔

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں کہ آئندہ سال جب تعلیمی مقابلوں کے انعقاد کی تفصیلات تعلیمی اداروں کو ارسال کی جائیں تب ایک (Form) کے ذریعہ تعلیمی اداروں سے مقابلوں میں شرکت کی رضامندی طلب کی جائے تاکہ کس سینٹر پر کتنے اسکول شریکِ مقابلہ ہوں گے اس کا صحیح اندازہ ہو جائے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف
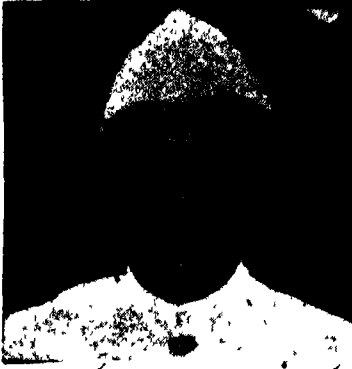
از ۔ عبدالحمید سولکر ظہورؔ (مسقط)

سب لیفٹیننٹ [illegible] عبداللہ لانباتے ۲۴؍اپریل ۱۹۹۹ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ چپلون کے [illegible]ب بن نامی گاؤں کے رہنے والے جناب محمود صاحب انڈین نیوی سے اگست ۱۹۷۲ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ پچھلے چند سالوں نے وہ کافی بیمار رہے۔ موت سے دو سال قبل انہوں نے مرزولی کے قریب فیصل باغ میں مستقل رہائش اختیار کی تھی مگر ان کی تدفین بن گاؤں میں ہوئی۔

یکم ستمبر ۱۹۱۸ء کو پیدا ہوئے محمود صاحب نے انڈین نیوی میں ۳۸ سال تک کام کیا۔ ۱۶ سال کی عمر میں ۱۹۳۴ء میں سٹوکر کی حیثیت سے اپنی نوکری کا آغاز کرنے والے محمود صاحب نے ہندوستانی بحریہ کے متعدد جہازوں پر کام کیا۔ اپنی ابتدائی ٹریننگ HMIS DALHOUSIE پر مکمل کی۔ ترقی کی منزلیں طئے کرتے کرتے ۱۹۴۳ء میں ماسٹر ایٹ آرمس اور ۱۹۷۱ء میں سب لیفٹننٹ (Sub Lt) منتخب ہوئے۔ اپنی ۳۸ سالہ سروس میں محمود صاحب کو کئی میڈل ملے۔ جن میں وار میڈل، انڈیا سروس میڈل، انڈین انڈیپنڈنس میڈل اور رکھشا میڈل قابلِ ذکر ہیں۔ محمود صاحب اپنی سروس کے دوران بہترین باکسر اور گول کیپر (فٹ بال اور ہاکی میں) بھی رہے۔ ۱۹۳۷ء میں کنگ جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر انڈین نیوی کی طرف سے اپنے کھیلوں کا مظاہرہ کرنے کے لئے انڈس جہاز سے انگلینڈ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ Western Naval جولائی ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں محمود صاحب کی شان میں مندرجہ ذیل پیراگراف درج ہے۔

At the age of 53, Mehmood Abdulla's infection smile, his capacity of hard work, his sense of loyalty and conscientiousness remain undiminised. His pride in his service and parent branch is as evident today as it has been at any time during his long and eventful career.

۲؍اپریل ۱۹۶۹ء کو جناب محمود صاحب کو ان کی بے لوث خدمت کی قدر کرتے ہوئے اس وقت کے صدر جمہوریہ ہند جناب ڈاکٹر ذاکر حسین کے ہاتھوں وششٹھ سیوا میڈل (VSM) دیا گیا۔ یہ جناب محمود صاحب کے لئے سب سے بڑا اعزاز تھا۔ زندگی کے آخری ایام میں ان پر اکثر غشی کا عالم طاری رہتا۔ ان کی یادداشت بھی کمزور ہو گئی تھی مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور زندگی کا یہ سفر ہنستے مسکراتے طئے کیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ مرحوم محمود لانباتے صاحب کی مغفرت کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین۔

ڈاکٹر ایس اے ایچ عابدی

ممتاز بحری سائنس دان ڈاکٹر ایس اے ایچ عابدی کو حکومت ہند نے نئی دہلی میں سائنسدانوں کے تقرری سے متعلق بورڈ کا رکن مقرر کیا ہے۔ ڈاکٹر عابدی شعبۂ بحری ترقیات سے متعلق حکومت ہند کے صلاح کار رہ چکے ہیں وہ ممبئی کے سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف فشریز ایجوکیشن کے سابق ڈائریکٹر اور وائس چانسلر ہیں۔ انہوں نے حکومت ہند کے انٹارٹیکا پروگرام میں بھی تعاون دیا تھا۔ ملک کے بہت سے تعلیمی اور تربیتی اداروں کے وہ اعزازی رکن ہیں۔ موصوف نقش نواز ہیں اور ایک بار آپ نے نقش کوکن کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوکر اپنے مفید مشوروں سے نوازا تھا۔

شاہین اسکول مہسلہ کو ساتویں جماعت کی منظوری

ادارہ بزم تعلیم مہسلہ رائے گڑھ کے تحت شاہین اردو پرائمری اسکول جو گذشتہ آٹھ سالوں سے جاری ہے۔ اس قلیل عرصے میں اسے نہ صرف حکومت کی جانب سے صد فی صد گرانٹ مل رہا ہے بلکہ گذشتہ دنوں چھٹی اور ساتویں جماعت کے لیے سرکاری منظوری بھی حاصل ہوئی۔ ضلع رائے گڑھ میں اردو ذریعۂ تعلیم کا یہ پہلا اسکول ہے جو انگلش اسکول کے طرز پر جاری ہے۔

مرسلہ۔ **شکیل شاہ جہاں**

انجمن مسلمانان کوکن

"انجمن مسلمانان کوکن" شیواجی نگر، گوونڈی ممبئی نمبر ۴۰۰۰۴۳ "کوکن مسجد" کا دوسالہ جلسۂ عام ۲۸/نومبر ۱۹۹۹ء بمقام ادارۂ ہذا الصدارت جناب ابراہیم خان عبدالکریم خان صاحب منعقد کیا گیا۔ جس میں ۲۰۰۰/۱۹۹۹ء، ۲۰۰۱/۲۰۰۰ء کے لئے منتظمہ کمیٹی کے انتخابات عمل میں آئے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱ جناب سرگروہ دلاور خان علی خان۔ صدر
۲ // اسماعیل احمد چوگلے۔ نائب صدر
۳ // نذیر شاہ یوسف شاہ پٹیل۔ جنرل سکریٹری
۴ // جمال الدین حسن خا۔ جوائنٹ سکریٹری
۵ // عبدالغفار جعفر واڑیکر۔ //
۶ // قاسم خان ادریس خان۔ خازن
۷ // رفیق احمد جھاروی۔ نائب خازن
۸ // ابراہیم خان عبدالکریم خان۔ کابینہ رکن
۹ // مولانا حسین شاہ ابراہیم شاہ پٹیل۔ //
۱۰ // شفیع احمد عبدالرزاق جھاراپکر۔ //
۱۱ // عمر عباس نائک۔ //
۱۲ // شوکت یونس نائک۔ //
۱۳ // اقبال محمد نشاندار۔ //
۱۴ // یونس یٰسین شاہ پٹیل۔ //
۱۵ // امین الدین فقیر شاہ پٹیل۔ //

خصوصی نمائندے ۱) جناب مشتاق احمد یوسف خان ۲) جناب یحییٰ عبدالحمید خان ۳) جناب شوکت یٰسین شاہ پٹیل۔

کوکن مسلم ویلفیر ایسوسی ایشن اندھیری (رجسٹرڈ) کا جلسہ تقسیم انعامات اور شبِ غزل

کوکن ویلفیر ایسوسی ایشن اندھیری ممبئی (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام ایک جلسہ تقسیم انعامات ۶/نومبر ۱۹۹۹ء کو بمقام جانکی بائی ہال نزد بھونس کالج اندھیری (ویسٹ) میں منعقد ہوا۔ صدارت KMWA کے صدر جناب ایڈوکیٹ نورالدین بھاٹکر صاحب

نے فرمائی۔ چیف گیسٹ کے طور پر اسمیت گروپ آف کمپنیز کے میجنگ ڈائریکٹر اور انجمن اسلام جنجیرہ مروڈ ضلع رائیگوہ کے صدر جناب غلام پیش امام شریک ہوئے۔ گیسٹ آف آنرس میں جناب پروفیسر یونس اگاسکر ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف اردو ممبئی یونیورسٹی۔ جناب بلدیو کھوسا ایم ایل اے اندھیری ممبئی شریک تھے۔

NSUI کے President جناب آصف بامد بطور Special Invitee شریک ہوئے۔ ماسٹر فہیم قاضی کی تلاوت پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ KMWA کے نائب صدر جناب ایڈوکیٹ عبدالستار شیخ صاحب نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ KMWA کے اعزازی جنرل سکریٹری ماسٹر ااور حمید دلوی صاحب نے Association کی کارکردگی بیان کی اور مقامی ایم ایل اے جناب بلدیو کھوسا سے اپیل کی کہ وہ حکومت کی جانب سے ایک قطعہ زمین Association کو دلانے کی کوشش کریں تاکہ اندھیری میں سکونت پذیر کوکنی حضرات کے لئے ایک اسکول اور کمیونٹی سینٹر جس میں میڈیکل سینٹر، لائبریری، لیڈیز سیل، میرج سیل اور دیگر سہولیات شامل ہوں کا قیام کیا جا سکے۔ جناب بلدیو کھوسا ایم ایل اے نے اپنی تقریر میں Association کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس سلسلے میں حتی الامکان کوشش کریں گے۔ چیف گیسٹ پیش امام صاحب نے کوکنی حضرات سے اپیل کی کہ وہ اس قسم کے پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں اور طلباء و طالبات کی ہمت افزائی کریں۔

پروفیسر یونس اگاسکر صاحب نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اور Association کی کارکردگی کی سراہنا کی۔ آخر میں شبِ غزل کا پروگرام ہوا۔ KMWA کے Treasurer جناب صدر مصطفی فقیہ صاحب نے مشہور فنکار استاد وجاہت حسین خان صاحب کی گلپوشی کی۔ جنہوں نے اپنی غزلیں سنا کر داد تحسین حاصل کی۔ اس پروگرام کے اناونسر جوائنٹ سکریٹری جناب امین قاضی تھے۔ KMWA کے جوائنٹ سکریٹری جناب حاجی مبین لطیف صاحب نے مہمانان اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔

جرنلسٹ یونین کا ڈاکٹر انڈرے انگلش اسکول میں دورہ

رائے گڑھ۔ رائل ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام ڈاکٹر اے آر انڈرے انگلش ہائی اسکول و جونیر کالج بورلی پنچتن رائیگوہ میں ایک پریس کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں نئی ممبئی یونین آف جرنلسٹ کے نامہ نگاروں کے علاوہ شری وردھن اور مہسلہ کے نامہ نگاروں نے حصہ لیا۔ سب سے پہلے نامہ نگاروں کے ایک وفد نے اسکول کا دورہ کیا اور اسکول کی کارکردگی اور تعلیمی ماحول کو دیکھا۔ دورے کے دوران نامہ نگاروں سے بات کرتے ہوئے سوسائٹی کی روحِ رواں محترمہ ریحانہ انڈرے نے بتایا کہ چار کمروں سے شروع ہونے والا اسکول چار کروڑ کی عمارت میں تبدیل ہو گیا ہے۔ جس میں طلبہ و طالبات کے دو الگ الگ ہوسٹل بھی شامل ہیں۔ آج اس ادارے میں کے جی سے لے کر سینئر کالج تک کی کلاسیس جاری ہیں۔

اس موقع پر محترمہ ریحانہ انڈرے کی تعلیمی و سماجی خدمات کے اعتراف میں جرنلسٹ یونین کی جانب سے شال اور پھول پیش کر کے استقبال کیا گیا۔ پریس کانفرنس میں سوسائٹی کے دیگر عہدیداروں میں نائب صدر محمد حنیف میمن، سکریٹری عرفان شاہ، پرنسپل نیّر سلطانہ اور امتیاز ورزی موجود تھے۔ پروگرام کے آغاز میں یونین کے صدر پردین پرو نے کہا کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں اتنی بڑی اور منظم اسکول کا مقابلہ شہر کے بڑے اسکولوں سے کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ پانوڈکر صاحب، سریش تڑول کر پروفیسر شکیل شاہجہاں، محمد حنیف میمن اور عرفان شاہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نامہ نگاروں کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے محترمہ ریحانہ انڈرے نے سوسائٹی کے تعلیمی پروگرام کی تفصیل بیان کی اور کہا کہ اس وقت رائیگوہ میں اسکول کی نو (۹) شاخیں مختلف گاؤں میں جاری ہیں۔ آئندہ سالوں میں خواتین کے لئے کچھ نئے کورسس بھی شروع کئے جائیں گے۔ جن میں "اسلامی نرسنگ" اور "مثالی خاتون" کورس شامل ہیں۔ جس کے تحت خواتین کو گھریلو چیزوں کے استعمال اور اس کی حفاظت کے طریقے سکھائے جائیں

ڈاکٹر قدوائی بمبئی مرکنٹائل بینک کے نئے چیرمین منتخب

سابق گورنر بہار اور مغربی بنگال عالی جناب ڈاکٹر اے آر قدوائی کو اتفاق رائے سے ہندوستان کے سب سے بڑے شہری کوآپریٹو بینک بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹو بینک لمیٹیڈ کا چیرمین چن لیا گیا ہے۔ جناب ڈاکٹر قدوائی، یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور سائنس و ٹکنالوجی کی نیشنل کمیٹی کے ممبر نیز علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چانسلر بھی رہ چکے ہیں۔

ڈاکٹر اے آر قدوائی کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے ہے جس نے ملک اور قوم کو بڑے بڑے رہنما دیئے ہیں۔ انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی اور امریکہ کی کارنیل یونیورسٹی سے ڈگری لی۔ وہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ شعبہ کیمسٹری کے صدر رہے اور تعلیم، کمیٹیوں میں نمائندگی کرکے ملک اور قوم کی خدمت بھی کرتے رہے۔ ڈاکٹر قدوائی صاحب کاؤنسل آف سائنٹفک اینڈ کلچر ریسرچ اور ریسرچ کے دیگر کئی اداروں سے بھی وابستہ رہے۔ صحت اور بہبود سے متعلق انڈین ریڈکراس سوسائٹی کے کئی منصوبوں کی انہوں نے صدارت کی اور بچوں اور خواتین کی بہبود سے متعلق سوسائٹیز کے پروگراموں نیز نابینا افراد اور کوڑھ کے مریضوں کی فلاح و بہبود کے پروگراموں کی بھی انہوں نے صدارت کی۔ ڈاکٹر قدوائی کے انتخاب پر بینک کے منیجنگ ڈائرکٹر جناب شمیم کاظم نے مسرت کا اظہار کیا ہے۔

ڈائرکٹروں کے بورڈ کو مزید جمہوری بناکر اس میں ان افراد کو بھی نمائندگی دی گئی ہے جن کا تعلق ان خطوں سے ہے جہاں پر بینک کی شاخیں ہیں۔ اب بینک کے ساتھ بہت سی اہم شخصیات آئی ہیں۔ مشرقی خطے کی نمائندگی سابق چیف جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ اور لوک آیوکت پٹنہ جناب سرور علی، شمال۔ وسطی خطے کی نمائندگی جناب انیس انصاری آئی اے ایس، سکریٹری حکومت اترپردیش، شمالی خطے کی نمائندگی پروفیسر ریاض عمر، راجستھان کی نمائندگی جناب کے ڈی خان، مغربی خطے کی نمائندگی محمد علی مومن اور پروفیسر جی اے بھوجانی، جنوبی خطے کی نمائندگی جناب افتخار حسین اور مہاراشٹر کی نمائندگی جناب عزیز لالانی سابق ڈپٹی گورنر ریزرو بینک، جناب روی کشی اور جناب عادل نینسی اور پہلے کے ڈائرکٹران ڈاکٹر ایس اے موجی، جناب محمد نصیر پٹھان، جناب آر جی متعدلا اور مولوی مستقیم احسن اعظمی کررہے ہیں۔

العین (یو۔اے۔ای) میں مشاعرہ

انڈین سوشل سینٹر العین (یواے ای) کی جانب سے دوسرا کل امارات مشاعرہ ۲۵ر نومبر ۱۹۹۹ء کی شب میں منعقد کیا گیا تھا جس میں متحدہ عرب امارات میں مقیم شعراء حضرات نے شرکت کی اور اپنا کلام پیش کرکے داد تحسین حاصل کی۔ مشاعرہ کی صدارت مشہور شاعر آغا سروش نے کی تو مہمانِ خصوصی کے طور پر انڈین امباسی ابوظہبی کے فرسٹ سکریٹری جناب آتما سنگھ شریک تھے۔ مندرجہ ذیل شعراء حضرات نے اپنا کلام پیش کیا۔ ابوعبیدہ، انور آفاقی، دانش فراحی، شکیل احمد ہوشیارپوری، افتخار احمد، حافظ عامر اعظمی، ریاض احمد راجہ، عامر پرسہاوی، اعجاز شاہین، حافظ مفید ناصح اعظمی، ستار شیفتہ، عبدالرحمٰن عابد، ہارون پروانہ، اسدالرحمٰن، خضرحیات، سرفراز احمد، عبدالصمد جونپوری، اشوک سبھروال، آغا سروش، خالد نسیم، سعید اعظمی، عبدالعزیز اور سلطنت عمان سے عبدالحمید سولکر ظہور۔ مشاعرے کو کامیاب بنانے کے لئے انڈین سوشل سینٹر العین کے سبھی اراکین بالخصوص جناب رفیق دلوائی جو کہ

[illegible]

یہ تمل سینٹر کے آفیسر ہیں۔ جناب ستار شیفتہ۔ جناب انور آفاقی اور جناب محمد شاہد نے کافی محنت کی۔ صبح ڈھائی بجے تک سامعین ترا کے کی سردی کے باوجود مشاعرہ سنتے رہے اور داد دیتے رہے۔

مرسلہ۔ مشتاق دیسائی (یو اے ای)

سلام بن رزاق کی ملازمت سے سبکدوشی

مشہور افسانہ نگار اور معلم جناب سلام بن رزاق یکم دسمبر ۹۹ء کو اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوگئے۔ علمی و ادبی حلقوں میں ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے غالباً ۳۶ سال تک ممبئی میونسپل کارپوریشن میں درس و تدریس میں خدمت انجام دی اور ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر پہنچ کر ریٹائرڈ ہوگئے۔ ہم ان کی سبکدوشی کے بعد کی پرسکون زندگی کے لئے دعاگو ہیں۔

دابھول تا تلاسری گیس پائپ لائن

نئی دہلی۔ میٹروپولیٹن گیس کمپنی (ایم ای ٹی جی اے ایس) کوکن کے خطہ کو اب ایسا ایندھن فراہم کرنا چاہتی ہے جو ماحولیات کے لئے مضر نہ ہو۔ اس لئے کمپنی نے دابھول تا تلاسری قدرتی گیس کی سپلائی کے لئے پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

اہلاً و سہلاً مرحبا

ملیالم اور انگریزی زبانوں کی مشہور شاعرہ اور مصنفہ مادھوی کٹی المعروف کملا داس جو کہ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ثریا کے نام سے عالم اسلام میں ایک روشنی کی طرح طلوع ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور وہ سالہا سال خواتین کو دعوت حق دیتی رہیں۔

"سلام" مراٹھی شاعری کا کامیاب ترجمہ

"سلام" کے نام سے مراٹھی کے معروف شاعر و ادیب شری منگیش پاڈگاؤنکر کا مجموعہ کلام ہے۔ جس میں کل ۳۱ نظمیں ہیں۔ منظوم اردو ترجمہ ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی صدر شعبہ اردو مہاراشٹر کالج ممبئی نے کیا ہے۔

تعلیمی مقابلے اور اسکول انتظامیہ

"نقش کوکن ٹیلنٹ فورم" کوکن میں اردو ہائی اسکولوں کے طلبہ و طالبات کے لئے تعلیمی مقابلے منعقد کر کے بچوں میں چھپے جوہر کو ابھارنے اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کا کام پچھلے اٹھارہ سالوں سے کر رہا ہے جن اساتذہ نے اس کی افادیت کو سمجھا وہ اس میں حصہ لیتے ہیں اس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ پھر بھی یہ Response پچاس فیصد سے کم ہے۔ اگر ہائی اسکولوں کی مینجمنٹ مقابلوں کی اہمیت ... اپنے ہائی اسکول کو اس پر آمادہ کرے کہ وہ مقابلوں میں حصہ لیں۔

جہاں تک NKTF کے انتظام و انصرام کا تعلق ہے وہ اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ مقابلہ کی تاریخیں اس طرح مقرر کریں کہ وہ بچوں کے امتحانات یا امتحانات کی تیاری کے دنوں سے نہ ٹکرائیں نیز مقابلہ کے لئے مرکز متعین کرنے میں بھی یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ S T بسوں کے ذریعہ وہاں پہنچنے میں آسانی ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مینجمنٹ اس طرف توجہ نہیں دیتی۔ ابھی ماہ رمضان المبارک کے دس بارہ دنوں بعد اور سالانہ امتحان کی تیاری سے بہت پہلے ٹیلنٹ فورم کا فائنل اور تقسیم انعامات کا جلسہ ممبئی میں ۲۳ر جنوری ۲۰۰۰ء بمقام مصالحہ والا ہال ڈونگری ممبئی ۹ صبح ساڑھے نو بجے منعقد ہونے والا ہے۔ مینجمنٹ کے عہدیداران و اراکین کے ناموں پتوں سے تو ہم واقف نہیں لہٰذا ہائی اسکولوں کے صدر مدرسین کے نام جو دعوت نامے جاتے ہیں اگر دعوت نامہ کی Zerox وہ اپنی مینجمنٹ تک بھی پہنچائیں تو ہمیں امید ہے کہ حاضرین کی تعداد بڑھ جائے گی۔ بالخصوص درج ذیل ہائی اسکول جو امسال فائنل مقابلوں میں شریک ہونے والے ہیں اور بیسٹ ٹیچرز اور بیسٹ اسٹوڈنٹ کے اعزاز سے نوازے جانے والے ہیں ان اداروں کی مینجمنٹ سے متعلقین حضرات جو ممبئی میں مقیم ہیں وہ جلسہ میں ضرور آئیں تاکہ اپنے طلباء کی

[illegible] ہماری
[illegible] درخواست ہے یہ دعوت ہے
[illegible] فرمانی کے لئے التماس ہے۔

ابراهیم احمد سندیلکر۔
سکریٹری NKTF

[illegible] ہائی اسکول کے نام ہیں جن کے [illegible] اساتذہ کو جلسہ میں حاضر ہونا ہے۔

(۱) مستری ہائی اسکول رتنا گیری (۲) [illegible] ہائی اسکول واپولی (۳) ایم کیو دلوی اردو ہائی اسکول واگھیورے (۴) انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول دابھول (۵) [illegible] ہائی اسکول کرجی (۶) نوجیون ہائی اسکول راجہ پور (۷) انجمن حمایت الاسلام ہائی اسکول مہاڈ (۸) ایس پی ایم اردو ہائی اسکول راجے واڑی (۹) انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول گوریگاؤں (۱۰) نیشنل ہائی اسکول تلوجہ (۱۱) انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول شریوردھن (۱۲) این ای ایس اردو ہائی اسکول ناگوٹھنہ (۱۳) یعقوب [illegible] ہائی اسکول پویل (۱۴) محمدار ہائی اسکول [illegible] (۱۵) انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول [illegible] (۱۶) نیشنل ہائی اسکول [illegible] (۱۷) انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول سوپارہ (۱۸) شیخ حسن نائیک ہائی اسکول [illegible] (۱۹) محمدار ہائی اسکول [illegible] (۲۰) اقصیٰ گرلز ہائی اسکول بھیونڈی (۲۱) حاجی داود امین ہائی اسکول کالسہ (۲۲) رئیسہ قاضی اردو ہائی اسکول [illegible] (۲۳) بیگم عزیزہ داود نائیک گرلز ہائی اسکول رتنا گیری (۲۴) رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول بھیونڈی (۲۵) عبد اللہ پٹیل بوائز ہائی اسکول کوسہ (۲۶) عبد اللہ پٹیل گرلز ہائی اسکول کوسہ (۲۷) نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان (۲۸) نیشنل اردو ہائی اسکول کوسہ (۲۹) سمیہ ہائی اسکول کوسہ (۳۰) انجمن اردو ہائی اسکول بدلا پور (۳۱) آئیڈیل ہائی اسکول سیکنڈ رابوڑی تھانہ (۳۲) پٹیل اردو ہائی اسکول ممبرا۔

سرگرمیاں انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کی

پچھلے دنوں اسکول میں سرگرمیاں عروج پر رہیں۔ صدر مدرسہ ہی نہیں اساتذہ اور طالبات بھی بے حد مصروف کار رہیں۔ بالآخر ان سب کی ملی جلی محنت اور جدوجہد رنگ لائی اور انجمن اسلام باندرہ نے کئی پرکشش اور قابل قدر انعامات جیت لیے۔

ایچ وارڈ کی حالیہ سائنسی ایگزیبیشن میں 'تعلیم بالغان' کے عنوان پر ایک پروجیکٹ تیار کیا جس کی انچارج معلمات مسز سواتی ورتک، مس شبانہ کوٹ والا اور مس ریشماں تھیں۔ ریجنل لیول پر اس پروجیکٹ کو پہلے انعام سے نوازا گیا اور اسٹیٹ لیول کے مقابلے کے لئے منتخب کرلیا گیا۔ 'تعلیم آبادیات Population Education' پر ایک پروجیکٹ بنایا گیا جسے دوسرے انعام سے نوازا گیا۔ مس زاہدہ شیخ اور ساجدہ شیخ نے اس کی تیاری کی تھی۔ وارڈ لیول پر مونو ایکٹنگ کے مقابلے کئے گئے جس میں تین طالبات نے شرکت کی اور شاندار انعام حاصل کئے۔

(۱) نازیہ شیخ ۔ جونیئر کالج باندرہ۔ پہلا انعام (۲) انجم آراء ماپکر ۔ سیکنڈری اسکول باندرہ۔ دوسرا انعام (۳) شیخ فرحانہ ۔ سیکنڈری اسکول باندرہ ۔ دوسرا انعام۔

انڈین اپی لیپی ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک معلوماتی تحریری مقابلہ کا انعقاد کیا گیا جس میں چار طالبات نے انعام حاصل کیا۔

(۱) عمیرہ عرفان ماہمی۔ پہلا انعام
(۲) انجم آراء ماپکر۔ تیسرا انعام

بقیہ دو طالبات کو خصوصی انعام ملا۔ نہرو سائنس سینٹر میں تقریری مقابلہ بعنوان جواہر لال نہرو۔ زندگی اور حالات منعقد کیا گیا تھا ہماری ایک طالبہ زینب شیخ نے چوتھا انعام حاصل کیا۔ انچارج معلّمہ مسز سواتی ورتک تھیں۔

انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول جونیئر کالج آف سائنس اینڈ کامرس نے بھی کئی شعبوں میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ انجمن اسلام پیر بھائی کالج آف کامرس نے ۴؍دسمبر ۱۹۹۹ء کو سیرت النبیؐ کے تحت تقریری مقابلوں کا انعقاد کیا۔ جس میں ہمارے کالج کی دو طالبات نے اپنے اپنے گروپ میں اول انعام حاصل کیا اور ایک بے حد خوبصورت اور بھاری بھرکم ٹرافی اسکول کے حصہ میں آئی ۔ دونوں طالبات کو جونیئر کالج کی لیکچرار مس نکہت فقیہہ اور مس رفیعہ فقیہہ نے تیار کیا تھا۔

بیگم فاطمہ زکریا ۵ سال کیلئے ممبئی یونیورسٹی کی سینٹ ممبر نامزد

ٹائمز آف انڈیا کی سابق سینئر ایڈیٹر بیگم فاطمہ رفیق زکریا کو پانچ سال کی مدت کے لئے ممبئی یونیورسٹی کے سینٹ کا ممبر بنا دیا گیا ہے۔ راج بھون سے جاری ایک پریس ریلیز کے مطابق ریاستی گورنر نے ریاستی یونیورسٹیوں کے چانسلر کی حیثیت سے انہیں نمائندہ نامزد کیا ہے۔۔

مبین حاجی کی تقرری

انجمن اسلام ممبئی کی انتظامیہ نے NKTF کے سرگرم رکن اور کوکن انٹرنیشنل اور کوکن مسلم ویلفیئر ایسوسی ایشن۔ اندھیری کے جوائنٹ سکریٹری جناب مبین عبداللطیف حاجی کو مندرجہ ذیل اداروں کی کمیٹیوں پر تقرر کیا ہے۔

(۱) عبداللہ داؤد باولا۔ لڑکیوں کا یتیم خانہ یاری روڈ۔ ورسوا۔ اندھیری (ویسٹ)

(۲) غالب۔ عارف۔ فرید لڑکوں کا یتیم خانہ۔ یاری روڈ۔ ورسوا۔ اندھیری (ویسٹ)

(۳) انجمن اسلام ہاسٹل برائے خواتین۔ یاری روڈ۔ ورسوا۔ اندھیری (ویسٹ)

(۴) انجمن اسلام الانا انگلش پرائمری اور سیکنڈری اسکول۔ سی ایس ٹی ممبئی۔

آشٹی میں گرام پنچایت الیکشن

۳۰ر نومبر ۹۹ء کو ضلع رتناگیری تعلقہ کھیڈ کے آشٹی گاؤں میں گرام پنچایت کا الیکشن ہوا۔ اس میں وارڈ نمبر ۳ کے دو امیدوار بلا مقابلہ چن کر آئے۔ باقی پانچ سیٹوں کے لئے الیکشن ہوا جس میں کرانتی سیوا منڈل کے پانچوں امیدواروں نے کامیابی حاصل کی۔ کامیاب ہونے والے امیدواروں کے نام اس طرح ہیں۔

(۱) عبداللہ یونس بجلے (۲) عبداللہ عبدالقادر دھندوارے (۳) عثمان عبدالرحمٰن راول (۴) رام چندر جادھو (۵) زینب ابراہیم راول۔

ان امیدواروں کو کامیاب کرانے میں جناب عبدالرحمٰن بجلے۔ عبدالرحمٰن چوگلے۔ زبیر راول۔ یونس بجلے۔ حسن آحمد راول۔ عبدالوہاب حسین۔ عبدالوہاب بجلے علی چوگلے۔ اسمٰعیل راول۔ مقبول راول۔ مورے۔ عبدالعزیز پرکار۔ اسٹار گروپ آشٹی۔ یونس راول۔ (لندن) نے نمایاں رول ادا کیا جن کا ساتھ حاجی عبدالسلام راول اور ڈاکٹر عاشق راول نے دیا۔

شیوں میں اردو کلاسوں کا اجراء

نوجیون ہائی اسکول شیوں بزرگ میں مراٹھی کے ساتھ امسال پنجم تا ہشتم کی دو کلاسیس اردو ذریعہ تعلیم شروع ہو گئی ہیں۔ ہمارا ادارہ اقلیتی (Minority Institution) ہے۔ جس سے والدین اور سرپرستوں کی مانگ تھی کہ بچوں کے لئے اردو ذریعہ تعلیم کی بھی سہولت ہو۔ الغرض سوسائٹی یہ نصب العین رکھتی ہے کہ پنجم تا دہم کی تمام جماعتوں میں اردو تعلیم بھی ہو۔

خواتین کیلئے مختلف کورس

انجمن اسلام ایم ایچ صابو صدیق پالی ٹیکنک لیڈیز ڈپارٹمنٹ کی جانب سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہمارے یہاں جرنلزم (انگلش راردو)، ہوم سائنس، فیشن ڈیزائننگ، ٹیکسٹائل ڈیزائننگ، انگلش لینگویج، ٹیلرنگ، سرامک پینٹنگ، اسٹینڈ گلاس اور مہندی ڈیزائننگ کے ابتدائی کامیاب بیچز نکلنے کے بعد نئے بیچز بنائے جارہے ہیں۔ خواتین رطالبات سے گذارش ہے کہ جلد از جلد اپنی سیٹ ریزرو کرالیں۔ واضح رہے کہ تمام کورسیز بعد از رمضان المبارک شروع کئے جائیں گے۔ داخلے جاری ہیں۔ پتہ مسز زہرہ غوری (آفس اسسٹنٹ) ایم ایچ صابو صدیق لیڈیز ڈیپارٹمنٹ، ۸ر شیفر روڈ، بائیکلہ، ممبئی۔ فون 3084881 / 3018872 / 346536

علی اسمٰعیل قاضی دوبارہ جنرل سکریٹری منتخب

جناب علی اسماعیل قاضی پچھلے دو سالوں سے بومبے بک سیلرس اینڈ پبلشرس ایسوسی ایشن ممبئی کے جنرل سکریٹری رہ چکے ہیں۔ آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے ۲۴ر نومبر ۱۹۹۹ء کو ادارے کے ۳۶ ویں سالانہ اجلاس میں آئندہ دو سالوں کے لئے یعنی ۲۰۰۰۔ ۱۹۹۹ء اور ۲۰۰۱۔ ۲۰۰۰ کے لئے دوبارہ آنرری

جنرل سکریٹری منتخب کیا گیا ہے۔ علی قاضی صاحب کو ۲۰۰۰ء میں منعقد ہونے والے کلکتہ بک فیئر اور دہلی میں ورلڈ بک فیئر میں خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ ہم قاضی صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

سینئر سٹیزن

ممتا بنرجی نے اعلان کیا ہے کہ کورٹ کے کاموں عدالتی کارروائیوں میں سینئر سٹیزن کو تعاون کیا جائے گا۔ ان کے مقدمات کو ترجیحاً فیصل کیا جائے گا۔
مردوں کی سینئر سٹیزن تب ۶۵ سال کے بعد اور عورتوں کی سینئر سٹیزن تب ۶۰ سال کے بعد تسلیم ہوگی اور انہیں ٹرینوں، ہوائی جہازوں اور بسوں میں یہ رعایتیں دی جائیں گی۔

محمود واگلے

کھیل کود پروگرام

ای۔ ایس۔ انگلش اسکول لوور توڑیل کا سالانہ کھیل کود پروگرام کیم دسمبر تا ۷ دسمبر بہت ہی جوش وخروش اور طمطراق کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ طلبہ وطالبات نے چار چار ہاؤس کے تین تین گروپ میں سینئر، مڈل اور جونیئر کے بچوں نے کافی تعداد میں حصہ لیا۔ کھیلوں کی مجموعی تعداد ساٹھ تھی۔ گاؤں کے حضرات بھی کھیل دیکھنے آئے اور بچوں کی حوصلہ افزائی کی۔ جناب نوشاد اعظمی، رشید مرزا نکر صاحب، ماجد سگری صاحب نے نظامت فرمائی اور دیگر اساتذہ نے بھی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ بچوں نے اپنے اپنے ہاؤس کی کامیابی کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تقسیم انعامات پر ہیڈ ماسٹر سید نظام الدین سعد صاحب نے کھیل کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

اے کے آئی اردو اسکول دابھول کی نمایاں کامیابی

محکمہ تعلیم ضلع رتناگیری کی جانب سے منعقدہ داپولی تعلقہ کی سائنس نمائش ۲۹ نومبر ۱۹۹۹ء کو بمقام واکولی منعقد کی گئی تھی۔ اس نمائش میں انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول دابھول کے طلبہ شاہنواز خان اور جمیل مجاور (جماعت نہم) نے ''سائنس کویز'' کے مقابلہ میں پورے تعلقہ کے اسکولوں میں تیسرا مقام حاصل کیا۔ ان کامیاب طلبہ کو ایجوکیشن آفیسر ضلع رتناگیری کی جانب سے سرٹیفکیٹ اور ٹرافی سے نوازا گیا۔ سائنس ٹیچر جناب شمس الدین خان کی رہنمائی میں ان طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔

قاسم دلوی اور ڈیوڈ میتھیوز کی کتاب Teach Yourself Urdu کے برطانیہ میں چرچے

شہر ممبئی کے گنجان مسلم آبادی والے علاقے ناگپاڑہ میں واقع میونسپل اردو پرائمری اسکول کے سابق طالب علم، محمدیہ ہائی اسکول ممبئی کے بانی صدر مدرس، لندن کے اسکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹیڈیز کے لینگویجز سینٹر میں اردو کے سابق استاد اور ملٹی کلچرل اینڈ بائی لنگول ایجوکیشن سینٹر، لندن کے موجودہ سربراہ محمد قاسم دلوی نے اپنی مادری زبان کے لئے خود کو وقف کردیا ہے۔ ان کا خاص مشن غیر اردو داں حضرات کو اس شیریں زبان کی شیرینی سے روشناس کرانا ہے۔
اپنے اس مقصد کے لئے وہ اپنے مادر وطن اور اردو کی قدیم بستیوں سے دور اس کی نئی بستیاں بسانے میں مصروف ہیں۔ برطانیہ میں انہوں نے اردو سکھانے کے سو سے زائد مراکز قائم کئے ہیں۔ بقول شخصے اردو کی زلفوں کا یہ اسیر اپنی اس دھن میں تن من اور دھن سے جٹا ہوا ہے اور اس کی مثال ان کی تازہ ترین کتاب ''ٹیچ یور سیلف اردو'' 'Teach Yourself Urdu' ہے۔ کتاب کو برطانیہ کے عالمی شہرت یافتہ اشاعتی ادارے ہوڈر اینڈ اسٹاوٹن لمیٹڈ (Hodder & Stoughton Ltd) نے شائع کیا ہے۔ اس کی قیمت ۳۰ برطانوی پونڈ (تقریبا اکیس سو روپئے) ہے۔ اس کتاب کے دوسرے مصنف بین الاقوامی شہرت یافتہ انگیز اردو داں ڈیوڈ میتھیوز ہیں۔
جناب محمد قاسم دلوی ممبئی کے ماہر لسانیات ڈاکٹر عبدالستار دلوی کے بھائی ہیں۔

ممبئی۔ گوا سفر ۴ گھنٹے میں

ممبئی سے گوا کا سفر ۴ گھنٹے میں پورا کرنے کا خواب اب شرمندۂ تعبیر ہونے والا ہے اس خواب کو پورا کرنے کا منصوبہ

و ن ریلوے نے بنایا ہے۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق کوکن ریلوے نے تیز رفتار گاڑی چلانے کا فیصلہ کیا ہے جو ممبی سے گوا تک کی دوری ۴ سے ساڑھے چار گھنٹے میں طے کرے گی۔ کوکن ریلوے کے ذمہ دار افسر بی راجہ رام نے بتایا کہ تین ماہ کے اندر یہ ریل گاڑی شروع کی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ اس تیز رفتار گاڑی کا کرایہ دوسری ایکسپریس گاڑیوں سے زیادہ ہوگا۔

ممبئی پورٹ ٹرسٹ کے ۳۲ ہزار ملازمین کی ملازمت کو خطرہ

ممبئی پورٹ ٹرسٹ کے افسران اور دیگر ملازمین اپنی نوکری کے سلسلہ میں بہت فکر مند ہیں کیوں کہ جواہر لال نہرو پورٹ ٹرسٹ کو ان لوگوں کے حصہ کی ذمہ داریاں سونپی جارہی ہیں اب تک ممبئی پورٹ ٹرسٹ کے بتیس ہزار ملازم سیال کارگو کی ذمہ داریاں اٹھاتے رہے ہیں۔ اگر حکومت پورٹ ٹرسٹ نے اس کام کو اپنے ذمے لے لیا تو ایک سو پچیس سال پرانا ممبئی پورٹ بند ہو جائے گا اور اس کے ملازم سڑک پر آجائیں گے۔

ناگوٹھنہ میں جلسۂ تقسیم انعامات

کوکن مراٹھواڑہ میں ویلفیئر یونٹ کے زیر اہتمام جس کے صدر جناب علی ایم شمسی اور جنرل سکریٹری جناب عبدالوہاب بھستے ہیں۔ ۵؍دسمبر ۹۹ء کو اس کا سالانہ جلسہ اعزاز و تقسیم انعامات اردو ہائی اسکول ناگوٹھنہ تعلقہ روہا ضلع رائے گڈھ میں انعقاد پذیر ہوا۔ جلسہ کی صدارت ممبئی کے ریٹائرڈ (صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے انعام یافتہ) جوائنٹ چیف فائرافسر جناب ایم جی سرکھوت نے فرمائی۔ ضلع رائے گڑھ میں امسال SSC اور HSC امتحانات میں امتیازی شان سے کامیاب ہونے والے طلباء کو اور ضلع کے گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹرس، انجینئرس وغیرہ کو انعامات عطا کیے گئے۔
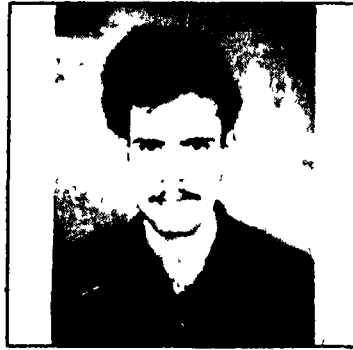
ڈاکٹر بانگی کے شفاخانہ کا افتتاح

ممبئی پورٹرسٹ سے سبکدوش ماسٹر جناب عبدالقادر حسام الدین بانگی متوطن سارنگ (داپولی) کے فرزند ڈاکٹر ساجد بانگی نے BHMS کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ممبئی کے کئی نامور سپتالوں میں (BPT ہسپتال سمیت) آر ایم او کی خدمات انجام دیں اور تجربہ حاصل کرلیا اور اب اپنے علم اور تجربہ کو بنیاد بنا کر اتوار ۱۹؍دسمبر ۹۹ء کو واسی نئی ممبئی میں اپنے دواخانہ کا افتتاح فرمایا۔

پتہ بی ۱۰؍۱۲ سکٹر ۱۵۔ واشی

ڈاکٹر ساجد بانگی خاندان میں دوسرے ڈاکٹر ہیں اس سے قبل آپ کے چچازاد بھائی ڈاکٹر شاہنواز بانگی نے دندان سازی کی ڈگری حاصل کرکے اپنے وطن داپولی میں پریکٹس شروع کی تھی بعد ازاں وہ لندن چلے گئے اور وہیں مقیم ہیں۔

یوم قومی تعلیم

کل ہند اردو تعلیمی کمیٹی نے مطالبہ کیا ہے کہ ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم اور مجاہدین آزادی کے پیش رو مولانا ابوالکلام آزاد کے یوم پیدائش ۱۱؍نومبر کو ملک بھر میں "یوم قومی تعلیم" کے طور پر منایا جائے۔

کمیٹی نے مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ۱۰؍نکاتی پروگرام پر عمل درآمد کا جائزہ لینے کے لئے ریاستی اور ضلعی سطح پر کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کو عطیات

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کی کمپاونڈ دیوار مکمل کرنے کا کام آہستگی سے چل ہی رہا تھا کہ ایک علم دوست مخیر ہستی عالی جناب علی حسن احمد ابراہیم نے اس کام کو مکمل

کرنے کے لئے اپنا تعاون پیش کیا اور ساٹھ ہزار کا عطیہ دیا۔ کمپاونڈ دیوار کا کام عنقریب مکمل ہونے کو ہے، اس کار خیر میں جناب ابراہیم قاسم مجگاؤنکر صاحب کا تعاون شامل ہے۔

جناب ابراہیم قاسم مجگاؤنکر جن کی تعلیمی دلچسپی معیار تعلیم کو مزید بہتر ہوانے میں کوشاں ہیں۔ ایس ایس سی امتحان میں اول دوم اور سوم آنے والے طلباء و طالبات کو انعامات دینے کے لئے پانچ ہزار کا عطیہ پیش کیا۔

گاؤں کے علم دوست جناب عبدالمجید بابا خان سرنوبت عرف مدر صاحب نے ہائی اسکول میں دو ملنگ پنکھے کا عطیہ پیش کیا ہے۔ نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کو ممبئی کے ایک تعلیمی ٹرسٹ جو کوکن کے اضلاع میں معیار تعلیم کو بہترین ہوانے کے لئے تجربات کے مرحلہ میں ہیں۔ نیشنل ہائی اسکول میں پانچویں، چھٹی اور ساتویں جماعت شروع کرنے جا رہے ہیں لہٰذا ٹرسٹ نے اپنی طرف سے پچاس ڈیسک (Desk) پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ ہرنئی ایجوکیشن سوسائٹی اینڈ ویلفیئر سوسائٹی ان مخیر حضرات و ٹرسٹی صاحبان کی مشکور ہیں۔

عبدالغنی عثمان پاوسکر

ہرنئی میں حسین دلوائی کا شاندار استقبال

ہرنئی تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری میں حکومت مہاراشٹر کے وزیر لیبر، پورٹ اور اوقاف کا داپولی کانگریس کمیٹی اور نوانگر جماعت المسلمین کی طرف سے ۲۵ نومبر کی شب شاندار استقبال کیا گیا۔ تقریب استقبالیہ میں کانگریس کے جوشیلے لیڈر بھائی جگتاپ، سابق ایم۔ پی جناب میجر سدھیر ساونت، تعلقہ کے صدر ڈاکٹر مہندلے، کاکا کھوت خازن جناب عثمان قاضی ماسٹر، مسز پاچپوتے، جناب عبدالغنی پاوسکر، جناب قاسم میرکر ہرنئی کانگریس کے نوجوان سکریٹری جناب زین الدین کوروبکر یالکھر سے جناب مہالدار انجرلہ۔ ہرنئی۔ مرُوڈ اور اطراف کے گاؤں سے سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی اور گلدستہ عقیدت پیش کئے۔

جناب دلوائی صاحب نے اپنی پرمغز تقریر میں وعدے دینے کے بجائے کام کر کے دینے کی بات کی۔ حاضرین کو یقین دلایا کہ نیشنل ہائی اسکول کو پانچویں۔ چھٹی اور ساتویں جماعت شروع کرنے کا اجازت نامہ لاکر دوں گا۔ ماہی گیروں کے لئے پلیٹ فارم سوا کر دوں گا اور اوقاف کے سارے معاملات پر پوری توجہ دوں گا۔ ان کے اعزاز میں عشائیہ (Dinner) کا بہترین انتظام ڈاکٹر اور مسز ظفر دلاور دلوی کے دولتخانہ پر کیا گیا۔ تقریب کے آخر میں ''سنگیت'' کی محفل کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

سمیع خطیب کی تقرری

مڈلے فارماسیوٹیکل کے چیئرمین جناب سمیع خطیب نہ صرف ادارہ کے سربراہ ہیں بلکہ اپنی کاروباری مصروفیات میں سے وقت نکال کر تعلیمی سرگرمیوں میں بھی منہمک ہیں۔ انجمن اسلام ممبئی کے جنرل کونسل کی رکنیت اور بورڈ آف پروفیشنل ایجوکیشن کی چیئرمین شپ کے علاوہ انجمن خیر الاسلام ہائر ایجوکیشن کے بھی آپ حال ہی میں چیئرمن چنے گئے ہیں۔

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی میں پانچویں کا اجراء

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری میں جو گذشتہ کئی سالوں سے پانچویں چھٹی اور ساتویں جماعت کو ہائی اسکول سے منسلک کرنے کی پرزور کوششیں کر رہی تھی تاکہ ہائی اسکول کا معیار تعلیم اور خصوصاً انگریزی مضمون کو پختہ کیا جائے۔ آخر ضلع پریشد رتناگیری کے ایجوکیشن اور آرتھ کمیٹی کے سبھاپتی جناب پردیپ جگتاپ سروے کی بھرپور کاوش سے پانچویں کلاس ہائی اسکول میں شامل کرنے کا ''ناحرکت اجازت نامہ'' (NOC) منظور ہو گیا۔ گاؤں کے نوجوان جناب احسان اللہ مہالدار (اپ سرپنچ) اور جناب نثار ڈھینکر اس میں پیش پیش رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے تعلیمی سال سے نئے کلاس کو ہائی اسکول سے جوڑا جائے گا۔

N.K.T.F. کے تعلیمی مقابلے

سال گزشتہ جب چپلون
ین N.K.T.F. کے تعلیمی مقابلے جاری
تھے۔ جناب محمد عمر پرکار (نور کوکنی) کی
وساطت سے حنیف گھنسار صاحب اور
ان کے رفقائے یہ خواہش ظاہر کی تھی
ہ ان کی قائم کردہ تنظیم "یونائیٹیڈ
مسلمز ایسوسی ایشن کھیڈ" جو نوجوانان
ہیڈ کی قائم کردہ تنظیم نو ہے۔ اس کے
زیر اہتمام سال ۱۹۹۹ء کے ضلعی سطح پر
رتناگری کے مقابلے کھیڈ میں منعقد ہوں
اور اس کی کفالت وہ کریں گے۔ اسی
مطابق ۲۷ نومبر ۹۹ء کو ضلع رتناگری
کے لئے تعلیمی مقابلے مراٹھا بھون کھیڈ
کے خوبصورت ہال میں منعقد ہوئے۔
حلقہ کی معروف علم دوست
شخصیت جناب حسین ملّاجی (متوطن
کرجی) نے جلسہ کی صدارت فرمائی اور
محکمۂ تعلیمات کے دو افسران شری پی،
ڈی کامبلے اور جناب مجیب ملّا صاحبان
معزز مہمان تھے۔ قرب و جوار کے گاؤں
سے اور شہر کھیڈ کی متعدد اور معزز
شخصیات کثیر تعداد میں پروگرام میں
حاضر تھیں۔ یونائیٹیڈ مسلمز ایسوسی ایشن،
کھیڈ کے سکریٹری جناب عبدالرؤف
خطیب نے افتتاحی تقریر میں پروگرام
کی غرض و غایت بیان کی۔ ایسوسی
ایشن کے اغراض و مقاصد پر روشنی
ڈالی اور حاضرین کا استقبال فرمایا۔
بچوں کی پیش کردہ حمد و نعت اور
استقبالیہ گیت کے بعد معزز مہمانان
نے اظہارِ خیال فرمایا اور ایسوسی
ایشن کی علم دوستی کو سراہا۔ صدرِ مجلس
ملّاجی صاحب نے N.K.T.F. کی
سرگرمی کو بچوں کے لئے سودمند
بتاتے ہوئے آئندہ سال اپنے
آدرش ہائی اسکول، کرجی میں پروگرام
رکھنے کی دعوت دی، جس کا N.K.T.F.
کے چیئرمین ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
صاحب نے پُرتپاک خیر مقدم کیا۔

تعلیمی مقابلے

تعلیمی مقابلے: اس کے بعد فورم
کے کوآرڈینیٹر اور مقابلوں کے چیف
جناب اقبال کولکے نے مائیک سنبھالا۔
اور تعلیمی مقابلوں کا آغاز فرمایا۔
امسال N.K.T.F. نے اپنے تعلیمی
مقابلوں میں مضمون نویسی کا اضافہ
کیا تھا چھ ہائی اسکولوں نے اس
مقابلہ کے لئے اپنے بچے بھیجے تھے۔
جناب مبین حاجی کی نگرانی میں ایک
علیحدہ کمرہ میں یہ مقابلہ انجام پایا۔
درج ذیل تین طلبہ کامیابی سے ہمکنار
ہوئے انہیں نقد انعام سے نوازا گیا۔
اول نمبر: الیاس اقبال پٹیل،
آدرش ہائی اسکول، کرجی۔ کھیڈ۔
دوم نمبر: قریبہ یوسف میاں استاد،
منتری ہائی اسکول، رتناگری۔
سوم نمبر: متین محمد شریف پٹیل، انجمن
خیر الاسلام اُردو ہائی اسکول، داپولی۔

تقریری مقابلے

تقریری مقابلے: اُردو تقاریر کے لئے آٹھ ہائی
اسکولوں کے بچوں نے حصہ لیا تھا جس
میں درج ذیل تین انعام کے حقدار
قرار پائے۔
اول نمبر: رضوان عبداللہ خان،
نیشنل ہائی اسکول، داپولی،
دوم نمبر: عنبرین گل حسن جمعدار،
منتری ہائی اسکول، رتناگری۔
سوم نمبر: تبسم عمر شیوکر، ڈاکٹر ایم کیو
دلوی۔ واکھیولے اُردو ہائی اسکول،
مراٹھی تقاریر کے لئے چھ ہائی
اسکولوں کے بچے شریک مقابلہ ہوئے۔
جس میں درج ذیل تین نے مقابلہ
جیت لیا۔
اوّل نمبر: مبشر عبدالصمد صابلے۔
ڈاکٹر ایم، کیو دلوی۔ واکھیولے اُردو
ہائی اسکول۔
دوم نمبر: رفعت عبدالعزیز مستان۔

نقش کوکن

مستری ہائی اسکول، رتناگری
سوم نمبر: شبنم اشرف صحیح بولے۔
انجمن خیر الاسلام [illegible] ہائی اسکول،
داپھول۔

جنرل نالج (پرائمری): اس مقابلہ میں گرچہ [illegible] اسکولوں نے حصّہ لیا تھا مگر مقابلہ بڑا دلچسپ رہا اور حسبِ ذیل بچے کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔
اول نمبر: عاصم محمد مصطفےٰ اہلسنگی۔
انجمن خیر الاسلام اُردو ہائی اسکول، داپھول۔
دوم نمبر: آفرین رفیق پرکار۔ آدرش ہائی اسکول، کرجی۔
سوم نمبر: فضل غلام محی الدین کھوت، حاجی الیس، ایم، مقدم ہائی اسکول، کھیڈ۔

جنرل نالج (سیکنڈری)

اسی مقابلہ میں آٹھ ہائی اسکولوں کے طلباء شریک مقابلہ ہوئے ان میں جو انعام کے حقدار قرار پائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔
اول نمبر: جمیل صلاح الدین مجاور۔ انجمن خیر الاسلام اُردو ہائی اسکول، داپھول۔
دوم نمبر: صبا محمد حنیف حمدولے، آدرش ہائی اسکول، کرجی۔
سوم نمبر: قرینہ یوسف میاں

نقش کوکن

استاد، مستری ہائی اسکول، رتناگری۔

مراٹھی زباندانی: یہ مقابلہ بھی اسی سال شروع کیا گیا ہے۔ آٹھ ہائی اسکولوں کے بچے اس مقابلہ میں شریک ہوئے۔ ان کے حاصل کردہ نمبرات کے مطابق درج ذیل بچے انعام کے حقدار قرار پائے۔
اول انعام: کبیر علی، علی میاں منیار، انجمن خیر الاسلام اُردو ہائی اسکول، داپھول۔
دوم انعام: رفعت عبد العزیز ملتان، داپھول، مستری ہائی اسکول، رتناگری۔
سوم نمبر: صبا محمد حنیف حمدولے، آدرش ہائی اسکول، کرجی۔

انگلش زباندانی: اس مقابلہ میں آٹھ ہائی اسکولوں کے بچے شریک ہوئے اور اپنے حاصل کردہ نمبرات کی بنا پر جو انعام پائے ان کے نام درج ذیل ہیں۔
اول نمبر: صبا محمد حنیف حمدولے۔ آدرش ہائی اسکول، کرجی۔
دوم نمبر: عبد الرشید ہارون رشید، نیشنل ہائی اسکول، داپولی۔
سوم نمبر: قرینہ یوسف میاں استاد، مستری ہائی اسکول، رتناگری۔

میتھمیٹکس (ریاضی): پچھلے سال جناب مبارک کاپڑی کی عدم شرکت کی وجہ سے یہ مقابلے نہیں ہو سکے تھے امسال جناب محمود الحسن ماہر صاحب کے علمی تعاون کی بنا پر یہ مقابلے منعقد ہو سکے جس میں آٹھ ہائی اسکول شریک ہوئے۔ درج ذیل بچے انعام کے حقدار قرار پائے۔
اول نمبر: تبسم عمر شیوکر، ڈاکٹر ایم کیو دلوی اُردو ہائی اسکول، واگھیوے
دوم نمبر: وسیمہ قطب الدین پٹھان۔ نوجیون ہائی اسکول، راجہ پور۔
سوم نمبر: قرینہ یوسف میاں استاد، مستری ہائی اسکول، رتناگری۔

خصوصیات: کھیڈ میں منعقد ہونے والے ضلع رتناگری کے سیمی فائنل یہ خصوصیت رہی کہ اس میں مستری ہائی اسکول، رتناگری کی طالبہ قرینہ یوسف میاں استاد، نے مضمون نویسی میں دوسرا، جنرل نالج (سیکنڈری) میں تیسرا، انگلش زباندانی میں تیسرا، میتھمیٹکس (ریاضی) میں تیسرا۔ اس طرح چار انعامات حاصل کیے مگر سوئے اتفاق فائنل مقابلہ میں شریک ہونے کا اسے موقعہ نہیں ملا۔ (مضمون

...کے لئے فائنل مقابلہ نہیں ہے)
آدرش ہائی اسکول، کرجی
...صبا محمد حنیف حمدولے نے
...انج (سیکنڈری) میں دوسرا
...زباندانی میں تیسرا اور انگلش
...نی میں اول نمبر پا کر ہیٹ
...کی ہے۔

ضلع رتنا گری کے

...مقابلہ ہائی اسکول:
...یون ہائی اسکول، راجہ پور۔
...رش ہائی اسکول، کرجی
...بجا ایس، ایم، مقدم ہائی اسکول،
...ر
...اکٹر ایم کیو دلوی اردو ہائی
...ل، واگھیورے۔
...تری ہائی اسکول، رتنا گری۔
...نجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول
...ہول۔
...یشنل ہائی اسکول، داپولی۔
...بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز
اسکول، رتنا گری۔
...رمن پرکار ہائی اسکول، پالکوٹ،
...نا گری۔

ہماری دانست کے مطابق
رتنا گری میں ۲۶ ہائی اسکول ہیں
...ں ہماری جانب سے سرکیولرز
...بھیجے گئے تھے مگر افسوس اس
...بات کا ہے کہ اس میں صرف مندرجہ
بالا ۹ ہائی اسکولوں نے ہی مقابلوں
میں حصہ لیا۔ ٭٭

ضلع تھانہ میں تعلیمی مقابلے

تھانہ ضلع ممبئی سے قریب ہونے
کی بنا پر اس کے ہائی اسکولوں نے
N.K.T.F کی تعلیمی سرگرمیوں سے
فیض اٹھانے کی کبھی ضرورت نہیں
سمجھی۔ نتیجہ میں فورم کے اکابرین
کو تعلیمی مقابلے کے لئے کفیل حاصل
کرنا "سالے دارد" والی بات تھی۔
تنگ آکر فورم نے اس ضلع میں مقابلے
منعقد کرنا بند کر دیا۔ اس وقت خبر
کے ساتھ لگی سرخی "ضلع تھانہ
N.K.T.F سے بیگانہ" کو جناب
سعد خلیل احمد سعید مقیم کوسہ نے
بطور چیلنج لیا اور پچھلے سال انہوں
نے دعوت دی کہ آئندہ سال میں
آپ کے پروگرام کا کفیل بنوں گا اور اس
اعتبار سے سعد صاحب نے امسال
بہت ہی شاندار طریقہ پر N.K.T.F
کے تعلیمی مقابلوں کی کفالت فرمائی۔

جناب سعد خلیل احمد سعید
غالباً یوپی کے رہنے والے مگر برسوں
سے کوسہ میں مقیم علم دوست ہیں۔
اپنے متفرق کاروبار اور مصروفیات
کے باوجود علم دوستی کی مثال قائم
کی ہے آپ نے اپنے والد صاحب کے نام پر
"مولانا خلیل احمد جامعی میموریل
ٹرسٹ" قائم کر کے اس کے زیر
اہتمام نہ صرف تعلیمی سرگرمیاں جاری
رکھے ہوئے ہیں بلکہ ایک شاندار اور
بلند و بالا و عریض عمارت میں سمیہ
ہائی اسکول جاری کیا بلکہ اسے آگے
بڑھاتے ہوئے جونیئر اور ڈگری کالج
قائم کرنے کا عزم صمیم رکھتے ہیں۔

۴ دسمبر ۹۹ء کو عبداللہ
پٹیل ہائی اسکول اور یتیم خانہ
دارالرحمت کے چیئرمین اور نقش کوکن
کے دیرینہ سرپرست جناب حاجی
عبدالسلام راول صاحب کی صدارت
میں یہاں N.K.T.F کے تعلیمی
مقابلے منعقد ہوئے۔ سمیہ ہائی
اسکول کے گراؤنڈ فلور پر واقع
ہال جو شادی بیاہ کے لئے استعمال
ہونے والا دلکش و کشادہ ہال ہے
بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ اور سعید صاحب
کی مقناطیسی شخصیت کی وجہ سے
کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ٹھیک نو بجے
فورم کے اراکین جلسہ گاہ پہنچے تو سعید
صاحب نے پرتپاک خیر مقدم کیا اور
تمام اراکین کی پر تکلف ناشتے سے
ضیافت فرمائی۔ یہ ناشتہ نہ صرف فورم کے

اراکین کے لئے تھا بلکہ دور دور سے آنیوالے طلبہ اور ان کے نگراں اساتذہ کی بھی آپ نے تواضع فرمائی۔ ہیومین ریمیڈیز“ نامی دواساز کمپنی کے مالک جناب سید بی اے کریم صاحب بطور مہمان رونق افروزی محفل تھے۔ کچھ دیر کے لئے ہفت روزہ ”فوزان“ کے مالک و مدیر جناب سلمان ماہمی نے بھی پروگرام کو زینت اور فورم کے اراکین کو ہمت و عزت بخشی۔ جناب داؤد جوگلے کی خیر مقدمی تقریر کے بعد جناب اقبال کوالے نے تقریری مقابلوں سے پروگرام شروع کیا۔ اردو تقاریر کے لئے سات اور مراٹھی تقاریر کیلئے ۱۴ امیدوار اردو کے ججوں میں روزنامہ انقلاب کے جناب شاہد لطیف اور مراٹھی کے جج حضرات میں شری چندرکانت دلوی نوزی ممبئی کے لائین

انجمن ہائی اسکول کے لطیف سر کی موجودگی نے فیصلہ کو وقعت بخشی، جناب محمود الحسن ماہر امسال ہر مرکز پر Common جج رہے۔ ججوں کے فیصلے کے مطابق اردو تقاریر میں درج ذیل بچے انعام کے حقدار قرار پائے۔ **اردو تقریر**

اول نمبر: ملک شمع فردوس،
دوم نمبر: سمیرہ عبدالرشید، نقشبند کوکن
سوم نمبر: شیرین عبدالرشید قادری،

مراٹھی تقاریر میں درج ذیل طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔

اول نمبر: اسماء مرسل۔
دوم نمبر: پروین جی سرفرے۔
سوم نمبر: سید ناصر محمد شریف۔

جنرل نالج (پرائمری) اس مقابلہ میں صرف تین ہائی اسکولوں نے علی الترتیب جنہوں نے کامیابی حاصل کی وہ اس طرح ہے:

اول نمبر: عبداللہ پٹیل بوائز ہائی اسکول، کوسہ کا طالب علم شیخ زبیر عبدالقادر۔
دوم نمبر: عبداللہ پٹیل گرلز ہائی اسکول، کوسہ کی طالبہ شفق عبدالصمد صدیقی۔
سوم نمبر: نیشنل اردو ہائی اسکول، کلیان کا طالب علم ندیم عزیز الدین شیخ۔

جنرل نالج (سکنڈری) اس مقابلہ میں ۹ ہائی اسکولوں کے بچوں نے شرکت کی اور حسب ذیل امیدوار انعام کے حقدار قرار پائے۔

اول نمبر: فرقان محمد حسن مرومکر، نیشنل اردو ہائی اسکول، کلیان۔
دوم نمبر: صلاح الدین جمیل غازی۔ انجمن اردو ہائی اسکول، مبلاپور۔
سوم نمبر: شاہین محمود شنگرے، عبداللہ پٹیل، بوائز ہائی اسکول، کوسہ

مراٹھی زباندانی:

امسال شروع کئے جانیوالے اس مقابلہ میں ۶ ہائی اسکولوں نے حصہ لیا اور درج ذیل بچے کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

اول نمبر: عمران وسیم الدین فاروقی، نیشنل اردو ہائی اسکول، کلیان۔
دوم نمبر: اسماء مرسل، سمیہ ہائی اسکول، کوسہ
سوم نمبر: مسلمہ عبدالخالق ممکی، عبداللہ پٹیل گرلز ہائی اسکول، کوسہ

انگلش زباندانی:

۹ ہائی اسکولوں کے طلباء اس مقابلہ میں شریک ہوئے اور درج ذیل انعام کے حقدار قرار پائے

اول نمبر: عمران وسیم الدین فاروقی، نیشنل اردو ہائی اسکول، کلیان
دوم نمبر: ثنار قمر الدین مومن۔ رفیع الدین فقیہ گرلز ہائی اسکول، بھیونڈی۔
سوم نمبر: صدف مظفر شیخ، آئیڈیل ہائی اسکول، لابوڑی تا بھانہ۔

میتھمیٹکس (ریاضی) اس مقابلہ میں بھی ۹ ہائی اسکو

...کی میں طلبا نے اچھا کامیابی
...پہلے تھے وہ حسب ذیل ہیں
...ءِ ملک شمیع فردوس۔ سمیہ
...سکول، کوسہ۔
...: جاوید محمد اختر خان نیشنل
...ئی اسکول، کوسہ۔
...ہر: تحسین صلاح الدین
...نجمہ عبداللہ پٹیل گرلز ہائی
...ل، کوسہ۔

...نویسی: ضلع تھانہ سے
...نویسی کے مقابلہ میں آٹھ ہائی
...ں کے بچوں نے شرکت کی۔
...ئی اسکول کے پہلے منزلہ میں
...معقول انتظام کیا گیا تھا۔ فورم
...سابق ساتھی عبدالصمد کی معیت
...ش کوکن کے سابق معاون مدیر
...صاحب کی نگرانی میں یہ مقابلہ
...پذیر ہوا۔ ججوں کے فیصلہ کے
...ت جو امیدوار انعام کے حقدار
...پائے وہ حسب ذیل ہیں:
...ہر: پرویز عالم نجیب خان۔
...ہائی اسکول، کوسہ۔
...ہر: رفعت رضوان ملا۔ انجمن
...ئی اسکول، بدلاپور۔
...ہر: سعید محمد رضا ایوب حسین
...اردو ہائی اسکول، کوسہ۔
...ش کوکن

ہدیۂ تہنیت و اعزاز

تعلیمی مقابلوں کے ساتھ ساتھ پروگرام کے کفیل جناب سعد خلیل احمد سعید صاحب اور N.K.T.F کے مقامی کارکن جناب داؤد چوگلے نے ان طالبات کو بھی مدعو کیا تھا جنہوں نے امسال ایس ایس سی بورڈ اور ممبئی یونیورسٹی میں نہ صرف اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑے بلکہ اردو کا نام روشن کیا۔ پروگرام میں انہیں ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہوئے کچھ سوغات عطا کر کے ان کا استقبال کیا گیا۔ ان کے اسمائے گرامی ہیں۔

۱) مس صالحہ عبدالقادر انصاری، آپ نے بی اے کا امتحان درجۂ اول کامیاب کیا اور طلائی تمغہ کی حقدار قرار پائی۔

۲) مس خدیجہ دستگیر عالم۔ آپ نے ایس ایس سی میں امتیازی شان کے ساتھ کامیابی حاصل کی اور اردو کے گولڈ میڈل پر قبضہ جمایا۔

۳) تیسری طالبہ ڈاکٹر شہلیانہ محمد علی چوگلے ہیں جنہوں نے M.S. ڈگری کے ساتھ گولڈ میڈل حاصل کیا، اور ممبئی یونیورسٹی میں اوّل آنے کا اعزاز پایا۔ یہ طالبہ پروگرام میں حاضر

تھی جس کے اعزاز کی [illegible] کے باوجود اسے اعزاز نہ دیا جا سکا۔ نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے جناب اقبال کوالیسنے موجود دونوں طالبات کو شالیں اور کتابیں پیش کر کے مبارکباد دی اور انہیں اعزاز بخشا۔

عالیجناب سعد خلیل احمد سعید نے بطور خاص ان کے لئے شیلڈ اور ٹرپیس بنوایا تھا جو پیش کرتے ہوئے انہیں مبارکباد دی۔

جناب داؤد چوگلے کا قائم کردہ ٹرسٹ آئیڈیل فاؤنڈیشن کی جانب سے دونوں طالبات کو توصیفی اسناد، شالیں اور مومنٹوز دیے گئے، جو علی الترتیب ٹرسٹی کی بیگم ساجدہ عبدالحمید چوگلے اور دختر شبانہ داؤد چوگلے نے اپنے ہاتھوں پیش کئے۔

مقابلوں کا یہ سارا پروگرام جناب سعد صاحب کی کرم فرمائی اور فراخدلی کا رہین منت ہے۔ پروگرام میں آپ نے گفتار کا نہیں بلکہ کردار کا عملی ثبوت دیا اور آخر میں اظہار تشکر فرمایا جس پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

فائنل میں شرکت: زیر نظر رپورٹ

ان تعلیمی مقابلوں کی ہے جو ضلعی سطح پر (سیمی فائنل) ہوئے ان مقابلوں میں

[...] مضمون [...] کے باقی تمام مقابلوں میں اول اور دوم [...] آنیوالے طلبہ و طالبات ۲۳ر جنوری ۲۰۰۰ء کو ممبئی کے بمقام مسالہ والا ہال، ڈونگری میں ٹھیک دس بجے شروع ہوں گے اور ان مقابلوں میں کامیاب ہونیوالے صحیح معنوں میں آل کوکن بیسٹ کہلائیں گے۔

ہائی اسکولوں کے اساتذۂ کرام اور انتظامیہ کے سربراہوں سے گزارش ہے کہ ضلعی سطح پر سیمی فائنل میں کامیاب ہونیوالے ان باعزم اور ذہین طلباء کو ایکبار پھر آل کوکن مقابلہ میں شریک کروائیں۔

امسال ضلع تھانہ کے جن ہائی اسکولوں نے تعلیمی مقابلوں میں حصہ لیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱) عبداللہ پٹیل گرلز ہائی اسکول کوسہ
۲) عبداللہ پٹیل بوائز ہائی اسکول کوسہ
۳) نیشنل اردو ہائی اسکول، کلیان
۴) سمیہ ہائی اسکول، کوسہ
۵) رفیع الدین فقیہ گرلز ہائی اسکول، بھیونڈی۔
۶) حذیفہ اردو ہائی اسکول، وسئی۔
۷) انجمن اردو ہائی اسکول، بدلاپور
۸) نیشنل ہائی اسکول، کوسہ
۹) آئیڈیل ہائی اسکول سیکنڈرالبوڈی تھانہ نقش کوکن
۱۰) پٹیل ہائی اسکول، ممبرا۔

ضلع رائے گڑھ میں تعلیمی مقابلے

امسال ضلعی سطح پر رائے گڑھ ضلع میں سیمی فائنل مقابلوں کی کفالت F.T.K.M کے فعال رکن جناب محمد علی مقدم اپنے پدر بزرگوار مرحوم جناب ایچ بی مقدم کی یاد میں قبول فرمائی۔ محمد علی مقدم متوطن ٹول، (بزرگ) جدّہ میں برسر روزگار ہیں لہٰذا انہوں نے نقد رقم ادا کی اور انتظام و انصرام کا کام فجندار ہائی اسکول اور جونیئر کالج کے ریٹائرڈ پرنسپل جناب این اے واحد صاحب کے ذمہ تھا جسمیں انجمن حمایت الاسلام ہائی اسکول کے پرنسپل جناب مناف بھاٹکر نے بھی تعاون دیا اور اس طرح یہ پروگرام انجمن حمایت الاسلام ہائی اسکول، مہاڈ میں منعقد ہوا۔ صدارت عالیجناب ڈاکٹر اے اے دیشمکھ صاحب نے فرمائی اور ایچ بی صاحب کے فرزند افضل مقدم بطور مہمان خصوصی پروگرام میں شریک رہے۔

تلاوت پروگرام کے بعد F.T.K.M کے کوآرڈینیٹر جناب اقبال کوالے نے تقریری مقابلوں سے جلسہ کا آغاز فرمایا۔ ایک علیحدہ کمرہ میں مضمون نویسی کے مقابلے بھی جاری تھے جس کی نگرانی مبین حاجی صاحب اور اعظم شہاب کررہے تھے۔ آٹھ طلباء مضمون نویسی کے مقابلے شریک تھے جن میں سے تین انعام حقدار قرار دئے گئے جن کے نام ذیل میں درج ہیں:

اول نمبر: یعقوب بیگ ہائی اسکول پنویل کی طالبہ شبنم عرفانا دریکر۔
دوم نمبر: فجندار ہائی اسکول کے طالب علم متین محمد علی مقدم۔
سوم نمبر: انجمن خیرالاسلام اردو ہائی اسکول، گوریگاؤں کا طالب علم محمد عمر فاروق چودھری۔

تقریری مقابلے: دس ہائی اسکول کے بچے اردو تقریری مقابلے میں شریک ہوئے جن میں سے درج ذیل تین کے حقدار قرار پائے۔

اوّل نمبر: سرفراز بشیر قبلے۔ انجمن حمایت الاسلام ہائی اسکول مہاڈ
دوم نمبر: شازیہ تسنیم انصاری، ا پی ایم ہائی اسکول، راجے واڑی
سوم نمبر: شعیب ساجد انصاری اے کے آئی ہائی اسکول، گوریگا

مراٹھی تقاریر: مراٹھی تقریری مقابلے میں چھ ہائی اسکولوں سے

...ہوئے جن میں درج ذیل نے
...یا۔
...نمبر: امینہ محمد پٹھان، یعقوب
...ہائی اسکول، پنویل۔
...نمبر: نیلوفر نظام الدین بانگی،
...ے آئی اُردو ہائی اسکول، گورگاؤں
...نمبر: محمد تقی محمد شریف مستے،
اُردو ہائی اسکول، تلوجہ۔

...یانالج (پرائمری) اس مقابلے
...رہائی اسکول کے بچوں نے
...یا اور درج ذیل تین انعام
...مدار قرار پائے۔
...نمبر: لیس اصغر شرگاؤنکر،
اسلام جنجیرہ ہائی اسکول، شریوردھن
...نمبر: عربینہ اصغر مانڈلیکر، این،
...یس اُردو ہائی اسکول، ناگوٹھنہ۔
...نمبر: مہ جبین غلام حسین کونچالی،
...ے آئی اُردو ہائی اسکول، چانڈوہ

...یانالج (سیکنڈری) اس
...میں ۱۱ ہائی اسکولوں کے طلبہ شریک
...تین انعام کے حقدار بنے۔ جن کے
...یل میں درج ہیں۔
...نمبر: ثنا رعتیق کھوت، یعقوب
...ے، ہائی اسکول پنویل۔
...نمبر: فوزیہ نواب جھوانے،

مجندار ہائی اسکول، وہور۔
سوم نمبر: مصدق ایوب الڈے،
انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول
شریوردھن۔

مراٹھی زبان دانی: اس مقابلہ
میں آٹھ ہائی اسکولوں کے بچوں نے
حصہ لیا تھا جن تین امیدواروں کو
انعام کا حقدار قرار دیا گیا ان کے نام
درج ذیل ہیں۔
اول نمبر: فہمیدہ مظفر منگروسکر،
این ای ایس اُردو ہائی اسکول،
ناگوٹھنہ۔
دوم نمبر: راحیل عبدالستار شیخ، انجمن
اسلام جنجیرہ ہائی اسکول، مہسلہ
سوم نمبر: امینہ محمد پٹھان، یعقوب
بیگ ہائی اسکول، پنویل۔

انگلش زبان دانی: اس مقابلہ
میں دس ہائی اسکولوں کے بچے شریک
تھے، جن تین طلبہ کو انعام کا حقدار
قرار دیا گیا وہ ہیں
اول نمبر: فردوس مشتاق قادری،
اے آئی جے ہائی اسکول، شریوردھن۔
دوم نمبر: فیصل اشرف کاپڑی،
مجندار ہائی اسکول، وہور۔
سوم نمبر: شعبان شبیر سلوتری،

یعقوب بیگ ہائی اسکول، پنویل۔

میتھمیٹکس (ریاضی) اس
مقابلہ میں آٹھ ہائی اسکولوں کے بچے
شریک تھے ان میں جن تین امیدواروں
نے انعام کا حق حاصل کیا وہ ہیں،
اول نمبر: صدام حسین صابر حسین
چودھری، انجمن اسلام جنجیرہ ہائی
اسکول، مہسلہ۔
دوم نمبر: عبدالجبار احمد جمیل یعقوب
بیگ ہائی اسکول، پنویل۔
سوم نمبر: ساجد حسن میاں بٹے۔
ایس پی ایم ہائی اسکول راجے واڑی۔

ضلع رائیگڈھ کے جن ہائی اسکولوں
نے امسال مقابلوں میں حصہ لیا وہ ہیں
۱) یعقوب بیگ ہائی اسکول پنویل
۲) مجندار ہائی اسکول، وہور
۳) انجمن خیر الاسلام اُردو ہائی اسکول
وہور۔
۴) این ای ایس اُردو ہائی اسکول ناگوٹھنہ
۵) ایس پی ایم اردو ہائی اسکول راجے واڑی
۶) انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول شریوردھن
۷) انجمن حمایت الاسلام ہائی اسکول، مہاڈ
۸) انجمن اسلام اردو ہائی اسکول، ونی پرانہ
۹) مجندار ہائی اسکول واڑے
۱۰) نیشنل ہائی اسکول تلوجہ
۱۱) انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول چانڈوہ
۱۲) انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول، مہسلہ

... باہمت جوان
... تاریخ مرتب کی
... ایوب پرکار،
افضل ہرگے جو بذریعہ
... کیپ ٹاؤن سے
ممبئی پہونچے۔

"ہم تینوں دس ستمبر کو اپنے شہر کیپ ٹاؤن (ساؤتھ افریقہ) سے بذریعہ جیپ روانہ ہوئے اور ۲۵۰۰۰ کیلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ۱۹ر نومبر ۹۹ء کو دہلی پہنچے۔ ہماری زندگی کا یہ طویل سفر ناقابل فراموش ہے۔ اس سفر میں ہم نے زمبابوے، موزمبیق، تنزانیہ، زنجبار، دارالسلام، ایتھوپیا، سوڈان، خرطوم، قاہرہ۔ اردن، ترکی، ایران، تہران اور پاکستان کے لوگوں سے ملاقات کی اور واگھا کی سرحد سے ہندوستان میں داخل ہوتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے ہم اپنے گھر میں آگئے ہیں۔"

ان خیالات کا اظہار کوکن سے تعلق رکھنے والے تین باہمت جوانوں نے ... پر ہجوم پریس کانفرنس میں کیا، ممبئی ... پترکار سنگھ (آزاد میدان) ... میں جمعہ ۲۶ر نومبر کی شام میں منعقد ہوئی تھی جس میں ضلع رتناگری کی کالستہ (چپلون) میں رہنے والے ایوب محمد قاسم پرکار۔ (۵۰ سال) حسن میاں جعفر پرکار عرف باوا پرکار (۳۵ سال) اور ہرنئی (داپولی تحصیل) کے رہنے والے افضل جعفر ہرگے (۴۶ سال) اخباری نمائندوں کے سامنے اپنے طویل سفر کی روداد بیان کر رہے تھے۔

اس پریس کانفرنس کا اہتمام جناب محمد صاحب پرکار (پرکار ایجنسی ممبئی) نے کیا تھا۔ سب سے پہلے گلدستے پیش کر کے ان تینوں باہمت جوانوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ تعارف کے فرائض "فوزان" کے مدیر سلمان ماہمی نے انجام دئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہمارے ان باہمت جوانوں نے اتنا طویل سفر کامیابی کے ساتھ طے کیا ہے۔ ممبئی پہنچنے کے بعد اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم نے تقریباً بارہ ملکوں کی سرحدوں کو عبور کیا مگر پاکستان سے نکل کر واگھا سے انڈیا کی سرحد میں داخل ہوئے تو نہ صرف گرمجوشی کے ساتھ ہمارا استقبال کیا گیا بلکہ سرخ قالین پر چلتے ہوئے ہمیں بھارتی سرحد کے مہمان خانے میں لایا گیا۔ یہاں مشروبات سے تواضع کی گئی۔ اس کے بعد ہم دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ دہلی میں ہماری منزل ساؤتھ افریقہ کا سفارت خانہ تھا۔ سفارتخانہ کے افسران ہماری آمد کے منتظر تھے۔ انہوں نے ہمیں ساؤتھ افریقہ کا عوامی سفیر کہا اور سفر کے کامیاب اختتام پر مسرت کا اظہار کیا۔

اخبار والوں کے سوالوں کے جواب میں حسن میاں پرکار نے کہا کہ اس کے والدین کالستہ کے رہنے والے ہیں، اب وہ کیپ ٹاؤن میں مقیم ہیں۔ یہاں وہ ۱۹۶۲ء میں پیدا ہوئے ان کا کمپیوٹر گیم کا بزنس ہے اور کار ڈرائیونگ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ کیپ ٹاؤن میں اسلامک سوسائٹی ہے اس کے وہ سرگرم رکن ہیں وہ شادی شدہ ہیں اور ان کے دو بچے بھی ہیں۔

ایوب پرکار بھی کالستہ کے رہنے والے ہیں، ان کا جنم اپنے آبائی گاؤں میں ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ تین سال کی عمر میں والدین کے ہمراہ کیپ ٹاؤن آئے۔ بڑے ہونے کے بعد بزنس میں والد کا ہاتھ بٹایا۔ اب ان کا اپنا سوپر مارکیٹ ہے وہ باذوق افراد اردو پڑھاتے ہیں، ان کے چار بچے

افضل ہرگے نے بتایا کہ وہ ضلع رتناگری کی تحصیل داپولی کے ساحلی گاؤں ہرنئی کے رہنے والے ہیں ۱۹۵۳ء میں کیپ ٹاؤن میں پیدا ہوئے

ٹو موبائیل کا گیریج اور فاسٹ
شاپ ہے۔ افضل کو ایک ہی
، جو مقامی اسکول میں پڑھتا

اس طویل سفر کے دوران
، جنگلوں، وادیوں، ندی نالوں
یستانوں سے گزرتے ہوئے جو
ن پیش آئے ان کا ذکر کرتے
انہوں نے کہا کہ زمباوے کے
سے رات کو گزر رہے تھے کہ
جنگل سے ایک ہرن برآمد ہوا اور
ہماری جیپ کو ٹکر ماری یہ ہرن
ت میں نیل گائے جیسا تھا، مقامی
میں اسے KUDU کہتے ہیں۔
زوردار ٹکر سے جیپ کو کافی
ن پہنچا تھا۔ وکٹوریہ میں درستگی
ہم آگے بڑھے۔ انہوں نے کہا
ی جیپ میں نہ صرف سونے اور
نے کی سہولت ہے بلکہ کوکنگ
کھنے کا بھی انتظام ہے۔ جس سے
ا کھانا خود تیار کرتے تھے۔ ہم
ہ اوسطاً دو سو کیلومیٹر کا فاصلہ
تے تھے۔ ہم تینوں کا طویل سفار
نگ، کار ریپئرنگ، کوکنگ اور
ے وغیرہ کا تجربہ ہے۔ اس لئے
ند ہمارا یہ سفر کامیاب رہا۔ ••

ا کوکن

آل رائے گڈھ نعتیہ اور تقریری مقابلے

آل رائے گڈھ نعتیہ اور تقریری مقابلے: بزم ملت محلہ بازار مروڈ کی جانب سے جماعت المسلمین محلہ بازار مروڈ کی زیر سرپرستی سولھواں کُل ضلع رائیگڈھ سیرت النبیؐ نعتیہ و تقریری مقابلے کا انعقاد ۲۳ جنوری ۲۰۰۰ء بروز اتوار بمقام انجمن اسلام مروڈ جنجیرہ کیا گیا ہے۔ عنوانات تفصیل سے تمام اسکولوں کو بھیجے جائیں گے۔ داخلہ فارم قبل از ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء تک ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

مراسلت کا پتہ: "طفیل علی داماد" انجمن اسلام جنجیرہ ایگریکلچر ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج، آف سائنس، مروڈ، جنجیرہ، ضلع رائے گڈھ۔

پروگرام: صبح ۱۱ بجے نعتیہ و تقریری مقابلے
شب ۹ بجے تقسیم اسناد و وعظ۔
مہمان خصوصی: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب (حیدر آباد)

راشد عمر فہیم سکریٹری، بزم ملت، محلہ بازار، مروڈ، رائے گڈھ۔

انقلاب "غیر معمولی باتوں سے نہیں آتے بلکہ معمولی معمولی باتوں سے جنم لیتے ہیں۔"
مرسلہ: صبیحہ گلزار

مہسلہ انجمن جونیئر کالج آف آرٹس اینڈ کامرس (انگلش میڈیم) کو گورنمنٹ سے منظوری۔

امسال جولائی ۹۹ء میں مہسلہ میں انجمن اسلام جنجیرہ میں جونیئر کالج کا کامرس اور آرٹس شعبۂ انگلش میڈیم میں شروع کیا گیا۔ اس کے لئے گورنمنٹ کے تمام لوازمات پورے ہونے کے بعد گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے ان دو شعبوں کے لئے انگلش میڈیم میں ہمیشہ کی منظوری دی ہے۔ اس کام میں جناب سید نذیر احمد قادری (سابق صدر جماعت المسلمین، مہسلہ)، جناب رفیق احمد چینیکر (سابق سرپنچ مہسلہ گرام پنچایت) انجمن کے مہسلہ حلقہ کے اراکین اور مہسلہ کے بیدار مغز نوجوانان نے کافی جدوجہد کی۔ انشاء اللہ اب اگلے سال بارھویں جماعت بھی ان شعبوں میں شروع ہوگی۔ لہٰذا متعلقہ حضرات و طلبہ سے گزارش ہے کہ اس کا بھرپور فائدہ اٹھائیں اور علم کی روشنی کوکن کے گھر گھر میں پھیلا دیں۔ انگلش میڈیم ہونے کی وجہ سے ہمارے علاقہ کے ہندو بھائی بہنوں کو بھی مستفیض ہونے کا موقع ملے گا۔

(عبدالوہاب دھنسے لیکچرر انجمن اسلام جنجیرہ جونیئر کالج، مہسلہ)

کوکن ہائر ایجوکیشنل یونٹ کا سالانہ جلسہ

کوکن ہائر ایجوکیشنل یونٹ کے جلسہ منعقدہ ۵ ر دسمبر ۹۹ء کو ناگوٹھنے میں جناب ڈاکٹر خلیل مقادم صاحب مہمان خصوصی تھے۔ تصویر ایک انعام پانیوالے کو تحفہ پیش کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔۔

"کوکن ہائر ایجوکیشنل یونٹ" کا سالانہ اعزازی جلسہ مورخہ ۵ ر دسمبر ۹۹ء کو ناگوٹھنہ اردو ہائی اسکول میں منعقد ہوا اس کی صدارت جناب محمد علی سرکھوت (ریٹائرڈ چیف فائر آفیسر، فائر بریگیڈ، ممبئی) نے کی۔ اس تعلیمی جلسہ کا افتتاح جناب پروفیسر شکیل ہرزک (وائس پرنسپل مہاراشٹر کالج، ممبئی) نے کیا۔ اس جلسہ میں مہمان خصوصی کے طور پر ممبئی میں مقیم ماہر امراض جلد اور خطۂ کوکن کی تعلیمی سرگرمیوں سے دلچسپی رکھنے والے ڈاکٹر خلیل مقادم اور ان کی زوجہ محترمہ ڈاکٹر ممتاز مقدم شریک تھے۔ اس میں خطہ کوکن کے ایس ایس سی، ایچ ایس سی۔ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنیوالے ڈاکٹرس، وکیل اور انجینئرس کا اعزاز کیا گیا۔ پروفیسر شکیل ہرزک کو پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے پر ان کا اعزاز کیا گیا۔ ناگوٹھنہ ایجوکیشن سوسائٹی کے چیرمین جناب عبدالصمد ادھیکاری، کمیٹی کے دیگر تمام ممبران اور ناگوٹھنہ ہائی اسکول کے پرنسپل اور اسٹاف کے تعاون سے جلسہ بیحد شاندار اور کامیاب رہا۔۔

عبدالوہاب دھنسے جنرل سکریٹری
کوکن ہائر ایجوکیشنل یونٹ،
رائے گڑھ

سدھار کمیٹی سوپارہ کی امداد کیجئے

سوپارہ ضلع تھانہ میں پچھلے ۱۲ سالوں سے عوامی فلاحی ملی اور سماجی کاموں میں مصروف ادارہ جوکہ بیواؤں کو ہرماہ سو روپے سے چارسو روپئے امداد دیتا ہے اُردو اور انگلش اسکول کے غریب طلباء وطالبات کو یونیفارم سلو دئے جاتے ہیں۔ مجبور اور ضرورتمند کو طبی امداد ہر شخص کو ۵۰۰ روپے دی جاتی ہے۔ غریب اور بے لبس جوان لڑکیوں کی شادی کے لئے دیا جاتا ہے۔ سیرت النبیؐ کے جلسہ میں بچوں کو انعامات بطور حوصلہ افزائی دئے جاتے ہیں۔ ہرسال کے جی سے ایس ایس سی پاس کو انعامات سے نوازا جاتا ہے اس ادارے کی امداد آپ کا دینی فرض ہے۔

رابطہ: شاکر سوپاروی جنرل سکریٹری
۲۵۸ء واجہ محلہ۔ سوپارہ ضلع تھانہ
۴۰۱۲۰۳۔ فون ۴۰۰۷۵۷/۲

قارئین نقش کوکن کو عید سعید کی دلی مبارکباد

نقش نواز

نقش کوکن کو مالی بحران سے نکالنے کے لئے نقش کوکن کی شرح خریداری میں اضافہ کیا گیا ہے۔ درون ہند سالانہ ی سو روپے سے بڑھا کر ایک سو پچیس روپے اور اسی طرح (Donor) معطی خریداری کی شرح ۵۰۰ روپے مقرر کی ۔ یہ اضافہ ناگزیر تھا۔ ہمیں امید ہے کہ نقش کوکن کی افادیت کے پیش نظر ہمیشہ کی طرح نقش نوازی کا ثبوت دیا گا۔ اس ماہ جن خریدار حضرات نے اپنے زر تعاون سے نوازا ہے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ ادارہ ان تمام ن کا شکر گزار ہے۔

ڈونر ممبر

تیخ اے خانزادہ 500/-
فاق احمد ٹھاکور 500/-
ب آئی قاضی 500/-
۰ سالک انصاری 1000/-
ے اے مارد ے 1000/-
ب -/500 روپے ڈونر ممبر شپ اور
رو پے ان کی جانب سے چار سالانہ
ریداری کی رقم شامل ہے۔)
مد الاحد سار 500/-
حمد علی قاضی 500/-

۔ بالا حضرات کے اسمائے گرامی
کے شمارے میں شائع ہو چکے ہیں۔

اد س پیرا یوٹ لمیٹیڈ 500/-
ید داوے 500/-
اے آرائے لالہ 500/-
بے ایم پاٹلر 500/-
محمد ابراہیم مقری 500/-
عبدالرزاق قادر دیکلکر 500/-
حاجی میاں کلانیا 1000/-
ین ۵۰۰ روپے ڈونر ممبر شپ اور

۵۰۰ روپے ان کی جانب سے چار سالہ
عمودی خریداری کی رقم شامل ہے۔
جناب امتیاز داوے 1000/-
(دو سال کے لئے ڈونر ممبر شپ)
جناب ایم ایچ باپے 500/-
ڈاکٹر این آئی بیلے 500/-
جناب حسین ایم دلوائی 500/-
جناب اے آر دلوائی 1000/-
(دو سالہ خریداری)
محمد علی سرکھوت 500/-
آر ڈی شریف 500/-
ڈاکٹر سمیرا اے لانبے 1000/-
(دو سالہ خریداری)
ڈاکٹر این آئی جو لے 500/-
نثار شیخ حسین نائیک 500/-
خلیل شیخ حسن نائیک 500/-
اے رحیم ظفر خانزادہ 500/-
محی الدین بھاوے 500/-
سعید داورکر 500/-
ڈاکٹر زید کے خطیب 500/-
حوا آر قاسم 500/-

افضل ایچ مقادم 500/-
روگھے چیریٹیز 500/-
شاہہار خان 1000/-
(دو سالہ خریدار)
محمود نائیک 500/-

مندرجہ بالا حضرات کے اسمائے گرامی
اکتوبر کے شمارے میں شائع ہو چکے ہیں۔

جناب اے حمید داؤد صاحب ٹول 500/-
نسیمہ ظہور پیش امام 500/-
ڈاکٹر شہناز شیخ 500/-

مندرجہ بالا حضرات کے اسمائے گرامی
نومبر کے شمارے میں شائع ہو چکے ہیں۔

ایڈوکیٹ ہارون آدم شیخ 500/-
جناب عبدالقادر ایچ منتی 500/-
ڈاکٹر عاشق اے راول 500/-

ہمدرد خریدار

(سالانہ 250/- روپے)

محترمہ فریدہ اسمٰعیل موڈک 250/-
جناب عبدالمجید کرتے 250/-
ایڈوکیٹ اے رحمٰن وائی قاضی 250/-
محترمہ دلشاد آئی قادری 250/-

لہ وانا الیہ راجعون

راجے واڑی کو صدمہ

ن کے خوش فکر شاعر جناب وفا
ے واری کے ہم زلف جناب اسماعیل
یحال کا ۱۶ اکتوبر ۹۹ء کو انتقال ہو گیا
ے سال کے تھے۔ ضلع رائے گڈھ کی
ار دو اسکولوں میں آپ نے تدریسی
ت انجام دی تھیں۔

حسین باپے کو صدمہ

مبئی کے معروف آرکیٹیک انجینئر
ب محمد حسین باپے کی خوشدامن ہاجرہ
بیں ہلکر کا ۱۹ر نومبر ۹۹ء کو ان کی
ش نشاکر وز (مشرق) میں طویل
ت کے بعد عمر ۷۵ سال انتقال ہو گیا۔

محمد باوا صاحب بلبلے کا انتقال

واری تعلقہ دیوگڈھ ضلع سندھو
ے کے جناب محمد باوا صاحب عبداللطیف
بلے ۳۰ر اگست ۹۹ء کو عشاء کی نماز پڑھ کر
ین میں مشغول تھے کہ (وہیں مسجد
میں) داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

مرسلہ محمد رفیع احمد القاسمی

خالد کولپیکر کو صدمہ

کوکن بنک کے سبکدوش منیجر اور چارٹرڈ
اکاؤنٹنٹ جناب خالد کولپیکر کے والد حاجی
عبدالرحمن کولپیکر متوطن راجہ پور کا طویل
علالت کے بعد عمر ۷۵ سال انتقال ہو گیا۔
تدفین وہیں قبرستان میں عمل میں آئی۔

ایم اے پرکار کو صدمہ

کوکن کے معروف ریٹائرڈ پرنسپل
جناب محمد عبدالغفور پرکار متوطن فردوس
(کھیڈ) کی والدہ کا ۱۶ر دسمبر ۹۹ء کو انتقال
ہوا۔ تقریباً مہینہ بھر پہلے ایم اے پرکار
صاحب کی خوشدامن دلشاد بی زوجہ شمس
الدین پرکار (متوطن فردوس) ۲۱ر نومبر
۹۹ء کو داغ مفارقت دے گئیں تھیں۔

طہورا سوئیٹس کے مالک کو صدمہ

نقش کوکن کے ہمدرد و سرپرست
جناب ابوبکر پٹیل (طہورا سوئیٹس کے
مالک) کے بڑے بھائی جناب عثمان پٹیل کا
۲۹ر نومبر ۹۹ء کو بھوپال کے اجتماع میں
انتقال ہو گیا۔

عبدالرزاق واگھو کو صدمہ

صابو صدیق انسٹی ٹیوٹ ممبئی کی تنظیم
OSA کے جنرل سکریٹری جناب
عبدالرزاق واگھو کے والد حاجی عبدالعزیز
واگھو متوطن راجہ پور کا طویل علالت کے
بعد بعمر ۹۰ سال پریل ممبئی میں انتقال ہو گیا۔

پٹیل جناب کو صدمہ

اور واڑ تعلقہ شیرول ضلع کولہاپور مقام
کے اور ضلع پریشد اردو ہائی اسکول امبر گھر
رتناگیری میں معلم کا فریضہ انجام دینے
والے جناب قسمت پٹیل کی ننھی منی بچی
۲ر دسمبر ۹۹ء کو پیدا ہونے کے فوری بعد
اس دار فانی سے کوچ کر گئی۔

غمگسار : اشفاق عمرکوپے

اکبر آرائی کو صدمہ

مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کرنوئی تعلقہ
سنگمیشور کے ہر دلعزیز ٹیچر اور حاجی ایس
ایم مقدم ہائی اسکول کھیڈ (رتناگیری) کے
صدر مدرس جناب اکبر آرائی متوطن
تاڑیل تعلقہ داپولی کے پدر بزرگوار قاضی
احمد صاحب آرائی کا طویل علالت کے بعد
۲۲ر نومبر ۹۹ء کو انتقال ہو گیا۔ مرحوم
سیاسی سماجی اور دینی اعتبار سے حلقہ کی
معروف شخصیت تھے۔ وراڈکر کالج داپولی
میں شعبۂ اردو کے صدر جناب پروفیسر
خالد آرائی کے مرحوم خسر تھے۔

حافظ انجم جولے کا انتقال

سیپولے تعلقہ منڈنگڑھ کے باشندہ اور
مدرسہ حسینیہ شریوردھن کے طالب العلم
انجم جولے کا ۲۹ر نومبر ۹۹ء کو ان کے
وطن میں انتقال ہو گیا۔

محمود یاہو کو صدمہ

ریزرو بنک آف انڈیا کے سابق افسر جو
کوکن بنک کی PRC کمیٹی کے بھی رکن
رہے ہیں اور فی الوقت فرینڈز کوآپریٹیو
بینک کے منیجر ہیں جناب محمود یاہو کی رفیقۂ
حیات پروفیسر نسیم یاہو جو برہانی کالج میں
لیکچرار تھیں کافی دنوں سے علیل تھیں اور
بالآخر ۱۸ر دسمبر ۹۹ء کو ہسپتال میں جاں
بحق ہو گئیں۔ تدفین نیرول نئی ممبئی میں
(جہاں وہ ان دنوں سکونت پذیر ہیں) عمل
میں آئی۔

[illegible] کا انتقال

[illegible] کے ریٹائرڈ [illegible] جناب [illegible] یوسف خان [illegible] تانڈیر کا ۲۵ر دسمبر ۹۹ء کو حرکت [illegible] بند ہوجانے سے انتقال ہو گیا۔ [illegible] روز ان کے وطن میں [illegible] میں آئی۔

اخلاق چندے کو صدمہ

جناب اخلاق چندے کی والدہ [illegible] بیگم علی میاں چندے کا ۹۰ سال کی عمر میں ۱۸ر دسمبر ۹۹ء کو سوپارہ میں انتقال ہو گیا۔

مولانا عبدالرزاق شیخ کا انتقال

مولانا عبدالرزاق شیخ کا ۲ر نومبر ۹۹ء کو بعد نماز مغرب دل کا شدید دورہ پڑنے سے انتقال ہو گیا۔

شاکر سوپاروی کو صدمہ

مشہور شاعر عزیز آذر صاحب [illegible] اور شاکر سوپاروی کی خالہ صاحبہ [illegible] میاں شیخ تاراپوری کا [illegible] سوپارہ باندرہ میں انتقال ہو گیا۔

[illegible] شیخ کا انتقال

[illegible] الیکٹرک انجینئر کے [illegible] شیخ (۷۰ ء) کا روزے [illegible]

[illegible] ۱۸ر دسمبر ۹۹ء کو [illegible] سوپارہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

ظہیر ابراہیم شیخ کا انتقال

مقصود اسماعیل باگی (تھانہ) کے جوان سال برادر نسبتی (عمر ۲۸ سال) ظہیر ابراہیم شیخ جن کی ۲۷ دن پہلے شادی ہوئی تھی۔ ۱۱ر دسمبر ۹۹ء کو انتقال ہو گیا۔ مرحوم کو مسمریزم کے ذریعہ اغواء کیا گیا تھا۔ بعد ہوش آنے پر وہ بڑی مشکل سے کلیان پہنچا۔

پرنسپل داکھولے کو صدمہ

زلیخا بیگم زکریا انگلش اسکول سوپارہ کے پرنسپل جناب بشیر احمد داکھولے کی زوجہ فاطمہ بی کا ۱۱ر نومبر ۹۹ء کو اچانک انتقال ہو گیا۔

شنکر دیال شرما چل بسے

سابق صدر جمہوریہ ہند شنکر دیال شرما کا ۲۶ر دسمبر ۹۹ء کو نئی دہلی میں انتقال ہو گیا۔ وہ بہت دنوں سے علیل تھے۔

ماٹونکر برادران کو صدمہ

دابھول تعلقہ مہاڈ ضلع رائیگڑھ کی معروف شخصیت جناب عبدالحمید ماٹونکر کے چھوٹے بھائی حاجی عبدالستار کی اہلیہ قدرت بیگم کا ۲۸ر اکتوبر ۹۹ء کو انتقال ہو گیا۔ مرسلہ ۔ اخلاق عمر گوڈے

شہناز پیش امام کو صدمہ

ایس ایچ ویسٹ انجینئرنگ ورکس کے مالک جناب مسعود پیش امام کی رفیقہ حیات اور کئی تعلیمی اداروں سے منسلک فعال خاتون محترمہ شہناز پیش امام کی والدہ کا پچھلے مہینہ انتقال ہو گیا۔

وسیم پٹیل کو صدمہ

پنویل شہر کانگریس کمیٹی کے جوائنٹ سکریٹری وسیم پٹیل کی نانی فاطمہ بی عبداللہ حاجتے کا ۱۴ر دسمبر ۹۹ء کو ڈانڈا گاؤں میں انتقال ہو گیا۔ [illegible] سال کی تھیں۔

حج کی برکات

مسلمان، حرم کی سرزمین میں پہنچ کر قدم قدم پر ان لوگوں کے آثار دیکھتا ہے جنھوں نے اللہ کی بندگی واطاعت میں اپنا سب کچھ قربان کردیا۔ وہ دنیا بھر سے لڑے، مصیبتیں اٹھائیں، جلا وطن ہوئے، ظلم پر ظلم سہے مگر بالآخر اللہ کا کلمہ بلند کر کے ہی دم لیا اور ہر اس باطل قوت کا سر نیچا کر دیا جو انسان سے اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرانا چاہتی تھی۔ ایک خدا پرست آدمی عزم وہمت اور جہاد فی سبیل اللہ کا جو سبق لے سکتا ہے شاید کسی دوسری چیز سے نہیں لے سکتا۔ پھر طواف کعبہ سے اس مرکز دین کے ساتھ جو وابستگی ہوتی ہے۔ مناسک حج میں دوڑ دھوپ کوچ اور قیام سے مجاہدانہ زندگی کی مشق کرائی جاتی ہے۔

مختلف مواقع اور تقریبات کیلئے ہر قسم کے
مغلائی پنجابی اور چینی کھانوں کیلئے مشہور
بوفے لنچ اور ڈنر کے خاص ماہر
رابطے کیلئے
Zahid caterers
زاہد کیٹررس

اشاعت کا ۳۸ واں سال

ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

اردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹری نمبر: E 3 006)

جلد نمبر ۳۸ | شمارہ نمبر 2 | ماہ: فروری ۲۰۰۰ء

درون ہند سالانہ: ایکسو پچیس روپے (125)
فی پرچہ: پندرہ روپے
درون ہند سالانہ عطیہ: پانچسو روپے
معاون خریداری: دوسو پچاس روپے
عوام کے لئے: ایکسو پچیس روپے

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
پانچسو روپے Rs: 500/-
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون یا عوامی حضرات: پانچسو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نوانگر۔ ایم ٹی نائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔ فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۵۸۰۷۴

اس شمارے کی خوشبو

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالتہائے ممبئی کو ہوگا۔
تاریخ اشاعت: یکم فروری ۲۰۰۰ء
کتابت: جاوید ندیم

مقام طباعت: ابرو اپرنٹرز، بائیکلہ، ممبئی ۴۰۰۰۲۷

کملاداس نے کمال کردیا

☆ حسن کمال

کملاداس نے اسلام قبول کرلیا ! کملاداس ملیالم
بان وادب کا بڑا نام ہیں، کم از کم گذشتہ چالیس سال سے
ہوں نے اپنی کہانیوں اور دیگر تصنیفات سے کیرل اور ملیالم
ب میں دھوم مچا رکھی تھی، چونکہ ان کی بیشتر تصنیفات
نلش میں آچکی ہیں، اس لئے ان کا نام بین الاقوامی ادبی
لقوں کے لئے بھی اجنبی نہیں ہے۔

ان کے قلم کی خاص صفت ان کی بے باکی اور بے
کافی رہی ہے، جسے حسب دستور بعض حلقوں میں عریانی،
ستاخی اور بعض میں غیر معمولی جرأت کا نام دیا جاتا رہا ہے۔
یکن یہ حقیقت ہے کہ ان کی کہانیوں کی بنیاد اور ان کا ماحصل
، غالب سماج میں نسوانی آزادی ہی رہے ہیں۔ ان کی
ہانیوں پر شہوانی جذبات کے غلبہ کا الزام بھی نیا نہیں رہا
ہے۔ خاص طور پر ان کی سوانح My Story (میری کہانی)
س ان کی خود اپنے بارے میں 'بے باک افشانی' تعریف اور
تنقید دونوں کا موضوع رہی ہے۔

ان کا موازنہ اگر اردو کی کسی ادیبہ سے کیا جاسکتا
ہے تو وہ عصمت چغتائی ہیں، جو اپنے قلم کی بے باکی کے
سبب اسی طرح مشہور تھیں۔ دونوں کی کہانیوں کے
مرکزی کردار عموماً عورت یا لڑکی ہی ہوا کرتی ہے اور دونوں
خواتین کی طرف سے جنسی جذبات کے اظہار کو معیوب اور
غیر فطری نہیں مانتیں۔ لیکن دونوں کی مماثلت بس یہیں
ختم ہوجاتی ہیں کیوں کہ یہ عجیب بات ہے کہ عصمت چغتائی
نے مرتے دم تک جس آزادیِ نسواں کا دامن نہیں چھوڑا،
کملاداس نے ستر سال کے پیٹے میں آکر اسی آزادیِ نسواں
سے بیزاری کا اعلان کردیا۔ عصمت چغتائی نے جس پردے
کو عورت کے لیے قید و بند قرار دیا تھا۔ کملاداس نے اسی
پردے کو اب عورت کا سب سے بڑا تحفظ Protection
قرار دیا ہے۔ اور اتنا ہی نہیں بلکہ خود بھی حجاب پہننا شروع
کردیا ہے۔ کملاداس اب ثریا خاتون ہوچکی ہیں۔

ان کے تبدیلی مذہب پر ظاہر ہے کہ خاصا ہنگامہ
برپا ہے۔ کیوں کہ ان کی کہانیاں ملک کی تقریباً تمام
یونیورسٹیوں کے انگریزی ادب کے نصاب میں شامل ہیں
اس لیے نام نہاد قومی پریس کو بھی ان کے مسلمان ہوجانے
میں کافی دلچسپی ہے۔ لیکن اس دلچسپی کی تہہ میں چھپی ہوئی
تشویش سرخیوں اور متن کے اندر سے رہ رہ کر جھانکتی نظر
آتی ہے۔ قومی پریس اور حد یہ ہے کہ مختلف اخباروں میں
مدیروں کے نام خطوط میں بھی کملا کے ثریا بن جانے پر
ہر زاویہ سے اظہار رائے کیا گیا ہے۔

حسن کمال آج ایک زمانے کے آئیڈیل ہیں۔ اور ہوں بھی کیوں نہ، آج وہ ایک صف اول کے جرنلسٹ ہیں، کامیاب نغمہ
کار و شاعر و مکالمہ نگار ہیں۔ کئی سماجی تحریکوں کے روح رواں ہیں۔ نئے ہزارے کے دانشوروں میں شمار کیے جاتے ہیں مگر افسوس
صد افسوس۔ وہ حسن کمال جس کو والد کی موت کے بعد اپنی تعلیم ادھوری چھوڑنی پڑی اور فوڈ کارپوریشن میں ٹیمپرری کلرکی کرنی
پڑی۔ کسی کو تحریک نہیں دیتا۔ چمتکار کو نمسکار تو سبھی کرتے ہیں مگر چمتکاری کے جہد مسلسل کو مشعل راہ نہیں بناتا۔

یہ جو اکثر دیکھنے میں آرہا ہے، یہ بھی ہے کہ کملاداس ہمیشہ توجہ اپنی طرف رکھنے کے لئے اکثر چونکا دینے والی حرکتیں کیا کرتی تھیں۔ بعض نقادوں نے ان کی کہانیوں کے بارے میں بھی یہی کہا ہے کہ وہ جان بوجھ کر چونکانے والی باتیں لکھتی ہیں تاکہ ان کی طرف سے دھیان ہٹنے نہ پائے اور ان کی یہ تازہ ترین "حرکت" بھی ان کی اسی روایت کا حصہ ہے۔ لیکن کسی نے یہ نہیں بتایا کہ اگر ایسا ہی تھا تو ان کی کہانیوں کے مجموعے "بالیہ کال، اسمرن کال" (بچپن کی یادیں) کی بعض کہانیاں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے نصابوں میں کیسے جگہ پا گئیں۔

ایک اور زاویہ جو بہت سے لوگوں کے لئے یہ قابل ہے یہ ہے کہ کملا ثریا نے اسلام میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں جو باتیں کہی ہیں وہ ہضم نہیں ہوتیں، یوں کہ ان مبصرین کے مطابق آج کے ہندوستان میں اسلام کو جس طرح سے پیش کیا جارہا ہے یا دوسرے لفظوں میں آج کے ہندوستان میں مسلم معاشرہ کو "عورت مخالف" سمجھا جاتا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مسلمان عام طور پر عورتوں کو غلام بناکر رکھتے ہیں یا رکھنا چاہتے ہیں۔ اس سے زیادہ یہ بات کملا ثریا سے بھی مخفی نہیں رہی ہوگی۔ اس لئے انہوں نے ایسا بیان کیوں دیا؟ بعض خواتین کے حقوق کی علمبردار تنظیموں نے بھی کملا ثریا کے اس بیان کو للکارا ہے۔

بہرکیف خود کملاداس کا خیال ہے کہ وہ آزادیٔ نسواں کے اس تصور سے تھک چکی تھیں، جسے وہ سن بلوغت سے ایک عرصہ تک زندگی کا ماحصل سمجھتی رہیں۔ ان کا خیال ہے کہ عورت کو آزادی سے زیادہ تحفظ کی ضرورت ہے۔ ان کا اب یہ بھی خیال ہے کہ آزادیٔ نسواں نقش رکو کہ، کی دھن میں نسوانیت سے آزادی ایک منفی رجحان ہے۔

بعض لوگوں نے ان کے اس بیان کی بھی نکتہ چینی کی ہے کہ انہوں نے اب سے ۲۷ سال قبل ہی مسلمان ہو جانے کا فیصلہ کیا تھا لیکن چونکہ ان کی اولاد خصوصاً بیٹیاں زندگی میں Settle نہیں ہوئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے اپنے اس فیصلہ کا اعلان نہیں کیا تھا۔ نکتہ چین کہتے ہیں کہ اگر وہ واقعی مخلص تھیں اور اگر واقعی معاملہ ان کے ایمان کا تھا تو دنیاوی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر انہیں ۲۷ سال قبل ہی اپنے فیصلے کا اعلان کر دینا چاہئے تھا۔

لیکن نکتہ چین یہ بھول جاتے ہیں کہ دین اور عقیدہ اللہ اور بندہ کے مابین ایک معاملہ ہے۔ چنانچہ عین ممکن ہے کہ ۲۷ سال قبل جب انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا اللہ نے اسی وقت انہیں مسلمان مان لیا ہو۔ اب رہی دنیاوی مصلحتوں کی بات تو ہمارے نزدیک ان کی اہمیت بہرحال مسلم ہے۔ اگر اس اعلان کے سبب ان کی بیٹیوں کے مستقبل خطرے میں پڑ جاتے تو یہی لوگ بہانگ دہل چلاتے کہ اسلام رحمت کا نہیں زحمت کا سبب بنتا ہے۔ اسلامی تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے جب لوگوں نے قبول اسلام کا راز مختلف اسباب کی بناء پر جن میں خطرۂ جان بھی شامل تھا، چھپائے رکھا۔ یہ کوئی نہیں بات ہے نہ معیوب۔

خود کملاداس سے جب پوچھا گیا کہ ان میں یہ انقلاب کیوں کر آیا تو ان کا جواب بہت سیدھا سادا تھا۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کے ایک مرحلے پر جاکر ان پر یہ راز رفتہ رفتہ منکشف ہونے لگا کہ عورت کی آزادی کا تصور Utopian (غیر مرئی) ہے اور یہ آزادی عورت کو زیادہ قابل استحصال شئے یا Commodity بنارہی ہے۔ یعنی وہ ایسی چیز بنتی جارہی ہے جو سونے چاندی ہیرے موتی اور دوسری اشیاء

جائداد کی طرح خرید و فروخت کی ہو۔ اس انکشاف نے ہمیں خاصا مضطرب کیا اس زمانے میں نابیناؤں کی قومی تنظیم National Association for Blinds نے ان کے پاس دو بچے تعلیم و تربیت کے لئے بھیجے۔ ارشد اور نیاز نے ان کے گھر میں آکر ان کی زندگی بدل دی۔ یہ دونوں بچے شاید حافظ قرآن تھے اور عبادت بھی کرتے تھے۔ ان کے طور طریقوں نے کملاداس پر بہت گہرا اثر چھوڑا۔

یہ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کملاداس نے اپنے عمل کا اظہار اپنے شوہر سے کیا اور اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتی ہیں۔ ان کے شوہر مسٹر کئی نے برا نہیں مانا، لیکن یہ مشورہ ضرور دیا کہ وہ اسلام کا مزید مطالعہ کریں اور چند کتابیں اور پڑھیں۔ انہوں نے ویسا ہی کیا اور محسوس کیا کہ ارشد اور نیاز ان کی گاڑی اسلام کی پٹری پر ڈال چکے تھے۔ شوہر کے انتقال کے بعد جب ان کی تمام اولاد اپنے کام دھندوں سے لگ گئیں تو انہوں نے اپنی اولاد کو اپنی خواہش سے آگاہ کیا۔ ان کا خاندان اونچی جات کا نائر ہندو خاندان ہے، مگر ان کا ایک بیٹا پہلے ہی بدھ مذہب کا پیرو ہو چکا ہے۔ ان کی اولاد نے ان کی خواہش کا احترام کیا اور اس تحریر کے لکھے جانے سے صرف ایک ہفتہ قبل کملاداس ایک مسجد میں جاکر مشرف بہ اسلام ہو ہی گئیں۔ ان کے خاندان نے تو بہر حال ان کے فیصلے کا خیر مقدم کیا لیکن ادبی اور سماجی حلقوں میں ہنگامہ مچ گیا۔ یہ ہنگامہ کہیں شادی جیسا معلوم ہوا تو کہیں ماتم جیسا اور چند حلقوں نے اپنے اصل جذبات چھپانے کے لئے کملاداس کا نیا شگوفہ قرار دیا ہے۔

دین جیسا کہ عرض کیا گیا اللہ اور بندہ کے درمیان بالکل پرائیوٹ معاملہ ہے اس لئے ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ کملاداس اور اللہ تعالیٰ کے مابین کیا معاہدہ ہوا ہے۔ اور اس معاہدہ کی نوعیت کیا ہے۔ لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ اس معاہدہ پر عمل در آمد یا اس کی خلاف ورزی کا علم بھی صرف ان دونوں ہی کو ہونا چاہیے۔ اگر یہ معاہدہ پکا ہے تو بھی اللہ کے نزدیک اس کا اجر ہے اور اگر شگوفہ ہے تو بھی اللہ اس کا حساب لینے پر قادر ہے۔ بندوں کو ان دونوں کے درمیان آنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اب ہم آپ کو اس مضمون کی وجہ تسمیہ بتاتے ہیں۔ ہم نے ایک اخبار میں دو خبریں ساتھ ساتھ دیکھیں۔ ایک خبر کملاداس کے ثریا بننے کی تھی اور دوسری دھاراوی (ممبئی) کی ایک مسجد کی جہاں ایک بریلوی گروہ نے ایک دیوبندی گروہ پر حملہ کر کے اس مسجد پر قبضہ کر لیا تھا، جس پر برسوں سے موخرالذکر کے ایک ٹرسٹ کا قبضہ تھا۔ جھڑپ میں تین اللہ کے بندے زخمی ہوئے تھے۔

ہم نے دونوں خبریں دیکھیں تو اچانک یہ خیال آیا کہ نو مسلم ان مسلمانوں کے مقابلہ میں کتنا عظیم ہوتا ہے جو پشتوں سے چلے آنے والے مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ نو مسلم نہ سنی ہوتا ہے نہ سید ہوتا ہے نہ بریلوی ہوتا ہے نہ دیوبندی ہوتا ہے نہ حنفی ہوتا ہے نہ شافعی ہوتا ہے وہ تو صرف مسلمان ہوتا ہے جو بس اتنا جانتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی اور محمد ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں ماننا ہے۔ کملاداس، جو اب ثریا ہیں، ایسی ہی مسلمان ہیں اس لئے وہ جب تک مسلمان ہیں ہم سے اور آپ سے زیادہ قابل احترام ہیں۔ خدا کرے ہمارے جیسے مسلمانوں کے بجائے ان جیسے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ آمین۔

☆☆☆☆

کیرل کی مشہور عالمِ نومسلم ادیبہ کملا ثُریّا کی انگریزی نظم یا اللہ ان کی قلبی صورتِ حال کی آئینہ دار ہے۔ قارئین کی دلچسپی کی خاطر اس کا منظوم اردو ترجمہ ذیل میں پیش ہے۔ (مدیر)

یا اللہ

اے مرے اللہ مجھے ادراک ہے
ماں کا رتبہ جو ابھاگن کو بھی دے
سایۂ رحمت میں جو لے لے مجھے
بھول جاؤں دکھ کے سارے سلسلے
آپ کے در کی ہوں میں اک زائرہ
گیت خلق اللہ کے گاتی رہی
اکملیت ہے جو فرضِ منصبی
گاتے گاتے رندھ گیا اس کا گلا
جتنے بت تھے ڈھیر ہو کر رہ گئے
گرد آلودہ ہیں برگ و گل تمام
پنجۂ وحشت میں ڈوبی خامشی
سر سے پا تک ایک آہٹ مجھ میں ہے

ایسے پیکر کا جو پیکر پاک ہے
وہ محمد کے سوا اب کون ہے
تاکہ میں بھی دو گھڑی کے واسطے
جو تلاش حق میں تھے میں نے سہے
جس کے لب پر حمد ہے وہ شاعرہ
کوچہ و بازار گرماتی رہی
اس کی بھی تکمیل کیجیے اے نبی
رقص کرتے کرتے تن من تھک گیا
سب خش و خاشاک کی زینت بنے
مندروں کی گھنٹیوں کو اب سلام
شہر پر چھائی ہوئی ہے مردنی
اس نبی کی مسکراہٹ مجھ میں ہے

وہ ترا محبوب ہے مولا ترا
جس نے چپکے سے مجھے اپنا لیا

☆ ترجمہ : رؤف خیر

غـــزلیـــں و نظم

ندا فاضلی

کہیں کہیں سے اچھی بھی ہے ساری بری نہیں ہے دنیا
بچوں کے اسکول میں شاید تم سے ملی نہیں ہے دنیا
چار گھروں کے ایک محلے کے باہر بھی ہے آبادی
جیسی تمہیں دکھائی دی ہے سب کی وہی نہیں ہے دنیا
گھر میں ہی مت اسے سجاؤ ادھر ادھر بھی لے کے جاؤ
یوں لگتا ہے جیسے اب تک تم سے کھلی نہیں ہے دنیا
بھاگ رہی ہے گیند کے پیچھے جاگ رہی ہے چاند کے نیچے
شور بھرے ۔۔۔۔۔ فقروں سے اب تک ڈری نہیں ہے دنیا

○

کوئی نہیں ہے آنے والا پھر بھی کوئی آنے کو ہے
آتے جاتے رات اور دن میں کچھ تو جی بہلانے کو ہے
وہ دروازے ایک حویلی آمد و رفت ایک پہیلی
کوئی جاکر آنے کو ہے کوئی آکر جانے کو ہے
چلو یہاں سے اپنی اپنی شاخوں پر لوٹ آئے پرندے
بھولی بسری یادوں کو پھر خاموشی دہرانے کو ہے
آبادی کا شور و شرابہ چھوڑ کے ڈھونڈو کوئی خرابہ
تنہائی پھر شمع جلاکر کوئی لفظ سنانے کو ہے
دن بھر کا ہنگامہ سارا ۔ شام ڈھلے پھر بستر پیارا
میرا رستہ ہو یا تیرا ۔ ہر رستہ گھر جانے کو ہے

○

بہت میلا ہے یہ سورج
کسی دریا کے پانی میں اسے دھو کر سجائیں پھر
فلک میں چاند بھی کچھ دھندلا دھندلا ہے
مٹاکر اس کے سارے داغ دبے جگمگائیں پھر
ہوا میں سو رہی ہیں پربتوں پر پاؤں پھیلائے
جگاکر ان کو نیچے لائیں پیڑوں میں بسائیں پھر
دھما کے کچی نیندوں میں ڈرا دیتے ہیں بچوں کو
دھما کے بند کر کے لوریوں کو گن گنائیں پھر
وہ جب سے آئی ہے
یوں گل رہا ہے
اپنی یہ دنیا
جو صدیوں کی وراثت ہے
جو ہم سب کی امانت ہے
پرانی ہو گئی ہے
اس میں اب تھوڑی
مرمت کی ضرورت ہے

○

کہیں چھت تھی دیوار و در تھے کہیں ملا مجھ کو گھر کا پتہ دیر سے
دیا تو بہت زندگی نے مجھے مگر جو دیا وہ دیا دیر سے
ہوا نہ کوئی کام معمول سے ۔ گزارے شب و روز کچھ اسطرح
کبھی چاند چمکا غلط وقت پہ ۔ کبھی گھر میں سورج اگا دیر سے
کہیں رک گیا راہ میں بے سبب کہیں وقت سے پہلے گھر آئی شب
ہوئے بند دروازے کھل کھل کے سب جہاں بھی گیا میں دیر سے
سجا دن بھی روشن ہوئی رات بھی پھرے جام لہرائی برسات بھی
رہے ساتھ کچھ ایسے حالات بھی ۔ جو ہونا تھا جلدی ہوا دیر سے
بھٹکتی رہی یوں ہی ہر بندگی ۔ ملی نہ کہیں سے کوئی روشنی
چھپا تھا، کہیں بھیڑ میں آدمی ہوا مجھ میں روشن خدا دیر سے

بے گناہ کو پھانسی! عدالت مجرم ہے!

☆ ساجد رشید

بہت عرصہ ہوا کہیں پڑھا تھا کہ ایک شخص کو قتل کے ایک مقدمہ میں سیشن کورٹ نے پھانسی کی سزا سنائی۔ آدمی چونکہ غریب تھا اس لئے اس نے ہائی کورٹ میں اپیل نہیں کی۔ پھانسی سے قبل جب اس سے آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے بڑی بے چارگی سے کہا "ہائی کورٹ میں اپیل کرنا چاہتا ہوں غریب آدمی ہوں اس لئے اس کے اخراجات سرکار برداشت کرے۔" جیلر نے ملزم کی آخری خواہش وزیر قانون کو لکھ کر بھیج دی۔ وزیر قانون نے ملزم کی خواہش کو پورا کرنے کا حکم دے دیا۔ ملزم کی درخواست ہائی کورٹ میں منظور کی گئی۔ ہائی کورٹ میں قتل کے مقدمے کی دوبارہ سماعت ہوئی تین ماہ بعد ہائی کورٹ نے ملزم کو ناکافی شواہد کی بنا پر باعزت بری کر دیا۔ اس طرح سے وہ غریب بے گناہ شخص پھانسی سے بچ گیا۔

مذکورہ کہانی یا واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر وزیر قانون نے ملزم کی طرف سے سرکار کو اپیل کرنے کی ہدایت نہ کی ہوتی تو اسے پھانسی یقیناً ہو جاتی اب اگر اندرا گاندھی قتل کیس میں ملوث بلبیر سنگھ کے کیس پر غور کریں تو وہاں بھی یہی نتیجہ سامنے آتا ہے کہ اگر بلبیر سنگھ کی طرف سے ملک کے نامور وکیل رام جیٹھ ملانی نے سپریم کورٹ میں اپیل نہ کی ہوتی تو بلبیر سنگھ کو تو پھانسی ہو ہی جاتی۔ یعنی سپریم کورٹ کی روشنی کے فیصلے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک بے گناہ شخص کی گردن پر پھانسی کا پھندہ ڈال دیا گیا ہوتا۔ بلبیر سنگھ تو صرف ایک مثال ہے۔ ایسی کئی مثالیں ہیں کہ ہائی کورٹ نے جن کو پھانسی دی تھی۔ سپریم کورٹ نے پھانسی کی سزا کو نہ صرف رد کیا بلکہ ملزم کو رہا بھی کر دیا۔

بلبیر سنگھ جیسے پھانسی کے ملزموں کی سپریم کورٹ سے رہائی نے عدلیہ کی کارکردگی سے متعلق کچھ بنیادی سوالات پیدا کر دیے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی سنگین جرم کا ملزم بنا کر سیشن کورٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور سیشن کورٹ سماعت کے بعد اس شخص کو پھانسی کی سزا کا مستحق قرار دیتی ہے۔ پھانسی کی سزا پانے والا یہ شخص اگر غریب ہے، اور وہ ہائی کورٹ میں اپیل نہیں کر سکتا ہے تو یقیناً اسے پھانسی ہو جائے گی۔ فرض کیجیے کہ وہ بدنصیب آدمی بے قصور ہے اور پولس کی غلط ڈائری اور جھوٹے گواہوں کی بنیاد پر جرم میں ملوث کیا گیا ہے تو ایسی صورت میں کیا پھانسی کی سزا عدالت کو ایک بے گناہ شخص کو پھانسی دینے کا قصوروار نہیں ٹھہرائے گی۔؟

دوسرا بنیادی سوال یہ ہے کہ سیشن کورٹ یا ہائی کورٹ میں مجرم قرار دیا جانے والا شخص اگر سپریم کورٹ میں رہا ہو جاتا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ سیشن یا ہائی کورٹ کا عدالتی نظام ناقص ہے جہاں ایک شخص کو برسوں مقدمہ

چلانے کے بعد پھانسی دی جاتی ہے اور نچلی عدالت کے برسوں کی سماعت کے بعد کئے جانے والے فیصلے کو سپریم کورٹ رد کر دیتی ہے! کیا اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہائی کورٹ کا جج سیشن کورٹ کے جج سے زیادہ قابل ہوتا ہے۔ اور سپریم کورٹ کا جج ہائی کورٹ کے جج سے زیادہ قابل ہوتا ہے۔

ایک سوال یہ بھی اٹھتا ہے کہ جب اعلیٰ عدالت نچلی عدالت کے فیصلے کو مسترد کرتی ہے تو کیا نچلی عدالت کے فیصلے کو غلط تصور کیا جائے؟ اگر نچلی عدالت کے فیصلے کو غلط مان لیں تو پھر وہ عدالت جو غلط فیصلے صادر کرتی ہو اسے کیسے معتبر تسلیم کیا جائے گا۔؟ اس طرح سے تو اس کے سارے فیصلے مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ عدالت چاہے نچلی ہو یا اعلیٰ وہ ثبوت، گواہوں اور قانون کے ضابطے کے مطابق ہی فیصلے کرتی ہے۔ ایسا تو بالکل بھی نہیں ہے کہ عدالت عالیہ اپنی پسند ناپسند کے تحت مقدمے کا فیصلہ سناتی ہو۔ لہٰذا جب کسی ملزم کو نچلی عدالت جرم اور اعلیٰ عدالت بے گناہ ہونے کا فیصلہ سناتی ہے تب یہ سوال اٹھتا ہے کہ جن گواہوں اور شواہد کی بنا پر نچلی عدالت نے ملزم کو مجرم قرار دیا تھا۔ انہیں گواہوں اور شواہد کو دوبارہ دیکھنے اور سننے کے بعد سپریم کورٹ کس بنیاد پر ملزم کو بری کر دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ فیصلہ کی کاپی میں جج ملزم کے بری کئے جانے یا سزا دیئے جانے کے قانونی اسباب پر تفصیل سے ہر نکات کی وضاحت کرتا ہے۔ نچلی عدالت کے جج نے بھی ملزم کو سزا کا مستحق قرار دینے کے لئے قانونی نکات پر فیصلے کی کاپی میں تفصیلی بحث کی ہوگی اور جب وہ ملزم نچلی عدالت میں مجرم قرار دیئے جانے کے بعد اعلیٰ عدالت میں جاتا ہے اور وہاں جج تمام نکات کی تفصیلی وضاحت کے بعد بری کر دیتا ہے تو یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ نچلی عدالت کے جج نے جن قانونی نکات کی بنا پر ملزم کو مجرم قرار دیا ہے یا تو وہ غلط تھے یا پھر عدالت نے جن نکات پر ملزم کو بری کیا۔ وہ غلط تھے کیوں کہ کوئی ایک ہی فیصلہ صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر ہم عدلیہ کے احترام میں سر جھکا کر دونوں ہی فیصلوں کو صحیح مان لیں تو پھر یہ ماننا ہوگا کہ دونوں ہی جج صاحب نے صرف منطقی بحث کی ہے اور دونوں ہی اپنی اپنی منطق پر درست ہیں۔ لیکن اعلیٰ عدالت وہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا مرتبہ بلند ہے اس لئے اس کے فیصلے کو مان لیا گیا۔ دوسری طرف جو سب سے اہم نکتہ ہے جس پر قومی سطح پر بحث ہونی چاہیے وہ یہ کہ کیا عدلیہ کا انصاف صرف صاحب ثروت لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں؟ کیونکہ سپریم کورٹ تک وہی جا سکتا ہے جس کی گانٹھ میں پیسے ہوں۔ غریب آدمی تو سیشن میں مقدمہ لڑتے لڑتے چیں بول دیتا ہے۔ اگر کسی شخص کو کسی قتل کے مقدمہ میں پھنسا دیا جاتا ہے اسے پھانسی کی سزا سنادی جاتی ہے اور وہ ہائی کورٹ تک اپیل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو کیا یہ بے گناہ شخص ایک ناکردہ گناہ کے لئے محض اس لئے پھانسی پر نہیں چڑھ گیا کہ وہ غریب تھا۔! اس طرح سے ہماری جمہوریت کا یہ دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے کہ "انصاف ہر خاص، عام کے لئے ہے۔" اگر حکومت کو اپنے اس دعوے کو صداقت میں بدلنا ہے تو پھانسی کے تمام فیصلوں کو نظر ثانی کرنے کے لئے سپریم کورٹ کی بنچ کے پاس بھیجا جانا چاہیے تاکہ قانون کا اعلیٰ فہم وادراک رکھنے والے جج صاحبان ایک آدمی کی زندگی اور موت کے فیصلے پر دوبارہ غور کرنے کے بعد صحیح فیصلہ سنا سکیں۔

کیوں کہ پھانسی تمام سزاؤں میں آخری سزا ہے۔ اس کے بعد عدالت کو اپنے فیصلے کی کسی بھی غلطی کا ازالہ کرنے کا موقع نہیں رہتا ہے اور ایک بے گناہ آدمی کو پھانسی کسی بھی ملک کی آزاد عدلیہ کے ماتھے پر کلنک ہے۔

شاہد لطیف

اردو کی دھوم سارے جہاں میں اور پھر کہیں بھی نہیں!

اردو کی بدقسمتی یہ ہے کہ اسے چاہتے سب ہیں لیکن اپناتے چندایک ہی ہیں۔ محلوں کے نکڑ سے لے کر ایوان پارلیمان تک اس کے چاہنے والے ہزاروں کی تعداد میں بہت آسانی سے مل جائیں گے لیکن ان میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جن کے دل میں اردو کو زندہ رکھنے اور دور دور تک پھیلانے کا حقیقی جذبہ پایا جاتا ہو۔ اس کی سب سے بڑی مثال سابق وزیراعظم اندر کمار گجرال ہیں جو اردو کے قابل ذکر اور مشہور پرستاروں میں سے ایک ہیں۔ آپ کی سربراہی میں اردو کی فلاح و بہبود کے لئے جو کمیٹی بنائی تھی، اس کی سفارشات پر اس وقت بھی عمل نہیں ہو سکا جب جناب گجرال خود اس ملک کی مسندِ وزارت عظمیٰ پر جلوہ افروز ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو جو اس ملک کی نس نس میں بسنے والی زبان تھی، دھیرے دھیرے گوشہ نشین ہوتی چلی گئی۔ آج یہ عالم ہے کہ آسام سے پنجاب اور کشمیر سے کنیا کماری تک پھیلے ہوئے اس عظیم و قدیم ہندوستان کی صرف تین ریاستوں میں اردو کی زندگی کو زندگی کہا جاسکتا ہے، بقیہ تمام ریاستوں میں اس زبان کی حالت آبائی دور کی ان گھریلو اشیاء کی طرح ہے جنہیں استعمال تو نہیں کیا جاتا لیکن والدین کی نشانی کے طور پر خواہ مخواہ سینت کر رکھا جاتا ہے۔ ہمیں اس صورت حال پر اس لئے افسوس ہے کہ آج بھی اسے بدلا جاسکتا ہے لیکن اس جانب توجہ نہیں دی جارہی ہے۔ آیئے ہم اس کی وجہ تلاش کرنے کی کوشش کریں۔

اردو سے واقفیت رکھنے والے حلقوں میں دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو اردو کے تعلق سے بڑی خوش گمانیوں اور خوش فہمیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ انہیں اردو کے بارے میں کہا جانے والا ہر ستائشی جملہ اور اردو کی مدح میں دیا جانے والا ہر بیان اس قدر خوش کر دیتا ہے کہ یہ لوگ بلّیوں اچھلنے لگتے ہیں۔ گجرال یا من موہن سنگھ نے پارلیمنٹ میں اردو کا یہ شعر پڑھ دیا تو سمجھئے انہیں سو فیصد یقین ہو گیا کہ ہندوستان میں اردو کا مستقبل بے حد روشن اور تابناک ہے۔ کسی وزیر نے اردو کے تعلق سے کوئی وعدہ کرلیا تو انہیں آئندہ دس بیس سال کے لئے اطمینان ہو گیا کہ چلئے اب اردو کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو اردو کے تعلق سے حد درجہ مایوسی کا شکار رہتا ہے۔ اردو پڑھ کر کیا ہوگا، اردو ذریعۂ تعلیم سے اسکول یا کالج کی تعلیم حاصل کرنے والوں کو نوکریاں کہاں ملتی ہیں، اردو اسکولوں کا معیار تعلیم بہت خراب ہے، وغیرہ۔ یہ طبقہ اسی قسم کے شکوے شکایات میں غار و غلطاں رہتا ہے چنانچہ اس کے سامنے آپ خواہ کتنی ہی مثالیں پیش کریں اور کیسے ہی ٹھوس ثبوت کیوں نہ فراہم کریں، اس کی مایوسی ختم یا کم نہیں ہوتی۔ یہی وہ طبقہ ہے جس کے بچے انگریزی میڈیم سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور جس کے گھروں میں دولسانی فارمولہ نافذ ہے۔ باپ ماں اردو جانتے اور اردو پڑھتے ہیں لیکن بچے انگریزی جانتے اور انگریزی ہی پڑھتے ہیں۔

ہمیں کہنے دیجئے کہ ہندوستان میں اردو کو جو نقصان پہنچا اور پہنچ رہا ہے اس میں ان دونوں ہی طبقات کی نفسیات کا بڑا دخل ہے۔ پہلا طبقہ اگر اتنی زیادہ خوش گمانیوں

اور خوش فہمیوں [illegible] رہتا اور دوسرا طبقہ ایسی مایوسی کا [illegible] نہ ہوتا تو یقین [illegible] اردو کی یہ حالت نہ بنتی جسے دیکھ کر [illegible] اہل اردو آہیں [illegible] ہیں اور اس کے مستقبل کو مختلف [illegible] کے سوالیہ نشانات میں گھرا ہوا پاتے ہیں۔ آزادی کے بعد سے اہل اقتدار کے تعصبات اور امتیازات نیز غفلتوں اور عداوتوں کا شکار رہنے والی یہ زبان خود اردو والوں کے ہاتھوں محفوظ رہ سکتی تھی لیکن متذکرہ طبقات نے کبھی اپنی خوش فہمیوں کے سبب اپنے فرائض سے اجتناب برتا تو کبھی اپنی مایوسیوں کی وجہ سے امکاناتِ اردو کے چراغوں کو بے نور محسوس کیا۔ اب اردو کا یہ حال ہے کہ وہ تہذیب جو اردو تہذیب کہلاتی تھی، آنجہانی ہو چکی ہے، اور وہ زبان جسے خالص اردو کہا جا سکے، بڑی حد تک اپنا بوریا بستر باندھ چکی ہے۔ وہ زبان جس نے کئی زبانوں کی آمیزش سے اپنا رنگ روپ حاصل کیا اور اپنے آپ میں ایک مکمل اکائی بن کر ایوانِ اقتدار سے محلوں، گلی کوچوں اور گھروں تک گونجتی رہی وہی زبان ایک بار پھر کئی زبانوں کی آمیزش کے عمل سے گزر رہی ہے لیکن اب وہ ارتکاز کے مرحلہ میں نہیں بلکہ انتشار کی زد میں ہے اور اپنی شناخت بنا نہیں رہی ہے بلکہ اتنا اہم اثاثہ کھوتی جا رہی ہے۔ اسی بات کو ہم دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیں گے کہ وہ اردو جو کئی زبانوں کا مرکب بن کر اپنی الگ پہچان بنانے میں کامیاب ہوئی تھی، کئی زبانوں کے الفاظ سے چوں چوں کا مربہ بن کر اپنی شناخت کھوتی جا رہی ہے۔ اس کی تازہ مثال زی ٹیلی ویژن کے ایک افسر کا وہ بیان ہے جو ایک راوی کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ بات ہو رہی تھی کہ زی ٹیلی ویژن نے جس طرح "زی مراٹھی" شروع کیا ہے، اسے زی اردو بھی جاری کرنا چاہئے۔ یہ مطالبہ سن کر متذکرہ افسر نے کہا کہ علاحدہ اردو چینل کی ضرورت ہی کہاں ہے، ہمارے مین چینل سے جو زبان بولی جاتی ہے کیا وہ اردو نہیں!

آپ جانتے ہیں کہ زی کے مین چینل سے کون سی زبان بولی جاتی ہے۔ وہ اردو، ہندی اور انگریزی کا آمیزہ ہے جو صرف اس لئے تیار کیا گیا تاکہ تینوں زبانوں کے جاننے والے اس سے استفادہ کر سکیں۔ یہ آمیزہ زی ٹیلی ویژن کی تجارتی حکمت عملی ہے، کسی ایک یا تینوں زبانوں سے محبت یا کسی ربط خاص کی علامت نہیں۔ اردو چینل کے مطالبہ سے بچنے کے لئے اس آمیزہ یعنی تجارتی سمجھوتے کو اردو کا نام دیا جا رہا ہے جسے آج کی اردو داں نسل غیر اردو کہہ کر مسترد کر سکتی ہے لیکن کل جو نسل آئے گی وہ اس کے اردو کہلانے پر ایمان لے آئے گی۔ اب آپ خود فیصلہ کیجئے کہ ہندوستان میں بسنے والوں کے دلوں کی دھڑکن کا درجہ رکھنے والی زبان کا کیا حشر ہو رہا ہے اور آئندہ ہونے والا ہے نیز اصل زبان کس طرح عام زندگی سے نکل کر کتابوں کے چند ذخائر میں سمٹ کر رہ جائے گی۔ اور جب کتابوں کا چلن بھی ختم ہو جائے گا جیسا کہ ہو رہا ہے تو کیا صورت حال ہوگی کیا اس صورت حال کا تصور ہمیں ڈراتا نہیں ہے؟

شاید نہیں۔ اس لئے کہ متذکرہ پہلا طبقہ ایک دو ریاستوں میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ مل جانے پر خوش ہے، اردو کے دو چار اخبارات کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیتا ہے، اردو کے کسی ایک طالب علم کے امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے پر اردو کی نیّا کے پار لگ جانے کا انتظار کرتا ہے اور اکثر ایسی خبروں کو فخریہ انداز میں سناتا ہے کہ جرمنی سے اردو کا رسالہ شائع ہو رہا ہے، انگلینڈ میں اردو کلاسیز کا اجراء ہوا ہے یا دوبئی، شارجہ اور جدہ میں اردو کے مشاعرے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ ان خبروں کے

ں نظریہ طبقہ داغ کی آواز میں آواز ملاتا ہے کہ "سارے
ں میں دھوم ہماری زباں کی ہے۔" یہ نعرہ وہ اتنے جوش و
وش سے بلند کرتا ہے کہ پڑوس کی گلی میں کسی اردو اسکول
ے بند ہو جانے کی خبر اسے سنائی ہی نہیں دیتی۔

اردو کی موجودہ اور مستقبل میں رونما ہونے والی
ورت حال، ہمیں ڈراتی اس لئے نہیں ہے کہ ہمارے
ہاں جو دوسرا طبقہ موجود ہے وہ مایوسی کے اندھیرے غار
ں بیٹھا یہ محسوس کرتا ہے کہ ممکن ہے انگلینڈ میں اردو کا
ل بالا ہو لیکن ہندوستان میں تو اس کا مستقبل تاریک ہے
نانچہ اس کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔

اردو کو نہ تو ہماری آپ کی خوش فہمیاں زندہ رکھ
سکتی ہیں نہ ہی ہماری آپ کی مایوسیاں۔ اسی طرح اردو نہ تو چند
یک جریدوں اور اخباروں سے زندہ رہ سکے گی نہ ہی اندرون
ملک یا بیرون ملک برپا ہونے والے مشاعروں کی وجہ سے۔
اردو زندہ اسی وقت رہے گی جب ہم نئی نسل کو اردو سے
واقف کرائیں گے، نئی نسل کے لئے اردو سے ترقی کے
مواقع پیدا کریں گے، نئی نسل کو اردو کی اہمیت اور افادیت
سے روشناس کرائیں گے، اسے یہ سمجھائیں گے کہ کس
طرح زبانِ اردو ہماری تہذیبی شناخت کو زندہ رکھ سکتی ہے۔

آپ چاہیں جتنے مشاعرے کروائیں، اردو کی
آویزی کے گن گائیں، وزیروں کی زبان سے ادا ہونے
الے اشعار پر چاہے جتنی تالیاں بجائیں، نئی نسل کو اردو
ربان اور اردو تہذیب سے روشناس کئے بغیر کوئی چارہ نہیں
ہے۔ پچھلے ۵۰ سال سے اردو دھیرے دھیرے مر رہی ہے۔
جس دن اس کا جسم مکمل طور پر بے روح ہو جائے گا، ہماری
تہذیبی شناخت کا بھی جنازہ نکل جائے گا۔ ہم اپنی غفلتوں پر
شرمسار نہیں ہوتے لیکن ہمیں اس دن سے ڈرنا چاہیے۔

عورتوں کی صدی ص۱ کا بقیہ

خواتین کو بھی برابر کا قصوروار سمجھتی ہوں۔ سب جانتے ہیں کہ
ین پر جتنا لٹریچر اردو زبان میں موجود ہے اتنا دنیا کی کسی
زبان میں نہیں ہے۔ خواتین کو اگر باقاعدہ تعلیم نہیں دی گئی
تھی تو خود سے قرآن کریم کی تفسیر اور احادیث پڑھنے کو تو
کسی نے منع نہیں کیا تھا۔ خواتین ایک مخصوص عمر میں دیگر
مصروفیات کے ساتھ علمی، سماجی کام کر سکتی ہیں اور یقیناً
انہیں کرنا چاہیے۔ خصوصاً جب بچے بڑے ہو جائیں تو وہ اپنا
وقت دیگر کاموں پر بھی صرف کر سکتی ہیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اسلامی معاشرہ قائم نہیں
کر سکیں۔ کیا وجہ ہے کہ ایک نو مسلم مریم جمیلہ کے اس بیان
نے جدی مسلمانوں کے سر شرم سے خم کردئے کہ "میں
نے اسلام کو پڑھ کر قبول کیا تھا بعد میں اسلامی سوسائٹی کو
دیکھا لیکن اگر میں پہلے اسلامی سوسائٹی کو دیکھتی تو مجھے یقین
ہے کہ میں اسلام کبھی قبول نہ کرتی کیونکہ وہ اسلام کی قطعی
طور پر متضاد تصویر پیش کرتی ہے۔" مسلمانوں کو دیکھ کر برنارڈ
شا جیسے مفکر کو بھی کہنا پڑا کہ اسلام دنیا کا سب سے اچھا
مذہب ہے لیکن مسلمان بدترین قوم ہیں۔

اور دور کیوں جایئے آج بھی جب ہم غیر مسلم
تنظیموں کی نشستوں، کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت
کرتے ہیں اس وقت خود ہماری شخصیت متنازعہ فی ہوتی ہے۔
کیونکہ وہ حملہ کرتے ہیں اسلام پر اور ہم اسلامی احکام
پر مدلل جواب دے دیتے ہیں البتہ جب وہ مسلم معاشرے
کی بات کرتے ہیں تب ہم لاجواب ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ
عقل کی کسوٹی پر قابلِ قبول نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

اگلی صدی عورتوں کی صدی

عظمیٰ ناھید

عظمیٰ نـاھید کا تیـر بـہ ہـدف نئے ہزارے مردوں کا چیلنج

یہ عنوان یقیناً چونکا دینے والا ہے لیکن مجھے حیرت ہے کہ اس کو جب ایک نعرے کا پیرہن پہنایا گیا تب عورتوں سے زیادہ مردوں نے اس کا استقبال کیا۔ یہ بات ہے ۱نومبر ۱۹۹۹ء ضلع جلگاؤں کی جہاں "تحریک" نامی تنظیم کے زیر اہتمام ایک تعلیمی سیمینار میں وہاں کی مشہور شخصیت جناب عبدالکریم سالار صاحب نے سامعین سے بڑے دلبرداشتہ ہوتے ہوئے سوال کیا کہ دنیا کی تمام قومیں اس وقت نئی صدی کے آغاز کیلئے طرح طرح سے تیاریاں کررہی ہیں، لیکن ہم مسلمانوں نے آخر کیا سوچا ہے؟ ہمیں کیا کرنا ہے؟ کیا لائحہ عمل تیار کرنا ہے؟

میں نے ان سے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں ظاہر ہے پورے اسٹیج پر ایک تنہا خاتون کی بات کو رد کرنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ مرد حضرات نے کئی صدیوں سے خواتین پر اپنی بے شمار خوبیوں کی یوں بھی دھاک بٹھا رکھی ہے، لہٰذا میں نے عرض کیا کہ آپ ایک نعرہ لگا سکتے ہیں کہ "اگلی صدی عورتوں کی صدی" قوم کو بہت بڑا مشن ہاتھ آجائے گا۔ اور جناب سالار صاحب نے بھی اچانک مائیک پر یہ نعرہ لگادیا۔ کچھ لوگ چونک پڑے، کچھ نے مسکراکر استقبال کیا، کچھ نے استفسار طلب نظروں سے دیکھا لیکن ہال میں موجود بچوں/خواتین نے اچانک تالیاں بجانی شروع کردیں۔ کچھ مرد حضرات نے بھی جب ان کا ساتھ دیا تو ماحول میں ہنسی اور پھر قہقہے گونجنے لگے۔ کچھ بچوں نے بھی اس مذاق میں شرکت کرتے ہوئے احتجاجاً ہاتھ بلند کرلئے کہ آخر عورتوں کی اس صدی میں ہماری پوزیشن کیا ہوگی؟

پھر یہ بات یہیں نہیں رکی۔ اگلے ہی ہفتے بھیونڈی کے ایک پراگرام میں انقلاب کے منیجر ایڈیٹر شاہد لطیف صاحب نے جب اپنی تقریر کا آغاز ہی اس لطیف سے مذاق سے کیا کہ میں کچھ دنوں سے عظمیٰ صاحبہ کے ایک نعرے کی وجہ سے تشویش میں مبتلا ہوں کہ "اگلی صدی عورتوں کی صدی ہوگی۔" اتفاق سے یہاں کے سامعین میں کچھ بوڑھے بزرگ بھی تھے جنہوں نے ناصحانہ انداز میں فرمایا کہ کوئی صدی نہ مردوں کی صدی نہ عورتوں کی صدی۔ آپ کہئے کہ یہ صدی اسلام کی صدی ہوگی۔ انشاء اللہ۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام میں دونوں کے تئیں مساوات قائم کی گئی ہے۔ اس لئے الگ سے کچھ منانے کی ضرورت نہیں۔

اور دراصل حاصل مدعا بھی یہی تھا کہ اسلام مساوات کا مذہب ہے۔ عدم مساوات ہی انسانوں کو ا[illegible] قوم سے دوسری قوم سے اور ایک طبقے کو دوسرے طبقے سے اور [illegible] جنس کو دوسری جنس سے دور کردیتی ہے۔ خواتین کے ساتھ بھی کچھ یہ ہی ہوا کہ ایک صدی نہیں بلکہ کئی صدیوں پر محیط ان کے استحصال نے انہیں یہ احساس کرنے پر مجبور

کر دیا کہ وہ مردوں سے کچھ الگ ہیں۔ اور یہ طے ہے کہ ایسا احساس راتوں رات نہیں پیدا ہوا کرتا۔ احساسات کئی مخصوص عمل کو مسلسل اور متواتر دیکھنے سے قائم ہوتے ہیں۔ ایک اچھے بھلے شخص کو مسلسل جاہل، گنوار اور بے حس کہتے رہئے ایک وقت آئے گا کہ وہ یقیناً اسی طرح کا عمل کرے گا اور اس کی وجہ اس احساسِ زیاں کا ختم ہو جانا ہے جو انسان کو ایک مرتب زندگی گذارنے کا سلیقہ بہم پہنچاتا ہے۔

یونان میں عورت کو سانپ کی بیٹی کہا گیا۔ روما میں کہیں گندگی کا ڈھیر اور کہیں جھوٹ اور زہر سے تعبیر کیا گیا۔ یہ وصف صرف اسلام کو ہی تو حاصل تھا کہ جس نے عورت کے حقوق ہی کی نہیں بلکہ اس کے نازک جذبات کی بھی آبیاری کی۔ اس کو اگر گھر اور پردے میں رہنے کی تلقین کی تھی تو یہ بھی کہا تھا کہ تم اس گھر کی ملکہ ہو۔ اس کو اگر مرد کے مال اور اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے کہا گیا تو مرد کو اس کے معیار (جہاں سے وہ آئی ہے) کے مطابق رکھنے کے وعدے بھی لئے گئے تھے۔ عورت کے ذمے اگر بچوں کی اعلیٰ تربیت، مرد کے حقوق کیے گئے تھے تو مرد کو اس کی اور بچوں کی کفالت کے لئے گھر سے باہر رہنے پر جہاد کا ثواب رکھا گیا۔ مرد کو اگر حق طلاق دیا تھا تو عورت کو حق خلع اور حق تفویض طلاق دیا گیا۔ (یعنی نکاح کے وقت وہ حق طلاق مرد سے اپنے اختیار میں لے سکتی ہے۔)

تو یہ تھیں دراصل اسلامی مساوات جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے خاتون کے ذریعہ امت پر نافذ کی تھیں اور حقیقتاً جہاں جہاں اسلام اپنی اصل شکل میں موجود ہے وہاں اللہ کے خوف سے وہ معاشرہ آج بھی قائم ہے۔ جن میں کم از کم عائلی قوانین کے تحت عورت بے حد بااختیار ہے۔ میں نے پچھلے دنوں جب سعودی عرب کا دورہ کیا تو وہاں عورت کی حیثیت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی۔ عورت اگر چاہے تو وہ اسلامی طریقے پر نکاح سے پہلے کچھ شرائط پر مرد سے دستخط لے سکتی ہے اور مرد شرعی قوانین کی رو سے اس کا پابند ہوتا ہے۔

لیکن ہندوستان کا اسلام "ہندیایا ہوا اسلام ہے"

یہاں لوگوں نے جزویات کو دین کے اولین فرائض میں شامل کیا ہوا ہے جبکہ اصل دین کچھ دانستہ اور کچھ نادانستہ طور پر مخفی رکھا ہوا اور جو مخفی رکھا گیا ہے ان میں بیشتر وہ قوانین ہیں جن کا تعلق خواتین سے تھا۔

آج یہ بات جب میں حضرت مولانا نظام الدین صاحب سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور دیگر علماء کرام سے کہتی ہوں کہ میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں اور میں دلائل کے ساتھ یہ بات کہہ سکتی ہوں کہ عائلی قوانین پر جو کتابیں لکھی گئیں ہیں ان میں مردوں نے صرف اپنی نفسیات کا خیال رکھتے ہوئے اپنے حقوق کو اجاگر کیا اور خواتین کے حقوق کے ذکر سرسری طور پر کئے گئے ہیں۔ جس سے خواتین متذبذب ہیں کہ آیا ان حقوق کی پاسداری میں ہمارے لئے جنت کی بشارت زیادہ ہے یا ترک کر دینے میں۔ ان تحریروں کی وجہ سے معاشرہ یہ بن چکا ہے کہ عورت جتنی صابر ہوگی (خواہ اس پر ظلم ہو رہا ہو) جتنے اپنے حقوق ترک کرے گی اتنی ہی پارسا سمجھی جائے گی۔ حالانکہ جو حقوق و مراعات قرآن کریم اور احادیث کے ذریعے دی گئی ہیں ان کو ترک کرنا خود ایک گناہِ عظیم ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ نعوذ باللہ اللہ کی رحمتوں سے فیضیاب ہونے کے بجائے ہم غیر ضروری طور پر اپنے آپ پر ظلم کرنے کو ثواب سمجھیں۔

میں اس معاشی، تعلیمی اور سماجی زبوں حالی میں خود

غزل

☆ پروین شاکر

پھول آ [illegible] نہ برگ [illegible] ے
دکھ پیڑ کے بے ثمر ہی ٹھیرے

ہیں [illegible] ے ناخن !
خوشبو سے کہو کے گھر ہی ٹھیرے

[illegible] وں کا ساتھی
پتا نہ سہی شجر ہی ٹھیرے

اس شہر سخن فروشگاں میں
ہم جیسے تو بے ہنر ہی ٹھیرے

ان چکھی اڑان کی بھی قیمت
آخر مرے بال و پر ہی ٹھیرے

روغن سے چمک اٹھے تو مجھ سے
اچھے مرے بام و در ہی ٹھیرے

کچھ دیر کو آنکھ رنگ چھو لے
تتلی پہ اگر نظر ہی ٹھیرے

وہ شہر میں ہے یہی بہت ہے
کس نے کہا میرے گھر ہی ٹھیرے

ہم خود ہی تھے سوختہ مقدر
ہاں آپ ستارہ گر ہی ٹھیرے

میرے لیے منتظر ہو وہ بھی
چاہے سر رہ گزر ہی ٹھیرے

یاریب سے پیار ہو تو میرے
پاؤں میں سدا بھوری ٹھیرے

☆ جاوید شاہین

غزل

شوقِ تعمیر ہے مکاں سے پرے
پھول کھلتے ہیں گلستاں سے پرے

جم رہی ہے رگوں میں تاریکی
صورتِ دودِ شمع جاں سے پرے

یوں نہ آتشگی کے دھوکے میں
آپ ہے چشمہ رواں سے پرے

اب تو ہٹتا نظر نہیں آتا
تیسرا شخص درمیاں سے پرے

منہ کسیلا ہے ان سے کیوں شاہیں
لفظ رہتے ہیں جو زباں سے پرے

غزل

ظفر اقبال

تیرے ہی راستے سہی، دل سے گزر گزر تو جا
منظر آرزو بھی دیکھ، رک تو سہی، ٹھہر تو جا

ظلم و ستم کے ساتھ ساتھ خوفِ خدا بھی چاہیے
اتنی سی بات بھی قبول تجھ کو نہیں اگر تو جا

تیرے ہی خیر خواہ کیوں کرنے لگے تجھے ذلیل
ان سے یہ پوچھ تو سہی، اٹھ کے ذرا ادھر تو جا

اس دل خستہ خواب کی اب تو فضا ہی اور ہے
دیر کے خانماں خراب ! تو کبھی اپنے گھر تو جا

بکھرے پڑے ہیں چار سو جو خس و خارِ آرزو
میں تجھے روکتا نہیں، ان کو سمیٹ کر تو جا

جاں بھی عزیز ہے مگر آخری عشق ہے، ظفر
اور نہیں خراج اگر ہو کے نثار، مر تو جا

غزل

کشور ناہید

ہم کہ مغلوبِ گماں تھے پہلے
پھر وہیں ہیں کہ جہاں تھے پہلے

خواہشیں جھریاں بن کر اُبھریں
زخم سینے میں نہاں تھے پہلے

اب تو ہر بات پہ رو دیتے ہیں
واقف سوز و زیاں تھے پہلے

دل سے جیسے کوئی کانٹا نکلا
اشک آنکھوں سے رواں تھے پہلے

اب فقط انجمن آرائی ہے
اعتبار دل و جاں تھے پہلے

دوش ہے سر ہے کہ برف جمی
ہم کہ شعلوں کی زباں تھے پہلے

اب تو ہر تازہ ستم ہے تسلیم
حادثے دل پہ گراں تھے پہلے

میری ہم زاد ہے تنہائی مری
ایسے رشتے بھی کہاں تھے پہلے

کوکن کے سپوت

نام	کیپٹن ابراہیم حسین موڈک
مقام	بابِ ابراہیم۔ باندرہ (مغرب)
تاریخ پیدائش	۲ر مئی ۱۹۳۴ء
جائے پیدائش	مقام پوسٹ۔ قصبہ، تعلقہ۔ سنگمیشور، ضلع رتناگری۔
تعلیمی سفر	پہلی سے چوتھی تک ۔ قصبہ میں ، پانچویں سے میٹرک تک ۔ پٹوردھن ہائی اسکول۔ رتناگیری، سی مین کا چار سالہ کورس کیا۔ شپ آفیسر کا امتحان بمبئی سے پاس کیا۔ ستمبر ۱۹۶۲ء انگلینڈ سے کیپٹن کا امتحان پاس کیا۔
خاندانی تفصیلات	بڑا لڑکا حنیف محمد بمبئی میں شپنگ ایجنسی چلاتا ہے۔ مراٹھی علاقائی فلم سازی کے کام سے بھی منسلک ہے۔ لڑکی سائرہ امریکہ میں مقیم ہے۔ B Com M B A کرنے کے بعد بینک میں ملازمت کرتی ہے۔ امریکی شہریت ملی ہے۔ ان کے بیٹے زین کو صدر کلنٹن ایوارڈ ملا ہے۔ لڑکا مشتاق محمد محمد انگلینڈ میں ملازمت کرتا ہے۔ لڑکی صادقہ نے انٹیریر ڈیزائنر کا کورس کیا ہے ان کے شوہر ظہور ... KEM اسپتال میں چائلڈ اسپیشلسٹ ہیں۔
اداروں سے وابستگی	نیپال میں ایک یتیم خانہ چلاتے ہیں۔ شارجہ میں ایک عربی مدرسہ چلاتے ہیں جس کی ذمہ داری ہندوستانی مولانا محمد یامین سنبھالتے ہیں۔ جس پر تقریباً Rs 70,000/- (ستر ہزار) ہر ماہ خرچ ہوتا ہے۔ عوام باندرہ کے لائف ممبر ہیں۔ میسکو ماہم کے لائف ممبر ہیں۔
دیگر سماجی خدمات	کوکن کے نوجوانوں کو اور دیگر مسلم و غیر مسلم نوجوانوں کو آفیسر بننے کے لیے جہاز پر بھیجا۔

فاروق رحمان ابراہیم موڈک صاحب دوہری مبارکباد قبول کیجیے۔ ایک عید سعید کی، اور دوسری آپ کے نواسے کو صدر کلنٹن ایوارڈ ملنے کی۔ اس پر مسرت موقع پر آپ کیا محسوس کرتے ہیں ؟

موڈک صاحب میں بے حد خوش ہوں۔ یہ ایوارڈ میرے نواسے زین کو ملا ہے جو امریکہ کی ایک اسکول میں زیر تعلیم ہے۔ اس کی ذہانت اور قابلیت کو دیکھتے ہوئے اسکول انتظامیہ نے اسے ایک درجہ آگے بڑھادیا ہے۔ وہ بچہ لاس اینجلس کی تمام اسکولوں میں اوّل آیا ہے۔ بچے اس طرح کے ایوارڈ کی اہمیت سے بے خبر ہوتے ہیں لیکن اسی طرح کے ایوارڈ مستقبل میں بہت کام آسکتے ہیں۔

فاروق رحمان موڈک صاحب ! سنا ہے عراق

کویت جنگ کے موقع پر آپ نے کافی لوگوں کی مدد کی تھی۔ ہم آپ کی اس [illegible] مہم کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں؟

موڈک صاحب : ۴؍جولائی ۱۹۹۰ء کو ایک جہاز تقریباً نوسو (۹۰۰) لوگوں کو لے کر کانڈلہ (گجرات) سے کویت [illegible] تھا۔ اس جہاز کے کیپٹن زین العابدین تھے۔ [illegible] جولائی کو وہ جہاز پانی، خوراک وغیرہ کے لیے دبئی کی بندرگاہ پر پہنچا۔ ۲۹؍جولائی کو کویت کی بندرگاہ پر پہنچا۔ ایک اگست کو عراق نے کویت پر حملہ کر دیا اور ایک اگست سے ۴؍ستمبر تک وہ جہاز عراق کے قبضے میں رہا۔

میں نے ان ۹۰۰ مسافروں کو وہاں سے بحفاظت نکالنے کے لیے مختلف لوگوں کے ذریعے عراقی حکومت سے مذاکرات کروائے۔ حکومتِ ہند سے بھی مذاکرات کروائے لیکن زیادہ پذیرائی نہیں ہوئی۔ بہرحال کافی جدوجہد کے بعد اس جہاز کو وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہوا اور آخر کار ۷؍ستمبر کو اس جہاز کو لے کر دبئی پہنچے۔ تمام مسافروں کو مفت کھانا کھلایا گیا اور دیگر سہولیات دی گئیں۔ دبئی ایرپورٹ کے عملے نے کافی مدد کی۔ انہوں نے ایمیگریشن، کسٹم، طبی سہولیات وغیرہ کے لیے کوئی چارج نہیں لیا۔ انڈین اسکول نے بسیں فراہم کیں۔ جن کے ذریعے تمام مسافر بندرگاہ سے ایرپورٹ پہنچے۔ حکومتِ ہند نے دو ہوائی جہاز بھیجے۔ صبح آٹھ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک تمام مسافروں کو جہاز پر سوار کرا کر ہندوستان روانہ کر دیا۔ اس جہاز کا نام سفیر تھا جس پر عراقی قابض ہو گئے تھے۔

فاروق رحمان : موڈک صاحب آپ نے تعلیم تو مراٹھی میڈیم سے حاصل کی ہے تو پھر آپ کو اردو سے اتنا شغف کیسے؟

موڈک صاحب : بچپن میں اردو شاعری سے لگاؤ تھا لیکن تھا۔ اردو روانی سے پڑھنے میں دقت پیش آتی تھی۔ لیکن اب روانی سے پڑھ لیتا ہوں۔ "شمع" اور "آجکل" جیسے رسالوں سے لگاؤ رہا ہے۔ فارسی کے ایک استاد احمد مھسکر سے بھی کافی سیکھنے کا موقع ملا۔ ایران میں پانچ سال کے قیام کے دوران فارسی اچھی خاصی آ گئی۔

فاروق رحمان آپ کے پسندیدہ شاعر کون سے ہیں؟

موڈک صاحب اقبالؔ میرے پسندیدہ شاعر ہیں۔ وہ ایک صوفی کی طرح تھے۔ ہم نے اقبال کی شکل میں پاکستان کو ایک بہترین تحفہ دے دیا ہے۔ اور میرے خیال سے "سارے جہاں سے اچھا۔" کو National Antem ہونا چاہیے تھا کیونکہ آج بھی اسے سب سے زیادہ گایا اور سنا جاتا ہے۔

فاروق رحمان . اقبالؔ کا کوئی ایسا شعر جو آپ کو سب سے زیادہ پسند ہو ؟

موڈک صاحب

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خالقانے خامہ تیری جبیں

فاروق رحمان سنا ہے آپ دبئی میں کوکنی برادری کے لوگوں کی ایک Directory بنا رہے ہیں۔ یہ خیال آپ کے ذہن میں کیسے آیا؟

موڈک صاحب جب میں نے دیکھا کہ ایک حیدرآبادی باشندہ حیدرآبادی برادری کے لوگوں کی Directory بنا رہا ہے تو میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ کوکنی لوگوں کی بھی ایک Directory بنائی جائے۔ کیونکہ دبئی میں کچھ ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جو کافی تکلیف میں ہوتے ہیں اور انہیں فوری مدد کی ضرورت ہوتی

ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہاں دوسری قوم کے لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ اگر ایسی Directory بن جاتی ہے تو ہم بھی ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔

میں نے آپ کے پرچے کے مدیر اعلیٰ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کو بھی مشورہ دیا تھا کہ بمبئی میں بھی بہت سے ٹرسٹ و ادارے فلاح و بہبودی کے کام کرتے ہیں لیکن عام لوگوں کو ان کا علم نہیں ہوتا اس لئے بمبئی میں بھی اس طرح کے اداروں کی ایک Directory بنائی جائے جس سے قوم کے عام لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔

فاروق رحمان سنا ہے آپ نے مرچنٹ نیوی میں داخلے کے لیے بہت سے نوجوانوں کو گائیڈ کیا ہے۔ کیا کبھی آپ نے اس میں کوکنی و غیر کوکنی کی تفریق کی ہے؟

موڈک صاحب ہرگز نہیں۔ جس کی ایک مثال تو آپ کے باندرہ میں ہی ہے۔ سلیم شیخ نام کا ایک غیر کوکنی نوجوان باندرہ میں رہتا تھا۔ اسے گائیڈ کیا۔ اسے Ship Chatering Exam میں بٹھایا۔ آج وہ کیپٹن بن چکا ہے۔ فی الحال شادی کے بعد آسٹریلیا میں مقیم ہے۔ یہاں تک کہ میں نے ایک پارسی نوجوان کو بھی گائیڈ کیا ہے۔

فاروق رحمان تعلیمی و مذہبی بیداری کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

موڈک صاحب پہلے کوکن کے دیہاتوں میں دینی تعلیم نہیں تھی لیکن اب لوگ بیدار ہو رہے ہیں۔ دینی مدرسے قائم کیے جا رہے ہیں۔ اسکول وجود میں آرہے ہیں۔ میرے خیال سے دین کے ساتھ ساتھ سماجی معلومات بھی ہونی چاہیے۔ بچوں کو وسیع پیمانے پر تعلیم دلانی چاہیے۔

فاروق رحمان نئے ہزارے کے موقع پر آپ کے ذریعے قوم کے نام کوئی پیغام؟

موڈک صاحب قوم کے نوجوانوں سے تو بس میں اتنا ہی کہوں گا کہ وہ مذہبی، تعلیمی سماجی اور سیاسی طور پر بیدار ہو جائیں۔ اپنے اخلاق و کردار کو بلند کریں۔ اقبال کا شعر ہے

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ہمیں اسلامی طریقے سے ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ اگر ہم زکوٰۃ کا صحیح نظام قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو ہندوستان کیا پوری دنیا میں کوئی مسلمان غریب نہیں رہے گا۔ بلکہ دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا کیونکہ حضرت عمرؓ فاروق بیت المال سے غیر مسلموں کی بھی مدد کیا کرتے تھے۔

فاروق رحمان اچھا موڈک صاحب۔ ہم آپ کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے نقشِ کوکن کے قارئین کے لیے اپنا قیمتی وقت دیا۔ انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ۔

تم جیو ہزاروں سال...!

ڈاکٹر عتیق شیخ اور ڈاکٹر نرگس شیخ (وسئی) کے آنگن میں کھلا ہوا پھول اپنے عمر کی پہلی بہار دیکھ رہا ہے۔ ثمرین عتیق شیخ کی پہلی سالگرہ بروز جمعہ، ۲۰ر فروری ۲۰۰۰ء کو ہے۔ بچی کی دادی کنیز فاطمہ عمر شیخ اور اقبال نیازی کی طرف سے ڈاکٹر عتیق شیخ اور نرگس شیخ کو دلی مبارکباد اور ثمرین کو ڈھیر ساری دعائیں۔

ہر ایک پل تیرا ہنستا ہوا جمال رہے!
جہاں میں زندہ تو ثمریں ہزاروں سال رہے!

منجانب - کنیز عمر شیخ

دسترخوان

گوشت

☆پروفیسر متین فاطمہ

انڈے، مرغی، مچھلی اور گوشت وغیرہ میں پروٹین کی کثیر مقدار پائی جاتی ہے۔ جس میں پروٹین کے علاوہ چکنائی بھی ہوتی ہے۔ کلیجی اور گردوں میں لوہا، بی کمپلکس اور وٹامن بی ۱۲ کی بھاری مقدار ہوتی ہے جو لوہے اور دوسرے اجزاء سے پیدا ہونے والی کمی کے ازالے کے لئے بے حد مفید ہے۔

ہر قسم گوشت میں تقریباً ۱۳ سے ۲۰ فیصد پروٹین موجود ہوتی ہے۔ انڈے میں اس کی مقدار ۱۳ فیصد ہوتی ہے۔ مچھلی کے گوشت میں پروٹین ۱۸ سے ۲۲ فیصد تک پائی جاتی ہے۔ پروٹین کے علاوہ اس میں وٹامن اے، بی اور ڈی بھی موجود ہوتی ہے۔ بڑی مچھلیوں میں فاسفورس بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن کیلشیم کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ البتہ چھوٹی مچھلیوں میں کیلشیم بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے۔

گوشت میں چربی بھی ہوتی ہے۔ اس کی مقدار مختلف جانوروں میں مختلف ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جانوروں کے جسم کے مختلف حصوں میں بھی اس کی مقدار بھی مختلف ہوتی ہے۔ چربی کی موجودگی کی وجہ سے گوشت کے ذائقے میں فرق آجاتا ہے۔ گوشت کی چربی خالص حالت میں نہیں ملتی۔ یہ پانی میں حل نہیں ہوتی لیکن گرم کرنے پر پگھل جاتی ہے۔ بغیر چربی والے گوشت میں نمکیات بھی پائے جاتے ہیں لیکن اس میں وٹامن بی کمپلکس سب سے زیادہ مقدار میں ہوتا ہے۔ گوشت کو تیز آنچ پر اور زیادہ دیر تک پکانے سے اس کے نمکیات اور وٹامنز ضائع ہوجاتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ گوشت ہلکی اور یکساں آنچ پر مناسب دیر تک پکایا جائے۔ اگر گوشت کو چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کرکے پکایا جائے تو وہ بڑی بوٹیوں کے مقابلے جلد گل جاتا ہے۔ اسی طرح اگر گوشت کو کوٹ لیا جائے تو بافتیں ٹوٹ جاتی ہیں اور گوشت جلد گل جاتا ہے۔ گوشت میں اگر پپیتا، کچری اور انجیر وغیرہ ڈال دیا جائے تو ان کے خامرے جن کو ہم پروٹین پاش خامرے کہتے ہیں، گوشت کو گلا دیتے ہیں۔ گوشت میں اگر دہی، ٹماٹر یا کھانے کا سوڈا ڈالا جائے تو بھی گوشت جلد گل جاتا ہے۔ پرندوں کے گوشت میں غذائیت کے اعتبار سے عام گوشت میں کوئی فرق نہیں۔ ذائقے کے اعتبار سے مادہ پرندوں کا گوشت زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے۔

کھانے کے لئے استعمال ہونے والی مچھلیاں یا تو سمندر کی ہوتی ہیں یا دریا کی۔ ان دونوں کا ذائقہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ سمندر کے پانی میں چونکہ نمک زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس کا اثر سمندری مچھلیوں کے ذائقے پر بھی ہوتا ہے۔ گہرے اور صاف پانی کی مچھلیاں زیادہ بہتر سمجھی جاتی ہیں۔ مچھلیوں کے گوشت کا استعمال ان کی چربی کی مقدار کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ کچھ مچھلیوں کے گوشت میں ۲ فیصد کچھ میں ۲ء۵ فیصد کچھ میں ۲۰ فیصد تک چربی ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں مہاشیر، رہو، لانچی یا سامن، کھگا، ٹراؤٹ، ایمفرٹ، ساول، بام اور جھینگا نامی مچھلیاں عام طور پر کھانے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ جس طرح ہر قسم کے گوشت میں پروٹین پائی جاتی ہے اسی طرح مچھلیوں کے گوشت میں بھی مکمل پروٹین ہوتی ہے۔ چربی کی مقدار موسم پر بھی مبنی ہوتی ہے کچھ مچھلیوں میں گرمی اور کچھ میں سردیوں میں زیادہ ہوتی ہے۔

بشکریہ ماہنامہ سائنس کی دنیا

انیس چشتی

مہاراشٹر میں اردو ذریعۂ تعلیم کی کامیابی

اردو زبان سے دل چسپی رکھنے والوں کو اس مرتبہ پھر اخبارات کی شہ سرخیوں اور میڈیا کی خبروں نے چونکا دیا کہ پورے مہاراشٹر میں ایس۔ ایس۔ سی بورڈ امتحانات کے نتائج میں اردو میڈیم کے اینگلو اردو ہائی اسکول پونہ کے ایک طالب علم بلال مستری نے لاکھوں طلبہ میں اوّلین پوزیشن حاصل کی ہے۔ اردو میڈیم سے پڑھنے والے طلبہ کی یہ مسلسل تیسری کامیابی ہے۔ جب کہ ۱۹۹۷ء میں شولاپور کے تنویر منیار اور ۱۹۹۸ء میں پونہ کی زرین انصاری اوّلین پوزیشن حاصل کرچکے ہیں۔

مہاراشٹر سے اردو کا رشتہ بہت پرانا ہے۔ سلطان محمد بن تغلق کی ۷۲۵ھ میں تخت نشینی اور ۷۲۷ھ میں دولت آباد کو اپنا پایۂ تخت بنالینے سے بھی بہت پہلے تقریباً ۴۰۰ اہل اللہ پر مشتمل ایک جماعت، حضرت نظام الدین اولیا دعوت و ارشاد کے لئے مہاراشٹر یعنی دیوگیر (دولت آباد) بھیج چکے تھے۔ اس روحانی قافلے کی قیادت و سیادت کی ذمے داری حضرت سلطان اولیاؒ کے خلیفہ حضرت شیخ برہان الدینؒ کے سپرد تھی۔ جن کا مزار آج بھی خلد آباد میں مرجعِ خاص و عام ہے۔

جب محمد بن تغلق نے دہلی سے اس علاقے کی طرف کوچ کیا تو اس کے ہمراہ علماء و صلحا، ادبا و شعرا اور منتظمین و روسا کی ایک اچھی خاصی تعداد بھی تھی۔ ان میں حضرت نظام الدین اولیاؒ کے معتمد و مرید خاص حضرت امیر خسروؒ بھی موجود تھے۔ ایک اندازے کے مطابق حضرت امیر خسروؒ نے پائے گاہِ سلطانی کے ساتھ دولت آباد کے دو سفر کیے تھے اور طویل عرصے تک یہاں قیام بھی فرمایا تھا۔

یہ وہ زمانہ ہے جب دو آبے میں اردو سے ملتی جلتی ایک بولی وجود میں آچکی تھی اور جس نے عوام کو اپنی طرف راغب کرنا شروع کردیا تھا۔ پس جب متذکرہ ہستیوں کے نفوسِ قدسیہ سے دولت آباد کا یہ علاقہ جگمگا اٹھا تو دو آبے کی اس زبان کا تال میل، دولت آباد کے اطراف و اکناف میں بولی جانے والی مہاراشٹری سے ہوا جو گجری کے زیر اثر تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان نوزائیدہ ہند آریائی زبانوں کے میل جول نے دکنی کو وجود بخشا جو دراصل موجودہ کتابی اردو کی نانی پرنانی اور دادی پردادی ہے اور جب اورنگ زیب میدانِ جنگ میں دارا شکوہ سے لوہا لے رہا تھا اور شاہجہاں تاج محل کی تعمیر سے ابھی ابھی فارغ ہوا تھا اس وقت ولی دکنی اسی دولت آباد کے مرغزاروں اور بزرگوں کے مزارات کے پائنتی بیٹھ کر اردو کا اپنا دیوان ترتیب دے رہے تھے۔ چوں کہ یہ زبان قرآنی انداز میں دائیں سے بائیں لکھی جارہی تھی اس لیے مسلمانوں کے لیے اس کا اختیار کرنا عین فطری بات تھی اور شاید یہی وجہ ہے کہ مہاراشٹر کے مسلمانوں کی مادری زبان

> اُن لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ جو آج بھی انگریزی کی ذہنی غلامی کررہے ہیں۔

ار، و ہے جب کہ بنگال، کیرالہ، تامل ناڈو، کشمیر، گجرات اور آسام وغیرہ کے مسلمانوں کی مادری زبان اردو نہیں ہے۔

مہاراشٹر کے مسلمانوں نے اردو کی بقا اور ترویج کے لیے اور اسے اپنی مادری اور درسی زبان بنائے رکھنے کے لیے بڑی بڑی معاشی اور سماجی قربانیاں دیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آزادی کے بعد کے دورِ ابتدا میں اس ریاست میں اردو کو سنبھلنے اور سانس لینے کا موقع ملا۔ یہ خیال درست نہیں ہے۔ انگریزوں کے دور میں بھی یہاں اردو کا ہر سطح پر چلن رہا ہے۔ ۱۹۴۲ء میں پونے میں مولوی سر رفیع الدین نے کل ہند اردو کانفرنس طلب کی تھی جس کی صدارت میاں محمد شفیع بیرسٹر، لاہور نے کی تھی۔ مولوی سر رفیع الدین نے پونے کو جنوب کا علی گڑھ بنانے کا خواب دیکھا تھا اور اس سلسلے میں انہوں نے دوسری عظیم شخصیت خان بہادر ہدایت اللہ کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔ ایک دن یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور پونے میں اینگلو اردو ہائی اسکول کی بنیاد پڑی۔

یہی اینگلو اردو ہائی اسکول وہ ادارہ ہے جس کے وسیع و عریض احاطے میں جو "اعظم کیمپس" کہلاتا ہے تقریباً ۷ تعلیمی ادارے چل رہے ہیں۔ جس میں نرسری اور پرائمری اسکولوں سے لے کر یونانی میڈیکل کالج تک، لا کالج، کالج آف فارمیسی سے لے کر کالج آف آرکی ٹیکچر اور کالج آف مینجمنٹ تک جاری ہے۔ اسی عظیم درس گاہ سے اس سال اور پچھلے سال بالترتیب بلال مستری اور زرین انصاری نے پورے مہاراشٹر میں ٹاپ کیا تھا۔

کوئی کامیابی بغیر کوشش کے حاصل نہیں ہوتی۔

مہاراشٹر کا اردو سماج اردو ذریعہ تعلیم مستقل مزاجی کے ساتھ قائم رہا۔ انگریزوں کے دور میں بھی اور کانگریسی دور سے لے کر شیوسینا بی جے پی دور میں بھی اردو سماج کی اس تعلیمی مانگ کی کسی اونچی سطح سے مخالفت کبھی نہ ہوئی۔ بلکہ ہر حکومت نے اردو سماج کی اس ضرورت کو پورا کیا۔

مہاراشٹر میں اردو تعلیم کے لیے سرکاری سطح پر کیا کچھ کیا جارہا ہے اور اس کی سمت و رفتار کیا ہے اس کا اندازہ لگانے کے لیے آپ صرف ممبئی عظمیٰ کے اردو تعلیمی ڈھانچے پر غور کرتے چلیں۔ مورخہ ۹/مارچ ۱۹۹۶ء کو ممبئی میں منعقدہ کل مہاراشٹر تعلیمی کانفرنس میں ممبئی میونسپل کارپوریشن کی تعلیمی کمیٹی کے صدر نشین ایم آئی پٹیل کی جانب سے جو رپورٹ پیش کی گئی تھی وہ کچھ اس طرح ہے

"ممبئی میں اردو بطورِ مادری زبان بولنے والوں کی تعداد ۲۳ لاکھ ۵۵ ہزار ہے۔ میونسپل کارپوریشن کی جانب سے کل ۱۳۰۰ پرائمری اسکول چلائے جارہے ہیں جن میں ۲۰۵ پرائمری اسکول صرف اردو میڈیم کے ہیں۔ ان اردو اسکولوں میں ساڑھے سات لاکھ (۷،۵۰،۰۰۰) بچے زیرِ تعلیم ہیں۔ کارپوریشن کے پاس ان اسکولوں کے لیے ۳۷۱ بلڈنگیں ہیں جن میں ۲۷۰ بلڈنگیں کرایے کی ہیں۔ بڑھتی آبادی کے پیشِ نظر یہ عمارتیں ناکافی ہیں اس لیے اکثر اسکول دو شفٹوں میں چلائے جاتے ہیں۔ تاہم کارپوریشن نے مستقبل کے تعلیمی منصوبے کے پیشِ نظر چرچ گیٹ سے دہی سر تک تقریباً ۱۳۰۰ پلاٹ صرف اسکولوں کے لیے مختص کیے ہیں۔ کارپوریشن کے چلائے جانے والے متعدد ٹی۔ ایڈ کالجوں میں سے تین ایسے ہیں جہاں اردو زبان دانی کی تدریس کا انتظام ہے۔"

مہاراشٹر کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بھی پرائمری اور سیکنڈری "اردو تعلیم" کا انتظام ہے۔ ان کے علاوہ نئے نئے اسکولوں کے کھلنے کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

پرائمری اسکول یا تو سرکار کی طرف سے چلائے جاتے ہیں یا میونسپلٹی اور کارپوریشن کی جانب سے۔ نجی اداروں کی جانب سے چلائے جانے کی صورت میں انہیں مالی امداد دی جاتی ہے۔ ہائی اسکولوں اور ہائر سیکنڈری اسکولوں کی بھی یہی کیفیت ہے۔

اس سرکاری اعانت اور مالی امداد کے بیج کو پروان چڑھانے کی ذمے داری طلبہ، اساتذہ اور والدین پر ہے۔ صرف تصورات سے کھیت نہیں لہلہاتے اور خوابوں سے باغوں میں بہار نہیں آتی۔ امسال نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طالب علم بلال مستری کی کارگزاری کے لیے ہم نے متعدد افراد کا انٹرویو لیا۔

بلال مستری کے والد اقبال مستری مدرس ہیں، اسی اسکول میں جہاں بلال زیر تعلیم تھا۔ وہ فزکس (علم طبیعات) سے M Sc ہیں اور M Ed کی پیشہ وارانہ ڈگری رکھتے ہیں۔ بلال کی والدہ SSC, D Ed ہیں یعنی وہ بھی معلمہ رہ چکی ہیں لیکن اب انھوں نے ملازمت سے سبکدوشی اختیار کرلی ہے اور گھر پر ہی اپنے بچوں کی تربیت کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔ بلال کے والد نے پوچھنے پر ہمیں بتایا کہ بلال ۵ سال کی عمر میں اسکول میں داخل ہوا۔ اس نے نرسری یا نرسری اور کے۔ جی جیسی فیشن ایبل تعلیم حاصل نہیں کی۔ اس کے والد مہاڑ کے بجدار ہائی اسکول میں ملازم تھے اس لیے بلال کی بھی چھٹی تک کی تعلیم مہاڑ میں ہوئی۔ اس کے والد نے پونے کے اینگلو اردو ہائی اسکول میں جب ملازمت اختیار کی تو بلال بھی یہاں ساتویں جماعت میں داخل ہوا۔ اس کے ریاضیات (Maths) کے مدرس سکندر صاحب نے بتایا کہ وہ ریاضی میں شروع سے ہی ذہین تھا۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ اگر یہ بچہ اردو کے علاوہ کسی اور میڈیم سے تعلیم حاصل کرتا تو میرٹ لسٹ میں ضرور آتا لیکن پورے مہاراشٹر میں اوّل پوزیشن کبھی نہ حاصل کرپاتا کیوں کہ مادری زبان میں تعلیم حاصل کرتے وقت بچہ اپنے آپ کو گھر میں (At Home) محسوس کرتا ہے۔ اسکول کی وائس پرنسپل مس گوہر خان نے بتایا کہ "میں نے اسے آٹھویں سے انگریزی پڑھائی ہے۔ اس کی صلاحیت شروع سے ہی عمدہ تھی۔ اس کی قوت حافظہ عمدہ اور درس کو سمجھنے کی صلاحیت لاجواب ہے۔ ہم نے اس کی رہنمائی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ تحریر کے دوران وہ بعض نہایت معمولی غلطیاں کر بیٹھتا تھا جہاں بورڈ کے امتحان میں ہر غلطی پر اس کا ایک ایک مارک ضائع ہو سکتا تھا۔ ہم نے نہایت باریکی سے اس کی ان غلطیوں کی نشاندہی کی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اس نے انگریزی میں ۹۶ فیصد نمبر حاصل کیے۔

بلال نے Maths میں ۱۵۰ میں سے ۱۵۰، ہندی مراٹھی میں ۱۰۰ میں سے ۹۱، سائنس میں ۱۵۰ میں سے ۱۴۸ اور اردو زباندانی میں سو میں سے ۹۴ مارک حاصل کیے۔ تین مضامین یعنی حساب، ہندی/مراٹھی اور انگریزی میں وہ مضامین کے اعتبار سے بھی پورے مہاراشٹر میں اوّل ہے۔

بلال بچپن میں بہت شرارتی تھا لیکن بدتمیز نہ تھا۔ اسے میٹھا آج بھی پسند ہے۔ اس کا دودھ ڈیڑھ سال کی عمر میں چھڑادیا گیا تھا۔ یہ سوال ہم نے جان بوجھ کر اس لیے پوچھا تھا کہ UNESCO کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق بچے کے عصبی خلیات کی بڑھوار کے لیے ماں کے دودھ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ بلال کا گھریلو ماحول مذہبی ہے۔ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے۔ SSC پڑھائی کے دوران اس نے رمضان کے پورے روزے رکھے، نمازِ تراویح میں پابندی سے شرکت کی اور بعد میں درسِ قرآن میں بھی بیٹھا۔ بلال

کا کہنا ہے کہ نمازوں کی پابندی کے ذریعے اسے اوقات کی تنظیم (Time Management) میں بڑی مدد ملتی ہے۔

سائنس میں (Paper-I) خود اس کے والد اقبال مستری، بلال کو پڑھاتے تھے لیکن Paper II کی تدریس شیخ ظہور الحق کے ذریعے انجام پائی۔ ان کا کہنا ہے کہ "میں نے پچھلے دو برسوں سے بلال کو سائنس پڑھائی ہے۔ میری تدریسی زندگی میں یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے کہ مجھے بلال جیسا ہونہار شاگرد ملا۔ اس کا حافظہ بہت عمدہ اور ہدایات (Instructions) پر اس کی عمل آوری بڑی چست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلال نے اتنی بڑی کامیابی حاصل کر کے پھر ایک مرتبہ اردو ذریعۂ تعلیم کی افادیت ثابت کر دی ہے۔"

بلال کی کامیابی کے پیچھے اسکول کے اساتذہ اور والدین کے علاوہ مجلسِ انتظامیہ کی توجہ کو بھی بڑا دخل ہے۔ اس کا نویں کا نتیجہ دیکھ کر انتظامیہ کے ذمہ داران نے طے کر لیا تھا کہ اس لڑکے پر خصوصی توجہ دی جائے چنانچہ کوئی روز ایسا نہ جاتا تھا کہ انتظامیہ کے ممبران، پرنسپل اور اساتذہ سے بلال کی تعلیمی ترقی کے بارے میں استفسار نہ کرتے ہوں۔

یہاں ایک بات نوٹ کرنے کی ہے کہ بلال نے پورے تعلیمی برسوں میں کوئی ٹیوشن نہیں لیا۔ اس کی تمام تر کامیابی ذاتی مطالعے (Self Study) اور والدین اور اساتذہ کی توجہ پر منحصر ہے۔ ٹیوشن اور کوچنگ کلاسیز کے شیدائیوں کے لیے یہاں ذرا رک کر سوچنے کا ایک موقع ہے۔

☆☆☆☆

۲۱ویں صدی میں

مومنین کی ذمہ داریاں

از : محمد سعید علی ٹولکر (دبئی)

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (سورۃ المآئدۃ آیت ۶۷)

"اے رسولؐ ! تمہارے پروردگار کی جانب سے تم پر جو کچھ نازل ہوا ہے اسے (انسانوں تک) پہنچادو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا فریضۂ رسالت ادا نہ کیا، اور بے شک اللہ تمہیں انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور (جان لو) کہ اللہ (قرآن کا) انکار کرنے والی قوم کو راہِ ہدایت پر نہیں لاتا۔"

ذرہ خاک نعلِ رسولؐ کو یہ یقین ہے کہ قرآن پاک پر غور و تدبر کے بعد ہر مومن اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ہمارے (مومنوں کے) فکر و عمل کا مرکز اللہ کی آخری کتاب (قرآن) ہی ہے اور اعتصام بہ قرآن ہی سے ہم اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہیں جو ہماری زندگی کا منتہیٰ و مقصود ہے۔ میرا یہ بھی یقین ہے کہ اس قندیلِ آسمانی کو غیر مسلموں تک پہنچانے سے ہی ہماری کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ تا بہ ثریا رسائی حاصل کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو ہر حال میں اس کتاب کو دوسروں تک پہنچانے کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ اس سے اس کتاب کی عظمت اور اہمیت عیاں ہوتی ہے۔ رسولؐ کے بعد یہ ذمہ داری اُمتِ مسلمہ پر عائد ہوتی ہے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے صحابہؓ نے یہ ذمہ داری بھرپور نبھائی اور انہوں نے حیاتِ انسانیہ کے ہمہ جہت مسائل کے حل قرآن ہی کی روشنی میں تلاش کئے۔ اسی کتاب کے حسنِ توسط سے انؓ میں وہ صفاتِ حسنہ پیدا ہوئیں کہ ان کی بدولت اللہ نے انہیں خاک نشینی سے اٹھا کر مدارج و مناصبِ انسانیت کی ان انتہائی بلندیوں تک پہنچایا کہ آج تک ان کے جمالِ ایقان و عمل کے نور کی رعنائیاں جلوہ بار نظر آتی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے بعد یہ ذمہ داری بعد کے مومنوں پر آتی ہے کہ اس نور (قرآن) کو پوری دنیا میں پھیلا کر اسے منور کریں تاکہ اس کی تاثیر سے ہر جگہ امن بحال ہو۔ اس نور پر عمل پیرا ہونے کی خاص تاکید آئی ہے کہ " وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ لا (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷)

"اور رسولؐ پر نازل شدہ نور کا اتباع (مومنین) کرتے ہیں۔"

قرآن نور ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو متعدد بار نور سے تشبیہ دی ہے۔ غور کرنے سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں اسلام کا نور اس طرح سمت آیا ہے جیسے آنکھ کے تل میں ساتوں نورانی آسمان۔ یاد رہے کہ یہ نور (قرآن) اس وقت نازل ہوا جب پوری دنیا پر جہالت اور ضلالت کی

گھٹائیں منڈلا رہی تھیں کہ جن سے اندھیرے پر اندھیرے کی تہیں جم گئی تھیں۔ بت پرستی اور توہم پرستی کی تاریکیاں ہر جہت پھیلی ہوئی تھیں اور ہدایت کا نور کہیں موجود نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو "نور" فرماکر مومنین کے سامنے ایک بہت بڑا راز عیاں کیا ہے۔

نور کا خاصہ: ہم جانتے ہیں کہ نور (روشنی) کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود کے تعارف اور نمود کے لئے دوسری روشنی کا محتاج نہیں ہوتا۔ نور اپنی دلیل آپ ہوتا ہے۔ اسے خارجی چراغوں سے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے ماسوا نور کا ایک اہم خاصہ یہ بھی ہے کہ وہ ہر شئے کے متعلق واضح کر دیتا ہے کہ اس کی اصل و حقیقت کیا ہے۔ اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ مثلاً اندھیرے میں انسان رسی کو سانپ سمجھنے لگتا ہے لیکن اس جگہ نور (روشنی) کے آجانے سے صاف نظر آتا ہے کہ وہ تو رسی ہے، سانپ نہیں۔ مختصر یہ کہ نور تاریکی میں پڑی ہر حقیقت کو بے نقاب کر دیتا ہے۔ قرآن پاک کو "نور" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ قرآن خود بھی روشن ہے اور وہ انسانی زندگی کی تاریک راہوں کو بھی روشن کر کے جگمگاتا ہے۔ اسی لئے اس کا اتباع کرنے (اس پر عمل پیرا ہونے) کی بار بار تاکید ہے۔ نیز اسے دوسرے انسانوں تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی مومنین پر عائد کی گئی ہے۔

اس "نور" کو پھیلانے کے لئے یہ سوچنا غلط ہے کہ ہم (مومنین) اقلیت میں ہیں اور باقی ساری دنیا کے انسان اکثریت میں۔ حضورؐ میں نبوت پر سرفراز ہوئے تو حال یہ تھا کہ ایک طرف جہالت کی ساری آندھیاں تھیں اور ایک طرف آپؐ تنہا شمع فروزاں۔ ان حالات میں آپؐ کے دشمن بھی آپ کو اپنی اکثریت سے یوں ڈراتے تھے کہ

" وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ٥(سورۃ سبا آیت ۳۵)

"اے رسولؐ ! (آپؐ کے دشمن) کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کثیر دولت ہے اور کثیر تعداد میں اولاد۔ (یعنی ہمارے پاس بے حساب لوگوں کا جتھا ہے) اور ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

مخالفین کی اکثریت کے باوجود آپ کو حکم دیا گیا تھا کہ کسی بھی حالت میں بہر حال قرآن پہنچادو (آیت ۶۷۔المائدہ) یہی وجہ ہے کہ آپؐ اپنا فریضہ اور ذمہ داری پوری کرنے میں شب و روز مصروف رہا کرتے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مومنین اقلیت میں ہوں تب بھی اللہ کی کتاب (نور) کو اکثریت تک پہنچانا ان کی ذمہ داری اور فریضہ ہے۔

اس دور میں انسان کی علمی اور عقلی سطح کافی بلند ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی بہ نسبت غیر مسلم زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ اگر غیر مسلموں تک یہ نور پہنچ جائے تو نتیجہ اچھا نکل سکتا ہے۔ خود میرا یہ تجربہ ہے کہ میں بار بار نام نہاد شیروں کی تاریک غاروں میں جاجاکر اس نور کی کرنیں ان پر بکھیرتا ہوں تو وہ بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ ان کا حال اس وقت یہ ہوتا ہے کہ جس طرح مضراب کی جنبش سے رگِ ساز میں پوشیدہ نغمے تڑپ تڑپ کر باہر آجاتے ہیں بالکل اسی طرح یکلخت ان کی زبان سے یوں بے ساختہ بول نکلتے ہیں کہ "یہ تو بڑی مفید باتیں ہیں۔ کاش ! آپ جیسے مسلمان بھارت میں ہوں تو نفرت کی جگہ محبت پروان چڑھے گی اور ملک میں امن قائم ہوگا۔"

یہ کوئی مبالغہ آمیزی نہیں بلکہ اگر کوئی بھی مومن غیر مسلموں کے سامنے اس نور کو بکھیر دے تو ان کا شعور بیدار ہو کر وہ حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔

علی میاں پر اتنے مضامین ان کے انتقال کے بعد چھپ چکے ھیں که اب مزید کسی مضمون کی ضرورت ادارہ نقش کوکن ضروری نہیں سمجھتا۔ اس لیے ادارہ نقش کوکن نے علی میاں کی یاد میں ان کے دو خطوط کو چھاپنے کا منصوبه بنایا ھے ۔ ایك جو خود لن کے ھاتھ سے لکھا ھوا ھے اور دوسرا جو انھوں نے فیصل ندوی سے لکھوایا ھے۔

لکھنو — تاریخ یکم نومبر ۱۹۹۵ء

حقیقت پسندانہ اور دینی بنیادوں پر ہے

اخی و محبی فی اللہ رفیق کار و شریکِ سفر ترجمان القرآن جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً و قوۃ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مورخہ ۲۵/اکتوبر ایک دورہ سے واپسی پر ملا۔ اپنی اس کوتاہی اور غلطی کا بڑا احساس ہوا کہ آپ نے اپنی جو مؤثر تقریر بھیجی تھی جو شنکر آچاریہ جی کے ناگپور کے آنے کے موقع پر کی تھی اس کی ہم رسید بھی نہ دے سکے اس کوتاہی اور ناقدری کو آپ معاف فرمائیں۔

اس تازہ خط سے پوری تفصیل معلوم ہوئی۔ خط پڑھ کر اس کا احساس ہوا کہ شنکر آچاریہ جی ذرا کھلے ذہن کے اور حقیقت پسند آدمی ہیں اور جری بھی ہیں۔ امام صاحب کے متعلق انھوں نے جو کچھ بھی کہا اس سے شرم آئی۔ آپ نے جو تبصرہ کیا ہے اور اپنا جو تأثر ظاہر کیا ہے اس سے ہمیں اتفاق ہے۔ اور اکثر ہمارے اور آپ کے خیالات و تاثرات میں توارد ہی ہوتا ہے۔ مسجد کے بارے میں آپ نے جو کچھ فرمایا وہ حقیقت پسندانہ اور دینی بنیادوں پر ہے۔

عرصہ سے آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ۶۔۷/نومبر کو ہم پھر قریب کے اضلاع کے دورہ پر جارہے ہیں۔ ۱۵،۱۶/نومبر تک انشاءاللہ واپسی ہوگی۔

آپ نے جو حل پیش کیا ہے خدا کرے وہ مسلمان قبول کرلیں۔ مسئلہ سنجیدگی سے غور کرنے کے قابل ہے۔ ملاقات پر تفصیلی گفتگو ہوسکتی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اپنی شہرت اور ناموری اور واحد قیادت کا مسئلہ بن گیا ہے۔ باقی گفتگو انشاءاللہ ملاقات پر ہوگی۔ آپ کا خط رابع کو بھی پڑھنے کو دے رہے ہیں۔ خدا کرے مزاج ہر طرح بعافیت ہو۔ عبدالرزاق و نثارالحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام — دعاگو و دعاجو

۶/۷ ۱۴۱۶ھ — (مولانا) ابوالحسن علی ندوی

لکھنو — تاریخ ۱۶/دسمبر ۱۹۹۵ء

تازہ دینی مشغولیتوں اور خدمتوں کا علم ہوا

محب و رفیق گرامی قدر داعی الی اللہ

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب بارک اللہ فی حیاتہ و عملہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ۴/دسمبر کا عنایت نامہ اس وقت پیش نظر ہے جس سے آپ کی تازہ دینی مشغولیتوں اور خدمتوں کا علم ہوا۔ ٹیلیفون پر بات ہوئی تھی۔ جس سے پیشاب کی تکلیف

اور غدود بڑھ جانے کا حال معلوم ہوا تھا۔ اور آپریشن کی ضرورت بتائی گئی ہے۔ مدراس کا تجربہ جب اچھا رہا تو اس کو ترجیح دی جائے۔

عزیزالقدر عبدالغفور میاں کی صاحبزادی اور آپ کی [illegible] کے نکاح کا حال پڑھا۔ ہم نے محمد بھائی کا ٹیلیفون پر شکریہ بھی ادا کیا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ہر جگہ آپ کا احترام اور نیک کاموں میں تعاون ہے۔ آپ محمد بھائی کے لئے ضرور دعا کرتے رہیں۔ ہمارے بڑے مہربان اور کریم میزبان ہیں۔

محمد بھائی کے نام آپ کے تشکر اور محبت کا خط پڑھ لیا اس کی ضرورت بھی تھی۔ حاجی جعفر صاحب کے نام کا خط بھی پڑھا اس کی بھی ضرورت تھی۔

دسمبر کے آخری تاریخ میں حجاز کا انشاء اللہ قصد ہے۔ "رابطہ عالم اسلامی" کا جلسہ ہے۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ سفر عافیت سے کرادے اور مفید بھی ہو، بھائی عبدالغفور اور ان کے بھائیوں کو سلام۔

بقلم خالد فیصل ندوی والسلام

۲۲/۷/۱۴۱۶ھ (مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی)

ذوالفقار عمرانی - دلکش شیخ

ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب کے برادر نسبتی جناب حنیف عمرانی کے فرزند ذوالفقار کی شادی جناب ابو بکر شیخ صاحب کی دختر دلکش کے ساتھ اتوار ۳۰/ جنوری ۲۰۰۰ء کو آئی ای ایس کالج گراؤنڈ باندرہ ممبئی میں بحسن وخوبی انجام پائی۔

مرسلہ: صبیحہ گلزار - واشی

جو قومیں اسلاف کی تاریخ بھلادیتی ہیں زمانہ ان کا جغرافیہ غائب کر دیتا ہے

● شیرِ میسور کی سیرت کے سلسلے کی پہلی قسط حاضر ہے ●

سلطنت خداداد کے آس پاس قائم حکومتیں

۱۷۶۱ء میں جب جنوبی ہند کے علاقہ میسور میں سلطنت خداداد کا قیام عمل میں آیا تو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حکومت میسور جو کل تک راجہ کرشنا راج کی قیادت میں صرف ۳۳ چھوٹے گاؤں تک محدود تھی اور جس سے شمال کے لوگ بھی ناواقف تھے، دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دائرہ چند ہی سالوں میں ۸۰ ہزار مربع میل تک پھیل گیا۔ شمال میں دریائے کرشنا سے اس کی سرحدیں شروع ہو کر جنوب میں کیرالا کے شہر کوچین تک پہنچ گئی تھی اور کل تک جس حکومت کے بارے میں ملک کے اکثر باشندے بھی ناواقف تھے اب اس کی شہرت ملک سے نکل کر یورپ تک پھیل گئی تھی۔

ظاہر بات ہے اس سے آس پاس میں قائم مختلف حکومتوں اور سلطنتوں کا اس سے خوف کھانا اور اس کو اپنا حریف سمجھنا ایک فطری امر تھا اس میں انگریز بھی تھے اور ارکاٹ کے نواب بھی مرہٹہ بھی اور نظام دکن بھی سلطنت خداداد کے زوال تک نواب حیدر علی و ٹیپو سلطان کو ان ہی سیاسی حریفوں کا سامنا کرنا پڑا اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے میسور کے آس پاس اس وقت قائم مختلف حکومتوں اور قوموں کا مختصر تعارف پیش کیا جائے جس سے ان کے ایک اسلامی سلطنت کے خاتمہ کے درپہ ہونے کے محرکات کو سمجھنے میں آسانی ہو چونکہ سلطان شہید کا آخری دم تک اصل مقابلہ انگریزوں سے تھا اور باقی سلطنتیں نظام و مرہٹہ کی ٹیپو شہید کے خلاف ان کی حلیف تھیں اس لئے انگریزوں کا تذکرہ و تعارف قدرے تفصیل سے کیا جارہا ہے۔

انگریز

سلطان شہید اور ان کے والد کی اصل لڑائی شروع سے اخر تک بحیثیت ایک محب وطن اور سچے مسلمان کے مغربی سامراج اور استعماری قوت کی شکل میں موجود انگریزوں ہی کے خلاف رہی ۱۷۶۱ء تا ۱۷۹۹ء تک سلطنت خداداد کی انگریزوں کے ساتھ چار بڑی و تاریخی جنگیں میسور میں ہوئیں ۔ انگریزوں کو سلطان شہید جس طرح اپنے مذہب اسلام کے لئے خطرہ سمجھتے تھے اس سے زیادہ ان کو وہ اپنے مادر وطن کے لئے بھی خطرہ تصور کرتے تھے ان کی لڑائی بیک وقت برادران ملت کو ان کے ناپاک عزائم سے محفوظ رکھنے اور اپنے وطن عزیز کے دفاع کے لئے تھی انگریز مرہٹوں اور نظام دکن کے برخلاف غیر ملکی تھے پھر

بھی ان کو یورپ سے اتنی دور ہندوستان میں اس قدر سیاسی و فوجی کامیابی کیسے ملی اس کو سمجھنے کے لئے انگریزوں کی ہندوستان آمد اس کے پس منظر اور اس کے بعد تجارت کے نام سے یہاں ان کی ہونے والی سیاسی سرگرمیوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اگلے صفحات میں اسی پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

انگریزوں کی ہندوستان آمد

سولہویں صدی عیسوی کے اواخر میں برطانوی اسٹورٹ خاندان کے بادشاہ جیمس اوّل (۱۶۲۵ء) کے زمانہ میں پہلی دفعہ کپتان ولیم ہاکنس و ٹامس رو قیمتی تحائف کے ساتھ شاہ انگلستان کا پہلا سفارتی خط لے کر مغل بادشاہ جہانگیر کے دربار میں پہنچے اس کے ساتھ ہی انگلستان کے ساتھ ہندوستان کے سفارتی تعلقات کا آغاز ہوا اور انگریزوں کی باقاعدہ یہاں آمد شروع ہوگئی۔ ۱۶۱۲ء میں ان ہی انگریزوں نے گجرات کے مشہور اور اس وقت ملک کے ایک بڑے تجارتی و بندرگاہی شہر سورت میں اپنی پہلی تجارتی کوٹھی قائم کی جس کا نام انہوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا جلد ہی ان کو تجارت میں کامیابی حاصل ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے ملک کے مشرقی ساحل پر چیناپٹنم کے راجہ سے زمین کے ایک حصہ کو پٹہ پر لے لیا اس وقت مشرقی ساحلی شہر بمبئی پر پرتگالیوں کا قبضہ تھا مچھروں کی کثرت اور بدبو و تعفن کی وجہ سے اس وقت تک اس شہر پر ہندوستانی حکمرانوں کی کوئی خاص توجہ نہیں تھی چارلس دوم شاہ برطانیہ کی جب پرتگیزی بادشاہ کی لڑکی سے شادی ہوئی تو بمبئی کے علاقہ کو شاہ انگلستان کے جہیز میں دے دیا گیا جس نے بعد میں ۱۶۶۱ء میں دس پونڈ سالانہ پر یہ زمین ایسٹ انڈیا کمپنی کو پٹہ پر دے دی۔ کمپنی نے بمبئی پر توجہ دی اور ۱۶۸۷ء میں سورت سے اپنی تجارتی کوٹھی بمبئی منتقل کردی اور اس کے ساتھ ہی مدراس اور کلکتہ میں بھی مزید تجارتی کوٹھیاں قائم کیں وہ یہاں سے گرم مصالحے اور سوتی وریشمی کپڑے یورپ لے جاتے تھے لیکن جب اس وقت کے مغل حکمرانوں کو یہ معلوم ہوا کہ انگریز تجارتی کوٹھیوں کے نام سے ملک میں اپنے فوجی قلعے تعمیر کر رہے ہیں تو تمام صوبوں میں اپنے گورنروں کے نام انہوں نے حکم جاری کردیا کہ وہ فوری انگریزوں کی ملک میں تجارت پر باضابطہ روک لگادیں ان کے مال کو ضبط کریں اور ان کے سرکردہ لوگوں کو گرفتار کریں جب اس کی اطلاع شاہ انگلستان جیمس دوم کو ہوئی تو اس نے مشرقی بنگال کے بندرگاہی شہر چاٹگام پر حملہ کے لئے اپنا جنگی بیڑہ روانہ کردیا لیکن ان کو ناکام لوٹنا پڑا جب وہ خلیج بنگال میں کچھ نہ کرسکے تو بحیرہ عرب میں سورت (گجرات) سے حجاز جانے والے مسلمان حاجیوں کے بحری جہازوں کو لوٹنا شروع کیا۔ چند ہی سالوں میں برطانوی تجارتی کمپنی کا ہندوستان میں دوالیہ نکل گیا۔ کمپنی کے وکیلوں کے معافی مانگنے پر ۱۶۹۰ء میں بنگال کے گورنر نے ان کو نہ صرف دوبارہ تجارت کی اجازت چند شرائط پر دی بلکہ کلکتہ کا ایک قطعہ زمین بھی ان کو کارخانہ قائم کرنے کے لئے دے دیا۔ اس کے بعد کئی سال تک انگریزوں نے اپنے ماضی سے سبق حاصل کرتے ہوئے ملک کے سیاسی معاملات میں دخل اندازی سے بچ کر اپنی پوری توجہ تجارتی دائرہ کو وسعت دینے پر ہی دی۔ ۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب کی وفات کے بعد ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا تو اس کے نتیجہ میں ملک میں کئی خودمختار ریاستیں وجود میں آئیں ادھر انگریزوں کی طرح فرانسیسی بھی بہت پہلے سے یہاں

حکومت کی اجازت سے تجارت کے نام سے اپنے فوجی قلعے تعمیر کر رہے تھے۔ پانڈیچری پر فرانس کا قبضہ تھا۔ ارکاٹ مدراس پر حکمرانی کرنے والے نواب انوار الدین کو فرانسیوں نے آمبور کے مقام پر قتل کر کے اپنے پٹھو چنداں صاحب کو بٹھادیا تھا۔ اس پوری کارروائی میں اس وقت پانڈیچری کے فرانسیسی گورنر دوپلے کا دماغ کام کر رہا تھا۔ نواب حیدر آباد ظفر جنگ بھی عملاً فرانسیسیوں ہی کے زیر نگیں تھا اس طرح گویا جنوبی ہند کے ایک بڑے حصہ پر فرانسی درپردہ حکومت کر رہے تھے۔ انگریزوں سے فرانسیسیوں کی یہ ترقی جو ان کے عالمی سطح پر حریف تھے کب دیکھی جاتی چنانچہ انہوں نے اپنی توجہ تجارت کے ساتھ اب دوبارہ پھر سیاست پر بھی دینی شروع کی۔ ۱۷۵۱ء میں انگریز جنرل رابرٹ کلایو نے ارکاٹ پر جس پر عملاً فرانسیسیوں ہی کا قبضہ تھا حملہ کر کے اس کی والی چنداں صاحب کو قتل کر کے خود اس پر قبضہ کر لیا جلد ہی ترچناپلی کو بھی انہوں نے فتح کر لیا اور برائے نام ارکاٹ کے تخت پر اپنے وفادار حلیف محمد علی کو بٹھادیا۔ ادھر نظام حیدر آباد بھی عملاً انگریزوں کے ماتحت ہو گیا تھا اس طرح سوائے میسور کے آس پاس کے پورے علاقہ پر جس میں حیدر آباد و مدراس وغیرہ آگئے تھے اور جس کا رقبہ دو ہزار مربع میل سے بھی زائد تھا انگریزوں کا قبضہ تھا۔

انگریزوں کے ساتھ ہندوستانیوں کی پہلی جنگ

کرناٹک و آس پاس کے علاقوں پر قبضہ کے بعد انگریزوں کی ہوس اقتدار بڑھتی گئی اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے جنگ سے بھی دریغ نہیں کیا چونکہ ان کی تجارتی سرگرمیاں کلکتہ میں بھی تھیں اس لئے اب بمبئی سورت مدراس اور حیدر آباد کے بعد ان کی نظریں بنگال پر تھیں۔ اس وقت وہاں کے حاکم نواب سراج الدولہ تھے جن کو ان کے نانا علی وردی خان نے اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور وصیت کی تھی کہ مغربی قوموں سے خبردار رہنا ورنہ بنگال تمہارا نہیں ہوگا ایک دفعہ موقع پا کر انگریزوں نے سمندری راستہ سے ان کی حکومت پر بلاوجہ حملہ کر دیا سراج الدولہ اپنی اس توہین کو کب برداشت کرتا چنانچہ اس نے ۲۰ جون ۱۷۵۷ء کو پلاسی کے میدان میں اپنی ستر ہزار فوج کے ساتھ انگریزوں کی صرف تین ہزار فوج کا مقابلہ کیا لیکن اس کے وزیر و رشتہ دار میر جعفر، سیٹھ امی چند، یار لطف خاں اور راجہ درلب وغیرہ کی غداری کی وجہ سے سراج الدولہ کو شکست ہوئی اور خود اس کو انگریزوں نے جنگ کے بعد گرفتار کر کے بے دردی سے قتل کر دیا۔ قدرت نے بھی ان غداروں سے سخت انتقام لیا اور ان سب کو دنیا ہی میں عبرتناک سزا ملی۔ میر جعفر جذام کے مرض میں مبتلا ہو کر تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ راجہ درلب غرق ہو گیا۔ امی چند پاگل ہو گیا اور انگریزی فوج کے سرغنہ جنرل کلائیو نے خودکشی کر لی۔

دوسری جنگ

اختتام جنگ کے بعد انگریزوں نے میر جعفر کو کلکتہ کا حاکم بنایا تھا لیکن صرف تین سال بعد ہی ان کو معزول کر کے اس کے داماد میر قاسم کو بنگال کا نواب مقرر کر دیا گیا لیکن اپنے خسر کے برخلاف اس نے انگریزوں کے اشاروں پر چلنے سے انکار کر دیا اور اپنی سلطنت میں انگریز تاجروں کی طرح ہندوستانی تاجروں پر سے بھی تجارتی محصول کو ختم

کر دیا اس طرح جب گورے و کالے تاجر ایک ہی صف میں آگئے تو انگریزوں نے دوبارہ اس کے خسر میر جعفر کو ۱۷۶۳ء میں بنگال کا حاکم بنایا۔ محب وطن میر قاسم اپنی اس توہین کو کیونکر برداشت کرتا چنانچہ اس نے اس وقت کے اودھ کے حکمراں نواب شجاع الدولہ اور دہلی کے تیموری حاکم شاہ عالم کی مدد سے جو اس وقت خود اودھ کی پناہ میں تھا انگریزوں کو ملک سے باہر نکالنے کا منصوبہ بنایا۔ ان کی انگریزوں کے ساتھ ۲۲/اکتوبر ۱۷۶۴ء کو بکسر کے میدان میں ایک خونریز لڑائی ہوئی اس جنگ میں میر قاسم کے کمانڈر نجف خاں نے میر جعفر کا کردار ادا کیا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی پچاس ہزار فوج کو صرف سات ہزار فوج کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ مغل بادشاہ شاہ عالم انگریزوں کے پاس پناہ لینے پر مجبور ہو گیا اور انگریزوں کا وظیفہ خوار ہو کر بہار، بنگال اور اڑیسہ کو کمپنی کے انتظام میں دے دیا۔ نواب اودھ نے بھی انگریزوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔

جنوبی ہند کے بعد شمال مشرقی ہند کے ایک بڑے حصہ پر بھی اب ان کا قبضہ ہو گیا۔ بمبئی اور سورت تو ان کے قبضہ میں پہلے ہی سے تھے اس طرح ہندوستان میں انگریزوں کی غلامی کا باقاعدہ دور شروع ہوا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ملک کی آزادی کے لئے محبان وطن فرزندان نواب حیدر علی و ٹیپو سلطان شہید کی کوششوں کے پہلے ناضابطہ باب کا بھی آغاز ہوا۔

مرہٹہ

مرہٹہ ہندوستان میں صوبہ مہاراشٹر کے مغربی گھاٹ کے مشرق میں بسنے والی ایک زراعت پیشہ قوم تھی جو ان غیر آریائی یعنی دراوڑی نسلوں و خاندانوں کی آمیزش سے پیدا ہوئی جنھوں نے شمالی ہند سے فرار ہو کر دکن میں پناہ لی تھی۔ ہندومت کی سماجی تقسیم کے اعتبار سے ان کا تعلق شودر طبقہ سے تھا بقول مصنف تاریخ دعوت و عزیمت اس وقت مرہٹہ قوم کی حیثیت ایک چھاپہ مار طاقت اور ایک احتجاجی گروہ سے زیادہ نہ تھی لیکن مغلیہ سلطنت کی روز افزوں کمزوری سرداروں کی باہمی زور آزمائی کی وجہ سے وہ ایک ہندگیر طاقت بن گئے۔

یہ جنوبی ہند میں احمد نگر کی نظام شاہی و بیجاپور کی عادل شاہی حکومت کے سلاطین کے پاس فوجی ملازمت کرتے تھے اس قوم کو فوجی اعتبار سے سب سے پہلے ان کے قومی رہنما شیواجی بھونسلے نے حکومت مغلیہ کے زوال کے وقت سترہویں صدی عیسوی کے اواخر میں منظم کیا۔ ۱۶۶۴ء میں اس نے پہلی دفعہ اپنے لئے راجہ کا خطاب بھی اختیار کیا جبکہ اس سے کچھ سال قبل تک ان کی حیثیت پورے ملک میں ایک غیر منظم قوم کی تھی۔ ۱۷۶۱ء تک انہوں نے گجرات، پنجاب، مالوہ اور اڑیسہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ جنوبی ہند میں ان کی حکومت تنجاور تک پہنچ گئی تھی۔ ۱۶۸۰ء میں شیواجی بھونسلے کے انتقال کے بعد ان کی قیادت اس کے بیٹے سنبھاجی بھونسلے نے کی۔ ۱۷۰۷ء تا ۱۷۲۰ء تک مرہٹوں کا اقتدار بالاجی باجی راؤ کے پاس رہا اور یہی پوری مرہٹہ تاریخ میں ان کے انتہائی سیاسی عروج کا زمانہ تھا ان کی نظر اب ہندوستان کی مختلف سلطنتوں کی طرف تھی اور اس کے لئے وہ پیش قدمی کرنے والے ہی تھے کہ ۱۷۶۱ء میں افغانستان سے احمد شاہ ابدالی نے آکر پانی پت کے میدان میں اپنی صرف نوے ہزار فوج کے مقابلہ میں مرہٹوں کی تین لاکھ فوج کا مقابلہ کر کے دو لاکھ مرہٹوں کا قتل عام کیا اور ہمیشہ کے لئے ان کی کمر توڑ دی جب میسور میں سلطنت خداداد کا قیام عمل میں آیا تو بحیثیت ایک ہندو قوم کے ان کا ایک

اسلامی سلطنت سے اپنے وجود کو خطرہ محسوس کرنا فطری امر تھا اس لئے ان کی بچی کچی طاقت گوالیار کے جنرل سندھیا ناگپور کے جنرل بھونسلے اندور کے جنرل ہلکر اور گجرات کے گائیکواڑ کی قیادت میں مختلف جگہوں سے پونا آکر پیشوا مادھوراؤ کی کمان میں جمع ہوگئی ان کی سلطنت خداداد کے ساتھ تنہا جنگیں و لڑائیاں بھی ہوئیں اور خود انگریزوں کے خلاف میسور کی چار جنگوں میں پہلی اور تیسری جنگ میں بھی یہ لوگ باقاعدہ سلطنت خداداد کے خلاف انگریزوں کے حلیف رہے۔

نظام دکن

اس کی حکومت کو سلطنت حیدر آباد یا مملکت آصفیہ بھی کہا جاتا تھا۔ سترہویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی مختلف مسلم حکومتوں یعنی گولکنڈہ کی قطب شاہی بیجاپور کی عادل شاہی احمد نگر کی نظام شاہی اور بیدر کی برید شاہی سلطنتوں پر مغل بادشاہ اورنگ زیب نے قبضہ کرکے ان سب کو ملاکر ایک بڑا صوبہ دکن کے نام سے قائم کیا اورنگ زیب کی ۱۷۰۷ء میں وفات کے بعد جب مغلیہ سلطنت میں داخلی انتشار پیدا ہوگیا تو اس کا اثر جنوب کے صوبہ دکن پر بھی پڑا دربار دہلی کی طرف سے اس صوبہ کے نظم و نسق کو درست کرنے اور اس کو مستحکم کرنے کے لیے ۱۷۲۰ء میں قمرالدین چیں قلیچ المعروف نظام الملک کو اس صوبہ کا گورنر مقرر کیا گیا نامور بزرگ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے نسبی تعلق رکھنے والا اس کا خاندان وسط ایشیا کی ریاست ترکمانستان سے نقل وطن کرکے ہندوستان میں آباد ہوگیا تھا، لیکن اس نے مغل بادشاہ کی سیاسی و فوجی کمزوری سے فائدہ اٹھاکر ۱۷۲۴ء میں اپنی خود مختاری کا اعلان کرکے حیدر آباد کو اپنی سلطنت کا باقاعدہ دارالحکومت منتخب کیا اس وقت کے مغل بادشاہ نے نظام الملک کی طاقت اور اپنی سیاسی کمزوری کی وجہ سے نہ صرف اس حکومت کو تسلیم کیا بلکہ اس کو آصف جاہ کا خطاب بھی دیا۔ اسی نسبت سے بعد میں اس کی حکومت مملکت آصفیہ کہلائی اور وہ خود آصف جاہ اول کہلایا البتہ سکہ اور جمعہ کا خطبہ دہلی کے تیموری بادشاہ ہی کے نام سے جاری رہا اس طرح ایک طرف نظام الملک نے اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تو دوسری طرف مغلوں کی بالادستی بھی تسلیم کرلی۔ ۱۷۲۷ء میں نظام الملک کی اپنی پڑوسی سلطنت مرہٹہ کے ساتھ جنگ ہوگئی جس کے نتیجہ میں اس کو اپنے کئی سرحدی علاقوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ ۱۷۴۸ء میں نظام الملک آصف جاہ اول کا جب انتقال ہوگیا تو اس کی جانشینی کو لے کر اس کے بیٹے ناصر جنگ اور نواسہ مظفر جنگ میں تنازعہ کھڑا ہوگیا۔ مظفر جنگ نے اس وقت ہندوستان میں تجارت کی غرض سے موجود فرانسیسیوں کی مدد سے ۱۷۵۰ء میں حیدر آباد پر قبضہ کرلیا لیکن جلد ہی اس کو قتل کردیا گیا۔ ۱۷۵۳ء میں نظام الملک کے تیسرے بیٹے صلابت جنگ نے حکومت سنبھالی۔ ۱۷۵۶ء میں ایک اور چوتھا بھائی نظام علی اقتدار کو عملاً اپنے ہاتھ میں لینے میں کامیاب ہوگیا۔ صلابت جنگ برائے نام حکومت کے تخت پر تھا اسی زمانہ میں انگریزوں کی مکاری کی وجہ سے حیدر آباد کی فوج میں فرانسیسیوں کا اثر و رسوخ کم ہوگیا اور فرانسیسی دستوں کو ان کے فوجی عہدوں سے بڑی تعداد میں سبکدوش کردیا گیا جس سے حیدر آباد کی فوجی طاقت میں کمی واقع ہوگئی اس سے فائدہ اٹھاکر مرہٹوں نے ۱۷۶۱ء میں دکن کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا لیکن اسی سال جب پانی پت کے میدان میں احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں

مرہٹوں کو تاریخی شکست کا سامنا کرنا پڑا تو نظام علی خاں مرہٹوں سے اپنے مقبوضہ علاقوں کو واپس لینے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی صلابت جنگ کو جو برائے نام بادشاہ تھا قید کر کے خود باقاعدہ حکومت کی باگ ڈور سنبھالی لیکن اسی زمانہ میں دکن کے پڑوس میں میسور کے اندر سلطنت [illegible] قیام عمل میں آیا۔ حیدر علی کی فوجی ترقی سے نظام کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں حیدر علی دکن میں اس کے زیر قبضہ علاقوں کو بھی اپنی سلطنت میں شامل نہ کر لے اسی ممکنہ خطرہ کی وجہ سے اسی وقت سے نظام عملاً انگریزوں کا حیدر علی کے خلاف فوجی حلیف بن گیا۔ ۱۷۶۸ء میں انگریزوں کے ساتھ ایک معاہدہ کے مطابق اس نے اپنے زیر قبضہ کرناٹک کا ایک بڑا علاقہ سات لاکھ روپے سالانہ کے عوض ان کو دے دیا جس کے بدلہ انگریزوں نے بوقت ضرورت نظام کی فوجی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ اس طرح اب شمال میں جو حیثیت نواب اودھ کی تھی وہی حیثیت جنوب میں نظام دکن کی ہو گئی اور اس کی حکومت جو اب تک دریائے نربدا سے راس کماری اور مہاراشٹرا کے شمال مغربی حصہ تک پھیل کر تیس لاکھ مربع میل کے قریب ہو گئی تھی سمٹ کر حیدرآباد اور آس پاس کے چند علاقوں تک محدود ہو گئی۔ مجموعی طور پر انگریزوں کے خلاف میسور کی چار جنگوں میں سے تین جنگوں میں نظام نے سلطنت خداداد کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا اور ایک مسلم حکمران ہونے کے ناطے اس نے ایک اسلامی سلطنت کے زوال و خاتمہ میں اہم رول ادا کیا۔ ٹیپو کی شہادت کے بعد ۱۸۰۰ء میں انگریزوں نے اس کی رہی سہی خود مختاری بھی ختم کر دی اور خود نظام الملک کا ۱۸۰۳ء میں انتقال ہو گیا۔

نواب ارکاٹ

نقش کوکن

سلطنت میسور کے آس پاس قائم حکومتوں میں مرہٹوں اور نظام کے علاوہ نواب محمد علی کی حکومت بھی تھی جس کو نواب کرناٹک بھی کہتے تھے۔ سترہویں صدی عیسوی میں مغلوں نے جنوبی ہند کے اس حصہ کو فتح کر کے اس علاقہ کا نام کرناٹک رکھا تھا۔ یہاں کے باشندے تامل زبان بولتے تھے اس طرح یہ علاقہ موجودہ تامل ناڈو میں واقع تھا اس کو آرکاٹ بھی کہا جاتا تھا۔ اسی سے متصل ایک اور صوبہ مغل سلطنت کے تحت سرا کا تھا ان دونوں صوبوں کے لئے ۱۷۱۱ء تک دہلی دربار کی طرف سے ایک ہی گورنر سعادت اللہ خان تھا لیکن بعد میں انتظامی سہولتوں کے لئے ان دونوں صوبوں کے لئے الگ الگ گورنر مقرر کئے گئے اور سرا کے لئے امین خان نامی شخص کو گورنر بنایا گیا امین خان کے انتقال کے بعد سعادت اللہ خان نے دکن کے نظام الملک کی مدد سے دوبارہ سرا کی گورنری پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے طاہر خان کو یہاں کا گورنر مقرر کیا۔

۱۷۴۳ء میں حکمراں خاندان کی حکومت کا تختہ الٹ کر ایک دوسرے خاندان کے شخص انوارالدین نے آرکاٹ کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ ۱۷۴۹ء میں انوارالدین بھی مارا گیا اور اس کا لڑکا محمد علی بھاگ کر ترچنا پلی چلا گیا۔ ۱۷۵۱ء میں ارکاٹ کے پرانے حکمراں خاندان کا ایک شخص چنداں صاحب اور موجودہ حکمرانی کے دعویدار محمد علی میں جنگ چھڑ گئی۔ چنداں صاحب کی پشت پناہی اس وقت ہندوستان میں موجود فرانسیسی کر رہے تھے جبکہ محمد علی کی مدد مدراس سے ایسٹ انڈیا کمپنی کر رہی تھی۔ محمد علی نے انگریزوں سے مدد کی امید میں اپنے قبضہ کا ایک بڑا علاقہ انگریزوں کو دے دیا اس طرح اس علاقہ میں پہلی دفعہ انگریزوں کی باقاعدہ حکومت محمد علی کی کمزوری کی وجہ سے

نام ۰۰ی اس کے عوض انگریزوں نے دہلی دربار سے محمد علی
وکرناٹک کی نوابی کا فرمان دلایا۔ چنداں صاحب اس دوران
مارا گیا اور ارکاٹ پر باقاعدہ محمد علی کا قبضہ ہو گیا۔ چونکہ محمد
علی کو ارکاٹ پر قبضہ دلانے میں انگریزوں نے ہی اس کی
فوجی مدد کی تھی اس لیے یہ نواب بھی ہمیشہ کے لئے
انگریزوں کا فوجی حلیف بن گیا اس طرح سلطنت خداداد کے
خلاف انگریزوں کی جنگوں میں یہ بھی بالواسطہ شریک ہی
رہا۔ ۱۷۹۵ء میں نواب محمد علی کا ٹیپو کی شہادت سے چار سال
قبل انتقال ہوا دراصل اس کو انگریزوں نے ٹیپو کے خلاف
اپنے ساتھ شریک کر کے میسور پر حکمرانی کا خواب دکھایا تھا
لیکن حسب عادت اس سے اپنا کام لینے کے بعد انگریزوں
نے اس سے بھی اپنی توجہ ہٹالی اس طرح جس سیاسی مفاد اور
اقتدار کے لالچ میں اس نے اپنے ہم مذہب مسلم حکمرانوں
کے خلاف سازش میں اسلام دشمنوں کے ساتھ شرکت کی
تھی اس میں بھی وہ ناکام رہا۔

☆☆☆☆☆☆

البرٹ آئن اسٹائن اپنے مشہور نظریہ اضافت
پر مختلف یونیورسٹیوں میں لیکچر دے رہے تھے لیکچر
عموماً ۳۰ منٹ کا ہوتا تھا۔ ان کا شوفر، جوان کے
سب لیکچر سنتا تھا، ایک روز ان سے کہنے لگا کہ مجھے
آپ کے سب لیکچر زبانی یاد ہو گئے ہیں۔ اب میں بھی
دے سکتا ہوں۔ آئن اسٹائن مسکرائے اور کہا
اچھا اگلا لیکچر تم دینا۔ اتفاقاً اس یونیورسٹی میں
مجھے کوئی پہچانتا بھی نہیں ہے۔ شوفر نے واقعی صحیح لیکچر
دیا، لیکن طلباء کے ایک سوال پر سٹ پٹا گیا لیکن اس
نے بات بنادی اور کہا اتنے آسان سوال کا جواب تو میرا
شوفر بھی دے سکتا ہے اور اس نے آئن اسٹائن کو بلا لیا۔

جناب انجم عباسی شاعر، ادیب اور مترجم کی حیثیت سے اپنی ایک شناخت رکھتے ہیں۔ وہ نقشِ کوکن کے دیرینہ قلم کار ہیں۔ برسوں 'مسافر' کے نام سے نقشِ کوکن میں مشہور و معروف شخصیتوں کے انٹرویوز اور حالاتِ زندگی رقم کرتے رہے۔ بعد میں وہی انٹرویوز اور حالاتِ زندگی کوکن کے سپوت حصہ اوّل اور دوم کے نام سے منظر عام پر آئے۔ ان کتابوں کو کافی شہرت بھی ملی اور مہاراشٹر اردو اکادمی کی جانب سے انعامات بھی ملے۔

کوکن کے افسانے اور پچھلے موسم کی آوازیں ان کی دوسری کتابیں ہیں جو کوکن کے ادبی افق پر مزید روشنی ڈالتی ہیں۔ کوکن کے سپوت اور متذکرہ بالا دو کتابیں کوکن کی ادبی، سیاسی، سماجی اور تہذیبی تاریخ کی ناقابلِ فراموش دستاویزات ہیں۔ ان دستاویزات کو مرتب کرنے میں انجم عباسی طویل عرصے تک سرگرم عمل رہے ہیں۔

انجم عباسی ایک شاعر بھی ہیں۔ 'لہو کے چراغ' ان کا شعری مجموعہ شایع ہو کر مہاراشٹر اردو اکادمی سے ایوارڈ حاصل کر چکا ہے۔ مترجم کی حیثیت سے کہکشاں ان کا پہلا مجموعہ ہے جس میں مراٹھی کے مشہور افسانہ نگاروں کے افسانوں کے تراجم شامل ہیں۔ انجم عباسی نے ان افسانوں کو اردو میں ڈھالتے وقت بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ ان کے تراجم کو اس اعتبار سے بھی اہمیت حاصل ہے کہ وہ اصل زبان سے کیے گئے ہیں۔ مراٹھی کے مقتدر اور مشہور تخلیق کاروں کی اہم کاوشات کو اردو قارئین تک پہنچانا دونوں زبانوں کی قابل قدر خدمت ہے اور انجم عباسی نے اسے بہ خوبی انجام دیا ہے۔

'ڈھلتی شام' میں بھی مراٹھی کے مشہور و معروف افسانہ نگاروں کے نمائندہ افسانوں کے تراجم شامل ہیں۔ انجم عباسی نے ان ترجموں پر کافی محنت اور کاوش سے کام لیا ہے۔ نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم کے سالانہ جلسہ تقسیمِ انعامات و اعزازات کے جشن منعقدہ ۲۳ر جنوری ۲۰۰۰ء بمقام مسالہ والا ہال ڈونگری عالی جناب [illegible] صاحب کے ہاتھوں اس کتاب کا اجرا عمل میں آیا۔

"اسلام کے سائے میں اپنے آپ کو محفوظ پاتی ہوں۔"

مشرف بہ اسلام ہونے والی مشہور ادیبہ کملاداس کے تاثرات، اعترافات اور انکشافات

محترمہ کملاداس کے اس اعلان سے کہ وہ اسلام قبول کررہی ہیں ہندوفرقہ پرستوں کے سینے پر سانپ لوٹنے لگا ہے۔ انہیں دھمکیاں دی جارہی ہیں لیکن وہ بالکل مطمئن ہیں اور کہتی ہیں کہ اللہ میری حفاظت کرے گا۔

کوچین کے گاندھی نگر میں واقع رائل اسٹیڈیم منزل کے پہلے منزلہ کا فلیٹ جمعہ ۱۰ر دسمبر تک عام دنوں کی طرح خاموش خاموش سا تھا لیکن اس مکان میں رہنے والی مادھوی کٹی (ادبی نام کملا داس) نے جب سے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کا اعلان کیا ہے، بلڈنگ اور اطراف کے علاقے میں کافی چہل پہل دکھائی دے رہی ہے۔ دوشنبہ کے روز سے اس چہل پہل میں اس طرح اضافہ ہوا کہ لوگ بس آتے ہی جارہے ہیں۔ اس فلیٹ میں مادھوی کٹی تنہا رہتی ہیں اور پچھلے کئی دنوں سے وہ ملنے جلنے والوں کے علاوہ بار بار ٹیلی فون کی جانب بھی دیکھتی رہی ہیں جس کی گھنٹی بجتی ہی رہتی ہے۔

مادھوی کٹی جنہوں نے مشرب بہ اسلام ہونے کے بعد آپ آپ کو "ثریا" کہلانے کا فیصلہ کیا ہے، ایک نئے رفیقِ سفر کے بارے میں بھی سوچ رہی ہیں۔ لیکن ایسے کسی خیال پر بعد میں عمل ہوگا۔ فی الحال انہیں ۲۳ر دسمبر کا انتظار ہے جب تریویندرم کی پلایم مسجد میں وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر باقاعدہ مسلمان ہوں گی۔

اس کالم میں ہم نے محترمہ مادھوی کٹی (ثریا) کے چند انٹرویوز کو جو گزشتہ ایک ہفتے کے دوران انہوں نے ملکی و غیر ملکی اخبارات کو دیئے ہیں، کچھ اس طرح سمیٹنے کی کوشش کی ہے کہ درج ذیل سطور ان کا ایک مکمل مضمون بن کر سامنے آتی ہیں

"اسلام قبول کرنے کا میرا ارادہ نیا نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ۷۰ء کی دہائی میں میں نے اپنے شوہر پر جو اب مرحوم ہو چکے ہیں، اپنے اس ارادے کا اظہار کیا تھا۔ لیکن انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اس سلسلے میں کسی عجلت کا شکار ہوئے بغیر اسلام کا مطالعہ کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۴ء کے پارلیمانی الیکشن کے دنوں میں بھی میں نے چاہا کہ اسلام قبول کرلوں لیکن اس وقت تک میرے بچے پوری طرح اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہوئے تھے اور میں نہیں چاہتی تھی کہ میرے فیصلے کا کوئی اثر ان کی زندگی پر پڑے۔ اب میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو چکی ہوں۔ بچے نہ صرف اپنے پیروں پر کھڑے ہیں بلکہ اچھی اور کامیاب زندگی گزار رہے ہیں اس لئے میں نے اپنے اس اہم فیصلہ کا اعلان کر دیا۔

اسلام سے میرا تعارف اس وقت ہوا اور اس مذہب سے میں اس وقت متاثر ہوئی جب ارشاد احمد اور امتیاز احمد نامی دو نابینا بچوں سے میری ملاقات ہوئی۔ چونکہ میں نابینا بچوں کے لئے کام کرتی رہی ہوں اور اپنے فاضل وقت میں انہیں لکھنا پڑھنا سکھاتی ہوں اس لئے نیشنل ایسوسی

ایشن آف بلائنڈ نے ان بچوں کو میرے پاس بھیجا تھا۔ بینک ہاؤس، چیرچکیٹ پر یہ بچے کافی دنوں تک میرے پاس رہے۔ میں انہیں اسلامی لٹریچر پڑھ کر سنایا کرتی تھی۔

اسلامی معاشرے میں رائج پردے کے اہتمام نے مجھے اس قدر متاثر کیا کہ اسی اسلامی رواج کو میرے قبولیت اسلام کی اصل وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ میں روایتی مسلم خاتون کے طرزِ حیات کو بہت پسند کرتی ہوں۔ اسلامی طور طریقوں سے اختلاف رکھنے والے اکثر کہتے ہیں کہ یہ پردہ مسلم خواتین کی ترقی میں حائل ہوتا ہے اور انہیں کسی قسم کی آزادی میسر نہیں آتی۔ لیکن میں اس الزام کو بے بنیاد سمجھتی ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ کوئی خاتون پردے میں ہو تو لوگ اس کا احترام کرتے ہیں۔ وہ مکمل طور پر محفوظ ہو جاتی ہے، کوئی اس کے ساتھ نہ تو بدتمیزی کرے گا نہ ہی اس کے ساتھ چھیڑ خانی کرے گا۔ جہاں تک ہندوازم کا تعلق ہے میں اب تک ہندو تھی لیکن میں نے محسوس کیا کہ یہ مذہب بہت زیادہ چھوٹ دیتا ہے، ضرورت سے زیادہ آزادی دیتا ہے۔ میں آزاد نہیں رہنا چاہتی۔ میں اپنی زندگی میں ایک نظم پیدا کرنا چاہتی ہوں، میری خواہش ہے کہ کوئی میری نگرانی کرے، مجھے تنبیہہ کرے اور اسلامی تعلیمات مجھے متنبہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے میرا ایک مشن ہے۔ میں چاہوں گی کہ اسلام نئے ہزارہ (ملینیم) کا مذہب ہو۔ نئے ہزارے میں یہ مذہب خوب پھلے پھولے۔ مسلمان بننے کے بعد میں اپنے آپ کو بہت زیادہ خوش محسوس کر رہی ہوں۔ ایسی خوشی میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی مجھے بہت زیادہ محبتیں بھی حاصل ہو رہی ہیں۔ میں ان محبتوں کو محفوظ رکھنا چاہتی ہوں۔ میری خواہش ہے کہ جلد از جلد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین پر قدم رکھوں۔ کئی خلیجی ملکوں سے مجھے دعوت مل چکی ہے۔ گلف میں مقیم کیرل کے کئی باشندوں کی جانب سے بھی مجھے بہت اچھا رسپانس ملا ہے۔ ایک صاحب نے مجھے دبئی سے فون کیا اور متحدہ عرب امارات آنے کی دعوت دی۔ میں اپنے تئیں لوگوں کے اتنے اچھے اور قابل قدر جذبات دیکھ کر بڑا جوش اور بہت خوشی محسوس کر رہی ہوں۔

میرے ساتھی ادیبوں میں سے کئی ایسے ہیں جنہیں یہ میرا فیصلہ اچھا نہیں لگا لیکن سب کا ردعمل ایسا نہیں ہے۔ کئی ساتھی ایسے ہیں جنہوں نے اس فیصلے کی تائید اور تعریف کی ہے۔ رائٹر اوجے وجین نے مجھے فون پر مبارکباد دی اور کہا کہ میرے اس فیصلے سے انہیں بے حد خوشی ہوئی ہے کہ میں نے اپنی مرضی سے مذہب اختیار کرنے کی آزادی کا پورا پورا استعمال کیا ہے جو اپنے آپ میں ایک اچھی بات ہے۔ شاعر بال چندرن چلیکڈ نے نہ صرف مبارکباد دی بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ مجھ سے ملاقات کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ ویسے میں اس بات سے قطعاً پریشان نہیں ہوں کہ کس نے میرے فیصلہ پر کیا کہا۔ میں اپنی بقاء کے بارے ہی میں فکرمند ہوں۔ میں ملے جلے ردعمل کے اس دور سے باہر آنا چاہتی ہوں۔ کچھ یہی معاملہ دھمکیوں کا بھی ہے جو ہندوانتہاپسندوں کی طرف سے مل رہی ہیں۔ میں ان دھمکیوں کی قطعاً پروا نہیں کرتی۔ پولس نے مجھے سیکوریٹی دینے کے لئے کہا لیکن میں نے انکار کر دیا۔ اس لئے انکار کر دیا کہ میں ان لوگوں کی سیکوریٹی لے کر کیا کروں جو خود فانی ہیں۔ میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے جو بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔ اب میری

حفاظت وہی کرے گا۔

میری عمر ۶۷ ہو چکی ہے، دل کے تین دورے پڑ چکے ہیں، ۷ سال قبل ڈاکٹروں نے مجھے بائی پاس سرجری کا مشورہ دیا تھا لیکن میں نے اسے قبول نہیں کیا۔ ایسے عالم میں جب میں اپنے آپ کو اسلام کی آغوش میں پاتی ہوں تو خوشی ہوتی ہے اور اپنے محفوظ ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ جہاں تک بچوں کا سوال ہے اکثر لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ میرے اس فیصلہ سے کہیں وہ ناراض یا معترض تو نہیں ہوں گے۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ ان کے ناراض ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ماں کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ اس کے فیصلہ کا استقبال کریں گے۔ ویسے بھی ہمارے خاندان میں ہر شخص کو اپنے انداز میں جینے کی آزادی ہے۔ میرے لڑکے نالپٹ نے بدھ مذہب قبول کیا تھا، میں نے اسلام قبول کیا ہے۔

اسلامی طریقہ ہائے عبادات کے بارے میں بھی کچھ لوگوں نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ میں اپنی خرابی صحت کی وجہ سے شاید روزہ نہ رکھ پاؤں لیکن نمازوں کا اہتمام یقیناً جاری رہے گا۔ اس کے ساتھ میں قرآن مجید کی تلاوت بھی کرنا چاہوں گی علاوہ ازیں میری کوشش ہوگی کہ اسلام کی تعلیمات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جان سکوں۔ میں دولت کمانا نہیں چاہتی بلکہ جو روپے مجھے ملتے ہیں اس میں سے کچھ دوسروں کو دے دینا چاہوں گی۔

بحیثیت ادیب، میری خواہش ہے کہ اب جو بھی لکھوں اللہ کے لئے لکھوں۔ میں نے سوچا ہے کہ اللہ کے نام بہت سی نظمیں لکھوں۔ ساری محبتیں اور سارے جذبات اسی ایک شخصیت کے نام ہیں۔ اللہ رب العزت کی مدح میں میں تین نظمیں تو اب تک لکھ ہی چکی ہوں۔

غیبت

حضرت سعدیؒ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ سفر میں تھے۔ دوران سفر ایک شب اپنے والد کے ساتھ وردِ قرآن کر رہے تھے۔ تہجد کے وقت آپ نے نماز پڑھی۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے والد گرامی سے کہا "یہ لوگ کیسے بے خبر سو رہے ہیں کسی کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے۔" باپ نے کہا "اے جانِ پدر! اگر تم بھی سوئے رہتے تو اس سے بہتر تھا کہ جاگ کر لوگوں کی غیبت کرو۔"

مرسلہ: صبیحہ گلزار۔ واشی

آپ پوچھئے ہم بتائیں گے

از : مسٹر تابڑ توڑ

قارئین کی دلچسپی ، معلومات اور تفریح طبع کے لئے یہ سلسلہ شروع کیاگیا ھے ۔ ایسے سوالات (زیادہ سے زیادہ تین) پوسٹ کارڈ یا ان لینڈ لیٹر پر صاف اور خوشخط لکھ کر پتہ ذیل پر ارسال فرمائیں۔
خیال رہے کہ نقش کوکن مذھبی جریدہ نہیں ھے ۔ سوال بھیجنے والے کانقش کوکن کا خریدار ہونا شرط نہیں ھاں ! وہ خریداروں میں شامل ھوجائیں تو ہم شکر گذار ھوں گے ۔

پتہ : " مسٹر تابڑ توڑ " . **ماھنامہ نقش کوکن**
۴۳ اے نواںگر ، ایم ڈی سائیك روڈ ، مجگاؤں ، ممبئی . ۴۰۰۰۱۰

اسماعیل حسین خان کلیان

سوال نازکی اس کے لب کی کیا کہئے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے
ایسا ہی کوئی نازک ساشعر سنائیے۔

ج : میں شاعر نہیں ہوں مگر آپ کی فرمائش پر ایک شعر لکھ دیتا ہوں۔

ڈال دو سایہ اپنی آنچل کا
ناتواں ہوں کفن بھی ہو ہلکا

سوال پردہ پر کوئی اچھا ساشعر سنائیے۔

ج عریانیت کے اس دور میں آپ کو پردہ کا خیال آیا۔ یہی بڑی بات ہے۔ لیجئے آپ کی فرمائش پوری کئے دیتا ہوں۔

سینہ میں دل ہے دل میں داغ، داغ میں سوز و سازِ عشق
پردہ بہ پردہ ہے نہاں پردہ نشیں کا رازِ عشق

سلیمان علی رکھانگی ورلی، ممبئی

سوال: سری لنکا کا قدیمی نام سیلون تھا یہ تو مجھے یاد ہے کیااس سے پہلے بھی کوئی اور نام تھا؟

ج جی ہاں! پہلے اسے سراندیپ کہتے تھے۔

سوال. دولت کمانے کا راز کیا ہے؟

ج دولت کمانا (کسبِ حلال) کا راز آپ کے اپنے عمل میں پوشیدہ ہے مگر اس میں اپنے عمل سے دوسروں کو خوش رکھنا نہایت ضروری ہے۔

ابراہیم عبداللہ سنبل مہاڈ ضلع رائے گڈھ

سوال. یہ دنیا کتنی بڑی ہے۔؟

ج اتنی ہی بڑی ہے جتنا بڑا ہے آپ کا سر (ذہن و دماغ)

سوال شادی کے موقعہ پر دولہن کو جب ڈائس پر لاتے ہیں تو اسے دولہے کے بائیں طرف بٹھاتے ہیں۔ ایسا کیوں؟

ج انسان کا دل سینہ میں بائیں طرف ہوتا ہے۔ اگر دولہن کو بائیں طرف بٹھایا جائے تو دولہے کے دل کی دھڑکن وہ آسانی سے سن سکتی ہے۔

وسیم احمد پٹیل پنویل ضلع رائے گڈھ

سوال بیوی کے آنسو اور ماں کے آنسوؤں میں کیا فرق ہے؟

ج : بیوی کے آنسو آبدار ہوتے ہیں اور ماں کے آنسو تابدار۔

سوال چند لوگ نقش کوکن پر اتنا جلتے کیوں ہیں؟

ج جلتے نہیں ہیں بلکہ اپنے اپنے دل کو جلاتے ہیں۔ مشہور شعر ہے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

رشیدہ عمر خان ڈونگری ممبئی

سوال ٹاڈا کے کیا معنی ہیں؟

ج دراصل یہ Terrorist and Disruptive Activities ان چار لفظوں کا مخفف ہے جو ایک قانون ہے یہ قانون اصل میں سرحدی ریاستوں کی حفاظت کے لئے بنایا گیا تھا جیسے کشمیر ، پنجاب ، ہریانہ اور بنگال وغیرہ اس کا مقصد سرحدوں پر جو دہشت پسندی ہوتی ہے اس کی روک تھام کی جائے۔ جو لوگ "ٹاڈا" میں گرفتار کئے جاتے ہیں ان کی چھ مہینوں تک کوئی شنوائی نہیں ہوتی اور نہ ہی مقدمہ دائر کیا جاتا ہے۔

محسن جمال الدین منشی اگری پاڑہ، ممبئی

سوال کچھ لوگ مسجد میں چھوٹے بچوں کو اپنے ساتھ لے کر اگلی صفوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بچوں کو پچھلی صف میں کھڑا کرنا چاہئے نہ کہ اگلی صف میں تو اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج حکم تو یہی ہے کہ بچوں کو پچھلی صف میں کھڑا کرنا چاہئے مگر تجربہ یہ ہے کہ بچے جب پچھلی صف میں جمع ہو جاتے ہیں تو شرارت کرتے ہیں جس سے بڑوں کی نماز میں خلل پڑتا ہے اس لئے بعض علماء نے فرمایا کہ بچوں کو اپنے ساتھ کھڑا کیا جائے البتہ اس کے لئے بڑوں کی صف کا کنارا پکڑنا چاہئے۔

ندیم عبدالعزیز آرالی تاڑیل، تعلقہ، داپولی

سوال لاجونتی کے پودے کو چھونے پر اس کی پتیاں کیوں مرجھا جاتی ہیں؟

ج تاکہ بے شرمی کے اس دور میں لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

سوال بھارت کشمیر میں استصواب رائے کے لئے کیوں رضامند نہیں ہے؟

ج ان کا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں
اپنا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

امتیاز علی بہاءالدین پرکار گوونڈی ممبئی

سوال تاج محل کو دنیا کا آٹھواں عجوبہ کہا جاتا ہے تو باقی سات کون سے ہیں؟

ج (۱) اہرام مصر (۲) بابل کے معلق باغات (۳) رہوڈس کا دیوپیکر مجسمہ (۴) ڈائنا دیوی کا مندر (۵) مولوس بادشاہ کا مقبرہ (۶) یونان میں زیورس دیوتا کا مجسمہ (۷) اسکندریہ کا جھکتا مینار Leaning Tower مندرجہ بالا نام کتابوں میں تو ہیں معلوم نہیں اب تک ان میں سے کتنے باقی ہیں کتنے فنا ہوگئے۔

ہماری پسند

شعر و سخن سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لئے ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جس میں ہر مہینے ایک عنوان دیا جاتا ہے۔ آپ کو اس عنوان یا لفظ کو شعر میں استعمال کئے ہوئے تین اشعار ایک پوسٹ کارڈ پر لکھ کر بھیجنا ہے۔ اشعار کے ساتھ شاعر کا نام بھی ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ 'نامعلوم' لکھئے۔ مگر کارڈ پر اپنا پورا نام و پتا لکھنا نہ بھولئے۔ یہ اشعار مہینے کے آخری تاریخ تک ہمیں موصول ہوں اس کا آپ خیال رکھیں۔

موصولہ تیں اشعار میں سے کوئی بھی ایک شعر آپ کے نام سے اگلے شمارے میں شامل اشاعت ہوگا۔ تیں اصحاب کے پینل آف ججز جس کسی کے شعر کو پسند فرمائیں گے، اسے ایک کتاب انعام کے طور پر بھیج دی جائے گی۔ ہمارا پتا یاد رکھئے -

ہماری پسند

C/o Naqsh-e-Kokan

43 A Nava Nagai, M.D Naik Road,
Near Dockyard Road Railway Stn
Mazgaon, Mumbai 400 010

اگلے شمارے کے لئے لفظ دیا جاتا ہے۔ تصویر

ماہ فروری ۲۰۰۰ء کے اخیر تک ملنے والے اشعار ہی زیر غور ہوں گے۔ ماہ مارچ ۲۰۰۰ء میں ان پر غور کر کے اپریل کے شمارے میں اس کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

اس بار جن حضرات نے ہمارے دئے ہوئے عنوان **درد** پر اپنی پسند کے تین اشعار روانہ کئے ہیں، ان کے نام ایک شعر کے ساتھ دئے جا رہے ہیں۔

ہو نہ ایسا درد میرے دشمنوں کو بھی نصیب
واقعی اے ہمنشیں یہ جان لیوا درد ہے

مرسلہ - طاہر انصاری - ولی پورہ، دھولیہ

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
(علامہ اقبال)

مرسلہ - طاہر دیبو کوکی - منامہ، بحرین

آیکا تھا رحم اس کو سن کے میری بیکسی
درد ظالم بول اٹھا میں اسکے غمخواروں میں ہوں
(امیر مینائی)

مرسلہ - عاطف یوسف دلوی، بار اپاڑہ، بیویل، رائے گڈھ

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے
(امیر مینائی)

مرسلہ - علی اسماعیل قاضی، واشی نئی ممبئی

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں
(نامعلوم)

مرسلہ - ڈاکٹر عبداللطیف رکھانگے - مقام کونڈ، تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری

دوسروں کے درد کا احساس ہوتا ہے کسے
ہنس دیا کرتے ہیں وہ بھی مجھ کو روتا دیکھ کر
(نامعلوم)

مرسلہ - شفیع عباس بھاردے، واشی نئی ممبئی

درد منت کشِ دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

(غالب)

مرسلہ-ڈاکٹر ظفر اللہ دلاو[illegible]ی، ہرنئی، تعلقہ داپولی،
ضلع رتناگیری

درد مند دل کو رونا میرا رلادے
بیہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگادے
(اقبال)

مرسلہ-ابراہیم رحیم خانزادہ۔ باندرہ، ممبئی ۵۰

شکوہ غم لبوں پر نہ لایا کرو
درد جتنا بڑھے مسکرایا کرو
(نامعلوم)

مرسلہ-شبانہ شاہنواز لورے۔ اپر توڑیل، رائے گڈھ

درد جس دل میں ہو اس دل کی دوا بن جاؤں
کوئی بیمار اگر ہو تو شفا بن جاؤں
(نامعلوم)

مرسلہ-ریشماں لیاقت مقدم، مقام پوسٹ سارنگ
، تعلقہ داپولی، ضلع رتناگیری

درد اک دادِ محبت ہے جو حاصل ہوجائے
دل بڑی شئے ہے اگر درد کے قابل ہوجائے
(وحشی اکبر آبادی)

مرسلہ-آصف عبدالحمید ملا۔ مقام پوسٹ کاتلی،
راجہ پور، ضلع رتناگیری

اگر دردِ محبت سے نہ انساں آشنا ہوتا
نہ کچھ مرنے کا غم ہوتا نہ جینے کا مزا ہوتا
(چکبست)

مرسلہ- تسنیم بیگم رشید احمد انصاری۔ ٹھاکرواڑی،
ضلع سندھودرگ

اے درد بتا کچھ تو ہی بتا ابتک یہ معمہ حل نہ ہوا
ہم میں ہے دلِ بیتاب نہاں یا آپ دل بیتاب میں ہیں
(شاد عظیم آبادی)

مرسلہ-رشید احمد انصاری، ٹھاکرواڑی سندھودرگ

نس نس چٹک رہی ہے تیرے اضطراب میں
میں کیا بتاؤں درد کہاں ہے کہاں نہیں
(عزیز آذر)

مرسلہ-عزیز آرزو سوپاروی، ۱۰۴۸ بی ایم سی کالونی،
کھاروڈی ملاڈ، ممبئی

عشق سے محبت نے زیست کا مزہ پایا
درد کی دوا پائی درد لادوا پایا
(غالب)

مرسلہ-محمد ثاقب انصاری، وڈولی، شریوردھن

اپنا ہی تو جینے کا ہے انداز بہت خوب
ہونٹوں پہ ہنسی دل میں مگر درد نہاں ہے
(مغل اقبال اختر)

مرسلہ-زبیدہ عبدالغنی پرکار۔ آشیت، کھیڈ، رتناگیری

یہ دنیا درد دیتی ہے شریکِ غم نہیں ہوتی
کسی کے دور رہنے سے محبت کم نہیں ہوتی
(نامعلوم)

مرسلہ قمر جہاں شکیل دلوی۔ دابھول، رتناگیری

درد کو دل میں لئے راہ میں بیٹھا ہوں تیری
تو کوئی چیز سمجھ کر ہی اٹھالے مجھ کو
(بکر پیوائی)

بکر پیوائی، مقام پیوا، منڈن گڑھ، ضلع رتناگیری

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے مقابلوں کے ضمن میں اس ماہ ممبرا کے کسی صاحب کا خط شائع ہوا ہے جس میں وہ NKTF کے اس قدر خود کو شیدائی بتا رہے ہیں کہ وہ کھیڑ کے پروگرام میں بھی شریک ہوتے ہیں اور کوسہ میں بھی البتہ آگے چل کر انہوں نے جو لکھا ہے کہ میں جنرل نالج کے سوالات نوٹ کرنے سے منع کرتا تھا، اسکے ضمن میں کچھ وضاحت کرتا چلوں تاکہ خصوصاً نئی نسل کے نمائندے ان مقابلوں کی افادیت سے پہلے واقف ہو جائیں۔

آج سے لگ بھگ گیارہ سال قبل میں نے جنرل نالج کے مقابلوں کا انعقاد کر کے کوکن کے ہائی اسکولوں میں شروع کئے جو اردو زبان میں جنرل نالج کے پہلے مقابلے تھے اور الحمد للہ تعلیم یافتہ طبقے میں جس کی اچھی پذیرائی ہوئی۔ اس وقت ہمارا منشاء یہ تھا کہ ہمارے اساتذہ جنرل نالج کی کتابوں کو کھنگالیں اور مختلف موضوعات پر طلبہ کو تیار کرلیں۔ اس کا نتیجہ بھی برآمد ہونے لگا کہ اردو اسکولوں میں شاعری کے دیوان کے ساتھ ساتھ جنرل نالج کی کتابیں بھی دکھائی دینے لگی۔ البتہ ہمارے لئے صرف یہی ممکن تھا کہ چند درجن یا چند سو سوالات کے چارٹس تیار کئے جائیں اور ہم یہ چاہتے تھے کہ طلبہ کا نالج ان سوالات ہی تک محدود نہ رہے اس لئے ہم سوالات کو نوٹ کرنے سے منع کرتے رہے تاکہ اساتذہ طلبہ سے سارے سوالات کی مشق کرائیں اور صرف ہمارے چند سوالات تک ان کا نالج محدود نہ رہے۔

اس دوران دوسرا واقعہ یوں ہوا کہ جس وجہ سے سوالات نوٹ کرنے کے لئے سختی سے منع کیا گیا وہ یہ کہ ہم تمام اضلاع میں سوالات میں یکسانیت Uniformity پیدا کرنے کی غرض سے سیمی فائنل مقابلوں میں تینوں اضلاع کے لئے یکساں سوالات پوچھا کرتے تھے یعنی جو سوالات رتناگیری کے طلبہ کو پوچھے جائیں وہی رائے گڈھ اور پھر وہی سوالات تھانے ضلع کے طلبہ کو تاکہ صحیح معنوں میں پورے کوکن کا ٹیلنٹ سامنے آئے اور تینوں اضلاع میں انصاف ہو سکے۔ ہمارے اس طریقہ کار کو چند اساتذہ نے سمجھ لیا اور پھر وہ جو کرنے لگے اس سے NKTF پر ناانصافی کا لیبل لگ سکتا تھا۔ وہ یوں کرتے کہ رائے گڑھ یا تھانے ضلع کے چند اساتذہ رتناگیری ضلع کے مقابلے میں حاضر ہوتے۔ سارے سوالات چپکے چپکے نوٹ کر لیتے اور دوسرے روز یا دوسرے ہفتے جب رائے گڈھ یا تھانے ضلع کے مقابلے ہوتے تو اپنے اسکول کے بچوں کو وہی سوالات رٹا دئے جاتے اور اس طرح ان اسکولوں کے بچے "ٹاپ" کرتے (ضرورت پڑنے پر ان اساتذہ کا نام بھی تحریر کیا جا سکتا ہے) اب بتائیے کہ اس صورت میں دوسرے اسکولوں کے ساتھ انصاف ہوتا؟ ان واقعات کے بعد ہمارے سوالات کو نقل کرنے سے نہ

صرف سختی سے منع کیا گیا بلکہ مقابلوں کے سرکیولر پر تحریر کیا گیا کہ ان مقابلوں کو ٹیپ کرنا، نقل کرنا یا ویڈیو شوٹنگ کرنا منع ہے۔ میرے خیال سے اب بات واضح ہوگئی ہوگی کہ سوالات کو نقل کرنے کی اجازت دے کر علم پھیلتا نہیں بلکہ سکڑتا ہے!

دوسرے بات یہ ہے کہ جنرل نالج کا مقابلہ اردو طلبہ میں شروع کرنے کا میرا جو منشا تھا وہ یہی تھا کہ ہمارے (خصوصاً گاؤں کے) طلبہ کا مقابلہ کے لئے ذہن بنایا جائے اور مقابلے کی اسپرٹ پیدا کی جائے تاکہ آگے چل کر وہ مختلف مقابلہ جاتی امتحانات کے لئے تیار ہو جائے اور اس کے لئے ہم نے جو طریقہ کار اپنایا وہ بھی ان مقابلہ جاتی امتحانات ہی سے اخذ کیا تھا اور سارے باخبر اور تعلیم یافتہ لوگ جانتے ہیں کہ UPSC, MPSC, IIT, CET, IIM, PMT, GMAT, MMS, MCA, MBA بنکنگ، ریلوے میں سے درجنوں مقابلہ جاتی امتحانات میں سے کسی بھی امتحان کا سوال پرچہ گھر لے جانے یا ان پرچوں سے کوئی سوال نقل کر کے لے جانے کی سختی سے ممانعت ہوتی ہے اور ان امتحانات کے بعد سوالی پرچوں کو جوابی پرچوں کے ساتھ نتھی کر کے امتحان ہال ہی میں واپس کرنا ہوتا ہے اور وہ اسلئے کہ سوالی پرچے طلبہ کے ہاتھ آنے سے علم پھیلے گا نہیں بلکہ سکڑے گا۔

اب جہاں تک NKTF کے تعلیمی مقابلوں میں میرے متحرک نہ ہونے کا سوال ہے وہاں اس کی وضاحت کرتا چلوں کہ اس کی وجہ NKTF کے ممبران سے کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ طلبہ، والدین واساتذہ میں تعلیمی بیداری اور طلبہ میں مقابلے کی اسپرٹ پیدا کرنے کا کام اب میں اپنے لیکچر اور تعلیمی دوروں سے زیادہ موثر اور زیادہ بڑے پیمانے پر انجام دے سکوں جس میں کوکن بھی شامل ہے۔ مثلاً گذشتہ سال کے میرے اسی (۸۰) سے زائد لیکچر اور تعلیمی دوروں میں سے ۱۴ دورے کوکن کے گاؤں کے ہوئے ہیں۔

☆ مبارك كاپڑى

نئی صدی کا پہلا شمارہ۔ دل و نگاہ میں نور بصیرت کا سبب بنا۔ بس اسی انداز سے چلئے۔ انشاء اللہ دین و دنیا میں فتح و نصرت آپ کے قدم چومے گی۔ نہ صرف نقش کوکن پر یوار بلکہ ان حضرات کی بھی جو دامے درمے قدمے سخنے اور قلمے آپ کے ساتھ ہیں۔

(فروگذشت) محترم شرف کمالی صاحب نے ساحر کے امن نامے کے اس شعر کو جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے۔ جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی۔ تھوڑی بہت ترمیم سے سردار جی کے نام سے منسوب کر دیا ہے۔ سے درست کرلیں۔

آپ کے سوالات والا کالم تو طالب علموں کے علاوہ ہم جیسیوں کے لئے بھی معلومات میں اضافے کی چیز ہے۔

نوادرات لاجواب ہیں۔ یوں بھی تمام چھوٹے بڑے مضامین نظم ونثر بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ مراسلات، خبریں معلومات افزا ہیں۔ ایک اور بات جو مجھے کھٹکی وہ ہے سابق صدر ہند ڈاکٹر شنکر دیال شرما کی رحلت کی خبر جو بہت بہت مختصر ہے۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب کا سیاسی قد

کافی بلند ہونے کے علاوہ سچے سیکولر، ادب نواز اور مسلم دوست رہے ہیں۔ خصوصاً بھوپال میں مسلمان تو ڈاکٹر صاحب کے گرویدہ اور جاں نثار ہیں۔ اردو کے معتبر نقاد جناب ظ انصاری مرحوم تو ڈاکٹر صاحب کے بہت قریبی دوست رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جب بمبئی کے گورنر تھے۔ تب ظ صاحب کی اکثر شامیں گورنر ہاؤس میں گزرتی تھیں جس کا عینی گواہ میں خود ہوں۔ براہ کرم اگلے شمارے میں ڈاکٹر صاحب پر مضمون ضرور چھاپئے گا۔ تصویر کے ساتھ۔

☆جلیل ساز

NKTF کی ہمت افزائی

۲۳ر جنوری ۲۰۰۰ء بروز اتوار صبح مصالحہ والا ہال ڈونگری ممبئی ۹ میں نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے سالانہ جلسۂ اعزاز و تقسیم انعامات میں کیپٹن ابراہیم موڈک بطور مہمان شریک ہوئے تو آپ نے فورم کی کارگذاری سے خوش ہو کر نقش کوکن کو دس ہزار روپے عطیہ دینے کا اعلان کیا۔

جلسہ میں محترمہ ڈاکٹر شہلینہ چوگلے کی کامیابی پر ان کا اعزاز کیا گیا آپ کی والدہ ماجدہ بھی پروگرام میں شریک تھیں تو اس چوگلے خاندان نے جناب المرحوم شیخ حسین ابا کھوت چوگلے میموریل اسکالر شپ کا اعلان کیا۔ (مرحوم شیخ حسین ڈاکٹر شہلینہ کے دادا تھے) یہ اسکالر شپ جس کی رقم ایک ہزار روپے ہے جناب محمد علی حسین چوگلے مقیم دوبئی متوطن بہرولی کی جانب سے کوکن کی اس طالبہ کو دی جائے گی جو SSC امتحان میں کوکن کے تمام اردو میڈیم ہائی اسکولوں کے طلباء میں سب سے زیادہ مارکس حاصل کرے۔

ہر سال یہ رقم (مبلغ ایک ہزار روپئے) ڈاکٹر شہلینہ کے ذریعہ NKTF کے اراکین تک پہنچا دی جائے گی۔

اسی طرح رحمانی فاؤنڈیشن (جس کے روح رواں ڈاکٹر نائیک صاحب ہیں) نے بھی ایک ہزار روپے کی اسکالر شپ جاری کی ہے وہ کوکن کے اس طالب علم کو دی جائے گی جو SSC امتحان میں کوکن کے تمام اردو میڈیم ہائی اسکولوں کے طلباء میں سب سے زیادہ مارکس حاصل کرے۔

یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ اگلے سال کے لئے ضلع رتناگیری کے پروگرام کی کفالت الحاج حسین عبدالغنی ملاجی (غین سنس) کی جانب سے کرجی تعلقہ کھیڈ میں اور تھانہ ضلع کے لئے پروگرام کی کفالت جناب سعد خلیل احمد سعید صاحب کی جانب سے کوسہ میں منعقد ہونا طے پایا ہے۔ ابھی ضلع رائے گڈھ باقی ہے امید ہے کہ کوئی صاحبِ خیر علم دوست اس کے لئے بھی آگے آئے گا تو ہماری فکر دور ہو جائے گی۔ **(ادارہ)**

"عذر"

پتھر کس نے پھینکا تھا بس اتنی سی بات پر
اکثر قبیلے والوں کے سر کٹ گئے یہاں

"مجھے اچھی نہیں لگتی"

کسی کی ہوں مجھے مجبوریاں اچھی نہیں لگتی
مجھے پیروں پہ رکھی پگڑیاں اچھی نہیں لگتی

سید عبدالغفور صاحب کا انتخاب

واشی نئی ممبئی کی معروف شخصیت اور انجمن اسلام ممبئی کے زبیدہ طالب پرائمری اسکول کمیٹی کے جناب سید عبدالغفور صاحب کو نوی ممبئی مائناریٹی سیل کا چیئرمین منتخب کیا گیا ہے۔

بمقام لوٹے مسجد کا افتتاح

ممبئی گوا نیشنل ہائی وے نمبر ۱۷ پر واقع لوٹے تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگیری میں مسجد کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ڈیڑھ سال پہلے اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا جو ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔ مگر مصلیان کے اصرار پر تعمیر شدہ حصہ میں ۲۱/جنوری ۲۰۰۰ء کو دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی کے ہاتھوں دیگر علماء کی موجودگی میں افتتاح عمل میں آیا۔

مرسلہ۔ محمد شفیع کروے

کوکن زرعی یونیورسٹی داپولی

حکومت مہاراشٹر سے منظور شدہ کوکن زرعی یونیورسٹی داپولی ضلع رتناگیری کے زیر اہتمام بے روزگار نوجوانوں کو قلیل مدت کے کورس کے تحت پولٹری فارمنگ، گوٹ فارمنگ و دیگر کورس کے ذریعہ خود کفیل بنانے کے لئے ماہ جنوری ۲۰۰۰ء سے تربیتی کورس جاری ہوئے ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

داخلہ اور تربیت کی شرائط

☆ امیدوار کا نام ایمپلائمینٹ ایکسچینج میں درج ہونا ضروری ہے۔

☆ تعلیمی قابلیت کم از کم دسویں کامیاب یا ناکامیاب

☆ امیدوار کی عمر ۱۸ سے ۳۵ سال کے درمیان

☆ تربیت کے لئے ۲۵ امیدواروں کا انتخاب عمل میں آئے گا۔

☆ خواہش مند امیدوار کا انتخاب عمل میں آنے کے بعد درمیان میں ادھوری تربیت چھوڑنے (تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنے) پر تمام اخراجات طالب علم سے وصول کیا جائے گا۔

☆ کورس کے لئے منتخب کئے جانے والے امیدوار کو ماہانہ چھ سو روپے وظیفہ دیا جائے گا۔

پروفیسر اخترالواسع مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ممبر نامزد

ڈاکٹر ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے

ائریکٹر اور درگاہ کمیٹی اجمیر کے
نیئرمین پروفیسر اخترالواسع کو مولانا
آزاد ایجوکیشنل فاؤنڈیشن کا ممبر
امزد کیاگیا ہے۔ ان کی نامزدگی
اکٹر ممتاز احمد خاں کی جگہ عمل میں
آئی ہے۔ان کی یہ تقرری تین سال
کے لئے ہوگی۔ خیال رہے کہ
اؤنڈیشن کے ممبران میں مشہور
سائنسداں اے پی جے عبدالکلام اور
سابق کابینہ سکریٹری ظفر سیف اللہ
شامل ہیں۔

جسٹس شیم اقلیتی کمیشن کے نئے چیئرمین

سرکار نے قومی اقلیتی کمیشن
کی ازسرنو تشکیل کرتے ہوئے
جسٹس ایم ایم شمیم کو اس کا چیئرمین
نامزد کیا ہے۔ دہلی ہائی کورٹ کے
ریٹائرڈ جج مسٹر شمیم مسٹر طاہر محمود
کی جگہ لیں گے جن کی میعاد کار حال
ہی میں ختم ہوگئی۔ مسٹر شمیم سمیت
کمیشن میں سات ممبر نامزد کئے گئے
ہیں ان میں مسٹر ترلوچن سنگھ
"سکھ" کو ڈپٹی چیئرمین مقرر کیا گیا
ہے دوسرے ممبروں میں
ریٹائرڈ جنرل اے ایم سیٹھنا (پارسی)
مسٹر ٹی کی لوچن ٹوکلا (بدھ) مسٹر
جون جوزف (عیسائی) مسٹر شمیم
کاظم (مسلم) اور مسٹر وجے کمار در
(کشمیری پنڈت) شامل ہیں۔

میمن کوآپریٹیو بینک ترقی کی راہ پر گامزن

میمن کوآپریٹو بینک لمیٹیڈ
بڑی تیزی سے ترقی کے مراحل
طے کر رہی ہے اس بینک نے ہر دور
میں اپنے گاہکوں، کھاتے داروں اور
قرض داروں کی بہتری اور سہولت
کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ حال ہی
میں بینک نے عرب، بنگلہ دیش کے
تعاون سے اپنی تمام شاخوں میں
اکاؤنٹ ہولڈرس کے لئے "فارین
ایکس چینج ٹرانزکشن (غیر ملکی زر
مبادلہ لین دین) کے لئے جو اس
طرح ہیں۔ بیرون ملک کے چیکس
کی فوری طور پر ادائیگی، مناسب
شرح پر ایل سی، ٹی ٹی کی سہولت اور
این آر آئی اکاؤنٹس پر بہتر شرح سود
دینے کا انتظام کیا ہے۔ میمن بینک
نے اب شیڈولڈ اسٹیٹس کی حصولیابی
کے لئے اپنی کوششیں تیز کردی
ہیں۔

انجمن شریوردھن کے سالانہ اسپورٹس

انجمن اسلام جنجیرہ ہائی
اسکول وجونیئر کالج شریوردھن کے
سالانہ اسپورٹس 99/2000ء کا
افتتاح جناب زاہد فقیہہ (تاجر ساؤتھ
افریقہ) کے ہاتھوں پرچم کشائی سے
اور جناب احمد صاحب عرفان شاہ کی
صدارت میں بڑے تزک و احتشام
سے ہوا۔ جناب زاہد لانبے، جناب
فواد بروڈ، جناب جرار حدادی، جناب
میاں جان حسولے، جناب محمود
حسولے اور جناب متھاگرے اسلم،
للت سرویا، روی ٹیل اور عطا اللہ
بروڈ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے
لئے انعامات اور گرانقدر رقومات عطا
کرکے اسپورٹس کے مقابلوں میں
جان پھونک دی۔ اسپورٹس ٹیچر
جناب افضل خان پٹھان نے بڑی
محنت سے تمام کھیلوں کو پلان کے
تحت کامیاب کیا۔ ریڈ ہاؤس نے اول
مقام حاصل کیا۔ مبشر غلام محی
الدین ٹھانگے اور نزہت عبدالعزیز
آرائی نے کھیلوں کے مقابلوں میں
اپنے جوہر چمکائے۔

کوکن ہائر ایجوکیشن یونٹ

خطہ کوکن کے تمام مسلم کوکنی گریجویٹس (یعنی بی۔ اے، بی۔[illegible]سی، بی۔ کام، ایم۔ اے، ایم۔[illegible]سی، ایم۔ کام، پی۔ ایچ۔ ڈی، ایف۔ وائی، ایس۔ وائی، ٹی۔ وائی، ڈاکٹرس، وکیل، انجینئرس) کے لئے ایک "تعلیمی کانفرنس" مئی ۲۰۰۰ء کے پہلے ہفتے میں منعقد کی گئی ہے جس میں خطہ کوکن کے ہائر ایجوکیشن اور کوکنی مسلم تعلیم یافتہ افراد کے سروس کے مسائل پر بحث ممکنہ حل پر غور کیا جانے والا ہے۔ لہٰذا متعلقہ افراد سے گذارش ہے کہ آپ اپنا نام، گاؤں کا نام، ڈگری اور ایڈریس فوراً نیچے دستخط کنندہ کے پتے پر روانہ کریں تاکہ آپ کو ہم ایڈوانس میں اس کی دعوت بھیج سکیں۔ یہ تعلیمی کانفرنس ہم آپ سبھی کے لئے ہے اسی لئے یہ ایک دن آپ اس کانفرنس کے لئے ریزرو کر کے رکھیں۔ کانفرنس کی تاریخ اور جگہ کا اعلان بہت جلد نقش کوکن اور اردو ٹائمز میں کیا جائے گا۔ شکریہ

عبدالوہاب دھنشے

Gen Secratery
Kokan Higher Edu Unit
Chougule House, Dighi Rd,
At & Post, Tal Mahasla
Dist Raigad
Ph 02149 - 32385

نقش، کوکن،

شمیم کاظم قومی اقلیتی کمیشن کے ممبر نامزد

حکومت ہند نے جناب شمیم کاظم مینیجنگ ڈائریکٹر بمبئی مرکنٹائل کو آپریٹیو بینک کو قومی اقلیتی کمیشن کا ممبر نامزد کیا ہے۔ جس کا اہم کام ملک کی اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے۔ جناب شمیم کاظم ایک قابل بینکر ہونے کے ساتھ ساتھ سماج کے غریب اور پچھڑے ہوئے لوگوں کی خدمت کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ بطور ممبر اقلیتی کمیشن آپ کی نامزدگی نہ صرف آپ کی قومی اور سماجی خدمات کا اعتراف ہے بلکہ بمبئی مرکنٹائل کو آپریٹیو بینک کے لئے فخر کی بات بھی ہے۔ اقلیتی کمیشن پر آپ کی نامزدگی کمیشن کے لئے نعمت ثابت ہوگی۔

علی ایم شمسی صاحب کو مبارکباد

مورخہ ۱۶ر جنوری ۲۰۰۰ء بروز اتوار جناب علی ایم شمسی صاحب کے فرزند ظفر کی شادی کا انعقاد ہوا۔ میں انتہائی خلوصِ دل سے شمسی صاحب اور ان کے عزیز و اقربا کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور بارگاہ رب العزت میں دعاگو ہوں کہ ظفر کی ازدواجی زندگی کو کامیابی اور خوشحالی عطا ہو۔ آمین

مرسلہ۔ محمود الحسن ماہر

نیشنل ہائی اسکول لاٹون میں نئی صدی تقریبات

نیشنل ہائی اسکول لاٹون منڈن گڑھ، رتناگیری میں نئی صدی تقریبات کا انعقاد یکم جنوری ۲۰۰۰ء بروز سنیچر اسکول ہذا کے صدر مدرس جناب قمر اعظم قریشی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جماعت پنجم تا دہم کے طلبہ نیز تمام اساتذہ نے تقریبات میں حصہ لیا۔ اور اپنے اپنے خیالات پیش کئے۔

خطبۂ صدارت میں صدر محترم نے سابقہ صدی کے واقعات اور اس سے متعلق اہم شخصیات کا ذکر کیا۔ اس موقع پر صدر مدرس نے ہندوستانی تہذیبی کلچر کی نسبت سے وقت کی پیمائش اور صدیوں کے حساب کے تعلق سے خیالات ظاہر کئے ۔ جلسہ کی نظامت انصاری اشفاق احمد نے کی۔

مرسلہ۔انصاری اشفاق احمد

جناب مبارک کاپڑی راجہ پور میں

اتوار مورخہ ۱۶ر جنوری ۲۰۰۰ء کے دن نوجیون ہائی اسکول اور جونیئر کالج ، راجہ پور میں ماہر تعلیم جناب مبارک کاپڑی صاحب کا "ووکیشنل گائڈنس" کے موضوع پر پروگرام منعقد کیا گیا۔

اس جلسے کی صدارت راجہ پور تعلقہ ایجوکیشن کے سی ٹی او جناب حاجی عثمان سیٹھ چوگلے نے کی ۔ جناب علی اسماعیل قاضی ، مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کئے گئے تھے ۔ اس موقع پر سوسائٹی کے صدر جناب یوسف قاضی صاحب، خزانچی محمود سیٹھ ٹھاکور، سرگرم رکن جناب لیاقت قاضی بھی موجود تھے ۔ نوجیون ہائی اسکول راجہ پور، سنودل ہائی اسکول، ابراہیم باباٹھاکور ترلوٹ، نیشنل ہائی اسکول ساونت واڑی کے نویں اور دسویں کے طلباء و طالبات، اساتذہ اور دیگر لوگوں نے کثیر تعداد میں اس پروگرام میں شرکت کی۔ جلسے کا آغاز صبح ٹھیک ۱۱ بجے نویں جماعت کی ایک طالبہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جلسے کی نظامت کے فرائض سید سر نے بخوبی انجام دئے ۔ نوجیون ہائی اسکول اور جونیئر کالج کے پرنسپل جناب اسرار احمد صاحب نے مہمانوں کا تعارف کیا۔ مہمانِ خصوصی جناب علی قاضی نے جلسے کے اغراض و مقاصد اور دیگر تعلیمی موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ صدر جلسہ جناب عثمان سیٹھ چوگلے نے تعلیمی جلسوں کو طلبہ ، والدین، اساتذہ اور سرپرستوں کے لئے منعقد کرنے کی ضرورت کا اظہار کیا ۔ جناب مبارک کاپڑی نے ہمیشہ کی طرح اپنے منفرد انداز میں بیش بہا مشوروں اور زرین خیالات سے طلبہ ، اساتذہ اور والدین کی رہنمائی کی۔ ہائی اسکولوں کے منتظمین، اساتذہ اور والدین نے مبارک کاپڑی صاحب کی تعلیمی بیداری کے تعلق سے کوششوں کو کافی سراہا اور آئندہ اپنے تعاون کا وعدہ کیا۔ آخر میں رضوی سر نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور جلسے کا اختتام ہوا۔

اکیسویں صدی کا خیر مقدم

مورخہ یکم جنوری کو صبح ٹھیک دس بجے فل پرائمری اردو اسکول وڑولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کے جماعت اول تا جماعت ہفتم کے طلبہ کو نوگل بھارتی کی جانب سے گروپ گرام پنچایت وڑولی کے سابق سرپنچ عمر احمد ڈاورے صاحب کے زیر صدارت جماعت المسلمین وڑولی کے ہردل عزیز صدر عبدالرؤف عبداللہ ہرگے صاحب کے ہاتھوں ایک ایک نڈل اور نائب صدر محمد صالح عبدالرحمٰن داکھوے صاحب کے ہاتھوں مدرسین کو فی کس بیس بیس روپے کا ایک ایک نوٹ عطا کرکے اکیسویں صدی کا خیر مقدم کیا گیا۔ محمود حسن ڈاورے صاحب نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی ۔ احمد عبداللہ دھنشے صاحب نے ہدیہ تشکر پیش کیا۔

مرسلہ۔نوگل بھارتی

اکیسویں صدی کی پہلی دہائی تعلیمی دہائی کے طور پر منائی جائے گی۔ مبارک کاپڑی

پمپری چنچوڑ (پونے) نئی صدی کی پہلی دہائی تعلیمی دہائی کے طور پر منائی جائے گی [illegible] دہائی میں مختلف تعلیمی پروگراموں اور تعلیمی اداروں کا انعقاد جنگی پیمانے پر کیا جائے گا اور اگر ہماری قوم کی تعلیمی پیش رفت کی رفتار اس دہائی میں تیز تر ہو جاتی ہے تو حصول تعلیم کی وہ "عادی" ہو جائے گی اور اس کے بعد بقیہ پوری صدی ہماری تعلیمی ترقی کو کوئی روک نہیں سکے گا اور اس طرح پوری صدی پر ہماری قوم چھائی رہے گی۔ ان الفاظ کے ساتھ معروف ماہر تعلیم اور نیشنل ایجوکیشنل موومنٹ کے چیئرمین مبارک کاپڑی نے ایک زبردست تعلیمی اجتماع سے نئی صدی کے افتتاحی تعلیمی پروگراموں کا آغاز کیا۔

یکم جنوری کو نئی صدی کے تعلیمی پروگرام کا انعقاد صبح پمپری چنچوڑ میونسپل اسکول کے میدان میں اور دوپہر ۲ بجے آکرڈی اردو ہائی اسکول میں منعقد ہوا جس میں پرائمری اسکول وہائی اسکول کے سیکڑوں طلبہ واساتذہ ووالدین نے شرکت کی۔

مبارک کاپڑی نے گذشتہ پوری صدی میں مسلمانوں کی ترقی اور ان کی غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ غلطیاں کسی بھی شکل میں اس صدی میں دہرائی نہیں جانی چاہئے اور اس کے لئے ہمیں مسلسل بیدار و باخبر رہنے کی ضرورت ہے تاکہ سیاست داں اور ان کے ایجنٹ ہم میں انتشار پیدا نہ کر سکیں۔ تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تبلیغ دین کے لئے بھی تبلیغ تعلیم کی بڑی ضرورت ہے۔ تعلیم یافتہ افراد دین کی اشاعت میں نمایاں ترین اور فیصلہ کن کردار ادا کر سکتے ہیں اس لئے عصری تعلیم سے اگر ہماری قوم جاگے گی تو دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانے کی ایک کڑی ہی ٹوٹ جائے گی۔

مبارک کاپڑی نے اپنے مسلم پیٹرن کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ بدقسمتی سے اس ملک کا تعلیمی نظام ناکام ہو چکا ہے۔ اسے صرف ہم اور ہمارے عقائد ہی بچا سکتے ہیں۔ اس ملک کے ماہرین تعلیم جو سوشلزم و کمیونزم کے فارمولے اپنانے نکلے تھے، وہ منہ کی کھا چکے ہیں اور بعد از خرابی بسیار انہوں نے اقدار کی تعلیم کو اپنا نصاب کا حصہ بنایا لہٰذا اب ان ماہرین تعلیم کو یقین ہو چکا ہے کہ جو نظام خوف خداوند پر مبنی ہوگا وہی ٹک پائے گا۔

مبارک کاپڑی نے اپنی تعلیمی بیداری مہم کے پروگراموں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ تین سالوں سے ہر سال کم و بیش سو لیکچر کا انعقاد کیا جاتا ہے جس کے ذریعہ آٹھویں تا بارہویں جماعت کے ایک لاکھ سے زائد طلبہ کی ووکیشنل و تعلیمی رہنمائی کی جاتی ہے۔ نیز اساتذہ کی

رہنمائی کے لئے بھی ہر سال دو درجن پروگراموں کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ انہیں تدریسیکیماڈرن تکنک اور نتائج میں بہتری کے گر سکھائے جاتے ہیں۔ البتہ ب جبکہ ان قسم کے پروگراموں سے گیارنٹی کے ساتھ نتائج میں بہتری ہورہی ہے اس لئے صدی میں ان کا انعقاد جنگی پیانے پر ہونا چاہئے۔ البتہ اب ان پروگراموں کے خدوخال میں نمایاں تبدیلی یہ ہوگی کہ ہر ماہ کم از کم تین روز تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے پروگرام ہوں گے اور ایک روز تعلیمی گشت ہوگا جس میں ہر ماہ ایک بستی کا انتخاب کیا جائے گا اور وہاں گھر گھر جا کر خصوصاً ڈراپ آؤٹ طلبہ کو تعلیم کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

نئی صدی کی تعلیمی تحریک میں میڈیا کے رول پر تبصرہ کرتے ہوئے مبارک کاپڑی نے کہا کہ وہ سارے اردو میڈیا سے اپیل کریں گے کہ وہ اپنے اخبارات و رسائل میں تعلیمی کالم وغیرہ کے ذریعہ اپنے اخبار کا کم از کم ۵ فیصد حصہ تعلیم کے لئے وقف کر دیں اور جو اخبار اس کے لئے راضی نہ ہو جائے اس اخبار کا بائیکاٹ کیا جائے۔

اس سے قبل اردو کونسل پمپری چنچوڑ کے جنرل سکریٹری قاسم زبیری نے مبارک کاپری کے مشن کو ایک انقلابی مشن قرار دیتے ہوئے کہا کہ نئی صدی میں اس مشن کو زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھانا ہے اور اردو برادری کو اس بات کی ترغیب دلائی جائے کہ وہ اتفاق و اتحاد سے کام لے اور اس صدی میں اردو کا پرچم بلند کرنے کے لئے ہمہ جہت کوشش کرے۔ اردو کی بقا کے لئے نئی صدی کے چیلنج بڑے زبردست ہیں۔ البتہ ہمیں ہمت و عزم کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا ہے اور اس نئے "عالمی گاؤں" میں اردو کا بھی ایک روشن و تابناک گھر سجانا ہے۔

نئی صدی کے ان تعلیمی پروگراموں میں طلبہ اساتذہ و والدین کے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہال میں مبارک کاپڑی نے روزے کی حالت میں (نماز کے وقفہ کو چھوڑ کر) مسلسل آٹھ گھنٹے لیکچر دیا اس پروگرام کے بعد پہلی مرتبہ ایک "تعلیمی افطار پارٹی" کا انعقاد ہوا۔ سیاسی افطار پارٹیوں سے اکتائے ہوئے لوگوں کے لئے یہ ایک خوشگوار تبدیلی تھی۔ اس پارٹی کی خوبی یہ تھی کہ اس پارٹی کے اہتمام و سارے اخراجات پمپری چنچوڑ میونسپل پرائمری اسکول کے اساتذہ نے کئے تھے۔ جس کے ذریعہ سینکڑوں طلبہ و طالبات اور تعلیمی کاز سے جڑے کئی افراد کے افطار و ڈنر کا اہتمام کیا تھا۔ ان دونوں پروگراموں کے انعقاد میں اردو کونسل کے قاسم زبیری، جمال احمد صدیقی، اسماعیل شیخ، پرنسپل خان، اشفاق سر، سمیع اللہ سید، اور علاقے کے تمام پرنسپل و اساتذہ کرام کا تعاون شامل تھا۔

AKI اُردو ہائی اسکول دابھول میں "ووکیشنل گائیڈنس ڈے"

۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء کو انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول دابھول میں "ووکیشنل گائیڈنس ڈے" کے طور پر منایا گیا۔ مدرسہ ہذا کے صدر مدرس جناب اسرار احمد شیخ صاحب نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

اس جلسہ میں مدرسہ ہذا کے کونسلر جناب محمد مصطفیٰ ہلسنگی جنہوں نے بمبئی کے MCERT ادارہ سے " ڈپلومہ ان ووکیشنل گائیڈنس" مکمل کیا ہے۔ طلباء کو مختلف کورسس کی مفید اور کارآمد معلومات دی

بھیونڈی کے جلسہ اساتذہ میں طلبا وطالبات کو تعلیم کے بہتر مواقع فراہم کرنے پر زور

معیار تعلیم بلند کرنے کی کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے اقدامات کی ستائش

تصویر میں بائیں سے دائیں: بلال مومن (ہیڈ ماسٹر صمدیہ ہائی اسکول) اسلم فقیہہ (صدر کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی) عبدالغنی پاؤسکر، عبدالغنی سرگروہ اور عبدالغنی اطلس والا۔ نظر آرہے ہیں۔

جلسہ کے آغاز میں جناب علی ایم شمسی (صدر تنظیم الدین ممبئی) نے کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ، ممبئی کے اغراض ومقاصد اور کارکردگی کا مختصر جائزہ پیش کیا جو گزشتہ دو برسوں سے اردو ہائی اسکولوں کا معیار تعلیم بلند کرنے میں کوشاں ہے۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں اردو میڈیم اسکول کے منتظمین، عہدیداران واراکین اور اساتذہ کرام کے ساتھ ساتھ معززین شہر بھی موجود تھے۔ جب کہ اسٹیج پر جناب عبدالغنی اطلس والا، علی ایم شمسی، کیپٹن اعزاز الدین شیخ، عبدالغنی سرگروہ، عبدالغنی پاؤسکر اور ابراہیم خلیل آبادی، غلام مرتضیٰ فقیہہ، شریف حسن مومن، باسط پٹیل، محمد رفیع انصاری، بلال مومن اور محمد فقیہہ وغیرہ موجود تھے۔ کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر اور چیئرمین استقبالیہ کمیٹی جناب اسلم فقیہہ نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا، جبکہ جناب ابراہیم خلیل احمد نے جلسہ کی نظامت کے فرائض انجام دیئے۔۔

ابراہیم عبدالحمید قاضی کی علمی دوستی

داپولی ضلع رتناگری کے سماجی ورکر، کانگریسی رہنما اور آم کے تاجر جناب ابراہیم عبدالحمید قاضی نے نیشنل ہائی اسکول، ہرنئی کو ایک الیکٹرک واٹر پمپ مع پائپ لائن لگوانے کا اعلان کیا تاکہ شجر کاری کے لئے کنوؤں سے پانی مہیا کیا جاسکے، ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ولفیئر سوسائٹی ان کی شکر گزار ہے۔۔

ننھے فرشتے

ذیل میں ان معصوم روزہ داروں کی تصویریں ہیں جنہوں نے امسال ماہ رمضان المبارک کے سبھی روزے رکھے۔ کمسنی میں ان کا یہ جذبہ قابلِ صد ستائش ہے۔ ہم انہیں اور ان کے والدین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

فرزین فاروق بٹے عمر سات سال، وطن راجے واڑی (مہاڈ) ضلع رائے گڈھ۔

بیرسٹر جعفر احمد برڈے کی نواسی اور ڈاکٹر جاوید اور ڈاکٹر فرزانہ رب کی دختر **آفرین** عمر ابھی سات

نواز نعمت اللہ قاضی، عمر ۶ سال، وطن گانجورڑا، شرگاؤں ضلع رتناگیری۔ ایم ایس نائیک انگلش اسکول میں زیر تعلیم ہے۔

دانش دلدار قاضی، عمر ۶ سال، وطن گانجورڑا، شرگاؤں، ضلع رتناگیری۔ ایم ایس انگلش اسکول رتناگیری میں زیر تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ ان ننھے فرشتوں کو دین و دنیا کی سبھی نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین

سال بھی پورے نہیں ہوئے ہیں۔ انگلش اسکول میں زیر تعلیم ہے۔

راشننگ افسر ریٹائرڈ عبدالقدار تامبے متوطن کھیڈ کے نواسے **زیاد شوکت تامبے**۔ عمر چھ سال چار ماہ

نواز اسلم وانگڑے عمر ۶ سال وطن بہادر شیخ، چپلون، رتناگیری

بمبئی پورٹ ٹرسٹ سے سبکدوش ماسٹر عبدالقادر بانگی کے پوتے اور اسحاق عباس مقدم کے نواسے **عاطف نفیس بانگی** عمر آٹھ سال متوطن سارنگ داپولی رتناگیری

نقش کوکن

شادمین عبدالمجید دفعدار عمر ۵ سال، وطن ناگوٹھنہ، تعلقہ روہا، ضلع رائے گڈھ۔ جناب عمر صاحب نارکر کی نواسی سے ماہ رمضان کے سبھی روزے رکھے۔

عرفان نصر الدین قاضی ۔ عمر ۷ سال وطن مقام پوسٹ، پندیری، تعلقہ منڈن گڑھ۔

Khwaja Mohammed Asim

Khwaja Mohd Asim s/o Mr K M Arif has passed his chartered Accountants course this year Asim had a very sucsesful academic career he has done his articleship with M/s Arther Anderson & Co world No 1 Accounting firm he is employed with the same company

مبین جھٹام کی نمایاں کامیابی

وہور ضلع رائے گڈھ کے مبین احمد محمد علی جھٹام نے ایل۔ ایل۔ بی کے امتحان میں فرسٹ کلاس سے کامیابی حاصل کی۔ مبین احمد کا اسکول میں بھی شاندار تعلیمی ریکارڈ رہا ہے۔ موصوف نے مہاڈ کے سیشن کورٹ میں وکالت شروع کی ہے۔ اپنے پیشے کے علاوہ سماجی و فلاحی کاموں میں بھی مبین احمد کو گہری دلچسپی ہے۔ ہم ان کے شاندار مستقبل کے لئے دعاگو ہے اور اس نمایاں کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

مرسلہ - اعجاز راؤت

جنرل سکریٹری کوکن مسلم یوتھ فیڈریشن۔

رضوانہ کھوکر - الیاس شیخ

ڈاکٹر نائیک صاحب کی کمپاؤنڈر محترمہ رضوانہ عبدالکریم کھوکر کا عقد مسعود جناب الیاس ابن حاجی اسماعیل شیخ کے ساتھ ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء کو اناپ ہل وڈالا میں انجام پایا ۔ ادارۂ نقش کوکن نو بیاہتا جوڑے کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ اللہ انہیں ازدواجی زندگی کی ساری خوشیاں اور کامرانیاں نصیب فرمائے۔

NKTF کی ٹرافیز

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم ہر سال تعلیمی مقابلوں میں اول نمبر پانے والے امیدوار کو گشتی ٹرافی دیا کرتا تھا۔ مگر ان ٹرافیز پر مسلسل تین سال تک کسی نے قبضہ نہیں جمایا اور دراین نقل حمل میں یہ ٹرافیاں فرسودہ ہونے لگیں لہٰذا امسال یہ ٹرافیاں اول نمبر پانے والے امیدواروں کے ہائی اسکولوں کو مستقلاً دی گئی ہیں

چولی تعلقہ چپلون کے عبدالرحیم یوسف چوگلے کی پوتی اور رتناگیری کے رتناگیری میڈیکلس اور رتناگیری میڈیکو کے پارٹنر جناب کبیر علی چوگلے کی بیٹی **ثناء** نے امسال اپنی عمر کے ۹ ویں سال میں رمضان المبارک کے سبھی روزے رکھے۔

لرہ تعلقہ داپولی کے دینی پیشوا مرحوم سید حسام الدین قادری کے فرزند مرحوم سید حسام الدین قادری کے فرزند سید مشتاق قادری کی پوتی صدق اطہر قادری نے امسال اپنی عمر کے ساڑھے پانچ سال میں رمضان المبارک کے سبھی روزے رکھے۔

دہاندیوی تعلقہ چپلون کے جناب خلیل حسن میاں فرفرے کی بھتیجی عالیہ رفیق فرفرے عمر ۷ سال نے اس سال سبھی روزے رکھے۔

سید فرقان جاوید نے بعمر ۷ سال سبھی روزے رکھے۔

شیخ معین الدین رفیق نے بعمر ۷ سال سبھی روزے رکھے۔

N.K.T.F کا سالانہ جشن

امسال مہینہ کے آخری ایام میں نقش کوکن ٹیلینٹ فورم کا سالانہ جشن تقسیم انعامات و اعزازات منعقد ہوا۔ لہٰذا اس شمارہ میں اس کی روئیداد شائع ہو سکی۔ انشاءاللہ اگلی اشاعت میں اسے بتفصیل شائع کیا جائے گا۔ (ادارہ)..

انڈین آئیل کے چیرمن پٹھان چیف ایکزیکیٹیو آف دی ایئر ایوارڈ:

نئی دہلی، جنوری (یو این آئی) انڈین آئل کارپوریشن کے چیرمن ایم اے پٹھان کو مارکٹنگ اور مینجمنٹ میں نمایاں کارکردگی کے لئے نئے ملینیم کا چیف ایکزیکیٹیو آفیسر آف دی ایر کا ایوارڈ دیا گیا ہے۔

شہری روزگار کے مرکزی وزیر سکھدیو سنگھ ڈھنڈسا نے کل یہاں عالمی مارکٹنگ کانگریس کے ۲۷ ویں اجلاس کی افتتاحی تقریب میں مسٹر پٹھان کو یہ ایوارڈ دیا۔ مسٹر پٹھان کو پبلک سکٹر مینجمنٹ میں نمایاں اور بہترین کارکردگی کے لئے پہلے اسکوپ ایوارڈ سے بھی نوازا جا چکا ہے۔..

انا للہ وانا الیہ راجعون

لائن قاضی کو صدمہ

کوکن کے معروف سماجی کارکن اور کوکن انٹرنیشنل کے جنرل سکریٹری جناب لائن عبدالکریم اسماعیل قاضی متوطن مجگاؤں رتناگیری کی والدہ کا اتوار ۲ر جنوری ۲۰۰۰ء کو طویل علالت کے بعد اسماعیلیہ اسپتال ممبئی میں انتقال ہو گیا۔

مقدم برادران کو صدمہ

NKTF کے رکن (جدہ میں مقیم) جناب محمد علی مقدم کی خالہ اور نقش کوکن کے ہمدرد جناب افضل مقدم کی خوشدامن کا ۱۴ر دسمبر ۹۹ء کو ان کے وطن اگرداندا (مروڈ) ضلع رائے گڈھ میں انتقال ہوا۔

معروف شریفی کا انتقال

مدنپور نائٹ اسکول کے سابق پرنسپل جناب معروف صاحب ۳۰ دسمبر ۹۹ء کو اپنے وطن بنارس میں بعمر ۷۵ سال انتقال کر گئے۔

ڈاکٹر امتیاز کونڈکری کو صدمہ

البشریٰ ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر اور کوکن مسلم یوتھ فیڈریشن کے نائب صدر جناب ڈاکٹر امتیاز کونڈکری اور ان کے بھائی افتخار کونڈکری (جو صنعتکار ہیں) متوطن پاوس رتناگیری کی والدہ کا پچھلے مہینہ واکولہ میں انتقال ہو گیا۔

جمال الدین باوا دبیر نہیں رہے

امبر گھر تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری کی معمر شخصیت جمال الدین باوا دبیر بعمر ۹۶ سال ۲۷ر نومبر ۹۹ء کو راہیٔ عدم ہو گئے۔

مرسلہ۔ اشفاق عمر کوپے

عباس ڈاورے کو صدمہ

۲۵ر نومبر ۹۹ء کو جامع مسجد وڑولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کے موذن جناب عباس محمد قاسم ڈاورے کی ہمشیرہ آمینہ عثمان شریف کا گوریگاؤں ضلع رائے گڈھ میں انتقال ہو گیا۔

(مرسلہ۔ نوگل بھارتی)

عزیز سولکر کو صدمہ

جناب عبدالعزیز شہاب الدین سولکر متوطن سائی (مور بہ) ضلع رائے گڈھ کی والدہ صابرہ بی طویل علالت کے بعد ۱۴ر دسمبر ۹۹ء کو رحلت فرمائیں۔

شریک غم مبین حاجی

عبدالقادر ابراہیم پٹیل کا انتقال

تلوجہ ضلع رائے گڈھ کے جناب عبدالقادر ابراہیم پٹیل کا ۹ر نومبر ۹۹ء کو بروز منگل انتقال ہو گیا۔

مرسلہ۔ ابراہیم پٹیل تلوجہ

شہاب برادران کو صدمہ

جماعت اسلامی کوکن ڈویژن کے انچارج جناب شہاب بانکوٹی اور جناب محسن شہاب کی ہمشیرہ نجمہ زوجہ حسین کھوت کا ۲۷ر نومبر ۹۹ء کو چھ ماہ کی طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ مرحومہ کے انتقال سے ایک ہفتہ پہلے ان کی خوشدامن خدیجہ بی علی عباس کھوت رحلت فرما گئیں تھیں۔

ماٹونکر برادران کو صدمہ

دابھول تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڈھ کی معروف شخصیت جناب عبدالحمید ماٹونکر کے چھوٹے بھائی حاجی عبدالستار کی اہلیہ محترمہ قدرت بیگم کا ۲۸ر اکتوبر ۹۹ء کو انتقال ہو گیا۔

مرسلہ اخلاق عمر گوڈے

ابراہیم بنارسی کو صدمہ

نقش کوکن کے دیرینہ ہمدرد اور این آرٹ پرنٹنگ پریس کے مالک جناب ابراہیم لعل محمد بنارسی کی ہمشیرۂ نسبتی صبیحہ محمد عثمان انصاری جو اکبر پیر بھائی کالج ممبئی ۸ میں لکچرار تھیں مختصر سی علالت کے بعد ۱۸ر جنوری ۲۰۰۰ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئیں۔

جامع مسجد ویرار کے چیف ٹرسٹی کا انتقال

۱۱ر جنوری ۲۰۰۰ء کو جناب ابراہیم ساٹھے کا اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی عمر ۶۰ سال تھی۔

نور پرکار کو صدمہ

کویت میں مقیم مشہور شاعر، ادیب اور مراٹھی اردو کے مترجم جناب نور پرکار اور برہانی کالج نیز کے جے سومیا کالج کے سابق پروفیسر ایم ایچ پرکار متوطن بانکوٹ ضلع رتناگیری کے والد جناب قاضی عبدالرحمٰن پرکار مختصر سی علالت کے بعد ۱۶ر جنوری ۲۰۰۰ء کو بعمر ۹۵ سال رحلت فرماگئے۔

ابوعاصم اعظمی کو صدمہ

سماج وادی پارٹی ممبئی کے صدر جناب ابوعاصم اعظمی کے برادر نسبتی (ایگل آئرن میٹل انڈسٹریز کے مالک و ڈائریکٹر) ۳۰ سالہ جوان عبدالمنان چودھری ۱۸ر جنوری ۲۰۰۰ء کی شام کٹھمنڈو کے قریب کار حادثے میں انتقال کرگئے۔

جی ایم پٹیل جناب کو صدمہ

فنددار ہائی اسکول وہور اور اس کے ٹرسٹ کے ایڈمنسٹریٹیو افسر، ۱۱۱میں کوآپریٹیو کریڈٹ سوسائٹی کے مینجنگ ڈائریکٹر اور ضلع رائے گڈھ کی معروف شخصیت جناب غلام محمد پٹیل کی والدہ کا جمعرات ۲۰ر جنوری ۲۰۰۰ء کی شب میں ضعیف العمری میں انتقال ہوگیا۔

ایڈوکیٹ اصغر احسانے کو صدمہ

وہور (مہاڈ) ضلع رائے گڈھ کے وکیل جناب اصغر احسانے کے والد جناب حسین میاں احسانے (راتن والے) کا ۱۹ر جنوری ۲۰۰۰ء بدھ کے روز بعمر ۸۵ سال انتقال ہوگیا

مُلّا برادران کو صدمہ

پنویل میونسپل کونسل کے سابق صدر سعید ملا کی خوشدامن اور جناب معین الدین مُلّا کی بہن محترمہ زینب لوکگڑے کا انتقال ۲۲ر جنوری ۲۰۰۰ء بروز سنیچر صبح ۲ ۱/۸ بجے ہوا مرحومہ مخلص ملنسار اور ہمدرد قوم تھیں۔ مرحومہ کی تدفین پنویل ہی میں کی گئی۔..

شریک غم:

مومن عبدالسلام، آنند نگر نیتولی، کلیان۔

کوپن برائے "ہماری پسند"

لفظ .... جسے شعر میں استعمال کیا گیا ہے۔

نام: - - - - - - -

....

پتہ - - - - - - -

- - - - - - - - -

- - - - - - - - -

اشاعت کا ۳۸ واں سال

ماہنامہ
نقش کوکن
ممبئی

اردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹری نمبر: E 3 006)

جلد نمبر ۳۸ | شمارہ نمبر ۳ | ماہ: مارچ ۲۰۰۰ء

درون ہند سالانہ: اکسو پچیس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپئے
درون ہند سالانہ عطیہ: پانچسو روپے
معاون خریداری: دوسو پچاس روپے
عوام کے لئے: ایکسو پچیس روپے

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
پانچسو روپے /500 .Rs
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون یا عوامی حضرات: پانچسو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے لوانگر۔ ایم ٹی نائیک روڈ مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔ فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۵۸۰۷۴

اس شمارے کی نقوش

تاریخ اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کتابت: جاوید ندیم

مقام طباعت: ابروا پرنٹرز، بائیکلہ، ممبئی ۴۰۰۰۲۷

[illegible]، راہ چلتے ہوئے، کسی شادی یا ادبی و ثقافتی پروگرام میں نقش کوکن کو برا بولتے ہیں۔ اس پر ہنستے ہیں۔ اس۔
[illegible] کا اظہار کرتے ہیں۔ نقش کوکن کو سنوارنے اور نکھارنے کی بڑی بڑی تجویزیں بیان فرماتے ہیں۔ نقش کوکن سے ا۔
[illegible] بائیکاٹ دھل اعلان کرتے ہیں۔ اس کی ترقی کے لئے خود کو دانے۔ درمے۔ سخنے ہمہ وقت تیار بتاتے ہیں۔ مگر یہ ہمارے کر
[illegible] 30 پیسے کا پوسٹ کارڈ خرید کر اس پر چند سطریں لکھ کر نقش کوکن کو ارسال نہیں کرتے۔ یہی واحد اور سب سے بڑی شکایہ
نقش کوکن کو اپنے کرم فرماؤں سے ہے۔ نقش کوکن اس بات کا آپ کو یقین دلاتا ہے کہ ہمارے کرم فرماؤں کے خط چاہے
تلخ ہوں وہ نہ صرف نقش کوکن میں شائع ہوں گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نقش کوکن ٹرسٹ اس پر سنجیدگی سے غور
کرے گا۔

اسلم خان

حج اتفاق و اتحاد کا اعلیٰ نمونہ

سلمان ایک مقصد کے تحت ایک جگہ جمع ہوتے ہیں : مولانا عبدالکریم پاریکھ

''حج اتحاد و اتفاق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ حج کے علاوہ دنیا کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا ہے کہ تقریباً ساڑھے چار ہزار یں بولنے والے کسی ایک مقصد کے تحت ایک جگہ جمع تے ہوں۔ اور صرف ایک زبان عربی میں اللہ کا ذکر تے ہوں۔ دنیا کو یہ اعزاز صرف حج نے ہی دیا کہ تمام ں کے لوگ اپنے تمام اختلافات بھلا کر پانچ دنوں کے ایک' ہو جاتے ہیں۔ یہ اتحاد و اتفاق دراصل تمام زندگی لاگو کرنے کیلئے ہے اور حج کے مقاصد میں سے یہ بھی مقصد ہے۔'' اپنی صدارتی تقریر میں ان خیالات کا ار ناگپور سے تشریف لائے مولانا عبدالکریم پاریکھ نے ن ٹورز اینڈ ٹراویلز کے زیراہتمام ۴ تا ۶ر فروری کو یشوری (مغرب) میں منعقدہ سہ روزہ حج ٹریننگ کیمپ کیا۔ اتحاد و اتفاق کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے لمانوں کو نصیحت کی کہ آپسی اختلافات و انتشار ختم کردو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلکی اور گروہی رے میں نہ پڑو کیونکہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ، اور تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ اشہر حرام ذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حج کی سہولت اور یت کے لئے اللہ نے چار مہینوں کو محترم ٹھہرایا ہے۔ جس ں سی بھی طرح کی ظلم و زیادتی سے یکسر منع کیا گیا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اپنے آپ کو اسلامی ممالک کہنے لے چند ملک ان مہینوں میں برسرپیکار رہے جبکہ حکم یہ ہے ار کوئی جنگ سے پہلے جاری ہو تو ان مہینوں کے آتے ہی بند کردی جائے۔

اس حج ٹریننگ کیمپ میں پروفیسر انیس چشتی پونہ، مولانا نسیم الدین مفتاحی اورنگ آباد، مولانا انظر شاہ، مسعود کشمیری دیوبند اور مولانا سالم ابن قاری محمد طیبؒ دیوبند نیز مولانا طلحہ قاسمی بھیونڈی بھی شریک ہوئے اور شرکاء کیمپ سے خطاب کیا۔

پروفیسر انیس چشتی جو جغرافیہ کے استاد بھی ہیں، مولانا عبدالکریم پاریکھ کی زیرصدارت ۴ر فروری کو بعد نماز جمعہ بیت اللہ شریف کی جغرافیائی اہمیت کے عنوان کے تحت خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کائنات میں بیت اللہ کی سرزمین اسی طرح ہے جس طرح آدمی کے جسم میں ناف ہوتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی گوشے سے کعبہ کی طوالت کو اگر ناپا جائے تو کعبہ تمام دنیا کے بالکل درمیان میں واقع ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دنیا کی کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں آبادی نہ ہو یا اس کے نشان نہ ہوں، مگر خانہ کعبہ جہاں واقع ہے وہ ایسی جگہ ہے جہاں سے اس سے قبل کوئی آبادی نہیں تھی یعنی کہ گویا غیر استعمال شدہ زمین پر کعبۃ اللہ کی تعمیر ہوئی ہے۔ مولانا نسیم الدین مفتاحی نے ''مناسک حج اور اس کی فضیلت و اہمیت'' کے عنوان کے تحت کہا کہ تمام عازمین حج کو حج کے متعلق تمام ارکان و مناسک کی مکمل معلومات ہونی نہایت ضروری ہے۔ عازمین کو جو پریشانی اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ دراصل لاعلمی کی بناء پر ہوتا ہے۔ انہوں نے حج کے لئے احرام باندھنے سے لے کر سفر حج سے واپسی تک

کی تمام باتیں نہایت مفصل طریقے سے پیش کیں۔
۵؍ فروری کا پروگرام صرف خواتین کے لئے رکھا گیا تھا جس میں ہزاروں عازمین خواتین نے شرکت کی۔ محترمہ شاہد انصاری پرنسپل جامعۃ المحسنات ممبرا کی زیر صدارت پروگرام میں عظمیٰ ناہید صدر شعبۂ خواتین صابو صدیق ممبئی، محترمہ فریدہ صدیقی، محترمہ تنویر خانم اور نظامت کے فرائض محترمہ نجمہ زہرہ نے انجام دیئے۔ اس کے علاوہ کئی معزز خواتین نے بھی شرکت کی اور خواتین عازمین حج کی رہنمائی فرمائی۔ تیسرے دن ۶؍ فروری اتوار کا پروگرام مرد و خواتین کے لئے مشترکہ پروگرام تھا جس میں خواتین کے لئے پردے کا معقول انتظام کیا گیا تھا۔ مولانا محمد سالم قاسمی دارالعلوم دیوبند کے زیر صدارت اس پروگرام سے مولانا محمد طلحہ قاسمی نے "حج کا روحانی پہلو" کے عنوان کے تحت خطاب کیا اور کہا کہ حج دراصل انسانی زندگی کے لئے غذا کی حیثیت رکھتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ آدمی اس حج کو صرف اللہ کے لیے کرے۔ اس کے بعد آدمی گناہوں سے اس قدر پاک و صاف ہو جاتا ہے گویا وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ مولانا مقصود الرحمٰن امام ارلا مسجد نے بھی خطاب کیا۔ مولانا محمد سالم قاسمی نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج معاملہ یہ ہے کہ حج آدمی اسی وقت کرتا ہے جب اس کے قوی اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ جسے بھی استطاعت ہو حج کے لئے چلا جائے۔

اس سہ روزہ حج ٹریننگ کیمپ میں طعام و قیام کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ جمعہ تا اتوار تک جاری رہنے والے اس پروگرام میں بڑی تعداد میں عازمین حج شریک ہوئے۔ سوالات و جوابات کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جس میں عازمین حج نے اپنے سوالات دریافت کئے اور جوابات دیئے گئے۔

اس سہ روزہ پروگرام میں روزانہ بعد نماز عشاء "خطاب کا بھی انعقاد کیا گیا تھا جس میں پہلے دن مولانا عبدا پاریکھ نے "قرآن اور اصلاح معاشرہ" دوسرے دن انظر شاہ مسعودی کشمیری نے "دورِ جدید اور اسلام تیسرے روز مولانا محمد سالم قاسمی نے "مسلم پرسنل کے عنوان کے تحت خطاب کیا جس میں عازمین کے اطراف کے ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ شرکاء تاثرات میں کہا کہ اس طرح کے پروگرام ہر سال منعق چاہیے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔ ہو کہ ایشین ٹورز اینڈ ٹراویلز کی جانب سے یہ پر ہر سال منعقد کیا جاتا ہے جس میں ہندوستان کے ج مستند علماء شریک ہوتے ہیں۔ مگر اس سے قبل یہ پر صرف ایک دن کا ہوا کرتا تھا جو کہ اس سال سہ روزہ ہوا۔ اس کیمپ میں حج بازار کا بھی اہتمام کیا گیا تھا عازمین کی ضروریات کی تمام چیزیں نہایت مناسب دا میں فروخت کی گئیں۔ ان تینوں دنوں کی نظامت فرائض حسب ترتیب ایشین ٹورز کے ذمہ دار شیخ اسماعیل اور تیسرے دن نور محمد حسن نے انجام دیئے۔ کے روح رواں نصیر احمد خان نے تمام شرکاء کیمپ اور شکریہ ادا کیا نیز دوسرے ذمہ داران سے یہ گزارش کہ اس طرح ٹریننگ کیمپ ہندوستان کے تمام شہر دا منعقد کئے جائیں تاکہ عازمین حج زیادہ سے زیادہ ا کر سکیں۔

☆ حسن کمال

پانی رے پانی ترا رنگ کیسا

گذشتہ ہفتہ ایک دن ہمیں ایک ہندی روزنامہ نے فون کیا (جواب بند ہو چکا ہے) فون کرنے والا اخبار کے عملہ کا کوئی رکن تھا۔ فون اس نے اس بارے میں ہماری رائے جاننے کیلئے کیا تھا کہ آیا اسلام میں عورتوں کا سر منڈانا جائز ہے یا ناجائز؟ ہمیں تھوڑی دیر کے لئے حیرت ضرور ہوئی کہ کسی شرعی معاملہ میں ہم سے کیوں رائے لی جارہی ہے کہ ہم نہ کوئی عالم ہیں نہ مولوی۔ لیکن اپنی حیرت کو دبا کر ہم نے جواب دیا کہ قرآن و حدیث کا جس حد تک ہم کو علم ہے ایسی کسی ممانعت سے ہم واقف نہیں ہیں اور ہم نے سوال کرنے والے کو یہ بھی بتایا کہ قرآن و حدیث کے سلسلہ میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں۔

اس وقت ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ ہمارے شہر میں ہر راستے اور ہر بہانے شہرت کے طالب کچھ لوگوں نے یہ فتویٰ صادر کر دیا تھا کہ اسلام میں عورتوں کا سر منڈانا ناجائز ہے اور یہ کہ شبانہ اعظمی نے فلم "واٹر" میں ایک کردار نبھانے کے لئے اپنا سر منڈوالیا ہے۔ فون کے بعد ہم اس سوچ میں پڑ گئے کہ اخبار مذکور کے لئے یہ بات زیادہ اہم کیوں تھی کہ کچھ لوگوں نے سر منڈانے کے عمل کو خلاف اسلام قرار دیا یہ بات زیادہ اہم کیوں نہیں کہ درجن بھر افراد نے بنارس میں فلم واٹر کی فلم بندی رکوادی اور دنیا میں دنیا کی سب سے کثیر الآباد جمہوریت میں "آزادیٔ رائے" کا گلا گھونٹ کر ہمارے ملک کی بے عزتی کروادی۔

پہلے یہ خیال آیا کہ شاید اخبار مذکور یہ بتانا چاہتا ہو کہ غیر ذمہ دار اور مجنوں صفت افراد ہر فرقے میں موجود ہیں، لیکن پھر سوچا کہ یہ بات نہ تو بہت اہم ہے اور نہ نئی سب جانتے ہیں کہ اس قسم کے لوگ ہر مذہب اور ہر فرقے میں پائے جاتے ہیں جو مذہب کو ذاتی شہرت اور سیاسی ناموری کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ یقیناً اخبار مذکور اس ہنگامہ کے سب سے کریہہ پہلو کی طرف سے عوامی توجہ ہٹانا چاہتا ہے۔

جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو شبانہ اعظمی کے مذکورہ فعل کو خلاف شرع اور غیر اسلامی بتا کر سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے تھے تو یہ بات ان کو بھی یقیناً معلوم ہوگی کہ شبانہ نے کبھی پابند شرع اور مذہبی خاتون ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لیے ان پر غیر اسلامی فعل کرنے کا الزام ہی سرے سے لغو اور بے معنی ہے۔ وہ ایک اداکارہ ہیں، ایک ایسی اداکارہ جن کی فنکاری کا اعتراف وہ تمام لوگ بلاامتیاز مذہب و ملت کرتے ہیں، جنہیں فلموں سے دلچسپی ہے یا جو فلمیں دیکھتے ہیں۔ بحیثیت اداکارہ انہیں اپنا فن دنیا کے کسی بھی اور شئے سے زیادہ عزیز ہے۔ اور فنکار اپنے فن کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار رہتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مشہور مصور وان گاف نے ایک تصویر بناتے بناتے انہماک کے عالم میں اپنا کان کاٹ لیا تھا۔ برسوں پہلے ایک ہندوستانی اداکار نواب کشمیری نے ایک فلم میں ایک خاص کردار نبھانے کے لئے اپنے بتیسوں دانت نکلوادئے تھے۔ چنانچہ اگر شبانہ اعظمی نے ایک برہمن بیوہ کا

کردار ادا کرنے کیلئے اپنے چھوٹے مگر خوبصورت بال اتروادئے تھے یہ فن سے ان کی وفاداری کا ثبوت ہے اور بقول غالب ۔

وفاداری بہ شرط استواری اصل ایماں ہے
مرے بتخانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

چنانچہ سیدھی بات ہے کہ اخبار مذکور نے ایک سنگین مسئلہ اور ایک ہر لحاظ سے قابل مذمت واقعہ یعنی فلم "واٹر" کی شوٹنگ کو وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل اور شیو سینا کی طرف سے فلم بندی رکوانے کی طرف سے دھیان ہٹانا چاہتا تھا۔ درجن بھر افراد کی طرف سے ہنگامہ آرائی بنارس کے حاکموں کی بے بسی اور حکومت اتر پردیش کی جانبداری میں کوئی ایسی باتیں نہیں ہیں، جن کو ٹال دیا جائے۔ اس عفریت کو جلد از جلد اور سختی سے کچل دیا جانا نہایت ضروری ہے کہ اس عفریت کا نام "نازی ازم" ہے۔

فلم "واٹر" کی کہانی کے بارے میں جب ہم نے مزید معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ کہانی ۳۰ کے آس پاس کی ہے اور کہانی ایک ایسی برہمن خاتون کے ارد گرد گھومتی ہے جو غالباً بچپن ہی میں بیوہ ہوگئی تھی اور جسے اس وقت کے دستور کے مطابق سسرال سے نکال کر بنارس میں گنگا کے کنارے مقدس ماحول میں زندگی گزارنے کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔ جہاں پہنچ کر اسے ایک سب سے نچلی جات کے (جرم کار) لڑکے سے محبت ہوگئی تھی۔

جب کچھ اخباروں میں ہم نے ان لوگوں کے نام پڑھے، جو اس تحریک کے قائد تھے، تو ہم پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ سب کے سب 'فلم مخالف' اور یہ اعتراض کرنے والے کہ فلم میں "ہندو سنسکرتی" کی توہین کی گئی ہے، سب کے سب اونچی جات سے تعلق رکھنے والے تھے۔ بازی نقش کو کن

ہماری سمجھ میں آگئی کہ اصل اعتراض اور اس کی وجہ کیا ہے؟ شاید یہی بات اخبار مذکور کے اس صحافی کو بھی معلوم تھی جو ہم کو علم دین قرار دے کر ایک "غیر اسلامی" فعل پر ہماری رائے جاننا چاہتا تھا۔ ہمیں اس کی "معصومیت" پر ہنسی آنے لگی۔

فلمساز دیپامہتہ کی اس سے قبل والی فلم "فائر" بھی ہم جنسی پر تنازعہ کا شکار ہوچکی تھی۔ آگ کے بعد پانی بھی تنازعہ قرار پایا۔ یاد ہوگا "فائر" کے سلسلے میں بھی شیو سینا نے ایک ہنگامہ کھڑا کیا تھا اور اسے "بھارتیہ سنسکرتی" کا مذاق اڑانے کی کوشش قرار دیا تھا۔ اور "بھارتیہ سنسکرتی" سے معنے تانے کے لئے دلیپ کمار کے گھر کے سامنے مظاہرہ کرنے والوں نے اپنے کپڑے اتار دے تھے۔

تشویشناک بات یہ نہیں ہے کہ لوگ تحریک چلاتے ہیں یا مظاہرے کرتے ہیں، کیوں کہ ان لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ تشویشناک بات یہ ہے کہ حکومت افسران اور کسی حد تک میڈیا بھی ایسے عناصر کے سامنے ماتھ گھٹنے ٹیک دیتے ہیں یا پھر کسی اور طرف دیکھنے لگتے ہیں اور اس طرح ان شر پسند عناصر کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ سلمان رشدی کی "آیات شیطانی" کے خلاف ہنگامہ کرنے والوں پر نہ صرف یہ کہ فائرنگ کی گئی تھی اور کئی لوگوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھو دینا پڑا تھا بلکہ سنجیدہ حلقوں نے یہ دلیل بھی پیش کی تھی اور بجا طور پر پیش کی تھی کہ اسلام کیا اتنا کمزور مذہب ہے کہ ایک کتاب یا ایک فلم اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔

اس کتاب سے پہلے بھی اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ تھا اور اس کتاب کے بعد بھی اس کی آب و تاب میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ بلکہ اگر اعداد و شمار دستیاب

ہو سکیں تو معلوم ہو گا کہ اس کتاب کے بعد دنیا خصوصاً امریکہ اور یورپ میں لاکھوں افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔

لیکن جب بات فلم "واٹر" کی آئی تو کسی نے بھی یہ دلیل نہیں دی کہ کیا ہندو دھرم اور بھارتیہ سنسکرتی اتنی کمزور چیزیں ہیں کہ ایک دو گھنٹہ کی فلم اس کی صدیوں کی تاریخ اور عظمت کی دھجیاں اڑا دے؟ یہ جانبداری ان اہل دانش کی دانشوری کا پول کھول رہی ہے۔ یہ دوہرا پن ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ ہمارے دانشوروں کے قلم میں جو دھار غیر ذمہ دار مسلم عناصر کے خلاف لکھتے وقت پیدا ہوتی ہے، وہ دیگر غیر ذمہ دار عناصر پر لکھتے وقت کند ہو جاتی ہے۔

فلم "واٹر" کی فلم بندی رکوانے کے سلسلہ میں جس کھلی دھاندلی سے کام لیا گیا ہے، اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ ان عناصر کے خلاف کوئی کارروائی کرنے میں مرکزی سرکار بھی خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ ورنہ کوئی سبب نہیں کہ جس فلم کی اسکرپٹ کو مرکزی سرکار کے متعلقہ ذمہ داروں نے دیکھنے اور پرکھنے کے بعد اس کی شوٹنگ کی اجازت دی تھی، اسے زبردستی روکنے پر مرکزی سرکار کے ذمہ دار یہ آسان سا حیلہ تراش دیں کہ نظم و نسق کا معاملہ ریاستی سرکار کے دائرہ اختیار میں آتا ہے، مرکزی سرکار کچھ نہیں کر سکتی۔ ذرا یہ لوگ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ ان کی منظوری سے اگر کسی ایسی ریاست میں یہ واقعہ ہوا ہوتا، جہاں بی جے پی اور اس کے اتحادیوں کی سرکار نہیں ہے، تو بھی مرکزی سرکار اسی حیلے ڈھالے جواب پر تیار ہو جاتی۔

ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایسا کوئی واقعہ بہار یا مغربی بنگال میں پیش آیا ہوتا تو لالو یادو اور جیوتی باسو کی حکومت پر الزامات میں مرکزی سرکار ایک اور الزام کا اضافہ کر چکی ہوتی اور بہار میں ہوا ہوتا تب تو بی جے پی اسے اسمبلی انتخابات کی مہم میں ایک اہم مدعا بنا چکی ہوتی۔

کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ دوسرا معیار سرکار کے لئے کوئی سودمند پالیسی نہیں ہے اور ایک نہ ایک دن پلٹ کر اس پر وار کرے گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس واقعہ نے دنیا میں ہندوستان کو نیک نامی نہیں دی۔ موجودہ مرکزی سرکار چونکہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ ہندوستان کی پہلی ایسی سرکار ہے جسے ملک کا وقار سب سے زیادہ عزیز ہے اس لئے یہ بدنامی اس کیلئے اور بھی زیادہ قابل شرم بات ہے۔ معاملہ چونکہ فلم کا ہے جس سے نوجوانوں کو خاص دلچسپی ہے اس لئے 'واٹر' کی شوٹنگ کو روکنے کا واقعہ ان کو سب سے زیادہ متاثر کر رہا ہے، جس پر بی جے پی عرصہ سے ڈورے ڈال رہی ہے۔ اور چونکہ فلم کی پروڈیوسر سمندر پار بسی ہوئی ایک ہندوستانی خاتون ہے اس لئے سمندر پار بسے ہوئے ہندوستانیوں میں بھی یہ واقعہ بات چیت کا موضوع بنا ہوا ہے۔

ایک بات یاد رکھنا چاہئے کہ جو لوگ یہ حرکتیں کر رہے ہیں وہ انتہائی قلیل اقلیت میں ہیں اور ہرچند اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو بہت طاقتور سمجھا جاتا ہے لیکن اسے معلوم ہے کہ وہ کسی شدید عوامی ردعمل کے آگے ٹک نہیں پائے گا اور نہ ایسی حرکتیں کر کے وہ ان کے ہاتھ مضبوط کر پائے گا، جن کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ یہ اقلیت ہندوستان کی بہت بڑی اکثریت کے ریلے میں ایک دن بہہ جائے گی، یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے اس لئے مدھیہ پردیش کے چیف منسٹر دگ وجے سنگھ مبارکباد ہیں کہ انہوں نے پہلے بجرنگ دل کے اجلاس کے تعلق سے اور اب 'واٹر' کی مدھیہ پردیش میں شوٹنگ کی کوشش کر کے ان عناصر کو پہلی بار للکارا ہے۔ ●●●

گاندھی جی پاکستان جانا چاہتے تھے

میرے ایک مارکسسٹ دوست یعقوب راہی نے ایک بار مجھ سے کہا تھا "کیا بات ہے بھئی آج کل زندگی نامہ میں تمہیں گاندھی بہت یاد آرہا ہے؟"

میں ہنس کر رہ گیا تھا کوئی جواب اس لئے نہیں دیا تھا کہ ہمارے مارکسسٹ دوست اپنے سخت نظریات کی وجہ سے گاندھی سے خاصے بدکتے ہیں اس لئے میرا کوئی جواب یعقوب راہی کو مطمئن کرتا یہ ممکن ہی نہ تھا۔ خیر یعقوب راہی کے سوال کا جواب آج میں دیئے دیتا ہوں کہ ایسی ہی شخصیتیں یاد رکھی جاتی ہیں جن کے پاس یاد رہنے جیسی باتیں ہوں۔ وہ چاہے کارل مارکس ہوں۔ لینن ہوں ماوزے تنگ ہوں چے گویارا ہوں برٹینڈ رسل ہوں یا گاندھی ہوں۔

آج ایک بار پھر مجھے گاندھی جی یاد آرہے ہیں کیوں کہ آج ہی کے دن (۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء) ناتھورام گوڈسے نے برلا ہاؤس کی پرارتھنا سبھا میں گاندھی جی کے سینے میں ہندو فرقہ پرستی کے زہر میں بجھی ہوئی تین گولیاں اتاری تھیں۔

گاندھی کو امین برو نے سلولائیڈ پر اتار کر ایک بار پھر زندگی دی تھی۔ لیکن مجھے خدشہ ہے کہ لوگ گلیمر کی چکا چوند میں ایٹن برو کے گاندھی میں کہیں ہمارے گاندھی کو کھو نہ دیں۔

گاندھی ہمارے عہد کی وہ منفرد اور متنازعہ فیہ شخصیت ہے جس سے مسلمان اپنی بدقسمتی اور ہندو اپنے دشمن واد کی وجہ سے نفرت کرتے ہیں پیشہ ور سیاستداں مولویوں نے ناخواندہ مسلمانوں پر اتنا اثر بنا رکھا ہے کہ وہ بیچارے یہ بھی نہیں جانتے کہ اس ملک میں ان کا دوست کون تھا اور دشمن کون تھا؟ نہرو کے سینے پر لگے گلاب کے پھول کی خوشبو سے مسحور مسلمان کانگریس کی جھولی میں ووٹ ڈال کر جوتے کھاتا رہا ہے اسے یہی نہیں پتہ کہ نہرو اور سردار پٹیل آپسی اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے معاملات میں کچھ زیادہ دور نہ تھے۔

آیئے آج 51 برس بعد مسلم فرقہ پرستی کی عینک اتار کر گاندھی سے نفرت کرنے سے پہلے گاندھی کی زندگی کے آخری دنوں پر ایک غیر جانبدارانہ نظر ڈالیں۔ گاندھی جی کو مسلمان ایک کٹر ہندو کی شکل میں "اپنی نظر سے" دیکھ چلا آرہا ہے۔ کیا گاندھی جی واقعی صرف ہندو تھے۔؟

گائے کو ہندو مقدس جانور مانتا ہے اسی مقصد جانور کی حفاظت کے لئے ڈاکٹر راجندر پرساد جو اس وقت وزیر خوراک تھے، کو ایک لاکھ پوسٹ کارڈ اور تار موصول ہوئے تھے جن میں گئوکشی پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا تھا______ سارا ملک گئوکشی کے خلاف چلائی جانے والی تحریک سے اندر ہی اندر پک رہا تھا۔ تب گئوکشی کے اس مطالبے کو سختی سے ٹھکراتے ہوئے اس کٹر ہندو گاندھی نے کہا تھا۔ "کسی اسلامی ملک میں غیر مسلموں پر اسلامی قانون نہیں تھوپا جاسکتا اسی طرح کسی ہندو راج میں بھی غیر ہندوؤں پر ہندو قانون نہیں لادا جاسکتا ______ پھر ہندوستان تو ایک سیکولر ملک ہے۔ ہندو دھرم میں گئوکشی کی ممانعت ہے یہ ممانعت تو ہندوؤں

... ساری دنیا کے لئے تو نہیں۔ ہمارا راشٹر واد کیا ... ہے؟ ہم اپنے آدرشوں کے مطابق رہیں گے۔ یا ... حرکت کریں گے جس کے لئے ہم پاکستان کو کوستے ...؟"

بتایئے کیا کوئی کٹر ہندو اس طرح کی بات اپنے مقدس جانور کے بارے میں کہہ سکتا ہے؟ یہ عام خیال ہے کہ گاندھی جی نہرو اور پٹیل کو بہت چاہتے تھے اور یہ دونوں بھی انہیں اس قدر عزیز رکھتے تھے۔ آیئے اس سچ کو بھی پرکھتے چلیں ______ مارچ ۱۹۴۷ء کے پہلے ہفتے میں کانگریس ورکنگ کمیٹی نے گاندھی جی سے مشورہ کئے بغیر پنجاب کو ہندو اکثریت کے علاقوں میں تقسیم کرنے کی تجویز پاس کی۔ اس سلسلے میں کسی نے بھی گاندھی جی کو تقریباً دس دنوں تک کچھ نہیں بتایا تو گاندھی جی نے ۲۰ مارچ کو پنڈت نہرو کو لکھا "ہو سکے تو آپ مجھے پنجاب سے متعلق تجویز کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ میں اسے سمجھ نہیں سکا ہوں۔" گاندھی جی کے اس خط کا جواب دیتے ہوئے سردار پٹیل نے ۲۴ مارچ کو گاندھی جی کو لکھا۔ پنجاب سے متعلق تجویز آپ کو سمجھانا دشوار ہے یہ تجویز بہت غور و خوض کے بعد پاس کی گئی ہے جلد بازی یا بنا سوچے سمجھے کچھ نہیں کیا گیا ہے۔ ہمیں تو اخباروں سے پتہ چلا کہ آپ نے اس تجویز کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے آپ کو جو ٹھیک لگے وہ کہنے کا حق تو آپ کو ہے ہی۔"

یہ الفاظ تھے گاندھی جی کے عزیز ساتھی سردار پٹیل کے۔ سردار اور نہرو کے ایسے ہی رویے کو دیکھتے ہوئے گاندھی جی نے ایک بار کہا تھا۔

"جو لوگ میرے ایک ایک بول کو سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے وہی آج ہمالیہ چلے جانے کو کہہ رہے ہیں ایک زمانہ تھا جب لوگ میری بات مانتے تھے تب میں عدم تشدد کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ آج میری ہر بات ایک بازگشت بن گی ہے۔"

گاندھی جی تقسیم کے خلاف ضرور تھے لیکن محمد علی جناح کی ضد اور ڈائرکٹ ایکشن (مسلمانوں کے ذریعہ خانہ جنگی) کی دھمکی کے آگے گاندھی جی نے ہتھیار ڈال دیئے تھے لیکن پاکستان بن جانے کے بعد بھی وہ پاکستان کو اپنی روح سے الگ نہیں کر سکے تھے وہ ہندوستانیوں کو "ہندو اور مسلمان" کے نام پر مرتے دم تک تقسیم نہیں کر سکے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں پاکستان جانے کے لئے بہت بے چین تھے۔ ان کا خیال تھا کہ تقسیم نے دونوں قوموں میں جو زہر گھولا تھا وہ ان کے پاکستان جانے سے کم ہو جائے گا اور ہندو مسلم ایکتا کی شروعات ہو گی۔ ۱۹ر جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی سے آنے والے اپنے دو پارسی دوستوں سے انہوں نے کہا تھا۔

"میرے اندر کوئی کہہ رہا ہے کہ اگر میں پاکستان جاؤں اور وہاں کے مسلمانوں کو اپنے چہرے میں اور شخصیت میں وہ محبت دیکھنے دوں جو ہندو اور مسلمان میں بھید نہیں کرتا اور جس کی وجہ سے میں نے بھارت کے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی ہے تو اس سے وہاں کے مسلمانوں کو اپنی ملاحدگی پسندی ایک بے کار غلطی محسوس ہو گی۔" ______

گوڈسے کے ہاتھوں مارے جانے سے ایک دن پہلے انہوں نے اپنے پرائیویٹ سکریٹری پیارے لال کے سامنے پاکستان جانے کی تجویز رکھی تھی وہ فروری ۱۹۴۸ء کے آخری ہفتے میں پاکستان جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

تقسیم کے بعد راجہ مہاراجاؤں زمینداروں اور

نوابوں کی جاگیریں ختم کر دی گئی تھیں لیکن کانگریس کے ۳۰ر سالہ دور حکومت میں کانگریسی منسٹروں کی عیش و عشرت کچھ اتنی بڑھ چکی ہیں کہ ان میں اور مہاراجاؤں اور زمینداروں کے درمیان اب کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ منسٹروں نے یہ عیاشیاں گاندھی جی کی زندگی میں ہی شروع کر دی تھیں لیکن گاندھی جی ان عیاشیوں کے خاموش تماشائی نہیں رہے اور رہ بھی کیسے سکتے تھے جس شخص نے ایک غریب عورت کو مختصر سی دھوتی میں دیکھ کر غربت کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کرتے ہوئے خود ہی مکمل لباس تیاگ دیا ہو اور ایک مختصر سی دھوتی پہن لی ہو وہ شخص اپنے ہی لوگوں کی عیاشیوں پر کیسے خاموش رہ سکتا تھا۔

۲۸ر جولائی ۱۹۴۷ء کو پنڈت نہرو کو ایک خط میں گاندھی جی نے کہا تھا ______ ''منسٹروں اور وائسرائے کو عالیشان مکانوں میں نہیں رہنا چاہیے مجھے لگتا ہے کہ وائسرائے کو کسی عام مکان میں رہنا چاہیے اور موجودہ وائسرائے ہاؤس کو عوام کے استعمال کی کسی عمارت میں بدل دینا چاہیے۔

نہرو اور ماؤنٹ بیٹن نے اس مشورے کو گول کر دیا تھا گاندھی جی کے پوچھنے پر نہرو نے اپنی مصروفیات کا بہانہ پیش کر دیا تھا اس بیان کے کچھ ہی دنوں بعد گاندھی جی نے کہا۔

''اگر میری چلے تو میں راج بھون میں پارٹیوں اور تقریبات کی رسم کو فوراً بند کر دوں۔ میں منسٹروں کے لئے آرام دہ عام سے چھوٹے چھوٹے گھروں کا انتظام کر دوں گا۔ گورنروں اور منسٹروں کے لئے باڈی گارڈ نہیں رکھوں گا۔ اگر اس وجہ سے کچھ مارے بھی جائیں تو پرواہ نہیں کروں گا۔

گاندھی جی اپنی موت سے صرف ۲۹ر روز قبل کہا تھا۔

''ہم لوگ (منسٹر اور دیگر کانگریسی لیڈر) عالیشان بنگلوں میں مزہ لوٹ رہے ہیں۔ یہی نہیں پارٹیوں اور تقریبات میں حصہ لینے سے بھی نہیں چوکتے اس لئے دکھی جنتا کو آزادی کا کوئی احساس نہیں ہو رہا ہے کسی کی موت گھر پر ہو جائے تو یہ تو رواج ہے کہ پورا خاندان مخصوص وقت تک اس کا غم مناتا ہے اس سے جس پر آفت آئی ہوتی ہے اسے ہمدردی کا احساس ہوتا ہے اسی طرح ہم لوگوں نے بھی اس دکھی جنتا کی ہمدردی میں اپنی عیاشی کو تیاگ دیا ہوتا تو انہیں دکھ ہونے کے ساتھ دلاسا تو رہتا۔ لیکن ہم جنتا کی ہمدردی میں لمبی چوڑی باتیں کرتے ہیں تقریریں کرتے ہیں لیکن ہمارا رویہ وہی (عیاشیوں والا ہے)'' یہ وہ چند باتیں ہیں جنہیں میں نے گاندھی جی کی زندگی کے آخری دنوں سے اخذ کیا ہے۔ ان پر اپنے تعصبات کو تج کر نگاہ ڈالیں تو پھر مجھے آپ سے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہ جائے گی کہ ''کیا آپ کو اب بھی گاندھی جی سے نفرت ہے؟''

حاضر جواب

• ایک صاحب کو ایک بڑے فنکار سے ملنے کا اتفاق ہوا تو کہا ''آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی'' [illegible] منہ پھٹ واقع ہوا تھا فوراً بولا ''لیکن مجھے تو آپ سے مل کر خوشی نہیں ہوئی'' وہ صاحب بھی کچھ کم نہ تھے فوراً بولے ''آپ [illegible] طرح ذرا سا جھوٹ بول لیتے تو آپ کا [illegible]'' ••

Is Proud to be appointed the only Authorised Agent for Maharashtra GENERAL SALES AGENT - GSA FOR the only 50 years old professional company internationally Known for its Hotel properties and HAJ/UMRAH Services.

ALHUSSMAM CO. AZIZ KHOGEER HOTELS GROUP MAKKAH اللّٰهُمَّ لَبَّيْك

Specialist in Umrah/Haj Packages Individual Hotel bookings for Khogeer Group of Hotels Makkah Madinah Makkah-Brooj Aziz Khogeer Brooj Yarmook Brooj Sultan Brooj Wisam-Madinah-Brooj Aziz Khogeer Brooj Khawter Hotel

*Year 2000 our most popular Makkah, lower HAJ Packages for our client who value for quality and professionalism each package has 50 limited seats booking started confirmation on first come basis

*SILVER PACKAGE Rs 93000/- Golden Package Rs 99000/- for more details contact Mr Hussain Kazi at Add 9A Mawani Mansion, 1st Nowroji Hill Road, Charnull Dongri, Mumbai 400 009 Tel 3749395/3728425 Fax 7656515 Pager 9601/2-106472 E-Mail zaid@bom5.vsnl.net.in

For our overseas clients from Gulf and Europe America Africa can contact our Jeddah Office directly for Packages from Jeddah to Jeddah Airport Full Board Umrah Hajj Packages G & A Tours - Mr Ashiq Mehmood Tel Fax 009 662 691 1718/ 6916306 Ext 209 E-mail gzag@zajil.net

Our MAC Man Power Consultancy Division Can assist our community to get employment overseas and Get recruit man Power from India Professional Skilled Unskilled Labour Please contact our Jeddah or Bombay office for Company profile! MAC Travel Services PO Box 28 Sector 17 Vashi New Mumbai 400 703 Or write on our E-mails for Details

Approved by Ministry of Labour Govt of India 3153/MUM/PER/300/3/5204/98

We Represents Agency Approved By Saudi Govt & Indian Govt Authorities

Quality & Reputation Is Our Target **Prop. Mahmood Chogle.**

Exporters Overseas Employment Consultants

ASI Travels & Tours

Phone - 445 86 61 - 445 86 63

17, Bhagojikeer Marg,
Mahim, Mumbai - 400 016 India
Tel : 445 82 17-18 - CABLE AL-SAMIT
Telex 11-74529 FAX 444 90 82.

دور حاضر کے نباض۔ شاہد لطیف کا سوز دروں

اب سنّاٹا ہی سنّاٹا ہے!

☆شاہد لطیف

جب بھی کیلنڈر بدلتا ہے، دنیا بھر کے اخبارات و رسائل، ختم ہونے والے سال کا جائزہ پیش کرتے ہیں کہ اس ایک سال کے دوران کون سے خوش گوار واقعات پیش آئے اور اس کے برخلاف کیسی کیسی وارداتیں رونما ہوئیں اور کتنے حادثات نے انسانی جان و مال کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔ اس صحافتی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اگر ہم اس کالم میں بھی گزرنے والے سال (۱۹۹۹ء) کے حالات و واقعات کا جائزہ لینے کی کوشش کریں تو محسوس ہوتا ہے کہ ۱۹۹۹ء نے ملت اسلامیہ کو دو شدید نقصانات سے دوچار کیا ہے۔ ۲۲ر جولائی کو "دلی کے بوعلی سینا" اور جامعہ ہمدرد کے بانی حکیم عبدالحمید نے آخری سانس لی جبکہ ۳۱ر دسمبر کو مفکر العصر مولانا ابوالحسن علی ندوی المعروف بہ علی میاں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ہمارے نزدیک ان دو نقصانات سے بڑا کوئی اور نقصان نہیں تھا جو ہندوستان میں مسلمانوں کی حالیہ تاریخ میں رونما ہوا ہو۔ حکیم عبدالحمید اپنے دیگر اوصاف کے علاوہ جس اہم ترین اور امتیازی خصوصیت کے سبب جانے پہچانے اور مانے جاتے تھے وہ تھا 'عمل'۔ حکیم مرحوم سراپا عمل تھے جس کا ثبوت جامعہ ہمدرد سے لے کر مجیدیہ اسپتال تک اور ہمدرد اسٹڈی سرکل سے لے کر انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز تک دو درجن سے زائد وہ ادارے ہیں جنہیں حکیم صاحب نے قائم ہی نہیں کیا بلکہ انہیں کچھ اس انداز میں استحکام بھی بخشا کہ یہ ادارے آنے والے وقتوں میں بھی ہندوستانی مسلمانوں کی تعلیم اور صحت سے متعلق بہت اہم خدمات انجام دیتے رہیں گے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی دور حاضر میں علم بحر ذخار تھے۔ ہر چند کہ مولانائے محترم کا اصل موضوع تاریخ اسلام تھا لیکن قرآن کریم کی تفسیر اور احادیث نبویؐ سمیت دیگر علوم دینیہ پر آپ گویا اتھارٹی کا درجہ رکھتے تھے۔ بشمول تاریخ دعوت و عزیمت، ۸۰ سے زائد کتابیں جو مولانا نے تصنیف کیں، وہ کسی بڑے علمی کارنامے سے کم نہیں۔ یہی علم تھا جس کی وجہ سے ساری دنیا مولانا کو احترام کی نظر سے دیکھتی تھی۔ بالخصوص عالم اسلام جو محسوس کررہا ہے کہ مولانا کے وصال سے ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پُر ہونا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

اس طرح ایک شخصیت جو سراپا علم تھی وہ بھی جاتی رہی اور دوسری شخصیت جو عمل کی سب سے بڑی تمثیل تھی وہ بھی داغِ مفارقت دے گئی۔ اس تناظر میں غور کیجیے تو اب دور دور تک سناٹے کا دور دورہ نظر آتا ہے۔ ہائے کیا لوگ تھے! کیسی جید اور برگزیدہ شخصیتیں تھیں اور ان کے دم سے کیسی تقویت کا احساس ہوا کرتا تھا!

جولائی میں حکیم صاحب رخصت ہوئے تو کئی دنوں تک بڑے خالی پن کا احساس ہوتا رہا اور اب مولانا علی میاں

خالق حقیقی سے جاملے ہیں تو اب بھی وہی خالی پن ہے جو ذہن کو ماؤف کیے ہوئے ہے۔ کیا وقت ان شخصیات کا نعم البدل فراہم کر سکے گا؟ نہیں۔ وقت کبھی کسی شخصیت کا نعم البدل فراہم نہیں کرتا۔ عالمی تاریخ کے کروڑوں صفحات کی ورق گردانی کرلی جائے تب بھی کوئی ایک مثال ایسی نہیں مل سکے گی جسے ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکے، تاہم ہر دور اور ہر زمانہ کوئی نہ کوئی ایسی شخصیت ضرور پیدا کرتا ہے جس پہ اس دور اور اس زمانے کو ناز ہوتا ہے۔ ہمیں حکیم صاحب اور مولانائے محترم کے اٹھ جانے کا زیادہ افسوس اس لئے بھی ہے کہ ان برگزیدہ شخصیات کے بعد کا دور ایسے امکانات کی نشاندہی نہیں کرتا جن کے پیش نظر اس بات کا اطمینان ہو کہ آج نہیں تو کل، یہ دور بھی کوئی ایسی شخصیت پیدا کرے گا جسے علم و عمل کی تفسیر قرار دیا جاسکے گا۔ یہی بے اطمینانی اس مضمون کا محرک بنی ہے۔

حکیم صاحب نے بہت کم لکھا ہے لیکن جو کچھ بھی تحریر کیا وہ اس قابل ہے کہ اسے دلوں میں جگہ دی جائے۔ آپ کو یہ جان کر یقیناً افسوس ہوگا کہ حکیم صاحب کو بھی اپنے بعد آنے والے لوگوں میں امکانات کی اسی کمی کا قلق تھا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں "اخبار بینی کے شوق نے ۱۹۴۶ء سے تراشوں اور ان فائلوں کا ایسا روپ دھارا کہ ہزارہا فائلوں نے الماریاں بھر دیں اور اب بھی وہ بھری چلی جارہی ہیں اور رکنے کا نام نہیں لیتیں۔ معلوم نہیں ان کا انجام کیا ہوگا۔ اور ان سے فائدہ اٹھانے والے کب پیدا ہوں گے؟"

ایک اور جگہ جامعہ ہمدرد کے بانی نے لکھا ہے "۱۵ر سال کے یہ تعلیمی اور تدریسی واقعات کا ریکارڈ اب اپنے حقیقی قدر دان کا انتظار کر رہا ہے!"

حکیم صاحب اپنے منحنی جسم میں چٹان جیسے عزم کے حامل تھے۔ آپ جانتے ہیں، عزم مایوسی کے احساس کا قاتل ہوتا ہے اس کے باوجود حکیم صاحب کی ان سطور میں اپنے بعد کی نسل سے مایوسی کا احساس ملتا ہے۔ کیوں تھی یہ مایوسی؟ ممکن ہے ایسا ہی کوئی احساس مولانا علی میاں کو بھی رہا ہو، طبیعت کی شائستگی نے جس کا اظہار نہیں ہونے دیا!

سوال یہ ہے کہ آخر یہ کیسا دور ہے جو، کوئی بڑی شخصیت پیدا کرنے سے قاصر نظر آتا ہے؟ یہ اس دور کا قصور ہے یا اس دور میں زندگی گزارنے والے لوگوں کا جو علم اور عمل کی اہمیت کو فراموش کر بیٹھے ہیں؟

ہمارے خیال میں قصور دونوں کا ہے۔ موجودہ دور تاریخ کے سابقہ تمام ادوار سے مختلف ہے۔ اس دور میں دنیا جتنی تیزی سے بدل رہی ہے اتنی شاید پہلے کبھی نہیں بدلی تھی۔ یہ دنیا سکڑ کر گاؤں سی میں تبدیل نہیں ہوئی بلکہ اس کے سر پر مادّیت کا جو بھوت سوار ہوا ہے وہ اسے بے روح کرتا جارہا ہے۔ انسانی اور اخلاقی قدروں پر معاشی قدریں حاوی ہوگئی ہیں۔ الیکٹرونک میڈیا نے لوگوں سے ان کا بچا کھچا وقت بھی چھین لیا ہے چنانچہ کتابوں اور ایک دوسرے کی صحبت سے کچھ سیکھنے اور فیض حاصل کرنے کا جو موقع آدمی کو دستیاب ہوا کرتا تھا وہ اب پرانی بات ہوچکی ہے۔ گھروں میں اب وہ بوڑھی نانی یا دادی بھی نہیں رہی جو بچوں کو سبق آموز کہانیاں سنایا کرتی تھی اور جن کی کہانیاں، طبع زاد یا سنی سنائی ہونے کے باوجود بچوں کی اخلاق سازی میں بے حد اہم رول ادا کیا کرتی تھی۔ جہاں تک نظام تعلیم کا سوال ہے، یہ نظام اس قدر ناقص ہے کہ نصاب کی کتابیں پڑھ کر بچے امتحان تو کامیاب کر لیتے ہیں لیکن ایسی مثالیں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہیں کہ ان کتابوں سے بچوں نے کچھ سیکھا بھی ہو۔ یہ اسی نظام تعلیم کا قصور ہے کہ بڑی بڑی ڈگریاں

لے کر یونیورسٹیوں سے باہر آنے والے طلباء اچھے پروفیشنل تو کہلائے جاسکتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے اپنی ذہنی نشو نما کے لئے کچھ ایسی کتابیں بھی پڑھی ہوں گی جن کے مطالعہ سے لوگ عالم فاضل کہلاتے تھے۔

یہ اور ایسے ہی کئی دوسرے مسائل ہیں جن کی وجہ سے یہ دور پچھلے تمام ادوار سے مختلف قرار پاتا ہے۔ لیکن کیا ان مسائل سے نمٹا نہیں جاسکتا؟ کیا ان کا حل نہیں نکالا جاسکتا؟ پرانے لوگ اور بعد کی نسل کے بہت سے ذمہ دار بھی ان مسائل کے پیشِ نظر خاصے بددل، بددل نظر آتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ عصری تعلیم کو ثانوی حیثیت دی جائے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ پروفیشنل بننے کی کوشش نہ کی جائے۔ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کتابوں اور اچھی صحبتوں سے کچھ نہ کچھ سیکھنے کی کوشش ہمہ وقت جاری رہنی چاہیے۔ موجودہ دور کے کورس کی کتابوں سے اچھی ڈگری اور تھوڑا بہت علم تو حاصل ہو سکتا ہے لیکن شخصیت کے وہ جوہر نہیں کھل سکتے جو مختلف علوم، اصناف اور فنون کی کتابوں کے مطالعہ ہی سے ممکن ہیں۔ اس میں اپنے بڑوں کے ساتھ بیٹھنا، ان کے مطالعہ و مشاہدہ سے کچھ نہ کچھ سیکھنا اور اگلے وقتوں کے لوگوں کے بارے میں جاننا بھی خاصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ یہاں ہمیں شاہد احمد دہلوی کی کتاب "بزمِ خوش نفساں" (مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی) کی کئی شخصیتیں یاد آرہی ہیں جو اپنے علم کی وجہ سے آج بھی قابلِ رشک ہیں اور آئندہ نسل کے ان لوگوں کے لئے بھی قابلِ رشک رہیں گی جو خوش مذاق ہوں گے اور علم کی حقیقی اہمیت سے واقفیت رکھتے ہوں گے۔ رشید احمد صدیقی جیسے عظیم المرتبت ادیب کے صاحبزادے شاہد دہلوی نے متذکرہ کتاب میں مولانا عبدالسلام نیازی نامی ایک شخصیت سے متعارف کراتے ہوئے لکھا کہ "مولانا نے ساری دنیا کا علم چاٹ رکھا تھا۔ عربی، فارسی اردو کے منتہی تھے۔ مذہبی علوم (معقول و منقول) دونوں ان کے پاس اتنا تھا کہ سوائے مولوی ایوب کے کوئی اور ان کے آگے ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ حافظہ غضب کا تھا۔ ہر کتاب از بر تھی۔ یہاں تک کہ بعض کتابوں کے صفحے تک بتادیتے تھے کہ فلاں صفحے پر دیکھوں، یہ عبارت ملے گی۔ علم کا ایک سمندر تھا کہ ان کے دماغ میں موجیں مارتا رہتا تھا۔" کہاں ہیں ایسی شخصیتیں؟ کہاں ہے حصولِ علم کا ایسا شوق اور جذبہ؟ جن لوگوں میں حصول علم کا جذبہ تھا اور جنہوں نے اپنے اس جذبہ کی وجہ سے وسیع علم حاصل کیا تھا، وہ دھیرے دھیرے اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ جو باقی بچے ہیں وہ بھی چراغِ سحری ہیں۔ جس روز یہ اکا دکا لوگ بھی چلے جائیں گے، یہ دنیا خالی ہو جائے گی۔ تب اس بے رونق اور بے روح دنیا میں بل گیٹس جیسے لوگ تو قدم قدم پر ملیں گے لیکن ان میں کوئی مولانا علی میاں جیسا عالم اور حکیم عبدالحمید جیسا عامل نہیں ملے گا۔ مائکروسافٹ جیسی کمپنیاں تو ہوں گی لیکن ہمدرد اسٹڈی سرکل کہیں نظر نہیں آئے گا اور غالب اکیڈمی جیسے ادارے شاید ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے۔

فیصلہ ہمیں کرنا ہے کہ ہمیں کیسی دنیا چاہیے۔ مشینوں کے دم پر چلتی اور روپے کے بل پر دوڑتی ہوئی خالی خالی جسموں کی بے رونق اور بے روح دنیا، یا تہذیبی و ثقافتی نیز انسانی، اخلاقی، علمی و ادبی قدروں سے مملو ایک ایسی دنیا جس میں گزارا جانے والا ایک ایک پل بھرپور زندگی کی ترجمانی کرتا ہو۔ اگلے وقتوں کے لوگوں کے پاس ایسے

بقیہ صفحہ ۲۶ پر

کوکن کے سپوت

نام	غلام محمد پیش امام
مقام پیدائش	دیوآگر۔ تعلقہ شری وردھن
سال پیدائش	۱۹۴۶ء
اداروں سے وابستگی	صدر۔ ٹرسٹ انجمن اسلام جنجیرہ۔
	صدر۔ کوکن ہائر ایجوکیشن یونٹ
دیگر سماجی خدمات	کوکنی نوجوانوں کو اور دیگر مسلم وغیرہ مسلم نوجوان کو ملازمت کے لئے بیرون ملک روانہ کیا۔

فاروق رحمن : غلام پیش امام صاحب عمر کے اعتبار سے آپ کو ۱۹۶۷ء میں گریجویشن کر لینا چاہیے تھا لیکن آپ نے ۱۹۷۷ء میں گریجویشن کیا۔ آخر اس تاخیر کی وجہ کیا تھی؟

غلام پیش امام : بچپن میں والد کی سرپرستی سے محروم رہا۔ SSC کے بعد نیشنل کالج میں داخلہ لیا۔ چونکہ حق پرستی کا شوق بچپن ہی سے تھا اس لیے کالج کی تعلیم کے دوران ایک موقع ایسا آیا کہ اگر حق پر قائم رہوں تو تعلیم کا سلسلہ ٹوٹتا ہے اور اگر حق پر قائم نہ رہوں تو تعلیم کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لیکن میں نے حق کا ساتھ دیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ مجھے کالج چھوڑنا پڑا۔ مجھے پوری امید تھی کہ اگر میں حق پر رہوں تو آئندہ پڑھنے کا موقع ضرور ملے گا۔

۱۹۶۳ء میں جب میں نے کالج چھوڑا تو الگ الگ صحبتوں میں رہنے کا موقع ملا۔ اچھی صحبتیں۔ بری صحبتیں۔ لیکن اس وقت بھی یہ خیال ضرور رہتا کہ یہ میری مجبوری ہے۔ ایک دن احساس ہوا کہ سات آٹھ سال بعد زندگی کا سلسلہ تو جاری رہے گا لیکن اگر تعلیم حاصل کرنے میں دیر کر دی تو پھر شاید میں اس نعمت سے محروم رہ جاؤں۔ اور اس طرح ۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر کالج میں داخلہ لے ہی لیا۔ دوستوں کو بتایا تو وہ لوگ مذاق اڑانے لگے۔ ایک دوست اقبال آڈکے نے پوچھا کہ اتنے دن کے بعد کالج گیا تو کیسا لگا۔ میں نے جواب دیا۔ ''اقبال بھائی۔ جب میں گیٹ میں داخل ہوا تو دیواروں سے آوازیں آنے لگیں بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے۔'' حسن اتفاق سے قادر خان کا یہی ڈرامہ کالج میں perform کرنے جا رہا تھا اور طلبہ اس کی ریہرسل میں مصروف تھے۔

فاروق رحمن : ہمیں پتہ ہے کہ آپ کئی تعلیمی اداروں سے منسلک ہیں۔ آپ کو اس میدان میں کام کرنے کا احساس کب ہوا؟

غلام پیش امام : اصل میں مجھے جدوجہد کے زمانے میں بہت تکلیف ہوئی تھی۔ اور جن لوگوں کی وجہ سے ہوئی تھی ان سے کافی شکایت بھی تھی۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ لوگ تو میرے محسن تھے اگر وہ لوگ ایسا نہ کرتے تو مجھے غریبی و مجبوری کا احساس کیسے ہوتا۔ جب مجھے بغیر کسی سرپرستی کے کامیابی ملی تو ایسا لگا کہ یہ اللہ کا انعام ہے اور دنیا کے نظام کو چلانے کے لیے اس طرح کی کامیابی کسی نہ کسی کو

مل ہی جاتی ہے۔ پھر اس انسان پر یہ ذمے داری عائد ہو جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے معیار پر پورا اترنے کی کوشش کرے کیونکہ ہر انسان کا احتساب ہونا ہے۔ ایک اور بات جو ذہن میں پختہ ہے وہ یہ کہ اگر قوم کی خدمت کرنی ہو تو تعلیم عام کی جائے۔

فاروق رحمن : آپ نے اپنی کامیابی کو اللہ کا انعام کیوں کہا ہے؟

غلام پیش امام : مجھے بچپن سے مشاہدے کی عادت ہے۔ جب میں نے قرآن کا مطالعہ ترجمے کے ساتھ شروع کیا تو بہت سی باتیں میری سمجھ میں آئیں۔ پہلے میری سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ انسانوں میں اتنا بھید بھاؤ کیوں ہے۔ کوئی اندھا تو کوئی بھکاری کیوں ہے۔ کوئی امیر تو کوئی غریب کیوں ہے۔ قرآن کے مطالعے سے میری سمجھ میں آیا کہ دنیا کو خوبصورت بنانے کے لیے ان تمام چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ معذور و غریب لوگ اس بات کے مستحق ہوتے ہیں لیکن اللہ کا نظام اپنی جگہ پر بالکل perfect ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے وہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ اسی لیے میں نے اپنی کامیابی کو اللہ کا انعام کہا ہے۔

فاروق رحمن : پیش امام صاحب! آپ یہ بتائیے کہ لوگ آپ کو ایک rigid مسلمان کیوں کہتے ہیں؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں اسلام کے تعلق سے misconception ہے؟

علام پیش امام : دراصل ان لوگوں کے ذہن میں میرے تعلق سے misconception ہے جس دن سے وہ لوگ بھی قرآن کا مطالعہ ترجمے کے ساتھ کرنا شروع کر دیں گے ان کے سارے misconception دور ہو جائیں گے اور ہو سکتا پھر وہ لوگ مجھے rigid مسلمان کہنا بھی بند کر دیں گے۔

فاروق رحمن : ساجد رشید صاحب کے ذریعے ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کے علاج کے لیے امریکہ گئے تھے اور اس سلسلے میں آپ نے کروڑوں روپیہ خرچ کیا۔ امید نہ ہوتے ہوئے بھی آپ نے ایسا کیوں کیا؟

غلام پیش امام : پہلی بات تو یہ کہ انسان کے بس میں کچھ نہیں ہوتا اور دوسری بات یہ کہ انسان کو کسی بھی معاملے میں آخری وقت تک کوشش کرنی چاہیے۔ کامیابی کے تمام ذرائع کو exploit کرنا چاہیے۔ اور ایسا کرنے کے بعد کامیابی ملے یا ناکامی دونوں صورتوں میں ایک طرح کا اطمینان رہتا ہے اور یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ہم نے کوشش نہیں کی۔

فاروق رحمن : کوکن میں اردو زندہ ہے۔ اس کے کیا اسباب ہیں؟

غلام پیش امام : آزادی سے پہلے مراٹھی میڈیم کی اسکولوں میں اردو بطور ایک مضمون ہوا کرتا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں ایسے حالات وقوع پذیر ہوئے کہ تمام اسکولوں سے اردو مضمون کو نکال دیا گیا۔ اردو کو ختم کرنے کا سلسلہ تو اسی وقت سے شروع ہو گیا تھا جب نواب آف جنجیرہ نے جنجیرہ میں سر سید احمد مراٹھی میڈیم اسکول قائم کیا تھا لیکن بعد میں لوگوں میں اردو کے تعلق سے بیداری آئی اور پھر ہر گاؤں میں اردو اسکولوں کا قیام عمل میں آیا۔

فاروق رحمن : کوکن میں معاشی حالات میں تبدیلی کی کیا وجوہات ہیں؟

غلام پیش امام : جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ تبدیل شدہ معاشی حالات سطحی ہیں۔ Middle East میں

..رمت کی وجہ سے حالات ضرور بہتر ہوئے ہیں لیکن جب ..ں کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کوکن ..ے نمبر ۶۰٪ لوگ بیروزگار ہیں۔ تعلیمی اداروں کی quantity بڑھ گئی ہے لیکن quality نہیں بڑھی۔ Technical Education کی طرف دھیان نہیں دیا ..رہا ہے۔

..ں میں تو short term courses کا انتظام ہے ..ن دیہاتوں میں Technical Education کے ..ب اساتذہ نہیں ملتے اور ریاستی حکومت کے جو Technical اسکول ہیں وہ مراٹھی میڈیم کے ہیں۔ ہونا تو ..ہیے کہ اگر تین مراٹھی میڈیم کھولے جاتے ہیں تو ایک ..میڈیم اسکول بھی کھولنا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ .. Technical اسکول کو Grant نہیں ملتی۔ اگر اس ..ات سنجیدگی سے توجہ نہیں دی گئی تو آئندہ دس سالوں ..یں کوکن کے حالات بہت نازک ہو جائیں گے۔ اب وہاں ..ی Multinational کمپنیاں آرہی ہیں۔ اس میں کم از ..۶٪ Local Recruitment ضروری ہے لیکن اس ..ف ابھی تک کسی نے دھیان نہیں دیا ہے۔

فاروق رحمن : تجارت پیشہ ہونے کے باوجود اردو ..ب وادیبوں سے لگاؤ کی کیا وجہ ہے؟

غلام پیش امام : اردو ادب سے لگاؤ قدرتی ہے۔ ..و شاعری میں جو اثر ہے وہ کسی اور زبان کی شاعری میں نہیں ہے۔ جو انسیت یہ زبان دلا سکتی ہے وہ کوئی اور زبان نہیں دلا سکتی۔ غصہ ہو، پیار ہو، خوشی ہو۔ ہر جذبے کا اظہار ..یسے انداز میں کیا جا سکتا ہے۔

فاروق رحمن : آپ کا پسندیدہ شاعر و شعر کون سا ہے؟

غلام پیش امام : اقبال میرا پسندیدہ شاعر ہے۔ میرا پسندیدہ شعر یہ ہے

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے ان ہی اجزاء کا پریشاں ہونا

فاروق رحمن : قوم کے نام آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

غلام پیش امام : آنے والے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اجتماعی طور پر سوچنے کی ضرورت ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ کوکن کے لوگ اپنے اپنے طور پر مختلف سطحوں پر کام کر رہے ہیں۔ سب کی خوبیوں کو جمع کر کے تعلیمی میدان اجتماعی طور پر کام کرنا چاہیے۔ قوم کا کام کرتے وقت اپنی انا کو ایک طرف رکھ دینا چاہئے۔ اس طرح بہت سے کام آسانی سے ہو سکتے ہیں۔

فاروق رحمن : اچھا غلام پیش امام صاحب ہم آپ کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے نقش کوکن قارئین کیلئے اپنا قیمتی وقت دیا۔ انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ

علم

شریف انسان علم حاصل کرکے متواضع ہو جاتا ہے لیکن رذیل علم حاصل کر کے متکبر بن جاتا ہے۔
—— حضرت ابوبکر صدیقؓ ——

علم مال سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے اس کے برعکس مال کی حفاظت انسان کو کرنی پڑتی ہے۔
—— حضرت علیؓ ——

تناؤ سے مفر مشکل ہے یہاں تک کہ چھوٹی عمر کے بچے بھی اس کا شکار پائے گئے ہیں۔ زندگی کے تقریباً سبھی شعبوں میں رائج چوہا دوڑ، شدید مقابلے، غیر صحت مند توقعات اور تقاضے، ان سب نے ہماری زندگیوں سے چھوٹی بڑی مسرتیں چھین کر، دل ودماغ کو تناؤ کی زنجیروں میں کس دیا ہے۔ آج کے دور کا سب سے بڑا چیلنج ہے تناؤ سے بچنا۔ یہ جتنا آسان ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے۔ آسان یوں کہ اکثریت کے دائرہ امکان سے باہر نہیں ماسوا انتہائی شدید کیفیتوں میں گھرے افراد کے اور مشکل یوں کہ یہ کوئی جادوئی تیر بہدف نسخہ نہیں کہ ادھر چٹکی بجائی ادھر تناؤ غائب ہو گیا۔ تناؤ سے بچنے کے جو طریقے ماہرین تجویز کرتے ہیں ان میں مسلسل لگن تواتر اور یکسوئی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اس کا تعلق دماغ کی کارکردگی سے ہے۔ جی ہاں۔ آپ کو اپنے فکر و عمل میں مثبت سوچ کو بتدریج داخل کر کے اس کو اپنی طرز زندگی کا نمایاں اور امتیازی وصف بنانا ہوتا ہے۔ یوگا، Meditaion، اور دعا میں تجویز کی جا رہی ہیں تناؤ سے بچنے کی خاطر۔ بات عجیب لگتی ہے لیکن ہے حقیقت پر مبنی۔ اس لیے کہ بہت کھوج کے بڑی ریسرچ کے بعد ماہرین نے یہ نتائج اخذ کیے ہیں۔ آج کے انسان کو مادی آسائشوں کے حصول کی چوہا دوڑ نے ذہنی اور روحانی اعتبار سے مفلوج کر رکھا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جب تک معاشرے پر اس مادی ترقی کا غلبہ رہے گا، لوگ باگ تناؤ کا شکار ہو کر بہتیرے دیگر امراض کے بالعموم اور مرض القلب کے بالخصوص شکار ہوتے رہیں گے۔

آج کے معالج جو تجاویز سامنے رکھتے ہیں اگر ان پر غور کریں تو ہنسی چھوٹ جائے گی۔ جب آپ کا ڈاکٹر کہے کہ آپ سانس لینے کی ورزش کیا کریں تو آپ سمجھیں گے مذاق کر رہا ہے۔ پیدا ہوئے تب سے سانس ہی تو لیا ہے اور کیا کیا لیکن نہیں۔ ہم نے قدرتی طور پر نارمل سانس لینا بھی بھلا دیا ہے۔ آکسیجن تھراپی (Oxygen theraphy) جس کا آج کل مغرب میں بہت چرچا ہے، یہی سب کرواتی ہے۔ کھلی اور صاف ہوا میں لمبی سانس لینا، اگر شہر کی گنجان آبادی میں درختوں سے گھرا ہوا قدرتی ماحول میسر نہ ہو تو کیمیاوی محلول کو پانی میں ملا کر غسل کرنا کہ جسم کو آکسیجن کی وافر مقدار فراہم ہو سکے یہی سب۔ اور تو اور چلنا جو کل تک ایک عام بات تھی آج ورزش کے زمرے میں آتی ہے۔ ڈاکٹر کہتا ہے چلیے، چلتے رہیے کہ چلنا بہترین ورزش ہے۔ وہ ایسی تجاویز آپ کے سامنے رکھنے پر مجبور ہے کیوں کہ واقعی ہم اور آپ چلنا بھول گئے ہیں۔ دو قدم کے فاصلے کو طے کرنا ہو تو بس، آٹو، رکشا، ٹیکسی کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ القصہ مختصر، آپ دل کے عارضے سے بچنا چاہیں تو آپ کے لیے سب سے اہم کام ہو گا طرز حیات کی صحت مند تبدیلی۔ ایسے لائحہ عمل کو اختیار کرنا جو دیرپا ہو اور قدرت کی بخشی ہوئی سب سے بڑی نعمت یعنی زندگی کو مسرتوں کا گہوارہ بنا دے۔

متوازن غذا کھائیں۔ ہلکی ورزشیں اپنائیں، قلب و ذہن کو حرف شکایت کے بجائے کلمہ شکر کا عادی بنائیں تاکہ مثبت انداز نظر آپ کی فکر و عمل کا حصہ بن جائے۔ زندگی کے تئیں آپ کا رویہ اس بچے کا سا ہو جو قدم قدم پر قدرت کے محیر العقول مناظر سے لطف اندوز ہوتا ہے اور اپنی حیرانیوں کو بے پناہ مسرتوں کا منبع بناتا ہے۔ آپ کی شخصیت ایسی ہو کہ فضا خوشگوار ہو جائے، ماحول سازگار ہو جائے اور معمولات صحت افزاء ہو جائیں۔ تو پھر تردد کیسا؟ دیر کس بات کی؟ اٹھیے، چلیے اور چلتے رہیے۔

آؤ یوگا سیکھیں

(آسان یوگا سیکھنے کا طریقہ) ——— فاطمہ قمر

نقش کوکن نے ہماری بہنوں کے لئے ایک خاص سلسلہ شروع کیا ہے ۔ اس سلسلہ کے ذریعہ ہماری بہنیں گھر میں رہتے ہوئے ہی یوگا کے فوائد سے استفادہ کرسکیں گی ۔ "آؤ یوگا سیکھیں" کی روح رواں محترمہ فاطمہ قمر صاحبہ ایک انٹرنیشنل یوگا انسٹرکٹر ہیں ۔ جن کے مضامین دیس بدیس کے یوگا سیمینار میں پڑھے جاتے ہیں۔ اور جن کے اسٹوڈنٹس امریکہ سے لے کر گلف تک بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ ہر ماہ ایک یوگا آسن کرنے کا گھر بیٹھے طریقہ نقش کوکن کے صفحات کے ذریعہ آپ کو سکھائیں گی ۔ اس ماہ کا آسن ہے **تل آسن**

آج کے تناؤ اور الجھنوں کے دور میں دل کا عارضہ تقریباً عام ہو گیا ہے اور آج نہ صرف بڑی عمر کے لوگ بلکہ نوجوان بھی اپنی زندگی کے ابتدائی حصے میں اس عارضے کا شکار ہو رہے ہیں۔

امراضِ قلب کے علاج معالجوں نے یوں تو کافی ترقی کرلی ہے، لیکن اسے حرف آخر نہیں کہا جاسکتا۔ ذہنی تناؤ اور الجھنوں کو کم کرنے کے لیے یوگا سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ اس سے نہ صرف امراضِ قلب کے مریضوں کو افاقہ ہوگا بلکہ یوگا کی بدولت اس مرض کی روک تھام بھی ہو سکے گی۔ چنانچہ یوگا کے عمل کو وظیفۂ حیات کے طور پر ہر شخص کو ہمیشہ جاری رکھنا چاہیے۔

تل آسن TAL ASANA

طریقہ :- یہ آسن سیدھے کھڑے ہو کر کیا جاتا ہے۔ اسے کرتے وقت آپ کے دونوں پیروں کے بیچ میں ۸ سے ۱۰ انچ کا فاصلہ رہے۔ جسم کا وزن دونوں پیروں کی ایڑیوں اور پنجوں پر یکساں رہے۔ دونوں ہاتھ جسم سے اس طرح لگے رہیں کہ انگلیاں نیچے کی سمت ہوں۔ سینہ پھلائے رکھیے اور پیٹ اندر کی طرف۔ خیال رہے کہ آپ یہ سب اس طرح کریں کہ جسم کے کسی بھی حصے پر کوئی غیر معمولی زور نہ پڑنے پائے۔ اس طرح کھڑے ہو جانے پر سانس آہستہ آہستہ اندر کھینچئے اور ساتھ ہی دونوں بازوؤں کو آہستہ آہستہ سر کے اوپر اس طرح اٹھائیے کہ دونوں ہتھیلیاں ایک دوسرے سے مل جائیں۔ جب آپ اپنے بازو اوپر کی طرف لے جا رہے ہوں اس وقت اپنے پنجوں پر کھڑے رہ کر اپنے جسم کو اوپر اٹھائیے۔ ایسا کرتے وقت بازوؤں کا اندرونی حصہ کانوں سے لگا رہنا چاہیے۔ اس حالت میں پنجوں کے سہارے آپ جتنا اوپر اٹھ سکیں اٹھیے اور اسی حالت میں سانس کھینچ کر تقریباً ۴ سکنڈ کھڑے رہیے۔ گردن کو سیدھا رکھ کر آنکھوں کی سیدھ میں دیکھتے رہنے سے توازن پوری طرح برقرار رہتا ہے۔ خیال رکھیے کہ سانس اندر کھینچنے کا عمل اور جسم اور ہاتھ اوپر اٹھانے کا کام ہم آہنگی کے ساتھ ایک ساتھ آہستہ آہستہ کیا جائے۔ ۴ سکنڈ کے وقفے کے بعد پورا عمل واپس دہرائیے ۔ یعنی دھیرے دھیرے سانس چھوڑتے ہوئے ہاتھ نیچے لے آئیے اور ساتھ ایڑیاں بھی زمین پر ٹیک دیجیے اور اپنے آپ کو پہلے والی حالت پر لے آئیے۔

وقت :- اس آسن پر چار بار عمل کیجیے۔ صبح سویرے

جاگنے کے فوراً بعد اور شام کو کسی وقت چار چار بار اس آسن کو دہرائیے۔ چالیس سکنڈ کا وقت جس میں ہاتھ اوپر کر کے پنجوں کے بل کھڑا ہونا ہے، بڑھا کر ایک یا ڈیڑھ منٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس کا انحصار اپنی مرضی پر ہے۔ پورے آسن کے دوران اپنا توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔

فائدے :- اس آسن سے ریڑھ کی ہڈی اور اس کے ساتھ پورے جسم کی ورزش ہو جاتی ہے۔ جسم کے سارے اعضاء توانائی محسوس کرتے ہیں اور ان میں بیداری کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ جب بھی سستی یا کمزوری محسوس ہو یہ آسن آپ کو تر و تازہ کرنے میں مدد دے گا۔ اس سے قد بڑھانے میں بھی مدد ملتی ہے۔ خاص طور پر بارہ سے اٹھارہ سال کی عمر کے نوجوانوں کے لیے یہ آسن بڑا کارگر ثابت ہوتا ہے۔

جب جسم میں تناؤ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اس آسن کی مشق کرنے سے سکون حاصل ہوتا ہے۔ اسے باقاعدہ کرنا چاہیے۔ گہری سانس لی جائے تو پھیپھڑوں میں بھی کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ پیٹ کے مختلف حصے راحت محسوس کرتے ہیں۔ حمل کے دوران بھی یہ آسن سہولت بخش اور نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے۔ زچگی کے دوران اس آسن پر عمل کرتے وقت پیٹ کو اندر کی طرف کھینچنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ہدایت - آسن کے عمل اور سانس لینے میں ہم آہنگی ضروری ہے۔ گھٹنوں اور کہنیوں کو مڑنے نہ دیا جائے اور جسم کو آسن کے دوران بالکل سیدھا رکھا جائے۔

"سانا ہی سناتا" کا بقیہ

...ات نہیں تھے کہ وہ بٹن دبا کر مطلوبہ چیزیں حاصل کر لیتے ...ن اس کے باوجود انہوں نے بڑی زندگی آمیز زندگی ...اری اور بڑے طمطراق کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ...ے۔

اگر ہم نے اپنی روش نہیں بدلی اور زندگی کی روح کو حاصل کیے بغیر زندگی گزارتے رہے یا علم و حکمت اور شعور و انائی کی اہمیت کو سمجھے بغیر تکنالوجی کے تانے بانوں میں الجھے رہے تو ایک دن خود اپنے آپ سے اکتا جائیں گے۔ ب تکنالوجی آپ کا مزاج پوچھنے نہیں آئے گی!

"کوکن کی سیر" کا بقیہ

Navy کے کورس کے لیے گوا جاتے ہیں۔ اور انگلش سے واقفیت کی وجہ سے انہیں فوراً داخلہ مل جاتا ہے۔

شاستری ندی کے کنارے بسا یہ ہرا بھرا گاؤں اپنی تمام تر خوشحالی کے باوجود مہمان نوازی و ملنساری میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں کے سادہ لوح لوگ ہنوز شہر کی سیاسی غلاظتوں سے پاک ہیں اور دل و جان سے آپ کا استقبال کرتے ہیں۔ چلتے چلتے گاؤں کے صاحب حیثیت لوگوں سے اتنی سی گذارش ہے کہ وہ گرام پنچایت کی اردو میڈیم اسکول کی طرف سنجیدگی سے توجہ دیں۔ اس اسکول میں پہلی سے چوتھی تک تو اردو ذریعۂ تعلیم کا انتظام تو ہے ہی کوشش کر کے اسے ساتویں تک لے جائیں۔ اور پھر انہیں آٹھویں سے دسویں تک اردو میڈیم اسکول کھولنے سے کون روک سکتا ہے۔ جس طرح مراٹھی میڈیم اسکول کے ہوتے ہوئے اسی جگہ انگلش میڈیم اسکول کھل گیا بالکل اسی طرح ان دونوں اسکولوں کے ہوتے ہوئے اردو میڈیم اسکول بھی کھل جائے گا۔ آمین ثم آمین

صحتمند جسم، صحتمند دماغ، صحتمند معاشرہ

☆ غــــزالـــــہ آزاد ☆

نقش کوکن کے نئے سلسلوں کی سب سے زوردار کڑی "مارشل آرٹ"۔ کسی دانشور کا قول ہے۔ اگر ایک مرد تعلیم یافتہ ہوتا ہے تو صرف ایک مرد تعلیم یافتہ ہوتا ہے مگر جب ایک عورت تعلیم یافتہ ہوتی ہے تو ایک خاندان تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔
سوچیے جب ہمارے قوم کی ہزاروں بچیاں مارشل آرٹ کی بلیک بیلٹ ہوں گی تو کیا ہوگا؟
انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کی پرنسپل سلمی لوکھنڈوالا سے گفتگو کررہی ہیں غزالہ آزاد

سوال سلمی آپا مارشل آرٹ کی تعلیم صرف آپ ہی نے اسکول میں کیوں ہے ؟

جواب آج سے تقریباً پانچ سال پہلے جب اس اسکول میں بطور پرنسپل میرا تقرر ہوا۔ میری ملاقات بلیک بیلٹ عارف صاحب سے ہوئی جو NSCA کے انچارج ہیں۔ ان سے بحث و مباحثہ کے دوران موجودہ حالات کی روشنی ہی میں میں نے قوم کی لڑکیوں میں خود اعتمادی اور اپنی حفاظت ہو، کرنے کے لئے ٹریننگ کی ضرورت کا ذکر کیا۔ میں نے محسوس کیا کہ ہماری قوم کی بچیاں کافی دور دور سے تعلیم حاصل کرنے کی غرض صبح و شام تنہا سفر کرتی ہیں۔ لہٰذا مارشل آرٹ کی تعلیم ہماری قوم کے طلبہ و طالبات کے لئے بے حد ضروری ہے۔ مختلف اسکولوں میں ہماری میٹنگ ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے اکثر راجہ شیواجی ودیالیہ جو دادر پر ایک مشہور تعلیمی ادارہ ہے۔ وہاں ہی اسکول کے اوقات کے بعد تمام میں طلبہ و طالبات کو مارشل آرٹ سیکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اکثر صبح کے وقت میں نے دیگر قوم کے طلبہ و طالبات کو سویرے اٹھ کر Jogging کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ اسی لئے میں نے ہمیشہ فکر کی ہے کہ یہ تمام اچھی عادتیں ہمارے طلبہ و طالبات میں بھی ہوں اور وہ بھی حفاظت کے ہنر سیکھیں اسی لئے جیسے ہی عارف صاحب نے مارشل آرٹ کی تعلیم کا ذکر کیا میں فوراً راضی ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ان دنوں ہمارے گرلز بورڈ کی ایکزیکیٹیو پرنسپل محترمہ زلیخا مرچنٹ صاحبہ کی اجازت سے ہم نے اسکول میں پانچویں جماعت کے بچوں کے لئے مارشل آرٹ کی تعلیم کا آغاز کیا۔

سوال مارشل آرٹ کی تعلیم دینے سے بچوں کی پڑھائی میں کچھ حرج ہوتا ہے؟

جواب بالکل نہیں ! دیگر مضامین کی طرح اس مضمون کو سکھانے کے لیے بھی ہم نے اسکول ٹائم ٹیبل میں پریڈ مقرر کئے ہیں۔ اسکول کے نصاب میں "ہیلتھ ایجوکیشن" ایک مضمون لازمی قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک طرح سے ہیلتھ ایجوکیشن ہی ہے جس سے بچیاں پھرتیلی، فعال اور محرک رہتی ہیں۔ جس طرح درسی تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف ثقافتی پروگرام مثلاً تقریری مقابلے، ڈراموں کے مقابلے، سائنس ایکزیبیشن وغیرہ منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ طلبہ و طالبات کی صحیح نشوونما ہو اور ہمہ گیر شخصیت سازی ہو۔

اس طرح مارشل آرٹ کی تعلیم ان کی ہمہ گیر شخصیت سازی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

سوال ۔۔ آپ کے بیان صحت مند جسم، صحتمند دماغ اور صحتمند معاشرہ سے کیا مراد ہے؟

جواب ۔ اگر ہم صحت مند ہیں۔ ہمارے جسم میں کوئی تکلیف نہیں ہے تو یقیناً ہمارا دماغ پر سکون ہوگا، دل پر سکون ہوگا ہم کافی ہشاش بشاش ہو کر اپنے اطراف کے لوگوں کو بھی خوش دیکھنا پسند کریں گے۔ لوگوں کی پریشانیاں دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمارا دل و دماغ تعمیری کاموں کے ذریعہ دنیا میں امن وامان کا ضامن ہوگا اور ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آئے گا۔ اس کے برعکس اگر ہم بیمار ہیں تو معمولی سے معمولی جسمانی تکلیف کے باعث دماغ بے چین اور پریشان ہوگا۔ دماغ کی پریشانی فرد کی کم ہمتی اور منفی سوچ کا باعث بنے گی اور نتیجتاً بیمار معاشرہ جنم لے گا۔

سوال کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ دوسرے اردو میڈیم کے پرنسپل صاحبان نے اپنے اسکول میں مارشل آرٹ کی تعلیم کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کی؟ شروع میں آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب دوسرے اسکول کے پرنسپل صاحبان نے بھی ضرور اس موضوع پر غور کیا ہوگا لیکن ہر کسی کے ساتھ اپنی کچھ پریشانیاں اور مجبوریاں ہوتی ہیں۔ بعض اوقات اسکول کے منتظمین کو قائل کرنا مشکل ہوتا ہے اس کے علاوہ والدین کا تعاون بھی درکار ہوتا ہے۔ میں نے اپنے معاملے میں یہ محسوس کیا کہ اگر نیت میں اخلاص ہو اور پورے عزم، حوصلے اور یقین کے ساتھ منتظمین اور والدین کو اعتماد میں لیا جائے تو کسی بھی اچھے کام میں کامیابی یقینی ہے۔ سب سے پہلے میں انجمن اسلام کے مینجمنٹ اور گرلز بورڈ کے ایکزیکیٹو چیئرمین اور اراکین کی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس تعلیم کی اہمیت کو سمجھا اور اسے جاری کرنے کی اجازت دی اس کے بعد میں نے والدین کے ساتھ کافی میٹنگ منعقد کی۔ اس مضمون کی اہمیت کو سمجھایا۔ فساد کے دنوں کی تلخ یادوں کا اعادہ کیا اور حالاتِ حاضرہ میں اخلاقی قدروں کی زوال پذیری پر بھی اظہار تشویش کیا گیا۔ مختصراً رفتہ رفتہ والدین نے اس مضمون کی اہمیت کو تسلیم کرلیا اور ان کے تعاون کے ساتھ مینجمنٹ سے منظوری کے بعد

مجھے سہل ہو گئیں منزلیں وہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے

سوال آپ نے نیشنل اسکول آف کامبیٹ آرٹ کو ہی کیوں منتخب کیا؟

جواب جیسے ہی اس اسکول میں ہماری تقرری ہوئی۔ عارف شیخ صاحب کے اس گروپ نے ہم سے ملاقات کی۔ ہم نے انہیں کافی باصلاحیت اور پرعزم پایا۔ انٹرنیشنل لیول پر مختلف مقابلوں میں ان کی کامیابی دیکھی سب سے اہم خوبی ان کے یہاں خواتین Instructor ہیں۔ میں رضوانہ شیخ اور مسز غزالہ آزاد جو کافی محنتی اور فرض شناس ہیں۔ ان پانچ سالوں میں ہر سال اس ٹیم نے سالانہ جلسے کے موقع پر مارشل آرٹ کا بہترین پروگرام پیش کیا ہے۔ جس سے والدین بھی کافی متاثر ہیں۔

سوال .. فیس وغیرہ کے بارے میں کچھ بتلائیں گی؟

جواب جب NSCA کے انچارج عارف صاحب سے ہماری بات ہوئی تو ہم نے یہ بات صاف کہہ دی تھی کہ اس اسکول میں انہیں کوئی بزنس نہیں ملے گا۔ اگر خدمت کا جذبہ ہے تو ہمارے ساتھ شریک ہوجائیں۔ عارف صاحب کے دل میں بھی قوم کی خدمت کا جذبہ تھا اس لئے طالبات سے فی مہینہ صرف دس روپے فیس لی جاتی ہے۔ ہر کلاس

...ں نادار اور غریب طالبات کے لیے یہ فیس معاف کر دی
ہیں ۔ تاکہ ہماری قوم کی کوئی بچی اپنے نامساعد حالات کی
بنا پر اس ... سیکھنے سے محروم نہ رہ جائے ۔ ہر بچی کو مارشل
آرٹ سیکھنا لازمی ہے ۔ اس طرح NSCA بھی ہمارے
... قوم کی خدمت میں شریک ہے۔

سوال اب تک ان کا کیا Performance رہا ہے؟

جواب بیٹیاں مارشل آرٹ کافی دلچسپی سے سیکھ رہی
ہیں ۔ علاوہ ازیں انٹر اسکول مقابلوں میں بھی شرکت کرتی
ہیں ۔ ۲ر فروری و جونیئر ریڈ کراس سوسائٹی کی جانب سے
منعقدہ مقابلے میں بھی شرکت کر رہی ہیں ۔ اس سے
... ہماری طالبات نے ... اسکول اور یونیورسٹی
... میں منعقد مقابلوں میں شرکت کی تھی اور انعام
حاصل کیا تھا۔

سوال اگر یہاں اور لوگ کلاس شروع کرنا چاہیں تو؟

جواب اگر وہ لوگ بامقصد پروگرام لے کر آئیں
... ہماری قوم کی بچیوں کا فائدہ ہو انہیں کوئی فائدہ مند
... کا موقع ملے اور ان لوگوں کا مقصد صرف پیسہ کمانا
... تو ہم بیشک تعاون کریں گے۔

سوال آپ کو مارشل آرٹ کی کلاسز جاری کرنے
کے لئے کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

جواب کسی بھی پروجیکٹ کو شروع کرنے کے
... معمولی سی تکلیف ہوتی ہے۔ جسے ہم چیلنج کہتے
ہیں اور ان کا سامنا کرنا، اس پر عبور پالینا اور اپنے مقصد کو
حاصل کر لینا ہی ہماری بلند عزائم اور حوصلے کی دلیل ہے۔
... اس نئے مضمون کو ٹائم ٹیبل میں Adjust کرنا،
... کا تعاون، والدین کا تعاون، بیٹیوں کو اس مضمون سے
motivate کرنا اور اس میں ذوق و شوق پیدا کرنا یہ
سب ابتداء میں بے حد ضروری تھا۔ اللہ رب العزت نے
تمام معاملات اپنے رحم و کرم سے ہمارے لئے آسان
کر دیے اور آج ہمارے لئے انتہائی فخر و مسرت کا مقام ہے
کہ الحمد للہ اردو میڈیم اسکولوں کی تاریخ میں انجمن اسلام
گرلز اسکول اور جونیئر کالج آف آرٹس، سائنس اور کامرس
باندرہ کی تقریباً ۵۰ طالبات پچھلے پانچ سالوں کی زبردست
محنت کے بعد اس سال بلیک بیلٹ کی حقدار قرار دی جائیں
گی۔ شکریہ الحمد للہ رب العالمین ۔

ماں

• کوکن کی سیر •

فاروق رحمٰن

۴۰ مسجدوں اور ۳۶۰ مندروں سے بسا قصبہ۔ "قصبہ" (سنگمیشور)

گاؤں کا نام	قصبہ
تعلقہ	سنگمیشور
ضلع	رتناگیری
رقبہ	چار مربع کلومیٹر
آبادی	۳۰۰۰
مکانات کی تعداد	۵۰۰

آج ہم نے "کوکن کی سیر" کے لیے جس گاؤں کا انتخاب کیا ہے وہ ہے ضلع سنگمیشور میں تاریخی اہمیت کا حامل گاؤں "قصبہ"۔

کہا جاتا ہے کہ پانڈوؤں نے اس گاؤں میں ایک رات قیام کیا تھا۔ وہ لوگ اس قصبے کو کاشی بنانا چاہتے تھے۔ صبح ہونے سے پہلے پہلے وہ ۳۶۰ مندر تعمیر کرنا چاہتے تھے۔

اس کالم کے تحت ہر ماہ کوکن کے کسی گاؤں کا اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا جس میں وہاں کے تاریخی، جغرافیائی، سماجی و سیاسی حالات کا سرسری طور پر تذکرہ کیا جائے گا۔ وہاں کے رسم و رواج اور وہاں کے تہذیب و تمدن کی دلچسپ جھلکیاں بھی دکھائی جائیں گی۔ ان شخصیات کا بھی ذکر کیا جائے گا جو اپنے گاؤں میں رہ کر گاؤں والوں کی خدمت میں مصروف ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں ادارے سے رابطہ قائم کریں ــــــ مرتب

مہاراشٹر میں بحیرۂ عرب کے کنارے پر بسا کوکن کا ساحلی سلسلہ قدرتی دولت سے مالا مال خطہ ہے۔ جہاں ایک طرف ٹھاٹھیں مارتا سمندر اپنی باہیں پھیلائے مچھیروں کو ماہی گیری کی دعوت دیتا ہے تو وہیں دور تک پھیلا سرسبز و شاداب درختوں سے لدا پہاڑوں کا سلسلہ دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی طرف راغب کرتا ہے۔ وہاں کی زرخیز زمین کسانوں کی جنت کہلاتی ہے۔

اسی سرزمین کا ایک خوبصورت ضلع "رتناگری" کہلاتا ہے۔ جی ہاں وہی رتناگری جو اپنے "ہاپوس" آموں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ رتناگری کے اضلاع میں منڈن گڑھ، داپولی، کھیڑ، چپلون، گوہاگر، سنگمیشور، رتناگری وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

لیکن ایک راکشسنی نے ارجن سے اپنا بدلہ لینے کے لیے صبح ہونے سے پہلے ہی مرغا بن کر بانگ دے دی اور انہیں وہاں سے تھوڑا بہت کام ادھورا چھوڑ کر جانا پڑا۔

اس گاؤں کو سمبھاجی کا گاؤں بھی کہا جاتا ہے۔ اورنگ زیب کی فوج نے اسی قصبے میں اسے گرفتار کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت کچھ بارگیتی حضرات بھی جنگ میں کام آئے تھے ان کی قبروں کو بعد کے لوگوں نے مقبروں میں تبدیل کر دیا اور وہی مقبرے آگے چل کر درگاہوں میں تبدیل ہو گئے۔ اور اس طرح وہاں پر مدفون حضرات کے نام کے آگے پیر لگا دیا گیا۔ جیسے ابراہیم پیر کی درگاہ، حسن پیر کی درگاہ وغیرہ۔

خوبصورت پہاڑوں کے دامن میں بسا "قصبہ" گاؤں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں کے ہر گھر

کام اور کم ایک فر[illegible] ری ہے۔ سفری اس شخص کو کہتے ہیں جو پانی کے جہا[illegible] وغیرہ کی حیثیت سے کام کرتا ہے اور کئی کئی دن تک سفر [illegible] رہتا ہے۔ اسی ملازمت کی وجہ سے سال کے بارہ مہینے خوشحالی کی بہار چھائی رہتی ہے۔ کچے مکانات کی جگہ پکے مکانات نے لے لی ہے اور پکے مکانات کی جگہ عالیشان بنگلے ایستادہ نظر آتے ہیں۔

جہاں تک تعلیمی بیداری کا سول ہے اس گاؤں کے لوگ آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے ہی جاگ چکے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں جبکہ ہمارے ملک پر انگریزوں کا راج تھا، اس گاؤں میں سلامبتور ایجوکیشن سوسائٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ اس سوسائٹی نے ۱۹۴۲ء میں ایک مراٹھی میڈیم اسکول قائم کیا۔ آج وہ نازک ساپودا تناور درخت میں تبدیل ہو چکا ہے۔ آج اس اسکول میں تقریباً ۱۲۰۰ (بارہ سو) بچے زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ اور ۳۶ اساتذہ کا عملہ تدریسی خدمات انجام دے رہا ہے۔ پرنسپل غلام حسین کونڈکری و معاون [illegible] کی رہنمائی میں یہ اسکول ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

سلامبتور ایجوکیشن سوسائٹی نے اتنے ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ ایک اور زبردست جست لگاتے ہوئے ۱۹۶۲ء میں نیو انگلش ہائی اسکول قائم کیا۔ اس اسکول کی خاص بات یہ ہے کہ یہ سلامبتور کا ایک واحد انگلش میڈیم اسکول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آس پاس کے چھوٹے چھوٹے گاؤں جیسے [illegible]، مانزن، کونڈیورے، دیورخ وغیرہ کے بچے اس اسکول میں داخلہ لیتے ہیں۔ پرائمری سیکشن کی ہیڈ مسٹریس محترمہ گلشن معظم ملا ہیں اور سیکنڈری سیکشن کے ہیڈ محترم منیر سولکر ہیں۔ ڈاکٹر معظم قاضی اسکول کمیٹی کے چیرمین ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف گرام پنچایت کے ممبر، ڈسٹرکٹ مانیرٹی سیل کے ممبر، اور R P I پارٹی کے ڈسٹرکٹ سیکریٹری بھی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب گذشتہ آٹھ سال سے سماجی خدمات میں مصروف ہیں۔ غریبوں کی حمایت کرنا، انہیں انصاف دلانا اور مسلمانوں کو متحد کرنا اور ایسے ہی دیگر مسائل کو حل کرنے کے لیے آپ شب و روز کوشاں رہتے ہیں۔ اسکول کمیٹی کے دوسرے ممبر کیپٹن یوسف مہاتے بھی اسکول کی ترقی کے لیے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ فی الحال جہاں مراٹھی میڈیم میں ۱۲۰۰ بچے زیر تعلیم ہیں وہیں انگلش میڈیم میں تقریباً ۴۵۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ اور ۱۸ اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جہاں تک اردو زبان کی تعلیم کا سوال ہے اس سلسلے میں بھی گاؤں والے اپنی مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں۔ گرام پنچایت کی اسکول میں پہلی سے چھوٹی تک اردو ذریعہ تعلیم کا انتظام ہے۔ لیکن اس کے بعد طلبہ کو پانچویں سے مراٹھی میڈیم میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ میڈیم تبدیل ہونے کی وجہ سے کئی بچوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کئی بچے تو زبان کے اس مسئلہ کی وجہ سے اسکول تک چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس المیے سے کوکن کے بہت سے دیہات دوچار ہیں۔

نیو انگلش اسکول میں پانچویں سے کمپوزٹ اردو پڑھائی جاتی ہے اور مراٹھی میڈیم میں آٹھویں جماعت سے کمپوزٹ اردو پڑھائی جاتی ہے۔ کوکن کے دوسرے دیہاتوں میں بھی اسی طرح کے جرات مندانہ اقدام کی ضرورت ہے تاکہ اردو کی تبلیغ و ترویج کی رفتار بڑھے۔

ہر سال انگلش میڈیم اسکول سے تقریباً ۲۵ طلبہ s s c پاس کر کے نکلتے ہیں۔ اسکول کا رزلٹ ۹۰٪ سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر زیادہ تر طلبہ Merchant

بقیہ صـ ۲۶ پر

نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی

کس لیے

(۱) قوم کے سپوتوں کی خدمت کا اعتراف کرنے کے لیے

(۲) ان کے کارناموں کی تشہیر کرنے کے لیے

(۳) ان کے کارہائے نمایاں پر اعزاز دینے کے لیے

نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اور اس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ قوم کے ان سپوتوں کو اعزاز سے نوازے جنہوں نے کسی بھی شعبہ میں کارہائے نمایاں انجام دیا ہے اور اپنے قوم کے نام کو اونچا کیا ہو یا اسے فیض پہنچایا ہو۔ اس سلسلہ میں نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی نے اپنا پہلا پروگرام ۲۰۰۰ء میں کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ یہ ایوارڈ تقریب مئی ۲۰۰۰ء میں دوبئی سے ایک شاندار ہال میں کلچرل پروگرام کے ساتھ منائی جائے گی جس میں ساری دنیا میں بکھرے ہوئے قوم کے سپوتوں میں چار کو اپنے قومی خدمت کے نتیجے میں اعزازات سے نوازا جائے گا۔ اعزازات کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) فخــــر کوکن

(۲) شـــان کوکن

(۳) نـــاز کوکن

(۴) سائنٹسٹ کوکن

قارئین! اب آپ اپنا قلم اٹھایے اور ان چار شعبوں کے لیے دنیا بھر سے اپنی پسند کے شخصیت کا نام لکھ بھیجے۔ اگر آپ کی ترتیب دی ہوئی لسٹ ایوارڈ کمیٹی کی ترتیب دی ہوئی لسٹ کے مطابق ثابت ہوئی تو آپ کا شمار ان خوش نصیب چند (۵) لوگوں میں ہو سکتا ہے جن کا نقش کوکن ایوارڈ تقریب میں شریک ہونے کا سارا خرچ نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی کے ذمہ ہوگا۔

نوٹ: ججوں کا فیصلہ آخری ہوگا مگر وہ فیصلہ آپ کے بھیجے ہوئے ووٹوں کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

بجانب **نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی**

غزلیں

★ بجرنگ پیوائی۔ منڈی گوڈھا، زناگری

غیر مجھ کو نہ سمجھ، اپنا بنا لے مجھ کو
شاخِ اُمید سے، گرتا ہوں بچا لے مجھ کو
ہیں تیری آنکھوں میں، دُنیا کو نظر آؤں گا
میں تیرا پیار ہوں، سینے میں چھپا لے مجھ کو
ان کے جاتے ہی میرے پر بھی کٹے دل بھی ٹوٹا
جانے وہ کر گئے ہیں، کس کے حوالے مجھ کو
درد کو دل میں لئے راہ میں بیٹھا ہوں تیری
تو کوئی چیز سمجھ کر ہی اٹھا لے مجھ کو
لوٹ کر جاتا ہوں میں شہرِ محبت سے بکر
ہے زمانے میں کوئی، اپنا بنا لے مجھ کو

★ رحمان واگلے ساز (امریکہ)

غم بڑھا آتا ہے لب پر کبھی نغمہ بن کر
درد بڑھتا ہے رگِ جاں پہ کبھی تیشہ بن کر
روک سکتی ہے کہاں عشق کو پتھر کی فصیل
پھوٹ پڑتا ہے وہ پتھر سے بھی دھارا بن کر
دل، کہ نامحرمِ طوفانِ حوادث، ناداں
عشق لے ڈوبا اسے آگ کا دریا بن کر
پردۂ ذہن پر اُبھرا ہے وہی عکسِ جمیل
کبھی کہرا، کبھی سپنا، کبھی سایہ بن کر
نہ سُنے، اگر نہ سُنے، گوشِ ستمگر فریاد
آج نکلی تو ہے بازار میں نعرہ بن کر
خشک تھی صحرا نوردی میں نگاہِ بیتاب
درد پھر پھوٹ گیا، پاؤں کا چھالا بن کر
آج روکو نہ اسے، میرے قریب آنے دو
موت، آئی ہے اگر درد کا چارہ بن کر

★ خطیب شہابی

میرا افسانہ بِلا ہے ہر فسانے کے لئے
جو سبق آموز بھی ہے ہر زمانے کے لئے

چار تنکے جو چُنے ہیں آشیانے کے لئے
بجلیاں بے تاب ہیں ان کو جلانے کے لئے

ایک تو گلچیں گُلوں کو گلستاں سے لے گیا
آ گئی شبنم بھی گلشن کو رُلانے کے لئے

چاند تاروں کو خبر ہوتی اگر انجام کی
وہ نہ پھر آتے فلک پر جگمگانے کے لئے

وادیٔ ایمن میں کوہِ طور کا وہ واقعہ
اک بہانہ تھا انہیں بے پردہ آنے کے لئے

بحر میں طوفاں اور کشتی مری ٹوٹی ہوئی
پھر بھی کوشاں ہوں اُسے ساحل پہ لانے کے لئے

اے خطیب اب ان کے دل کا راز افشا ہو گیا
جو سدا کوشاں رہے اس کو چھپانے کے لئے

اکیسویں صدی میں مسلم جوانوں کی ذمہ داریاں

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (سورہ محمد آیت ۲۴)

(کیا) انسان (؟) قرآن پر غور و تدبر کیوں نہیں کرتا؟ کیا اس کے دل پر تالے لگ گئے ہیں؟

محمد سعید عمری [illegible]

اللہ تعالیٰ نے قرآن پر غور و تدبر کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ انسان نے اس تاکید پر توجہ نہیں دی اس لئے وہ اندھیرے میں ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ اب مومنوں اور خصوصاً مسلم نوجوانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اللہ کی تاکید کے مطابق قرآن پر غور و تدبر کر کے اس پر عمل بھی کریں۔ اس میں شک نہیں کہ مسلم نوجوان امتِ مسلمہ کے سالار ہیں۔ ملت کے مقدر کے روشن ستارے ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ ان کی اکثریت قرآن پاک سے بیگانہ ہے۔ اگر وہ قرآن پاک کی طرف رجوع ہو کر اس کا گہرائی سے مطالعہ کریں گے تو ان میں اس کے شانِ نزول کی پرکھ آجائیگی اور ان پر یہ راز کھل جائے گا کہ اللہ کی یہ آخری کتاب نہ صرف علم و آگہی کا ایک بحرِ ذخار ہے، بلکہ اس میں علم و حکمت کے ہزار ہا پہلو بھی مضمر ہیں۔ اس راز کا بھی انکشاف ہوگا کہ یہ کتاب نہ صرف عالمِ انسانیت کے لئے ایک ضابطۂ حیات ہے، بلکہ ایک مکمل و ابدی دستور العمل بھی ہے جو آج کے انقلابی دور کے تقاضوں کو بھی پوری طرح پورا کرتی ہے۔ اگر مسلم جوان اللہ نے متعین کردہ صراطِ مستقیم پر چلیں گے تو حوادثاتِ زمانہ کے ہچکولے انہیں کبھی ڈانوا ڈول نہیں کر سکیں گے اور وہ ۲۱ ویں صدی میں اسلام کے صحیح ترجمان ثابت ہوں گے۔ اس کے لئے انہیں چاہیئے کہ

علم حاصل کریں: اس دور میں اور خصوصاً ۲۱ ویں صدی میں علم اور ٹیکنالوجی انتہائی عروج پر ہے۔ ایسے میں جو قومیں انہیں حاصل کریں گی وہ بہت آگے نکل جائیں گی اور جو ان سے بے بہرہ رہ جائیگی وہ بہت پیچھے رہ جائیں گی۔ مسلم نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ ۲۱ ویں صدی کے علم کے ارتقاء کا ساتھ دیں اور اسے حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جو مکمل راہ نمائی عطا کی ہے اس کی روشنی میں سفرِ زندگی طے کرنے کیلئے علم حاصل کرنے کی بے حد ضرورت ہے اور یہ وقت کا تقاضا بھی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں علم کی ضرورت، عظمت اور اہمیت کا یہ عالم ہے کہ حضور جیسی ذاتِ اقدس جو ظاہر ہے علم کی بلندیوں پر فائز تھی، اسے بھی یہ خاص دعا کرنے کی تاکید فرمائی کہ "وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا" (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۴)

اے رسول! کہو کہ اے میرے پروردگار مجھے [illegible]

[illegible] خود اللہ کے رسول ﷺ [illegible] علم حاصل کرنے کے لئے [illegible] کے فاصلے پہ جانا پڑے تو جاؤ [illegible] حاصل کرو" (حدیث)

قرآن پاک صرف قرأت (ناظرہ پڑھنے [illegible]) [illegible] نہیں آسکتا اس لئے مسلم جوان علم حاصل کریں تاکہ وہ قرآن کی "تلاوت" کرسکیں۔

مسلم جوان قرآن کی تلاوت کریں: تلاوت یہ لفظ قرأت سے مختلف ہے۔ یعنی قرأت محض ناظرہ بے سمجھے پڑھنا یا رٹنا) پڑھنے کو کہتے ہیں اور عربی لغت نحوی کی رو سے قرأت اور "تلاوت" میں بے حد فرق ہے۔ لغت کی رو سے "تلاوت" میں پڑھنا اسے سمجھنا، اس پر غور کرنا اور عمل کرنا یہ چاروں آجاتے ہیں۔ اس کی تائید میں ایک عبرت انگیز آیت بھی ملتی ہے کہ اس میں مومنین کی ایک خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ "اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ" (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۱) "جن لوگوں (مومنوں) کو کتاب (قرآن) دی گئی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے" اس آیت سے یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ تلاوت محض قرأت (ناظرہ پڑھنا) نہیں۔ اس آیت مقدسہ میں صحابہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اس کتاب کی تلاوت ویسی ہی کرتے ہیں جیسا کہ اس کا حق ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ (صحابہ کرامؓ) پڑھتے ہیں غور کرتے ہیں، سمجھتے ہیں اور پھر اس کے پیغامات پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اس آیت مقدسہ سے یہ بھی [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ تلاوت کے معنی صرف پڑھنا لیا جائے تو یہ جماعت مومنین کی خصوصیت نہیں۔ یاد رہے کہ قرآن پاک پڑھتے تو غیر مسلم بھی ہیں۔ گاندھی جی تو روزانہ گیتا (ہندوؤں کی کتاب) پڑھنے کے بعد قرآن پاک بھی پڑھتے تھے اور آج بھی ہزاروں غیر مسلم (یورپ اور ایشیا، امریکہ) میں قرآن پاک پڑھتے ہیں۔ مگر وہ سب قرأت کرتے (صرف پڑھتے) ہیں۔ اس پر غور نہیں کرتے اور اس پر عمل بھی نہیں کرتے۔ لہٰذا جماعت مومنین کی "تلاوت" یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں، اس پر غور کرتے ہیں، اسے سمجھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

"تلاوت" کے اس مفہوم سے ہمارے مسلم جوانوں کو چاہیئے کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ کی میزان میں وزن اعمال کے کرنے کا ہے۔ الفاظ کو دوہرانے کا نہیں۔ تلاوت قرآن پاک کرنے سے مسلم جوان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں گے اور والدین کا بھرپور احترام کریں گے۔ انشاء اللہ۔

والدین کا احترام کریں: قرآن پاک میں والدین کے احترام کی بار بار تاکید آئی ہے۔ خصوصًا "ماں" کے بارے میں یہ خاص تاکید آئی ہے۔ "وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ" (سورۃ لقمان آیت ۱۴) "ہم نے انسان کو والدین کا احترام کرنے کی تاکید کی ہے (خصوصًا) اس کی ماں (بےچاری) اسے اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے (کیسی کیسی) تکلیف پر تکلیف برداشت کرتے ہوئے نڈھال ہوجاتی ہے

اور (اس کی پیدائش کے بعد) اسے دو سال تک دودھ بھی پلاتی ہے۔"

نوجوان دوستو! دیکھئے ماں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کتنے بلیغ اور حسن کارانہ انداز میں سمجھایا ہے۔ دراصل "ماں" یہ سہ حرفی لفظ سنتے ہی تصور میں ہزاروں بہاریں مسکرانے لگتی ہیں کیوں کہ ماں کا ادارہ سکون و عافیت اور خیر و برکت کا سب سے بڑا سرچشمہ ہے۔ ماں کے دل میں بچے کے لئے وہ رحم، وہ کرم اور وہ تڑپ ہوتی ہے کہ جب وہ اپنے بچے کی مصیبت کے وقت تڑپ جاتی ہے تو زمین اپنے پیٹ سے زم زم تک انڈیل دینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ ایسی تقدس مآب ہستی کا درجہ اتنا بلند ہے کہ ایک بار معاویہ بن جاہمہ رضؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "یا رسول اللہ! میں نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا ہے لہٰذا مجھے اجازت دیجئے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ جواب ملا کہ ہاں زندہ ہے۔ آپ نے فرمایا "تو جاؤ ماں کی خدمت کرو کہ ماں کی خدمت تمہارے لئے جہاد سے افضل ہے"۔ (حدیث)۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ "ماں کے قدموں تلے جنت ہے"۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "ماں" ہستی ہی ایسی ہے کہ جس کے قدموں پر لاکھوں بہشتیں قربان۔

اگر مسلم نوجوان ان تمام باتوں پر ذمہ داری کے ساتھ عمل کریں گے تو ملت کے یہ روشن ستارے ۲۱ ویں صدی میں یقیناً آفتاب نصف النہار ثابت ہو کر دنیا میں اجالے بکھیر دیں گے۔ انشاء اللہ۔۔

[illegible]

محمد حسین ہیبلی کا بقیہ

NCERT نئی دہلی میں ہو چکی ہے

حکومت کرناٹک نے مجھ کو کرناٹک سیکنڈری ایجوکیشن ایکزامینیشن بورڈ کا ممبر نامزد کیا تھا۔

اولاد دو ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لڑکا سول انجینئر اور لڑکی رینک ہولڈر ان Costume Design & Dress Making

زندگی کا اہم مقصد۔ ہماری قوم کے نونہالوں کی صلاحیتوں کو ابھارنا اور خدمت خلق

مستقل پتہ محمد حسین ہیبلی، وظیفہ یاب ٹیچر، محبوب چال، طیب لینڈ، ہبلی، 580020 کرناٹک فون 362244

مقامی پتہ C/o منظور حسین ہیبلی (بی۔ای سول)

B103 موراراباغ ہاؤسنگ کوآپریٹیو سوسائٹی لمیٹیڈ، سمرتھ رام داس نگر، نوگھر بسین، (ایسٹ) تھانہ، مہاراشٹر

فون 912-342814 ••

بقیہ "انتقال"

یوسف بخش چیولکر کا انتقال:

معروف شخصیت جناب یوسف بخش چیولکر کا بعمر ۶۳ سال مختصر سی علالت کے بعد بتاریخ ۵ اکتوبر ۹۹ء کو انتقال ہو گیا اور میت دوسرے روز نیگڑی تعلقہ منڈن گڑھ میں دفن کی گئی۔۔۔

(مرسلہ: حاجی محمود عبدالکریم شرگاؤنکر نیگڑی)

جناب شرگاؤنکر صاحب نے یہ خبر اکتوبر ۹۹ء میں بغرض اشاعت ہمیں بھیجی تھی مگر شومئی قسمت کہ وہ شائع نہ ہو سکی تھی ہم معذرت خواہ ہیں۔ لہٰذا ان کے دوبارہ یاد دلانے سے یہ خبر شائع کی گئی ہے۔۔ (مدیر)

[illegible] مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی کی وفات حسرت آیات سے متاثر ہو کر

محمود الحسن ماہرؔ

عالمِ اسلام کا خسارہ

مرض کے پاس نہ درماں نہ کوئی چارہ ہے — حیات و موت یہ اللہ کا اجارہ ہے
مگر یہ سوچ کے دل اپنا پارہ پارہ ہے — یہ موت عالمِ اسلام کا خسارہ ہے

بجا کہ ملتِ اسلامیہ کی جاں نہ رہے
پہاڑ ٹوٹا الم کا علی میاں نہ رہے

تمام عمر شریعت کے پاسدار رہے — رسولِ پاک کی سیرت کے پاسدار رہے
یہ تھا طریق، طریقت کے پاسدار رہے — ہمیشہ حق و صداقت کے پاسدار رہے

علومِ دیں کے امیں تھے ابوالحسن ندوی
عظیم عالمِ دیں تھے ابوالحسن ندوی

ہر ایک موڑ پہ ملت کی رہنمائی کی — سدا سفینے کی طوفاں میں ناخدائی کی
انھیں لگن تھی فقط قوم کی بھلائی کی — ہوائیں چھو نہ سکیں ان کو خودنمائی کی

تھی ان کی ذات حقیقت میں پیکرِ خدمات
گزاری خدمتِ خلقِ خدا میں اپنی حیات

کیے ہیں کام نمایاں بہت جزاک اللہ — سیئے ہیں چاکِ گریباں بہت جزاک اللہ
کیے ہیں درد کے درماں بہت جزاک اللہ — ہیں فیضیاب مسلماں بہت جزاک اللہ

بہت ہیں ان کی تصانیف رہبری کیلئے
اثاثہ ہیں یہ گراں قدر ہم سبھی کیلئے

رسولِ پاک کا دیتا ہوں واسطہ سن لے — سمیع ہے تو مرے دل کی بھی صدا سن لے
ترے حضور ہے ماہرؔ کی التجا سن لے — الٰہ العالمین اتنی مری دعا سن لے

علی میاں کو جگہ دے جوارِ رحمت میں
تو کر عطا انہیں اعلیٰ مقام جنت میں

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

حافظ محسن، ممبئی

ایک ایسے عہد میں جہاں مسائل پر اتھارٹی کہلانے والے
سلمان رشدی کی ''شیطانی تعلیمات'' اور ''ارون شوری''
کی ''فتوؤں کی دنیا'' کو زرد صحافت نے شہرت عطا کی ہے۔
ہیں روزنامہ پڑھاری (بزبان مراٹھی) کے ''دیوالی
نمبر'' میں مراٹھی کے ممتاز دانشور و ادیب جناب شیش
راؤ مورے کی تحریر پڑھ کر نہ صرف علمی افق روشن ہوتا
ہے بلکہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور پاسباں مل گئے کعبہ کو
صنم خانے سے والی تعبیر کی تصدیق ہوتی ہے۔

پڈھاری مراٹھی زبان کا قدیم اور معروف روزنامہ
ہے۔ مراٹھی جگت میں اس کے ''دیوالی نمبر'' کی بڑی دھوم
رہتی ہے اور قارئین اس کا بڑے شوق اور بے چینی سے
انتظار کرتے ہیں۔ تازہ دیوالی خاص نمبر میں مراٹھی کے
مشہور و معروف قلم کار نے ''احادیث نبویہ'' کو موضوع
سخن بنایا ہے۔ مقالہ میں ''صحاح ستہ'' کا تعارف کراتے
ہوئے علم حدیث اور دین میں اس کے مقام پر نہایت
مختصر مگر جامع و مستند گفتگو کی ہے۔ متشرقین کی فکر کا کوئی
چھینٹا بھی نظر نہ آیا۔ ۷ رصفحات پر پھیلے مقالے کا آغاز
بڑے دلچسپ اور انوکھے انداز میں کیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں ''
میں نے دانشوروں، ادیبوں، صحافیوں، پروفیسروں اور
ماہرین سماجیات سے دریافت کیا آپ نے احادیث کا مطالعہ
کیا ہے؟ جواب ملا احادیث کسے کہتے ہیں؟ پھر میں نے سوال
کی نوعیت بدل کر پوچھنا شروع کیا۔ جواب نفی میں تھا۔
مسلم مسائل پر ہونے والے پونہ کے ایک سیمینار میں مسلم
دانشوروں سے پوچھا تو ان کا جواب بھی ناواقفیت پر مبنی تھا۔
علم معرفت اور دانش برہان کے عظیم سرمایہ سے مسلمان تو
اپنے مذہبی پیشواؤں سے کچھ نہ کچھ سنتے رہتے ہیں لیکن غیر
مسلم اس نعمت سے محروم ہیں لہٰذا ان کی واقفیت کے لئے یہ
مقالہ تحریر کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے سرور عالم ﷺ کو
محسن انسانیت کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے جن کی
تعلیمات سے ناواقف رہنا مضمون نگار کے نزدیک علمی طور
پر بری محرومی ہے۔ مقالے کا عنوان ہے ''حدیث سے کہتے
ہیں؟'' مقالے کی سب سے بڑی خوبی اس کا اعجاز بیان ہے۔
علم حدیث کی اصطلاحوں۔ قرآن و حدیث اور اس کے
شریعت کے باہمی تعلق و ربط، روایتوں کے انداز اور
اسلوب پر اتنے مختصر جملوں میں روشنی ڈالی گئی ہے کہ بے
ساختہ کوزے میں دریا والا محاورہ یاد آجاتا ہے۔ سب سے
چونکانے والا مقام مقالے کا اختتامیہ ہے مقالہ نگار نے
احادیث نقل کرنے کے بعد (جو بخاری، مسلم، ابوداؤد،
ترمذی، نسائی سے مستند حوالوں کے ساتھ نقل کی گئیں
ہیں) قارئین سے وعدہ لیا ہے کہ آئندہ دیوالی تک کسی ایک
مجموعۂ احادیث کا مطالعہ کریں گے تاکہ انہیں خدا کی
معرفت اور جنت کا حصول نصیب ہو سکے۔

مسلمانوں کے لئے یہ تحریر ایک تازیانہ ہے کہ کس
طرح وہ رحمۃ اللعالمین کی تعلیمات کو اپنے تک محدود رکھ کر
کتمانِ حق کے مجرم بن رہے ہیں اور یہ پہلو بھی نہایت توجہ

کا مستحق ہے [illegible] س طرح خونخوار فرقہ وارانہ ماحول میں بھی انسا[illegible]ب کو فتح کرتا ہے۔ واضح رہے کہ مراٹھی مقالہ نگار کی تحریریں [illegible] تک ہندوتوا فکر کی حامی رہی ہیں اس لئے موجودہ حالات میں ان کی تحریری افادیت بہت [illegible]ں ہے۔ ضرورت ہے کہ اہل علم وصاحب خیر حضرات مضمون نگار کو احسن انداز میں مبارکباد پیش کریں۔ کیوں کہ علمی دنیا میں ایک یادگار اور قابل صد آفریں دانشورانہ کام انجام دیا گیا ہے۔ تفہیم حق کے ایسے شاہکار بہت کم وجود میں آتے ہیں۔ تاہم مراٹھی کا دامن ایسے نمونوں سے ہر دور میں وابستہ رہا ہے۔ سانے گروجی کی سیرت مقدسہ پر کتاب ہو یا مہاتما پھلے کی شعری تخلیق "مرد محمدؐ" یا ستیو مادھو راؤ پگڑی کا درباری روزنامچہ یا پھر چھترپتی شاہو مہاراج کا اپنے وقت کے مستند عالم وصوفی جناب میر یعقوب سے کرایا گیا۔ مراٹھی ترجمۂ قرآن یہ سب تخلیقات مراٹھی زبان کے ادبی و علمی استفادے کی اہم نشانیاں ہیں۔ کاش امراٹھی ادب عالیہ کے معیار پر منصوبہ بند علمی کام کیا جائے تو مراٹھی ادب خوش دلی سے اس کا استقبال کرے گا۔ یہ سچ ہے کہ مراٹھی ادب میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بہت زہر اگلا گیا ہے۔ اسلام دشمن تحریریں چن چن کر ترجمہ کر کے شائع کی جاتی ہیں۔ اس پس منظر میں تیتش راؤ مورے جیسے معروف ادیب کی جانب سے لکھی جانے والی یہ تحریر بڑی قیمتی ہے۔ ضرورت ہے کہ مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے اور خود مراٹھی میں بڑی تعداد میں چھپوا کر عام کرنے کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ یہ تحریر ملعون رشدی اور ارون شوری کے پھیلائے ہوئے فتنوں کا نہایت مثبت انداز میں ازالہ کرسکتی ہے۔

جناب محمد حسین ہبلی

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے سالانہ جلسہ میں NKTF کی سرگرمیوں کا ذکر سن کر جو صاحب پروانہ وار جلسہ میں حاضر ہوئے اوراپنے خیالات کا اظہار کر کے نہ صرف طلباء و اساتذہ بلکہ حاضرین مجلس کو متاثر کیا ان کا تعارف ذیل میں درج ہے۔

نام محمد حسین ہبلی

تعلیمی قابلیت بی۔اے (آنرز) ممبئی یونیورسٹی (اسماعیل یوسف کالج جوگیشوری)

بی۔ایڈ (کرناٹک یونیورسٹی کالج آف ایجوکیشن دھاڑوار)

تدریسی تجربہ 28 سال اینگلو اردو بوائز ہائی اسکول گدگ بیٹگیری (کرناٹک)

عمر 67 سال

تحریری اور تقریری سرگرمیاں انگریزی میں لکھی ہوئی کتاب A Rare Collection of articles on Education جو تعلیمی مضامین پر مشتمل ہے اور حکومت کرناٹک سے سفارش کردہ ہے۔

انگریزی اور اردو میں میری تقریریں آل انڈیا ریڈیو دھارواڑ سے نشر ہو چکی ہیں۔

چھٹی اور ساتویں جماعت کی سماجی سائنس کا ترجمہ انگریزی سے اردو میں کیا ہوں۔ یہ درسی کتاب کرناٹک کے ہر اردو پرائمری اسکول میں پڑھائی جاتی ہے۔

میری ٹریننگ Career Teachers Training،

بقیہ صـ۳۹ پر

محراب رانی کا گیت

ڈاکٹر مسز میمونہ دلوی

کوکنی زبان میں گایا جانے والا یہ گیت، محراب رانی کی وصیت بھی کہلاتا ہے۔ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر گائے جانے والے گیتوں سے یہ گیت بالکل مختلف ہے، جیسا کہ اس گیت کو سننے اور پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس گیت کو میں نے اس وقت محفوظ کر لیا تھا جب میں رتناگری ضلع کے ایک گاؤں کولتھار میں لوک گیتوں کو جمع کرنے، یعنی ٹیپ ریکارڈ اور کاغذ پر محفوظ کرنے کی غرض سے گئی ہوئی تھی۔ میرے عزیز بھائی جمال الدین مقدم اس سلسلہ میں گاؤں کی خواتین سے میرا تعارف کرانے اور ملاقاتوں کی سبیل مہیا کرنے کی ذمہ داری اٹھائے ہوئے تھے۔ کولتھار میرے ددھیال والوں کا وطن ہے۔ وہاں ایک صاحبہ سے گفتگو ہوئی اور انھوں نے محراب رانی کا گیت مجھے سنایا۔ ان کا نام حنفیہ بی شہاب الدین پرکار عرف نوشیں والی ہے ان کا میکہ نوشیں گاؤں میں ہے اسلئے وہ اس عرفیت سے مشہور ہیں۔ انھوں نے یہ گیت اپنی خالہ سے سیکھا تھا۔

محراب رانی کے بارے میں کئی روایتیں مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ رتناگری ضلع میں گوہاگرھ سے چپلون جاتے ہوئے راستہ میں پوار ساگھری گاؤں ملتا ہے۔ اس سے قریب ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ گاؤں کی سڑک پر ایک تربت ہے۔ اس سے آگے جنگل ہے جہاں ایک بڑ کا گھنا درخت اور ایک بہت گہرا کنواں ہے۔ وہاں جنگل کے شیر بھی کبھی کبھی آ نکلتے ہیں۔ اس لئے وہاں کوئی نہیں جاتا۔ اسی کنوئیں سے متعلق یہ روایت ہے ـــــ ایک راجہ اپنے والدین کا پہلا بیٹا تھا۔ اور محراب رانی بھی اپنے والدین کی پہلی بیٹی تھی۔ گاؤں میں پانی کا کال پڑا، اور اس تالاب کا پانی سوکھ گیا۔ تالاب نے محراب رانی کے خواب میں آکر اس کی پہلی اولاد کی قربانی مانگی اور محراب رانی نے اپنے بچے کی بجائے خود کو قربان کر دیا۔ محراب رانی نے یہ وصیت بھی کی تھی کہ اپنی پہلی اولاد کی دوسرے کی پہلی اولاد سے شادی نہ کی جائے اور کئی کوکنی گھرانوں میں اس وصیت پر عمل کیا جاتا ہے اور ایسے رشتے سے گریز کرتے ہیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ محراب رانی نامی بہو نے خواب میں دیکھا کہ تالاب اسکی قربانی چاہتا ہے۔ محراب رانی ایک پلنگ بنوا لیتی ہے۔ پلنگ کو پھولوں سے خوب سجا کر اس پر سوار ہوتی ہے اور شوہر کے ساتھ قربانی کیلئے روانہ ہوتی ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد پلنگ کو

نقش کوکن

تالاب کے نزدیک جیسے ہی رکھا جاتا ہے۔ تالاب سے
پانی اُبل پڑتا ہے۔ ساری رعیت کو پینے کے لئے
پانی ملتا ہے۔ دونوں میاں بیوی سبھوں کو سلام
کرکے اور سبھوں کی دُعائیں لے کر واپس چلے
آتے ہیں۔ گویا تالاب نے محراب رانی کی نیت کی
برکت سے پانی بخش دیا۔ اس تالاب کی گہرائی اتنی
تھی جتنی لمبائی اس رسی کی ہوتی ہے جس سے رسی
کھاٹ کو بُنا جاتا ہے۔

زیر نظر گیت میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے
وہ یوں ہے کہ:

ایک مرتبہ ایک گاؤں میں پانی کی شدید
قلت ہوگئی۔ گاؤں والوں نے کئی کنویں اور تالاب
کھودے مگر کہیں بھی پانی نہیں ملا۔ اسی گاؤں میں ایک
کسان تھا۔ محراب رانی اس کی لڑکی بہو کا نام تھا۔
ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ اگر وہ اپنی قربانی
دیتی ہے تو تالاب سے پانی مل سکتا ہے۔ اس نے
یہ بات سبھوں کو بتائی اور اپنی قربانی دینے پر
آمادگی ظاہر کی۔ ہر ایک سے مخاطب ہوکر اپنا ارادہ بیان
کیا اور اپنے بچے کی نگہداشت اچھی طرح کرنے کی
تاکید کی۔ اس کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ اس
تالاب پر جاتی ہے جو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔
گاؤں والے بھی جمع ہوتے ہیں اور تالاب کھودنا شروع
کرتے ہیں۔ پہلے تلووں اتنا گہرا، پھر گھٹنوں اتنا گہرا
پھر کمر تک ـــــ پھر چھاتی تک ـــــ آخر آدمی کے
قد کے برابر گہرا۔ وہاں پہلے مرغیوں کی، بعد میں بکریوں
کی اور بیلوں کی قربانی دیتے ہیں۔ مگر پانی نہیں
نکلتا کیوں کہ تالاب تو آدمی کی بلکہ محراب رانی کی
قربانی چاہتا ہے۔ آخرش محراب رانی خود تالاب
میں اتر جاتی ہے۔ اور تالاب سے پانی ابلنے لگتا
ہے۔ اتنا پانی کہ محراب رانی کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے
اور کناروں سے چھلک جاتا ہے۔

اگر ہم اسلامی نقطۂ نظر سے غور کریں تو اس
قسم کی روایت یا کہانی کا وجود تسلیم کرنا ہی غلط معلوم
ہوتا ہے۔ لیکن دُنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ اس قسم کی
قربانیاں مختلف زمانوں مختلف ملکوں اور قوموں
میں رائج تھیں۔ صرف ایک مثال یاد کیجئے۔ ملک
مصر میں دریائے نیل کا پانی ایک خاص موسم میں
سوکھ جاتا تھا۔ پانی کی قلت سے پریشان لوگوں
نے اس کا حل یہ نکالا کہ دریائے نیل کے دیوتا کو
خوش کرنے کیلئے ایک حسین دوشیزہ کو آراستہ و
پیراستہ کرکے بیچ دریا میں بذریعۂ کشتی لے جاکر
اسے غرق کر دیا جائے۔ ان کے عقیدے کے مطابق
دریائے نیل پانی سے لبریز ہو جاتا تھا۔ خلیفۂ
دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں مصر
پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا اور اہل شہر اس عقیدے
کے مطابق دوشیزہ کی قربانی کا انتظام کر رہے تھے۔
جب اس کی خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی تو انہوں نے
ایک کاغذ پر قرآن شریف کی ایک آیت لکھ کر
بھیجی کہ اس کاغذ کو دریائے نیل میں ڈال دیا جائے
اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تماشا دیکھا جائے۔ واقعی
دریا میں پانی اُبل پڑا اور تب سے انسانی قربانی
کا سلسلہ بند ہو گیا۔

مگر لوک گیت مذہب کی حد بندیوں کو کب
مانتے ہیں۔ ہمیں بھی محراب رانی کے گیت کی اس

روایت اور مذہب کے درمیان رشتہ یا تعلق سے
بحث نہیں۔ البتہ اس گیت سے کوکنی مسلم گھرانے
کے مشترکہ نظام کا اندازہ ہوتا ہے۔ جب بہو خواب
دیکھتی ہے مشترکہ خاندان میں رہنے والی یہ بہو ایک
ایک سے مخاطب ہو کر اپنا خواب سناتی ہے۔
سبھوں کی خوشامد کرتی ہے کہ اس کے بچے کی نگہداشت
کریں۔ اپنے ماحول کے اقتدار کے مطابق فرمائشیں
کرتی ہے۔ پھر سبھوں کے ساتھ تالاب پر آتی ہے
جب دیکھتی ہے کہ جانوروں کی قربانیوں کے
باوجود پانی حاصل نہیں ہو رہا ہے تو اپنے آپ کو
قربان کر رہی ہے عورت کی عظمت کا اس سے
بڑھ کر بیان اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے
گھر والوں کے لئے بلکہ گاؤں بھر کے لئے پانی مہیا
کرنے کی خاطر اپنی جان قربان کر دیتی ہے۔

تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

ایکا جی ایکا ساسانو۔ ،، ،،
ایکا جی ایکا ساسانو۔ ،، ،،
ایکا جی ایکا دیرانو۔ ،،
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

ایکا جی ایکا نندانو ،، ،،
ایکا جی ایکا زاوانو ،، ،،
ایکا جی ایکا سائینو ،،
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

اوٹہات بیلے تے سسریانو ،، ،،
ایکا مازا ایکچ بولے
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

←

پلنگار بیلی تی ساسورانی ،، ،،
ایکا مازا ایکچ بول
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

چولھیا شیل بیلی تی دیورانی ،، ،،
ایکا مازا ایکچ بول
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

بازو شیں بیلی تی نندانو
ایکا مازا ایکچ بول
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

مھاڑی ور شیلے تے دیورجی
ایکا مازا ایکچ بول
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

تلا ایلا سپنو ——— تلا مانگے محراب رانی

شاراں شاراں چے ٹھتار بولوا
بالا بالا ماجیا پالنا تاسا
محراب ٹھاتے کونتے شاراں محراب ٹھاتے تلا باویر

شاراں شاراں چے درزی بولوا
ماجیا بالالا جھبلے ٹوپرے شیوا
محراب زاتے کونتے شاراں محراب زاتے تلا بانویں
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

شاراں شاراں چے ستار بولوا
ماجیا بالالا ہنسلی سانکھلی گھڑوا
محراب زاتے کونتے شاراں۔ محراب زاتے تلا بانویں
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانے

ماجیا بالا چی زتن کرا
ماجیا بالالا دودھ پازا
محراب زاتے کونتے شاراں محراب زاتے تلا بانویں
تلا ایلا سپنو۔ تلا مانگے محراب رانی

ماجھ [illegible] یل لاوا
[illegible] لا ماکو گھالا
[illegible] ب زراتے کونتے نشاراں۔ محراب زراتے تلا بانویں
[illegible] ایلا سینو۔ تلا مانگے محراب رانی
[illegible] گھیتلی کودلی
پوسنانی گھیتلی ٹویلی
تلا کھندیلا تلوے ایتنا۔ نائی ملے تلا پانی
تلا کھندیلا ڈھوپرا ایتنا۔ ؍ ؍
تلا کھندیلا کمبر ایتنا۔ ؍ ؍
تلا کھندیلا چھاتی ایتنا۔ ؍ ؍
تلا کھندیلا پُرش ایتنا۔ ؍ ؍
تلا ایلا سینو۔ تلا مانگے محراب رانی
محراب زراتے کونتے نشاراں محراب زراتے تلا بانویں
نیھتے دیلی کومڑیاں چی آوندی۔ دے گا ربا تلا پانی
نیھتے دیلی بکریاں چی آوندی۔ ؍ ؍ ؍
نیھتے دیلی بیلاں چی آوندی۔ ؍ ؍ ؍
نیھتے دیئیں مانسا چی آوندی۔ ؍ ؍ ؍
تلا ایلا سینو۔ تلا مانگے محراب رانی
تلا مانگے محراب رانی۔ دے گا ربا تلا پانی
محراب زراتے تلا بانویت ؍ ؍ ؍
محراب گیلی تلا بانویت ؍ ؍ ؍
تلا ایلا سینو
تلا مانگے محراب رانی ..

تلا : تالاب۔ سائینو : سہیلیاں۔ اوٹیات : صحن ہیں۔ مھٹاری : کوٹھی۔ مالہ۔ تاسا۔ تراشو۔ زتن۔ جتن۔ ماکو : نہانا، غسل۔ کودلی : کدال۔ ٹویلی : ٹوکری۔ ایتنا : اتنا برابر۔ ڈھوپر۔ گھٹنا۔ پُرش : آدمی۔ آودنی : قربانی۔ مانسا : آدمی۔ بانویں : کنواں۔ تلا بانویں : تالاب جو [illegible]

گرامی قدر علی ایم شمسی صاحب کے فرزند دلبند محمد مظفر شمسی کی شادی خانہ آبادی مورخہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۲ء کے پُرمسرت موقع پر پیش کردہ

نذرانۂ تہنیت

نتیجۂ فکر : ——— ڈاکٹر عبدالرحیم نشتر

کبھی دیکھا نہ ہوگا آپ نے چہرا مظفر کا
طبیعت سے مگر لکھدیجیے سہرا مظفر کا

فضا محبوبیت کی چھا گئی ہے جائے نوشہ پر
جسے دیکھو ہوا جاتا ہے وہ شیدا مظفر کا

رخِ ماں باپ پر گویا شفق سی پھوٹی پڑتی ہے
اُجالا "کنجِ عافیت" میں ہے کیسا مظفر کا

یہ شامِ وصل ہے یا صبحِ نو کا پیش خیمہ ہے
نگاہِ شوق تکتی جائے ہے چہرا مظفر کا

ہزاروں فاصلے گویا سمٹ آئے ہیں اک پل میں
یہ لمحہ کیسے معجز کار نہ ہوتا مظفر کا

یہاں سے زندگی اک تازہ کروٹ لینے والی ہے
یہیں سے ہوگا منزل آشنا جادہ مظفر کا

چلو دستِ دعا تم بھی اٹھاؤ اور کہہ ڈالو
"خدا آباد رکھے دہر میں جوڑا مظفر کا"

عروسِ زندگی کی زلف پیچاں بھی سنور جائے
شریکِ زندگی کا ہاتھ ہو شانہ مظفر کا

رہے سایہ فگن عیش و مسرت کی گھٹا سر پر
فضا میں چارسو گونجا کرے نغمہ مظفر کا

مبارک ساعتِ شادی! تہنیت پیش کرتا ہوں
ہوا کے دوش پر لہرا گیا، مژدہ مظفر کا

مظفر نام ہے ابنِ علی شمسی کا نشتر جی!
بالفاظِ دگر نوشاہ ہے بیٹا "مظفر" کا

وہ شادی کر کے فتحیاب لوگوں میں ہوا شامل
"ظفر" کو نام ورنہ کس لئے دیتا مظفر کا

"مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا"

ممتاز احمد خان۔ ٹرونٹو۔

ہم اکثر علامہ اقبال کا یہ شعر سنتے ہیں:

"مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا"

ہم اس شعر کی گہرائی میں اترتے ہیں تو عجیب سا احساس ہوتا ہے اور یہ احساس دل میں کسک پیدا کرتا ہے کہ کیا واقعی آج کے حالات اس شعر کی ترجمانی کرتے ہیں کیا پورے ہندوستان کے طول اور عرض پر یہ شعر صادق نظر آتا ہے کیا مذہب آپس میں بیر رکھنے کی ہدایت کرتا ہے۔

مذہب کو کھلواڑ بنانیوالے اپنے مقصد کے حصول میں مذہب کا استعمال کرنیوالے چند حضرات چاہے وہ برہمن ہوں یا ملا۔ مولوی ان لوگوں نے مذہب کو اس طرح چہار دیواری میں بند کر کے رکھ دیا ہے کہ اس سے راہِ فرار نہیں اگر ہم حالات کے تحت اجتہاد کریں تو یہ مولوی حضرات ہم پر کفر کا فتویٰ صادر کر دیں گے حالانکہ حضور اکرمؐ نے بارہا سمجھایا ہے کہ حالات کے تحت اجتہاد کرو اسی لئے تو جو باتیں اس دور میں نہیں تھیں جو مسئلے سنگین نہیں تھے آج کم و بیش وہی سامنے آتے ہیں تو مفتی دین سے فتویٰ لیا جاتا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مذہب سے دور ہو کر خدا کے فرمان اور حضورؐ کے مسنون طریقے سے روگردانی کرو مگر اتنا ضرور رہنا چاہیئے کہ وقت کیا کہتا ہے ضرورت کیا ہے۔ برہمن اور ملاؤں نے ہمارا شیرازہ بکھیرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اسی نظریات کی روشنی میں علامہ اقبال نے ایک جگہ کہا ہے۔

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
کیا بھلا جانیں گے دو رکعت کے امام

حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ہر مذہب کی قدر کرو کسی مذہب کو پسند نہیں کرتے ہو تو تمہاری مرضی مگر مذہب کے چاہنے والوں کو برا کہہ کر ان کی تذلیل نہ کرو ورنہ تم سے وہ دور ہو جائیں گے اور جو اللہ کا فرمان ان تک پہنچانا چاہتے سننے سے انکار کر دیں گے۔

ہر مذہب نے صلح و آشتی میل و محبت کا پیغام دیا ہے اگر آپ کا پڑوسی غریب ہے مگر غیر مذہب کا ہے تو پہلے اس کی مدد کریں۔ پڑوسی کا حق رشتہ داروں سے زیادہ ہے مگر افسوس صد افسوس آج ہندوستان میں چند مذہبی کندھے کی آڑ میں سیاست کی بندوق سے لوگوں کے دل و دماغ خلوص و محبت کو زخمی کرتے جا رہے ہیں۔ مٹھی بھر مذہبی انتہا پسند حضرات اپنی ڈفلی اپنی بول کے مصداق خود کو بہتر سمجھتے

باقی صفحہ

...کو بـ... ہیں اور حد تو یہ ہے کہ انسان
...نامون طور طریقوں نظریات کو خیالات کو برا
...یان لیا جاتا یہاں ایک دوسرے کے مذہب
...انکی مذہبی کتاب اور مذہبی پیشواؤں پر انگلیاں
...ائی جارہی ہیں حالانکہ سوچنا چاہیئے وقت اپنے
ایک محور ... تھا اور اسی طرح وقت اور
...لات بدلتے ہیں۔

ہندوستان کے ہر فرد کو چاہیئے کہ وہ سیاسی
...اؤ پیچ اور حیقلش کو سمجھے اور مذہب کے نام پر
...لانے والوں سے ہوشیار رہے۔ جب ہم نے
...نگریزوں کی غلامی کا جوڑا اپنے کندھوں سے
...تارا تو آزادی کی فضا میں آزاد بھارت کا قانون
...نایا گیا جس میں اس بات کا خیال رکھا گیا کہ ہندوستان
میں طرح طرح کی ذات طبقہ اور مذاہب کے
ماننے والے ہیں اس لئے سرکاری مذہب کوئی
نہ ہوگا اور تمام مذاہب کا احترام کرتے ہوئے
...نہیں آزادی سے پھلنے پھولنے کا موقع دیا جائیگا
...ور سرکار ہر مذہب کی حفاظت کرے گی مگر افسوس
کہ تعزیرات ہند میں ہر مذہب کی حفاظت کا قول
وقرار کرنے کے بعد بھی کسی نہ کسی مذہب پر
انگلیاں اٹھتی ہیں تو سرکاری مشینری خاموش رہتی ہے
پھر بھی سرکاری نقار خانے سے یہ نعرہ بلند ہوتا
ہے کہ کسی مذہب اور مذہبی انسانوں پر حملہ
ہوگا تو اسے سزا دی جائے گی بس صرف آواز
اٹھی اور دب گئی اور انتہا پسند اپنی من مانی
کرکے راستہ اپنالیتے ہیں۔

آج ہندوستان جس مذہبی انتشار سے
دوچار ہے اس انتشار کو روکنے کے لئے ہر سیکولر انسان
ان خرابیوں کو ختم کرنے کے لئے اٹھتا ہے بلکہ اٹھ رہا
ہے وہ چاہتا ہے کہ آپس میں میل ومحبت کو برقرار
رکھا جائے اس لئے ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ ہم قومی
یک جہتی کو بڑھادیں۔ قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے۔
اس لئے ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے اڑوس پڑوس
اور سماج میں ہر مذہب کے ماننے والوں کی قدر
کریں۔ ان کے تیج وتہوار میں شرکت کریں۔ انکی
مذہبی یادگاروں کی حفاظت کریں۔ وقت
ضرورت دامے درمے قدمے سخنے مدد کریں۔
امداد باہمی دلوں کو جوڑتی ہے دلوں کو جوڑنے
میں جو لطف ہے وہ دلوں کو توڑنے میں نہیں ہوتا
آپ کسی سے لمحہ بھر کی رنجش ... دیکھیے کہ
ذہنی طور پر الجھ جاتے ہیں کہ نہیں اس لئے چین
گنوانے سے کیا فائدہ کوئی بھی مذہب بیر رکھنا
دشمنی کرنا دوسرے مذہب کو برا کہنا نہیں سکھاتا
اس لئے ہر مذہب کا احترام کرنا چاہیئے۔ ہر مذہب
کی اچھی باتیں اپنانا چاہیئے تبھی ایک دوسرے کے
قریب آئیں گے اور اس طرح محبت کی جوت سے
جوت جگائیں گے اور پورے ملک کو روشن کریں گے۔۔

کوپن برائے ہماری پسند

لفظ: .... جسے شعر میں استعمال کیا گیا ہے۔

نام: - - - - - - -

پتہ: - - - - - - -

ہماری پسند

شعر و سخن سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لئے
یک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جس میں ہر مہینے ایک عنوان دیا
جاتا ہے۔ آپ کو اس عنوان یا لفظ کو شعر میں استعمال کئے ہوئے
تین اشعار ایک پوسٹ کارڈ پر لکھ کر بھیجنا ہے۔ اشعار کے ساتھ
شاعر کا نام بھی ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ 'نامعلوم' لکھئے۔ مگر کارڈ پر اپنا
رانام و پتا لکھنا نہ بھولئے۔ یہ اشعار مہینے کے آخری تاریخ تک
ہیں موصول ہوں اس کا آپ خیال رکھیں۔

موصولہ تین اشعار میں سے کوئی بھی ایک شعر آپ
کے نام سے اگلے شمارے میں شامل اشاعت ہوگا۔ تین
صحاب کے پینل آف ججز جس کسی کے شعر کو پسند فرمائیں
گے، اسے ایک کتاب انعام کے طور پر بھیج دی جائے گی۔
شعار کے ساتھ "ہماری پسند" کا کوپن جو اسی شمارہ میں کہیں
نایا ہوگا کاٹ کر ضرور چپکا کر بھیجیں۔ ہمارا پتا یاد رکھئے۔

ہماری پسند

C/o Naqsh-e-Kokan
43A Nava Nagar, M.D.Naik Road,
Near Dockyard Road Railway Stn.
Mazgaon, Mumbai 400 010

اگلے شمارے کے لئے لفظ دیا جاتا ہے
حسرت ماہ مارچ ۲۰۰۰ء کے اخیر تک ملنے والے
شعار ہی زیر غور ہوں گے۔ ماہ اپریل ۲۰۰۰ء میں ان پر
ر کر کے مئی کے شمارے میں اس کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

اس بار جن حضرات نے ہمارے دیئے ہوئے
نوان **رقیب** پر اپنی پسند کے تین اشعار روانہ کئے ہیں
ان کے نام ایک شعر کے ساتھ دیئے جا رہے ہیں۔

ہم گلہ کیوں کریں رقیبوں کا
گل کے پہلو میں خار ہوتے ہیں

مرسلہ:-نوید تاج الدین ٹھاکُے، ممبرا (نامعلوم)

لے میرے تجربوں سے سبق اے میرے رقیب
دو چار سال عمر میں تجھ سے بڑا ہوں میں

مرسلہ:- شکیل دلاور دلوی، دابھول (نامعلوم)

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو
یہ تماشا ہوا گلہ نہ ہوا

مرسلہ:-ذاکر عبداللطیف رکھانگے (غالب)

کون جانے یہ تیرا شاعر آشفتہ مزاج
کتنے مغرور خداؤں کا رقیب آج بھی ہے

مرسلہ.- عرش بشیر احمد پرکار (ساحر لدھیانوی)

نہ تو میں کسی کا حبیب ہوں نہ تو میں کسی کا رقیب ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں

مرسلہ-- رئیسہ اقبال فقیہ (نامعلوم)

مجھے کیا پتہ تھا کبھی عشق میں
رقیبوں کو قاصد بناتے نہیں

مرسلہ:-ریشماں لیاقت مقدم، سارنگ، داپولی (نامعلوم)

میرے دل کے ٹکڑے ہوئے جا رہے ہیں
رقیب ان کی محفل میں آ جا رہے ہیں

مرسلہ:- عبدالخالق میر اروڈ (فیصل بچھاروی)

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

مرسلہ:-ناصر جمال، بھیونڈی (اکبر الہ آبادی)

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
اے کاش جانتا نہ تیرے رہگذر کو میں

مرسلہ:- طاہر دیرکوکنی (غالب)

مرسلہ:- رشید احمد انصاری، سند ھو درگ

اس نقش پا کے [illegible] نے کیا کیا ذلیل
میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

مرسلہ:- یوسف دلوی، پنویل (مومن)

مرسلہ:- [illegible]عبدالغنی پرکار، کرجی امشیت

تمہارے خط میں نیا ایک سلام کس کا تھا
نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کس کا تھا

مرسلہ:- علی اسماعیل قاضی، نئی ممبئی واشی (داغ)

مرسلہ:- دلاور دلوی، ہرنی، داپولی

کلید کامرانی

مرتب جناب علی میاں مقدم (بکابو)
ناشر بزم تخلیق ادب کراچی۔ پاکستان

مبصر انجم عباسی

جناب علی میاں مقدم (بکابو) کوکن اردو رائٹرز گلڈ کے سرپرست ہیں۔ انہوں نے گلڈ اور "ترسیل" کی ترویج و اشاعت کے لئے ایک طویل عرصے سے مالی تعاون دیا ہے۔ وہ لندن اور نیروبی میں اردو کی اشاعت و ترسیل میں ہمیشہ کوشاں رہے ہیں۔ کوکن اردو رائٹرز گلڈ کے زیر اہتمام ڈھیر ساری کتابوں کی اشاعت اور سہ ماہی رسالہ "ترسیل" کے استحکام میں علی میاں بکابو صاحب نے اپنے یار غار جناب ساحر شیوی کے ساتھ جو ادبی خدمات و تعاون دیا ہے وہ اردو دنیا کی تاریخ میں ایک روشن باب ہے۔ ان کی بے لوث اور پرخلوص اردو دوستی کی وجہ سے لندن کے اردو حلقے نے انہیں "اردو کا بے لوث خادم" کے خطاب سے نوازا ہے۔

آج کل نئی نسل اور تعلیم یافتہ طبقہ دونوں میں جو اخلاقی زوال پایا جاتا ہے اس کے تدارک کے لئے وہ کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ "کلید کامرانی" کی اشاعت بھی اسی قسم کی ایک کوشش ہے۔ یہ کتابچہ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور مفکرین عالم کے اقوال پر مشتمل ہے اور یہ باتیں زندگی کے نشیب و فراز میں سرخروئی اور سرفرازی کے راستوں کی نشاندہی کرتی ہیں۔ یہ کتابچہ جناب علی میاں مقدم (بکابو) نے کار خیر کے طور پر شائع کیا ہے اور لوگوں میں مفت تقسیم کیا جارہا ہے۔ اس کتابچے کی اشاعت کے سلسلے میں "سفیر اردو" کے ایڈیٹر اور "روزن خیال کے خالق سید معراج جامی (پاکستان) نے خصوصی توجہ دی ہے اور اپنے دیباچے سے نوازا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اس کتابچے کی اشاعت کا جو مقصد ہے اس کی تکمیل ہو تاکہ نئی نسل کو دنیاوی اور دینی سرفرازی و سربلندی اللہ نصیب فرمائے۔ یہ کتابچہ علی میاں مقدم بکابو مقام مہاپرل تعلقہ منڈن گڑھ ضلع رتناگیری اس پتے سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بیان بابت ماہنامہ نقش کوکن برائے ملکیت و دیگر تفصیلات فارم نمبر ۴ رول نمبر ۸

مقام اشاعت	۴۳ اے نوانگر کمپاؤنڈ، نزد ڈاکیارڈ روڈ ریلوے اسٹیشن، مجگاؤں، ممبئی۔ ۱۰
وقفہ اشاعت	ماہانہ
مدیر، طابع و ناشر	ڈاکٹر عبدالکریم محمد نائیک
قومیت	ہندوستانی
پتہ	۴۴ ہرحیل روڈ (ایسٹ) ڈونگری، ممبئی 9
ملکیت	نقش کوکن پبلی کیشن تربیت رجسٹریشن نمبر E306 ممبئی

میں عبدالکریم محمد نائیک اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کے مطابق صحیح ہیں۔

مورخہ یکم مارچ [illegible]ء

دستخط ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر

گوشۂ بر آواز

قارئین کے خطوط سے اقتباس

نقش کوکن کی بڑھتی ہوئی ترقی کچھ اطمینان بخش ہے۔ لیکن اس میں مزید ترقی اور تبدیلی کی ضرورت ہے۔ جو کہ شادی بیاہ، اور اموات کی خبریں اور "تمہاری پسند" کے کالموں پر اٹھنے والے قیمتی صفحات پر کئی تعلیمی، تجارتی، صنعتی، معاشی، معلوماتی، اصلاحی، سماجی، اخلاقی اور صحت و صفائی کے موضوعات پر کئی مواد اور مشورے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اس رہنمائی کی ۲۱ویں صدی میں اہم ضرورت ہے۔ علاوہ خصوصاً شعر و شاعری کا بڑھتا ہوا رجحان قوم کو زوال پذیر نہ بنادے۔ جس کے تلخ تجربات تاریخ اسلام میں سلطنت اندلس سے لے کر ہارون رشید، محمود غزنوی اور مغلوں کی تباہ کاریوں میں ملتے ہیں۔ لہٰذا اس فعل مجہول سے خود اللہ تبارک و تعالیٰ بھی ناخوش و ناراض ہیں۔ ارشاد باری ہے "شاعروں کی پیروی بہکے ہوئے لوگ کرتے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ انہیں کس اصول پر قرار حاصل نہیں ہوتا۔ یہ ہر وادی میں بھٹکتے رہتے ہیں اور ان کے قول کبھی شرمندۂ عمل نہیں ہوتے۔" (سورہ شعراء ۲۲۴ تا ۲۲۶) بحوالہ کتاب خطبات مدراس از مولانا سید سلیمان ندوی) مزید "اللہ پاک اپنے ہیں۔ "اے رسول ہم نے تمہیں شاعری نہیں سکھائی کیونکہ وہ آپ کے شایانِ شان نہیں تھی۔ (سورۂ یاسین)

از: ابراہیم بغدادی یوکے

۱۔آپ کو شاید اندازہ نہیں ہے کہ ہمارے بیشتر خریدار صرف اس وجہ سے اس پرچہ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں کہ انہیں اس پرچہ کے ذریعہ نہ صرف کوکن کے لوگوں کی بلکہ ان کے قریبی رشتہ داروں کے انتقال کی خبریں اس پرچہ کے ذریعہ ملتی ہیں۔ ادارہ

۲۔ اردو ادب میں شعر و شاعری کا بھی مقام بہت بلند ہے۔ اگر کوکن کے نومشق اور ابھرتے ہوئے شعراء کو نقش کوکن میں جگہ نہ دی جائے تو وہ کون سا پلیٹ فارم ہے جہاں یہ نکھر کر سامنے آئیں گے۔ ادارہ

میں گوولکوٹ چپلون، رتناگیری کا باشندہ ہوں اور بغرض ملازمت بھارت کی شپنگ کارپوریشن کے ایک مال بردار جہاز پر ہوں اس وقت میرا جہاز بمبئی کے سمندر میں لنگر انداز ہے۔ نقش کوکن کا میں پرانا قاری ہوں۔ اسکول کے زمانے سے ہی اس کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اس کی وجہ اردو سے مجھے کافی لگاؤ پیدا ہوا۔ یہ ایک انوکھا پرچہ صحیح معنوں میں کوئی برادری کا ترجمان ہے۔ ہم چاہے اپنے وطن میں ہوں یا خلیج یا یورپ کے سمندر میں نقش کوکن ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ یہ پرچہ وطن سے دور سمندر پار ملکوں میں بھی کوکنی لوگوں کے پاس نظر آتا ہے بلکہ لوگ اسے پانے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ اللہ اسے نظر بد سے بچائے۔

از اکبر علی گوٹھے

(وشوپراگ مال بردار بحری جہاز)

[illegible] سے پڑھا۔ اب چونکہ علم دوست
[illegible] NKT کا سوال ہے تو مجھ ناچیز دوست سے
[illegible] بھی سنئے جو گراں گذرے اس پر توجہ
[illegible] نظر انداز کیجئے اور جو پسند آئے اس پر عمل کیجئے۔

بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ لوگ فورم کے مقابلوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اس میں اسکول کے ہیڈ ماسٹر، ٹیچرس اور منجمنٹ ذمہ دار ہیں ۔ نتیجہ میں بچوں کی قابلیت اور ٹیچروں کی محنت اجاگر نہیں ہوتی ۔ مگر جو آسان نسخہ ہے نہ محنت نہ جھنجھٹ یعنی دسویں کے رزلٹ کی تفصیل روانہ کرنا تو اس میں دونوں جانب سے جانے انجانے میں غلطیاں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ اس انعام کا پیمانہ اور میزانیہ کیا ہے ہمیں نہیں معلوم۔

آپ کو اسکولوں کا احساس اور اندازہ نہیں ہے۔ مگر چونکہ میں ٹیچر ہوں۔ بہت سے اسکولوں سے، ٹیچروں سے میرا ربط ہے تعلق ہے تو اس روشنی میں، ٹیچروں سے تبادلہ خیال میں یہی بات ابھر کر آئی ہے کہ

ا۔ کچھ ہیڈ ماسٹر اپنے اسکولوں کا کم صد کا ریزلٹ ہونے کے باعث فارم پر کر کے نہیں بھیجتے۔

۲۔ کچھ ہیڈ ماسٹر جان بوجھ کر فارم دبا لیتے ہیں کہ ان کے کسی اس ٹیچر کو اچھی کارکردگی پر بیسٹ ٹیچر کا ایوارڈ نہ مل جائے جسے وہ کسی وجہ سے پسند نہیں کرتے۔

۳۔ کچھ اسکولوں (ٹیچر اور ہیڈ ماسٹرز) کا خیال ہے (کوئی اندازہ، ثبوت ہوگا) کہ فورم کی جانب سے ٹیچروں کو جو انعام واکرام، نتیجے کی بنا پر بسٹ ٹیچر ایوارڈ دیا جاتا ہے وہ انصاف پر مبنی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ لوگ فارم

ہے اسے فرداً فرداً تو نہیں کہا، سنایا، سمجھایا، بتایا جاسکتا۔ اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ

ا۔ جس ٹیچر کو جس مضمون میں بیسٹ ٹیچر کا ایوارڈ دیتے ہیں تو اس کے مضمون میں بچے کتنے امتحان میں شریک ہوئے، کتنے پاس ہوئے، کتنے 75% والے، کتنے 40% والے تھے؟ یہ تفصیل بھی شائع کردیں تو پھر کسی کو بھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

اب اسی سلسلے میں میرا ایک سوال ہے کہ اس بار جس کو تاریخ کا بیسٹ ٹیچر کا ایوارڈ ملا ہے، اسکا سوشل (تاریخ کا) نتیجہ کیا تھا۔ کتنے بچے تھے، کتنے امتیازی اور اول نمبر سے پاس ہوئے۔ یہ ضرور ظاہر کیا جائے یا مجھے لکھ کر بھیجئے تاکہ میں یہ دیکھ لوں کہ ہمارے یہاں تاریخ میں نتیجہ 100% تھا۔ ۸۷ بچے امتحان میں بیٹھے ہیں 57% والے ۱۲ طلبہ اور 60% والے ۴۲ طلبہ تھے اگر انعام پانے والے ٹیچر کا ریزلٹ اس سے اچھا ہے تو بے شک وہ حقدار ہے ورنہ ہمارے ٹیچر کے ساتھ حق تلفی ہے۔

اسی طرح ہر مضمون کی تفصیل شائع کی جائے۔ اسکے علاوہ اب میرے کچھ مشورے ہیں ان پر توجہ دی جائے تو بہتر ہوگا کیونکہ آپ نے جواب مانگا ہے تو حاضر ہے۔

ا۔ جس اسکول سے نتیجے کی معلومات غلط دی جائے اس کا نام نقش کوکن میں شائع کریں تاکہ اس کی دروغ گوئی سب پر عیاں ہو جائے۔

۲۔ اسکول انتظامیہ سے اور اسکول ہیڈ ماسٹر سے ریزلٹ کی تفصیل منگوائی جائے۔ جو تعاون کریں ان کا نام

نقش کوکن میں شائع کیا جائے۔

۳۔ دسویں کا نتیجہ اور بچوں کی تعداد کے ساتھ انہیں بچوں کی نویں میں گذشتہ برس کیا تعداد تھی اس کی بھی معلومات حاصل کی جائے تاکہ پتہ چل سکے کہ دونوں برسوں میں بچوں کا فرق کیا تھا۔

۴۔ جو اسکول اپنا ریزلٹ اچھا بنانے کے لئے نویں کے دو ڈویژن کو دسویں میں ایک اور نویں کے تین کو دسویں میں دو کردیتے ہیں تو ان سے بہتر وہ اسکول ہیں جو ڈویژن نہ توڑ کر بچوں کو امتحان میں شرکت، محنت اور تقدیر آزمانے کا موقع دیتے ہیں۔

۵۔ کم بچوں کی تعداد سے تو سب ہی نتیجہ اچھا بنالیتے ہیں اسلئے زیادہ تعداد والے بچوں کے نتیجے کو اہمیت دی جائے۔

۶۔ اگر کسی اسکول میں چالیس بچے ہوں اور نتیجہ 90% ہے مگر دوسرے اسکول میں ۸۰ بچے ہیں اور نتیجہ ۷۰ فیصد ہے تو اس زیادہ تعداد والے بچوں کے نتیجے کو اہمیت دی جائے۔

۷۔ ہیڈ ماسٹرس اگر نتیجے کے فراق میں ڈویژن توڑ دے اور دوسرا ہیڈ ماسٹر ٹیچر کی ملازمت کے حفاظت میں ڈویژن نہ توڑ کر اوسط درجے کا رزلٹ دیتا ہے تو یہ اسکول بہتر قرار دیا جائے گا۔

۸۔ اگر کسی اسکول میں ۹۰ بچے ہیں اور دوسرے اسکول میں ۸۰ ان کا نتیجہ ۲ / ۴ فیصدی کے فرق سے برابر ہے۔ اور انہوں نے نویں کے ڈویژن کو برقرار بھی رکھا ہے تو ان کا نتیجہ تقریباً برابر سمجھا جائے گا۔ اب ان کے بچوں نے کس طرح کے مارکس (امتیازی اور اول کتنے ہیں) لئے ہیں اس روشنی میں فیصلہ کیجئے۔ جس کا نتیجہ اچھا وہ حقدار۔

۹۔ جو بچے ۵ ویں سے ہائی اسکول میں پڑھتے ہیں وہ بچے اکثر اچھے ہوتے ہیں بہ نسبت ان بچوں کے جو پرائمری ساتویں تک پڑھ کر آٹھویں میں ہائی اسکول میں آتے ہیں۔ تو ان اسکولوں کا نتیجہ کبھی اچھا تو لیکن ان آٹھویں میں آنے والے کمزور بچوں کو آٹھویں اور نویں میں کثرت سے فیل کرکے دسویں میں ایک ڈویژن کم کرکے اچھا رزلٹ دینا کمال نہیں یہ تو ہر کوئی کرسکتا ہے۔

۱۰۔ کچھ ہیڈ ماسٹر کمزور بچوں کو ایک دویژن میں رکھ کر ان پر زیادہ توجہ دلانے کے باوجود اس کا رزلٹ دوسرے ڈویژن کے بچوں سے کم آتا ہے اس طرح سے اگر ایک ڈویژن کے اچھے بچوں کی روشنی میں اس کلاس کے ٹیچر کو انعام دیا جاتا ہے تو مناسب نہیں ہے بلکہ پورا دسویں کے بچوں کا ریزلٹ دیکھ کر انعام دیا جانا چاہئے ایک مضمون کو دو ڈویژن میں دو ٹیچرس کیوں نہ پڑھاتے ہوں۔

۱۱۔ ایک ہی مضمون کو دو ٹیچر دو کلاس میں اس لئے پڑھاتے۔ پڑھوائے جاتے ہیں کہ خدانخواستہ ایک ٹیچر اگر بیماری، کسی وجہ سے لمبی چھٹی پر چلا گیا تو دوسرا ٹیچر دونوں کلاس کو سنبھال لے کا بچوں کا نقصان نہیں ہونے دیگا۔ ہمارے یہاں یہی طریقہ ہے۔

۱۲۔ مان لیجئے کہ ایک ٹیچر [illegible] پڑھاتا ہے اور وہ بیمار ہوکر دو مہینے اسکول نہ آئے [illegible] کیا کرے گا۔ کس سے پڑھانے کی درخواست [illegible]

لائق نہ ہو۔یا ہو سکتا ہے کہ کوئی زیادہ محنت پڑھنے سے انکار کردے۔یا کسی وجہ سے تیار نہ ہو تو نقصان بچوں کا ہی ہوگا۔اس لئے پورے دسویں کے ریزلٹ کی روشنی میں مشترکہ انعام دیا جائے۔

۱۳۔ اگر آپ ایک ڈویژن میں (ایک مضمون [illegible]) نتیجہ ۹۰ فیصد ہے۔ بچے بھی نمبر اچھا لیتے ہیں۔ دوسرے میں نتیجہ ۸۰ فیصد ہے بچے خاص نمبر نہیں لئے ہیں مگر آپ نے ۹۰ فیصد والے کو ہی انعام دیا ہے۔ دوسرے کو نہیں تو انعام نہ پانے والے ٹیچر کو کتنا دکھ ہوگا۔ ہیڈ ماسٹر کو کتنا رنج و افسوس ہوگا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دوسرا ڈویژن کمزور بچوں کا تھا اور ٹیچر نے بھی ایکسٹرا محنت کی ہے مگر ۸۰ فیصد نتیجہ کے سبب اسے انعام نہیں ملا۔ یہ مجبوری تو آپ نہیں جانتے مگر آپ کے انعام نے نجانے کس کا دل توڑا؟ اس لئے دسویں بکر کر نہیں جماعت (دسویں) کی روشنی میں انعامات دیئے جانے چاہئیں یا میں مانتی۔

۱۴۔ انعام پانے والے ٹیچر کا مضمون کیوں کا مجموعی فیصدی نتیجہ۔ دسویں کے کل بچے، اور کتنے بچے نویں میں سے تھے اور بچوں کی انفرادی (امتیازی اور اول بچوں کی تعداد) نتیجہ بھی شائع کیا جائے۔ تاکہ جس کے دل میں شک و شبہ ہو وہ اپنا اطمینان کرلے۔ مشکل کام تو ہے مگر اطمینان دلاتا ہے۔ میں خود تاریخ میں سب ٹیچر انعام پانے والے خاص کر اردو دوسرے مضامین کے ریزلٹ کو اپنی روشنی میں دیکھ نہ لوں مطمئن نہیں رہوں گا۔ کیونکہ میرے یہاں نویں میں ۱۰۲ بچے تھے۔ دسویں میں ۹۲ آئے مگر چند بچیاں گھر میں بیٹھ گئیں۔ (پڑھائی منقطع کردیا) صرف امتحان میں ۸۷ ہی بیٹھی تھیں۔

آپ کی جانب سے جو بھی پروگرام اور مقابلے ہوتے ہیں قابل ستائش، احترام، قبول اور اعزاز ہیں۔ لیکن جیسے ٹیچر سے اوارڈ کا یہ بیانات اس سے ہم (دیگر دوسرے ٹیچرس بھی) مطمئن نہیں ہیں۔ اس لئے آپ نے جواب مانگا۔ میں نے دے دیا۔

از نوشاد مونس اعظمی

لور توڑ پل، ضلع رائے گڈھ

رسالہ نقش کوکن ماہ [illegible] ۱۹۹۹ء میں اور ساتھ ہی روزنامہ اردو ٹائمز میں "ارکان اسلام و آداب" کتاب کا تبصرہ [illegible] کتابیں تبصرہ شائع کرنے سے پہلے اور بقیہ تبصرہ شائع ہونے کے فوری بعد مفت تقسیم ہوگئی۔ تبصرہ شائع ہوتے ہی جن لوگوں کے خطوط موصول ہوئے انہیں بذریعہ ڈاک اور دستی طور پر روانہ کی گئیں۔ بہت سارے خطوط کتاب ختم ہونے کے بعد موصول ہوئے اس کیلئے میں معذرت چاہوں گا کہ اب کتابیں نہیں ہیں۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

از عمر جمال دبیر

رائے گڈھ ضلع پریشد اردو اسکول سایگاؤں تعلقہ شری وردھن، ماہنامہ نقش کوکن کا دیرینہ خریدار ہے۔ ہر ماہ بچوں کو اس کے ذریعہ ملنے والی معلومات دی جاتی ہیں۔ طلبہ اطراف واکناف کی معلومات کے ساتھ ساتھ روشن خیالات سے بھی مستفید ہوتے ہیں۔

از شبانہ شاہ نواز

معلّمہ اردو اسکول سایگاؤں

تعارف و

تبصرہ

کتاب : "اپنی مٹی"

صاحب کتاب : مشتاق کریمی

مبصّر : صبیحہ منصور

آج کے اس دور میں جہاں مختلف کتابیں منظرِ عام پر آئیں جو زیادہ تر بڑوں کے ادب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں مشتاق کریمی کی کتاب "اپنی مٹی" نظر سے گزری جو بچوں کے ادب پر لکھی گئی ہے۔ ہمارے ادیبوں نے بچوں کے ادب پر بہت کم کوشش کی ہے ایسے میں مشتاق کریمی کی کتاب دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے۔

بچوں کو بہلانا بہت آساں ہے لیکن آج کے دور کا بچہ کمپیوٹر دور کا بچہ ہے جو ہر بات کا مفصل جواب چاہتا ہے۔ کریمی صاحب کی کتاب، آج کے دور کے بچے کے لئے ذہنی اعتبار پر مکمل اترتی ہے۔

کہانیاں سبھی مختصر سبق آموز اور دلچسپ ہیں جنہیں پڑھتے وقت بڑا مزہ آتا ہے اور بچپن کے دن یاد آنے لگتے ہیں۔ زبان بہت سادہ اور سلجھی ہوئی ہے جو آسانی سے پڑھی اور سمجھی جاسکتی ہے۔ ہر کہانی کا انجام اچھا اور سبق آموز ہے۔

کریمی صاحب کی یہ پہلی کوشش ہے جو کامیاب اور سراہے جانے کے قابل ہے مصنف نے اپنے طور پر بہترین کوشش کی ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ ایسے ادیب جو بچوں کے لئے لکھتے ہیں۔ زیادہ ہوں اور زیادہ ہوں اور مشتاق کریمی صاحب بھی ادب کی دنیا میں کامران و کامیاب نظر آئیں۔۔۔

مبارک باد

کیا تجھے یاد ہے کہ
میں تیرے دل کی دھڑکن رہا ہوں
برسوں
وہ دھڑکن جو رک جائے تو۔۔
زندگی اپنا عنوان بدل دیتی ہے
کیا وہ دھڑکن۔۔۔۔
اب بھی حیات باقی ہے ؟
گر نہیں تو پھر۔۔۔ !
اے زندگی !
تجھے نئی زندگی مبارک ہو۔۔

سید مزمل مجنوں نیگروی

تلاش

میں ان لمحوں کی تلاش میں ہوں
جو زندگی کے انمول پل بن جاتے ہیں
جو زندگی سے الگ کئے جائے
تو زندگی بے رنگ، بے نام سی لگے
اگر میں ان تمام لمحوں کو تلاش کرسکا
تو ان لمحوں کو ایک طویل سی
زندگی کا نام دے کر۔۔۔۔ !
تجھے اے زندگی
امر کر دوں گا۔۔۔ ۔۔

کے فرائض انجام دیئے ۔ مراٹھی تقریروں کے لئے پروفیسر یوسف خان ، شریمتی وسوندھرا شیونیکر اور جناب محمود الحسن ماہر نے ججوں کے فرائض انجام دیئے ۔ اس کے بعد جنرل نالج پرائمری، جنرل نالج سیکنڈری ، انگلش زباندانی ، مراٹھی زباندانی اور ریاضی کے مقابلوں میں سیمی فائنل میں اپنی ذہانت کے جوہر چمکا کر آنے والے) امیدوار حاضر تھے ۔ جناب داؤد چوگلے صاحب Scorer تھے ۔ حاصل کردہ نمبرات کی بنیاد پر جو بچے آل کوکن Good, Better & Best قرار پائے ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

اردو تقریر

اردو تقریری مقابلے میں جو بچے کامیابی سے ہمکنار ہوئے ان کے نام ہیں۔

اول نمبر رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول بھیونڈی کی طالبہ سمیرہ عبدالرشید صدیقی ، دوم نمبر سکشن پر سارک منڈل اردو ہائی اسکول راجے واڑی تعلقہ مہاڈ کی طالبہ شاذیہ تسنیم انصاری اور سوم نمبر پایا انجمن حمایت الاسلام ہائی اسکول مہاڈ (رائے گڈھ) کا طالب علم سرفراز بشیر قبلے نے ۔ امسال کشتی ٹرافیوں کا سلسلہ ختم کردیا ہے جو بھی ٹرافیاں دی گئی ہے وہ مستقلاً دی گئی ہے ۔ اردو تقریری مقابلے کی ٹرافی جو ایف ایم مستری ٹرسٹ کی جانب سے مرحوم ڈاکٹر محمود عمر شیخ کی یاد میں دی جاتی ہے اس پر رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول بھیونڈی کا قبضہ ہوا۔

مراٹھی تقریر

مراٹھی تقریری مقابلے میں جن بچوں نے اپنے جوہر چمکائے وہ ہیں۔

اول نمبر سمیہ ہائی اسکول کوسہ کی طالبہ اسماء مرسل دوم نمبر پر یعقوب بیگ ہائی اسکول پنویل کی طالبہ امیہ محمد پٹھان رہیں اور سوم نمبر ملا انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول گوریگاؤں کی طالبہ نیلوفر نظام الدین بانگی کو ۔ اس طرح مراٹھی تقریری مقابلوں کی ٹرافی جو جناب حاجی حسین غنی ملاجی کی عطا کردہ ہے اس پر سمیہ ہائی اسکول نے قبضہ کرلیا۔

انگلش زباندانی

یہ مقابلہ بڑا سخت تھا مگر اتنی ہی سخت تھی امیدواروں کی ہمت اور صلاحیت۔ نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان کے طالب العلم عمران وسیم الدین فاروقی نے اول نمبر حاصل کیا اور دوم نمبر پر آئی رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول بھیونڈی کی طالبہ ثنا قمرالدین مومن اور سوم نمبر پایا انجمن اسلام جنجیرہ شریوردھن کی طالبہ فردوس مشتاق قادری نے اس طرح انگلش زباندانی کی ٹرافی جو مرحوم ایچ بی مقدم کی یاد میں محمد علی مقدم صاحب نے عطا کی ہے وہ نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان کے حصہ میں آئی۔

جنرل نالج پرائمری

جنرل نالج کے مقابلے بالخصوص چھوٹے چھوٹے پرائمری کلاس کے بچوں کا مقابلہ اس میں حاضرین کی توجہ پوری طرح سوال و جواب پر ہوتی ہے ۔ امسال جن بچوں نے انعام حاصل کیا وہ ہیں اول نمبر پر عبداللہ پٹیل بوائز ہائی اسکول کا طالب علم زبیر عبدالقادر شیخ ، دوم نمبر پر آدرش ہائی اسکول کرتی (کھیڈ) کی طالبہ آفرین رفیق پرکار آئیں اور سوم نمبر ملا عبداللہ پٹیل گرلز ہائی اسکول کوسہ کی طالبہ شفق عبدالصمد صدیقی کو ۔ اور جناب

مبارک کاپڑی کی عطا کردہ ٹرافی (ان کی والدہ رابعہ کاپڑی کے نام سے موسوم) ٹرافی پر عبداللہ پٹیل بوائز ہائی اسکول کوسہ نے قبضہ جمالیا۔

جنرل نالج سیکنڈری

اس مقابلہ میں اول انعام پایا نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان کے طالب علم محمد فرقان محمد حسن مرومکر نے دوسرا نمبر ملاقجندار ہائی اسکول وہور کی طالبہ فوزیہ نواب حجوانے کو اور تیسرے نمبر پر رہیں یعقوب بیگ ہائی اسکول یویل کی طالبہ ثناء عتیق کھوت ۔ اور رحمانی فاؤنڈیشن کی جانب سے عطا کردہ ٹرافی نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان کے حصہ میں آئی۔

میتھمیٹکس (ریاضی)

اول نمبر پایا یعقوب بیگ ہائی اسکول پویل کے طالب العلم عبدالجبار احمد پٹیل نے دوسرے نمبر پر سمیہ ہائی اسکول کوسہ کی طالبہ شمع فردوس ملک تو تیسرے نمبر پر انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول مہسلہ کا طالب العلم صدام حسین صدیقی رہا۔

(ریاضی اور مراٹھی زباندانی جو اسی سال سے شروع کی گئی اس کے لئے کوئی ٹرافی نہیں تھی۔)

مراٹھی زباندانی

یہ مقابلہ اسی سال سے شروع کیا گیا ہے ۔ تاہم اس میں بھرپور تعاون ملا اور جن طلباء و طالبات نے اس زبان میں اپنی ذہانت کے جوہر چمکائے وہ ہیں۔اول نمبر این ای ایس اردو ہائی اسکول ناگوٹھنہ کی طالبہ مظفر منگروسکر ، دوم نمبر ملا سمیہ ہائی اسکول کوسہ کی طالبہ اسماء مرسل اور سوم نمبر پر آئے انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول مہسلہ کے طالب العلم عبدالستار شیخ۔

تعلیمی مقابلوں کے بعد الحاج داؤد عبدالکریم چوگلے صاحب نے مائیک سنبھالا یہ دور تقسیم انعامات کا دور تھا۔ اس سے پہلے کہ انعامات تقسیم کئے جاتے نقش کوکن کے سابق معاون مدیر جناب انجم عباسی جو نہ صرف شاعر اور مضمون نگار ہیں بلکہ اردو مراٹھی کے مترجم بھی ہیں آپ کی ۷ کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور تازہ تصنیف مراٹھی کے نمائندہ افسانوں کے تراجم " ڈھلتی شام " چھپ کر تیار تھی ۔جدہ سعودی عربیہ میں فورم کے رکن جناب محمد علی مقدم جو حسب سابق بطورِ خاص اس پروگرام کے لئے جدہ سے تشریف لائے تھے ان کے ہاتھوں اس کتاب کا اجراء عمل میں آیا ۔خود محمد علی مقدم صاحب نے بیس کتابیں خریدیں۔ نقش کوکن ٹیلنٹ فورم نے دس ، حوا بائی مستری میموریل نے دس ، داؤد چوگلے کے قائم کردہ آئیڈیل فاؤنڈیشن نے پانچ اور الحاج حسین عبدالغنی ملاجی (متوطن کرجی) نے پانچ کتابیں خریدیں۔کتاب کی قیمت ۶۰ روپے ہے ۔ حاضرین میں سے بھی کچھ لوگوں نے کتابیں خرید کر صاحبِ کتاب کی ادبی کاوش کی داد دی،ان کی ہمت بڑھائی۔

اپنے ہائی اسکول میں پڑھائے جانے والے مضامین کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے کوکن کے جن اساتذہ نے اپنے بہتر کارکردگی کا مظاہر کیا انہیں Best Teacher of the Subject کا اعزاز کرتے ہوئے فی کس ۲۵۰ ڈھائی سو روپے نقد ،ایک یادگاری تحفہ Momento ،سند اور کتاب پیش کی گئی اس طرح جن بچوں نے کسی مضمون میں کثیر

نمبر حاصل کئے انہیں Best Student of the Subject کا اعزاز دیا گیا انہیں دو سو روپے فی کس ایک یادگاری تحفہ مومنٹو اور توصیفی سند پیش کی گئی۔ آل کوکن جس طالب العلم کے نمبرات کثیر ترین تھے اسے Best Boy of Kokan اور طالبہ کو Best Girl of Kokan کے اعزاز سے نوازا گیا انہیں بھی خوبصورت مومنٹو، ۲۰۰ روپے فی کس، توصیفی سند پیش کی گئی۔ یہ تمام تحائف ڈائس پر بیٹھے ہوئے معززین کے ہاتھوں دیئے گئے۔ جن خوش نصیبوں نے یہ اعزاز حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی ذیل میں درج ہیں۔

بیسٹ ٹیچرز

کوکن میں اردو ذریعۂ تعلیم کے لگ بھگ سو ہائی اسکولز ہیں۔ مارچ ۹۹ء کے S.S.C کے موصولہ نتیجہ کے فورم کی جانب سے جانچ پڑتال کے بعد ماہرین تعلیم نے جن اساتذہ کی ان کے مضمون میں کارکردگی کو بہترین تسلیم کیا انہیں "بیسٹ ٹیچر" کے اعزاز کا مستحق قرار دیا گیا۔ سالانہ جلسۂ اعزاز میں قدر افزائی کے طور پر انہیں توصیفی سند، ایک کتاب، یادگاری تحفہ Momento اور نقد رقم پیش کی گئی۔ Subject Wise بیسٹ ٹیچر اس طرح ہیں۔

اردو محمد یوسف اسماعیل شیخ
نیشنل ہائی اسکول لاٹون، تعلقہ منڈن گڑھ، ضلع رتناگیری

انگلش خورشید عالم شیخ،
انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول، سوپارہ، تھانہ

ھندی امین ابراہیم کوتڑیکر

+**مراٹھی** شیخ حسین نائیک اردو ہائی اسکول، ساکھرتر، رتناگیری

مراٹھی نثار حسن نیبی
فجندار ہائی اسکول، واوے، ضلع رائے گڈھ

عربی+شگفتہ مومن اور نیناد نڈگاولے
مراٹھی اقصیٰ گرلز ہائی اسکول،
کمپورٹ بھیونڈی، ضلع تھانہ

سوشل سائنس ایم ایم بیگ اور رضوان شیخ، حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالسۃ، ضلع رتناگیری

میتھمیٹکس محمد زبیر گڈکری
زلیخا بائی قاضی اردو ہائی اسکول، پاؤس، ضلع رتناگیری

سائنس محترمہ ڈی ایم شیخ اور محترمہ آر آئی لامبے بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول، رتناگیری

بیسٹ اسٹوڈنٹ

کوکن کے اردو ہائی اسکولوں سے موصولہ نتائج (S S C March 99) کو جانچنے کے بعد جس طالب العلم یا طالبہ کو کسی مضمون میں سب سے زیادہ نمبر ملے ہیں اسے اس مضمون کا بیسٹ اسٹوڈنٹ Best Student of the Subject مانا گیا۔ ان خوش نصیب اور ہونہار طلباء کو بھی توصیفی سند، مومنٹو اور نقد رقم دے کر قدر افزائی کی جاتی ہے۔ ایسے صاحبان اعزاز طلبہ و طالبات کے نام درج ذیل ہیں۔

اردو ناہید جہاں قمر قریشی ۹۶/۱۰۰
نیشنل ہائی اسکول لاٹون

انگلش نصرت جہاں رفیق احمد انصاری (۸۷/۱۰۰)
رفیع الدین فقیہ گرلز ہائی اسکول، بھیونڈی

سائنس (۱) معظم علی اشتیاق [illegible] (۱۴۴/۱۵۰) حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالسۃ، رتناگیری

(۲) نصرت جہاں رفیق احمد انصاری (۱۵۰/۱۴۴) رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول، بھیونڈی تھانہ

میتھمیٹکس (۱) نہال احمد ایم ایس پٹیل (۱۵۰/۱۴۶) انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول دابھول، رتناگیری (۲) نصرت جہاں رفیق احمد انصاری (۱۵۰/۱۴۶) رفیع الدین فقیہ گرلز ہائی اسکول، بھیونڈی تھانہ۔

سوشل سائنس، نہال احمد ایم ایس پٹیل (۱۵۰/۱۴۳) انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول دابھول، رتناگیری

ہندی + مراٹھی کمپوزٹ

(۱) معظم علی اشتیاق احمد (۱۰۰/۸۴) حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ، رتناگیری (۲) سبحان علی میاں چاؤس (۱۰۰/۸۴) شیخ حسن نائیک اردو ہائی اسکول ساکھرتر، رتناگیری (۳) ہیناز اقبال کاسو (۱۰۰/۸۴) شیخ حسن نائیک اردو ہائی اسکول، ساکھرتر

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سبحان چاؤس اور ہیناز کاسو کولہاپور بورڈ میں اول آئے۔

مراٹھی سلیمہ دلاور سولکر (۱۰۰/۷۹) بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول، رتناگیری۔

عربی+مراٹھی کمپورٹ

شگفتہ عبدالستار مدعو (۱۰۰/۸۴) اقصیٰ گرلز ہائی اسکول، بھیونڈی تھانہ

معظم علی اشتیاق احمد

جناب ایم ایس پرکرا سولیسیٹر متوطن کرجی ضلع رتناگیری مقیم تسمانیہ اسٹریلیا کے اعلان کے مطابق ضلع رتناگیری میں مجموعی اعتبار سے سب سے کثیر نمبرات حاصل کرنے والے خوش نصیب طالب العلم معظم علی اشتیاق احمد حاصل کردہ نمبر 750/682 زیر تعلیم حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ، رتناگیری کو مبلغ ایک ہزار روپے NKTF کے جشن سالانہ میں ادا کیے گئے۔

ربّانہ عبدالغنی حجوانے

ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا صاحب صدر انجمن اسلام ممبئی کے اعلان کے مطابق انجمن اسلام جنجیرہ ضلع رائے گڈھ کے تمام (۷) ہائی اسکولوں میں سب سے کثیر نمبر حاصل کرنے والی طالبہ ربانہ عبدالغنی حجوانے حاصل کردہ نمبر 750/605 زیر تعلیم AIJ ہائی اسکول مہسلہ کو مبلغ ایک ہزار روپے سندیلکر ایوارڈ سے نوازا گیا۔

پروگرام کے دوران کیپٹن ابراہیم موڈک صاحب اور جناب حنبل جو کرناٹک میں تعلیمی بیداری کے لئے کام کر رہے ہیں ہال میں تشریف لائے۔ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک (صدر مجلس) نے ڈائس پر لا بٹھایا۔ کیپٹن موڈک صاحب فورم کی کارگذاری دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ آپ نے دس ہزار روپے گرانقدر عطیہ کا اعلان فرمایا۔ حنبل صاحب نے اپنی جامع اور پرمغز تقریر میں فورم کے کام کی سراہنا کی۔ ڈاکٹر شہلینہ چوگلے جنہوں نے BHMS میں نہ صرف امتیازی شان کے ساتھ کامیابی حاصل کر کے سونے کا تمغہ جیتا بلکہ ممبئی یونیورسٹی مین اول آئی ہیں۔ پروگرام میں بطور خاص مدعو تھیں آپ کا شایان شان اعزاز کیا گیا آپ کی والدہ بھی حاضر مجلس تھیں ڈاکٹر شہلینہ کے والد جناب محمد علی چوگلے

(متوطن بھرولی کھیڈ ضلع رتناگیری) کی جانب سے جو دوبئی میں مقیم ہیں ایک سالانہ اسکالر شپ کا اعلان کیا گیا جو طالبہ SSC امتحان میں آل کوکن ٹاپ کرے گی اسے ایک ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب جو رحمانی فاؤنڈیشن کے سربراہ ہیں آپ نے بھی یہ اعلان کیا کہ جو طالب العلم SSC امتحان میں آل کوکن ٹاپ کرے گا اسے ایک ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ ان اعلانات کے بعد حسب سابق اعلان کردہ انجمن اسلام ممبئی کی جانب سے ڈاکٹر محمد اسحٰق جمخانہ والا کی عطا کردہ سائنس ٹرافی کے امسال دو حقدار تھے۔(۱) رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول بھیونڈی کی طالبہ حضرت جہاں انصاری اور معظم علی اشتیاق احمد لہٰذا پہلے چھ ماہ کے لئے ٹرافی معظم علی کو دی گئی تاکہ چھ ماہ تک وہ حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالسیہ میں رکھی جائے اس کے بعد رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول بھیونڈی کے جناب مبین حاجی نے شکریہ ادا کیا اور ظہرانہ کے ساتھ محفل برخاست ہوگئی۔

نقش کوکن کے پاس تنخواہ دار نامہ نگار Reporter نہیں ہیں لہٰذا جو بھی خبریں ہمیں اداروں کی جانب سے موصول ہوتی ہیں انہیں شریک اشاعت کیا جاتا ہے۔

کلیان پترکار سنگھ کے نئے صدر

انگریزی ہفت روزہ نیو بریک کے مدیر اعلیٰ مسعود پیش امام کو حال ہی میں کلیان پترکار سنگھ کا کارگزار صدر نامزد کیا گیا ہے جو صحافی دنیا کے لئے لائق افتخار امر ہے۔

محمد صادق، کلیان

کوکن اکیڈمی کا قیام

جیبور ممبئی ۸۹ کے مخلص حضرات نے ایک اسلامی اکیڈمی قائم کی ہے جن کے اغراض و مقاصد ہیں شافعی مسلک کی ترویج و اشاعت، دینی و دنیاوی علوم کی تحصیل میں طلباء کی رہنمائی، غریب طلباء کی امداد و اعانت، کامیاب طلباء کی حوصلہ افزائی، خواتین اسلام کے لئے دینی مدارس کا قیام، اہل اسلام کے علم و عمل میں ذوق پیدا کرنا اور اختلاف بین المسلمین اور معاشرتی برائیوں کا سدباب۔ ان نیک مقاصد میں کامیابی کے لئے تمام ممبران نے مجلس شوریٰ کا انتخاب کیا جس کے اسم گرامی ہیں۔ ڈاکٹر سکندر علی خان (صدر)، عمر محمد عالم (ورکنگ صدر) حسن عبداللہ ٹھاکر (نائب صدر) ڈاکٹر نثار عبدالستار پٹھان (جنرل سکریٹری)، امان اللہ احمد خان (جوائنٹ سکریٹری) عبداللہ حسن خان (محاسب و خزانچی) یوسف علی ہرنیکر (قانونی صلاح کار) اشفاق احمد قاسم ٹھاکر (ناظم اعلیٰ)

سرورق کی تصویر

سرورق پر شائع ہونے والی تصویر کرجی (آمشیت محلہ) تعلقہ کھیڈ، ضلع رتناگیری کی جامع مسجد کی ہے۔

یہ خوبصورت مسجد جگ بوڑی ندی کے کنارے تعمیر کی گئی ہے۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد 1988 میں رکھا گیا اور 1992 میں یہ مکمل ہوئی۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے کیپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ میں مقیم

جناب شریف بابا میاں پرکار (مرحوم) جناب مرحوم رفیق ابراہیم پرکار اور جناب بہاء الدین داؤد پرکار نے بھرپور مالی اعانت سے نوازا، نقش کوکن کے اسٹریلیا کے نمائندے جناب ایم ایس پرکار صاحب نے بھی اس مسجد کی تعمیر کے لئے تعاون کیا۔

تقریباً ۱۲ لاکھ روپیوں کی لاگت سے تعمیر کی گئی یہ مسجد کرجی گاؤں کی دیگر تین مساجد میں سب سے بڑی مسجد ہے اس میں بیک وقت ۷۰۰ نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد میں دعوت و تبلیغ کا کام اکثر جاری رہتا ہے۔ تبلیغی جماعت کے لئے سہولتیں اس مسجد میں فراہم کی جاتی ہیں۔ آپ صاحبان سے یہ مؤدبانہ درخواست ہے کہ اللہ کے اس گھر کو اس کے عابد بندوں سے آباد رکھنے کی دعا کریں اللہ ہم سب کو پنج وقتہ نمازی بنائے۔ آمین

مرسلہ۔ رفیق ابراہیم پرکار

محمد قاسم دلوی

محمد قاسم دلوی کی ڈاکٹر میتھیوز کے اشتراک سے حال ہی میں انگریزی میں ایک گرانقدر کتاب Teach yourself Urdu تصنیف کی گئی ہے۔ اردو سیکھنے کے لئے انگریزی میں اس سے قبل گراہم بیلی، رالف رسل اور فیر بینکس کی کتابیں برطانیہ اور امریکہ سے شائع ہو چکی ہیں۔ محمد قاسم دلوی اور ڈیوڈ میتھیوز کی یہ کتاب جدید اصول تدریس زبان کے نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے اور برطانیہ کے علاوہ یورپ کے مختلف مقامات میں نیز امریکہ اور کینڈا میں بھی مقبول ہو چکی ہے۔ تین ماہ کے دوران اس کی تقریباً دس ہزار کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔

محمد قاسم دلوی کا تعلق کوکن کے ضلع رتناگیری سے ہے۔ وہ دابھیل، تعلقہ داپولی میں پیدا ہوئے اور اپنے آبائی گاؤں میں ہی اردو اور مراٹھی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر احمد سیلر ہائی اسکول، بمبئی سے میٹرکولیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد ممبئی کے سینٹ زیویرس کالج میں تعلیم حاصل کی اور یہیں سے اردو میں بی اے اور ایم اے کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی اور انگریزی زبان اور جغرافیہ میں تخصص حاصل کیا اور پھر دوبارہ جغرافیہ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔

محمد قاسم دلوی صاحب نے ابتدائی ملازمت دارالسلام (تنزانیہ) میں کی جہاں وہ مزینی یا سیکنڈری اسکول کے ہیڈ ماسٹر رہے، وہ بمبئی کی جامع مسجد کے محمدیہ ہائی اسکول کے بھی بانی پرنسپل رہے اور تقریباً سات سال اس اسکول کی خدمت کی۔ وہ دوبارہ تنزانیہ گئے اور پھر انگلستان گئے جہاں وہ Dept of Community Lanquages کے سربراہ رہے۔ ان کے زمانے میں انہوں نے انگلستان میں اردو تدریس کے (لندن میں) اندازاً سو مراکز قائم کئے۔ ابتداء میں وہ یہاں مشہور انگریز اسکالر پروفیسر رالف رسل کے شریک کار رہے۔ محمد قاسم دلوی صاحب اردو، انگریزی، مراٹھی،

سی اور سہیلی Suhaili پر
رت رکھتے ہیں اور تدریس زبان
، مہارت رکھتے ہیں ۔ دلوی
ران نے اردو زبان و ادب کی
نقدر خدمات انجام دی ہے۔ انجمن
ام، ممبئی کی تاسیس کے بعد جناب
الدین دلوی، انجمن اسلام کے
، سکریٹری تھے۔ ابراہیم اسماعیل
ی جو E.I.Dalvi کے نام سے
ت رکھتے تھے، ان کی محنت سے
۱۹۳ء میں پہلی تعلیمی کانفرنس
ن میں منعقد ہوئی تھی۔ مشہور
ق اور ماہر لسانیات اور سابق
ثن چندر پروفیسر و صدر شعبہ اردو
فیسر عبدالستار دلوی، محمد قاسم
ی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں
اسی طرح ''بمبئی میں اردو'' کی
نف اور دکھڑے کی مرتب ڈاکٹر
نہ دلوی ان کی بھاوج ہیں۔ ان کی
ی معزہ دلوی (اب معزہ قاضی)
ن کے مشہور داتار کالج میں اردو
لیکچرر ہیں۔ محمد قاسم دلوی صاحب
ج کل لندن ہی میں قیام ہے اور
ن ہی نہیں بلکہ برطانیہ میں اردو
شخصیتوں میں ایک بلند مقام رکھتے
ہ۔

آدرش ہائی اسکول، کرجی میں لطیفہ گوئی کا مقابلہ

۱۲/ جنوری کے دن آدرش ہائی اسکول کرجی میں ایک انوکھا مقابلہ منعقد کیا گیا جس میں تقریباً ۶۰ طلبہ نے طنز و مزاح سے حاضرین کو دل کھول کر قہقہے لگانے پر مجبور کیا۔
یہ لطیفہ گوئی کا مقابلہ تھا جسے منعقد کرنے میں آدرش ہائی اسکول کے تمام اساتذہ نے بھرپور تعاون دیا، اس مقابلہ میں پرائمری اور ثانوی گروپ کے طلبہ شامل تھے۔ مقابلہ کے اختتام پر مندرجہ ذیل طلبہ کو انعام سے نوازا گیا۔ ان کے سنائے ہوئے بہترین لطیفے قرار دیئے گئے۔ انعام یافتہ طلبہ کے نام ذیل میں درج ہیں۔

پرائمری گروپ.

(اول انعام) آفرین رفیق پرکار، توحید نذیر چوگلے (دوم انعام) آدم معین الدین حمدولے، راحیلہ شفیع ناڈکر، مظہر حمدولے (سوم انعام) تسنیم منان شیخ، اسد نورالدین حمدولے۔

ثانوی گروپ

(اول انعام) سہیل عبدالغفور حمدولے، (دوم انعام) ناہیدہ زین الدین پرکار (سوم انعام) سہیل رفیق پرکار، مصدق مراد علی چوگلے

آدرش ہائی اسکول کے سائنس ٹیچر جناب رفیق ابراہیم پرکار نے اس مقابلہ کی اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور تمام طلبہ کو مبارک باد دی۔

ریاض میں ثقافتی کانفرنس ڈاکٹر عبدالستار دلوی مدعو

ممبئی یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے بانی سابق نامور محقق ماہر لسانیات اور مترجم پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار دلوی کو حکومت سعودی عرب نے ان کے دارالخلافہ ریاض میں منعقدہ ثقافتی کانفرنس میں شرکت کے لئے مدعو کیا ہے۔ پروفیسر دلوی وہاں علمی اداروں سے

[illegible] کریں گے۔ علمی [illegible] اور ہند و سعودی عرب [illegible] ل کریں گے۔ یہ کانفرنس ریاض میں ۲ فروری سے ۹ فروری ۲۰۰۰ء تک ہوگی۔ ہندوستان سے چار اسکالرس کو مدعو کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالستار دلوی ان میں سے ایک ہیں۔

ڈاکٹر عبدالستار دلوی مہاتما گاندھی میموریل ریسرچ سنٹر اور لائبریری کے بانی ڈائریکٹر رہ چکے ہیں۔ اسی طرح عین شمس یونیورسٹی قاہرہ میں بھی وہ شعبۂ اردو کے بانی ہیں۔ ایک اسکالر کے علاوہ بہترین ناظم بھی ہیں۔ ان کی شخصیت ادارہ ساز شخصیت ہے۔ پروفیسر عبدالستار دلوی کا تعلق دابھیل، تعلقہ داپولی، ضلع رتناگیری سے ہے۔ اور علمی و ادبی دنیا میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ وہ اردو اور لسانیات میں تحقیق کے علاوہ متعدد زبانیں جانتے ہیں۔ اور تاریخی و تہذیبی موضوعات پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ وہ اس سے قبل انگلستان، مصر، ترکی، قطر اور جنوبی افریقہ میں بھی مدعو کئے گئے تھے۔ اور وہاں کی یونیورسٹیوں میں علمی و ادبی مذاکرات کے علاوہ خطبات دے چکے ہیں۔ وہ نقش کوکن کے چار سال ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ ان کی بیگم محترمہ ڈاکٹر میمونہ دلوی کی کتاب ممبئی میں اردو، میں نہ صرف اردو بلکہ کوکنی اور میمن برادریوں کی اچھی تاریخ ہے۔ ان کے بڑے بھائی محمد قاسم دلوی کی حالیہ انگریزی تصنیف Teach yourself Urdu بھی مغربی ممالک میں مقبول ہو چکی ہے۔

کھیڈ تعلقہ ثانوی مدرسین کی تنظیم کا سالانہ اجلاس

۳۰ر جنوری ۲۰۰۰ء کو کھیڈ تعلقہ مادھیمیک ادھیاپک سنگھ کا سالانہ اجلاس کھیڈ شہر سے ۱۲ کلو میٹر مشرق میں سہادری پہاڑ کے دامن میں بسے ایک گاؤں تلے مانڈا کے " تلے دبھاگ سیکنڈری اسکول تلے " میں منعقد ہوا۔

اس ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب جہانگیر پاشا محبوب صاحب فقیر نے مہمانوں کو پھول دے کر استقبال کیا۔ جلسہ کی صدارت، کھیڈ تعلقہ مادھیمیک ادھیاپک سنگھ کے صدر جناب غلام حسین قادری نے فرمائی۔

جلسہ کے پہلے مقرر جناب جادھو صاحب تھے جنہوں نے " تعلیم کی اہمیت اور اساتذہ کا رول " اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دوسرے مقرر چپلون کے ڈی بی جے کالج کے پروفیسر جناب شیام جوشی تھے۔ جنہوں نے اپنی تقریر کا عنوان " اکیسویں صدی سائنس کی صدی " اس پر اپنے خیالات پیش کئے۔ لیکن انہوں نے یہ آگاہ کیا کہ اکیسویں صدی، سائنس کی صدی نہ ہو کر سائنس کے ذریعہ پیدا شدہ مسائل کی صدی ہوگی۔ یعنی آلودگی، ہتھیاروں کی دوڑ، آبادی میں بے حد اضافہ، دواؤں کے بیجا استعمال سے بیماریوں کی بھرمار اور قطب شمالی اور قطب جنوبی کے برف پگھلنے سے سطح سمندر کی بلندی میں اضافہ، جس نے دنیا کے بہت سے شہر پانی میں ڈوب جانے کا خطرہ، اس کے بعد راجہ پور ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب گرزر اور ثانوی مدارس کی تنظیم کے ریاستی صدر جناب کاسار سر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آخر میں جناب

ڈی این پاٹل نے سبھوں کا شکریہ ادا کیا۔ شام چار بجے جلسہ کا اختتام ہوا۔

مرسلہ۔ رفیق ابراہیم پرکار

یعقوب بیگ ہائی اسکول

پنویل کا Annual Day

پنویل ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام چلنے والے یعقوب بیگ ہائی اسکول کا جشن سالانہ بروز اتوار ۶؍فروری ۲۰۰۰ء کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ صبح ۱۰ بجے سوسائٹی کے صدر عارف پٹیل صاحب کے ہاتھوں بچوں کی دستکاری کے عمدہ نمونہ کی نمائش کا افتتاح ہوا جو شام ۵ بجے تک لوگوں کے معائنہ کے لئے کھلا رہا۔ شب میں ساڑھے آٹھ بجے عام اجلاس ہوا جس مین تقسیم انعامات بھی عمل میں آئے۔ حکومت مہاراشٹر کی وزیر مملکت برائے بندرگاہ اور ماہی گیری محترمہ میناکشی پاٹل اور وزیر ہاؤسنگ عالیجناب نواب ملک صاحب کی تشریف آوری نے پروگرام کو عزت بخشی مہاراشٹر کے دیگر وزراء میں شری موہن پاٹل اور شری سنیل تٹکرے بھی مدعو تھے مگر تٹکرے صاحب نہیں آسکے۔ دیگر مدعوئین میں ایم پی رامسیٹھ ٹھاکور اور ایم ایل اے ویویکانند پاٹل کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔

نعت گوئی مقابلہ میں انجمن شریوردھن اول

انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول و جونیئر کالج شریوردھن کے طلبہ نے بزم ملت مروڈ جنجیرہ کے کل رائے گڈھ ضلع سیرت النبی ﷺ تقریری اور نعت گوئی مقابلہ میں انتہائی شاندار کامیابی حاصل کرکے شیلڈ اور ٹرافی پر قبضہ کرلیا۔ دوم گروپ نعت گوئی میں آصف ابراہیم مومن نے اول مقام پایا۔ جونیئر گروپ کے تقریری مقابلہ میں صفا جاوید کردمے نے دوم نمبر کا انعام حاصل کیا۔ سوم گروپ نعت گوئی مقابلہ میں حذیفہ عبدالسلام حمو نے اول نمبر کا مقام حاصل کیا۔ اسی گروپ میں رقیہ امان اللہ بروڈ نے تقریری مقابلہ میں خصوصی انعام حاصل کیا۔ تمام طلبہ کو خلیل احمد صاحب شگفتہ مہاڈی آپا اور عائشہ سرکھوت آپا نے تیار کیا تھا۔

دیہی مسلم فلاحی تنظیم وسئی ژون

دیہی مسلم فلاحی تنظیم وسئی ژون کی میٹنگ ۲۳؍جنوری ۲۰۰۰ء

آئی ٹی آئی مروڈ جنجیرہ میں داخلہ

مرکزی حکومت کے قومی کونسل برائے پیشہ ورانہ تربیت (N C V T) نئی دہلی سے ملحق ضلع رائے گڈھ کی واحد اقلیتی اور مہاراشٹر میں اردو ذریعہ تعلیم کی آئی۔ ٹی آئی۔ میں اگست ۲۰۰۰ء سے جاری ہونے والے نصابی سال میں مندرجہ ذیل کورس میں داخلہ کے لئے فارم جاری کئے جارہے ہیں۔

۱۔ میکانک موٹر۔ ۲ میکانک ڈیزل ۳ الیکٹریشین۔ ۴ ویلڈر

ادارہ سے کامیاب شدہ طلباء میں سے اکثر ہندوستان کے مشہور کمپنیوں جیسے بھابھا اٹامک ریسرچ سینٹر ممبئی، آرے ڈیری ممبئی، نارتن مل اورن، RFC تھل سدرشن کیمکل روہا۔ ایس ٹی ڈپارٹمنٹ، نیول ڈاکیارڈ، ممبئی پورٹ ٹرسٹ کے علاوہ دیگر نجی کمپنیوں میں برسرروزگار ہیں نیز خود کے ورکشاپ شروع کرکے خود کفیل ہیں۔

ادارہ میں زیر تربیت طلباء کو رعایتی طور پر ڈرائیونگ لائسنس دیا جاتا ہے اس کے علاوہ الیکٹریشن کورس میں کامیاب طلباء کو حکومت کی جانب سے ملا وائرمین لائسنس کے لئے امتحان دئے ہوئے لائسنس دیا جاتا ہے۔

مذکورہ سبھی کورس کے لئے امیدوار کو دسویں جماعت کے سالانہ امتحان میں کامیاب ہونا جبکہ داخلہ کے وقت پندرہ سال عمر مکمل ہونا ضروری ہے

مراسلہ شاہد حسن کلاب (الیکٹریشین انسٹرکٹر)

۲۰۰ میٹر دوڑ

شہباز قاسم بلڈے، میکانک موٹر وہیکل فائنل ۲۸،۰۰ سیکنڈ، غضنفر عبدالوحید پیش امام، میکانک موٹر وہیکل فائنل، ۲۹،۰۰ سیکنڈ، وسیم یوسف ساور کر میکانک موٹر وہیکل فائنل،۲۹،۴۹ سیکنڈ

سائیکل دوڑ (ایک کلومیٹر)

عمران بشیر صوبیدار، الیکٹریشن پریلیم ۲۹،۲ منٹ، ثاقب حسن فقی، میکانک موٹر وہیکل پریلیم، ۲،۳۲ منٹ وسیم یوسف ساور کر، میکانک موٹر وہیکل فائنل ۲،۳۳ منٹ

بھالا پھینک

حسین قمر الدین بندرکر، میکانک موٹر وہیکل فائنل، ۱۲،۰۰۷ فٹ، ناصر عبدالغنی بیبن، الیکٹریشن فائنل ۔۔،۱۰۱، وصی اللہ نصر الدین الڈے ،الیکٹریشن فائنل ۹،۹۸ فٹ

مذکورہ مقابلوں میں بہترین کارکردگی انجام دینے والی ٹیموں اور کھلاڑیوں کو پرنسپل صاحب اسپورٹس انچارج صاحبان اور اسٹاف نے مبارکباد پیش کی۔ خوش نصیب ٹرینیوں کو ادارہ کے مارچ ۲۰۰۰ء میں ہونے والے سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد و انعامات کے ہونے والے پروگرام میں انعامات سے نوازا جائے گا۔

نوٹ: تعلیمی و تربیتی سال اگست ۲۰۰۰ء تا جولائی ۲۰۰۱ کے لئے داخلہ حاصل کرنے کے خواہشمند حضرات دفتر سے رجوع کر سکتے ہیں۔ خواہشمند امیدوار کو دسویں جماعت کے سالانہ امتحان میں کامیاب ہونا ضروری ہے۔

مرسلہ۔ محمد شاہد حسن کلاب

شریوردھن میں کھیلوں کے مقابلے

انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول و جونیئر کالج شریوردھن میں ۲۶ر جنوری ۲۰۰۰ء کو صبح سویرے سوا آٹھ بجے ساؤتھ افریقہ کے تاجر شریوردھن کے سپوت محترم ابراہیم فقیہ کے ہاتھوں قومی ترنگے کی پرچم کشائی ہوئی۔ معززین شہر اور طلبہ نے سلامی دی۔ قومی ترانہ تنویر سلیم سرکھوت، رقیہ امان اللہ بروڈ اور ریشمہ سید نور نے پڑھا۔ طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ تفریحی کھیلوں کے مقابلے دیکھ کر مہمانان محظوظ ہوئے اور دنگ رہ گئے۔

میوزیکل چیئر میں شازیہ آرائی اول رہی۔ کاؤنٹنگ میں سمیہ ملاک اول رہی۔ لڑکوں میں فیاض آرائی اور مبشر ٹھانگے نے اول مقام حاصل کیا۔ جونیئر لڑکیوں سے صفا جاوید کردے اور سوئی دھاگہ ریس میں مبرہ سلیم سرکھوت رقیہ امان اللہ بروڈ کامیاب رہیں۔ تین پیروں کی ریس میں سلمان قاضی اول رہا۔ تمام کامیاب طلبہ کو مہمانان نے انعامات دیئے۔

مرسلہ۔ عائشہ بروڈ

Navi Mumbai Resident Bags Ideal Teacher Award

Out of the 88 teachers participating from Maharashtra, only Nazir Ahmed Shaik, principal of Sudhagad Education Society kalamboli has bagged the prestigious Idial Teacher award, from Navi Mumbai

Shaikh who has been teaching for the past 27 years said, " Out of 88 teachers- 36 are from secondary schools, 35 from primary schools, 14

from adivasi areas, tw
from the special categor
and one in th
handicapped category."

When queried how
he feels after receiving
the award he said," For 1[illegible]
years I was working in
Pali, for the past 14 years
I have been working in
this school We hav
14,000 students studying
in Hindi, Marathi an
English medium with a
staff of over 500 people
All this added to my
winning the award."

اردو میڈیم کا طالب علم
یم بی بی ایس میں یونیورسٹی ٹاپ

ڈاکٹر امبیڈکر مراہٹواڑہ
ینیورسٹی بیڑ کی جانب سے منعقدہ ایم
ی بی ایس امتحان میں ایس آر ٹی
میڈیکل کالج کے سال آخر کے
طالب علم اظہار جاوید ولد عبدالغفار
نے امسال گولڈ میڈل حاصل کرتے
ہوئے یونیورسٹی میں ٹاپ پوزیشن
عال کی ہے۔ اس سے قبل ایم بی بی
یس سال دوم میں بھی اظہار جاوید
نے ٹاپ پوزیشن حاصل کی تھی۔
ردو میڈیم کے طلباء کے لئے مشعل
راہ اس طالب علم نے ملیہ جونیئر کالج

بیڑ سے بذریعہ اردو میڈیم بارہویں
سائنس میں بھی امتیازی نشانات
حاصل کر کے اس مفروضہ کو غلط
ثابت کر دکھلایا کہ اردو زبان میں
تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو
میڈیکل میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا
ہے۔

انجم عباسی کی نئی کتاب

انجم عباسی درس و تدریس
کے پیشے سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔
ان کی سات کتابیں منظر عام پر آچکی
ہیں۔ ۷ کتابوں میں ایک شعری
مجموعہ، کوکن کے سپوت (دو حصوں
میں) جن میں کوکن کی مشہور و
معروف شخصیتوں سے لئے گئے
انٹرویوز اور ان کے حالات زندگی پر
مشتمل یہ کتابیں دستاویزی حیثیت
رکھی ہیں۔ "کہکشاں" کے نام سے
مراٹھی کے مشہور افسانہ نگاروں
کے نمائندہ افسانوں کے اردو تراجم،
کوکن کے افسانے کے عنوان سے
کوکن کے مشہور افسانہ نگاروں کے
نمائندہ افسانوں کا انتخاب، پردیس
ہمارا دیس، میں افریقہ میں مقیم
معروف ہندوستانی شعراء کا منتخب
کلام، پچھلے موسم کی آوازیں میں
کوکن کے تین معروف شعراء کا کلام
اور تعارف پیش کیا ہے۔ اب ان کی
نئی کتاب "ڈھلتی شام" منظر عام پر
آئی ہے جس میں مراٹھی کی مشہور
کہانیوں کو اردو قالب میں ڈھالا ہے۔

"ڈھلتی شام" کا اجراء نقش
کوکن ٹیلنٹ فورم کے جناب محمد علی
مقدم کے ہاتھوں انجام پایا۔ حوابی
مستری ٹرسٹ اور نقش کوکن پبلی
کیشنز ٹرسٹ نے دس دس کاپیاں
خرید کر مترجم کی حوصلہ افزائی کی۔
جناب محمد علی مقدم اور اس جلسہ کے
مہمان خصوصی جناب رفیع الدین
شریف نے ۲۰ اور ۲۵ کاپیاں
خریدیں۔ ہاشم دھامسر اور جناب
حسین ملاجی نے بھی کتاب ہذا کی
بالترتیب دس اور پانچ کاپیاں
خریدیں۔ ڈھلتی شام، مراٹھی کے
مشہور افسانہ نگاروں کے نمائندہ
افسانوں کے تراجم کا مجموعہ ہے۔

وڑولی میں یوم جمہوریہ

۲۶/ جنوری ۲۰۰۰ء کو اردو
اسکول وڑولی تعلقہ مانگاؤں ضلع
رائے گڈھ اور گروپ گرام پنچایت
وڑولی کے دفتر کی پرچم کشائی اور
پربھات پھیری کے بعد جماعت

المسلمین وڑولی کے صدر عبدالروف عبداللہ پرگے صاحب کے زیر صدارت تقاریر اور وطنی نظموں کا مقابلہ منعقد ہوا۔ اس مقابلے میں اول تا سوم نمبر سے کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کو نوکل بھارتی کی جانب سے انعامات سے سرفراز کیا گیا۔ نیز گاؤں کے مخیر حضرات نے رقومات کی صورت میں عطیات پیش کرکے مدرسین کی رہنمائی کی۔ معاون مدرس ابراہیم جلگاؤنکر جناب کے شکریہ کے بعد پروگرام برخاست ہوا۔

اردو اسکول امبر گھر میں کھیلوں کے مقابلے

ضلع پریشد اردو اسکول امبر گھر تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری میں ۲۶/جنوری ۲۰۰۰ء صبح ساڑھے سات بجے گرام شکشن سمیتی امبر گھر کے صدر جناب بلال دبیر کے ہاتھوں پرچم لہرایا گیا۔ گاؤں میں پربھات پھیری نکالی گئی۔ اس کے بعد ٹھیک دس بجے اسٹیج پروگرام شروع کیا گیا جس میں قومی گیت، تقاریر، حمد، نعت، فلمی گیت، ڈرامے، نقل اور خبریں جیسے پروگرام شامل تھے۔ اس اسٹیج پروگرام کے لئے گاؤں والوں کی طرف سے طلبہ کو انعامات دیئے گئے۔ اسٹیج پروگرام میں "مذہبی تہوار" یہ ڈراما لوگوں کو کافی پسند آیا۔ اس کے علاوہ لطیفے، نقل، خبریں اور قومی گیت بھی کافی اچھی اداکاری سے بچوں نے ادا کیا۔ اسٹیج پروگرام کے لئے ڈریس میک اپ کے لئے اسکول کی معلّمہ شکیلہ دبیر، اسٹیج پر کے انتظام کے لئے اسکول کے معلم نور علی حوا اور نظامت کے فرائض صدر مدرس قسمت پٹیل نے سنبھالی۔ اسٹیج بنانے اور طلبہ کی تیاری کیلئے گاؤں کے سبھی حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے گاؤں والوں کی طرف سے تین ہزار روپئے بطور تحفہ اسکول کو ملے تھے۔

کھیل کے مقابلے ۲۵/جنوری ۲۰۰۰ء کو ہوئے۔ کھیل میں کامیاب اور جیت حاصل کرنے والے طلبہ کو کپ اور میڈل دیکر نوازا گیا۔ جیتنے والے طلباء کے نام اس طرح ہیں۔

سینئر گروپ (لڑکے) کھو کھو کپتان مجیب حسین دبیر۔ سینئر گروپ (لڑکے) کبڈی کپتان فرحان اسلیم دبیر۔ سینئر گروپ (لڑکیاں) لنگڑی کھوکھو کپتان ارم ایوب دبیر۔
دوڑ سینئر گروپ (لڑکے) ۱۰۰ میٹر اول انعام صابر صلاح الدین دبیر، دوم فرحان اسلم دبیر دوڑ سینئر گروپ (لڑکیاں) ۱۰۰ میٹر اول انعام، ارم ایوب دبیر، دوم نازش عبدالغنی دبیر
دوڑ جونیئر گروپ (لڑکے) ۵۰ میٹر سرفراز اکبر دبیر، دوم شہباز منور دبیر
دوڑ جونیئر گروپ (لڑکیاں) ۵۰ میٹر اول انعام فرح عباس ممطولے، دوم، شاذیہ شوکت دبیر
گولہ پھینک (لڑکے) اول مجیب حسن دبیر، دوم زہیب اسلم دبیر۔
لانگ جمپ (سینئر) اول زمان اسلم دبیر، دوم سجاد سلیم دبیر، لانگ جمپ جونیئر گروپ۔ اول شہباز منور دبیر، دوم صبران دلاور دبیر
پروگرام میں اسکول کی معاون معلّمہ شکیلہ عبدالرحمٰن دبیر نے "تعلیم نسواں" پر زبردست تقریر کی جس سے تمام لوگ محظوظ ہوئے۔

نعامات حوا جناب کے ذریعہ تقسیم کئے گئے۔

مرسلہ۔اشفاق عمر کوپے

ڈاکٹر مظہر خان کی کامیابی

داپولی ضلع رتناگیری کی معروف شخصیت جناب روشن خان صاحب وکیل کے پوتے اور ڈاکٹر براہیم خان کے فرزند مظہر خان نے امسال MBBS کا امتحان درجۂ ول میں کامیاب کیا۔ موصوف تیرنا میڈیکل کالج نیرول نئی ممبئی میں زیر تعلیم تھے۔ آپ نے کرائسٹ چرچ ائی اسکول بائیکلہ ممبئی سے جب SSC کا امتحان پاس کیا تھا تو آپ کو ۸۲ فیصد نمبرات حاصل تھے اور بارہویں سائنس کے امتحان میں جب آپ نے رویا کالج سے امتحان پاس کیا تو آپ کو ۹۴ فیصد مارکس ملے تھے۔ اس ذہین اور ہونہار طالب العلم نے MBBS کا پہلا دوسرا اور تیسرا سالانہ امتحان بھی پہلی کوشش میں کامیاب کیا تھا۔سلسلۂ تعلیم جاری رکھتے ہوئے اب ڈاکٹر مظہر خان سرجری میں پوسٹ گریجویشن کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔اللہ ان کا ارادہ کامیاب کرے۔

اردو اسکول لپنی واوے میں یوم جمہوریہ

۲۶؍جنوری ۲۰۰۰ء وک رائے گڑھ ضلع پریشد اردو اسکول لپنی واوے تعلقہ مہسلہ لپنی واوے جماعت المسلمین کے نائب صدر جناب ابراہیم چلوان کے ہاتھوں پرچم کشائی ہوئی۔ اس موقع پر اسکول کے غریب طلباء کو الہدیٰ ویلفیئر سوسائٹی اپر توڑیل تعلقہ مہاڑ کی جانب سے سلے یونیفارم تقسیم کئے گئے۔ غریب لڑکوں میں جناب ابراہیم چلوان اور لڑکیوں کو لپنواوے گرام پنچایت کے سرپنچ محترمہ پاراوے بائی کے ہاتھوں تقسیم کئے گئے۔ غریب طلباء میں سلمان کاردنکر، نوید کڈو، صفیان کڈو، اظہرالدین کاربھاری، معظم کاردنکر، آقب جوگیلکر، ساجدہ، روبینہ، فرزانہ، مبینہ اور زینت کڈو شامل ہیں۔

وی این کالج مہسلہ میں تقریری مقابلہ

کوکنی انتی متر منڈل وسنت راؤنائیک آرٹس اینڈ کامرس کالج مہسلہ میں شعبۂ اردو کے زیر اہتمام ایک تقریری مقابلے کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں انجمن اسلام جنجیرہ جونیئر کالج مہسلہ، وسنت راؤ نائیک آرٹس اینڈ کامرس کالج مروڈ جنجیرہ اور مہسلہ کے طلبہ نے حصہ لیا۔ پروگرام کی صدارت شری وردھن حلقے کے سماجی کارکن اور کانگریس کے سرگرم رہنما جناب عبدالستار اسماعیل انتولے نے کی۔اس موقع پر بحیثیت مہمانانِ خصوصی جناب ایس ڈی شندے اور ڈاکٹر مشتاق مقادم موجود تھے۔ تقریری مقابلے میں یاسمین شہریار خان اول اور سید سیف حیدر رضوی اور حوانے ربانہ عبدالغنی دوم مقام حاصل کئے۔اس کے علاوہ مجاور شاداب حسین ار محمد ثاقب کو حوصلہ افزائی کا انعام دیا گیا۔ جج کے فرائض پرنسپل حقیق اللہ خان، پروفیسر ٹیکلے اور فرحت بیگم نے انجام دیئے۔اس تقریب میں بی اے میں ضلع رائے گڑھ میں اول آنے والی وی این کالج مہسلہ کی طالبہ شاذیہ مشتاق قادری اور مروڈ کالج میں اول آنے والی طالبہ مہاڈکر تبسم نظیر کو انعام سے نوازا گیا۔ پروگرام

کے [illegible]، شعبہ اردو کے صدر پروفیسر [illegible] شاہجہاں نے نظامت کے فرائض انجام دیئے اور شکریہ کی رسم کالج کے پرنسپل ایس آر نجن نے ادا کی۔

فرحت بیگم، وی این کالج

کوکن میں شکیل شاہجہاں کے ڈرامے

مشہور ڈراما نگار شکیل شاہجہاں کے ڈرامے گذشتہ دنوں کوکن کے مختلف علاقوں میں بڑی کامیابی سے پیش کئے گئے۔ شکیل کا مشہور ڈراما "قطار میں آیئے" وسنت راؤ نائیک آرٹس اینڈ کامرس کالج مہسلہ کی سوشل گیدرنگ کے موقع پر پیش کیا گیا۔ جس میں روبندر پوار، چندرکانت چوہان، امیت جنگم، محمد ثاقب، راجیش گائیکواڑ، حسیب لانبے، سنتوش، مبین بغدادی، سریش جادھو اور راکیش پوار کالج کے طلبہ نے حصہ لیا۔ اس کے علاوہ فجندار اردو ہائی اسکول و جونیئر کالج وہور مہاڈ کے طلبہ نے بھی اپنے اسکول میں پیش کیا۔ "عجب تیری سرکار" شکیل شاہ جہاں کا طنزیہ و مزاحیہ ڈراما ضلع پریشد اردو اسکول مانجرونہ مانگاؤں کے سابق طلبہ نے اسکول کی سوشل گیدرنگ کے موقع پر پیش کئے۔ ڈرامے میں حصہ لینے والے فنکاروں میں نعیم بشیر ہرنیکر، شرافت اسحاق ولیلے، اعجاز عثمان فرفرے، نعیم قاسم ہرنیکر، الطاف ادریس ولیلے اور شاہ جہاں ابراہیم چلون شامل تھے۔ شکیل شاہجہاں کا تعلق کامٹی (ناگپور) سے ہے۔ گذشتہ دس سالوں سے وی این کالج مہسلہ میں شعبہ اردو سے منسلک ہیں۔ آپ کے ڈراموں کے تین مجموعے "کبھی ایسا بھی ہوتا ہے"، "قطار میں آیئے"، اور "جھوٹا سچ" شائع ہو کر مقبول ہوئے ہیں۔ آپ کے متعدد ڈرامے ناگپور اور کوکن کے متعدد تعلیمی اور ثقافتی اداروں کی جانب سے پیش کئے جا چکے ہیں۔

فرحت بیگم، مہسلہ رائیگڈھ

وی این کالج مہسلہ میں سوشل گیدرنگ

کوکنی انتی متر منڈل وسنت راؤ نائیک آرٹس اینڈ کامرس کالج مہسلہ میں گذشتہ دنوں سالانہ سوشل گیدرنگ کا انعقاد عمل میں آیا۔ ۲۶/ جنوری کی صبح کالج کمیٹی کے رکن ایس ڈی شندے صاحب کے ہاتھوں دیپ روشن کر کے گیدرنگ کا افتتاح ہوا۔ بعد ازاں کالج کے طلبہ کی جانب سے مختلف تفریحی پروگرام پیش کئے گئے جن میں "ان ڈے" "ساری ڈے"، "روز ڈے"، "چاکلیٹ ڈے"، "فینسی ڈریس"، "فش پانڈ"، آنند نگری" اور "کوئن آف وی این سی" جیسے دلچسپ پروگرام شامل تھے۔ ۲۷/ جنوری کی صبح ۱۱ بجے زیر صدارت بھرت کمار شکل تقسیم انعامات کا پروگرام منعقد ہوا۔ اس موقع پر بحیثیت مہمانان خصوصی ڈاکٹر پرکاش کرمرکر، ایس ڈی شندے صاحب اور ڈاکٹر مشتاق مقادم موجود تھے۔ پرنسپل ایس آر نجن اور گیدرنگ چیئرمین پروفیسر شکیل شاہجہاں نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ شری مثالے نے مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔

دریں اثناء پروفیسر ویدپاٹھک نے کالج کی تعلیمی، ادبی اور ثقافتی کارکردگی پر مشتمل سالانہ

رپورٹ پیش کی ۔ ان کے علاوہ پروفیسر ٹیکلے، پروفیسر جادھو، پروفیسر سمیل، پروفیر بندرکر، پروفیسر کامبڑے اور پروفیسر شکیل شاہ جہاں نے بالترتیب ثقافتی، کھیل کود، مقابلہ جاتی امتحانات، این ایس ایس اور شعبۂ اردو سے متعلق رپورٹیں پیش کیں ۔ ایس ڈی شندے صاحب، ڈاکٹر پرکاش کرمرکر اور صدر جناب بھرت کمار شکل نے اظہار خیال کیا ۔ گیدرنگ چیئرین شعبۂ اردو کے پروفیسر شکیل شاہ جہاں نے شکریہ کی رسم ادا کی ۔ شب میں کالج کے طلبہ و طالبات نے مراٹھی، اردو، ہندی گیت، رقص اور ڈراموں پر مشتمل رنگا رنگ پروگرام پیش کئے۔

ادارہ نشرواشاعت دی این کالج

AKI اردو ہائی اسکول پنہالجہ میں سرپرستوں کا جلسہ

انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول پنہالجے ضلع رتناگیری میں ۲۶ر جنوری ۲۰۰۰ء کو اسکول کے عظیم الشان سائنس ہال میں صدر مدرس جناب ریاض الدین شیخ صاحب کی صدارت میں دہم جماعت کے طلبہ کے سرپرستوں کا جلسہ منعقد کیا گیا جس میں پالک شکشک سنگھ کے اراکین جناب فرید خان صاحب سرگروہ، رزاق چیویلکر، نظیر شریف خان پنہالجے سوسائٹی کے سکریٹری جناب یوسف خان، دہم کے طلبہ اور سرپرستوں کی کثیر تعداد شریک جلسہ رہی ۔ صدر مدرس جناب ریاض الدین صاحب نے جلسہ کی ضرورت، اہمیت اور عمل کے تعلق سے سرپرستوں کی رہنمائی کی اور طلبہ کو خبردار بھی کیا کہ مقابلے کے اس دور میں انہیں اور محنت اور لگن سے کام کرنا ہوگا تب ہی وہ مستقبل میں اپنے لئے مناسب جگہ بناپائیں گے۔ بشیر گلاب مجاور صاحب اسکول کے معاون ٹیچر نے مہمان خصوصی اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

مرسلہ۔ بشیر گلاب مجاور

کویت میں عید ملن اور محفل مشاعرہ

کویت میں پاکستان آرٹس سرکل کویت کی جانب سے ماہانہ محفل مشاعرہ اور عید ملن عشائیہ کا خصوصی اہتمام 13 جنوری کو کیا گیا ۔ نئے سال اور نئی صدی کی یہ سب سے پہلی محفل ابرق خیطان میں جناب محمد اسحٰق چودھری کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی جس میں شعراء اور سامعین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ عشائیہ کے بعد قدرے تاخیر سے شروع ہونے والی اس تقریب میں شعراء کرام نے عید کی مناسبت سے بھی کلام پیش کیا۔

پاکستان آرٹس سرکل کے نائب صدر جناب رشید میواتی نے تمام شرکاء محفل کو خوش آمدید کہتے ہوئے پاکستان آرٹس سرکل کے سکریٹری جنرل افتخار احمد امتیازی کو نظامت کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے اسٹیج پر آنے کی دعوت دی ۔ جناب افتخار امتیازی نے بھی تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمارے درمیان ایک نہایت محترم اور کویت کے اساتذہ شعراء میں سے ایک جناب اکرام اللہ کلیم تشریف فرماہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جناب کلیم صاحب جناب کمال اظہر

کی خصوصی دعوت پر آج ہمارے درمیان موجود ہیں ۔ میں سے درخواست کرونگا کہ وہ ہماری اس محفل کے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے اسٹیج پر تشریف لائیں اس کے ساتھ ہی افتخار امتیازی نے پاکستان آرٹس سرکل کے صدر جناب محمد کمال اظہر سے درخواست کی کہ وہ اس محفلِ مشاعرہ کی صدارت فرمائیں۔ تمام شرکاء محفل نے اس اعلان کا خیر مقدم کیا۔

جناب قاری حشمت اللہ شاہین نے خوش اسلوبی اور خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کلام پاک کی اور نعت رسولِ مقبول پیش کرنے کے لئے کویت کے سب سے خوش گو شاعر جناب عنبر فتحپوری کو دعوت دی گئی۔ تلاوت کلام پاک اور نعت شریف کے بعد مشاعرے کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تمام شعرائے کرام کے اسمائے گرامی پیش ہیں جو شریک محفل تھے۔ جناب حشمت اللہ شاہین ، جناب تسلیم اکبر، جناب منیر حیدر، جناب محمد ایوب راز ، جناب فیاض وردگ ، جناب افتخار شہزاد اعظمی، جناب سعید روشن ، جناب عنبر فتحپوری، جناب رشید میواتی، جناب نور پرکار، محترمہ مسرت جبین زیبا، جناب اکرام اللہ کلیم، اور جناب محمد کمال اظہر۔

مستری ہائی اسکول میں طبی کیمپ کا انعقاد

مستری ہائی اسکول رتنا گیری میں سال رواں کو اخلاقی تعلیم، معیاری تعلیم اور فروغ شخصیت کے سال کے طور پر منایا جارہا ہے۔ اس تعلق سے مدرسہ ہذا میں مختلف نوعیت کے پروگرام مرتب کئے گئے جو قابلِ قدر تھے۔

انتظامیہ، تعلیمی امدادیہ کمیٹی کے اراکین عالی جناب عبدالحمید مستری، جناب تنویر مستری، جناب نثار لالہ ، جناب فضل ماسٹر ،اور مہمانان محترمہ عفت محمود مستری، محترمہ گلنار تنویر مستری، جناب اقبال مستری کی رہبری اور پشت پناہی میں نرسری اور پرائمری اسکول کے طلبہ اور طالبات کے لئے میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔

اس ضمن میں رتنا گیری کے ڈاکٹر صاحبان جگدالے ، سانبرے ، ابو قاضی سیما شندے اور ممتاز پرکار کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ایکٹنگ صدر معلم جناب سراج احمد خان نے مہمانان کا استقبال کرتے ہوئے پروگرام کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر مسز اور مسٹر سانبرے نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سماجی خدمات کا موقع فراہم کرنے کے لئے انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ طبی کیمپ کے علاوہ طلبہ کی ہمہ گیر شخصیت کو نکھارنے کے لئے جسمانیات کے ٹیچر جناب مشاق آغا اور ایم سی سی ٹیچر جناب عبدالکریم منیار کی کاوشوں سے طلبہ نے جسمانی قواعد اور ایم سی سی ڈریل کا کامیاب مظاہرہ کیا اور ناظرین سے داد و تحسین حاصل کی۔

الانا انسٹی ٹیوٹ بزنس مینجمنٹ کا آغاز

انجمن اسلام کی جانب سے بزنس اور مینجمنٹ کے تعلق سے ایک اور قدم اٹھایا گیا ہے اور انجمن اسلام الانا انسٹی ٹیوٹ آف بزنس مینجمنٹ (ایم ایم ایس ۔ ایم بی اے) کا آغاز ہو گیا ہے اور طلباء کے داخلہ کے بعد

درس و تدریس کی شروعات ہوگئی ہے۔ اس طرح اب انجمن اسلام کا شمار بجاج اور سومایہ جیسے تجارتی اداروں میں ہونے لگا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ انجمن اسلام کے صدر دفتر کے دوسرے، تیسرے اور چوتھے منزلے پر قائم کیا گیا ہے اور طلباء کو تمام جدید سہولتیں مہیا کرائی گئی ہیں۔

وہور میں سالانہ تفریحی پروگرام

۵ر فروری ۲۰۰۰ء کو فجندار ہائی اسکول و جونیئر کالج کے وسیع و عریض میدان میں اپنی سابقہ روایت کے مطابق سالانہ تفریحی پروگرام انعقاد پذیر ہوا۔ یہ پروگرام حمد، نعت، استقبالیہ گیت، غزل، قوالی، رقص، مزاحیہ مشاعرے بشمول مراٹھی و اردو ڈرامے اور کارگل پر مشتمل تھا۔

ایجوکیشن ٹرسٹ کے سکریٹری نیز ایڈمنسٹریٹیو آفیسر غلام محمد پٹیل جناب کے استقبالیہ خطاب سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں طلبہ و ننھی منی طالبات کے ذریعہ مختلف آئیٹم پیش کئے گئے جنہیں حاضرین نے خوب خوب سراہا اور انعامات سے نوازا۔ پروگرام نو بجے شروع ہو کر تین بجے شب بحسن و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا اور خوبی یہ رہی کہ کھچا کھچ بھرے میدان میں حاضرین آخر تک اپنی اپنی نشستوں پر جمے رہے۔ یہ تفریحی پروگرام اسٹاف ممبران کی جملہ کاوشوں کا بہترین مظہر تھا جو قابل ستائش ہے۔

ضلع پریشد اردو اسکول سائی گاؤں کی شاندار کامیابی

۱۳ر دسمبر ۱۹۹۹ء کو سینٹرل اسکول ہریشور میں سالانہ تحریری و تقریری مقابلے رکھے گئے تھے جن میں سینٹرل اسکول کے ماتحت تمام اسکول کے طلبہ و طالبات نے حصہ لیا۔ مقابلے "جونیئر گروپ" اور "سینئر گروپ" دو صورتوں میں کئے گئے تھے۔ دونوں گروپوں میں سائیگاؤں تعلقہ شریوردھن کے طلبہ نے اول انعام حاصل کیا۔

۱) جونیئر گروپ نبیلہ عبدالمجید بغدادی (اول) تقریری، نبیلہ عبدالمجید بغدادی (اول) تحریری سینئر گروپ، شاہینہ عبداللطیف چوگلے (اول) تقریری، توصیف صدیق حسن جلگاؤنکر (اول) تحریری کامیاب طلبہ کو انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ مورخہ ۱۲ر جنوری تا ۱۳ر جنوری ۲۰۰۰ء دو دن سالانہ کھیل کود پروگرام بمقام باغ مانڈلہ کے ساحلی کنارے پر نظم و ضبط کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ ان کھیلوں میں بھی سائیگاؤں اردو اسکول کے طلبہ نے حصہ لے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔ مرسلہ۔ شبانہ شاہنواز

انجمن اسلام ممبئی میں ڈاکٹر یوسف نجم الدین میموریل لیکچر

انجمن اسلام کے زیر اہتمام ڈاکٹر یوسف نجم الدین میموریل لیکچر کے تحت "قرآن اور ماحولیات" کے موضوع پر اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر محمد شمیم جے راجپوری نے کہا کہ قرآن مجید میں مذہبی امور اور انسانی رشتوں کے تعلق سے فرمودات الٰہی کے ساتھ ساتھ اس میں حصول

علم اور حکمت شناسی پر بھی زور دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہاکہ قرآن مجید سائنسی علوم اور انکشافات سے پرایکا یسی مقدس کتاب ہے کہ اس میں پائی جانے والی باتوں کی تردید نہیں کی جاسکی ہے کیونکہ یہ علوم اور انکشافات حق وصداقت پر مبنی ہیں۔ جبکہ دوسری جانب سائنس، انسانی مشاہدات اور تجربات پر مبنی ہے اور جو ارتقاء پذیر ہیں۔ جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ ان میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔

پروفیسر شمیم جے راج پوری نے کہاکہ انسانی علم کبھی حرف آخر نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہاکہ قرآن مجید نے زندگی اور اس کے مختلف مراحل کے تعلق سے گہری تفصیلات دی ہیں جو بلا شبہ حق و صداقت پر مبنی ہیں۔ اس سے قبل انجمن اسلام کے صدر ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا نے انجمن اسلام کی تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیوں پر اپنے خیالات پیش کئے۔

انہوں نے ڈاکٹر یوسف نجم الدین میموریل لیکچر کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ اس موقع پر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے ایم اے عربی کے طالب علم کو سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے ایک سند اور ۵ ہزار روپے انعام دیا گیا۔ اس تقریب میں سعید دادر کر، شہزادی حکیم اور عبدالستار زری والا موجود تھے جنہوں نے شکریہ ادا کیا۔

مسلمانوں کا مستقبل تعلیم سے جڑا ہوا ہے

ڈاکٹر شمیم جیراجپوری

کرلا ممبئ میں قیصر الجعفری فاؤنڈیشن کا اس صدی کا بہترین شخصیت کا پروقار اعزاز مرحوم صابو صدیق کو دیا گیا۔ ایک پروقار تقریب میں قیصر الجعفری فاؤنڈیشن اور آئیڈیل ایجوکیشنل مومنٹ کے عہدیداروں نے یہ اعزاز انجمن اسلام کے صدر کو سپرد کیا۔ اس وقت سینکڑوں مرد وخواتین طلباء و طالبات نے کھڑے ہوکر جذباتی انداز میں دیر تک تالیوں کی گونج میں مرحوم محمد صابو صدیق کے ایثار کو جذبہ عقیدت پیش کیا۔ جناب علی ایم شمسی نے کہاکہ ہمارا مستقبل تابناک ہے۔ ملت کے تعمیری کاموں میں ایثار کے جذبہ کی ضرورت ہے۔ ادارے کی ستائش کرتے ہوئے آپ نے فرمایاکہ اراکین میں کام کرنے کا جذبہ ہے ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ آپ نے کہاکہ مثبت انداز سے سوچو اور تعمیری کام میں لگ جاؤ مولانا آزاد اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر شمیم جیراجپوری نے مادری زبان میں تعلیم کی اہمیت و افادیت پر زور دیا۔ اس تقریب سے قیصر الجعفری، اقبال میمن، ڈاکٹر شفیع شیخ نے بھی اظہار خیال فرمایا۔ ابتداء میں آئیڈیل ایجوکیشن مومنٹ کی جانب سے کرلا کی مختلف ہائی اسکول کے طلباء کو گذشتہ سال ایس ایس سی میں امتیازی نمبروں سے کامیابی پر مہمانوں کے ہاتھوں انعامات دیئے گئے نیز مڈل اورا سکالر شپ میں کامیاب طلباء کے علاوہ درس و تدریس میں نمایاں خدمات کے سلسلے میں اساتذہ کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی جنرل سکریٹری عرفان جعفری نے اعلان کیاکہ آئندہ سال صابو صدیق پالی ٹیکنک فیکلٹی میں نمایاں کامیاب طالب علم کو مرحوم صابو

ریق ایوارڈ کا ۵۰۰۰ روپے کا انعام جائے گا۔ شاہد لطیف نے منفرد از میں نظامت کے فرائض انجام یے۔ ادارے کے چیئرمین ڈاکٹر راللہ نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

فہیمہ ساکھر کو ایوارڈ

ضلع پریشد اردو اسکول پڈگھا یولی کی سینئر معلمہ فہیمہ محمد حنیف کھر کو پنچایت سمیتی بھیونڈی کی ب سے تعلقہ سطح پر بہترین کردگی کی بناء پر انہیں بہترین لمہ کا ایوارڈ ضلع پریشد تھانے کے ب صدر عرفان بھورے کے ھوں نوبھارت انگلش میڈیم کول بھیونڈی میں دیا گیا۔

نوشین نذیر شر سیکر اول

مرو ڈ جنجیرہ میں شہر شولاپور ے ڈاکٹر علامہ اقبال ایسوسی ایشن کی ب سے "ذہنی آزمائش مقابلہ" نقد ہوا۔ اس مقابلے میں ضلع لاپور اور ضلع رائے گڈھ سے ریباً ۱۵۰۰ طلباء و طالبات نے حصہ تھا جس میں انجمن اسلام جنجیرہ ہائی کول پنچ کروشی یشونت نگر کی دہم اعت کی طالبہ " نوشین نذیر شر سیکر" نے اول انعام حاصل کیا۔ اسکول کے ہیڈ ماسٹر شیخ ساجد حسین اور دیگر اساتذہ کرام ساتھ ہی اسکول کمیٹی کے صدر نذیر احمد بقوال، چیئرمین اسماعیل گھولے اور سکریٹری ابراہیم بالک و دیگر اراکین نے ان طالبات کو مبارکباد پیش کی

عازمین حج کا اعزاز

نئی ممبئی میں تربیتی کیمپ

امن کمیٹی نئی ممبئی کی جانب سے عازمین حج کی تربیت کے لئے ایک کیمپ منعقد کیا گیا اس کیمپ میں نئی ممبئی سے فریضہ حج کے لئے جانے والے عازمین حج نے ایک بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر دارالعلوم حقانی کے مہتمم مفتی محمد جمشید اور حاجی حبیب انصاری نے عازمین حج کی رہنمائی، حج کے طریقے، ارکان احرام باندھنے کے طریقے سلائڈ اور پوسٹرس کے ذریعہ معلومات دی گئی۔ پروگرام میں عازمین حج کی گلپوشی کی گئی۔ اس کی اطلاع جنرل سکریٹری سراج پرکار نے دی ہے۔

انجمن اسلام ویرار میں جلسہ

انجمن اسلام اردو ہائی اسکول، ویرار میں دسواں سالانہ اجلاس منایا گیا۔ اس پروگرام کی صدارت تنظیم کے صدر حمید ناخدا نے کی۔ مہمان خصوصی ویرار نگر پالیکا کے نگر ادھیکش جناب راجیو یشونت پاٹل، وسئی وکاس بینک کے چیئرمین وکاس ورتک، حبیب پٹیل اور پرویز ملا تھے۔ اس پروگرام میں بچوں نے ڈرامے وغیرہ پیش کئے۔ اور آئے ہوئے مہمانوں کے ہاتھوں تقریباً ۱۵۰ سے زائد انعامات تقسیم کئے گئے اور خلیل شیخ نے آئے ہوئے مہمانوں کا تعارف پیش کیا اور عبد الرحمٰن بلوچ نے اسکول کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں انجمن اسلام کے ممبران انجمن اسلام اردو ہائی اسکول، ویرار کے اساتذہ اور پرنسپل نے بڑی محنت کی۔

پرنسپل شرف الدین شیخ کو

بیسٹ ٹیچر ایوارڈ

ممبئی کے معروف فلاحی ادارہ جمعیت المسلمین ٹرسٹ (ماہم) کے جلسۂ تقسیم انعامات کے موقع پر شہر ممبئی اور مضافات کے تمام میڈیم کے اسکولوں کے طلبہ، چندہ اساتذہ

[illegible] صاحبات کو انعامات ، [illegible] استاد اور بیسٹ ٹیچر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اس موقع پر شرف الدین شیخ پرنسپل فاروق ہائی اسکول بوائز (جوگیشوری) کو [illegible] کی تیس سالہ تعلیمی و تدریسی ، ادبی و ثقافتی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے آر۔ سی ماہم سیکنڈری اسکول کے گراؤنڈ میں منعقدہ عظیم الشان جلسہ میں چیف گیسٹ مصر کی کونسل جنرل اعزہ ناصر کے ہاتھوں بیسٹ ٹیچر ایوارڈ سے نوازا گیا ۔ ٹرسٹ کے جنرل سکریٹری منصور جمانی نے سوسائٹی کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور سالانہ رپورٹ پیش کی ۔ جلسہ کی صدارت اسحاق پٹیل نے کی اور دیگر معزز مہمانان میں ابو عاصم اعظمی ، انڈین اوسیز بینک کے جنرل منیجر مکرجی انکم ٹیکس آفیسر قادری، سینئر انسپکٹر آف پولس (ماہم) پرنسپل صاحبان ، اساتذہ ،والدین اور سرپرستوں نے بھی شرکت کی۔

بچوں کا میلہ

۱۰ر فروری ۲۰۰۰ء کو اردو مرکز گوریگاؤں تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کا بچوں کا میلہ فل پرائمری اردو اسکول وڑولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ میں جماعت المسلمین کے صدر عبدالرؤف عبداللہ ہرگے صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا ۔ سابق ضلع وستار ادھیکاری نوگل بھارتی کے ہاتھوں سے گل پوشی کی رسم عمل میں آئی ۔ جلیل احمد دھنشے نے اسکول کو سو روپے بطور عطیہ عنایت کئے ۔ محترمہ زلیخا رادت نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

مرسلہ۔نوگل بھارتی

عبدالغنی عثمان پاوسکر کو مبارکباد

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کے چیئرمین جناب عبدالغنی عثمان پاوسکر کی صاحبزادی اور پاؤس لائن لندن کے مالک جناب رضوان پاوسکر کی ہمشیرہ شاہین کا عقد مسعود مسز تبسم ایڈوکیٹ عبدالستار چیئرپرسن ٹائمز کریڈٹ بینک کے صاحبزادے جناب شفیق کے ساتھ ۲۹ر جنوری ۲۰۰۰ء کی شام گڈ شیفرڈ لان ہوجو میں بحسن و خوبی انجام پائی ۔ اس موقع پر لی گئی رنگین تصویر اس شمارے میں شامل اشاعت ہے ۔ نکاح کے بعد پر تکلف ڈنر (عشائیہ) رکھا گیا تھا جس میں معززین شہر کے علاوہ دوستوں ، رشتہ داروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ دوسرے دن ولیمہ کی شاندار تقریب کا جیبد گارڈن نہرو سینٹر ورلی میں اہتمام کیا گیا تھا جس میں حاضرین نے دولہا دولہن کو مبارکباد پیش کی۔

AIJ ہائی اسکول گونڈگھر

یکم فروری ۲۰۰۰ء کو انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول گونڈگھر میں سالانہ کھیلوں کے مقابلے منعقد کئے گئے جس کا افتتاح جناب عزیز احمد گڈگے کے ہاتھوں ہوا۔ اس تقریب میں گونڈگھر اور اطراف کے معزز مہمانان نے شرکت کرکے تقریب کی رونق بڑھائی اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کیلئے خلوص دل سے عطیات عطا کئے۔

اسپورٹس رہنما(معلم) احمد پٹھان سر نے تمام کھیلوں کو اپنی کاوشوں سے منصوبوں کے تحت کامیاب کیا۔ اول مقام حاصل کرنے میں ’’عقاب ہاؤس‘‘ رہا۔

آل انڈیا ریڈیو کے مشاعرہ کے لئے شکیل شاہجہاں مدعو

آل انڈیا ریڈیو رتناگیری کی

جانب سے ۲۲ فروری کو سامعین
کے روبرو ایک "سہ لسانی مشاعرہ"
(بہو بھاشی کوی سمیلن) کا اہتمام کیا
گیا ہے۔ یہ مشاعرہ آل انڈیا ریڈیو
رتناگیری کے پروگرام کے لئے
ریکارڈ کیا گیا۔ اسمشاعرے میں رائے
گڑھ سے مشہور ادیب وشاعر
پروفیسر شکیل شاہجہاں کو بھی مدعو کیا
گیا تھا جو کوکن اور ودربھ کے متعدد
مشاعروں میں شرکت کر چکے شکیل
شاہ جہاں وسنت راؤ نایک آرٹس
اینڈ کامرس کالج مہسلہ میں صدر
شعبہ اردو ہیں۔ آپ کے ڈراموں
کے تین مجموعے "کبھی ایسا بھی ہوتا
ہے" "قطار میں آیئے" اور "جھوٹا
سچ" شائع ہو کر خاصے مقبول ہوئے
ہیں۔ اسکے علاوہ آپ کی متعدد
کہانیاں اور شعری تخلیقات ملک کے
مشہور ادبی رسائل اور اخبارات میں
شائع ہوتی رہتی ہیں۔

نئی ممبئی میں ملک کے سب سے بڑے انفار میشن ٹیکنالوجی پارک کا افتتاح

ملک کے سب سے بڑے اور
جدید طرز پر بنائے گئے انفار میشن
ٹیکنالوجی کے بزنس پارک کا افتتاح
نئی ممبئی کے "مہاپے" مقام پر وزیر
صنعت پتنگ رام کدم کے ہاتھوں
ہوا اُسے ملینیم بزنس پارک کا نام
دیا گیا ہے جو ۴۸ ایکڑ زمین پر
پھیلا ہوا ہے۔ اس پارک میں ۳۲
بلڈنگیں ہیں جن میں کمپیوٹر ٹیلی
مواصلات ڈیٹا مٹیکس ماسٹیک، ٹی ایم
ایس کمپیوٹر، آپٹیک، کیسٹرال ایڈی
سی سی، رولٹا وغیرہ کے ذریعہ
معلومات فراہم کرنے کی تکنیک بتائی
گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ ولاس راؤ دیشمکھ
نے کہا کہ اس وقت ملک میں صرف
دو ریاستیں ہیں جو انفار میشن
ٹیکنالوجی کے میدان میں سب سے
آگے ہیں پہلا آندھرا پردیش کا نمبر
آتا ہے جس نے بنگلور میں شاندار
کمپیوٹر کمپلکس تعمیر کئے ہیں اسکے بعد
مہاراشٹر کا نمبر ہے۔ ہم نے نئی ممبئی
میں ملینیم بزنس پارک کو تعمیر کر کے
جدید معلومات کی فراہمی پر توجہ
مرکوز کی ہے۔ ملک کا یہ سب سے بڑا
پارک ہے جو مہاراشٹر انڈسٹریل
ڈیولپمنٹ کارپوریشن (MIDC) کی
نگرانی میں تعمیر ہوا ہے۔ انہوں نے
مزید کہا کہ اس بزنس پارک میں ملک
کی نامور کمپنیوں اور کارخانہ داروں
نے زمین حاصل کر کے بلڈنگیں
تعمیر کی ہیں اور انفار میشن ٹیکنالوجی
سے فائدہ اٹھانے کا منصوبہ بنایا وہ اس
بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ
مستقبل میں ہماری ریاست کو یہ
اعزاز حاصل ہوگا کہ وہ ۲۱ ویں صدی
کی سب سے ترقی یافتہ ریاست ہوگی۔

شفیع شیخ سکریٹری منتخب

شفیع شیخ کو گنیش کرپا کلب
گوریگاؤں نے سکریٹری منتخب کیا ہے
۔ شفیع شیخ AKI Junior
College گوریگاؤں میں ٹیچر کی
حیثیت سے اپنا کام انجام دے رہے
ہیں۔

یہ کلب ثقافتی، نشہ بندی اور
گاؤں کی فلاح و بہبود کے لئے
پروگرام انجام دیتا ہے۔

مرسلہ۔ عمران سعید

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری
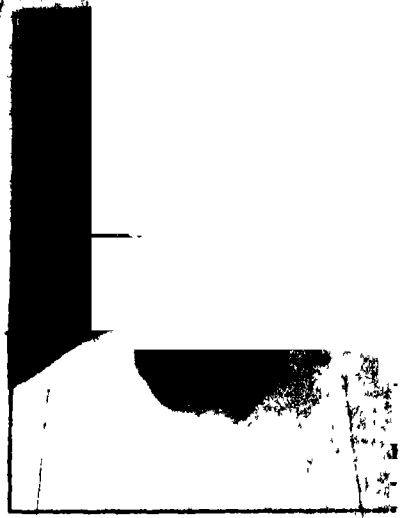
حسین عمر خان دلوائی ایک تعارف

... خاں (پی آر او منترالیہ) اردو زبان میں عمل کے معنی کام کاج کارکردگی ... عربی زبان میں عمل کے معنی کہیں ... ہیں اس کا مفہوم ہے ... اور ... ہے۔ پابندی کے ساتھ ... کا نام ہے اور اسے عمل ... کہا جا سکتا ہے۔

... سے ... حکومت مہاراشٹر ... محنت بندرگاہ اور اوقاف شری ... خاں دلوائی متوطن مرزولی ... رتنا گیری ہیں۔ جنہوں نے حق ... کے خلاف جدوجہد کرنے میں اپنی ... صلاحیتیں صرف کر دی تھیں۔ موصوف قوم وملت کا درد معاشرے کے ... کی فکر اپنے اندر سموئے ... ہیں۔ شری حسین دلوائی نے اپنی سیاسی و سماجی زندگی میں بے شمار اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں لیکن موصوف نے اپنے صالح عمل سے مخالفین کے دل بھی جیتے ہیں اور مخالفین کی تنقیدوں سے کبھی ان کے قدم ڈگمگائے نہیں ہیں۔ موصوف زندگی بھر نام ونمود اور داد ستائش سے دور رہے ہیں کسی بھی اہم مسئلہ پر اپنے بے لاگ تبصرے و خیالات اور رہبری سے اپنی شناخت قائم کی ہے۔

شری حسین دلوائی مسلمانوں کی خوشحالی اور کامرانی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے ہیں اور ان میں ناخواندگی کی شرح کو گھٹانے میں تن من سے کام کرتے رہے ہیں۔ موجودہ حکومت کی مختلف ترقیاتی اسکیمات پر عمل آوری بلکہ اپنا انہیں بھرپور تعاون دینے کو ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ ملک سے فرقہ پرستی کے زہر اور مذہبی منافرت کے جذبات سے پاک و صاف معاشرہ قائم کرنے نیز انسانوں کے دلوں ... وطن پرستی اور عالمی بھائی چارے کے جذبات کو منور کردینے سے ہمیشہ صدق دلی کے ساتھ عمل پیرا رہتے ہیں۔

شری حسین دلوائی کے منصبِ وزارت پر فائز ہونے کے بعد انہیں محنت اور بندرگاہ اور اوقاف جیسے اہم اور روزمرہ کے زندگی سے جڑے رہنے والے محکمہ جات تفویض کردئے گئے ہیں۔ موصوف نے مسلمانوں کے مسائل سے کبھی چشم پوشی نہیں کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف کا دفتر ہمیشہ مسلمان وفود اور عام مسلمانوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ موصوف ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور حتی الامکان ان کے مسائل ایک ہی نشست میں حل کردینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسمٰعیل یوسف کالج کی زمین مسلمانوں کے حوالے کرنے، عازمین حج کے مسائل، وقف بورڈ کو ایک فعال ادارہ بنانے اور مسلمانوں کے ساتھ ہوئی ظلم و زیادتی اور ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے میں شری حسین دلوائی نے وزارتی آداب کو بھی بالائے طاق رکھ دینے سے گریز نہیں کیا اور مسلمانوں کے حقوق دلانے کے لئے ہمیشہ سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔

الفلاح دیشمکھ کے مکان پر حسین دلوائی کی میٹنگ

ضلع رائے گڈھ کے موضع توڑیل میں رہنے والے شیو سینا نیتا الفلاح دیشمکھ کے مکان پر وزیر محنت و اوقاف حسین دلوائی کے اعزاز میں جلسہ منعقد کیا گیا۔

اس میٹنگ میں بھائی جگتاپ، کانگریس کے صدر اراون دیشمکھ، شہر کے صدر بشیر چیچکر، سابق ممبر اسمبلی راجہ رام شندے وغیرہ موجود تھے۔ حسین دلوائی نے کوکن کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے کام کرنے کا وعدہ کیا۔

پرنسپل شمیم عثمانی

محمدیہ ہائی اسکول مسجد اسٹریٹ ممبئی کے سینئر معلم جناب شمیم احمد عثمانی کو متفقہ طور پر ہائی اسکول ھذا کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا ہے۔

پنویل ایجوکیشن سوسائٹی پنویل کا تقسیم انعامات وثقافتی پروگرام:

پنویل ایجوکیشن سوسائٹی، پنویل کے زیر اہتمام یعقوب بیگ ہائی اسکول وجونیئر کالج، پنویل اینگلو اردو ہائی اسکول، تلوجہ اس طرح تین ہائی اسکول چلائے جاتے ہیں۔ سال رواں سوسائٹی ھذا نے تینوں ہائی اسکولس کا مشترکہ تقسیم انعامات اور ثقافتی دو روزہ پروگرام یعقوب بیگ ہائی اسکول وجونیئر کالج پنویل میں بڑے شاندار پیمانے پر منعقد کیا۔

پہلے دن پروگرام میں مہمانان خصوصی مہاراشٹر کے وزراء محترمہ میناکشی پاٹل صاحبہ اور جناب نواب ملک صاحب تھے۔ ضلع رائے گڈھ کے رکن پارلیمنٹ جناب رام سیٹھ ٹھاکور، پنویل کے ممبر اسمبلی جناب وویکانند پاٹل بھی شریک تھے، ان کے علاوہ مشہور صنعت کار جناب جے ایم مہاترے۔ شری چیتن جیڈھا اور جناب حبیب فقیہ صاحب اسٹیج پر رونق افروز تھے۔ اس جلسہ کی صدارت سوسائٹی کے صدر جناب ایم عارف پٹیل صاحب نے کی اور سوسائٹی کی روداد پیش کرتے ہوئے مستقبل کے پروگراموں کا جامع منصوبہ پیش کیا۔

طلباء وطالبات کو مختلف شعبوں میں کامیابی حاصل کرنے پر مہمانان اور صدر جلسہ کے ہاتھوں انعامات کی تقسیم عمل میں آئی۔ بیس سال سے زائد تدریسی اور غیر تدریسی خدمات انجام دینے والے اسکول ھذا کے ملازمین کی شال اور پھولوں سے عزت افزائی کی گئی۔ اسٹیج پر موجود مہمانان خصوصی اور اساتذہ کا تعارف پر اثر انداز میں جناب محمد نور پٹیل صاحب نے کرایا۔

ریاستی وزیر محترمہ میناکشی پاٹل صاحبہ نے اپنے تاثرات میں طلباء میں پائی جانے والی نظم وضبط کی داد دی اور اسے مثالی قرار دیا۔ ریاستی وزیر جناب نواب ملک صاحب نے لڑکیوں کی تعلیم پر مزید زور دینے کی ضرورت بتائی۔

رکن پارلیمنٹ جناب رام سیٹھ ٹھاکور نے اتنا شاندار پروگرام منعقد کرنے پر عارف پٹیل صاحب اور سوسائٹی کے دیگر ممبران کو مبارکباد دی۔ اسکول کی ترقی کے تعلق سے ستائشی کلمات کہے اور اپنے فنڈ سے دو کمروں کی تعمیر پر ہونے والے خرچ کی ادائیگی کا وعدہ کیا۔ اس طرح رکن اسمبلی جناب وویکانند صاحب نے بہترین اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنے فنڈ سے سوسائٹی کے مدارس کے لئے پانچ کمپیوٹر دینے کا وعدہ کیا۔ جناب حبیب فقیہ صاحب نے اپنی تقریر میں تعلیم کے ساتھ ساتھ اسکول میں کھیل کود کے انتظامات کو بہتر بنانے پر زور دیا جس کے لئے جناب چیتن جیڈھا صاحب کی جانب سے اکیاون ہزار روپئے عطیہ کا اعلان کیا۔

صدر جلسہ جناب ایم عارف پٹیل صاحب نے سوسائٹی کے تینوں مدارس میں معیار تعلیم کو بلند ہونے اور مقابلہ آرائی کے اس زمانہ میں دیگر اقوام کے ساتھ شانہ بہ شانہ چلنے کی تلقین کی۔ ساتھ ہی ساتھ طلباء اور طالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنی جانب سے مختلف انعامات کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ تینوں مدارس میں جو بھی طالب علم دسویں جماعت کے بورڈ کے امتحان میں 85% یا اس سے زائد نمبرات حاصل کرے گا اسے دس ہزار روپئے نقد انعام دیا جائے گا۔ 95% یا اس سے زائد نمبرات حاصل کرنے والے

ہر طالب علم کو ایک لاکھ روپئے انعام دیا جائے گا۔ اس طرح جماعت دہم میں زیر تعلیم تینوں مدارس کے طلبا و طالبات میں مقابلہ آرائی کو فروغ دینے کی اپنی طرف سے ابتدا کی۔ اور تینوں مدارس کے تعمیری کاموں کو مکمل کرنے کے لئے دامے درمے سخنے ذاتی تعاون دینے کا بھی وعدہ کیا۔

سوسائٹی کے سکریٹری جناب عبدالاحد ملا صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں رسم شکریہ ادا کی۔ اس کے بعد ثقافتی پروگرام کا آغاز ہوا جس میں مختلف ڈرامے، غزلیں، ممکری اور گیت اسکول کے طلبا و طالبات نے پیش کئے۔ پروگرام صبح چار بجے تک جاری رہا۔ اس پروگرام کی نظامت جناب شبیر سلوتری صاحب نے کی۔

دوسرے روز خواتین کیلئے خصوصی پروگرام رکھا گیا جس کی صدارت محترمہ یاسمین عارف پٹیل صاحبہ نے انجام دی۔ خواتین معلمات اور طالبات کو انعامات سے نوازا گیا۔ صدر جلسہ نے لڑکیوں کی تعلیم پر زور دیا۔ اس کے بعد ثقافتی پروگرام صبح دو بجے تک جاری رہا۔

جنرل نالج Quiz

اشفاق عمر کچھے، امبر گھر رتناگری

س: "آرام حرام" یہ نعرہ کس رہنما نے دیا تھا؟

ج: پنڈت جواہر لال نہرو نے۔

س: کس ملک کی قالین سب سے زیادہ مشہور ہے؟

ج: ایران کی۔

س: مسیح الملک کا خطاب کس حکیم کو دیا گیا تھا؟

ج: حکیم اجمل خان کو۔

س: آریہ سماج کے بانی کون؟ اور کب بنا؟

ج: سوامی دیانند سرسوتی۔ سال 1875ء میں۔

س: دنیا میں سب سے پہلے گھوڑوں کے ذریعے کھینچی جانیوالی بس کب اور کہاں چلائی گئی؟

ج: ۱۶۶۲ء پیرس میں

س: ہندوستان کا وزیر اعظم بننے کیلئے کم از کم عمر کیا ہونی چاہیئے؟

ج: پچیس سال۔

س: انڈین نیشنل کانگریس کا پہلا اجلاس کہاں ہوا تھا۔

ج: ممبئی میں۔

س: ہندوستان کی پہلی خاتون حکمراں کا نام بتلائیے؟

ج: رضیہ سلطان۔

س: کلکتہ شہر کب بسایا گیا؟

ج: ۱۶۹۰ء

س: حضرت یوسفؑ کے کتنے سوتیلے بھائی تھے؟

ج: دس۔

س: زبور کس زبان میں نازل ہوئی؟

ج: سریانی زبان میں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مولانا وحید الدین خان کا پوتا سڑک حادثہ میں فوت

مفکر اسلام وحید الدین خان کا پوتا اور معروف صحافی ظفر الاسلام خان کا نوجوان بیٹا محمد خالد خان، سورج کنڈ میں ایک سڑک حادثہ میں فوت ہوگیا۔ ۲۳ سالہ خالد خان انجینئرنگ کے آخری سال کا طالب علم تھا اور اپنے پروجیکٹ کے سلسلہ میں ہریانہ گیا تھا جہاں ایک ٹرک نے اسکوٹر کو ٹکر ماردی۔

جعفر بھائی منصوری کی خوش دامن کا انتقال

ہوٹل دہلی دربار کے مالک جناب جعفر بھائی منصوری کی خوش دامن محترمہ مریم اسماعیل منصوری اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔

استاد اللہ رکھا خان رحلت کر گئے

۴ر فروری کو بین الاقوامی شہرت کے حامل ممتاز طبلہ نواز استاد اللہ رکھا خان کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۸۱ سال تھی

رفیق دلوائی کو صدمہ

مرزولی چپلون کے جناب رفیق دلوائی جو فی الحال العین (متحدہ عرب امارات) میں برسر روزگار ہیں کے والد حاجی رحمان خان قادر خان دلوائی مختصر سی علالت کے بعد ۸۲ سال کی عمر میں ۷ر جنوری ۲۰۰۰ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم اچھے سماج سیوک تھے اور اپنے حلقہ میں بے حد مقبول تھے۔

مرسلہ عبدالحمید سولکر

پاؤنے فیملی کو صدمہ

بھوپن تعلقہ داپولی سے جناب جعفر پاؤنے کے فرزند ناظم کا ابوظہبی میں ۳۱ر جنوری ۲۰۰۰ء کو کار ایکسیڈنٹ میں انتقال ہوگیا۔

مرسلہ۔ عبدالعزیز صحیح بولے)

فقی خاندان کو صدمہ

پجریری تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری اور دابھول کھاڑی کی معروف شخصیت علی عبدالرزاق فقی ۶۵ سال کی عمر میں ۱ر فروری ۲۰۰۰ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

غمگسار۔ اشفاق عمر کوپے

اسماعیل ساٹھے کا انتقال

ویرار ضلع تھانہ کے بیوپاری بابلا محمد اسماعیل ابراہیم ساٹھے کا ۱۲ر جنوری ۲۰۰۰ء میں انتقال ہوگیا۔

شرف الدین ملا کا انتقال

پاپڑی ضلع تھانہ کی ہر دلعزیز ہستی اور تھانہ ضلع دیہی مسلم فلاحی تنظیم کے نائب صدر حاجی امتیاز ملا (اور آصف ملا) کے والد محترم الحاج شرف الدین علی صاحب ملا کا ۸۱ سال کی عمر میں جدہ میں انتقال ہوگیا۔

سکندر انصاری رحلت کر گئے

۲۸ر جنوری کو بھیونڈی کی معروف سماجی سیاسی شخصیت سکندر انصاری شدید دورۂ قلب کی وجہ سے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۸۷ سال تھی اور باوجود درازیٔ عمر کے وہ ہمیشہ چاک وچوبند رہے۔ مرحوم سکندر انصاری ابتداء سے ہی سوشلسٹ نظریہ حیات کے پابند رہے اور آخر دم تک ان میں کبھی سماجی یا سیاسی سطح پر نظریاتی تبدیلی نہیں آئی۔ مرحوم بھیونڈی کے سابق کونسلر اور مخلص سوشل ورکر سبحان انصاری کے والد تھے۔

فریدہ گھاوٹے کا انتقال

دیہی مسلم فلاحی تنظیم وسئی زون کے رکن محمد یوسف [illegible] یار کی بہن اور عثمان گھاوٹے کی زوجہ فریدہ گھاوٹے کا ۲۴؍جنوری ۲۰۰۰ء کو ٹوپاڑہ باندرہ میں انتقال ہو گیا۔

مصطفےٰ فقیہ کا انتقال

کھانیولی تعلقہ واڑہ کے جناب مشرف فقیہ کے والد مصطفےٰ فقیہ کا حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہو گیا۔

عبدالرحیم مچھالے کا انتقال

۸؍جنوری ۲۰۰۰ء کو افطاری کے بعد چین چنی ضلع تھانہ کی بزرگ ہستی عبدالرحیم مچھالے کا ۷۷ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم اللہ بخش اور غلام مصطفےٰ کے والد تھے۔

رحمان بھاردے کا انتقال

BEST کے محکمہ میں Personal ڈپارٹمنٹ کے ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ جناب رحمان زین الدین بھاردے سنیچر ۱۲؍فروری ۲۰۰۰ء کو دل کا شدید دورہ پڑنے سے راہیٔ عدم ہو گئے۔
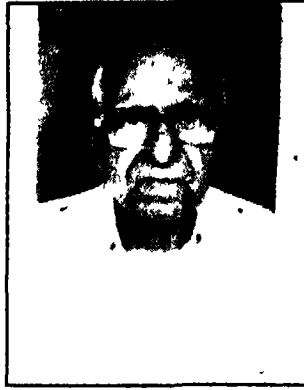
ابو بھائی نہیں رہے

ممبئی سماجی حلقوں کی خصوصاً حلقۂ مجگاؤں ممبئی کی معروف و معزز شخصیت انجمن مسلمانانِ مجگاؤں کے اعزازی جنرل سکریٹری جناب ابو بکر عبدالطیف ملا ۱۸؍فروری ۲۰۰۰ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم کی عمر تقریباً ۸۶ سال کی تھی۔ مرحوم نے انجمن مسلمانانِ مجگاؤں کو تقریباً ۵۳ سال تک بے لوث گرانقدر خدمات سے سرفراز کیا۔ مرحوم نہایت خلیق، ملنسار اور ہر دلعزیز تھے۔ ان کی کمی اُن کے رفقائے کار ایک طویل عرصے تک محسوس کریں گے۔

مرسلہ۔ علی میاں عبدالغنی کاٹکے۔

عبدالسلام خطیب کا انتقال

ST سے سبکدوش جناب شہاب الدین گھولے متوطن کیمبرلی (مہاڈ) ضلع رائے گڈھ کے داماد جناب عبدالسلام محمد شفیع خطیب متوطن چنیر ضلع رائے گڈھ جو اپنے کاروبار کی وجہ سے دوبئی متحدہ عرب امارات میں رہائش پذیر تھے۔ اور واشی نئی ممبئی میں بھی ان کی رہائش گاہ ہے۔ ۱۲؍فروری ۲۰۰۰ کو دل کا شدید دورہ پڑنے سے جاں بحق ہوئے۔ جسد خاکی نوی ممبئی لاکر ۱۴؍فروری ۲۰۰۰ء کو تدفین عمل میں آئی۔

ممبئی ہاربر کی لانچ "الرزاق" کا ملاح ہلاک

جناب اقبال مقدم ویسوی کی لانچ الرزاق جو نیول ڈاکیارڈ میں خدمت پر مامور تھی اس کا ایک ملاح (خلاصی) ۱۶؍فروری ۲۰۰۰ء حادثہ میں غرقاب ہوا۔ نیول غوطہ خوروں نے باڈی نکال لائی۔ اسپتال میں بچانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی مگر وہ فوت ہو گیا۔

☆ فلم پروڈیوسر جناب صدیقی صاحب کا پچھلے مہینہ سانتاکروز میں انتقال ہو گیا۔

☆ جناب حسین علی خان (عرف حسین پلمبر) کا ۱۹ فروری کو انتقال ہو گیا

مولانا خالد مبارکپوری کا انتقال

مبارکپور کے مایۂ ناز سپوت اور عالم دین مولانا خالد کمال مبارکپوری نے وطن سے دور نیوزی لینڈ میں ۵ر دسمبر ۹۹ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوری کے بڑے صاحبزادے تھے۔

شرف الدین مخدنکر کو صدمہ

بازار محلہ ہرنئی (داپولی) کے قدیم قصاب جناب شرف الدین عمر مخدنکر کی شریک حیات حاجرہ بی کا ۷ار جنوری ۲۰۰۰ء کو ہرنئی میں انتقال ہوا۔

☆ جناب جسین ٹھاکور کا ۱۸ فروری ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوا۔ مرحوم مجگاؤں ڈاک میں چارج ہینڈ تھے۔

☆ جناب حسین علی خان (عرف حسین پلمبر) مقیم دھنجی بھائی آئس فیکٹری کا ۱۹ار فروری ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا۔

عبد اللہ ماپاری کا انتقال

راجہ پور کے مشہور و معروف بیوپاری اور ماپاری ٹرانسپورٹ کے مالک جناب عبد اللہ محمد صاحب ماپاری طویل علالت کے بعد ۱۷ فروری ۲۰۰۰ء کو راجہ پور میں انتقال کر گئے۔ (مرسلہ: علی میاں کریکر) نقش کوکن

شبانہ مقدم

میری نواسی شبانہ عبد المجید مقدم نے شیواجی یونیورسٹی سے بیچلر آف آرکیٹکچر (B.ARCH) کا امتحان سنہ ۱۹۹۹ء میں یونیورسٹی میں اول نمبر سے کامیاب کیا۔ بنا بریں بھارت کے نامور سائنسدان جناب عبد الکلام صاحب کی موجودگی میں شبانہ مقدم کو وجے شندے گولڈ میڈل ایوارڈ کا تمغۂ عظیم سے نوازا گیا۔

یہ خبر ہونہار طالبات کے لئے سرور و حوصلہ افزائی ہے۔

(مرسل: اے حمید وسوری، چمبور، ممبئی)

شادی مبارک

زاہد اوھیکاری ... یاسمین پٹیل

نقش کوکن کے دیرینہ کرم فرما مخیر قوم حاجی جناب عبد الصمد اوھیکاری حتوطن ڈھوتھنا ضلع رائے گڈھ کے فرزند زاہد کی شادی یاسمین بنت محمد احمد قاضی حتوطن نویل کے ساتھ ۱۳ار فروری ۲۰۰۰ء کو ڈھوتھنہ میں بخیر و خوبی انجام پائی۔

ریاض احمد تاکاڑے ... شگفتہ مادرے

نقش کوکن کے دیرینہ ہمدرد جناب امتیاز احمد ابراہیم تاکاڑے کے بھائی ریاض احمد کی شادی شگفتہ بنت اسماعیل مادرے کے ساتھ ۲۳ر جنوری ۲۰۰۰ء کو مجگاؤں رتناگری میں انجام پائی۔

ڈاکٹر سمیر ... ڈاکٹر شبانہ

پروفیسر حاجی این کلانیاں کے فرزند ڈاکٹر سمیر کی شادی ڈاکٹر شبانہ بنت عبد الرحمن ستار (موڈاسا) کے ساتھ ۲۰ر فروری ۲۰۰۰ء ممبئی کے ہیوم ہائی اسکول گراؤنڈ پر ہوئی۔

Smoking prohibited by Islam, says Al-Azhar Chancellor

Dr. Ahmed Omar Hashim, Chancellor of the university of Al-Azhar, has said that smoking is definitely prohibited by Islam, and in this connection he quoted a verse from the Holy Qur'an, and added that smoking threatens the economic life of the Muslim Ummah He said that smoking causes diseases such as cancer, heart problems and also pollutes the environment, adding that the Prophet (PBUH) had said that there should be no harm or anything harmful Dr Hashim said smoking in the Muslim world is a habit that has been acquired by 40 percent of the male population, while the figure for women is six percent

A tribute to Maulana Syed Abul Hasan Ali Nadwi

One of the great Islamic scholars, Maulana Syed Abul Hasan Ali Nadwi passed away in India on December 31, 1999 at the age of 86 He was in Ehteqaaf' during the month of Ramazan Maulana Nadwi grew up in humble surroundings but was a passionate believer in human excellence and therefore became a great person Despite his international reputation his humility, simplicity and high moral rectitude did not suffer the slightest Maulana had from a young age faced various trials and tribulations notably the death of his parents at a very tender age and poor health, yet he managed to surmount personal dificulties and tragedies to emerge triumphantly

In Brief :

- **Mr. Ashraf Dalwai**, Manging Director of Meltron has been transferred to other responsible post as a Secretary to the Govt of Maharashtra, Civil supplies and consumer protection this month

- The programme series of **IRF** is being telecast by ETC channel daily in the morning at 7 30 am IRF also can be accessed on Internet www irf net

- In its current and additional activities, **Rehmani Foundation** is supplying food packets to the orphanages alongwith Municipal corporation The website of Rehmani Foundation will also be launched soon

- Revised edition of **Hifzur Rab's** book on Inter... is available for sale. Those interested can write to ... office.

- ... edition of a ... ticles on educational topic ... Hussain Husain Hepalli is out ... view has been published by several ... India The book is ideal for B.Ed. colleges ... contains articles and interviews on ... main focus of the book is on vocational ... related topics

- **Mr. Sami Khateeb**, Managing Director ... ley Pharmaceuticals has been elected as the Chai... Anjuman-i-Khairul Islam, which runs the ... lege He is also honoured by the president of ... College

Weddings :

Zulfikar Hanif Umrani got married to **Dilkash on Jan**... ary 30

Shahid s/o Yaqoob Kalsekar got married to **Shabina** ... February 13

Fakhranda d/o Mr Mohd Sagir of **Karachi** got married to **Abdulla** s/o Mr Mohd Alam Qureshi on **January 1**...

Dr. Sameer s/o Prof Hajimia Kalaniya got married ... February 17

Sehba-Husaini d/o Qazi Sayed Mehtab Ahmed **Husai**... got married to **Sahir Shah** on January 31 at **Haj Hous**... Mumbai

Zahid s/o Mr A Samad Adhikari got married to **Yasmee**... on February 13 at Nagothane

Obituries :

Mother of Maulana Sirajul Hasan, president of Jama... i-Islami, passed away recently

Mr. Mohd. Arif Khan, General Manager of '*Nation and the World*' passed away in Delhi

Grand-son of Maulana Wahiduddin Khan, Editor *Al-Risala* passed away in road accident in Patna. He wa... 19

Abubakr Mulla, retired foreman from Scindia and join... secretary of Anjuman-e-Musalmanane Mazagaon pas... away on 18th February.

Mother of Dr. Yaqub Shaikh passed away ... Mumbai Her husband late Mr. Shaikh Hasan ... cationalist and principal of Habib Hi... h Sch...

"Keep away from ... God ..."

[illegible] Shameem to head minorities commission

Justice Mohammad Shameem, sitting judge of the Delhi High Court, was appointed the new chairman of the National Commission for Minorities, succeeding Dr. Tahir Mahmood, who demitted office two months ago. Hailing from Hapur in Meerut district of Uttar Pradesh, Justice Shameem is an AMU alumnus

Nehru Centre library, Worli, Mumbai

Nehru Centre library is housed in the basement of Nehru Planetarium and is open to the general public for reference purpose The collection includes about 13,000 books on various disciplines together with general and special subject encyclopaedias There is also an exhaustive documentation section consisting of articles and newspaper clippings Xeroxing facilities are provided to the readers

Felicitation of Dr. M.Q. Dalvi

Ismail Yusuf College past students forum had organised a function on February 23, 2000 to felicitate Dr M Q Dalvi, a well-known expert on transport economics Mr A R Antulay, former Chief Minister, Maharashtra state presided over the function

Hepatitis virus deadlier than AIDS

It affects 40 times more people in this country than the AIDS virus Yet, the fund it attracts is only a fraction of what anti-AIDS campaigns receive Over 40 million people in India suffer from Hepatitis B But few are aware of its grave consequences Hepatitis B is the fourth largest killer in the country Its victims are often in the most productive period needles, sexual intercourse, and surgical intervention with improperly sterlised instruments. The Hepatitis B virus is sturdy It can survive even in adverse conditions "Since it stable, the virus is far more dangerous than the HIV virus" Despite a sizeable section of the population being infected, there is scarcely a concerted effort to deal with the problem "There is a National Aids Control Programme for one million patients, but there is no programme to control a disease that plagues 40 million " Like AIDS, Hepatitis B too is preventable Yet, efforts to increase awareness about the disease are scant "In the Indian context, inordinate amounts of money are available for AIDS awareness and prevention, but hardly any for Hepatitis Only 0.5% of the medical funds are spent on Hepatitis"

Women outnumber men at Saudi Universi

University here outnumber male students A port by the University indicates that out of t total 12,670 students, women number 8870 T Ummul Qurra University is made up of ten colleg namely the Sharia and Islamic Studies College, Colle of Arabic Language and Literature, College of Islam Architecture, College of Education, College of Da an and Religious Fundamentals, College of Medicine an Medical Sciences, the Institute of Arabic for Non-Ar bic Speakers etc apart from the colleges there are se eral other departments and directorates that deal with su matters as student affairs, library affairs, research uni and the like

Azan to be allowed in Norway

The city authorities of Oslo have taken a step near to allowing the Azan to be sounded from the city 18 mosques, it has been reported on the Intern The head of the Norwegian capital's Urban Planning D partment Grete Horntvedt, has ruled that the five-time a-day calls to prayer do not contravene noise reductio regulations A final decision authorising the prayer ca rests with councilors within the various city districts t report said

Islamic newsletter in Braille

The King Fahd Qur'an Printing Complex publish an Islamic newsletter in Braille Titled "al-Fajar (meaning Dawn), it is distributed free of cost organisations and individuals, said IINA So far t monthly newsletter's 310 issues have come out Brail is a language of embossed dots meant for blind person The King Fahd Qur'an Printing complex also distribut Qur'an in Braille which is printed in 54 volumes

Islamic encyclopaedia on compact dis

An electronic compact disk (CD) dictionary wi 55,000 entries on Islamic culture in seven la guages has been published in Libya It is the lar est dictionary of its kind on CD, and it is expected th researchers and others interested in Islam and Islam culture would find it very useful Apart from the Islam terms, the dictionary gives an explanation of each of t important terms, accompanied by pictures in motion a speeches

Good news of joy...

Naqshe Kokan is again in your hands This time after a little longer span, but of joyful days. The Board Naqshe Kokan would like to share this joy with all the readers and supporters of Naqshe Kokan. You are well aware that due to financial and manpower crunch, we were finding it difficult to run the magazine and decided to close it But the overwhelming response to the appeal compelled the board of Naqshe Kokan to retract their previous decision The board of Naqshe Kokan thanks all of you for taking time out to support us in our endeavour of continuing to publish Naqshe Kokan We received a number of letters, which gave us encouragement. The praises and blessings in these letters really touched our hearts It made us want to do more Your response reflected the important role that Naqshe Kokan is playing in bridging the communication gap existing in our community, which is spread across the world Naqshe Kokan has always tried to cater to the news, views, reviews and articles considering different tastes of the people spread across the world

Household journals play an important role in the upliftment of the community Naqshe Kokan undoubtedly has succeeded in serving this purpose We have always tried to improve by all means and at the same time stimulate change keeping up with the pace and taste of times We have been able to tremendously improve the standard of the magazine as reader's comments, opinion and suggestions have always been welcomed At times, due to the financial crunch i e soaring cost of printing and paper it was not always possible to fulfill the demands of some readers, in that case we regret and request you to co-operate with us in running the magazine smoothly We further request you to continue to send us news, views, reviews, criticisms, suggestions, opinions, experiences and articles from different corners of the world so that we can spread it throughout the globe Your contribution of pen will help us to cater to the needs of the community

Ajim Premji world's second-richest man

Wipro's market capitalisation rose to over $50 billion on February 21,and Ajim Premji's personal wealth, to over $37 5 billion Thus making him the second-richest man of the world Mr Premji holds 75% share stock of the Wipro Currently the scrip of Wipro is quoted at Rs 9624 at Bombay Stock Exchange In its diversification move, Mr Premji has decided to shift its' head at Sillicon Valley, US Currently the office is based in Bangalore Recently, Mr Premji has been awarded the JRD Tata corporate leadership award in New Delhi

Noted novelist and writer Kamla Das embraces Islam

Noted novelist in English, Kamla Das embraced Islam She hails from the state of Kerala Her announcement to embraces Islam was a bolt in the blue to the so-called intellectual and literary circle Recently, she was invited at Saboo Siddiq Engineering College to deliver a lecture In her applauded speech, she told the audience the circumstances in which she accepted the Islam She also talked about the threat to her she received from different part of the country But she said that she will live and die for Islam She was impressed by the *Purdah* system exist in Islam Her first contact with Islam came when she was doing reading session for the blind Muslim children 25 years ago She is 65 years old

Best polytechnic award to M.H. Saboo Siddik Polytechnic

The government of Maharashtra has announced M H Saboo Siddik Polytechnic as a 'Best Polytechnic of Maharashtra State" alongwith a cash award of Rs 1 lakh It is a well-known fact this institution is one of the oldest polytechnics in Maharashtra run by Anjuman-I-Islam Recently, its third convocation was held on Feb 21 at college campus. Mr C A Karnik, director, Forbes Gokak Ltd was the chief guest, while Mr. Anees Ahmed, minister for state, Higher & technical education, govt of Maharahstra was the guest of honour, but he couldn't attend the function. Dr. Ishaq Jamkhanawala awarded diplomas to successful students.

اشاعت کا ۳۸ واں سال

ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

اردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹری نمبر: E 3006)

جلد نمبر ۳۸ . شمارہ نمبر ۴ . ماہ اپریل ۲۰۰۶ء

درون ہند سالانہ: ایک سو پچیس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپے
درون ہند سالانہ عطیہ: پانچسو روپے
معاون خریداری: دوسو پچاس روپے
عوام کے لئے: ایک سو پچیس روپے

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
پانچسو روپے: Rs. 500/-
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون یا اعزازی حضرات: پانچسو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے لوانگر، ایم ٹی نائیک روڈ مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔ فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۵۸۰۷۴

اس شمارے کے نقوش

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالتہائے ممبئی کو ہوگا۔
تاریخ اشاعت: یکم اپریل ۲۰۰۶ء
کتابت: قاسمی پرنٹرس: فون: ۳۷۷۶۹۵۵

مقام طباعت: ایرو پرنٹرز، بائیکلہ، ممبئی ۴۰۰۰۲۷

جب کبھی ان کی توجہ میں کمی پائی گئی
ازسر نو داستان شوق دوہرائی گئی

نقش کوکن

مقصد ۔ ازالہ ۔ شکایت

مقصد ملاقائے کوکن میں جو پہلا اسکول شروع ہوا تھا۔ وہ جنجیرہ کے نواب نے شروع کیا تھا۔ جس میں مراٹھی ذریعہ تعلیم تھی مگر اس کے ساتھ اردو ایک لازمی مضمون کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس اسکول کے بعد جتنے اسکول کوکن کے علاقہ میں کھلے سب اسی طرز پر تھے۔ مگر آزادی کے بعد کے سیاسی دانشوروں نے مسلمانوں کو "Maintreem" سے الگ کرنے کی خاطر بڑی صفائی اور چالاکی سے اردو کو ان تمام اسکولوں سے پرائمری لیول پر صاف کردیا جہاں مراٹھی ذریعہ تعلیم تھی۔ اس وقت قوم کے کچھ نوجوان جن کے دل میں قوم کوکن اور اردو کی محبت تھی۔ انھوں نے کوکن کے علاقے میں اردو کی بقا اور ترقی اور ترویج کے لئے مختلف کوششیں شروع کیں۔ انہی قوم کے سپوتوں میں ایک ہیں ڈاکٹر عبدالکریم نایک جنہوں نے اپنے چند مخلص ساتھیوں کی مدد سے نقش کوکن کی بنیاد ڈالی تاکہ خطہ کوکن میں اردو قائم و دائم رہے۔ پھولے پھلے اور اپنا وہ مقام حاصل کرے جو اس کا امتیاز ہے۔ تو ساتھیوں یہ تھا آپ کے محبوب نقش کوکن کو جاری کرنے کا مقصد۔ اور اپنے اس مقصد میں (اردو کی بقا اور ترویج) نقش کوکن کتنا کامیاب ہے اس کا فیصلہ آپ سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا۔

ازالہ : یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ جو ہمارے بیشتر کوکن اور غیر کوکن دونوں بھائیوں میں ہے اور وہ غلط فہمی یہ ہے کہ نقش کوکن صرف کوکنیوں کا رسالہ ہے۔ یا یہ کہ نقش کوکن صرف کوکن سے متعلق ہے۔ مگر جیسا کہ اوپر نقش کوکن کے جاری کرنے کے مقصد میں واضح کردیا گیا ہے کہ نقش کوکن، کوکن میں اردو کی بقا و ترویج کے لئے قائم کیا گیا تو جناب کوکن ہے مہاراشٹر میں۔ مہاراشٹر ہے ہندوستان میں۔ ہندوستان ہے ایشیا میں۔ ایشیا ہے دنیا میں۔ دنیا ہے کائنات میں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک کوکنی کوکنی ہوتے ہوئے مہاراشٹرین بھی ہے انڈین بھی ایشین بھی اور اس کرہ ارض کا باشندہ بھی کہلاتا ہے ٹھیک اسی طرح نقش کوکن، اردو کی بقا و ترویج کے لئے جو کوکن میں کام کررہا ہے وہ کوکن میں نہیں بلکہ مہاراشٹر اردو کی ترقی و ترویج کیلئے کام کررہا ہے۔ ہندوستان میں کام کررہا ہے۔ ایشیا میں کام کررہا ہے۔ اس دنیا میں کام کررہا ہے۔ اس کائنات میں کام کررہا ہے۔

شکایت : اب میری باری آئی جگر تھام لو۔ نقش کوکن کو شکایت ہے زبردست شکایت اپنے ان تمام کرم فرماؤں سے ان تمام قارئین سے ہے جو نقش کوکن کے مقصد کو کامیاب و کامران دیکھنا چاہتے ہیں۔ نقش کوکن کو شکایت یہ ہے کہ ہمارے یہ کرم

فرما بھی محفلوں [illegible] راہ چلتے ہوئے، کسی شادی یا ادبی و ثقافتی پروگرام میں نقش کوکن کو برا بولتے ہیں۔ اس پر ہنستے ہیں۔ اس سے اپنی خفگی کا اظہار کرتے ہیں۔ نقش کوکن کو سنوارنے اور نکھارنے کی بڑی بڑی تجویزیں بیان فرماتے ہیں۔ نقش کوکن سے اپنے لگاؤ کا بانگ دھل اعلان کرتے ہیں۔ اس کی ترقی کے لئے خود کو دامے۔ درمے۔ سخنے ہمہ وقت تیار بتاتے ہیں۔ مگر یہ ہمارے کرم فرما 30 پیسے کا پوسٹ کارڈ خرید کر اس پر چند سطریں لکھ کر نقش کوکن کو ارسال نہیں کرتے۔ یہی واحد اور سب سے بڑی شکایت نقش کوکن کو اپنے کرم فرماؤں سے ہے۔ نقش کوکن اس بات کا آپ کو یقین دلاتا ہے کہ ہمارے کرم فرماؤں کے خط چاہے جتنے تیکھے ہوں وہ نہ صرف نقش کوکن میں شائع ہوں گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نقش کوکن ٹرسٹ اس پر سنجیدگی سے غور بھی کرے گا۔

اسلم خان

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اور جو لوگ سونا اور چاندی
ع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان
اس دن کے عذاب الیم کی خبر سنا دو۔ جس دن وہ مال دوزخ
، آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان
یلوں کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھ داغی جائیں گی اور کہا
ئے گا یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو م جمع
تے تھے اس کا مزہ چکھو۔" (توبہ)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے
شاد فرمایا اللہ تعالیٰ جس کو مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا
کرے تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجا سانپ کی شکل
ن کر جس کی آنکھوں میں دو کالے نشان یعنی کالے ٹیکے
ں گے اس کے گلے کا طوق ہوگا۔ پھر اس کی باچھیں پکڑ کر
ہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد
پ نے سورہ آل عمران کی یہ آیت پڑھی۔ "لا یحسس
لذیں یحلون بما اتاهم الله مں فضله هو حیرالهم
ـ هو شرلهم سیطوقون مابحلوا به یوم القیامة
۱۸۰) جن کو اللہ نے اپنے فضل سے مال عطا فرمایا ہے
ل کرتے ہیں۔ وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں،
ہ ان کیلئے برا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت
ے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
رمایا جس کے پاس مال ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو
قیامت کے دن اس کے خزانہ کو جہنم کی آگ میں گرم کیا
جائے گا اور اس سے اس کے تختے بنائیں جائیں گے پھر اس
کی پیشانی اور پہلوؤں کو اس سے داغا جائے گا پھر جب وہ
ٹھنڈے ہو جائیں گے پھر گرم کئے جائیں گے اور ایک دن
کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی اس کے فیصلہ ہونے تک
اسی طرح اس کو عذاب ہوتا رہے گا پھر اس کی کوئی راہ نکلے گی
وہ شخص یا تو جہنمی ہوگا یا جنتی۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اونٹ یا بکریاں یا بیل رکھتا ہو اور
وہ ان کا حق نہ دیتا ہو تو قیامت کے روز وہ ایک صاف ہموار
میدان میں کھڑا کیا جائے گا، کھر والے جانور اپنے کھروں
سے اس کو روندیں گے اور سینگ والے اپنی سینگوں سے اس
کو ماریں گے، ان میں نہ تو کوئی لنگڑا ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسا ہوگا
جس کی سینگ ٹوٹی ہوئی ہوگی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ
ﷺ ان کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا نر جانور کو جفتی کیلئے دینا
اور خدا کی راہ میں (جہاد میں سواری کیلئے دینا اور پانی پلانے کا
ڈول مانگنے والوں) کو دینا اور جس کے پاس مال ہو وہ اس کا حق
ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجا سانپ بن
کر آئے گا۔ مالک اس کو دیکھ کر بھاگے گا وہ اس کے ساتھ
ساتھ ہوگا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ
ہوں جس پر تو بخیلی کرتا تھا یعنی دیکھے گا کہ بھاگنے سے کوئی
بچاؤ نہیں ہو سکتا تو لاچار ہو کر اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال

جائے گا اور ان کو اونٹ کی طرح چبا ڈالے گا۔ (نسائی)

احنف بن قیس بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اس میں قریش کے سردار بھی تھے کہ ایک شخص آیا موٹے کپڑے پہنے ہوئے، سخت جسم والا اور ان کے پاس کھڑا ہوا اور کہا خوش خبری دے دو مال جمع کرنے والوں کو اس گرم پتھر کی جو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس کی چھاتی کے ایک طرف اس گرم پتھر کو رکھا جائے گا یہاں تک کہ شانے کی ہڈی سے پار ہو جائے گا اور شانے کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو چھاتیوں کی نوک سے پار ہو جائے گا اسی طرح وہ پتھر ایسا ہلتا ہوا آر پار ہوتا رہے گا۔ (متفق علیہ)

قرآن میں مذہبی امور کے علاوہ حصولِ علم اور حکمت شناسی پر خصوصی ہدایات موجو

۲۵۳ آیات سائنسی حقائق سے پردہ ہٹاتی ہیں۔ پروفیسر شمیم جے راج پوری

انجمن اسلام کے زیر اہتمام ڈاکٹر یوسف نجم الدین میموریل لیکچر کے تحت "قرآن اور ماحولیات" کے موضوع پر اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر محمد شمیم جے راج پوری نے کہا کہ قرآن مجید میں مذہبی امور اور انسانی رشتوں کے تعلق سے فرمودات الٰہی کے ساتھ ساتھ اس میں حصول علم اور حکمت شناسی پر بھی زور دیا گیا ہے اور انسان میں اتنی قابلیت اور لیاقت نہیں ہے کہ وہ ان علوم کو جاننے کی کوشش کرے۔

انہوں نے کہا کہ قرآن مجید سائنسی علوم اور مشاہدات سے پر ایک ایسی مقدس کتاب ہے کہ اس میں پائی جانے والی باتوں کی تردید نہیں کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ علوم اور انکشافات حق و صداقت پر مبنی ہیں۔ جبکہ دوسری جانب سائنس انسانی مشاہدات اور تجربات پر مبنی ہے اور جو ارتقاء پذیر ہیں۔ جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ ان میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔

پروفیسر شمیم جے راج پوری نے کہا کہ انسانی علم بھی حرف آخر نہیں ہوسکتا مگر قرآن، جو سائنسی کتاب نہیں ہے مگر اس کے باوجود سائنسی حقائق اور انکشافات پائے جاتے ہیں جن میں انسان کی تلاش اور جستجو کے لئے ہدایت اور واضح اشارے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بار بار ہدایت اور تاکید کی ہے کہ مقدس کتاب میں جو حکیمانہ باتیں ہیں پر غور و فکر کرے اور اپنے اطراف کی دنیا میں مزید حقائق تلاش کرنے کی کوشش کرے۔

انہوں نے کہا کہ درختوں اور پرندوں کے تحفظ کے بارے میں قرآن فرماتا ہے کہ اگر ان کی حفاظت نہیں کی گئی تو اس کے انسانی زندگی پر بھی برے اثرات پڑیں گے پروفیسر شمیم جے راج پوری نے کہا کہ اسلام نے جیولوجیکل توازن کے سلسلے میں کافی اہمیت جتلائی ہے اور اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ Counter Balance کی وجہ سے دنیا میں ترقی ممکن ہو سکی ہے اور زندگی و موت بھی اسی توازن کا نتیجہ ہیں۔ ۱۴۰۰ برس قبل قرآن نے اس توازن کو واضح طور پر پیش کردیا ہے۔

وائس چانسلر شمیم جے راج پوری نے کہا کہ قرآن مجید میں ۲۵۳ ایسی آیات ہیں جن میں سائنسی حقائق کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔

مثال کے طور پر علم فلکیات (۹۹) علوم ارضیات (۵۳) علوم فطرت (۴۷) اور علوم حیات کا ذکر ۵۴ آیات میں ملتا ہے۔ اس تقریر میں سائنسی انکشافات سے متعلق صرف چند آیات کا انتخاب کیا گیا ہے اور وہ بھی ماحولیات سے متعلق تاکہ ان قرآنی آیات کی حکیمانہ اہمیت واضح ہو۔

انہوں نے کہا کہ قرآن مجید نے زندگی اور ا

بقیہ صفحہ ...

ایرانی انتخابات ۔ ایک مثبت عمل

حسن کمال

ایران میں ہونے والے حالیہ عام انتخابات اور ان
نتائج خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔ انتخابات میں آیت
، علی خمینی اور ان کے ساتھیوں کو زبردست کامیابی حاصل
ن ہے۔ ایران کے انتخابات کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ
ں ۱۶ سال کی عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کو ووٹ دینے کا حق
صل ہے اور اس بار کے انتخابات میں ووٹنگ کی شرح ۷۰ سے
۸ فیصد کے درمیان رہی۔ صرف یہی بات اس حقیقت کی
ظہر ہے کہ ایرانیوں کو اپنے سیاسی، معاشرتی اور معاشی معاملات
ے کتنی گہری دلچسپی ہے۔

نتائج سے یہ حقیقت بھی سامنے آئی ہے کہ ایران
م اپنی تاریخ کے اس مقام پر آ گئی ہے، جہاں وہ خود کو آج کی
یا کے پیش آمدہ چیلنج کا سامنا کرنے کو بالکل تیار محسوس کر رہی
ہے اور یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ ہندوستانی میڈیا کی "ٹی وی،
نی" اصطلاحات "اعتدال پسند" اور "انتہا پسند" عناصر کی بحث
ے قطع نظر حالیہ انتخابات ایرانیوں کی بدلتی ہوئی اور ترقی پذیر
سیاست کا پتہ دیتی ہیں۔

شاہ ایران کا زوال محض ایک سیاسی تبدیلی کا مظہر
نہیں تھا، اس کے پیچھے اور بھی کئی محرکات اور عوامل کار فرما
تھے۔ شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کا دور ایک مطلق العنان
شہنشاہیت کا نمونہ تھا۔ جبر و استبداد اور استحصال انسانی جس کے
لازمی جزو ہوا کرتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس جبر و
استبداد اور استحصال کا شکار وہ لوگ بھی تھے، جو سماجی اور مذہبی
روایات کا احترام اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے اور وہ بھی جو
اشتراکی فلسفے کے زیر اثر شہنشاہیت کے مخالف تھے۔ چنانچہ اگر
ایک طرف آیت اللہ روح اللہ خمینی کو جلاوطنی کی زندگی
گذارنے پر مجبور ہونا پڑتا تھا تو دوسری طرف ایران کی تودہ پارٹی
(کمیونسٹ عناصر پر مشتمل) بھی شدید عتاب کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔

شاہ ایران نے اپنی مطلق العنانی برقرار رکھنے کا ایک
آسان طریقہ ڈھونڈ لیا تھا۔ انہوں نے ایران کی زندگی کو بے
لگام کر دیا تھا۔ خوشحال اور متوسط طبقہ جو کسی بھی حکومت کے
لئے کسی بھی وقت خطرہ بن سکتا ہے کہ حکومت کو پانا کام کرنے
کے لئے ان ہی طبقوں کے لوگ لینے پڑتے ہیں، پوری طرح
سے اس بے لگامی کی گرفت میں آ چکا تھا۔ آزادی کے نام پر سماج
مکمل طور پر بے راہ روی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عیش پسندی،
شراب نوشی اور جنسی کجروی اپنے شباب پر پہنچ چکی تھی۔

آج بھی ایسے کئی لوگ مل جائیں گے جنہوں نے ۲۱
سال قبل کا ایران دیکھا تھا اور جو آج بھی ایران کو صرف اس
لئے یاد کرتے ہیں کہ وہاں آسانی سے شراب دستیاب تھی اور
ہوس پرستی جنس ارزاں بن چکی تھی۔ یہ لوگ اس "اعتدال پسند"
ایران کو یاد کرتے ہیں اور موجودہ "انتہا پسند" ایران سے بدظن
ہیں، کیونکہ وہ اعتدال پسندی اب داستان پارینہ بن چکی ہے۔

یہ اسی بے راہ روی کا رد عمل تھا کہ ایران میں خمینی کا
انقلاب آیا اور ظاہر ہے کہ بے راہ روی کی انتہا کے خلاف جو رد
عمل ہوا تھا وہ بھی انتہا ہی شدید تھا اور شاید ضروری بھی۔ معاشرہ
جس راہ پر چل پڑا تھا اسے روکنے کے لئے اور اس کی راہ بدلنے
کے لئے جس سختی اور ثابت قدمی کی ضرورت ہوتی ہے، وہ بھی

بھی متشددانہ صورت بھی اختیار کر لیتی ہے۔ ایران میں بھی ایسا ہی ہوا۔ مغربی طرز کی بے روک ٹوک Permissive معاشرت سے بیزاری کے اظہار میں وہاں بھی کبھی کبھی زیادتی ہوئی۔ ایسے حالات میں شاید یہ ناگزیر بھی ہوتا ہے، خود ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے سماج میں مغربیت کی مخالفت اکثر مغرب کی ہر چیز کی مخالفت کی حد تک پہنچی ہے۔ حالانکہ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ: ع

مغرب سے ہو بیزار نہ مشرق سے حذر کر
فطرت کا تقاضہ ہے کہ ہر شب کی سحر کر

اور اس اندھی مخالفت میں خود ہم نے سائنس اور جدید علوم سے صرف اس لئے ناتہ توڑ لیا کہ ان سے مغربیت کی بو آتی ہے۔ جس کے نتائج ہمارے لئے بہت مضر ثابت ہوتے۔

بہر حال ایران میں ۲۱ سال کی اس اتھل پتھل کے بعد اب حالات نارمل ہو رہے ہیں۔ حالیہ انتخابات جن کا مکمل عکس پیش کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کے بعض اخباری اور سیاسی مبصر شاید ان تبدیلیوں سے خوش نہیں ہیں۔ چنانچہ ہمارے اخبارات میں جو تبصرے آ رہے ہیں وہ کچھ اس قسم کے ہیں کہ حیف ہے، ابھی حالات نارمل لگ رہے ہیں، لیکن دیکھ لیجیے گا یہ ملا لوگ علی خمینی کو چلنے نہیں دیں گے۔"

اپنی اس دلیل کو مضبوط کرنے کے لئے وہ یہ دلیل پیش کر رہے ہیں کہ ہر چند کہ انتخابات میں "اعتدال پسند" عناصر کو زبردست کامیابی ملی ہے، لیکن ایران کی نگراں مجلس Guardian Council پر اب بھی "انتہا پسندوں" کا قبضہ ہے اور اس میں ان کی اکثریت ہے۔ یہ بالکل لغو دلیل ہے۔ دیکھا جائے تو یہ بڑی خوش آئند صورت حال ہے کہ ملک کا کام وہ لوگ چلائیں گے جنہیں عوام نے منتخب کیا ہے اور ان پر نظر وہ عناصر رکھیں گے جو دینی اور سماجی امور سے واقف ہیں۔ اس طرح سے نظام پوری طرح عوام کی خواہشات اور [illegible] تابع رہے گا۔

ایک بات یہ بھی جا رہی ہے کہ دونوں میں جھگڑا اس وقت ہوگا، جب علی خمینی کی حکومت اپنے اس فیصلے پر عمل کرے گی کہ ٹیلی ویژن پر سٹیلائٹ چینل، جن پر اب تک پابندی تھی، اس پابندی سے آزاد کر دیئے جائیں۔ مبصرین کا خیال ہے کہ ملا لوگ ایسا ہونے نہیں دیں گے۔ لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ ٹیلی ویژن اور وہ تمام جدید سائنسی اور تکنیکی ایجادات جو روز بروز ضروریات زندگی کا حصہ بنتی جا رہی ہیں، کسی قانون یا سخت روی سے رد کی نہیں جا سکتیں اور یہ بات علماء دین کو بھی معلوم ہے اور وہ ان ایجادات کے اچھے اور برے دونوں پہلوؤں سے واقف ہیں۔

انہیں علم ہے کہ قلم سے ایک خوبصورت تحریر بھی لکھی جا سکتی ہے اور اس سے فحش لٹریچر بھی لکھا جا سکتا ہے تو صرف اس لئے کہ قلم سے فحش لٹریچر بھی لکھا جا سکتا ہے، قلم کو اٹھا کر کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دینا دانشمندی نہیں ہے۔ معاشرہ ہر دور میں بے اعتدالی کا شکار ہوتا رہا ہے اور بے اعتدالی کے سامان ہر دور میں ایجاد ہوتے رہے ہیں، لیکن دانا عالموں نے ہر دور میں اس پر قابو پانے کی تدبیریں بھی بتائی ہیں۔

ٹیلی ویژن آج ہمارے گھر کا حصہ ہے اور اگر کسی گھر میں نہیں ہے (اسے رکھنے کی حیثیت ہونے کے باوجود) تو اس گھر کے افراد پوری طرح مطمئن نظر نہیں آتے۔ اگر وہ اپنے عدم اطمینان کا اظہار نہ بھی کریں تو بھی ان کے دل میں اس کی کی کھنک ضرور ہوتی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ ٹیلی ویژن پر زیادہ تر خرافات ہی ہوا کرتی ہے لیکن اس کے ساتھ کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ ٹیلی ویژن ہماری دنیا کو ہمارے گھر کے کمرے میں اٹھا لایا ہے۔ اس سے ہماری باخبری

[illegible] ہوا ہے [illegible] ملک کیا ہو رہا ہے۔ اس کی خبر ہمیں [illegible] مل جاتی ہے۔ اس ٹیلی ویژن پر ہم مذہبی وعظ سنتے ہیں، سیاسی بحثیں سنتے ہیں، سماجی پیچیدگیوں سے واقف ہوتے ہیں۔ جدید سائنسی معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے گھر کے بچوں کو خرافات دیکھنے سے نہیں روک پاتے تو اس میں قصور ٹیلی ویژن کا نہیں ہمارا ہے۔ ہم اپنی اولاد سے شاید ضرورت سے زیادہ محبت کرنے لگے ہیں یا پھر انہیں روکنے ٹوکنے کی ہمت نہیں رکھتے۔

ایک دلیل یہ بھی دی جا رہی ہے کہ ایران کی موجودہ حکومت معاشی پالیسیوں میں ایسی تبدیلیاں کریں گے، جو "انتہا پسندوں" کو راس نہیں آئیں گی۔ یہ دلیل شاید اس گمان پر مبنی ہے کہ جس طرح ہندوستان میں آر ایس ایس کے عناصر غیر ملکی سرمایہ کاری اور کثیر قومی کمپنیوں کی آمد سے ہراساں ہیں، اسی طرح "ملا لوگ" بھی ہراساں ہوں گے۔ یہ بھی مبصرین کی اسلامی روایات اور تعلیمات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

اسلام نے جس انسانی پیشے پر سب سے زیادہ زور دیا ہے، وہ تجارت ہی ہے اور تجارت کو پوری طرح آزادی بھی دی گئی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ رزق حلال کا نتیجہ ہو اور زکوٰۃ کی حدبندیوں سے مبری نہ ہو۔ تمام اسلامی ممالک میں نہ غیر ملکی سرمایہ کاری پر کوئی روک ہے اور نہ کمپنیوں کی آمد پر۔ ان کے نظام کے برعکس اسلامی تعلیمات کے مطابق تجارت کسی مخصوص طبقہ یا گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے، اسے کوئی بھی فرد یا گروہ اختیار کر سکتا ہے۔ پابندی صرف اس کی ہے کہ تجارت میں سود نہ شامل ہو اور وہ استحصال کا سبب نہ بنے۔

حال ہی میں ہم نے کچھ ایرانی فلمیں دیکھیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے کچھ فلموں کی ڈائرکٹر وہ خواتین تھیں جنہوں نے انقلاب ایران کے بعد ہوش سنبھالا ہے اور جو اپنے چہروں پر حجاب کی آرائش ضروری خیال کرتی ہیں۔ یہ فلمیں اتنی خوبصورت، جمالیاتی اعتبار سے اعلیٰ اور سماجی بیداری کا اتنا عمدہ نمونہ تھیں کہ اکثر فلموں کے خاتمہ پر ناظرین نے جن میں ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگ شامل تھے، کھڑے ہو کر تالیاں بجائیں۔

ایران ایک نئے دور سے گذر رہا ہے، جس میں اپنی حد میں رہنا زندگی کی سب سے بڑی قدر سمجھی جاتی ہے۔ وہ اس حقیقت کو سمجھ رہے ہیں اور اس کا احترام بھی کر رہے ہیں کہ آزادی ان بہتر پابندیوں کا نام ہے، جو ایک معاشرہ رضاکارانہ طور پر خود پر عائد کرتا ہے۔

نقش کوکن کے پاس
تنخواہ دار نامہ نگار
Reporter نہیں ہیں لہٰذا
جو بھی خبریں ہمیں اداروں
کی جانب سے موصول ہوتی
ہیں انہیں شریک اشاعت
کیا جاتا ہے۔

قارئین نقش کوکن کے لئے تحفۂ خاص ۔ ایم جے اکبر رقم طراز ہیں۔

انٹرنیٹ پر ہندوستانیوں کا غلبہ دنیا کیلئے باعثِ حیرت

☆ایم جے اکبر

اب جبکہ صفر کو چھوڑ کر (یا وائی ۲ کے کی کے کامیاب آزمائش کے بعد بشمول صفر) انٹرنیٹ ایک ایسا تعلیمی آلہ بن گیا ہے کہ آج تک ایسی چیز ایجاد نہیں ہوئی، لہٰذا مستقبل کی نسلوں کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ یہ چیز ہم کو کیا درس دیتی ہے تاکہ وہ اپنا معیار اور حوصلہ برقرار رکھ سکیں۔ عام گپ شپ کے دوران اچانک ایک دوست مجھ کو فون پر مطلع کرتا ہے کہ اسکولوں میں بذریعہ انٹرنیٹ تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، سائنس (اور مجھے امید ہے کہ انگریزی قواعد بھی) کی تعلیم کے سلسلہ میں ایک کمپنی کسی مارکیٹنگ ٹیم کی خدمات کرایہ پر حاصل کر رہی ہے۔ انٹرنیٹ کے کسی اور کام کی طرح اس عمل میں بھی کمپنی آمدنی سے زیادہ معیار اور قدر و قیمت پر توجہ دے رہی ہے۔ کمپنی اپنے چارج کی تین قسم کی شرحیں متعین کرے گی جن میں مالدار اسکولوں سے سب سے زیادہ پیسہ لیا جائے گا۔ متوسط درجے کے اسکولوں سے اوسط رقم لی جائے گی اور غریب اسکولوں کی مفت خدمت کی جائے گی۔ شاید اس سے تعلیم میں حقیقی جمہوری نظام شروع ہوگا اور اس کے نتیجہ میں بالآخر روزگار کے مواقع میں ایک مساوی جمہوری نظام رائج ہوگا۔

پانچ برس بعد یہ چیز اتنی مخلصانہ اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہے جتنا کہ وہ بظاہر نظر آتی ہے۔ فی الحال انٹرنیٹ کے ذریعہ دیا جانے والا سب سے زیادہ حیرت انگیز سبق وہ ہے جو اس دفتر کے نوٹس بورڈ پر چسپاں ہے جو میں نے یہ کالم لکھنے کیلئے کرایہ پر لیا ہے۔ میرے سامنے ایک نوٹس میں لکھا ہے "مینٹل اینگزائٹی" (ذہنی پریشانی)، "مینٹل بریک ڈاؤن" (ذہنی سکوت)۔ کیا آپ نے کبھی اس پر غور کیا کہ ہمارے مسائل "مین" (آدمی) سے شروع ہوتے ہیں؟

یہ بات ہم کو ایک عظیم درس دیتی ہے اور اس سے طرح طرح کے فلسفیانہ سوالات اٹھتے ہیں۔ انٹرنیٹ کے وسیع نظام پر یہ سوال اٹھانے والی فرد ظاہر ہے ایک عورت ہے جس کا جواب ممبئی کے ایک ہمدرد نے دیا۔ دراصل ایک عورت نے مردوں کی شکایت کی ہے۔ یہ مرد ہی ہیں جو اس فرد کو ذہنی پریشانی میں مبتلا کرتے ہیں۔

دفتر کے کمرے میں ایک اور مطبوعہ تحریر آرائشی طور پر آویزاں ہے۔ یہ "دفتر کی ایک چھوٹی سی دعا" ہے جس میں تکرار ہے۔ "مجھے وہ متانت نصیب ہو جس سے میں ان چیزوں کو قبول کر سکوں جن کو بدل نہیں سکتا، وہ ہمت مل جائے جس سے ان چیزوں کو بدل دوں جن کو قبول نہیں کر سکتا اور اتنی عقل مل جائے جس سے ان لوگوں کی لاشیں چھپا سکوں جن کو میں نے آج قتل کیا کیونکہ ان لوگوں نے میری بڑی توہین کی تھی۔ پھونک پھونک کر قدم رکھنے میں مجھ کو مدد ملے کیوں کہ ممکن ہے میں اس گدھے سے

[illegible] کام میں پیداوار پوری [illegible] بدھ کو ۷۰٪ جمعرات کو ۷۰٪ [illegible] یاد رکھئے .... اگر آپ کا دن واقعی [illegible] اور بظاہر لوگ آپ کی اہانت کرنے کی [illegible] ہوں تو سمجھ لیجئے کہ غصہ کرنے میں ۴۲ پٹھے کام آتے ہیں جب کہ سکون کے ساتھ فعال رہنے میں صرف ۴ پٹھے متحرک ہوتے ہیں۔ اب دوبارہ کام شروع کیجیے۔

مندرجہ بالا تحریر میں بھی زبردست معنوی گہرائی ہے۔ ہفتے کے مختلف دنوں میں پیداواری کی سطح الگ الگ ہوتی ہے۔ پیر کو کم، بدھ کو شباب پر اور جمعہ کو نا ممکن ہوتی ہے۔ اس نظریہ کی تصدیق کے لئے کوئی بھی تحقیقی ادارہ ایک خطیر رقم لیتا۔ مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ پرسکون طور پر متحرک رہنے میں صرف چار پٹھوں کا استعمال ہوتا ہے۔

انٹر نیٹ کے ذریعہ ترسیل کے بارے میں جو چیز واقعی تعجب خیز ہے وہ یہ ہے کہ اتنے زبردست مواد سے متعلق کوئی نام، پتہ، ٹھکانہ نہیں، ہر چیز نامعلوم اور گمنام اور پھر آسانی سے قبول کرلیا جاتا۔ کس کو معلوم کہ یہ کس نے لکھا اور کس کو پرواہ ہے؟ مزے کی چیز لکھنے والا نہیں بلکہ تحریر ہے۔ انجیل کی کنگ جیمس کی شرح کی زبان اگر کسی بھی کمیٹی کا سب سے بڑا کارنامہ ہو سکتا ہے تو پھر انٹرنیٹ اجتماعی کوشش کا منفرد شاہکار ہے۔ اب یہ سب کو معلوم ہو چکا ہے کہ اس عدیم المثال اور حیران کن آلہ کے موجد طلباء ہیں جن کو یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ ان کا یہ تصور دنیا کو کہاں لے جائے گا۔ یہ لوگ زندہ ہیں اور ریٹائر ہونے کے قریب ہیں [illegible] بھی طالب علم ہیں جبکہ تاجروں کی بے پناہ ذہانت [illegible] نے اس چیز کو ایک انقلابی انجن میں تبدیل کردیا ہے جو منافع کے ساتھ عالمی معیشت کو چلا رہا ہے۔

اس کا مستقبل موجدوں کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ ان کے کنٹرول میں ہے جو اس ایجاد کو عام آدمی کے کام کاج اور کاروبار سے جوڑدیں، اس طرح کہ اس عمل کے دوران عام زندگی کی نوعیت ہی بدل جائے۔ بظاہر یہ سیدھا سادہ بیان وسیع اور دوررس نتائج کا حامل ہے۔ ہر سماجی نظام شہد کی مکھی کا چھتہ ہوتا ہے جس میں ایک شخص انفرادی طور پر بالکل غیر اہم ہے لیکن سب کے ساتھ مل کر وہ ایسی طاقت بن جاتا ہے جو تمام کاروبار اور سیاست کی ساخت کا تعین کرتی ہے۔ جب اس شخص کی انفرادی ضرورتیں بدلیں گی تو اپنے ماحول کے بہتر انتظام کے لئے اس نے جو طریقہ کار وضع کیا ہے اس کو بھی تبدیل کرنا ہوگا اگر وہ ضرورت پوری کرنے سے قاصر ہے۔

اس طرح کے مستقبل میں ہندوستان کی عظیم الشان کامیابی کی بات کیوں کی جارہی ہے؟ دو وجوہات ہیں۔ ایک کا سہرا جواہر لال نہرو کے سر بندھتا ہے اور دوسرے میں وہ اعتماد کار فرما ہے جس نے ہماری تحریک آزادی کو آگے بڑھایا۔ ہندوستان اس اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے جہاں کا نظام باخبر ہے اور عوام صائب الرائے ہیں۔

خواندہ جمہوریت اور تعلیم یافتہ جمہوریت میں فرق ہے۔ ۲۰۰۰ء میں اسکولوں اور کالجوں سے فارغ التحصیل ہونے والے ہندوستانی خوش نصیب ہیں کیونکہ جواہر لال نہرو نے اعلیٰ تعلیم کے معیاری مراکز پر خاصا زور دیا۔ وہ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں چاہتے تھے کہ ہندوستان میں ایسے انجینئر تیار ہوں جو جدید ہندوستان کی تعمیر میں نمایاں رول ادا

کریں۔ وہ اس سلسلہ میں ۱۹۵۰ء کی دہائی میں بڑی صنعتوں میں سرمایہ کاری پر راضی تھے جو وہ غیر ملکی امداد سے قائم کر رہے تھے۔ صرف نظریہ کی حد تک غیر ملکی مدد سے ہندوستان کا کام تو چل سکتا ہے لیکن وہ خود کفیل نہیں بن سکتا تاوقتیکہ اندرون ملک خاطر خواہ سائنسداں، کاریگر اور منیجر تیار نہ ہوں۔ نوآبادیاتی نظام کے خاتمہ کے بعد متعلقہ ممالک کے بڑے حصے میں سکوت و جمود ہے کیونکہ انہوں نے اپنے کو مستقبل کے لئے لیس نہیں کیا۔

نئی صدی کے لئے دوسری لازمی چیز آزادی کا کلچر ہے۔ انٹرنیٹ کے انقلاب میں امریکہ میر کارواں کیوں ہے؟ وجہ صرف یہ نہیں ہے کہ وہاں دنیا کی سب سے مضبوط معیشت ہے۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں جاپان کے متحد مزدور طبقے نے سستی کاریں، ٹی وی اور بہت سی دوسری چیزیں بنا کر اس دنیا کی سب سے ٹھوس معیشت کو پیچھے چھوڑ دیا تھا لیکن انٹرنیٹ کے انقلاب میں جاپان کہاں پر ہے؟ سرسری قیافہ بتاتا ہے کہ اس میدان میں وہ ملیشیا سے بھی پیچھے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جاپان میں کسی بھی شخص کے لئے ذاتی اور انفرادی طور پر پنپنے کے مواقع نہیں ہیں۔ اس کے برعکس امریکہ میں اپنے وسائل، اثر و رسوخ بروئے کار لانے کے خاطر خواہ مواقع ہیں اور دنیا میں سب سے زیادہ آزادی بھی اسی ملک میں ہے۔

امریکہ کے بعد دوسرے نمبر پر ہندوستان ہے۔ صرف اس لئے کہ یہاں خاطر خواہ لوگوں کو آگے بڑھنے کا موقع نہ مل سکا ہم کو آزادی کے سب سے بڑے دشمن یعنی غربت سے تولا جاتا ہے۔ غربت ہماری فسطائی زنجیر ہے۔ افسوس ہمارا حکمراں ہے جو کروڑوں لوگوں کو بے بس بنائے ہوئے ہے۔

لیکن ہندوستان میں ایک آزاد محفوظ جگہ ہے جو خوش قسمتی سے دانشورانہ صلاحیت کے اعتبار سے دنیا میں سب سے آگے ہے۔ انٹرنیٹ کے فراہم کردہ مواقع کی خوبی یہ ہے کہ ان میں ہماری سرمایہ درکار نہیں جو ہندوستانیوں کو کامیابی سے دور رکھے ہوئے ہے۔ تمدن کی تاریخ میں انٹرنیٹ سب سے زیادہ کامیاب گھریلو صنعت ہے۔ اس لئے ہندوستانی اس میں اتنے مشتاق ہیں۔ موہن داس کرم چند گاندھی ۱۹۲۰ء کے بجائے ۲۰۰۰ء میں اپنی تحریک شروع کرتے تو وہ چرخے کے بجائے ذاتی کمپیوٹر کو اپنی نشانی بناتے۔ دنیا اگر یہ سمجھ لے کہ کیا ہو رہا ہے تو انٹرنیٹ کے کاروبار میں تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کا تیز رفتار غلبہ اور اشتیاق اس کو حیرت زدہ کر دے گا۔ امریکہ میں سرسبز اور شاداب وادیوں میں مقیم صنعت کے لیڈران پہلے سے اس چیز سے آگاہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فائیو اسٹار ہندوستانی ہوٹل ابھی سے ان کے افسران سے بھرے ہیں۔

اس ہندوستان کو صرف ایک چیز درکار ہے۔ ان بدبخت حکمرانوں اور ناقص قوانین سے نجات جو پچاس برس سے زائد عرصے سے ملک کی پیش رفت پر مہر لگائے ہوئے ہیں۔ محترم وزیر اعظم صاحب! ہمارے یہاں جمہوریت ہے جس میں کوئی تنازعہ یا شک نہیں۔ برائے مہربانی کیا ہم کو تھوڑی سی اور آزادی بھی مل سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نقش کوکن

نوک بے لاگ۔ بے باک = ساجد رشید

اس جرم کی کوئی سزا نہیں

دورِ جہالت میں جب انسانی عقل نے اس کی
انیت کو سماج اور اخلاق کے ضابطوں میں قید نہیں کیا تھا
ب اسے ہر صنف نازک عورت اور صنف کرخت مرد ہی
ر آتا تھا تب نہ کوئی ماں تھی نہ بہن تھی عورت صرف
ورت ہی ہوتی تھی! باپ بھائی اور بیٹے کا بھی تصور نہیں تھا
بھی بس مرد ہی تھا۔ یہ کہیں کہ انسان اور جانور میں کوئی
یاز قائم کرنا مشکل تھا تو غلط نہ ہوگا۔ کیوں کہ دونوں ہی
پنے ریوڑھ میں رہتے تھے اور دونوں ہی کی جبلتیں یکساں
ھیں جو طاقتور ہوتا تھا وہی زندہ بھی رہتا تھا۔ جنس ہوس کا
ام تھا جس کی طلب ہوتی تو لوگ بس صنف نازک سے رشتہ
ہم کر لیتے اس کے لئے ان کے یہاں کوئی اخلاقی ضابطہ
نہیں تھا۔

حضرت عیسیٰ سے ڈیڑھ ہزار سال قبل روم اور ادھر
مصر میں تہذیب نے انسان کی درندگی پر کچھ انکش لگایا تھا۔
عرب میں پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ نے خونخوار قبیلہ جاتی نظام
کو اعلیٰ اخلاقی اور مساوات پر مبنی ایک ضابطہ حیات دیا تھا لیکن
ہندوستان میں ۵/ ہزار سال قبل جب کوروکشیتر میں مہابدھ
ہوا تھا اور کرشن نے ارجن کو جو اپدیش دیئے تھے وہ بھگوت
گیتا کے نام سے ہندوؤں میں مقبول ہوئے کرشن نے جہاں
ان اپدیشوں میں ظالم سے ٹکرانے کی بات کی وہیں رشتے
ناطوں کی پاکیزگی کو بھی فصاحت سے بیان کیا۔ یعنی
ہندوستان میں بھی اخلاق کے ضوابط پانچ ہزار سال قبل ہی
وضع ہو چکے تھے۔ مہاتما بدھ کے عہد میں اخلاقی قدروں اور
انسانیت کو سب سے زیادہ فروغ حاصل ہوا۔

غرض کہ ہندوستان میں انسانی رشتوں اور سماجی
قدروں کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔ لیکن
راجستھان سے آنے والی ایک خبر نے ایک بار پھر یہ سوچنے
پر مجبور کر دیا ہے کہ آیا ہم ہندوستانی آج بھی مہذب ہو سکے
ہیں یا نہیں؟ یا ہم دور جہالت سے بھی کافی پیچھے نکل گئے ہیں
جہاں ماں بیوی اور بہن کا امتیاز ہی نہیں تھا۔ خبر ملی ہے کہ
ضلع ناگور (راجستھان) میں پولس والوں نے ایک بیٹے کو اپنی
ہی ماں کے ساتھ زنا کرنے پر مجبور کیا۔ یہ ایک ناقابل یقین
خبر ہے لیکن اس کی صداقت پر اس لئے شبہہ نہیں کیا جا سکتا
کہ جس شخص کو اس شرمناک فعل کیلئے مجبور کیا گیا تھا اس
نے ضلع جج کو ایک خط کے ذریعہ پولس کی اس درندگی کی
اطلاع دی ہے۔

میڈپالا گاؤں میں سال بھر پہلے ایک قتل کی واردات
ہوئی تھی پولس نے اس قتل کے الزام میں دو ملزمون کو
گرفتار کیا۔ دونوں ملزموں کو پولس نے بہت مارا پیٹا کہ کسی
طرح وہ اپنے جرم کا اقبال کرلیں لیکن دونوں نے ہی ایسا
کرنے سے انکار کر دیا۔ تب پولس نے اذیت رسانی کا ایسا
شرمناک طریقہ اپنایا جسے شاید دنیا کے سب سے ظالم و جابر
ڈکٹیٹر ہٹلر نے بھی نہیں اپنایا ہوگا۔ ملزم رام لال نے ضلع جج
کو اپنے خط میں تحریر کیا ہے کہ ۶/ نومبر ۸۷ء کو اسے ایک
قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ ساتھ ہی اس کی ماں اور
بھابھی کو بھی پکڑ لیا گیا۔ پولس نے اس سے جرم قبول

کروانے کیلئے اس کی مقعد میں مرچیں اور پٹرول ڈالا۔ بلکہ کچھ اذیتیں ایسی بھی دیں جن کا بیان ہی رونگٹے کھڑے کردینے والا ہے۔ رام لال کے جرم سے مسلسل انکار پر پولس نے اس کی ماں ملوکی، بھابھی پتاسی اور بہنوں کو مادر زاد ننگا کر دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ پڑھنے یا سننے کیلئے کسی بھی غیرتمند شخص کو اپنی ہمت کو مجتمع کرنا ہوگا۔

پولس نے رام لال کو اس کی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے پر مجبور کیا جس وقت پولس یہ غیر انسانی اور انتہائی قبیح قسم کے گناہ کی مرتکب ہو رہی تھی اس وقت ان کے ایک ہاتھ میں ڈنڈا اور دوسرے میں شراب کی بوتل تھی۔ اس پورے وحشت ناک واقعے کے دوران نہ تو آسمان گرا اور نہ زمین کا کلیجہ پھٹا۔ اور نہ ہی کوئی چمتکار ہوا۔ ایک عورت نے عزت کھوئی اور ایک بیٹے کو اپنی ماں کے ساتھ ناقابل بیان فعل پر مجبور کیا گیا۔ ماں جسے تمام مذاہب اور ہر طرح کے اخلاقیات میں سب سے بلند مقام حاصل ہے اسے ذلیل و خوار کیا گیا۔ اس کے بعد بھی زمین اپنے مرکز و محور پر گردش کرتی رہی اور راجستھان کے چیف منسٹر اظہار افسوس اور سخت کارروائی کی یقین دہانی کرتے رہے۔ جس وقت راجستھان کی اسمبلی میں بی جے پی کے ایم ایل اے ہری شنکر بھابھڑا نے رام لال پر توڑنے جانے والے ناقابل بیان ظلم کا ذکر شروع کیا تو سارا ایوان "شرم شرم" کے نعروں سے گونج اٹھا۔ اسپیکر نے حسب معمول (جو کسی بھی پارٹی کی سرکار کا حصہ ہے) اپوزیشن کو یقین دلایا کہ یہ انتہائی گھناؤنا معاملہ ہے اور انہوں نے سرکار کو اس معاملے کی مزید جانکاری حاصل کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ اسپیکر صاحب اپنا یہ بیان دے کر اخبارات میں شائع ہونے والے بے شمار واقعات میں سے کوئی ایک واقعہ مان کر ممکن ہے کہ بھول بھی گئے ہوں لیکن رام لال نے ضلع جج کو اس واقعہ کی بابت لکھا ہے کہ "میں جب آج اپنی ماتا جی کا سامنا کرتا ہوں تو میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے اور میرا جی کرتا ہے کہ میں اپنی زندگی ختم کرلوں۔" رام لال جانتا ہے کہ زندگی کی انتہا موت ہے، اس لئے وہ موت کی خواہش کر رہا ہے اگر ایسی ذلت ناک زندگی کی انتہا موت کے بعد بھی کچھ اور ہوتی تو وہ ایسی ہی انتہا کی خواہش کرتا۔

رام لال قتل کا ایک ملزم ہے۔ وہ قاتل ہے یا نہیں یہ فیصلہ ابھی ہونا ہے۔ لیکن وہ آج بھی سلاخوں کے پیچھے بند ہے اور اس نے گذشتہ ایک برس میں جیل میں پولس کے ذریعہ جو ذلت اور اذیت اٹھائی ہے وہ پھانسی کے پھندے پر لٹکتے ہوئے جان کنی سے گذرنے سے بھی بڑی اذیت ہے! رام لال نے اگر قتل بھی کیا ہے تو صرف گیارہ مہینوں میں اس نے گیارہ صدیوں اور گیارہ جنموں کے پاپوں کی سزا پالی ہے۔

اب ہندوستان کا ہر باشعور شہری یہ جانتا ہے کہ سرکار جانچ کروائے گی اور پولس جانچ کمیشن کو گمراہ کرنے کے ایسے ایسے ہتھکنڈے اپنائے گی کہ جانچ کمیشن نہ چاہتے ہوئے بھی رام لال کو عادی مجرم اور اس کی ماں کو آوارہ لکھنے پر مجبور ہو جائے گا۔ کیوں کہ جانچ کمیشن ثبوت چاہتا ہے اور جیل کی کوٹھری میں رام لال کی ماں بھابھی اور اس کے اپنے ساتھ ہونے والے ظلم اور جرم کا ثبوت جیل کی وہ دیواریں ہیں جو دیکھ تو سکتی ہیں بول نہیں سکتیں! جانچ کمیشن کی رپورٹ کو وزیر اعلیٰ ایوان میں سنائیں گے اور رام لال کی چتا اور اس پر ہونے والے پولس کے بے پناہ ظلم کو ممکن ہے کہ الزام تراشی کا نام دیں اور یہ بھی امکان ہے کہ عدالت رام لال پر قتل کا مقدمہ جاری رکھے کیوں کہ اسے بھی گواہ اور

[illegible] مذہب کو وہ کی بیساکھی کے [illegible] کی عینک سے دیکھتا ہے وہاں ایسے [illegible] مجرم بھی سزا [illegible] ہوں گے جو اپنے جرم کے پیچھے [illegible] نہیں چھوڑتے اور کسی ثبوت کو باقی نہیں رہنے دیتے۔

دوسری طرف [illegible] پولس والوں پر رام لال کا الزام ثابت ہو گیا تو ذرا غور کیجئے کہ ان کے خلاف کون سی دفعات کے تحت مقدمے درج کئے جائیں گے۔ نہ تو ان پر زنا بالجبر کا مقدمہ بنے گا اور نہ ہی قتل کا کیونکہ انہوں نے یہ دونوں ہی کام نہیں کئے ہیں انہوں نے تو زنا پر مجبور کیا ہے اور ایک آدمی کی روح کو قتل کیا ہے لہٰذا زنا پر مجبور کرنے کی سزا جرم ثابت ہونے پر کیا ہو گی زیادہ سے زیادہ تین سال کی قید اور روح کے قتل کی سزا؟ نہیں یہ کوئی جرم ہی نہیں ہے کیونکہ روح مادہ نہیں ہے۔ اس کا کوئی ٹھوس وجود نہیں ہے اور جو چیز مادہ میں نہ ہو قانون کی نظر میں اس کے مجروح یا قتل ہونے کا سوال ہی نہیں اٹھتا لہٰذا ہماری قانون اور دفعات کی کتاب میں رام لال کے ساتھ ہونے والے دنیا کے سب سے لرزہ خیز جرم کیلئے مجرموں کو دینے کے لئے کوئی سزا نہیں ہے۔ کیوں کہ قانون صرف ایسے جرائم کی سزائیں طے کرتا ہے جو ہو سکتے ہیں یا جو متوقع ہوتے ہیں لیکن ایسے جرائم جن کے بارے میں قانون سازوں نے کبھی سوچا ہی نہ ہو یا جو ذہن انسانی کے تخیل سے بھی پرے ہوں ایسے جرم کی سزا تو عدلیہ کی مقدس کتابوں میں نہیں ہے پھر ایسے مجرموں کو جو متذکرہ نوعیت کے ناقابل یقین جرائم کا ارتکاب کرتا ہو اسے کس دفعہ کے تحت سزا دی جائے گی؟ مجرم کو جرم کی پوری سزا اور مظلم کو پورا انصاف دنیا ہی قانون ہے اگر قانون کی برتری قائم رکھنی ہے تو رام لال کے [illegible] کرکن

اثرات کی کڑی جانچ کرنی ہو گی اور انتہائی غیر انسانی قسم کے جرم کا ارتکاب کرنے والے کیلئے قانون کی پرانی کتابوں سے ہٹ کر مجرم کے جرم کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے اسی طرح کی سزائیں تجویز کرنی ہوں گی۔ تب انصاف بھی باقی رہے گا۔ اور مظلوم کے دل میں انصاف کی عزت اور ظالم کے دل میں قانون کا خوف بھی باقی رہے گا۔

ماں

☆ ماں ایک ایسی خوشبو ہے جس سے سارا جہاں مہک اٹھتا ہے۔

☆ ماں کمزور ہستی ہونے کے باوجود دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور ہے۔

☆ ماں وہ ہستی ہے جس کی دعائیں خوش نصیب لوگوں کے حصے میں آتی ہیں۔

☆ ماں کا وجود ایک ایسی چھایا ہے جس کے پاس ستانے سے زندگی بھر کی تھکن اتر جاتی ہے۔

☆ ماں ایک مشعل کی مانند ہے جو ہمیشہ تعمیری راستہ دکھاتی ہے۔

☆ جس گھر میں ماں کا وجود نہ ہو وہ گھر ایک ویرانہ نظر آتا ہے۔

☆ دنیا میں سب سے زیادہ بد نصیب وہ شخص ہے جس کے والدین اس سے ناراض ہیں۔

☆ ماں کی ایک ہلکی سی مسکراہٹ ہی اولاد کے لئے جنت کے مثل ہے۔

☆ ماں کے دم سے ہی دنیا کی ساری رونقیں ہیں۔

ولاس راؤ دیشمکھ کے نام کھلا خط

دو قدم تم بھی چلو

— شاہد لطیف

محترم وزیر اعلیٰ شری ولاس راؤ دیشمکھ صاحب!

آپ کو یاد ہوگا۔ ۱۵ر فروری کی شام گیان پیٹھ ایوارڈ یافتہ شاعر جناب علی سردار جعفری کی قیادت میں اہلِ اردو کے ایک وفد نے آپ سے ملاقات کی اور اردو کی ترویج و ترقی سے متعلق چند جائز مطالبات پر مبنی ایک میمورنڈم آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ سچ پوچھیے تو یہ میمورنڈم نہیں ہے۔ مہاراشٹر کے طول و عرض میں بسنے والے لاکھوں اہل اردو کے دل کی آواز ہے جو ماہنامہ "گل بوٹے" نے آپ تک پہنچائی اور آپ کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ اردو جیسی زبان جس نے جدوجہد آزادی کے دوران ملک کی دوسری زبانوں کے مقابلے میں زیادہ اہم اور موثر کردار ادا کیا، کن مسائل اور حالات سے دوچار ہے۔ محترم دیشمکھ صاحب، اس خط کے ذریعہ ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ اردو والوں نے اپنے میمورنڈم میں جتنے بھی مطالبات کئے ہیں ان میں سے کوئی ایک مطالبہ بھی جہاں ناجائز نہیں، وہیں ناقابلِ عمل بھی نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ ہم یہ بھی کہنا چاہیں گے میمورنڈم کے ذریعہ ریاستی حکومت کو اس کی ذمہ داریوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ ان مطالبات کو سرکاری مراعات کے زمرے میں نہ رکھا جائے کہ اردو والے کوئی ایسی چیز نہیں مانگ رہے ہیں جو انہیں نہیں ملنی چاہیے۔ یہ تمام چیزیں اُن کا حق ہیں۔ اردو والے اتنے غیور واقع ہوئے ہیں کہ اکثر وہ اپنا حق بھی نہیں مانگتے۔ اردو جلوس کے ذریعہ یہ ایک سبیل نکالی گئی ہے کہ وہ اپنی بات آپ کے گوش گزار کرسکیں۔ چنانچہ ان مطالبات پر غور کرنا اور انہیں پورا کرنے کے لئے ٹھوس قدم اٹھانا اگر آپ کی ترجیحات میں شامل ہو جائے تو یہ ایک یادگار اقدام ہوگا جس کے لئے آپ کی کانگریسی حکومت دادِ تحسین قرار پائے گی۔

دیشمکھ صاحب، آپ جانتے ہیں کہ مہاراشٹر میں مراٹھی کے بعد اردو ہی وہ زبان ہے جو سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی لیکن قومی اہمیت کی زبان ہے۔ اس زبان کو جو مرتبہ حاصل ہونا چاہیے تھا، آپ خود محسوس کیجیے کہ کیا وہ مرتبہ اسے حاصل ہے؟ ٹیلی ویژن آج کے دور کا سب سے موثر میڈیا ہے۔ دوردرشن کا ممبئی چینل جو مہاراشٹر بھر میں دیکھا جاتا ہے، اپنے روزانہ کے پروگراموں میں اردو کا ایک بھی پروگرام شامل نہیں کرتا۔ نہ تو روزانہ، نہ ہی ہفتے میں ایک مرتبہ۔ اردو کا صرف ایک پروگرام دو ہفتوں میں ایک مرتبہ وہ بھی آدھے گھنٹے کے لئے دوردرشن کے ممبئی چینل سے ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے۔ دوردرشن کے ممبئی چینل سے اگر ہفتے بھر میں ۲۰۰ گھنٹے کے پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں تو دو ہفتے میں ۴۰۰ گھنٹے کے پروگرام ہوئے۔ ان ۴۰۰ گھنٹوں میں اردو کے حصے میں صرف آدھا گھنٹہ آتا ہے۔ آپ ہی بتائیے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ۴۰۰ گھنٹوں میں سے اردو کو صرف آدھ گھنٹہ؟ یہ ہوئی دوردرشن کی بات۔ آل انڈیا ریڈیو، ممبئی پر صورت حال کچھ بہتر لیکن اگر اسے الگ سے دیکھا جائے یعنی دوردرشن سے اس کا تقابل نہ کیا جائے تو یہ صورت حال بھی خاصی تکلیف دہ ہے۔ یہاں روزانہ آدھ گھنٹے کا پروگرام نشر کیا جاتا ہے۔ اردو کے فروغ کے لئے جو

اردو اکیڈمی بنائی گئی تھی، اس کے بلانے میں آپ کو غالباً زیادہ کچھ بتانے کی ضرورت نہیں کہ پچھلے چند برسوں میں اس ادارے کی جو درگت بنی ہے اس کی رپورٹیں اردو کے علاوہ انگریزی، مراٹھی، ہندی اور دوسری زبانوں کے اخبارات میں بہت تفصیل کے ساتھ شائع کی جاتی رہیں۔ ایک ممبر سکریٹری نے اس ادارے کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں جس فعالیت کا ثبوت دیا اس پر اردو والے کڑھتے رہے لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ اس وقت شیو سینا۔ بی جے پی کی حکومت تھی۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ کانگریس موجود ہی نہیں تھی۔ کانگریس حزب مخالف کی سب سے اہم پارٹی کی حیثیت سے موجود تھی لیکن اس وقت آپ کی پارٹی نے اکیڈمی کو بچانے اور ممبر سکریٹری کی مبینہ دھاندلیوں کے خلاف آواز اٹھانے میں کوئی قابل ذکر کردار ادا نہیں کیا۔ یہ جس عرصہ کا ذکر ہے، اس عرصہ میں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اہلِ اقتدار اور اُن کی سرگرمیوں کا تنقیدی جائزہ لینے والی حزبِ اختلاف نام کی کوئی چیز مہاراشٹر میں شاید پائی ہی نہیں جاتی۔ اس دوران میں اکیڈمی جس طرح اور جس انداز میں بدنام ہوئی ہے، ملک کا کوئی ثقافتی ادارہ شاید اس طرح کبھی بدنام نہیں ہوا۔ آج صورتِ حال یہ ہے کہ اردو اکیڈمی کے تعلق سے اردو آبادی کا ہر شخص فکر مند ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا سابقہ وقار بحال ہو جائے۔ کیا آپ اس کے وقار کی بحالی میں اہم کردار ادا نہیں کریں گے؟

اردو کے سرکاری پرائمری اسکولوں کی حالت بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جن کمروں میں ۳۰۔۳۵ بچے بیٹھ سکتے ہیں وہاں ۶۰۔۷۰ بچوں کو بٹھایا جاتا ہے۔ ان اسکولوں میں نہ تو پینے کے پانی کا انتظام ہے نہ ہی صاف صفائی کا کوئی بہتر نظام۔ اساتذہ کا مہینوں نہیں بلکہ برسوں تقرر نہیں ہوتا۔ دیہی علاقوں کی صورت حال تو اور بھی خراب ہے۔ والدین اپنے بچوں کو اردو میڈیم کے اسکولوں میں پڑھانا چاہتے ہیں لیکن دور دور تک کوئی اردو اسکول نہیں اور اگر ہے تو وہاں اساتذہ نہیں ہیں۔ دوسرے میڈیم کے اسکولوں میں جہاں اردو دوسری اختیاری زبان کی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے وہاں اردو کی تدریس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ کیا یہ صرف اس لئے ہے کہ اردو کو مسلمانوں کی زبان بنا کر رکھ دیا گیا اور اس طرح اس زبان کو ناکردہ گناہ کی سزا دی گئی؟

دیشمکھ صاحب، متذکرہ میمورنڈم میں یہ اور ایسے کئی مسائل پر روشنی ڈالی گئی اور آپ سے امید کی گئی ہے کہ آپ اہل اردو کے مطالبات پر ہمدردانہ توجہ دیں گے۔ ہم یہ بات اس لئے نہیں کہہ رہے ہیں کہ اردو ہماری مادری زبان ہے بلکہ اس لئے کہ اردو اس ملک کی زبان ہے۔ جب اردو پیدا ہوئی اور پھلنے پھولنے لگی تو ملک کے دیگر خطوں کی طرح اس خطے نے بھی جو، اب مہاراشٹر کے نام سے جانا جاتا ہے، اردو کا فراخدلانہ استقبال کیا تھا۔ آج پورے ملک میں مہاراشٹر ہی وہ ریاست ہے جو اردو کا اہم مرکز تصور کی جاتی ہے۔ مہاراشٹر کے وسیع النظری اور فراخدلی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ایسے حالات میں جب دہلی اور لکھنؤ جیسے شہروں سے اردو رخصت ہو رہی ہو، مہاراشٹر نے اسے دل و جان سے لگا رکھا ہے۔ یہ حقیقت مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کے لئے کسی افتخار سے کم نہیں، چنانچہ ضرورت ذرا سی توجہ کی ہے۔ آپ کے ایک حکمنامے سے صورت حال بدل سکتی ہے۔ آپ کی ایک جنبش قلم سے حالات سنور سکتے ہیں۔ آپ کی ذرا سی دلچسپی اردو کو اس کا حق دلا سکتی ہے۔ ہم ایک بار پھر کہنا چاہیں گے کہ جو میمورنڈم آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے وہ اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اردو آپ کے دربار میں ۲۰؍ ہزار دستخطوں کے ساتھ اپنا حق مانگنے آئی ہے۔ اس زبان کی خدمت کو یاد کیجیے۔ اس کی قربانیوں کو محسوس کیجیے

رقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیئے اس زبان کی کاوشوں کو ذہن میں لائیے اور پھر اس کے حق میں اپنا فیصلہ دیجیے۔ یہاں ہم یہ ضرور لہنا چاہیں گے کہ اردو جو کچھ مانگ رہی ہے وہ اس لئے ہے کہ اس کی جانب توجہ نہیں دی جارہی ہے۔ ورنہ اردو وہ زبان ہے کہ اسے مانگنے سے پہلے اپنا حق مل جانا چاہئے۔ اردو نے اس ملک کی تہذیب کو زندگی آمیز مسرتوں سے روشناس کیا۔ اردو نے اس ملک کے ثقافتی بام و در کو رنگ برنگی روشنیوں سے معمور کیا۔ وہ اردو ہی تھی اور اب بھی ہے جو محبتوں کے چراغ جلاتی ہے اور شخصیت کے وقار کو نکھارتی ہے۔ وہ اردو ہی تھی اور اب بھی ہے جو مذہب، ذات پات، فرقہ وطبقہ اور خطہ و علاقہ کے امتیازات سے بالاتر ہو کر دلوں کو دلوں سے جوڑتی ہے۔ یہ وہ زبان ہے جو انگلستان، ازبکستان، امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں بھی ہے تو اس شان کے ساتھ کہ ہر جگہ اس کی ہندوستانی شہریت اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ کیا ہندوستان کی کسی اور زبان کو یہ امتیاز و افتخار حاصل ہے۔

بہت سی حکومتیں اور بہت سے وزراء کسی جائز مطالبہ کو ماننے سے بھی اس لئے کتراتے ہیں کہ اقلیتوں کے کسی مطالبہ کو مان لینے سے ان پر اقلیت نوازی کا الزام آسکتا ہے۔ ..یشمکھ صاحب، اول تو اردو اقلیتوں کی زبان نہیں بلکہ بنادی گئی ہے۔ اور اگر آج کے حالات میں اردو کو اقلیتی فرقہ کی زبان مان لیا جائے تب بھی ہم آپ سے یہی کہیں گے کہ اقلیت نوازی کا الزام آتا ہے تو آجائے، اردو نوازی کے امتیاز کے آگے اقلیت نوازی کے الزام کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔

"گل بوٹے" نے اردو والوں سے دو قدم چلنے کی درخواست کی تھی۔ ۱۵ر فروری کو ۶۔۷ ہزار افراد بالخصوص طلباء جو اردو کی وسیع تر آبادی کی نمائندگی کررہے تھے، دو قدم چل کر مستان تالاب تک گئے (اور پھر اپنے چند نمائندوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔) اب آپ کی باری ہے۔ دو قدم آپ کو چلنا ہے۔ اگر آپ نے یہ زحمت گوارا کی تو اردو دنیا آپ کی اس وسیع النظری اور کشادہ دلی کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔

نیک خواہشات کے ساتھ

ش۔ل
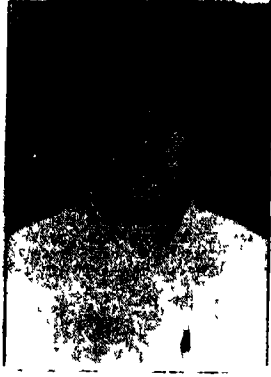
کوکن ایمبولنس سوسائٹی کے عہدیداران کا انتخاب

کوکن ایمبولنس سوسائٹی کے عہدیداران کا انتخاب ۱۸ر مارچ کو سالانہ میٹنگ میں عمل میں آیا جس میں بلامقابلہ مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب ہوا۔

صدر ۔ علی ایم شمسی۔ نائب صدر۔ ڈاکٹر نظیر جوالے ۔ لطافت قاضی۔ خزانچی۔ حاجی حسن میاں رومانی ۔ ممبران مجلس منتظمہ۔ ڈاکٹر خلیل مقادم۔ ملام چہ فرے ۔ مونا فراب

بعد ازاں جنرل سکریٹری کے عہدے کے لئے الیکشن ہوا جس میں اعجاز راوت صاحب کو بھاری اکثریت سے کامیابی ملی۔

اقبال حسن اینڈ کمپنی
خاندان بھر کیلئے شاندار ملبوسات کی حسین دنیا
آپ کی پسند کے مطابق اعلیٰ قسم کی شوٹنگ شرٹنگ، جدید فیشن کے پنجابی سوٹ، دلکش ڈیزائنوں میں بنارسی اسلک اور ہر طرح کی ساڑیاں ڈریس میٹریل کا بھرپور اسٹاک ہمہ وقت موجود ہے۔
مستعد اور خوش اخلاق سیلزمین آپ کا استقبال کرتے ہیں شادی بیاہ، عید، تہوار و دیگر خوشی کے موقعوں پر کبھی ہمیں خدمت کا موقع دیں۔
22/23 ارسکن روڈ، نل بازار ممبئی

کوکن کے سپوت
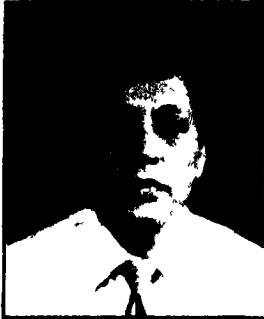
نام	ڈاکٹر ظہیر قاضی۔ چیرمین، طبیہ کالج، ممبئی
مقام پیدائش	گوا
تاریخ پیدائش	13 - 9 - 1959
تعلیمی لیاقت	M.D , D.M.R D', M B (Bom), FMRI (USA), MAIUM (U S A)

فاروق رحمن : ڈاکٹر ظہیر قاضی صاحب۔ سب سے پہلے تو ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپ کی ایما پر حاجی عبدالرزاق کالسیکر صاحب نے انجمن اسلام طبیہ کالج اور او ساپالی ٹیکنک کو ایک خطیر رقم عطیے میں دی۔ آپ نے حاجی صاحب کو کس طرح راضی کیا؟

ڈاکٹر ظہیر قاضی : حاجی صاحب کو راضی کرنے والوں میں میرے علاوہ اور بھی دو اہم شخصیتوں کا ہاتھ رہا ہے۔ ایک جناب رضوان فاروقی اور دوسرے صنعتکار جناب معین الحق چودھری۔

طبیہ میڈیکل کالج کی عمارت چھوٹی اور عارضی ہونے کی وجہ سے یونیورسٹی سے عارضی Affiliation رہا کرتا تھا اور ہمیں حکام سے کئی مشکلات پیش آتی تھیں۔ جب ہم نے حاجی کالسیکر صاحب کو یہ بتایا کہ طبیہ کالج انجمن کا وہ واحد ادارہ ہے جس میں صد فی صد داخلے صرف مسلم بچوں کے ہوتے ہیں کیونکہ اس میں اردو کو ایک لازمی مضمون کے طور پر رکھا گیا ہے۔ اور اس کالج سے پاس ہونے والے بچوں کو بڑے بڑے اسپتالوں میں بطور ڈاکٹر جگہ ملتی ہے اور کئی ڈاکٹر اپنی خود کی Practice شروع کر دیتے ہیں۔

ہم نے حاجی صاحب کو یہ بھی بتایا کہ یہ ہندوستان کا سب سے بہترین کالج ہے لیکن انگریزی زبان کا یہ مقولہ اس پر پورا اترتا ہے کہ "Contains are good but containers are bad" ہم نے حاجی صاحب کو یہ بھی سمجھایا کہ فی الحال انجمن کے ۷۵ اداروں میں تقریباً ۶۵ ہزار طلبہ و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور اپنے بہترین Intra-structure کی وجہ سے ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا کی رہنمائی میں یہ ادارہ تیزی سے پھل پھول رہا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے انتظامیہ میں یہ ماہرین تعلیم، صنعت کار اور ہر طبقے کے لوگوں کی ایک زبردست ٹیم موجود ہے۔ جو شب و روز انجمن کی ترقی میں کوشاں ہے۔ یہ تمام باتیں سننے کے بعد حاجی صاحب راضی ہو گئے۔

فاروق رحمن : ۹۳۔۱۹۹۲ء کے فسادات میں آپ نے متاثرہ افراد کی کافی مدد کی۔ ہم آپ کے اس جرأتمندانہ اقدام کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر ظہیر قاضی : ۹۳۔۱۹۹۲ء کے فسادات کے حالات اتنے سنگین تھے کہ اس میں کئی پڑھے لکھے لوگوں کا رویہ بدل گیا۔ ہمیں پہلی بار ہماری شناخت خطرے میں محسوس ہوئی۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے جیسے Wel-placed لوگ بالکل معذور ہو کر رہ گئے ہیں۔

ں، معاشی اور سماجی حیثیت رکھنے کے باوجود بالکل ناکارہ
کر رہ گئے ہیں۔ تب ایسا لگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر چیز
. نوازا ہے اس کے باوجود ہم جیسے لوگوں سے جو خدمت
ں ہونی چاہیے وہ نہیں ہو رہی ہے لیکن اب وہ وقت آگیا
اپنی قوم کو تھوڑا بہت وقت دینا چاہیے۔ اور اس طرح
ں خدمت کا سلسلہ فسادات میں شروع ہوا۔

فسادات میں زخمی ہو کر اسپتالوں میں پہنچنے والے
ں کی مدد کی۔ متاثرزدگان تک ریلیف پہنچائی۔ اس وقت
بوں اور مریضوں کا آپریشن کرنے کے لیے خون کی
ت ضرورت تھی۔ اور بمبئی کے Blood-Banks میں
ن کی شدید قلت تھی۔ تب میں نے پونا کے ڈاکٹر نصیر
نی، پی۔ اے۔ انعام اور ان کے ساتھیوں سے رابطہ قائم
۔ ان لوگوں نے بذریعۂ ریل اور ہوائی جہاز تقریباً سات
بوتل خون بھیجا، جسے جے۔ جے اور راجاواڑیا ہسپتال میں
یم کیا گیا۔ ان لوگوں نے فسادات رکنے کے بعد ایک
ولنس مع ڈاکٹر کی ٹیم اور ریلیف کے کئی ٹرک بھی بھیجے
ں میں موجود ہر ایک پٹی میں ایک خاندان کی ضرورت کی
م چیزیں موجود تھیں۔

وق رحمن ۔ اس وقت آپ کے احساسات کیا تھے؟

اکٹر ظہیر قاضی : جیسا کہ میں پہلے بھی
چکا ہوں اس وقت شناخت کا قائم رکھنا مشکل ہو گیا تھا۔
پانی پر موجود میرے سونوگرافک سینٹر کے بورڈ ہٹانے
ے اور اس سینٹر کو کئی دنوں تک بند رکھنا پڑا۔ شروع
نے کے بعد بھی چند لوگ Protection Money
۔ لیے آئے لیکن ہم نے رقم نہیں دی۔ فسادات کے
ران کئی مقامات پر تو میں بذاتِ خود موجود تھا۔
دوسرے دور کے فسادات کے وقت میں چوپاٹی پر
ایک مریض کی سونوگرافی کر رہا تھا کہ اچانک میرے پڑوسی
ڈاکٹر دیپک نائیک میرے پاس آئے اور کہنے لگے ڈاکٹر قاضی
فوراً کلینک بند کرو اور میرے ساتھ چلو کیونکہ فسادات
شروع ہو چکے ہیں۔ اس وقت یہ افواہ اڑائی گئی تھی کہ
ٹھاکرے صاحب کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ہم سدھی ونائیک
مندر تک پہنچے۔ راستے پر ہونے والی توڑ پھوڑ اپنی آنکھوں
سے دیکھی۔ ڈاکٹر نائیک نے ضد کی کہ آپ باندرہ نہ جائیں
کیونکہ ماہم میں زبردست دنگا چھڑا ہوا ہے۔ وہ مجھے اپنے گھر
لے گئے۔ وہ شیواجی پارک میں رہتے ہیں۔ وہاں لگاتار یہ
خبریں مل رہی تھیں کہ باندرہ میں بھی گڑبڑ ہے اس لیے میں
باندرہ میں واقع مرے گھر نہ جاؤں اور یہ حقیقت ہے کہ
حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے میرے حلق سے کھانا اتر نہیں
رہا تھا۔

چار گھنٹے بعد جب میں وہاں سے نکلا تو میں نے
Binny کی دکان کو اپنی آنکھوں سے لٹتے دیکھا۔ ماہم پہنچنے پر
میں نے دیکھا کہ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے۔

فاروق رحمن ۔ سنا ہے آپ نے جاپان میں منعقد ہونے
والے انٹرنیشنل یوتھ فیسٹیول میں ہندوستانی وفد کی
نمائندگی کی تھی۔ اس تعلق سے آپ کا انتخاب کیسے عمل
میں آیا۔

ڈاکٹر ظہیر قاضی : اس وقت میں گوا میں
انٹرن شپ کر رہا تھا۔ ایک دن اخبار میں اشتہار شائع ہوا کہ
جاپان میں انٹرنیشنل یوتھ فیسٹیول منایا جا رہا ہے۔ یہ دراصل
جاپان کا بارہواں goodwill مشن تھا جس کی میزبانی اور
سرپرستی جاپان کے وزیراعظم بذاتِ خود کر رہے تھے۔ اس
فیسٹیول میں ہندوستان کی ہر ایک ریاست اور Union
Territory سے ایک ایک لڑکا اور ایک ایک لڑکی کا انتخاب

ہوتا تھا۔ اس فیسٹیول میں داخلے کی شرائط بڑی سخت تھیں۔ پہلی شرط یہ تھی کہ امیدوار میں بین الاقوامی شعور ہونا چاہیے اور اپنے شعبے میں ماہر ہونا چاہیے۔ آزادی کے بعد ہندوستانی نوجوانوں کے لیے یہ پہلا موقع تھا کہ وہ کسی بین الاقوامی فیسٹیول میں شریک ہوں کیونکہ اس فیسٹیول میں ہر سال الگ الگ ملکوں سے لوگ چنے جاتے ہیں۔ اس وقت مرکز میں جنتا پارٹی کی حکومت تھی اور اٹل بہاری واجپئی وزیر خارجہ تھے۔ انہیں اور وزیر تعلیم کو مل کر نمائندوں کا مشترکہ انتخاب کرنا تھا۔ خوش قسمتی سے گوا سے میں چنا گیا۔ اس کے بعد مرکزی سطح پر انٹرویو لے کر کچھ امیدواروں کو چھانا گیا اس کے بعد آخری فہرست جاپانی سفارت خانے نے بنائی جس میں ۱۹ لوگ چنے گئے اور ان ۱۹ لوگوں میں میرا نمبر دوسرا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ شعبۂ طب سے صرف دو لوگ چنے گئے تھے ایک میں اور ایک آسامی خاتون ڈاکٹر۔

جس دن ہمارے ڈین نے مجھے خبر دی کہ میرا سلیکشن لیٹر آگیا ہے مجھے یقین ہی نہیں آیا اور سچ پوچھو تو مجھے آج بھی یقین نہیں آتا۔ ایک عجیب بات اور تھی وہ یہ کہ اس وقت میرے پاس پاسپورٹ بھی نہیں تھا۔ حکومت گوا نے چوبیس گھنٹوں میں یہ پاسپورٹ بنوایا۔ میرے انتخاب کو پورے گوا کے لیے ایک ریاستی اعزاز مانا گیا۔

فاروق رحمن آپ کا تجربہ کیسا رہا؟

ڈاکٹر ظہیر قاضی : خواب حقیقت بن گیا۔ گورنمنٹ کی لال بتی والی گاڑی اسپتال سے ایرپورٹ تک چھوڑنے آئی تھی۔ جس پانی کے جہاز پر ہمیں سوار کرایا گیا وہ جہاز جاپان کے وزیر اعظم کا تھا۔ جس میں بیس سے پچیس سال کے درمیان عمر والے تقریباً تین سو پچاس لوگ موجود تھے جن کا تعلق جاپان کے ہر طبقے سے تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے پوری جاپانی تہذیب اس جہاز پر بسی ہوئی ہے۔ انہوں نے ہر ایک فرد کے لیے ایک انگریزی مترجم کا انتظام کر رکھا تھا۔ جہاز پر ہی انہوں نے ہمیں تھوڑی بہت جاپانی سکھائی تاکہ ہم ان کی زبان سمجھ سکیں۔

جاپانی نوجوانوں کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اپنے اپنے میدان میں ماہر بننے کی کوشش کر رہے تھے اور اپنی پوری توجہ انہوں نے اپنے مقصد کی برآوری میں لگا رکھی تھی۔ قومیت کا جذبہ زبردست ہونے کے باوجود وہ سیاسی معاملات میں بہت کم دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ لوگ مذہب سے متعلق کسی بھی سوال کا جواب نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ جب ہم نے ان سے یہ پوچھا کہ امریکہ نے تو آپ کے ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم گرائے تھے تو پھر آپ ان سے تعلقات کیوں رکھتے ہو۔ جواب میں ان کا کہنا تھا کہ ہم نے جنگ بھی دیکھی ہے اور ہم نے امن کو بھی سچے دل سے اپنایا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہماری فوج نہیں کے برابر ہے اور ہمارا کوئی خاص دفاعی بجٹ بھی نہیں ہے اور آپ یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ ہمارے ملک کی بنی ہوئی اشیاء آج امریکہ کے گھروں اور سڑکوں پر دوڑتی ہوئی نظر آرہی ہے۔

فاروق رحمن کوکنی برادری کے تعلق سے آپ کا کیا خیال ہے؟

ڈاکٹر ظہیر قاضی . جس طرح گوا کے لوگوں نے مختلف مسلم جماعتوں کا ایک فیڈریشن بنایا ہے جو حکومت سے اپنے مطالبات منظور کرواتا ہے۔ کیونکہ اتفاق واتحاد کی وجہ سے حکومت کسی قسم کی آپسی کھینچا تانی نہیں کر سکتی اور اسے مجبوراً بات ماننی پڑتی ہے۔ اسی طرح کوکن کے مختلف سیاسی، سماجی اور مذہبی اداروں کا ایک فیڈریشن

ہونا چاہیے جس میں بے داغ کردار رکھنے والے، بے غرض، اور دور اندیش لوگ شامل کیے جائیں۔ خاص طور پر درمیانی عمر کے لوگ جن کے پاس ۱۵ تا ۲۰ سال کی طبعی عمر بچی ہوئی ہے۔ یعنی کہ جن کے پاس خدمت کرنے کا وقت ہو۔ تو کوکنی برادری مزید ترقی کر سکتی ہے۔ ایک زمانہ تھا جب کوکن کے لوگوں کو صرف باورچی اور خلاصی سمجھا جاتا تھا لیکن آج اندرونِ مہاراشٹر اور بیرونی ممالک میں جہاں دیکھیں کوکن کے لوگ اونچے اونچے عہدوں پر فائز نظر آتے ہیں۔ مگر ان بات تو یہ ہے کہ اس بات کو تسلیم تو ہر کوکنی کرتا ہے مگر اس کے آگے کچھ نہیں کرتا۔

میرے خیال سے فیڈریشن بنا کر ہی ہم برادری کے مسائل حل کر سکتے ہیں اور آنے والی نسلوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں اور آج یہ وقت کی ضرورت بھی ہے۔ فیڈریشن کے تحت الگ الگ Cells بنائیں جائیں جس میں ملک کے تحت اداروں کے علاوہ N R I کو بھی شامل کیا جائے۔ ان کا ایک Think Tank بنا کر ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔

بیرونی ممالک میں برسر روزگار کوکنی حضرات کے لیے بھی کوئی اسکیم ہونی چاہیے جس کے تحت ان کی رقم صحیح جگہ پر Invest ہو تاکہ جب وہ وہاں سے لوٹیں تو انہیں معاشی مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ان کے اس Investment سے یہاں کے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ کوکن بینک اس طرح کے پروجیکٹ شروع کر سکتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے اداروں میں Professionalism ہونا چاہیے۔ کوکن بینک کے تعلق سے مالدار کوکنی حضرات کا کہنا ہے کہ ہماری رقم صیغۂ راز میں نہیں رہ پاتی کیونکہ اس ادارے میں کام کرنے والے تقریباً تمام افراد کوکنی ہیں اس لیے سب کو پتہ چل جاتا ہے کہ کس کے پاس کتنا پیسہ ہے۔ اس لیے ہمیں کام کرنے کے طریقوں میں تبدیلی لانی چاہیے۔

خوش قسمتی سے آج کوکنی برادری کے پاس حاجی عبدالرزاق کالسیکر جیسی ہستی موجود ہے۔ ان کی سرپرستی میں کوکن انڈسٹریل فیڈریشن بنائی جا سکتی ہے اور ہر کوکنی کو برسر روزگار کیا جا سکتا ہے۔ حاجی کالسیکر صاحب میں آج بھی نوجوانوں کی سی ہمت و لگن ہے۔ وہ برادری کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے پاس نظر بھی ہے اور نظریہ بھی ہے۔ ہمیں ان کے تجربے اور ان کے جذبۂ خدمت خلق سے مستفیض ہونا چاہیے۔

فاروق رحمن : ڈاکٹر صاحب آپ کا پسندیدہ شاعر کون ہے؟

ڈاکٹر ظہیر قاضی : میرے پسندیدہ شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب ہیں۔

فاروق رحمن : اور آپ کا پسندیدہ شعر؟

ڈاکٹر ظہیر قاضی :

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

فاروق رحمن : آپ اردو کیوں سیکھنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ظہیر قاضی : مجھے ملک اور بیرون ملک میں انگریزی میں تقریر کرنے کے بہت سے مواقع ملے اور لوگوں نے تقریر کی تعریف بھی کی لیکن جب میں نے مسلم اداروں میں دلچسپی لینی شروع کی اور جب اردو کے اچھے اچھے مقرروں کو سننے کا موقع ملا تو ایسا لگا جیسے اردو کا مقرر دل سے بول رہا ہے۔ اس زبان میں اتنی مٹھاس، اتنا اپنا پن اور اتنی گہرائی ہے جتنی کسی اور زبان میں نہیں۔ ان ہی باتوں سے مجھے ترغیب ملی کہ مجھے اردو سیکھنی چاہیے۔

ہارون رشید : قوم کے نام آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے۔
ڈاکٹر ظہیر قاضی : قوم کے نوجوانوں کے نام میرا پیغام یہ ہے کہ وہ احساسِ کمتری کے لبادے کو اتار پھینکیں۔ جذباتی و مذہبی issues کو high light کرنے کی بجائے تعلیمی و معاشی issues کو لے کر آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مثال کے طور پر اسماعیل یوسف کالج جو کہ مسلمانوں کی ملکیت رہا ہے اسے دوبارہ اپنے قبضے میں لینے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ قوم کے بچے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ہمیں تمام عزم کو الگ رکھ کر Opportunitism کو اپنانا چاہیے۔ مواقع آپ کے پاس نہیں آئیں گے بلکہ آپ کو آگے بڑھ کر انہیں حاصل کرنا ہوگا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

● ڈاکٹر نعمان تونگے کر کی ماں زاویہ محمد انور تونگے کر عمر ۶۰ سال کا دل کا دورہ پڑھنے سے ممبئی میں انتقال ہو گیا۔

● مجگاؤں کے جناب فقیر محمد علی صالم کی ساس رابعہ بی یعقوب جھولہ کا انتقال ہو گیا۔

"ہارون رشید کی موت پر سیمینار"

ہارون رشید (علیگ) اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے اور قوم نے ان کی یاد میں تعزیاتی جلسوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تعزیاتی مضمونوں کا دریا بہادیا۔ مگر میرے خیال سے یہ مقام (ہارون رشید کی موت) تعزیاتی جلسوں اور مضمونوں کا نہیں بلکہ سیمینار اور ورکشاپ کا ہے۔ قوم کو سیمینار کرنا چاہیے۔ ورکشاپ کرنا چاہیے کہ ہارون رشید کو کیسے "زندہ رکھا جائے"۔ جی ہاں "زندہ" رکھا جائے اسی ہارون رشید کو

☆ جس کے دورِ ادارت میں انقلاب ہندوستان کا کثیر الاشاعت اردو روزنامہ بنا۔
☆ جس کے تعلیمی اداریوں نے مسلم معاشرہ میں تعلیمی بیداری کا طوفان برپا کر دیا۔
☆ جس نے قوم کے جوانوں میں عقابی روح پھونکی۔
☆ جو نئے ہزارئے میں قلم کا "خلیفہ" کہلایا۔

مجھے قوم سے پوری امید ہے کہ وہ ہارون رشید کو کبھی مرنے نہیں دے گی، ہمیشہ زندہ رکھے گی کیونکہ ہارون رشید قوم کے جوانوں میں عقابی روح پھونک چکے ہیں اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

ادارہ نقش کوکن

نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی

کس لیے

(۱) قوم کے سپوتوں کی خدمت کا اعتراف کرنے کے لیے
(۲) ان کے کارناموں کی تشہیر کرنے کے لیے
(۳) ان کے کارہائے نمایاں پر اعزاز دینے کے لیے

نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی کا قیام عمل میں آگیا ہے۔ اور اس نے فیصلہ کیا ہے۔ وہ قوم کے ان سپوتوں کو اعزاز سے نوازے گی جنہوں نے کسی بھی شعبہ میں کارہائے نمایاں انجام دیا ہے اور اپنے قوم کے نام کو اونچا کیا ہو یا اسے فیض پہنچایا ہو۔ اس سلسلہ میں نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی نے اپنا پہلا پروگرام دوبئی میں کرنے کا انتظام کیا ہے۔ یہ ایوارڈ تقریب مئی۔ جون میں دوبئی کے ایک شاندار ہال میں کلچرل پروگرام کے ساتھ منائی جائے گی جس میں ساری دنیا میں بکھرے ہوئے قوم کے سپوتوں میں چار کو اپنے قومی خدمت کے نتیجہ میں اعزازات سے نوازا جائے گا۔ اعزازات کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) فخر کوکن

(۲) شان کوکن

(۳) ناز کوکن

(۴) سائنٹسٹ کوکن

خوشخبری اب آپ اپنا قلم اٹھایے اور ان چار شعبوں کے لیے دنیا بھر سے اپنی پسندیدہ شخصیت کا نام لکھ بھیجئے۔ اگر آپ کی ترتیب دی ہوئی لسٹ ایوارڈ کمیٹی کی ترتیب دی ہوئی لسٹ کے ہم پلہ ثابت ہوئی تو آپ کا شمار ان خوش چند (۵) خوش نصیبوں میں ہو سکتا ہے جن کا نقش کوکن ایوارڈ تقریب میں شریک ہونے کا سارا خرچ نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی کے ذمہ ہوگا۔

نوٹ: ججوں کا فیصلہ آخری ہوگا مگر وہ فیصلہ آپ کے بھیجے ہوئے خطوں کی بنیاد پر ہی کیا جائے گا۔

منجانب **نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی**

غزل

☆اقبال ساجد

میں بھوک پہنوں، میں بھوک اوڑھوں، میں بھوک دیکھوں، میں پیاس لکھوں
برہنہ جسموں کے واسطے میں خیال کا توں، کپاس لکھوں

سسک سسک کر جو مر رہے ہیں ان میں شامل ہوں اور پھر بھی
کسی کے دل میں امید بوؤں، کسی کی آنکھوں میں آس لکھوں

لہو کے قطرے بدن کے طائر ہر ایک خواہش ہے شاخ میری
کسی زباں میں مہک اگاؤں کسی کے لب پر مٹھاس لکھوں

تھمے جو بارش تو لوگ دیکھیں چھتوں پہ چڑھ کے دھنک کا منظر
میں اپنے دل کو اُجاڑ پاؤں، تمام عالم اُداس لکھوں

مرا سفر ہے سمندر ایسا، جدھر بھی جاؤں بکھر کے جاؤں
کہیں اچھالوں میں موجِ وحشت کہیں میں خوف و ہراس لکھوں

غزل

اطہر نفیس

نہ شام ہے نہ سویرا، عجب دیار میں ہوں
میں ایک عرصۂ بے رنگ کے حصار میں ہوں

سپاہِ غیر نے کب مجھ کو زخم زخم کیا
میں آپ اپنی ہی سانسوں کے کارزار میں ہوں

کشاں کشاں جسے لے جائیں گے سرِ مقتل
مجھے خبر ہے کہ میں بھی اسی قطار میں ہوں

شرف ملا ہے کہاں تیری ہمسری کا مجھے
تو شہسوار ہے اور میں ترے غبار میں ہوں

اتا پتا کسی خوشبو سے پوچھ لو میرا
یہیں کہیں کسی منظر، کسی بہار میں ہوں

میں خشک پیڑ نہیں ہوں کہ ٹوٹ کر گر جاؤں
نمو پذیر ہوں اور سرشارِ خسار میں ہوں

نہ جانے کون سے موسم میں پھول مہکیں گے
نہ جانے کب سے تری چشمِ انتظار میں ہوں

ہوا ہوں قریۂ جاں میں کچھ اس طرح پامال
کہ سربلند ترے شہرِ زرنگار میں ہوں

غزل

امجد اسلام امجد

دل میں لاوا اُبل رہا ہے کیا
کوئی کہسار جل رہا ہے کیا

خوابِ فردا! زمیں پہ ظاہر ہو
میری آنکھوں میں پل رہا ہے کیا

چشمِ شبنم، سفیرِ غنچہ بن!
یوں ہوا بن کے چل رہا ہے کیا

آ، شریکِ غمِ جدائی ہو
اپنی وحدت میں گل رہا ہے کیا

اتنے آسودہ کیوں ہیں اہلِ سفر
سر سے طوفان ٹل رہا ہے کیا

کس لیے بدحواس ہیں تارے
کوئی سورج نکل رہا ہے کیا

کیوں ہوا اس قدر رکی سی ہے
کوئی طوفان پل رہا ہے کیا

کاٹ کر پھینک دے انہیں امجدؔ
ایسے ہاتھوں کو مل رہا ہے کیا

غزل

انور ادیب

شہر کے سوگواروں کے ہم درمیاں
اور ہمارے دلوں کے ہے غم درمیاں

سائیں سائیں سسکتی ہوئی دوپہر
درد گاڑا ہوا اک علم درمیاں

دور تک دیکھنے کو خلاء ہی خلاء
آدھا اُٹھا ہوا اک قدم درمیاں

پار کرنے کو دریا بہت بے پناہ
ٹوٹ جانے کو کچا جام درمیاں

جب بھی ہونے لگا آمنا سامنا
رکھ لیا ایک کاغذ قلم درمیاں

زیر نیچے ہے اوپر زبر، دوستوں
تیز لٹکی ہے تیغِ ستم درمیاں

چال ستھری چلو چاہے مدھم چلو
ٹوٹ جاتا ہے ورنہ تو دم درمیاں

جس کے دل میں درد نہیں ایمان نہیں
آدمی ہوگا وہ لیکن انسان نہیں

میں نے دنیا دیکھی ہے نادان نہیں
دنیا والو ! میں تم سے انجان نہیں

جو رکھتے ہو ہاتھوں پر احسان نہیں
یہ ہے ہمارے خون کی قیمت دان نہیں

جان چلی جائے بے شک پر آن نہیں
آپ کی محفل میں کیا ہے جب مان نہیں

دوزخ تو بن مانگے ہی مل جائے گی
جنت کو حاصل کرنا آسان نہیں

آگ لگادو جب بھی تم چاہو اس میں
میرا دل میرا دل ہے شمشان نہیں

کرب و الم اتنے ہیں مجھ میں سہنے کی
ہمت تو ہے لیکن اتنی جان نہیں

کیا ہوتا ہے کیفِ محبت کیا جانے
جس کے بحرِ الفت میں طوفان نہیں

اک مدت سے ان کے ساتھ رہا لیکن
میرے یاروں کو میری پہچان نہیں

جو بھی چاہا تو نے دیا مشکور ہے وہ
اب ساحرؔ کے دل میں کوئی ارمان نہیں

☆ساحر شیوی

کوپن برائے ہماری پسند

لفظ .... جسے شعر میں استعمال کیا گیا ہے۔

نام :- ....

پتہ :- ....

اسلامی دہشت پسندی؟

☆ ترجمہ: انصاری عثمان غنی اسکس

گزشتہ دنوں انڈین ایئر لائنز کے جہاز کے اغواء کے دوران قومی پریس اور الیکٹرانک میڈیا بالخصوص انگریزی اور مراٹھی کے چند بڑے اخبارات نے "اسلامی دہشت پسندی" کی اصطلاح استعمال کر کے براہِ راست اسلام پر رکیک اور زہریلے حملے کئے ہیں جو یقیناً قومی سطح پر فرقہ وارانہ اتحاد کو زک پہنچانے کی بھی ایک فتنہ انگیز کوشش ہے۔ اس صورتِ حال میں قرآن حکیم کی وہ سورۃ یاد آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 'ہم نے ہر عسر میں یسر رکھا ہے۔' ٹائمز آف انڈیا کے معروف کالم نگار سدھار تھ وردھاراجن نے جس طرح اس فتنہ انگیزی کی قلعی کھولنے کی کوشش کی ہے وہ اپنے آپ میں اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن بن گئی ہے۔ بہ الفاظ دیگر پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے۔ ذیل میں یہ بیباک تحریر پیش کی جارہی ہے۔ (مرتب)

سکندر نے ایک بحری قزاق کو گرفتار کرلیا اور اس سے پوچھا "تمہاری ہمت کیسے ہوئی سمندر میں تباہی مچانے کی؟" اس قزاق نے جواب دیا "تمہاری ہمت کیسے ہوئی زمین پر تباہی پھیلانے کی۔ میں ایک چھوٹے سے جہاز کے ذریعے قزاقی کرتا ہوں اس لئے چور کہلاتا ہوں اور تم وہی کام ایک عظیم بحری فوج کو ساتھ لے کر کرتے ہو تو شہنشاہ کہلاتے ہو۔" سینٹ آگسٹائن کے بیان کردہ اس واقعے کا ذکر مشہور امریکی مصنف نوم چومسکی نے اپنی کتاب 'قزاق اور شہنشاہ۔ حقیقی دنیا میں دہشت گردی' میں کیا ہے۔

مصنف نوم چومسکی نے آگے چل کر لکھا ہے کہ دہشت گری کا مطلب دہشت گروں اور بالخصوص عربوں کی سرگرمیوں کو سمجھا جاتا ہے لیکن جب حکومتیں اور شہنشاہ دہشت گری پر اتر آتے ہیں جیسا کہ چند دنوں قبل امریکہ نے یوگوسلاویہ، سوڈان اور عراق میں ہزاروں بے گناہ شہریوں پر بمباری کی، یا جب حکمراں (حصولِ اقتدار کیلئے) معصوموں اور پرامن عوام پر گولیاں برساتے ہیں تب ان کے اس عمل کو 'طاقت کا قانونی اور جائز استعمال' قرار دیا جاتا

ہندوستانی عوام کو بے حد ہوشیار رہنا ہوگا۔ چند مجرموں نے ایئر انڈیا کے طیارے کو اغوا کرلیا۔ یہ اغوا ان کا ذاتی فعل ہو یا کسی حکومت کے اشارے اور تعاون سے کیا گیا ہو، لیکن اس اغوا کو لے کر ہندوستانی عوام کو اس گمان میں نہیں پھنسنا چاہیے کہ دنیا میں 'اسلامی دہشت گری' نام کا کوئی بھیانک خطرہ یا تصور پھیل رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 'اسلامی دہشت گری' کی اصطلاح صیہونی عزائم کو چھپانے کے لئے گڑھی گئی ہے۔ وہ ممالک اور حکومتیں جو آج کسی بین الاقوامی اسلامی منصوبے یا اسلام اور باقی دنیا کے درمیان تہذیبی اور فکری تصادم کے نام نہاد خطرے کے تصور کو ہوا دے رہی ہیں، دراصل اپنی کمزوریوں کو چھپانے اور سیاسی اور جغرافیائی اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے اور اسے دنیا کی نظروں سے چھپانے کے لئے پردے کے طور پر استعمال کررہی ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ اس قسم کی کوئی تحریک دنیا میں پھیل رہی ہے تب بھی اس کا اطلاق انقلاب ایران، طالبان، کشمیریوں کی بے چینی، پاکستانی حکومت کی جنگجوؤں کو دی جانے والی حمایت، چیچنیا کے واقعات، کوسوو، لبنان یا سعودی عرب اور مصر میں پیدا ہونے والے مغرب

مخالف رجحانات پر قطعی نہیں کیا جاسکتا۔ ان تمام مقامات پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ سیاسی، تاریخی اور معاشی و ثقافتی عناصر کے تصادم کا نتیجہ ہے۔ مغربی دنیا اور خاص طور سے ہندوستان اگر سرسری طور پر ان مقامات پر ہونے والے واقعات پر نظر ڈالیں تو بظاہر پروپیگنڈے کی زبان صحیح دکھائی دے گی۔ لیکن حقیقت کچھ اور ہی ہے۔

جنوبی لبنان پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا نتیجے میں حزب اللہ نے جنم لیا۔ الجیریا میں الیکشن ہوئے۔ اسلامی جمہوری محاذ نے اکثریت حاصل کر لی۔ اسلامی جمہوری محاذ کو برسر اقتدار آنے سے روکنے کے لئے واشنگٹن اور پیرس نے سازش رچی۔ الجیریا میں بغاوت پھوٹ پڑی۔ تقریباً ایک لاکھ سے زائد عوام اس سازش کی بھینٹ چڑھ گئے۔ سعودی عرب اور مصر میں برسر اقتدار طبقہ امریکہ کے بے حد قریب تھا۔ ان دونوں ممالک میں پر امن امریکی مخالفت ممکن نہ تھی اس لئے انفرادی طور پر امریکہ اور اس کی حلیف حکومتوں کی مخالفت کی گئی اسامہ بن لادن اس کی مثال ہے۔

چیچنیا میں ہونے والے واقعات کو اسلامی جدوجہد کے پردے میں بڑی ہی ہوشیاری سے چھپا دیا گیا ہے ورنہ اصل حقیقت یہ ہے کہ چیچنیا معدنی دولت سے مالا مال ہے اور معدنی ذرائع پر روس، امریکہ اور تیل کی زبردست دولت رکھنے والے عرب ممالک اپنا قبضہ چاہتے ہیں اور اس قبضے کے لئے چیچنیا میں خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے۔

رہا پاکستان تو پاکستانی حکمرانوں کے اقتدار کو جب بھی خطرہ لاحق ہوا یا ملک کی معاشی و اقتصادی صورت حال تشویشناک ہوئی تب تب کشمیر کا راگ الاپا گیا اور پاکستانی عوام کی توجہ اصل مسائل سے ہٹا کر انہیں مذہبی اور ہندوستان مخالف جنون میں مبتلا کیا گیا۔

نقشہ کو کہیں

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ آج کے [illegible] اسلامی دہشت گرد حقیقت میں امریکہ کی پالیسیوں کی [illegible] ہیں۔ ۱۹۸۱ء میں ایڈورڈ سعید نے لکھا تھا کہ اگر مغربی ممالک فتوحات اور قبضہ اور کنٹرول کے رجحانات سے بلند ہو کر اسلام اور اسلامی ممالک کی طرف دیکھنا ترک کر دیں تو اسلامی دنیا بڑی حد تک جنگوں، ناقابل تصور تکالیف اور خوفی بغاوتوں سے محفوظ ہو جائے گی اور ان تمام عناصر میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش ہو۔ اسلام نہ جنگوں کا قائل ہے اور نہ ہی بغاوتوں کا بلکہ جنگیں تکالیف اور بغاوتیں رد عمل، مایوسی اور جھنجھلاہٹ میں مبتلا کرتی ہیں۔

روس اور امریکہ کے درمیان کئی برسوں سے جاری 'سرد جنگ' کے دنوں میں امریکہ نے انقلابی اسلامی نظریات کو کمیونزم کے خلاف ایک دفاعی نظام کے طور پر استعمال کیا اور اب وہی انقلابی اسلامی نظریات امریکہ کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں۔

جہاں تک ہوائی جہازوں کے اغواء کا تعلق ہے، اسکی ابتداء ۱۹۵۰ء سے ہوئی۔ جب روس اور چیکوسلواکیہ سے فرار ہونے والے متعدد افراد نے ہوائی جہازوں کو زبردستی مغربی ممالک میں اترنے پر مجبور کیا اور یہ سیاست کی کرم فرمائی تھی کہ ان 'مجرموں' کو کوئی بھی سزا نہیں دی گئی۔ مغربی ایشیاء میں ہوائی جہاز کا سب سے پہلا اغوا ۱۹۵۴ء میں ہوا جب اسرائیل کے جنگی طیاروں نے ایک شامی ہوائی جہاز کو اسرائیل کے لدا ایئرپورٹ پر زبردستی اترنے پر مجبور کیا۔ تمام مسافروں کو یرغمال بنالیا گیا۔ اسرائیلی حکومت نے مطالبہ کیا کہ دمشق میں جیلوں میں قیدیوں کے تمام [illegible] کئے جائیں۔ ساری دنیا نے [illegible]

اور یہی تکنیک تھی جو بعد میں فلسطینیوں اور دیگر عرب ممالک نے فضائی اغوا کیلئے استعمال کی۔ کریڈٹ تو بہرحال اسرائیل کو ہی دینا چاہیے۔

حالیہ بحران کے دوران مغربی ممالک نے جس سرد مہری کا مظاہرہ کیا۔ اس سے ایک بات تو واضح ہو گئی کہ ہندوستان کو کسی کی حمایت یا مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اپنی سرحدوں اور اپنے شہریوں کی حفاظت خود کرنے اور اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ اسلامی دہشت پسندی کا نام لے کر اپنے عزائم کو چھپانے کی کوشش کرنے والے مغربی ممالک اور خاص طور سے سپر پاور امریکہ کی ریشہ دوانیوں سے ہوشیار رہنا بھی ازحد ضروری ہے۔ ورنہ اسلامی دہشت پسندی کا نام لے کر یہ مغربی ممالک ہماری توجہ ہٹاتے رہیں گے اور ہم اپنی دفاعی قوتوں کو غلط سمت لگا کر ان کے مذموم عزائم کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوتے رہیں گے۔

بقیہ: ہندوستان کی ترقی...

ہے۔

اگر ہم سب سیاست داں، صنعت کار، طلبہ اور اساتذہ چھوٹے بڑے ادارے سب مل کر ایک ساتھ کام کرنے لگیں تو یہ بات قرین قیاس نہیں کہ ہندوستان خود سافٹ ویر ملٹی نیشنل ملک بن سکتا ہے اور ہم ہندوستانیوں کو بیرون ملک جا کر روزگار تلاش کرنے کی بجائے خود باہر کے لوگ روزگار کی تلاش میں ہندوستان آنے لگے گے۔ اس طرح سے ملک خوشحالی کی طرف گامزن ہوگا۔

ساحر شیوی کو ادیب انٹرنیشنل ایوارڈ

ساحر کلچرل اکیڈمی (لدھیانہ پنجاب) جو کہ ساحر لدھیانوی کے نام سے منسوب ہے نے نئے ہزارے کا اپنا گراں قدر "ادیب انٹرنیشنل ایوارڈ" اردو کے معروف شاعر ادیب اور صحافی جناب ساحر شیوی (برطانیہ) کی طویل ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر دیئے جانے کا اعلان کیا ہے۔ اس ایوارڈ کی اطلاع ساحر کلچرل اکیڈمی کے سکریٹری ڈاکٹر کیول دھیر نے پوری اردو دنیا کو دی ہے۔

قابل قدر ایوارڈ گزشتہ کئی برسوں سے اردو کے مقتدر ادباء اور شعراء حضرات کو ان کی مجموعی ادبی خدمات پر دیا جارہا ہے۔ اس سال یہ ایوارڈ ۲۵ مارچ ۲۰۰۰ کو لدھیانہ میں منعقد ہونے والے ایک عالی شان عالمی مشاعرہ میں پیش کیا جائے گا۔ جناب ساحر شیوی (مدیر سہ ماہی سفیر اردو برطانیہ) جو نظم و نثر کی بارہ کتابوں کے مصنف ہیں، اور برطانیہ سے اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اردو کی نئی بستیوں کا یہ ایک قابل فخر نام ہے۔

صابر ارشاد عثمانی

پرانے شکاری + نئے جال = مسلم خاتون

اسلام، مسلم خاتون، ترقی، پردہ، آزادی، طلاق، یم . . . نہ صرف ہندوستانی بلکہ غیر ملکی ذرائع ابلاغ ے بھی پسندیدہ موضوعات ہیں۔ اسلام اور مسلم خاتون ے نام سے گویا ان کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر نٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سے لے کر سیمینار اور چھوٹی

تربیت و پرورش کرنے والے والدین کو جنت میں داخلے کی ضمانت دی۔ اس کے باوجود بھی اسلام کے نام پر اپنی سستی شہرت حاصل کرنے والوں کی کمی نہیں ہوتی۔

گزشتہ دنوں کملا ثریا کے اسلام قبول کرنے اور پردے کے موضوع پر ایک بار پھر میڈیا میں ہلچل ہے۔

☆ رئیسہ منور

وٹی میٹنگوں اور جلسوں میں بھی یہ موضوع 'ہاٹ ٹاپک' و تا ہے۔ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے وہ بھی ہوتے ں جو خود کو اسلام کا ماننے والا اور مسلمان سمجھتے ہیں اور وہ ھی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو سیکولر کہتے ہیں۔ ہر چند کہ خریں اس تعلق سے صفحہ اول اور شاہ سرخیوں میں جگہ نے والی خبریں اندرونی صفحات پر دو لائن کی خبر بن کر ختم و جاتی ہیں۔ لیکن پھر سال چھ مہینے بعد متذکرہ موضوعات سے متعلق کوئی نہ کوئی واقعہ بحث بن جاتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اسلام اور مسلم خاتون ے تعلق سے ہی میڈیا کو اتنی دلچسپی کیوں ہوتی ہے۔ شاید س لئے کہ آئے دن تبدیلیٔ مذہب کے واقعات بھی رونما وتے ہیں، اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کی خواتین بھی چھ نہ کچھ "کارنامے" انجام دیتے رہتی ہیں، دوسرے ذاہب میں بھی پردے کا رواج ہے اور سچ پوچھئے تو اسلام سے کہیں زیادہ سخت قوانین دوسرے مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام تو وہ مذہب ہے جس نے پیر کی جوتی سمجھی جانے والی عورت کو گھر کی ملکہ بنادیا۔ جس نے زندہ دفن ہونے والی لڑکی کو رحمت اور بصورتِ دیگر لڑکی کی صحیح

محترمہ نے اسلام قبول کیا، خوشی کی بات ہے یہ اور زیادہ خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے پردے کی اہمیت کو بھی سمجھا۔ خداوند کریم ہر مسلم خاتون کو اس کی توفیق دے۔ (آمین)

ہم امید کر سکتے ہیں کہ کملا ثریا کا قبول اسلام ایک پیغام بن کر دوسروں تک پہنچے گا اور وہ تمام لوگ جو پردے کو مسلم خواتین کی ترقی کی راہ میں حائل سمجھتے ہیں، انہیں اپنی کج فکری پر غور کرنے کا موقع ملے گا۔

اسلام کا مطالعہ کرنے اور دین اسلام کو گہرائی سے سمجھنے والا کوئی بھی شخص پردے کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اسلام نے تو یہاں تک بتایا ہے کہ پردہ صرف جسم کا ہی نہیں بلکہ آنکھوں کا بھی ہے اور خواتین کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ نظریں نیچی رکھیں۔ اسلام ایک دین فطرت ہے، اس کے ابواب میں زندگی کے ہر ہر پہلو پر بحث کی گئی ہے۔ چنانچہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی اس تعلق سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ پردہ ترقی میں رکاوٹ ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس مذہبی کتاب قرآن مجید میں بھی عورت کا ذکر ہے اور اس کے حقوق و فرائض کی

[illegible] ہے اس کی ضروریات کے بارے میں آگاہ کیا [illegible] اس مذہب کی اور اس دین کا کوئی قانون عورت کی [illegible] رکاوٹ بن سکتا ہے؟

ویسے تو ہمارا موضوع صرف پردہ نہیں ہے لیکن اسلام [illegible] دین فطرت نے عورت [illegible] اگر پردہ کرنے کی ہدایت دی ہے تو یقیناً اس میں کچھ مصلحت ہے۔ ہندوستان اور غیر [illegible] میڈیا پردہ کو تو موضوع بحث بنالیتا ہے اور اسے ظاہر کرتا ہے کہ یہ مسلم خواتین کی ترقی میں رکاوٹ ہے لیکن ان خواتین کے بارے میں وہ کبھی کوئی فیچر، شہ سرخی اور حتیٰ کہ کوئی چھوٹی سی خبر بھی نہیں بناتا جو پردے میں رہتے ہوئے جہاز بھی اڑاتی ہیں اور جنگ کے میدان کا کام بھی انجام دیتی ہیں۔ ایران اور عراق اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ پاکستان میں بھی کسی حد تک ایسا ہوتا ہے۔ اور اگر ہندوستان کا جائزہ لیا جائے تو یہاں بھی اگر باپردہ خاتون پارلیمنٹ نہیں ہے تو نہ سہی، لیکن نقاب پوش خواتین آپ کو کاریں اور اسکوٹر چلاتی ہوئی نظر آئیں گی، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے کیمپس میں یہ اپنی شان سے رہتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر میڈیا یہ ظاہر کرتا ہے کہ پردے والی خواتین احساس کمتری کا شکار ہوتی ہیں تو ہمیں کہنے دیجئے کہ ایسا بھی نہیں ہے۔

دراصل میڈیا کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ مثبت انداز میں ان سے بات چیت کرے تاکہ معلوم ہو کہ پردہ ان کی ترقی میں رکاوٹ نہیں بلکہ ان کا بہترین محافظ ہے۔

اسلام نے عورت کو نہ صرف یہ کہ حقوق و فرائض سے نوازا ہے بلکہ انہیں تعلیم حاصل کرنے اور ملک و ملت کی ترقی میں حصہ لینے کی کھلی اجازت ہے۔ چونکہ اسلام ایک دین فطرت ہے اس لئے اس میں جہاں پردے وغیرہ کا ذکر ہے وہیں بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی سمجھائی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر اکثر خواتین کو ایک دوسرے کی برائی کرتے اور ہنستے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اس تعلق سے سورہ الحجرات کی آیت نمبر ۱۱ میں کہا گیا ہے کہ "عورتوں کو بھی ایک دوسرے کی ہنسی نہیں اڑانی چاہیئے۔ ممکن ہے وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔" کتنی بڑی بات ہے۔ جس مذہب اور جس دین میں عورت کو اس حد تک اہمیت دی گئی ہو کہ اسے اس قدر چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بتائی گئی ہوں، اس کا کوئی بھی قانون عورت کی ترقی میں رکاوٹ کیسے بن سکتا ہے۔ مذکورہ آیت تو ایک مثال تھی۔ قرآن پاک میں ایسی درجنوں مثالیں دی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ شریعت نے بھی عورتوں کی جو حدود متعین کی ہیں وہ کسی بھی اعتبار سے اس کی ترقی میں رکاوٹ نہیں۔ حضور پاک ﷺ کی زندگی میں خواتین نے جنگوں میں بھی حصہ لیا اور شہید بھی ہوئیں۔ حضرت سمیہؓ وہ خاتون ہیں جنہیں اسلام کی پہلی شہید خاتون کہا جاتا ہے۔

اسی طرح ام عمارہؓ بھی ہیں جو غزوۂ احد میں شامل تھیں اور جنہوں نے ایسی شجاعت اور جانبازی اور عزم کا مظاہرہ کیا کہ تاریخ میں خاتونِ احد کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ صحابیات کی خوبیاں اور ان کی خصوصیات نیز ان کے مختلف مواقع پر جنگوں وغیرہ میں شامل ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام اور اس کے قوانین نے خواتین کو کبھی بھی اور کہیں بھی جائز کاموں سے روکا نہیں ہے۔ مذکورہ صحابیات نے جب جنگوں اور دوسرے معرکوں میں حصہ لیا تو کیا وہ بے پردہ تھیں؟ ہرگز نہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنا کام بحسن و خوبی انجام دیا۔

مسلم خواتین کی نام نہاد ہمدردی میں بے حال ہونے

والے ملکی اور غیر ملکی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو چاہئے کہ وہ کبھی کبھار غیر مسلم خواتین پر بھی نظر کرم کرلیا کریں۔ ستی جیسی رسم ان کے یہاں پائی جاتی ہے، لڑکی کو باعث زحمت ان کے یہاں سمجھا جاتا ہے، بیوہ اور مطلقہ کا درجہ ان کے یہاں گرا ہوا ہے، لڑکیوں کی تعلیم ان کے یہاں ممنوع ہے، کس کس بات کا اشارہ کیا جائے۔ اسلام نے تو لڑکی کو وراثت تک میں حصہ دار بتایا ہے جبکہ کسی اور مذہب میں لڑکی کو اس قابل نہیں سمجھا جاتا ہے۔

اب جو لوگ اسلام کو نہیں سمجھتے، جو پردہ کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں اور جن کے نزدیک اسلام ایک قیانوسی مذہب ہے ایسے لوگوں کے لئے تو بس دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ خدا انہیں نیک توفیق دے۔ کیونکہ اسلام کا پردہ نہ مسلم لڑکیوں کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے، نہ ہی اسلام میں خواتین کو غیر ضروری پابندیا آزاد رکھا گیا ہے اور نہ اس مذہب میں مطلقہ اور بیوہ کے ساتھ برتاؤ کا تضاد ہے۔ بات صرف اتنی ہی ہے کہ اسلام مخالف اور مسلم خواتین کے "ہمدرد" پرانے شکاری مختلف اوقات میں نئے نئے جال بنا کر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

رات بھی نیند بھی کہانی بھی
ہائے کیا چیز ہے جوانی بھی

سبینہ ماپاری کی کامیابی

لائف انشورنس ڈیولپمنٹ آفسر رتناگری کے جناب عبدالعزیز ماپاری کی دختر مس سبینہ نے بمبئی یونیورسٹی سے BAMS امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ آپ نے کانوینٹ اسکول رتناگری سے .S S C کے امتحان میں 80% مارکس اور گوگٹے کالج رتناگری سے بارہویں جماعت میں 90% مارکس حاصل کرکے شاندار کامیابی حاصل کی تھی۔ ڈاکٹر مس سبینہ ماپاری مرکرباڑا رتناگری میں اپنے شفاخانہ میں مریضوں کے علاج کرنے میں مصروف رہتی ہیں۔

رائے گڑھ کے سابق صدر اسماعیل حسین ڈاورے کی رہائش گاہ پر بزم فروغ ادب کوکن کے زیر اہتمام مشاعرہ منعقد کیا گیا ہے جس میں بیرونی شعرائے کرام بھی شرکت کررہے ہیں۔ اہل ذوق سے شرکت کی گزارش ہے۔

کمپیوٹر کی تاریخ

طارق سجاد

کمپیوٹر کی تاریخ بتانے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ کمپیوٹر نے دنیا کی تاریخ بدل کر رکھ دی ہے۔ آج ہندوستان کا امیر ترین آدمی ٹاٹا۔ برلا۔ امبانی نہیں بلکہ عظیم پریم جی ہے اور اس کی ٹاٹا یا برلا کی طرح ہزاروں نہیں بلکہ صرف ایک کمپیوٹر کمپنی ہے جس کا نام Wipro (وپرو) (وپرو کا نام شاید سو کروڑ ہندوستانیوں میں سے ۹۰ کروڑ کو بھی نہیں معلوم ہوگا) ہے اور جس کی ذاتی دولت ۷ ہزار کروڑ میں شمار کی جاتی ہے اور یہ کرشمہ صرف پچھلے ۱۵ سال میں ہوا ہے۔

انسانی زندگی کی حرکات و سکنات اور غور و فکر کو جس ایک شے نے گذشتہ دو دہائیوں میں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ہے کمپیوٹر۔ کمپیوٹر کو آگ اور پہیے کے بعد انسانی تاریخ کی تیسری سب سے بڑی ایجاد تسلیم کیا جارہا ہے۔ اسی کمپیوٹر کی تکنیک نے معلوماتی انقلاب (Info - Revolution) اور معلوماتی لہر (Info - wave) برپا کر کے پوری دنیا کو ایک گانو (Global Village) کی مانند کر دیا ہے۔ آج دنیا بھر کی معلومات ہماری انگلیوں کے اشاروں پر رقصاں ہے۔ دراصل "انفارمیشن ٹکنالوجی" اور "انٹرنیٹ" اسی کمپیوٹر کے مرہونِ منت ہیں۔

کمپیوٹر ایک ایسا خودکار (automatic) الیکٹرونک آلہ ہے جو اعداد و شمار کو حل اور مختلف قسم کے منطقی (logical0) عمل کو کنٹرول کرتا ہے۔ موجودہ عددی (digital) کمپیوٹر میں تمام اعداد و شمار کو '0' (زیرو) اور '1' ان دو اعداد (ڈیجیٹ) میں پیش کیا جاتا ہے جیسے اصطلاحاً "بٹس" (bits) کہتے ہیں۔ اسی طرح کے "8" بٹس کے مجموعے کو ایک "بائٹ" (byte) کہتے ہیں۔ ایک "بائٹ" دراصل کمپیوٹر میں ایک حرف (charachter) کی نشاندہی کرتا ہے۔ کمپیوٹر میں "لفظ" (word) ایک دوسری اصطلاح ہے جو کہ کمپیوٹر میں ایک وقت میں ایک ہی معلومات کو اسی وقفے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی ہے۔ ایک "لفظ" عام طور سے "8" ,"16" ,"32" یا "64" بٹس پر مشتمل ہوتا ہے۔ 32 بٹ کمپیوٹر (32 bits computer) کا مطلب یہ ہے کہ کمپیوٹر کا ورڈ سائز 32 ہے۔

جان وان نیومین (John Von Neuman) ماڈل - جان وان نیومین کی پیدائش ہنگری میں 1903 میں ہوئی۔ جون 1945 میں اس نے وان نیومین کمپیوٹر کے نام سے دنیا کے پہلے کمپیوٹر کا ڈیزائن پیش کیا۔ آج زیادہ تر کمپیوٹر اسی کے تشکیل کردہ فن کی بنیاد پر فروغ دیے گئے ہیں۔ ہر کمپیوٹر میں مندرجہ ذیل چار حصے ہوتے ہیں۔

(۱) حسابی اور منطقی اکائی
(arithematical logic unit (ALU)

(۲) کنٹرول یونٹ (Contro Unit)

(۳) مادخل وماحصل اکائی
(input/ouput system)

(۴) یادداشت (memory)

نیومین کے مطابق کمپیوٹر کو اپنے اعداد و شمار کو حل کرنے اور مختلف طرح کے منطقی عمل کو بروئے کار (execute) لانے میں ایک ایسی یونٹ کی ضرورت پڑی ہے جو کمپیوٹر کو دیے گئے مادخل (input) سے ایک خاطر خواہ ماحصل (output) نکال سکے۔ اس یونٹ کو اس نے اے۔ ایل۔ یو (ALU) نام دیا۔ اس کے علاوہ ایک کنٹرول سگنل کی بھی ضرورت تھی جو اس یونٹ کو کسی خاص قسم کے آپریشن کرانے کے لیے ہدایت دے سکے۔ چنانچہ کنٹرول یونٹ کے ذریعے اس نے کنٹرول سگنل پیدا کرنے کی سہولت رکھی۔ انھیں دو یونٹوں یعنی حسابی اور منطقی یونٹ (ALU) اور کنٹرول یونٹ (CU) کے اس مجموعے کو مرکزی عمل گاہ (CPU) کہتے ہیں جو کسی بھی کمپیوٹر ہارڈ ویئر کا ایک بے حد اہم حصہ ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ کمپیوٹر ہارڈ ویئر دراصل ان تمام کل پرزوں کو کہتے ہیں جن کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ٹرانزسٹر سرکٹ، ڈسک، کی بورڈ، ماؤس، پرنٹر اور اس طرح دیگر مادی اجزاء (Physical components) کے مجموعے کو کمپیوٹر ہارڈ ویئر کہتے ہیں۔

چنانچہ اے۔ ایل۔ یو تمام طرح کے جوڑ، گھٹاؤ، ضرب اور تقسیم کا کام انجام دیتا ہے جب کہ کنٹرول یونٹ پر ہدایت کے کوڈ کی تشریح (interpret) کر کے اس ہدایت کو بروئے کار لانے کے لیے کنٹرول سگنل پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ حسابی و منطقی اکائی منطقی عمل کا بھی حامل ہے۔ مثلاً یہ کہ "A" بڑا ہے "B" سے (A>B)۔ اس کو بھی یہ یونٹ حل کرنے کی اہل ہے۔

سوال یہ ہے کہ کمپیوٹر کو ہدایات اور اعداد و شمار کیسے ملتے ہیں؟ اس کے لیے نیومین نے مادخل (input) موڈیول کی ضرورت کی نشاندہی کی تاکہ اس کے ذریعے باہر سے کمپیوٹر میں اعداد و شمار (data) اور ہدایات (instructions) داخل کیے جا سکیں۔ اسی طرح سے کمپیوٹر کے ذریعے حل کیے گئے مواد کو بھی ایک خاص فارم میں لانے کی ضرورت تھی جس کے لیے ماحصل (output) موڈیول کو بھی کمپیوٹر کا ایک اہم جز مانا گیا۔ کمپیوٹر کے اعداد و شمار کو محفوظ کر کے رکھنے کی بھی ضرورت تھی کیوں کہ اس کے بغیر کمپیوٹر کو کسی بھی آپریشن میں بار بار بروئے کار لانا ممکن نہیں تھا۔ بعض اوقات عملاً ایک ہی طرح کے اعداد و شمار کو مختلف جگہوں پر استعمال کرنے کی مسلسل ضرورت پڑتی رہتی ہے لہٰذا نیومین نے ایک "یادداشت یونٹ" (memory unit) کو بھی ضروری قرار دیا جو کہ ہر طرح کی معلومات کو چھوٹے چھوٹے حافظے کے سالموں (میموری سیل) میں محفوظ کر کے دیر تک رکھ سکے۔ ہر میموری سیل کا ایک مخصوص پتا (address) ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ کمپیوٹر کی یادداشت (memory) کلو بائٹ (KB) یا میگا بائٹ (MB) میں ناپی جاتی ہے۔ ایک کلو بائٹ دراصل ایک ہزار بائٹ ہوتا ہے اور ایک میگا بائٹ تقریباً ایک ملین بائٹ سے زائد ہوتا ہے۔

مشینی کمپیوٹر (Mechanical Computer)

کمپیوٹر کا بابائے آدم چارلس بیج (Charles Babbage) کو کہا جاتا ہے جس کی پیدائش لندن میں 1792 میں ہوئی تھی۔ اس نے سب سے پہلے 1820 میں ایک مشینی کمپیوٹر کو فروغ دینے کی کوشش کی جس کا نام اس نے تجزیاتی انجن (analytical engine) رکھا۔ اس انجن میں اس نے مادخل کو "کارڈ" یادداشت کو "اسٹور"

(Store) مرکزی عمل گاہ (CPU) کو "مل" (mill) اور ماحصل کو "پرنٹر" کہا۔ گو کہ اس کو اپنے اس انجن میں زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی لیکن پھر بھی اس نے کمپیوٹر کی تاریخ میں اپنا نام اس انجن کے ذریعے درج کر ہی لیا۔

پہلی نسل کا کمپیوٹر : "الیکٹرونک نیومیریکل انٹیگریٹر اینڈ کیلکولیٹر (electronic numerical integrator and calculator) دنیا کا وہ پہلا مکمل طور سے ترقیاتی کمپیوٹر ہے جو کہ 1945 میں امریکہ کے پنسلونیا (Pennsylvania) یونیورسٹی میں فروغ دیا گیا۔ یہ اعداد و شمار کے تعین و تحفظ کی غرض سے فروغ دیا گیا تھا۔ اس کمپیوٹر میں اس وقت فی منٹ ۵ ہزار جمع (addition) اور ۵۰۰ ضرب (multiplicatin) کرنے کی صلاحیت تھی۔ یہ کمپیوٹر ویکیوم ٹیوب vacum tube) ٹکنالوجی پر مشتمل تھا۔ اس کمپیوٹر پر ایک ہی پروگرامر ایک وقت میں بیٹھ کر کام کر سکتا تھا۔ یہ 'بائنری' (binary) کے بدلے میں اعشاریہ (decimal) میں حسابات کرتا تھا۔ اس کا وزن تقریباً 30 ٹن تھا اور یہ 30x50 فٹ کے کمرے کے برابر جگہ لیتا تھا۔ اس کو چالو کرنے میں تقریبا 15 ہزار واٹ کی توانائی (energy) درکار تھی۔

دوسری نسل کا کمپیوٹر . ٹرانزسٹر (transistor) کی ایجاد 1947 میں ہوئی جس کی وجہ سے 1950 میں برقی (الیکٹرونک) انقلاب برپا ہو گیا۔ تمام بڑے بڑے ویکیوم ٹیوب کی جگہ اس چھوٹے سے ٹرانزسٹر نے لے لی اور کمپیوٹر کی ٹکنالوجی میں بھی اس کی وجہ سے غیر معمولی تغیر آگیا۔ اس کی وجہ سے کمپیوٹر کی رفتار کافی تیز ہو گئی۔ اس کی یادداشت میں غیر معمولی وسعت پیدا ہو گئی اور پچھلی نسل کے مقابلے میں قد و قامت میں بھی یہ بہت چھوٹا ہو گیا۔ اسی دور سے کمپیوٹر میں سسٹم سافٹ ویئر کی بھی شروعات ہوئی۔ اس دور کے کمپیوٹر میں آئی۔بی۔ایم "700 سیریز" کا کمپیوٹر کافی شہرت یافتہ ہوا۔

تیسری نسل کا کمپیوٹر سنہ ستر کی دہائی سے مائیکرو الیکٹرونک کا دور شروع ہوا جب سلیکین (silicon) کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے میں کئی ہزار ٹرانزسٹر اور دوسرے الیکٹرونک اجزا کو ایک چپ (chip) پر یکجا کر لیا گیا، جسے انضمامی سرکٹ (integrated circuit) بھی کہتے ہیں۔ اسی آئی۔سی۔(IC) نے کمپیوٹر کی تیسری نسل کو جنم دیا۔ اس تکنیک کے ذریعے تقریبا دس کروڑ سے زائد الیکٹرونک اجزا (components) ایک چپ میں یکجا (assembled) کیے جا سکتے ہیں جسے بہت بڑے پیمانے کی انضمامی تکنیک (large scale integration) بھی کہا جاتا ہے۔ اس تکنیک کی مدد سے کمپیوٹر میں شمار کرنے کی (calculating) رفتار دوسری نسل سے بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی کمپیوٹر چپ کی قیمت بھی کم ہو گئی۔ اس کے سائز میں مزید کمی آئی اور اس سے اعتماد و استحکام میں بھی کافی اضافہ ہو گیا۔ اس طرح کی نسل کے کمپیوٹر میں آئی۔بی۔ایم۔ "سسٹم 360" فیملی اور "ڈیک۔پی۔ڈی۔پی 8" (DEC-PDP/8) کافی نمایاں ہیں۔

چوتھی نسل کا کمپیوٹر ویری لارج اسکیل انٹیگریشن (VLSI) تکنیک کی بنیاد پر فروغ دیے جانے والے کمپیوٹر کو چوتھی نسل کا کمپیوٹر کہا جاتا ہے جس میں ہزاروں ٹرانزسٹرز کو ایک تنہا چپ میں یکجا کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ اس طرح سی۔پی۔یو یا کمپیوٹر کی میموری ایک چپ پر آنے لگی اور اس طرح کے کمپیوٹر کو کافی بڑے پیمانے پر کم لاگت میں

نقش کوکن

بنایا جانے لگا۔

مائکروپراسیسر (microprocessor)

انٹیل(intel) نام کی کمپنی نے کمپیوٹر کے باب میں 1971 میں مائکروپراسیسر کو فروغ دے کر ایک حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا۔ مائکروپراسیسر اس تنہا چپ کو کہتے ہیں جس میں کمپیوٹر کے تمام اجزا یکجا رہتے ہیں۔ 1974 میں انٹیل نے "8080" مائکروپراسیسر کو فروغ دیا جو کہ 8 بائٹ پر مشتمل تھا اور اس کو کمپیوٹر میں بڑے پیمانے پر استعمال کیا جانے لگا۔ اب 32 اور 64 بائٹ والے مائکروپراسیسر بھی فروغ پاچکے ہیں۔ انٹیل کمپنی نے مائکروپراسیسر چپ میں اپنی اجارہ داری 80 کے اواخر تک بنائے رکھی۔ وہ انٹیل سیریز کے کئی پراسیسر اب تک منظر عام پر لایا ہے۔ انٹیل کے علاوہ موٹورولا (Motorola) اے۔ ایم۔ ڈی (AMD) اور سائرکس (Cyrix) نے بھی اب آزادانہ طور پر پراسیسر کو فروغ دینا شروع کردیا ہے جو انٹیل کے مقابلے میں آچکے ہیں۔ لیکن پھر بھی آج زیادہ تر پرسنل کمپیوٹر میں انٹیل کے پراسیسر چپ ہی کا مطالبہ ہے۔ انٹیل نے اب تک جتنے بھی پراسیسر چپ فروغ دیے ہیں ان کی فہرست اس طرح ہے۔

(۱) 8080 یہ سب سے پہلا مائکروپراسیسر چپ تھا جو کہ 1974 میں عمومی مقاصد کے پراسیسر کی حیثیت سے کمپیوٹر میں استعمال کیا گیا۔ یہ 8 بائٹ کا مائکروپراسیسر تھا جو اب بالکل متروک (obsolete) ہوچکا ہے۔ اس میں تقریباً 10 ہزار ٹرانزسٹر لگے ہوئے تھے اور یہ ایک سیکنڈ میں ایک میلین ہدایات کو قبول کرنے کا اہل تھا۔

(۲) 8086 8080 کے بعد انٹیل نے "8085" اور "8086" چپ کو فروغ دیا۔ 8086 چپ "16" بٹ کا مائکروپراسیسر تھا اور اسی چپ کو پہلی بار آئی۔ بی۔ ایم (International Business Machine) نے اپنے پرسنل کمپیوٹر میں استعمال کیا۔

(۳) 8088 1981 کے اواخر میں آئی۔ بی۔ ایم (IBM) نے اپنے پرسنل کمپیوٹر میں انٹیل کا 8088 مائکروپراسیسر چپ لگا کر اور بل گیٹس (Bill Gates) کا ڈسک آپریٹنگ سسٹم (DOS) کو بطور آپریٹنگ سافٹ ویئر کے استعمال کر کے پہلی بار کمپیوٹر مارکیٹ میں اتارا۔ اس چپ میں تقریباً 150 ہزار ٹرانزسٹر لگے ہوئے تھے اور اس کی صلاحیت ایک سیکنڈ میں 5 1 ملین ہدایات کو قبول کرنے کی تھی۔ پھر آئی۔ بی۔ ایم نے 1982 میں پی۔ سی / ایکس ٹی (PC/XT) کے نام سے کمپیوٹر کو بازار میں اتارا جس میں ایک فلاپی ڈرائیو، ایک میگا بائٹ کا ہارڈ ڈسک اور 256 کلو بائٹ کا میموری لگا ہوا تھا۔

(۴) 80286 آئی۔ بی۔ ایم 1983 میں پی سی / اے ٹی (PC/AT) کے نام سے انٹیل کے "296" چپ کو بازار میں لایا۔ اس پراسیسر سے ترقی یافتہ کمپیوٹر تکنیک (advanced technology) کے دور کی شروعات ہوئی اور اس کے تمام کمپیوٹر کو "پرسنل کمپیوٹر ایڈوانس ٹکنالوجی" (PC/AT) کہا جانے لگا۔ اس میں صحیح معنوں میں 16 بائٹ کا پراسیسر لگا ہوا تھا اور اس میں ایک سو ہزار سے زائد ٹرانزسٹر لگے ہوئے تھے۔ پرسنل کمپیوٹر کو اسی چپ کی وجہ سے "286" بھی کہا جانے لگا۔

(۵) 80386 1987 میں انٹیل پنٹیم نے 80386 پراسیسر بنا کر تیسری نسل کے کمپیوٹر کی داغ بیل ڈالی۔ اس میں تقریباً 5 0 ملین ٹرانزسٹر لگے ہوئے تھے اور اس میں تقریباً 5 12 ملین ہدایات ایک سیکنڈ میں قبول کرنے کی صلاحیت تھی۔ یہ پرسنل کمپیوٹر تقریباً 5 سال پورے

مارکیٹ میں "386" کے نام سے چھایا رہا۔

(۶) **80486** : اس کو چوتھی نسل کا پرسنل کمپیوٹر بھی کہا جاتا ہے جو کہ 1992 میں منظر عام پر آیا۔ اس سیریز کے دوسرے پراسیسر مثلاً 486DX4,486DX2 وغیرہ کو بھی انٹیل نے ترقی دی۔ 1995 کے اواخر تک 486DX4 کمپیوٹر مارکیٹ میں اپنی بنیادی سطح (entry level) کو مضبوط بنا چکا تھا۔ اس سے قبل کے تمام پراسیسر ازکار رفتہ ہو چکے تھے۔ یہ "32" بٹ کا پراسیسر تھا جس میں تقریباً ایک ملین ٹرانزسٹر لگے ہوئے تھے اور اس میں ایک سیکنڈ میں 25 ملین ہدایات کو بروئے کار لانے کی صلاحیت تھی۔

(۷) پنٹیم انٹیل نے 486 پراسیسر کو بازار میں لانے کے بعد ہندسوں (numbers) میں پراسیسر کا نام رکھنا بند کردیا کیوں کہ دوسری کمپنیاں وہی نام رکھ کر نقلی (duplicate) پراسیسر بنانے لگ گئیں۔ اس سے انٹیل کے پراسیسر اور دوسری کمپنیوں کے پراسیسر میں واضح تفریق نہیں ہو پاتی تھی۔ لہٰذا مارکیٹنگ کو مد نظر رکھتے ہوئے انٹیل نے اپنی پانچویں نسل کے پرسنل کمپیوٹر چپ کا نام "586" کے بجائے ''انٹیل پنٹیم'' (Inter Pentium) رکھا۔ اس مارکے (brand) کی وجہ سے دوسری کمپنیوں کو اب کاپی کرنے میں دشواری ہوگئی۔ انٹیل 1996 کے بعد سے اب تک پنٹیم ایم۔ایم۔ایکس (Pentium MMX) پنٹیم پرو (Pentium pro) اور پنٹیم II (Pentium II) پراسیسرس مارکیٹ میں لایا ہے۔ ابھی حال ہی میں 7 مئی 1997 کو انٹیل پنٹیم پرو اور پنٹیم MMX ان دونوں کی خصوصیات کو یکجا کر کے پنٹیم II کو منظر عام پر لایا ہے۔ یہ تمام پراسیسر بے حد تیز رفتار کام کرتے ہیں اور ان میں تقریباً دس ملین ٹرانزسٹر لگے ہوئے ہیں جو ایک سیکنڈ میں تقریباً 500 ملین پراسیسر پوری طرح سے ملٹی میڈیا کو تقویت (support) پہنچاتے ہیں اور اس کے ذریعے انٹرنیٹ سے تمام تصاویر اور گرافکس اچھی طرح سے ہو بہو نقل (download) کیے جا سکتے ہیں۔ اب انٹیل IA64 نام کا پراسیسر بازار میں لانا چاہتا ہے۔

انٹیل پنٹیم کے مقابلے میں AMD نے بازار میں اپنے "K" سیریز کے پراسیسر اتارے ہیں جن میں K5 اور K6 زیادہ مقبول ہیں۔ اب AMD مارکیٹ میں K7 پراسیسر لانا چاہتا ہے۔ اسی طرح سائرکس میڈیا (Cyrix Media) نے GX سیریز کے پراسیسر بازار میں اتارے ہیں جن میں 6X86 اور 6X86MX نمایاں ہیں۔ ہندوستان میں "وپرو" (Wipro) کمپنی اس چپ کا اپنے کمپیوٹر میں خوب استعمال کررہی ہے۔ اب "سائرکس" بازار میں اپنا M3 پراسیسر انٹیل کے IA64 کے جواب میں لانا چاہتی ہے۔

''مور کا قانون'' (Moore's law) کے نقطۂ نظر سے ایسا اندازہ لگایا جارہا ہے کہ انٹیل اور دیگر کمپنیاں اس صدی کے اواخر تک ایسے پراسیسر بنالیں گی جن میں ایک سو ملین سے زائد ٹرانزسٹر لگے ہوں گے اور جن میں ایک سیکنڈ میں 2500 ملین سے زائد ہدایت کو روبہ عمل لانے کی صلاحیت ہوگی۔ واضح رہے کہ گارڈن مور (Gorden Moore) نے جنھوں نے 1945 میں بوب نویسی (Bob Noyce) کے ساتھ مل کر انٹیل کی داغ بیل ڈالی تھی، یہ قیاس کیا تھا کہ کمپیوٹر چپ کی گنجائش (capacity) ہر سال دوگنی ہوتی چلی جائے گی۔ گو کہ 1975 تک اس کے اس قیاس میں اتنی جان نہیں پیدا ہوئی لیکن انضمامی سرکٹ کے فروغ ہوتے ہی اس کی یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ نتیجے کے طور پر آج بھی انجینئروں کا دعوی ہے کہ مور کے قیاس

کے مطابق ہر سال دو سال میں نیا چپ پرانے چپ کو ناکارہ (obsolete) بنا رہا ہے کیوں کہ چپ کی صلاحیت ہر اٹھارہ مہینوں میں دوگنی ہوتی جا رہی ہے۔ اسی کو دراصل توسیع اضافی (exponential increase) کہتے ہیں۔ چنانچہ اس تیز رفتاری کی وجہ سے 1980 سے لے کر 1998 تک کی پچھلے کمپیوٹرس محض 15 سال کی مختصر مدت میں از کار رفتہ ہو گئے اور کمپیوٹر انڈسٹری میں کمپیوٹر کی قیمتوں میں غیر معمولی گراوٹ آ گئی۔

اس توسیع اضافی کی سرعتِ رفتار کی ایک دلچسپ حکایت (fable) کچھ یوں بیان کی جاتی ہے ۔

ہندوستانی تاریخ کے کسی دور میں "شیر ہم" (Shirham) نام کا ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا۔ اس نے اپنے ایک وزیر سے جس نے اس کے لیے شطرنج کا کھیل ایجاد کیا تھا، کہا کہ بولو تم کو اس کے عوض کیا انعام دیا جائے ؟ وزیر نے کہا بادشاہ سلامت مجھے اور کچھ نہیں چاہئے، صرف آپ ایسا کریں کہ شطرنج کی بساط کے پہلے خانے کے لیے مجھے ایک دانہ گیہوں، دو دانہ گیہوں دوسرے خانے (square) کے لیے چار دانہ گیہوں تیسرے کے لیے، اور اسی طرح ہر خانے کے لیے دانے کو دوگنا کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ 64 خانہ مکمل ہو جائے ۔ اتنا گن کر آپ میرے حوالے کر دیں۔ میں بس اتنا ہی چاہتا ہوں۔

بادشاہ نے ایک بستہ گیہوں کے دانے لانے کا حکم دیا اور کہا کہ وزیر کے لیے دانوں کو گن کر اسی شطرنج کی بساط پر رکھا جائے۔ چنانچہ ایک دانہ شطرنج کی پہلی قطار کے پہلے خانے میں رکھ دیا گیا۔ دوسرے خانے میں 2 دانوں کو رکھا گیا۔ تیسرے خانے میں 4 اور اسی طرح چوتھے، پانچویں چھٹے اور ساتویں خانے میں 64,32,8 اور 128 دانے گن کر رکھ دیے گئے۔ پہلی قطار کے آخری آٹھویں خانے میں بادشاہ کے آدمیوں نے 255 دانے گن کر رکھ دیے۔

بادشاہ نے اس وقت کوئی خیال نہیں کیا۔ کیوں کہ اس نے سوچا کہ کچھ اور گیہوں کے دانوں کی ضرورت ہو گی اور 64 خانوں کو بھرنے میں مشکل سے 4 گھنٹے بھی نہیں لگیں گے۔

جب دوسری قطار کی گنتی بادشاہ کے سپلائی ماسٹر نے پوری کی تو اس کو سولہویں مربع (square) تک پہنچنے میں 18 گھنٹے لگے اور 16 ویں خانے کے لیے 65535 گیہوں کے دانوں کو گنا گیا۔ تیسری صف کے آخری تک پہنچنے میں 92 دن لگے اور شطرنج کی بساط کے 24 ویں خانے کے لیے 4 8 ملین دانے گنے گئے اور ابھی تک 40 خانے خالی ہی تھے۔ اب یہ مان کر چلا جائے کہ بادشاہ کو بالآخر اپنے وزیر سے کیا گیا وعدہ توڑنا پڑا کیوں کہ اس طرح 40 خانوں کے لیے دانوں کا گننا تقریباً ناممکن تھا۔ شطرنج کے پورے 64 خانوں کے لیے وزیر کے بنائے ہوئے فارمولے سے گننے میں 18,446,774,073,709,551,615 گیہوں کے دانوں کی ضرورت تھی اور جن کو گننے میں 584 بلین سال لگتے۔ لطف یہ ہے کہ سائنس دانوں نے زمین کی مدت کا جو اندازہ لگایا ہے وہ صرف 5 4 بلین سال ہی ہے۔ بادشاہ نے گنتی کے دوران کسی جگہ پر یہ محسوس کیا کہ وزیر نے اس کو بیوقوف بنایا ہے چنانچہ اس نے وزیر کا سر قلم کروادیا۔

کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹکنالوجی میں غیر معمولی تغیر اور تیز رفتاری کیوں کر رونما ہوئی اور اس نے کس طرح دنیا کا نقشہ بدل دیا۔

کمپیوٹر کے اقسام (Classification) . کمپیوٹر کو 4 مختلف قسموں میں اس طرح رکھا جا سکتا ہے۔

(۱) مائکروکمپیوٹر (Microcomputer)

مائکروکمپیوٹر کی مرکزی عمل گاہ ایک پراسیسر ہوتا ہے جس کی شروعات 70 کے اواخر سے ہوئی۔ آج گھروں میں یا آفسوں میں جتنے بھی پرسنل کمپیوٹر لگے ہوئے ہیں وہ اسی کے تحت آتے ہیں۔ انٹیل کے تمام چپ 8080 سے لے کر پنٹیم تک مائکروکمپیوٹر میں پراسیسر کا کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ موٹورولا MC68000 اور MC68020 چپ، 16 اور 32 بٹ والا کمپیوٹر بازار میں لایا ہے۔ آج کل یہ مائکروکمپیوٹر بہت ہی چھوٹے سائز میں بھی منظر عام پر آگیا ہے جس کو آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے۔ لیپ ٹاپ (Lap Top) نوٹ بک (Note Book) اور پام ٹاپ (Palm Top) اس طرح کے بہت چھوٹے کمپیوٹر آج کل اسی کی بدولت بازار میں آگئے ہیں۔

(۲) منی کمپیوٹر (Minicomputer)

منی کمپیوٹر کی شروعات 1960 سے ہوئی۔ سب سے پہلا منی کمپیوٹر ڈیجیٹل کارپوریشن (DEC) نے پی ڈی پی-1 (PDP-1) کے نام سے 1960 میں بنایا۔ اس کے بعد آئی بی ایم نے 1961 میں "1601" اور 1962 میں "7094" سیریز کے منی کمپیوٹرس بنائے جو کہ سائنسی مقاصد کے لیے استعمال کیے گئے۔ 1965 میں DEC نے "PDP-8" بناکر تقریباً 50 ہزار کی تعداد میں عام مقاصد کے لیے منی کمپیوٹر کو بازار میں فروخت کیا۔ اس کا استعمال گو کہ موجودہ دور میں زیادہ نہیں ہو رہا ہے پھر بھی بڑے بڑے سرور (server) جس میں کئی کمپنیوں کے ڈیٹا بیس اسٹور ہیں، اسی کمپیوٹر کا استعمال کر رہے ہیں۔ بعد میں اسی منی کمپیوٹر کو جب 32 بٹ میں فروغ دیا گیا تو یہ "سپر منی" کہلانے لگا۔ 1978 میں DEC نے ویکس (VAX) نام کا پہلا سپر منی کمپیوٹر فروغ دیا۔ اس کمپیوٹر میں پہلے قسم کے کمپیوٹر کے مقابلے میں زیادہ یادداشت ہوتی ہے اور کئی لوگ اس کو بیک وقت استعمال کر سکتے ہیں۔

(۳) مین فریم (Main Frame)

آئی بی ایم نے 1959 میں "7090" سیریز کا پہلا مین فریم کمپیوٹر سائنسی اور ریسرچ مقاصد کے لیے منظر عام پر پیش کیا۔ اس کے بعد 1962 میں اس نے "7094" سیریز کا کمپیوٹر مارکیٹ میں پیش کیا۔ مین فریم کمپیوٹر عموی طور پر 32 بائٹ یا اس سے زائد والا کمپیوٹر ہوتا ہے۔ یہ کمپیوٹر بڑے بڑے ریسرچ اداروں اور سائنسی اکیڈمیوں میں نصب ہوتے ہیں جہاں مختلف طرح کے کام اس کے ذریعے کیے جاتے ہیں۔ مین فریم کا جن قابل ذکر چیزوں میں استعمال ہوتا ہے وہ ہیں ریموٹ سنسنگ (remote sensing)، سیسمک ڈیٹا پراسینگ (seismic data processin)، کریڈٹ کارڈ پراسسنگ، اسٹور اور گودام کے مال کا تخمینہ وغیرہ۔ اس سیریز کے کچھ اہم کمپیوٹر ہیں مثلاً ICL, DEC (SPEERY) اسپیری، MEDHA وغیرہ۔

(۴) سپر کمپیوٹر (super computer)

مین فریم مشین کی اعلا تکنیک دراصل سپر کمپیوٹر کے زمرے میں آتی ہے۔ ایسے کمپیوٹر سب سے تیز کام کرتے ہیں اور اس میں ہدایات ایک ساتھ بروئے کار لائی جاتی ہیں جنھیں "ملٹی پراسینگ تکنیک" (Multi processing technique) کہتے ہیں۔ ان مشینوں میں کئی پراسیسر لگے رہتے ہیں اور یہ سب مل کر کسی بھی مسئلے کو حل کرتے ہیں۔ سب سے پہلا سپر کمپیوٹر 1976 میں "کرے - 1" (Cray-1) کے نام سے فروغ دیا گیا۔ (جاری)

• کوکن کی سیر •

فاروق رحمٰن

اسلام کی نورانی کرنوں سے منور۔ بستی شرنگاری تعلقہ گوہاگر

گاؤں کا نام	شرنگاری
تعلقہ	گوہاگر
ضلع	رتناگیری
رقبہ	چار مربع کلو میٹر
آبادی	۱۵۰۰
مکانات کی تعداد	۲۵۰
بیرون ممالک برسر روزگار افراد کی تعداد	۱۰۰
مسجد ایک	مدرسہ ایک
اردو پرائمری اسکول	ایک

تعلقہ گوہاگر، ضلع رتناگری کا ایک پچھڑا ہوا علاقہ ہے
س علاقے کی ایک چھوٹی سی لیکن خوشحال بستی ہے شرنگاری۔
س کے مغرب میں دس کلو میٹر کے فاصلے پر بحیر عرب
ال، واں سے اور پندرہ کلو میٹر کے فاصلے پر 'انرون' کمپنی
ہے۔ اس کمپنی کے بجلی پروجیکٹ کے بارے میں کہا جاتا ہے
۔ یہ مہاراشٹر ریاست میں بجلی فراہم کرنے والا سب سے
اپروجیکٹ ہے۔ اس کمپنی میں شرنگاری کے بھی ۱۵ افراد
برسر روزگار ہیں۔

بستی شرنگاری ایک چھوٹے سے پہاڑ پر بسی
بصورت بستی ہے۔ اس سے متصل نشیب میں 'تلی' بازار
یٹھ ہے جس کا نام اب شرنگار تلی کر دیا گیا ہے۔ انرون کمپنی
ی آمد کے بعد تلی بازار پیٹھ کی اہمیت کافی بڑھ گئی ہے۔
اطراف میں بسے گاؤں کے لوگ بھی اس میں خرید و فروخت کرنے آتے ہیں۔ سنیچر کے روز ہفتہ واری بازار بھرتا ہے۔

شرنگاری کے دوراندیش باشندوں نے مستقبل کی آہٹ بہت پہلے سے سن لی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج تقریباً ۵۰ دکانیں ان کے قبضے میں ہیں۔ یہاں تک کہ چند نوجوانوں نے دلیرانہ قدم اٹھاتے ہوئے عرب ممالک کی ملازمت ترک کر کے تلی پر اپنی دکانیں کر لی ہیں۔ تلی پر پانچ دواخانے ہیں جن میں گاؤں سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹروں کی تعداد تین ہے۔ ڈاکٹر فاطمہ نور محمد صالح، ڈاکٹر نور محمد صالح اور ڈاکٹر حسین قاضی اپ اپنے طور پر مریضوں کی خدمت میں مصروف ہیں۔

تلی سے ایک پکی سڑک کے ذریعے جب ہم اوپر شرنگاری میں داخل ہوتے ہیں تو سڑک کی دونوں جانب دو کشادہ قبرستان نظر آتے ہیں جو اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے اور انسان ایک مسافر کی طرح ہے جسے ایک نہ ایک دن اس دنیا کو خیر باد کرنا ہے۔ زندگی اور موت کے فلسفے پر سوچتے ہوئے جب ہم آگے بڑھتے ہیں تو ہمارے کانوں میں قرآنی آیات کی خوش الحان آوازیں آتی ہیں اور موت کے تعلق سے سارے خدشات کچھ ایسے غائب ہو جاتے ہیں جیسے زوردار بارش کے بعد درختوں کے پتوں سے دھول غائب ہو جاتی ہے۔ مدرسہ قاسم العلوم کا خوشنما بورڈ ہمارا استقبال کرتا ہے۔

مدرسے میں ہماری ملاقات بانی و صدر مدرسہ جناب ابراہیم سلیمان گھارے سے ہوتی ہے۔ وہی ابراہیم گھارے جن کی ذاتی محنت اور دلچسپی کی وجہ سے مدرسہ قاسم العلوم وجود میں آیا۔ انہوں نے نہ صرف بیرونی ممالک سے چندہ اکٹھا کرنے میں دلچسپی دکھائی بلکہ بستی کی نوجوان نسل کو بھی مدرسے کی تعمیر کی جانب راغب کیا اور آج اللہ کے فضل و کرم سے ان کی سرپرستی میں مدرسہ قاسم العلوم پورے خطۂ کوکن میں دین کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہے۔

مدرسے کی عالیشان کارکردگی کا یہ عالم ہے کہ آج شرنگاری میں تقریباً ۵۰ حافظ قرآن ہیں۔ چار عالم ہیں اور سات عالمہ ہیں اور عنقریب علمائے کرام کی ایک زبردست تعداد منظرعام پر آرہی ہے۔

اسلامی ماحول کا یہ عالم ہے کہ شرنگاری کے ۸۰٪ لوگ پنج وقتہ نمازی ہیں۔ ہر گھر میں دینی تعلیم کا معقول انتظام ہے۔ عورتوں میں پردے کا عام رواج ہے۔ شادی بیاہ کی رسمیں اسلامی طور طریقے سے منائی جاتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں میں دین کی تعلیم کا جذبہ فروغ پارہا ہے۔ لوگ آپس میں مل جل کر رہتے ہیں۔ باہمی محبت و یکجہتی کے مناظر جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔

شرنگاری میں پانی اور بجلی کا معقول انتظام ہے۔ جگہ جگہ آم اور ناریل کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ جس سمت نظر دوڑائیں خوبصورت پہاڑوں کے سلسلے دکھائی دیتے ہیں۔ دور تک پھیلے ہوئے چاول کے کھیت آنکھوں کو بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

شرنگاری کے زیادہ تر افراد بیرونِ ممالک برسر روزگار ہیں۔ مقامی لوگ چھوٹے موٹے کاروبار کرتے ہیں۔ عورتیں زیادہ تر خانہ داری میں مصروف رہتی ہیں۔ مہمان نوازی کا یہ عالم ہے کہ گھر آنے والا کوئی شخص چائے ناشتہ اور کھانا کھائے بغیر واپس نہیں جاسکتا۔ معاشی طور پر خوشحال ہونے کے باوجود لوگوں میں ملنساری و خلوص پایا جاتا ہے۔

جناب ابراہیم گھارے کے علاوہ بھی اور بہت سے لوگ شرنگاری کی فلاح و بہبود میں مصروف ہیں جہاں ایک طرف جناب صابر صالح، جناب حسین ملاجی، جناب عبدالکریم گھارے اور جناب سراج گھارے لوگوں کے مسائل حل کرتے نظر آتے ہیں وہیں جناب اقبال صوبیدار، جناب قاسم گھارے، جناب ناسم میمن اور جناب محمد شفیع ونو بھی لوگوں کے سکھ دکھ میں کام آتے دکھائی دیتے ہیں۔

آخر میں ادارہ نقش کوکن دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شرنگاری کے باشندوں میں مزید توانائی و خوشحالی بخشے تاکہ دین کی راہ میں چلنے والے یہ لوگ خطۂ کوکن میں اسلام کی تعلیم کو گھر گھر تک پہنچا سکیں۔ (آمین)

بقیہ صـــ ۳۸

اجے پوری دنیا کا سب سے کم عمر مائکرو سافٹ ایکزیکیٹو

اجے عامر خان کے زبردست مداح ہیں۔ اس کے والد جب بھی اسے کوئی نیا کام کرنے کے لئے کہتے ہیں اور وہ انکار کرتا ہے تو اس کے والد اسے عامر خان سے ملوانے کا وعدہ کرتے ہیں اور اجے فوراً راضی ہو جاتا ہے۔ اجے دنیا کا دوسرا بل گیٹس بننے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اجے کے والد بتاتے ہیں کہ مائکرو سافٹ اس بچے کو بل گیٹس سے ملوانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

تھائی لینڈ روانہ ہونے سے قبل اجے صدر، نائب صدر اور وزیر اعظم سے بھی ملاقات کرنے والے ہیں۔

اجے پوری دنیا کا سب سے کم عمر مائیکرو سافٹ ایکزیکٹیو

تین سالہ بچے کے بلند عزائم، بل گیٹس بننے کی تمنّا

جس عمر میں بچے کھلونوں سے کھیلتے ہیں تین سالہ اجے پروی کمپیوٹر آپریٹنگ کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اجے دنیا کا سب سے کم عمر مائکرو سافٹ ایکزیکیٹو ہے۔ اس چھوٹی سی ہی عمر میں اجے نے پوری دنیا میں دھوم مچا رکھی ہے۔ گزشتہ روز اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے چیئرمین جی.جی ویدیا نے اسٹیٹ بینک بھون میں اجے پوری کی پذیرائی کی۔ اس تقریب میں اجے کو ایک چاکلیٹ کا ڈبہ دیا گیا جسے اس نے فوراً ہی کھول دیا۔

ہندوستان میں اجے سے بہت سے لوگ بھلے ہی ناواقف ہوں مگر تھائی لینڈ میں اجے کو ہر شخص جانتا ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ اس کرشماتی بچے کے بارے میں یہاں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور یہ کہ یہاں کے اخبارات نے اس کی کرشمہ سازیوں کو اپنے صفحات پر خوب جگہ دی ہے۔

اجے پوری کے والد روی بتلاتے ہیں کہ آج کل ان کا بچہ اس قدر مشہور ہو چلا ہے کہ لوگ انہیں اس کے نام سے پہچانتے ہیں اور مجھے اجے کے والد کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ اجے کو نہ صرف یہ کہ اخبارات کی شہ سرخیوں میں جگہ ملی بلکہ اسے سین این این، بی بی سی اور زی نیوز نے بھی بہترین کوریج دیا۔

کمپیوٹر سے اجے کو دلچسپی اس وقت پیدا ہوئی جب وہ صرف ڈیڑھ سال کا تھا۔ اسی وقت اجے نے پہلی مرتبہ کمپیوٹر وائس میل کے ذریعہ بنکاک سے اپنے دادا سے گفتگو کی۔ اس کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے روی پوری نے اسے کمپیوٹر کے دوسرے سافٹ ویئر پروگراموں سے متعارف کروایا۔ یاد رہے کہ روی تھائی لینڈ میں برلا گروپ آف کمپنیز کے لئے کام کرتے ہیں۔ اجے نے بہت تیزی سے سیکھنا شروع کیا اور جلد ہی اس نے ورڈ۔۲۰۰۰، پاور پوائنٹ۔۲۰۰۰، ایکسیل۔۲۰۰۰، آوٹ لک ایکسپریس اور انٹرنیٹ ایکسپلورر جیسے سافٹ ویئرس میں مہارت حاصل کرلی۔ اجے تصاویر کی اسکینگ کے علاوہ ای۔ میل بھی روانہ کرنے کا فن جانتا ہے۔

کمپیوٹر میں مہارت حاصل کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے اندر کا بچہ ختم ہو چکا ہے۔ وہ اب بھی ایک بچے کی طرح ہی برتاؤ کرتا ہے۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے روی بتاتے ہیں "جب سی این این کی ٹیم اجے پر ڈاکیومینٹری فلم بنانے ہمارے گھر آئی تو اجے نے انہیں فلم بنانے نہیں دیا۔ جب وجہ دریافت کی گئی تو پتہ چلا کہ وہ سی این این ٹیم سے فلم اس لئے نہیں بنوانا چاہتا کیونکہ انہوں نے اس کی طرح نارنگی رنگ کی ٹی شرٹ نہیں پہن رکھی ہے۔ ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد ٹیم لوٹ گئی اور دوسرے روز وہ سارے ہی ممبران نارنگی ٹی شرٹ پہن کر آئے اور پھر فلم مکمل کی۔"

مائکرو سافٹ تھائی لینڈ کمپنی نے اجے کو بہت سی نئی سافٹ ویئر تحفے میں دی، ان میں وہ پیکج بھی تھے جو باقاعدہ طور پر بازار میں لانچ نہیں کئے گئے ہیں۔ اس کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے کمپنی نے مزید سافٹ ویئرس میں مہارت حصل کرنے میں اجے کو بہت مدد کی۔ باقی صفحہ دیگر

اتنا کافی ہے نتیجے پہ پہنچنے کے لیے

از : محمد الحسن ماہر

یہ حقیقت ہے کہ اردو کا قتل سیاست نے کیا ہے۔

اردو تو اسی روز قتل ہوئی جب گاندھی جی کا ذولسانی نظریہ جو اردو اور ہندی پر مشتمل تھا، مرکزی کابینہ میں پیش ہوا۔ پروشوتم داس ٹنڈن نے باپو کے نظریے کی مخالفت کی۔ لہٰذا رائے شماری ہوئی۔ اردو ہندی کے حق میں برابر ووٹ آئے مگر صدر مملکت ڈاکٹر راجندر پرساد کے کاسٹنگ ووٹ دینے سے ہندی کو راج بھاشا کا مقام حاصل ہوا اور اردو اپنے ہی گھر میں بے گھر ہو گئی۔ اس سیاسی فیصلے کے نتائج دیرپا ثابت ہوئے۔ اردو اس فیصلے پر نہ جانے کیوں خاموشی اختیار کر گیا مگر آج بھی اس کا خمیارہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اس کے بعد اردو کو ختم کرنے میں جو کسر باقی تھی وہ سہ لسانی فارمولے کے نفاذ سے پوری کی گئی۔ اردو کے اداروں مثلاً عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ وغیرہ کو نشانہ بنایا گیا اور کسی نہ کسی بہانے سے اردو کو ختم کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی۔ یہ سب منظم اسکیم کے تحت ہوا ہے۔

اردو اس ملک کی زبان ہے یہ شیریں اور حلاوت میں لاثانی ہے۔ اس نے تحریک آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اسی نے آزاد بھارت کو بے مثال قومی ترانہ دیا۔ اس نے وطن کو نامور شعراء، ادباء اور دانشور دیے۔ ان حقائق کو اردو کے مخالفین، منافقین اور ارباب اقتدار جانتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مانتے نہیں۔ ارباب اقتدار اگر مانتے تو اردو کو اس کا جائز حق کب کا مل چکا ہوتا۔ اردو کو اس کا حق دلانے کے لیے کئی کمیٹیاں بنیں۔ کمیٹیوں نے سفارشات پیش کیں۔ بہت کچھ ہوا اور ہوا کچھ بھی نہیں۔ ارباب اقتدار کا رویہ معشوقِ بے مہر و بے وفا کی طرح اس شعر کا غماز رہا اور اردو ہمیشہ گھائل ہوتی رہی۔ ع

ترچھا ترچھا تیر نظر کا نکلتا ہے
سیدھا سیدھا دل پہ نشانہ لگتا ہے

اب تو اردو کے مخالفین اور منافقین نے اردو کی مخالفت اور منافقت کی حدیں پار کر لیں۔ اردو کو مسلمانوں کی زبان اور غیر ملکی زبان کہا جا رہا ہے۔ اگر یہی تاریخ ہے تو پھر پنڈت دیا شنکر نسیم، منشی درگا سہائے سرور، سورج نرائن مہر، نوبت رائے نظر، چودھری جگت موہن لال رواں، چکبست، رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری، تلوک چند محروم، آنند نرائن ملا وغیرہ ہزاروں کی نامور ہستیوں کو اردو مخالف عناصر نے پتہ نہیں کس زمرے میں شمار کیا ہو گا۔ خیر ہمارے ملک میں تاریخ بدلنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

اردو کی مخالفت کا میری دانست میں صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ اردو کا رسم الخط عربی رسم الخط سے مشابہ ہے اور اسی لحاظ سے اردو مسلمانوں کی زبان کہا جا رہا ہے۔

ظلم اردو پہ بہت ہوتے ہیں اس نسبت سے
لوگ اردو کو مسلماں سمجھ لیتے ہیں

اسی لیے اس ملک میں مسلمانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہی اردو کے ساتھ ہو رہا ہے۔ خیر یہ تو ہوتا ہی رہے گا۔ اس روش میں کسی تبدیلی کا امکان مجھے تو نظر نہیں آتا۔ میں یہ احساس کمتری یا مایوسی کا شکار ہو کر نہیں کہتا بلکہ اس لیے کہہ رہا ہوں

کیا کریں، دشمنوں کی سازش میں
دوستوں کا خلوص شامل ہے

اردو سماج ذرا سی بات پر خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اردو میلوں کے انعقاد، اردو کے نام پر جلوسوں کا اہتمام اور دستخطی

ہمیں وغیرہ سے اردو سماج کا چہرہ کھلا کھلا سا نظر آرہا ہے۔ مجھے یہ سب کچھ ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی درخت کو پھلنے پھولنے کے مقصد سے اس کی جڑوں کے بجائے شاخوں پر آب پاشی ہو رہی ہے۔ اردو کی بقا اور تحفظ کا کام گھر گھر سے ہونا چاہیے۔

اس بات پر بھی خوشی کا اظہار ہو رہا ہے کہ شائع ہونے والے اردو کے اخبارات رسالوں کی تعداد بہت ہے۔ افسوس ناک پہلو تو یہ ہے کہ اردو کے نئے پڑھنے والوں کے تناظر میں اس تعداد پر کوئی غور نہیں کرتا۔ اگر غور کیا جائے تو ساری قلعی کھل جائے گی۔ بات یہ ہے کہ دو یا تین ریاستوں میں اردو کی پذیرائی ہونے سے یا اردو کو چند مراعات حاصل ہونے سے اردو کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ بات اردو کی ملک گیر پذیرائی کی ہے۔ اردو کو اس کا جائز حق دلانے کی اور اس ضمن میں اردو سماج کو ٹھوس عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔ آج یہ عالم ہے کہ اردو کے قاری وہی ہیں جو چالیس سال کی عمر سے تجاوز کر گئے ہوں۔ نئی نسل کے زیادہ تر افراد انگریزی ذریعہ تعلیم کے مدارس میں زیر تعلیم ہیں جو اردو اخباروں، رسالوں وغیرہ کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ کونوینٹ مشنری اسکولوں میں اردو تہذیب کے پروردہ بچوں کو داخل کرنے کے روح فرسا نتائج بھی سامنے آرہے ہیں۔ چند روز قبل بھٹکل کی مشنری اسکول کی طرف سے کھیلے جانے والے ڈرامہ میں پیغمبر اسلام کے کردار میں طالب علم کو پیش کرنا، عید کے تہوار پر ہاتھوں میں مہندی لگانے پر لڑکیوں کو جسمانی سزا دینا اور دوسرے طلباء کے سامنے ذلیل کرنا، لڑکیوں کو اسکرٹ پہننے پر مجبور کرنا وغیرہ واقعات آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ بھٹکل کے لوگوں نے تو جرأت مندانہ قدم اٹھا کر اپنے بچوں کو اسکول سے نکال لیا ان کا یہ قدم سب کے لیے مشعل راہ ہے۔

اردو سماج بچوں کو انگریزی میڈیم اسکولوں میں داخل کرنے کا یہ جواز پیش کرتا ہے کہ اردو کا روزی روٹی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ میری دانست میں یہ ایک خیال خام ہے جس کو یکسر دماغ سے نکال دینا چاہیے۔ اردو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے راستے میں رکاوٹ نہ بنتی ہے نہ بنی ہے۔ اردو ذریعہ تعلیم سے پڑھے ہوئے بے شمار افراد اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ اور آج بھی ہیں۔ کوئی بھی قوم اپنی نسل کو اپنے تہذیبی ورثے سے محروم نہیں کرتی اور ایسا ہوا تو قوم اپنی شناخت اپنا تشخص سب کچھ کھو دے گی۔

لہٰذا تمام حالات کا بغور جائزہ لے کر مناسب عملی قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ مثلاً الیکشن کے دوران متفقہ طور پر اس نمائندے کو ووٹ دیا جائے جو سیکولر ہو اور اردو کاز کے لیے بے لوث خدمات انجام دینے کا جذبہ رکھتا ہو۔ اسی طرح مردم شماری کے موقع پر مادری زبان کے کالم میں "اردو" درج کریں یا کروائیں۔ بہرصورت اپنی تہذیب کو زندہ رکھنے کے لیے اردو کی بقا ضروری ہے کیونکہ

مسلمان اور نہ ہندو بولتا ہے
سروں پہ چڑھ کے جادو بولتا ہے
ابھی تہذیب زندہ ہے ہماری
ابھی اک شخص اردو بولتا ہے

امید ہے کہ اردو سماج اپنی بیداری اور زندہ ضمیری کا صد فی صد ثبوت دے گا ایسی صورت میں اردو کو اس کا جائز حق یقیناً مل جائے گا۔

اور تفصیل میں جانے کی ضرورت کیا ہے
اتنا کافی ہے نتیجے پہ پہنچنے کے لیے

ہم کہاں جارہے ہیں؟

عباس اُپادے

وہ تینوں ایک ہی دفتر مین کام کرتے تھے۔ راموواس دفتر میں چپراسی تھا، تو کلکرنی ٹائپسٹ اور بنارسی داس تھاان کا افسر۔ تینوں اپنے اپنے کام میں ماہر تھے۔ تینوں ایک دوسرے کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

جب بھی کلکرنی راموسے چائے کی فرمائش کرتا تو راموبڑی خوشی سے چائے بنانے لگتا۔ جب راموچائے کے کپ میں شکرڈال کے اسے چمچے سے گھمانے لگتا تو اس کے نظروں کے سامنے کلکرنی بابو کی تصویر گھومنے لگتی۔ وہ سوچتا کلکرنی بابو کتنے اچھے ہیں۔ ان کا کام بھی کتنا پیارا ہے۔ خاص کر ٹائپنگ کرتے کلکرنی بابوراموکو بہت اچھے لگتے۔ پھر رامو دل ہی دل میں یہ ارادہ کرلیتا کہ وہ اپنے بیٹے شاموکو میٹرک پڑھاکر ضرور کلکرنی بابو جیسا ٹائپسٹ بنائے گا۔ اسی خیالوں میں کھویا راموچائے لے کر کلکرنی کے ٹیبل پر پہنچتا۔

کلکرنی چائے کا گھونٹ لے کر ٹائپنگ کرتے جاتا اور پیپر سرکانے لگتا تو اس کے سامنے اس کے افسر کی تصویر گھومنے لگتی۔ وہ سوچتا کہ کتنا خوش قسمت ہے اس کا افسر۔ کتنی پیاری ہے اس کی تنخواہ۔ پھراوپری کمائی کا تو حساب ہی نہیں۔ اسی وجہ سے اتنا ٹھاٹ باٹ ہے۔ کار بھی کتنی اچھی ہے۔ پھر کلکرنی کے سامنے اس کے افسر کا وہ بنگلہ بھی گھومنے لگتا جسے کلکرنی نے صرف ایک بار دیکھا تھا۔ پراسے زندگی بھر تو کیا مرنے کے بعد بھی شاید بھول نہیں سکتا تھا۔ اسی خیالوں میں کھویا کلکرنی ارادہ کرلیتا کہ وہ اپنے بیٹے کو بہت پڑھائے گااور اسے اپنے افسر سے بھی بڑاافسر بنائے گا۔

اس کا افسر بھی ایک خواب دیکھتا تھا۔ اس نے ارادہ کرلیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ضرور ایک دن کمپنی کا مالک بنائے گا۔ اسی وجہ سے وہ زیادہ سے زیادہ اوپری کمائی کے پیچھے بھاگتا تھا۔

وقت بھی اپنے کام میں پیچھے نہیں رہتا۔ راموکے کالے بال اب سفید ہوگئے تھے۔ کلکرنی کو اب عینک لگ گئی تھی۔ افسر کے سر سے بھی کچھ سفید بالوں نے جھانکنا شروع کیا تھا۔ ورنہ وہ ابھی بھی جوان ہی نظر آتا تھا۔

رامو نے کڑی محنت کرکے اپنے بیٹے شاموکو میٹرک تک پہنچا ہی دیا تھا پر آگے پڑھانا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ کیونکہ مہنگائی کی وجہ سے ایک وقت کا بھر پیٹ کھانا ملنا بھی مشکل ہوگیا تھا۔ ادھر کلکرنی نے پیٹ پر پتھر باندھ کر اپنے بیٹے مہیش کو ایم۔ اے تک پڑھایا پھر بھی مہیش بیکار تھا۔

آخر بیوی کے بار بار کہنے پر اس دن کلکرنی گھر سے یہ ارادہ کرکے نکلا تھا کہ وہ مہیش کے بارے میں اپنے افسر بنارسی داس سے بات کرے گا۔ جب فائل لے کر کلکرنی ہمیشہ کی طرح اپنے افسر کے کیبن میں پہنچا تو آج پہلی بار اس کو بنارسی داس کی صورت بھیانک لگی۔ کلکرنی کچھ گھبراسا گیا۔ بنارسی داس سے کلکرنی کی یہ حالت چھپی نہیں۔ اس نے پوچھا ۔" کلکرنی کیا آج تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟"

" No Sir , No Sir" کلکرنی نے کانپتے ہوئے جواب دیا۔

نقش کوکن

"پھر کیا بات ہے؟" بنارسی داس نے پوچھا۔

"Sir" کلکرنی پھر رک گیا۔ اس سے آگے کچھ کہا نہیں جاتا تھا۔

"کلکرنی گھبراؤ نہیں۔ صاف صاف بولو۔"

"Sir میرا بیٹا مہیش جس نے ایم اے کیا۔ اسے ابھی تک کوئی نوکری نہیں مل رہی ہے۔"

"اس کو نوکری چاہیے؟" بیچ میں ہی بنارسی داس بول پڑا۔ مانو اس نے کلکرنی کے منہ کی بات چھین لی تھی۔

"Yes Sir" کلکرنی نے جلدی سے جواب دیا۔

"دیکھو کلکرنی! تم میرے بیٹے اجے کو جانتے ہی ہو۔ حال ہی میں وہ جاپان سے آیا ہے۔ اس نے ایک نئی فرم کھولی ہے۔ اس کو کلرک کی ضرورت ہے۔ آپ اسے کل ہی اجے کے پاس بھیج دینا اسے نوکری مل جائے گی۔" بنارسی داس نے بڑی نرمی سے کہا اور اجے کا کارڈ کلکرنی کو دے دیا۔

"Thank You Sir . Thank You Sir" کہتے ہوئے کلکرنی کیبن سے باہر نکلا۔ اسی وقت رامو بنارسی داس کے کیبن میں گھس گیا۔ "نمستے صاحب" رامو نے دونوں ہاتھ جوڑ کر اپنے دیوتا جیسے افسر کو سلام کیا۔

"رامو کیا بات ہے؟" بنارسی داس نے ذرا بے پرواہی سے پوچھا۔

"صاحب غریب پر مہربانی کرو۔" رامو نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"رامو! تو صاف صاف بتا کیا بات ہے۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" بنارسی داس کچھ جھنجھلاہٹ کے ساتھ بولا۔

"صاحب! میرے بیٹے نے میٹرک پاس تو کیا پر کام نہیں مل رہا ہے اسے۔"

"ارے! آج کے ہو گیا ہے تم سب لوگوں کو۔ خیر جانے دو۔ دیکھ کل تو اپنے بیٹے کو میرے اجے کی کمپنی میں بھیج۔ ادھر سے پیون کا کام ملے گا۔ جانے سے پہلے کلکرنی سے پتہ لے کے جا۔ چلو اب تو خوش ہے نا؟" بنارسی داس نے اس طرح کہا جیسے اس نے رامو کے لئے جنت کے دروازے کھول ڈالے ہوں۔

"شکریہ صاحب! شکریہ صاحب!" رامو صاحب کو دہائی دیتے ہوئے باہر آیا۔ تب ہی کلکرنی نے رامو سے چائے کی فرمائش کی۔ رامو چائے لے کر کلکرنی کے پاس پہنچا۔ کلکرنی جو آج پہلی بار ٹائپنگ میں غلطی کر رہا تھا اس نے جھٹ سے چائے کا گھونٹ لیا۔ کلکرنی کا منہ کڑوا ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آج پہلی بار رامو چائے میں شکر ڈالنا بھول گیا تھا۔

بقیہ : قرآن میں مذہبی امور کے علاوہ......

کے مختلف مراحل کے تعلق سے گہری تفصیلات دی ہیں جو بلا شبہ و صداقت پر مبنی ہیں۔ اس سے قبل انجمن اسلام کے صدر ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا نے انجمن اسلامی کی تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیوں پر اپنے خیالات پیش کئے۔

انہوں نے ڈاکٹر یوسف نجم الدین میموریل لیکچر کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ اس موقع پر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کے ایم۔اے عربی کے طالب علم کو سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے ایک سند اور ۵ ہزار روپے انعام دیا گیا۔ اس تقریب میں سعید دادرکر، شہزادی حکیم اور عبدالستار زری والا موجود تھے جنہوں نے شکریہ ادا کیا۔

☆☆☆

عظمیٰ ناہید

فاروق رحمن

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کا ایک مصرعہ ہے
"وجودِ زن سے تصویرِ کائنات میں رنگ"
کسی خاتون کی تعریف میں اس سے بہترین بات کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ واقعی عورت کے وجود کے بغیر یہ کائنات بے رنگ اور پھیکی پھیکی لگتی۔ لیکن جب ہم اقبال کی اس مثالی خاتون کی تلاش میں نکلتے ہیں تو کافی جدوجہد کے بعد ہمیں ہمیں کوئی چہرہ نظر آتا ہے۔

صابو صدیق پالی ٹیکنک لیڈیز ونگ کی ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ بھی ایسی ہی ایک خاتون ہیں۔ جی ہاں محترمہ عظمیٰ ناہید جن کے وجود سے حوصلہ پاکر آج ہزاروں طالبات اپنی زندگی میں علم و ہنر کے رنگ بھر رہی ہیں۔

آج ممبئی میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے جتنی تحریکیں چلائی جا رہی ہیں ان میں عظمیٰ صاحبہ کا نام اوّل نمبر کی پوزیشن پر نظر آتا ہے۔ اور اپنی اس اوّل نمبر کی پوزیشن کا سارا کریڈٹ موصوفہ اپنے والدین کو دیتی ہیں۔ اُن کا خیال ہے جذبے انسان سے بہت سے کام کرواتے ہیں۔ پہلے وہ بھی ایک گھریلو عورت کی طرح سوچتی تھیں کہ ان کا بھی ایک گھر ہے، بچہ، شوہر ایک چھوٹا سا دائرہ۔ لیکن اس کے باوجود بھی دل چاہتا تھا کہ قوم کے لیے کچھ کرنا چاہیے بس لائحہ عمل کیا ہے یہ ذہن میں نہیں تھا۔ ایسے موڑ پر اسلامی تعلیمات نے رہنمائی کی۔

اسلام ایک جدید مذہب ہے۔ اسے سمجھنے کے بعد ہی انسان اپنے اختیارات سمجھ سکتا ہے۔ اسلام کی تربیت ہی سے انسان کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اپنے گھریلو ماحول کے بارے میں محترمہ عظمیٰ ناہید بتاتی ہیں کہ ان کی ماں ایک ان پڑھ خاتون تھیں لیکن گھر کا سارا خرچ ان کے ہاتھ میں تھا۔ ان ہی کی وجہ سے گھر میں انقلاب آیا۔ انہیں دقیانوسی رسومات بالکل پسند نہیں تھیں۔ انہوں نے شادی کے موقع پر جہیز کی نمائش پر پابندی لگادی تھی۔ گھر میں اسلام کے تعلق سے open باتیں ہوتی تھیں۔ بیت بازی اور شعر و شاعری کی محفلیں ہوا کرتی تھیں۔ پردے کی پابندی تھی۔ ماں کا خیال تھا کہ یہ ایک مفروضہ ہے کہ عورت کو گھر میں ہی رہنا چاہیے۔ عورت کا اپنا ایک دائرہ کار ہے، اپنے حقوق ہیں جن کی حد میں رہ کر وہ اپنی زندگی enjoy کر سکتی ہے۔ گھر کا ایک فرد بھی اگر انقلابی قدم اٹھائے تو بچوں کو لائحہ عمل مل جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ ناہید کا کہنا ہے کہ خواتین کو اپنا دائرہ فکر Limited نہیں کرنا چاہیے۔ شادی کے بعد عورت سسرال آتی ہے۔ وہ جگہ اس کے لیے ایک امتحان گاہ کی طرح ہوتی ہے۔ سب سے پہلے تو اسے وہاں اپنی پوزیشن سمجھ لینی چاہیے۔ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے مطالبات جائز ہیں یا نہیں۔ یہ جان لینا چاہیے کہ شوہر کے حقوق کیا ہیں۔ وہ جو extra ordinary مطالبات کرتا ہے وہ جائز ہیں یا نہیں۔ یہ سچ ہے کہ شوہر، رشتے دار اور سماج کے لوگوں کی خدمت کرنا حقوق العباد میں شامل ہے اس لیے ہر چیز کا ٹائم

جبل بنا لینا چاہیے اس کے بعد اگر کوئی ناجائز پابندی لگاتا ہے تو وہ غلط بات ہے۔ ویسے بھی کوئی کسی کو زندگی تھالی میں سجا کر نہیں دیتا۔ اس لیے خواتین کو اپنی راہ خود طے کر لینی چاہیے۔ کیونکہ آج عورتیں گھریلو کرپشن کی شکار ہیں۔

سماجی خدمات میں داخل ہونے کے لیے عظمیٰ صاحبہ کو کافی جدوجہد کرنی پڑی۔ شروع شروع میں تو لوگوں نے باقاعدہ انہیں روکنے کی کوشش کی۔ خاندانی پس منظر کا حوالہ دیا۔ یہاں تک کہا کہ یہ ایک بدنام لائن ہے شریف خاندان کی عورتوں کو اس میں نہیں آنا چاہیے۔ لیکن انہیں معلوم تھا کہ مسلم نفسیات Self-made اور tipical ہے۔ انہیں اس بات کا بھی احساس تھا کہ اگر کوئی کام خدمتِ خلق کے لیے کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ عین عبادت ہے۔

سماجی میدان میں ان کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے کچھ لوگوں نے انہیں over burden کرنا شروع کیا۔ انہیں Tada میں قید لوگوں کے گھروالوں کے لیے سلائی مشینوں کا انتظام کرنے کے لیے کہا گیا۔ جے جے اسپتال میں لاشیں دیکھنے کے لیے کہا گیا لیکن انہوں نے ایسے کاموں کو کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

خواتین کے مسائل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ خواتین کو ایک آلہ کار سمجھ لیا گیا ہے۔ لڑکیاں اپنے حقوق سے ناواقف ہے۔ ان میں ایک طرح کی ھنڈک آچکی ہے۔ انہوں نے استحصال کو اپنا نصیب سمجھ لیا ہے۔ آج وہ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ اپنا حق مانگ سکیں۔ انہوں نے لڑکیوں کو تلقین کی ہے کہ وہ اپنے فرائض برابر سے ادا کریں اور اپنے حقوق کو سمجھتے ہوئے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اپنے ادارے ایم۔ ایچ۔ صابو صدیق پالی ٹیکنک کے تعلق سے انہوں نے بتایا کہ وہ لیڈیز ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ ہیں۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے تحت خواتین کے لیے مختلف کورسیس چلائے جاتے ہیں جن میں صحافت، فیشن ڈیزائننگ، ہوم سائنس، بیوٹیشن کورس، کوکنگ، فیبرک، پینٹنگ، دینیات، اردو، قرأت، مہندی، انگریزی بول چال، عربی بول چال، مراٹھی بول چال، کمرشیل آرٹس وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

اسلام مذہب کے تعلق سے انہوں نے بتایا کہ اسلام کا تعارف غیر مسلموں میں کرانے کی ذمہ داری ہماری ہے۔ مسلمانوں کی تعداد کے حساب سے ہندوستان دنیا کا تیسرے نمبر کا ملک ہے۔ چونکہ وہ Media watch تنظیم کی رکن رہ چکی ہیں اس لیے ان کا ذاتی نظریہ یہ ہے کہ ہندوستان کے چوٹی کے اخبارات مسلمانوں کی حمایت نہیں کرتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہماری قوم کے لوگ میڈیا کی زبان کی جانکاری لیں۔ اگر اس زبان میں کوئی مضمون لکھا جائے تو وہ فوراً چھپ جاتا ہے۔ وہ خود بھی مشہور صحافی اقبال مسعود کے ماتحت کام کر چکی ہیں اس لیے انہیں پتہ ہے کہ صحافت سماجی خدمت کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ اور بہت سی خواتین اس طرح کی خدمات گھر بیٹھے انجام دے سکتی ہیں۔ اس مقصد کی بارآوری کے لیے انہوں نے خواتین کے لیے صابو صدیق میں انگریزی اور اردو میں صحافت کا کورس شروع کیا ہے۔ دلچسپی رکھنے والی خواتین ان سے صابو صدیق میں رابطہ قائم کر سکتی ہیں۔

تبلیغ کے تعلق سے محترمہ عظمیٰ ناہید صاحبہ کا کہنا ہے کہ غیر مسلم خواتین میں اسلام کی تبلیغ ہونی چاہیے۔ اس کام کے لیے جگہ جگہ مراکز قائم کرنے چاہیے۔ ہندی زبان میں ایسا لٹریچر ہونا چاہیے جو اسلام کی صحیح تصویر پیش کرے۔

مسلم خواتین کو گروپ کی شکل میں تبلیغ کا کام کرنا چاہیے۔ اسلام کے تعلق سے غیر مسلم خواتین کے ذہنوں میں کچھ مخصوص اعتراضات ہیں جو دس سے پندرہ منٹ میں دور ہو سکتے ہیں اور یہ کام لوکل ٹرین میں سفر کے دوران بھی ہو سکتا ہے کیونکہ غیر مسلم خواتین کا پڑھا لکھا طبقہ کافی سمجھدار ہے۔

تبلیغ کے طریقہ کار کے بارے میں عظمیٰ صاحبہ نے بتایا کہ پہلے غیر مسلم خواتین کو اسلام کے تعلق سے اعتراضات کرنے دیجیے۔ پھر ان اعتراضات کے جوابات دیجیے اور جب انہیں اطمینان ہو جائے تو پھر ان کے مذہب کے تعلق سے سوالات پوچھیے۔

ان کا کہنا ہے کہ آج تبلیغ کے لیے فضا ہموار ہے لیکن صحیح مبلغ نہیں ہے جو آج کے دور کے مزاج کے مطابق بات سمجھا سکے۔ جو ان کے مذہب پر حملہ نہ کرے، تنقید نہ کرے کیونکہ ان باتوں سے سننے والے پر منفی اثر پڑتا ہے۔ تبلیغ کے کام میں پہلے دلوں کی نفرت دھونی پڑتی ہے۔ پھر منطقی طریقے سے اپنی بات سمجھانی پڑتی ہے۔

روایتی مولوی صاحبان سے انہیں یہ شکایت ہے کہ ان کی تربیت آج بھی قدیم طریقوں سے ہوتی ہے۔ ایسے علماء کی زبان غیر مسلموں کے لیے ناقابلِ فہم ہوتی ہے اس لیے تبلیغ کے لیے آج کے زمانے کے حساب سے ہر جملہ نیا ہونا چاہیے۔

آخر میں محترمہ عظمیٰ ناہید صاحبہ نے ڈاکٹر ذاکر نائیک اور بلال فلپ جیسے لوگوں کی تعریف کی جو نئے طریقۂ کار سے تبلیغ کر رہے ہیں۔

"آؤ قدرت کے ہم جوہر دیکھیں"

محمد حسن فقیہہ

●

آؤ علم و ہنر کے در دیکھیں
دین اور خلق کے دفتر دیکھیں
چاند تاروں کی دلکشی دیکھیں
شمس و افلاک کے مظہر دیکھیں
طب و طبعیات و کیمیاء میں دوست
آؤ قدرت کے ہم جوہر دیکھیں
سائنس و حکمت فلسفہ کو
آؤ اسلام میں کھوکر دیکھیں
گلستاں کے سحر و شام کے وقت
دلکش و دلربا منظر دیکھیں
آؤ دیکھیں شہد کی مکھی کو
خشنما آؤ اس کا گھر دیکھیں
خلق اعلیٰ سے ہے مزین دین
نور اخلاق کے گوہر دیکھیں
اتفاق اور اتحاد میں ہم
لطف کیا ہے ذرا مگر دیکھیں
چاند تاروں کی روشنی میں ذرا
آسماں دیکھیں ، سمندر دیکھیں
بوبکرؓ اور عمرؓ کو ، عثمانؓ کو
اور شہر علم کا بھی درؓ دیکھیں (بابُ العلم حضرت علی)
نور احمدؐ میں ہیں سبھی انوار
دیکھیں افلاک ، بحر و بر دیکھیں

●

جو قومیں اسلاف کی تاریخ بھلادیتی ہیں زمانہ ان کا جغرافیہ غائب کردیتا ہے

● شیرِ میسور کی سیرت کے سلسلے کی دوسری قسط حاضر ہے ●

میسور کی وجہ تسمیہ

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی تحقیق کے مطابق میسور کا پرانا نام مہیش کنورو ہے جو سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس میں مہیش کے معنی بھینس اور کنورو کے معنی شہر ہیں[1] گویا میسور کے معنی سنسکرت زبان میں بھینسے کے شہر کے ہوئے اس کا یہ نام کیسے پڑا اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے اس سلسلہ میں کوئی حتمی بات کہنا مشکل ہے یعنی مؤرخین کا خیال ہے کہ یہاں پہلے کثرت سے بھینسے پائے جاتے تھے جس کی وجہ سے ان کا نام مہیش کنورو یعنی بھینسے کا شہر پڑ گیا اور پھر بگڑ کر میسور بن گیا یاد رہے کہ قوم نوائط کی زبان میں بھی جو میسور کے آس پاس آباد تھے مہیش کے معنی بھینسے ہی کے ہیں لیکن یہ سب قرائن ہیں بطور دلائل ان کو ماننا تحقیقی طور پر مشکل ہے لیکن اتنا طے ہے کہ میسور کا پرانا نام مہیش کنورو ہی تھا۔

موجودہ میسور

اس وقت میسور ہندوستان میں کسی صوبہ کا نہیں بلکہ ایک شہر اور ضلع کا نام ہے۔ ۱۹۷۳ء تک جنوبی ہند کی موجودہ ریاست کرناٹک کا نام میسور ہی تھا۔ آزادی کے بعد ۱۹۵۳ء میں جب لسانی بنیادوں پر ملک کی ریاستوں کی ازسرنو تقسیم عمل میں آئی کو کنڑی زبان بولنے والے علاقوں کو یکجا کر کے پورے خطہ کو میسور کے نام سے ایک ریاست کا درجہ دیا گیا جس میں اس وقت کے صوبہ بمبئی (مہاراشٹرا) اور حیدر آباد (آندھرا پردیش) کے کچھ کنڑی بولنے والے علاقے بھی آگئے اس طرح آج جب جغرافیائی بنیادوں پر صوبہ میسور کہا جاتا ہے تو اس سے مراد موجودہ صوبہ کرناٹک ہی ہے جس کا رقبہ ۱۹۱۷۹۱ مربع کلومیٹر اور آبادی پانچ کروڑ کے قریب ہے ملک کے جنوب مغرب میں بحیرہ عرب کے کنارہ واقع اس ریاست کی آبادی میں مسلمان ۱۱٪ کے ساتھ ۵۰ لاکھ سے بھی زائد ہیں۔

اس کی سرحدیں شمال میں صوبہ مہاراشٹرا و گوا جنوب میں صوبہ کیرالا و تامل ناڈو مشرق میں صوبہ آندھرا پردیش اور مغرب میں بحیرہ عرب کے مشرقی ساحل سے ملتی ہیں ۲۰/اضلاع پر مشتمل اس صوبہ کا شمار اس وقت ملک کے ترقی یافتہ و خوشحال صوبوں میں ہوتا ہے۔ ۵۵٪ لوگ خواندہ ہیں جن کی اکثریت کنڑی زبان بولتی ہے۔ مسلمانوں کی مادری زبان شہروں میں اردو اور دیہاتوں میں کنڑی ہے یہاں کے مسلمان ملک کی دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں نسبتاً خوشحال اور تعلیم یافتہ ہیں۔

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد نمبر ۲۱

اس کے صدر مقام بنگلور کا شمار ملک کے خوبصورت ترین شہروں میں ہوتا ہے جس کو شہر گلستان بھی کہا جاتا ہے آبادی ورقبہ کے اعتبار سے اس صوبہ کا شمار ملک کے تمام ۲۵ صوبوں میں آٹھویں نمبر پر البتہ ہے موجودہ جغرافیائی اصطلاح میں میسور صرف ایک ضلع و شہر کا نام ہے جو عالمی نقشہ میں خط استواء سے اوپر اور خط سرطان کے نیچے ۱۲ درجہ عرض البلد اور ۷۶ درجہ طول البلد پر واقع ہے۔

ضلع میسور ۱۱۹۵۴ مربع کلو میٹر پر پھیلا ہوا ہے جس کی سرحدیں کرناٹک ہی کے اضلاع منڈیا و بنگلور سے ملی ہوئی ہیں۔ شہر میسور بھی ملک کا ایک تاریخی و خوبصورت شہر ہے جہاں مسلمانوں کا تناسب ۲۵٪ کے قریب ہے اس طرح اس شہر کو ملک کے ان ۳۹ شہروں میں شامل ہونے کا امتیاز بھی حاصل ہے جہاں کی جملہ آبادی میں ۲۵٪ مسلمان شامل ہیں[1] پر فضا مقام معتدل آب و ہوا اور تاریخی مقامات کی وجہ سے یہ شہر اس پورے علاقہ میں سیاحت کا ایک اہم مرکز بن گیا ہے۔

میسور کی تاریخی حیثیت

تاریخی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میسور کا خطہ زمانہ قدیم ہی سے ممتاز رہا ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں مہابھارت وغیرہ میں بھی اس علاقہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ ہندو مذہب میں پائی جانے والی غلط رسومات کی اصلاح کے لئے جب خود ایک ہندو مبلغ گوتم بدھ نے آواز اٹھائی تو ہندوؤں کی طرف سے ان کی اجتماعی طور پر سخت مخالفت کی گئی جس کے نتیجہ میں گوتم بدھ کی اصلاحات و تعلیمات بعد میں ہندو دھرم سے الگ ہو کر ایک الگ مذہب کی شکل میں سامنے آئیں اس کی مذہبی سرگرمیوں کا دائرے شمالی ہند ہی میں رہا بعد میں اپنے مذہب کی توسیع و تبلیغ کے لئے بدھ مذہب کے لوگ اشوکا اور چندرگپتہ کے زمانہ میں شمال سے جنوب میں میسور آئے جس کا اس وقت نام مہیش کورو تھا بعثت نبوی سے پہلے تک یہاں مختلف خاندانوں کی حکمرانی رہی سب سے پہلے جس خاندان کی یہاں حکمرانی کا تحقیقی طور پر ثبوت ملتا ہے وہ ہندوؤں کا موریا خاندان ہے۔

مفتی شوکت علی فہمی کے مطابق اس علاقہ پر مسلمانوں کا سب سے پہلا حملہ سلطان علاء الدین خلجی کے زمانہ میں ۱۳۱۰ء میں ہوا[2] جب اس نے دو ہندو بھائیوں ویرپانڈے اور سندرپانڈے کی جنوبی ہند کے علاقہ مدورا کے تخت کے لئے آپسی لڑائی میں مؤخر الذکر کے بلانے پر اپنے نو مسلم غلام ملک کافور کو فوج دے کر حملہ کے لئے بھیجا اس جنگ میں ویرپانڈے اور اس کے حلیف راجہ میسور بلالا سوم کو جس کے پاس اس وقت بقول ابن بطوطہ ایک لاکھ فوج تھی شکست ہوئی[3] اور راجہ بلالا سوم کی سلطنت میسور پر جو اس وقت ہوئے سالا حکومت کہلاتی تھی اور دریائے کرشنا سے ملیبار تک اور ساحل بحیرہ عرب سے کارومنڈل تک پھیلی ہوئی تھی[4] علاء الدین خلجی کا قبضہ ہو گیا اس کے بعد مسلمانوں کا دوسرا حملہ محمد بن تغلق کے زمانہ میں چند ہی سال بعد ہوا اس نے دہلی سے اپنا دارالسلطنت دکن کے علاقہ دیوگری (دولت آباد) منتقل کر دیا۔

میسور میں اسلام کی آمد

اسلام کی دعوت یہاں سب سے پہلے ان عرب تاجروں کے ذریعہ پہنچی جو پہلی صدی ہجری میں حجاز و یمن سے تجارت کی غرض سے ہندوستان کے مغربی ساحل کیرالا مینگلور بھٹکل اور ہوناور پہنچے اور وہاں سے اندورن

۱۔ Manorma Year Book 1993 ۲۔ مکمل تاریخ اسلام از مفتی شوکت علی فہمی ۳۔ رحلۃ ابن بطوطہ ۴۔ عرب و دیار ہند

ملک پور جنوبی علاقہ بشمول میسور و آس پاس میں پھیل گئے
ان کی ہندوستان سے تجارت کا سلسلہ اسلام کی آمد سے قبل
ہی سے تھا لیکن حجاز مقدس میں حضور اکرم ﷺ کی بعثت
کے بعد ان کی حیثیت تاجروں کے ساتھ ساتھ مبلغین
اسلام کی بھی ہو گئی۔

جنوبی ہند میں ہندو سلطنت کا قیام

دکن میں محمد بن تغلق کے قیام کے دوران جب
شمال میں اس کے خلاف بغاوت پھوٹ پڑنے کی خبریں آنے
لگیں تو وہ دہلی واپس چلا گیا اس سے فائدہ اٹھا کر میسور کے
ریاست خوردہ راجہ بالاسوم نے اس وقت کے ہندوؤں کے
ایک مشہور مذہبی رہنما جگت گرو شنکر اچاریہ مہادیو کے
مشورہ سے مسلمانوں کے خلاف بکھرے ہوئے ہندوؤں کو
متحد کیا اور جنوبی ہند میں دریائے تلنگبھدرا کے جنوب میں
وجے نگر شہر میں باضابطہ ایک ہندو سلطنت کی بنیاد رکھی اور
راجہ ہری ہر کو جو دراصل محمد بن تغلق کی فوج سے تعلق
رکھتا تھا اور بلاری کا گورنر بنایا گیا تھا اس کا پہلا فرمانروا مقرر
کیا۔ یہ ۱۳۳۶ء کے آس پاس کا زمانہ تھا اس کے بعد کئی سال
تک ہندوؤں نے خود کو لڑائی و جنگ سے بچا کر اپنی پوری توجہ
مذہبی بنیادوں پر قائم وجے نگر کی ہندو حکومت کو مستحکم و
منظم کرنے پر مبذول رکھی آس پاس کی تمام چھوٹی بڑی
ہندو حکومتوں نے بھی وجے نگر کی بالادستی تسلیم کر لی
سوائے بلاری اور کڑپہ کے دو سرداروں کے جنہوں نے راجہ
ہری ہر کی بالادستی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا[1] ۱۳۴۶ء
میں جب راجہ ہری ہر کا انتقال ہو گیا تو وجے نگر کی
ہندو سلطنت کی سرحدیں دریائے تنگبھدرا سے بحیرہ عرب
تک پھیل گئی تھیں عین اسی زمانہ میں بحیرہ عرب کے مشرقی
ساحل پر ہوناور اور بھٹکل کے درمیان خالص عربوں کی
نسل سے تعلق رکھنے والے نوائط مسلمانوں کی حکومت قائم
تھی جو تاریخ ہند میں سندھ کے بعد اپنی نوعیت کی دوسری
حکومت تھی مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں
لکھا ہے کہ جب وہ یہاں پہنچا تو یہاں کا سلطان جمال الدین
محمد بن حسن برائے نام سلطنت وجے نگر کے ماتحت تھا یہاں
کے لوگ عادات و اطوار اخلاق و دینداری اور مہمان نوازی
وغیرہ میں اپنے اجداد عربوں کے مشابہ تھے[2] مولانا ابوظفر
صاحب ندوی نے اپنی کتاب مختصر تاریخ ہند میں اس عربی
حکومت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت
سلطان جمال الدین کے پاس ایک مضبوط بحری جنگی بیڑہ کے
علاوہ چھ ہزار کی فوج بھی تھی۔ جس زمانہ میں جنوبی ہند میں
وجے نگر کی ہندو سلطنت پروان چڑھ رہی تھی تو دہلی اور آس
پاس میں بہمنی خاندان کی حکمرانی تھی ادھر راجہ ہری ہر کے
بعد اقتدار اس کے بھائی بکاریا کی طرف منتقل ہو گیا مسلمانوں
کی بہمنی سلطنت اور ہندوؤں کی وجے نگر کی حکومت کے
درمیان ورنگل میں راجہ نایک دیو کی ایک چھوٹی سی خود مختار
حکومت[3] بھی تھی لیکن محمد شاہ نے اس پر حملہ کر کے ورنگل
کو گولکنڈہ کے قلعہ سمیت اپنی حکومت میں شامل کر لیا اس
طرح وجے نگر اور بہمنی سلطنت کی سرحدیں ایک دوسرے
سے مل گئیں یہ دونوں حکومتیں اس وقت طاقت و وسعت
کے اعتبار سے ہم پلہ تھیں۔ ۱۳۶۵ء میں راجہ بکاریا نے
ورنگل پر جو اس وقت بہمنی مسلم سلطنت میں شامل تھا حملہ
کر کے ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام کر دیا اور بہمنی سلطنت
کے دوسرے سرحدی علاقوں پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش
کی محمد شاہ نے اس کے انتقام میں دریا پار کر کے اور وجے نگر کا

---

۱ دکن کے بہمنی سلاطین از ہارون خاں شیروانی
۲ رحلۃ ابن بطوطہ
۳ مختصر تاریخ ہند از مولانا ابوظفر ندوی

محاصرہ کر کے ہزاروں ہندوؤں کو جس میں اعلیٰ ذات کے برہمن ہی دس ہزار سے اوپر تھے بے دردی سے قتل کر کے راجہ بکاریا کو اپنے ساتھ صلح کے لئے مجبور کر دیا لیکن راجہ نے چند ہی سالوں میں جنوبی ہند کی چھوٹی مسلم ریاستوں مثلاً مدورا اور ملیبار کی سلطنتوں پر حملہ کر کے اس کو بھی وجے نگر کی ہندو سلطنت میں شامل کر دیا جس کے بعد ہندو حکومت کی سرحدیں جنوب میں راس کماری تک پھیل گئیں جب ۱۳۴۹ء میں راجہ بکاریا مر گیا تو راجہ ہری ہر دوم نے ۱۴۰۴ء تک اس ہندو حکومت کا اقتدار سنبھالا اس کے عہد میں بہمنی حکمران فیروز شاہ کے ساتھ جنگ ہوئی جس میں مسلمان رائچور پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے مورخین لکھتے ہیں کہ وجے نگر اور بہمنی سلطنت کے آئے دن آپسی لڑائی و خون ریزی سے بچنے کے لئے فیروز شاہ نے وجے نگر کے اس وقت کے راجہ دیوارائے اول کی لڑکی سے شادی بھی کی لیکن یہ شادی بھی ان دونوں حکومتوں کے درمیان جنگوں کو روکنے میں ناکام رہی۔ ۱۴۲۵ء تا ۱۴۴۶ء دیورائے دوم ۱۴۴۶ء تا ۱۴۶۷ء ملک ارجن وجے رایا اور ۱۴۶۷ء تا ۱۴۹۷ء اس کے چچا ویرا کشہ کے حصوں میں وجے نگر کی حکمرانی آئی۔

موخر الذکر کے زمانہ میں اس عظیم ہندو سلطنت کا اتحاد برقرار نہیں رہ سکا وجے نگر کے ماتحت کنجی ورم، مدورا اور ملیبار وغیرہ کے حکمرانوں نے داخلی بدنظمی اور طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھا کر اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تاریخ جنوبی ہند کے حوالہ سے مصنف عرب و دیار ہند نے لکھا ہے کہ ویرا کشہ ہی کے عہد میں ہزاروں مسلم عرب تاجروں کا منگلور میں قتل عام کیا گیا اور بچ جانے والوں نے بھاگ کر گوا میں پناہ لیں لیکن ہندوؤں نے وہاں بھی ان کا محاصرہ کیا بالآخر اس وقت گلبرگہ میں مقیم بہمنی سلطنت کے وزیر محمود گاواں نے گوا پر فوج کشی کر کے وہاں کے معصوم مسلمانوں کو نجات دلائی ویرا کشہ کی نااہلی سے تنگ آکر سلطنت کے امراء نے باہم مشورہ سے اس کو تخت سے ہٹا کر ایک دوسرے خاندان کے شخص اور ضلع کنور کے گورنر نرسمہا کو تخت پر بٹھایا اس طرح ۱۴۸۶ء میں ہندو سلطنت کے بانی سنگما خاندان سے ڈیڑھ سو سالہ حکومت ہندوؤں کے تلنگا خاندان میں منتقل ہو گئی لیکن جلد ہی ۱۴۹۹ء میں ایک اور تیسرے ہندو خاندان تلوا نے حکومت پر قبضہ کر کے نرسانائک کو تخت پر بٹھا دیا اور اس وقت کے حکمران نرسمہا کو زہر دے دیا یہی وہ زمانہ تھا جب بہمنی سلطنت کے اندرونی چپقلش سے فائدہ اٹھا کر بیجاپور میں عادل شاہی بیدر میں برید شاہی اور احمد نگر میں نظام شاہی خود مختار مسلم حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ ۱۵۲۵ء میں گولکنڈہ میں بھی ایک آزاد قطب شاہی حکومت قائم ہو گئی چونکہ وجے نگر کے آس پاس قائم خود مختار مسلم سلطنتوں میں سب سے مضبوط بیجاپور کی عادل شاہی حکومت تھی جس کے قبضہ میں رائچور کا قلعہ اور دریائے کرشنا و تنگا بھدرا کا درمیانی حصہ یعنی دوآبہ بھی تھا اس لئے فطری طور پر ہندو سلطنت کو اپنے لئے خطرہ سب سے زیادہ اسی حکومت سے تھا سوء اتفاق سے ان دنوں ان مسلم سلطنتوں کے آپسی تعلقات بھی درست نہیں تھے ان کی اس آپسی حریفانہ کشمکش سے فائدہ اٹھا کر وجے نگر کے راجہ کرشنا دیو رایا نے ۱۵۲۰ء میں گوا کے پرتگالی سپاہیوں کو اپنے ساتھ لے کر اپنی سات لاکھ فوج کے ساتھ سلطنت بیجاپور پر حملہ کر دیا اس طرح ہندوستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ پرتگالیوں نے مسلمانوں کے خلاف حملہ میں حصہ لیا اور رائچور میں جو اس وقت تک بیجاپور کی سلطنت ہی کے قبضہ میں تھا وہ تباہی مچائی

کی امدن پناہ اس کے علاوہ کرشنا دیورایا نے وجے نگر سے الگ ہونے والی ملیبار و مدوراو غیرہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو اپنی طاقت کے بل بوتہ پر واپس سلطنت وجے نگر میں ضم کردیا[1] جب راجہ کرشنا دیوار یا کا انتقال ہوا تو اس کی جانشینی کو لے کر ان کے آپسی اختلافات نے سنگین صورت اختیار کر لی اس سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں نے ۱۵۳۰ء میں دوبارہ رائچور پر قبضہ کر لیا۔ ۱۵۵۱ء میں وجے نگر کے راجہ رام راج نے دکن کی تینوں اسلامی سلطنتوں احمد نگر بیجاپور اور گولکنڈہ کو آپس میں لڑا کر خود بیجاپور کے ساتھ بھی جنگ چھیڑ دی بیجاپور کے بادشاہ ابراہیم عادل شاہ نے مجبوراً اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے صلح کر لی۔ ۱۵۵۸ء میں احمد نگر کی مسلم حکومت پر بھی وجے نگر کا قبضہ ہو گیا۔ یہ ہندو سلطنت کے انتہائی عروج کا دور تھا۔ مصنف عرب و دیارِ ہند نے لکھا ہے کہ اس وقت رام راج پورے جنوبی ہند میں سب سے طاقتور سیاسی حکمراں تھا جس سے آس پاس کے تمام حکمران کانپتے تھے۔

ہندو سلطنت کا زوال

راجہ رام راج وجے نگر حکومت کی پوری تاریخ میں سب سے بڑا متعصب اور ظالم حکمراں تھا اپنی اسلام دشمنی کے اظہار کے لئے وہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا موقع ملتے ہی اپنی طاقت کے بل بوتہ پر آس پاس کے مسلم سرحدی علاقوں پر حملہ کر کے کچھ نہ کچھ حصہ کو اپنی سلطنت میں ضم کر لیتا مسلمانوں پر بھی آئے روز اس کے ظلم و ستم میں اضافہ ہونے لگا جب یہ سب مظالم مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہوگئے اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو قدرت نے دکن کے مسلمانوں کو سنبھلنے کا ایک اور موقع فراہم کیا اور مسلم سلاطین سمجھ گئے کہ اگر حالات یہی رہے تو مسئلہ صرف ان کی حکومتوں کی شکست و فتح کا نہیں بلکہ خود مسلمانوں کے وجود یا عدم وجود کا ہو سکتا ہے بالآخر آس پاس کے تمام مسلم حکمرانوں نے متحد ہو کر رام راج کے مقابلے کی قسم کھائیں اور دریائے کرشنا سے ۲۵ میل دور شمال میں تالی کوٹہ کے میدان میں جنوری ۱۵۶۵ء کو ایک قیامت خیز جنگ میں جنوبی ہند کی سب سے بڑی ہندو سلطنت وجے نگر کا خاتمہ کر دیا معتبر تاریخی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کی ڈھائی لاکھ فوج کے مقابلہ میں ہندوؤں کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی[2] جس میں دو ہزار ہاتھی اور ایک ہزار توپیں بھی شامل تھیں راجہ رام راج کو قتل کر کے اس کے سر کو نیزہ پر رکھ کر مسلمانوں نے فوج میں گشت کرایا کم از کم ایک لاکھ ہندو سپاہی مارے گئے بے شمار دولت اور مال غنیمت کا ڈھیر لگ گیا وجے نگر میں ہندو فوجوں کی شکست کی خبر سن کر آس پاس کے قبائل نے بھی یہاں گھس کر اس کو خوب لوٹا اس کے کئی روز بعد مسلم افواج شہر میں فاتح بن کر داخل ہوئیں اس طرح جنوبی ہند کا ایک خوبصورت و خوشحال شہر دیکھتے ہی دیکھتے کھنڈر بن گیا اور جنوب میں ہندوؤں کی طاقت کا ہمیشہ کے لئے زور ٹوٹ گیا دوسری طرف شمال سے مسلم حکمرانوں کے لئے جنوب میں حملہ و قبضہ کا دروازہ بھی کھل گیا۔

میسور وجے نگر کے زوال کے بعد

مسلم حکمرانوں کا مقصد ہندوؤں کی حکومت پر قبضہ نہیں تھا بلکہ رام راج کے فخر کو توڑنا اور اس کی طاقت کو ختم کرنا تھا ظاہر بات ہے کہ اس میں وہ سو فیصد کامیاب ہوگئے اسی لئے صرف چھ ماہ مسلم سلاطین وجے نگر میں رہ کر اور مسلمانوں سے چھینے ہوئے علاقے ان کو واپس دلا کر اپنی اپنی

۱ عرب و دیارِ ہند ۲ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام

سلطنتوں میں چلے گئے جس کے بعد سلطنت وجے نگر کا باقی پورا علاقہ مختلف ٹکڑیوں میں بٹ کر پھر ایک بار مختلف ہندو راجاؤں اور حکمرانوں کے ماتحت آگیا۔

میسور کا خطہ دوبارہ وڈیا خاندان کے قبضہ میں آگیا اس خاندان کا میسور پر ۱۳۹۹ء میں پہلا حکمران راجہ وجے راج تھا اس کے بعد دوبارہ ۱۵۷۸ء میں اس کی ساتویں پشت میں راجہ راج وڈیار کے پاس میسور کی حکمرانی عود کر آئی اور یہ خاندان ۱۶۱۲ء تک اس منصب پر فائز رہا اس خاندان کی حکومت صرف میسور اور اس کے نواح ہی تک محدود تھی ہندو سلطنت وجے نگر کے قیام کے بعد دیگر چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی طرح یہ حکومت بھی وجے نگر کی باج گذار بن گئی تھی وجے نگر کے زوال کے بعد میسور کو جب دوبارہ خود مختاری حاصل ہوئی تو ۱۶۰۹ء میں اس خاندان کے حکمران راج وڈیار نے سری رنگا پٹنم کو جس کی بنیاد نویں صدی عیسوی میں پڑی تھی اپنی حکومت کا دارالسلطنت منتخب کیا[1] اس وقت یہ ریاست سلطنت بیجاپور کو خراج دیتی تھی۔ ۱۶۸۶ء میں بیجاپور اور ۱۶۸۷ء میں گولکنڈہ پر جب مغل حکمران اورنگ زیب کا قبضہ ہو گیا تو انھوں نے جنوبی ہند کے اپنے مفتوحہ علاقوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا کر بینگلور سے ۷۰ میل پر واقع سرا کو اس کا صدر بنایا بیجاپور پر قبضہ کے ساتھ ہی میسور کا علاقہ بھی اس کے باج گذار ہونے کی وجہ سے اورنگ زیب ہی کے قبضہ میں آگیا یا دوسرے الفاظ میں میسور کا حکمراں ہندو وڈیار خاندان اپنی محدود داخلی خود مختاری کے باوجود عملاً سلطنت مغلیہ ہی کا باج گذار بن گیا۔

سلطنت خداداد کے قیام کے وقت میسور کے حالات

میسور کے اسی وڈیار خاندان میں نواب حیدر علی نے فوجی ملازمت کے ساتھ اپنی عملی معاشی زندگی کا آغاز کیا اور بعد میں ان ہی کے ہاتھوں جنوب میں سلطنت خداداد کا قیام بھی عمل میں آیا۔ ۱۷۶۱ء میں جب نواب حیدر علی نے عنان حکومت سنبھالی تو اس وقت میسور کا راجہ کرشنا وڑیار تھا[1] جو ۱۷۳۶ء سے چارم راج کے بعد راجہ چلا رہا تھا عملاً میسور کی حکومت جواب آس پاس کے صرف ۳۳ گاؤں ہی تک محدود تھی اب بھی سلطنت مغلیہ ہی کی باج گذار تھی۔ سیاسی طور پر ان کی حکومت برائے نام تھی زمینداروں و پالیگاروں کا ہر گاؤں و شہر پر الگ الگ قبضہ تھا جو عوام کا مالی استحصال کر رہے تھے پوری حکومت میں صرف ایک بڑا طبقہ ہی خوشحال تھا غلامی کا رواج تھا ہندو عورتوں کی خرید و فروخت کے لیے مستقل منڈیا قائم تھیں مندروں میں انسانی بھینٹ چڑھائی جاتی تھیں عورتیں نیم برہنہ ہو کر بازاروں میں گھومتی تھیں۔ بداخلاقی و بے حیائی عروج پر تھی ایک ہندو عورت کے پاس یک وقت چار شوہر ہوتے تھے جن کے ساتھ وہ باری باری رات گذارتی تھی اسی وجہ سے بچہ کی پیدائش پر اس کی نسبت باپ کے بجائے اس کی ماں کی طرف کی جاتی تھی منشیات کا کاروبار زوروں پر تھا مسلمان بھی بڑی تعداد میں اس علاقہ میں آباد تھے لیکن توحید خالص سے دور خرافات و بدعات اور شرکیہ رسم و رواج میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کے متبع ہوگئے تھے کسی اجنبی کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ظاہری طور پر تفریق کرنا دشوار تھا غرض یہ کہ سلطنت خداداد کے قیام کے وقت خطہ میسور کے حالات سیاسی و معاشی اور دینی واخلاقی ہر اعتبار سے ناگفتہ بہ تھے۔

---

[1] سوانح حیدر علی بحوالہ لیون بی بورنگ

سافٹ ویر میں ہندوستان کی ترقی

سارہ اظہر شطاری

ہندوستان کو جب ۱۹۴۷ء میں آزادی ملی اس وقت ملک ایک بحرانی دور سے گزر رہا تھا۔ ان دنوں حالات ہی کچھ ایسے تھے کہ بھوک، غریبی، بے روزگاری، امن و شانتی یہ تمام کچھ ایسے اہم مسائل تھے جن کی طرف اولین توجہ دینا بہت ضروری اور اہم تھے۔ اپنی چھوٹی سی چھوٹی ضرورت کی تکمیل کے لیے بہت کچھ سوچ بچار کرنا پڑتا تھا۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے بارے میں ان دنوں سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ غرض کہ ہر طرف ایک افراتفری اور بے چینی کا ماحول نظر آتا تھا لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ملک اپنی پریشانیوں پر قابو پانے کے قابل ہوتا گیا اور ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعظم آنجہانی پنڈت جواہر لعل نہرو کی قیادت میں ملک نے جہاں اور شعبوں میں ترقی کی وہیں سائنس اور ٹکنالوجی میں بھی آہستہ آہستہ ترقی ہوتی گئی۔ پوکھران میں اٹامک ٹیسٹ کی کامیابی کے ساتھ ہی ہندوستان دنیا کے نقشے پر ایک نیوکلیئر طاقت کی طرح ابھر تا گیا اور چند ہی دنوں میں اپنی دفاع کے لیے یم ڈی ٹی (M D T) ارجن (Arjun) پرتھوی (Prithvi) ترشول (Tirishul) ناگ (Naag) اور آکاش (Akash) جیسے میزائل بناکر ہندوستان نے اپنی صلاحیتوں کا ساری دنیا سے لوہا منوالیا۔

میڈیکل سائنس کے شعبہ میں بھی ہندوستان نے بہت حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ دق (T B) جذام (Leprosy) کینسر (Cencer) ایڈز (Aids) جیسی مہلک بیماریوں سے لڑنے کے لیے اور ان کا خاتمہ کرنے کے لیے بہترین دوائیاں ایجاد کیں اور مریضوں کے خاطر خواہ علاج کے لیے ملک بھر میں خصوصی دواخانے قائم کیے گئے جس کے نتیجہ میں آج ان بیماریوں پر قابو پایا جاسکا۔ اگر ہم پچھلے چند سالوں کا جائزہ لیں تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہندوستان نے آج کل اپنی تمام تر توجہ سافٹ ویر ڈیولپمنٹ کی طرف مرکوز کردی ہے۔ چنانچہ آج ہندوستان کمپیوٹر تعلیم کی وجہ سے ساری دنیا میں اپنی ایک الگ شناخت بنائے ہوئے ہے۔ بل گیٹس (Bill Gates) اور سافٹ ویر کی بڑی بڑی نامی گرامی ہستیاں آج یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ہندوستان چند ہی سالوں میں سافٹ ویر کی دنیا میں ایک بہت بڑی طاقت بن جائے گا۔ آج ہمارا ہندوستان سپیروں، جادو ٹونا، کالا جادو اور ایسے کئی بے جا توہمات کی سطح سے اٹھ کر کمپیوٹر کی دنیا میں نئے نئے سافٹ ویر ایجاد کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ امریکہ کی ہر کانفرنس ہو کہ دنیا کی بڑی بڑی ایسو سی ایشن کی میٹنگس سب ہی ہندوستان کے سافٹ ویر پروفشنلس کو اپنی کمپنیوں میں ملازمت دینے کے لیے پیش پیش ہیں اور اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کو سافٹ ویر کی دنیا میں اس مقام تک پہنچانے میں شری چندرا بابو نائیڈو اور پروفیسر ایم جی کے مینن کا بہت بڑا ہاتھ ہے جس کی وجہ سے ہمارے ملک کو درپیش بے روزگاری کے سنگین مسئلہ کو حل کرنے میں بڑی مدد ملی ہے۔ چنانچہ حالیہ رپورٹ کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آزادی کے پچاسویں سال میں ہندوستان کی سافٹ ویر انڈسٹری نے

ملک کو دس ہزار کروڑ روپے کا منافع دیا ہے۔ جس میں سے چھ ہزار پانچ سو کروڑ روپے باہر کی کمپنیوں کو اعلا درجہ کے پیکج فروخت کر کے حاصل ہوا ہے اور باقی کے تین ہزار پانچ سو کروڑ روپے اپنے ہی ملک میں سافٹ ویر انڈسٹری کے ذریعہ کمایا گیا ہے۔

ساری دنیا آج اس بات پر متفق ہے کہ بادشاہوں، راجاؤں اور مہاراجوں کا یہ ہندوستان اپنے اندر کئی ایسے بہترین دماغ چھپائے ہوئے ہے جن کی قیمت آج ہر ملک اعلا سے اعلا لگانے کے لیے تیار ہے۔ دنیا بھر کے مشہور سافٹ ویر کمپنیاں ہندوستان کے ان سافٹ ویر پروفشنلس کو اپنی کمپنیوں میں ہر قسم کی سہولت کے ساتھ کئی نئے سافٹ ویر کی ایجادات کے لیے ان کی خدمات حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ ہندوستان میں کمپیوٹر کی اس تیز رفتار ترقی کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ کچھ ہی سالوں میں ہندوستان اپنے طور پر خود نئے نئے سافٹ ویر بنانے کے قابل ہو جائے گا۔ لیکن اگر ہم اندورن ملک نظر دوڑائیں تو یہ بات بخوبی کھل کر سامنے آتی ہے کہ سارے ہندوستان میں حیدر آباد وہ واحد شہر ہے جو اس منزل کی طرف بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اور سارے حیدر آبادیوں کے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ آج دنیا بھر میں حیدر آباد سا یبر آباد (Cyberabad) کے نام سے جانا جارہا ہے۔ اور آج کل حیدر آباد شہر میں سب کی ساری توجہ کمپیوٹر کی طرف لگی ہوئی ہے اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں پر سافٹ ویر ڈیولپمنٹ (Software Development) کے کئی ادارے اس کام میں لگے ہوئے ہیں مثلاً بان (Baan) انٹر گراف (Intergraph) انڈو سافٹ (Indosoft) ستیم (Satyam) ویپرو (Wipro) شیلپا (Shilpa) جیسے مشہور ادارے اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ حیدر آباد میں ہائی ٹیک (HiTech) سٹی کے مکمل ہوتے ہی یہ شہر سافٹ ویر کی دنیا میں ایک نیا موڑ لے لے گا۔

مائیکرو سافٹ کارپوریشن نے پہلے سے ہی یہاں پر ایک سافٹ ویر ٹریننگ ادارہ قائم کرنے کی کارروائی شروع کر دی جہاں پر ونڈوز این ٹی (Windows N T) اور بینک آفس پراڈکٹ (Bank Office Product) جیسے پیکج (Packages) بنانے لگیں گے۔ ان تمام سے ہٹ کر دنیا کے ہر چھوٹے بڑے ملک سے یہاں پر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کی تیاریاں جاری ہیں۔ ہائی ٹیک سٹی (Hi-Tech) لارسن اینڈ ٹوبرو (L&T) اور آندھرا پردیش سرکار کی ملی جلی محنت سے تیار کیا جارہا ہے۔ یہ ہندوستان کا سب سے بڑا اور سب سے مشہور سافٹ ویر پارک (Software Park) سمجھا جائے گا۔ امید تو یہ بھی ہے کہ ہائی ٹیک سٹی کے مکمل ہوتے ہی حیدر آباد کو ہندوستان کا سایبر مرکز Ceyber Capital قرار دیا جائے گا۔ Erp پیکج (Pakages) کو ہر طرح سے سیکھنا اور سکھانا اور نئے نئے ERP پیکج تیار کرنا حیدر آباد کی سب سے بڑی کارکردگی ہوگی۔ آندھرا پردیش میں ہائی ٹیک سٹی سے ہٹ کر ایک اور کام انجام دیا جارہا ہے جو کہ ریاستی سطح پر نیٹ ورکنگ (State Wide Area Networking (SWAN) جو ایک آپٹیکل فائبر کے ذریعہ کیا جارہا ہے۔ یہ نیٹ ورک حیدر آباد شہر کو جملہ ۲۳ ضلعوں (Districts 23) کو سوان (SWAN) کے ذریعہ جوڑنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس طرح سے آزادی کے ان پچاس سالوں میں ہندوستان کو انفارمیشن اینڈ ٹکنالوجی (I T) ترقی کی سمت لے جاتے ہوئے حیدر آباد نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا
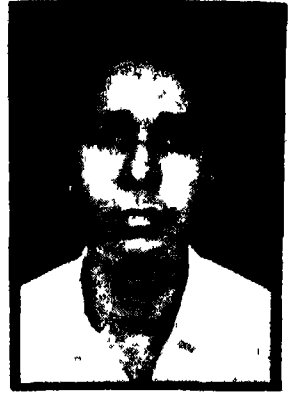
عبدالحمید سولکر ظہور

عبدالحمید سولکر ظہور کا مسقط میں اعزاز

تعلیمی میدان میں بہترین کارکردگی کے لئے امسال منسٹری آف ایجوکیشن، سلطنت عمان نے کل ۱۲۷ ۔اساتذہ، ہیڈ ماسٹرس اور انسپکٹرس کو مثالی قرار دے کر ان کو اعزاز بخشا ۔ ان میں مستری ہائی اسکول رتناگری کے سابق پرنسپل جناب آئی وائی سولکر کے بھائی عبدالحمید سولکر ظہور کا بھی شمار ہے۔ یوم معلم کے موقع پر مسقط میں منعقدہ ایک شاندار پروگرام میں سلطنت عمان کے وزیر تعلیم عالی جناب عزت مآب سعود بن ابراہیم بن سعود البوسعیدی کے دست مبارک سے عبدالحمید سولکر ظہور کو سرٹیفکٹ اور انعام دیا گیا۔ اس موقع پر عمان کے کئی سرکاری افسران اور شہری حاضر تھے۔جناب سولکر ظہور (متوطن کرلا۔رتناگری) پچھلے ۲۱ سالوں سے سلطنت عمان میں منسٹری آف ایجوکیشن کے ماتحت عربی میڈیم کے ہائی اسکول میں انگریزی معلم کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ موصوف اپنے ہائی اسکول میں ہیڈ آف دی انگلش ڈپارٹمنٹ کا عہدہ بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ انہیں مثالی معلم کا اعزاز پانے پر دلی مبارکباد۔

عبدالمجید مجگاؤنکر۔کرلا۔رتناگری

ساکھر ترنائیک ہائی اسکول کی جانب سے اعزازی جلسہ

ساکھر تر تعلقہ رتناگری کے شیخ حسن عرب بھائی سیٹھ داؤد نائیک اردو ہائی اسکول میں ایس ایس سی کے طلباء اور طالبات کا الوداعی جلسہ ساکھر پنچ کروشی ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر جناب علی میاں ابراہیم قاضی کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ مہمانِ خصوصی سابق نگر ادھیکش جناب اُمیش شیٹے۔ شرگاؤں گرام پنچایت کے سرپنچ جناب سریندر ناروے کر۔اسکول کمیٹی چیرمین جناب عبداللہ ساکھر کر اور دیگر معزز ہستیوں میں جناب سلام ساکھر کر اور جناب مقصود ساکھر کر نے جلسے میں شرکت فرمائی۔

اس موقع پر ہائی اسکول کی صدر معلمہ محترمہ انجم سولکر سابق سرپنچ جناب نثار راجپور کر۔ سریندر ناروے کر امیش شیٹے اور جناب علی میاں قاضی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

وداع ہونے والے طلباء اور طالبات نے بھی اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس موقع پر مثالی طالب علم کے لیے رزاق ساکھر کر۔ ہائی اسکول کے ایم سی سی گروپ کی بہترین کیڈیٹ کے لیے سانقہ ملا۔ ان دونوں کو مہمانوں کے دست مبارک انعامات دیے گئے۔

اس موقع پر ساکھر ترپنچ کروشی ایجوکیشن سوسائٹی کے سیکریٹری جناب علاؤالدین ساکھر کر کا جناب سریندر ناروے کر کے ہاتھوں شال اور ناریل دے کر اعزاز کیا گیا۔ ہائی اسکول کے معزز ٹیچر جناب عظیم کوتوزیکر انہیں نقش کوکن ٹیلنٹ فورم ممبئی کی جانب سے مثالی مدرس کا اعزاز ملنے پر ان کا بھی سابق نگر ادھیکش جناب امیش شیٹے کے دست مبارک شال اور ناریل دے کر اعزاز کیا گیا۔ سابق طالب علم سبحان جاؤس فہمیدہ بارگر ، میناز کاسو انہیں بھی اعزاز سے نوازا گیا۔

عبدالمجید مجگاؤں کر۔کرلا۔رتناگری

ہماری پسند عنوان : حسرت

(۱) شرحِ بے مہریٔ احباب کروں کیا حسرت
رنج ایسا دلِ مایوس کو کم پہنچا تھا
(حسرت موہانی)

(۲) آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد
مجھ سے میرے گناہ کا حساب اے خدا نہ مانگ
(نامعلوم)

(۳) کہدو ان حسرتوں سے کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغدار میں
(بہادر شاہ ظفر)

(۱) پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے
(نامعلوم)

(۲) یہ بھی سوچیں کاش عزت ہے کیا اور ذلت ...
وہ جو رسوا ہو رہے ہیں حسرت تو ...
(نامعلوم)

(۳) خودداریوں نے سر نہ جھکانے دیا ...
حسرت سے ان کے نقشِ قدم دیکھتے ...
(شکیل بدایونی)

(۴) کہدو ان حسرتوں سے کہیں اور جا ...
اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغدار ...
(بہادر شاہ ظفر)

مرسلہ۔ عاطف یوسف دلوی
باراپاڑہ۔ ینویل رائے گڑھ

کوکن میں مشاعرہ

یکم اپریل ۲۰۰۰ء کو ساکن گوریگاؤں
۔ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ میں انجمن
الاسلام گوریگاؤں تعلقہ مانگاؤں ضلع

...ق نگراد ھیکش جناب اُمیش شیٹے جناب عظیم کو توڑ یکر کا شال اور ناریل ۔ کراعزاز کر رہے ہیں۔ ساتھ میں جناب علاؤالدین ساکھر کر، جناب علی میاں قاضی اور جناب سوریندر ناروے کر۔

...تیر گاؤں گرام پنچایت سرپنچ جناب سریندر ناروے کر جناب علاؤالدین کا شال اور ناریل دے کر اعزاز کر رہے ہیں۔ ساتھ میں جناب اُمیش ... جناب علی میاں قاضی اور جناب عبداللہ ساکھر کر۔

اشاعت کا ۳۸ واں سال

ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

اردو / انگلش

ملکیت۔ نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ نمبر: E 3 006)

جلد نمبر ۳۹ | شمارہ نمبر ۴ | ماہ: مئی سنہ ۲۰۰۰

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

ٹرسٹی و مشیر: حاجی کیپٹن فقیر محمد مستری

معاون مدیر: اسلم خان

درونِ ہند سالانہ: ایکسو پچیس 125 روپے
فی پرچہ: پندرہ روپئے
درونِ ہند سالانہ عطیہ: پانچسو روپے
معاون خریداری: دوسو پچاس روپے
عوام کے لئے: ایکسو پچیس روپے

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
پانچسو روپے: Rs. 500/-
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون یا عوامی حضرات: پانچسو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نوانگر۔ ایم ڈی نائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔ فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۵۸۰۷۴

اس شمارے کے نقوش

صفحہ	

تاریخ اشاعت: یکم مئی سنہ ۲۰۰۰ء

کتابت: قاسمی پرنٹرس: فون ۳۷۷۶۹۵۵۰

اداریہ

امن، جوا، ایوارڈ

اس مہینہ اپریل کی ۶، ۷، اور ۸ کو پاکستان انڈیا پیوپل فورم فور پیس اینڈ ڈیموکریسی (PIPF DD) کا پانچواں کنونشن بنگلور میں منعقد ہوا۔ جس میں پاکستان کے ۲۰۰ اور ہندوستان کے ۲۰۰ دانشور صحافی اور سماجی خدمت گاروں نے شرکت کی۔
آپ کے محبوب رسالہ نقش کوکن کے لیے یہ اعجاز کی بات ہے کہ ان چار سو لوگوں میں نہ صرف یہ کہ نقش کوکن کے روح رواں ڈاکٹر عبدالکریم نائک مدعو تھے بلکہ بندہ بھی PIPFDD کی مدعوین کی لسٹ میں شامل تھا۔ (اب یہاں یہ لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ اعجاز اردو کے کسی بھی دوسرے رسالہ کو نصیب نہیں ہوا) اب آپ جاننا چاہتے ہیں گے کہ PIPFDD کیا کرتی ہے۔ کیوں کرتی ہے۔ کیسے کرتی ہے۔ اس کی تفصیل تو آئندہ صفحات میں ملتی رہیں گی یہاں میں صرف ڈاکٹر عبدالکریم نائک کی تقریر کا ایک حصہ رقم کرتا ہوں جو انہوں نے کنونشن میں کی تھی۔ امید ہے اس سے آپ کو ان تینوں سوالوں کا جواب مل جائے گا کہ PIPFDD کیا ہے کیوں ہے کیسے ہے۔
"آج جب کہ کارگل کے تیروں سے دیش کا کونہ کونہ زخمی ہے۔ ہندوتوا کے منفریت نے تمام اخلاقی اصول کی ملی چڑھا کر جمہوری قدروں کو بانگ دہل نگلنا شروع کردیا ہے۔ ہر تیسری ہندی فلم کا ولن ISI کا ایجنٹ ہوتا ہے۔ پوکھرن کے لب پر مقرر لی صدا ہے۔ ایسے حالات میں ۱۲۵ کروڑ کے اوپر انسانی آبادی رکھنے والے برصغیر میں سے ۴۰۰ لوگوں کا (جس میں ہندو مسلم سکھ عیسائی سبھی شامل ہیں) یہ سوچنا کہ اس خطہ میں امن قائم ہو۔ ہتھیاروں کی بجائے خوشحالی کے میلے ہوں۔ ثقافتی دورے ہوں۔ ادب اور کلچرل کا بول بالا ہو۔ امن و آشتی کا راج قائم ہو۔ میرے لیے کسی کرشمہ سے کم نہیں میں اسے اس صدی کا سب سے بڑا معجزہ مانتا ہوں اور اس کنونشن میں شریک ہو کر میرا ایمان پختہ ہو چکا ہے کہ چاہے اندھیرا کتنا بھی گہرا ہو وہ روشنی کو چھپا سکتا ہے، روک سکتا ہے، دبا سکتا ہے مگر ختم نہیں کر سکتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حق آیا اور باطل گیا اور باطل تو ہے ہی جانے کے لئے۔"
میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے اس حصہ نے PIPFDD سے متعلق اٹھنے والے اولین سوالوں کے جواب دے دئے ہوں گے۔

جوا

ہنسی کرونے نے کمال کر دیا۔ انہوں نے یہ اعتراف کر لیا کہ انہوں نے میچ ہارنے کے لئے رشوت کھائی۔ ساری دنیا کے پریس میں ہنگامہ مچ گیا۔ کرکٹ ورلڈ میں طوفان آگیا۔ بیان بازیوں کا سیلاب بہہ گیا۔ مگر افسوس صد افسوس ہمارے ان "بیان سمراٹ" کے لبوں پر جنبش ہی نہیں ہوئی جو پاکستان کی جیت پر تالیاں بجانے والے مسلمانوں کو غدار کہہ کر دیش نکالنے کا فتویٰ جاری کر چکے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہندو پاک کرکٹ کا مہاراشٹر رشتہ کٹ کر رہ گیا ہے۔ جنہوں نے سنیل گواسکر اور دلیپ

کمار کو پاکستانی اعزاز لوٹانے کے لئے سام دام دنڈ بھید تمام ہتھیار ڈالے تھے۔ میرا ان بیان سمراٹ سے سوال ہے کہ ان کا قوم کے ان ہو نہار سپوتوں کے لیے کیا فتوی ہے۔ جنہوں نے رشوت کھا کر پاکستان سے ایک نہیں کئی میچ ہارے ہیں۔

کچھ تو کہے کہ لوگ کہتے ہیں　　آج غالب غزل سرا نہ ہوا

ایـــوارڈ

آپ لوگ پچھلے دو شماروں سے نقش کوکن کے صفحات پر نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی کا اشتہار دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے پاس کئی خطوط آئے ہیں جن میں لوگ ایوارڈ فنکشن کی تفصیلات جاننا چاہتے ہیں کہ ایوارڈ فنکشن کس تاریخ کو ہو رہا ہے۔ کس ہال میں ہو رہا ہے۔ اس میں کونسا کلچرل پروگرام پیش کیا جا رہا ہے۔ انشاءاللہ جب آپ یہ سطریں پڑھ رہیں ہوں گے آپ کا یہ ہمدم، ہم ساز، ہمراز ایوارڈ فنکشن کی تقریب کو آخری شکل دینے کیلیے دوبئی میں ہوگا اور آئندہ شمارے میں ان ہی صفحوں پر آپ اس کی تفصیلات جانیں گے۔ جہاں ادارہ نقش کوکن کو اس بات کی بہت خوشی ہے کہ چند لوگ اس ایوارڈ تقریب کو کامیاب کرنے کے لئے تن من دھن لگانے کو تیار ہو گئے ہیں وہیں اس بات کا افسوس بھی ہے کہ کوکنی برادری کا بڑا حصہ ابھی بھی کنبھ کرن کی نیند سو رہا ہے۔

اسلم خان

حقائق قرآن

تمام مذہبی مضامین سے زیادہ حاصلِ مطالعہ مضمون

سرچشمۂ حیات، ھدایت اور رھنمائی کا درس یہ تحریر تمام شمارے کا نچوڑ ھے۔ نادر اور ضخیم تر کتب کی مدد سے لکھا گیا نایاب تحریر تحفہ !

یاایھا الدیں امںو کلو امں طیب مارزقںکم واشکرو للساں کںتم ایاہ تعںدوں

اے ایمان والو کھاؤ ہمارے رزق سے ستھرے اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

اںما حرم علیکم المیتتہ والدم ولحم الحریر وما اھل ہ لعیر اللہ فمں اصطر عیر باع ولا عادفلاائم علیہ اں اللہ عفور رحیم

حرم علیکم المیتتہ مردار کے اندر ایک خطرناک زہر ہوتا ہے جس کا نتیجہ انسان کے لئے اچھا نہیں۔ چنانچہ جتنی مردار خور قومیں ہیں ان کی زبان، جلد، عقل موٹی اور بھدی ہوتی ہے۔ اوروں کو نہیں تو چوہڑوں کو دیکھ لیں شریف گھروں سے کھاتے ہیں، انہی کے ساتھ زیادہ تعلق رکھتے ہیں مگر پھر بھی مردار خوری کا اثر ان کی شکلوں اور عقلوں سے ظاہر ہے۔

والدم ہم نے ایسی قومیں دیکھی ہیں جو جانور کا خون پی جاتی ہیں یا اسے بھون کر کھا لیتی ہیں۔ خون میں اس قسم کی زہریں ہوتی ہیں جن سے اعصاب کو تشنج، فالج، استرخاء ہو جاتا ہے۔

ولحم الحریر اس جانور کا گوشت کھانے سے قوت شہوت و غضب میں بہت ترقی ہوتی ہے اور یہی دو قوتیں ہیں جو تمام قسم کی بداخلاقیوں کی جڑ ہیں۔ یہودی تو اس کا نام تک نہیں لیتے۔ بعض مسلمانوں میں بھی یہ بات ہے۔ وہ خنزیر یا سور نہیں کہتے۔

وماا ھل بہ لعیر اللہ وہ جانور جو نامزد کیا گیا ہو اللہ کے غیر کے لئے۔ ایسے جانور تقرب و حاجت روائی کے لئے، ذبح کئے جاتے ہیں۔

عیر باع دل سے چاہنے والا نہ ہو۔

ولاعاد اور یہ اضطرار کی ضرورت سے حد سے بڑھنے والا نہ ہو۔

حرم علیکم سب چیزیں جو قوی فطری یا دین یا اخلاق کی مسلک ہوں حرام ہیں۔

اں الدیں یکتموں ماانرل اللہ مں الکتب ویشتروں بہ ثمںا قلیلا اولئک مایا کلوں فی بطوںھم الاالںار ولا یکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا یرکیھم ولھم عداب الیم

اں الدیں یکتموں ماانرل اللہ اس سورۂ شریف میں اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کی کامیابیوں اور فتح مندیوں کے اصول بتلائے ہیں۔ میرے اپنے اعتقاد کے مطابق یہ تمام سورۃ جہاد کی ترغیب کے لئے ہے اور اس میں جابجا مجاہدین کو بتایا ہے کہ وہ کس طرح مظفر و منصور ہو سکتے ہیں۔ پارہ اول میں **مفلحوں** کے معنے مظفر و منصور کے ہیں۔ فتح کا تاج بھلا جہاد کے سوا کسی کے سر پر رکھا جا سکتا ہے۔ پھر اس کے بالمقابل **مں الدیں کفرو** کا ذکر ہے جس کے بعد عذاب عظیم آیا ہے۔ گویا دو گروہ بتا دیئے ہیں جن میں مقابلہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو میں کسی دوسرے مقام پر اس کی تشریح کروں گا یہاں صرف اتنا بتا دیتا ہوں کہ ایک جگہ فرمایا

واستعینوا بالصبر والصلوۃ (البقرۃ ۱۵۴) پھر صاف بتلادیا ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات (البقرۃ ۱۵۵) پھر فرمایا ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع (البقرۃ ۱۵۶) یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کی ضرورت جہاد میں ہے۔ پھر جہاد میں ضروری ہے کہ اللہ پر پورا ایمان ہو اور یہ موقوف ہے توحید پر اور توحید کامل نہیں ہوتی جب تک شرک سے نفرت نہ ہو اسی واسطے ومن الناس من یتخذ (البقرۃ ۱۶۶) میں شرک سے منع فرمایا اور بتلایا کہ مومن کو چاہئے اکل حلال سے غازی بنے۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ حلال کھانے کا عادی بنے بلکہ ترک حرام بھی کرے۔ پھر اس ترک حرام میں سے ایک اعلیٰ حرام خوری کا ذکر کیا ہے۔

پچھلے مضمون میں اصولی محرمات کا ذکر تھا استنباطی طاقت جب پیدا ہوتی ہے جب بطور مثال کچھ بیان ہو چنانچہ یہاں ایک مثال اس آیت میں ذکر کردی گئی ہے۔

ماانزل اللہ من الکتب جو کچھ اتارا اللہ نے ایک کامل مجموعہ میں۔

ثمنا قلیلا مول بہت تھوڑا یعنی دنیا جیسے فرمایا **قل متاع الدنیا قلیل** (النساء ۷۸)

ماياکلون فی بطونهم الاالنار اس طرز عمل کا نتیجہ سوا اس کے نہیں کہ جل بھن کر اندر ہی اندر کباب ہوتے ہیں۔

ولایکلمهم اللہ یوم القیمة لوگ اپنا مال، اپنی دولت، اپنی عزت، اپنی آبرو کسی بڑے کی بات سننے کے لئے خرچ کردیتے ہیں۔

پس اللہ کی ذات سے جو تمام حسینوں، عالموں اور بادشاہوں کا خالق ہے کلام کرنے کو کیوں دل نہ تڑپتا ہوگا۔ سو خداتعالیٰ ایسے لوگوں کو دوسری سزا یہ دے گا کہ ان کہ ان سے کلام نہ کرے گا۔ اندھا آدمی جو دیکھنے کے عجائبات سے واقف

نہیں ہوتا وہ اگر دید کی حرص نہ کرے تو تعجب نہیں۔ اسی طرح جسے کلام الٰہی کی عذوبت سے آگاہی نہیں وہ اگر اسے عذاب نہ سمجھے تو سمجھے یہ ہے بڑا عذاب۔ پھر ایک اور دکھ ہوگا یہ ان کے لئے عذاب ہے۔

عذاب الیم یہ عذاب عذوبت والا نہیں بلکہ دکھ دینے والا۔

اولئك الذین اشتروا الضللة بالهدی والعذاب بالمغفرة فمااصبرهم علی النار

اشتروا الضللة بالهدی ان لوگوں نے حرام خوری سے کیا فائدہ لیا سوا اس کے کہ ضلالت کو ہدایت کے بدے خریدا۔ یہ اس طرح کہ حرام خوری سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ جب دعا میں قبول نہ ہوں تو یہ کہہ دیا کہ اچھا دعائیں بھی دیکھ لیں۔ اس قول کا نتیجہ کفر ہے۔ پس بجائے اس کے کہ مغفرت حاصل کریں انہیں عذاب ہوگا۔

فما اصبرهم علی النار ان کے نظارے دیکھنے والے یہ کہیں گے۔

بعض صوفیوں نے بھی بعض جرات کے کلمے کہے ہیں۔ مثلاً یہ کہ دوزخ میں کیا رکھا ہے حالانکہ وہ دنیا کی ایک معمولی تکلیف کو تو برداشت نہیں کرسکتے۔ مثلاً تپ چڑھی ہو تو ہال پکار سے شور برپا کردیتے ہیں تو کیا دوزخ جو بڑے دکھ کا مقام ہے اسے انہوں نے کچھ معمولی سمجھ لیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دید و شنید برابر نہیں ہوتی۔

ذلك بان اللہ نزل الکتب بالحق، وان الذین اختلفوا فی الکتب لفی شقاق بعید

ان الذین اختلفوا اس کے معنی ہیں جن لوگوں نے اس کی خلاف ورزی کی ہے۔

شقاق بعید یعنی ہمارے اور ان کے درمیان جو تعلقات تھے اور جو وصل تھا اس میں شق آگیا، شق بھی پرلے درجہ کا پنجابی "پاڑن پاڑنا" اس مفہوم کو خوب ادا کرتا ہے۔

۲۱ویں صدی میں مسلم خواتین (مومنات) کی ذمہ داریاں

از : محمد علی سعید ٹولکر (دبئی)

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۰)

"اور ہم نے بنی نوع انسان (مرد اور خواتین دونوں) کو واجب التکریم قرار دیا"

قرآن کے نزول سے پہلے دنیا کی تہذیب و تمدن کا بہ نظرِ تعمق جائزہ لیا جائے تو خواتین کی حرمت و عظمت پامال ہونے کے صدہزار گوشے سامنے آتے ہیں۔ مثلاً عیسائیوں کے نزدیک خواتین ملعون تھیں (اور اب بھی ہیں)۔ عیسائیوں کے حل و عقد میں چھٹی صدی عیسوی تک یہ مسئلہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے مرکزِ بحث و تمحیص رہا کہ خواتین میں روحِ انسانی ہوتی ہے یا نہیں۔ بڑے بڑے بزرگانِ کلیسا خواتین کو فریب کا مجسمہ اور دنیا کی تمام تکالیف و مصائب کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ کلیساؤں کی راہبات (Nuns) کو رائرین کی ہوس کا شکار ہونا پڑتا تھا اور اسے عیب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ خواتین تمام برائیوں کی جڑ ہیں یہ عقیدہ اب بھی عیسائیوں میں ہے۔

بھارت کی تہذیب میں خواتین کو ناپاک وجود سمجھا جاتا تھا۔ مندروں کی دیوداسیاں پجاریوں کے لئے ایشور کا نذرانہ ہے یہ تصور کیا جاتا تھا۔ پجاریوں کی اس خود ساختہ رسم کو ایشور کی خوشنودی سمجھا جاتا تھا۔ مہاراجہ کے قصرِ تعیش میں خواتین کو زیب و زینت کا سامان سمجھا جاتا تھا۔ جنگ میں مرنے والوں کی بیواؤں کو شعلہ بار آتش کے بھیانک الاؤ میں کود کر اپنے آپ کو جلا کر بھسم کر دینے کی مذہبی رسم تھی۔ ایک خاتون کے بیک وقت کئی شوہر ہوتے تھے۔ چنانچہ مہابھارت میں ہے کہ دروپدی کے کل پانچ شوہر تھے۔ منو میں درج ہے کہ عورت کو تعلیم دینا بڑا گناہ ہے۔ اتھروید میں خواتین کی عظمت پامال کرنے کے کئی واقعات اور بیانات پڑھنے ملتے ہیں جن سے شرم سے گردن جھک جاتی ہے۔

یہودیوں کے ہاں خواتین کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا۔ ان کے معابد میں خواتین کی قحبہ گری (Religious Prostitution) کی مزموم رسم تھی۔ ماہ میں ایک بار عورت کو جانور بلکہ چڑیل سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا اور ان ایام میں اسے دور اور بالکل الگ رکھا جاتا تھا۔

ایران کے آتش پرست خواتین کو عام ملکیت سمجھ کر ان کے آتش کدوں کے سامنے حیاسوز مناظر پیش کرنے کو فخر سمجھتے تھے۔ ان کے ہاں عورت کی حیثیت صرف "دل کا بہلاوا" تھی۔ چین میں عقیدہ تھا کہ عورت ایک بے حیا

وجود ہے اس لئے اس کے پاؤں میں بچپن سے ہی لوہے کی جوتیاں پہنانے کا رواج تھا تاکہ وہ بڑی ہو کر فواحش کی طرف قدم نہ اٹھائے۔

عربوں کے ہاں خواتین کے بابت واہیات رسوم تھیں۔لونڈیوں کو سر بازار جانوروں کی طرح خرید و فروخت کیا جاتا تھا۔جاہل عرب خواتین کو فتنہ اور نحوست قرار دیتے تھے۔چور اور ڈاکو دولت کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھگا کر لے جایا کرتے اور انہیں دیار غیر میں فروخت کرتے تھے۔ عربوں کے بعض گھرانوں میں بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کیا جاتا تھا۔اگر بچی تین چار سال کی ہو جاتی تو ماں اپنے ہاتھوں اسے نہلا کر، سجا کر اور سنوار کر زندہ دفن کرنے کے لئے رسماً خوشی خوشی مردوں کے حوالے کر دیتیں اور مرد بڑی بے رحمی سے اسے زندہ دفن کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ قرآن کے نزول سے پہلے بساط گیتی کے ہر گوشے میں خواتین کی توقیر، تطہیر اور تقدیر پامال کی جا رہی تھی اور سفینۂ دختران حوا کو چاروں جانب سے کفر یہ دہان موجود کے تھپیڑے الٹ دینے کیلئے مضطرب اور بیقرار رہتے تھے نیز مستبد قوتوں کے ار، رونہنگ سطح آب سے ابھر کر جوش و خروش کے ساتھ جھپٹ پڑتے تھے۔اس طرح بے رحمی اور ظلم و ستم انتہا کو پہنچ گیا تو صف نازک کی آہوں نے عرش کو ہلا کر رکھ دیا اور پھر عرش والے نے فرش والوں کے لئے اپنا آخری نبیؐ مبعوث کر کے خواتین کو دلاسا دیتے ہوئے انہیں باعزت اور باوقار زندگی گذارنے کا پیغام بھیجا کہ "ولقد کرّمنا بنی آدم" اس چھوٹی سی آیت متبرکہ میں خواتین کی حیاتِ طیبہ اور ان کے واجبی حقوق کے تمام تر پہلو یوں سمٹ آئے ہیں گویا انگلی کی پور پر سات سمندر۔

خواتین کے لئے یہ باعث قابلِ صد افتخار ہے کہ توحید، رسالت اور وحی کی حقانیت اور صداقت پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ہستی ایک خاتون (خدیجۃ الکبریٰؓ) ہی تھی۔ اس کے بعد لاتعداد خواتین پرچم اسلام تلے آ گئیں جنہیں "مومنات" کے مقدس لب سے نوازا گیا۔ ان مومنات نے اللہ کے فرامین کے مطابق عمل کر کے اپنا فریضہ اور ذمہ داریاں بھرپور ادا کر کے پوری دنیا میں خواتین کا رتبہ اور مقام بلند کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ خواتین واقعی واجب التکریم ہیں۔ چنانچہ ان مومناتؓ کے دور میں حال یہ تھا کہ ایک خاتون اپنی جبیں نیاز میں تڑپنے والے ہزارہا رقصاں سجدے لئے ہوئے یمن کی حکومت صنعاء سے مکہ تک اکیلی تنہا سفر کرتی تھی اور راستے اس سطح ارض پر کسی کی طرف سے کوئی خطرہ یا خوف نہیں تھا۔بعد میں جب اسلام میں ملوکیت در آئی تو عورت کی تقدیس، تطہیر اور تقدیر پامال ہوئی۔ ملت میں ہزاروں توہم پرستی نے جنم لیا جس میں خواتین ملوث ہو میں۔خواتین اپنے حقوق سے بے دخل کر دی گئیں اور ۲۱ ویں صدی کی دہلیز تک پہنچتے پہنچتے حوا کی بیٹی ساری دنیا میں پھر سے مردوں کے عتاب کا شکار ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ اب مسلم خواتین کو بیدار ہو کر ۲۱ویں صدی میں بھرپور ذمہ داریاں ادا کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ جب مومنات بیدار ہو جائیں گی تو یقیناً وہ انسانیت کو حق و باطل کے صحیح پیمانے عطا کریں گی، شرک و بدعات کی ظلمتوں میں مینارۂ نور ثابت ہوں گی، توہم پرستی کے سم سم کی بیخ کنی کر کے انہیں زمین دوست کر دیں گی، خون رگ کائنات میں تموج پیدا کریں گی اور کوہ جبل دشت و صحرا میں حیات انگیز تحرک پیدا کریں گی۔ نیز سفینۂ خواتین کو خونخوار اردونہنگ کے چنگل سے نکال کر اسے پار لگائیں گی اور خواتین کے حقوق کو نہ صرف تحفظ دیں گی بلکہ انہیں حاصل کر کے رہیں گی۔اس

کیلئے ۲۱ویں صدی کی مومنات کو ضروری ہے کہ وہ

بھرپور تعلیم حاصل کریں شاہراہِ حیات میں مومنین یا مومنات (مسلم خواتین) کا یہ سمجھ کر کسی ایک مقام پر کھڑے ہو جانا کہ ہم علم کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں، مصافِ زندگی میں شکست خوردگی کی علامت ہے۔ قرآن پاک میں تو بار بار علم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ علم کی اہمیت اور مومنین اور مومنات کے لئے اس کی ضرورت کا یہ عالم ہے حضورؐ جیسی ذات اقدس جو علم کی بلندیوں پر فائز تھی، اسے بھی اللہ کی جانب سے یہ دعا سکھائی گئی کہ "قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً" (سورۃ طہٰ آیت نمبر ۱۱۴) یعنی "اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کرتا جا" یہی وجہ ہے کہ خود رسولؐ نے بھی فرمایا کہ علم حاصل کرنا مومنین اور مومنات پر فرض ہے اور اس چاہے انہیں چین (یعنی بہت ہی دور) ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ (حدیث)

ہمارے یہاں (اسلام میں) جب تصوف (Mysticism) یہ مسلک دور آیا تو علم کو شجرِ ممنوعہ قرار دیا گیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمان علم کے میدان میں تمام قوموں سے بہت ہی پیچھے رہ گئے اور دنیا میں ذلیل و خوار بنتے رہے۔ اب مسلم خواتین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ علم حاصل کر کے دیگر قوموں سے بھی آگے نکل جائیں اور قرآن پاک کے سائبان تلے اسلام کا نام روشن کریں۔

تبلیغ دین کے فرض کو پورا کریں قرآن پاک کی ایک آیت مقدسہ سے یہ صاف عیاں ہے کہ تبلیغِ دین کا فریضہ صرف مومنین کا ہی نہیں، بلکہ مومنین اور مومنات دونوں کا ہے۔ یہ دونوں، نصب العین ایمان کے مشترکہ ہونے کی وجہ سے تبلیغِ دین کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ "وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (سورۃ التوبہ آیت ۷۱)

"مومن مرد اور مومن عورت (مومنات) دونوں ہی (تبلیغ دین کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے) ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتے ہیں" اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغِ دین کے فرائض ادا کرنے کیلئے خواتین کو بھی اتنا ہی حق دیا ہے جتنا مردوں کو۔ نیز اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین کی اشاعت کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خواتین میں بھی بھرپور صلاحیتیں رکھی گئی ہیں۔

یاد رہے کہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" میں صرف چھ باتیں بتا کر تبلیغ دین کا فریضہ پورا ہوتا ہے یہ عقیدہ درست نہیں۔ نیز دین کی تبلیغ صرف مسلمانوں، مسجدوں اور شامیانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ قرآن پوری عالم انسانیت کیلئے ہدایت ہے اس لئے اسے غیر مسلمانوں میں پہنچا کر ان میں بھی تبلیغ ضروری ہے۔ اس لئے صحیح تبلیغِ دین وہی ہے جسے صحابہؓ نے فریضہ سمجھ کر ادا کیا تھا اور غیر مسلمانوں کے گھر گھر پہنچ کر تبلیغ کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے انہیں مومنین حقا (سورۃ الانفال آیت ۴) کے سدا بہار اور شہد آگین لقب سے نوازا تھا۔ اگر ہم صرف چھ باتیں یا صرف چھ فیصد اسلام کی تبلیغ کرتے رہے تو "مومنین حقا" کے زمرے میں قطعی نہیں آسکتے چاہے ہم اپنے آپ کو کتنا ہی اطمینان دلا ئیں کہ ہم تبلیغِ دین کا پورا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ۲۱ویں صدی کی مومنات بھی تبلیغِ دین کا فریضہ اسی انداز میں کریں جیسا کہ صحابیاتؓ نے کیا تھا اور صحابہ کرامؓ نے کیا تھا۔

توہم پرستی کی بیخ کنی کریں قرآن پاک پر غور و تدبر کے بعد ذرّہ خاکِ نعلِ رسولؐ پر یہ راز کھلا کہ "توہم پرستی" عقلِ سرکش اور علم بے باک کی پیدا کردہ ہے۔ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے سرکش اور باطل قوتوں نے اپنے ظن و قیاس سے توہم پرستی کو جنم دیا۔ توہم پرستی وہ مانع ہے جو انسان خودی کی راہ میں حائل ہو کر اسے فنا کر دیتی ہے۔ اللہ کا آخری رسولؐ رسالت پر مبعوث ہونے تک توہم پرستی انتہائی عروج پر تھی۔ اللہ کے نبی آتے ہی اس لئے تھے کہ وہ شرک و بدعات اور توہم پرستی کو ختم کر کے انسانوں کو صراطِ مستقیم پر رکھیں۔ اللہ کے آخری نبیؐ نے تمام خرافات کو مٹا کر انسانوں کے سروں کو جو کہ دنیا کی تمام چوکھٹوں کی ذلت آمیز خاک سے آلودہ تھے، ایک اللہ، وحدہ لاشریک کے دربار میں جھکا دیا اور انسان کو اس کا صحیح مقام و رتبہ عطا کیا۔ صحابہ کرامؓ کے بعد توہم پرستی نے پھر سے سر ابھارا اور ۲۱ویں صدی کی دہلیز تک پہنچتے پہنچتے اس نے عروج حاصل کیا۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس دور میں لوگوں نے دین کو چند بے معنی معتقدات اور بے روح رسومات کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ معاشرہ کے تفکر و تدبر پر گویا تالے پڑ چکا ہے۔ اکثر خواتین توہم پرستی کا شکار ہو کر اس کی بصیرت سوز بندشوں میں جکڑی ہوئی ہیں اور وہ کاہنوں، انجم شناسوں، دست بینوں، بھگتوں، جوتشیوں اور نام نہاد روحانی علاج کرنے والوں کے گرد ہجوم کر کے اپنے صبر گریز یا رنج گراں نشیں کے جگر سوز افسانوں کا ان سے حل چاہتی ہیں اور اپنا مستقبل معلوم کرنے میں مصروف ہیں۔ خواتین کو معلوم ہو کہ دوسروں کی کمائی پر اپنے محل تعمیر کرنے والا یہ گروہ انہیں اسلام سے بہت دور لے جا رہا ہے اور ان کی جبینِ نیاز میں تڑپنے والے سجدوں کی ادائیگی کی راہ میں سنگِ گراں ثابت ہو رہا ہے۔

قرآن پاک آنے کے بعد مومنین اور مومنات کے دماغ میں توہم پرستی مثلاً انسانوں کو چمٹنے والے جنات، بھوت، پریت، سایہ، ارواحِ خبیثہ، چڑیل، سحر، جادو، ٹونا، کرنی وغیرہ کا گذر بھی نہیں ہونا چاہئے۔ جنہیں جنات، بھوتوں اور چڑیلوں کا سایہ سمجھا جاتا ہے، ان کی حقیقت اعصابی امراض کے سوائے کچھ نہیں۔ ان امراض کا علاج ڈاکٹر یا ماہرینِ نفسیات (Psychologist) حضرات کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔ ابھی کل تک یورپ والے بھی اسی جہالت میں تھے مگر انہوں نے ان چیزوں کی تحقیق کی اور رفتہ رفتہ علم اور عقل کی روشنی میں توہم پرستی کی ان سیاہ چادروں کو ایک ایک کر کے الگ کر دیا۔ لیکن جہاں جہالت ہے وہاں اس قسم کی توہم پرستی ابھی تک اچھے بھلے لوگوں کے سر پر سوار ہے۔ (خصوصاً کوئی خواتین کی اکثریت کے)

۲۱ویں صدی میں اب مسلم خواتین کی ذمہ داری ہے کہ قرآن پاک کے علم اور اپنی عقل کی روشنی میں توہم پرستی کی لعنت کو مٹا کر روحِ مومنات کو اسلام کے سدا بہار چمن سے مشک بیز کریں۔ ان کی اس طرح کی روش سے ۲۱ویں صدی کی تہذیب و تمدن کا چہرہ نوچنے والی بے باکیاں بھی پرچم اسلام تلے آسکتی ہیں۔ ان کا یہ عمل اللہ کی نگاہ میں بے حد پسندیدہ ہوگا جو کبھی ضائع نہیں ہوگا اور آخرت میں اس کا بھرپور صلہ انہیں ملے گا۔ اس کی تائید خود قرآن پاک یوں کرتا ہے کہ "اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ج" (آل عمران آیت ۱۹۵)

"اور ہم آپ میں سے چاہے وہ مرد (مومنین) ہوں یا مومنات (مسلم خواتین) کسی کا بھی نیک عمل ضائع نہیں کریں گے۔ (یعنی آخرت میں اس عمل کا بھرپور انعام ملے گا)"۔

نقش کوکن

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

★ حسن کمال

اس تغیر کو صرف ثبات ہی نہیں رفتار بھی حاصل ہے۔ زمانہ بڑی تیزی سے بدل رہا ہے قوموں کا طرز عمل، طرز فکر بدل رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال ایک اسرائیلی ایجنسی کے ذریعہ اسرائیلی رائے عامہ کا ایک جائزہ ہے جو ابھی چند ہی ہفتوں پہلے لیا گیا ہے۔ اس جائزے کے مطابق اسرائیل کے ۶۰ فیصد باشندے اب اس حق میں ہیں کہ امن کے حصول کی خاطر جبل جولان شام کے حوالے کردیا جائے اور جنوبی لبنان سے اسرائیلی فوج واپس بلالی جائے اہم بات یہ ہے کہ اسی قسم کے جائزے ۱۹۸۰ء اور ۱۹۹۰ء کے دہوں میں بھی لئے گئے تھے۔ ۱۹۸۰ء کے جائزے میں ۸۰ فیصد باشندوں کی متفقہ رائے تھی کہ جبل جولان کسی بھی حال میں شام کے حوالے نہ کیا جائے اور لبنان سے فوج ہرگز واپس نہ بلائی جائے۔ ۱۹۹۰ء کا جائزہ مظہر ہے کہ ۵۰٪ فیصد باشندے اس حق میں ہیں کہ جبل جولان شام کو دے دیا جائے اور لبنان سے فوج ہٹالی جائے لیکن اس بار کے جائزے سے صاف ظاہر ہے کہ اسرائیلی عوام اس مسلسل جنگ سے تھک چکے ہیں اب اکثریت امن کے حق میں ہے اس فکری تبدیلی کی آخر کیا وجہ ہے اس کا جائزہ لیناد لچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اسرائیلی مزاج میں اس تبدیلی کی کئی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اسرائیل کے عوام کو یہ یقین ہو چکا ہے کہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ ایک فیصلہ کن جنگ کے ذریعہ فلسطین کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے حل کرلیا جائے اس حقیقت کے باوجود کہ عرب ممالک کے پاس ویسے ماہرین جنگ ویسے سائنس داں اور ویسی افواج نہیں ہیں جیسی اسرائیل کے پاس ہیں لیکن کوئی ایسی صورت بھی ممکن نہیں کہ تمام عرب ممالک کو ایک ساتھ دعوت مبارزت دی جائے اور وہ اسے قبول کرکے اپنی فوجیں میدان کارزار میں جھونک دیں اور اساطیری داستانوں کی طرح معرکہ حق و باطل ہو اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے علاوہ ازیں اسرائیل اپنی تمام تر فوجی طاقت کے باوجود عرب ممالک کے مالی وسائل کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسرائیل چاروں طرف سے عرب پڑوسیوں سے گھرا ہوا ہے۔ کوئی بھی طویل جنگ اس کیلئے معاشی ناکہ بندی ثابت ہوگی۔

اس سے بھی قطع نظر جنگ اس کے گھر کے اندر ہو رہی ہے جہاں مہلک ہتھیاروں کا استعمال بھی بس ایک حد تک ہی ممکن ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ گزشتہ پچاس برسوں میں کم از کم زرعی میدان میں اسرائیل نے مثالی ترقی کی ہے۔ صنعت کے میدان میں بھی اسرائیل عرب ممالک کے مقابلہ میں کافی آگے ہے یہی حال تعلیم اور انفارمیشن ٹکنالوجی کا ہے جو نئی زمانہ ترقی کے لئے سب سے اہم صیغہ ہے۔ اسرائیل ان میدانوں میں بھی عربوں سے بہت آگے ہے لیکن اپنے ان تمام مثبت پہلوؤں کا فائدہ اس وقت تک نہیں اٹھایا جاسکتا جب تک کہ اس خطہ میں پوری طرح امن نہ قائم ہو جائے لیکن سب سے بڑی وجہ بہر حال یہ ہے کہ اسرائیل کی نوزائیدہ نسلیں بندوق بردار زندگی سے عاجز

آچکی ہیں جن نوجوانوں کو ہوش سنبھالتے ہی بندوق تھمادی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اب یہی بندوق ان کے دفاع بلکہ ان کی بقا کی ضامن ہوگی ان کی نفسیات کا کیا عالم ہوگا، اس کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں ہے اسرائیل کو اس حقیقت کا بھی علم تھا کہ فلسطین پر اس کا قبضہ غاصبانہ تھا عالمی رائے عامہ نے کبھی فلسطین پر اسرائیل کا حق تسلیم نہیں کیا یہ ان ہی سب باتوں کا نتیجہ تھا، کہ تعس باس کے عرصے میں اسرائیلی رائے عامہ کا طرز فکر ایک انتہا سے دوسری انتہا پر پہنچ گیا ہے۔

دنیا کے دوسرے تنازعات پر نظر ڈالئے شمالی آئر لینڈ کا تنازعہ شاید دنیا کا سب سے قدیم تنازعہ ہے۔ شمالی آئر لینڈ برطانیہ کا حصہ ہے برطانیہ اور شمالی آئر لینڈ کا تنازعہ بنیادی طور پر مذہبی تنازعہ ہے شمالی آئر لینڈ کی آبادی کیتھولک عیسائیوں پر اور برطانیہ کی آبادی پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی اکثریت پر مشتمل ہے۔ شمالی آئر لینڈ کے باشندے گذشتہ ۷۵ سال سے خود مختاری اور آزادی کا مطالبہ کررہے ہیں ادھر برطانیہ کا اصرار تھا کہ شمالی آئر لینڈ اس کا اٹوٹ انگ ہے۔ ۷۵ برس تک مسلسل تمام برطانیہ اس تنازعہ کے سبب شدید دہشت اور تشدد کا شکار ہے آخر امریکہ کی پس پردہ مداخلت کی وجہ سے اب یہ مسئلہ بڑی حد تک حل ہوچکا ہے آج شمالی آئر لینڈ کی اپنی الگ پارلیمنٹ ہے ہر چند کہ تشدد کے اکا دکا واقعات اب بھی جاری ہیں لیکن یہ طے ہے کہ شمالی آئر لینڈ جلد یا بدیر ایک آزاد اور خود مختار علاقہ قرار پائے گا۔

کوسوو، سربیا اور یوگوسلاویہ کے تنازعات روس کے ٹوٹنے کے بعد منظر عام پر آئے۔ سلطنت عثمانیہ کے زوال اور اس کے بعد دوسری جنگ عظیم کے اثرات نے ان علاقوں کو کمیونسٹوں کے زیر نگیں کردیا تھا۔ روس ٹوٹا تو ان علاقوں میں مذہبی عصبیت ابھر آئی جن عیسائیوں نے دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کا ساتھ دیا تھا انہوں نے اب مسلم اکثریت کے علاقوں کو ان کے حقوق دینے سے صاف انکار کردیا یہ علاقے ایک عرصہ تک خاک و خون میں نہاتے رہے دنیا بھر کے مسلم ممالک ہی نہیں بلکہ مغربی ممالک کو مسلح مداخلت کرنا پڑی تھی یہاں بھی اگرچہ پوری طرح امن قائم نہیں ہوسکا ہے لیکن امن کے قیام کا عمل بہر حال شروع ہوچکا ہے۔

سب سے تازہ تر معاملہ انڈونیشیا کے ایک صوبے مشرقی تمور کا ہے خود ہندوستان میں بہت کم لوگ اس تنازعہ سے واقف تھے۔ انڈونیشیا جیسا کہ عام طور پر جانا جاتا ہے مسلم اکثریت کا ملک ہے۔ صدر احمد سوئیکارنو کے دور اقتدار کے علاوہ انڈونیشیا کا شمار ایسے ممالک میں ہوتا تھا، جہاں کے مسلمان بہت دیندار اور اسلام پسند ہوتے ہیں۔ مشرقی تمور عیسائی غلبہ کا علاقہ ہے انڈونیشیا کی آزادی کے بعد ہی سے اس علاقے نے آزادی علیحدگی اور خود مختاری کا مطالبہ شروع کردیا تھا۔ انڈونیشیا کی متعدد سرکاروں نے اس مطالبے کو پائے حقارت سے ٹھکرانے کی پالیسی اپنا رکھی تھی لیکن جب عالمی دباؤ بڑھنے لگا اور انڈونیشیا کی مالی حالت بگڑنے لگی تو چار و ناچار انڈونیشیا کو مشرقی تمور سے دست بردار ہونا پڑا۔

دنیا میں یہ تغیر کیوں ہورہا ہے؟ بہت سیدھا سا سبب ہے انسانی تاریخ ایک بار پھر گھوم پھر کر اس مقام پر آگئی جہاں تجارتی اور اقتصادی قوتیں فوج قوتوں پر بھاری پڑ رہی ہیں۔ سرد جنگ کے خاتمے نے عالمی ماحول بالکل بدل کر رکھ دیا ہے آج کسی ملک کا دوسرے ملک پر قبضہ کرلینا گھاٹے کا

سودا بن گیا ہے۔ قوموں میں ایک دوسرے کے بازاروں میں پہنچنے اور قدم جمانے کی مقابلے بازی ہو رہی ہے فوجی تصادم اور ان تصادموں میں جیت ہار کے دعوے احمقانہ تصور کئے جا رہے ہیں اب اگر اس پس منظر میں کشمیر کے تنازعے کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس تنازعہ کے سبب ہندوستان اور پاکستان دونوں سخت گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں ہر دو ممالک نے کشمیر کو وقار کا سوال بنا رکھا ہے ایسا وقار جو سراسر جھوٹا ہے۔

کشمیر کا تنازعہ دونوں ملکوں کی ترقی کی راہ کا روڑا بنا ہوا ہے۔ دونوں ملک محض اس مسئلہ کی وجہ سے اپنے وسائل کا بہت بڑا حصہ مہلک ہتھیاروں کی خریداری اور تعمیر میں خرچ کر رہے ہیں۔ ان وسائل کو اگر مفاد عامہ کیلئے صرف کیا جائے تو دونوں ملکوں کا نقشہ بدل سکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی توجہ کشمیر کی طرف مبذول ہے اور امریکی صدر کلنٹن کا یہ قول بھی سراسر درست ہے کہ دنیا میں آج صرف کشمیر ہی نیوکلیائی جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ بن گیا ہے بہتر تو یہی ہو تا کہ یہی دونوں ملک مل کر اس تنازعے کو سلجھا لیتے لیکن اس کا کوئی امکان نظر نہیں آتا اس سلسلہ میں یہ سوچنا کہ کوئی تیسرا فریق اس میں مداخلت نہیں کر سکتا ہے محض سادہ دلی کی علامت ہے امریکہ نے شمالی آئرلینڈ میں بھی براہ راست مداخلت کہاں کی تھی؟ اس نے تو بس طرفین سے درخواست کی تھی کہ بات چیت شروع کر دی جائے بوسنیا میں تو سرب وحشی کچھ سننے کو تیار نہیں تھے اس لئے امریکہ اور یورپ کو فوجیں بھیجنے پر مجبور ہونا پڑا اسی طرح اسرائیل اور فلسطین کے لیڈروں کو بھی یہ مخلصانہ مشورہ دیا کہ ۴۵ سال کی جنگ بہت ہوتی ہے بہتر ہے کہ اب میز پر بیٹھ کر کچھ امن کی بات چیت شروع کی جائے اور اب شام اور اسرائیل کی بھی صرف ”دوستانہ رہنمائی“ کر رہا ہے کہ جبل جولان کی واپسی کی راہیں سوچی جائیں یہ اور بات ہے کہ ان میں سے کسی بھی فریق کیلئے اس ”خلوص“ کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں تھا اس لئے یہ دو ممالک برسوں سے معاندانہ پروپیگنڈے کے شکار عوام کو چاہے جو بھی پٹی پڑھا میں لیکن اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ اتنے ”جری“ ہیں کہ انہیں امریکہ اور اس کی طاقت کی پرواہ نہیں تو خود کو بھی فریب دیں گے اور عوام کو بھی۔

برسوں کی خانہ جنگی کے بعد آخر سری لنکا نے ناروے کو ثالث بنانا منظور ہی کر لیا دراصل تیسرے فریق کا نام سنتے ہی بھڑک اٹھنا اپنے مقدمے کو کمزور بنانا ہے اور سچ پوچھئے تو ہندوستان اور پاکستان کے تعلق سے امریکہ کو اپنے اثر رسوخ کو بروئے کار لانا ہی چاہئے کیونکہ کوئی کچھ بھی کہے کشمیر کا تنازعہ دونوں ملک کے متوسط طبقوں کے ”وقار“ کے مسئلہ کے سوا کچھ نہیں ہم نے اسی لئے اسے جھوٹے وقار کا نام دیا۔ دونوں ممالک کے عوام کو اس مسئلہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے انہیں تو صرف اتنا معلوم ہے کہ جتنے پیسے میں ایک ٹینک خریدا جاتا ہے اتنے پیسے میں کئی اسکول کھل سکتے ہیں۔

●●●

کوکن برائے ہماری پسند

لفظ جسے شعر میں استعمال کیا گیا ہے۔

نام :- ....

پتہ:- ....

بے لاگ ۔ بے باک ۔ بے ٹوک : ساجد رشید

یہ کہاں آ گئے ہم ؟

آج ہم جس عہد میں سانس لے رہے ہیں وہ ہمارے پیش رووں کے عہد سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہے!

ممکن ہے اس خیال کو مبالغہ آمیز تصور کیا جائے۔ کیوں کہ یہ ایک عام ادبی تصور ہے کہ زندگی ہر عہد میں انہیں عناصر کے ساتھ نمو پاتی ہے جو روز اول سے انسان کا مقدر ہیں۔ محبت، نفرت، عداوت، حسد، خوف، غم، غصہ، خوشی، فکر و تردد وغیرہ ادب کے موضوعات زندگی کے انہیں احساسات سے منور ہیں اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ یہی موضوعات بار بار مختلف کرداروں اور واقعات کے حوالے سے ادب میں دوہرائے جاتے ہیں۔ لیکن اسے اب کلیہ نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ آج کی زندگی گذشتہ کل سے مختلف ہی نہیں کچھ زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے۔ صرف پندرہ برسوں میں پوری دنیا Globlization اور Open Market کی جن ''نعمتوں'' سے سرفراز ہوئی ہے وہ کیبل نیٹ ورک کے ذریعہ ہمیں بڑی تیزی سے ایسے مشترکہ نو آبادیاتی کلچر یا Consumer Society کی طرف لے جا رہی ہے جس کی زبان انگریزی ہوگی اور جس میں اخلاقیات کا ایسا نیا پہلو بھی پیش کیا جا رہا ہے جسے متوسط طبقہ ہی نہیں نچلا متوسط طبقہ بھی بڑی سرعت سے نگل رہا ہے۔ ٹی وی کے اوور سیز چینلوں کے سوپ اوپیراز کے ذریعے خواتین کو آزادیٔ نسواں کے نام پر یہ باور کرانے کی کوششیں ہو رہی ہیں کہ Extra Marital Afair جدید مہذب سوسائٹی کا ناگزیر حصہ بن چکے ہیں اور بیوی یا شوہر کی بے وفائی سے جدید اخلاقیات کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وفاشعاری ایک قدیم متعدی بیماری ہے جس سے ہر عورت اور مرد کو جلد از جلد نجات حاصل کر لینی چاہئے۔ ذرا تصور کیجیے کیا آج سے صرف دو دہائی قبل ایسے خیالات کو الیکٹرانک میڈیا پر پیش کیا جا سکتا تھا؟ صرف پچاس سال قبل فلمسٹار نرگس کو ایک فلم (ہلچل) کے پوسٹر میں انبساط کے عالم میں فرش پر ایسے لیٹا ہوا دکھایا گیا تھا کہ اس کی پنڈلیاں نظر آتی تھیں۔ اس پوسٹر کو شہوت انگیز قرار دیا گیا تھا اور اس ایک منظر کے لئے فلم کو صرف بالغوں کو ہی دکھانے کا سرٹیفیکٹ دیا گیا تھا۔ انہی دنوں ایک نامکمل فلم (جانور) کی ایک تصویر رسالوں میں چھپی تھی جس میں دلیپ کمار کو ثریا کی پنڈلی کا بوسہ لیتے ہوئے دکھایا گیا تھا، تو اس تصویر پر کافی ہنگامہ مچا تھا اور پوری فلم ہی کو مخرب اخلاق کہا گیا تھا۔ آج ٹیلی ویژن پر پینٹی اور برا والی لڑکیوں کی خوبصورتی کا راز کسی صابن اور ٹالکم پاؤڈر کے برانڈ کو بتایا جاتا ہے اور کوئی دوشیزہ، خواتین پر یہ راز منکشف کرتی ہے کہ اس کا سکون ایک خاص برانڈ کی سینٹری نیپکن میں پوشیدہ ہے۔

ہمارے عہد میں بیدی، کرشن اور منٹو کی کہانیوں کی رنڈیاں وہ مجبور اور بیکس عورتیں نہیں ہیں جن کو کسی قریبی رشتے دار نے بمبئی کے ''بازارِ جسم'' میں بیچ دیا ہو اور جسم کی بیچ سجانا جس کی انتہائی مجبوری ہو۔ گذشتہ بیس برسوں میں بازارِ جسم ایک کمرشیل مارکیٹ میں تبدیل ہو چکا ہے جہاں جسم فروشی کسی لڑکی کی ابتدائی دنوں کی مجبوری ضرور ہوتی ہے لیکن تھوڑے ہی عرصے میں وہ جسم کے ایک کاروبار سے اتنا منافع حاصل کرنے لگتی ہے کہ اس دھندے سے

زیادہ سہل ذریعہ معاش اسے کوئی دوسرا نظر ہی نہیں آتا ہے۔ آج اگر منٹو کا خوشیا زندہ اور توانا ہوتا تو وہ سیلولر فون پر سوگندھی سے اپنے کسی کسٹمر (گاہک نہیں) کا اپوائمنٹ طے کرتا اور سوگندھی کسی بوسیدہ کھولی میں پڑی کھانس نہیں رہی ہوتی بلکہ وہ کسی بار میں بیٹھ کر بیئر کی چسکیوں کے ساتھ اپنے دھندے کی شام کا آغاز کرتی۔ کسی کسٹمر کی اول تو یہ ہمت ہی نہیں ہوتی کہ وہ سوگندھی کے جسم کو نچوڑ لینے کے بعد اس کا محنتانہ نہ دے اگر کوئی پولس والا ایسا کرنے کی حماقت کر بیٹھتا تو خواتین کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے والی تنظیمیں پولس حکام کے دفتر پر مظاہرہ کر کے اس پولس والے کو معطل کروانے میں ذرا بھی تامل نہ کرتیں۔ اب ہمارے معاشرے میں کسی جسم فروش عورت کو رنڈی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس کے پیشے کو سیاسی اور معاشرتی سطح پر قبولیت حاصل ہو چکی ہے، اور جسے ایک نام بھی دیا گیا ہے "Sex Worker" یعنی وہ اب دنیا کا سب سے قدیم اور قابل نفریں پیشہ کرنے والی Prostitute نہیں بلکہ Sex Worker بن چکی ہے۔ اب اس کا پیشہ اخلاق سوز نہیں رہا بلکہ ایک ایسی صنعت میں منتقل ہو چکا ہے جس میں جنس کے خواہش مند کو قیمتاً عورت کا جسم فراہم کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کاروبار میں کوئی استحصال پسند ہے اور نہ کوئی استحصال زدہ۔ یہ ضرورت پر مبنی ایک کاروبار ہے جس کی انٹرنیشنل کانفرنس دنیا کے کسی بڑے شہر میں منعقد ہوتی ہے۔ (سیکس ورکروں کی ایسی کانفرنس دو سال قبل دہلی میں ہو چکی ہے)

راجندر سنگھ بیدی کی کہانی "متھن" کی کیرتی کو اپنی ماں کا علاج کروانے کے لیے کسی شلپی کو نیوڈ میں بدلنے کیلئے خود کو بھگو بھگو کر آئینے میں اپنی شبیہہ کو دیکھ کر شلپی بنانے کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہی اسے سراج جیسے شہوت پسند سے صرف اس لئے ہم بستر ہونے پر مجبور ہونا پڑتا کہ جنسی انجذاب کی کیفیت کو "متھن" میں متشکل کر کے اسے اپنا وڈورک اچھی قیمت پر فروخت کرنا تھا۔ کیرتی آج ایسی کسی ضرورت کے لئے سستے داموں اپنے جسم کو بستر بنانے کے لئے مجبور نہیں ہے۔ بڑے شہروں میں آج کیرتی جیسی جوان اور پرکشش جسم رکھنے والی لڑکی کو اپنی ماں کے علاج کے لئے روپے کی ضرورت آپڑے تو وہ من نکلے اور سراج کے ہاتھوں اپنا استحصال کروانے کے بجائے ممبئی اور دہلی سے شائع ہونے والے ہائی فائی قسم کے میگزینز کیلئے نیوڈ فوٹو سیشنز کر کے ہزاروں روپے کما سکتی ہے جس سے وہ اپنی ماں کا علاج کسی اچھے نرسنگ ہوم میں بہ آسانی کرا سکتی ہے۔ ایسے حالات میں قدیم مجسمے خریدنے والے مدن نکلے کا پیشہ اور نفسیات دونوں ہی مختلف ہوں گے اور کیرتی کا کرب ماں کے علاج کے لئے روپے کی فراہمی کے بجائے نیوڈ انڈسٹری کی تجارتی کشاکش ہو گی۔

معقول اجرت کیلئے شور مچانے والا سعادت حسن منٹو کی کہانی "نیا قانون" کا کردار منگو کوچوان آج ملک کے چاہے جس شہر میں ہوتا اس کے ہاتھوں پٹنے والا کوئی داروغہ، کہانی کے گورے داروغہ کی طرح منگو کو صرف حوالات میں بند کرنے پر اکتفا نہ کرتا بلکہ اسے سرعام گولی مار کر مڈبھیڑ کی ایک ایسی کہانی پولس پریس روم سے ریلیز کرادیتا جو دوسرے دن کے اخبارات کے ذریعے ہمیں بتاتی کہ منگو کوچوان تانگہ والے کے بھیس میں کتنا خطرناک کریمنل تھا جس کے Link دوبئی کے ڈان اور آئی ایس آئی تک تھے۔

کیا یہ عہد منٹو، بیدی، کرشن اور عصمت کے عہد سے بے حد مختلف، پیچیدہ سفاک اور ریاکار نہیں ہے؟ کیا زمانے کے ساتھ اخلاقی قدریں نہیں بدلی ہیں اور انہی بدلتی ہوئی قدروں نے انسانی فکر میں کیا ایسی تبدیلیاں نہیں کردی ہیں جن کا تصور ہمارے پیش رو ادیبوں نے شاید ہی کیا ہو!

بیسویں صدی کی اس آخری دہائی کا کلچر اور اخلاقی قدریں مکمل طور پر بدل چکی ہیں۔ آج کا فنکار خالص ادب جیسی اصطلاح کے فریب میں مبتلا رہ کر ان مروجہ ادبی اعتقادات پر ہی قانع نہیں رہ سکتا جو اسے کبھی ماضی کے ناسٹلجیا میں مبتلا کرتے ہیں تو کبھی بورژوا کلچر کے زوال پر نوحہ پڑھواتے ہیں تو کبھی علامتوں کے جنگل میں گم کر دیتے ہیں تو کبھی کلاسیکی ادب کی بازیافت کے نام پر میر و غالب کے کلام میں ڈبکیاں لگا کر معنی کے نئے نئے موتی نکلواتے ہیں تو کبھی تحقیق کے نام پر مرحومین کے بول و براز کو ناپنے کی مشقت سے گزارتے ہیں تو کبھی طلسم ہوشربا کے وادیٔ سحر میں کھو جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

نئی صدی کے دروازے پر کھڑے آج کے فنکار کو اپنے عصر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حقیقت کو تلاش کرنا ہوگا۔ جو زندگی کے مختلف مظاہر میں جلوہ گر ہے۔ شاید یہی سبب ہے کہ زندگی سے گہری وابستگی رکھنے والوں کو ''خالص ادب'' کا تصور خود فریبی اور ذہنی عیاشی کا دوسرا نام معلوم ہوتا ہے۔ جس عہد میں انسانی زندگی کی ہر سانس سیاسی جبر معاشرتی مکر اور جنسی بے راہ روی کی گرفت میں ہو اور پورا معاشرہ ایک سفاک قسم کی بے حسی کا شکار ہو چکا ہے، تو ایسے حالات میں خالص ادب پر اصرار کرنے والے وہ نوسنک ہیں جو وقت اور مسائل سے آنکھیں ملانے کی جرأت نہیں رکھتے ہیں بلکہ ماضی کی یادوں کے ساتھ خود لذتی کا حظ اٹھانے کے مرض میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا خالص ادب کے وکیلوں کو اب یہ ملحوظ رکھنا ہوگا کہ ادب اگر مسائل کا حل پیش نہیں کرتا تو ادب عصری حقیقتوں سے فرار کا نام بھی نہیں ہے۔

• • •

شاہد لطیف

ملک کا امیر ترین شخص بھی ملت ہی کا فرد ہے

تقسیم ہند کے بعد جب ہندوستان کی باگ ڈور ہندوستانیوں کے ہاتھ آئی تو اس ملک کے ایک طبقے نے جو انتہائی چالاک اور مکار واقع ہوا ہے، غالباً یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ تعمیر و ترقی کے شعبوں اور میدانوں سے مسلمانوں کو دور رکھا جائے۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ یہ طبقہ خوب جانتا تھا کہ اس قوم میں کارنامے انجام دینے کی صلاحیت اور طاقت موجود ہے، اگر اس کا راستہ روکنے کی کوشش نہ کی گئی تو یہ قوم ملک کے ہر شعبہ پر غالب آجائے گی۔ آزادی کے بعد برسوں بعد مسلمان ایک بار پھر اپنی اسی آن بان اور شان کے ساتھ جینے لگا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ اور اس کے مسبب الاسباب ہونے پر مکمل یقین کرتا ہے۔

فرقہ پرستوں کے عزائم میں ایک بات یہ بھی شامل تھی کہ مسلمانوں کو پسماندہ کہہ کہہ کر نفسیاتی اعتبار سے انہیں اس قدر زخمی کردیا جائے کہ پسماندہ نہ ہونے کے باوجود وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر پسماندہ تصور کرنے لگیں۔ ہر چند کہ فرقہ پرست اپنی اس سازش میں بھی کامیاب

اگر عظیم پریم جی چاهیں اور (۱) اپنی دولت کا ۲۲ فیصد فروحت کردیں تو رلائنس کمپنی خرید سکتے هیں ۔ (۲) اگر اپنے شیئرس کا ۳۸ فیصد فروخت کردیں تو هندوستان لیور کا سودا کرسکتے هیں۔ (۳) اگر "وپرو" کے تمام شیئرس فروخت کردیں تو بل گیٹس کی کمپنی مائکرو سافٹ کا ۸ فیصد بآسانی خرید سکتے هیں۔ (٤) اور اگر چاهیں تو اپنی دولت سے ملک کے محموعی مالی خسارے کو پورا کرسکتے هیں ۔ ایسا کرنے کے بعد بهی ان کے پاس ٤٠ هزار کروز روپئے بچ جائیں گے ۔

سے اب تک یعنی نصف صدی سے زائد کی تاریخ ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔ جن میں مسلمانوں کے ساتھ سخت ترین تعصب برتا گیا اور جگہ جگہ ان کا راستہ روکنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ ہر اس جگہ جہاں کی معیشت پر مسلمانوں کا غلبہ تھا وہاں فساد کرائے گئے تاکہ مسلم معیشت کا شیرازہ بکھر جائے۔ یہ فرقہ پرست اپنے ان خطرناک عزائم میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے لیکن جس کو اللہ رکھے اسے کون چکھے! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان میں آزادی کے بعد مسلمانوں کو تباہ و تاراج کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی لیکن ہر فساد کے چند ہی ہوئے لیکن اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اس باب میں بھی انہیں مکمل کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ پسماندگی کے احساس کے باوجود آج بھی یہ عالم ہے کہ کوئی شیر اپنے محلے سے نکلتا ہے اور کوئی ایسا کارنامہ انجام دے جاتا ہے جس پر فرقہ پرستوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی اور وہ اس خبر کو بھی ہضم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جسے ہضم کرنے کی طاقت ان کے نظام انہضام میں نہیں ہوتی۔ دراصل یہ ان کی بدترین شکست ہوتی ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ اپنے مخدوش محلوں اور محدود وسائل کی دیواریں پھاند کر ہمارا جو بھی نوجوان کوئی کارنامہ انجام دینے کے لئے آگے

بڑھتا ہے وہ کبھی مایوس ہو کر واپس نہیں آتا۔ اس کی ایک نہیں درجنوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ اگر مسلمانوں میں کارنامے انجام دینے کی صلاحیت باقی نہ ہوتی یعنی فرقہ

معتبر اور مستند اخبارات کی شہ سرخیوں میں جگہ پا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قارئین اس نام سے واقف ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کرنے والے مشہور سافٹ ویئر

ہمیں اس ملت کے ایک ایک فرد پر بھروسہ ہے اور ہم فرقہ پرستوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ محض عظیم پریم جی ہی عظیم نہیں بلکہ یہاں کا ایک ایک فرد عظیم ہے شرط صرف یہ ہے کہ آپ ملک کی اتنی بڑی آبادی کا بھلا نہیں کرسکتے تو کم از کم برا کرنے کی سازش بھی نہ رچیں۔ اس قوم کی ترقی میں ملک کی ترقی مضمر ہے!

پرستوں کے خطرناک منصوبوں کے سبب زائل ہو گئی ہوتی تو آج ہم میں نہ تو ڈاکٹر عبدالکلام، علی محمد خسرو، سید حامد، محمود الرحمٰن، ڈاکٹر شمیم جے راج پوری اور، ڈاکٹر سید ظہور قاسم ہوتے نہ ہی فریدہ نائک، تنویر منیار، زرین انصاری، بلال مستری، محمد اظہر الدین، محمد کیف، صبا کریم، اسلم شیر خان، ظفر اقبال، محمد شاہد، شکیل احمد (سب کے سب ہندوستانی ہاکی ٹیم کے کپتان)، حسیب خان، سراج الحق خان (بینکرس) ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی جسے اکنامسٹ اور مختا راحمد (سمن مائیلس)، سمیع خطیب (میڈلے فارماسیٹاکلس) محمد حسین لالانا (لالانا سنس) احمد رشید شیروانی (ایورریڈی) اور ایم عمر (احمد عمر آملس ملس) جیسے صنعتکار پیدا ہوتے۔ واضح رہے کہ ان کالموں میں ہمارا مقصد بطور مثال پیش کیے جانے والے ان ناموں کی فہرست سازی نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ جس قوم کو دبانے کی منظم کوشش کی گئی اس میں کارنامے انجام دینے کا دم خم آج بھی باقی ہے چنانچہ جو شخص بھی مفروضات و تعصبات کی سرحدوں کو پھلانگ جاتا ہے وہ سرخروئی اور سرافرازی کے میڈل سجاکر ہی واپس آتا ہے۔ ملت کے ایک ایسے ہی شیر کا نام عظیم ہاشم پریم جی ہے۔

گزشتہ چند مہینوں سے عظیم پریم جی کا نام دنیا کے

کمپنی "وپرو" کے چیئر مین عظیم پریم جی کا طرۂ امتیاز اپنی ریاست، اپنے ملک یا اپنے براعظم تک محدود نہیں بلکہ وہ دنیا کے چند امیر ترین لوگوں میں شمار کئے گئے ہیں جس کے بعد ہندوستان یا ایشیاء کے امیروں میں سرفہرست ہونا جو اپنے آپ میں ایک بہت بڑی اور غیر معمولی بات ہے، کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہفت روزہ انگریزی جریدہ "انڈیا ٹوڈے" نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں عظیم پریم جی کی شخصیت اور کارنامے پر تفصیلی مضمون (سرورق کی کہانی) شائع کرتے ہوئے ان کی امارات کو نئے اور دلچسپ زاویوں سے پیش کیا ہے

"(۱) اگر وہ اپنی دولت کا ۲۲ فیصد فروخت کردیں تو رلائنس کمپنی خرید سکتے ہیں۔ (۲) اگر اپنے شیئرس کا ۳۸ فیصد فروخت کردیں تو ہندوستان لیور کا سودا کر سکتے ہیں۔ (۳) اگر "وپرو" کے تمام شیئرس فروخت کردیں تو بل گیٹس کی کمپنی مائکرو سافٹ کا ۸ فیصد بآسانی خرید سکتے ہیں۔ (۴) اور اگر چاہیں تو اپنی دولت سے ملک کے مجموعی مالی خسارے کو پورا کر سکتے ہیں۔ ایسا کرنے کے بعد بھی ان کے پاس ۴۰ ہزار کروڑ روپے بچ جائیں گے۔ عظیم پریم جی کی دولت کا اندازہ لگانے والوں نے بتایا ہے کہ ان کے پاس (۳۵ ارب ڈالر) ایک کروڑ پچاس لاکھ کروڑ کی دولت

ہے۔ اور یہ دولت آباء واجداد سے وراثت میں ملنے والی دولت نہیں ہے بلکہ یہ عظیم پریم جی کی ذہانت، صلاحیت اور دانشمندی کا بین ثبوت ہے۔ فروری کے آخری ہفتے میں ان کی کمپنی کے ۲؍روپے کے شیئر کی قیمت حیرت انگیز سطح کو پہنچ چکی تھی۔ کہاں ۲روپے اور کہاں اسٹاک ایکس چینج میں اس کی قیمت ۹،۶۰۰ روپے۔ اب حساب لگاکر آپ ہی بتائیں کہ ایک شیئر کی قیمت میں کتنے گنا اضافہ ہوا؟

خیر۔ ہمیں عظیم پریم جی کی دولت کا کوئی لالچ نہیں ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بقول شاعر اپنے خاکستر میں کیسی کیسی چنگاریاں ہیں! فسادات ہوئے، مسلمانوں کو تباہ وبرباد کرنے کی سازشیں ہوئیں، انہیں دوسرے درجے کا شہری بنانے کے منصوبے بنائے گئے اور ان کے ساتھ حد درجہ تعصب برتا گیا لیکن ؟ مسلمان آج بھی اسی شان کے ساتھ جی رہا ہے۔ ہندوستان کا ایک عظیم جہاں دنیا میں وطن کی عظمت کا نشان بن کر تابندہ ہے وہیں ملک کے تمام مسلمانوں کی عظمت کا ثبوت بن کر بھی جگمگا رہا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مسلمان پسندہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک عظیم پریم جی سے قطع نظر ہندوستان کا مسلمان معاشی اعتبار سے عام طور پر پسماندگی کی دلدل کا اسیر ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں کچھ کر گزرنے کی صلاحیت یا حوصلہ نہیں۔ ہم کسی خوش فہمی میں مبتلا ہوئے بغیر کہنا چاہتے ہیں کہ اگر حالات سازگار ہو جائیں اور ملت کے ہر عظیم کو موقع مل جائے تو اس ملک میں ایک عظیم پریم جی نہیں رہ جائے گا بلکہ ایسے عظیموں کی بھیڑ ہوگی۔ یہ بات ہم اس بنیاد اور یقین پر کہہ رہے ہیں کہ دیگر اقوام کے مقابلے میں مسلمان وہ قوم ہیں جن میں ذہانت، صلاحیت، کچھ کر گزرنے کا حوصلہ اور سب سے بڑی بات توکلت علی اللہ کی صفت موجود ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے خالق پر مکمل بھروسہ کرکے کسی کام کی ابتداء اور برکت کی دعا کرتے ہیں تو کامیابی کے راستے کھلتے چلتے جاتے ہیں۔ آخر کسی صلاحیت کے بغیر تو اس قوم نے وطن عزیز پر سات سو سال حکومت نہیں کی؟ اور اقبال نے یونہی تو نہیں کہہ دیا تھا کہ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی؟

فرقہ پرستوں کے لئے اس وقت تک آسانیاں تھیں جب تک اس ملک کا مسلمان ان کے عزائم کو سمجھ نہیں پایا تھا اور اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح پہچان نہیں سکا تھا۔ آج اوائل عمری کے ابتدائی موڑ پر جو نوجوان کھڑا ہے اور دسویں کا امتحان دینے جارہا ہے وہ بھی جانتا ہے کہ اگر وہ مصمم ارادہ کرلے اور راستے کی تمام تر فصیلوں کو پھلانگنے کی تیاری کرلے تو اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جس جس نے آگے بڑھنے کے لئے کمر کس لی وہ آگے بڑھ کر رہا۔ اس نے اپنی کامیابی سے مسلمانوں کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں پر سوالیہ نشان لگادیا اور اب یہ صورت حال ہے کہ ان غلط فہمیوں پر سوالیہ نشانات لگتے ہی چلے جارہے ہیں۔ اب سے سات آٹھ برس پہلے کون جانتا تھا کہ کوئی عظیم پریم جی دنیا کے امیر ترین افراد میں شمار کیا جائے گا؟ اور اب بھی کون جانتا ہے کہ سات آٹھ برس بعد کوئی نیا عظیم پیدا ہو جائے گا اور عظمت کے نئے ثبوت فراہم کرے گا؟

ہمیں اس ملت کے ایک ایک فرد پر پورا بھروسہ ہے اور ہم فرقہ پرستوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ محض عظیم پریم جی ہی عظیم نہیں بلکہ یہاں کا ایک ایک فرد عظیم ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ آپ ملک کی اتنی بڑی آبادی کا بھلا نہیں کرسکتے تو کم از کم برا کرنے کی سازشیں بھی نہ رچیں۔ اس قوم کی ترقی میں ملک کی ترقی مضمر ہے!

●●●

کوکن کے سپوت

نام	ڈاکٹر محمد قاسم دلوی
تاریخ پیدائش	۹/ جنوری ۱۹۳۲ء
مقامِ پیدائش	واگھیورے۔ تعلقہ توہاگر۔ ضلع رتناگری
پیشہ	ماہر معاشیات (ٹرانسپورٹ کی معیشت و منصوبہ بندی میں خصوصی مہارت
تجربہ	۳۶ سال
تعلیمی لیاقت	بی۔اے (معاشیات) ممبئی یونیورسٹی
	ایم۔اے (معاشیات) ممبئی یونیورسٹی
	پی ایچ ڈی (معاشیات) لندن اسکول آف اکنامکس

ڈاکٹر محمد قاسم دلوی

فاروق رحمن : ڈاکٹر محمد قاسم دلوی صاحب! سب سے پہلے تو آپ ہمیں یہ بتائیے کہ ۱۹۷۷ء میں مسز اندرا گاندھی نے آپ کی کس بات سے متاثر ہو کر آپ کو مشرقی خطہ میں تعمیر ہونے والی نئی ریلوے لائن کی کمیٹی کی رہنمائی کے لیے چنا؟

دلوی صاحب : دراصل اس زمانے میں جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے بارے میں میری ایک رپورٹ اخبارات میں چھپی تھی۔ جسے پڑھنے کے بعد ہی مسز گاندھی کی نظر انتخاب مجھ پر پڑی۔ ویسے بھی ۱۹۷۶ء میں چیف پالیسی ٹرانسپورٹ ایڈوائزر کے طور پر یونائیٹڈ نیشن کے ڈیولپمنٹ پروگرام میں میرا تقرر ہو چکا تھا۔ اور مجھے حکومتِ ہند کے لیے قومی ٹرانسپورٹ پالیسی وضع کرنی تھی۔ چونکہ میں اقوام متحدہ کی جانب سے ہندوستان آیا تھا اس لیے یہاں کے لوگوں نے میرے مشوروں پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت میرے پاس برطانوی پاسپورٹ تو تھا ہی ساتھ ساتھ اس دوران میں یونیورسٹی آف لیڈس میں پڑھاتا بھی تھا۔ جب کوئی شخص اتنی ہائی لیول سے آتا ہے تو لوگ اس کی بات سننے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے مسز اندرا گاندھی نے بھی اسی لیے مجھے مدعو کیا ہو۔

فاروق رحمن : دلوی صاحب! ابھی ابھی آپ نے شمال مشرقی خطہ میں تعمیر ہونے والی نئی ریلوے لائن کا ذکر کیا تھا۔ وہاں ریلوے لائن بچھانے کے تعلق سے ہماری حکومت کیوں پس و پیش میں تھی۔

دلوی صاحب : کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے ذرائع نقل و حمل کا معقول انتظام ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب وہ ذریعہ ریلوے کی طرح کم قیمت بھی ہو اور تیز رفتار بھی۔ لیکن اس خطے میں ریلوے لائن بچھانے میں کئی دشواریاں تھیں۔ معاشی نقطۂ نظر سے اس خطے میں ریلوے لائن بچھانا گھاٹے کا سودا تھا۔ اس کے باوجود ہم لوگ وہاں گئے وہاں پر دستیاب قدرتی ذرائع کا

سروے کیا۔ وہاں پر پائے جانے والے جنگلات اور ان جنگلات میں موجود کوئلے کی مقدار کا اندازہ لگایا اور آخر کار اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر ان ذرائع کا صحیح استعمال کیا جائے۔ ریلوے لائن کا کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔ ان ہی تمام باتوں کی لاعلمی کی وجہ سے حکومت پس و پیش میں تھی۔

فاروق رحمن : کوکن ریلوے کے تعلق سے بھی کچھ بتائیے؟

دلوی صاحب : ۱۸۹۵ء میں برطانوی حکومت نے کوکن ریلوے کی منصوبہ بندی کے تعلق سے سوچا تھا۔ لیکن پہاڑی سلسلوں کی وجہ سے وہ منصوبہ عملی جامہ نے پہن سکا۔ اس کے بد ۱۹۸۰ء میں کوکن ریلوے کا کام نئے سرے سے شروع ہوا۔ اس منصوبہ کی وجہ سے اب اس خطے میں نئی نئی صنعتیں وجود میں آئیں گی ویسے بھی ہمارے ملک کی بہتری کے لیے شمال سے جنوب تک ریلوے لائن کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ایک تو سیر وسیاحت کے حساب سے یہ خطہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس سے مسافروں کا کافی وقت بچ سکتا ہے اور جنگ کی صورت میں یہ لائن Second line of defence بن سکتی ہے۔

فاروق رحمن : دلوی صاحب ' سنا ہے آپ نے من موہن سنگھ صاحب کو قومی قرض چکانے کے تعلق سے کوئی اسکیم بتائی تھی۔ وہ کیسی اسکیم تھی؟

دلوی صاحب : اس وقت IMF کا قرض اتارنے کے لیے ہمارے ملک کو دو بلین ڈالر کی ضرورت تھی۔ میں نے سنگھ صاحب کو مشورہ دیا تھا کہ اگر آپ بیرونِ ملک میں مقیم ہندوستانیوں کو دوہری شہریت دیتے ہیں تو حکومت کو پانچ بلین ڈالر کامل سکتے ہیں۔ پاکستان اور بنگلہ دیش نے تو اس اسکیم کو منظور کر لیا لیکن سنگھ صاحب راضی نہ ہوئے۔

فاروق رحمن : اس عالیشان میڈیکل کالج کے تعلق سے کچھ بتائیے جو آپ بھیونڈی میں قائم کرنا چاہتے ہیں؟

دلوی صاحب : ۱۹۹۶ء میں نرسمہا راؤ وزیر اعظم تھے۔ ان کی کابینہ میں جناب عبدالرحمٰن انتولے وزیر صحت تھے۔ ان ہی کی ایما پر یہ منصوبہ بنایا گیا تھا اور الیکشن سے پہلے انہوں نے اجازت نامہ بھی دے دیا تھا۔ میں نے اسلم فقیہہ اور بھیونڈی کے کچھ لوگوں کو لیکر ایک ٹیم بنائی۔ لیکن کام کی رفتار کافی سست رہی اور دوسری بات یہ کہ اس وقت ریاست میں B J P کی حکومت تھی۔ جس کی وجہ سے بھی کافی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بہر حال اب نئے سرے سے کام جاری ہو چکا ہے اور بہت جلد کالج و اسپتال تعمیر ہو جائے گا۔

فاروق رحمن : تعلیمی میدان میں آپ نے کیا خدمات انجام دی ہیں؟

دلوی صاحب : میرے اپنے وطن واگھورے میں ایک اردو ہائی اسکول قائم کیا ہے۔

فاروق رحمن : انفار میشن ٹیکنالوجی کے تعلق سے کچھ بتائیے۔

دلوی صاحب : آج کے دور میں جبکہ دنیا ایک Global Village تبدیل ہو چکی ہے انفار میشن ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کرنا اشد ضروری ہو گیا ہے۔ ہمارے میں ٹاٹا کو سوفٹ ویر انڈسٹری کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ میں ان کی ماتحت چلنے والے I I T میں Visitiong Professor کے طور پر جاتا ہوں۔ وہاں میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیاں اس میدان میں بھی کافی آگے ہیں۔ کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے Physical Manpower کے ساتھ ساتھ Skilled Manpower کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ ویسے بھی ہندوستانی ذہن Pattern پر کام کرتا ہے اسی لیے

ہمارے طلبہ بہت جلد اس فن میں ماہر ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک شکنتلا نامی خاتون ہے جو کمپیوٹر سے پہلے حساب کے کسی بھی سوال کا جواب دے دیتی ہے۔ مستقبل میں کرہ ارض پر جو کمپیوٹر ذہن ہوں گے وہ یا تو چینی ہوں گے یا ہندوستانی۔ امریکہ جیسا ملک بھی ایک دن اس میدان میں کافی پیچھے رہ جائے گا اور Bill Gate کی یہ پیشن گوئی صحیح ثابت ہوگی کہ اکیسویں صدی میں ہندوستان ایک بزمین (Bizman) کی حیثیت سے ابھرے گا۔

فاروق رحمن : انجمن اسلام میں آپ نے مصطفیٰ فقیہہ میموریل اردو لیکچر جاری کروایا۔ اس کے پیچھے کون سا جذبہ کار فرما ہے؟

دلوی صاحب : مصطفیٰ فقیہہ مرحوم کے جنازے میں گورپکر صاحب نے بتایا کہ آج مرحوم ہی کی وجہ سے مہاراشٹر میں اردو زندہ ہے۔ ورنہ y B Chawan تو اسے کب کا مٹا چکے ہوتے۔ فقیہہ صاحب نے ان سے ٹکر لی حالانکہ اس اردو بچاؤ مہم میں سیاسی طور پر انہیں کافی نقصان بھی پہنچا۔ اسی لیے مرحوم کے نام سے ایک میموریل اردو لیکچر جاری کروایا۔ ویسے بھی میں اسی انجمن اسلام میں اردو کا طالب علم رہا ہوں۔ میرے اساتذہ پروفیسر ندوی صاحب اور پروفیسر مدنی صاحب نے اردو کے تعلق سے کافی تحقیقی کام کیا ہے۔ میرے زمانے میں ''نوائے ادب'' کے نام سے اردو کا ایک اسکول میگزین نکلا کرتا تھا۔ لیکن ان حضرات کے بعد اردو ریسرچ کا کام برابر سے نہ ہو سکا۔ ان ہی باتوں کی وجہ سے یہ میموریل لیکچر شروع کروایا ہے۔ جس میں ہر سال کسی ادیب شاعر یا نقاد کو بلایا جائے گا۔ ویسے بھی اردو سب سے میٹھی اور پیاری زبان ہے۔

فاروق رحمن : ''نقش کوکن'' سے آپ کو اتنی محبت کیوں ہے؟ اور آپ اسے کیوں جاری رکھنا چاہتے ہیں؟

دلوی صاحب : سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے کوکنی اسے دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ اس رسالے میں کوکن کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کی خبریں پڑھنے مل جاتی ہیں۔ شادی و انتقال کی خبریں پڑھنے ملتی ہیں۔ چونکہ یہ رسالہ Bilingual ہے یعنی اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوتا ہے اس لیے اس سے انٹر نیشنل ذہن کی Feeding بھی ہوتی ہے۔ اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ ہمیشہ جاری رہے۔

فاروق رحمن : دلوی صاحب آپ کا پسندیدہ شاعر کون سا ہے؟

دلوی صاحب : علامہ ڈاکٹر محمد اقبال میرے پسندیدہ شاعر ہیں۔

فاروق رحمن : اور آپ کا پسندیدہ شعر؟

دلوی صاحب : میرا پسندیدہ شعر یہ ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

فاروق رحمن : قوم کے نام کوئی پیغام؟

دلوی صاحب : مسلمانوں کو حضرت محمدؐ کے قول پر عمل کرنا چاہیے کہ علم حاصل کرو چاہے اس کے لیے تمہیں چین جانا پڑے۔ بلکہ آج کے زمانے کے حساب سے اگر ہمیں مریخ پر علم ملتا ہو تو ہمیں مریخ پر بھی جانا چاہیے۔ بہر حال مسلمانوں کے لیے تعلیم بے حد ضروری ہے۔

●●●

کوکن اور ممبئی کے چند کوکنی لوک گیت

ڈاکٹر میمونہ عبدالستار دلوی
(سابق صدر شعبہ اردو۔ اسماعیل یوسف کالج ممبئی)

ہندوستان کے مغربی ساحل سے متصل کوکن کا علاقہ تاریخ کے عہد قدیم ہی سے اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے اہم رہا ہے۔ ایک طرف بحر عرب کا وسیع سمندر اس کے ساحلوں سے سرگوشیاں کرتا ہے تو دوسری طرف پہاڑیوں کے سلسلے وار وادیوں کے نشیب و فراز اس کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس علاقے کا نظارہ موسم باراں گزرنے کے بعد کیا جائے تو کشمیر کے شہرہ آفاق جلووں سے برابری کرنے والے مناظر آپ کو نظر آئیں گے۔ بہتے ہوئے دریا، چھوٹی بڑی ندیاں، ناریل کے درختوں کے جھنڈ، آم کے باغات اور چاول کے کھیتوں سے مرصع یہ علاقہ دیکھنے والوں کو نظر کی تازگی اور دلوں کی شگفتگی مہیا کرتا ہے۔

کوکن کا علاقہ پہلے تین اضلاع پر مشتمل تھا۔ تھانہ، قلابہ اور رتناگیری۔ بمبئی شہر کا شمار بھی کوکن ہی میں ہوتا تھا۔ بعد میں بمبئی کو ایک علاحدہ حیثیت دے کر کون سے الگ کر دیا گیا، ار سندھودرگ کا علاقہ چوتھے ضلع کے طور پر کوکن میں شامل کیا گیا، اسی کے ساتھ قلابہ کا نام بدل کر رائے گڑھ رکھا گیا۔ ان اضلاع میں اگرچہ ہندوستان کے دیگر علاقوں کے لوگ، مختلف برادریوں اور جماعتوں کے، مختلف الاعتقاد، عالم فاضل، ہنر مند اور کاریگر یہاں آکر آباد ہوتے گئے ہیں۔ تاہم جنہیں کوکنی مسلمانوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، ان کی حیثیت منفرد انداز رکھتی ہے۔

یہاں کی سرکاری زبان مراٹھی ہے اپنے گھروں میں چونکہ کوکنی بولتے ہیں اس لئے مراٹھی ان کے لئے سہل ہے۔ کئی اسکول مراٹھی میڈیم کے ہیں جن میں مسلمان بچے تعلیم پاتے ہیں۔ کوکنی زبان مراٹھی کی ہی ایک بولی ہے جو عربی فارسی لفظوں اور ترکیبوں سے مالامال ہے۔ کوکنی مسلمان اردو کو بھی اپنی مادری زبان کا درجہ دیتے ہیں اس طرح یہ ذوالسانی bi-lingual ہیں۔ تعلیمی، علمی و ادبی معاملوں میں اردو زبان کو اپناتے ہیں۔ اور اردو میڈیم کے کئی ہائی اسکول بھی قائم کئے گئے ہیں۔ جونیر اور سینئر کالجوں میں، ڈی ایڈ اور بی ایڈ کالجوں میں اردو لٹریچر کا ایک مضمون نصاب میں شامل ہے۔ یاد رہے کہ کوکنی مسلمانوں کی کوکنی، گوا کے عیسائی لوگوں کی کونکنی زبان سے کئی حیثیتوں سے بہت مختلف ہے۔ اس مضمون میں زبان کے مسئلہ پر زیادہ تفصیل پیش نہ کرتے ہوئے اصل موضوع کی طرف رخ کرتی ہوں۔

کوکنی مسلمانوں کی تہذیبی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ان کے گھروں کی خواتین شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں کوکنی زبان میں بھی گیت گاتی تھیں، اگرچہ ان گیتوں کا ذخیرہ اپنے اندر محفوظ رکھنے والی بیشتر خواتین اب دنیا میں نہیں رہیں۔ پھر بھی میں نے ایک طویل عرصے کے دوران کئی گیت حاصل کر لئے تھے۔ ان ہی میں سے چند گیتوں کو زیر نظر اوراق پر پیش کرنا چاہتی ہوں۔ یہاں یہ حقیقت بھی ملحوظ رہے کہ کوکن میں اردو زبان میں بھی گیت گائے جاتے ہیں۔ مگر یہ اردو شمالی ہند کی اردو سے الگ خصوصیات کی حامل ہے۔ دکنی اردو سے زیادہ قریب ہے اور مراٹھی کے زیر اثر بھی ہے۔ کوکنی زبان کے

الفاظ اور ترکیبیں بھی گیتوں کا جزو بن گئے ہیں۔ کوکن کے دیہاتوں اور شہروں اور بمبئی کے علاقے میں رہنے والے کوکنیوں کے ہاں اردو اور کوکنی زبان کے گیت گائے جاتے ہیں۔ یہی اردو گیت غیر کوکنیوں کے ہاں بھی پسند کئے اور گائے جاتے ہیں۔

ضلع رتناگیری کے ایک ساحلی گاؤں کولتھار کی خواتین کے عنایت کردہ گیتوں میں سے دو گیت درج ذیل ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ کولتھار میرے والد کا وطن ہے اور میرا بھی۔

بہن کی شادی کے بعد اسے سسرال سے میکہ لانے کے لئے بھائی آتا ہے۔ بھائی یا جو بھی شخص اس کام کی انجام دہی کرتا ہے کوکنی میں اسے مانگاری کہتے ہیں۔ ذیل کے گیت میں بہن اپنے بھائی کے اوصاف اور دبدبے کا بیان یوں کرتی ہے

مانگاری مازے دبدبیا چے ہاتھی رومال کشیدیا چے
طرے لاواجی موتیا چے پھول لاواجی سوتیا چے

ایسے لوبھا چے مازے بھائی زاتیل ستارا چے گھری
گھڑ تیل گلے ہاتھاں لا کالریا ٹلیاں سونیا چی

ایسے لوبھا چے مازے بھائی ایسے دبدبیا چے مازے بھائی
وائے بھوجن ملا بھوز تیل گھام مازیرو مالانی پوستیل

گاؤں میں منہ اندھیرے، پرندے آوازیں نکالتے، چلاتے اور شور مچاتے ہیں۔ ان آوازوں کو اس طرح ملفوظ کیا گیا ہے ان میں سے ایک پرندہ گور، گور، گور کی آوازیں نکالتا ہے جنہیں اس طرح ملفوظ کیا گیا ہے

اٹھ گے شتیو، اٹھ گے شتیو

کوراپھوڑ، کوراپھوڑ

شتیو چے ہاتھ جادھان گور، گور، گور

اس کے بارے میں ایک کہانی یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک گاؤں میں ایک بھائی نے اپنی بہن اور بیوی کو آٹھ آٹھ پائیلی چاول دلنے (چکی پر صاف کرنے) کے لئے دئے۔ بہن نے چاول اچھی طرح صاف کئے تو وزن میں کم ہوگئے۔ بیوی نے یونہی صاف کر کے دئے تو چاول وزن میں برابر رہے۔ بھائی نے غصہ میں آکر بہن کا سر پھوڑ دیا۔ جب کھانا پکایا گیا تو بیوی کے چاول کا کھانا کچا اور بدمزہ رہا۔ بہن کے صاف کئے ہوئے چاول کا اچھا اور میٹھا پکا۔ تب بھائی بہت پچھتایا اور بہن کو پکارنے لگا۔ بہن کا نام شتیو تھا۔ اٹھ گے شتیو، اٹھ گے شتیو

شادی کی تاریخ طے ہونے کے بعد دعوتیں دینے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ آج سے تقریباً تیس سال قبل میں نے مندرجہ ذیل گیت بمبئی میں اپنی والدہ اور دیگر خواتین سے سنا تھا اور لکھوا لیا تھا۔

اذن موتیاں چا۔ گے۔ اذن موتیاں چا

اذن ڈھار لاملنڈ شاراں لا

اذن چے کارباری شمیم باوا، ایوا، نا

اذن چی کارباری حبیبہ بی بی، ایوا، نا

اذن موتیاں چا، گے، اذن موتیاں چا

اس طرح رشتہ داروں کے نام اور ان کی جائے رہائش کا نام لے لے کر گیت کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔

ممبئی میں ہی میری والدہ سے حاصل کیا ہوا ایک گیت بڑا دلچسپ ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ان زیورات کے نام لئے گئے ہیں جو کوکنی مستورات میں رائج تھے اور لباس اور پیروں میں پہننے والے سپاٹ (سلیپر) کا بھی ذکر ملتا ہے

ورمھائی او تونیگھالی ـــــــ کلثوم بی بی، ورمھائی او تونیھگالی
تینی نیھسلی پیٹنی ساڑی گے ، // //
تیچیا انگات گزنی چولی گے ، // //
تیچیا پایات ترمزی سپاٹ گے ، // //
تی کائی نیھگالی قاضی چے واڑات ، // //
ورمھائی او تونیگھالی ـــــــ کلثوم بی بی، ورمھائی او تونیھگالی
تیچیا ڈوریانت خسری چاکاجل گے ، // //
تیچیا ہاتھانت حسر چی جوڑی گے ، // //
تیچیا پایانت توڑیاں چی جوڑی گے ، // //
تی کائی نیھگالی مُلا چے واڑات ، // //
ورمھائی او تونیگھالی ـــــــ کلثوم بی بی، ورمھائی او تونیھگالی
تیچیا ناکات ٭نجیری چیا موتی گے ، // //
تیچیا کانات چاند بالیاں گے ، // //
تیچیا گلیات وجیٹک چوکڑی گے ، // //
تی کائی نیھگالی پٹیل چے واڑات ، // //
ورمھائی او تونیگھالی ـــــــ کلثوم بی بی، ورمھائی او تونیھگالی
تیچیا ہاتھات کھلکھولی کاٹھی گے ، // //
تیچیا اوٹی ت پان سپاری گے ، // //
تیچیا ٹونڈات کافوری ایڑا گے ، // //
تی کائی نیھگالی نارل چی واڑایٹ ، // //

کوکن کے رہنے والوں نے ایک صدی قبل سے دور دراز ملکوں کا سفر شروع کیا تھا اور ملازمت و تجارت کی غرض سے وہاں جاتے رہتے تھے۔ اپنی سہولت کے لحاظ سے اپنے گھروں کو بھی آیا کرتے تھے اور کئی افراد نے تو وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ خلیج کے ملکوں، بحرین، کویٹ، دوبئی، سعودی عرب اور افریقہ کے مشرقی و جنوبی حصوں میں، انگلینڈ و جرمنی میں کئی کوکنی حضرات نے اپنی عمر عزیز کے قیمتی سال بسر کیے ہیں۔ مندرجہ ذیل لوری میرے سسرالی گاؤں دابیل (ضلع رتناگیری) سے حاصل کر دی ہے اور مذکورہ بالا حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ یہ گیت آس پاس کے دیگر گاؤں، پنگار، پنہالے، داپولی وغیرہ میں بھی گایا جاتا ہے۔

نیز کر تو تانو لے بالا
تزے دادا گیلے سورت شار
تلا جھبلے ٹوپرے لا نار ۔ نیز کر تو
نیز کر تو تانو لے بالا
تزے کاکا گیلے ممبئی شار
تلا کڑے جھنّا لا نار ۔ نیز کر تو
نیز کر تو تانو لے بالا
تزے بابا گیلے کیپ شار
تلا سنکھلی بٹن لا نار ۔ نیز کر تو
نیز کر تو تانو لے بالا
تزے ماموں گیلے کویٹ شار
تلا لکھوٹی چین لا نار ۔ نیز کر تو

ہمارے عزیز عبدالستار پاؤسکر صاحب نے اپنے گھر کی خواتین سے چند گیت حاصل کر کے مجھے دئے تھے۔ ان میں سے ایک ملاحظہ فرمائیے

اپروبی گے چوکی ۔ داؤد سمدھی نی گھڑائی
منڈپ ریگالی ۔ عزیزہ بی بی مازی
شیلاری ساڑی تجی، گے، کائی مولو
منڈپا چے گے واری، منڈپ ریگالی
گجنی چی چولی تجی، گے، کائی مولو
منڈپا چے گے واری، منڈپ ریگالی

مندرجہ ذیل گیت بھی پاؤسکر بھائی کا عنایت کردہ ہے اور

اسے میری والدہ نے بھی تحریر کر کے دیا تھا۔
تے کائی۔ صبح چے وقتالا، او ٹھا، نا، گے
تے کائی۔ ہنڈے انی کلسے از لا، نا، گے
صبح چی بانگ دیجو، مدینہ ہریو
زوراں چی بانگ دیجو، مدینہ ہریو
ماز و شہزادو زاتے نمازی لا
تیا کا وضو چیاپانی یات دلیا، نا، گے
ماز حفیظ باواز اتیے نمازی لا
تے کای، صبح چے وقتالا، او ٹھانا، گے
اشرف دلوائی (سکریٹری فوڈ اینڈ سپلائی) کی عزیزہ نجمہ آپا نے کالستہ، چپلون اور فردوس میں گائے جانے والا ایک گیت عنایت کیا ہے
قسمت والی چی ایلی بری۔ لال چٹائی ور ٹھیوا بری
ناچپن گھر چی ایلی بری۔ لال چٹائی ور ٹھیوا بری
اس بری میں کیا کیا بھری
اس بری میں بنارس کی جوڑی
بحرین شار سے لائی بری۔ لال چٹائی ور ٹھیوا بری
دختر پیاری چی ایلی بری۔ لال چٹائی ور ٹھیوا بری
اسکول والی چی ایلی بری۔ لال چٹائی ور ٹھیوا بری
اس بری میں کیا کیا بھری
اس بری میں دس تولے سونا بھری
مسقط سے شرے لائے بری
نادان بی بی چی ایلی بری۔ لال چٹائی ور ٹھیوا بری
کھالو باجے سے ایلی بری۔ لال چٹائی ور ٹھیوا بری
میں نے یہ چند گیت قارئین کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ یہ نمونہ مشتے از خروارے کے مصداق ہیں۔ اردو اور کوکنی کے تقریباً چار سو گیت میں نے کئی برسوں کی محنت سے جمع کئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ایک ایسی امانت ہے جو مضامین کی شکل میں چند رسالوں کے ذریعہ اشاعت پذیر ہوئے ہیں، جنہیں یکجا کیا جائے تو ایک کتاب خود بخود تیار ہو جائے۔ ویسے کتابی صورت میں کوکن اور ممبئی کے اردو لوک گیت معہ (ضمیمہ کوکنی اور دیگر علاقوں کے گیت) بہت جلد طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے (انشاء اللہ) خیر نقش کوکن کے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنے اہل خانہ سے گیت حاصل کر کے مجھے عنایت کریں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔

۳ ۔ الہلال۔ ریکلیمیشن۔ باندرہ ویسٹ۔ ممبئی۔ ۵۰

شادی خانہ آبادی

زاہدہ بیگ . وصی اللہ خان

ڈونگری کلنک میں ڈاکٹر نائیک صاحب کے معاون ڈاکٹر محمد سعید بیگ کی دختر زاہدہ کی شادی ۲۷/ اپریل ۲۰۰۰ء کو جناب وصی اللہ خان ابن حفیظ اللہ خان کے ساتھ کرلا ممبئی میں انجام پذیر ہوئی۔ نکاح کے بعد استقبالیہ اور طعام تناول کا خصوصی انتظام تھا۔

بقیہ: آپ پوچھیئے ہم بتائیں گے

(عقرب یعنی بچھو) اور قیس و اقارب یاد آرہے ہوں تو الف سے لکھئے۔ اقرب یعنی نزدیکی رشتہ دار۔

محمود علی سونڈے　　　　پالا گلی ڈونگری ممبئی۔ ۹

س ☆ کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو اور اس نے دوسری شادی کر لی تو کیا وہ اپنے موجودہ شوہر کی رضامندی کے بغیر اپنے پہلے شوہر کی مغفرت کے لئے دعا کر سکتی ہے؟

ج ☆ اس شخص کے لئے جس کا انتقال اسلام پر ہوا ہو دعاء مغفرت کرنے میں شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

کوکن کی سیر ____________ فاروق رحمٰن

جیگڈھ۔جہاں کے تحقیق طلب قلعے مورخوں کو آواز دیتے ہیں

گاؤں کا نام	جیگڈھ
تعلقہ و ضلع	رتناگری
رقبہ	دو مربع کلومیٹر
آبادی	تقریباً دو ہزار (۲۰۰۰)

ضلع رتناگری کے شمال کی جانب آخر میں ایک خوبصورت بستی بسی ہوئی ہے۔ جس کا نام جیگڈھ ہے۔ جہاں اس بستی کے ایک جانب شاستری ندی بہتی ہے تو دوسری جانب سرسبز و شاداب پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ ذرا سے فاصلے پر موجود بحر عرب بستی کے ماہی گیروں کو ماہی گیری کی دعوت دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی لیے یہاں کے اکثر لوگوں نے ماہی گیری کو پیشے کے طور پر بھی اپنا لیا ہے۔ بستی میں اس وقت پچیس مچھلی پکڑنے کی لانچیں ہیں۔ بستی کے کچھ لوگ مچھلی اور جھنگا سپلائی کے ایجنٹ کے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ یہاں کے نائک جھینگا سپلائی کے کاروبار میں اہم مقام رکھتے ہیں۔

جیگڈھ بستی چار محلوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ہر محلے کی اپنی ایک الگ مسجد ہے۔ بستی کے تقریباً دو سو افراد بیرونِ ملک میں کام کرتے ہیں۔ بستی میں ایک اردو پرائمری اسکول ہے جہاں پر پہلی سے ساتویں تک اردو میڈیم سے تعلیم دی جاتی ہے۔ دسویں تک مراٹھی میڈم کی ایک ہائی اسکول بھی ہے لیکن اردو میڈیم سے ساتویں پاس کرنے کے بعد جو بچے مراٹھی میڈیم کی آٹھویں جماعت میں داخلہ لیتے ہیں انہیں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کی دشواریاں قرب و جوار کے اور بھی کئی دیہاتوں میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کو پیش آتی ہیں۔ لیکن مستقبل قریب میں ان بچوں کو اس طرح کی دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ ابھی حال ہی میں قریب میں واقع ایک اور بستی شرنگاری میں اردو میڈیم کا ایک ہائی اسکول تعمیر ہو رہا ہے جہاں پر دسویں تک اردو میڈیم سے تعلیم دی جائے گی ارو قریب کے دیہاتوں کے بچے آسانی سے دسویں پاس کر سکیں گے۔

جیگڈھ میں قدیم بادشاہوں اور راجا مہاراجاؤں کے قلعے بھی نظر آتے ہیں۔ یہ تحقیق طلب قلعے آج کے مورخوں کو تحقیق کی دعوت دیتے ہوئے لگتے ہیں۔ ان قلعوں کی وجہ سے جیگڈھ ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب جیگڈھ کے ساحل پر چوگلے کمپنی کے جہاز لنگر انداز ہوا کرتے تھے۔ شاید ان کی رہنمائی کے لیے ایک لائٹ ہاؤس بھی بنایا گیا تھا۔ جو آج بھی موجود ہے اور اس بستی کی پرانی شان و شوکت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آج کل ایک بار پھر نئے جہازوں کی آمد و رفت شروع ہو چکی ہے۔ بستی کے لوگوں کا کہنا ہے کہ مستقبل میں اس بستی کے قریب انرون کمپنی کی طرح ایک بڑی کمپنی تعمیر ہونے والی ہے۔ اسی لیے یہ جہاز بار بار آتے ہیں اور علاقے کا سروے کر کے چلے جاتے ہیں۔

دوست میاں ہوڑیکر، احمد ہوڑیکر، امداد ہوڑیکر، اسماعیل ہوڑیکر، علی میاں سنسارے، شریف ٹیمکر اپنے اپنے طور پر مختلف ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔

بشیر ہوڑیکر، سلیم سنسارے، عبدالطیف سولکر اور مولانا ریاض صاحب مختلف موقعوں پر لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ادارہ نقش کوکن دعاگو ہے اللہ تعالیٰ جیگڈھ کے شندوں کو ہمیشہ خوشحال رکھے اور آنے والی نسلوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرے۔ (آمین)

جہاں اس بستی میں دو ڈاکٹرز ہیں وہیں پندرہ اساتذہ ہیں۔ اس بستی میں دینی تعلیم بھی دھیرے دھیرے عام ہو رہی ہے۔ فی الحال اس گاؤں میں ایک عالم، تین حافظ دین کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

جیگڈھ کے لوگ کافی ملنسار و مخلص ہیں۔ مہمان نوازی میں بھی ان کا کوئی جواب نہیں۔ اپنے سے بڑوں کے حکم کی تعمیر کرنا یہ اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔

آپ پوچھئے ہم بتائیں گے

از مسٹر تابڑ توڑ

رخسانہ صادق علی شیخ ساونت واڑی ضلع سندھو درگ

سوال ☆ ڈاکٹر لوگ مریض کو جو دوا دیتے ہیں وہ کبھی بوتل میں (Liquid) تو کبھی ٹکیہ (Tablet) تو کبھی کیپسول ہوتی ہے یہ فرق کیوں ہوتا ہے؟

ج ☆ یہ فرق مریض کو خاطر میں رکھ کر نہیں کیا جاتا بلکہ دوا کی خاصیت دیکھ کر دوا دی جاتی ہے۔ فوری طور پر جسم میں تحلیل ہونے کے لئے سیال (Liquid) دوا دی جاتی ہے کچھ دیر بعد جسم میں تحلیل ہو اور دیر تک کثافتوں سے محفوظ رہے اس خیال سے ٹکیہ دی جاتی ہے اور بد ذائقگی کی وجہ سے نگلنے میں دشواری ہو ایسی دوا کے کیپسول دیئے جاتے ہیں۔

اشفاق عمر کوپے امبر گھر۔ داپولی

س ☆ حکومت سے کوئی بات منوانے کے لئے ہڑتال کے علاوہ دوسرا طریقہ کیا ہے؟

ج ☆ ان کا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں اپنا پیام محبت ہے جہاں تک پہنچے۔ (یہ سوال کسی سیاسی رہنما سے پوچھیے)

س ☆ جہیز کی وبا کب ختم ہو گی؟

ج ☆ جب اسے آپ ختم کرنا چاہیں۔

س ☆ فریضہ حج ادا کرنے اور مقامات مقدسہ کی زیارت کر کے لوٹتے وقت حاجی کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟

ج ☆ پھر دلوں کو یاد آئے گا پیغام طواف

پھر جبیں خاک حرم سے آشنا ہو جائے گی

مہ جبین رکن الدین انوارے کرلا قریش نگر۔ ممبئی ۷۰

س ☆ سورج مکھی کا پھول ہمیشہ سورج کی طرف رخ کر کے کیوں رہتا ہے؟

ج ☆ تاکہ آفتابِ عالم تاب کو اس بات کا احساس ہو کہ خالق کائنات نے کسی ایک کو تو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ اس سے آنکھ ملا سکے۔

س ☆ ریل کی پٹریوں کے نیچے اور ارد گرد چھوٹے چھوٹے پتھر بھی داب دیے جاتے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہے؟

ج ☆ ایک فائدہ تو یہ ہے کہ پٹریوں پر کتنا ہی بوجھ بڑھے وہ نیچے کی مٹی کو سرکنے نہیں دیتے پکڑے رکھتے ہیں۔ دوسرا فائدہ اس وقت دیکھنے میں آتا ہے جب "ریل روکو" تحریک جاری ہو۔

انتخاب عالم صلاح الدین بغدادی کوسہ ممبرا ضلع تھانہ

س ☆ نماز کتنے سال کی عمر سے فرض ہو جاتی ہے؟

ج ☆ احکام شریعت کا مکلف کوئی بھی شخص بالغ ہونے کے بعد سے ہوتا ہے۔ اسی طرح نماز بھی بالغ ہونے کے بعد فرض ہو جاتی ہے۔ لیکن نماز کی تعلیم، اس کی عادت اس کی اہمیت بلوغت کے بعد عمدگی اور پابندی کے ساتھ ادا ہو اس لئے حضورؐ نے والدین کو یہ حکم دیا کہ اپنی اولاد کو سات سال کی عمر سے نماز پڑھنے کی تاکید کیا کرو۔

امتیاز احمد شیخ رابوڑی تھانہ

س ☆ عقرب عین سے لکھنا صحیح ہے یا الف سے؟

ج ☆ یہ تو آپ کی نیت پر منحصر ہے۔ جیسی نیت ویسی برکت۔ اگر بچھو آپ کے پیش نظر ہے تو عین سے لکھئے۔

نغمہ تھے لبِ وقت پہ فریاد نہیں تھے
ہم جیسے ہیں اب یوں کبھی برباد نہیں تھے

زنداں میں تو رکھا نہ کبھی اس نے مگر ہم
آزاد بھی ہوتے ہوئے آزاد نہیں تھے

یاری تھی، محبت تھی، وفاؤں کی ادا تھی
تم ایسے تو پہلے ستم ایجاد نہیں تھے

تیر ایسے چلائے ہیں تری نوک زباں نے
وہ زخم بھی لو دے اٹھے جو یاد نہیں تھے

محدود ہیں جس دل سے سمیٹے ہیں یہ بازو
ہم دہر میں ورنہ کہاں آباد نہیں تھے

پیروں کے وہ سائے میں جیسے تنا ن سے بے خوف
میں جیسا ہوں ایسے مرے اجداد نہیں تھے

مستقل آسیب لگا لائے کہاں سے
یہ کچھ غم تو انیس آپ کے ہمزاد نہیں تھے

راجندر بہار موج، موج بہار، فتح گڑھ (یوپی)

جو سنا ہے الست بربکم، تو صدائے قالو بلیٰ اٹھی
توہی ابتدا توہی انتہا ترا سلسلہ ابد الٰہی

مرے دل میں آکے سماگئے مگر آنکھ سے رہے دور ہی
یہ ادا بھی کتنی حسین ہے ہیں ستم کیوں کہ ستمگری

یہ ازل سے تابہ ابد سفر یہ حیات و مرگ کی منزلیں
وہی صبح و شام کی گردشیں وہی گردش غم زندگی

یہ نظام ارض و سما ہے کیا یہ ہزاروں شمس و قمر ہیں کیا؟
ترے ارد گرد ہیں رقص میں تری بج رہی ہے جو بانسری

جہاں رحمتوں کا نزول ہے جہاں برکتوں کا ورود ہے
وہی ایک تیرا ہے آستاں وہی ایک تیری ہے بندگی

تیری وسعتیں تری عظمتیں بھلا عقل کیسے سمجھ سکے
ہے معمہ جب کہ بنا ہوا یہاں آدمی کا وجود بھی

تو خدا ہے، میں ترا بندہ ہوں، تیری کائنات کا ذرہ ہوں
تجھے بھول کر میں بھٹک گیا مری داستاں ہے دکھ بھری

یہاں ساحلوں کا پتہ نہیں کسی موجِ بحرِ حیات میں
انہیں ورطہ پائے نشاط و غم میں گھری ہے کشتی زندگی

غزل

کوئی دوست ہے نہ رقیب ہے
تیرا شہر کتنا عجیب ہے

وہ جو عشق تھا وہ جنون تھا
یہ جو ہجر ہے یہ نصیب ہے

یہاں کس کا چہرہ پڑھا کروں
یہاں کون اتنا قریب ہے

میں کس کو کہوں میرے ساتھ چل
یہاں سب کے سر پہ صلیب ہے

مدیہ صادق شیخ

حکومت سے کیسی شکایت!

فیروز بخت احمد

ہندوستانی مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کو محسوس کرنے کے بعد ہی سر سید احمد خاں نے اس تحریک کی بنیاد ڈالی جسے آج ہم "علی گڑھ تحریک" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس تعلیمی تحریک پر نہ صرف ہندوستانیوں بلکہ انگریزوں تک نے کتابیں لکھیں۔ ملک کی آزادی کے بعد معاشی پسماندگی کا شکار ہونے وال مسلمان تعلیمی طور سے بھی بہت پیچھے رہ گئے۔ سر سید کی تحریک سے ترغیب پاکر قوم بہت آگے بڑھ جاتی اور بہت سارے تعلیمی اداروں کی

نظراندازی کا اظہار ہوتا ہے۔ جب دہلی میں یہ حالت ہے جو کہ دارالخلافہ ہے تو ظاہر ہے دیگر شہروں کی حالت اس معاملہ میں اور بھی ابتر ہوگی۔ دہلی جہاں سب سے زیادہ تعلیمی ادارے ہیں، مسلمانوں کا تعلیمی بلکہ خواندگی فیصد صرف ۱۵ء۸ ہے۔ دہلی میں آج بھی ۸۸ فیصد مسلم لڑکیاں ناخواندہ ہیں۔ دراصل مسلم فرقہ کی اس حالت کو تاریخی حالات کے پس منظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جس طرح سے جاپان میں ہیروشیما اور ناگاساکی ایٹم بم سانحہ کے اثرات آج

کیا ہم خود اپنے اسکولوں کی حالتِ زار پر ایک بھی قدم اٹھانے کو تیار ہیں؟

بنیاد ڈال سکتی تھی مگر افسوس ایسا نہ ہوا اور مسلمان اور بھی پیچھے چلے گئے۔ نئے ادارے بنانا تو الگ، پرانے اداروں کی بقاء بھی خطرے میں پڑگئی۔ جہاں پاکستان کے قیام نے معاشی میدان میں جھٹکا دیا وہیں تعلیمی اور سماجی اعتبار سے بھی قوم تاریک غار میں دھنستی چلی گئی۔ چونکہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہجرت کرگئی اس لئے ہندوستان میں موجود مسلمانوں کا تعلیمی فیصد تقریباً صفر رہ گیا۔ معاشی مجبوریاں، سماجی سطح پر بے توجہی اور تعلیمی سہولتوں کی دن بہ دن کمی ملت کے نونہالوں کو تعلیم سے دور کرتی رہی۔ ۱۹۴۷ء سے قبل دہلی میں اردو میڈیم سے تعلیم کے پانچ بڑے اسکول تھے۔ آج بھی اتنے ہی ہیں۔ کلکتہ، ممبئی اور یوپی کے شہروں کا بھی یہی عالم رہا۔ اس سے مسلم دانشوروں اور ایڈمنسٹریشن کی مسلم اداروں کے تئیں برتی جانے والی لاپروائی یا

بھی محسوس کیے جاسکتے ہیں اسی طرح سے ہندوستانی مسلمانوں پر تقسیم کے اثرات ہنوز باقی ہیں۔ ملک کی تقسیم کے بعد تعلیمی پسماندگی، پرانے خیالات، فرقہ پرستی، اقتصادی بدحالی، انتظامیہ کی لاپروائی اور سیاسی تنگ نظری نے مسلم فرقہ کو قومی دھارے میں شامل کروانے سے باز رکھا۔ آگے بھی اس سمت میں کسی طرح کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ کم سے کم بی جے پی کے دورحکومت میں تو نہیں۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا ایک سماجی گروپ کی حیثیت سے کیا مستقبل ہے؟ یہ سوال متعدد مرتبہ پوچھا جاچکا ہے خاص طور سے آزادی کے بعد تو ہمارے سیاست دانوں، سماجی مفکروں، علمائے دین اور دانشوروں نے یہ سوال اٹھایا اور اس کا جواب بھی دینے کی کوشش کی، مگر افسوس کوئی نسخہ شافی وکافی ثابت نہیں ہوا۔ اس کی وجہ

یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اپنی تمام نیک نیتی کے باوجود ہر نسخہ کیمیاء کے تیار ہونے میں ایک آنچ کی کسر ضرور رہ گئی۔ کچھ یہ بھی ہوا ہے کہ حقیقتوں کا پورا ادراک نہ ہونے کے باعث ہم ادھوری سچائیوں کے پیچھے پڑ گئے۔ کچھ شاید ہم تھک ہار کر بھی بیٹھ گئے اور ناامیدی کو سینے سے لگالیا۔ قرآن شریف میں خدا کا فرمان ہے کہ "انسان کو کچھ نہیں حاصل ہوتا کوشش کے بغیر۔" اس پس منظر میں جب ہم ہندوستانی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کی جانے والی کوششوں پر نظر ڈالتے ہیں تو سچائی کا اندازہ ہوتا ہے کہ بہ نسبت برادرانِ وطن وہ کتنے پیچھے چل رہے ہیں۔ اس دور میں کسی انسانی گروپ کے بحال ہونے کے ساتھ ساتھ متمول، موتر اور مہذب ہونے کا معیار سماجی علوم کے ماہرین کے یہاں عام طور پر اس بات سے ناپا جاتا ہے کہ اس کے بچوں کی کتنی بڑی تعداد اسکول جاتی ہے، اس کے بڑوں کا کتنا اثر و رسوخ بازار میں ہے یعنی اقتصادی ترقی کا پیمانہ کیا ہے۔ آج جب ہم مسلم معاشرے کی جانب دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر محاذ پر وہ کتنے پچھڑے ہوئے ہیں۔ جنوبی ہند اور مغربی ہندوستان میں اگرچہ مسلمان کچھ بہتر حالت میں ہیں مگر جب ان کا مقابلہ برادرانِ وطن سے کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی ہم بہت پیچھے ہیں۔ اس بات کا احتساب کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ان حالات کی کافی حد تک ذمہ داری مسلم لیڈران اور ممبران پارلیمانی پر بھی عائد ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ کے اندر یا باہر جو بھی گنے چنے مسلمان رہنما ہیں ان کا رویہ یہ ہے کہ زبانی جمع خرچ چاہے جتنا زیادہ کروالو، مگر عمل سے وہ خالی ہیں۔ ملت کے نام پر ان میں سے بہت سو نے سوائے تجارت کے اور کچھ نہیں سیکھا ہے۔ کچھ جوشیلے سیکولر غیر مسلم لیڈران نے ضرور مسلم مسائل کو اجاگر کرنے کی کوشش کی مگر اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ مسلم فرقہ آج بھی ارباب اقتدار کے سامنے ہاتھ میں پیالہ لئے کھڑا دکھائی دیتا ہے۔

دہلی کے پرانے علاقہ شاہجہاں آباد میں مسلم تعلیمی اداروں کے بارے میں کئے گئے ایک سروے میں کچھ حیران کن حقائق سامنے آئے۔ اسی طرح کے سروے بہار، یوپی، مدھیہ پردیش اور راجستھان میں بھی کرائے گئے۔ ان سبھی سرویز میں یہ بات سامنے آئی کہ بورڈ کی جماعتوں یعنی دسویں اور بارہویں میں کامیاب ہونے والے طالب علموں کا فیصد ۱۰ ار سے ۳۰ تک ہی ہوتا ہے۔ حساب، سائنس اور انگریزی کے اساتذہ کا فقدان ہے۔ جبکہ دوسری قوموں کے بچے اسکولوں کی "جانب بھاگتے" ہیں۔ ہمارے بچے اسکولوں سے "دور بھاگتے" ہیں۔ آج کل کا دور مسابقت کا دور ہے۔ جو لوگ مسابقت کی دوڑ میں نمایاں مقام حاصل نہیں کر سکتے ان کے لئے زندگی کے مختلف مراحل پر ناکامیاں مقدر بن جاتی ہیں۔ لیکن مسابقت کے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کچھ بنیادی عوامل بھی ہیں۔ صرف درسی کتابوں کا کیڑا بن جانا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اور بھی بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں جن کا مطالعہ کرنا مسابقتی امتحان میں کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ مگر ہمارے اسکولوں میں تو کورس بھی ٹھیک سے نہیں۔ اس ماحول میں ہمارے بچے مسابقتی امتحانات میں کس طرح سے منتخب ہو سکتے ہیں۔ بڑا ہی افسوسناک مقام ہے۔ ہمارے گھروں میں اس بات کی جانب توجہ نہیں دی جاتی کہ مادری زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی پر بھی عبور حاصل کیا جائے تاکہ بچے مقابلوں کے امتحانات میں کوئی مقام پا سکیں۔ ایک اور تشویشناک بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں مثالی اساتذہ کی کمی ہے۔ ایک تو یہ کہ بیچارے اردو میڈیم والے اساتذہ کو تنخواہ ہی بہت کم دی جاتی

ہے، دوسرے یہ کہ ان کے اندر یہ جذبہ ہی نہیں کہ ان کے بچے آگے بڑھیں۔ ایک اچھا استاد پوری نسل کا معمار ثابت ہو سکتا ہے لیکن ! اردو میڈیم اسکولوں کا ایک المیہ یہاں کا تعلیمی نظام ہے۔ ان اسکولوں کا سب سے بڑا مسئلہ زبان یعنی ذریعہ تعلیم ہے۔ نام کو تو یہ اردو میڈیم اسکول ہیں۔ مگر یہاں ہندی کی کتابوں سے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ بچوں کو سبق ہندی یا انگریزی میں دیا جاتا ہے اور امتحان وہ اردو میں دیتے ہیں۔ پھر امتحان دینے کے بعد ان طلباء کو خود ہی اپنے پرچے اساتذہ کو پڑھ کر سنانے ہوتے ہیں کیونکہ اردو یہ اساتذہ پڑھ نہیں سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بارہ جماعتیں پڑھنے کے بعد بھی ہندی یا انگریزی تو کیا اردو پر بھی بیچارے بچے عبور حاصل نہیں کر پاتے۔ بات دراصل یہ ہے کہ سائنس، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ کی کتابیں اردو میں بہت کم چھپتی ہیں یا چھاپی ہی نہیں جاتیں۔ اگر ہندی یا انگریزی سے کسی کورس کی کتاب کا ترجمہ کیا جاتا ہے تو کچھ عرصہ بعد پتہ چلتا ہے کہ کتاب ہی بدل گئی۔ کچھ عرصہ قبل دہلی کے ایس ایس کے خالصہ اسکول، دریاگنج میں کچھ اردو میڈیم والی طالبات کا بارہویں کا بورڈ کا سینٹر پڑا۔ امتحان کے وقت جب انہیں صرف اردو کے سوالنامے ملے تو انہوں نے کہا کہ معاشیات انہیں ہندی اور انگریزی میں پڑھائی جاتی ہے کیونکہ اس مضمون کو پڑھانے والے اردو اساتذہ اور کتابیں دستیاب نہیں ہیں اور یہ کہ اس کی تمام اصطلاحات انہیں انگریزی میں ہی پڑھائی گئیں لیکن پرچہ انہیں اردو زبان میں دیا گیا۔ اس سے قبل کئی برسوں سے انہیں اسکول میں ہندی اور انگریزی کے سوالنامے بھی ملا کرتے تھے۔ طالبات نے یہ بتایا کہ چونکہ اقتصادیات کی اصطلاحات کو اردو میں سمجھنا ان کے لئے نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے جس کی وجہ سے ان سے کہہ دیا کہ وہ تو اردو میڈیم کی طالبات ہیں لہٰذا انہیں انگریزی یا ہندی کے سوالنامے نہیں دیئے جائیں گے۔ مگر بھلا ہو ان اساتذہ کا جو ڈیوٹی پر تھے، انہوں نے وقتاً فوقتاً ہندی و انگریزی کے سوالنامے ان بچیوں کو دکھائے جس سے بمشکل وہ اپنے پرچے مکمل کر پائیں۔ اچھے اساتذہ کی اس لئے بھی کمی ہے کہ بجائے مکمل کوالیفائڈ اساتذہ کے، اردو اکیڈمی کی طرف سے جز وقتی ٹیچر ان اردو اسکولوں میں بھیج دیے جاتے ہیں۔ وہ بیچارے خود بھی نقل کر کے پاس ہونے والوں میں سے ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ۷۰۰ روپے سے ۱۰۰۰ روپے ماہانہ پر کیسے اچھے ٹیچر مل سکتے ہیں۔ اردو اکیڈمی ان اساتذہ کو برائے نام تنخواہ دیتی ہے۔ فصیل بند شہر کی شاہجہاں آبادی دلی کے اردو میڈیم اسکولوں میں زیادہ تر جز وقتی اساتذہ بیگار کاٹ رہے ہیں۔ اردو اکیڈمی اور دہلی انتظامیہ کی رسہ کشی میں جس طرح سے وہ پس رہے ہیں، وہ اپنے آپ میں ایک نہایت ہی دردناک کہانی ہے۔ اردو اکیڈمی کے چیئرمین و سکریٹری بدلتے رہتے ہیں مگر ان بے چارے اساتذہ کے حالات نہیں بدلتے۔ ان کی کہانی یہ ہے کہ زیادہ تر کو نہ تو پڑھانا آتا ہے اور نہ ہی صحیح تنخواہ ملتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ اردو میڈیم والے طلباء برباد ہوتے جا رہے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ جس طرح کی تعلیمی پسماندگی، پچھڑا پن اور تنگ ذہنیت مسلم سماج میں گھر کر گئی ہے اس کے لئے سیاسی بچو لئے ذمہ دار ہیں جو اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کے خود ساختہ لیڈر بن کر ان کے حقیقی مسائل سے چشم پوشی کرتے ہیں اور بے معنی ''مدعوں'' کو اچھالتے ہیں۔ یہ لیڈر مسلم فرقہ میں ناخواندگی، غریبی اور بے روزگاری جیسے مسائل کی بات بھول کر بھی نہیں کرتے۔ آج کوئی بھی مسلم لیڈر یا دانشور اردو میڈیم اسکولوں کی

حالت زار پر ایک بھی قدم اٹھانے کو تیار نہیں۔ سرکار سے کیسی شکایت۔ مسلمانوں کو جینیوں اور سکھوں سے سبق لینا چاہیے کہ کس طرح مستعدی سے وہ اپنے ادارے چلاتے ہیں چاہے وہ اسکول ہوں یا اسپتال۔ حکومت سے کبھی بھیک نہیں مانگتے ہو ا مگر افسوس یہ ہے کہ مسلم قوم آج بھی بے حسی کی نیند سو رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلم فرقہ اپنے بچوں کو قوم کے دھارے سے تعلیم کے ذریعے ملائے۔ گلی گلی کوچہ کوچہ میں ضرورت ہے کوچنگ سینٹرز اور کمپیوٹر سینٹرز کی۔ اب وقت ہے کہ ہمارے بچے تاریکی کے تنگ دائروں سے باہر آئیں۔

مسکرائیے

سفر

استاد (شاگرد سے) اگر تم مغرب کی سمت مسلسل چلو تو کہاں پہنچ جاؤ گے؟

شاگرد جناب غروب ہو جاؤں گا۔

مرسلہ جمیل احمد

کام کی تعریف

جج (چور سے) تم نے نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے کام کیا ہے۔

چور آپ پہلے شخص ہیں جس نے میرے کام کی تعریف کی ہے۔

مرسلہ مختار احمد سمیع اللہ خان

تیسرا کیوں

مدعی نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا۔

مدعی ملزم نے پہلا چانٹا مارا اور اس کے بعد تیسرا۔

وکیل دوسرا کہو تیسرا کیوں کہتے ہو؟

مدعی دوسرا تو میں نے مارا تھا۔

مرسلہ غلام غوث

ہمارا دماغ

انسان کا دماغ عجیب و غریب چیز ہے۔ قدرت نے اس کو کھوپڑی جیسے قلعہ میں محفوظ حالت میں رکھ چھوڑا ہے۔ اس قلعہ میں دماغ تیر تا رہتا ہے۔ یہ اس لئے کہ دماغ کے چاروں طرف ایک رقیق سیال مادہ ہوتا ہے۔ یہ مادہ قدرت نے کیوں مہیا کیا ہے، اس لئے کہ اگر کھوپڑی کو دھکا لگے تو دماغ کو صدمہ نہ پہنچے۔

دماغ بادشاہ ہے ' اس کی حفاظت کرنا انتہائی ضروری ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آنکھیں دیکھتی ہیں، کان سنتے ہیں، زبان چیزوں کا ذائقہ معلوم کرتی ہے، ناک سونگھتی ہے اور انگلیوں میں پڑکنے اور چھوڑنے اور ہر گرم، ٹھنڈی، نرم اور سخت چیز کو چھو کر محسوس کرنے کی صلاحیت ہے لیکن یہ سارے اعضاء اسی وقت کام کرتے ہیں جب دماغ درست ہو۔ دماغ تمام اعضاء پر بادشاہ کا مقام رکھتا ہے۔ دماغ ہی کے حکم سے زبان بولتی ہے، ناک سونگھتی ہے، آنکھیں دیکھتی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

دماغ نے جسم کے ہر حصے میں تار برقی لگا رکھی ہے۔ ہر چیز کی اطلاع وہ اپنے دماغ کو دیتے ہیں۔ چیونٹی پیر کو کاٹتی ہے تو پیر فوراً دماغ کو اطلاع دیتا ہے اور دماغ کے حکم سے ہاتھ فوراً وہاں پہنچ جاتا ہے اور چیونٹی کو پکڑ لیتا ہے۔ یہ ہاتھ، پیر وغیرہ دماغ کے نوکر ہیں جو دماغ کے حکم کے مطابق کام کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے اس کو HAED کہتے ہیں کہ وہ سارے اعضاء کا بادشاہ ہوتا ہے۔ انسان کے دماغ میں تین ہزار چھوٹے چھوٹے خانے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے خیالات، منصوبے، فارمولے، سازشیں اور ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ دماغ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ سوچتا اور فکر کرتا ہے۔

ادبی شگوفے

❖ جن دنوں جوش ملیح آبادی حیدر آباد میں رہائش پذیر تھے، فانی بدایونی بھی وہیں مستقلاً رہنے لگے تھے۔ ایک بار فانی کے صاحبزادے بھی حیدر آباد آگئے۔ انہیں غالباً حکمت سے لگاؤ تھا اور اسی وجہ سے انہوں نے داڑھی رکھی تھی۔ عموماً یہی ہوتا رہا ہے کہ باپ داڑھی رکھتے ہیں اور بیٹے صفاچٹ ہوتے ہیں لیکن یہاں معاملہ الٹ تھا۔ فانی صاحب داڑھی منڈواتے تھے اور ان کے صاحبزادے داڑھی رکھتے تھے۔ ایک روز فانی بدایونی مہاراجہ کشن پرشاد کے ہاں پہلی مرتبہ اپنے صاحبزادے کو لے گئے۔ فانی سے غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے تعارف نہ کرایا۔ جوش بھی وہیں تھے، یکایک بول اٹھے۔

"حضور! فانی صاحب کے والد بزرگوار بھی وطن سے تشریف لے آئے ہیں۔"

یہ کہہ کر صاحبزادے حکیم کی طرف اشارہ کیا۔ مہاراجہ پرشاد سادہ لوح انسان تھے، پہلے تو سمجھ نہ سکے، پھر صورتحال جان کر مسکرا کر رہ گئے

❖ ڈاکٹر اعجاز حسین الہ آباد یونیورسٹی میں غزل پڑھا رہے تھے۔ فراق بھی وہاں بیٹھے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر اعجاز حسین سے سوال کیا۔

"ایسا کیوں کہا جاتا ہے کہ غزل گو شعراء عام طور پر بدکردار ہوتے ہیں؟"

ڈاکٹر اعجاز برجستہ بولے۔ "ان کے سامنے آپ کی مثال رہتی ہے۔"

❖ احمد ندیم قاسمی "فنون" کے دفتر میں بیٹھے تھے کہ ایک نہایت معزز شکل و صورت والے باریش بزرگ تشریف لائے۔ پگڑی بھی سلیقے سے باندھی ہوئی تھی اور جامہ زیب بھی تھے۔ انہوں نے کہا۔

"احمد ندیم قاسمی سے ملنا ہے۔"

ندیم قاسمی نے ہاتھ ملایا اور کہا۔

"میں ہی ہوں، فرمائیے۔"

بزرگ نے نہایت متانت سے پوچھا۔

"آپ افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی ہیں یا شاعر احمد ندیم قاسمی؟"

"میں شاعر احمد ندیم قاسمی ہوں" انہوں نے جواب دیا۔

بزرگ نے اسی سنجیدگی سے پوچھا۔

"آپ کو افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی کا پتہ معلوم ہے؟"

احمد ندیم قاسمی نے بھی پکے منہ سے جواب دیا۔

"جی ہاں وہ نسبت روڈ پر رہتے ہیں۔"

بزرگ نے پتا پوچھا۔ لکھا اور اسی تہذیب سے ہاتھ ملا کر دفتر کی سیڑھیاں اتر گئے

❖ اردو ادیبوں کی ایک محفل میں مولوی عبدالحق کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک صاحب کھانا کھاتے کھاتے اپنی انگلیاں چاٹنے لگے۔ مولوی صاحب کو اس سے بہت کوفت ہوئی۔ جب وہ چٹکارے لے کر انگلیاں چاٹ چکے تو مولانا نے اپنی انگلیاں ان کے منہ کے قریب لا کر کہنے لگے۔

" لیجیے حضرت اب انہیں بھی صاف کر دیجیے۔"

• • •

۲۳/مارچ کی اہمیت کیا ہے؟

اور

بھگت سنگھ کون تھا؟

منورما دیوان

جب میں نے وزیراعظم کے دفتر (P M O) کے ایک افسر سے یہ پوچھا کہ وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی کا ۲۳/مارچ کا پروگرام کیا ہے۔ کیا وہ حسینی والا جارہے ہیں؟ تو انہوں نے حیرت سے میری طرف دیکھا جیسے میں نے بہت اٹپٹی سی بات کہہ دی یا کوئی بڑی پہیلی بجھادی۔

"۲۳/مارچ کو وزیر اعظم حسینی والا کیوں جائیں گے؟" افسر نے مجھ سے اس طرح سوال کیا جیسے میں کوئی بے وقت کی شہنائی بجارہی ہوں۔ جبکہ سارا ملک کلنٹن کا راگ الاپ رہا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ افسر بھی ہمارے تمام حاکموں کی طرح یہ بھول گئے کہ ۲۳/مارچ ۱۹۲۹ء کے دن تین انقلابیوں بھگت سنگھ، سکھ دیو اور راجگرو کو پھانسی دی گئی تھی اور پنجاب میں فیروز پور کے پاس ستلج ندی کے کنارے ان تینوں شہیدوں کی لاشوں کو مٹی کا تیل ڈال کر جلا دیا گیا تھا۔ اس دن محض پنجاب ہی نہیں بلکہ لاکھوں ہندوستانی گھروں میں چولہے نہیں جلے تھے۔

اس کالم کو لکھنے سے ایک دن پہلے دلی کی ایک نامی اسکول میں ہونے والی تقریب میں شامل ہونے کا موقع ملا جہاں دکھائے گئے ویرائٹی شو میں کوئز پروگرام بھی تھا جس میں طالب علموں سے بہت سے سوال پوچھے گئے تھے۔ ساٹھ فیصد سوال امریکہ اور ہندوستانی تعلقات کے بارے میں تھے۔ میں نے اسکول کے بچوں سے یہ پوچھا کہ کیا وہ یہ جانتے ہیں کہ ۲۳/مارچ کی اہمیت کیا ہے؟ مجھے دکھ اور مایوسی ہوئی کہ کسی نے بھی میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ یہ بھگت سنگھ۔ سکھ دیو اور راجگرو کی شہادت کا دن ہے تب ایک ۱۹/ سال کے نوجوان نے اٹھ کر مجھ سے پوچھا "میڈم بھگت سنگھ کون تھا؟" یقین جانئے مجھے اس بچے کی نادانی پر غصہ نہیں آیا بلکہ رونا آیا تو اپنے ملک کی بدقسمتی پر جہاں کے بچے اور نوجوان یہ سوال پوچھتے ہیں کہ "بھگت سنگھ کون تھا؟" اور اس کے ساتھ ہی ہمارے افسر یہ سوال پوچھتے ہیں کہ ۲۳ مارچ کی کیا اہمیت ہے؟ وزیر اعظم حسینی والا کیوں جائیں۔

۲۳/مارچ ۲۰۰۰ء کے سبھی اخباروں میں تو کہیں بھی بھگت سنگھ، سکھ دیو اور راجگرو کا ذکر ہونا ممکن ہی نہیں تھا کیونکہ تمام سرخیوں، سبھی رپورٹوں پر بل کلنٹن کا بول بالا تھا لیکن پچھلے کئی برسوں کے اخباروں کی فائلیں کھول کر دیکھی جائیں تب بھی دکھ اور مایوسی کا احساس ہی ہوگا کیونکہ ان شہیدوں کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

جنگ آزادی کے دوران بار بار یہی پڑھنے کو ملتا ہے "شہیدوں کی چتاؤں پر لگیں گے ہر برس میلے وطن پر مرنے والوں کا یہی نام و نشاں ہوگا۔" اس وقت تک جنگ آزادی میں اپنا سبھی کچھ قربان کردینے والے شہیدوں کو اس بات کی تسلی تھی کہ آزاد ہندوستان میں انہیں یاد کیا جائے گا اور آزاد ہندوستان کے لوگوں کو اس بات کا احساس ہوگا کہ ملک

نے آزادی کتنی لمبی جدوجہد کے بعد حاصل کی ہے اور اس کے لئے ملک کو کتنی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔

لیکن یہ ہندوستان جیسے ملک کی بدقسمتی ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ آزادی حاصل کرنے کے برسوں بعد تک ہم نے ان شہیدوں کو پوری طرح سے بھلائے رکھا جنہوں نے برٹش حکمرانوں کے ظلم اور ناانصافی کے خلاف جدوجہد کی اور ہنستے ہنستے اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں اور پھانسی کے تختوں کو چوما۔ آزادی ملنے کے بیس برسوں بعد جاکر کہیں ہندوستان کو یہ خیال آیا کہ شہیدوں کی چتائیں بنی چاہئیں۔ بیس برسوں تک جب شہید یادگار ہی نہیں بنے تھے تو ان پر بھلا میلے کس طرح سے لگتے؟

آزادی ملنے کے ۵۳/ برس بعد راجدھانی دلی کے ایک اسکول کا بچہ یہ سوال کیوں پوچھتا ہے کہ "بھگت سنگھ کون تھا؟" تو ہمیں آزاد ہندوستان کے اتہاس کے ورق الٹنے ہوں گے اور کہیں اس سوال کا جواب مل جائے گا۔

ان برسوں میں بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں نے باقاعدہ یہی کوشش کی کہ بھگت سنگھ جیسے انقلابیوں اور شہیدوں کا نام تبھی لیا جائے جب وہ ان کے اپنے سیاسی مقصد کیلئے بہت ضروری ہو جائے۔

وہ ہندوستان جس نے برٹش سامراج واد کا دو سو برسوں تک ظلم سہا اسی ہندوستان نے آزادی ملنے کے بیس برسوں تک بھی ۲۳/ مارچ جیسے اہم شہیدی دن کو اس لئے بھلائے رکھا کیونکہ شہیدوں کو خراج عقیدت دیتے ہوئے برٹش سامراج وادی حکمرانوں کے ظلم اور بے انصافی کا ذکر کیا جانا بے حد ضروری تھا اور ہمارے حکمرانوں کا یہ کہنا تھا کہ ایسے کرنے سے ہندوستان برٹش تعلقات پر آنچ آئے گی۔ برٹش جذبات کو ٹھیس پہنچے گی۔ کیونکہ ہندوستان کامن ویلتھ کا ممبر تھا جس کی سربراہ برٹین کی مہارانی ایلزبیتھ ہے اس لئے اس نے لمبے عرصے تک اپنے شہیدوں اور آزادی کے مجاہدوں کو بھلائے رکھنا ہی بہتر سمجھا۔

۱۹۶۶ء میں جب اندرا گاندھی ہندوستان کی وزیر اعظم بنیں تو انہوں نے حسینی والا پنجاب میں تینوں عظیم شہیدوں بھگت سنگھ، سکھ دیو اور راجگرو کی یاد میں شہید یادگار بنانے کا فیصلہ کیا اور ۱۹۶۷ء میں یہ تیار ہوا۔ اسی وقت جلیان والا باغ امرتسر پنجاب میں بھی شہید یادگار بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ جلیان والا باغ میں ۱۳/ اپریل ۱۹۱۹ء کو برٹش مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل ڈائر نے مشین گنوں کی گولیوں سے سیکڑوں لوگوں کو بھون ڈالا تھا جو وہاں پر ملک کے لئے آزادی کی مانگ کو لے کر ایک عام جلسے میں حصہ لینے کے لئے شامل ہوئے تھے۔ جلیان والا باغ کی دیواروں پر ابھی تک ان گولیون کے نشان موجود ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں ہی یہ فیصلہ کیا گیا کہ آزادی کے ان مجاہدوں کی باقاعدہ سرکاری طور پر عزت افزائی کی جائے گی اور انہیں پنشن دی جائے گی جنہوں نے ملک کی جنگ آزادی میں سرگرمی سے حصہ لیا تھا اور جیلوں میں سزائیں کاٹی تھیں۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ جب ۱۹۹۷ء میں آزادی ملنے کے پچاس سال گزر جانے پر آزادی کی گولڈن جبلی کا جشن مناتے ہوئے ہندوستان نے برٹش مہارانی ایلزبیتھ اور ان کے شوہر پرنس فلپس کو ہندوستان آنے کا دعوت نامہ دیا تھا تو اس وقت بہت سے لوگوں نے اس ملک کی آزادی اور جنگ آزادی کی بھاری توہین کرنے کا نام دیا تھا۔

اس وقت شہید بھگت سنگھ کے بھتیجے نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ جب مہارانی ایلزبیتھ جلیان والا باغ امرتسر جائیں تو وہ جلیان والا باغ میں کئے جانے والے جرم کے لئے برٹش

سرکار کی طرف سے معافی مانگیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں نے تب بھی اپنے اس کالم میں یہ لکھا تھا کہ معافی نامے کی فہرست بہت لمبی ہے کیونکہ برٹش حکمرانوں نے بہت سے جرم کئے ہیں لیکن میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ معافی تو ہندوستان کے تمام حکمرانوں اور سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کو بھی مانگنی چاہیے کہ انہوں نے بھی اپنی جنگ آزادی کو بھلائے رکھا۔ کیا یہ جرم سنگین نہیں کہ پورے بیس برسوں تک آزاد ہندوستان کے اسکولوں میں بچوں کو آزادی کی تاریخ نہیں پڑھائی گئی۔؟ ہمارے بچے وہی تاریخ پڑھتے رہے جو برٹش حکمراں ہمیں پڑھانا چاہتے تھے۔ تاکہ ہم ہندوستانیوں کے دماغوں کی دھلائی ہوتی رہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔

آزاد ہندوستان کے بچوں کو اپنی آزادی کی کہانی پڑھنے کو ملیں اور نہ ہی انہیں اپنے شہیدوں۔ اپنی جنگ آزادی پر کوئی اچھی فلم دیکھنے کو ملی۔ نہ جانے فلموں کے لیے اچھی کہانیاں نہ ملنے کی شکایت کرنے والے بھارتیہ فلم ڈائرکٹروں کو بھی لالہ لاجپت رائے۔ بھگت سنگھ۔ چندر شیکھر آزاد۔ ارونا آصف علی جیسی کرانتی کاری اور جلیان والا باغ کا حادثہ متاثر نہیں کر سکا کہ وہ اس پر فلمیں بناتے۔ فلم ایکٹر منوج کمار ہی کو اس بات کا سہرا جاتا ہے کہ انہوں نے شہید بھگت سنگھ پر فلم بنائی۔ باقی اچھے ہندوستانی ڈائرکٹروں کو تو ڈاکوں، اسمگلروں اور دوسرے مار دھاڑ کرنے والوں کو ہیرو بنانے ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ ہو سکتا ہے میرے کچھ قارئین یہ سوچنے لگیں کہ میں شہید بھگت سنگھ کو لے کر کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو جاتی ہوں۔ کچھ حد تک ان کا یہ سوچنا غلط نہیں ہے۔ میں ان سے معافی مانگتی ہوئی یہ بتانا چاہوں گی کہ ان تینوں شہیدوں بھگت سنگھ۔ سکھ دیو اور راجگرو کے ساتھ خاص طور سے بھگت سنگھ کے ساتھ ہمارے خاندان کو اس لئے گہرا لگاؤ ہے کیونکہ یہ تینوں شہید میرے مرحوم والد پرنسپل چھبیل داس کے نیشنل کالج لاہور میں طالب علم تھے۔ نان کو آپریشن کے دوران نیشنل کالج کو بنایا گیا تھا اور لالہ لاجپت رائے کے ساتھی انقلابی چھبیل داس کو نیشنل کالج کا پرنسپل بنایا گیا تھا۔ بعد میں پرنسپل ان کے نام کا ایک حصہ بن گیا تھا۔

بھگت سنگھ ہمارے والد کا چہیتا تھا۔ وہ انہیں گروجی کہتا تھا حالانکہ ان دونوں کی عمر میں بہت فرق نہیں تھا۔ ہمارے والد بتایا کرتے تھے کہ کس طرح بھگت سنگھ کے ساتھ وہ گھنٹوں تک لاہور کی راوی ندی میں کشتی کی سیر کرتے اور انقلاب اور آزادی کی باتیں کرتے۔ اپنی کتاب "میری انقلاب یاترا" میں مرحوم پرنسپل چھبیل داس نے بھگت سنگھ کے متعلق اور اس کے ساتھ اپنے انقلابی رشتے کے بارے میں بہت تفصیل سے لکھا ہے مگر شاید اس کتاب کو پڑھنے کی فرصت بھی کسی کو نہیں ہے۔

پرکھنا مت پرکھنے میں کوئی اپنا نہیں رہتا
کسی بھی آئینے میں دیر تک چہرہ نہیں رہتا
بڑے لوگوں سے ملنے میں ہمیشہ فاصلہ رکھنا
جہاں دریا سمندر سے ملا دریا نہیں رہتا
ہزاروں شعر میرے سو گئے کاغذ کی قبروں میں
عجب ماں ہوں کوئی بچہ مرا زندہ نہیں رہتا
کوئی بادل ہرے موسم کا پھر اعلان کرتا ہے
خزاں کے باغ میں جب ایک بھی پتہ نہیں رہتا
محبت ایک خوشبو ہے ہمیشہ ساتھ چلتی ہے
کوئی انسان تنہائی میں بھی تنہا نہیں رہتا
تمہارا شہر تو بالکل نئے انداز والا ہے
ہمارے شہر میں بھی اب کوئی ہم سا نہیں رہتا

☆بشیر بدر (۱۱، ریحانہ کالونی، بھوپال)

خوبصورت بنئے

امت الصبور

آج کل گھریلو ماسک تیار کرنے کا رجحان فروغ پارہا ہے۔ گھر میں بنائے جانے والے ماسک میں ایک فائدہ ضرور ہے وہ یہ کہ آپ کو اپنی جلد کے تقاضوں کے مطابق اس میں لچک رکھنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔ گھریلو ماسک استعمال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنی جلد کی نوعیت سے بخوبی آگاہ ہو۔ بہت سے ماسک پھلوں، سبزیوں، انڈوں دودھ اور وٹامن سے بھی تیار کیے جاتے ہیں۔

انڈوں کو ماسک کے طور پر استعمال کرنے کا رجحان اس لئے زیادہ ہے کہ انڈے ہر قسم کی جلد پر ملے جاسکتے ہیں اور اس کا طریقہ استعمال بھی آسان ہوتا ہے۔ تازہ پھلوں مثلاً اسٹرابری کو بھی ماسک کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسٹرابری کو کاٹیے یا اسے اچھی طرح کچل کر چہرے پر ملیے اس طرح کیلے کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے کیلے میں وٹامن، کیلشیم فاسفورس اور پوٹاشیم کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے لہٰذا انہیں استعمال کرنے رجحان بھی عام ہے۔ عام طور پر کیلے حساس جلد کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ٹماٹر، پپیتے دہی، بالائی والے دودھ، شہد کو بھی چہرے کی جلد کی حفاظت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

بازار میں دستیاب ماسک استعمال کرنے میں بہت سہولت رہتی ہے۔ گھر میں ماسک کی تیاری کے لیے اجزائے ترکیبی کے لیے بہت محنت کرنا پڑتی ہے اور وقت بھی بہت ضائع ہوتا ہے۔ بہرحال ماسک بازار سے خریدنے کے بجائے بیوٹی سیلون سے بھی لگوا سکتی ہیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ آپ کی جلد سے واقف ہو گی۔

اسٹرابری ماسک

نرم اور چمک دار جلد کے لیے یہ بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ مٹھی بھر تازہ پکی ہوئی اسٹرابری لیں۔ ایک کپ میں ڈال کر انہیں اچھی طرح گاڑھا کرلیں پھر اسے چہرے اور گردن پر مل کر سوکھنے دیں۔ بعد میں اسے نیم گرم پانی سے صاف کرلیں۔ اس سے جلد میں تازگی اور چستی پیدا ہو گی۔ یہ ماسک بازار میں تیار صورت میں بھی دستیاب ہیں۔

ککڑی کا ماسک

ککڑی میں سلفر اور سلی کان کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ شام کے وقت جلد میں پیدا ہو جانے والی تھکن اور پژمردگی کو دور کرنے کے سلسلے میں یہ بہت مفید ہے۔ ککڑی کے چند ٹکڑے لے کر دو چمچے پاؤڈر ملک اور ایک انڈے کے ساتھ اسے پھینٹیں۔ اسے چہرے اور گردن پر اچھی طرح ملیں۔ سوکھنے پر اسے نیم گرم پانی سے دھولیں۔ بعد میں چہرے اور گردن پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور سوکھنے دیں۔

خمیر کا ماسک

یہ رطوبت زدہ چہروں کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ایک چمچہ خمیر لے کر تھوڑے سے دہی میں اچھی طرح ملائیں پھر اسے چہرے کے رطوبت زدہ حصوں پر لگائیں۔ ۱۵ منٹ تک سوکھنے دیں اور پھر پہلے گرم اور بعد میں ٹھنڈے پانی سے صاف کرلیں۔

کارن ماسک

مکئی میں پروٹین اور چربی کی غیر معمولی مقدار ہوتی

ہے۔ اس سے سوکھی جلد میں تروتازگی پیدا کرنے میں غیر معمولی مدد ملتی ہے۔ اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ مکئی کے چند دانے لے کر ان کا جوس نکال لیں جوس میں نکلنے والا سفید مادہ چہرے اور گردن پر لگا کر اسے سوکھنے دیں۔

پائن ایپل ماسک

اس ماسک کا بنیادی مقصد جلد کی اوپری تہہ میں موجود ان خلیوں کو ختم کرنا ہے جو جلد کو سانس لینے میں دقت سے دوچار کرتے ہیں ان خلیوں کے دور ہو جانے سے جلد تروتازہ ہو جاتی ہے۔ پاؤ کپ برابر اناس کا جوس لیں۔ یہ جوس مشین کی مدد سے تیار کریں۔ اس کو اچھی طرح مکس کرنے کے بعد باریک ریشمی یا سوتی کپڑے کی پٹی سے جوس کو چہرے پر اچھی طرح ملیں اگر جوس بہت زیادہ اسٹرانگ ہو تو اسے چہرے سے صاف کر دیں۔ بصورت دیگر پندرہ منٹ تک چہرے کو یونہی رہنے دیں۔

سوکھی خوبانی کا ماسک

یہ ماسک ہر قسم کی جلد کے لیے مفید ہے۔ دو عدد خوبانیاں لے کر انہیں رات بھر بھگوئیں۔ اچھی طرح نرم ہو جانے پر ہلکی آنچ پر پکائیں اور پھر چہرے پر لگائیں۔ تقریباً دس منٹ کے بعد چہرا صاف کریں۔

خشک جلد کے لیے ماسک

اگر آپ کے چہرے کی جلد خشک ہے تو اس کے لیے آپ خود ایک عمدہ ماسک تیار کر سکتی ہیں۔ انڈے کی زردی میں چند قطرے سرکہ اور چند قطرے روغن بادام یا مونگ پھلی کے ملایئے۔ زیتون کا تیل بھی ملا سکتی ہیں۔ اس آمیزے کو خوب پھینٹیے۔ اس میں وٹامن ای کا ایک کیپسول بھی توڑ کر ملا لیں تو زیادہ مفید ہوگا۔ اس ماسک کے اثرات جلد پر بہت جلد مرتب ہوتے ہیں۔ پندرہ منٹ بعد چہرے کو ٹھنڈے پانی سے دھو لیں۔

شرنگاری میں اردو ہائی اسکول کا قیام

یہ بات باعث مسرت ہے کہ جماعت المسلمین شرنگاری کی سرپرستی میں شرنگاری ایجوکیشن سوسائٹی قیام عمل میں آیا جس کے ماتحت شرنگاری اردو ہائی اسکول ۱۳؍جون ۲۰۰۰ء سے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کرے گا۔

۲؍اپریل ۲۰۰۰ء بروز اتوار گوہاگر تعلقہ کے M L A ڈاکٹر ناٹو نے اسکول کے تعمیری کام کا آغاز کیا۔ جلسہ کا آغاز مدرسہ قاسم العلوم کے طالب علم شیخ علی وڑدکر نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اس کے بعد مولانا اسحاق نے مدرسہ کے ترقی کے لیے دعا فرمائی۔

انروں کے عہدے دار جناب کھانڈیکر اور سیاستداں جناب پدماسیٹھ آرے کر مہمان خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ سوسائٹی کے سکریٹری سراج گھارے نے مہمانوں کا تعارف پیش کیا اور سوسائٹی کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ جناب صابر حاجی قاسم صالح نے مہمانان کی گلپوشی کی۔ سوسائٹی کے خازن محمد شفیع ونو نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ جناب ابراہیم سلیمان گھارے کی نگرانی میں شرنگاری اردو ہائی اسکول کی تعمیر کے سلسلے میں منعقد یہ جلسہ خوش اسلوبی سے اپنے اختتام پر پہنچا۔

عورت ... کیا ہے ؟؟

رشید شوق

عورت تو پیار کی دنیا میں ایک اچھی دوست ہے، عورت کیا ہے تیرا، دوسرا نام وفا ہے، تو انسانیت کی دیوی ہے، عورت کی وفا پرست محبت میں دلکش شفق کی رنگینی چاند کی صباحت، پھولوں کی خوشبو شبنم کی پاکیزگی پائی، یہ وہ مقدس رشتہ ہے جسے دیکھ کر پھول بھی اپنی روح کے گوشوں گوشوں میں ایک عجیب سا چراغاں محسوس کیا کرتے ہیں، عورت، کیا ہے،۔ عورت تو گھر کی رونق اور بہار ہے۔ اس کا وجود گھر کے لئے بہت ہی ضرورت ہے، یہ وہی وفا اور پیاری کی دیوی ہے۔ ہزاروں ظلم و ستم کو سہہ لیتی ہے مگر اپنے اندر چھپے ہوئے غم کو ظاہر نہیں کرتی۔ عورت وہی وفا اور پیار کی دیوی ہے جو مریم کی طرح مقدس اور سیتا کی طرح پوتر ہوتی ہے، جب وہ کسی سے محبت کرتی ہے تو اپنا سب کچھ نثار کر دیتی ہے، اگر جب وہ کسی سے دشمنی کرتی ہے تو ناگن بن جاتی ہے، جب وہ کسی سے دوستی کرتی ہے تو وفاؤں کے دیپ جلاتی ہے، اگر کسی سے دشمنی کرتی ہے تو چنگاری سے شعلہ بن جاتی ہے، دنیا کی تمام چیزوں میں خوبورت ترین کیا پاکباز عورت ہے، عورت ہی کائنات کی چاند ہے، اس چاند کے ٹکڑے کی شخصیت میں پھولوں کی خوشبو رچی ہوتی ہے، جب یہ خوشبو بکھرتی ہے تو اس کا اخلاق اور شائستگی دوسروں کو مسحور کر دیتا ہے وفا کا دوسرا نام عورت ہے۔

آپ ہی اپنے شوہر کے لئے دنیا کی بہترین بیوی ثابت ہو سکتی ہیں!

سید محب اللہ شاہ

اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا شوہر آپ کے علاوہ دنیا کی کسی خاتون میں دلچسپی نہ لے تو اسکے لئے آپ کو اپنے اندر وہ تمام خوبیاں پیدا کرنی ہونگی جن سے وہ ہمیشہ آپ کا گرویدہ رہے۔ گوری رنگت یا جسمانی اعتبار سے ایک عورت کا حسین ہونا ہی صرف اس کی خوبیوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اگر کسی خاتون میں صرف یہ ہی ہو تو پھر اسے بے جان کھلونے سے تشبیہہ دی جاسکتی ہے۔ عورت کے اندر جو چیز زندگی پیدا کرتی ہے وہ اس کی نسوانیت ہے۔ نسوانیت سے بھرپور عورت چہرے کی خوبصورتی سے لاپرواہ ہوتی ہے کیونکہ چہرے کی خوبصورتی اتنا متاثر نہیں کرتی جتنا بات کرنے، اٹھنے بیٹھنے ودیگر عادات وطور طریقے متاثر کرتے ہیں۔ نسوانیت کی موجودگی میں آپ بھی اپنے شوہر کے لئے دنیا کی بہترین عورت ثابت ہو سکتی ہیں۔ عورت ہونے کی حقیقت کو تسلیم کرنا بھی نسوانیت میں شامل ہے۔ خوبصورت بننے کی کوشش میں بھی نسوانیت چھپی ہوتی ہے۔ اگر آپ اپنے وجود کو بنانے اور سنوارنے سے لاپرواہ ہو جائیں، اپنے لباس کا خیال نہ رکھیں، بال نہ بنائیں، چہرے کی خامیوں کو میک اپ یا دیگر دیسی چٹکلوں سے دور نہ کریں اور ایسا ظاہر کریں کہ آپ کو اپنے شوہر کی کوئی پرواہ نہیں تو پھر آپ کا شوہر بھی وہی رویہ اختیار کرے گا۔

آپ کے شوہر کے ذہن میں آپ کے لئے ایک رومینٹک تصور ہوتا ہے۔ وہ آپ سے صرف اس لئے بیاہ

نہیں کرتا کہ آپ کے نقوش حسین ہیں۔ بلکہ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ آپ ہمیشہ بنی سنوری، صاف ستھرے لباس میں ملبوس رہیں، سریلی اور میٹھی آواز کے ساتھ اس سے مخاطب ہوں اور اس کی باتوں کو توجہ سے سنیں۔ آپ کا شوہر آپ کی خوبصورتی اور نسوانی حسن کی تعریف کے لئے موجود ہے اس کو نظر انداز نہ کریں۔

یہ یاد رکھیں کہ آپ کا شوہر آپ کا غصیلہ انداز بیان کبھی برداشت نہیں کرے گا۔ آپ کے دل میں کتنا بھی غصہ کیوں نہ ہو آپ کتنی بھی ضدی کیوں نہ ہوں ان باتوں کا اظہار نہ کرنا ہی آپ کے حق میں بہتر ہے۔ لڑائی کی صورت میں آپ کا خاموش رہنا آپ کی برتری کی علامت ہے۔ اگر آپ نے بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دینا شروع کر دیا تو میاں بیوی کے درمیان ہچکچاہٹ کا پردہ ختم ہو جائے گا اور دونوں میں بدلحاظی پیدا ہو جائے گی اور وہ باتیں جو آپکو ایک دوسرے کے متعلق نہیں کرنی چاہئیں وہ شروع ہو جائیں گی۔ یہ عمل خوشحال ازدواجی زندگی میں دراڑیں پیدا کرتا ہے۔ آپ کی نسوانیت کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ آپ اپنی کسی خوبی کو اتنا بڑھائیں کہ وہ آپ کو دیگر خواتین سے ممتاز بنادے لیکن کبھی بھی کسی اور خاتون کی نقل کرنے کی کوشش نہ کریں ورنہ آپ انفرادیت گنوا بیٹھیں گی۔ کوئی انسان ایک جیسا نہیں ہوتا اسی لئے ذات ہمیشہ منفرد ہوتی ہے۔ آپ بھی دوسری خواتین سے منفرد ہیں اور آپ کے اندر بھی خاص کشش موجود ہے۔ اپنی اس انفرادیت کو ہر حالت میں قائم رکھیں۔ اسی انفرادیت اور نسوانیت کی وجہ سے آپ کا شوہر آپ میں دلچسپی لے گا۔ آپ اپنی ذات کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ آپ کے اندر وہ کون سی خوبیاں ہیں جو آپ کو دیگر خواتین میں ممتاز بناسکتی ہیں۔ اپنی کسی ایک خوبی کو نسوانیت کا خاص نشان بنادیں۔ شاید آپ کی آنکھیں حسین ہوں یا پھر آپ کے بال آپ کو دیگر عورتوں سے ممتاز بنادیں، اگر یہ نہیں تو آپ کی جلد اچھی ہو ان خوبیوں میں سے کوئی ایک خوبی آپ کے اندر ضرور موجود ہوگی۔ اگر ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں تو پھر یہ کیا کم ہے کہ آپ اپنے شوہر کی فضول سے فضول بات بھی ٹھنڈے دل سے سنتی ہیں۔ یا پھر آپ کے بولنے کا انداز اتنا خوبصورت ہے کہ دل صرف آپ کے ساتھ ہی باتیں کرنے کی ضد کرتا ہے۔ آواز کا جادو بڑا سحر انگیز ہوتا ہے۔ اگر آپ کی آواز پیدائشی طور پر اچھی نہیں تو آپ اس کو اچھا اور سریلا بناسکتی ہیں بس اس کے لئے تھوڑی سی محنت اور اپنے اوپر کنٹرول کی ضرورت ہے۔ بولتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ سننے والا بہرا نہیں لیکن اتنا آہستہ بھی نہ بولیں کہ اگلے کو سنائی نہ دے۔ آواز کا میٹھا پن نسوانیت کی جان ہے۔ اپنے انداز بیان میں ملائمیت اور نرمی پیدا کریں۔ گفتگو کے دوران اپنائیت کا انداز بھی دل موہ لیتا ہے۔ بولتے وقت کسی قیمت بھی پر مردانہ قسم کے الفاظ استعمال نہ کریں۔ جس طرح متعدد خواتین کو ''ارے یار'' وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کرتے دیکھا گیا ہے۔ ایسے تاثرات آپ کی پوری شخصیت کو فنا کر دیتے ہیں۔ بولنے کا اچھا انداز نسوانیت کی جان ہے اور حسین نقوش سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ ان تمام خوبیوں کو اپنے شوہر کے اطمینان اور اس کی خوشی کے لئے استعمال کریں۔

اگر آپ اپنے شوہر کو خوش کرنا چاہتی ہیں یہ آپ

کی نسوانیت کی دلیل ہے۔ صفائی کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھیں۔ قمیض سے لمبی شمیض یا گلے میں سے باہر نظر آنے والے شمیض کے میلے کنارے آپ کی نسوانیت کی توہین ہے۔ اگر بولتے ہوئے آپ کی سانس سے بدبو آرہی ہے تو گھنٹے بھر کے میک اپ کا کوئی فائدہ نہیں۔ میک اپ کرتے وقت بہت زیادہ گہری لپ اسٹک اکثر مردوں کو پسند نہیں ہوتی اور گھر کے اندر برتنوں گلاس یا چائے کے کپ وغیرہ یا پھر دانتوں پر لپ اسٹک لگ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں برائے مہربانی لپ اسٹک کے نشانات صاف کرلیں۔ ناخن بڑھانا اچھی بات نہیں اگر مجبوری ہے تو تھوڑے بڑھانا بہتر رہے گا۔ جوتوں سے زیادہ ان کی ایڑیوں کا خیال رکھیں۔ ٹیڑھی ایڑیاں آپ کی شخصیت کے تاثر کو نقصان پہنچاتی ہے۔ بال آپ کی توجہ چاہتے ہیں۔ انہیں صاف رکھنا، نسوانیت کے لئے لازمی جز ہے۔ بڑا قہقہہ مار کر نہ ہنسیں، اگر آس پاس کوئی شیشہ لگا ہوا ہے تو وقتاً فوقتاً اس کی طرف نہ دیکھیں۔ اپنی چال میں نزاکت پیدا کریں اور مردوں کی طرح قدم نہ اٹھائیں اور جب میز کے قریب بیٹھیں تو اسے انگلیوں سے نہ بجائیں۔ اگر آپ ان تمام باتوں کا خیال رکھتی ہیں تو آپ کے اندر نسوانیت مکمل ہے۔ اگر آپ کا شوہر کسی خاتون کی خامی کا ذکر کرتا ہے اور وہ آپ کے اندر بھی ہے تو اسے فوراً ختم کریں۔ اپنے شوہر کی تعریف کرنا کبھی بھی نہ بھولیں۔ یہ بھی نسوانیت میں شامل ہے۔ آپ اپنے شوہر کے دل میں اس بات کو بٹھادیں کہ آپ انہیں دنیا میں سب سے بہترین انسان سمجھتی ہیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ بحث نہ کریں۔ اس پر یہ ظاہر نہ ہونے دیں کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے آپ اس سے زیادہ بہتر کر سکتی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر آپ اس سے بہتر کرنے کی بھی صلاحیت رکھتی ہیں تو پھر بھی اس کا اظہار آپ کے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوگا۔ اس طرح آپ کی زندگی مزید دلچسپ اور خوشگوار گزرے گی۔ گھر سے باہر دیگر مردوں سے بات چیت کے وقت تکلف کو برقرار رکھیں۔ یہ ہی تو ایک خاتون کا وقار ہے۔ تکلف اتنا نہیں ہونا چاہئے کہ لوگ بات کرنے کی ہمت بھی نہ کریں بلکہ اتنا ہچکچاہٹ اور بردباری ضرور ہونی چاہئے کہ لوگ آپ کی عزت کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ آپ اپنے شوہر کے اندر خراب عادات کو اپنی نسوانیت کے ذریعہ دور کر سکتی ہیں اور اسے اپنی پسندیدہ عادات پیدا کرنے پر مجبور کر سکتی ہیں۔ اسکے لئے آپ ان خوبیوں کا بار بار ذکر کرتی رہیں۔ اس طرح آپ کا شوہر اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اپنے شوہر کو آپ کی خدمت کرنے کا موقع فراہم کریں۔ اگر آپ خود ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ جائیں گے تو اس کے ذہن میں یہ خیال ہی پیدا نہیں ہوگا کہ وہ آپ کو کرسی پیش کرے۔ مندرجہ بالا باتیں صرف اور صرف نسوانیت کی محتاج ہیں اگر آپ کے اندر نسوانیت نہیں یہ تو پھر آپ کسی طرح بھی اپنے شوہر کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتیں اگر اس زیور سے آپ مالا مال ہیں تو پھر بقیہ تمام کام ثانوی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کی زندگی بے مثال ہو جائے گی۔

والوئی کے اقبال اسمٰعیل ہسپاٹیل کو انصاف مل گیا

۱۳/اپریل ۱۹۹۳ء سے ایک بے گناہ مسلم گھرانہ ممبئی بم دھماکہ کیس میں پولس اور ...کی زیادتیوں کا شکار بنا ہوا تھا۔ جس کو قومی حقوق انسانی کمیشن نے عبوری راحت ...ے طور پر پانچ لاکھ روپے ادا کیے جانے کا حکم دیا ہے کیونکہ کمیشن کے ہی الفاظ میں اس کنبے کو جھوٹے الزام میں گرفتار کر کے ذلیل کیا گیا اور پولس حراست میں غیر انسانی مظالم کا شکار بنایا گیا۔

پولس نے ساحلی ضلع رائے گڑھ کے تری وردھن تعلقہ والوائی میں ان کے مکان سے کرگھے میں استعمال ہونے والی اسپنڈل ضبط کر کے یہ مشہور کر دیا تھا کہ "راکٹ لانچر" پکڑے گئے ہیں۔ اقبال اسماعیل ہاس پٹیل ان کے بھانجے مبین اور خاندان کی کچھ عورتوں کو پولس نے ۱۳/اپریل ۹۳ء کو گرفتار کیا اور ۲۸/اپریل ۱۹۹۳ء تک انہیں پولس حراست میں رکھا گیا۔ اس دوران ان پر تشدد بھی کیا گیا تو عدالت نے عدم شہادت کی بنیاد پر انہیں رہا کر دیا۔ قومی حقوق انسانی کمیشن سے تحقیقات ن و ی آئی ڈی کی تفتیش بھی سامنے آئی لہٰذا اس کی بنیاد پر قومی حقوق انسانی کمیشن نے ۲۱ جنوری ۲۰۰۰ء کے اپنے مکتوب میں کہا کہ یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ شری اقبال پٹیل ہاس پٹیل، ان کی بیگم تین بیٹوں (ایک بھانجہ) اور ایک بہو (کل چھ افراد) کو نہ صرف ذلیل اور پریشان کیا گیا بلکہ غیر قانونی طور پر ان کو اذیتیں بھی دی گئیں اور ان میں سے کچھ کو تو غیر قانونی طور پر حراست میں بھی رکھا گیا۔ کمیشن کی سرگرمی کو دیکھ کر ریاستی حکومت نے اس واقعہ میں ملوث پولس اہل کاروں کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ کمیشن نے اسے تیز رفتاری کے ساتھ کارروائیاں کرنے کی ہدایت دی ہے تاکہ کمیشن اس سلسلے میں اپنا قیمتی فیصلہ سنائے۔

نقش کوکن

ضلع رائیگڑھ میں سولہواں سیرت النبی نعتیہ و تقریری مقابلہ

جماعت المسلمین محلہ بازار زیر اہتمام گذشتہ دنوں احاطہ انجمن اسلام جنجیرہ مروڈ میں "سولہواں کل ضلع رائے گڑھ سیرت النبیؐ نعتیہ و تقریری مقابلوں کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب کی صدارت مولانا رفیق پور کرنے فرمائی جبکہ مہمان خصوصی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (حیدر آباد) تھے۔ جلسہ کا آغاز محافظ قاری مولانا عبدالستار کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد محمد صادق طفیل نے بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ بزم ملت کے صدر جلال ابراہیم قادری نے مہمانان کا خیر مقدم کیا۔ جبکہ تعارف مولانا ناصر کاپسے اور مولانا عطاء الرحمٰن پیکلر نے کرایا۔ نظامت کے فرائض یوسف جمعدار عرفان فوجدار طفیل داماد اور جیب کو کاٹے نے انجام دیئے۔ منصفین کے فرائض مولانا محمد عمر گجراتی، مولانا مفتی نذیر یونس کرجیکر، مولانا مشتاق عباس یدونکر، غلام احمد گجراتی (جامعہ حسینیہ شریوردھن) نے انجام دیئے۔ اس مقابلہ میں رائے گڑھ ضلع کی مختلف اسکولوں سے ۴۵ طلباء و طالبات نے حصہ لیا تھا۔ مقابلوں میں اول دوم و سوم آنے والے طلباء و طالبات کو مہمان خصوصی اور صدر جلسہ کے ہاتھوں اسناد، نقد انعامات اور ٹرافیز سے نوازا گیا۔ مہمان خصوصی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے بزم ملت کے ذمہ داران سے اپیل کی کہ وہ ان مقابلوں کے ساتھ ساتھ "قرآن کویز" مقابلوں کا بھی انعقاد کریں۔ آخر میں بزم ملت کے سکریٹری راشد عمر فہیم کے ہدیہ تشکر کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

کوکن کی ترقیات

ریاستی وزیر مالیات جینت پاٹل نے اعلان کیا کہ کوکن خطہ کے مختلف اضلاع

میں بنیادی سہولیات بہم پہنچانے کے لئے سرکار رواں سال میں ۲۸؍کروڑ روپے خرچ کرنے کے لئے مقررہ پروگرام ترتیب دے گی۔ وجے ساونت (این سی پی) سمیت دیگر ممبران کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے جنیت پاٹل نے بتایا کہ گذشتہ سال کوکن میں سرکار نے ۴؍ہزار ۸۷۲ کروڑ خرچ کرنے کا اعلان کیا تھا لیکن صرف ۶۲۰ کروڑ ہی خرچ کیے۔ انہوں نے آخر میں بتایا کہ کوکن میں نئی صنعتیں قائم کرنے کے لئے اقدامات جاری ہیں۔

سیفی جنرل نالج ۲۰۰۰ء

ممبئی کے مشہور اشاعتی ادارے سیفی بک ایجنسی نے "سیفی جنرل نالج ۲۰۰۰ء" شائع کی ہے۔ چھوٹے سائز میں ۴۴۵ صفحات کی یہ کتاب دنیا بھر کی عام معلومات سے بھرپور ہے۔ سرورق چہاررنگی ہے۔ یہ کتاب بچوں کے لئے ہی نہیں بڑوں کے لئے بھی مفید ہے۔ اس کا مطالعہ عام آدمی کے لیے ناگزیر ہے۔ کاش اتنی اہم کتاب کو ایڈیٹ کر کے سلیقے سے شائع کیا جاتا! ۸۴ روپئے میں یہ کتاب سیفی بک ایجنسی، ابراہیم رحمت اللہ روڈ ممبئی اور مکتبہ جامعہ ممبئی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

وڈولی میں الوداعی جلسہ

۲۹؍فروری کو فل پرائمری اردو ہائی اسکول وڈولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ میں معاون مدرس جناب محمد حنیف عبدالقادر بڑے کی سبکدوشی پر نوگل بھارتی کے زیر صدارت الوداعی منعقد ہوا صدر مدرس احمد آدم ،ات جناب نے خیر مقدم کیا۔ مہمان خصوصی جناب عمر احمد ڈاورے نے گلہائے عقیدت پیش کئے۔ محترم حبیبہ ٹاکے جناب ابراہیم جلگاؤنکر، فریدہ دھنشے اور مہ جبین ساکھرکر نے محمد حنیف بڑے جناب کی خدمات پر روشنی ڈالی محترمہ لطیفہ بڑے کے ہدیہ تشکر کے بعد الوداعی جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

ڈاکٹر خلیل مقادم کے اعزاز میں جلسہ

جلد، بال اور جنسی امراض کے ماہر ڈاکٹر خلیل مقادم (ایم ڈی) کے اعزاز میں ایک جلسہ سنیچر ۸؍اپریل کو خلافت ہاؤس بائیکلہ میں منعقد کیا گیا جس کی صدارت مشہور اسکالر ڈاکٹر رفیق زکریا نے کی۔ جسٹس شفیع پرکار، ڈاکٹر الحق جمخانہ والا اور بزرگ صحافی لاجپت رائے مہمانانِ اعزازی تھے۔ شام ساڑھے چار بجے جلسہ کا انعقاد ہوا۔

ڈاکٹر عبدالستار دلوی کی کتاب کو ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ

ممبئی کے ممتاز محقق اور ماہر لسانیات اور سابق صدر شعبۂ اردو ممبئی یونیورسٹی ڈاکٹر عبدالستار دلوی کی کتاب "ادبی اور لسانی تحقیق اصول اور طریقہ کار" کا چند سال پہلے ممبئی یونیورسٹی صدر شعبہ سندھی بلدیو متالانی نے سندھی میں ترجمہ کیا تھا۔ جس کا اجراء علامہ اقبال یونیورسٹی (اسلام آباد) کے سابق وائس چانسلر غلام علی الانا نے کیا تھا اور کتاب کی ستائش کی تھی۔ اس کتاب اور سندھی ترجمہ کو امسال ساہتیہ اکیڈمی (نئی دہلی) نے اعزاز سے نوازا ہے۔

ظہور فہیم سکریٹری منتخب

جنجیرہ مروڈ۔ جنجیرہ مروڈ ایس ٹی ڈپو کے اسمبلی ہال میں مروڈ تعلقہ ایس ٹی مزدور یونین کی میٹنگ میں ظہور فہیم مزدور یونین کے سکریٹری منتخب ہوئے۔ زبیر رئیس کو نائب سکریٹری نامزد کیا گیا۔

ایمن چوگلے اور سرفراز رضوی کو اعزاز

جنجیرہ مروڈ۔ محلہ پیٹھ میونسپل اردو پرائمری اسکول نمبر ۶ کے طالب علم ایمن نوشاد چوگلے اور اسکول نمبر ۲ کے طالب علم سرفراز حیدر رضوی کو سابق پرنسپل مہاراشٹر کالج اے کے منشی نے مثالی طالب علم کے ایوارڈ اور اسناد و نقد انعامات دیئے۔ یہ انعامات نگر پریشد کے ذریعے چلائے جانے والی تمام اردو اور مراٹھی پرائمری اسکولوں کے جلسۂ تقسیم انعامات میں دیئے گئے۔ ہیڈ ماسٹرس، نیتوار، بی ڈی او بی ای او، سبھاپتی مروڈ پنچایت سمیتی گیتا شیرگے (صدر بلدیہ) وغیرہ نے طلباء کو مبارکبادیاں پیش کی۔

نذیر قادری ایس ای ایم نامزد

رائے گڑھ مسلم ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر اور تعلقہ مہسلہ پنچایت سمیتی کے رکن نذیر حسن قادری کو حکومت مہاراشٹر نے ایس ای ایم نامزد کیا ہے۔ قادری صاحب تعلقہ مہسلہ سے واحد اردو داں ایس ای ایم ہیں۔ دیگر افراد میں نیلم

ویٹ کولی، سبھاش کرڈے، مہادیو پاٹل، تکارام گجے اور شریمتی چوہان ہیں۔ نئی فہرست کے مطابق اسناد کی نقل اور دیگر دستاویزات پر ان ممبران کی دستخط لی جاسکتی ہے۔

شکیل شاہجہاں۔ مہسلہ رائے گڈھ

مسینا اسپتال کینسر کلینک کا قیام

ممبئی کے ڈاکٹر ریحان اے قاضی، ایم ایس (ڈی این بی) کی زیر نگرانی مسینا اسپتال میں حال ہی میں کینسر کلینک کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ہر سنیچر کو بارہ سے دو بجے دوپہر کے درمیان او پی ڈی کے لئے وقت مقرر ہے۔ کینسر کلینک کے لئے بطور خاص کینسر ماہرین کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر ریحان اے قاضی سر اور گردن کے کینسر کے لیے، ڈاکٹر کیومارس کپاڈیا، سینہ، پیٹ اور رحم و پستان کے کینسر کیلئے، ڈاکٹر محبوب ساڈے کیموتھراپی کے لئے اور ڈاکٹر سام باٹلی والا کینسر کے درد کو دور کرنے کے لئے دستیاب ہوں گے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر کامران خان، ڈاکٹر راجیش بھاڈو اور ڈاکٹر اے پی کوکورے جیسے مشہور کینسر اسپیشلسٹ کا بھرپور تعاون کلینک کو حاصل رہے گا۔ کینسر زدہ مریضوں کو راحت بہم پہنچانے کی غرض سے ایک ہی چھت کے نیچے اسکریننگ، تشخیص و علاج، پیتھولوجیکل، ریڈیو لاجیکل اور نیورو سرجری جیسی آسانیاں فراہم کی گئی ہیں۔ آپریشن کی تمام تر جدید سہولتوں کا پورا پورا انتظام ہے۔ مستحق مریضوں کو علاج اور آپریشن میں ہر ممکنہ رعایت دی جائے گی۔ قرب و جوار کے کینسر مریض مسینا اسپتال، سنت ساؤتا مارگ، گلوریا چرچ کے پیچھے، بائیکلہ ممبئی ۲۷ (Tel 3714889/90) سے رجوع کرسکتے ہیں۔

پروفیسر شفیع ساغر کے شعری مجموعہ کی رونمائی

۲۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو ممبئی یونیورسٹی کے شعبہ عربی اور اسلامی کلچر کے صدر اور شاعر شفیع ساغر کے مزاحیہ شعری مجموعہ کی رسم رونمائی جلسہ کے مہمان خصوصی مشہور اسلامی اسکالر ڈاکٹر رفیق زکریا نے کی۔ قیصر الجعفری فاونڈیشن کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ کی صدارت صدر انجمن اسلام ڈاکٹر اسحق جمخانہ والا نے کی۔ ابتدا میں قیصر الجعفری فاونڈیشن کے صدر ڈاکٹر عبداللہ نے فاونڈیشن کا تعارف پیش کیا۔ اسماعیل یوسف نائب صدر شعبہ اردو ضیاء کلیم نے مجموعہ پر اپنا تبصرہ پیش کیا۔ رسم اجراء کے بعد مزاحیہ مشاعرہ اور کوی سمیلن منعقد کیا گیا ہے۔ ساگر لکھنوی کی صدارت میں ہونے والے اس مشاعرہ میں اشوک مائیگاونکر، ندھیش یانڈیڈ، محترم فیض آبادی، سابق پولس افسر مختار احسن انصاری، ڈاکٹر ہلچل، شفیع ساغر اور عبید اعظم اعظمی نے اپنے کلام پیش کیے۔

مہاراشٹر کالج کی نو تعمیر عمارت کا افتتاح

ممبئی ۔ انجمن خیر الاسلام ہائر ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام مہاراشٹر کالج کی عمارت کی از سر نو تعمیر کے بعد اس کے افتتاح کی تقریب ۲۷ مارچ کو صبح ۱۰ بجے کالج کے احاطہ میں رکھی گئی۔ چیئرمین سمیع خطیب اور سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر رفیق زکریا کی صدارت میں ہونے والے اس اجلاس میں وزیر برائے اعلیٰ تعلیم دلیپ ولسے پاٹل نے شرکت کی۔

بی ایچ ایم ایس میں نمایاں کامیابی

موربہ ضلع رائے گڑھ اور یوپی کی معروف شخصیت عیسیٰ ابراہیم گنکر یکر کی دختر سمیرہ نے امسال اے ایم شیخ ہومیوپیتھی میڈیکل کالج بیلگام سے بی ایچ ایم ایس کے امتحان میں فرسٹ کلاس درجہ میں کامیابی حاصل کی۔

کوکن بینک چناؤ میں قاسم ٹھاکور پینل کی جیت

کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک لمیٹیڈ کے الیکشن میں قاسم محمد ٹھاکور کے پروگریسیو پینل کو زبردست کامیابی ملی۔ مذکورہ پینل کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کی ۲۲ نشستوں پر ۱۸ امیدواروں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ چھ سال بعد پھر دوسری بار پروگریسیو پینل کو بینک کے چیئرمین قاسم محمد ٹھاکور کی قیادت میں صد فیصد فتح نصیب ہوئی۔ اس بار ممبئی کے بارہ امیدواروں میں سے گیارہ، رتناگیری سے دو، تھانے سے دو، خواتین امیدواروں میں دو اور ایک دیگر سیکشن کا امیدوار کامیاب ہوا ہے۔ چوگلے (انڈرے) ریحانہ احمد، دبیر خلیل محمد، دادن غلام محمد قاسم، امام شہناز

سعود، پروفیسر جیٹھام غلام ایم علی میاں، قاسم محمد ٹھاکور، قاضی الطاف محمد، قاضی ناظم اے حمید، پرکار محمد عبدالقادر، شوکت علی اسمٰعیل سارنگ، سید زاہر اے ستار، دیگر سیکشن سے مجاور جاوید اے رحمٰن، رتناگیری سے بشیر مرتضیٰ، الطاف دلوائی اور تھانے سے تنویر پھالکے، ملک ڈولارے پروگریسیو پینل کے امیدوار بورڈ آف ڈائرکٹرز کے لئے منتخب ہوگئے۔

کوکن مرکنٹائل بینک کے اس الیکشن میں مختلف پینل کے چار امیدوار کامیاب ہوئے۔ کوکن بینک کا ممبئی، تھانے، رتناگری، رائے گڑھ میں وسیع پھیلاؤ ہے اس کی اکیس شاخیں ہیں اور ۴۳ ہزار سے زائد شیئر ہولڈرس ہیں۔

ڈرائنگ امتحان میں نائیک گرلز ہائی اسکول کی کامیابی

رتناگیری ۔ پونے یونیورسٹی کی طرف سے منعقد کردہ گورنمنٹ ڈرائنگ گریڈ امتحاں ۲۰۰۰-۹۹ء میں نائیک گرلز ہائی اسکول کے طلباء نے قابل تحسین کامیابی حاصل کی۔ ایلمینٹری گریڈ امتحان میں شریک ۱۹ میں سے ۱۲ طلباء کامیاب ہوئے اور نتیجہ ۶۳ء۱۶ فیصد رہا۔ کامیاب طلباء میں رمیز بشیر فنصو فکر نے "بی گریڈ" حاصل کیا۔ انٹرمیجیٹ امتحان میں شریک ۱۴ میں سے ۷ کامیاب ہوئے اور یوں نتیجہ ۵۰ فیصد رہا۔ کامیاب طلباء میں امت النور نعیم الدین پنج بھائی نے بی گریڈ حاصل کیا۔ کامیاب طلباء کو اسکول کے ڈرائنگ ٹیچر جناب امتیاز قطب الدین کالے کی رہنمائی حاصل رہی۔

اسکول کے صدر مدرس جناب عبداللہ قاضی صاحب نے تمام کامیاب طلباء اور ڈرائنگ ٹیچر جناب امتیاز کالے صاحب کو دلی مبارکباد دی۔

نائیک گرلز ہائی اسکول میں صائمہ دلاور سولکر کا اعزاز

مارچ ۱۹۹۹ء کے دسویں کے امتحاں میں مراٹھی مضموں میں ۱۰۰ میں سے ۷۹ مارکس حاصل کرکے اضلاع کوکن سندھو درگ، رتناگری، رائے گڈھ اور تھانے کے اردو ذریعہ تعلیم کے مدارس کے طلباء میں اول نمبر پر آنے والی نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگری کی طالبہ صائمہ دلاور سولکر کا نقش کوکن ٹیلنٹ فورم، ممبئی کی جانب سے ۲۳ر جنوری ۲۰۰۰ء کو ممبئی میں نقد انعام، شیلڈ اور سرٹیفیکیٹ دے کر اعزاز واکرام کیا گیا۔ مورخہ ۱۷ر فروری ۲۰۰۰ء کو ہائی اسکول میں منعقد ایک تقریب میں مذکورہ طالبہ کا نائیک فیملی رتناگری ممبئی اور سوسائٹی کے سکریٹری۔۔۔۔اے کے آئی قاضی کی جانب سے بالترتیب ۲۰۰ اور ۱۰۰ روپیوں کے نقد انعامات صدر تقریب شری پرمود ریڈز صاحب کے ہاتھوں ادا کرکے اعزاز و اکرام کیا گیا۔ اس شاندار کامیابی میں اساتذہ کے علاوہ والدین کی رہنمائی نے اہم رول ادا کیا ہے۔

حسن میاں جمعدار نئے صدر منتخب

۱۲ر مارچ ۲۰۰۰ء کو جماعت المسلمین آٹھ محلہ ہرنئی کی ایک عام میٹنگ میں اتفاق رائے سے پیرٹیمی کے جناب حسن میاں جمعدار کو صدر کے عہدہ پر منتخب کیا گیا۔ آپ حال ہی میں شپنگ کارپوریشن میں سینئر الیکٹرک آفیسر کے عہدہ سے سبکدوش ہوکر ہرنئی میں اسٹیشنری اسٹور چلارہے ہیں۔ اہل ہرئی کو ان سے اچھی توقعات وابستہ ہیں کہ یہ فلاح و بہبودی کے کام کو پایہ تکمیل کو پہنچائیں گے۔

اعزازی جلسہ و مشاعرہ

یکم اپریل ۲۰۰۰ء کو ساکن گورے گاؤں تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ میں جماعت المسلمین گوریگاؤں کے نائب صدر اور ایجوکیشن سوسائٹی گوریگاؤں کے سابق صدر اسماعیل حسین ڈاورے صاحب کے دولتکدہ پر جماعت المعلمین گوریگاؤں کے صدر اسماعیل قور صاحب کے زیر صدارت اعزازی جلسہ منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر عبدالوہاب مظہر قاضی، محمود مظہر قاضی نعیم الدین مظہر قاضی ایجوکیشن سوسائٹی گوریگاؤں کے صدر عبدالمجید کردیکر صاحب اور مانگاؤں حلقہ کے سابق و ستار ادھیکاری عبدالحمید محمد کردیکر صاحبان کے ہاتھوں سے اسماعیل حسین ڈاورے اور موقر ماہنامہ نقش کوکن ممبئی کے سابق معاون مدیر انجم عباسی نیز ممبئی حلقہ کے سابق وستار ادھیکاری عبدالستار عمر ساکھر کر بزم تعلیم گوریگاؤں کے سرپرست عثمان قاضی کوکن مرکنٹائل بنک کے ڈائرکٹر قطب الدین مظہر قاضی، اربن بنک گوریگاؤں کے سابق، ڈائرکٹر عبدالحمید بھائی ٹول کی

خدمات میں شالیں پیش کی گئیں اس کے بعد مہاپالیکا ممبئی اردو اسکول کے سابق صدر مدرس انجم عباسی صاحب نے مشاعرہ کا افتتاح کیا ۔ عبدالقادر راز صاحب کے زیر صدارت بزم فروغ ادب کوکن کے زیر اہتمام مشاعرہ انعقاد پذیر ہوا جس میں عبدالقادر راز سیف اللہ سیف ریاض انجم لطیف مالیگانوی حفظ الرحمٰن حافظ سیر ماہر عبدالکریم صابر پندیروی عبدالحق صابر بدنیری، اکبر حسین ذاکر انجم عباسی شکیل شاہجہاں مونس اعظمی نوگل بھارتی نے شعری تخلیقات پیش کیں ۔ مونس اعظمی صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

جوہو میں جشن سیوامنڈل کا شاندار جشن جمہوریہ

جشن سیوامنڈل کے جوائنٹ سکریٹری حسن میاں خانزادہ سے قریبی تعلق رکھنے والے عزت مآب جسٹس ایس ایس پرکار صاحب کے ہاتھوں اپنے ملک کا پرچم لہرایا گیا جن کو مہمان کی حیثیت سے بلایا گیا تھا۔ آنریبل جج پرکار صاحب کا جشن سیوا منڈل کے تحت چلنے والے اسکول کے بچوں نے اپنے شاندار بینڈ کے ساتھ پرتپاک استقبال کیا۔ بعدازاں مارچ پاس کے بچوں نے ان کو سلامی دی ۔ اسکول کے اسکاوٹ اور گائڈس اور اسکول کے پرائمری اور سیکنڈری کے بچوں نے ڈریل کا شاندار مظاہرہ پیش کیا۔ اس کے بعد آنریبل جج پرکار صاحب نے ہندوستان کے آئین (دستور) سے متعلق تعلیم سے متعلق کچھ دفعات کی تفصیل سے وضاحت کی اور اسکول کے بچوں کو اپنے ہاتھوں انعامات تقسیم کیئے ۔ اور شکریہ کے ساتھ یہ اجلاس بار تکمیل کو پہنچا۔

شکیل شاہجہاں کا ڈراما "قربانی" کو انعام

معروف ڈراما نگار شکیل شاہجہاں کا ڈراما "قربانی" کو مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کے ڈراما اسکرپٹ رائٹنگ مقابلے میں بہترین ڈرامے کے انعام سے نوازا گیا۔ شکیل شاہ جہاں گذشتہ پندرہ سالوں سے ڈراما نگاری اور تھیٹر سرگرمیوں سے وابستہ ہیں۔ فی الحال وسنت راؤ نائیک آرٹس اینڈ کامرس کالج مہسلہ رائے گڈھ میں صدر شعبۂ اردو ہیں۔ آپ کے ڈراموں کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

(فرحت بیگم۔ مہسلہ رائے گڈھ)

اردو اسکول بارہ پاڑہ کی کامیابی

مارچ ۲۰۰۰ء میں منعقدہ بین المدارس تحریر و تقریری مقابلوں میں اردو اسکول بارا پاڑہ (تعلقہ پنویل ضلع رائے گڈھ) کی طالبات نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ چہارم کی طالبہ نکہت اسماعیل دلوی نے تحریر میں اول اور تقریر میں سوم انعام حاصل کیا۔ جبکہ چہارم کی طالبہ ماریہ خلیل داکھوے نے حوصلہ افزائی کا انعام حاصل کیا۔ واضح ہو کہ مقابلوں میں شریک کل ۱۲/ اسکولوں میں یہ واحد اردو اسکول تھی۔

(مرسلہ۔ یوسف دلوی ہیڈ ماسٹر)

نائیک گرلز ہائی اسکول میں تقسیم انعامات اور الوداعی تقریب

بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگری میں ۱۷ فروری ۲۰۰۰ء کو نویں جماعت کے طلباء کی طرف سے دسویں جماعت کے طلباء کو الوداعی جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں رتناگری شہر بلدیہ کے شری پرمود ریڈز بہ حیثیت صدر اور نائب شکشن ادھیکاری (شعبۂ ثانوی تعلیم) شری ڈی۔ جی۔ تارگاونکر بہ حیثیت مہمانِ خصوصی موجود تھے۔ ان کے علاوہ آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی کے نائب صدر جناب جی۔ آئی آوٹے صاحب، سوسائٹی کے سکریٹری جناب اے۔ کے۔ آئی قاضی صاحب، سابق صدر معلمہ محترمہ حمیدہ آوٹے صاحبہ، جناب تاج الدین ہوڑیکر صاحب نیز اراکین تنظیم والدین و اساتذہ بھی حاضر تھے۔ نویں جماعت کے طلباء کی تقاریر کے جواب میں جماعت دسویں کے طلباء نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ نیز اسکول سے اپنی جذباتی وابستگی کے عملی

اظہار کے طور پر ۸۲۰۰ روپیوں کا نقد عطیہ ادا کیا۔

مارچ ۱۹۹۹ء کے دسویں کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کو نائیک فیملی رتناگری ممبئ اور سوسائٹی کے سکریٹری جناب اے کے آئی قاضی صاحب ،اسکول کے صدر مدرس جناب اے۔ آئی قاضی صاحب، ندا انجینئرنگ ورکس رتناگری کے مالک جناب ارشاد قاضی صاحب اور کوکن ریفریجرشن کے مالک جناب شکیل مجگاونکر صاحب کی جانب سے نقد انعامات صدر جلسہ و مہمانِ خصوصی کے ہاتھوں دئے گئے۔ انعام یافتگان طلباء حسب ذیل ہیں۔

صالحہ حسن ملا	85 86	فیصد
مس شبنم عبداللطیف سوڑیکر	85,20	//
مس سارہ ظفر قاضی	83 46	//
مس صائمہ دلاور سولکر	83 20	//
مس فرزانہ فقیر محمد مالگنڈکر	78 00	//
جمیل عبدالمجید ہرفیکر	75 73	//
نفیس نعمت اللہ قاضی	75 60	//

اسی طرح سال ۲۰۰۰۔۱۹۹۹ کے لئے منتخب ''بیسٹ بوائے'' احمد علی میاں دیگڈکر ''بیسٹ گرل'' ثنا انور بوڑے اور ''بیسٹ اسپورٹس مین'' مبین اقبال حلیے کو نائیک فیملی رتناگری ممبئ اور سوسائٹی کے سکریٹری جناب اے۔ کے۔ آئی قاضی صاحب کی طرف سے نقد انعامات دئے گئے۔ بعد ازاں اسکول کے ٹیچر جناب نعیم الدین پنج بھائی صاحب نے جماعت دسویں کے طلباء کے لئے اپنی اور اسکول کی جانب سے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ اسکول کی ایک ٹیچر یاسمین دلاور سولکر نے شرکاء جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ دلنواز مبارک شیخ نے نظامت کے فرائض بحسن و خوبی ادا کئے۔ مختصر ضیافت کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

روحینہ قاسم بجلے کی شاندار کامیابی

وکھرولی ٹیگور نگر کے فعال سوشل ورکر اور دی بیگ مسلم ایجوکیشن سوسائٹی واگھیورے (ممبئ) کے سابق جنرل سکریٹری جناب قاسم یعقوب بجلے صاحب کی دختر روحینہ نے امسال اے ایم شیخ ہومیوپیتھک میڈیکل کالج بلگام دھارواڑ یونیورسٹی سے بی ایچ ایم ایس (BHMS) کا امتحان فرسٹ کلاس میں کامیاب کیا ہے۔ روحینہ ہائی اسکول میں بھی ہر جماعت فرسٹ ڈویژن میں کامیاب کرتی رہی ہے۔ روحینہ کی اس کامیابی پر تمام رومانی برادران اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جناب قاسم بجلے اور ان کی دختر روحینہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

حسن داؤد رومانی

جماعت المسلمین ہرنئ تشکیل نو

ہرنئ تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کی آٹھ محلّہ کی مشترکہ جماعت جماعت المسلمین کا انتخاب عام جماعت میں عمل میں آیا۔ جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران کو منتخب کیا گیا۔

جناب حسن میاں جمعدار صدر

جناب آمیر عبدالرحمٰن باریگر نائب صدر

جناب زین الدین کوروپکر جنرل سکریٹری

جناب داؤد یعقوب واڑکر نائب سکریٹری

جناب عبدالغنی وجیہ الدین یادو سکر خازن

جناب حسن میاں حسام الدین ساھرکر، جناب سعید چکنے اور جناب محمد خان مالوی (ممبران)۔ اہل ہرنئ کو توقع ہے کہ یہ کمیٹی گاؤں کے فلاح و ۲۰۰۰ء میں سرگرم رہے گی اور بہتری طریقے سے خدمات انجام دے گی۔

ڈاکٹر خلیل مقادم کے اعزاز میں منعقدہ جلسہ تہنیت

ممبئ میں مختلف نوعیت کے جلسوں کا انعقاد یہاں کی مصروف زندگی کا معمول ہے۔ ہر ہفتہ کسی نہ کسی بہانے چھوٹے بڑے جلسے ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن سنیچر ۸؍اپریل ۲۰۰۰ء کو خلافت ہاؤس بائیکلہ ممبئی میں جو جلسہ منعقد ہوا وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے اور اس کی بازگشت بہت دنوں جاری رہے گی۔

یہ جلسہ ڈاکٹر خلیل مقادم ایم ڈی ڈی وی ڈی کے اعزاز و استقبال میں منعقد ہوا تھا کیونکہ انہوں نے اپنے طبی پیشہ اور تعلیمی میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے علاوہ لیزر اسکن سرجری میں بھی غیر معمولی کامیابی حاصل کی ہے۔

اس جلسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ ممبئی کے تعلیم یافتہ لوگوں نے بڑی تعداد میں اس میں شرکت کی۔ اسٹیج کے علاوہ سامعین میں بھی ایسے لوگ بڑی تعداد میں شریک تھے جو زندگی کے کسی نہ کسی شعبہ میں ممتاز ہیں۔ جلسہ کی صدارت مشہور اسلامی دانشور ڈاکٹر رفیق زکریا نے فرمائی اور بحیثیت مہمانِ خصوصی ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا صدر انجمن اسلام، عزت مآب جسٹس شفیع ایس پرکار صاحب جسٹس ممبئی ہائی کورٹ اور انگریزی کے نامور اور معتبر صحافی و دانشور لاجپت رائے نے شرکت فرمائی۔

نامور صحافی اور ادیب جناب شمیم طارق نے جو اس باوقار تقریب کے کنوینر بھی تھے استقبالیہ تقریر میں ڈاکٹر خلیل مقادم کا علمی اور سماجی خدمات کا تعارف پیش کیا اور صاحب اعزاز کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دی۔ جناب شمیم طارق نے بتایا کہ لیزر اسکن سرجری مکمل سائنسی تکنیک ہے کو شہرۂ آفاق سائنس داں آئین اسٹائن نے ۱۹۱۹ء میں ایجاد کی تھی۔ ۱۹۴۰ء سے یہ دنیا کے مختلف ملکوں میں بحیثیت علاج استعمال ہو رہی ہے لیکن چونکہ ہم ہندوستانیوں کی نیند دیر سے کھلتی ہے اس لئے اس کارآمد اور جدید ترین تکنیک یا علاج کے ہندوستان آنے میں ۴۰ برس لگ گئے۔

اس تکنیک سے داغ دھبوں، جھریوں اور نئی پھٹی نیز جلی ہوئی جلدوں کا علاج ممکن ہو گیا ہے وہ بھی اتنی آسانی سے کہ نہ اسپتال جانا پڑے نہ خون کی ایک بوند گرے۔ نہ کسی چھوت کی بیماری کا خطرہ رہے۔ یہ تکنیک اہم ہونے کے ساتھ اتنی آسان ہے کہ مریض چند لمحوں کے مشینی عمل سے گذرنے کے بعد اپنے پاؤں پر چل کر گھر یا دفتر جا سکتا ہے۔ جناب شمیم طارق نے کہا کہ کتنے حساس لوگوں کے چہرے محض اس لئے بگڑ گئے ہوں گے کہ گردشِ وقت نے ان کے چہروں پر وقت سے پہلے جھریاں ڈال دی ہوں گی لیکن اب انشاء اللہ صورت حال بدل جائے گی اور ہم کہہ سکیں گے کہ

بدنما چہرے کی تقدیر بدل سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ وہ لیزر سے تراشہ جائے

جناب شمیم طارق نے مہمانوں کا استقبال بھی کیا۔

انگریزی کے معتبر صحافی جناب لاجپت رائے نے اپنے احساسات کو خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر مقادم اور جلسہ کے کنوینرس کو مبارکباد دی۔ ممبئی ہائی کورٹ کے جسٹس شفیع پرکار صاحب نے اپنی پراثر تقریر میں فرمایا کہ وکالت اور ڈاکٹری دو بہت اہم پیشہ ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ ڈاکٹر مقادم صاحب نے طب کے ایک نئے شعبہ میں نہایت اہم کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا نے نہایت دلچسپ انداز میں تعلیم کی اہمیت اور ڈاکٹر مقادم کی خدمات کا جائزہ لیا۔ آپ کی تقریر سے سامعین کی بھرپور تفریح ہوئی۔

صدر جلسہ ڈاکٹر رفیق زکریا نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ اب مسلمانوں میں تعلیمی بیداری پیدا ہو رہی ہے اور اگر متحد ہو کر حصول تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ سلسلہ اور بڑھے گا۔ ڈاکٹر رفیق زکریا صاحب نے اعلان کیا کہ یہ جلسہ ان کی امیدوں سے زیادہ کامیاب ہے اور ڈاکٹر خلیل مقادم کے ساتھ کنوینرس کو بھی مبارکباد دی۔

جلسہ میں پروفیسر عبدالستار دلوی، ڈاکٹر میمونہ دلوی، ڈاکٹر اے آر اندرے، ریحانہ اندرے، علی ایم شمشی، سہیل لوکھنڈوالا، مشتاق انتولے، ایڈوکیٹ ونو، ایڈوکیٹ اے وائی قاضی، ایڈوکیٹ کھمکھے، ایڈوکیٹ بیناؤکر، ڈاکٹر ایم اے عزیز اور بھیونڈی کامریڈ اسرار انصاری، فیضان اعظمی، ڈاکٹر مختار اور ایڈوکیٹ صغیر انصاری کے علاوہ شہر اور دوسرے شہروں کے اہم ترین لوگ شریک تھے۔

اس موقع پر مسز طلعت شمیم طارق نے ڈاکٹر مسز ممتاز خلیل مقادم کا شال اوڑھا کر استقبال و اعزاز کیا۔ اس باوقار تقریب کے کنوینر روزنامہ ہندوستان کے اڈیٹر سرفراز آرزو، ایڈوکیٹ ایس سولکر، شاہنواز تھانہ والا اور شمیم طارق تھے۔ سرفراز آرزو صاحب نے جلسہ کی نظامت کی اور ایڈوکیٹ ایس سولکر نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

انجمن اسلام جنجیرہ، ممبئی حلقہ کی استقبالیہ نشست

انجمن اسلام جنجیرہ کے دیرینہ ہمدرد اور شریوردھن کے باشندہ جناب فواد خطیب حال مقیم امریکہ اور جناب عمران محمود شیخانی متوطن مروڈ جنجیرہ حال مقیم امریکہ دونوں حال ہی میں کچھ عرصہ کے لئے امریکہ سے ممبئی آئے ہوئے تھے۔ ان کی آمد پر انجمن کے حلقہ ممبئی کی جانب سے ان کے لئے ایک استقبالیہ نشست ۱۲مارچ ۲۰۰۰ء کو پرنسپل عبدالقدوس منشی کی صدارت میں حلقہ کے دفتر میں منعقد ہوئی جس میں حلقہ کے عہدیداراں وارا کین نے شرکت کی۔ انجمن کے ممبئی حلقہ کے سکریٹری جناب عبدالحمید قاضی نے دونوں مہمانوں کا تعارف اور حاضرین کا خیر مقدم کیا۔ صدر نشست پرنسپل منشی صاحب اور انجمن کے نائب صدر اور ممبئی حلقہ کے صدر جناب ابراہیم احمد سندیلکر نے مہمانوں کی گلپوشی کی۔

جناب فواد خطیب نے جو ایک عرصہ سے امریکہ میں انجینئر ہیں اسی طرح جناب عمران شیخانی جو صابو صدیق انجینئرنگ کالج ممبئی سے ڈگری حاصل کر کے گذشتہ چار سال سے امریکہ میں کنسلٹنگ (Consulting) انجینئرنگ کے کاروبار میں ہیں دونوں نے امریکہ میں ٹیکنالوجی کی سہولتوں اور معاشی حالات پر اپنے تجربات اور خیالات پیش کئے اور پروفیشنل تعلیم کے تعلق سے ضروری مشورے دئے۔ پرنسپل منشی صاحب نے ہندوستان میں ٹیکنالوجی کی تعلیم کے لئے مہیا سہولتوں کے تعلق سے اپنے رہنمانا خیالات پیش کئے۔ سابق نائب صدر انجمن ڈاکٹر ضمیرالدین خطیب نے بھی مفید مشورے دئے۔ جناب ابراہیم سندیلکر نے انجمن اسلام جنجیرہ اور اس کی موجودہ سرگرمیوں کی تفصیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ قوم کی تعلیمی پیش رفت جاری رکھنے اور انجمن کا وقار قائم رکھنے کے لئے اس وقت تعلیم یافتہ نوجوانوں اور خصوصی ڈاکٹرس، انجینئرس اور ماہرین تعلیم کی انجمن سے عملی وابستگی کی اشد ضرورت ہے اور انہوں نے نوجوانوں کو دعوت عمل دی۔ اظہار تشکر کے بعد یہ نشست اختتام پذیر ہوئی۔

عارف احمد جی کا شعری مجموعہ نگاہ اور آئینے کے درمیان

عروس البلاد کے معروف بزرگ شاعر اور سابق کارپوریٹر عارف احمد جی کا اولین شعری مجموعہ "نگاہ اور آئینے کے درمیان" شائع ہو گیا ہے۔ ۲۸۸ صفحات کا یہ شعری مجموعہ ایڈ شاٹ پبلی کیشنز ممبئی کی روایتی خوبصورت پیش کش ہے۔ جس میں عارف احمد جی کے استاد محمود سروش کے دعائیہ کلمات کے علاوہ کالی داس گپتا رضا اور ڈاکٹر حامد اللہ ندوی کی آراء بھی شامل ہیں۔ عارف صاحب کا یہ مجموعہ کلام ان کی زندگی بھر کی شاعری کو اپنے جلو میں لیے ہوئے ہے اس میں غزلیں بھی ہیں، نظمیں بھی، حمد و نعت مرثیہ اور مناجات بھی اور خدا رسیدہ بزرگوں کی شان میں قصیدے (منقبت) بھی ہیں انہوں نے نئی پرانی ہر صنفِ سخن پر طبع آزمائی کی ہے۔ عارف احمد جی کا طرزِ فکر ہر چند کہ ماضی کی یاد دلاتا ہے مگر زندگی کی رنگارنگی جابجا ان کے کلام میں رچی بستی ہے۔ نمونتاً ان کا یہ شعر نذرِ قارئین کیا جاتا ہے ؎

ہوا کی گرہیں کہاں پائیدار ہوتی ہیں
بس ایک لمحہ رہیں گے حباب جتنے ہیں

...گا، اور آئینے کے درمیان" دو سو روپے کے عوض ایڈشاٹ پبلی کیشنز اور مکتبہ جامعہ ممبئی کے علاوہ اس پتے سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ احمد جی منز، شیخ مصری درگاہ روڈ، اٹاپ ہل، ممبئی ۴۰۰۰۳۷۔

حنیف گھنسار
سی ایم ڈی کلب کے ممبر منتخب

کھیڈ ضلع رتناگری کی معروف شخصیت المرحوم علی صاحب گھنسار کے فرزند جناب حنیف گھنسار ہندوستان کی سب اول کی جنرل انشورنس کمپنی نیو انڈیا انشورنس کمپنی میں بحیثیت ڈیولایمنٹ آفیسر گذشتہ ۱۲ سالوں سے کامیاب خدمت انجام دے رہے ہیں دریں اثنا آپ نے کھیڈ میں کافی بزنس کیا، بہت سارے انشورنس کلیم ادا کر کے شہرت حاصل کی اور امسال کمپنی کے ایک اسکیم کے تحت کہ جو ڈیولاپمنٹ افسر اچھا بزنس کرتا ہے اور کمپنی کو کافی منافع دلاتا ہے اس کو چیئرمین کے کلب کے ممبر شپ سے نوازا جاتا ہے۔ آل انڈیا سطح پر اس کمپنی کے ہزاروں ڈیولاپمنٹ افسر ہیں ان میں سے صرف ۲۰۰ کو اس اعزاز کے لئے چنا گیا ان میں خطہ کوکن میں انشورنس کا اچھا بزنس کرنے کے صلہ میں جناب حنیف گھنسار بھی شامل ہیں۔

نیو انڈیا انشورنس کمپنی کی طرف سے کوڈی کنال میں ایک عظیم الشان ہال میں منعقدہ تاریخی پروگرام میں کمپنی کے جنرل منیجر جناب پنچ سیٹھ کے ہاتھوں آپ کو سلور میڈل ایک ٹرافی اور سرٹیفکیٹ دیکر نوازا گیا۔ جناب حنیف گھنسار ڈیولپمنٹ افسر تو ہیں ہی ساتھ ہی ساتھ الائنس کلب کھیڈ کے سکریٹری بھی ہیں اور اپنی دور قیادت میں آپ نے کلب کو اعلیٰ سطح پر پہنچایا ہے۔ اس طرح آپ جونیر جیمبر آف کھیڈ کے نائب صدر بھی ہیں اور یونائیٹڈ مسلم ایسوسی ایشن آف کھیڈ کے بھی نائب صدر ہیں۔ آپ کی گوناگوں خدمات اعلیٰ کارکردگی اور نمایاں اعزازات و کامیابی پر لوگ آپ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اللہ کرے جوش جنوں اور زیادہ۔

انجیرہ مروڈ میں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد وانعامات وتفریحی پروگرام

انجمن اسلام جنجیرہ محمدی ظفر شیخانی میموریل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، مروڈ، اور انجمن اسلام جنجیرہ ایگریکلچرل ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج آف سائنس مروڈ کا مشترکہ "سالانہ جلسہ تقسیم اسناد وانعامات" کا پروگرام ۲۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو صدر

ممبئی مرکنٹائل کو آپریٹیو بینک کے منیجنگ ڈائرکٹر جناب شمیم کاظم نے قومی اقلیتی کمیشن کا ممبر نامزد ہونے کے بعد ممبئی میں کمیشن کے ریجنل آفس کے قیام کے سلسلے میں حکومت مہاراشٹرا کے چیف منسٹر شری ویلاس راؤ دیشمکھ سے حال ہی میں ملاقات کی۔ تصویر اسی موقع کی ہے جس میں شمیم کاظم کے ساتھ بینک کے ڈائرکٹر جناب عزیز لالانی بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

انجمن اسلام ضجیرہ عالیجناب غلام محمد پیش امام صاحب کی زیر صدارت نہایت ہی شاندار طریقے سے انجام پذیر ہوا۔ کم و بیش چار گھنٹے طویل چلنے والے اس جلسہ میں کیبنیٹ وزیر عالی جناب حسین عمر دلوائی برائے اوقاف و بندرگاہ بحیثیت مہمانِ خصوصی جلوہ افروز تھے۔

جلسہ کا آغاز طالب علم زید سمیع اللہ خاں کی تلاوت سے ہوا۔ نعت شریف پیش کی طالب علم سمیر گز گے نے۔ بعد ازاں ہائی اسکول کی طالبات نے "ترانۂ انجمن" پیش کیا۔ پھر جناب شاہد حسن کلاب اور ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے چار ٹرینیوں نے "استقبالیہ گیت" گایا۔ اس کے بعد جناب شہزاد اسد ناگپوری صاحب (سپروائزر) نے اپنے مخصوص شاعرانہ انداز میں معزز مہمانان کا تعارف کرایا۔ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے پرنسپل جناب مختار خان نے ادارہ کی سالانہ رپورٹ پیش کی اور انجمن اسلام ضجیرہ ہائی اسکول مروڈ کے پرنسپل جناب عظیم خانزادہ نے نمایاں کارکردگی انجام دینے والوں کا خصوصی ذکر کیا۔ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے اہم انعامات اس طرح رہے۔

۱) انفرادی چمپئن شپ الف ۔ حسین قمر الدین بندرکر ۔ ب۔ غضنفر عبدالوحید پیش امام (میکانک موٹر وہیکل فائنل)

۲) جنرل چمپئن شپ میکانک موٹر وہیکل فائنل

۳) بیسٹ سوشل ورکر مبین نعیم داماد (میکانک موٹر وہیکل فائنل)

۴) بیسٹ بوائے غلام احمد عبدالقادر پرکار (میکانک ڈیزل)

۵) پوری انسٹی ٹیوٹ میں ٹاپ فیصل غلام محمد سرکھوت (الیکٹریشین ۱۴۱/۸۷ فیصد)

انجمن اسلام ضجیرہ کے ۔جی مروڈ کے دو بڑے انعامات جو کل ضلع رائے گڑھ سیرت النبی صلعم نعتیہ و تقریری مقابلہ زیر اہتمام بزم ملت محلّہ بازار مروڈ مقابلہ جیتنے والوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

طالب علم سیف یوسف خان ۔ اول ۔ جونیئر گروپ تقریر ۔ طالبہ سارہ سعید ذونگرکر ۔ دوم۔ جونیئر گروپ نعت ۔ انجمن اسلام ضجیرہ ہائی اسکول مروڈ کے دو اہم انعامات حسب ذیل ہیں۔

ابن انجمن۔ طالب علم اطہر اختر سید۔ دہم جماعت ۔ بنت انجمن ۔ طالبہ تسب نور عبدالرشید حمدولے۔ دہم جماعت۔

اسی تب رات دس بجے احاطہ انجمن اسلام ضجیرہ پر ایک جم غفیر کے سامنے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے طلباء نے تفریحی پروگرام پیش کیا۔ ٹرینیوں کے ذریعہ پیش کردہ "کٹھ پتلی ڈانس" تھا۔ یہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ جیسے ہی پردہ کھلا لوگ بے اختیار داد دینے لگے ۔ یہی وجہ تھی کہ ناظرین کے اصرار پر اسے دوسری تب بھی پیش کیا گیا۔

دوسری شب یعنی ۲۶ مارچ کو مختلف ڈرامے، ممیکری، ڈانسیس اور ٹیبلو پیش کئے گئے۔ دیکھنے والوں کو کہنا ہی پڑا کہ پہلی رات کا پروگرام کامیاب تھا لیکن دوسری رات کا کامیاب ترین۔ الیکٹریشین ٹریڈ کے "عمران بشیر صوبیدار" اور دوسرے میکانک وہیکل ٹریڈ کے "وسیم یوسف ساور نکر" ان دونوں نے ہر طرح کے رول نبھا کر لوگوں کو محظوظ کیا۔ وسیم کے ذریعے پیش کردہ مراٹھی کامیڈی ڈانس "ماجھی سکی بائیکو" کی بار بار فرمائش کی گئی۔ یہ کامیاب پروگرام انسٹی ٹیوٹ کی تاریخ کا حصہ بن گیا ۔ واضح رہے کہ پورے پروگرام کی نوک پلک سدھارنے میں کسی اور کا نہیں بلکہ خود جنرل سکریٹری آف انجمن اسلام ضجیرہ" جناب مشتاق داؤد درزی کا سب سے بڑا ہاتھ رہا۔ یہ ناانصافی ہوگی اگر جناب "یوسف امام خاں صاحب" کا ذکر یہاں نہ کیا جائے۔ جنہوں نے رات دن ایک کرکے پروگرام کی تیاریاں کیں ۔ تفریحی پروگرام کے لئے ضروری لائٹ اور میوزک جناب وزیر عبدالرشید مقادم کی دین تھی۔ مذکورہ بالا دونوں پروگراموں کی کامیابی کے لئے انجمن اسلام ضجیرہ منتظمہ کمیٹی ممبران اور جماعتوں کے عہدیداران نے اپنا گراں قدر تعاون عنایت کیا۔

نوٹ ادارہ میں تعلیمی و تربیتی سال اگست ۲۰۰۰ء تا جولائی ۲۰۰۰ء کے لئے داخلہ فارم جاری کیے جارہے ہیں ۔ تفصیلی معلومات کے لئے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔ فون نمبر ۰۲۱۴۴۰۷۴۰۶۸

مرسلہ۔ شاہد حسن کلاب
انسٹرکٹر۔ الیکٹریشین ٹریڈ

وزیر اعلیٰ ولاس راؤ دیشمکھ صاحب نے جشن طلائی کے موقع پر کئے وعدہ کے مطابق سرکاری طور پر بہت جلد حل کرلیا جائے گا۔

شر نگاری میں اردو ہائی اسکول کا قیام

یہ بات باعثِ مسرت ہے کہ جماعت المسلمین شر نگاری کی سرپرستی میں شر نگاری ایجوکیشن سوسائٹی قیام عمل میں آیا جس کے ماتحت شر نگاری اردو ہائی اسکول ۱۳ رجورن ۲۰۰۰ء سے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کرے گا۔

۲؍اپریل ۲۰۰۰ء بروز اتوار گوہاگر تعلقہ کے MLA ڈاکٹر ناٹو نے اسکول کے تعمیری کام کا آغاز کیا۔ جلسہ کا آغاز مدرسہ قاسم العلوم کے طالب علم شیخ علی وڑو کر نے تلاوتِ کلام پاک سے کیا۔ اس کے بعد مولانا اسحاق نے مدرسہ کے ترقی کے لیے دعا فرمائی۔

انروں کے عہدے دار جناب کھانڈیکر اور سیاستداں جناب پدما سیٹھ آرے کر مہمان خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ سوسائٹی کے سکریٹری سراج گھارے نے مہمانوں کا تعارف پیش کیا اور سوسائٹی کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ جناب صابر حاجی قاسم صالح نے مہمانان کی گلپوشی کی۔ سوسائٹی کے خازن محمد شفیع ونو نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ جناب ابراہیم سلیمان گھارے کی نگرانی میں شر نگاری اردو ہائی اسکول کی تعمیر کے سلسلے میں منعقد یہ جلسہ خوش اسلوبی سے اپنے اختتام پر پہنچا۔

ننھے روزہ دار

N.K T F کے سکریٹری جناب ابراہیم سندیلکر کے پوتے اور پوتی عطوفہ سلیم سندیلکر عمر ۸ سال اور خلیل سلیم سندیلکر عمر ۶ سال نے گذشتہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے۔

ظہور پیش امام نہیں رہے

ممبئی کے ایک بڑے حلقہ اور جنجیرہ کی مشہور شخصیت جناب ظہور احمد مشیر احمد پیش امام متوطن دیوے آگر ضلع رائے گڑھ ۱۲؍اپریل ۲۰۰۰ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ممبئی میں انتقال کر گئے۔ مرحوم بیرسٹر مشیر احمد پیش امام (کراچی) کے بھائی اور الصامت انٹرنیشنل کے پروپرائٹر اور انجمن اسلام جنجیرہ کے صدر جناب غلام محمد پیش امام کے حقیقی چچا اور صبا شیخانی کے بہنوی تھے۔ تدفین دیوے آگر میں ہوئی۔ ادارہ نقش کوکن پیش امام اور شیخانی خاندان کے غم میں شریک ہے۔

تھانہ ضلع نیوز پیپرز ایسوسی ایشن کا انتخاب

ڈہانو سرکاری گیسٹ ہاؤس میں تھانہ ضلع پترکار سنگھ کا انتخاب ہوا، جس میں بی نقش کوکن

کے راؤت (نوشکتی) کو تیسری مرتبہ بلا مقابلہ صدر منتخب کیا گیا۔ تین سالہ انتخاب میں آفس سکریٹری کے لئے شبد تال کے ایڈیٹر شرد پاٹل کو بلا مقابلہ منتخب کیا گیا۔ دیگر عہدے داروں میں پربھاکر پاٹل نائب صدر (تارا پور متر یوسٹر) پربھاکر مہاترے (وسئی) جنرل سکریٹری نارائن پاٹل (لوک ستا) (آل انڈیا مراٹھی پترکار پریشد نمائندہ) پرکاش راؤت (ڈہانو) ورکنگ کمیٹی میں سلماں ماہمی (نوذاں تھانہ) پربھاکر راؤت (پالگھر) شاکر سوپاروی (انقلاب وسئی تعلقہ) آبا صاحب چاسکر (تھانہ) شوکت شیخ (ڈہانو) ہری ہر بابر یکر (وسئی) ایکاتھ شیٹی (بدلاپرو) نریندر پاٹل (پالگھر) انہیں بلا مقابلہ منتخب کیا گیا ہے۔ اس موقع پر سالانہ جنرل میٹنگ ہوئی جس میں ۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۹ء کا حساب پیش کیا گیا جسے اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔ جبکہ تھانہ کی تعمیر شدہ تھانہ ضلع پترکار بھون عمارت کا مسئلہ مہاراشٹر کے

انا للہ وانا الیہ راجعون

عظیم خانزادہ کو صدمہ

انجمن اسلام جنجیرہ مروڈ ہائی اسکول کے پرنسپل جناب عظیم خانزادہ کی والدہ رفیعہ حمید خانزادہ کا ۹/ اپریل ۲۰۰۰ء کو ماہانی طور پر ان کے دوسرے فرزند جمیل کے فلیٹ واکولہ ممبئی میں انتقال ہوگیا۔
مرسلہ۔ عبدالرحیم خانزادہ

اسماعیل مقدم کا انتقال

کیپٹن فقیر محمد مستری کے برادر نسبتی جناب اسماعیل محمد مقدم جو نیول ڈاکیارڈ سے سبکدوش ہوکر کرلا ممبئی میں سکونت پذیر تھے (متوطن سارنگ تعلقہ داپولی) ۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو طویل علالت کے بعد راہی عدم ہوگئے۔

سانحۂ ارتحال

۵/ اپریل ۲۰۰۰ء کو ساکن مورب تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ میں تعلقہ پنچایت سمیتی مانگاؤں کے سابق ممبر عبدالرزاق ابراہیم دھنتے کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔
شریک غم گوکل بھارتی

ڈاکٹر نیاز جیراجپوری کا انتقال

شبلی نعمانی نیشنل پوسٹ گریجویٹ کالج اعظم گڈھ کے شعبہ بی۔ ایڈ کے پروفیسر اور ظفر عالم جیراجپوری (معلم، تزیل ہائی اسکول، توزیل۔ رائے گڈھ) کے ماموں محترم جناب ڈاکٹر نیاز جیراجپوری کا حرکت قلب بند ہوجانے سے ۳۰/ مارچ کو انتقال ہوگیا۔ مرحوم اپنے طلبہ اور سماج میں بہت ہی محترم، معزز و مخلص تھے۔ خدا سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام اور متعلقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین
نوشاد اعظمی۔ توزیل۔ رائے گڈھ

رشیدہ قاضی کو صدمہ

سوداگر محلہ بھیونڈی کی ہردلعزیز خاتون مرحوم شمس الدین ملا کی اہلیہ عائشہ ۲۶/ مارچ کو رحلت کرگئیں۔ مرحومہ بے حد خلیق و ملنسار، دیندار اور تہجد گزار تھیں۔ انجمن اسلام ہائی اسکول و جونیئر کالج باندرہ کی سابق پرنسپل رشیدہ قاضی کی والدہ محترمہ، پروفیسر اے اے قاضی کی خوش دامن اور ڈاکٹر ریحان اے قاضی کی نانی تھیں۔

یعقوب واڑکر کا انتقال

کھیر محلہ ہرنئی تعلقہ داپولی کے جناب یعقوب واڑکر جو کئی سالوں تک اپنے محلّہ کے جماعت کے متولی تھے مارچ مہینہ میں انتقال کرگئے۔

عظیم شیخ کا انتقال

الواز سوشل گروپ کے سکریٹری قاضی محمد شریف انڈلے کے بہنوئی عظیم شیخ کا ۲۲/ مارچ ۲۰۰۰ء کو سوپارہ ضلع تھانہ میں انتقال ہوگیا۔

ابو بھائی تھانکر کا انتقال

شعیب اور ناظم تھانکر وڈیو شوٹنگ والے کے والد عبدالقادر ابو بھائی تھانکر کا ۲۴/ مارچ ۲۰۰۰ء کو ماہم ممبئی میں انتقال ہوگیا۔

حاجی ابراہیم پردیس کو صدمہ

حاجی محمد ابراہیم حسین پردیس کی والدہ حفیظہ بی کا ۲۴/ مارچ ۲۰۰۰ء کو واژہ محلہ سوپارہ میں بعمر ۷۶ سال انتقال ہوگیا۔
مرسلہ۔ شاکر سوپاروی

ٹیچر جوگیلکر داعیٔ عدم ہوگئے

موضع سارنگ تعلقہ داپولی میں اردو اسکول کے صدر مدرس جناب شیخ جوگیلکر متوطن ویسوی تعلقہ منڈن گڑھ ضلع رتناگری مختصر سی علالت کے بعد ۲۹/ فروری ۲۰۰۰ء کو انتقال کرگئے۔

شاہنواز کھمکر کو صدمہ

انجمن اسلام جنجیرہ کے شریوردھن حلقہ کے سکریٹری اور شریوردھن (رائے گڑھ) کی مشہور تعلیمی اور سماجی شخصیت جناب شاہنواز کھمکر کے بڑے بھائی جناب ظہور احمد کھمکر علالت کے بعد ۱۴/ مارچ ۲۰۰۰ء کو شریوردھن میں انتقال کرگئے۔

نقشِ کوکن کے پاس تنخواہ دار نامہ نگار رپورٹرس نہیں ہیں لہٰذا جو بھی خبریں ہمیں لوگوں کی جانب سے موصول ہوتی ہیں انہیں شریکِ اشاعت کیا جاتا ہے۔

Dilip d'sou

PEACE : More important than cricket?

I made sure to get Asim Hameed s autograph before we left Lahore For all I know the next time I saw him might be on TV playing cricket for Pakistan against Nantie Hayward or Brett Lee or Chaminda Vaas Then how would I get his autograph? So if Asim ever hits the big time for Pakistan I can tell people I knew that man He once gave up a chance to play big cricket just to take care of us in Lahore I wish you only the best Asim With several other volunteers like him he made sure our stay was comfortable and smooth But Asim was also an up-and-coming cricket all-rounder While we were in Lahore the England A team was also in town playing a Pakistan Cricket Board XI Asim told us he would probably have been in that XI Except that he had volunteered to help us I was astonished But why didn t you play ' I asked Asim as he was ushering us onto the bus to the airport on our last day I m with you he said simply and this is more important

There were many remarkable moments in our few days in Lahore This one may just have been the most remarkable of them all The Forum had its beginnings in Vienna between human rights activists of both countries There was a small formal meeting in Lahore in September 1994 and one in New Delhi two months later The Lahore convention I attended was the second Since then there have been conventions in Calcutta (1997) Peshawar (1998) and Bangalore (2000) My friend Dr Naik also attended previous two conventions Nearly one hundred delegates from all over India were in Lahore with me Nearly two hundred and fifty delegates from Pakistan came to Bangalore I hope they found in Bangalore the same spirit I found in Lahore In Asim

The PIPFPD is an effort to get the people of India and Pakistan talking to each other It recognizes that our governments -- and indeed numerous other leaders too -- find their interests served purely by increasing hostility between us on every possible pretext If we are to end years of wars and killings between us perhaps our only hope is via finding the voices that want peace on both sides and make them heard

This is not to say that dialogue is an end in itself There is no denying the fund of goodwill there is as seen in these Conventions Take what Dr Pervez Hoodbhoy, probably Pakistan s most accomplished physicist and an outspoken activist for peace and nuclear sanity, told me one evening I feel so sad he said, ' urging that the people of Kashmir be allowed to choose if they want to join us Because I really believe they'd be far better off in India or even independent than in Pakistan But your government has messed up the situation there so badly that nobody Kashmir wants to stay with India "

This is the sorry pass India and Pakistan have broug Kashmir to the impossible conundrum the people Kashmir face today Recognizing this is nothing simple ordinary realism those among us who persist denying the truth of what s happening in Kashmir are li ing a foolish fantasy That recognition must be the fi step towards a solution if we truly want to find one I PIPFPD realizes this reality Its Bangalore Declarati calls upon governments of India and Pakistan to orc cessation of all hostilities along the line of control by forces directly and indirectly under their control the va ous militant organizations of Jammu and Kashmir to c chew violence the government of India to release all p litical detenus so that the peoples of all sections Jammu and Kashmir can decide their future in a dem cratic manner achieve reconciliation and the represe tatives of the governments of India Pakistan and of t peoples of Jammu and Kashmir strive together to find solution acceptable to the peoples of Jammu and Ka mir and the subcontinent in the larger interest of pea and democracy Another reality is the horrifying pro pect of war Some in India believe a second fantasy tl if India would just wipe Pakistan off the face of the earl we d be fine The brainlessness of this might be funny those who urge it weren t serious Any effort to destr Pakistan would mean destroying ourselves as well Af all their nuclear-tipped missiles have to travel only far as ours do to find their targets Quite apart from t prospect of widespread nuclear devastation there is t gargantuan expense of waging conventional war Th are many estimates of that, but consider one that was pu lished in Pakistan to coincide with the Lahore Conve tion 'The Nation carried an article by Brig (Retd) ' Siddiqui a participant in the Convention In it he mad detailed calculation of the cost of one day of war con up with Rs 717 crore Yet both governments seem e thusiastic about affording it And just as unenthusias about their respective internal problems Whether po erty or unchecked civil strife or the fading rule of law any among a host of others the unforgivable failure the two governments to address them is the reason tl prefer to distract us with hostility directed at c neighbour Both our countries are being eaten away fr within, but our leaders harangue us about the threat fr without It seems to me that peace between India a Pakistan will come only when the people on both sic cry to the hostility And if that peace comes to be As Hameed will know that missing his chance to play E gland 'A' in that Lahore match had its compensations

two copies of the Qur'an. I do read a lot about Islam now and I am now the proud possessor of two different translations of the Qur'an,' declared Mr Blair a High Church Anglican who has been known to accompany his Catholic wife Cherie to Mass. I read and am interested in it he said

Hello, wake up let us pray now

A British Muslim family has launched a new service to call believers to prayer on their mobile phones the Times newspaper reported on Friday. Instead of the traditional approach where a Muezzin climbs to the top of a mosque's minaret and calls Muslims to prayer five times a day the signal would go out across Britain as a beep from the northern English city of Preston it said. It said the on-line azaan (prayer call) was being offered on a new website and was being backed by the Muslim Council of Britain.

Pressures of modern life meant that increasing numbers of Britain s two million Muslims found it difficult to take time to pray. Prayer is absolutely obligatory on Muslims. It is actually very beneficial for people to take time out from what they re doing day to day and reflect on a spiritual level ' Bilal Patel, one of the site s owners said

Circumcision curb Aids?

New evidence suggests that circumcision of all male babies could help to halt the global Aids epidemic. With 50m living cases and more than 16m deaths, the disease is now the worst human health disaster since the Black death. The thesis – laid out in a scientific paper to be published soon – seems likely to create huge controversy as it represents a complete change in accepted ideas about the transmission of Aids. One of the paper's authors, Roger Short, professor of obstetrics at Melbourne University and a respected scientist with long experience of Aids-ravaged areas, has been told he cannot address the subject at a forthcoming international conference. Short and his co-author Dr Robert Szabo, are convinced that a high level of receptors – sites to which invading organisms attach themselves – on the inside of the foreskin make it responsible for transmission. Short and Szabo noted a sharp difference in the prevalence of HIV infection in the 'Aids belt' countries in sub-Saharan Africa. In some areas the infection rates are as high as 25 per cent, in others as low as 1 per cent. The lower infection rates were clearly associated with the practice of male circumcision. "The presence of an intact foreskin," says the Short-Szabo paper, ' has consistently been shown to be the single most significant factor associated with the much higher prevalence of HIV in countries of the Aids belt "

The link is stronger than with more familiar indicators such as promiscuity other sexually transmitted diseases and multiple marriage. Even more startling evidence came from a recent study in Uganda. reported in February. This showed that among a large group of 'discordant couples"-where one is infected and one not – no circumcised males became infected over 30 months even though their wives were HIV-positive. Short describes these results as ' straggeringly significant. Outside Africa there is the same pattern. Countries with low circumcision rates such as Thailand, India and Cambodia have between 10 and 50 times the rates of infection compared with countries with high circumcision rates such as the Philippines, Bangladesh and Indonesia. Once they get ethical clearance in Australia *Short and Szabo intend to test their conclusions* by applying live HIV virus to newly removed foreskins to check its rate of uptake. They could have definite results within weeks. If experimentally confirmed, the implications are radical. Short and Szabo believe that about 80 per cent of male HIV infections in the world happen through the foreskin. Future generations could be saved if mass circumcision began now. Short believes his findings should be spread globally, as rapidly as possible. There has been insufficient focus on prevention he said, "and too much emphasis on the search for a vaccine " Despite the billions poured into research there is still no sign of an Aids vaccine

Weddings :

Imran s/o Mr Haroon Rakhangi got married to **Neelam** d/o Mr Iqbal Patel on March 19 at Mumbai

Zaheda d/o Dr Mohd Sayeed Beg got married to **Vasiullah Khan** s/o Mr Hafizullah Mohd Raza Khan on April 28 at Mumbai

Mehjabeen d/o Qamrunnisa, co-ordinator of Rehmani Foundation is getting married to **Akbar** on May 5 at Mumbai

Obituaries:

Mr. Zahoor Peshimam, uncle of Mr Gulam Peshimam passed away of heart attack on April 18 at Mumbai at the age of 80

Mr. Razzak Malim cousin of Baba Malim passed away recently

Mr. M.A. Amin of Kalusta, Chiplun passed away recently in Kalusta. He was an educationalist and Islamic activist. He was handicap of his eye-sights

Muslim girl tops CBSE exam

Ms Ayisha of Chennai Medical College was honoured by human resource development minister Murli Manohar Joshi at a function in New Delhi for securing 100 per cent marks in the CBSE Biology examination last year (1999) She was given a cash prize of Rs 15 000 besides a certificate

Online entrance helpline

An online entrance helpline has been started for students appearing for medical and engineering examinations The helpline started by www egurucool com allows students to directly interact with teachers and also offers testing modules for competitive exams A helpline is also available for B Com students Students can also have one-to-one chat sessions with subject experts or get answerse to e-mail based queries The helpline can be accessed between 4 p m to midnight

The top six growth fields

In a recent survey conducted by The Times of India the following six fields show promise of future growth potential into the twenty-first century

Health care technology will continue to create new breakthroughs in patient treatments

Robotics Experts project a generation of robots that can see hear feel and obey The demand for engineers technicians installers and repair people will steadily increase

Computer Graphics CAD (Computer Aided Design) and CAI (Computer Aided Imagery) will be two of the fastest growing fields into the year 2000 and beyond

Information Technology Advances in telecommunications fibre optics mega communication mergers and the Internet all make for an explosion of jobs in this fast growing field

Biotechnology Solving medical problems with the new technology is the new frontier into the next century Individuals with backgrounds in science biology, engineering and chemistry will have unlimited opportunities in this field into the next century

Lasers They will be used in a variety of ways ranging from health care and communications to manufacturing

MHADA invites applications for sale of flats

The Maharashtra Housing and Area Development Authority (MHADA) has invited applications for the sale of residential flats at Gorai Road, Borivli (W) Tilak Nagar Chembur and Shilendra Nagar, Dahisar Application form will be available at the MHADA office at Bandra from 10 a m to 5 p m for Rs 100 The applicants will have to deposit a returnable amount of Rs 25 000 along with the forms Citizens with a monthly income exceeding Rs 7501 can apply for the High Income group flats

Jamaat-e-Islami Hind's website

A website www islamvision org of Jamat-e-Islami Hind was inaugurated by Mr Ejaz Ahmad Aslam Asst Secretary General of Jamaat recently at Mumbai Mr Muazzam Naik and Mr S M Elyas have developed this site

Seminar of Indo-Arab Society

A seminar on 'Fifty years of Indian Republic - Our achievements and failures' was organised by Indo-Arab society on April 19 2000 at Mumbai Dr Ushabhen Mehta Justice C S Dharmadhikari and Dr Mohammed Quasim Dalvi for chief economic advisor to the United Nations Development programme spoke on the occasion Mr S P Godrej presided over the function

Islamic Da'wah on internet

Islamic Research Foundation Mumbai is offering differet services on internet on its website http // www irf net The features of this web site are free download facility for on-line Da wah training course Dr Zakir Naik's answers catalogue of various CD-ROM s and video cassetes on Islam games for children Islamic e-greetings facility list of Islamic speakers free on-line video streaming and information on IRF

State level convention of MEOMIN

Movement for the empowerment of Muslim Indians (MEOMIN) is holding Maharashtra State level convention on May 6-7 2000 at Saboo Siddique College Mumbai-8 The movement is focussing its intellectual and material resources on the educational and socio-economic upliftment of the community through democratic means Dr Zafar Saifullah is the national chairperson of it while Dr Ishaque Jamkhanawala is the chief organiser

Blair is fascinated by Islam

Prime Minister Tony Blair confessed his fascination with Islam in an interview with the monthly Muslim News, telling the publication that he owned

And the servants of (God) Most Gracious are those who walk on the earth in humility, and when the ignorant address them, they say, "Peace!" (Al-Qur'an 25:63)

Clash of Titans – Dr. Zakir Naik pulls a winner

In a historic event of epic proportions Dr Zakir Naik, the President of Islamic Research Foundation, Mumbai emerged as a winner in his dialogue with Dr William Campbell, a missionary as well as a Medical doctor on the topic "The Qur'an and the Bible in the Light of Science" This dialogue was held at Niles West high School, 5701 Oakton Avenue, Skokie, (Chicago) Illinois, USA on Saturday, April 1, 2000 at 7 p m Dr Zakir Naik literally took the air out missionary assertions that Dr Campbell is untouchable by any one

this sold out event which was held in Skokie, a suburb of Chicago IL, people were fighting and ...ing all they could do gain admission in the 1500 capacity auditorium Extra police had to be ...lled outside the venue for crowd control This kind of event has never happened in Chicago ...here people actually paid to attend the program without food Another unique feature of this ...ogram was that people of all ages, races and gender equally participated and lauded the laurels Dr Zakir Naik Many people who had earlier expressed apprehensions about this debate came ...t supporting it in the end Many youth also expressed a keen desire to attend IRF's Da'wah ...orkshops

...r William Campbell's use of overhead and video projection was no match for Dr Zakir Naik's ...arismatic and convincing oratory A humble Dr Naik attributed this success to Allah Ta'ala. ...uring the rebuttal and subsequent question and answer sessions Dr Campbell repeatedly con...ssed that he was in trouble and that he had no answers to some questions On the other hand ...r Naik's convincing answer for each and every question was widely appreciated

...n a humorous note Dr Naik challenged Dr Campbell to prove himself as a true Christian by ...st reading one hundred rupees in the seventeen national languages of India on a hundred rupee ...ote, attributing to the Bible's claim that true Christians can speak in new foreign languages ...r Campbell was speechless at this He later returned the Rs 100 note when Dr Naik presented ...im with a just released copy of Qur'an and Modern Science – Compatible or Incompatible? ...he book was inaugurated by noted Islamic Scholar from Canada Dr Jamal Badawi who was also ...resent at the event

Muslim scientist from Bangalore achieves breakthrough

The earthworms can be used to turn the effluents from the distilleries into useful manure This discovery has been made by Prof Mohammad Rahmatullah Delvi head of the zoology department of Bangalore Univer...ty Dr Delvi told the earthworms could feed upon effluents let out into the soil by distillery and can turn it into ...ghly effective fertilizer Dr Delvi and two research associates Seenappa and Mrs Seenappa worked on the ...roject for four years and were able to achieve the breakthrough The experiment found that 4 3 kgs of ...rthworms could convert 300 litres of effluents into 90 kgs of vermicompost For this, however, the land ...aked with distillery waste will have to be mixed with other bio-wastes The discovery is getting patented

اشاعت کا ۳۸ واں سال

ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

اردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹری نمبر: E 3006)

جلد نمبر ۳۹ — شمارہ نمبر ۶ — ماہ: جون سنہ ۲۰۰۶ء

درونِ ہند سالانہ: ایکسو پچیس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپئے
درونِ ہند سالانہ عطیہ: پانچسو روپے
معاون خریداری: دوسو پچاس روپے
عوام کے لئے: ایکسو پچیس روپے

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
پانچسو روپے: Rs. 500/-
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دوہزار روپے
معاون یا عوامی حضرات: پانچسو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نواگر۔ ایم ٹی نائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔ فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۵۸۰۷۴

اس شمارے کے نقوش

تمام تنازعہ امور میں حقِ سماعت عدالتہائے ممبئی کو ہوگا۔
تاریخ اشاعت: یکم جون سنہ ۲۰۰۶
کتابت: قاسمی پرنٹرس: فون: ۳۷۷۶۹۵۵

۲۱ ویں صدی میں مسلم نجومیوں کی ذمہ داریاں

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ط
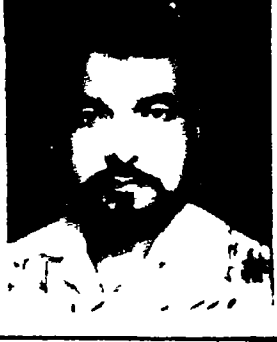
"اے لوگو جو ایمان لائے ہو دین (اسلام) میں مکمل طور پر (پورے کے پورے) داخل ہو جاؤ۔"

محمد سعید علی ٹولکر، دبئی

اسلام چوں کہ ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہے، اسی لئے اس آیت مقدسہ میں مومنوں اور مومنات کو خاص تاکید کی گئی ہے کہ وہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں۔ ذرّہ خاک نعل رسولؐ نے قرآن پاک پر غور و تدبر کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ اگر مسلمان اسلام میں پورے کے پورے داخل نہیں ہوتے۔ یعنی اسلام کے بعض اقدار پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں تو ان کی زندگی کے نتائج خوشگوار نہیں نکل سکتے بلکہ اس کا نتیجہ ذلت و خواری اور اس کا انجام تباہی و بربادی ہے۔ بیسویں صدی میں ہمارا یہی حال رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مضمون میں مسلم نجومیوں کے لئے بھرپور عبرت ہے تاکہ وہ بیدار ہو جائیں۔

مسلم نجومیوں کو معلوم ہو کہ جب شعور انسان اپنے عہد طفولیت میں مظاہر فطرت (ان میں ستارے، سیارے اور کہکشاں بھی آتی ہیں) کی کنہ و حقیقت سے واقف نہیں تھا تو وہ ان کے جلال سے اس قدر مرعوب اور ان کے جمال سے نقش کو کن

ایسا مسحور ہوا کہ انہیں اپنا معبود بنا لیا اور ان کی پرستش شروع کر دی۔ چنانچہ دھرتی پر جتنے کنکر ہیں اُتنے شنکر بن گئے۔ یہاں تک کہ سورج، چاند، تارے، سیارے اور کہکشائیں ان سب کو معبود قرار دیا گیا۔ انسان کی ان تمام توہم پرستیوں میں سب سے زیادہ تباہ کن عقیدہ یہ تھا کہ ہر ایک انسان کا ایک ستارہ ہے جس کے ساتھ اس کی قسمت وابستہ ہے۔ یہ عقیدہ اس لئے تباہ کن تھا کہ اس سے انسان، صاحب اختیار و ارادہ ہونے کی بجائے مجبور و مقہور ہو جاتا ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ جب انسان کی تقدیر کسی موہوم قوّت (ستارہ) کے تابع ہو تو اس سے زیادہ مجبور اور مقہور کون ہوگا؟ نجومیوں نے اس تباہ کن عقیدہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ ان کی موج تھی۔ ہر معابد (پرستش گاہ) میں نجومی براجمان رہتے تھے جن کے پاس قسمت کا حال معلوم کرنے والوں (بالخصوص معلوم کرنے والیوں) کا ہجوم رہتا تھا۔ کاہن، نجومی اور راجم شناس یہ کہہ کر وہ

عالم افلاک میں جا کر بزم ستارگان کی تمام کیفیت
معلوم کر کے آتے ہیں، ان توہمات کی گرہیں مضبوط
کرتے رہتے تھے اور لوگوں کو بیوقوف بناتے رہتے
تھے۔ بھولی بھالی عوام کے لوگ ان کی اس روش
سے ان کی تجوریاں اور توندیں بڑھانے کے لئے
اپنی بے تحاشہ دولت لٹاتے تھے۔ نجومی عوام
کو یوں بیوقوف بناتے تھے کہ ستاروں کی گردش
سے انسانی معتقدات اور واقعات کے متعلق
پیشین گوئیاں کی جا سکتی ہیں۔ وہ لوگوں سے
کہتے کہ تمہاری تقدیر کا ستارہ گردش میں ہے۔
یعنی تمہاری قسمت پھوٹی ہے اس لئے اس کا
علاج ضروری ہے وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ قرآن کے
نزول تک عوام نجومیوں کے اس جھانسے میں
رہتے تھے، اس لئے اللہ تعالے کو بھولے بھالے
لوگوں پر ترس آیا۔ اس نے قرآن پاک نازل کر کے
اس میں مظاہر فطرات اور اجرام فلکی کی اصلی
اور حقیقت کو بے نقاب کر کے کاہنوں، انجم شناسوں،
روحانی علاج کرنے والوں (قسمت بدل دینے والوں)
کی دسیسہ کاری کے پردے یوں چاک کر کے رکھ دیئے کہ
"وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا
لِلنَّاظِرِينَ ۝ (الحجر آیت ۱۶)" یعنی ہم نے فضائے
افلاک میں لا تعداد کرتے تخلیق کئے (اربوں کھربوں
سیارے، ستارے تخلیق کئے) ہیں جو دیکھنے والوں
کے لئے بڑے خوشنما نظر آتے ہیں۔" دوسرے الفاظ
میں یہ ستارے اور سیارے نہ کسی کی نہ کسی کی قسمت
بدل سکتے ہیں اور نا ہی ان کا تعلق کسی کی موت
سے وابستہ ہے بلکہ ان سے آسمان کو زینت بخشی ہے۔
نقشِ کوکن

جو دیکھنے والوں کو خوشنما ہے۔
عربوں کے ہاں سورج اور چاند کے
بابت یہ عقیدہ تھا کہ جب ان کو گہن لگ جاتا تھا
تو کسی عظیم انسان یا اس کی اولاد میں سے کوئی ایک
یا سردار قوم کی وفات ہونے سے وہ ان کے غم میں
ڈوب جاتے ہیں۔ حضورؐ کے ایک صاحبزادے کی
وفات صغر سنی میں ہوئی تو اتفاق سے اس دن
سورج کو گہن لگ گیا۔ لوگوں میں یہ مشہور ہوا کہ
ایسا آپؐ کے بیٹے کی وفات کی وجہ سے ہوا چنانچہ
مشرکین مکہ کا ایک بہت بڑا گروہ حضور کی خدمت
میں حاضر ہوا اور کہا اے محمدؐ! ہم آپ کو اللہ کا
رسول تسلیم کرتے ہیں اس لئے ہمیں کلمہ پڑھا کر پرچم
اسلام تلے لے لیجئے۔ حضورؐ نے تعجب سے پوچھا
کہ کل تک تو آپ میری جان کے دشمن تھے مگر
آج یہ آپ لوگوں میں اچانک تبدیلی کیسے آئی؟
سب نے بہ یک آواز کہا کہ آج آپؐ کے بیٹے کی
وفات ہوئی ہے اور سورج گہن آج ہی ہوا ہے
جو آپؐ کے غم میں برابر شریک ہے اس لئے ہمیں
یقین ہوا ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول اور عظیم انسان
ہیں۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا کہ "تم لوگوں کا یہ
عقیدہ صحیح نہیں اور تمہارا اس طرح کا اسلام میں
داخل ہونا بے کار ہے۔ سورج کو جو گہن لگا ہے
وہ قوانین فطرت کے مطابق اور اللہ کے بنائے ہوئے
فلکی قانون کے مطابق لگا ہے۔ اس کا کسی کی موت
یا حیات سے کوئی تعلق نہیں ہے (بخاری، کتاب الکسوف)
اس طرح اللہ کے رسولؐ نے اس توہم پرست قوم کے اس
عقیدے کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔

ایک غلط عقیدہ :

اور اب تو بعض مسلمانوں میں بھی یہ عقیدہ ہے کہ آسمان سے تارا ٹوٹ جاتا ہے تو کسی نہ کسی انسان کی موت واقع ہوتی ہے اس لئے بے قراری کے ساتھ لاحول پڑھ کر استغفار کرنا ضروری ہے۔ لیکن عقل اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتی کیوں کہ عالم فلکیات نے یہ انکشاف کیا ہے کہ زمین کی اطراف کی فضا میں روزانہ کم و بیش ایک کھرب تارے ٹوٹ کر فنا ہو جاتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ زمین پر اس وقت تقریباً چھ ارب انسان بستے ہیں اگر فضا میں صرف چھ ارب ہی تارے ٹوٹ جاتے تو ان لوگوں کے عقیدے کی رو سے زمین پر کے تمام انسان کی موت ایک ہی دن میں واقع ہونا ضروری تھی۔ لہٰذا نجومیوں کا اور دیگر انسانوں کا یہ عقیدہ ایک مضحکہ خیز قیاس ہے جو ناقابل یقین ہے۔

بہ نظر تعمق غور کیا جائے تو قرآن پاک نے تمام توہمات کے بتوں کو توڑ ڈالا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن پاک کی نظری تعلیم کی عملی تشریح کر کے توہم پرستی کی جڑیں اکھاڑ پھینکدی۔ مگر ہائے رے بدنصیبی کہ مسلم نجومیوں اور نام نہاد روحانی علاج کرنیوالوں نے ان بتوں کے پاشیدہ ٹکڑوں کو اپنی مشرکانہ عقیدت سے اٹھا کر جوڑا اور اپنے اسلامی عقائد کے محرابوں میں انہیں سجایا بھی۔ قرآن نے ستاروں کیساتھ انسانی قسمت کی وابستگی کو توہم پرستی اور ایسا عقیدہ رکھنے والے نجومیوں کو باطل پرست قرار دیا ہے، مگر مسلم نجومیوں نے اسی نجوم کو حقیقی علم

تصور کر کے،

اور اس کی بنا پر پیشین گوئیوں اور تقدیر کو اپنا عقیدہ بنایا ہے اور اسلام میں پورے کے پورے داخل ہونے کی بجائے بہک گئے ہیں۔ غالباً مسلم نجومیوں کی اسی روش پر علامہ اقبال نے یوں فرمایا ہے کہ

"ستارہ کیا تیری تقدیر کی خبر دے گا
وہ تو خود فراخئ افلاک میں ہے خوار و زبوں"

نیز اقبال بھولے بھالے مسلمانوں کو نجومیوں سے ہوشیار رہنے کے لئے یوں کہتے ہیں کہ

"تیرے مقام کو انجم شناس کیا جانے
کہ خاک زندہ ہے تو تابع ستارہ نہیں"

مسلم نجومیوں کی ذمہ داری :

تمام مسلم نجومیوں کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ جب آدمی غور و تدبر سے کام نہیں لیتا تو اس میں فکر و تدبر کی صلاحیت ہی سلب ہو جاتی ہے۔ اسی کو دلوں پر مہریں لگنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو نہایت بلیغ انداز میں قرآن پاک میں سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک پر تدبر نہ کرنے والوں سے یوں مخاطب ہے کہ " أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا " (سورۂ محمد آیت ۲۴)

"لوگ قرآن پاک پر تدبر کیوں نہیں کرتے۔ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر تالے پڑے ہیں"۔

اس آیت مقدسہ کی حکمت پر غور کرنے سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ انسانوں کے دلوں پر تالے کہیں خارج سے نہیں پڑتے بلکہ یہ تالے (اقفالها) خود انسانوں کے دلوں کی کارگاہ میں ڈھلتے ہیں۔ گویا دل اپنے خود ساختہ تالوں کو خود اپنے اوپر

ڈال کر اس کے اندر اپنے آپ کو بند کر لیتا ہے اس کیلئے یہاں ایک خوبصورت مثال سے سمجھا جا سکتا ہے تاکہ نجومیوں کو بات سمجھ میں آسکے۔

مثال: مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک شخص کمرے کے اندر جاکر دروازے کو اندر سے کنڈی لگا دیتا ہے اور چیختا چلّاتا ہے کہ میں باہر کیسے نکلوں؟ ارے مجھے باہر نکالو، کوئی ہے جو مجھے باہر نکالے؟ حالانکہ جو کنڈی اس نے خود لگائی تھی اسے وہ خود ہی کھول سکتا ہے اور یہی ہے وہ حقیقت جسے اللہ تعالیٰ نے دوسری ایک آیت میں خوبصورتی سے سمجھائی ہے کہ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (سورۃ التطفیف آیت ۱۴)

"نہیں بات یہ نہیں جیسے عام طور پر لوگ سمجھے ہوئے ہیں، بات یہ ہے کہ خود ان کے اعمال زنگ بن کر ان کے دلوں پر لگ جاتے ہیں" اسی کو دوسری جگہ اللہ کی طرف سے لگائی ہوئی مہریں کہا جاتا ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۷)

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان جب تک قرآن پر تدبر نہیں کرتا وہ اس کے فرمودا پر عمل پیرا نہیں ہوسکتا اور جب تک عمل پیرا نہیں ہوتا وہ اسلام میں پورے کا پورا داخل نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا مسلم نجومیوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن پر غور و تدبر کر کے اپنے خود ساختہ عقیدہ کو بالائے طاق رکھیں اور اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوں۔ ان خود ساختہ عقائد ہی ان کے دلوں پر لگائے ہوئے تالے ہیں۔۔

نقش کوکن

حروفِ تہجی کے اعتبار سے

خادمانِ کوکن کو ایک دن آیا خیال
حرفِ تہجی کو ملا کر کر دیا ایسا کمال
"ن" سے لے کر نصیحت "ق" سے قابلیت
"ش" سے پائی شرافت "ک" سے پایا کمال
"و" سے حاصل تھا وفا کا "ک" کرم فرمائیاں
"ن" سے ندرت ملی اک نکتہ سنجی بے گماں
ان حروف کو جب ملایا نقشِ کوکن بن گیا
اور تبسم کے خیالوں کا یہ مامن بن گیا

تبسم دہوری

مادری زبان

مخمور سعیدی

زبانیں وہ زندہ رہتی ہیں جنہیں ان کے بولنے والے زندہ رکھنا چاہیں۔ اردو ہندوستان کی جدید زبانوں میں سب سے طاقتور زبان سمجھی جاتی ہے۔ اس کا آغاز تو دہلی اور اس کے قرب وجوار میں ہوا لیکن یہ ملک کے گوشے گوشے میں پہنچی اور اس نے دور دور تک اپنے بولنے اور سمجھنے والوں کا ایک بڑا حلقہ پیدا کر لیا۔

اردو کی ملک گیر حیثیت اب بھی قائم ہے لیکن اس کا دائرہ اثر بتدریج سکڑ تا جارہا ہے۔ اس کے لئے اردو والے عام طور پر حکومت کے طرز عمل کو ذمہ دار قرار دیتے رہے ہیں اور یہ غلط بھی نہیں کہ آزادی کے بعد ملک میں جتنی حکومتیں قائم ہوئیں، خواہ وہ مرکزی حکومتیں ہوں یا صوبائی، انہوں نے اس زبان کی ترویج وترقی کے لئے کوئی بنیادی کام نہیں کیا۔ نہ صرف یہ کہ اس کی تعلیم و تدریس کے لیے وہ سہولتیں فراہم نہیں کی گئیں جو پہلے سے موجود تھیں بلکہ بیشتر صورتوں میں وہ سہولتیں بھی ختم کر دی گئیں جو پہلے سے موجود تھیں۔

بہر حال اب اس صورت حال میں تبدیلی کے نمایاں آثار نظر آرہے ہیں۔ مرکز میں ترقی اردو بورڈ کا قیام جسے اب قومی اردو کونسل میں بدل دیا گیا ہے اور مختلف ریاستوں میں اردو اکادمیوں کا قیام، اس سمت میں ابتدائی قدم تھے۔ پھر بہار میں اردو کو ثانوی سرکاری زبان تسلیم کیا گیا اور آندھرا پردیش کے بعض اضلاع میں بھی اسے یہ حیثیت دی گئی۔ کچھ مدت پہلے حیدر آباد میں اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آگیا ہے اور دہلی کی وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا ہے کہ یہاں بھی اسے ایک سرکاری زبان کی حیثیت سے تسلیم کر لیا جائے گا۔

لیکن اصل مسئلہ اردو کی ابتدائی تعلیم کا ہے جو بہت ابتر حالت میں ہے۔ اس حالت میں سدھار کی سب سے زیادہ ذمہ داری خود اردو والوں پر عائد ہوتی ہے۔ اتر پردیش کو چھوڑ کر اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکول تقریباً ہر ریاست میں موجود ہیں لیکن ان اسکولوں کے سالانہ نتائج اکثر وبیشتر مایوس کن ہوتے ہیں۔ اس کی چھوٹی بڑی بہت سی وجہیں ہو سکتی ہیں لیکن اس کی اصل وجہ مادری زبان میں اپنے بچوں کی تعلیم و تدریس سے خود اردو والوں کی بے نیازی ہے۔ اس بے نیازی کی بنیاد یہ غلط تصور ہے کہ اردو تعلیم بچوں کا مستقبل بنانے میں معاون نہیں ہو سکتی۔ دنیا بھر کے ماہرینِ تعلیم اس پر متفق ہیں کہ بچے کی صحیح ذہنی نشوونما کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی ابتدائی تعلیم مادری زبان میں ہو۔ آگے چل کر وہ دوسری زبانیں بھی پڑھے گا لیکن اس کی پہلی تدریسی زبان اس کی مادری زبان ہی ہونی چاہیے۔

مہاراشٹر میں اردو کو سرکاری حیثیت حاصل نہیں ہے لیکن وہاں کی اردو آبادی کو اپنی زبان عزیز ہے اور یہ وجہ ہے کہ وہاں اردو تعلیم کی صورت حال باقی صوبوں سے کہیں بہتر ہے۔ جیسا کہ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا گزشتہ تین سال سے جو طلبا ریاستی بورڈ کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کرتے آرہے ہیں وہ اردو میڈیم اسکولوں کے ہیں۔

ایسا دوسری ریاستوں میں بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہم اپنی مادری زبان کی قدر و قیمت کو محسوس کریں اور دل و دماغ سے اس وہم کو نکال پھینکیں کہ اب اردو اپنی عملی افادیت کھو چکی ہے۔

●●●

غزلیں

عارف احمد جی

جناب عارف احمد جی کی تازہ تصنیف "نگاہ اور آئینے" کے درمیان سے ماخوذ

O

علاج وہ کر رہا ہے لیکن نصیب ہی میں شفا نہیں ہے
نہ دوش دو میرے چارہ گر کو کہ چارہ گر ہے خدا نہیں ہے

خلوص کے آنسوؤں کو یارو ہنسی کے میزان پر نہ تولو
کہ دل نہ تڑپے اور آنکھ تر ہو ابھی تک ایسا ہوا نہیں ہے

اُمید کی لو ابھی ہے قائم اگر ہو آنا تو جلد آؤ
ابھی نظر کام کر رہی ہے چراغ اب تک بجھا نہیں ہے

کسی سے بیزار ہو زمانہ مگر نہ اتنا کہ چارہ گر بھی
ملول ہو جائے جب یہ سُن لے مریض ابتک مرا نہیں ہے

اگر ہو آسیب تو اُتاریں مرض ہو تو کچھ علاج کریں
حسد کے مارے کو کیا کریں ہم کہ اسکی کوئی دوا نہیں ہے

بھلا ہو اہلِ وفا کا عارف کہ اتنا محتاط کر دیا ہے
ہوں اپنے سائے سے بھی گریزاں کہ وہ بھی ساتھی مرا نہیں ہے

نقوش رکوکو

O

کتنے سادہ کتنے بھولے کتنے ہیں دیوانے لوگ
پھونس کا تنکہ پاس نہیں ہے اور چلے ہیں چھاؤنی لوگ

شرح تمنا اپنی ہی تھی یا روداد زمانے کی
ہم نے اپنا حال سُنایا اور لگے شرمانے لوگ

جب بھی وفا کی بات چلائی اپنوں ہی کا ذکر آیا
راہ میں کانٹے بونے والے ہیں جانے پہچانے لوگ

مئے تو خود اک سوز دروں ہے عقل و ہوش جلاتی ہے
میخانے کو جاتے کیوں ہیں غم کی آگ بجھانے لوگ

اس نے جب بھی چاہا ہم کو خوب ذلیل و خوار کیا
ہم نے زباں جب کھولنی چاہی آ پہنچے سمجھانے لوگ

عارف ہم نے توبہ کر لی پینے اور پلانے سے
لیکن ہاتھ میں ساغر لے کر آتے ہیں بہکانے لوگ

جون ۲۰۰۰ء

وفا راجوروی ★

طلبہ سے خطاب

تابندہ و پُرنور تقدس کے اُجالو
خوشبو کی مہک شاخِ گلستاں کے جمالو
سچ کہئے تو اک بزمِ جہاں تم سے ہے روشن
آئینِ وفا دامنِ ہستی کو سنبھالو

□

دنیا میں بڑا کام کیا علم و ادب نے
بخشی ہے ضیا گیسوئے ہستی کو طلب نے
عرفانِ حقیقت کو ذرا آگے بڑھا دو
دنیا تمہیں چاہے وہ گہر بن کے دکھا دو
یہ علم نہ ہوتا تو اندھیرا ہی رہا ہوتا
دنیا کے نظاموں کا انجام بُرا ہوتا
تعلیم سے ہر محکمہ آباد ہوا ہے
تعلیم نہیں جس کو وہ برباد ہوا ہے
ایمان پہ چلنے کی یہی راہ دکھائے
پڑھ لکھ کے یہی طفل کو انسان بنائے
تم اپنی زمیں پر ہو نظامت کے اُجالے
دنیا سے مٹیں گے نہ صداقت کے اجالے
جو علم نہ سمجھا ہے وہ شیطان بنا ہے
یہ علم و وفا قدروں کی پہچان بنا ہے

غزل

★ احمد شکیل بڑودی

زندگانی کا مجھ کو غم بھی نہیں
دیکھئے میری آنکھ نم بھی نہیں

کثرتِ غم کا کیا علاج کروں
اب مجھے فرصتِ الم بھی نہیں

لوگ پیتے ہیں بادۂ رنگیں
اور میرے پاس اشکِ غم بھی نہیں

ڈوبنے سے ہو گر انہیں راحت
ڈوب مرنے کا مجھ کو غم بھی نہیں

دو قدم پر ہے منزلِ مقصود
اور قدموں میں کوئی دم بھی نہیں

کس طرح اپنے دل کو بہلاؤں
اب تو یادوں کے وہ صنم بھی نہیں

زندگی خیر سے ستمگر ہے
موت کیوں مائلِ کرم بھی نہیں

شعر ابھرے دماغ میں تازہ
اے شکیلؔ ہاتھ میں قلم بھی نہیں

نکوبولوں

شرف کمالی ۔ کولہاپور

دَفن بولا دَفن نکوبولوں
اِذن بولا اِذن نکوبولوں
گوٹھیالا[1] گانوٹھن[2] نکوبولوں
بھینسی[3] لا گلبدن نکوبولوں
بجے وِجے ماں چی کلئے ہی درگت!
دَلتے ہے کاں دلن[4] نکوبولوں
تی یقیناً ذراشی بچاجل ہے
ین تلا بدچلن نکوبولوں
سمینٹ گھیلا اذن[5] ہے یاد املا
کیسا پھٹلاں[8] دھرن نکوبولوں
ہے سیاست ین اک طرح چی کھاز[9]
لا گلا گز کرن سنا نکوبولوں
اُگرا[11] پرلا ہے پرچی جا کتھل
اٹپا نشانین[12] نکوبولوں
بھائی جان ام چے یاز کھایاچے
کیسا ایل مرن نکوبولوں
پورگو تم چو ہے پسند املا
پور ہے نایسن[14] نکوبولوں
خرچ کیلو تے املا ٹاپرتاؤں
گھیاچی اک چولی کھن[15] نکوبولوں
رات زھیلی تری شرفؔ صاحب
پرسایانت ہے حسن نکوبولوں

---

۱ ڈھولیے ۲ لبتی ۳ بھینس ۴ پسینے کا نلہ ۵ گستاخ ۶ اب تک ۷ ہمیں ۸ چھوٹ گیا ۹ خارش ۱۰ کھجلی ۱۱ کھلا ہوا ۱۲ ناپسند ۱۳ ڈانٹتے ہوئے ۱۴ چولی کا کپڑا ۱۵ پائیں ہا

صبر عبادت ہی نہیں عبادت بھی ہے

☆ محمد انور السّلفی

"بندۂ مومن پر کسی آفت و مصیبت اور آزمائش کا ظہور خیر کی علامت ہے۔ دنیاوی مصیبتیں مومن کے گناہوں کا کفارہ ہوا کرتی ہیں شرط یہ ہے کہ مومن صبر و استقامت کا پہاڑ بنے۔ صبر عبادت کی ایک قسم ہے، اخروی نجات کا ذریعہ اور فلاح دنیا کا ایک مؤثر طریقہ کار ہے۔ مومن کے ایمان کی شناخت اس کے صبر سے ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا تحریر کی وضاحت کے لئے جناب علی بخیت الزہرانی کے مضمون "الصبر نوع من العبادات" کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جو مکہ مکرمہ کے ہفت روزہ اخبار "العالم الاسلامی" یکم رجب ۱۴۲۰ھ کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ محرر کی تحریر کو قوم وملت کے لئے مفید بنائے۔"

شریعت اسلامیہ نے جن چیزوں کی طرف اللہ کے بندوں کی رہنمائی کی ہے اور جن کے حصول پر آمادہ کیا ہے ان میں سے ایک صبر ہے۔ صبر عبادت کی ایک قسم ہے، مسلمانوں کا اس دار فانی میں مختلف قسم کے مصائب و آلام سے دوچار ہونا کوئی نادر واقعہ نہیں۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ **واستعينوا بالصبر والصلاة إن الله مع الصابرين (بقرة) يايها الذين آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا (آل عمران) لنبلونكم حتى نعلم المجاهدين منكم والصابرين (محمد)** صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور عبادت میں دل لگائے رکھو، ہم تم کو آزمائیں گے یہاں تک کہ جان لیں تم میں سے کوشش و جہاد کرنے والوں کو اور صابروں کو۔

صبر کی اہمیت اور اس کی فضیلت کے بارے میں قرآنی آیات بے شمار ہیں احادیث میں بھی صبر کے فوائد کا تذکرہ موجود ہے۔ امام مسلم نے حضرت ابومالک اشعری سے روایت کیا ہے اللہ کے رسول محمد ﷺ نے فرمایا "الصبر ضیاء" صبر روشنی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے مومن کا معاملہ کتنا اچھا ہے کہ جب اسے خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور جب مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے (مسلم)

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں صبر کی دو قسمیں ہیں ایک حرام کردہ اشیاء، گناہ کے کاموں پر صبر کرنا، اس سے باز رہنا اور دوسرا نیک کاموں کی بجاآوری پر صبر کرنا۔ نیکیوں کی بجاآوری کبھی کبھی نفس پر شاق گذرتی ہے لیکن بندہ مومن بغیر کسی کوتاہی کے اس پر آمادہ ہوتا ہے۔ کار خیر کی تکمیل میں صبر سے کام لیتا ہے اور اس قسم کی عبادات انجام دینے والے ثواب عظیم کے مستحق ہوتے ہیں۔ صبر کی تیسری قسم آلام و مصائب پر صبر کرنا ہے۔ حضرت علی بن حسین زین العابدین کا قول ہے جب اللہ تعالیٰ روز حشر تمام لوگوں کو اکٹھا کردے گا تو منادی صدا دیگا "صبر کرنے والے کہاں ہیں قبل از حساب ہی وہ جنت میں داخل ہوجائیں" کہ کچھ لوگوں کی گردنیں بلند ہونے لگیں گی۔ جن ان کی ملاقات فرشتوں سے ہوگی تو وہ فرشتے ان صبر کرنے والوں سے دریافت کریں گے اے آدم کے بیٹو، کہاں جارہے ہو؟ صابرین کہیں

گے ہم جنت کی طرف جارہے ہیں فرشتے دوبارہ سوال کریں گے حساب وکتاب سے قبل جارہے ہو؟ وہ صبر کرنے والے کہیں گے ہاں۔ فرشتے سوال کریں گے تم لوگ ہو کون؟ وہ لوگ کہیں گے ہم لوگ صبر کرنے والے ہیں۔ فرشتے سوال کریں گے تمہارے صبر کا موقف کیا تھا؟ جواب دیں گے ہم لوگوں نے دنیاوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر صبر کیا تھا، اپنی موت تک معصیت کے کاموں سے اجتناب کرتے رہے اور صبر کیا۔ فرشتے کہیں گے تم لوگوں نے صحیح کہا، ٹھیک ہے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ نیکو کاروں کا کیا ہی اچھا صلہ ہے۔ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجرو معاوضہ ملے گا۔ رب کائنات نے فرمایا" إنما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب" (زمر ۱۰)

انسان کبھی اپنے مال اور اپنی اولاد کے تعلق سے مصیبت زدہ ہوتا ہے مالی خساروں سے دوچار ہوتا ہے۔ کبھی اولاد کسی حادثہ سے دوچار ہوتی ہے ایسی صورت میں صبر کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔"الذین إذا اصابتھم مصیبة قالو ا إنا للہ وانا الیہ راجعون (بقرۃ ۱۵۶) یعنی بندۂ مومن کو جب کسی قسم کی مصیبت اور پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ بہت زیادہ غمزدہ نہیں ہوتا بلکہ گویا ہوتا ہے"إنا للہ وانا الیہ راجعون" ہم سب اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ یہ پڑھے "اللھم أجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا"

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں جب میرے شوہر ابو سلمہ انتقال کرگئے تو میں نے مذکورہ دعا پڑھی اور اپنے دل میں سوچنے لگی کہ بہر حال ابو سلمہ سے بڑھ کر بہتر میرے لئے کوئی نہیں ہو سکتا لیکن اللہ کی مشیت اور اس کی عنایت دیکھئے کہ ان سے بہتر شوہر میرے لئے رسول اکرم ﷺ مل گئے اور آپ سے میری شادی ہوگئی۔

آلام و مصائب سے بندۂ مومن کے ایمان کی شناخت ہوتی ہے کبھی تو مومن ان مصائب پر صبر و شکر سے کام لیتا ہے اپنی تقدیر سے راضی ہوتا ہے رب سے شکوہ غیروں سے گلہ بھی نہیں کرتا اور نہ کبھی خلاف معاملہ قدم بڑھاتا ہے حالانکہ مصائب کا نزول انسا کے لئے بہر صورت سود مند ہوتا ہے۔ بندۂ مومن مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اس کے درجات جنت میں بلند ہوتے ہیں۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا " ان أشدالناس بلاء الأنبیاء ثم الأمثل فالأمثل یبتلی المرء علی قدر دینه فإن کان فی دینه صلابة زید علیه فی البلاء" اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں ڈالتا ہے سب سے زیادہ آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے پھر ان کے بعد انسان کی درجہ بدرجہ جتنا حصہ زیادہ ملا اتنی ہی زیادہ اس کی آزمائش ہوتی ہے اگر وہ اسلام میں مضبوط و مستحکم ہے تو آزمائش بھی شدید ہوگی نیز آپ نے فرمایا"إن عظم الجزاء مع عظم البلاء وان اللہ إذا احب قوما ابتلاھم فمن رضی فله الرضی ومن سخط فله السخط" آلام و مصائب جس قدر زیادہ ہوتے ہیں اس پر صبر کرنے سے اس کا صلہ بھی عظیم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈالتا ہے جو شخص اللہ کی آزمائش سے راضی ہوتا ہے تو اللہ بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص اس کی آزمائش پر صبر نہیں کرتا اور شکوہ و گلہ کرنے لگتا ہے تو رب ذوالجلال بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں میں کبھی اس قسم کی مصیبت رونما ہوتی ہے کہ اس کے رشتہ داروں، خویش واقارب میں سے کوئی شخص دنیاوی زندگی سے اخروی زندگی کے لئے رخت سفر باندھ لیتا ہے تو ایسے وقت میں مسلمان کو اپنی تقدیر پر راضی ہونا چاہیے۔

اللہ کی مشیت جو تھی وہ ہوا اور جس چیز کے بارے میں اللہ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہو سکا۔ اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا " واعلم أن الأمة لواحتمعوا على أن ينفعوك بشئ لم ينفعوك إلا بشئ قدكتبه الله لك ولواحتمعوا على ان يضروك بشئ لم يضروك إلا بشئ قدكتبه الله عليك رفعت الأقلام وحفت الصحف، (ترمذی) یقین مان لو اگر تمام لوگ تجھے کچھ نفع پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو اسی قدر نفع پہنچائیں گے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سب مل کر نقصان پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو اسی قدر نقصان پہنچا سکیں گے جو تجھ پر لکھا ہوا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہو گئیں۔ حدیث مذکور مسلمانوں کی مصیبتوں پر بحیثیت تسلی و تعزیت کے وارد ہوئی ہے۔ لہٰذا مصائب سے نجات کے لئے ناراضگی کا اظہار مناسب نہیں۔ ممکن ہے جس حادثہ سے انسان اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے وہی اس کی دنیاوی و آخرت میں خسارہ کا باعث بنے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کیا ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں "مالعدى المؤمن عدى حراء إدا قبصت حبيه من اهل الدنيا ثم احتسبه الاالحنة " اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس مومن بندے کے لئے جنت کے سوا کیا صلہ ہو سکتا ہے کہ جس کے محبوب کو میں لے لوں اور وہ ثواب آخرت کی خواہش پر صبر کرلے۔ (بخاری و مسلم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صبر دخول جنت کے اسباب و ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے ہم مسلمانوں کے لئے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں اسوہ حسنہ ہے، قابل توجہ امر ہے کہ آپ ﷺ کے لخت جگر ابراہیم کا جب انتقال ہوا تو آپ کی زبان مبارک سے شکوہ و گلہ کے کلمات نہیں نکلے بلکہ آپ ان لفظوں میں اپنے صدمہ کا اظہار فرماتے ہیں: "العين تدمع والقلب يحزن وانا بفراقك يا ابراهيم لمحرونون" (بخاری) آنکھیں اشکبار ہیں دل مغموم ہیں اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔

مصیبت کے وقت جزع فزع کرنا رسول ﷺ کی سنت اور آپ کا پسندیدہ طریقہ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا "ليس منامن لطم الحدود و شق الحيوب وادعى بدعوى الحاهلية " جس نے مصیبت کی گھڑی میں اپنے رخسار کو طمانچہ زد کیا اپنی جیب اور گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت جیسی صدا بلند کی واویلا کیا تو وہ ہم میں سے نہیں۔ مصائب پر صبر کرنا ایمان کی شناخت ہے۔ صبر ایک بڑی نعمت اور فضل الٰہی ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس سے نواز دیتا ہے۔

حضرت عطاء بن ابو رباح سے مروی ہے کہ مجھ سے ابن عباسؓ نے فرمایا کیا خواتین جنت میں سے ایک خاتون تمہیں دکھاؤں؟ میں نے کہا ہاں ضرور دکھائیں آپ نے فرمایا یہ کالی عورت جو رسول اکرم ﷺ کے دربار میں حضر ہو کر کہنے لگی مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے میں برہنہ ہو جاتی ہوں آپ اللہ سے میرے لئے دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری عافیت کی دعا کروں۔ اس نے کہا میں صبر کرلوں گی لیکن آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجیے کہ میں برہنہ نہ ہوں۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مصائب پر صبر جمیل کی توفیق بخشے اور صراط مستقیم پر گامزن کرے۔

وصلى الله على حير حلقه محمد وعلى آله و صحبه احمعين

بنیاد پسندی اور مسلمان

حسین الحق

مسلمانوں کی قومی زندگی کے نشیب و فراز کا اگر باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے تو احساس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے مسلم دشمن طاقتوں نے عجیب وغریب چالیں چلی ہیں اور مسلمان ان پینتروں کے حصار میں اس طرح آئے ہیں کہ خود مسلمانوں کو پتہ بھی نہیں چل سکا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیروں پر کلہاڑیاں مار رہے ہیں۔

ماضی بعید کا تذکرہ فی الحال چھوڑ دیجیے، ماضی قریب میں بھی اس کی کچھ عبرت انگیز مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ جس زمانے میں مرحوم ترکی کی لاش کو انگریز علاقائیت کے سیاہ دیو کے ذریعے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے تھے اسی زمانہ میں پان اسلامزم (Pan Islamism) کا نعرہ اٹھا اور جمال الدین افغانی، عبید اللہ سندھی یہاں تک کہ مولانا ابوالکلام آزاد جیسے محترم اور قابل فخر علمائے امت پان اسلامزم کے اس برطانوی جھانسے میں آگئے۔ نتیجہ جو نکلنا تھا وہ تو نکلا ہی مگر عالمی سطح پر مسلمانوں کی عالمی حکمت عملی کا ناکام ڈرامہ تاریخ میں ایک حقیقت کے طور پر درج کر دیا گیا۔ یہی ڈرامہ پھر خلافت تحریک کے عنوان سے اسٹیج کیا گیا اور ہماری ملی اور قومی تاریخ میں اس کا انجام بھی درج ہے۔ تیسرا ڈرامہ صدام بنام امریکہ درج ہے اور چوتھے ڈرامے کا عنوان بابری مسجد ہے۔ ان چاروں ڈراموں کا انجام المیہ ہے۔ اس کے مرکزی اور ضمنی کردار نوے فی صد مسلمان ہیں مگر خون ان کرداروں کو شاید یہ پتہ نہیں تھا کہ ان سے کیسا دردناک اور بھیانک رول کرایا جانے والا تھا۔ تقریباً ایسی ہی صورت حال بنیاد پسندی (فنڈامنٹلزم) کے سلسلے میں درپیش ہے۔

ایک طرف مغربی میڈیا اور ہمارا نیشنل پریس فنڈامنٹلزم کو منفعتی صنعت (Negative & Sectarian Approach) کے طور پر پیش کر رہا ہے اور ذرا ذرا سی بات کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ مسلمان بنیاد پسند ہیں اور یہ کہ بنیاد پسندی ہٹلریت کی قسم کی کوئی ایک ایسی خطرناک اور بھیانک عفریت ہے جو اپنے شکار کو کچا چبا جاتی ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کے درمیان کے کچھ افراد اور جماعتیں اس اصطلاح کا تعارف مسلمانوں سے اس طرح کراتی ہیں۔ جیسے بنیاد پسند ہونا راسخ العقیدہ ہونے کی علامت ہے۔ ماضی قریب میں کچھ لوگوں نے لغت کا سہارا لے کر یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ چونکہ مسلمان اپنی بنیاد سے جڑے ہوئے ہیں اس لیے گویا ہر مسلمان بنیاد پسند ہے اور اس طرح عالمی سطح پر جو چیز ناپسندیدہ اور نقصان دہ ہے اسے مسلمانوں کے لیے مسلمانوں کی طرف سے اچھی اور فائدہ مند ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

لہٰذا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بنیاد پسندی کے مضر اثرات پر گفتگو سے پہلے خود اس اصطلاح پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ اس ضمن میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ بنیاد پسندی دراصل Fundamentalism کا اردو ترجمہ ہے۔ خود یہ اصطلاح فنڈامنٹلزم ایک مغربی اصطلاح ہے اور مختلف انگریزی لغات میں اس کے کچھ خاص معانی درج ہیں۔ یہاں

انگریزی لغات سے فنڈامنٹلزم کے کچھ معانی آئندہ سطور میں حاضر ہیں، ملاحظہ ہوں۔

RANDOM DICTIONARY - Edition 1954, Fundamentalism A movement in American Protestantism that arose in the early part of 20th century in reaction to modernism and that stresses the inerrancy of the Bible not only in matters of Faith and morals but also as a literal, historical record holding as essential to Christian faith belief in such doctrines as virgin birth Physical resurrection atonement by the sacrificial death of Christ and Secong coming [page-574] NEW WEBTER'S DICTIONARY Edition - Reprint 1979

(a) Fundamental Basic, Root, essential, Elementary, Primary,A primery principle, rule or low somthing essential, the lowest of the Component frequencies of a preiodic wave (in music) The lowest frequency or pitch of tone in a hormonic series

(b) Fundamentalism A belief that the Bible is to be accepted literally as an inerrant (free from error) and infallible Spritual and hostorical documents An early 20th century movement stressing this belief [page 691]

مذکورہ بالا لغات کے علاوہ حسب ذیل انسائیکلوپیڈیاز میں بھی اس مغربی اصطلاح کے بارے میں تفصیلات دستیاب ہیں ۔

1- Every man's Encyclopedia
2- Encyclopedia American
3- Encyclopedia Britanica
4- Encyclopedia Religion

مذکورہ بالا تمام حوالوں سے یہ اطلاع ہمیں بوضاحت ملتی ہے کہ انیسویں صدی کے آخری دہوں میں جب عام پڑھے لکھے عیسائیوں کے دلوں میں مسیحی معتقدات کا اثر کم ہونے لگا تو حسب ذیل عیسائی خیالات پر اعتراض ہونے لگا

۱۔ ایک میں تین ہیں اور تین میں ایک (یعنی عقیدہ تثلیث)

۲۔ دنیا اور تمام مخلوقات عیسوی سال کیا ابتدا سے سات ہزار سال پہلے خدا کے حکم سے دنوں یا ہفتوں میں پیدا ہو گئی۔

۳۔ دنیا کے تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ حضرت عیسیٰ نے ادا کر دیا ہے۔

۴۔ حضرت عیسیٰ دوبارہ آئیں گے اور دنیا پر ان کی حکومت قائم ہو گی۔

مذکورہ بالا خیالات مغرب کے نئے سائنسی ذہن سے کوئی مطابقت نہیں کر پا رہے تھے۔ لہٰذا تعلیم یافتہ عیسائیوں کے ایک گروپ نے جب انجیل کے لفظی معانی پر اعتراضات ہوتے دیکھا تو دفاع مسیحیت کے طور پر الفاظ کو (ان کے Literal معنی کے بجائے) استعارے کے طور پر استعمال کرنے لگے اور استعاراتی انداز میں ہی انجیل کو تشریح کرنے لگے۔

اسی رویے کے خلاف American Protestant Evangelical Church نے ان نوجوانوں اور نئے خیالات رکھنے والوں کی اصلاح کے لیے ایک تحریک شروع کی جو Fundamentalist کے نام سے مشہور ہوئی اور اس تحریک کے رویے پر "فنڈامنٹلزم" کی پھبتی کسی گئی۔

اس Fundamentalist movement کے مطابق عیسائی پر لازم ہوا کہ وہ

۱۔ انجیل کے ایک لفظ کا بھی تنقیدی جائزہ نہ لے۔

۲۔ جہاں انجیل اور عقل و سائنس میں ٹکراؤ ہو وہاں عقل و سائنس کو ٹھکرا کر انجیل کے فرمودات کو صحیح مانے۔
۳۔ نظریہ ارتقا کو مکمل طور پر رد کرے۔
۴۔ عقیدہ تثلیث پر ایمان لائے۔
۵۔ حضرت عیسیٰؑ کے کفارہ والے رویے کو صحیح تسلیم کرے۔
۶۔ یہ بھی مانے کہ یہ کائنات الہٰیکے حکم سے براہِ راست وجود میں آ گئی ہے۔
۷۔ اور ہزار سالہ حکومت حضرت عیسیٰؑ کے تصور پر بھی ایمان لائے۔

۱۹۰۸ء سے ۱۹۴۰ء تک یہ تحریک مقبول رہی مگر ۱۹۵۰ء آتے آتے یہ تحریک رو بہ زوال ہونے لگی اور عام عیسائی اور غیر عیسائی دنیا کو یہ یقین ہو گیا کہ فنڈامنٹلزم کا مطلب غیر عقلی غیر سائنی اور متعصبانہ عقائد کو صحیح ماننا ہے۔

مذکورہ بالا پس منظر میں یہ بات یقین کے ساتھ کی جاسکتی ہے کہ فنڈامنٹلزم کا بنیادی تعلق تو دراصل عیسائی دنیا ہی سے تھا۔ مسلمانوں سے تو اس کی نہ کوئی یاد اللہ تھی نہ ہونی چاہیے۔ کیوں کہ

ا۔ قرآن کریم اپنے متن کے تنقیدی مطالعے سے منع نہیں کرتا، بلکہ تنقیدی مطالعہ کو مہمیز کرنے والا جو عنصر ہے یعنی عقل اسے قرآن کریم بار بار استعمال کرنے کی مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے۔

(الف) لقَد اَنزَلنَا اِلَیکم فیهِ ذِکرُکُم اَفَلاَ تعقِلون.
(پارہ ۱۷۔انبیاء ۱۰)
(بیشک ہم نے اس کتاب قرآن کریم میں تمہارے لیے اتارا ہے ذکر و نصیحت۔ پس تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟)

(ب) کَذَالِكَ نُفصِّلَ الٰایَاتِ لِقَومٍ تَفکَرُّون.
(پارہ ۹۔ یونس۔ ۳)
(اسی طرح ہم تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں اس قوم کے لیے جو فکر و تفکر سے کام لیتی ہے۔)

قرآن کریم عقل و فکر کے صرف اتنے ہی تذکرے پر بس نہیں کرتا وہ تو اس سلسلے ایک دلچسپ انتہا تک جاتا ہے:

(ج) اِنَشَرَّ الدواب عِندالله الصُّم لبُکمُ الَّذِینَ لَایَعقِلونَ (پارہ ۹۔انفال ۳)
(بے شک جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ اللہ کے نزدیک کسی بدترین حیوان کی طرح ہیں جو نہ سن پاتے ہیں نہ بول پاتے ہیں)

اور صرف اسی پر قرآن اکتفا نہیں فرماتا۔ اس سے بھی زیادہ خطرناک وعید ملاحظہ فرمائیے

(د) وَیَجعَلُ الرِّحسَ عَلَی الَّذِینَ لَایَعقِلُون
(پارہ ۱۱۔ یونس ۱۰)
(جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے خدا ان پر گندگی ڈال دیتا ہے)

۲۔ اسی طرح عقل و حکمت یا سائنس سے قرآن کریم کے ٹکراؤ کی بھی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ اسلام تو خود دین فطرت ہونے کا داعی ہے اور اس کے مفسرین میں قدماء سے سر سید تک ایسے کئی مفسرین و مفکرین پیش کیے جاسکتے ہیں جنہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ عقل و حکمت اور قرآن میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ حضرت آدم اور حضرت حوا کے ضمن میں کچھ حضرات کی تحریروں سے ایسا اشتباہ ضرور پیدا ہوتا ہے مگر یہ معاملہ فکری سطح پر گفتگو کے کئی امکانات اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے اور اگر اسے من و عن مان بھی لیا جائے تب بھی اسے سامی اقوام کا اجتماعی لاشعور ہی ماننا ہوگا۔

۳۔ پیدائش کے ضمن میں نظریہ ارتقا بھی مسلمانوں کے یہاں (عیسائیوں کی طرح) کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر

ہمارے دین و ایمان کی بنیاد رکھی ہوئی ہے اس ضمن میں بنیادی اور ناقابل فراموش بات تو یہی ہے کہ تدریجی ارتقا کی قرآن نفی نہیں کرتا۔ دوئم یہ کہ آدمؑ وحواؑ کے ضمن میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ وہ یک بارگی پیدا ہوگئے کہ ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچے جہاں سے اللہ نے آدمؑ و حواؑ کو ایک باشعور مخلوق کی حیثیت سے دنیا کی طرف بھیج دیا۔ مزید براں خود ہمارے یہاں ابن مسکویہ، فوزالاصغر، مولانا روم اور اخوان الصفا وغیرہ میں ڈارون کے پہلے یہ تصور کسی نہ کسی طور پر موجود رہا ہے۔

۴۔ عقیدہ تثلیث کی طرح کوئی بوالعجبی مسلمانوں کے یہاں نہیں ہے۔

۵۔ مسلمانوں کے یہاں کفارے کا کوئی تصور نہیں ہے یہاں تو واضح طور پر قرآن کریم اعلان فرماتا ہے کہ ہر آدمی اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے اور اللہ ہر آدمی کی نیکی کے ذرّے ذرّے کا۔۔اور ابدی کے ذرے ذرے کا حساب لے گا۔ لاتزرُ وَازرۃٌ وِزْرَاُخریٰ (کوئی نفس کسی دوسرے نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔)

۶۔ قرآن کریم کے مطابق یہ کائنات اللہ کے حکم سے ضرور وجود میں آئی ہے۔ مگر اس سلسلے میں کتاب الٰہی تدریجی ارتقا کے تصور کو وضاحت اور صراحت کے ساتھ رد نہیں فرماتی بلکہ سات دنوں کی بات اور اللہ کا ایک دن بندوں کے پچاس ہزار سال کے برابر والا ارشادِ الٰہی کسی نہ کسی طور پر تدریجی ارتقا کو شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔

۷۔ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰؑ یا حضور اکرم ﷺ یا کسی بھی اور پیغمبر کے ہزار سالہ دورِ حکومت کا تذکرہ دستیاب نہیں ہے۔

اس طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جو قوم فنڈامنٹلسٹ کہی گئی مسلمان وہ قوم نہیں ہیں اور جن وجوہ کی بنا پر عیسائیوں کا ایک فرقہ فنڈامنٹلسٹ کہا گیا، اتفاق سے مسلمانوں کے بنیادی تصورات میں ایسی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی۔ اس لیے بقول ڈاکٹر محمد فاروق خاں۔

"اس اصطلاح کو اپنی شناخت کے طور پر اپنا کر ہم سراسر گھاٹے میں رہیں گے۔ جب فنڈامنٹلسٹ کا لفظ بولا جاتا ہے تو ایک عام مغربی فرد کے ذہن میں فوراً عقل و فطرت اور سائنس سے دشمنی رکھنے والے اور اپنے عقائد کو بزور نافذ کرنے والے انسان کا تصور آتا ہے۔ چوں کہ ہم ایسے نہیں ہیں۔ لہٰذا ہمیں نہ صرف یہ کہ اس اصطلاح پر فخر نہیں کرنا چاہیے۔" (رسالہ اشراق، لاہور۔ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

مگر مذکورہ بالا حقائق کے باوجود پھر ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ دنیا ہمیں بنیاد پسند کہہ رہی ہے اور ہم خود کو بنیاد پسند سمجھ رہے ہیں! سطور ذیل میں اسی افسوس ناک صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آج جب سوویت جمہوریہ (USSR) نام کا کوئی ملک عالمی منظرنامے پر باقی نہیں رہا تو اب یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ سوویت اقتدار کے تحت جہاں چھ مسلم ریاستیں، قزاقستان، تاجکستان، ترکمانیہ، کرغیزیا، ازبکستان، آذربائیجان، تھیں وہیں عیسائی ریاستیں، لاتویا، جارجیا، بیلاروس، اسٹونیا، آرمینا بھی کمیونسٹ نظریے کی چکی میں پس رہی تھیں اور یہ تو صرف USSR کا تذکرہ ہے۔ چیکوسلواکیہ اور رومانیہ کے ذیل میں مزید متعدد عیسائی ریاستیں اپنی عیسائی پہچان کھو کر کمیونسٹ دھارے میں بہہ رہی تھیں۔ لہٰذا عیسائی مغرب کو سعودی عرب جیسے ممالک سے کچھ کم غم اور فکر لاحق نہیں تھی۔ اس لیے انہوں نے دہری چال چلی۔ پہلی چال تو مسلم شناخت کا شوشہ تھی اور

اس مسلم شناخت کے نام پر بھی انہوں نے سہ طرفہ مار کی۔
۱۔ مسلمانوں کی عسکری جبلت کو ہوا دے کر تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کیا اس طبقے کو جو مسلم اقوام کا Creamy Lair تھا یا بن سکتا تھا اسے عسکری جدوجہد کی ڈھلان پر دھکا دے کر مسلمانوں کو ایک اور بڑے اور اہم فریضے "حصولِ تعلیم" سے بے نیاز کرنے کی سازش رچی۔ اس سازش کے واقعی سازش ہونے کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ اس پروپیگنڈہ رینج میں نہ آسکے انہیں "راہبانہ زہد" کی طرف رجوع کرنے کے لیے ایک دوسرا بدل "تبلیغ" سونپ دیا گیا۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ہندوستان ، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، عراق الجزائر، مصر، ایران، قزاقستان، تاجکستان، دنیا کے بیشتر مسلم ممالک کا نوجوان طبقہ یا تو تبلیغ میں گم ہے یا (عسکری) تحریک میں، اور اپنا بنیادی فریضہ تعلیم فراموش کیے ہوئے ہے۔ دوسری طرف دنیا میں عیسائی ممالک مسلم ممالک بہ نسبت تعداد میں زیادہ ہیں پھر بھی وہاں زیادہ تر لوگ امن و سکون کی بانسری بجا رہے ہیں۔ ایک لے دے کر آئرلینڈ تھا تو وہاں بھی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے درمیان صلح ہو گئی۔
۲۔ سعودی عرب اور دیگر مسلم ممالک کے خرچ پر کمیونزم مخالف لٹریچر ساری دنیا میں پھیل گیا اور اس کا فائدہ مسلمانوں سے زیادہ عیسائیوں کو پہنچا اور شاید عیسائی مغرب سے زیادہ سرمایہ دار مغرب کو فائدہ پہنچا۔ کیوں کہ کمیونزم کی لادینیت اور مادیت پسندی تسلیم مگر کمیونزم کا معاشی اور سیاسی نظام براہ راست امریکہ اور اس کی حلیف طاقتوں کے لیے دردِ سر تھا۔ لہٰذا ازوالِ روس سے مسلم ممالک کو تو یہی فائدہ پہنچا کہ ایک لادینی یا مذہب مخالف نظام ختم ہو گیا مگر مغرب کو بہت فائدہ پہنچا۔ مذہبی بھی، معاشی بھی اور سیاسی بھی۔
۳۔ کمیونزم کے خاتمے پر ایک منطقی نتیجہ افغانستان کی صورت میں سامنے آیا۔ کیوں کہ جب مذہبی شدت پسندی کو ہوا دی جائے گی تو۔
الف . مذہب میں سیاسی اغراض و مقاصد بھی در آئیں گے۔
ب مسلکی شدت پسندی کو بھی روکا نہ جا سکے گا۔
ج جب کوئی قوم تفریق کی راہ پر گامزن ہو جائے گی تو پھر اسے اس راستے پر آگے ہی آگے چلتے چلے جانا ہے۔ تفریق کی ڈھلان پر آگے بڑھنے کا معاملہ صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، تمام مذاہب والوں کے ساتھ یہی ہوا۔ کیا مسلمان، کیا ہندو اور کیا سکھ، جب یہ لوگ مذہبی طور پر شدت پسند ہوئے تو یہ خود ایک قسم کی "العصبیہ" تھی (جسے ابن خلدون جیسا مورخ تسلیم کر کے مسلمانوں کے اندر پہلے ہی تعصب کو ہوا دے چکا تھا) اور یہ عصبیت جب آگے بڑھی تو صرف "خیر امت" کے نظریے تک نہ ٹھہر سکی۔ "خیر مسلک" اور "خیر قبیلہ" کا تصور خود بخود پیدا ہوتا چلا گیا اور بات یہاں تک پہنچی کہ آج ہم اپنے "بنیاد پسند" ہونے کو بھی اپنے لیے قابلِ فخر سمجھنے لگے۔
افسوس ان لوگوں پر ہوتا ہے جو فنڈامنٹلزم کے مضر اثرات کی پہچان نہ کر سکے ورنہ تھوڑی سی سمجھ بوجھ والا بھی یہ بات بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ مغرب نے بنیاد پسندی کے پانسے کو گھوڑے کی (ڈھائی) چال بنا دیا ہے۔
ایک چال (یا ایک گھر) تو ویسی حرکات کی مذمت کا ہے جنھیں خود مسلمان بھی قابلِ مذمت سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں یعنی :
(الف) بابری مسجد کی شہادت۔

(ب) بمبئی بم بلاسٹ۔
(ج) حج کے موقع پر مکہ معظمہ میں خون خرابہ۔
(د) افغانستان میں روسی فوجوں کے چلے جانے کے بعد بھی جاری کشت وخون۔
(ہ) کراچی میں جاری مسلمانوں کی آپس کی نبرد آزمائی۔

دوسری چال ۰
(الف) عمران خاں کا مقابلۂ حسن میں جج بننے سے انکار۔
(ب) مسلم عورتوں کے مسائل پر شرعی اور فقہی نقطۂ نظر سے مسلم علما کے بعض فقہی خیالات۔

مذکورہ بالا نکات کا فنڈامنٹلزم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق دینی فہم کی ایک مخصوص جہت سے ہے مگر مغرب جانتا ہے کہ ایسی ضمنی باتوں کو بھی جب مغربی پریس فنڈامنٹلزم کے خانے میں رکھ دے گا تو مسلمان ضد کے طور پر اپنے فنڈامنٹلسٹ ہونے کے مسئلے پر مصر ہو جائے گا اور اس کا بالواسطہ فائدہ یہ ہوگا کہ بمبئی بلاسٹ کے مجرموں کو، مکہ معظمہ میں دہشت گردی کرنے والوں کو، افغانستان کے آپس میں دست و گریباں جرگوں کو، اور کراچی میں معصوم انسانوں کی جان لینے والوں کو حامیوں کی کمی نہ رہے گی کہ اسی میں مغرب کا فائدہ ہے۔

آدھی چال (ا) مذکورہ بالا منظر دکھا کر عیسائیوں کو آئرلینڈ میں صلح پر راضی کر لیا جاتا ہے۔ (ب) چیچنیا میں فوج کشی کے لیے یلتسن کو تیار کر لیا جاتا ہے اور (ج) بوسنیا میں متحارب عیسائی دھڑوں کے درمیان صلح کرادی جاتی ہے۔

اس طرح احساس ہوتا ہے کہ اس ڈھائی گھر کی چال کا نمایاں فائدہ عیسائیوں کو پہنچ رہا ہے اور سیدھا سیدھا نقصان مسلمانوں کو اٹھانا پڑ رہا ہے اور ہمارے چھوٹے چھوٹے شعلہ بیان مقرر مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر اپنی قیادت کا سکہ جمانے کا ہر موقع استعمال کر رہے ہیں اور عام مسلمان اپنی جذباتیت کے سبب ان شعلہ بیان مقررین کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اور فنڈامنٹلزم کی حمایت کر رہا ہے اور اسے پتہ ہی نہیں ہے کہ اس طرح وہ اپنے لیے نقصانات کے کتنے اسباب فراہم کر رہا ہے۔

یہ صورت حال یقینی طور پر ان طاقتوں کے لیے فائدہ مند ہے جو انسانوں کی تفریق کے توے پر اپنی سیاست کی روٹیاں سینکتی ہیں۔ یہ وہی طاقتیں ہیں جو ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا کے نام سے جانی گئیں۔ آج ان طاقتوں کے نام بدل گئے ہیں اور یہ طاقتیں کسی ایک جماعت تک محدود نہیں۔ یہ عجیب دور آیا ہے جب ہیرو کے اندر ویلن چھپ گیا ہے۔ مگر نہیں شاید میں نے غلط کہا۔ یہ قصہ صرف آج کا نہیں ہے، ۱۹۴۷ء کی کانگریس میں بھی کچھ ایسے لوگ موجود تھے جن کے چہرے سے مولانا آزاد اپنی کتاب "انڈیا ونس فریڈم" میں نقاب اتار چکے ہیں۔ لہٰذا خیر و شر کے خلط ملط ہونے کا سلسلہ گویا پچھلے پچاس برسوں سے جاری ہے، البتہ اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ پہلے یہ طاقتیں کمیونل اور فنڈامنٹلسٹ حرکتیں تو کرتی تھیں مگر ان حرکتوں کو اپنے لیے طرۂ امتیاز نہیں قرار دیتی تھیں جیسے بال ٹھاکرے بابری مسجد کے انہدام پر اپنے فخر کا اظہار کر رہے ہیں اور طالبان (افغانستان میں) اپنی غیر اسلامی حرکتوں پر اسلام کا لیبل لگا رہے ہیں۔

بنیاد پسندی کا بدلتا ہوا چہرہ ۰ انسانوں کی تفریق کے توے پر اپنی سیاست کی روٹی سینکنے کے لیے مغربی عیاروں نے آج کی بنیاد پسندی کو کچھ نیا ماسک بھی پہنادیا ہے۔ گو کہ مقصد وہی پرانا ہے گروہی مفاد۔

آیئے اس نئی بنیاد پسندی کے کچھ نمونے ملاحظہ کیجیے :

۱۔ مذہب، ذات، رنگ اور نسل کے نام پر معصوم انسانوں کا خون بہایا جاتا ہے۔

۲۔ فرقہ وارانہ تناؤ کو ہوا دی جاتی ہے۔

۳۔ عبادت گاہیں مسمار کی جاتی ہیں۔

۴۔ افراد عقائد اور مسلک کی بنیاد پر انسانوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

۵۔ ان تمام لوگوں کو باطل کا ایجنٹ قرار دیا جاتا ہے جو ہم مذہب ہونے کے باوجود ہم خیال نہیں ہوتے۔

۶۔ جزوی اور ضمنی مسائل میں دوسروں سے عفو و درگزر کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور مطالبہ کرنے والے خود "درگزر" سے کام نہیں لیتے۔

اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق مسلمان بنیاد پسندوں کی طرف سے بنیاد پسندی کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ چونکہ قرآن و سنت ہماری بنیاد ہے اس لیے قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنا ہی بنیاد پسندی ہے۔ بظاہر یہ خیال منطقی لگتا ہے مگر اس میں فکری مغالطہ ہے۔ بلاشک و شبہ کسی بھی مسلمان کے لیے قرآن و سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی بات سے زیادہ صحیح، مبارک اور افضل بات کون ہو سکتی ہے مگر حیرت تو اس وقت ہوتی ہے جب

(الف) مصر میں غیر ملکیوں کو قتل کیا جاتا ہے۔

(ب) الجزائر میں معصوموں کا اغوا ہوتا ہے اور انتقاماً پادری قتل کیے جاتے ہیں۔

(ج) افغانستان میں خدا کے نام پر جہاد شروع ہوتا ہے اور روسیوں کے اخراج کے بعد "غازیانِ اسلام" آپس ہی میں دست و گریباں ہو جاتے ہیں۔

(د) پاکستان میں (۱) زمینداری کے خاتمے کو شرعی طور پر ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔ (۲) مہاجر اور پنجابی ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ (۳) نئے سال کی خوشیاں منانے پر زبردستی پابندی لگائی جاتی ہے۔

(ہ) کشمیر میں زبردستی عورتوں کو برقعہ پہنایا جاتا ہے۔

(و) کراچی، افغانستان، کردستان، مصر، الجزائر اور تاجکستان جیسے کشت و خون کے نئے منطقے ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

(ز) ہندوستان میں طلاق کے مسئلے پر اہل حدیث اور شیعہ کو غلط ثابت کرنے کے لیے قلم بے مہار ہو جاتا ہے۔

(ح) عورتوں کو "نماز باجماعت" ادا کرنے کے خلاف علما کا ایک گروہ "بزن" بول دیتا ہے۔

(ط) مذہبی رسالوں میں ایسے مضامین کو نمایاں جگہ ملتی ہے جن میں صوفیا کو حرام خور، کاذب اور کفر گو قرار دیا جاتا ہے۔

کیا مذکورہ بالا طرز ہائے افکار و اعمال کا جواز قرآن کریم سے مل سکتا ہے؟ کم از کم میرا مطالعہ قرآن تو مذکورہ بالا باتوں کو سراسر غلط ہی قرار دیتا ہے۔

اسلامی نظام کا شوشہ ، بنیاد پسندی کا دفاع کرنے والوں کی طرف سے اکثر یہ بیان بھی آتا ہے کہ ان کی جدوجہد ایک الگ مسئلہ ہے اور کسی عالم کی تفہیم اسلام یا تفہیم قرآن کے مطابق کسی نظام کے قیام کی جدوجہد ایک بالکل الگ مسئلہ ہے۔

کیوں کہ یہ سوال تو بہر حال اپنی جگہ قائم رہے گا کہ اگر اسلامی نظام کی بات ہے تو کون سا اسلامی نظام؟ شافعی فقہ والا، حنفی فقہ والا، مالکی فقہ والا یا حنبلی فقہ والا؟ یا پھر اہل حدیث والا، اہل قرآن والا؟

اور پھر یہ بھی کہ سنی شریعت والا یا شیعہ شریعت والا؟

فنڈامنٹلزم کی حمایت کرنے والے ان باتوں سے بے نیام خود جس فکر سے جڑے ہوئے ہیں ساری دنیا میں

پھیلی امت مسلمہ کو بس اسی فکر کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہی ہے وہ شدت پسندی جو فنڈامنٹلزم کا سب سے غلط اور بھیانک چہرہ ہے۔

بنیاد پسندی کا فکری تضاد جن جماعتوں نے ملت میں بنیاد پسندی کو ہوا دی۔ ان کے رسائل میں ذہنی تنگ نظری، طاقت برداشت کی کمی اور علمی افلاس کا بہت رونا رویا جاتا ہے مگر اس کا کیا علاج کہ جب یہی ذہنی وسعت نظری علمی عروج اور طاقت برداشت کا وفور صوفیاء سے اجتہادی افکار و اقدامات کا صدور کراتا ہے اور عوامی زندگی میں غیر مسلموں سے ان کے اشتراک و مکالمہ کا سراغ ملتا ہے تو یہی وسیع النظر اور حلیم حضرات الف گھوڑے کی مثال بن جاتے ہیں۔

غلط فہمی کی بنیادی وجہ غلط فہمی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شدت پسندی اور سختی قلب کو راسخ العقیدگی کا نام دیا جا رہا ہے اور بہت منصوبہ بند انداز میں دہشت پسندی، اغوا، قتل اور ہتھیار بندی کے غیر انسانی اور غیر مذہبی عمل کو بنیاد پسندی کی اصطلاح عطا کی جا رہی ہے اور ہمارے ہی کچھ دانش وروں کی معصومیت دیکھیے کہ وہ اپنی تحریروں میں اپنے قارئین کو بنیاد پسندی کے طعنوں سے نہ گھبرانے کا مشورہ دے رہے ہیں اور ہمیں سمجھا رہے ہیں کہ عزیزو! بنیاد پسندی کوئی اور چیز نہیں ہے یہ تو اپنی بنیاد جڑ اور Root کو پسند کرنے کا رویہ ہے۔ لہٰذا ہماری بنیاد چوں کہ عقیدہ ہے اور عقیدے میں راسخ رہنا ہی ایمان کی علامت ہے۔ لہٰذا راسخ العقیدگی ہی بنیاد پسندی ہے۔ مگر ان معصوم دانش وروں کو پتہ نہیں ہے کہ راسخ العقیدگی اور بنیاد پسندی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ راسخ العقیدگی بے سر و سامان مسلمانوں کا میدان بدر میں پورے عزم و یقین کے ساتھ اتر جانا ہے اور بنیاد پسندی شرکین مکہ کا مسلمانوں پر صرف اس لیے حملہ آور ہونا ہے کہ مشرکوں اور مسلمانوں کی بنیادیں الگ تھیں۔ بنیاد پسندی ہندہ سے حضرت حمزہؓ کا جگر چبواتی ہے اور راسخ العقیدگی بدر کے قیدیوں کو معاف کر دیتی ہے۔ بنیاد پسندی صلح حدیبیہ میں اپنے آدمی پکڑے جانے پر چھوڑ دیے جانے کی شرط لگاتی ہے، راسخ العقیدگی اپنے آدمیوں کے پکڑے جانے پر انہیں نہ چھوڑے جانے کی شرط مان لیتی ہے۔ بنیاد پسندی اس نسلی اور قبائلی تعصب کو ہوا دیتی ہے جس نے بنو امیہ اور بنو عباس کو عربی اور عجمی تعصب کی بیساکھی پر اپنی حکومتیں بنانے اور بچانے کا گر سکھایا تھا۔ یعنی بنیاد پسندی ابن خلدون کی "العصبیہ" ہے۔ جس میں نسلی و قبائلی تعصب کی حمایت کی گئی اور راسخ العقیدگی نبی اکرمؐ کا آخری خطبہ ہے جس میں ہر طرح کے تعصب کی نفی کی گئی۔

بنیاد پسندی حملہ ہے راسخ العقیدگی دفاع ہے، بنیاد پسندی انتقام ہے راسخ العقیدگی عفو و درگزر ہے۔ بنیاد پسندی ناک کے آگے نہیں دیکھ پاتی، راسخ العقیدگی حق کے طاقت ہونے کے تصور کو مانتی ہے۔ بنیاد پسندی مجرم کو ختم کرنے میں یقین رکھتی ہے، راسخ العقیدگی جرم کا خاتمہ اپنا مقصد گردانتی ہے۔ بنیاد پسندی سیاست ہے، راسخ العقیدگی سعادت ہے۔ بنیاد پسندی زحمت ہے، راسخ العقیدگی رحمت ہے۔

بنیاد پسندی یہ ہے کہ امت مسلمہ کے بڑے دائرے کے اندر شامل افراد بھی ایک دوسرے کو برداشت نہ کر پائیں اور صرف اپنی نجی ذاتی یا گروہی سمجھ کی بنیاد پر امت کے دوسرے گروہ یا مکتبہ فکر کو اپنے لیے اتنا ہی ناقابلِ قبول سمجھیں جتنا امت مسلمہ کے دائرے کے باہر افراد کو اور یہیں سے فرقہ واریت کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ اپنے فرقے کے فائدے کے بارے میں سوچنا یا اس کے

فائدے کی سبیل نکالنی فرقہ واریت نہیں ہے۔ فرقہ واریت تو یہ ہے کہ دوسرے کے نقصان کی سبیل نکالی جائے۔ مزید براں یہ کہ دینیاتی بنیادوں پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان اختلاف کے ہزار اسباب ہو سکتے ہیں مگر انسانی اور اخلاقی بنیادوں پر ہمارے اور ان کے درمیان اتحاد و اتفاق کے بھی سیکڑوں دروازے وا ہیں اور اگر ہم ان دروازوں کو صرف اس لیے بند کر دیتے ہیں کہ ان کے اور ہمارے درمیان دینیاتی اختلاف ہے تو یقینی طور پر یہی بنیاد پسندی ہے اور اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ کیوں کہ قرآن صرف مسلمانوں کے لیے نہیں تمام بنی نوع آدم کے لیے آیا ہے۔ خدا نے اپنے کو رب العالمین کہا ہے۔ اپنے آخری پیغمبر کو رحمتہ اللعالمین کہا ہے اور اپنی آخری کتاب کو ذکر اللعالمین قرار دیا ہے اور پھر اس ذکر اللعالمین میں جہاں ایھا الدین آمنوا کہا گیا ہے وہیں اہل کتاب بھی کہا گیا ہے اور یا ایھا الناس بھی فرمایا گیا۔ قرآن کریم کی اجتماعی انسانی اپیل کا سب سے خوبصورت ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم کی پہلی سورہ رب العالمین کی تعریف سے شروع ہوتی ہے اور آخری سورہ "الناس" سے پناہ مانگنے کی دعا پر ختم ہوتی ہے۔ پھر ایسی کتاب الٰہی کی حامل امت آخر کس بنیاد پر اپنے کو علیحدگی پسند، فرقہ پرور یا بنیاد پسند قرار دے کر بھی حاملِ پیغام الٰہی بنی رہ سکتی ہے؟

سارے مکاں سے اونچا ہے لامکاں تمہارا
یہ سرزمیں تمہاری یہ آسماں تمہارا

جنت کی وادیوں میں اپنا وجود کھو کر
دنیائے رنگ و بو میں پایا نشاں تمہارا

ہر چیز اس جہاں کی گاتی ہے گن تمہارے
تم مالکِ جہاں ہو سارا جہاں تمہارا

توریت بھی صحیفہ انجیل بھی صحیفہ
قرآن کے بھی پاروں میں ہے بیاں تمہارا

مٹ جائے گی یہ دنیا کھو جائیں گے نظارے
باقی سدا رہے گا نام و نشاں تمہارا

حمد و ثنا تمہاری عاشق کی ہے زباں پر
ہر شئے میں دیکھتا ہے جلوہ عیاں تمہارا

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی

(پوسٹ گریجویٹ ڈیپارٹمنٹ آف اردو، بھاگلپور یونیورسٹی)
بھاگلپور، بہار

ستر بیماریوں کی ایک دوا زیـــــتـــــون

شاخ زیتون نشان امن کے طور پر مشہور ہے اور اس کے پھل اور روغن کے طبی خواص زمانہ قدیم سے معروف و مسلّم ہیں۔ مزید گفتگو سے قبل اس مضمون کے عنوان کے تعلق سے واضح کردیں کہ یہ ایک حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔ ابو نعیم حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے جن میں سے ایک کوڑھ بھی ہے۔ دوسری احادیث میں وضاحت کے سات نمونیہ، پلیوریسی، جلدی امراض اور بواسیر وغیرہ سے شفاند کور ہے۔ علاوہ ازیں قرآن کریم میں (سورۃ النور۔۳۵) اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مبارک درخت قرار دیا ہے۔

تعارف : زیتون کی کاشت کم و بیش تین ہزار برسوں سے کی جاتی ہے۔ اسی لئے فی زمانہ اس کی متعدد اقسام موجود ہیں۔ کچھ درختوں سے صرف روغن حاصل کیا جاتا ہے تو کچھ سے اس کے پھل اور بعض سے دونوں۔ اس کے درخت کو خزاں مقدر نہیں ہے، یہ سدابہار ہوتا ہے تقریباً ۳۰ر تا ۴۰ فٹ اونچا۔ مشرق وسطی (فلسطین اور اس کے نواح) اس کا اصل وطن ہے اس میں بیر کی شکل کے اودے اور جامنی رنگ کے قدرے کسیلے پھل لگتے ہیں۔ زیتون کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے مگر اپنے ذائقے کی وجہ سے پھل کی صورت میں زیادہ مقبول نہیں ہے تیل اسی پھل سے نکالا جاتا ہے۔ زیتون کا تیل فرانس، اٹلی، اسپین، ترکی، الجزائر، تیونس اور یونان سے آتا ہے اس تیل کی منفرد خصوصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ بوتل خواہ کھلی بھی رہے اس پر چیونٹیاں نہیں آتیں اور جب اسے دیئے میں جلایا جائے تو یہ دوسرے تیلوں کی طرح دھواں نہیں دیتا۔

زیتون کے طبی خواص اور استعمال کی تفصیلات کے لئے ایک مختصر سے مضمون میں انصاف نہیں کیا جاسکتا لیکن ہماری کوشش ہوگی کہ اہم نکات کی جانب یہاں اشارہ کر دیا جائے۔

کیمیاوی حیثیت : زیتون کے تیل کو دوائی کے طور پر امریکہ اور برطانیہ کے سرکاری قرابادینوں میں تسلیم شدہ قرار دیا گیا ہے۔ اس روغن میں جو کیمیاوی اجزاء پائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر یہ ہیں۔ Oleic Acid, Palmatic Acid, Linoleic Acid, Strearic Acid, Myristic Acid, Glycrides اب تک یقین کیا جاتا تھا کہ اس میں کولیسٹرول نہیں ہوتا مگر اب بعض قسموں سے Phytosterol نکلتے ہیں جو اسی خاندان سے ہے۔ کولیسٹرول چربی کی ایک قسم ہے جو نقصان دہ ہے مگر Phytosterol کے تعلق سے تحقیقات یہ بتاتی ہے کہ کولیسٹرول کے لئے قاطع ہے اس کے علاوہ اس روغن میں وٹامن K، E اور Polyphenols بھی پائے جاتے ہیں جو بدن کے اندر خلیات کو ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ رکھتے ہیں اور بڑھاپے کے آثار گھٹاتے ہیں۔ ایسے اجزاء کو جدید اصطلاح میں Antioidants کہتے ہیں۔ یہ اجزاء کینسر اور شریانوں کی سختی سے بدن کو محفوظ رکھتے ہیں ساتھ ہی بلڈ پریشر کو بھی اعتدال پر لاتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ کیمیائی اجزاء آنتوں کی قوت انجذاب

میں بے حد مدد گار پائے گئے ہیں۔ اس طرح غذا سے نمکیات اور وٹامن جیسے مفید اجزاء کو خون میں شامل کرتے ہیں۔

مطالعے اور مشاھدے : آپ نے جن ستر فوائد کا تذکرہ فرمایا ہے ان میں سے پانچ تو احادیث میں خود مذکور ہیں کہ بواسیر (Piles) باسور (Fissure) جلد امراض، کوڑھ، پلیوریسی۔ لیکن اس سے آگے قابل ذکر کام نہیں ہوا البتہ دوسری ادویہ کے ساتھ زیتون کا تیل شامل کر کے مختلف امراض میں استعمال کیا گیا ہے۔ ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ سرخ زیتون کا تیل سیاہی مائل سے بہتر ہوتا ہے یہ طبیعت کو بحال کرتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ زہروں کے خلاف تحفظ دیتا ہے۔ پیٹ کے فعل کو اعتدال پر لاتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے نکالتا ہے، بالوں کو چمکاتا ہے، اور بڑھاپے کے اثرات کو کم کرتا ہے۔ زیتون کے تیل میں نمک ملا کر مسوڑھوں پر ملا جائے تو ان کو تقویت دیتا ہے یہی نمکین مرکب آگ سے جلے ہوئے کیلئے مفید ہے۔ تیل یا زیتون کے پتوں کا پانی لگانے سے سرخ پھنسیوں، پتی خارش میں فائدہ ہوتا ہے۔ وہ پھوڑے جن سے بدبو آتی ہو یا سڑندھ پیدا ہو گئی ہو زیتون کے تیل سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ذھبیؒ کی تحقیقات کے مطابق بالوں اور جسم کو مضبوط کر کے بڑھاپے کے آثار کم کرتا ہے کسی بھی چکنائی اور تیل کے پینے سے پیٹ خراب ہوتا ہے مگر زیتون کا تیل اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ تیل ہونے کے باوجود پیٹ کی بہت سی بیماریوں کیلئے مصلح ہے۔ زیتون کا اچار بھوک بڑھاتا ہے۔ زیادہ مقدار میں قبض کشا ہے۔ پتوں کا ضماد جمرہ، داد، قوبا، پتی اور نملہ کو نافع ہے۔ جنگلی زیتون کے پتوں کا رس کان میں ڈالنے سے کان بہنے بند ہو جاتے ہیں۔ زیتون کی لکڑی کو آگ لگا کر جلائیں تو اس سے نکلنے والا تیل پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام جلدی بیماریوں داد، چھیپ (Eczema) چنبل (Psoriasis) سر کی بھوسی اور گنج کو ٹھیک کر دیتا ہے جو لوگ باقاعدگی کے ساتھ زیتون کا تیل سر پر لگاتے ہیں۔ نہ تو ان کے بال گرتے ہیں اور نہ ہی جلد سفید ہوتے ہیں۔ ایک گلاس جو کے پانی میں تین چمچے روغن زیتون شامل کر کے پینے سے پرانی قبض میں فائدہ ہوتا ہے۔ گردہ کی پتھری توڑ کر نکال دیتا ہے۔ پیشاب آور ہے استسقاء میں مفید ہے۔ اطباء نے اسے مرارہ (پتے) کی پتھری میں بھی مفید قرار دیا ہے۔ پرانے استادوں نے مریضوں کو ڈیڑھ پاؤ تک تیل روزانہ پلا کر صفراوی نالیوں سے سدے نکالنے کا کام لیا ہے بعض اوقات اسی عمل کے دوران پتھریاں بھی نکل گئیں۔

جدید مطالعے : گردوں کے امراض میں جہاں نائٹروجن والی غذائیں دینا مناسب نہیں ہوتا۔ وہاں زیتون بہترین غذا ہے۔ اس بات پر مشرقی وسطی اور شمالی افریقہ کے سیکڑوں ماہرین متفق ہیں کہ زیتون کا تیل استعمال کرنے والے کو انہوں نے کبھی پیٹ کے سرطان میں مبتلا نہیں دیکھا تبخیر معدہ اور پیٹ کی جلن کیلئے زیتون کے تیل سے بہتر کوئی دوائی نہیں ہے۔ امراض تنفس کے مریضوں پر اسے آزمایا گیا تو پلیوریسی، نمونیہ اور دمہ کے مریضوں میں کامیاب ثابت ہوا۔ انفلوئنزا اور زکام کا طب جدید میں کوئی علاج نہیں ہے وہ لوگ جو باقاعدہ زیتون کا تیل پیتے ہیں ان کو نہ تو زکام لگتا ہے نہ ہی نمونیہ اگر ان کو کبھی انفلوئنزا ہو بھی جائے تو اس کا حملہ بڑا ہی معمولی ہوتا ہے۔ حضرت زید بن ارقمؓ کی دو روایات میں آپ ﷺ نے ذات الجنب میں زیتون کا تیل تجویز کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں زیتون کا تیل جذام میں مفید ہے۔ علم الجراثیم اور علم الامراض کے اعتبار سے کوڑھ اور تپ دق کی نوعیت ایک ہے دونوں جراثیم Acid Fast ہوتے

ہیں اس لئے دونوں کی دوائیں بھی مشترک ہوتی ہیں۔ اسی بنیاد پر جب ٹی بی کے مریضوں میں قسط اور روغن زیتون کو آزمایا گیا تو (جسم کے کسی بھی حصے کی ٹی بی) کے مریضوں کو حیرت انگیز طور پر فائدہ ملا یہ اسٹڈی خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان (ڈاڈر سنی ٹوریم ضلع مانسہرہ پاکستان) کی ہے جنہوں نے چالیس سال تک اپنے مریضوں پر تجربہ کیا اور ان کا کوئی مریض ضائع نہیں ہوا۔ جدید مطالعے سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی ہے کہ روغن زیتون اندرونی و بیرونی خلیات بدن کی ٹوٹ پھوٹ کی تلافی کرتا ہے۔ ہڈیوں میں نمکیات کا تناسب برقرار رکھنے میں حصہ لیتا ہے اس کے علاوہ دماغ اور نظام عصبی کے ڈیولپمنٹ میں بھی معاون ہے۔ ماہرین کے مطابق انسانی دماغ اور نظام عصبی کی تشکیل کا بیشتر حصہ رحم مادر میں اور دودھ پینے کی عمر میں پورا ہوتا ہے اس عرصے میں وٹامن C, A, اور E, فولک ایسڈ، جست، سیلینیم اور کارنی ٹین درکار ہوتے ہیں اسی لئے دوران حمل اور رضاعت کے دوران روغن زیتون کا باقاعدگی کے ساتھ استعمال، ساتھ ہی سنگترے، موسمی، شہتوت جیسے پھل، کھجوریں، سبزیاں، دال اور دانے کا استعمال کیا جائے تو بچے کے دماغ کا ڈیولپمنٹ اچھا ہوتا ہے۔ معدے کی تیزابیت اور قروح (السر) کے مریضوں کے لئے روغن زیتون ایک نعمت غیر مترقبہ ہے وہ جتنا زیادہ استعمال کریں گے ان کی تکالیف اتنی جلد دور ہو جائیں گی۔ جدید تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ روغن زیتون مرارہ (پتے) کی پتھری سے حفاظت کرتا ہے۔ ماہرین کے مطابق Bile Salt کی پیدائش کے لئے وٹامن C ضروری ہے اس کی کمی سے صفراء Bile گاڑھا ہو جاتا ہے اور پتھر وجود پاتی ہے ساتھ ہی میگنیشیم لیسی تھین اور وٹامن E کی ناکافی مقدار بھی پتھری بننے میں معاون بن جاتی ہے اس لئے چبانے والے دانوں (بھنے ہوئے گیہوں وغیرہ) کے ساتھ روغن زیتون کا استعمال ان پتھریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

خلاصہ : درج بالا مطالعے اور مشاہدے اس بات کے غماز ہیں کہ روغن زیتون کا سب سے بڑا فائدہ نظام انہضام خصوصاً پیٹ کے السر، مرارے کی پتھری کہنہ قبض اور کینسر کے مریضوں کو ہے ۔ دوسرا بڑا فائدہ نظام تنفس کے مریضوں و ملتا ہے تیسرا نمایاں فائدہ جلدی امراض میں ہے اور بظاہر آخری فائدہ نظام استخراج و قلب و دماغ کو پہنچتا ہے اس باب میں تحقیقات ہنوز تشنہ ہیں اور ابھی کئے عقدے کھلنے باقی ہیں۔

استفادہ : (۱) طب نبوی اور جدید سائنس۔ از ڈاکٹر خالد غزنوی (لاہور) ۱۹۹۷ء

(۲)The Colour Dictionary of Herbs & Hegbalism Edited By Malcolm Stuart (Londan)

(۳) Some Reasons To Love Olive Oil By Gitanajli Gurbaxani

(مطبوعہ۔ دی سنڈے ٹائمز آف انڈیا، ممبئی)

تصویر کی غلط اشاعت پر

اعتذار

نقش کوکن کے پچھلے شمارہ ممبئی ۲۰۰۰ء میں صفحہ ۲۰ پر "کوکن کے سپوت" کے عنوان سے مضمون چھپا ہے جو ڈاکٹر محمد قاسم دلوی ماہر معاشیات (رومانی ٹریولس کے حاجی حسن داؤد روما نے متوطن واگھورے تعلقہ گوہاگر کے عزیزوں میں ہیں) سے متعلق ہے اور ان کی تصویر کی جگہ پر جناب محمد قاسم دلوی متوطن دابھیل جو ڈاکٹر عبدالستار دلوی کے بھائی ہیں ان کی تصویر لگائی گئی ہے۔ نام میں یکسانیت کی وجہ سے Copy Paster سے یہ بھول ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

ہوٹل منیجمنٹ
ایک کامیاب پیشہ

* پروفیسر ضیاء الحسن

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ منیجمنٹ کی تعلیم نے ماضی قریب میں جو ترقی کی ہے اس نے پوری دنیا میں ایک تہلکا سا مچا دیا ہے اور ظاہر ہے کہ ہندوستان بھی اس سے متاثر ہوا ہے یوں تو منیجمنٹ کی تعلیم کی ضرورت تجارت کے شعبے میں زیادہ محسوس کی گئی لیکن اس کے ارد گرد کچھ اور طرف بھی اس کا اثر ہوا۔ خاص طور سے ہوٹل اور سیر و سیاحت کی انڈسٹریز میں، اصل میں منیجمنٹ کی تعلیم کے استعمال نے ان اداروں میں انقلاب برپا کر دیا ہے اور اس کو مختلف طریقوں سے بروئے کار لایا جا رہا ہے۔ تاکہ کمپنیوں، ہوٹلوں اور کارخانوں کی کارکردگی بہتر ہو اور ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ اس انقلاب کی ایک وجہ بہترین شاہراہ اور اس کے ساتھ جڑے ہوئے دوسرے لوازماتی فائدے ہیں جن کے نتیجے میں ان ماہرین کا طرز زندگی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ کامیاب اور بہتر ہو جاتا ہے، لیکن یہ سب حاصل کرنے کے لئے سخت جدوجہد اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس مضمون میں کامل منیجمنٹ کی تعلیم سے بحث مقصود نہیں ہے۔ صرف اس کے ایک حصہ ہوٹل منیجمنٹ کے کورس کی افادیت، مختلف کورسز کی تفصیل، کورس کرنے کے بعد جو راہیں کھلتی ہیں اس کا ذکر اور قوم میں اس سے لاعلمی کی وجہ سے جو نقصان ہو رہا ہے اس کا بیان خاص مقصد ہے۔

ہندوستان میں سیر و سیاحت کو بڑھاوا دینے کے لئے اس وقت زبردست ماحول ہے اور چونکہ ہوٹل انڈسٹری اس سے جڑی ہوئی ہے، اس لئے آج کل اور مستقبل قریب میں بھی ان طلبا کی بہت مانگ ہے اور مزید ہوگی جن کے پاس ہوٹل منیجمنٹ کا سرٹیفکیٹ ڈپلومہ یا ڈگری ہو۔ بیرون ممالک میں بھی ایسے طلبا کی سخت ضرورت ہے۔ خاص طور سے اگر ان کے پاس تھوڑا تجربہ بھی ہو۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ صدی کے آخر تک ہندوستان میں ایسے تعلیم یافتہ طلبا کی تعداد جن کی ضرورت ہوگی، تقریباً دو لاکھ ہے۔ یعنی یہ کورس کرنے کے بعد ملازمت تقریباً یقینی ہے۔ اگر ہوٹلوں کا تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ انکی دسیوں اقسام ہیں مثلاً اسٹار ہوٹل جیسے پانچ اسٹار، چار اسٹار یا تین اسٹار ہوٹل، پہاڑی راحت گاہی ہوٹل، ساحلی ہوٹل، مقدس مقاماتی ہوٹل وغیرہ۔ اس کے علاوہ حال ہی میں ہندوستان کی خاص

شاہراہوں پر بھی لاتعداد ہوٹلوں کی تعمیر ہوئی ہے۔ ان تمام ہوٹلوں میں جگہ کی مناسبت سے الگ الگ طرح کی سہولتیں ہوتی ہیں، اور ملازموں کی تعداد بھی مختلف ہوتی ہے لیکن سب سے زیادہ ملازم پانچ اسٹار ہوٹلوں میں رکھے جاتے ہیں، جہاں ہر کمرے کے لئے کم از کم تین ملازموں کی ضرورت ہوتی ہے۔

تعلیم: ہندوستان میں ہوٹل مینجمنٹ کی تعلیم دینے کے لئے دو سطح کے ادارے ہیں۔ ایک تو وہ جو فوڈ کرافٹ انسٹی ٹیوٹ کہلاتے ہیں اور کرافٹ کورسز کی تعلیم دیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو ڈپلومہ اور ڈگری دیتے ہیں اور عام طور سے انسٹی ٹیوٹ آف ہوٹل مینجمنٹ اینڈ کیٹرنگ ٹیکنالوجی کہے جاتے ہیں۔ دونوں طرح کے ادارے یا تو حکومتی ہوتے ہیں یا پرائیویٹ لیکن سب کو نیشنل کونسل آف ہوٹل مینجمنٹ اینڈ کیٹرنگ ٹیکنالوجی نئی دہلی سے شناختی تسلیم لینا ہوتی ہے۔ فوڈ کرافٹ اداروں میں داخلہ لینے کیلئے طالب علم کا ہائی اسکول پاس ہونا ضروری ہوتا ہے اور داخلہ تقریباً سب ہی اداروں میں ہائی اسکول کے نمبروں اور انٹرویو کی بنا پر ہوتا ہے۔ ان اداروں میں زیادہ تر کورسز ایک سال کی مدت کے ہوتے ہیں، جس کے پاس کرنے کے بعد ۳ ماہ سے ۶ ماہ کی ٹریننگ کسی بھی تصدیق یافتہ ہوٹل میں لینا ضروری ہوتی ہے جس کے بعد ہی ادارے سے سرٹیفکٹ ملتا ہے ان اداروں میں فوڈ سرو ڈکشن، فوڈ اینڈ بیوریج سروس بیکری اینڈ کنفکشنری، ہاؤس کیپنگ اور فرنٹ آفس آپریشن سرٹیفکٹ جیسے کورسز کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہندوستان میں تقریباً ۱۴ حکومتی فوڈ کرافٹ انسٹی ٹیوٹ ہیں۔ ایسے پرائیویٹ اداروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

ہوٹل مینجمنٹ ڈپلومہ کورس جو تین سال کا ہوتا ہے اور کافی مقبول ہے، انسٹی ٹیوٹ آف ہوٹل مینجمنٹ میں داخلے کے بعد ملتا ہے اسے پاس کرنے کے بعد ایک سال کی تربیت کسی اچھے ہوٹل میں کرنا ضروری ہے۔ اس کورس میں داخلہ لینے کے لئے بارہواں درجہ میں پاس ہونا ضروری ہے۔ اس طرح کے حکومتی ادارے جو احمد آباد، بنگلور، بھوپال، بھوونیشور، پٹنہ، پونا، تری وندرم، جے پور، چنڈی گڑھ، دہلی، حیدر آباد، سری نگر، ممبئی، گوالیار، گوا، لکھنؤ اور چنئی میں قائم ہیں، ایک مشترکہ مقابلہ جاتی امتحان کے ذریعے داخلے دیتے ہیں اس امتحان میں کافی تعداد میں طلبا حصہ لیتے ہیں، پھر انٹرویو کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اسپورٹس میں حصہ لینے والوں اور جنہوں نے کوئی سرٹیفکٹ کورس کیا ہوتا ہے ان کو ترجیح دی جاتی ہے۔ طالب علم کی عمر یکم جولائی کو ۲۲ سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ جو ایس سی/ایس ٹی طلبا کے لیے ۲۵ سال ہے اور ان کے لئے ۲۲½ فیصد داخلے بھی مخصوص ہیں۔ ابھی حال ہی میں کئی پرائیویٹ اداروں میں ہوٹل مینجمنٹ کی ڈگری بھی دی جانے لگی ہے۔ بہت سے پرائیویٹ اداروں نے بیرون ملک کے کالجوں سے تعلق قائم کرلیا ہے اور کئی صورتوں میں نہ صرف یہ کہ ڈگری یا ڈپلومہ غیر ملکی یونیورسٹی کالج

نا ملتا ہے، بلکہ تربیت بھی وہیں دی جاتی ہے۔ ان میں سے قابلِ ذکر سوئیزرلینڈ، برطانیہ، آسٹریلیا، امریکہ اور کینیڈا کے ادارے ہیں۔

کام کی نوعیت: کسی بھی اچھے بڑے ہوٹل میں سب سے بڑا افسر جنرل منیجر ہوتا ہے اور اس کے بعد ہاسٹی منیجر، منیجر اور اسسٹنٹ منیجر ہوتے ہیں۔ عام طور سے ہوٹل کے سات خاص ڈپارٹمنٹ ہوتے ہیں۔ یعنی کیٹرنگ، سیلس اکاؤنٹ، انجینیرنگ، پرسنل، فرنٹ آفس اور ہاؤس کیپنگ۔ پھر ہر ڈپارٹمنٹ الگ الگ حصوں میں بٹا ہوتا ہے اور ہر حصے کی دیکھ بھال ایک افسر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر باورچی خانہ میں جن لوگوں کا تقرر کیا جاتا ہے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ ایگزیکیٹیو شیف، سوس شیف، شیف ڈی پارٹی، پیسٹری کک، چٹنی کک، کڑھائی کک، مددگار کک، اور سب سے نیچی سیڑھی پر تربیتی ٹرینی۔ اگر ہاؤس کیپنگ ڈپارٹمنٹ کو دیکھا جائے تو اس میں سے اچھے پانچ اسٹار ہوٹلوں میں چھ سطحوں پر تقرر ہوتا ہے۔ سب سے نچلی سطح پر وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے یا تو سرٹیفکٹ کورس کیا ہوتا ہے یا ہوٹل انڈسٹری میں بالکل نئے ہوتے ہیں جن کو ہوٹل میں کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ شروع میں انکی تنخواہ بہت کم ہوتی ہے لیکن چھ مہینے سے ایک سال کے اندر ہی ان کا تقرر دوسری سطح پر ہو جاتا ہے۔ جہاں تنخواہیں ۳ ہزار سے ۵ ہزار روپے سے شروع ہوتی ہیں اور لوازماتی فائدہ الگ۔ اس سطح پر ہوٹل مینجمینٹ کئے ہوئے طلبا کا تقرر ہوتا ہے۔ سب سے آخری سیڑھی جو ایگزیکیٹو سطح کی ہوتی ہے اس پر تنخواہیں ۲۰ ہزار روپے سے زیادہ ہوتی ہیں۔ اس تمام تفصیل سے یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ اس انڈسٹری میں ترقی کرنے کی بہت گنجائش ہے اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ ہوٹل میں ملازمت مل جائے تو انسان اپنی محنت، لگن اور اخلاق سے بہت جلد ترقی کر لیتا ہے اور ہوٹلوں کے علاوہ بھی اس کے لئے راہیں کھلی ہوتی ہیں۔ جیسے ریلوے، فوج، اسپتال، ایر لائن، جہاز اور ہوٹل مینجمینٹ کی تعلیم دینے والے ادارے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری قوم کے طلبا اور ان کے والدین اس پیشہ کی طرف دھیان دیں گے۔ اگر کسی مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو "کیریئر گائیڈنس اینڈ کونسلنگ سنٹر، سرسید اسکالرشپ ٹرسٹ، آزاد نگر مارکیٹ، دودھ پور، علی گڑھ" سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے جس کا دفتر جمعہ اور اتوار کے علاوہ روز شام ۵ بجے سے رات ۸ بجے تک کھلتا ہے۔ ••

(مضمون نگار یونیورسٹی پالی ٹیکنک کے سابق پرنسپل ہیں اور فی الحال کیریئر گائیڈنس سنٹر میں آنریری ڈائرکٹر کام کر رہے ہیں) ••

اقوالِ زرین

صبیحہ گلزار، ادشم

★ کوئی شخص اپنی صلاحیتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتا جبتک انہیں بروئے کار نہ لائے (الاطبی)

★ جب ہم میں سے شہرت اور دولت کی ہوس ختم ہو جائے گی ہم بہتر انسان بن جائیں گے ••

اسلامی جہاد

مرسلہ: جناب عبداللہ مفتقہ

مسئلہ جہاد جو اسلامی فرائض میں ایک
ہم فریضہ ہے۔ یہ سارا شور وشر محض اسی قانون کی
جہ سے اٹھایا گیا ہے۔ حالانکہ نہ جہاد کے لغوی معنی
بنگ کے ہیں اور نہ اصطلاحی بلکہ دنیا کے یہ تین قاعدے
یں، بعض کہتے ہیں کہ نیک کے ساتھ نیک برتاؤ کرو
ر بدوں کو بھی موقع دو کہ اپنی بدی کے میدان کو وسیع
ریں جس نے ایک گال پر تھپڑ مارا تو اس کے سامنے
دسرا گال بھی پیش کر دو، سانپوں کو پالو، بچھوؤں
ا پرورش کرو، ان کے مقابلے میں دوسرا گروہ ہے
کہتا ہے کہ اپنی ذاتی یا قومی خود کو باقی رکھنے کے لئے
ب کو ختم کرو، نیک ہو بد، یہی تنازع للبقا ہے
قانون ہے، لیکن اسلام تیسرا اصول پیش کرتا ہے
یوں کے ساتھ ہو، اور جو نیک نہیں ہیں کوشش
و کہ وہ بھی نیکوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں،
ی کوشش کا نام جہاد ہے، جس کی ابتدا تبلیغ سے
رتی ہے، تصادم کی صورت میں اگر مخالفوں سے مقابلہ
مادی قوت نہ ہو بلکہ نیکوں کے بد بن جانے کا
لیشہ ہو تو تبلیغ کے لئے دوسرے میدان کا انتخاب
رنا چاہیئے اسی قانون کا نام قانونِ ہجرت اور اگر
مقابلے کی قوت ہو تو شخصی قربانی ہے اگر جماعت
رہتی ہو یا چھوٹی جماعت کی قربانی سے بڑی جماعت
فوظ ہوتی ہو تو حتی الوسع اسی کی قربانی کرنی چاہیئے
یکن اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تب عام جنگ کا اعلان

نقش کوکن

کرنا پڑتا ہے لیکن دوسروں کو نیک بنانے، ابدی زندگی
بخشنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہونا جہاد ہے اور
اپنے کو اپنی قوم کو باقی رکھنے کے لئے دوسروں کو مٹانا
جنگ ہے۔ جہاد سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی۔ کتاب: النبی الخاتم ص۹
مطبوعہ: عظیم بکڈپو، دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

مسجد تو بنالی ۔۔۔۔

مئی ۱۹۲۱ء کا واقعہ ہے۔ لاہور کے شاہ عالمی
دروازہ کے سامنے ہندوؤں نے ایک مندر تعمیر
کیا جسے دیکھ کر مسلمانوں کے دل میں یہ جذبہ
جاگ اٹھا کہ مندر کے ساتھ ایک مسجد بھی ہونی
چاہیئے۔ چنانچہ فوراً چندہ ہوا اور مندر سے قریب
ایک زمین حاصل کی گئی۔ مغرب کے بعد اس مسجد
کی تعمیر شروع ہوئی۔ ساری رات کام ہوتا رہا
یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا
کہ مندر کے مقابل ایک مسجد بنی کھڑی ہے۔
یہی وہ واقعہ ہے جس سے متاثر ہو کر
ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا ؂

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اس واقعے کے کچھ بہت دنوں بعد ڈاکٹر
اقبال نے اس جگہ کا دورہ کیا تھا۔ آپ نے دیکھا
کہ مسجد خالی خالی ہے شروع شروع میں نمازیوں
کی تعداد بہت ہوتی تھی، جس کو دیکھ کر اقبال نے مذکورہ
شعر کہا تھا۔

نیشنل ہائی اسکول، بورڈی

ایک منفرد اقامتی درسگاہ

★ اسلم فقیہ

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی، بھیونڈی ایک قدیم اور معروف سماجی تنظیم ہے جو گزشتہ ۷۵ سالوں سے تعلیمی میدان میں سرگرم عمل ہے۔ اس سوسائٹی کے تحت متعدد تعلیمی ادارے تھانے ضلع کے مختلف مقامات پر علوم وفنون کے فروغ کا مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ان تعلیمی درسگاہوں میں "نیشنل ہائی اسکول، بورڈی" کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

نیشنل ہائی اسکول ایک اقامتی ہائی اسکول ہے۔ جس کا ذریعہ تعلیم انگلش ہے۔ بورڈی بمبئی سے تقریباً ۱۲۰ کلومیٹر دوری پر واقع ایک پُرفضا مقام ہے جسے محکمۂ سیاحت، حکومت مہاراشٹر نے سیاحوں کے لئے شامل فہرست کیا ہے۔ اسکول کے سامنے ہی ٹھاٹھیں مارتا ہوا بحرۂ عرب ہے۔ صاف ستھرے ساحل سے چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں دل ودماغ کو فرحت اور تازگی بخشتی ہے۔

نیشنل ہائی اسکول گزشتہ ۲۵ سالوں سے خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس میں ۷۰۰ طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ تعلیمی معیار کو بلند رکھنے کے مقصد سے ہر جماعت میں طلبہ کی تعداد کو محدود رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے ہر سال ایس ایس سی کے نتائج بہتر ہوتے ہیں۔ اسکول کی ایک شاندار لائبریری ہے۔ جس سے طلبہ اور اسٹاف ممبران استفادہ کرتے ہیں۔

فی زمانہ کمپیوٹر کی اہمیت کے پیش نظر اسکول میں کمپیوٹر کی تعلیم کا بھی خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔ اسکول کے خوبصورت کیمپس میں ہی مختلف قسم کے جھولے لگائے گئے ہیں جہاں اسکول اور ہاسٹل کے بچے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

مسلم طلبہ کے قیام کی سہولت فراہم کرنے کے لئے اسکول کیمپس میں ہی ایک شاندار ہوسٹل ہے جسمیں ایک جدید طرز کا باورچی خانہ ہے۔ حال ہی میں ۱۲ لاکھ روپیوں کی لاگت سے ایک خوشنما ڈائننگ ہال تعمیر کیا گیا ہے جس کا رقبہ ۲۴۰۰ مربع فٹ ہے۔ اس ڈائننگ ہال میں بیک وقت ۲۰۰ طلبہ کھانا کھا سکتے ہیں۔ اس حال کو وقت ضرورت تقریبات کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ہاسٹل کے طلبا کی ہمہ جہت ترقی کے لئے مختلف اقدام اٹھائے جاتے ہیں۔ ان کی جسمانی تربیت کے لئے ایک مستقل ٹیچر کا تقرر کیا گیا ہے۔ ہاسٹل سے قریب ہی ایک خوشنما مسجد بھی ہے جہاں طلبہ پانچ وقتوں کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں جو عربی سے یکسر نابلد ہیں انکی دینی تعلیم کے لئے ایک تربیت یافتہ عالم دین کا بھی تقرر کیا گیا ہے جو بچوں کو اسلام کی بنیادی باتوں کے ساتھ ہی

سا تھ اخلاقی قدروں کا درس دیتا ہے اور ناظرہ بھی پڑھاتا ہے جس سے یہ طلبہ روانی اور تلفظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ قرآن پڑھنا جان جاتے ہیں۔

ہاسٹل میں قیام پذیر طلبہ کے لیے علٰحدہ سے ٹیوٹرس بھی مقرر کیے گئے ہیں جو طلبار کو انگریزی کے ساتھ ہی ساتھ دیگر مضامین کی مشکلات کو حل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ کمزور بچوں پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

ہر سال اسکول میں کلچرل پروگرام منعقد کیا جاتا ہے جس میں طلبا جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں۔ طلبہ کے والدین اور سرپرست دور دراز علاقوں سے اس میں شرکت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ والدین، سرپرست، اساتذہ اور اراکین سوسائٹی کا یہ پروگرام قابلِ دید ہوتا ہے۔ تمام مہمانوں کیلئے طعام کا اہتمام ہوتا ہے۔ پروگرام کا اختتام شام میں ہوتا ہے اور لوگ خوشگوار یادیں لئے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔

اس ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ طالب علم اپنے گھر سے دور لیکن ایک خاص گھریلو اور صحت مند ماحول میں اپنے ذہن اور کردار کی تربیت کر پائیں نیز انکی شخصیت کا بامقصد ارتقا اور جامع نشو و نما ہو۔ والدین درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

نیشنل ہاسٹل فور اسٹوڈنٹس بورڈی۔ گھولوار اسٹیشن (مغربی ریلوے) ضلع تھانے۔ ٹیلیفون: ۲۵۲۸۴۱۲۱۰/ ۲۵۲۸۴۱۱۲۶، بمبئی۔ ۲۸۵۴۷۹۴ اسلم فقیہ ۲۸۴۱۵۱ کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی، ۹۸ سوداگر محلہ، بھیونڈی (۴۲۱۳۰۲) ضلع تھانہ

ناز قسمت پہ ہر اک لحظہ وہ کرتا ہوگا
جس کی آنکھوں نے بھی طیبہ ترا دیکھا ہوگا

شمع حق تو نے جلائی جو رسول اُمّیؐ
غیر ممکن ہے کہ اس کا کبھی بجھنا ہوگا

اب نظر اور کسی پہ نہ پڑے گی میری
تو ہی ماویٰ مرا، تو ہی مرا ملجا ہوگا

دل مچلتا ہے، سکوں بھی نہیں دوری میں مجھے
مطمئن ہوگا مدینے میں جو رہتا ہوگا

تیرے پیغام کو سمجھے گا زمانہ جب بھی
ہے یقیں عشق ترا اور بھی گہرا ہوگا

کیوں نہ خالدؔ رکھے اُمید بھلا بخشش کی
روزِ محشر جو محمدؐ سا سہارا ہوگا

ریلائنس پیٹرولیم لمیٹیڈ جام نگر

محمود حسن قاضی
جام نگر گجرات

ہمارے ملک میں جب کبھی پیٹرولیم کا ذکر ہوتا ہے تو صرف بھارت پیٹرولیم لمیٹیڈ (BPL) اور ہندوستان پیٹرولیم لمیٹیڈ (HPL) کا نام سامنے آتا تھا۔ مگر اب ایک اور کمپنی پیٹرولیم کے نقشے میں ابھر کر آگئی ہے وہ ہے ریلائنس پیٹرولیم لمیٹیڈ (RPL) جام نگر (گجرات)۔

ریلائنس پیٹرولیم لمیٹیڈ جام نگر (گجرات) تقریباً پندرہ ہزار چار سو کروڑ روپے کی لاگت سے بنی جدید طرز کی کمپنی ہے۔ اس کمپنی کے لئے تقریباً سات ہزار پانچ سو ایکڑ زمین (اراضی) استعمال کی گئی ہے۔ باہر ملکوں سے کچے تیل (Crude Oil) کی برآمد اور درآمد پروڈکٹس مثلاً پیٹرول، ڈیزل کیروسین، ناپھتا، ایل۔پی۔جی، ارتھازائلین وغیرہ کے لئے سمندر کے کنارے سکہ گاؤں کے پاس ایک بہت بڑی گودی بنائی گئی ہے جو جدید طرز کے آلات سے مزین ہے۔ اور اس کو جوڑ کر ایک مرین ٹینک فارم (MTF) بنایا گیا ہے جس میں تقریباً ساٹھ چھوٹے بڑے ٹینک بنائی گئی ہیں۔ بڑی ٹنکیاں جو فی الوقت بارہ تیار ہیں وہ کچا تیل بڑے بڑے پانی کے جہاز سے لینے (Unloding) کے لئے ہیں وہ ایشیاء کی بڑی ٹنکیوں میں سے ہیں جس میں ایک لاکھ پچیس ہزار کلولیٹر کچا تیل سما سکتا ہے۔ پائپ لائن "48 قطر کی ہیں۔

یہ کچا تیل (Crude Oil Feed) ریفائنری کو "36 قطر کی دو لائن کے ذریعہ بھیجا جاتا ہے۔ جہاں تیل صاف کر کے (۱) اے۔ ٹی۔ ایف (ہوائی جہاز کے کام آنے والا پیٹرول) (۲) پیٹرول (۳) ڈیزل (۴) کیروسین (۵) ناپھتہ (۶) ایل پی جی (کوکنگ گیس) (۷) ڈامبر (۸) کوئیلا وغیرہ پروڈکٹس تیار ہوتے ہیں۔ ناپھتہ سے پیٹرو کیمکلس جیسے (۱) پرولیلین (۲) اتھیلین (۳) بینجین (۴) ٹولوین وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ سمندری راستہ کے علاوہ روڈ اینڈ ریل کے ذریعہ بھی Road & Rail Transport Farm بنایا گیا ہے۔ جس کے لئے کمپنی کے احاطے میں ریل لائن بچھائی گئیں اور روڈ ٹرانسپورٹ بھی مہیا کی گئی ہے۔

ریفائنری کمپنی کی (Capacity) حیثیت روزانہ 5,40,000 بیرل کی ہے۔ اور اس کی کمیشننگ محض چھ ماہ میں پوری ہو سکی یہ ایک عالمی ریکارڈ ہے۔ اس کا سالانہ ٹرن اوور 22000 کروڑ روپے کا ہوگا۔ اس طرح یہ کمپنی دنیا کے پانچ کمپنیوں میں سے ایک ہوگی۔ اور یہ ہمارے ملک کو پیٹرولیم پروڈکٹس امپورٹ کرنے اور Foreign Exchange بچانے میں بہت اہم رول ادا کرے گی۔

ومل (Vimal) ساڑیاں بنانے والے دھیرو بھائی امبانی کا یہ ایک خوبصورت خواب اور عجوبہ ہی ہوگا۔

حاصل مطالعہ

ابراہیم بغدادی، لندن

(۱) جبل الطارق جسے جبرالٹر Gibraltar کہا جاتا ہے۔ اسی طرح فرانس کی مشہور بندرگاہ مرسلیا کا اصل نام ''مرسیٰ علی'' تھا۔

(۲) موجودہ بیرنگ (Bering) نامی سمندر جو کہ آلاسکا شمالی امریکہ اور شمالی روسی ایشیا کے درمیان بحر منجمد میں واقع ہے۔ اس کی تحقیق سب سے پہلے عربوں نے ۲۳۱ھ میں کی تھی۔ جس کا ذکر ابوالفداء نامی کتاب میں مذکور ہے۔

(۳) عربی زبان میں واق واق ملک جاپان کو کہا جاتا ہے۔ اور جزیرہ قنبلو یعنی ''مڈاگاسکر'' اور بحر زنج و بربر موجودہ موزمبیق چینل کو کہتے ہیں۔

(۴) واسکوڈی گاما کو ہندوستان پہنچانے کا طریقہ اس زمانے کا مشہور عرب ناخدا ''معلم احمد بن ماجہ'' نے بھاری لالچ لے کر، یا دوسری روایات کے مطابق شراب کے نشہ کی حالت میں اسے ہندوستان کا نقشہ دے کر ۹۰۴ ہجری مطابق ۱۴۹۸ء کو انڈیا پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔

(۵) قرآن پاک میں جہازوں کا ذکر ۲۸ آیات میں آیا ہے۔ اسے ۲۳ آیتوں میں ''فلک'' دو جگہ ''جوار'' ایک آیت میں ''سفینۃ'' اور ایک جگہ ''ذات الواح ودسر'' کی تلمیح کے ساتھ اور ایک آیت میں ''جاریۃ'' الفاظ شامل ہیں۔

(۶) عربوں کی سمندری پیائش اور موجودہ بحری پیائش میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ عربوں کے نقشہ کے مطابق بحر روم کے طول میں طنجہ سے طرابلس (شام) تک صرف ایک درجہ کا فرق ہے۔ اسی طرح بحر قلزوم اور بحر احمر کی جو پیائش ابن خلدون نے نقل فرمائی ہے۔ وہ چودہ سو میل ہے۔ اور آج کے جدید نقشوں کی رو سے اس کی مسافت 1,310 میل بتائی جاتی ہے۔

(۷) قرآن پاک میں جہاز رانی کے فوائد، نقل حمل کے ذرائع، اور اللہ کا فضل و کرم کے متعلق سورہ رحمٰن ا، سورہ الحج ۹، سورہ شوریٰ ۴، سورہ ابراہیم ۵، سورہ روم ۵، سورہ یاسین ۳، سورہ عنکبوت ۷، سورہ لقمان ۴، سورہ بنی اسرائیل، سورہ یونس ۳، سورہ نور ۵، سورہ نمل ۵، سورہ انعام ۸، میں ذکر موجود ہے۔

(۸) جہازوں کے نام کا رواج عربوں کے عہد میں بھی تھا۔ جو ۳۰۴ھ میں احمد و عبدالصمد برداران، عبدالرحمٰن بن جعفر سیرانی جاگر، سفینۃ الرسول وغیرہ نام قابل ذکر ہیں۔ اور ان بحری جہاز سازی کے کارخانے تمام اہم بندرگاہوں میں ہوتے تھے جنہیں عموماً ''درالصناء'' کہتے تھے۔ جن میں مال بردار جہازوں کے علاوہ جنگی بیڑے (جہاز) بھی ہوتے تھے۔ (بحوالہ کتاب 'عربوں کی جہاز رانی'' از مولانا سید سلیمان ندویؒ۔ بقول مرحوم مصنف اس پر لکھی گئی جملہ کتابیں ہنوز پیارس فرانس میں موجود ہیں۔)

ابراہیم بغدادی

بھارت میں پہلے کون اور کیا؟

★ مومن عبدالسلام۔ کلیان ضلع تھانے

رضیہ سلطانہ ــــ پہلی مسلم خاتون حکمراں ــــ سنہ ۱۲۳۶ء

فاطمہ شیخ ــــ پہلی مسلم ٹیچر پونے میں ــــ سنہ ۱۸۵۸ء

بنکم چندر چٹرجی ــــ ڈپٹی کلکٹر کلکتہ ــــ سنہ ۱۸۵۸ء

رام پرساد رائے ــــ ہائی کورٹ جج ــــ سنہ ۱۸۸۲ء

شمبھو ناتھ پنڈت ــــ سپریم کورٹ جج ــــ سنہ ۱۸۸۲ء

روبیندر ناتھ ٹیگور ــــ نوبل انعام یافتہ ــــ سنہ ۱۹۱۳ء

سوکمار سین ــــ چیف الیکشن کمشنر ــــ سنہ ۱۹۴۷ء

راجکماری امرت کور ــــ پہلی مرکزی وزیر ــــ سنہ ۱۹۴۷ء

سروجنی نائیڈو ــــ گورنر اتر پردیش ــــ سنہ ۱۹۴۷ء

شریمتی سچیتا کرپلانی ــــ پہلی وزیر اعلیٰ ــــ سنہ ۱۹۴۷ء

چکرورتی راج گوپال آچاریہ ــــ گورنر جنرل ــــ سنہ ۱۹۴۸ء

جنرل کے ایم کریپا ــــ سربراہ بری فوج ــــ سنہ ۱۹۴۹ء

ہرلال جے کانیا ــــ چیف جسٹس ــــ سنہ ۱۹۴۹ء

سیف الدین کچلو ــــ پہلا لینن انعام یافتہ ــــ سنہ ۱۹۵۴ء

ایڈمرل آر ڈی کٹاری ــــ سربراہ بحری ــــ سنہ ۱۹۵۴ء

شریمتی وجیا لکشمی پنڈت ــــ بین الاقوامی تنظیم کی صدر ــــ سنہ ۱۹۶۰ء

ڈاکٹر نیگندر سنگھ ــــ بین الاقوامی عدالت جج ــــ سنہ ۱۹۶۰ء

شریمتی اندرا گاندھی ــــ پہلی خاتون وزیر اعظم ــــ سنہ ۱۹۶۶ء

ڈاکٹر ذاکر حسین خاں ــــ پہلے مسلم صدر جمہوریہ ــــ سنہ ۱۹۶۹ء

کرن بیدی ــــ آئی پی ایس افسر ــــ سنہ ۱۹۷۲ء

پی ٹی اوشا اتھلیٹ ــــ اولمپک چمپئن ــــ سنہ ۱۹۸۰ء

راکیش شرما ــــ پہلا شخص خلا میں جانے والا ــــ سنہ ۱۹۸۴ء

بچیندری پال ــــ پہلی خاتون فاتح ایورسٹ ــــ سنہ ۱۹۸۴ء

ڈاکٹر کلپنا چاؤلہ ــــ پہلی خاتون خلا میں جانیوالی ــــ سنہ ۱۹۹۷ء

ایم فاطمہ بی بی ــــ پہلی مسلم خاتون سپریم کورٹ جج ــــ سنہ ۱۹ء

ہم سے پوچھئے آپ بتائیں گے

از : مسٹر تابڑ توڑ

قارئیں کی دلچسپی، معلومات اور تفریح طبع کے لئے یہ سلسلہ شروع کیاگیا ہے۔ ایسے سوالات (زیادہ سے زیادہ تین) پوسٹ کارڈ یا ان لینڈ لیٹر پر صاف اور خوشخط لکھ کر پتہ ذیل پر ارسال فرمائیں۔
خیال رہے کہ نقش کوکن مذہبی جریدہ نہیں ہے۔ سوال بھیجنے والے کانقش کوکن کا خریدار ہونا شرط نہیں ہاں! وہ خریداروں میں شامل ہوجائیں تو ہم شکر گذار ہوں گے۔

پتہ "مسٹر تابڑ توڑ"۔ **ماہنامہ نقش کوکن**
۴۳ اے سوداگر، ایم ڈی بائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۔ ۴۰۰۰۱۰

افتخار ابراہیم گولنداز ـــــــ ورلی، ممبئی

سوال: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ عورت کے آنسوؤں اور مرد کے آنسوؤں میں کیا فرق ہے؟

ج: نمی تو یکساں ہوتی ہے مگر فرق صرف اتنا ہے کہ عورت کے آنسو پہلے نکلتے ہیں (سب کے سامنے) جب وہ مرد سے کسی چیز کی فرمائش کرتی ہے اور مرد کے آنسو اس کی فرمائش پوری کرنے کے بعد نکلتے ہیں۔ (تنہائی میں)

سوال: توکل کے معنی کیا ہیں؟

ج: توکل کے لفظی معنی بھروسہ ہیں مگر یہ ایک عقیدہ ہے اور توکل کا عقیدہ آدمی کو یقین عطا کرتا ہے جہاں اپنی کی حد ختم ہوجائے وہاں ایک غیبی طاقت ہماری مدد کے لئے موجود رہتی ہے۔ توکل کا یہ عقیدہ اہلِ ایمان کا بڑا سرمایہ ہے۔

قمر النساء ناز ـــــــ باندرا۔ ممبئی

سوال: جب ہم چھینکتے ہیں تو آنکھیں بند کیوں ہوجاتی ہیں؟

ج: اللہ تعالےٰ نے یہ حفاظتی انتظام رکھا ہے کہ آنکھیں کسی بھی خطرہ کو محسوس کرکے بند ہوجاتی ہیں۔ جب ہم چھینکتے ہیں تو اس کا جھٹکا آنکھوں کے لئے خطرہ کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا وہ قدرتی طور پر بند ہوکر اپنی حفاظت کرلیتی ہیں۔

سوال: اگر بچپن میں عقیقہ نہ کیا گیا ہو اور بڑی عمر میں کرنا چاہیں تو بال کٹوانے کا

کیا حکم ہے؟ بالخصوص عورتوں کے لئے؟

ج : عقیقہ ایک مسنون عمل ہے۔ واجب یا فرض نہیں۔ افضل اور بہتر یہی ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن کیا جائے تاخیر ہو تو اکیسویں دن کریں۔ اس کے بعد اس کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔

ریحانہ عبدالکریم خان ـــــ کھاٹکوپر، ممبئی

سوال: الاسٹک اور پلاسٹک میں کیا فرق ہے؟

ج : گرچہ کہ دونوں صوتی اعتبار سے ایک دوسرے سے کافی قریب ہیں مگر خاصیت میں کوسوں دور ہیں۔ الاسٹک کھینچنے سے پھیلتا ہے اور چھوڑ دو تو اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے مگر پلاسٹک میں ایسی کوئی خوبی نہیں ہوتی۔

سوال: سنتری اور منتری میں کیا انتر ہوتا ہے؟

ج : اسے آپ جنتر منتر کا کھیل سمجھ کر ٹالئے نہیں بلکہ غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ سچا منتری وہی ہے جو دیش کا وفادار سنتری ہو۔

عبدالسلام خیرالدین ـــــ کرلا، ممبئی

سوال: مسلمان جب عازم سفر حج ہوتا ہے تو اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنی کمائی کی بے داغ رقم اس سفر میں کام آئے اور اس کے لئے بیشتر عازمین سبکدوشی کے بعد ملنے والی فنڈ کی رقم سے حج کرتے ہیں۔ مگر اب دیکھنے میں آیا ہے کہ حج کمیٹی کی طرف سے جانیوالے عازمین کو حج کے ٹکٹوں کی رقم میں حکومت سبسیڈی کے طور پر رقم ادا کرتی ہے کیا اس رقم سے حج کرنا جائز ہے؟

ج : یہ سوال آپ کسی عالم دین سے پوچھیئے تو بہتر ہے؟

سوال: کمال اتاترک کون تھے؟

ج : مملکت ترکستان کے معمار جنہوں نے ۱۹۲۳ء میں ترکستان کو حق جمہوریت عطا کروایا اور ۱۹۲۳ء سے ۳۸ء تک اسکے عہدہ صدارت پر فائز تھے۔ آپ کا اصل نام مصطفےٰ کمال پاشا تھا۔

واحد محسن شہاب الدین شیخ ـــــ ناڈکرنی پارک وڈالا

سوال: کیا وجہ ہے کہ لوگ سیاست کو برا بھلا کہتے ہیں پھر بھی اس کی طرف تیزی سے مائل ہوتے ہیں۔

ج : مختلف و متعدد شعبہ ہائے زندگی میں یہ سیاست ایک ایسا شعبہ ہے جس میں نہ تعلیمی قابلیت دیکھی جاتی ہے نہ عمر کا لحاظ کیا جاتا ہے بلکہ سبکدوشی کے لئے بھی عمر کی کوئی قید نہیں ہے لہٰذا لوگ آسانی سے اس طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

اور پھر ایک ایسا نشہ ہے کہ
"چھٹتی نہیں ہے کافر منہ سے لگی ہوئی"

سوال: سیاست میں کامیابی کا راز کیا ہے؟
ج : اپنا راز کسی کو نہ بتانا ہی تو اس شعبہ میں کلیدِ کامیابی ہے۔

امیر الدین حسن مقادم ...... ساسنری نگر، اندھیری

سوال: خوش قسمت کسے کہہ سکتے ہیں؟
ج : قسمت کے مارے اس انسان کو جس پہ خوشی مہربان ہو جائے۔

سوال: تاروں کا گو شمار میں آنا محال ہے لیکن کسی کو نیند نہ آئے تو کیا کرے؟
ج : لحاف اوڑھ لے۔

مہرالنساء محمد حنیف ناکاڑے۔ مجگاؤں ممبئی ۱۰

سوال: ستی (ہندو بیوہ کا شوہر کی چتا پر جل کر مرجانا) کی رسم کب سے بند ہوئی ہے۔
ج : ۱۸۲۹ء سے

سوال: مغلیہ سلطنت کا آخری تاجدار؟
ج : شہنشاہ محمد بہادر شاہ ظفر۔

"آپ سیکھنا چاہیں تو آپ کی ہر غلطی آپ کو سبق دے سکتی ہے۔"
(ارسطو)

"اجمیر" تاریخ کے آئینے میں

تاریخ ہند میں اجمیر کا نام "آجامیر" بتایا گیا ہے۔ آجا ایک راجہ کا نام تھا "میر" پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اس لئے یہ پہاڑی علاقہ (تارا گڈھ پہلے یہی اصل بستی تھی) راجہ آجا کے نام سے منسوب تھا۔ جو کثرت استعمال سے اجمیر ہو گیا۔ اجمیر ۵۸۸ھ تک چوہان راجاؤں کا گڈھ تھا۔ سلطان شہاب الدین غوری نے اس گڈھ کو توڑا اور تھانیسر کے میدان میں پرتھوی راج چوہان کو شکست دے کر اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔ شہاب الدین غوری کے بعد خاندان غلامان کے بانی قطب الدین ایبک نے میران سیّد حسین خنگ سوار کو اجمیر کا قلعہ دار بنایا جو بعد میں راجپوتوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش اور علاء الدین خلجی کے عہد میں اس کی قلعداری احمد اور شاہین بیگ کے ہاتھوں میں آئی ۷۱۰ھ کے بعد تقریباً ۱۲۵ برس تک اجمیر میواڑ کے راجاؤں کے قبضے میں رہا۔ ۸۵۹ھ میں محمود خلجی نے اسے فتح کیا اور خواجہ نعمت اللہ خان کو قلعدار بنایا۔ پھر بادشاہ نے ولی عہد کو جاگیر میں دے دیا۔ ولی عہد کی جانب سے ملوکی خان حاکمِ اجمیر ہوا۔ اس کے دورِ عملداری میں اجمیر کی آبادی تارا گڈھ سے اتر کر سرزمین پر آبسی جہاں آج اجمیر آباد ہے۔

★

جنوری ۲۰۰۶ء کے نقش کوکن کے پہلے ہی صفحہ پر اسماعیل یوسف کالج مسجد کی تصویر دیکھ کر اور اداریہ پڑھ کر خوشی ہوئی جس میں قرآن پاک کو پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کے بارے میں مضمون درج ہے۔

مگر اسی شمارے میں صفحہ ۳۰ پر دولہوں اور دولہنوں کے تصاویر دیکھ کر دکھ ہوا اور ہمیشہ اس کو پسند نہ فرمایا مگر آج خط تحریر کرکے اپنے خیالات کو آپ تک پہنچانا ضروری سمجھا چوں کہ نقش کوکن سے ہمارا سب کا ہے۔

آپ رسالے میں لوگوں کو دین کی دعوت دیتے ہیں اسی رسالے میں اپنی بہو بیٹی کی، دولہنوں کی تصاویر شائع کرکے غیروں کو بتلائیں یہ بات شاید ہی کوئی پسند کرے اور یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ ہمارے رسالوں میں ہم دولہنوں کی تصاویر شائع کریں اس سے بہتر ہے کہ کوکن میں جو تعلیمی کام جاری ہیں ان تعلیمی اداروں، اسکولس، کالج وغیرہ کے تصاویر شائع کریں اس کی معلومات لوگوں تک پہنچائیں تاکہ ہمارے بھائیوں میں تعلیمی رجحان پیدا ہو، تعلیمی رغبت پیدا ہو۔ مجھے امید ہے اس خط نقشۂ پر کرو۔

کے بعد آپ کسی بہو بیٹی کی تصویر یا خصوصاً دولہنوں کی تصویر شائع نہ کریں گے۔ ہو سکے تو کوکن کے مدارس کی معلومات و تصاویر شائع کریں ہم بھی انشاء اللہ تعاون کریں گے۔ جزاک اللہ۔۔

فقط آپ کا بھائی **صغیر احمد ڈانگے**

جواب: ہم تو چاہتے ہیں کہ مدارس و مساجد کی تصاویر ہمارے پاس آئیں ان کی معلومات ہمیں بہم پہنچائی جائے اور اس کے لئے ہم درخواست بھی کرتے ہیں مگر "ہماری آواز صدا بصحرا"۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے آپ کے زیر اثر (ضلع بھانہ کے) گیارہ ہائی اسکولوں کی معلومات طلب کی تھی۔ خیر! جو لوگ اپنی تصاویر بغرض اشاعت بھیجتے ہیں ہم انہیں ناراض بھی نہیں کر سکتے۔

بقول آپ کے (اور ہمارا بھی یہی یقین ہے) یہ پرچہ سب کا ہے۔

(مدیر)

★

میں کویت میں مقیم ہوں سمندر پار رہ کر بھی ماہنامہ نقش کوکن برابر میرے زیر مطالعہ رہتا ہے۔ خلیجی ممالک کے علاوہ برطانیہ، افریقہ، آسٹریلیا اور دیگر ممالک حتیٰ کہ بحری جہاز پر ملازمت کرنے والے اپنے کوکن کے باشندے بھی اس پرچہ کے منتظر رہتے ہیں اس لئے کہ یہی ایک پرچہ ہے جو ہمیں اپنے وطن مالوف کی خبریں فراہم کرتا ہے۔ اسے جاری رکھئے اور ہم اس کے جاری رہنے بلکہ خوب سے خوب تر بننے کی دعا کرتے ہیں۔

پچھلے دنوں میرے ایک عزیز ہم وطن
اکبر علی گوٹھے کا مضمون پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی
تازہ ترین شمارہ مطالعہ میں ہے اس میں سوال و
جواب کا کالم اور ہماری پسند کے عنوان سے
اشعار کا کالم بے حد پسند آیا۔ کویت میں بڑی
تعداد میں کوکنی حضرات ہیں جو شعر و سخن کی مجلسیں
منعقد کرتے ہیں آپ کی کوشش بھی اُردو کی
شمع روشن رکھنے میں مددگار ہے۔

چند ماہ قبل نقش کوکن بند ہونے کی
خبر پڑھی تھی دل کو بے حد صدمہ ہوا مگر شکر
ہے خدا کا اب تک جاری ہے اور ہمیشہ
جاری رہنے کی ہم دعا کرتے ہیں۔ اس کا زرِ سالانہ
کچھ گراں ہیں، پھر بھی ہم سرِ تسلیم خم کرتے
ہیں۔ آپ اسے جاری رکھیئے۔۔۔

منصور بیگ (کویت)

★

مئی کا نقش کوکن نظر نواز ہوا۔ اس
شمارے میں کئی طرح کی متعدد غلطیاں راہ پا گئی
ہیں۔ سرِ ورق پر نوازا کی بجائے "نوازہ"، موصوف
کی جگہ "موصوفہ" اور وائس چانسلر کی جگہ "چانسلر"
لکھا گیا ہے۔ چانسلر اور وائس چانسلر میں کافی
فرق ہے۔ اندرونی صفحات میں ڈاکٹر محمد قاسم دلوی
کے انٹرویو میں تصویر محمد قاسم دلوی کی ہے جو میرے
برادر بزرگ ہیں اور جو اُردو کے استاد اور اسکالر
ہیں، ان کی حال ہی میں لندن سے ایک کتاب
" Teach yourself Urdu " شائع ہوئی
ہے۔ آپ کے رسالے میں دو ماہ قبل اسکی تفصیلی خبر
بھی شائع ہوئی تھی۔ ڈاکٹر محمد قاسم دلوی میرے ماموں
زاد بھائی ہیں اور یہ مشہور ماہر معاشیات ہیں۔
مجھے خوشی ہے کہ ادارے کی غلطی کی وجہ سے میرے
دونوں بھائی اس اشاعت میں شامل ہیں، لیکن یہ
ایک مضحکہ خیز بات ہوگئی ہے۔ اگلے شمارے میں اس
بات کی وضاحت ضروری ہے۔

اداریہ میں پڑتا کی بجائے "پڑھتا" لکھا ہے۔
اسی طرح اداریہ ہی میں اعزازیہ کی بجائے دو مرتبہ
"اعجاز" لکھا گیا ہے۔ یہ پروف ریڈنگ کی نہیں
بلکہ صریحاً زبان کی غلطی ہے۔ آخری صفحات میں
اشتہار چھپا ہے۔ اس میں علامہ اقبال کے شعر

آگ ہے، اولاد ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

کے نیچے اقبال کی جگہ مشتہر کیپٹن محمد ابراہیم موڈک
کا نام ہے۔ لہٰذا یہ اشتہار بھی مضحکہ خیز ہو گیا ہے۔
شعر کے نیچے "اقبال" ــــ اور ایک اضافی جملے
"نیک خواہشات"، یا "تمناؤں کے ساتھ" کیپٹن
محمد ابراہیم موڈک صاحب کا نام آنا چاہیئے تھا۔
صفحہ ۱۳ پر "کوکن برائے ہماری پسند" کے کیا معنیٰ؟
اس کے علاوہ بھی پروف ریڈنگ کی بے شمار غلطیاں
ہیں۔ غلطیوں کی نشاندہی کے لئے معذرت خواہ ہوں
اس امید کے ساتھ کہ آپ اس طرح کی غلطیاں نہ
ہونے دیں گے۔[۱]

مخلص: **ڈاکٹر عبدالستار دلوی**

۱ء کیپٹن فقیر محمد مستری کی سبکدوشی کے بعد اس قسم کی غلطیاں
بار بار ہو رہی ہیں۔ ہم معذرت خواہ ہیں اور اس کوشش میں
ہیں کہ کوئی اُردو داں ہمیں مل جائے۔ جون ۲۰۰۰ء

کوکن بینک کوسہ میں کمپیوٹرسسٹم کی شروعات

ضلع تھانہ کے نو منتخبہ کٹرس جناب تنویر فانکے اور مالک احمد ڈولارے نے پندرہ دن کے اندر کمپیوٹرسسٹم رائج کرنے کا وعدہ کیا تھااس پر آج سے عمل شروع ہوگیا ہے۔ وہ ۱۹/اپریل کو اپنے دفتر میں طلب کردہ پریس کانفرنس میں بینک کی کارکردگی کے متعلق معلومات دے رہے تھے انہوں نے کہا کہ گذشتہ تین سال کے دوران ساڑھے آٹھ کروڑ کا بزنس ہوا ہے اور پونے تین کروڑ روپے کا لون دیا گیا ہے جبکہ وصولی ۹۵ فیصد ہورہی ہے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس وقت سیونگ پاس بک اور دستخطوں کی تصدیق بذریعہ کمپیوٹر کی جائے گی۔ اس موقع پر تنویر فانکے اور ملک احمد ڈولارے بھی موجود تھے۔ ایک سوال کے جواب میں تنویر فانکے نے کہا کہ ملٹی اسٹیٹ کے تحت حیدر آباد اور کولھا پور میں دو شاخیں قائم ہورہی ہیں جبکہ مزید بیس شاخیں قائم کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ اسی طرح آل ٹائم منی (ATM) کی سہولت فراہم کرنا بھی ہمارے پیش نظر ہے ۔ اس کانفرنس میں کمپیوٹر انچارج الطاف قاضی، لون آفسر لیاقت پرکار اور اکاؤنٹنٹ شبیر بیا بھی موجود تھے۔ علیم شیخ صاحب نے کہا کہ اس برانچ کے عملے کی تعداد ۱۸ ہے۔ شکایت موصول ہونے کی صورت میں فوراکارروائی کی جاتی ہے۔

وزیرتعلیم شری انیل دیشمکھ کے ہاتھوں انجمن اسلام بینڈیونٹ کواعزاز

۲۰/اپریل ۲۰۰۰ء کو پاٹھک ٹیکنیکل ہائی اسکول سانتا کروز (ایسٹ) میں ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کی جانب سے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں ڈپٹی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن شریمتی راجشری کیلکر صاحبہ، شریمتی بسنتی رائے (ایجوکیشن انسپکٹر، ساؤتھ زون)، شری کاملے، شری راجپوت، پرنسپل ظفراللہ خان قلعدار وغیرہ نے شرکت کی۔

اس جلسے کی صدارت مہاراشٹر کے وزیر تعلیم شری انیل دیشمکھ صاحب نے انجام دی اور اپنے ہاتھوں انجمن اسلام ہائی اسکول کے بینڈ یونٹ کو سال رواں ۲۰۰۰-۹۹ کے بہترین بینڈ کے اعزاز پر ٹرافی اور سند سے نوازا۔ ۱۵۵۰ اسکولوں میں انجمن اسلام کے بینڈ یونٹ نے شاندار پریڈ اور نظم و ضبط پر اسے حاصل کیا۔ ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ نے ستمبر تا فروری بمبئی کے مختلف اسکولوں میں تین مقابلے منعقد کیے۔ پہلا مقابلہ سینٹ زیویرس، انجمن اسلام اور فائنل مقابلہ دادر شاردا آشرم میں لئے گئے جس میں ممبئی کے ہرزون کے بینڈ نے شرکت کی لیکن تینوں مقابلوں میں انجمن اسلام وی ٹی کے بینڈ نے اوّلین پوزیشن حاصل کر کے اسکول کی شہرت میں چار چاند لگائے۔ اس کامیابی کیلئے عبدالرؤف پیران (بینڈ ماسٹر)، محمد ناصر محمد یعقوب (آر، ایس، پی انچارج) نے انتھک کوشش کی۔ اور اوّل نمبر حاصل کرنے میں اہم رول ادا کیا۔

کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن لندن کاانتخاب نو

۲/اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقدہ سالانہ جلسۂ انتخاب میں درج ذیل عہدیداران اور مجلس انتظامیہ کے لئے اراکین منتخب ہوئے جن کی مدت تین سال کیلئے ہے۔

چیئرمین = حسن ایم پرکار

وائس چیئرمین = محمد ابراہیم پرکار

سکریٹری = عبداللہ مقادم

اسسٹنٹ سکریٹری = عثمان حجوانے

خازن = معظم بغدادی

نائب خازن = ساحر شیوی
آڈیٹر = اکبر چوگلے
کمیٹی ممبران = حمید میاں پرکار، حسین احمد عبدالقادر پرکار، فیض احمد جمعدار، نظیر اے پرکار، محمد دلوی، بہاؤالدین پرکار، اقبال گیتے، عبدالکریم بجلے۔
فاؤنڈیشن کے سکریٹری نے اپنی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے خبر دی کہ ملینیئم سال میں فاؤنڈیشن نے ساڑھے تین لاکھ روپے (زکوٰۃ فنڈ) مستحقین میں تقسیم کیئے۔ اور سال کے اخیر میں گریجویٹ کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ رکھے ہوئے ہے۔
فاؤنڈیشن کے اغراض و مقاصد میں دنیا کے کسی بھی حصہ میں کوکنی برادری کے افراد کے ناداروں کے لئے امداد دینا، ان میں فروغ تعلیم کے لئے کوشش کرنا وغیرہ شامل ہے۔ اس کارکن بننے کے لئے صرف ڈیڑھ سو پاؤنڈ لائف ممبر شپ ادا کرنے ہوں گے۔ دنیا کے کسی بھی حصہ سے کوکنی مسلم حضرات اس کے رکن بن سکتے ہیں۔

تھانہ کی آئیڈیل ہائی اسکول رضوان حارث اور شمس الدین گھاوٹے کے نام سے منسوب

اکیسویں صدی کے انقلابی چیلنج کا مقابلہ کرنے کیلئے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے لئے ووکیشنل کورسیز کو قائم کریں جس سے نوجوانوں کو روزگار فراہم ہوگا۔ حکومت مہاراشٹر کی انفارمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے پیش رفت جاری ہے۔ ان خیالات کا اظہار حکومت مہاراشٹر کے اعلیٰ ٹیکنیکل تعلیم کے وزیر انیس احمد نے تھانہ

نقشِ کوکن

میں آئیڈیل ہائی اسکول اور جونیئر کالج کے جشن سیمیں کے موقع پر کیا۔ جس کی صدارت سابق ایم ایل اے اور سوسائٹی کے صدر رضوان حارث نے کی۔
تھانہ رابوڑی میں آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام جاری ہائی اسکول اور جونیئر کالج کی سلور جوبلی تقریب میں بھیونڈی کے ایم ایل اے رشید طاہر مومن، ممبئی سے یوسف لکڑاوالا، طبیہ کالج کے چیرمین ڈاکٹر ظہیر، تھانے ضلع پریشد کے نائب صدر عرفان بھورے، صحافی حسن کمال، ہارون موزہ والا، آر سی پاٹل خصوصی طور پر شریک تھے۔ اس موقع پر آئیڈیل ہائی اسکول کو رضوان حارث ہائی اسکول اور مرحوم شمس الدین پرائمری اسکول کے ساتھ نجم الدین قاضی ہال سے منسوب کرنے کی رسم وزیر موصوف کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ صدارتی تقریر میں رضوان حارث نے ادارے کی ۲۵ سالہ کارکردگی کے دوران جن خیر خواہوں نے اسکول اور جونیئر کالج کے لئے تعاون دیا ان اداروں اور مخیّر اصحاب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مزید تعاون کی اپیل کی۔ آپ نے ہائی اسکول میں آئندہ تعلیمی سال سے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس علاقوں میں مختلف مساجد کے اماموں کے بچوں کے لئے مفت تعلیم کا اعلان کیا۔

تھانے کو ملک کے بہترین شہر کا ایوارڈ

تھانہ۔ تھانے شہر کو بہترین شہر کا ایوارڈ حال ہی میں دہلی کی ایک شاندار تقریب میں دیا گیا۔ یاد رہے کہ گذشتہ دنوں مرکزی شہری ترقیات کے تحت ہڈکو نے تھانے شہر کو بہترین شہر کے انعام سے نوازا۔ گذشتہ دنوں دہلی میں منعقد ایک پروقار تقریب میں یہ انعام مرکزی شہری ترقیات کے وزیر جگموہن نے مرکزی وزیر مملکت برائے شہری ترقیات بندارد دتاترے نیز ہڈکو کے چیرمین وی سریش کی موجودگی میں تھانے کے میونسپل کمشنر ٹی چندر شیکھر ڈپٹی میئر میگناتھ مہاترے، اسٹینڈنگ کمیٹی کے چیرمین سندا داتے حزب مخالفت لیڈر دیورام بھوئیر اور ہاؤس لیڈر ور گر عمائدین کی موجودگی میں تھانے کو بہترین شہر کا ایوارڈ دیا۔ اس ہال میں موجود سامعین نے تالیوں کی گونج میں اس انعام کا سواگت کیا۔
تھانے کارپوریشن کے حدود میں چالیس اہم منصوبوں کو مکمل کیا گیا۔ تین مراحل میں تھانے کے اہم راستوں کی توسیع و تعمیر کی گئی علاوہ ازیں مختلف نالوں کی صفائی کر کے انہیں خوبصورت بنایا گیا۔ علاوہ ازیں اہم شاہراہوں کو خوبصورت بنا کر شہری ترقیات کا انعام پانے والا مہاراشٹر میں تھانے کا پہلا شہر ہے جسے کلین سٹی کا انعام تفویض کیا گیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر نثار بروڈکر، راج کلیانی، عبدالرحمٰن گونڈیکر سندیپ پاٹل، رمن کھاتو اور دیگر معزز مہمانان موجود تھے۔ کیمپ میں آنکھوں کے امراض کے ماہر ڈاکٹر دھارواڑکر دھیرے نے اپنی خدمات بخوبی انجام دی۔ یہ سلسلہ صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک جاری رہا۔ جس میں ۱۵۹۶ افراد کی آنکھوں کا معائنہ کیا گیا اور ۴۷۲ ضرورت مند افراد کو حسب ضرورت مفت چشمے دیئے

گئے نیز انہیں دوائیں بھی فراہم کی گئیں۔ معائنہ کے دوران ۹۲ افراد کی آنکھوں میں موتیابند پایا گیا ان افراد کو سرکاری کیمپوں میں آپریشن کروانے کا مشورہ دیا گیا۔ بنجیرہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے نائب صدر ڈاکٹر نثار پرواڈکر نے کیمپ کے متعلق معلومات فراہم کی اور کہا کہ مروڈ میڈیکل ایسوسی ایشن کے ذریعے طبی خدمات کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

محمد علی سرکھوت کو اعزاز

یکم مئی کو شیواجی پارک میں منعقد ہونے والی ایک سرکاری تقریب میں گورنر ڈاکٹر پی سی الیگزینڈر کے ہاتھوں ۱۲؍افراد کو صدر جمہوریہ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ جن میں راشٹرپتی ایوارڈ کے لئے محمد علی غلام محی الدین سرکھوت سابق جوائنٹ فائر افسر بھی شامل تھے۔

کھوپولی میونسپل کونسل اردو سکنڈری اسکول میں جلسہ تقسیم انعامات

کھوپولی میونسپل کونسل اردو سکنڈری اسکول میں جلسہ تقسیم انعامات واسناد جناب پرکاش راؤ مرکوٹے، صدر کھوپولی جناب مدھوکر راؤ چوہان صدر مہاڈا ممبئی۔ ابراہیم پاٹل نائب صدر کھوپولی میونسپل کونسل، جناب توکارام صابلے شکشن سبھاپتی۔ است راؤ مورے باندھکام سبھاپتی، محترم لونگارے صاحب چیف آفسر کھوپولی میونسپل کونسل، الہاس راؤ دیشمکھ صدر ضلع کانگریس کمیٹی، جناب محمد دودو کے صاحب، سابق میونسپل کونسلر۔ خواتین کونسلرس میں پوشپا صابلے ، فاطمہ دودو کے، ممتاز ابراہیم پاٹل، رجنی سروے ان کے علاوہ شہر کے معزز سرکاری غیر سرکاری عہدیداران موجود تھے۔ مہمانوں کا تعارف پرائمری ہیڈ ماسٹر جناب یوسف ملانے کیا۔ اسکول کی مفصل رپورٹ ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب اقبال حسین پٹویکر نے پیش کی۔ نائب صدر بلدیہ ابراہیم پاٹل نے ریاستی وزیر کو کہا۔ اردو اسکول کی بنیاد ۱۹۸۱ء میں رکھی گئی۔ اسکول کی عمارت کے متعلق درپیش مسائل تقریباً حل ہوچکے ہیں۔ بلڈنگ کے لئے اکثرائے بند ہونے کے سبب منظوری کے لئے ریاستی حکومت کے پاس بھیجا گیا ہے، فنڈ کی منظوری میں تعاون کریں۔ الہاس راؤ دیشمکھ صاحب نے اسکول کی ترقی ایس ایس سی کے بہترین نتائج پر معاون اساتذہ اور صدر مدرس کو مبارکباد دی۔ چیف آفسر جناب لونگارے صاحب نے اسکول کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اردو زبان کی شیرینی بیان کرتے ہوئے غالب کے اشعار سناکر اردو دوستی کا نمونہ پیش کیا۔ مہمان خصوصی ریاستی وزیر جناب مدھوکر راؤ چوہان نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسکول بلڈنگ کے سلسلے میں ہر لحاظ سے مدد کروں گا۔ صدارتی تقریر میں جناب پرکاش راو مرکوٹے انعام پانے والے بچوں کو مبارکباد دی۔ مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ جناب عبدالسلام ہیرولی سرنے ادا کئے۔ نظامت کے فرائض جناب یونس سید سرنے ادا کئے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر سرورق کے رنگین تصاویر میں دیکھئے۔

(صدر مدرس۔ کھوپولی)

اکیسویں صدی میں کمپیوٹر تیز رفتاری کی عالمگیر اٹھان

حالات کی تبدیلی ناگزیر اور تعلیمی (کمپیوٹر، نیٹ ورک) پیش رفت کا عمل تیز سے تیز ہے۔ یقیناً دس پندرہ سال بعد دنیا کا نظام اسی کے زیر تابع ہوگا۔ اسی لئے مسلم سماج اور خصوصاً صنفِ نازک کو کمپیوٹر کورس سے وابستگی ضروری ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ جناب انیس احمد وزیر اعلیٰ ٹیکنیکل تعلیمات حکومت مہاراشٹر نے ۲۹؍اپریل ۲۰۰۰ء کو ڈاکٹر ذاکر حسین اردو جونیئر کالج ناگپور کمپیوٹر کلاس کے افتتاحی جلسے میں پورے اعتماد و یقین سے ادا کئے۔ صدارت سابق ممبر پارلیمنٹ شری بنواری لال پروہت، مینجنگ ایڈیٹر انگلش ہتواد فرما رہے تھے۔ موصوف نے ۱۹۹۶ء میں مذکورہ کالج کی سلور جوبلی تقریب میں اپنے پارلیمنٹ فنڈ سے ۵ لاکھ روپئے عطیے کا اعلان کیا تھا۔ اور موصوف ہی کی کوشش سے موجودہ ممبر پارلیمنٹ شری ولاس متموار نے اس کام کی تکمیل کی جو مسلم معاشرے میں نت نئی تبدیلیوں کا ضامن ہوگا۔ کالج کے وسنت راؤ نائک ہال میں سب سے پہلے مہمان خصوصی مزدور نیتا سید قمرالزماں نے بتایا کہ ۲۸ سال میں کالج کی وجہ سے ہزار سے زائد بچیاں ڈی ایڈ کرکے ودربھ کی تمام اردو اسکولوں میں اپنے تعلیمی فرائض انجام دے رہی ہیں۔ اس موقع پر لی گئی تصویر ٹائٹل کے رنگین تصاویر میں ملاحظہ فرمائیں۔

تعلقہ سطح پر تقاریر اور قومی گیتوں کا مقابلہ
الھدیٰ سوشل ویلفیر سوسائٹی

الھدیٰ سوشل ویلفیر سوسائٹی زونیکر محلّہ کے زیر اہتمام اڑکھل تری بندر تعلقہ داپولی رتناگری اردو اسکول میں قرب و جوار کے کم از کم ۱۳۱ اسکولوں کے تحتانوی اور فوقانی گروپ کے تقریروں کا عنوان تھا "ہمارا قومی لیڈر" اور فوقانی گروپ کے تقریر کا عنوان تھا "بھارت کا دفاعی نظام" اس پروگرام کے صدر جناب دلاور دلوی سابق ڈپٹی ایجوکیشنل آفسر تھے۔ اسکول کے طلباء نے حمد پڑھی۔ بعد میں پاج اردو اسکول کی استانی دلشاد ایبز کر نے نعت اور استقبالیہ گیت پیش کیا۔ الھدیٰ کے صدر قاضی بدالدین بدر نے سوسائٹی کے اغراض و مقاصد بیان کیئے۔ اردو اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب عبداللہ ولیلے صاحب نے پروگرام کی نوعیت اور ججوں کا تعارف پیش کیا۔ اساتذہ جناب مسعود الرحمٰن اور شرف الدین شیخ اور زامگے اسکول کے کیند پرکھ جناب منصور شہاپورے نے ججوں کے فرائض انجام دیئے۔ مہمانان خصوصی میں اکرم بہادر کیند پرکھ ہرنئی اسکول تھے۔ اور زیر تعمیر انجرلہ کھاڑی پل کے گھارپورے کنسٹرکشن کمپنی کے انچارج انجینئر شری پٹواری صاحب تھے۔ اس پروگرام کے اعزازی نمائندے اور الھدیٰ کے روح رواں سابق صدر مدرس اڑکھل اردو اسکول جناب اسمٰعیل بامنے نیز سابق صدر مدرس اردو اسکول اڑکھل جناب شرف الدین پرکار جو فی الحال اے۔ ڈی۔ آئی کھیڈ تعلقہ موجود تھے۔ ان دونوں سابق صدر اساتذہ کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ تقریری مقابلہ آرائی میں تحتانوی گروپ میں مس ثناء محمد قاضی اردو اسکول اڑکھل کی طالبہ اول آگئی جس کو ٹرافی اور ۲۰۱ روپے نقد انعام۔ دوم نمبر شعیب عبدالکریم کونڈ کر اردو اسکول پل گڈھ کو ٹرافی اور ۱۵۱ روپے نقد انعام۔ تیسرا نمبر معظم رحیم بخش انعامدار اردو اسکول دابھول کو ٹرافی اور ۱۰۱ روپے نقد انعام دیا گیا۔ نیز فوقانی گروپ کے تقریری مقابلہ میں اول نمبر زینت یونس قاضی اردو اسکول اڑکھل نے حاصل کیا اس کو ٹرافی اور ۲۰۱ روپے نقد انعام۔ دوم نمبر تمیم جہانگیر جمعدار اردو اسکول برونڈی نے حاصل کیا اس کو ٹرافی اور ۱۵۱ روپے نقد انعام ملا۔ آخر میں قومی گیت کا پروگرام ہوا جس میں برونڈی اسکول کی طالبہ شبستا علی گوہاگر کر نے اول نمبر حاصل کیا اس کو ٹرافی اور ۲۰۱ روپے نقد انعام ملا۔ دوم نمبر فرمان حنیف پادنے اردو اسکول اڑکھل نے لیا اس کو ٹرافی اور ۱۵۱ روپے نقد انعام ملا۔ تیسرا نمبر منور علی محمد حنیف جالیگار اردو اسکول پالگڈھ نے حاصل کیا اس کو ٹرافی اور ۱۰۱ روپے نقد انعام ملا۔ پروگرام کیندر پرکھ زامگے جناب شہاپورے صاحب نے مقابلہ کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کیئے اور ایک گیت پیش کیا۔ صدر جلسہ جناب دلاور دلوی صاحب کی صدارتی تقریر کے بعد تمام مہمانوں کی گلپوشی کی گئی۔ مہمان خصوصی زین الدین کروپکر نے پروگرام کی نوعیت پر تقریر کی۔ آخر میں اس پروگرام کے ناظم جناب عبداللہ ولیلے ہیڈ ماسٹر اردو اسکول اڑکھل نے شکریہ ادا کیا۔ اس پروگرام کی کفالت میں جناب ظفر دلوی صاحب نے ۲۰۱ روپے جناب ڈاکٹر مزمل انتولے نے ۱۵۱ روپے جناب فیاض پاونے نے ۳۰۰ روپے اور جناب آصف خان نے ۳۰۰ روپے انعامات دے کر بچوں کی حوصلہ افزائی کی۔

قاسم امام بیسٹ لیکچرار ایوارڈ سے سرفراز

سماج وادی ایجوکیشن سیل نے ۲۰ر اپریل کو ایک خصوصی جلسے میں نوجوان شاعر اور برہانی کالج (شعبۂ اردو) کے پروفیسر قاسم امام کو بیسٹ لیکچرار ایوارڈ سے نوازا۔ ہم سب دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے تعلیمی میدان میں کافی سرگرمی دکھائی ہے۔

باراپاڑہ کا تقسیم انعامات اور کلچرل پروگرام

انیگلو اردو ہائی اسکول باراپاڑہ میں تقسیم انعامات اور ثقافتی پروگرام ۲۴ر جنوری ۲۰۰۰ء کو اسکول کے میدان میں منعقد کیا گیا۔ جونیئر اور سینئر کلاسوں کے درمیان کلاس سجاوٹ کا مقابلہ ہوا۔ جس کا افتتاح اسکول کمیٹی کے چیرمین جناب شوکت ملا کے ہاتھوں کیا گیا۔ اس مقابلے کو گاؤں کے لوگوں نے کافی سراہا۔ جونیئر گروپ میں پنجم جماعت کو اول انعام دیا گیا جسے اس جماعت کی کلاس ٹیچر محترمہ ذاکرہ سلونگ نے وصول کیا۔ جبکہ سینئر گروپ میں اول انعام سے نہم جماعت کو نوازا گیا جسے اس جماعت کے کلاس ٹیچر جناب اعجاز خان صاحب نے وصول کیا۔

سالانہ کھیلوں کے جونیئر اور سینئر ہاؤسس کے درمیان منعقد کئے گئے تھے۔ مقابلوں میں اول اور دوم آنے والے طلباء و طالبات کو انعامات سے نوازا گیا۔ اسی طرح اسکول کے بیسٹ بوائے کی شیلڈ دلوی اظہر یونس اور بیسٹ گرل کی شیلڈ کے پی آسماء عبدالقیوم کو دی گئی۔ نیز بہترین سماجی خدمات کے لئے جناب متین دیوان کو اعزاز دیا گیا۔ تقسیم انعامات کیلئے سوسائٹی کے ممبران کا شکریہ جناب ابرار احمد خان صاحب نے ادا کیا۔

بڑے پیمانے پر منائے گئے اس پروگرام میں پنویل ایجوکیشن سوسائٹی کی مینجنگ بورڈ کے عہدیدار، ممبران باراپاڑہ اور اطراف کے لوگوں نے شرکت کی اور کافی سراہا۔ پہلی مرتبہ پنویل ایجوکیشن سوسائٹی کی انتظامیہ کمیٹی نے ۲۰ سال سے زائد خدمات پر مامور اساتذہ کو اور غیر تدریسی عملے کے ملازمین کو شال اور گلدستہ دے کر ان کی پذیرائی کی۔ جلسہ کے مہمان خصوصی جناب عارف پٹیل صاحب تھے جبکہ جلسہ کی صدارت جناب شوکت ملا صاحب نے انجام دی۔ اسکول کی سالانہ رپورٹ صدر مدرس جناب محمد خان دیشکھ صاحب نے پیش کی۔ آخر میں پنویل ایجوکیشن سوسائٹی کے نائب صدر جناب عقیل ادھیکاری نے شکریہ ادا کیا۔

مرسلہ۔ خورشید احمد، انچارج ثقافتی پروگرام

بلقیس محمد غیبی

امسال ممبئی یونیورسٹی نے جب بی ایڈ B Ed کے نتیجہ کا اعلان کیا تو اس میں خلافت کمیٹی کے کالج آف ایجوکیشن سے کامیاب ہونے والے امتیازی شان کی حامل طالبات میں ۲۴ سالہ بلقیس غیبی بھی شامل ہیں جنہوں نے ۷۰ فیصد نمبر حاصل کیے ہیں آپ کے خصوصی مضامین اردو اور تاریخ تھے ممبئی یونیورسٹی میں برسر ملازمت ٹائم کیپر جناب محمد غیبی متوطن مونگیز تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کی دختر بلقیس نے مئی ۹۹ء میں ایم اے (پارٹ ۱) درجہ اول کامیاب کیا اور ہنوز حصول تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ بی اے میں جب آپ کامیاب ہوئی تھیں تو اس وقت بھی انہیں ۷۰ فیصد نمبر حاصل تھے۔ اس ہونہار طالبہ نے مراٹھی بھاشا کی "پروین" کا چھٹا امتحان بھی ۱۹۹۱ء میں پاس کرلیا تھا۔ اسی طرح DPC کا نیشنل ٹریڈ امتحان ۱۹۹۵ء میں پاس کرلیا ہے۔ مراٹھی میں تقریری مقابلہ کے لئے آپ نے ایوارڈ بھی حاصل کیا ہے۔ DPC کورس کے دوران انٹر کلاس کیرم (Women's Single) ٹورنامیٹ بھی آپ نے جیتا تھا جس پر آپ کو ایوارڈ حاصل ہے۔

موصوف (محترمہ بلقیس غیبی) نے انجمن خیر الاسلام کرلا میں چھ ماہ تک کمپیوٹر ٹیچر کے طور پر بھی خدمات انجام دی ہیں۔

B Ed میں آپ کی شاندار کامیابی پر ہم انہیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مستقبل میں درس و تدریس کا ایک روشن مینار بن کر ابھریں۔

بی ایڈ میں نمایاں کامیابی

جناب کمال الدین پنچی صاحب کی دختر غزالہ کمال الدین پنچی نے امسال انجمن اسلام اکبر پیر بھائی کالج آف ایجوکیشن واشی سے بی ایڈ کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

عارف محمد جی کے شعری مجموعہ "نگاہ اور آئینہ کے درمیان" کا اجراء

مشہور شاعر اور سابق کارپوریٹر عارف احمد جی کے شعری مجموعہ "نگاہ اور آئینہ کے درمیان" کی رونمائی کے لئے محمد کمال ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیراہتمام ایک پروقار مجلس انجمن اسلام اکبر پیر بھائی آڈیٹوریم میں منعقد کی گئی۔ اس موقع پر جلسہ کی صدارت جناب حسن کمال کرنے والے تھے مگر ان کی عدم موجودگی میں ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا نے کرسئ صدارت کو زینت بخشی۔ معروف ادیب اور ماہر غالبیات کالی داس گپتا رضا نے کتاب کا اجراء کیا۔

کمال ایجوکیشن ویلفیئر ٹرسٹ کے روح رواں علی ایم شمسی نے شرکاء اور مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ سید بشارت شکوہ نے، ایڈ شاٹ کے مالک اور کتاب کے ناشر اطہر عزیز نے اور ڈاکٹر شفیع شیخ نے ---- جناب کی خوبی نہیں بلکہ انہوں نے اس سے ہتھیار کا کام لیا ہے۔ یوسف ناظم نے ان کے عارفانہ اور عاشقانہ کلام پر اپنے مخصوص انداز میں روشنی ڈالی۔ اس موقع پر پٹنہ سے آئے ہمدرد یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر علاؤالدین احمد نے بھی اظہار خیال فرمایا۔

ریاستی وزیر نواب ملک نے عارف احمد جی کی عوامی خدمات کے ساتھ علمی سرگرمیوں کی ستائش کی۔ پروفیسر قاسم امام نے اپنے مخصوص انداز میں نظامت کی۔ پروگرام کے کنوینر جاوید جمال الدین نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس تقریب میں ڈاکٹر عبدالستار دلوی، انجم رومانی، ڈاکٹر عبداللہ شیخ، قیصر الجعفری، یوسف ابراہانی، خان محمد بستی والا، پرنسپل اسحاق حوالدار، محترمہ نورالعین حیدر، شرف کمالی، وقار النساء انصاری، تکیل قاضی اور پروفیسر عبدالقادر چوراڈوالا اور ایک بڑی تعداد میں علمی، ادبی اور تعلیمی حلقوں سے تعلق رکھنے والے افراد موجود تھے۔

آئیڈیل ایجوکیشن مومنٹ کا ممبرا میں کوچنگ کلاسیس کا افتتاح

گذشتہ ---- کوسہ کے نیشنل اردو ہائی اسکول میں آئیڈیل ایجوکیشن مومنٹ کے جانب سے اردو ذریعہ تعلیم کو فروغ دینے اور اردو پڑھنے والے طلباء کے لئے فری کوچنگ کلاسیس کا افتتاح علی ایم شمشی کی موجودگی میں ہوا۔ اس موقع پر ڈاکٹر شیخ عبداللہ (انجمن اسلام کرلا ہائی اسکول) - مختیار پٹیل (جنرل سکریٹری نیشنل اردو ہائی اسکول) نسیم خان (جنرل سکریٹری آئیڈیل ایجوکیشن مومنٹ) بھی موجود تھے۔ آئیڈیل ایجوکیشن کے روح رواں عرفان جعفری نے آئیڈیل ایجوکیشن مومنٹ کا تعارف کیا۔

جناب علی ایم شمشی نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ یہ ممبرا والوں کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں آئیڈیل ایجوکیشن مومنٹ کے زیراہتمام بلامعاوضہ اردو کلاسیس شروع کی جارہی ہیں۔ اردو طلباء کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

کیفی اعظمی کو سب سے بڑا سرکاری ایوارڈ

اردو کے مشہور ترقی پسند شاعر کیفی اعظمی کو اب تک کا سب سے بڑا ایوارڈ بھی حکومت کی جانب سے دیئے جانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ۱۴ر مئی کو دہلی میں انڈیا ہیبی ٹیٹ سینٹر اور دہلی اردو اکادمی کے زیراہتمام "جشن کیفی" ہوا جس کی صدارت شہنشاہِ جذبات دلیپ کمار نے کی اس جشن میں سرکار کی طرف سے دیئے جانے والا سب سے بڑا ایوارڈ جو کہ ۱۱ لاکھ روپے نقد، چاندی کی شیلڈ اور توصیفی سند پر مشتمل ہے کیفی اعظمی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ واضح رہے کہ اتنی کثیر رقم

، لحاظ سے اتنا بڑا ایوارڈ آج تک
وستان کی کسی بھی زبان کے ادیب کو
کار کی طرف سے نہیں دیا گیا ہے۔
ی اعظمی کا شمار اردو کے صف اوّل کے
ی پسند شاعروں میں ہوتا ہے۔ انہوں
نے فلموں کے لئے اعلیٰ درجے کے نغمے
منظر نامے و مکالمے بھی تحریر کئے ہیں
ں میں فلم "ہیر رانجھا" اور "گرم ہوا"
موصیت کی حامل ہیں۔ "ہیر رانجھا" کو
ں لئے بھی یاد رکھا جائے گا کہ اس کے
م مکالمے منظوم تھے۔ اس لحاظ سے یہ
اب تک بننے والی فلموں میں اوّل و آخر
۔۔ کیفی اعظمی کے مجموعہ کلام آوارہ
رے کو جہاں کئی اہم ادبی ایوارڈ ملے ہیں
وہیں عوام کے ایک طبقے میں اس
ارا ضگی کی فضا بھی پیدا ہوئی تھی۔

تصحیح

نقش کوکن کے پچھلے شمارہ (مئی
۲۰ء) میں صفحہ ۳۲ پر ایک غزل شائع
ئی ہے جس میں شاعر کا نام مدیدہ صادق
ں لکھا گیا ہے۔ دراصل یہ غزل رعنا
۔۔ کی تخلیق ہے جسے ہماری نو عمر گلوکارہ
یحہ نہایت خوش الحانی کے ساتھ گاکر
تی ہے۔ سابق مدیر محترم غلط فہمی کا شکار
ئے اور انہوں نے تخلیق کار کا نام مدیحہ
لمہ غلط ہجئوں سے مدیہ) لکھا اس غلطی کے
ئے ہم معذرت خواہ ہیں اور اس کی تصحیح
نا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ (ادارہ)

سنجیو نائیک نوی ممبئی کے میئر منتخب

ممبئی۔ مہاراشٹر کے سابق وزیر گنیش نائیک کے فرزند نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے لیڈر سنجیو نائیک نوی ممبئی میونسپل کارپوریشن کے لئے میئر منتخب کئے گئے ہیں کانگریس کے انل کوشک کارپوریشن ڈپٹی میئر چنے گئے۔ انہیں بھی ۳۴ ووٹوں سے منتخب کیا گیا۔ کارپوریشن کے ۶۴ ممبری ایوان میں ۲۷ نشستوں پر نیشنلسٹ کانگریس کا قبضہ ہے جبکہ ۱۶ نشستیں کانگریس کے پاس ہیں اور ۱۱ نشستوں پر شیوسینا قابض ہے۔

ایک حاجی کو ہوائی کرایہ میں ۱۹ ہزار ۴۴ روپئے کی مدد

سرکار نے اس برس ہر حاجی کو ہوائی کرایہ میں سبسڈی کی شکل میں ۱۹ ہزار ۴۴ روپئے کی مالی امداد دی جبکہ ۱۹۹۶ء میں اس مد میں ہر حاجی کو ۷ ہزار ۴۰۳ روپئے کی مالی امداد دی گئی تھی۔ یہ اطلاع امور خارجہ کے وزیر مملکت اجیت کمار پانجہ نے لوک سبھا میں ایک سوال کے تحریری جواب میں دی، انہوں نے کہا کہ بیرون ملک تیرتھ یاترا پر جانے والے دیگر مذاہب کے لوگوں کو اس طرح کی امداد دینے کی سرکار کی کوئی تجویز نہیں ہے۔

ڈاکٹر بی ایل مونگے کر ممبئی یونیورسٹی کے نئے وائس چانسلر

ڈاکٹر بی ایل مونلیکر کو ممبئی یونیورسٹی کا نیا وائس چانسلر مقرر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر مونلیکر ڈاکٹر سنیہہ لتا دیش مکھ کے جانشین ہیں جن کی میعاد ۴ مئی ۲۰۰۰ء کو ختم ہو گئی۔

وہور میں اجے جڈیجہ کے ہاتھوں کرکٹ ٹورنامنٹ کا افتتاح

۱۲ مئی کو جنجیرہ مروڈ وہور کرکٹ کلب کے زیر اہتمام ایک کرکٹ ٹورنامنٹ کا افتتاح کرکٹ اسٹار اجے جڈیجہ کے ذریعہ سے عمل میں آیا ہے۔ اس ٹورنامنٹ کا مقصد علاقہ کے ایسے نوجوان کرکٹ کھلاڑیوں کو تیار کرنا جن میں صلاحیت موجود ہو اور ممتاز کھلاڑی بن کر ملک کا نام روشن کریں۔ وسیع و عریض میدان پر منعقدہ ایک سادہ اور مختصر سی تقریب میں علاقے کے کونسلر، ڈاکٹرس، سماجی خدمتگار، تاجر، ٹیچر اور ہر مذہب و ملت کے معزز حضرات موجود تھے۔ مہمان خصوصی اجے جڈیجہ نے اتنے چھوٹے دیہات میں کرکٹ شائقین کی بڑی تعداد کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔

وفا راجیواڑی کا کلام نصابی کتاب میں شامل

کوکن کے حلقہ علم و ادب میں جناب حسن ابراہیم ولیلے المعروف وفا راجیواڑی کا نام محتاج تعارف نہیں ان کی بچوں کے لئے لکھی گئی ایک نظم بعنوان "دعا" سیفی بک ایجنسی نے اپنی نصابی کتاب میں شامل کیا ہے جو جماعت پنجم کے لئے لکھی گئی ہے۔ یہ نظم اقدار کی تعلیم کے صفحہ ۸ پر دیکھی جاسکتی ہے۔ جناب وفا راجیواڑی ضلع رائے گڈھ کی تحصیل مہاڈ کے ایک دیہات راجے واڑی میں رہتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ تلاش معاش میں

ممبئی آئے اور کبری جہاز میں ملازمت حاصل کی سفر کے دوران مطالعہ کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے تاثرات و احساسات کو اشعار کے روپ میں پیش کیا تو باذوق قارئین نے انہیں پسند کیا ان کی نظمیں، غزلیں اور قطعات نقش کوکن اور دیگر رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں وہ مشاعروں میں بھی پڑھتے ہیں اور پسند کئے جاتے ہیں۔

بزم نسواں مہاراشٹر، جنجیرہ مروڈ سینٹر میں تعزیتی جلسہ

بزم نسواں مہاراشٹر ممبئی کے مروڈ جنجیرہ سینٹر کی سابق چیئر مین محترمہ رفیعہ حامد خانزادہ ۹/اپریل ۲۰۰۰ء کو ممبئی میں وفات پائی۔ ان کی وفات پر ایک تعزیتی جلسہ مروڈ جنجیرہ میں ۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا جس میں تقریباً پچاس خواتین شریک تھیں۔ تعلیم نسواں اور مروڈ میں سینٹر کے قیام کے تعلق سے انجمن اسلام جنجیرہ کے ترجمان سہ ماہی رسالے "ندائے انجمن" کے ۳۱/جنوری ۱۹۷۱ء کے شمارہ میں "بزم نسواں کا ایک مستحسن اقدام" کے عنوان کے تحت ایک اداریہ چھپا تھا جس کا اقتباس ہے۔

"تعلیمی نسواں کے سلسلہ میں سابق ریاست جنجیرہ کی خواتین میں بیداری پیدا کرنے کی غرض سے ممدوحہ (نازلی بیگم) کی کوششوں سے قلعہ، راجپوری اور مروڈ کی خواتین کا ایک جلسہ ۱۹۰۸ء میں منعقد کیا گیا تھا اور خواتین میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش بھی کی گئی تھی مگر اس کے بعد تعلیم نسواں کے سلسلہ میں کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ محترمہ ذکیہ ضمیرالدین خطیب صدر بزم خواتین مہاراشٹر نے اس سلسلہ میں تحریک کی اور موصوفہ نے دسمبر ۱۹۷۰ء میں مروڈ جنجیرہ میں خواتین کا ایک جلسۂ عام منعقد کیا جس میں بزم نسواں مہاراشٹر کی ایک شاخ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہوتی ہے کہ انجمن نے گرلز سیکشن کی عمارت میں اس سینٹر کے لئے جگہ دی اور اس میں اب باقاعدہ کے جی جلاس جاری کی گئی ہے اور انگریزی اور سلائی کلاسیس جاری کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ محترمہ ذکیہ خطیب اور ان کی رفقائے کار قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے بزم نسواں کا شاخ قائم کر کے خواتین جنجیرہ میں ایک نئی روح اور ایک نیا جوش پیدا کیا۔" (اقتباس)

اس سینٹر کی پہلی چیئر مین محترمہ رفیعہ حامد خانزادہ تھیں جنہوں نے دس سال تک اس سینٹر کو سنبھالا اور پروان چڑھایا۔ موصوفہ نے اس زمانہ میں جب لڑکیوں کی تعلیم کا عام رواج نہیں تھا سر سید احمد خان ہائی اسکول مروڈ میں تعلیم حاصل کر کے ممبئی یونیورسٹی سے (غالباً ۱۹۴۰ء میں) میٹرک پاس کیا تھا۔ مرحومہ نہ صرف خود تعلیم یافتہ تھیں بلکہ انہوں نے اپنے بچوں کو بھی اعلیٰ تعلیم دلوائی اور بچوں کے بچوں کو بھی گریجویشن تک تعلیم دلانے کی جدوجہد کی۔ ۱۹۸۰ء میں مرحومہ اپنی صحت کی خرابی کی بنا پر اور بچوں کی اعلیٰ تعلیم کی خاطر ممبئی میں آکر رہنے لگیں اور اسی وجہ سے انہوں نے سینٹر کی چیئر مین شپ سے استعفیٰ دیدیا۔ اس تعزیتی جلسہ میں محترمہ صغرا پیش امام نے تعزیتی ریزرویشن پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی مرحوم کے لئے بطور یادگار پانچسو روپے کا ایک پرائز بنام "بزم نسواں مہاراشٹر، رفیعہ خانزادہ پرائز" جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو ہر سال انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول مروڈ کی اس طالبہ کو دیا جائے گا جو ایس ایس سی کے امتحان میں اس اسکول کی تمام لڑکیوں میں اول نمبر سے کامیابی حاصل کرے گی۔

استھماڈے

۳/مئی ۲۰۰۰ء کو ہوٹل "لے میریڈین" نئی دہلی میں "عالمی یوم استھما" منایا گیا۔ اس دن کو دنیا کے کروڑوں دمے کے مریضوں کے نام منتخب کیا گیا اس موقع پر "قومی الرجی اور استھما کی تنظیم" نے "الرجی" نامی کتابچے کا اجرا کیا۔ اس کتابچے میں ایسے ستر سوالوں کے جوابات ہیں جو عام طور پر مریض ڈاکٹر سے پوچھتے ہیں۔ جن کا مقصد اس بیماری کے بارے میں خرافاتی غلط فہمیوں کو دور کرنا ہوتا ہے۔ فی الحال یہ کتاب انگریزی زبان میں دستیاب ہے مگر جلد ہی "قومی الرجی اور استھما کی تنظیم" اس کتاب کا تمام قومی زبانوں میں ترجمہ کروا کر شائع کرنے کا منصوبہ بنا چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ اردو

کی مشہور شاعرہ اور ادیبہ نور جہاں نور کررہی ہیں۔ دمہ الرجی کی ایک عام بیماری ہے اس کے علاوہ سردی، نزلہ اور چمڑی کی الرجی بھی ہے قومی الرجی اور استھما کی تنظیم نے پچھلے ۹ر دسمبر ۱۹۹۹ء کو جو عالمی یوم استھما تھا۔ استھما نامی کتابچے کا اجرا کیا تھا۔ ہندوستان میں تقریباً پچیس فیصد لوگ الرجی کی ایک یا ایک سے زائد بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ یعنی پچیس کروڑ لوگ الرجی کے مریض ہیں جن میں بارہ کروڑ لوگ استھما کی تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ اور یہ تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ ڈاکٹر وقار شیخ جو بامبے اسپتال کے آنریری الرجسٹ ہیں اور نیشنل الرجی اور استھما تنظیم کے میڈیکل ڈائریکٹر بھی ہیں انہوں نے کہا کہ دو ہزار لوگ برطانیہ اور پانچ ہزار لوگ امریکہ میں ہر سال استھما کی بیماری سے فوت ہوجاتے ہیں۔ ہندوستان میں استھما کی بیماری سے مرنے والوں کی تعداد سرکاری طور پر طبی سہولیات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ تعداد برطانیہ اور امریکہ سے زیادہ ہوگی۔

محبوب راہی کا "سرمایۂ حیات"

ڈاکٹر محبوب راہی کی حمد، مناجات، نعتوں، منقبتوں اسلامی نیز اخلاقی اور اسلامی منظومات کا مجموعہ "سرمایۂ حیات" شائع ہوچکا ہے۔ راہی صاحب کے اس مجموعے کو فخر الدین علی احمد میموریل اردو کمیٹی لکھنؤ کی مالی اعانت حاصل ہوئی ہے۔ زائد از ڈھائی سو صفحات کی اس کتاب کا سرورق مشہور مصور شکیل اعجاز نے بنایا ہے۔

محمدؐ اور قرآن

ڈاکٹر رفیق زکریا کی شہرہ آفاق انگریزی تصنیف "محمد این دی قرآن" جو کہ سلمان رشدی کے انگریزی ناول کا مدلل اور عالمانہ جواب ہے اب اردو میں "محمد اور قرآن" کے نام سے شائع ہوکر منظر عام پر آچکی ہے تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت صرف ۲۰۰؍ روپے ہے اس کتاب کو ادارہ انقلاب نے شائع کیا ہے۔

ہم نے بھی ایران دیکھا

مرحوم ہارون رشید (علیگ) کی نئی تصنیف "ہم نے بھی ایران دیکھا" منظر عام پر آچکی ہے جس میں ایران کے سفر کا حال بڑے دلچسپ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ فاران پبلشرز ۷۴؍۱ے محمد علی روڈ نزد نور اسپتال ممبئی ۳ نے اس کتاب کو بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔

ممبئی میں خلافت کالج اور واشی میں اکبر پیر بھائی کالج کا شاندار نتیجہ

پچھلے دنوں ممبئی یونیورسٹی نے بی ایڈ B Ed کے نتائج کا اعلان کیا تو شہر ممبئی میں ۲۱ کالجز آف ایجوکیشن کا نتیجہ ۹۲ فیصد رہا۔ جن میں ۲؍ اقلیتی کالجوں میں خلافت کمیٹی کے کالج کا نتیجہ ۹۵ فیصد اور نئی ممبئی (واشی) میں واقع اکبر پیر بھائی کالج آف ایجوکیشن کا نتیجہ ۹۰ فیصد رہا۔
خلافت کالج میں ۴ طالبات نے امتیازی نمبر حاصل کئے جن میں مسرت شیخ نے ۷۳ فیصد، رچیتا نے ۷۲ فیصد، بلقیس غیبی نے ۷۱ فیصد اور قیصر جہاں نے ۷۰ فیصد نمبرات کے ساتھ کامیابی حاصل کی۔ واشی میں ۸۰ طلباء شریک امتحان تھے جن میں ایک طالبہ نیلوفر میٹکر نے امتیازی کامیابی حاصل کی۔ ۱۱ فرسٹ کلاس، پچاس سیکنڈ کلاس اور دس پاس کلاس میں کامیاب ہوئے۔

اردو اخبار اورنج سٹی کا اجراء

تقریباً ایک صدی سے زیادہ طویل عرصے کے بعد ناگپور جہاں فی الوقت اردو بولنے والوں کی تعداد دو لاکھ سے اوپر ہوچکی ہے اور صوبہ ودربھ کے طول و عرض میں سب ملا کر ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ ایک اردو روزنامہ "اورنج سٹی" کا منظر عام پر آنا مستحسن اقدام ہے جس کی ادارت کے فرائض جناب کمال انصاری انجام دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک شاندار جشن ۳۰؍ اپریل ۲۰۰۰ء کو مومن پورہ مجیدیہ گرلس ہائی اسکول کے کشادہ ہال میں منعقد ہوا۔ صدارت کی ذمہ داری بزرگ شاعر و قائد جناب جلیل ساز نے سنبھالی اور اجراء کی رسم انجام پائی سابق ممبر پارلیمنٹ و مینجنگ ڈائرکٹر ہتواد جناب بنواری لال پروہت کے ہاتھوں انجام پائی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر صفحہ

دیگر پر۔

شادی خانہ آبادی

ڈاکٹر یسین .... ڈاکٹر شاہدہ

ڈاکیارڈ روڈ ممبئی میں جناب عثمان عبداللہ پنچی کے فرزند ڈاکٹر یٰسین کا عقد ڈاکٹر شاہدہ اقبال انصاری کے ساتھ ۳۰ اپریل ۲۰۰۰ء کو مالیگاؤں میں انجام پایا۔ استقبالیہ اور ولیمہ کا یکم مئی ۲۰۰۰ء کو حج ہاؤس ممبئی میں خصوصی انتظام تھا جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔

فاروق .... فوزیہ

جناب (سلطان) حسین آدم مقدم کی دختر فوزیہ کی شادی جناب اسماعیل احمد مقدم کے فرزند فاروق کے ساتھ ۱۴ر مئی ۲۰۰۰ء کی شام کوکنی کمیونٹی ہال ممبئی سینٹرل میں بحسن وخوبی انجام پائی۔ فریقین موضع سارنگ تعلقہ داپولی کے باشندہ ہیں۔ تقریب سعید میں گاؤں سے بھی کثیر تعداد میں آکر لوگوں نے شرکت کی۔

سلوی .... راشد

جناب نور محمد عبدالکریم بھاردے متوطن سارنگ تعلقہ داپولی رتناگری کے فرزند راشد کا عقد مسعود جناب عبدالصمد این (لالا) متوطن سارنگ کی دختر سلویٰ کے ساتھ ۲۱ر مئی ۲۰۰۰ء کو نیو ممبئی ہائی اسکول کے ہال واشی میں بخیر وخوبی انجام پایا۔ اس موقعہ پر نئی ممبئی کے ڈپٹی میئر کچھ کارپوریٹر، عمائدین شہر اور برادری کی ممتاز شخصیتیں کثیر تعداد میں شریک محفل تھیں۔

مہ جبین .... اکبر شیخ

رحمانی فاؤنڈیشن کی اسٹاف ممبر محترمہ قمرالنساء سہارنپوری کی دختر مہ جبین کا عقد مسعود اکبر عباس شیخ کے ساتھ ۵ر مئی ۲۰۰۰ء کو بھارت نگر (مسجد) باندرہ ممبئی میں بحسن وخوبی انجام پایا۔

افقِ لامحدود کا اجراء

سابق رکن پارلیمان اور کوکن کے بزرگ رہنما عالیجناب حسین خان مصری خان دلوائی کی تازہ ترین مراٹھی تصنیف क्षितिजे अपार (افق لامحدود) کی ۷ر مئی ۲۰۰۰ء بروز اتوار شام پانچ بجے یشونت راؤ چوہان آڈیٹوریم ممبئی۔۲۱ میں عزت مآب شرد پوار صاحب کے ہاتھوں رونمائی عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر مراٹھی کے نامور ادیب ڈاکٹر پھڈ کے نے صدارت فرمائی اور شری مدھو منگیش کارنک نے تقریر کی۔

لائن حنیف گھنسار

کھیڈ ضلع رتناگری کے سرگرم نوجوان جناب حنیف گھنسار جو نیو انڈیا انشورنس کمپنی میں بحیثیت ڈیولامنٹ افسر خدمت انجام دے رہے ہیں اور مقامی لائن کلب کے سکریٹری بھی ہیں آپ کو کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بنک کی جانب سے مقامی سطح پر ایڈوائزری کمیٹی کا رکن منتخب کیا گیا ہے۔ آپ کے والد محترم مرحوم جناب علی صاحب گھنسار نے بھی کوکن بینک کی ترقی کے لئے کافی جدوجہد کی تھی۔ اور چند سال اس بینک کے ایڈوائزری کمیٹی کے رکن بھی تھے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

نائیک خاندان کو صدمہ

شہر رتناگری کے نائیک خاندان کے بزرگ فرد جناب عبداللطیف نائیک (ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کے بڑے بھائی) کا ۱۸ر مئی ۲۰۰۰ء کو مختصر سی علالت کے بعد ممبئی میں انتقال ہو گیا۔

باشندگانِ امبر گھر کو صدمہ

امبر گھر تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کے جوان فرد جناب بشیر علی دبیر ۱۶ر مارچ ۲۰۰۰ء کو ۲۷ سال کی عمر میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ممبئی میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ تدفین مرحوم کے گاؤں میں عمل میں آئی۔

شریک غم۔اشفاق عمر کوپے

خان برادران کو صدمہ

ہرنئی بازار محلّہ تعلقہ داپولی کے خان شمشیر خان اور جناب علی خان کی والدہ فاطمہ بی زوجہ داؤد خان ملاجی ۲ر مئی ۲۰۰۰ء کو کوسہ ممبرا ضلع تھانہ میں انتقال کر گئیں۔ تدفین ان کے وطن ہرنئی میں عمل میں آئی۔ ش

استاد شاعر منتقم حیدری کی رحلت

بریلی کے کہنہ مشق شاعر اور قابل ذکر وکیل انتقام الحسنین المعروف منتقم نقش کوکن حیدری کا مختصر علالت کے بعد قصبہ سیتھل میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم علامہ حیدر دہلوی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے قصبہ سیتھل میں بزم حیدری اور بزم عرفان ادب کا قیام کیا۔ ان دونوں انجمنوں نے ادب کی قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔

محمود علی امین کا انتقال

کوکن کے بزرگ شخصیت بلکہ معروف علم دوست جناب محمود علی امین متوطن کالسہ۔ چپلون جو سوشل ایجوکیشن سوسائٹی کے بانی چیئرمین (جس کے زیر اہتمام حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالسہ اور فاطمہ آر بی دلوائی جونیئر کالج اور لیڈی شریفہ امین کالج آف ایجوکیشن بھی جاری ہے) ۶ر اپریل ۲۰۰۰ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

ڈاکٹر امتیاز احمد فخر کا انتقال

دھولیہ (مہاراشٹر) کے مشہور شاعر و ادیب ۷۶ سالہ پروفیسر افتخار احمد فخر گذشتہ مہینہ انتقال کر گئے۔ وہ اسماعیل یوسف کالج اور سینٹ زیوئرس کالج ممبئی کے پروردہ اور جلگاؤں کے ایم جے کالج کے صدر شعبہ اردو وفارسی تھے۔

ساجد رشید کو صدمہ

مشہور افسانہ نگار اور صحافی ساجد رشید کے والد محمد صدیق گذشتہ مہینہ اپنے وطن میں انتقال کر گئے۔

محمد شریف قریشی کا انتقال

انجمن خیرالاسلام اردو بوائز ہائی اسکول مدنپورہ ممبئی کے سابق پرنسپل محمد شریف قریشی ۷ر مئی ۲۰۰۰ء کو ممبرا (ضلع تھانہ) میں حرکت قلب بند ہو جانے سے بعمر ۶۶ سال انتقال کر گئے۔

میمونہ راوی کا انتقال

میمونہ حاجی یوسف راوی کا علالت کے بعد یکم مئی ۲۰۰۰ء کو پہلی رابوڑی تھانہ میں انتقال ہو گیا۔

محترمہ بلقیس گھنسار کا انتقال

نورالحق گھنسار (صابو صدیق ممبئی) کی والدہ محترمہ بلقیس صاحبہ غلام محمد گھنسار کا ۸۵ سال کی عمر میں ۳۰ر اپریل ۲۰۰۰ء کو ملکہ منزل سوپارہ ضلع تھانہ میں انتقال ہو گیا۔ مرحومہ کو شکر محلہ قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ ش۔س

سلیم عمرانی کو صدمہ

ضلع پریشد اردو اسکول سوپارہ ضلع تھانہ کے ٹیچر سلیم عمرانی کی والدہ کا ۱۶ر مئی ۲۰۰۰ء کو وسئی میں انتقال ہو گیا۔

ایس پی گودریج چل بسے

معروف صنعت کار گودریج گروپ آف کمپنیز کے چیئرمین ایس پی گودریج ۲۰ر مئی ۲۰۰۰ء کو مختصر سی علالت کے بعد لندن میں فوت ہو گئے۔

باپو قاضی کا انتقال

پرائمری اسکولز کے ریٹائرڈ انسپکٹر جناب باپو قاضی کا پچھلے دنوں راجہ پور میں انتقال ہو گیا۔

جعفر نائیک کے بھائی کا انتقال

کسٹم کے ریٹائرڈ اپریز افسر جناب محمد نائیک کا ۲؍ مئی ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا۔ مرحوم جناب جعفر نائیک کے بھائی اور فیض نائیک کے پدر بزرگوار تھے۔

اکبر رحمانی کے لئے دعائے صحت کی درخواست

جلگاؤں کے ممتاز ادیب، محقق، نقاد اور تعلیمی رسالے "آموزگار" کے مدیر پروفیسر اکبر رحمانی کو چند ہفتوں قبل ہی حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو کر لوٹے ہیں فوری طور پر راہیجا ڈائبٹس انسٹی ٹیوٹ اینڈ ریسرچ سینٹر ماہم ممبئی میں داخل کیا گیا جہاں آپریشن کے بعد موصوف کے داہنے پیر کا نصف حصہ کاٹ دیا گیا۔ اکبر رحمانی عرصہ دراز سے ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہیں۔ واضح رہے کہ دورانِ حج مدینہ منورہ میں ان کے پیر کے انگوٹھے کو گینگرین ہو جانے کے سبب کاٹ دیا گیا تھا۔

اشاعت کا ۳۹واں سال

ماہنامہ نقشِ کوکن ممبئی

اردو/انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ۔ رجسٹرڈ: E 3006

جلد نمبر ...۳۹... | شمارہ نمبر ...۷... | ماہ: جولائی ۲۰۰۰ء

معاون مدیران: اسلم خان و امیر گولندازا

درون ہند سالانہ: ایکسو پچاس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپے
درون ہند سالانہ عطیہ: ایک ہزار روپے
معاون خریداری: پانچسو روپے سالانہ

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
چھ سو روپے سالانہ
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون: ایک ہزار روپے

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نوانگر، ایم ڈی نائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔ فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶/۳۷۸۰۷۴۔

اس شمارے کے نقوش

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالتہائے بمبئی کو ہوگا۔
تاریخ اشاعت یکم جولائی ۲۰۰۰ء
پرنٹنگ: قاسمی پرنٹرس، فون: ۳۷۷۶۹۵۵

اداریہ

الحمدللہ

ساتھیو ۔ السلام وعلیکم ۔ دوبئ سے بمبئی آتے ہی دل باغ باغ ہوگیا۔ وجہ تھی اخبار میں چھپی خبر کہ مہاراشٹر گورنمنٹ نے پرائمری اسکول کے لیول پر انگریزی کو لازمی مضمون کا درجہ دے دیا۔ اب طالب علم پہلی جماعت سے ہی انگریزی تعلیم سے فیض حاصل کر سکیں گے خبر نے حسن کمال، شاہد لطیف، مبارک کاپڑی، ڈاکٹر نائیک جیسے لاکھوں اردو کے شیدائیوں کے رگ وپے میں خوشی اور انبساط کی برقی لہریں دوڑیں اور بے ساختہ بندے کا دل پکار اٹھا۔

دھیرے دھیرے رب نے آخر سلجھایا الجھن کو
بوجھ ہٹا میرے سر سے چین ملا میرے من کو

آزادی کے بعد جب سیکولر سرکار نے اردو فارسی اور عربی کے جید عالم اور اس وقت کے وزیر تعلیم مولانا آزاد کے اردو میں دستخط شدہ سرکاری فرمان سے، پورے اردو بیلٹ سے اردو کو پرائمری لیول پر ختم کرنے کی گھنونی سازش کی تھی اس وقت سے ہر اردو کا شیدائی پریشان ہو اٹھا تھا کہ اب اردو کا کیا ہوگا۔ جس زبان نے آزادی (اردو کا لفظ ہے) دلائی کیا وہی غلام بن جائے گی۔ وجہ ظاہر تھی۔ جب اردو کا رشتہ روزی روٹی سے کاٹ دیا جائے۔ اسے پرائمری لیول پر صاف کر دیا جائے تو کون اسے پڑھے گا کون جاں کا زیاں اٹھائے گا۔ حکومت کا ناپاک منصوبہ کامیاب ہوتا نظر آیا۔ اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے والے طالب علموں کی تعداد دن بدن کم ہونے لگی نوبت ای جا رسید کہ خود اردو کے معلموں کے بچے بھی انگریزی اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ جب یار دوست ان سے کہتے کہ بھائی اردو کے معلم ہو کر بچوں کو انگریزی اسکول میں کیوں بھیجتے ہو تو جواب ملتا۔ ان کو بے کار نہیں رکھنا ہے۔ اردو سیکھے بیچے تیل۔ جب ان سے کہا جاتا۔ بھائی جب تم کو اردو نے روزی دی تو تمہاری اولاد کو بھی دے گی۔ جواب ہوتا تب زمانہ دوسرا تھا۔ آج زمانہ انگریزی کا ہے۔ لوگ سمجھاتے بھائی پانچویں سے تو انگریزی نصاب میں شامل ہی ہے اور باقی تمام Subject بھلے جس زبان میں پڑھائے جائیں علم تو ان میں ایک ہی ہوتا ہے۔ اردو ۲ + ۲ = ۴ کہے یا انگریزی میں 2 + 2 = 4 ۔ اور مادری زبان میں آدمی علم بہ آسانی حاصل کر سکتا ہے۔ جواب ملتا کہ جناب پانچویں تک آتے آتے بچے کا ذہن پختہ ہونا شروع ہو جاتا ہے اور چونکہ وہ باقی نصاب اردو میں پڑھتا ہے اور اس کی مادری زبان بھی اردو ہے اس لیے وہ انگریزی پر زیادہ توجہ نہیں دے پاتا اور جب Practical لائف میں کالج کے بعد آتا ہے تو اپنے آپ کو انگریزی میڈیم طالبعلم کے سامنے Infenor محسوس کرتا ہے اور Jobs کے معاملے میں انگریزی جاننے والوں سے پچھڑ جاتا ہے۔ لوگ لاکھ سمجھاتے کہ بھائی بھارت رتن عبدالکلام سے لے کر ہندوستان کے امیر ترین شخص عظیم پریم جی کا ذریعہ تعلیم انگریزی نہیں تھا تو جواب ملتا۔ ہر کلیہ میں استغنا ہوتا ہے

مراد Exceptions ہر جگہ ہوتے ہیں۔ اب لوگ بے چارے لاجواب ہو جاتے مگر اب مہاراشٹر سرکار کے اس فرمان نے ان تمام اردو والوں کے منہ پر تالہ لگادیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اردو ذریعہ تعلیم عملی زندگی میں بے سود ہے کیونکہ اب بچہ پہلی سے انگریزی سیکھے گا اور پانچویں تک آتے آتے وہ اتنی انگریزی سیکھ جائے گا کہ آسانی سے انگریزی میں بول چال تک پہنچ جائے گا۔ (اردو جاننے والوں کا اصل مسئلہ بول چال کی انگریزی ہی ہے۔)اور جو اسے انگریزی ذریعہ تعلیم والوں سے پچھڑنے کا خوف تھا وہ جاتا رہے گا۔ اب آپ باآسانی اپنے بچے کو اردو کے پرائمری اسکول میں بھیج سکتے ہیں اس قوی یقین کے ساتھ کہ 'ب آپ کا ہونہار، اپنے کلچر، اپنے مذہب کے ساتھ کاروبار کی زبان میں بھی مہارت حاصل کرے گا اسے کہتے ہیں۔

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

جس سرکار نے یہ زندہ زبان کچلی اسی سرکار کی ایک شاخ نے اپنے فائدے کے لئے (مراٹھی اسکولوں میں پرائمری انگریزی تعلیم) ہی سہی مہاراشٹر میں اردو کی آبکاری کردی۔ اب ہمارے سماجی، ادبی، مذہبی ٹھیکیداروں کا کام ہے کہ وہ اپنے اسکولوں کا Standard کانونٹ اسکولوں کی طرح Maintain کریں تاکہ اردو اسکولوں کی ناقص کارکردگی طالب علموں کے اردو اسکول سے فرار ہو کر انگریزی میڈیم اسکولوں میں جانے کا بہانہ نہ بنے۔ ہمارے اُردو سماج کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ میونسپل اردو اسکولوں کو Adapt کرنے کی مہم شروع کریں اور پرائمری سطح سے ہی نظام تعلیم کا نظم درست رکھیں۔ کوئی بعید نہیں کہ نئے ہزارے میں یہ ملک ہندوستان اسی طرح اردو کے رنگ میں رنگ جائے جیسے آزادی سے قبل تک رنگا ہوا تھا۔

اسلم خان

بقیہ : کوکن کا گوھر......

لیکن گذشتہ بارہ سالوں سے کمپنی نے انہیں تنخواہ نہیں دی بلکہ ستمبر ۱۹۹۱ء میں کمپنی نے انہیں گھر خالی کرنے کا نوٹس دے دیا تھا اور دھمکی دی کہ اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو ان سے کرائے کا تیس گنا ہرجانہ وصول کیا جائے گا۔ ایک بار پھر کمپنی نے ۱۶ر جولائی ۲۰۰۰ء تک گھر خالی کرنے کا نوٹس دے دیا ہے۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں اتنی شاندار کامیابی واقعی کمال کی چیز ہے۔

آئندہ ایس ایس سی امتحان میں شریک ہونے والے طلبہ و طالبات کے نام اپنے پیغام میں کوثر ہادیہ نے اقبال کے ایک مصرعہ کا حوالہ دیا کہ

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم

آگے ہادیہ انگریزی کے ایک مقولے کا حوالہ دیتی ہے کہ

Self help is the best help

ادارہ نقش کوکن کوثر ہادیہ کے حق میں دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مزید کامیابیوں سے نوازے۔

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء لکھنو)

صرف اسلام ہی جاپانی قوم کے مسائل کا حل

۲۹/ ۳۰/ ۳۱/ مئی ۲۰۰۰ء کو اقوام متحدہ یونیورسٹی ۔ ٹوکیو جاپان میں تنظیم اسلامی کانفرنس اور جاپان کے اسلامک سینٹر کی مشترکہ دعوت سمپو زیم سطح کی ایک کانفرنس ہوئی' کانفرنس کا موضوع تھا " مشرقی ایشیائی ممالک میں اسلام کا کردار"

اس کانفرنس میں تنظیم اسلامی کانفرنس کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر عز الدین عراقی ' رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبد اللہ صالح العبید ' سعودی عرب میں مذہبی امور کے وزیر ڈاکٹر عبد العزیز آل شیخ ' جاپانی وزیر خارجہ ' اقوام متحدہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ' اسلامی یونیورسٹی کوالالمپور کے چانسلر ' پاکستان کے سابق وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق اور ٹوکیو میں اسلامی و عرب ممالک کے سفراء بڑی تعداد میں شریک ہوئے ' اس کے علاوہ دیگر اسلامی ملکوں کے تقریبا تین سو دانشوروں نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔

ہندستان کی نمائندگی کرتے ہوئے ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتھم نے سمپوزیم کی پہلی نشست میں مندرجہ ذیل مقالہ پیش کیا۔

سائنس اور ٹکنالوجی اور مادی وسائل کی دنیا میں مغربی قوموں نے ایسے کارنامے انجام دیے ہیں جن پر آج عقل حیران ہے زندگی کو ترقی یافتہ اور خوشگوار بنانے کے لئے ایسے وسائل دریافت کر لئے ہیں جن کا تصور بھی آج سے قبل کی نسلوں کے لئے محال تھا، اپنی انہی سائنسی ترقیوں اور مادی کامیابیوں کی بدولت انھوں نے نہ صرف یہ کہ مشرقی قوموں پر اپنی برتری قائم کی ہے بلکہ ان پر اپنا گہرا اثر بھی ڈالا ہے۔

ان مشرقی قوموں میں جنھوں نے مغرب کی مادی ترقیات کا سب سے زیادہ اثر قبول کیا اور مغرب کے دریافت کردہ وسائل زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاپانی قوم سرفہرست ہے، بلکہ اب تو یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ مادی ترقیات، محیر العقول مصنوعات اور بہتر سے بہتر وسائل زندگی میں جاپان مغرب سے آنکھیں ملاتا نظر آتا ہے اور اگر زبان کا اختلاف نہ ہوتا اور شکل وصورت میں اتنا کھلا فرق محسوس نہ ہوتا تو ٹوکیو جانے والے کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا کہ وہ ایک مشرقی ملک کے شہر "ٹوکیو" میں ہے یا امریکہ کے ایک ترقی یافتہ شہر "نیویارک" میں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ٹوکیو جانے والے کو مادی ترقی کے بعض ایسے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں جو لندن اور نیویارک جانے پر بھی اس کو نظر نہیں آتے تو غلط نہ ہوگا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ نے جو مادی ترقی حاصل کی ہے اس ترقی نے انسانی زندگی کی ظاہری شکل بالکل بدل کر رکھ دی ہے اور انسانی زندگی کو اس مقام تک پہنچادیا ہے جو عام انسانی خیال سے بالاتر ہے، لیکن افسوس کہ اس تہذیب نے زندگی کے انسانی، اخلاقی، روحانی اور بہتر خاندانی اور معاشرتی پہلوؤں کو یکسر نظرانداز کر دیا ہے۔

آج کی دنیا کا مہذب انسان اگرچہ پر تعیش زندگی گذارنے، مادی وسائل کو اپنے تابع بنالینے اور مادی طاقتوں پر اپنی گرفت مضبوط کرلینے میں کامیاب ہوگیا ہے لیکن یہی انسان سائنسی و صنعتی میدان میں اتنی ترقی کرلینے کے باوجود اس خلا کو پر کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے جو خلا خود انسان اپنی ذات میں اور اپنی خاندانی و اجتماعی زندگی میں محسوس کررہا ہے، اور یہ ایسا اہم مسئلہ ہے جو انسان اور انسانیت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے غور طلب ہے اور اس بات کا متقاضی ہے کہ انسانی زندگی کے ان پہلوؤں کی بھی ذکر کیا جائے جنہیں آج کی مشینی دنیا نے فراموش کردیا ہے اور جن کے بغیر انسانی زندگی کی تکمیل ممکن نہیں ہے، لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب دنیا میں کام کررہے دینی، دعوی، اصلاحی نظاموں کے پیغام اور ان کے طریقہ کار کا غیر جانبدار ہوکر مطالعہ کیا جائے اور میں یہ دیکھنے کی کوشش کی جائے کہ وہ کون سے اجزاء ہیں جو انسان کے انسانی ضروریات پوری کرتے ہیں اور کس حد تک کرتے ہیں۔ اس مقصد کے پیش نظر "ٹوکیو" جیسے ترقی یافتہ شہر میں ایک ایسے اسلامک سینٹر کی ضرورت واہمیت بڑھ جاتی ہے جو اس ملک کے باشندوں کو اسلام کی لائی ہوئی اخلاقی روحانی اور انسانی قدروں سے واقف کرائے اور دوسری طرف دیگر مشرقی قوموں کو ان کوششوں سے آشنا کرے جو جاپانی قوم نے سائنس اور ٹکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے سلسلہ میں کی ہیں اور مادی دنیا میں ایک بلند مقام حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی تاکہ ایک دوسرے کی بہتر دریافتوں سے فائدہ اٹھاسکے اور ایک دوسرے کی اچھائیوں اور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے۔

جاپانی قوم اپنی پرسکون طبیعت، ٹھنڈے مزاج، علم میں یکسوئی اور عمل میں انہماک کی بدولت دوسری تمام قوموں سے ممتاز ہے، مقصد کی خاطر آرام وراحت کی قربانی دینے کے لئے وہ ہر وقت تیار رہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے صنعت کے مختلف میدانوں میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ مشرقی ممالک تو کجا بعض مغربی ممالک بھی جاپانی مصنوعات درآمد کرنے اور ان کا استعمال کرنے پر مجبور ہوگئے۔

جاپان مشرق و مغرب کے بالکل درمیان میں واقع ہے تو اگر اس نے اپنے دائیں طرف واقع مغرب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی تہذیب کو اختیار کرلیا ہے تو اپنے بائیں طرف واقع مشرق سے اتصال رکھنے کی وجہ سے اس کو وہ خصوصیات بھی اپنانی چاہئیں جو مشرقی قوموں کا امتیاز سمجھی جاتی ہیں اور ان مشرقی قوموں میں سب سے نمایاں قوم مسلم قوم ہے جو بڑی حد تک تسلسل کے ساتھ ان چیزوں کی حفاظت کرتی چلی آرہی ہے جو انسانی زندگی کی ایسی تشکیل کرتی ہے کہ اس میں اخلاقی، روحانی، اجتماعی اور زندگی کے دوسرے تمام پہلوؤں کی پوری نمائندگی ہے اور انسانی زندگی میں اخلاقی، روحانی کمی نہیں پائی جاتی جو مغرب کی تمدنی زندگی میں پائی جاتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی تہذیب اپنی سائنسی و صنعتی ترقی کے باوجود انسانی زندگی کے ان بنیادی مسائل کا کوئی حل پیش نہیں کرسکی، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں اخلاقی قدریں نظرانداز ہورہی ہیں، خاندانی بندھن نہایت کمزور ہوتے ہیں اور معاشرتی نظام غیر مربوط ہوگیا ہے، ایسی صورت حال میں جاپانی باشندوں اور اسلام کی نمائندگی کرنے والوں کے درمیان ربط پیدا کرنے اور ایک دوسرے سے متعارف کرانے کے لئے اسلامی مرکز کا قیام ایک قابل تعریف اور لائق ستائش اقدام ہے، اور یہ کانفرنس جو عالمی اسلامی کانفرنس اور جاپان کے اسلامک سینٹر کے باہمی

کوششوں کا نتیجہ ہے اس سلسلہ کی بہت اہم کڑی ہے۔
میں اس مرکز کے ذمہ داروں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان سے امید رکھتا ہوں کہ وہ جاپانی قوم کو ان تعلیمات سے واقف کرائیں گے جو ان کی اخلاقی معاشرتی اور انسانی خصوصیات کی زندگی کو بہتر اور قلبی راحت کی زندگی میں تبدیل کر سکے گی۔
مشرقی ممالک کے اسلامی قدروں کے حامل اشخاص اور جاپانی قوم کے فکر مند حضرات کے درمیان گذشتہ صدی تک زیادہ وسیع تعلقات قائم نہیں ہو سکے تھے، لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس موجودہ صدی میں یہ تعلقات نیک جذبات کے ساتھ قائم ہونے لگے ہیں اور ان کا دائرہ برابر بڑھتا جارہا ہے اور جاپانی قوم کی جانب سے ان تعلقات کو ناپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جارہا ہے۔
اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھا اور دونوں کے آداب اور اصول بتائے ہیں اور اجتماعی مسائل اور معاشرتی مشکلات کا حل بھی دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، حضور پاک ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے، صحابہ کرام کی زندگیوں پر نظر ڈالنے اور تابعین عظام کے حالات کا جائزہ لینے سے معاشرتی مسائل کا اطمینان بخش اور راحت رساں حل سامنے آجاتا ہے حضور اقدس ﷺ نے انفرادی و اجتماعی زندگی کے جو اصول متعین کئے ہیں ان اصول کو اپنا کر آپؐ کے پیروکاروں نے زندگی کے ایسے اعلیٰ نمونے پیش کئے ہیں جن کی روشنی میں انفرادی اجتماعی زندگی کو آسودہ اور خوشگوار بنایا جاسکتا ہے۔
مغربی قوموں میں بڑھتی ہوئی مشکلات اور نت نئے ابھرتے مسائل کا اسلام نے جو حل پیش کیا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حل کو مشکلات سے دوچار مغربی تہذیب کے حاملین کے سامنے رکھا جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب مغربی تہذیب کے نمائندوں اور اسلامی فکر کے علمبرداروں کے درمیان روابط پیدا کئے جائیں، ملاقاتوں کا انتظام کیا جائے، موجودہ مسائل پر تبادلہ خیال کا اہتمام ہو اور مخلوط علمی و فکری سیمیناروں کا انعقاد ہو تا کہ ایک دوسرے کے خیالات سننے اور مسائل سے واقف ہونے کا موقع مل سکے۔
قلبی سکون اور روحانی سعادت کے حصول کے لئے حضور پاک ﷺ سے جو رہنمائی ملتی ہے اس رہنمائی کے مطابق اگر زندگی گذاردی جائے تو زندگی میں ایک بہار آسکتی ہے اور یہ دنیا جو باوجود راحت و ترقی کے اعلیٰ وسائل مہیا کر لینے کے قلبی راحت اور ذہنی سکون اور معاشرتی ہمدردی کے لحاظ سے جہنم بنتی کا جارہی ہے جنت کا ایک ٹکڑا بن سکتی ہے۔ حضور ﷺ نے انفرادی و اجتماعی زندگی کے یہ اصول صرف بتا کر نہیں بلکہ عمل کر کے دکھائے ہیں، آپؐ نے اپنے ہم وطنوں اور ساتھیوں کے ساتھ ایک مثالی زندگی گذاری، آپؐ نے زندگی کے نشیب بھی دیکھے اور فراز بھی، تلخ گھونٹ بھی پئے اور شیریں بھی، مشکلات کا سامنا بھی کیا اور بحرانوں سے بھی گذرے لیکن اپنی حکمت و دانائی، بلند ہمتی، نفس کی پاکیزگی اور خوش اخلاقی سے ان مشکلات پر قابو بھی پایا اور دنیا کے سامنے ان کا حل بھی پیش کیا۔
آپ نے شوہر کی حیثیت سے بھی زندگی گذاری اور باپ کی حیثیت سے بھی، دوستوں کی دوستی کا لطف بھی اٹھایا اور دشمنوں کی دشمنی کا سامنا بھی کیا، خاندان کی ذمہ داری بھی نبھائی اور جماعت کی امارت کا فریضہ بھی انجام دیا، اس طرح آپ نے زندگی کے ہر پہلو اور ہر گوشہ کے لئے ایک نمونہ چھوڑا اور یہی وہ نمونے ہیں جن کو اپنا کر موجودہ دور کے مسائل اور مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

احساس کمتری سے نکلیے

حسن کمال

دوستوں کی ایک بے تکلف محفل میں یہ بات ہو رہی تھی کہ آخر کیا سبب ہے کہ اس حقیقت کے باوجود کہ دنیا میں میڈیکل سائنس (علم ادویات) کی پہلی کتاب حکیم اعظم بو علی سینا کی تصنیف (القانون) ہے۔ اور یورپ کو' جواب اس فن میں معجزاتی ترقی کر چکا ہے' یہ اعتراف ہے کہ اس نے میڈیکل سائنس کی ابجد بو علی سینا سے سیکھی' آج ہندستان میں یونانی طریقہ علاج کی وہ اہمیت نہیں' جو یالو پیتھک اور آیورویدک کی ہے۔ ہم ان معاملات میں بے باک ہونے کی حد تک بے تکلف ہیں۔ ہمارا جواب تھا کہ کچھ تو اس وجہ سے کہ (القانون) پاکر ہم پدرم سلطان بود کی علت میں گرفتار ہو گئے اور کچھ اس وجہ سے کہ طب یونانی ہماری دوسری وراثتوں کی مانند تعصب کا شکار ہو گیا۔ اسے اسلامی بلکہ مسلمانی طریقہ علاج سمجھ لیا گیا۔ بحث کو اس کے بعد طویل ہونا ہی تھا۔

دونوں باتیں سنگین حقیقتیں ہیں۔ مغرب میڈیکل سائنس نے بو علی سینا سے حاصل لئے جانے والے علم پر ہی اکتفا نہیں کی۔ (القانون) کی بنا پر حاصل شدہ علم کو نت نئے آگ میں تپایا گیا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ ہم نے تجربات کے سارے دروازے بند کر لئے۔ حکمائے قدیم نے اس طریقہ علاج کو عام نہیں کیا۔ اسے خاندانی میراث سمجھ کر بس سینہ بہ سینہ منتقل کرتے رہے۔ اس تنگ نظری میں نہ جانے کتنے تیر بہدف نسخے ضائع ہو گئے۔ جو بچ رہے وہ بھی جدید سائنسی تجربات کی عدم موجودگی میں اپنا اعتبار کھو بیٹھے۔ اللہ حکیم عبد الحمید کو جنت نصیب کرے (ہمدرد) نے ایک لیبوریٹری ضرور بنائی اور اپنی حد بھر طب یونانی کو سائنسی تجربات کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرتے رہے' لیکن آج بھی ہمدرد دواخانہ محض روح افزا' صافی اور چند ایسی ہی مرکبات کے بل بوتے پر کھڑا ہے' ورنہ اللہ ہی اللہ ہے۔

ایک اور سانحہ ہوا۔ آزادی اور تقسیم کے بعد 'ڈاکٹر صاحب 'طبقاتی امتیاز کی علامت بن گئے۔ لوگوں نے امارت سمجھ لیا۔ کسی کو حکیم سے علاج کروانے کا مشورہ دینا گویا اسے غریب سمجھ کر اس کی اہانت کرنے کے مترادف سمجھا جانے لگا۔ حکمت پر زوال آنے لگا۔ حکیم صاحب نے اپنی دوکان بند ہوتے دیکھی تو ہاون دستہ لے کر بیٹھ گئے اور بوڑھوں کو جوان بنانے اور نوجوانوں کو مایوسی سے بچانے کے لئے اپنا سارا علم حکمت کشتے معجون بنانے میں صرف یا برباد کر دیا۔ آج بھی اردو کا کوئی اخبار یا رسالہ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اگر اس میں یونانی کا کوئی اشتہار ہوگا (اور ہوگا ضرور) تو بچپن کی غلط کاریوں کی وجہ سے شرمندگی سے بچیے'اور مایوسی کفر ہے سے متعلق ہوگا۔ افسوس کہ طب یونانی کی اس مردانگی کی دنیا بہت محدود ہے چینیوں نے اپنے قدیمی علاج آکو پنکچر' کو اتنا سائنٹفک بنا دیا ہے کہ آج جرمنی میں اس کی دھوم مچی ہوئی ہے۔

اور اب ایک تلخ حقیقت اور سن لیجئے ہندو متوسط طبقے نے آیورویدک طریقہ علاج کی جس طرح سرپرستی کی مسلم متوسط طبقے نے (جس کا بڑا حصہ گذشتہ بیس سال میں سامنے آنے والے نو دولتیوں پر مشتمل ہے) یونانی طریقہ علاج کی اس سے آدھی تو کیا اس کی چوتھائی بھی سرپرستی نہیں کی۔ یہ دراصل شدید احساس کمتری کا نتیجہ ہے۔ یہ طبقہ ماضی کے ہر سرمائے کو غریب مسلمانوں کی وراثت" سمجھنے لگا ہے۔ اردو بھی اس نے اسی سبب چھوڑی کہ وہ اس غریب مسلمانوں کی زبان سمجھتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ جو انگریزی نہیں بولتا' وہ یقیناً غریب مسلمان ہوگا

اور جو انگریزی بول لیتا ہے (غلط اور بمبئیا انگریزی ہی سہی) وہ یقینی طور پر عالی نسب اور عالی مرتبت ہوگا۔ بے چارہ علاج یونانی اور حکیم بھی اس احساس کمتری کی زد میں آگیا۔

جب یہ حقیقت سامنے آنے لگی کہ مغربی علاج (ایلو پیتھی) کسی مرض کو جڑ سے ختم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اور اگر ایک مرض کا تدارک کرتا ہے تو اسی کے ساتھ دوسرے مرض کو جنم بھی دیتا ہے۔ اسی کے ساتھ ان دواؤں میں ایسے کیمیائی اجزاء بھی شامل ہوتے ہیں' جو بعد علاج صحت کے لئے انتہائی مضر ہوتے ہیں' تو اوروں کی توجہ امارت کی علامت سمجھے جانے والے معربی طریقہء علاج سے ہٹ کر دوسرے طریقوں کی طرف مبذول ہوئی۔ اسی کے بعد ایک طرف ہومیو پیتھک اور دوسری طرف آیورویدک طریقوں کو مقبولیت حاصل ہونے لگی۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے بھی اس کی زبردست حوصلہ افزائی کی۔ جس کی ایک وجہ تھی۔

ہندستان میں آیورویدک پر کوئی کتاب نہیں تھی' مگر اسے ایک دیومالائی حیثیت فرور حاصل تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ چار ویدوں میں سے ایک یعنی "اتھر دوید" کے بارے میں یہ خیال عام ہے کہ اس میں امراض اور معالجے کی تفصیلات موجود ہیں۔ یہ محض قیاس آرائی ہے۔ اول تو یہی طے نہیں کہ ان ویدوں کا ضابطہ تحریر میں کب لایا گیا؟ اس لئے ان کی قدامت بھی مشکوک ہے۔ دوسرے اتھر دوید کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں سنجیدہ علاج معالجے کے بجائے جادو ٹونا اور منتر جنتر زیادہ ہے۔ اس میں بھی موجودہ حکیموں کی طرح بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل کرنے کی ترکیبیں زیادہ ہیں۔ خود ویدوں کے گیانی اتھر دوید کو "شودر وید" کہتے ہیں اور اسے وہ عزت نہیں دیتے' جو رگ' یجر اور سام ویدوں کو دی جاتی ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ آیوروید کا کوئی تعلق ہندو دھرم سے ہی ہوگا صحیح نہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عام ہندو اسے بہر حال اپنا مذہبی ورثہ سمجھتے ہیں ۔ اور سرکاری سرپرستی کی وجہ بھی یہی ہے۔

حقیقت یہ ہیکہ موجودہ آیوروید اگر پوری طرح نہیں تو بڑے پیانے پر حکیم بو علی سینا سے ماخوذ ہے اور ایماندار وید اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ایلو پیتھک علاج سے بیزاری بڑھنے لگی اور لوگ علاج کی دوسری راہیں تلاش کرنے لگے تو آیوروید کی بن آئی۔ ہندو متوسط طبقہ نے اسے ایک قسم کے جذباتی لگاؤ کی وجہ سے اس کی پذیرائی کی۔ مالی وسائل کی کوئی کمی نہیں تھی۔ سرکاری سرپرستی موجود تھی۔ آیوروید کا ڈنکا بجنے لگا۔ کسی نے یہ سمجھنے اور سمجھانے کی کوئی کوشش نہیں کی کہ دراصل یہ یونانی طریقہ علاج ہی ہے' جسے آیورویدک کہکر بیچا جارہا ہے۔

یونانی کو ان میں سے کوئی سہولت مہیا نہیں تھی۔ اسے سرکار کی صرف زبانی ہمدردیاں حاصل ہوتی رہیں۔ لیکن شاید سرکار کو دوش دینا بھی فرار پسندی کے سوا کچھ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلم نودولتیا طبقہ "اسیر دام ایلوپیتھی" ہے۔ وہ یونانی کو اب بھی غرباء کا علاج سمجھتا ہے۔ اسے ماضی کے ان حکماء کے کارناموں کا علم نہیں جن کے اعجاز مسیحائی کا مغربی ماہرین نے بھی اعتراف کیا تھا۔ دوسروں اور حریفوں نے اسے "مسلمانی علاج" کہہ کہہ کر لوگوں کو اس کے قریب جانے سے روکتے رہے۔ ہمارے پاس اس پروپیگنڈہ کا کوئی توڑ نہیں تھا۔ اس صورت حال کی اس سے بڑی نظیر اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک بہت بڑی کمپنی کو جگر کے لئے اپنی مقبول اور بہترین دوا آیوروید کہہ کر بیچنا پڑتی ہے جبکہ دوا خالصتاً یونانی ہے۔ یہ بات ہمارے علم میں ہے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ کلکتہ کی ایک بہت بڑی آیورویدک جو معجونِ صحت بناتی ہے وہ سو فیصد یونانی نسخوں کا مرکب ہے۔

زندہ قومیں ماضی پرست نہیں ہوتیں لیکن انہیں اپنی وراثت کی عظمت سے گریز بھی نہیں ہوتا۔ وراثت سے گریز وہی کرتے ہیں جو احساس کمتری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مسلمان

باقی صہ۱۲ پر

"لی فیگارو" اور ہندوستانی لی فیگارو سے ہوشیار

شاہد لطیف

یہ امر اپنے آپ میں خاصا حیرت انگیز ہے کہ قومی پریس نے فرانس میں صدر جمہوریہ کی اہانت جیسے انتہائی تکلیف دہ واقعہ پر نہ تو کسی خاص رد عمل کا اظہار کیا نہ ہی اسے کوئی خاص اہمیت دی۔ ہندوستان جیسے عظیم و قدیم ملک کا سربراہ فرانس جاتا ہے اور وہاں کا اخبار "لی فیگارو" یہ لکھنے کی جرأت کر جاتا ہے کہ "ایک اچھوت صدارتی محل میں آرہا ہے!" (an untouchable at the Elysee palace) ہمارے خیال میں اس گستاخی کی جس قدر مذمت ممکن ہو سکتی تھی، کی جانی چاہیے تھی لیکن معدودے چند اخبارات کے علاوہ کسی اخبار نے اس جانب زیادہ توجہ نہیں دی اور شاید اس کے اسباب کی جانب بھی دھیان دینا ضروری نہیں سمجھا۔ اگر "لی فیگارو" کی اس شہ سرخی کے پس پشت کوئی اور جذبہ کارفرما ہوتا تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسی سرخی لگانے کی جرأت کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ ہندوستان میں اچھوت کو بھی اتنی آسانی سے اچھوت نہیں کہہ دیا جاتا جتنی سہولت سے اس اخبار نے ہندوستان کے صدر کو اچھوت لکھنے کے مذموم حوصلے کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر یہ نسل پرستی ہے تو "لی فیگارو" اسے اپنے ملک یا اپنے خطہ تک محدود کیوں نہیں رکھتا؟ ہندوستان کا سربراہ ایک عظیم ملک کا سربراہ ہے اور اس کی آمد پر اتنے ہی احترام اور خلوص کا مظاہرہ کیا جانا چاہیے تھا جتنا کہ چھوٹے سے چھوٹے ملک کے سربراہ کی آمد پر ہندوستان کرتا ہے۔ ممکن ہے فرانس یا فرانس کا میڈیا ہندوستان کو چھوٹا ملک تصور کرتا ہو لیکن مختلف اور متعدد مذاہب کا یہ گہوارہ جس طرح کی ہم آہنگی کا نمونہ پیش کرتا ہے وہ محبتوں اور امن و آشتی کی نادر و نایاب مثال ہے۔ آپ گورے اور کالے کے درمیان ہونے والی جنگوں کو دیکھتے رہے ہیں لیکن برسہا برس سے ایک ساتھ رہنے والے ہندوستانی، فرقہ پرست سیاستدانوں کی لگائی ہوئی آگ کو بھی آپسی رواداری اور بھائی چارگی کے جذبوں سے سرد کر دیتے ہیں۔ یہ ہے ہندوستان۔ "لی فیگارو" ممکن ہے کہ بہت بڑا اخبار ہو اس کے باوجود اسے اتنی جرأت کرنی ہی نہیں چاہیے تھی کہ وہ صدر جمہوریہ کے لئے انتہائی نازیبا الفاظ کا استعمال کرے۔ وزارت امور خارجہ اور ہندوستانی سفارت خانے کو اس اہانت کا سخت نوٹس لینا چاہیے تاکہ آئندہ کوئی اخبار اس قسم کی ہمت نہ کر سکے۔ ویسے فرانسیسی روزنامہ "لی فیگارو" کے ایڈیٹر انچیف نے اپنی اہانت آمیز شہ سرخی کے لئے صدر جمہوریہ سے معذرت طلب کر لی ہے لیکن محض معذرت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جب تک کہ یہ معلوم نہ کر لیا جائے کہ اس اخبار نے ایسا کیوں کیا، کیا سوچ کر کیا اور اس کے پس پشت کیا کوئی اور جذبہ ہے؟ اگر یہ صدر کو نیچا دکھانے کی مذموم سازش ہے تو اس کے خلاف کارروائی ضروری ہے۔

چند اخبارات نے پیرس سے موصولہ خبروں کے حوالے سے لکھا ہے کہ فرانسیسی میڈیا لفظ "اَن ٹچ ایبل" کے مضمرات سے واقف نہیں تھا۔ ایک فرانسیسی جرنلسٹ نے جو کچھ عرصہ تک ہندوستان میں رہ چکا ہے، فرنچ میڈیا کی وکالت کرتے ہوئے کہا کہ "لی فیگارو" دراصل پسماندہ طبقات کی ترقی کی جانب اشارہ کرنا چاہتا تھا۔ یہ وضاحت اس لئے قابل قبول نہیں ہو سکتی کہ "اَن ٹچ ایبل" ایسا لفظ ہے

جس کے معنی تلاش کرنے کے لئے غالباً لغات تک دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر ہندوستان کا عام آدمی بھی اس لفظ کے معنی سے واقف ہے تو یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ فرانس کا ایک ایک شہری بھی اس کے مفہوم سے واقف ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غلطی نادانستگی میں نہیں ہوئی ہے۔

بعض اخبارات نے یہ بھی کہا ہے کہ فرانس میں موجود ہندوستانی سفارتی عملہ نے وہاں کے اخبارات اور دیگر شعبوں کو صدر جمہوریہ کی آمد پر ضروری اطلاعات اور معلومات بہم نہیں پہنچائیں۔ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو "لی فیگارو" اور "لی مونڈ" جیسے اخبارات سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی۔ واضح رہے کہ لی فیگارو کے ساتھ ساتھ لی مونڈ نامی اخبار بھی اسی جرم کا مرتکب ہوا ہے۔

اگر یہ حقیقت ہے کہ فرانس میں موجود ہندوستانی سفارتی مشن نے وہاں کے شعبہ جات کو ہندوستان کے بارے میں ضروری اطلاعات فراہم نہیں کیں تو کیا یہ امر بھی اتنا ہی تکلیف دہ اور حیرت انگیز نہیں ہے جتنا کہ "لی فیگارو" کا زیر بحث جرم؟ یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ تیسری دنیا کا اتنا طاقتور ملک جو ہندوستان کے نام سے پوری دنیا میں مشہور ہے اور جس کی ترقی کے بارے میں گزشتہ چند برسوں سے بہت اچھی عالمی رائے قائم ہو رہی ہے، کیا اہلِ فرانس اس کے تعلق سے کچھ بھی نہیں جانتے؟

ہم اس خیال کو تسلیم کرنے سے قاصر ہیں کہ اہلِ فرانس کو ہندوستان کے بارے میں اتنا بھی نہیں معلوم کہ یہاں کس طرح کے لوگ رہتے بستے ہیں، ان کا معیار زندگی کیا ہے اگر یہاں کوئی طبقاتی نظام ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے اور یہاں کے لوگ اس نظام کو ختم کرنے کے لئے کیسی جدوجہد کر رہے ہیں؟ کیا ان لوگوں نے مہاتما گاندھی کا نام نہیں سنا جنہیں "اَن ٹچ ایبل" لفظ سننا بھی گوارا نہیں تھا؟

یہ معاملہ ایسا نہیں کہ اخبار مذکور کی معذرت کے بعد اسے فراموش کر دیا جائے۔ ہماری رائے میں اسے سفارتی سطح پر اٹھانے اور یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ ایسا کیونکر ہوا اور ایسی اہانت آمیز سرخی لگانے کے پیچھے اخبار کی کیا نیت تھی۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم ذرا اپنے وطن کی طرف بھی آنا چاہیں گے جہاں ایک طبقہ ایسا ہے جو پسماندہ عوام کے پڑوس ہی میں رہتا ہے لیکن "لی فیگارو" جیسی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔ اس طبقے نے پسماندہ اور دلت عوام پر برسہابرس سے بے طرح مظالم کا جو سلسلہ دراز کر رکھا ہے وہ رکنے یا تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ یہ طبقہ دلتوں کو نہ تو پینے کا صاف پانی دینے کی چھوٹی سی فراخدلی کا مظاہرہ کرتا ہے نہ ہی انہیں اپنے مندر میں قدم رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ جب انہیں قتل کرنے پر آتا ہے تو ایک آدھ شخص کے قتل پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ قتل عام پر یقین رکھتا ہے۔ قارئین، جہان آباد کے قتل عام کی تفصیل سے بخوبی واقف ہیں۔ تازہ ترین واقعہ کڈپہ کا ہے جہاں ریاستی حکومت نے منیلی گاؤں کے دلتوں کو چند قطعہ ہائے اراضی الاٹ کئے تھے تاکہ وہ زمین کے ان ٹکڑوں پر چھوٹے چھوٹے سے مکانات تعمیر کرسکیں۔ یہ بات "لی فیگارو" کے ہندوستانی ایڈیشن کو پسند نہیں آئی چنانچہ انہوں نے دلتوں کو مکانات کی تعمیر سے باز رکھنے کی کوشش میں یہ کیا کہ ان کے ۳۰ر مکانات کو نذر آتش کر دیا اور ان پر لاٹھیوں اور کدالوں سے حملہ کر دیا۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ ایک چھوٹی سی واردات ہے کیونکہ ماضی میں اس سے زیادہ سنگین اور اذیت ناک "سزائیں" دلتوں کو دی جاچکی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا دلت عوام انسان نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ان کے خلاف نفرت کا یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ کیا انسان، انسان کے خلاف اتنے ،ر ایسے وحشیانہ سلوک پر بھی آمادہ ہوسکتا ہے؟

سوچنے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ دیکھئے تو آنکھوں میں خون اترنے لگتا ہے۔ اگر ہم ہی اپنے ہم وطنوں کے ساتھ ایسی جارحیت کا ثبوت دیں گے تو کیا غیر ہمیں بخش دیں گے ؟

ہندوستان کے جس طبقہ کو ہم نے "لی فیگارو" کا ہمنوا کہنے کی جرأت کی ہے وہ صرف دلتوں کا دشمن نہیں۔ دلتوں پر اس کا عتاب اس لئے نازل ہوتا ہے کہ دلت کمزور ہیں۔ معاشی طور پر بھی اور تعلیمی اعتبار سے بھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دلتوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش میں انہیں ایک ایک کر کے نہیں مارتا بلکہ جنرل ڈائر کی طرح سیکڑوں کو مارنے کی کوشش کرتا ہے اور اکثر کامیاب ہو جاتا ہے۔ دلتوں کے علاوہ یہ طبقہ مسلمانوں کا بھی دشمن ہے۔ اس نے کبھی نہیں چاہا کہ مسلمان اس ملک میں ترقی کریں، سرخرو ہو سکیں یا ملک کی ترقی میں اہم رول ادا کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کا راستہ بھی روکنے کی کوشش کی اور یہ کوشش ہنوز جاری ہے۔ مسلمانوں کو دلتوں کی طرح ہانکا نہیں جاتا کیونکہ یہ وہ قوم ہے جس نے ہندوستان پر حکومت کی ہے اور اس کی موجودہ نسل کے آباءواجداد اس ملک کے سلاطین تھے۔ چونکہ مسلمانوں کو دلتوں کی طرح ہانکا نہیں جا سکتا اس لئے انہیں نفسیاتی مار مارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انہیں ڈرایا دھمکایا جاتا ہے اور دوسرے درجے کا شہری بنانے کی سازش کی جاتی ہے۔ چونکہ مسلمانوں میں تعلیمی اور معاشی پسماندگی کے باوجود اتنا دم خم ہے کہ وہ سر اٹھا کر جی سکیں اس لئے اس قوم کو بے نیل ومرام کر دینے کی سازشیں اب تک کامیاب نہیں ہو سکی ہیں نہ ہی مستقبل میں اس کے امکانات ہیں۔

تاہم اس طبقہ سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے خود مسلمانوں کو صحیح الذہن غیر مسلموں سے تعلقات استوار کرنے ہوں گے تاکہ "ہندوستانی لی فیگارو" سے لوہا لیا جا سکے۔ ایک بار تعلقات استوار ہو جائیں تو مسلمان اپنا فرض منصبی بہتر طور پر انجام دے سکیں گے۔ وہ فرض منصبی کیا ہے؟

اس پیغام کو عام کرنا کہ ساری انسانیت ایک خدا کا کنبہ ہے۔

بقیہ : احساس کمتری سے نکلئے

متوسط طبقہ بھی شدید احساس کمتری میں مبتلا ہے۔ ایک واقعہ سنئے۔ ممبئی کے ایک بہت بڑے جوہری سے ہم نے ایک بار پوچھا کہ وہ جو زیورات کے نت نئے ڈیزائن نکالتا رہتا ہے وہ آخر کس آرٹسٹ کے ذہن کی ایجاد ہوتے ہیں۔ اس کے جواب نے ہمیں حیران کر دیا۔ اس نے بتایا کہ وہ یہ سارے ڈیزائن ابوالفضل کی "آئین اکبری" سے لیتا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ "آئین اکبری" میں زیورات کی جو تصاویر ہیں ان کو کوئی ڈیزائنر مات ہی نہیں دے سکتا۔ وہ صرف ان ہی میں معمولی ردوبدل کر کے ناک کے زیور کا ڈیزائن کان کے ڈیزائن میں منتقل کر دیتا ہے۔ ہمارے یہاں کتنے لوگوں کو یہ معمولی سی بات بھی معلوم ہو گی؟

یہ تو چند باتیں ہیں۔ ایسی نہ جانے کتنی چنگاریاں اپنے خاکستر میں ہوں گی جن کا ہم جیسے حامیوں کو علم نہ ہو گا۔ لیکن ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ہماری برادری اگر اس احساس کمتری سے باہر نہ نکلی کہ ہم انتہائی معمولی لوگ ہیں اور ہماری وراثت اب ہمارے لئے کام کی چیز نہیں ہے۔ تو ہم ایک بہت بڑے سرمائے سے محروم ہو جائیں گے اور ہماری وراثت دوسروں کے کام آیا کرے گی۔

قارئین کرام!

اس ماہ سے "خاتونِ کوکن" کے نام سے ہم ایک نئے کالم کا آغاز کرنے جارہے ہیں جس میں ہرایک ماہ کے وقفے سے کوکن کی کسی ایسی خاتون کا انٹرویو شائع کیا جائے گا جس نے تعلیمی، سماجی، معاشی اور سیاسی شعبوں میں رہتے ہوئے اپنی قوم واپنی برادری کی حدمت کی ہواور مختلف کارہائے نمایاں انجام دیے ہوں۔

اس ماہ کی "خاتونِ کوکن" ایک ایسی شحصیت ہے جو نہ صرف باوقار ہے بلکہ سراپا انکسار بھی ہے۔
بقول احمد فرآز

میں اس کا نام نہ لوں اور لوگ پہچانے
کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

جی ہاں قارئین کرام ! آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا اس ماہ کی خاتونِ کوکن بیگم ریحانہ اُندرے صاحبہ ہی ہیں جو نہ صرف ایک فعال سماجی حدمتگار ہیں بلکہ ایک بہترین Banker اور ماہرتعلیم بھی ہیں۔ موصوفہ نے اپنے کیریر(Career) کا آغاز ایک ٹیچر کی حیثیت سے کیا تھا اور ترقی کرتے کرتے کویت کی انڈین اسکول میں ہیڈمسٹرس کے عہدے پرفائز ہوگئی تھیں۔ کویت میں قیام کے دوران انھوں نے "صوت الحلیج" کے کالم نگار اور کویت ریڈیو کی اناؤنسرکے فرائض بھی انجام دیے۔ آج بھی ریحانہ صاحبہ "کوکنی مسلم ورلڈ فاونڈیشن" کے ممبر کی حیثیت دنیابھر کے کوکنی مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کررہی ہیں۔

توپیش خدمت ہے بیگم ریحانہ اندرے صاحبہ کا مختصر سا تعارف اورچھوٹی سی ملاقات کا دلچسپ تذکرہ۔ قارئین کرام! اس نئے کالم کے تعلق سے ہمیں آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

نام	بیگم ریحانہ اُندرے
مقام پیدائش	گوالکوٹ، تعلقہ - چپلون
تاریخ پیدائش	۳رمارچ ۱۹۵۰ء
چیرپرسن	لیڈیس فورم
چیرپرسن	: ڈاکٹراے - آر - اُندرے انگلش ہائی اسکول جونیئر کالج
ڈائریکٹر	رائیگڑھ ڈسٹرکٹ سینٹرل کوآپریٹیو بینک لمیٹیڈ
خاندانی تفصیلات	: شوہر ڈاکٹر عبدالرحیم اُندرے۔ نامور

سرجن ۔ دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ بیٹا عادل K E M میڈیکل کالج سے Male infertility میں M Sc کررہا ہے۔ بیٹا عاطف رضوی کالج سے Hotel Management کا کورس کررہا ہے۔ بیٹی عارفہ ایک سیٹیلائٹ کمپنی میں Customer Service کے شعبے میں کام کررہی ہے۔

●

فاروق رحمٰن : محترمہ ریحانہ اندرے صاحبہ! سب سے پہلے تو آپ ہماری جانب سے مبارکباد قبول کیجیے کہ کوکن بینک کے ڈائریکٹر کے طور پر آپ کا انتخاب عمل میں

آیا۔ یہ کامیابی آپ کو کیسے ملی؟

ریحانہ اُندرے : جب تک کوکنی برادری کا پیار میرے ساتھ ہے میں اسی طرح کامیاب ہوتی رہوں گی۔ میں ہمیشہ لوگوں کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش رہتی ہوں۔ میری اس کامیابی میں میری محنت اور لوگوں کے ساتھ میرے تعلقات کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔

فاروق رحمٰن : ڈاکٹر اے۔ آر۔ اُندرے انگلش ہائی اسکول اور جونیئر کالج اور بیگم اُندرے گرلس ہائی اسکول بنانے کا خیال کیسے ذہن میں آیا؟

ریحانہ اُندرے : ۸۱۔۱۹۸۰ء میں گاؤں کے لوگوں نے ۲۲ بچوں پر مشتمل ایک اسکول قائم کیا تھا۔ ۱۹۸۱ء میں گاؤں والوں نے رائل ایجوکیشن سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے ڈاکٹر اُندرے صاحب کو Chairmanship قبول کرنے کے لیے کہا اور ساتھ ہی ساتھ گذارش بھی کی کہ اس تعلیمی سلسلے کو آگے بڑھایا جائے۔ چونکہ میرا تعلق بھی درس و تدریس سے ہے اور ڈاکٹر صاحب بھی جے۔ جے۔ انسٹی ٹیوٹ میں پڑھاتے تھے۔ تعلیم میں ہماری ذاتی دلچسپی کی وجہ سے ہی ہم نے سوسائٹی کو Adopt کر لیا۔ ویسے بھی رائے گڈھ تعلیمی اعتبار سے کافی پسماندہ تھا اس لیے ہم نے سوچا کہ قوم و ملت کے بچوں کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے اور اس طرح ہم نے تعلیم کو ان کی دہلیز تک پہنچادیا۔ اس سے پہلے وہاں کے صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے پونہ یا پنچ گنی بھیجتے تھے۔ اور غریب بچے تعلیم سے محروم رہ جاتے تھے۔

فاروق رحمٰن : لیڈیس فورم بمبئی کی چیر پرسن کی حیثیت سے آپ نے اب تک خواتین کی فلاح و بہبودی کے لیے کیا کیا ہے؟

ریحانہ اُندرے : لیڈیس فورم نے خواتین کی بھلائی کے لیے کافی کام کیے ہیں غریب خواتین کے معاشی مسائل حل کیے ہیں۔ خاص طور پر غریب لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کیا ہے ان کے لیے روزگار کا انتظام کیا ہے۔ ان کی شادیاں کروائی ہیں۔ انٹر اسکول اور انٹر کالج تقریری مقابلوں کا انعقاد کر کے ہم نے قوم کی بچیوں میں مذہبی بیداری پیدا کی ہے۔ محترمہ نجمہ ہیبت اللہ جیسی شخصیت نے بھی ہماری کافی حوصلہ افزائی کی۔ ہمارے ساتھ کام کیا۔ اختر حسین رضوی صاحب اور یوسف لکڑاوالا صاحب کی جانب سے بھی ہمیں کافی مدد ملی انہوں نے لیڈیس فورم کے لیے سلائی مشینوں کا عطیہ دیا۔ ہماری فورم نے محترمہ رخسانہ لادھانی کے توسط سے بچیوں کو مختلف کورسیس سکھائے۔ مخیّر خواتین نے بہت سی بچیوں کو Adopt کیا۔ ان کی فیس بھری۔ مستقبل میں لیڈیس فورم خواتین کے معاشی حالات سدھارنے کے لیے اسمال اسکیل انڈسٹری کھولنا چاہتا ہے۔ چادریں بنانا کشیدہ کاری، پاپڑ بنانا، اچار بنانا اور اسی طرح مختلف اسکیموں کے ذریعے ہم قوم کی بچیوں کو برسرِ روزگار بنانا چاہتے ہیں۔

فاروق رحمٰن : کوکن بینک کے علاوہ آپ رائے گڈھ ڈسٹرکٹ کوآپریٹیو بینک کی بھی ڈائریکٹر ہیں۔ آخر آپ کو Banking سے اتنی دلچسپی کیوں ہے؟

ریحانہ اُندرے : بات Banking سے دلچسپی کی نہیں ہے بلکہ میں ایسے اداروں سے منسلک رہ اپنے لوگوں کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ میری قوم کے نوجوانوں کو خاص طور پر لڑکیوں کو ملازمت ملے۔ ان کا ٹرانسفر صحیح جگہ پر ہو وہ اپنا گھر سنبھال کر کام کر سکیں میری قوم کے لوگوں کو کاروبار کے لیے قرض مل سکے اور ان کی معاشی حالت سدھر سکے۔ ورنہ میرا Banking سے کوئی لینا

دینا نہیں ہے۔

فاروق رحمٰن : کوکنی برادری کی ترقی وترویج کے لیے آپ نے کیا سوچا ہے؟

ریحانہ اُندرے : کسی بھی قوم کی ترقی وترویج کا راز تعلیم میں مضمر ہے۔ ہماری برادری کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو صرف ڈاکٹر اور انجینئر ہی بنانے کے تعلق سے نہ سوچیں بلکہ انہیں Career Oriented تعلیم دلانے پر زور دیں۔ ہوٹل مینجمنٹ، بزنس مینجمنٹ، ہاسپٹل مینجمنٹ، انفارمیشن ٹکنالوجی، ٹیکنیکل انجینئرنگ جیسے کورسیس کر کے بھی ترقی کی راہوں پر آگے بڑھا جاسکتا ہے۔ ہم ہندوستانی ہیں۔ ہمیں ہمارے حقوق کی معلومات حاصل کر کے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کھیتی باڑی اور اسمال اسکیل انڈسٹری کے لیے حکومت کی جانب سے Subsidy ملتی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ حکومت کی جانب سے نکلنے والے گزٹ سے معلومات حاصل کر کے حکومت کی مختلف روزگار اسکیموں سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ان سب باتوں کے علاوہ میرا خیال ہے کہ کسی بھی قوم کی ترقی کے لیے اچھے اخلاق واچھے ایمان کا حامل ہونا بہت ضروری ہے۔ رزقِ حلال کھانے کی عادت بھی ترقی کی راہیں کھول سکتی ہیں۔

فاروق رحمٰن : آپ کے خیال سے خواتین کوکن کو زندگی کے مختلف شعبہ جات میں آگے بڑھنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

ریحانہ اُندرے : ہمارے کوکن کی عورتوں میں اتنا Potential ہے کہ وہ زندگی کے ہر محاذ پر ترقی کر سکتی ہیں کیونکہ وہ انتہائی ذہین باوقار اور باکمال ہیں۔ چونکہ ہماری کوکنی برادری Male dominated ہے۔ اس لیے ہماری برادری کی عورتوں کو آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہماری برادری کے مردوں کا خیال ہے کہ عورت صرف ایک خاتون خانہ ہے اسے گھر ہی میں رہنا چاہیے۔ اب اگر ہماری برادری کی عورتوں کو آگے بڑھنا ہے تو سب سے پہلے مردوں کو اپنی ذہنیت بدلنی ہوگی۔ اپنے نظریات بدلنے ہوں گے۔ ساؤتھ افریقہ میں بسی کوکنی عورتیں زندگی کے تمام شعبہ جات میں Well advance ہیں۔ Business، Banking اور دیگر شعبوں میں وہاں کی خواتین اپنے شوہروں کا ساتھ دیتی ہیں۔ ایران کی عورتیں بھی نقاب میں رہ کر زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کر رہی ہیں۔ اور یہ تمام باتیں اپنے دوروں کے دوران ذاتی طور پر میرے تجربے میں آئی ہیں۔ کسی بھی قوم کی عورتوں کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ مرد اپنی سوچ کو بدلیں۔

فاروق رحمٰن : "نقش کوکن" کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور آپ اس میں کون کون سی تبدیلیاں چاہتی ہیں؟

ریحانہ اُندرے : "نقش کوکن" کا نام آتے ہی سب سے پہلے جو تصور آتا ہے، سب سے پہلے جو چہرہ نظروں کے سامنے گھومتا ہے وہ چہرہ ہے ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کا۔ میں جن کا دل و جان سے احترام کرتی ہوں۔ انھوں نے اس رسالے کو جاری رکھنے کے لیے قدم قدم پر مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ اس رسالے کے ذریعے انہوں نے پوری دنیا کی کوکنی برادری کو ایک دھاگے میں باندھ رکھا ہے۔ میں اس شخص کو سلام کرتی ہوں کیونکہ نقش کوکن ایک عادت بن چکا ہے۔ جہاں تک اس میں تبدیلیوں کا سوال ہے تو اس کا مقام مزید اونچا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے اس رسالے کو معاشی طور پر مضبوط کرنا ہوگا۔ ہر شخص کو اس کا خریدار بننا چاہیے۔ معاشی طور پر مضبوط ہو جانے کے بعد نوک پلک خود بخود

ست ہو جائے گی۔ ویسے میرا اپنا خیال یہ ہے اس رسالے
، ذریعے کوکنی عورتوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ جو
تین Grass root level پر کام کرتی ہیں ان کے
ہائے نمایاں کو اس رسالے میں Highlite کرنا چاہیے
۔ دوسری کوکنی عورتوں کو بھی تحریک ملے اور وہ بھی
ی خدمات کے میدان میں آگے بڑھ سکیں۔

روق رحمٰن : اپنی موجودہ ترقی کا کریڈٹ آپ کسے
اپسند کریں گی؟

حانہ اُندرے : سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کی
رگذار ہوں کہ اس نے مجھے اس مقام تک پہنچایا۔ میں
پنے ماں باپ کی بھی شکرگذار ہوں کہ انہوں نے مجھے پیدا
اور اچھی تعلیم دی۔ ان کے بعد میں اپنے شوہر ڈاکٹر
رالرحیم اُندرے جو ملک کے نامور سرجن ہیں کی بھی
رگذار ہوں جو میرے لیے کسی یونیورسٹی سے کم نہیں ہیں
ں نے ان کے زیر سایہ رہ کر جو کچھ سیکھا ہے وہ قوم کو
رہی ہوں۔ اگر ڈاکٹر صاحب میرا ساتھ نہیں دیتے تو میں
ں مقام تک ہرگز نہیں پہنچتی۔ مجھے تو اپنی ترقی دیکھ
ایسا لگتا ہے جیسے Behind every successful
woman there is a ma آخر میں میں اپنے تینوں
ں اور عزیز و اقارب کی شکرگذار ہوں کہ انہوں نے
رگی کے ہر قدم پر میرا ساتھ دیا۔

روق رحمٰن : ۱۹۹۲ء کے فسادات میں آپ نے اپنے
تھیوں کی مدد سے ۱۵۰ بچوں کی بازآبادکاری کا کام کیا تھا۔
لیرانہ قدم آپ نے کیسے اٹھایا؟

حانہ اُندرے : اس وقت کے حالات کافی سنگین
۔ فسادات سے متاثر افراد کی حالت زار دیکھی نہیں جاتی
ں۔ خاص طور پر معصوم بچوں کی آہ وزاری دیکھی نہیں
جا رہی تھی۔ وہ کچھ نہ کچھ کرنے کا جذبہ ہی تھا جس کی وجہ
سے ہم نے بمبئی کے مسافرخانے سے ۱۵۰ بچے لیے اور
انہیں لے کر بورلی پنچتن پہنچے۔ اور ان کی مکمل بازآبادکاری
کا کام کیا۔ ہمارے اس دردمندانہ اقدام سے متاثر ہو کر گورنر
پی۔ سی۔ الیکزانڈر کی سفارش پر راجیو گاندھی فاونڈیشن نے
ہمیں چار لاکھ روپے کی بھاری رقم عطیے میں دی۔ پونے سے
پی۔ اے۔ انعام دار صاحب نے ان متاثرہ ۱۵۰ بچوں کے
لئے ایک ٹیمپو بھر کر سامان بھیجا۔ میرے اور ڈاکٹر اندرے
صاحب کے علاوہ دلیپ صاحب، ستیش ترپاٹھی صاحب،
کمیٹی ممبرس داؤد راوت، ڈاکٹر کے۔ وائی۔ راوت، ابراہیم
بوبیرے، ڈاکٹر محمد نائیک، ڈاکٹر ذاکر نائیک، امتیاز درزی،
عرفان شاہ اور محمد میمن وغیرہ نے بھی اس کارروائی میں بڑھ
چڑھ کر حصہ لیا۔

فاروق رحمٰن : آپ کے خیال سے فسادات کو روکنے
کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

ریحانہ اُندرے : تعلیم عام کرنی چاہیے۔ اسکول اور
کالج کے نصابوں میں یکجہتی اور آپسی اتحاد و اتفاق پر مبنی
اسباق شامل کرنے چاہیے اور ایسے اسباق نکال دینا چاہیے
جن سے کسی فرقے کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہوں۔
خاص طور سے تاریخی واقعات کو تاریخ کی کتاب میں شامل
کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ ان واقعات کو پڑھنے
کے بعد کسی فرقے کی دل شکنی نہ ہو اور نہ ہی کسی فرقے کے
مذہبی جذبات مشتعل ہوں۔ اکثر دیکھا گیا ہے بچپن میں
بوئے گئے نفرت کے یہی بیج جوانی میں تشدد و خون خرابے
کے تناور درخت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مختلف مذاہب
کے سنجیدہ، سمجھدار اور تعلیم یافتہ لوگوں کو آپس میں مل بیٹھ
کر اس مسئلہ کا حل سوچنا چاہیے۔ ایسے تمام مذہبی رہنماؤں

اور سیاسی لیڈروں کا بائیکاٹ کرنا چاہیے جو مذہب کے نام پر بھولے بھالے لوگوں کو آپس میں لڑاتے ہیں اور اپنی دکانیں چمکاتے ہیں۔ اخلاق واقدار کی مناسب تعلیم کے ذریعے ہی فسادات کو روکا جاسکتا ہے۔

فاروق رحمٰن : زندگی کے محاذ پر آج عورتوں کو کس قسم کے Challenges کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

ریحانہ اُندرے : سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ لڑکیوں کے جوان ہوتے ہی والدین ان کو بوجھ سمجھنے لگتے ہیں۔ پہلے ان کی تعلیم اور پھر ان کی شادی کا مسئلہ ان کے سامنے سوالیہ نشان بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر نوجوان بیوی کے طور پر خوبصورت لڑکی کی مانگ کرتا ہے۔ جہیز کی لعنت تو اپنی جگہ قائم ہے ہی۔ شادی کے بعد عورتوں کو سسرال کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آج کے دور میں ایک عورت کی شادی شدہ زندگی میں کسی دوسری عورت کا جائز یا ناجائز طور پر داخل ہونا بھی ایک بہت بڑا Challenge بنا ہوا ہے۔

فاروق رحمٰن : اردو سے آپ کو اتنی محبت کیوں ہے؟

ریحانہ اُندرے : کوکنی کے علاوہ اگر ہماری کوئی زبان ہے تو وہ اردو ہے۔ ذریعہ تعلیم اردو ہونے کی وجہ سے بھی اس سے ایک جذباتی لگاؤ پیدا ہو گیا ہے۔ انجمن اسلام نے بھی مجھے ایک لسانی دھاگے میں باندھ رکھا ہے۔ اردو کے حسن، اس کی شیرینی اور نغمگی کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے کہ جنت کی زبان بھی اردو ہی ہوگی۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ شخص بڑا بدقسمت ہے جسے اردو نہیں آتی۔

فاروق رحمٰن : آپ کا پسندیدہ شاعر کون ہے؟

ریحانہ اُندرے : فیض احمد فیض کے علاوہ میر، داغ، غالب، مومن، اقبال، مصطفیٰ زیدی اور پروین شاکر کو میں پسند کرتی ہوں۔

فاروق رحمٰن : آپ کے پسندیدہ اشعار کون سے ہیں؟

ریحانہ اُندرے : میرے پسندیدہ اشعار یہ ہیں

جل کے تاریکیوں میں مثلِ چراغ
روشنی کا ثبوت دینا ہے
مٹ کے ملت کے واسطے ماہر
زندگی کا ثبوت دینا ہے

بادباں کھلنے سے پہلے کا اشارہ دیکھنا
میں سمندر دیکھتی ہوں تم کنارہ دیکھنا

انہی پتھروں پہ چل کر اگر آسکو تو آؤ
میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

فاروق رحمٰن : قوم کے نام آپ کا پیغام کیا ہے؟

ریحانہ اُندرے : میں چاہتی ہوں کہ ہماری قوم کے لوگ اپنے بچوں کی اچھی تعلیم کے ساتھ ان کے اخلاق پر بھی زور دیں۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے کہا تھا کہ مجھے حصول تعلیم کے لیے ۲۳ سال لگے جن میں سے تین سال دنیاوی تعلیم میں لگے اور بیس سال اخلاقیات سیکھنے میں لگے اور آخر میں میں بس اتنا کہنا چاہوں گی کہ

ہمارے خوں کے قطروں سے لے کر رنگِ حیات
ہر اک شاخ پہ تازہ گلاب آئیں گے
نہیں ہے صرف ہم ہی سے انقلاب چمن
ہمارے بعد بھی کچھ انقلاب آئیں گے

خطۂ کوکن کے بہترین ہیڈ ماسٹر

پرنسپل یوسف احمد پرکار

خطۂ کوکن میں فروس، بانکوٹ، چپلون اور کالستہ ایسے مقامات ہیں جو پرکار گھرانوں کی بدولت انوکھی آن بان رکھتے ہیں۔ اس گھرانے کو اللہ رب العزت نے دولت، شہرت، ذہانت، عزو وقار اور علم و فن کی بیش بہا نعمتوں سے خوب نوازا ہے اور یہ باشندے چونکہ شکر گذار بندے واقع ہوئے ہیں لہٰذا ان کے خزانۂ اوصاف میں کمی ہی نہیں ہوتی۔ آباواجداد سے چلی آرہی تعلیم و ترقی کی راہوں میں سبقت لے جانے والی روایت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ان لوگوں نے اسلاف کے کارناموں اور عطاؤں کو صرف سرمایۂ افتخار ہی نہیں سمجھا بلکہ اس کے وقار اور ناموس کے محافظ بھی بنے رہے۔

آج دنیا بھر کے ملکوں میں پرکار گھرانوں کے افراد پھیلے ہوئے ہیں اور جہاں بھی ہیں نہایت سربلند و سرفراز ہیں۔ یہ گھرانے خوداعتادی، عزم و ہمت، جہد و جستجو، حرکت و عمل، مستقل مزاجی اور اللہ کی نصرتوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ دین و مذہب سے ان کی وابستگی اور آخرت کی فکر نے انہیں ہر شعبۂ حیات میں چاک و چوبند رکھا ہے اور یہ لوگ صراطِ مستقیم پر ثابت قدمی کے ساتھ جمے رہنے اور چلتے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں ان کے قدموں میں لوٹتی ہیں۔ انہی کے دم سے خطۂ کوکن پرکاروں کی نہیں کارپردازوں اور کارسازوں کی سرزمین کہلائے گا!

پرنسپل یوسف احمد پرکار بھی اسی خانوادہ کے ایک مقبول و معروف فرد ہیں لیکن اجتماعی قوتوں کے حامل! ایک ایسے راہی، جس کے پیچھے پورا کارواں سکون و سرور اور کامیابی و شادکامی کے پرچم لہراتا ہوا ساحتِ ہستی کے ہر گوشے میں تیز قدموں سے آگے ہی آگے نکلا چلا جارہا ہے۔ پرکار صاحب خطۂ کوکن کی ممتاز تعلیمی ہستیوں میں ایک بلند مقام اور مرتبے کے مالک ہیں۔ ان کے پرکھوں نے جہاز پر کام کیا تھا اس لیے سارنگ کہلائے۔ خوب محنت کی۔ خوب کمایا اور خوب زمینیں بنائیں۔ بریں بناء یوسف احمد پرکار خاندانی زمیندار ہیں۔ مگر زمینداروں کے عیوب سے پاک، اور وہ اس لیے کہ ایامِ شباب ہی سے تعلیم و تربیت کی پاکیزہ راہ اختیار کرلی تھی۔

۱۵ر دسمبر ۱۹۴۲ء کو تعلقہ چپلون کی مردم خیز بستی کالستہ میں پیدا ہوئے۔ ساتویں جماعت تک وہیں تعلیم حاصل کی۔ یونائیٹیڈ انگلش اسکول چپلون سے آٹھویں اور نویں جماعتوں کا امتحان مراٹھی ذریعہ تعلیم سے پاس کیا۔ مارچ ۱۹۵۸ء میں نیشنل ہائی اسکول داپولی سے ہائیر سیکنڈری پاس کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے اسماعیل یوسف کالج جوگیشوری بمبئی میں داخلہ لیا۔ کالج کے نامور فرزندوں میں کوکن کے نامی گرامی سپوت بھی شامل ہیں۔ جرمن کار، نور پرکار، عبداللہ ساجد، آئی۔ ٹی پرکار اور اے۔ ڈی ساونت اسی کالج کے فارغ التحصیل ہیں۔ سبھی نے اپنے اپنے شعبے میں نمایاں کارکردگی سے اپنی شناخت بنائی اور سرزمین کوکن کو عزت بخشی۔

اسی کالج میں یوسف احمد پرکار نے بھی اپنے

استادوں سے زندگی کرنے اور زندگی بنانے کا فن سیکھا، حوصلہ حاصل کیا۔ ۱۹۶۳ء میں سیکنڈ کلاس بی اے کر کے انہوں نے گورنمنٹ لا کالج چرچ گیٹ بمبئی کا رخ کیا۔ ۱۹۶۵ء میں ایل ایل بی کی ڈگری پائی۔ غرض تعلیمی سلسلے کو کہیں ٹوٹنے نہیں دیا۔ ذہانت اور ذکاوت کی نمایاں چمک دمک نظر نہ آتی تھی لیکن محنت و مشقت سے اپنی امیج بنائے رکھی۔ بیڈمنٹن، کرکٹ اور والی بال کے بہترین کھلاڑی تھے۔ ہر فیلڈ میں چمپئن رہے اور اپنے کالج کا نام روشن کیا۔

حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ میں ۸/جون ۱۹۶۷ء ان کی ملازمت کا پہلا دن تھا۔ تین سال تک ان ٹرینڈ ٹیچر کی حیثیت سے برسر کار رہے پھر ۷۲-۱۹۷۱ء میں مراٹھواڑہ کالج آف ایجوکیشن اورنگ آباد سے سیکنڈ کلاس سے بی۔ ایڈ کیا۔ مزید دو سال تک معاون مدرس رہے۔ وہ انگریزی کے بہت اچھے استاد تھے۔ ان کا طریقۂ تدریس طلبہ کے لیے بڑا موثر اور مفید ثابت ہو رہا تھا۔ علاوہ ازیں آپ تنظیمی صلاحیتوں کے مالک بھی تھے اور دوسری مفید مطلب خوبیوں سے متصف بھی چنانچہ انتظامیہ نے یکم جون ۱۹۷۴ء کو صدر مدرس کی حیثیت سے آپ پر بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال دیا جسے وہ تا حال بڑی خوش اسلوبی سے سنبھالے ہوئے ہیں۔

ان کے ہاتھ میں باگ ڈور آتے ہی گویا اسکول کی کایا پلٹ ہوگئی۔ نہ صرف معیارِ تعلیم بلند ہوا، اور قابلِ رشک نتائج کا سلسلہ بندھ گیا بلکہ کلچرل سرگرمیوں میں بھی یہ ادارہ کوکن کے تمام اداروں سے سبقت لے گیا۔ NKTF کے مختلف تعلیمی مقابلوں کا جب سے آغاز ہوا ہے تا حال سب سے زیادہ انعامات پرکار صاحب کے طلبہ اور اساتذہ نے حاصل کیے ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہوش مند اور کامیاب ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اساتذہ اور انتظامیہ دونوں کو نہایت خوش اسلوبی سے ڈیل کرتے ہوئے انہوں نے اپنی اسکول کو ایک آئیڈیل ہائی اسکول بنادیا ہے۔ مثالی اسکول کے سبھی تقاضے ان کی اسکول میں پورے ہوتے ہیں۔

پرکار صاحب سوشیل ایجوکیشن سوسائٹی کالستہ کے فعال رکن اور سکریٹری کی حیثیت سے بھی خوب چمکے۔ اطراف واکناف کی سبھی سماجی اور تعلیمی تنظیموں کی رکنیت بھی آپ کو حاصل ہے۔ رتناگری ضلع اور صدر مدرسین امتحان تنظیم کے صدر ہیں۔ "بزمِ اردو" چپلون کے نائب صدر ہیں۔ بزم اردو کے تحت علاقے میں شعر وادب کا ذوق و شوق جگانے کی سعیٔ بلیغ ہوتی رہتی ہے۔ مشاعرے، ادبی اجلاس، سمپوزیم، سیمینار، غزل خوانی، تقریری مقابلے، ڈرامہ کمپٹیشن اور دیگر سرگرمیاں ہر سال بڑے اہتمام سے جاری رہتی ہیں۔ ان سے نئی پود بھی فیضیاب ہو رہی ہے۔

وہ چار سال تک ڈی ایڈ کالج میں پرنسپل کے عہدے پر فائز رہے، اس کے علاوہ فاطمہ آربی دلوائی جونیئر کالج آف آرٹس، کامرس کی پرنسپل شپ بھی انہی کے ذمہ رہی۔ مارچ ۱۹۹۷ء میں بارہویں کا شاندار نتیجہ آیا۔ کامرس فیکلٹی کا نتیجہ ۷۵ فیصد تھا۔

NKTF کی طرف سے چار مرتبہ پورے کوکن میں انگریزی کا بہترین نتیجہ ظاہر ہونے پر آپ کو "دی بیسٹ انگلش ٹیچر" ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔ اور چاروں مرتبہ ان کے طلبہ نے بھی "دی بیسٹ انگلش اسٹوڈنٹ ایوارڈ" حاصل کیے۔ تعلیم و تدریس کے ۲۵ برسوں کی تکمیل پر NKTF نے اعزاز واستقبال کیا۔ غرض ہر انعام و ہر اعزاز سے انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو نئے سرے سے محسوس کیا اور پہلے سے زیادہ دلجمعی کے ساتھ نئے کاموں میں

جٹ گئے۔

موصوف کے معاون اساتذہ بھی بڑے قابل اور محنتی ہیں، جو نہ صرف ایمانداری، لگن اور ملی تڑپ کے ساتھ تدریسی فرائض انجام دیتے ہیں بلکہ اسپورٹس اور دیگر کلچرل سرگرمیوں اور مقابلوں کے لیے طلبہ کو پورے جی جان سے تیار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بچے جہاں کئی شرکت کرتے ہیں خالی ہاتھ نہیں لوٹتے۔ ان کامیابیوں کے پیچھے پرکار صاحب کا ہیڈماسٹر کی حیثیت سے بڑا اہم رول ہے۔

وہ نہ صرف بچوں کو شرکت کا موقع دیتے ہیں بلکہ اخراجات کی رقم بھی ادا کرتے ہیں۔ ساتھ ہی نگراں اور ذمہ دار استاد کی بھرپور حوصلہ افزائی بھی فرماتے ہیں۔ محنت کرنے والے استاد کی تعریف و تحسین اور اس کی کارکردگی کا اعتراف کیا جاتا رہے تو اس میں اور بہتر کام کرنے کی لگن پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ پرکار صاحب اپنے ساتھی منا بیگ کی کاوشوں کی ہمیشہ سراہنا کرتے رہتے ہیں۔

اسکولی بچوں کی کامرانی کا کریڈٹ اپنے ساتھیوں کو دیتے ہوئے وہ اعتراف کرتے ہیں کہ "ادارے کی کامیابی میں مجھے میرے سبھی ساتھی اساتذہ کا بھرپور تعاون رہا ہے۔ میں ان سبھی کا شکر گذار ہوں، لیکن جس معلم کا میں خصوصاً ذکر کرنا چاہوں گا وہ ہیں جناب منا بیگ جو میرے ساتھ بحیثیت معاون معلم ۱۹۷۷ء سے کام کر رہے ہیں۔ تعلیمی میدان کی سرگرمیاں ان کی اپنی محنتوں کا نتیجہ ہیں۔ بین المدارس ڈسٹرکٹ لیول مقابلوں میں ساری رہنمائی اور کامیابیاں انہی کی مرہونِ منت ہیں۔ NKTF کی جانب سے منعقدہ سارے مقابلوں میں ہماری اسکول نے ایک منفرد مقام حاصل کیا ہے اور اس کامیابی کا سہرا جناب منا بیگ کے سر بندھتا ہے۔ وہ ایک اچھے نثر نگار اور مقرر ہیں۔"

اساتذہ کی خدمات کا اعتراف، ان کی حوصلہ افزائی اور قدردانی کا نتیجہ یہ ہے کہ حاجی داؤد امین ہائی اسکول اور ڈی ایڈ کالج نیز جونیئر کالج کے نہ صرف معیارِ تعلیم میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ بورڈ کے امتحانات میں بھی ان کی ترقیات کا گراف بلند تر ہے۔ ۹۱-۱۹۹۰ء میں شاندار نتائج کی بنا پر اسکول کو دس ہزار روپے کی اضافی گرانٹ بھی مل چکی ہے اور بہترین تعلیمی کارکردگی کیلئے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی سے پندرہ سو روپے سالانہ کی گرانٹ بھی حاصل ہوتی ہے۔

ڈی ایڈ کالج کی ابتدا جون ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔ کولہاپور ڈیوژن کے ۵، اضلاع میں یہ واحد کالج آف ایجوکیشن ہے جہاں لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ ہے۔ اس ادارے سے تقریباً ساڑھے تین سو طلبہ طالبات فارغ ہو چکے ہیں اور ان کی اکثریت برسرِ روزگار ہے۔

پرکار صاحب غریب اور ضرورت مند طلبہ کی مشکل کشائی میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ وہ ہر سال تقریباً ۲۰-۲۵ ہزار روپئے "غریب طلبہ فنڈ" کے تحت یونیفارم، کتابوں اور بیاضوں کی صورت تقسیم کرتے ہیں۔

بلحاظِ مجموعی تعلیمی اور تہذیبی سطح پر یوسف احمد پرکار صاحب کی نمایاں کارکردگی انہیں خطۂ کوکن کے بہترین ہیڈماسٹروں کی صفِ اوّل میں شامل کرتی ہے۔ جبکہ ان کی رائے میں اقبال اختر مغل، شمس القمر اور اسماعیل باوا صاحب وغیرہ بہترین ہیڈماسٹر ہیں۔

کوکن کا گوہر

حامد کوثر

خطۂ کوکن کی زرخیزی و مہمان نوازی تو مشہور ہے ہی لیکن اس سرزمین نے علم و دانش کے بھی بے شمار گوہر پیدا کیے ہیں۔ جس کی تازہ ترین مثال ایس ایس سی امتحان می طالبات میں اوّل آنے والی طالبہ کوثر ہادی عبدالعلیم قاضی ہے جس نے ۷۵۰ میں سے ۶۹۶ نمبرات حاصل کیے (۹۲ء۵۳٪) اور مہاراشٹر ڈیوزنل بورڈ کی میرٹ لسٹ میں پانچواں مقام حاصل کیا اور بمبئی بورڈ میں کامیاب ہونے والی طالبات میں اوّل مقام حاصل کیا۔

بمبئی میمنس ایجوکیشن سوسائٹی کے ماتحت جاری فاروق ہائی اسکول برائے طالبات جوگیشوری سے امسال ایس ایس سی بورڈ کے امتحان میں کل ۲۷۰ طالبات شریک ہوئی تھیں جن میں سے ۲۵۹ طالبات کامیاب ہوئیں۔ اس طرح اسکول کا نتیجہ ۹۶٪ رہا۔ اردو، سائنس، سوشل سائنس اور عربی مضامین کا نتیجہ صدفی صد رہا۔ پرنسپل مسز سروری ہاشمی صاحبہ کوثر ہادیہ کے تعلق سے بتایا کہ یہ ہونہار بچی کے جی سے ہی فاروق ہائی اسکول میں زیر تعلیم تھی۔ کافی ذہین ہونے کی وجہ سے وہ پہلے ہی سے سب کی نظر میں تھی۔ اس کی ذہانت اور لگن دیکھتے ہوئے ٹیچرس نے بھی اس پر خصوصی توجہ دی۔

کوثر ہادیہ کی والدہ جمیلہ قاضی گذشتہ ۲۳ سالوں سے فاروق ہائی اسکول میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ انہوں نے ہادیہ کے تعلق سے بتایا کہ وہ کے جی سے ہی فاروق ہائی اسکول میں زیر تعلیم ہے۔ وہ چوتھی اور ساتویں کے اسکالرشپ امتحانات میں بھی میرٹ لسٹ میں آئی تھی۔ مہاراشٹرا ٹیلنٹ سرچ کے امتحان میں بھی وہ میرٹ لسٹ میں آئی تھی جس کی وجہ سے اسے نیشنل ٹیلینٹ سرچ کے لیے چنا گیا۔ اردو میڈیم کی طالبہ ہونے کے باوجود ہادیہ جماعت المسلمین ماہم کے زیر اہتمام منعقدہ البدیہہ انگریزی مضمون نویسی کے مقابلے میں اوّل آئی تھی وارڈلیول سائنس نمائش کے مضمون نویسی کے مقابلے میں بھی وہ اوّل رہی۔ ڈرائنگ کے ایلمینٹری اور انٹر میڈیٹ امتحانات میں بھی وہ "A" گریڈ سے پاس ہوئی۔ ہندوستانی پرچار سبھا کے امتحان میں بھی وہ پورے مہاراشٹرا میں اوّل رہی۔

کوثر ہادیہ نے اپنی پڑھائی کے تعلق سے بتایا کہ وہ روزانہ دو ڈھائی گھنٹے باقاعدگی سے پڑھائی کیا کرتی تھی۔ نہ ہی اس نے کبھی ٹیوشن لیا اور نہ ہی اس نے کبھی کوئی Coaching Class میں داخلہ لیا۔ ہاں اس نے اس بات کا اعتراف ضرور کیا کہ Mock کے امتحانات اور اس کے ماڈریٹرس کی وجہ سے اسے کافی فائدہ پہنچا۔

اپنی اس شاندار کامیابی پر ہادیہ سب سے پہلے اللہ تبارک تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اس کے بعد اپنے والدین کا پھر پرنسپل مسز ہاشمی کا اور آخر میں اپنے اساتذہ کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

ہادیہ نے بتایا کہ اسے صرف کتابیں پڑھنے اور ریڈیو پر خبریں سننے کا شوق ہے۔ وہ ٹی وی نہیں دیکھتی کیونکہ والد صاحب نے بچوں کی پڑھائی کو مد نظر رکھتے ہوئے TV خریدا ہی نہیں۔

ہادیہ نے اپنے والد عبدالعلیم قاضی کے تعلق سے بتایا کہ وہ سندھیا کمپنی میں ٹائم کیپر کے عہدے پر فائز تھے۔

☆ فاروق رحمٰن

گاؤں کا نام	:	زاگلے
تعلقہ	:	داپولی
ضلع	:	رتناگری
رقبہ	:	۸/مربع کلومیٹر
آبادی	:	تقریباً ایک ہزار
مسجد	:	ایک
اسکول وجونیرکالج	:	ایک

سانے گروجی کی جائے پیدائش پالگڑھ سے 5 کلو میٹر کے فاصلے پر خوبصورت پہاڑیوں کے دامن میں بسا ہوا گاؤں زاگلے مہمانوں کی مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ ہے۔

تقریباً دو سو سال پہلے رائے گڑھ اور رتناگری کے علاقوں میں طاعون کی وبا پھیلی تھی اور لوگ بیماری کے خوف سے ان علاقوں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے تھے۔ زاگلے گاؤں کو وہیں سے ہجرت کر کے آنے والے لوگوں نے بسایا۔

یوں تو زاگلے کے باشندوں کا پیشہ کاشت کاری ہے لیکن ۱۹۳۲ء سے قبل یہاں کے لوگ ذریعۂ معاش کی تلاش میں افریقہ پہنچے۔ ۱۹۶۶ء میں افریقہ کے سیاسی حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے وہاں کے زیادہ تر ہندوستانی انگلستان اور دیگر ممالک میں جانے کے لیے مجبور ہوگئے۔

زاگلے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہاں کے ہر گھر کو پکی سڑک سے جوڑا گیا ہے۔ ہر گھر میں پانی کا مفت کنکشن لگایا گیا ہے۔ تقریباً گھروں میں ٹیلیفون موجود ہے۔ گاؤں کا ماحول دینی ہونے کے باوجود جدید تعلیم کا معقول انتظام ہے۔ دی رائزنگ ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج زاگلے کی شان ہے۔ اس ادارے کی بنیاد ۱۹۸۲ء میں اتفاقیہ ایجوکیشن سوسائٹی کے زیرانتظام رکھی گئی تھی۔ جسے جماعت المسلمین لندن، جماعت المسلمین برمنگھم، جماعت المسلمین ساؤتھ افریقہ اور دیگر عرب ممالک میں بسے ہوئے زاگلے کے کوکنی حضرات سے ملتا ہے۔

دی رائزنگ ہائی اسکول اینڈ جونیر کالج کی خاص بات یہ ہے کہ تین سال قبل ہی اس میں چار جدید کمپیوٹر نصب کیے گئے ہیں جس سے نہ صرف اسکول و کالج کے طلبہ مستفیض ہوتے ہیں بلکہ گاؤں کے دیگر حضرات بھی کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

دو سال قبل زاگلے میں مولانا ابوالکلام آزاد لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔ دنیا بھر کی دلچسپ کتابوں کے علاوہ اس لائبریری میں اردو، مراٹھی و انگریزی کے مختلف رسائل واخبارات باقاعدگی سے آتے ہیں۔

زاگلے کی ترقی میں جن بزرگوں کا ہاتھ ہے ان میں جناب اسماعیل حوّا، جناب اسحاق تابے، جناب آئی۔ڈی۔ پٹیکر، جناب عبداللہ پٹیکر، جناب احمد حوّا (لندن) جناب عثمان حوّا اور عبدالقادر پٹیکر کے علاوہ دیگر حضرات پیش پیش رہتے ہیں۔

نوجوانوں میں عبدالکریم غیبی، اخلاق احمد ناگوٹھنے، عرفان علی پٹیکر، مشتاق تابے عثمان پٹیکر، بشیر ناگوٹھنے وغیرہ نے بزرگوں کے رائے مشورے سے نئی نسل کی سیاسی، سماجی اور تعلیمی رہنمائی میں اہم رول ادا کیا ہے۔

گاؤں کے لوگ کافی مہمان نواز ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ گاؤں میں ہفتہ واری اجتماع بھی ہوتا ہے۔ گاؤں کے کئی بچے عالم وعالمہ کا کورس کر رہے ہیں۔ اس گاؤں کے حافظ وعالم لندن و افریقہ میں دینی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جن میں حافظ عرفان علی پٹیکر افریقہ میں اور مولانا عبدالحمید ناگوٹھنے برمنگھم میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

انجمن اسلام

ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا طبیہ کالج اینڈ حاجی عبدالرزاق کلسیکر ہاسپٹل

۶۰، یاری روڈ ورسوا اندھیری ممبئی

طبیہ کالج ممبئی انجمن اسلام کے عظیم الشان اداروں کے سلسلے کی ایک مہتم بالشان کڑی ہے جو صدر انجمن ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا، چیرمین طبیہ کالج بورڈ اور ہاسپٹل ڈاکٹر خلیل مقدم و ڈاکٹر ظہیر آئی قاضی (بالترتیب) پرنسپل اینڈ سپرنٹنڈنٹ پروفیسر شیخ محمد ارشد نیز اس کے اساتذہ و ماہرین فن اطباء کی سرپرستی میں اپنے بانیوں کے سہری مقاصد کے تکمیل میں رورو شب مصروف ہے۔ یہ کالج نہ صرف ساکنان عروس البلاد ممبئی نیز اطراف وجوار کے لوگوں کی طبی تعلیم کی خواہش کی تکمیل کر رہا ہے بلکہ ان کے دردکا درماں اور ان کی تکالیف کا ازالہ بھی نفع و نقصان کی میزان سے پرے ہٹ کر بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے۔

انجمن اسلام نے اسلام کی اس میراث کو خوب سے خوب تر بنانے کا عزم کر رکھا ہے۔ یاری روڈ ورسوا میں کالج وہاسپٹل کی قریب التکمیل عمارت اس امر کا بیّن ثبوت ہے یہ عمارت ملک میں موجود طبیہ کالجوں کی عمارتوں میں ممتاز اور یگانہ روزگار حیثیت کی حامل ہے۔ مستقبل قریب میں یہ عمارت نئے آلات ومشینوں سے لیس ہو کر عوام الناس کی خدمت کیلئے اساتذہ فن و مشاہیر اطباء کے بے لوث جذبہ خدمت کے ساتھ قوم کے سپرد کر دی جائے گی۔

ممبئی یونیورسٹی اور مہاراشٹر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز ناسک سے ملحق اس ادارے میں سینٹرل کونسل آف انڈین میڈیسن نئی دہلی کا مرتب کردہ طبی نصاب تعلیم رائج ہے اس کورس میں داخلہ کیلئے خواہش مند طلباء کا بارہویں جماعت میں سائنس مضامین اور انگلش میں ایک ہی نشست میں پاس ہونا ضروری ہے نیز درجہ دہم میں اردو بحیثیت مضمون لازمی ہے۔ اقلیتی ادارہ ہونے کی وجہ سے سپریم کورٹ کے تفویض کردہ حقوق کی بناء پر پچاس نشستوں میں سے پچیس نشستوں پر داخلے انتظامیہ کے زیر انتظام ہوں گے جن کیلئے طلباء سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ C E T میں شریک طلباء کو اہمیت دی جائے گی۔ ان محفوظ نشستوں کے داخلہ فارم ۲۰؍جون ۲۰۰۰ء بروز منگل طبیہ کالج آفس سے آفس اوقات میں حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ بہر صورت مکمل داخلہ فارم اسناد کی مصدقہ نقول کے ہمراہ ۶؍جولائی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات شام چار بجے تک طبیہ کالج آفس بیت الامان بلڈنگ، پہلا منزلہ، حسرت موہانی چوک، ناگپاڑہ ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۸ میں جمع کرائے جا سکتے ہیں۔

داخلے کے لئے انٹرویو تاریخ ۱۱؍جولائی ۲۰۰۰ء بروز منگل بوقت گیارہ بجے دن بمقام انجمن اسلام ہیڈ آفس بمقابل سی ایس ٹی (وی۔ ٹی) (ڈی این روڈ ممبئی۔۱) منعقد ہوں گے۔ انٹرویو میں حاضری داخلہ کیلئے لازمی ہے۔

رہائش کے خواہش مند طلباء کے لئے صوبائی ہوسٹل وی ٹی اور طالبات کے انجمن اسلام گرلز ہوسٹل ورسوا یاری روڈ ممبئی۔ ۶۱ میں معقول انتظام ہے۔

Tibbia College & Hospital

Nagpada, Mumbai - 400 008.

Details of Teaching Staff

Name of the Teaching Staff	Designation	Department
Hk Shaikh Mohd Arshad	Principal & Supdt and Professor	Ilmul Advia
Hk. Mohd Shah Alam	Professor	Jarahiat
Hk B S Usmani	Professor	Kulliyat
Hk Moinudding Islahi	Professor	Moalejat
Hk. A. Mobin Khan	Professor	Hifzan-e-Sehat
Hk. Abdul Mannan Ansari	Professor	Niswan-o-Atfal
Hk Qamar Ali Khan	Reader	Tashreeh
Hk. Basir Lodi	Reader	Jarahiat
Molvi Nooruddin Islahi	Lecturer	Arabic & Mantiq
Hk. H. R. Mansuri	Lecturer	Tashreeh
Hk. Abdul Wahab	Lecturer	Kulliyat & Monaful Aza
Hk Mohd. Isa Nadvi	Lecturer	Hifzan-e-Sehat
Hk. Moin Nasreen	Lecturer	Niswan-o-Atfal
Hk. Zahirul H. Shaikh	Lecturer	Moalejat
Hk. Mohd. Tarique Ahsan	Lecturer	Ilmul Advia

دولت کلچر بن چکا ہے

ایس این حماد

دنیا میں قوموں کے عروج وزوال کے ساتھ ہی ان کی ترقی کی ترجیحات میں بھی تغیر و تبدل رونما ہو جاتا ہے۔ برطانوی نو آبادیاتی نظام کے خاتمہ کے فوراً بعد مغرب نے خود کو سامان حرب وضرب سے لیس کرنے کے لئے سائنسی ایجاد کو کمال عروج تک پہنچادیا اور بقائے انسانی کے لئے ایجادات کے ساتھ ساتھ فناء کا سامان بھی تیار کیا۔ لیکن ۱۹ ویں صدی کے اختتام پر یوروپ میں ترقی کی ترجیحات بدل گئیں اور ہتھیاروں کی ذخیرہ اندوزی کی بجائے مضبوط معیشت کو اولین ترجیحی بنیادوں پر استوار کرنا شروع کردیا چنانچہ کہنے والوں نے کہا کہ ۱۹ویں صدی سائنس کی صدی تھی اور ۲۰ویں صدی معاشیات کی۔ اس صدی کے اواخر میں انسانی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ کاروباری شعبہ سے وابستہ افراد کو عالمی شہرت ملی اور زیادہ بڑا بزنس پیدا کر لینا بہت بڑا کمال قرار پایا۔ صدی کے آخری برسوں میں بل گیٹس اور جارج سوروس نے دنیا سے اپنی ذہانت کالوہا منوایا۔ ان کے حریف اگرچہ اس ذہانت کو مکاری سے تعبیر کرتے ہیں لیکن بین الاقوامی جرائد نے ان افراد کو ہیرو بنا کر پیش کیا۔

کاروباری افراد کے ہیرو بن جانے کے بعد لوگوں نے اس معاملے کا باقاعدہ جائزہ لینا شروع کردیا ہے اور امریکی جریدے "ٹائم" نے پہلی مرتبہ ۲۰/ایسے افراد کی فہرست تیار کی جنہوں نے صنعت و تجارت کے میدان میں بے پناہ مقبولیت حاصل کر کے اپنے سرمایہ کو اربوں ڈالر تک پہنچادیا ہے۔ "ٹائم" کی مرتب کردہ پہلی فہرست میں تمام افراد اگرچہ امریکی باشندے ہیں لیکن دوسری فہرست میں ایشیائی ممالک چین اور جاپان کے علاوہ تیسری دنیا کے ممالک کے لوگ بھی شامل ہیں جن کا مجموعی اثاثہ کئی بلین ڈالر ہے۔ لیکن ان تمام سرمایہ داروں میں ایک چیز مشترک ہے کہ ان کے کاروباری طریقہ کار کی جڑیں انیسویں صدی کے بڑے امریکی تاجروں راک فیلر، کارنیگی اور مورگن سے جاکر ملتی ہیں جن کے حالات زندگی کا جائزہ لینے سے وہ طریقہ کار واضح ہو جاتا ہے جو سرخ سامراج کی شکست وریخت کا باعث بنا اور سرمایہ دارانہ نظام کو سکہ رائج الوقت بنادیا۔

ہو سکتا ہے ان میں سے اکثر لوگوں کے ناموں سے آپ واقف نہ ہوں لیکن ان کے کام نے آپ کی زندگی کو بھی کسی نہ کسی انداز میں متاثر ضرور کیا ہوگا۔ بزنس کے جس

انسانی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ کاروباری شعبہ سے وابستہ افراد کو عالمی شہرت ملی اور زیادہ بڑا بزنس پیدا کر لینا بہت بڑا کمال قرار پایا۔ صدی کے آخری برسوں میں بل گیٹس اور جارج سوروس نے دنیا سے اپنی ذہانت کالوہا منوایا۔ ان کے حریف اگرچہ اس ذہانت کو مکاری سے تعبیر کرتے ہیں لیکن بین الاقوامی جرائد نے ان افراد کو ہیرو بنا کر پیش کیا۔

کلچر نے حالیہ برسوں میں اپنا عروج دیکھا، اس کا آغاز ۱۹ویں صدی کے امریکہ سے ہوا تھا جہاں کاروباری شعبہ سے وابستہ افراد نے وہ تصورات وضع کیے جو بعد ازاں بزنس مین کا پیمانہ بن کر رہ گئے۔ امریکہ کے ان کاروباری افراد نے ایسے تصورات کو باہم جوڑ دیا جو اس سے قبل اس طرح کبھی یکجا نہیں ہوئے تھے۔ اوران تصورات کے یکجا ہونے سے انسان دوستی سماجی خدمت اور انسانی فلاح کا وہ تصور سامنے آیا جو اس وقت اقوام متحدہ کا نصب العین بنا ہوا ہے۔ ۱۹ویں صدی کے امریکہ میں تین ایسے نام تھے جو اس نصب العین کے سب سے بڑے علمبردار تھے ۔ راک فیلر ، کارنیگی اور مورگن، راک فیلر نے دنیا کو پہلی مرتبہ کثیر القومی کمپنی کے تصور سے متعارف کروایا۔ اس کے تیل کے کاروبار نے بہت سارے چھوٹے چھوٹے تاجروں کا خاتمہ کر دیا اور بزنس کے نئے افق اس کی آنکھوں میں سماتے چلے گئے۔ ہنستے مسکراتے راک فیلر نے اپنے حریفوں کو نیچا دکھانے کے لئے وہ تمام حربے اختیار کئے جو جدید دور میں کاروباری دنیا کی شناخت بن چکے ہیں۔

راک فیلر نے کاروباری دنیا کے بدستور حربوں کو چھپانے کے لئے ایسے خوبصورت الفاظ وضع کئے جو بعد میں جدید لغت میں شامل ہو گئے۔ اس نے اپنے تمام حریفوں کو خرید لیا اور اس خریداری کے لیے رشوت کا سہارا بھی لیا۔ ۱۹۱۳ء میں راک فیلر کے اثاثوں کی مالیت ۹۰۰ ملین ڈالر تھی جو امریکہ کی کل آمدنی کے دو فیصد کے برابر تھی۔ جبکہ آج امریکہ کے کسی بزنس مین کی آمدنی ملکی آمدنی کے ایک فیصد کے برابر بھی نہیں۔

کارنیگی بھی اپنی شہرت کے برعکس راک فیلر سے کم نہیں رہا۔ دولت کمانے کے بے انتہا شوق کا اس نے بارہا اعتراف اپنی تحریروں میں کیا اور یہاں تک لکھا کہ دولت کمانے کی ہوس مجھے اندر سے زنگ آلود کرتی چلی جارہی ہے۔ لیکن اس اعتراف کے باوجود عمر کے آخری دور تک اس کی توجہ دولت کمانے پر مرکوز رہی۔ اس نے اپنی کامیابی کے اسباب بیان کرنے کے لئے کتابیں لکھیں جن کا مقصد ناکامی کو کامیابی میں بدلنے کے طریقے فراہم کرنا تھا۔ یہ طریقہ کاریوں تو مذہبی تعلیمات سے کافی مشابہ تھا لیکن مذہبی تعلیمات کی طرح بے لوث ہونے کی بجائے ان میں خود غرضی کارفرما تھی۔ اس نے اپنی انسان دوستی کا مظاہرہ جگہ جگہ کیا لیکن اس کے دور میں بے شمار لوگ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ کارنیگی کے لوہے کے کارخانوں میں مزدوروں کو ہفتہ کے سات دن ۱۲ گھنٹے کام کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ مزدوروں کی جانب سے اپنا حق مانگنے کی کوشش کا کارنیگی کی انتظامیہ نے انتہائی خونریزی سے جواب دیا اور ۱۸۹۲ء میں امریکہ میں پہلی مرتبہ مزدوروں کو احتجاج کرنے پر خون میں نہلا دیا گیا۔ ۱۹۰۱ء میں کارنیگی کے خیالات میں اچانک تبدیلی آئی اور اس نے انسان دوستی اور سماجی خدمات کے عظیم الشان مظاہرے شروع کر دیئے لیکن موت کے وقت پھر بھی اس کے اثاثوں کی مالیت ساڑھے تین سو ملین ڈالر تھی۔

راک فیلر اور کارنیگی کے برعکس ان کا تیسرا اہم منصف صنعت کار نہیں بلکہ سرمایہ کار تھا۔ اس نے بھی راک فیلر کی طرح اپنے کسی مدمقابل کو برداشت نہیں کیا اور دنیا میں پہلی مرتبہ سرمایہ لگا کر ایک ارب ڈالر مالیت سے یو ایس اسٹیل پلانٹ لگایا۔ اس کی سرمایہ کاری کے انداز نے بینکنگ کا نیا طریقہ کار تخلیق کیا۔ چنانچہ دنیا بھر میں جدید بینک کاری مورگن کے نقش قدم پر ہو رہی ہے۔ اس نے

نقش کوکن

مرکزی بینک کاری کے نظام کی ضرورت پر زور دیا اور اسی کی خواہش پر امریکہ میں ۱۹۱۳ء میں فیڈرل ریزروایکٹ پیش اور منظور کرلیا گیا۔ یوں جدید دور کے تین بڑے سرمایہ داروں نے امریکہ اور بیشتر یوروپی ممالک کو وہ سرمایہ دارانہ رخ دیا جو آج بھی قائم ودائم ہے۔

ان سرمایہ داروں میں دولت اکٹھا کرنے کی غیر معمولی خواہش پائی جاتی تھی اور یہ سب فطری عیاری اور شاطرانہ ذہنیت کے ساتھ قانون سے کھیلنے اور حریفوں کو نیچا دکھانے کے ہنر سے واقف تھے۔ عمر کے آخری دور میں ان لوگوں کو سماجی خدمات کا شوق بھی چرایا اور انسانی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کے بے شمار کارنامے انجام دے کر یوروپ میں کاروباری شخصیات کے جدید تصور کی بنیاد رکھی۔ ان لوگوں کی کوششوں سے یوروپ میں ایک ایسا نظام وجود میں آیا جو دنیا بھر کے سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کے لئے کامیابی اور اپنی دولت میں اضافہ کرنے کے لئے لائحہ عمل قرار پایا۔ انہی افراد کی بدولت یہ بات واضح ہو گئی صرف ایک نیا خیال نئی صنعت کی بنیاد بن جاتا ہے اور پھر ہر نئے خیال کو پذیرائی ملنے لگی۔ چنانچہ دنیا کے لاکھوں لوگ نیا تخیل و تصور تلاش کرنے اور اس تخیل کو بنیاد بنا کر پیسہ کمانے کے لئے اپنی زندگیاں صرف کررہے ہیں۔

چین اور جاپان کے علاوہ ہندوستان میں بھی بعض بڑے صنعت کاروں کی زندگی راک فیلر کے نقش قدم پر رواں دواں نظر آتی ہیں ۔ جاپان کے موئی جروہنڈ اور ٹوپوڑاہوں یا ہندوستان کے عظیم ہاشم پریم جی سب میں یہ چیز مشترک ہے۔ سرمایہ کاری اور تخیلات کی ندرت اور یہی جدید دور کی روح قرار پائی ہے۔

❋ ❋ ❋

اردو کو لے کر دو باتیں...

نادر خان سر گروہ (مکہ مکرمہ۔ سعودی عربیہ)

پہلی بات :

اردو زبان اپنے اندر متعدد زبانوں کے الفاظ ضم کرتی آرہی ہے۔ بالخصوص انگریزی کے الفاظ، جو چوری چھپے نہیں بلکہ کھلے عام اردو میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ ان الفاظ میں سے کچھ پر تو اردو کی کلئی چڑھ چکی ہے اور کچھ تو اب بھی لقمۂ شیریں میں کنکر کی مانند محسوس ہوتے رہتے ہیں۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا ؟ کہ ہم مشاعروں اور ادبی محفلوں پر صرف ہونے والی قوت میں سے تھوڑی سی قوت بچا کر اس محاذ پر کڑی نظر رکھیں اور پرائے الفاظ کی مداخلت پر روک لگائیں۔

وہ اس طرح کہ اردو اکادمی کسی ایک روزنامہ کے تحت ملکی سطح پر ایک انعامی مقابلہ کرائے۔ جس میں قارئین سے ہر ہفتہ کسی ایسے غیر اردو لفظ کا متبادل طلب کرے جس کا استعمال اردو میں ہو رہا ہو۔ پھر ججوں کی ایک کمیٹی قارئین کی جانب سے بھیجے گئے الفاظ میں سے کسی ایک موزوں لفظ کو چن کر ارسال کنندہ کو معقول انعام دے۔

اس کے بعد رہتا ہے سوال اس لفظ کی تشہیر کا تو اردو اکادمی اس نئے لفظ کو مختلف جرائد و رسائل، مدارس اور دوسرے متعلقہ اداروں تک پہنچائے اور تاکید کرے کہ اب سے فلاں لفظ فلاں غیر اردو لفظ کے متبادل کے طور پر استعمال ہو گا۔

شروع شروع میں قارئین سے اس نئے لفظ کا تعارف قوسین میں کسی مجرم کی طرح مقید غیر اردو لفظ سے کرانا ہو گا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ ہم اس لفظ سے آشنا ہو جائیں گے اور وہ لفظ ہم سے۔

مقابلہ کرانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس سے قارئین کی دلچسپی بڑھے گی، زیادہ سے زیادہ لوگ متوجہ ہوں گے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ ہزاروں ذہن اس پر سوچیں گے۔ الفاظ کا انبار لگے گا اردو اکادمی کی میز پر۔ مزید بر آں یہ کہ اس نئے لفظ کی تشہیر میں بھی آسانی ہو گی۔

Millenium اردو کے لئے نیا لفظ ہے۔ بمبئی کے ایک مؤقر روزنامہ نے اس کا متبادل "اَلفی" تلاش کیا ہے جبکہ نقش کوکن (ماہنامہ ۔بمبئی) اسے ہزارہ لکھتا ہے۔ "الف" عربی زبان میں ایک ہزار کے عدد کو کہتے ہیں اسی لیے Millenium کو عربی میں الفیہ کہا جا رہا ہے۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا، ایک ہی شہر میں ایک لفظ کے دو دو متبادل تو ایک سنگار خانہ ایسا درکار ہے جہاں اردو کو سنوارا جائے اور دنیا بھر میں نہیں تو کم از کم ہندوستان ہی میں اس کو ایک ہی شکل دے کر اس کی خوبصورتی کو برقرار رکھا جائے۔

دوسری بات

یہ دور کمپیوٹر کا دور ہے۔ کمپیوٹر اور انگریزی کا ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ نئے دور کے معیار پر پورا اترنے کے لیے انگریزی طرز تعلیم کو ہی اہمیت دی جا رہی ہے۔

بقیہ ۳۲ صفحہ پر

پہنچی تو دعوت - ورنہ عداوت

مرتضیٰ خان

پچھلے مہینے دو مہینوں میں شادیوں کی بڑی دھوم دھام
ی جن میں نوع بنوع بہت سارے خوبصورت دعوت
ے دیکھنے کو ملے۔ کچھ (دعوت نامے) کارڈز تو اتنے
بصورت تھے کہ بس دیکھتے ہی رہیئے۔ ان کے کور کے ساتھ
نگین چھپائی کا اندازہ لگائیے تو ایک کارڈ پر کم از کم ۳۰/۳۵
وپے لاگت آئی ہوگی اگر حلقہ وسیع ہے اور ہزار دو ہزار
رڈز چھپے ہوں تو اندازہ کیجئے کہ دعوت ناموں پر ہی کتنی بڑی
قم خرچ ہوئی ہوگی۔ خیر! یہاں مجھے جس بات کا ذکر کرنا ہے
ہ دعوتناموں کی خوبصورتی نہیں بلکہ ان کی تقسیم ہے۔

گاؤں دیہاتوں کی بات اور ہے مگر شہروں میں
عوت پہنچانا کارے دارد۔ جتنا بڑا شہر اتنی زیادہ تکلیف۔ ممبئی
ں ہم دیکھتے ہیں کہ دوست احباب و رشتہ دار دور دور کے
اصلہ پر رہتے ہیں ان کے گھر پہنچنا، پھر کوئی پہلا مالا، کوئی
وسرا، کوئی تیسرا تو کوئی چوتھے مالے پر سکونت پذیر ہے۔
نچ منزلہ سے چھوٹی عمارت میں لفٹ (Lift) کی سہولت نہ
ونے کی بنا پر اس چڑھنے اترنے میں جو حالت غیر ہو جاتی
ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے یہ
ارِ خیر انجام دیا ہو۔ چڑھنے اترنے میں تکلیف کے علاوہ
ہمان نوازی کا لطف اٹھائیے! کہیں چائے، کہیں کافی، کہیں
شربت تو کہیں بہ اصرار ناشتہ کرلیں تو تندرست اور توانا
ادمی بھی بیمار پڑجائے۔ اس کے علاوہ ایک بات اور غور
طلب ہے کہ دعوت دینے والے جہاں پہنچتے ہیں تو ممکن ہے
ہین اسی وقت صاحب خانہ کو ضروری کام سے باہر جانا تھا مگر
مروت میں آکر اس نے اپنا جانا ملتوی کردیا کہیں
Appointment تھا تو اس نے اسے Cancell کردیا اور
آنے والوں کی خاطر تواضع میں لگ گیا۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا
تو دعوت عداوت کا پیش خیمہ بن جاتی۔ خیر!

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صبح سویرے سے دعوت
دینے نکلے ہوئے لوگ سرشام کسی قریبی رشتہ دار یا عزیز
دوست کے گھر پہنچتے تو تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ قوئ
جواب دے جاتے ہیں لہٰذا دعوت ناموں کا پلندہ اس میزبان
کے حوالے کردیتے ہیں اس درخواست کے ساتھ کہ ازراہ
کرم یہ آپ کے قرب وجوار کے لوگ آپ ان تک ہماری
جانب سے دعوت پہنچادیجئے۔

مجھے ایک واقعہ یاد ہے کہ میں جناب فقیر محمد مستری
کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک صاحب اپنے ساتھ دو
خواتین اور ایک بچی کو لے کر آپہنچے۔ ان کے ہاں ہونے والی
شادی کی تقریب میں ابھی صرف دو ہی روز باقی رہ گئے تھے۔
مستری صاحب نے نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا۔ خاطر
تواضع ہوئی اور جب وہ جانے لگے تو چند کارڈز مستری
صاحب کے حوالے کئے اور کہا کہ ابھی شام ہوگئی ہے اور ہم
لوگ کافی تھک گئے ہیں یہ کارڈز آپ کے دو فرزندوں کے
اور دونوں بیٹیوں کے ہیں انہیں اگر آپ پہنچادیں گے تو
نوازش ہوگی۔ مستری صاحب نئی ممبئی واشی میں رہتے ہیں
اور ان کے بیٹے بیٹیاں کچھ فاصلہ پر بانکوڈے اور کوپر کھیرنے
میں رہتی ہیں۔ مگر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد دن بھر میں ان کے

ہاں آتا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ کارڈز پہنچانے میں مستری صاحب کو تو تکلف نہیں تھی انہوں نے کاڈز لے لئے اور جس خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا تھا اسی محبت کے ساتھ انہیں خدا حافظ کہنے جب دروازہ تک گئے تو میری حیرت کی انتہا نہیں رہی جب میں نے دیکھا کہ مہمانوں نے دو کارڈز (اور) مستری صاحب کے حوالے کئے اور کہا کہ جناب اقبال کوارے آپ کے اچھے دوست ہیں اور شمسی صاحب تو آپ کے سمدھی ہیں اگر یہ کارڈز بھی پہنچانے کی آپ کو زحمت دوں تو امید ہے کہ آپ برا نہیں مانیں گے۔

مستری صاحب جیسے خلیق اور با مروت انسان نے ان کی اس پیش کش کا برا مانا ہو، یا نہ مانا ہو مجھے ضرور برا لگا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ لائن اقبال کوارے مستری صاحب کے اچھے دوست سہی مگر ان کے درمیان روزانہ کی ملاقات نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دعوت نامے کو پہنچانے میں مستری صاحب کو رکشا Rickshaw پر تیس روپے خرچ کرنے پڑے ہوں گے اور شمسی صاحب سمدھی ضرور ہیں مگر نیرول میں رہتے ہیں وہاں آنے جانے پر کرایہ کا اتنا ہی خرچ اور آدھے دن کی فرصت۔ ایسی حالت میں مستری صاحب نے وہ دو دعوتیں پہنچائیں تو غنیمت ورنہ الداعیان اور مدعوئین کی جانب سے شکر رنجی کا خطرہ آخر اس کا کیا کیا جائے۔

کیا یہ مناسب نہیں کہ چند قریبی لوگوں Nearer and Dearer کو چھوڑ کر سبھی دعوت نامے بذریعہ ڈاک بھیج دیئے جائیں اور اگر ممکن ہو تو مدعوئین کے گھر فون کر کے خصوصی درخواست کی جائے۔ ہم لوگوں میں بالمشافہ ملاقات کر کے دعوت دینا رواج پا گیا ہے مگر وقت کے بدلتے ہوئے دھارے کے ساتھ اس رواج کو بھی بدلنا چاہیے اس میں طرفین کی بھلائی ہے۔ ❖ ❖ ❖

بقیہ : اردو کو لے کر دو باتیں

اچھی بات ہے لیکن . . .

لیکن اردو کو اس طرح پیچھے چھوڑ دینا اردو کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی نوجوان نسل کو اردو سے آشنا کرائیں۔ زمانۂ طالب علمی ہی میں انگریزی کے ساتھ ساتھ عربی اور اردو کی بھی تعلیم دلائیں۔ اردو اکادمی اور دیگر ادارے جو فروغِ اردو کے لیے کام کر رہے ہیں۔ وہ ایسے چھوٹے چھوٹے کورسیز کرائیں جنہیں ہم انگریزی میں Crash Courses یا Hobby Courses کہتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو انگریزی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں لیکن ان میں اردو سیکھنے کی طلب ہے۔ غیر مسلموں میں بھی یہ رجحان پایا جا رہا ہے۔ اگر اس طرح کے مواقع دستیاب ہوں گے تو لوگوں میں خود بخود شوق پیدا ہو تا جائے گا۔

ماہرین کمپیوٹر اس ضمن میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ وہ آگے آئیں اور CD پر مشتمل اردو سکھانے والے پروگرام تیار کریں۔ انٹرنیٹ Internet پر ایسے مواقع Sites تیار کرتیں جن پر بشمول رسم الخط اور تلفظ وہ تمام تر نقاط سکھائے جائیں جو اردو کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

لیکن یہ سب کچھ ہمیں بہت جلد شروع کرنا ہوگا ورنہ اردو وقت کے غبار میں کہیں کھو کر رہ جائے گی اور ہم اسے تلاش کرتے پھریں گے لائبریریوں کے کونے کھدروں میں۔

عہد جدید کے انسان کی اجنبیت کا المیہ

اس دور کے انسان کی جانب سے اجنبیت اور تنہائی کی شکایت عجیب سی بات لگتی ہے

☆ غزالہ آزاد

سات سالہ احسن اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں ویڈیو گیم لیے کوئی کھیل کھیل رہا تھا۔ اور اس کھیل میں حاصل ہونے والا ہر اسکور اس کے شوق اور اس کے انہاک میں اضافہ کر رہا تھا۔ یہ کیفیت اس کے چہرے سے بھی عیاں تھی۔ جہاں آنکھیں سکڑتی پھیلتی تھیں وہیں ہونٹ کبھی دانتوں تلے آجاتے اور کبھی تھراتے۔

جوں جوں احسن کھیل میں کامیابی حاصل کر رہا تھا اس گیم کی لے بھی تیز ہو رہی تھی۔ احسن ویڈیو گیم پر جس مہم کو سر کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس کی پیچیدگیاں احسن کو مزید اردگرد کے ماحول سے بیگانہ بنا رہی تھیں۔ بلپ بلپ ----

اور پھر اچانک احسن اس مشین سے ہار گیا اور اس مصنوعی کھیل میں شکست نے اس کو مشتعل کر دیا۔ جس کے نتیجے کے طور پر اس ننھے سے بچے نے جھلا کر ویڈیو گیم پھینک دیا اور صوفے پر اس طرح گر گیا جیسے وہ بہت تھک سا گیا ہو۔ لیکن وہ سویا نہیں آنکھیں کھولے نہ جانے کیا سوچتا رہا۔۔۔ ارد گرد سے بالکل بے خبر ادیکھا جائے تو احسن کی بے خبری کا عالم کوئی انوکھی بات نہیں رہی۔ بلکہ ہم سب اب اس بے خبری کے عادی ہو چلے ہیں۔ مگر ہماری یہ بے خبری ابھی ابتدائی مرحلوں پر ہے۔ جب کہ معاشرے میں یہ تنہائی اور بے خبری ایک باقاعدہ وبا کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

ان دنوں مغرب میں ایک اور نظریۂ Miss Match Theory پر بہت زیادہ غور و فکر کیا جا رہا ہے۔ خاص کر نفسیات اور علم الانسان کے ماہرین اس پر وسیع پیمانے پر تبادلہ خیال کر رہے ہیں۔ اس نظریئے میں مغرب کے انسان کو درپیش جس اہم مسئلے پر غور و فکر کیا گیا ہے وہ ہے عہد جدید کے انسان کی اجنبیت اور تنہائی۔

اگر دیکھا جائے تو اس دور کے انسان کی جانب سے اجنبیت اور تنہائی کی شکایت عجیب سی لگتی ہے اور دلچسپ بھی۔ کیوں کہ اس عہد کے انسان کو ضروریات سے لے کر سہولیات اور پھر اس سے بھی آگے تعمشات تک کے جو مواقع میسر ہیں وہ اس سے پہلے کے کسی عہد کے انسان کو حاصل نہ تھے۔

خوراک، لباس، اقامت، روزگار، دولت، ٹیلی ویژن، ٹیلی فون، کیبل ڈش انٹینا، کار غرضیکہ مغربی دنیا کے انسان کی کون سی آرزو ہے جو پایہ تکمیل کو نہ پہنچی ہو۔ مگر مغرب کا انسان مضطرب، پریشان، غیر مطمئن اور سکون سے عاری نظر آتا ہے۔ Miss Match Theory اجنبیت کے نظریے کی کرید کرنے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ ان کے معاشروں کا انسان ایک ایسی ذہنی کیفیت میں مبتلا ہے جیسے وہ کسی کھوج میں لگا ہوا ہو۔ مغربی انسان کی اس ذہنی کیفیت کا کھوج لگانے والے اس کی کیفیت کو احساس تنہائی قرار دے رہے ہیں اور ان ماہرین کا کہنا ہے کہ جدید انسان کی یہ کیفیت اس کی نفسیات میں نمو پانے والے ایک ارتقاء کا پتہ دیتی ہے۔

ٹائم میگزین کی ایک اشاعت میں شائع ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق ۹۰ء کے عشرے میں صرف امریکہ کے باشندوں کی آمدنی میں کئی گنا اضافہ ہوا اور چہار سو خوشحالی کا دور دورہ ہو گیا مگر زندگی سے خوشگواری ہے کہ تیزی سے

عنقا ہوتی جا رہی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں کی جانے والی ایک اور تحقیق سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان معاشروں کے باشندوں میں یاسیت کی شرح تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے برعکس دیگر معاشروں میں مغربی طرز معاشرت کے بارے میں یہ تاثر عام ہے کہ مغربی طرز معاشرت، رنگ برنگی خوشیوں اور مسرتوں سے لبریز ہے۔ جب کہ خود ان مغربی معاشروں کے اعداد شمار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ٹریفک اور قتل کے بعد سب سے زیادہ جن وجوہات کے سبب اموات واقع ہوئی ہیں ان میں خودکشی سرفہرست ہے۔ اس صورتحال کی وجہ کیا ہے؟

Miss Match Theory کے ایک ماہر کا کہنا ہے کہ مغربی معاشروں میں پائے جانے والے اضطراب، بے سکونی اور بے چینی و تنہائی کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ ایک "ہائی ٹیک" زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ ہائی ٹیک زندگی ان کی فطرت سے مطابقت نہیں رکھتی۔

اس ماہر کی یہ بات صحیح ہے۔ مگر یہ ادھوری سچائی ہے۔ کلی حقیقت یہ ہے کہ اس ہائی ٹیک زندگی نے انسان کو ایک بے مقصد زندگی جیئے جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہاں سی این این اور بی بی سی سے نشر ہونے والے ایک کمپنی کے دلچسپ اشتہار کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اشتہارات اور عکس بندی کے فن کے اعتبار سے خوبصورتی کے ساتھ پیش کئے گئے اس اشتہار میں ٹی وی کو انسانی آنکھ کی Extension وسعت، کمپیوٹر کو انسانی ذہن کی اور گاڑیوں کو انسانی قدموں کی Extension قرار دیا گیا ہے۔ اگر اس اشتہار کے دوسرے پہلو کا جائزہ لیا جائے تو اشتہار انسان کی شکست وریخت اور تقسیم در تقسیم کی بھی کہانی بیان کرتا ہے۔

اس جانب ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر رابرٹ پٹ نام نے "تنہا انسان" کے نام سے لکھی جانے والی ایک کتاب میں تذکرہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ "یوں تو ٹکنالوجی نے انسان کو ہر طرح سے متاثر کیا ہے۔ لیکن اگر ٹی وی کو اس میں سرفہرست قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور وی سی آر اور کیبل نے مختلف اعداد و شمار کی جمع تفریق کے بعد بتایا ہے کہ ایک عام امریکی باشندے کو روزانہ کام کرنے کے بعد ایک نجی زندگی گزارنے کے لیے جو چند گھنٹے ملتے ہیں ان میں سے چار گھنٹے تو وہ ٹی وی کے سامنے گزار دیتا ہے۔ ایسے میں وہ کس طرح اپنے یار دوستوں، رشتہ داروں، عزیزوں سے میل جول رکھ سکتا ہے۔ پروفیسر رابرٹ کا کہنا ہے کہ صورتحال کی سنگینی کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ ایک شخص کے پاس ان لوگوں کو صرف ایک "ہیلو" کہنے کے لئے بھی وقت نہیں ہوتا جو اس کے ساتھ ایک ہی چھت تلے زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ اس طرز زندگی نے انسانوں کے باہمی اعتماد کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے اور چند برس قبل امریکہ میں کئے گئے ایک دلچسپ سروے کے نتائج کے مطابق امریکی اب دوسرے امریکیوں پر کم ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ عموماً لیے دیے رہتے ہیں۔

پڑوسی سے بیگانگی کا رویہ اپناتے ہیں اور یہ سب نجی زندگی میں عدم مداخلت کے اصول کی پاسداری کے نام پر کیا گیا ہے اور دیکھا جائے تو نجی زندگی کے اصول اور ہائی ٹیک کی اس دو طرفہ تلوار نے ہی انسان کو تنہائی میں گرفتار کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن یہ سب تبصرے اور کلمات تو ثانوی حیثیت کے حامل ہیں۔ تنہائی سمیت عہد جدید کے انسان کے امراض کی سب سے بنیادی وجہ بے مقصدیت ہے۔ اور یہ بے مقصدیت ہماری زندگی کے اکثر پہلوؤں سے عیاں ہے۔

کیا مغرب کا انسان اپنی بے مقصد زندگی میں مقصدیت کے رنگ بھر سکے گا؟ یہ اہم سوال ہے اور اس سے زیادہ اہم سوال یہ کہ مشرق کا انسان مغرب کی تباہی دیکھنے کے باوجود کوئی عبرت حاصل نہیں کرے گا؟

❋ ❋ ❋

ھم آپ پوچھئے بتائیں گے

از : مسٹر تابڑ توڑ

قارئین کی دلچسپی ، معلومات اور تفریح طبع کے لئے یہ سلسلہ شروع کیاگیا ھے ۔ اپنے سوالات (زیادہ سے زیادہ تین) پوسٹ کارڈ یا ان لینڈ لیٹر پر صاف اور خوشخط لکھ کر پتہ ذیل پر ارسال فرمائیں۔
خیال رہے کہ نقش کوکن مذھبی جریدہ نہیں ہے ۔ سوال بھیجنے والے کانقش کوکن کا خریدار ھونا شرط نہیں ھاں اگر وہ خریداروں میں شامل ھوجائیں تو ھم شکر گذارھوں گے ۔

پتہ " مسٹر تابڑ توڑ . **ماھنامہ نقش کوکن**
۴۳ اے سوداگر ، ایم ڈی سائیك روڈ ، مجگاؤں ، ممبئی ۔ ۴۰۰۰۱۰

مس زرّین عبدالمجید قاضی ۔ گوریگاؤں، تعلقہ مانگاؤں، رائےگڈھ

سوال : حضرت فاطمہؓ کی والدہ کا نام کیا تھا؟
ج : حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ۔

سوال : دماغ کے لفظی معنی کیا ہیں ؟
ج : مغز ۔ عقل ۔ بھیجہ ۔ ذہن ۔

سوال : کیا آپ ہمارے بھیجے ہوئے گھریلو نسخے نقش کوکن میں شائع کریں گے ۔
ج : ضرور کریں گے، بشرطیکہ وہ قابل اشاعت ہوں۔

احمد محی الدّین وانگلکرے ۔ کلیان ضلع تھانہ

سوال : یہ کیسا مذاق ہے کہ دسویں جماعت پاس کرنیوالے کو ایس ایس سی کہا جاتا ہے اور بارہویں والے کو ایچ ایس سی جبکہ حروف تہجی میں ایچ پہلے آتا ہے وہ دسویں جماعت کو دینا چاہیئے تھا۔

ج : آپ کی تعلیم غالباً اے بی سی ڈی تک ہی محدود ہے ورنہ آپ جان جاتے کہ یہ ڈگریاں نہیں بلکہ سیکنڈری اسکول سرٹیفکٹ (دسویں جماعت) اور ہائر سیکنڈری سرٹیفکٹ (بارہویں) کے مخفف ہیں ۔ (SSC اور HSC علی الترتیب) ۔ غالباً آپ کا دھیان اس طرف نہیں گیا کہ H.S.C. کے بعد تین سال تک پڑھائی کرنے سے B.Sc. کی سند حاصل ہوتی ہے جو آپ کے اصول کے مطابق S.S.C سے پہلے حاصل ہونی چاہیئے تھی ۔ اصول کے مطابق B.Sc سے پہلے حاصل ہونی چاہیئے تھی ۔

سوال : علم و عمل میں امتیاز کیسے حاصل ہے؟
ج : حدیث کا مفہوم ہے کہ علم بغیر عمل کے

زیر نشر ہر کو۔

وبال ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی۔
اب آپ خود ہی سوچ لیجئے کون
ممتاز ہے۔

اسلم رفیع الدین چوگلے۔ امام باڑہ۔ ممبئی ۹

سوال: کرایہ دار اور Paying Guest میں کیا فرق ہے؟

ج: کرایہ دار وہ ہے جو کسی کا مکان یا کمرہ کرایہ پر حاصل کرے اور جب تک وہ باقاعدگی سے کرایہ ادا کرتا ہے گھر کا وہ حصہ آزادانہ طور پر اس کے تسلّط میں رہتا ہے Paying Guest اس شخص کو کہا جاتا ہے جو خاندان سے منسلک نہ ہونے کے باوجود مالک مکان کی اجازت سے اس کے گھر میں رہتا ہے۔

سوال: "یارانِ تیز گام نے منزل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے"
بتائیے کہ "ہم" یعنی کون؟

ج: لنگڑے لولے صحرا نورد

رکن الدین حبیب غزالی۔ نو پاڑہ۔ باندرہ

سوال: گزیٹیڈ افسر کسے کہتے ہیں؟ کیا باندرہ ہائی اسکول کے پرنسپل گزیٹیڈ افسر ہیں؟

ج: جن سرکاری افسران کی تقرری یا منتقلی کا اعلان مرکزی یا ریاستی سرکار کے گزٹ میں شائع کرنا پڑتا ہے وہ افسران گزیٹیڈ افسر ہیں۔ باندرہ ہائی اسکول پرائیویٹ ہے اس کے پرنسپل کی تقرری اسکول انتظامیہ کے ذمہ ہوتی ہے اس کا سرکاری گزٹ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لہٰذا آپ اپنے پرنسپل کو گزیٹیڈ افسر نہیں کہہ سکتے۔

سوال: قریبی رشتہ دار یا اقرب الاقارب کسے مانا جاتا ہے؟

ج: جو لوگ والدین کے ساتھ زیادہ قریبی تعلق رکھتے ہیں جیسے چاچا، ماموں وہی اقرب ہیں۔

احتشام حسین سعد اللہ خان۔ تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری

سوال: کیا جوانی دیوانی ہوتی ہے؟

ج: نہیں تو! کل ہم بھی جوان تھے مگر دماغ کی چولیں کبھی ڈھیلی نہیں ہوئیں۔ ہاں کہیں ایک شعر پڑھا تھا۔
"فرشتو رحمتِ حق سے گناہ میرے بتا دینا
مگر اتنا بھی کہہ دینا، باتیں تھیں جوانی کی"

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ غصہ میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے؟

ج: اندھا ہونے کا مطلب بینائی کھو دینا نہیں ہے بلکہ غصہ کی حالت میں سانس کی رفتار اور دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے نتیجہ میں دورانِ خون بڑھ جاتا ہے اور آدمی بلا سوچے سمجھے کوئی غلط فیصلہ کر دیتا ہے تو لوگ اس حالت کو اندھا پن کہتے ہیں۔

شرح خریداری میں اضافہ

ڈاک خرچ کے بڑھتے ہوئے دام، طباعت میں گرانی اور نقش کوکن کے خسارے کو پُر کرنے کی غرض سے ماہنامہ نقش کوکن کی شرح خریداری میں اضافہ کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

سالانہ شرح خریداری ملکی وغیر ملکی

کفیل ملکی دو ہزار روپئے غیر ملکی چار ہزار روپئے
ہمدرد ملکی ۱۰۰۰ روپئے غیر ملکی دو ہزار روپئے
معاون ملکی ۵۰۰ روپئے غیر ملکی ایک ہزار روپئے
عمومی خریداری ملکی ۱۵۰ روپئے غیر ملکی چھ سو روپئے

کفیل اور ہمدرد قسم کے خریداروں کی وجہ سے نقش کوکن کے نقصان کی تلافی ہوتی ہے اور ترقی میں مدد ملتی ہے۔

اپنی جانب سے کسی کو تحفتاً پرچہ جاری کرواکر دوست کو خوش کیجئے اور نقش کوکن کو تعاون دیجئے۔ تحفہ بھیجنے والے کے نام کا لیبل، پرچہ پر چپکایا جاتا ہے مثلاً تحفۂ خاص منجانب فلاں بن فلاں۔

خریداروں سے درخواست ہے کہ طویل مدت کے خریدار بنیئے۔

سالانہ خریدار بنتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کی مدت خریداری دسمبر میں ختم ہو۔ اس سے تجدید خریداری یاد رہے گی۔ ⁂

تبصرہ

کتاب کا نام: "ڈھلتی شام"
مترجم: انجم عباسی
صفحات: ۱۱۲ قیمت: ۶۰ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ ممبئی۔

ر زبیر انجم، مقام پوسٹ گوریگاؤں، تعلقہ مانگاؤں (رائے گڈھ)

انجم عباسی بنیادی طور پر ایک مترجم ہیں، ۱۹۸۵ء میں مراٹھی کہانیوں کے تراجم پر مشتمل ان کا ایک مجموعہ "کہکشاں" شائع ہوچکا ہے۔ "ڈھلتی شام" ان کا دوسرا مجموعہ ہے۔ اس میں ۹ کہانیاں شامل ہیں۔ اس انتخاب میں اروند گوکھلے، جیونت دلوی، آشا بگے، و۔ گ۔ کانیٹکر، وجیا راجادھیکش، اکری جاکر، و۔ پے۔ کالے اور شیلجا راجے کی تخلیقات ہیں، جن کا انجم عباسی نے ترجمہ پورے اہتمام کے ساتھ کیا ہے کتاب میں شامل ہر فن پارہ اپنی ایک الگ شناخت اور تاثر رکھتا ہے اور مترجم کی محنت وکاوش کیلئے داد طلب کرتا ہے۔

اردو اور مراٹھی کے رشتے کو مضبوط تر کرنے کیلئے انجم عباسی کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انجم عباسی کا یہ کہنا درست ہے کہ انہیں ان کے افسانوں کو اردو کے قالب میں ڈھالتے وقت کافی دقتیں اٹھانی پڑیں۔ کیونکہ ہر زبان کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے تاہم انہوں نے ترجمے کی صحت کا خیال رکھا ہے۔ اس کتاب کی خاطر خواہ پذیرائی ضروری ہے۔ ⁂

دیارِ غیر میں کوکن کا روشن چراغ

حسن عبدالکریم چوگلے

خلیجی ممالک کے تاجروں میں کسی بھی تجارت یا کاروبار میں اپنی ساکھ قائم کرنیوالے کامیاب بزنس مینوں میں مہاراشٹرین خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ عموماً یہاں تجارت پیشہ حضرات میں بیشتر گجراتی، سندھی، پنجابی اور ملیالی ہی ملیں گے۔ کاروباری میدان میں اس اجارا داری کو ختم کرنے کے لئے بے مثال حوصلہ، کام سے وابستگی اور سخت محنت کی ضرورت ہوتی اور اس ضرورت کو پورا کیا ہے۔ جناب حسن عبدالکریم چوگلے نے جو منفرد اولوالعزم، بلند حوصلگی اور دوربیں شخصیت کے مالک ہیں جو اس بدیسی ملک میں مقابلہ کی اسپرٹ اور مہم جوئی کے ساتھ نبرد آزما ہوتے ہوئے کامیاب بزنس مین بن گئے ہیں۔

جناب حسن چوگلے خطہ مہاراشٹر کے ضلع رتناگری میں یکم جنوری سن ۱۹۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں اور اعلیٰ تعلیم ممبئی کے ایم۔ڈی کالج پریل سے حاصل کی۔ عملی زندگی لارسن اینڈ ٹوبرو سے ۱۹۷۵ء میں شروع کی جہاں ۱۹۷۷ء تک برسرِ ملازمت رہے۔ بہتر مواقع کی تلاش میں ۱۹۷۸ء میں دوحہ قطر پہنچے اور منائی گروپ سے وابستہ ہو گئے۔ عزمِ جواں کو راہ دکھلانے کی دیر تھی لہٰذا بقول کسے ؎

"میں کہاں رُکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حدِ پرواز سے"

جیسا شعور ان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا سال بھر بعد آپ نے "منائی گروپ" کو خیرباد کہا اور ایک کمپنی عماد الیکٹریکلز میں مینیجر کے عہدہ پر فائز ہو گئے جہاں قلیل عرصہ میں اپنی خداداد صلاحیت، انتظامی مہارت اور برق رفتار سوچ و دوراندیشی نے عماد الیکٹریکلز کو وہ مقام عطا کیا کہ قطر کی ممتاز کمپنیوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ اس نے تعمیراتی کاموں میں لگنے والے برقی ساز و سامان کی فراہمی میں اپنی نہ صرف شناخت بنالی بلکہ نمائندگی حاصل کی۔ کمپنی کی روز افزوں ترقی کے ساتھ صاحب موصوف بھی قطر کی جانی مانی شخصیت بن گئے لہٰذا آپ کو اعماد الیکٹریکلز کی مینیجنگ پارٹنرشپ تفویض کی گئی اور الحمدللہ تجارتی حلقہ میں حسن چوگلے کا نام عزت و احترام کا حامل بن گیا۔ اس کے بعد آپ نے عماد ٹریڈرس کے نام سے ایئر کنڈیشنر اور ریفریجریٹر

کے سپیئر پارٹس، ریوائنڈنگ میٹریل، ٹولس اینڈ کمیونیکیشن وغیرہ کا نیا بزنس شروع کیا۔

دوحہ قطر کے تجارتی حلقہ میں اپنے قدم جمانے کے بعد جناب حسن چوگلے نے کوسہ ممبرا ضلع تھانہ میں آئیڈیل میڈیکل اسٹور، آئیڈیل ٹور زاینڈ سروسیز کے نام سے ایک نئے کاروبار کی شروعات کی موصوف کے دو ہونہار فرزند اور ایک دختر نیک اختر ہے ان کا بڑا بیٹا فارماسسٹ ہے اور دوسرا ٹورز اینڈ سروسیز کا کاروبار سنبھالے ہوئے ہے وہ ریلائبل رئیل اسٹیٹ کے نام سے بھی کاروبار کرتا ہے جو جناب حسن چوگلے کے چھوٹے بھائی حاجی داؤد کی نگرانی میں جاری ہے۔

جناب حسن چوگلے دوحہ قطر میں ہندوستانی قوم کے کئی ایک فلاحی تنظیموں سے وابستہ ہیں، جن کے وہ بانی رکن ہیں۔ ان میں انڈین کمیونٹی بینیولنٹ فنڈ، آئیڈیل انڈین اسکول اور انڈین بزنس اینڈ پروفیشنل نیٹ ورک وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ موصوف دوحہ میں اردو شعرا کی تنظیم کے مربیوں کے بورڈ کے چیئرمین بھی ہیں۔

حال ہی میں تشکیل شدہ تنظیم I C C انڈین کلچرل سنیٹر جسے ہندوستانیوں کی تقریباً پچاس تنظیموں کی سربراہی حاصل ہے اس تنظیم ICC کے آپ بلا مقابلہ صدر منتخب ہوئے ہیں جو اپنے آپ میں قطر میں مقیم ہندوستانی کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے یہ تنظیم براہِ راست ہندوستانی سفارت خانہ کے زیر نگیں ہے۔

جناب حسن چوگلے اپنے آپ کو چاق و چوبند رکھنے کے لئے ہمیشہ صبح بلا ناغہ چہل قدمی کرتے ہیں۔ مطالعہ کا شوق آپ کی مختصر سی عادتوں میں سے ایک ہے۔ کوکنی زبان (بولی) سے آپ کو دلی لگاؤ ہے۔ کوکنی برادری کے افراد کی فلاح و بہبود کیلئے آپ نے قطر میں ایک ادارہ قائم کیا ہے جس کا نام "کوکنی فرینڈز سرکل، دوحہ" ہے۔ اس ادارہ کے ذریعہ کافی خدمات انجام دی گئی ہیں۔ چوگلے صاحب وقتاً فوقتاً (سال میں ۳/۴ بار) ہندوستان آیا کرتے ہیں۔ ماہنامہ نقش کوکن سے آپ گہرا تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں اور اس کے ماتحت چلنے والے نقش کوکن ٹیلنٹ فورم جو کوکن میں طلبار کی صلاحیتوں کو ابھارنے میں مثبت رول ادا کر رہا ہے اس N.K.T.F کے بھی آپ بہی خواہ ہیں۔

ادارہ نقش کوکن اپنے ایک ہمدرد کی ممالک غیر میں ترقی اور ناموری کے لئے دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

"تیرے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے"

(ٹائٹل کے صفحات میں چھپی ہوئی رنگین تصویر پیش کردہ تعارف کا بین ثبوت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں)

(قطر میں مطبوعہ ایک سوینیر کے انگریزی مضمون کا ترجمہ) ..

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ

ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم

★ مہ لقا ملک

دوستوں کو آپ بھڑکانے لگے
اصلیت پر غالباً آنے لگے
ہم نے تو پوچھا ہی تھا اُن سے مزاج
جانے کیوں وہ ہم سے کترانے لگے
پہلے پل میں وہ شگفتہ سے گلاب
دوسرے پل میں وہ مرجھانے لگے
پہلے خود ہی ہم سے کیں اٹھکھیلیاں
دوسرے لمحہ وہ شرمانے لگے
جب سے ہم پہنچے ہیں کوئے یار میں
ہم کو سارے شہر ویرانے لگے
یاد سے ان کی منور ہے حیات
بیٹھے بیٹھے یوں مزہ پانے لگے
ان کو دیکھا دور سے اے مہ لقا
اس طرح طبیعت کو بہلانے لگے

★ نادر خان سرگروہ

ڈوبا دن پھر وہی آفتاب لے کر
لو آئی رات ہے حسین خواب لے کر
آشنا مدت سے ہیں پھر بھی مرے آگے
وہ آتے ہیں نہ جانے کیوں حجاب لے کر
بھیجا ہے حال دل انہیں لکھ کر اپنا
لوٹا نہیں ہے قاصد اب تک جواب لے کر
کاش .. وہ کہہ دیتے پہلے ہی دل کی بات
گزری عمر ابھی ابھی میرا شباب لے کر
جن کو ہو شوقِ رُخِ مئے خانہ وہ کریں
کیوں ساقی سرِ راہ پھرے ہے شراب لے کر
گرج ہی تیری سنتے رہے، بوند بوند کو ترسے
برس کبھی تو اے بادل! کبھی تو آب لے کر
شاذ و نادر ہی لوگ سمجھتے ہیں فلسفہ
نکلو نہ شہر میں کوئی الجھی کتاب لے کر

★ وفا راجے واڑی

نظام الدین سعد کے نئے مکان کی تعمیر پر مبارکباد

راحت قلب و جاں مبارک ہو ؛ تم کو یہ آشیاں مبارک ہو
گل و بلبل رہیں گلستاں میں ؛ باغ عشرت نشاں مبارک ہو
آرزو کا تمہارے تاج محل ؛ تم کو نور جہاں مبارک ہو
خوشنما خوش ادا پرند و کے ؛ گشت خلد بیاں مبارک ہو
تم نے پودا نیا سا بویا ہے ؛ خیر کی انگنائیاں مبارک ہو
ہر قدم پر ضیافتیں کر لو ؛ ہر دلِ دوستاں مبارک ہو
دے خدا اتنا مال و زر کہ کہیں ؛ خدمت میہماں مبارک ہو
عزم پر جس کے ناز کرتے ہیں ؛ ایسا لختِ جواں مبارک ہو

ہو وفا برکتوں کی برساتیں
اک نیا کہکشاں مبارک ہو

★ قاضی بدرالدین بدر - الخبر

ہم سفر کوئی نہیں ہے آپ سا
آپ ہی منزل بھی ہے اور رہنما
چھن گئی لب سے ہمارے التجا
لفظ میرے ہیں فقط اک بد دعا
آپ کے بن شوخیٔ الفت خموش
عشق بھی پاتا رہا اکثر سزا
ہر نظر الفت سے ہو وحشت زدہ
ٹوٹا جب سے آپ کا عہدِ وفا
ہم گنہ گاروں پہ کر رحمت خدا
شیخ جی نے جام ہم کو دے دیا
درد دل میں تھا نہاں شاید سکوں
ہے بدر کے دل میں بھی طلب وفا

تھانے ضلع دیہی فلاحی تنظیم

تھانے ضلع دیہی فلاحی تنظیم کا صدر دفتر
ھانے ضلع بھیونڈی میں ہے۔ تھانے ضلع ۰ ہزار
ربع کلو میٹر کے رقبہ اور ۸۰ لاکھ کی آبادی پر مشتمل
ہے اس میں سے ۹ لاکھ مسلمان ۸۰۰ گاؤں میں
ور ۷ الاکھ مسلمان قصبات میں آباد ہیں۔ یہ تنظیم
ریب مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے مستعدی سے
صروف ہے۔ عام طور سے یہ یومیہ مزدوری کرنے
الے لوگ ہیں جن کے حالات تھوڑے تھوڑے وقفے
سے ہونیوالے فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے مزید
راب ہوجاتی ہے۔ ۱۹۷۰ء کے فرقہ وارانہ فسادات
، بربادی دیکھ کر کم نصیبوں اور بدحالوں کی غمخواری
کے لئے ایسی ایک تنظیم کی بہت ضرورت محسوس ہوئی۔
ر زندگی اور موت کا سوال تھا۔ ان لوگوں کی ایسی
گہوں پر باز آباد کاری فوراً مطلوب تھی جہاں انکی
ر انکے خاندانوں کی زندگیاں محفوظ رہ سکیں۔ اس
حر کے مدنظر کچھ ہم خیال لوگ مل بیٹھے اور اس
ظیم کی بنیاد پڑ گئی تاکہ انسانی ہاتھوں کے شکار
ن لوگوں کے بنیادی حقوق کی پائمالی روکی جاسکے۔
ہنگامی حالات کے لئے کوئی حکمت عملی تیار کرلینے سے
ت پوری طور پر نہیں بنتی جبتک کہ زندگی کے اہم
عبوں سے متعلق مربوط پروگرام نہ بنایا جائے اسی
زورت کے پیش نظر تنظیم نے تعلیمی معاشی طبی اور
لاحی شعبوں سے متعلق مختلف قسم کی سرگرمیوں کو اپنے
دائرۂ کار میں شامل کیا ہے۔ تنظیم نے تقریباً ۱ اسیکنڈری
اسکول ضلع کے دور دراز علاقوں میں قائم کئے ہیں جیسے
کہ مہاپولی وڈولی منور شر گاؤں لایا وغیرہ۔ تعلیم بالکل
مفت ہے بلکہ بچوں کو مزید ترغیب دینے کے لئے
انہیں کتابیں، کاپیاں اور اسکول آنے جانے کا سفر
خرچ بھی دیا جاتا ہے جو طلبہ اور طالبات ایس ایس سی
امتحان میں اچھے نمبر حاصل کرتے ہیں انہیں یوسف
رئیس ایوارڈ اسکیم کے تحت پانچ ہزار روپئے فی کس ادا
کئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ طبّی تعلیم فارمیسی نرسنگ سول میکانیکل
کیمیکل پروڈکشن کمپیوٹر انجینئرنگ بی ایڈ ڈی ایڈ اور
سلائی وغیرہ کے کورسوں کیلئے معاشی امداد فراہم کیجاتی ہے
موجودہ تعلیمی سال میں تنظیم کی کوششوں سے ۱۳ طلبہ انجینئرنگ
۳ میڈیکل ۲ ڈی ایڈ اور ایک ایک گریجویشن اور پوسٹ
گریجویشن کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ عصری تعلیم کے علاوہ ضلع
کے تقریباً ۵۰ گاؤں میں مدرسے کھولے گئے ہیں جہاں عربی
اُردو کے ذریعہ مذہبی تعلیم دیجاتی ہے سماج کے کمزور لوگوں کو
راحت پہنچانے کے لئے معاشی مدد فراہم کی جاتی ہے۔
بیواؤں کو خاص طور سے گزارے کے لئے ماہانہ رقم
دی جاتی ہے۔ تنظیم نے بیت المال قائم کیا ہے جس سے
انکی مدد کی جاتی ہے جو چھوٹی تجارت کرنے کی صلاحیت
رکھتے ہیں قانونی دشواریوں میں پھنسے لوگوں کو تنظیم قانونی
صلاح بھی فراہم کرتی ہے ان کے علاوہ تنظیم مسجدیں تعمیر
کرانے کے کام بھی کرتی ہے اب تک اس نے ۸ مقامات پر

سجدیں تعمیر کرائی ہیں، جہاں پر درختوں کے سایے
ں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے، اس کے علاوہ تنظیم
رتمندوں کو مشکل وقت میں سرکاری اور عوامی
روں سے فنڈ حاصل کرنے میں درکار ضروری
غذی کارروائی اور معلومات بھی فراہم کرتی ہے
نج ہائی اسکولوں میں کمپیوٹر کلاسیس شروع کی
جا چکی ہیں۔ عوامی سطح پر مفت میڈیکل کیمپ
سال لگائے جاتے ہیں۔ جہاں بنیادی طبی سہولیات
راہم کرنے کے علاوہ ہزاروں لوگوں کو اپنی بچوں اور
راتین کی صحت کی دیکھ بھال کی تعلیم دی جاتی ہے۔
جناب ناظم رئیس اس کے صدر اور جناب عبدالحمید
ین اس کے سکریٹری ہیں ۔۔۔۔۔

مہاراشٹر کی وِدّیانگری "پونہ" میں

"آفتاب تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہوا"

حاجی غلام محمد اعظم سورت (گجرات) کے رہنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کو سنوارنے کا جذبہ ودیعت کیا تھا اس لئے پونے میں شکر کے ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے انہوں نے مقبولیت حاصل کی، ساتھ ہی ساتھ نونہالانِ ملت کے تعلیمی مستقبل کو سنوارنے کیلئے انہوں نے کیمپ کے علاقے میں قطعۂ زمین خریدا اور ۱۸۵۱ء میں بزبان مراٹھی پہلا اسکول قائم کیا۔ ۱۸۵۶ء میں گجراتی اور ۱۸۶۳ء میں اُردو اسکول جاری کیا۔ انہیں ایسے رفقاء کا تعاون حاصل ہوا تھا جو ملک و ملت کی سربلندی کا جذبہ رکھتے تھے انہوں نے حاجی غلام محمد اعظم ایجوکیشن ٹرسٹ قائم کیا جس کی نگرانی میں متعدد تعلیمی ادارے وجود میں آگئے۔ اسی دوران یعنی ۱۹۷۳ء میں پونے میں بھیانک فساد پھوٹ پڑا۔ اس فساد میں مسلمانوں کا بے پناہ جانی و مالی نقصان ہوا تھا، اگرچہ یہ فساد فرقہ پرستوں کی منصوبہ بند سازش کا نتیجہ تھا مگر مسلمانوں کو موردِ الزام قرار دے کر اس تاریخی شہر میں ان کے ساتھ جانبدارانہ سلوک کیا جانے لگا۔ ان ہمت شکن حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے جو شخصیتیں میدان میں اتریں ان میں پیر پاشا انعامدار بھی تھے۔ انہوں نے مہاراشٹر کاسمو پولیٹن ایجوکیشن سوسائٹی قائم کی اور جناب منور پیر بھائی چیرمین حاجی غلام محمد اعظم ایجوکیشن ٹرسٹ کے تعاون سے اعظم کیمپس میں تعلیمی ادارے قائم کرنے پر توجہ مرکوز کی۔ انگریزی میں کہاوت ہے "جہاں عزم ہوتا ہے وہاں راستہ نکل آتا ہے"۔ ان دونوں تعلیمی اداروں کے ذمہ داروں کی مخلصانہ جدوجہد کو دیکھ کر مخیر شخصیتیں آگے آئیں اور اپنے مالی تعاون سے انہیں سرفراز کیا۔

آج اعظم کیمپس میں پری پرائمری اسکول سے لے کر بوائز اور گرلز ہائی اسکول تک، جونیئر کالج سے لیکر ڈگری کالج تک، لا کالج سے لیکر کالج آف فارمیسی تک اور کمپیوٹر اکادیمی سے لیکر ووکیشنل گائیڈنس سینٹر تک متعدد تعلیمی ادارے نونہالانِ ملت کے تعلیمی مستقبل کو سنوارنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

ان تعلیمی اداروں نے جاری سال سے ایک ایسے پروجیکٹ پر کام کا آغاز کیا ہے جو نہ صرف باعثِ تحسین ہے بلکہ لائقِ تقلید بھی ہے۔ مہاراشٹر کے اردو ہائی اسکولوں سے میٹرک امتحان میں امتیازی نمبرات کے ساتھ کامیاب ہونیوالے طلباء و طالبات کا امتحان لیا گیا اور سینکڑوں بچوں میں سے صرف ۴۸ اسٹوڈنٹس کو منتخب کیا گیا جہاں انہیں خصوصی نگرانی میں تعلیم دی جا رہی ہے ان ہونہار بچوں کو نصابی تعلیم کے ساتھ جسمانی اور دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اہم بات یہ کہ

اِن بچّوں سے کوئی فیس بھی نہیں لی جاتی۔ اقامتی اسکولوں کے یہ طلبا و طالبات جنہیں ہر میدان میں آگے بڑھانے کی کوشش ہو رہی ہے یقینی طور پر شاندار کامیابی سے ہمکنار ہوں گے اور ملّت اسلامیہ کا نام روشن کرنے کا باعث ثابت ہوں گے۔

ملّت کے مستقبل کو سنوارنے کا عزم رکھنے والے اداروں نے ۱۳ اور ۱۴ مئی کو پونے میں آل مہاراشٹر ایجوکیشنل کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں مختلف اضلاع سے آئے ہوئے دو سو سے زائد نمائندوں نے حصّہ لیا اور تعلیمی میدان میں پیش آمدہ مسائل پر روشنی ڈالی۔ پورے نظم و ضبط اور متعین کردہ خطوط کار کی روشنی میں ماہرینِ تعلیمات نے سنجیدگی کے ساتھ اس میں حصّہ لیا، اور مفید و کارآمد مشورے دیئے۔

دو روزہ کانفرنس کا افتتاح ۱۳ مئی کی صبح ہوا۔ بعد متوازی چار سیشن ہوئے جنمیں بحث و مباحثہ اور اظہارِ خیال کے بعد لائحہ عمل طے کیا گیا۔ ⁂

ہوتا ہے اس لئے دونوں ملک اس میدان میں کافی ترقی کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی کرشن چندر پروفیسر مقرر

ممبئی یونیورسٹی کے شعبہ اردو کی باوقار چیئر "کرشن چندر پروفیسر" پر مشہور نقاد اور شاعرہ ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی کا انتخاب اور تقرر عمل میں آیا ہے۔ اردو، ہندی، فارسی، مراٹھی اور انگریزی سے واقف ڈاکٹر رفیعہ شبنم نے صوفایہ کالج فار ویمنس سے بی اے آنرز کیا۔ ایم اے (اردو) ایم اے (فارسی)، بی ایڈ، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ کی اسناد کے علاوہ ممبئی یونیورسٹی سے ہی مراٹھی میں ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔ ممبئی یونیورسٹی سے متعدد بار میرٹ اسکالر شپس اور گولڈ میڈلز کی حقدار قرار پائیں۔

وہ تقریباً ۳۵ برس سے تدریس کے پیشے سے منسلک ہیں۔ انجمن اسلام سیف طیب جی گرلس جونیئر کالج کے علاوہ کچھ دنوں برہانی کالج آف کامرس اینڈ آرٹس میں اردو فارسی کی لیکچرر کی حیثیت سے تدریس کے فرائض انجام دیئے اور مذکورہ
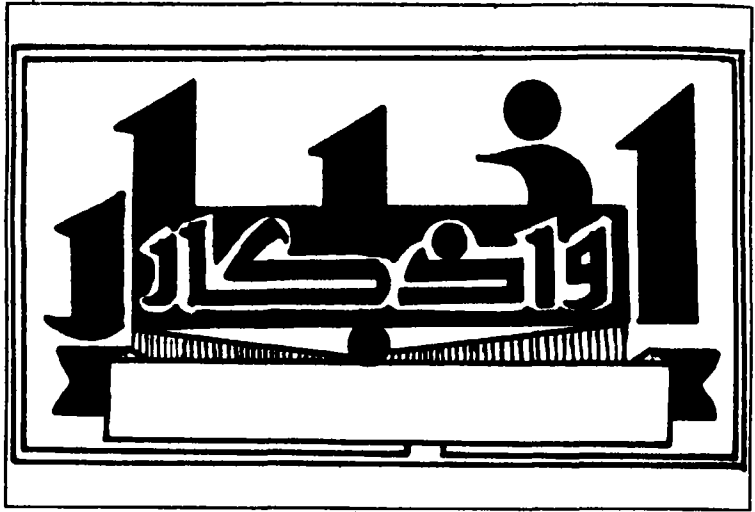
کوکن بینک شاخ تھانے کے انچارج ڈائریکٹر تنویر پھالکے کو مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ صلاح کار کمیٹی کے چیئرمین اسماعیل دادن، نائب چیئرمین محمد جاوید شیخ کا تقرر ہوا۔ دیگر اراکین محمد قاسم قریشی (سابق کارپوریٹر) قاضی شفیع، لطیف دبیر عثمان، عارف پٹیل (کلوا) نجیب ملا، ریاض پوجی خصوصی مدعوئین طالب فرید خان، تکی چولکر (کلوک) ہیں۔

پہلی جماعت انگریزی لازمی تاریخی فیصلہ

پہلی جماعت سے انگریزی کو لازمی قرار دینے کے حکومت کے فیصلہ کو وزیر تعلیم انیل دیشکھ نے حق بجانب قرار دیتے ہوئے اس کو ایک تاریخی فیصلہ کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انگلش ایک بین الاقوامی زبان ہے اور ۳۲ کروڑ افراد کی مادری زبان ہونے کے ساتھ دنیا میں ۶۵ فیصد کام کاج انگریزی سے ہوتا ہے۔ جاپان اور جرمنی میں کمپیوٹر میں انگریزی کا استعمال

شہر ممبئی کی معروف شخصیت اور ادارۂ نقش کوکن کے دیرینہ سرپرست جناب معین الدین چودھری (پیراماونٹ سلک ملس) کے نواسے مدثر عثمان نے ICSE امتحان میں ۹۰ فیصد مارکس حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

تھانہ کوکن بینک صلاح کار کمیٹی کی تشکیل

کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک شاخ تھانہ کی صلاح کار کمیٹی کی تشکیل ہوئی۔ بینک کا کاروبار صحیح طور پر چلے اور چھوٹے قرضوں کو نمٹانے کے لئے صلاح کار کمیٹی معاون ثابت ہوتی ہے۔ بینک کی نگرانی کے لئے اس کی تشکیل عمل میں آئی۔

عہدے کی تقرری سے پہلے یعنی اب تک مہاراشٹر کالج آف آرٹس سائنس اور کامرس میں ریڈر اور صدر شعبہ اردو کی حیثیت سے متمکن رہیں۔ شاعری، تحقیق، تنقید، ادب اطفال اور ترجموں پر مبنی ان کی تقریباً اٹھارہ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔

امید ہے کہ ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی کی زیر قیادت ممبئی یونیورسٹی کا شعبہ اردو اور مزید ترقی کرے گا اور علم وادب کی نمایاں خدمات انجام دے گا۔

علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے نئے وائس چانسلر محمد حامد انصاری

ممتاز سفارت کار محمد حامد انصاری نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدے کا چارج سنبھال لیا ہے۔ آمد کے موقع پر یونیورسٹی برادری نے روایتی جوش و خروش کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ محمد حامد انصاری ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۹ء تک اس ادارے کے طالبعلم رہ چکے ہیں۔ انہوں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۴ء میں بی اے اور ۱۹۵۹ء میں سیاسیات میں ایم اے کرنے کے بعد دو سال کی مدت تک شعبہ سیاسیات میں استاد کے فرائض انجام دیئے۔

محمد حامد انصاری آئی ایف ایس آفیسر کی حیثیت سے آسٹریلیا، افغانستان، ایران، متحدہ عرب امارات اور سعودی عربیہ میں سفیر کی حیثیت سے فائز رہے۔ وہ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۵ء تک حکومت ہند کے چیف پروٹوکول آفیسر کے منصب پر بھی رہے اور اقوام متحدہ میں ہندوستان کے مستقل نمائندے کی حیثیت سے بھی کام کر چکے ہیں۔ سفارت کے میدان میں ان کی شاندار خدمات کے پیش نظر انہیں ۱۹۸۲ء میں 'پدم شری' کے گراں قدر اعزاز سے بھی نوازا جا چکا ہے۔
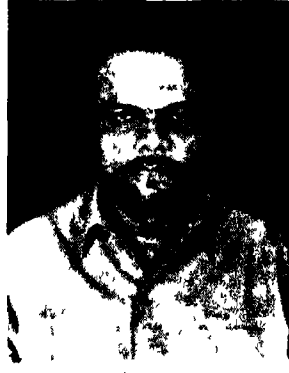
جناب عبدالحمید ٹول

جناب عبدالحمید داؤد صاحب ٹول گوریگاؤں ضلع رائے گڑھ کی ایک ایسی شخصیت ہے جو سماجی اور قومی خدمات کا ایک شاندار ریکارڈ رکھتی ہے۔ حال ہی میں انہیں مرکزی حکومت وزارت رسل ورسائل نے رائے گڑھ ضلع کی ٹیلیفون ایڈوائزری کمیٹی کا ممبر نامزد کیا ہے۔ جناب عبدالحمید ٹول کے اس تقرر پر سارے حلقوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔

جناب عبدالحمید ٹول ایک طویل عرصے سے سماجی، تہذیبی اور تعلیمی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں ایک مسلم نوجوان کے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ وہ گوریگاؤں کو آپریٹیو اربن بنک کا چیرمن بنے جو بنیادی طور پر گجراتی سماج کی قائم کردہ ہے۔ انہوں نے چیئرمین کی حیثیت سے مثالی خدمات انجام دیں۔ وہ مانگاؤں تعلقہ ایجوکیشن کمیٹی کے نائب صدر بھی رہ چکے ہیں۔ اور فی الوقت رائے گڑھ ضلع راشٹریہ سیوادل، امن کمیٹی مانگاؤں، وی رامہتاواچنالیہ کے نائب صدر ہیں۔ اسکول کمیٹی منور داؤد ٹول ہائی اسکول چیماؤں کے صدر ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ذیل کے اداروں میں بحیثیت ممبر کے اپنی کارگزاریاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

☆ آروگیہ سمیتی ضلع پریشد رائے گڑھ
☆ اسٹینڈنگ کمیٹی مانگاؤں ایجوکیشن سوسائٹی
☆ گوریگاؤں گرام پنچایت رائے گڑھ
☆ ناگری سہکاری بنک سائنس و کامرس کالج گوریگاؤں ☆ گوریگاؤں مسلم سماج کمیٹی ☆ پیس کمیٹی تعلقہ مانگاؤں

ان کی شخصیت ہندو مسلم دونوں سماج میں کافی مقبول ہے وہ اپنی سماجی خدمات اور مثالی کارکردگی کی وجہ سے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

از۔ انجم عباسی

نائیک متوطن بہرولی ۲، تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری کے فرزند عرفان یونس نائیک MBA میں تین گولڈ میڈل کے

اعزاز سے نوازے گئے۔ پہلا گولڈ میڈل بحثیت PGDBA PROG Best Student 1998 - 2000 دوسرا گولڈ میڈل بحثیت PGDBA PROG تیسرا Excellence In Marketing گولڈ میڈل بحثیت PGDBA PROG Excellence in Economics ہونہار طالبعلم عرفان نے اپنی پرائمری تعلیم انجمن ریاض السلام ہائی اسکول، شیواجی نگر بمبئی۔ ۴۳ سے، ثانوی تعلیم کے۔ سی کالج چرچ گیٹ سے اور ڈگری (B E (Hons بمبئی یونیورسٹی سے حاصل کی۔ عرفان متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ماں و باپ کی تعلیم کے تئیں رغبت عرفان کی دلچسپی، لگن اور محنت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے اسے ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچادیا ہے جس پر باشندگانِ بہرولی، عرفان کے والدین اور رشتے دار ناز کرتے ہیں۔ اور اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ عرفان نے S S C امتحان میں کرلا حلقے سے نمایاں نمبر سے کامیابی حاصل کی تھی جس پر لائن کلب آف امر محل چمبور و اسٹوڈنٹ اسلامک موومنٹ (SIM) آف انڈیا نے انہیں مریٹ سرٹیفکیٹ سے نوازا تھا۔

شکشن سیوک

مہاراشٹر حکومت نے مدرسین کی بھرتی بند کی ہے جو امیدوار ڈی ایڈ اور بی ایڈ میں کامیاب ہوئے ہیں انہیں ملازمت دی جائے گی لیکن ٹیچر یا مدرس کی بجائے شکشن سیوک کا نام دیا جائے گا اس نئی اسکیم پر ۲۷ اپریل سے عمل شروع ہوگیا ہے جس کی مدت ۵ سال رہے گی۔ ڈی ایڈ ٹیچر کو ماہانہ تنخواہ ڈھائی ہزار تو بی ایڈ شکشن سیوک کو ساڑھے تین ہزار روپے دیئے جائیں گے۔ ڈی ایڈ والوں کو پانچویں تا ساتویں جماعت جبکہ بیڈ ایڈ والوں کو آٹھویں تا دسویں جماعت کے طلباء و طالبات کو پڑھانا ہوگا۔ پانچ سال بعد شکشن سیوک کو شکشک یعنی مدرس کا درجہ دیا جائے گا بشرطیکہ اس کا کام اطمینان بخش پایا جائے۔ بعد اسے سرکاری قانون کے مطابق تنخواہ دی جائے گی۔

ریاستی حکومت نے یہ اسکیم صرف اس لئے نافذ کی ہے کہ نئے مدرسین میں اپنا فرض ادا کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ اس اسکیم سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ تعلیمی میدان میں مختصر سی تنخواہ پر وہی لوگ کام کرنے پر تیار ہو جائیں گے جو درحقیقت علم کی روشنی پھیلانے کا جذبہ رکھتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مدرسین کی بھرتی کے لئے ہزاروں روپے رشوت دی جاتی ہے کیونکہ انہیں بڑی تنخواہ ملتی ہے مگر اس اسکیم کے تحت پانچ تک قلیل تنخواہ پانے والے شکشن سیوک رشوت میں بھاری رقم نہیں دے سکیں گے۔

یادِ رفتگاں

آج مسلمانان کوکن زندگی کے ہر شعبہ ہمیں (درونِ ہند ہو یا بیرونِ ہند) ترقی اور عروج پر ہیں اس سے پہلے کہ وقت کی گرد ہمارے ان بزرگوں کی (جنہوں نے قوم و ملت کی گراں بہا خدمت انجام دی ہے) یادوں کو دھندلا دے نئی نسل کو ان کے کارہائے نمایاں کو منظر عام پر لانا چاہیے۔

اپنے بزرگوں کی تفصیلی معلومات اور ممکن ہو تو ایک تصویر کے ساتھ نقش کوکن سے رابطہ قائم کیجیے۔

ادارہ آپ کا شکر گذار ہوگا ماہنامہ نقش کوکن۔ ۴۴۳ اے، نواگر۔ ایم ڈی نائیک روڈ، نزد ڈاکیارڈ روڈ اسٹیشن ممبئی ۴۰۰۰۱۰
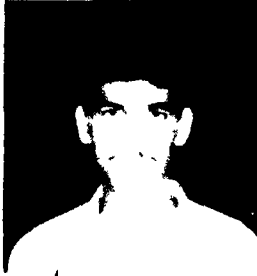
کلیان کا ہونہار طالبعلم ہندوستان میں پانچویں نمبر پر

کلیان کے ہونہار طالبعلم قریشی معین الدین خلیل احمد نے امسال الیکٹرونکس اینڈ کیمونیکیشن انجینئرنگ کے امتحان میں 99 %92 نمبروں سے کامیاب ہوکر ہندوستان میں پانچویں نمبر پر اور صوبہ مہاراشٹر میں اول نمبر پر رہا۔ قریشی معین الدین خلیل احمد نے ایس ایس سی میں 84 %20 نمبر سے کامیابی ملنے پر ممبئی کے مشہور پالی ٹیکنک صابو صدیق سے ڈپلوما ان انڈسٹریل الیکٹرونکس انجینئرنگ میں داخلہ لیا اور %86 نمبروں

سے کامیابی ملنے کے بعد نیو ممبئی کے آر ۔ے آئی ٹی پالی ٹیکنک سے الیکٹرونکس انجینئرنگ (بی ۔ ای) میں شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔

ایچ ایس سی بارہویں (۲۰۰ء) کا نتیجہ

مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سکنڈری اینڈ ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کے زیر اہتمام فروری میں ہونے والے بارہویں جماعت (ایچ ایس سی) کے امتحانات میں پورے مہاراشٹر میں وویکانند کالج کولہاپور کے مدن نائر جو کے بی کھیشن اور ممبئی بورڈ میں آٹومک انجینئرنگ اینڈ جونیئر کالج کی طالبہ رومی نارائن چندرا گوپ نے اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ کے سی کالج میں سائنس کے طالبعلم نجم الدین حسین بھائی پٹوانے ۹۵٫۵۰ فیصد نمبر حاصل کر کے ۵۵ طلباء کی میرٹ لسٹ میں تیسرا نمبر حاصل کیا ہے۔ لیکن فزکس میں پورے ۱۰۰ر نمبر حاصل کئے ہیں۔ ریاست میں مجموعی طور پر ۶۰٫۵۳ فیصد اور آٹھ ڈیوزن میں ممبئی کا نتیجہ سب سے اچھا ۸۰٫۲۸ فیصد رہا۔ پندرہ سال میں پہلی بار اتنا اچھا رزلٹ رہا ہے۔ اس سے قبل مارچ ۱۹۸۷ء میں ۸۷٫۱۷ فیصد رہا تھا۔

نجم الدین حسین بھائی پٹوا نے کمپیوٹر سائنس میں ۲۰۰ میں سے ۱۹۸ نمبر لئے ہیں۔ اورنگ آباد ڈویژن کی میرٹ لسٹ میں سید جنید علی سلمان علی نے تیسرا شیخ قیوم بیگ نے چوتھا اور قاضی فرحت عبدالعظم نے نواں نمبر حاصل کیا ہے۔ سائنس، آرٹس اور اووکیشنل کی لسٹ میں بھی ایک بڑی تعداد میں مسلم طلباء کامیاب ہوئے ہیں۔

انجمن اسلام ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا ہائی اسکول اور جونیئر کالج کا نتیجہ تمام اردو میڈیم کالج (۹۱٫۱۹ فیصد) میں سب سے بہتر رہا۔ سائنس میں ۹۲٫۱۰ فیصد اور کامرس میں ۹۳٫۵۸ فیصد نتیجہ رہا۔ طالبات رقیہ محمد رفیق صدیقی (۸۳٫۲۶ فیصد) اور سارا تنویر جمالی (۶۶٫۵۷ فیصد) نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔

ممبئی بورڈ میں ۴۵۴،۷۳،۳ر طلباء میں سے ۳۴۲،۱۰،۳ر طلباء نے کامیابی حاصل کی ہے۔ ممبئی میں اول آنے والی طالبہ رومی نارائن چندرا گوپ نے ۹۶فیصد نمبر (۵۷۶) حاصل کئے ہیں۔ سائنس اسٹریم میں ایس آئی ایس کالج کے مرزا بیگ مرزا نے ۹۲٫۳۳ فیصد اور اسی کالج کے علی اصغر عباسی موئس نے ۹۱٫۶۷ فیصد نمبر حاصل کئے ہیں۔ آرٹس میں ۲۳ بچوں کی میرٹ لسٹ میں میٹھی بائی کالج کی ریشماں لیاقت جمعدار بھی شامل ہے۔ ایم سی وی سی اسٹریم کی لسٹ میں شیخ فرحان عقیل احمد نیشنل اردو ہائی اسکول اور جونیئر کلیان نے مقام پایا ہے۔ انہوں نے جنرل فاونڈیشن کورس میں ۸۱ فیصد نمبر حاصل کئے ہیں۔ میٹھی بائی کالج کے طالبعلم شیخ زوہیب فاروق نے ۸۴٫۶۷ فیصد نمبر حاصل کئے اور پی سی ایم میں ۹۶ فیصد نمبر لئے ہیں۔

اردو میں پنویل کے یعقوب بیگ ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج کی طالبہ راحیلہ عبداللطیف اور مہاراشٹر کالج ناگپاڑہ کے طالبعلم محمد قاسم شفاقت حسین عبدالحکیم نے اول پوزیشن حاصل کی ہے دونوں نے ۸۷ فیصد نمبر حاصل کئے ہیں۔

جغرافیہ میں شری وردھن انجمن اسلام جونیئر کالج کی طالبہ ام اسماء احتشام نے ۹۲ فیصد نمبر حاصل کئے ہیں۔ خلیل بشیر احمد ساونت نے میتھس اور اسٹیٹکس میں ۱۰۰ نمبر لئے ہیں ۔ چائلڈ ڈیولپمنٹ میں آئیڈیل ہائی اسکول جونیئر کالج ٹرامبے کی شبینہ عبدالغفور نے ۸۷ فیصد نمبر لئے ہیں۔ لقمان احمد نظیر نے بھی فزکس میں ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ نمبر لئے ہیں۔

محمد حاجی صابو صدیق جونیئر کالج کا نتیجہ ۷۶ فیصد رہا ہے۔ معزبوٹ والا نے مجموعی طور پر ۸۸ فیصد اور پی سی ایم میں ۹۵ فیصد نمبر حاصل کئے ہیں۔ جے ہند کالج کی طالبہ مدنہ مبارک کاپڑی نے سائنس میں (پی سی ایم) میں ۹۶ فیصد نمبر لئے ہیں۔
مہاراشٹر کالج (۵۹٫۳۲ فیصد) برہانی کالج (۸۳٫۷۴ فیصد) انجمن اسلام اکبر پیر بھائی کالج (۶۱٫۳۶ فیصد) انجمن اسلام شعیب طیب جی گرلز جونیئر کالج (۷۳٫۰۱ فیصد) اسماعیل یوسف کالج (۶۹٫۵۴ فیصد) رضوی کالج (۸۷٫۶۹ فیصد) اور مرول اسکول اور ماپ خان کالج کا نتیجہ ۶۷٫۷۲ فیصد رہا۔ روپاریل کالج کی طالبہ کوثر عزیز مکی نے بارہویں سائنس کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ کوثر نے مجموعی طور پر ۸۶٫۸۳ فیصد نمبر حاصل کئے ہیں۔ پی سی ایم میں انہوں نے ۹۷٫۳۳ فیصد اور پی سی بی میں ۹۶ فیصد نمبر حاصل کئے ہیں۔ ایس ایس سی میں کوثر مکی نے میرٹ لسٹ میں ۹۱ فیصد نمبر کے ساتھ بمبئی ڈسٹرکٹ میں اول مقام پایا تھا۔

تقسیم انعامات

ضلع پریشد اردو اسکو لوڑولی تعلقہ مانگاؤں کا سالانہ نتیجہ ظاہر ہوتے ہی نوگل بھارتی کی جانب سے عمر احمد ڈاورے ماسٹر کے ہاتھوں جماعت اول تا ہفتم میں اول نمبر سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو انعامات سے سرفراز کیا گیا۔

مبارک کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا

مشہور ماہر تعلیم جناب مبارک کاپڑی جنہوں نے نئی نسل کی تعلیمی رہنمائی کر کے ریاست بھر میں نیک نامی اور لوگوں کی دعائیں حاصل کی ہیں (اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے) اپنی دختر بلند اختر مدنہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے وقت یہ خواب دیکھا تھا کہ ان کی بچی SSC امتحان کی میرٹ لسٹ میں شامل ہوگی مگر بقول شاعر

قسمت تو دیکھئے کہ ٹوٹی کہاں کمند
دوچار انچ جبکہ لبِ بام رہ گیا

مدنہ SSC کے میرٹ لسٹ میں شامل نہیں ہو سکی مگر اس نے ہمت نہیں ہاری اپنی محنت اور والد کی رہنمائی میں بھرپور کوشش کی اور الحمدللہ امسال بارہویں کے امتحان میں شعبۂ سائنس کی اس ہونہار طالبہ نے PCM میں ۹۶ فیصد نمبر حاصل کئے اور مہاراشٹر بورڈ میں ۲۱واں اور شہر ممبئی میں ۱۰واں مقام پایا ہے۔
تازہ ترین اطلاعات کے مطابق مدنہ نے میڈیکل میں داخلہ کے لئے کامن انٹرنس ٹیسٹ CET بھی پاس کر لیا ہے اور اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ میڈیکل کے کسی بھی کالج میں داخلہ لے۔
امتیازی شان کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی یہ طالبہ نیشنل ایجوکیشنل موومنٹ کے صدر اور نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے رکن جناب مبارک کاپڑی کی دختر اور مدیر نقش کوکن ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب کی نواسی ہے۔
ہم کونڈیورے (تعلقہ سنگمیشور) کے کاپڑی خاندان اور رتناگری کے نائیک برادران کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ مدنہ کو اس کی اعلیٰ تعلیم میں بھی اسی طرح شاندار کامیابی نصیب فرمائے۔

دارالافتاء

جامعہ عربیہ ادھیم نگر شہر رتناگری میں باضابطہ دارالافتاء کا قیام عمل میں آگیا ہے۔ جس میں نکاح، طلاق، خلع جیسے مسائل کے علاوہ معاشرہ میں روزمرہ پیش آنے والے نئے نئے مسائل کے جوابات انشاءاللہ قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں دیئے جائیں گے۔ لہٰذا جب مسئلہ کا حل مطلوب ہو صاف اور واضح طور پر قلمبند کر کے مرقومہ ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔
پتہ دارالافتاء جامعہ عربیہ، پڑویکر کالونی ادھیم نگر۔ رتناگری۔ ۴۱۵۶۳۹
(مرسلہ۔ محمد اقبال ندوی)

دوبئی میں کوکن ویلفیر کمیٹی کی تشکیل

اِنَّ اللّٰہ یُغیرُو مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیرّ وامَا بِاَنفُسِہِمْ (سورۃالدعد آیت ۱۱)
"بے شک اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت (کبھی) نہیں بدلتا جب تک کہ وہ (قوم) اپنے آپ کی حالت بدل نہ دے۔"

۱۹ر مئی ۲۰۰۰ء کا سورج یو۔اے۔ای کے کوکنیوں کیلئے مسرتوں کے ہجوم لئے طلوع ہوا اور سرور و شادمانیوں کے ماحول میں غروب بھی ہوا۔اس کی وجہ یہ رہی کہ محترم نثار احمد جمعدار صاحب کے دولت کدہ پر عصر بعد کوکنی برادری کی ایک رشک آمیز مجلس منعقد ہوئی جس میں کوکن کے صاحبِ فراست اور باوقار ہستیوں نے شرکت کی۔ تقریب کا آغاز نثار احمد صاحب کے فرزند محمد علی نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ بعد ازاں نقش کوکن کے اعزازی نمائندہ، نامہ نگار، قلم کار اور مفکر اسلام جناب محمد سعید علی ٹولکر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کر کے اپنے سحر آفرین انداز میں دین کی رفیع و منیع حقیقتوں کو بلیغ و دلکش انداز میں واشگاف کر کے کوکنی برادری کو ایک اور نیک بن جانے اور متحد رہنے کی بھرپور تلقین کی۔ آپ نے کہا کہ کوکنی قوم کو مشکلار کے چٹان کاٹ کر راستہ بنانے کا ہنر خوب آتا ہے۔اگر یہ قوم اپنے جذبۂ کوہ کنی (کوکنی) پر ہمہ تن عمل پیرا رہے تو ہر عزم کا حصول یقینی ہے کیونکہ

"جذبۂ کوہ کنی (کوکنی) ہو تو رکاوٹ نہیں بنتے کوہسار"
عزم راسخ ہو تو سنگینیٔ حالات کوئی بات نہیں

اس کے بعد ممبئی سے دوبئی آئے ہوئے نقش کوکن کے نائب مدیر محترم اسلم خان صاحب نے نقش کوکن کی فراوانی، افادیت اور اس کی بقا کے طریقۂ کار پر خلوص دل سے روشنی ڈالی نیز کوکنی برادری کی شناخت پورے عالم میں ہو اس پر اپنے زرین خیالات کا اظہار کیا اور میڈیا کے مقاصد کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا۔ مجلس میں حاضر محترم کیپٹن ابراہیم موڈک صاحب جیسے صاحب فراست اور آفتاب ضوفشاں نے اپنے پرنور مشوروں کے اجالے بکھیر کر تمام حضرات کے ذہنوں کو منور کیا۔ ساتھ ہی محترم ذکی خلیل بھورے، محترم ظہور محمد علی جمعدار، محترم محمد علی چوگلے، محترم مقصود احمد مہاتے اور محترم ہدایت اللہ انڈرے صاحب نے اپنے زرین آراء سے نوازا۔ حاضرین میں ناقابلِ تسخیر ارادے، بلند حوصلے، جوان ولولے اور زندہ عزائم تھے نیز نقش کوکن کی بقا اور کوکنی برادری کی فلاح کیلئے ان میں کہکشاں گیر اُمنگ اور والہانہ تڑپ بھی دیکھنے میں آئی جس سے ہر کسی کا دل ارمانوں کی خوشگوار گدگدی سے معمور ہو تا جارہا تھا۔

ان تمام حضرات کی موجودگی میں انقلاب پیدا کرنے والی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی جس کا نام "کوکن ویلفیر کمیٹی" دوبئی رکھا گیا۔ کمیٹی کے اراکین میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

سرپرست حاجی عبدالرزاق کالیسکر
(۱) کیپٹن ابراہیم موڈک صاحب
(۲) نثار احمد جمعدار صاحب
(۳) محمد سعید علی ٹولکر صاحب
(۴) ذکی خلیل بھورے صاحب
(۵) ظہور احمد محمد علی جمعدار صاحب
(۶) ہدایت اللہ انڈرے صاحب
(۷) عبدالرزاق ٹھاکور صاحب
(۸) اقبال علی کھانچے صاحب
(۹) مقصود مہاتے صاحب
(۱۰) عظمت اللہ لانے صاحب
(۱۱) محمد علی چوگلے صاحب
(۱۲) محمد علی جمعدار صاحب

مرسلہ۔ نمائندہ و نامہ نگار
محمد علی سعید ٹولکر (دوبئی)

میڈیکل انٹرنس ٹیسٹ میں مسلم طلبہ کی کامیابی

میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے کامن انٹرنس ٹیسٹ (CET) کے نتائج کے مطابق مہاراشٹر میں مسلم طلباء میں مدنہ مبارک کاپڑی، کوثر عزیز مکی، سمیر شکیل قادری، شازیہ عارف لوکھنڈ والا، شیخ ذاکر حسین عبدالستار، آصف یوسف ویرانی، فہد مقبول شیخاور نفیسہ تاجر بھی کامیابی حاصل کرنے والوں میں شامل ہیں۔

نذنہ کاپڑی نے ایچ ایس سی میں پی سی ایم میں ۹۶؍فیصد نمبر حاصل کئے تھے۔ ان کے علاوہ شیخ ذاکر حسین اور کوثر عزیز کی نے بھی ایس ایس سی میرٹ لسٹ میں مقام حاصل کیا تھا۔ انہیں اس بات کا اختیار حاصل ہوگا کہ کسی بھی میڈیکل کالج میں داخلہ حاصل کرلیں۔

اقبال مقدم

اپنے قلم کے ذریعہ زمانہ کی اچھائیاں یا برائیاں لوگوں کی نظر میں لانا بھی ایک فن ہے اور اسی فنکاری کے ذریعہ ایک کامیاب ادیب قارئین کے دلوں میں اپنے لئے جگہ بناتا ہے۔ انہیں خصوصیات کے حامل ابھرتے ہوئے ادیب جناب اقبال مقدم بھی ہیں جو کولتھرا (پچندی) تعلقہ داپولی کے باشندہ ہیں جو مراٹھی اور ہندی دونوں زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں۔ رتناگری ایکسپریس، رتناگری ٹائمز، رتن بھومی، ترون بھارت، پوڈھاری، کوکن کیسری وغیرہ پرچوں میں ان کی نظمیں و افسانہ شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۹۹۹ء سے اونت उवंत نام سے ایک ہفتہ وار کالم آپ نے کوکن کیسری میں لکھنا شروع کیا جو کافی مقبول ہے۔

ان کی اب تک کی تصانیف میں تین ناول اور نظموں کے مجموعے منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔ اسی طرح مراٹھی تصانیف میں کہانیوں کے دو مجموعے اور نظموں کے تین شائع ہوچکے ہیں۔

۱۵؍اپریل ۲۰۰۰ء کو ان کی مراٹھی کہانیوں کے مجموعہ "حسین چی آئی" شائع ہوا ہے جسے پونہ کے اکشیئر مانوں بک کمپنی نے شائع کیا ہے۔ ممبئی کی ساہتیہ اکاڈمی نے انہیں مدعو کرکے ان کی مراٹھی غزلوں کا پروگرام پیش کیا تھا اسی طرح رتناگری کے آکاش وانی سے ان کی ہندی غزل اور گیتوں کے پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں۔

ہم سبھی اس نوجوان ادیب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

مرسلہ ۔ دلاور حسین

محمد قاسم مقدم

HSC میں شریوردھن ہائی اسکول کی نمایاں کامیابی

انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول و جونیئر کالج شریوردھن کا بارہویں کا نتیجہ انجمن اسلام جنجیرہ کی تمام اسکولوں میں سرفہرست رہا۔ امسال انجمن کی تاریخ میں پہلی بار اسکول کا نام ممبئی بورڈ کی میرٹ لسٹ میں نمایاں ہوا۔ اسکول ہذا کی طالبہ ام اسماء احتشام احمد نے پورے بورڈ میں عربی میں پہلا مقام حاصل کیا۔ اس طالبہ نے ۷۶ فیصد مارکس لے کر اسکول میں پہلا مقام حاصل کیا۔ سمیہ عبدالرشید قاضی ۷۷.۵٪ مارکس حاصل کرکے دوسری پوزیشن پر پہنچیں۔

انجمن اسلام کی جانب سے مجروح سمان نامی ایوارڈ کا اعلان

انجمن اسلام ممبئی اور انجمن ترقی اردو ہند اور کئی دیگر ادبی انجمنوں کی طرف سے منعقدہ ایک تعزیتی جلسہ میں منفرد غزل گو اور نغمہ نگار مجروح سلطانپوری کو شایان شان خراج عقیدت پیش کرکے صدارتی تقریر میں صدر انجمن اسلام ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا نے یہ اعلان کیا کہ انجمن اسلام "مجروح سمان" کے نام سے گیارہ ہزار روپیہ کے ایک ادبی ایوارڈ کا آغاز کررہا ہے۔ "مجروح سمان" کس کو دیا جائے؟ اس کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی جس میں جناب ڈاکٹر آدم شیخ، ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی، جناب شمیم طارق وغیرہ شامل ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا صاحب نے یہ بھی کہا کہ مجروح صاحب کے ذاتی طور پر مجھ سے اور انجمن اسلام سے بہت گہرے روابط تھے اور انہوں نے اپنی آدھی کتابیں انجمن کو ہدیہ کرنے کو کہا تھا۔ اگر وہ کتابیں انجمن کو ملتی ہیں تو یہ کتابیں مجروح کے نام سے الگ الماری میں محفوظ رکھی جائیں گی۔

انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر آدم شیخ نے انجمن اسلام کے ادبی مجلہ نوائے ادب کا "مجروح نمبر" شائع کرنے کا اعلان کیا۔

اس جلسہ میں مجروح سلطانپوری کے بیٹے عندلیب سلطانپوری، داماد خورشید حیدر

انصاری، بیٹیاں اور گھر کے دوسرے افراد بھی موجود تھے۔ انجمن ترقی اردو ہند (ممبئی) کی طرف سے غزل گوئی کے لیے ایک رولنگ ٹرافی مجروح کے نام جاری کرنے کا اعلان کیا گیا۔ جناب عبدالاحد ساز نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

فجندار جونیئر کالج کا شاندار نتیجہ

۲۵ مئی ۲۰۰۰ء کو ایچ ایس سی بورڈ کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ جس میں فجندار جونیئر کالج دہور تعلقہ مہاڈ کا سائنس فیکلٹی کا نتیجہ ۷۴٪ فیصد رہا۔ طالبہ دیپتی آننت شکالے نے ۴۶۵ نمبرات پاکر پہلی پوزیشن حاصل کی۔ طالبہ اسما نوشاد احسانے ۴۵۰ نمبرات حاصل کرکے دوسری اور طالبہ چترا راجکماری پجاری نے ۴۴۹ نمبرات حاصل کرکے تیسری پوزیشن پائی۔ کامرس فیکلٹی کا نتیجہ ۵۷٪۵۳ فیصد رہا جس میں توصیف ابراہیم کاسار ۴۱۴ نمبرات لاکر پہلی پوزیشن، کملیش بابولال جین نے ۳۸۷ نمبرات لاکر دوسری پوزیشن اور پردیپ کیشو ٹھکر نے ۳۷۹ سے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ آرٹس فیکلٹی کا نتیجہ ۳۹٪۴۳ فیصد رہا۔ روفیدہ محمد علی چرفرے نے ۴۰۷ نمبرات حاصل کرکے پہلی پوزیشن فاطمہ نثار ناڈکر نے ۴۰۰ نمبرات پاکر دوسری پوزیشن اور امیسہ عبدالقادر دلوی نے ۳۷۰ نمبرات پاکر تیسری پوزیشن حاصل کی۔ منتظمین مدرسہ ایڈمنسٹریٹیو آفیسر جناب غلام محمد پٹیل صاحب و پرنسپل جناب مختار احمد نائے صاحب، تمام کامیاب طلباء کو اور تینوں فیکلٹیز کے اساتذہ کو مبارکباد پیش کر رہے ہیں۔

فاطمہ آر۔بی۔ دلوائی جونیئر کالج کالسۃ کی بورڈ کے بارہویں کے امتحان میں نمایاں کامیابی

فاطمہ آر۔بی۔ دلوائی جونیئر کالج آف آرٹس اینڈ کامرس کالسۃ تعلقہ چپلون کولھاپور ڈویژنل بورڈ کے بارہویں کے امتحان میں کل ۵۴ طلباء شریک امتحان ہوئے جس میں سے ۳۹ کامیاب رہے اور نتیجہ ۷۲٫۲۲٪ رہا۔ کامیاب طلباء میں ۲۳ نے فرسٹ کلاس پایا۔ باقی سب طلباء سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب رہے۔ کامرس میں کل ۲۴ طلباء شریکِ امتحان رہے جس میں سے ۲۳ کامیاب ہوئے۔ اور اس شعبہ کا نتیجہ ۹۶٪ فیصد رہا۔ اس میں ۱۷ طلباء فرسٹ کلاس میں کامیاب ہوئے۔ یہ امر کوکنی برادری اور کوکن علاقہ کے لئے باعث فخر ہے کہ طالب العلم فرحان محمود پرکار نے کامرس سیکشن میں ۸۳٫۶۷٪ مارکس حاصل کرکے کولھاپور ڈویژنل بورڈ میں میرٹ لسٹ میں دسویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس نے اکاؤنٹس میں ۹۹ اور اردو میں ۸۸ مارکس پائے ہیں۔ اسی الب علم نے ۱۹۹۸ء میں ایس ایس سی امتحان میں بورڈ میں ۲۴واں نمبر پایا تھا۔ قوم اس ہونہار بچے پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ سوشیل ایجوکیشن سوسائٹی کالسۃ کے حاجی داؤد امین ہائی اسکول اور فاطمہ آر۔بی۔ دلوائی جونیئر کالج آف آرٹس اینڈ کامرس کے لئے یہ کامیابی تاریخ ساز ہے کیونکہ گزشتہ تین سالوں سے ان اداروں سے طلباء میرٹ لسٹ میں آرہے ہیں۔ اس کامیابی میں اساتذہ کی انتھک کوششوں کا بڑا حصہ رہا ہے۔ کالج کے اساتذہ جناب اسحاق مصطفےٰ، منا بیگ، کامدرکر، انیس ملا، کڑپاسر نے بھرپور کوششیں کیں۔ منتظم کے چیئرمین اور ٹرسٹیان اور اراکین نے سبھی اساتذہ اور کامیاب طلباء کو مبارکباد پیش کی۔ سوسائٹی کے بانی جناب محمود علی امین پرکار صاحب جو اس دارفانی سے کوچ کرگئے ہیں، فرزند فرحان سے بڑی توقعات وابستہ کئے ہوئے تھے اس کی کامیابی سے ان کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

کامرس کے شعبہ میں عابدہ بانو عبدالمجید پرکار نے ۷۸٫۵۰٪ مارکس حاصل کرکے دوسرا نمبر پایا۔ زبیر چوگلے نے 70 16، روبینہ زین الدین پرکار نے 33 69، مومن طاہر نے 17 68، ظفر خطیب نے

83 67اور فرزانہ بجلے نے 17 65 فیصد نمبر پائے ۔ آرٹس کے شعبہ میں شبنم عبدالقادر پٹھان نے %17 71 مارکس حاصل کر کے کالج میں پہلا مقام حاصل کیا۔ آرٹس سیکشن میں چھ طلباء نے فرسٹ کلاس پایا۔ ادارہ سبھی کامیاب طلباء کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

سکریٹری سوشیل ایجوکیشن سوسائٹی کالسته

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی میں پانچویں چھٹی اور ساتویں شامل

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی تعلقہ داپولی ضلع رتناگری جون ۱۹۸۶ سے اپنے علاقہ میں اردو ذریعہ تعلیم سے آٹھویں، نویں اور دسویں جماعت تک تعلیم کا معیار قائم کئے ہوئے ہے، تعلیمی سال ۲۰۰۰ سے محکمہ تعلیم ضلع پریشد نے پانچویں، چھٹی اور ساتویں جماعت کو ہائی اسکول سے جوڑنے کا طے تھا لہٰذا جون ۱۲ سے ان تین کلاس کا اجراء انشاءاللہ تعالیٰ عمل میں آگیا۔ امید ہے کہ ان جماعتوں کو ہائی اسکول سے جوڑنے سے تعلیمی معیار بلند کرنے میں آسانیاں پیدا ہوں گی۔

(مرسلہ ۔ عبدالغنی پاؤسکر)

رتناگری/سندھودرگ ضلع کے مسلم طلبہ کو وظیفہ

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کی بمبئی سب کمیٹی نے تعلیمی سال ۲۰۰۰-۲۰۰۱ء کے لئے مندرجہ ذیل مسلم طلبہ کو حسب قابلیت وظیفے دینا طے کیا ہے۔ چنانچہ خواہشمند طلبہ ذیل کے پتہ پر اپنا پتہ لکھا ہوا تین روپے کا ڈاک ٹکٹ لگا ہوا لفافہ بھیج کر درخواست نامہ حاصل کریں۔ ساتھ ہی ساتھ دو روپے کا ڈاک ٹکٹ بھی بھیج دیں۔ عریضے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۰ر ستمبر ۲۰۰۰ء ہوگی۔

مندرجہ بالا وظیفوں کے علاوہ المرحوم پروفیسر دادر کر صاحب کی یاد میں پانچ سو روپے کی اسکالرشپ اس طالبعلم کو دی جائے گی جس نے اردو یا سائنس یا حساب میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہوں۔

(۱) بمبئی اعظمی کے ہائی اسکولوں میں ہشتم سے دسویں تک تعلیم پانے والے

(۲) بمبئی اعظمی کے صنعتی اور حرفتی Vocational Technical اداروں میں تعلیم پانے والے۔

(۳) ریاست مہاراشٹر کے کسی بھی انجینئرنگ یا میڈیکل کالج میں تعلیم پانے والے۔

(۴) بمبئی اعظمی اور رتناگری / سندھودرگ ضلع کے جونیئر اور ڈگری کالجوں میں تعلیم پانے والے۔

نوٹ : (۱) ہائی اسکول کے جن طلبہ کو ۵۰ فیصد سے زیادہ نمبر ملے ہوں وہی عریضہ کریں۔ (۲) جن لڑکیوں کو سرکار کی طرف سے مفت تعلیم دی جارہی ہو وہ عریضہ نہ کریں۔ صرف فیس ادا کرنے والی لڑکیاں ہی درخواست بھیجیں۔

ایچ۔ڈی۔ مستری (سکریٹری)

پتہ : کوکن ایجوکیشنل سوسائٹی، ۷۶، جگناتھ شنکر سیٹھ روڈ (گرگام روڈ) اوپیرا ہاؤس۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۴

ایس ایس سی میں نمایاں کامیابی

موضع دابھٹ ضلع رتناگری کے جناب بشیر داؤد ساونت جو مرچنٹ نیوی میں چیف انجینئر ہیں ان کی دختر عنبرین بشیر ساونت نے امسال انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول کرلا سے ایس ایس سی کے امتحان میں ۹۱.۲۰ فیصد مارکس حاصل کر کے میرٹ لسٹ میں پندرھواں نمبر حاصل کیا ہے۔ مرسلہ۔یوسف ساونت

انجمن اسلام جونیئر کالج مرُوڈ (ضلع رائیگڑھ) کا بارہویں کا نتیجہ

امسال بارہویں کے امتحان میں انجمن اسلام جنجیرہ ایگریکلچر ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج سے ۶۷ طلباء شریک امتحان ہوئے۔ ۴۴ نے کامیابی حاصل کی نتیجہ تقریباً ۶۶ فیصد رہا۔ مندرجہ ذیل نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ماسٹر سریش بھوشن پوٹس نے ۶۶.۸۱ فیصد نمبرات کے ساتھ اول پوزیشن حاصل کی۔ مس ہیم لتا جین ۶۴.۳۳ نمبر لے کر دوسری پوزیشن پر رہی اور مس افسانہ افتخار سولکر

۶۶٫۴۹ نمبرات کے ساتھ تیسرے نمبر پر رہی۔ اردو، مراٹھی اور جغرافیہ ان مضامین کا نتیجہ صد فیصد رہا۔

نئی ممبئی میں ماہانہ شعری نشست کا اہتمام

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم ممبئی کے زیر اہتمام واشی نئی ممبئی میں ہر ماہ (تیسرے اتوار کی سہ پہر میں) اردو مراٹھی اور ہندی زبان کے شاعروں کا سہ لسانی مشاعرہ منعقد کرنے کا پروگرام طے پایا ہے۔ لہٰذا ان تینوں زبان کے شعرا سے گذارش ہے کہ وہ اپنے پتے پتہ ذیل پر ارسال کریں تاکہ ہرماہ باقاعدگی کے ساتھ انہیں پروگرام کا دعوتنامہ بھیجا جاسکے۔ اردو کے ممتاز شاعر اور فورم کے رکن جناب محمود الحسن ماہر صاحب ان پروگراموں کے کنوینر ہوں گے۔ پتہ

لائق اقبال کوارے، وائس چیرمین NKTF کوارے ولا، پلاٹ نمبر ۱۸۵، سیکٹر ۱۹ اے کوپر کھیرنے۔ ۴۰۰۷۰۹

کامیابی پر دلی مبارکباد

☆ نقش کوکن کے مراسلہ نگار جناب اشفاق عمر کوپے کی بہن ناہیدہ نورالدین دبیر متوطن امبر گھر تعلقہ داپولی نے امسال دہلی بورڈ سے ہونے والے ایچ ایس سی امتحان میں ۷۰ فیصد مارکس کے ساتھ کامیابی حاصل کی اب اعلیٰ تعلیم میں بی کام کرنے کا ارادہ ہے۔

☆ نقش کوکن کی دیرینہ بہی خواہ رخسانہ چوگلے کی دختر فرحانہ اختر چوگلے نے بھی امسال دہلی بورڈ سے ہونے والی ایچ ایس سی امتحان میں ۸۳ فیصد نمبرات کے ساتھ امتیازی کامیابی حاصل کی اس کے لئے دلی مبارکباد۔

ساحر لدھیانوی کے نام پر قائم ساحر کلچرل اکاڈمی (ڈاکٹر کیول دھیر جس کے جنرل سکریٹری ہیں) نے "سفیر اردو" برطانیہ کے مدیر و معروف شاعر جناب ساحر شیوی کو ان کی افریقہ و برطانیہ میں پچاس سالہ ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر اکاڈمی کی جانب سے "ادیب انٹر نیشنل ایوارڈ ۲۰۰۰ء" دینے کا اعلان کیا۔ ادیب انٹر نیشنل ایوارڈ پچھلے کئی سالوں سے اردو کے مقتدر ادباء و شعراء کو ان کی مجموعی ادبی خدمات پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ ایوارڈ ۲۵ / مارچ ۲۰۰۰ء کو لدھیانہ میں منعقدہ ایک عالی شان مشاعرہ میں دیا گیا۔

پروفیسر جاوید خان CIDCO کے چیرمین

ریاستی سرکار کے ماتحت رہنے والی کل ۳۵ کارپوریشنوں کے عہدۂ صدارت پر جو حکومت کے بار بار ردوبدل کی وجہ سے Headless Bodies بن کر رہ گئی تھیں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے نئے صدور کو نامزد کیا ہے جن میں ۴ مسلم ارکان شامل ہیں۔ (۱) مہاراشٹر اسٹیٹ پاورلوم کارپوریشن کے چیرمین کے طور پر مالیگاؤں کے جناب رشید شیخ صاحب کی تقرری عمل میں آئی ہے۔ (۲) ممبئی کے جانے مانے رہنما پروفیسر جاوید خان سٹی انڈسٹریل ڈیولامنٹ کارپوریشن CIDCO کے چیرمین مقرر ہوئے ہیں (۳) کوکن کے جواں سال لیڈر جناب مشتاق انتولے کو مہاراشٹر پولوشن کنٹرول بورڈ کا چیرمین مقرر کیا گیا ہے اور (۴) ممبئی جھونپڑپٹی باز آبادکاری بورڈ کا چیرمین جناب سہیل اشرف کو نامزد کیا گیا ہے۔

ایچ ایس سی میں نمایاں کامیابی

موضع دابھت ضلع رتناگری کے جناب بشیر داؤد ساونت نے جو مرچنٹ نیوی میں چیف انجینئر ہیں ان کے فرزند خلیل احمد بشیر ساونت نے بارہویں کے امتحان میں ۹۲٫۳۳ فیصد مارکس حاصل کرکے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ ریاضی میں اسے ۱۰۰ فیصد مارکس ملے ہیں۔

(مراسلہ۔ یوسف احمد ساونت)

انا للہ وانا الیہ راجعون

مجروح سلطانپوری انتقال کر گئے

۲۴؍ مئی کو مشہور و معروف شاعر اور فلمی نغمہ نگار جناب مجروح سلطانپوری صاحب جو آٹھ دس دنوں سے سخت علیل تھے اور لیلاوتی اسپتال (باندرہ) میں زیر علاج تھے انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۸۱ سال تھی۔

بشیر نظر کا انتقال

بھیونڈی کے مشہور شاعر محمد بشیر نظر سنیچر ۳؍ جون ۲۰۰۰ء کو انتقال کر گئے ۶۲ سالہ بشیر نظر نے ۲۵؍ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا تھا۔

شرف سرنگ کو صدمہ

جناب شرف الدین داؤد سرنگ کے چھوٹے بھائی محبوب سرنگ کا ۱۷؍ مئی ۲۰۰۰ء کو مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہوا۔

مرسلہ ۔ احمد شکیل۔ پڑوئی

حاجی حسن رومانے کو صدمہ

رومانی ٹریولز ممبئی کے مالک جناب حاجی حسن داؤد رومانے کی بہن حاجرہ عبدالغنی شیوکر کا ۲۷؍ مئی ۲۰۰۰ء کو چپلون ضلع رتناگری میں بعمر ۶۵ سال انتقال ہو گیا۔

سابق اولمپین نور محمد خان چل بسے

حیدرآباد کے عہد آفرین فٹبال کھلاڑی اور اولمپین نور محمد خاں کا مختصر علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر ۷۵ برس تھی۔

پونے کے اسماعیل عمر کا انتقال

منگل ۱۶؍ جون ۲۰۰۰ء کو جناب اسماعیل عمر (ایچ او) ۷۷ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم اسماعیل ایم سی ای سوسائٹی (اعظم کیمپس) کے دیرینہ اور فعال رکن تھے۔ بطور صدر خدمات بھی انجام دیں۔ اعظم کیمپس کی ۲۳ رایکڑ زمین جو ملت کے ہاتھوں سے چلی گئی تھی، اسے مرحوم نے اپنے معاون مرحوم ایس بی قاضی، ایڈوکیٹ ایس اے رحمان (سینئر) و رفقاء کے ساتھ مل کر دوبارہ حاصل کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ انجمن خیرالاسلام پونا کالج کے قیام میں نمایاں خدمات دیں۔ علاوہ ازیں مرحوم ٹیلیفون ایڈوائزری کمیٹی، ساسون اسپتال اور روٹری کلب کے رکن تھے اور کافی عرصہ تک کچھی میمن جماعت پونے کے صدر بھی رہے۔

شریف ٹیمکر کا انتقال

اکبر محلہ جیکیڈ ضلع رتناگری کے جناب شریف علی صاحب ٹیمکر ۳؍ جون کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔

مرسلہ۔ احمد شکیل پڑوئی

فاطمہ سونڈے کا انتقال

تعلقہ پنچایت سمیتی شریوردھن کے سابق سبھاپتی جناب احمد عباس ڈاورے کی بھتیجی فاطمہ اسماعیل سونڈے کا ۱۶؍ مئی ۲۰۰۰ء کو جسویلی میں انتقال ہو گیا۔

مرسلہ ۔ نوگل بھارتی

داؤد خان چچکر کو صدمہ

مہاڈ، ضلع رائے گڑھ اور فجندار جونیئر کالج وہور میں بحیثیت رہنمائے معمل (Lab Asstt) کے فرائض انجام دینے والے جناب داؤد خان چچکر کے والد محترم جناب محمد خان چچکر کا طویل علالت کے بعد ۱۱؍ مئی ۲۰۰۰ء کو بعمر ۷۰ سال انتقال ہو گیا۔

پرنسپل منشی کی اہلیہ کا انتقال

مہاراشٹر کالج ممبئی کے سابق پرنسپل ڈاکٹر عبدالقدوس منشی کی اہلیہ امینہ بی کا پچھلے مہینہ طویل علالت کے بعد ممبئی میں انتقال ہوا۔ مرحومہ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ ان کا جسد خاکی جنجیرہ مروڈ لیجا کر پیٹھ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

اقبال رامراجکر کو صدمہ

جناب اقبال رامراجکر کی پھوپھی (مرحوم ابراہیم رامراجکر متوطن اوسرول / والوٹی ضلع رائے گڑھ کی بہن) شریفہ قاسم پنگارکر جو دیہور تعلقہ مروڈ

میں مبتلا ہوئی تھی طویل علالت کے بعد
انتقال کر گئی۔ مرحومہ کئی مہینوں سے کوما
(بیہوشی کے عالم) میں تھیں۔

شریف جنجیرکر کی رحلت

جناب شریف جنجیرکر جن کا آبائی
وطن دسویل ضلع رائے گڑھ ہے اور جو
مدت سے ملاوی افریقہ میں مقیم ہو کر
تجارتی کاروبار میں مصروف تھے اپنے
آبائی وطن آئے تھے۔ مئی ۲۰۰۰ء میں
انتقال کر گئے۔

مرسلہ۔ عثمان حموانی

نسیم متان کی رحلت

شولاپور کے کہنہ مشق شاعر اور
صحافی نسیم متان شولاپوری کا گزشتہ مہینہ
انتقال ہو گیا۔ آپ گزشتہ بارہ برسوں سے
شولاپور سے انوار قمر نامی ہفتہ روزہ
باقاعدگی سے نکالتے رہے ہیں۔ درس و
تدریس آپ کا پیشہ تھا۔

آپ نے بچوں کے ادب میں بھی طبع
آزمائی کی۔ چہتے گیت رسیلے گیت اور
سریلے گیت مرحوم کے بچوں کے لئے
تین تصانیف ہیں جن میں سریلے گیت کو
مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی نے انعام سے
بھی نوازا ہے۔ نسیم متان نے کئی ڈرامے
تصنیف کئے ہیں جن میں ڈھیلی کھاٹ،
بہار آنے تک، سونار کی ایک لوہار کی (سہ
بابی ڈرامے) اور آگ، گڑیا گھر والا، شگوفہ
اور شعلہ (یک بابی ڈرامے) مقبول ہوئے۔

سعید انجم کا ڈنمارک میں انتقال

اردو کے ایک معروف افسانہ نگار
سعید انجم گزشتہ مہینہ کوپن ہیگن میں
انتقال کر گئے جہاں وہ ایک 'شام افسانہ' میں
شرکت کے لئے اوسلو سے تشریف لائے
تھے۔ ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ "سب
اچھا ہوگا" ۱۹۸۶ء میں منظر عام پر آیا تھا
جب کہ انہوں نے مغرب کے اردو
افسانوں کا ایک جامع انتخاب بھی گزشتہ
سال شائع کیا تھا۔

قطب شمالی کا سفرنامہ "آدھی رات کا
سورج" بھی انہیں کی تصنیف ہے۔

شاہد لطیف کو صدمہ

روزنامہ انقلاب ممبئی کے منیجر ایڈیٹر
جناب شاہد لطیف کے پدر بزرگوار،
خاندیش کے مشہور اور اردو کے معروف
شاعر جناب سیف بھساولی اپنی رہائش گاہ
(کوسہ ضلع تھانہ) میں ۲۹ر مئی ۲۰۰۰ء کو
انتقال کر گئے۔

۷۷ سالہ سیف بھساولی ریلوے کی
ملازمت سے سبکدوش ہو گئے تھے۔ ان کا
شعری مجموعہ "شگفتِ گل" شائع ہوا تھا۔

سعید شہیدی کا انتقال

حیدر آباد (دکن) کے مشہور بزرگ
شاعر میر عابد علی سعید شہیدی ۱۵ر مئی کو
انتقال کر گئے۔ نوے سالہ سعید شہیدی
دکن کے صف اول کے اساتذہ میں شمار
کئے جاتے تھے۔ مرحوم حضرت نجم
آفندی سے سلسلہ تلمذ رکھتے تھے۔

ستارہ جعفری کا انتقال

محترم علی سردار جعفری کی ہمشیرہ
محترمہ ستارہ جعفری ۲۴ر مئی کو انتقال
کر گئیں۔ رحمت آباد شیعہ قبرستان
مجگاؤں میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ
کی عمر تقریباً ۸۷ سال تھی۔

یو۔ ل۔ دیشپانڈے نہیں رہے

ممتاز مراٹھی ادیب اور مہاراشٹر
بھوش شری یو۔ ل۔ دیشپانڈے کا
۱۲ر جون ۲۰۰۰ء کو پونہ میں انتقال ہو گیا۔
وہ ۸۱ برس کے تھے۔

ڈاکٹر شیخانی کو صدمہ

ممبئی کے معروف سرجن ڈاکٹر
اشتیاق شیخانی کے پدر بزرگوار سیدی محمود
شیخانی جو جناب حسن میاں خانزادہ کے
برادرِ نسبتی اور جناب صبا شیخانی کے بھائی
اور "بابائے انجمن" سید ظفر شیخانی مرحوم
متوطن مرود جنجیرہ کے فرزند تھے۔ ۲۵ر
مئی ۲۰۰۰ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔
تدفین ارلا قبرستان ممبئی میں ہوئی۔

مرحوم کی عمر بوقت وفات تقریباً ۷۱ سال
تھی۔ مرحوم کے دوسرے فرزند عمران
شیخانی سول انجینئر ہیں اور امریکہ میں برسر
ملازمت ہیں۔ ارلا کے مشہور سوشل ورکر
جناب امتیاز دوے مرحوم کے داماد ہیں۔

مرحوم نے ۱۹۵۲ء میں اسماعیل یوسف کالج سے بی اے کا امتحان پاس کیا اور ملازمت کی۔ ساری زندگی آپ نے LIC میں گذاردی۔

راجیش پائلٹ کا انتقال

کانگریس کے سرکردہ رہنما اور سابق مرکزی وزیر شری راجیش پائلٹ ۱۱رجون ۲۰۰۰ء کو جے پور کے پاس روڈ حادثہ میں انتقال کرگئے۔ مرحوم چودہ سال تک ایئر لائنس میں پائلٹ کی خدمات انجام دیکر سبکدوش ہونے کے بعد راجیو گاندھی کی ایما پر سیاست میں شامل ہوگئے تھے۔

قاضی فراز احمد کو صدمہ

قاضی فراز احمد کی بہن زینب بی عبدالحمید قاضی کا جمعہ کے دن ۲رجون ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوگیا۔

عزیز قاضی کا انتقال

جناب عبدالعزیز عبداللہ قاضی راجاپور کی معروف شخصیت کی رحلت ۲۹رمئی ۲۰۰۰ء کی صبح ہوگئی۔ موصوف ممبئی کے ٹرانسپورٹ رٹریفک سیکشن سے نیک نامی کے ساتھ سبکدوش ہوچکے تھے ایک طویل عمر تک لوگوں کی مدد کرتے رہے۔ اردو مراٹھی اور خاص طور پر انگریزی میں اچھی دسترس رکھتے تھے۔ ایک جم غفیر ان کے آخری آرامگاہ تک ساتھ رہا۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ آمین

(رپورٹ۔ قاف احمد)

سعید پٹیل کو صدمہ

اٹلس ٹورز اینڈ ٹریولس کے پارٹنر جناب سعید پٹیل صاحب کے فرزند حمزہ کا ۲۱رجون ۲۰۰۰ء کو مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

نثار ہرگے کو صدمہ

بازار محلہ ہرنئی کے جناب نثار عباس میاں ہرگے کی والدہ عائشہ بی ہرگے کا حرکت قلب بند ہوجانے سے ۱۵رجون ۲۰۰۰ء کی شام انتقال ہوا، آپ بازار محلہ کے خواتین کی سوسائٹی کی سالہاسال سے صدر تھیں اور خواتین میں کافی مقبول تھیں ہر سال سماجی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔

بہاؤالدین حجوانے کو صدمہ

انجرلہ تڑی بندر کے جناب بہاؤ الدین اور غلام محمد حجوانے کی والدہ فاطمہ بی علی میاں حجوانے کا طویل علالت کے بعد ۲۰رمئی کو انجرلہ میں انتقال ہوا، آپ بینائی سے محروم ہونے کے باوجود بستر مرگ پر پابندی کے ساتھ بلاناغہ نماز وذکر الٰہی میں مصروف رہا کرتی تھی۔ اللہ تعالٰی مغفرت عطا کرے۔

مرسلہ۔ عبدالغنی عثمان پاؤسکر

Muznah Kapdi's Achievements

Muznah, daughter of well-known educationalist Mubark Kapdi & grand - daughter of Dr. Abdul Karim Naik, passed her XIIth (Science) exam with 96% marks. She also stood 16th in Regia and 21st in the entire state of Maharashtra in Medical Intrance Examination held in April 2000. One the basis of this excellent performance, she got admission in MBBS course in Grand Medical College, Mumbai.

Muznah thanks Allah & gives credit to her hard work, planned studies and proper guidance of her father. Now Muznah wants to take part in the activities of National Educational Movement started by her father. She will be delivering lectures on 'How to prepare for XIIth & Medical Intrance Exam' at various places of Mahahrashtra like Pune, Jalgaon, Malegaon, Auranabad, Parbhani, Nagpur etc.

In this regard, she delivered her first lecture on the topic on 17th June at Saboo Siddiq Polytechnic's Alma Latifi Hall, Byculla, which was attenced by handreds of students.

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کا علیٰحدہ روپ

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم نے گذشتہ بیس سالوں سے سرگرم رہ کر کوکن میں اردو ذریعہ تعلیم کے طلبہ میں بیداری کی ایک لہر دوڑادی اور اساتذہ کے احساس ذمہ داری کو فروغ دیا مگر اب تک یہ فورم نقش کوکن پبلیکشن ٹرسٹ کی ایک ذیلی مجلس کی حیثیت سے خدمت انجام دیتا رہا ہے۔ سال بہ سال فورم کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ذمہ داریوں کی خاطر میں لاتے ہوئے اربابِ حل وعقد نے یہ طے کیا ہے کہ فورم کو ایک ٹرسٹ کی حیثیت سے رجسٹر کرکے اسے ایک "خود مختار" ادارہ کا روپ دیا جائے تاکہ نقش کوکن سے اشتراک عمل کرتے ہوئے بھی ایک علیٰحدہ 'ادارہ' کی حیثیت سے نقش کوکن ٹیلنٹ فورم اپنی سرگرمیاں اور خدمات آزادانہ جاری رکھ سکے۔

ادارہ

نوجیون اردو ہائی اسکول ستوندل کی ایس ایس سی امتحان میں شاندار کامیابی

حسب سابق امسال بھی نوجیون ہائی اسکول ستوندل تعلقہ راجہ پور ضلع رتناگری نے ایس ایس سی امتحان میں ۸۶ فیصد کامیابی حاصل کی ہے۔ اس سے قبل 1996 to 1999 مسلسل چار سال صد فیصد کامیابی حاصل کرکے اس ادارے نے تعلیم کے میدان میں عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔

امیر گولنداز

تصحیح

کیپٹن فقیر محمد مستری صاحب کی سبکدوشی کے بعد نہ صرف یہ کہ پروف ریڈنگ کی غلطیاں بڑھ گئی ہیں بلکہ اور بھی کچھ نقائص بڑھ گئے ہیں۔

پچھلے شمارہ (جون ۲۰۰۰ء) میں صفحہ ۴۵ پر کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن لندن کی خبر چھپی ہے جس میں وائس چیئرمن کا نام محمد ابراہیم پرکار چھپا ہے جبکہ ان کا صحیح نام ابراہیم محمد علی پرکار ہے۔ اسی طرح فاؤنڈیشن کا ممبر بننے کے لئے ۱۵۰ پاؤنڈ ادا کرنے ہوں گے لکھا ہے جو غلط ہے۔ فاؤنڈیشن کی لائف ممبر شپ صرف پچاس پاؤنڈ ہے۔

عثمان حجوانے

آدرش ہائی اسکول کرجی کا میٹرک امتحان کا شاندار نتیجہ

آدرش ہائی اسکول کرجی، تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری سے مارچ ۲۰۰۰ء کے ایس ایس سی کے امتحان میں کل 58 طلباء شریک ہوئے جس میں 35 طالبات تھیں۔ 55 طلباء کامیاب ہوئے اس طرح اسکول کا مجموعی نتیجہ 94.83% فیصد رہا۔

صبا محمد حنیف حمدولے نے 72.93% نمبرات لے کر اول مقام، مصدق مراد علی چوگلے نے 71.86% نمبرات لے کر دوم مقام اور سعادت عبدالرحمٰن پرکار نے 65.46% نمبرات لے کر تیسرا مقام حاصل کیا۔

اسکول کے کل 12 طلباء نے اول درجے میں، 39 طلباء نے دوم درجہ میں اور 4 طلباء نے پاس کلاس میں کامیابی حاصل کی۔

رفیق ابراہیم پرکار

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کا شاندار نتیجہ

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کا ایس ایس سی امتحان کا نتیجہ 83.33% فیصد رہا۔ 36 طلباء شریک امتحان ہوئے تھے جس میں سے 30 نے کامیابی حاصل کی۔ امتیازی درجہ میں ایک، فرسٹ کلاس میں تین، سکنڈ کلاس میں ۲۲ اور پاس کلاس میں دو کامیاب رہے۔

سمیرہ نور محمد تابنے نے 77 فیصد مارکس حاصل کرکے پہلا مقام، سلمیٰ نثار ڈھیکر نے 70 فیصد مارکس لے کر دوسرا مقام جبکہ تیسرے مقام پر گاؤنکر کر طالب عبدالقادر اور سکندر تاج الدین ہلدے نے 60 فیصد مارکس لیکر تیسرا مقام حاصل کیا۔

سمیرہ نور محمد تابنے نے اردو میں 81 فیصد، سائنس اور سوشل اسٹڈیز میں علی الترتیب 123/150 اور 122/150 مارکس حاصل کئے۔

طالب عبدالقادر گاؤنکر کر، رضوان عبداللہ قاضی اور سکندر تاج الدین ہلدے نے عربی میں 92 فیصد مارکس حاصل کئے۔ سلمیٰ نثار ڈھینکر نے تاریخ و شہریت میں

82 فیصد مارکس حاصل کئے۔ صدر مدرس اور معاون اساتذہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر ماہر عبداللہ پیٹکر کی شاندار کامیابی

ایک طویل عرصہ سے کویت میں مقیم اردو کے معروف ومنفرد شاعر عبداللہ ساجد کے چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر ماہر عبداللہ پیٹکر نے ممبئی یونیورسٹی سے MD کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ڈاکٹر ماہر اپنے والد محترم کے ساتھ کویت میں قیام پذیر رہے اور وہاں گیارہویں کا امتحان پاس کرنے کے بعد رضوی کالج، باندرہ سے بارہویں کا امتحان پاس کیا۔ آل انڈیا میڈیکل انٹرنس امتحان پاس کرنے کے بعد گرانٹ میڈیکل کالج، ممبئی میں داخلہ لے کر وہیں سے MBBS میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد انہوں نے جی۔ ایس۔ میڈیکل کالج KEM ہاسپٹل سے MD (پیتھولوجی) پاس کیا۔ ان دنوں کوپر ہاسپٹل ولے پارلے ممبئی میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یاد رہے اس سے قبل ان کے بڑے بھائی ڈاکٹر ندیم عبداللہ پیٹکر نے بھی MSDNB (ENT) میں شاندار کامیابی حاصل کی اور ان دنوں بھگوتی اسپتال بوریولی ممبئی میں بطور سرجن اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ میں ڈاکٹر ماہر کو ترقی کے لئے نیک دعاؤں کا اظہار کرتا ہوں۔

از : ایچ۔ ایم۔ پرکار (برمنگھم)

ڈاکٹر رضیہ ندیم پیٹکر کی شاندار کامیابی

ڈاکٹر نورجہاں اور ڈاکٹر نورالدین پالیکر (کھیڈ) کی بڑی صاحبزادی اور ڈاکٹر ندیم عبداللہ پیٹکر (M S D N B) کی شریک حیات ڈاکٹر رضیہ نے ممبئی سے ماہر اطفال D C H کا امتحان پاس کیا۔ ابتداء ہی سے ہر جماعت میں اول آنے والی ڈاکٹر رضیہ نے بارہویں جماعت میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد سومیا میڈیکل کالج ممبئی میں داخلہ لیا اور وہیں سے M B B S پاس کیا۔ چونکہ انہیں بچوں کے امراض وعلاج میں گہری دلچسپی تھی۔ انہوں نے ازدواجی زندگی میں منسلک ہونے کے باوجود اپنی پڑھائی کو جاری رکھا اور D C H میں شاندار کامیابی حاصل کی میں ڈاکٹر رضیہ کو اس شاندار کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

از : نذیر پاونے (ممبئی)

ایس ایس سی کا نتیجہ

مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سیکنڈری وہائر سیکنڈری ایجوکیشن کا SSC ۲۰۰۰ء کا نتیجہ ظاہر کیا گیا جس میں ممبئی ڈویژنل بورڈ کا نتیجہ ۶۷٫۵۹ فیصد رہا۔ مہاراشٹر میں ۵۹٫۴ فیصد طلباء کامیاب ہوئے۔ لڑکیوں میں کوثر ہدیہ قاضی (فاروق ہائی اسکول جوگیشوری) اوّل آئی تو شائلہ انصاری (انجمن خیرالاسلام گرلز ہائی اسکول کرلا) نے اردو میں ٹاپ کیا۔ پونہ بورڈ میں عارفہ پروین عبدالغنی شیخ ۹۳٫۳۳ اور ناسک بورڈ میں صبا شریف خان ۹۱٫۴۳/ اوّل رہے۔ معذور طلبہ میں زبیدہ سید اول آئی۔
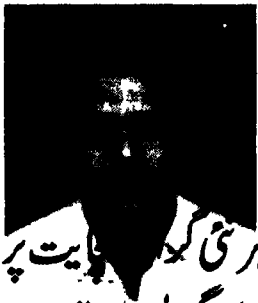
ہرنئی گرام پنچایت پر کانگریس کا قبضہ

۹رجون ۲۰۰۰ء کے دن ہرنئی گرام پنچایت کے الیکشن میں کانگریس نے شیوسینا کو شکست دے کر پنچایت پر دوبارہ اپنا اقتدار قائم رکھا۔ تیرہ سیٹوں میں سے کانگریس کو سات پر کامیابی حاصل ہوئی۔ ہرنئی کانگریس اور جماعت المسلمین آٹھ محلہ ہرنئی کے نوجوان سکریٹری جناب زین الدین کروپکربی۔ اے اور حسین پورہ کے نوجوان جناب انور خان نے کانگریس کے ٹکٹ پر عالیشان کامیابی حاصل کی جبکہ جماعت المسلمین بازار محلہ کے سکریٹری جناب امان اللہ عبدالغفور مہالدار نے

شیو سینا کے ٹکٹ پر کامیابی حاصل کی۔

کانگریس کے برسرِ اقتدار آنے سے گاؤں والوں میں خوشی کا ماحول ہے اور امید کی جاتی ہے کہ گاؤں کے رکے ہوئے کام اور فلاح و بہبودی کی رفتار میں تیزی سے عمل ہوگا۔ اندازے کے مطابق سرگرم سماجی ورکر جناب زین الدین کروبکربی۔ اے کا سرپنچ کے عہدہ پر انتخاب ہونا متوقع ہے جو ہرنئی گرام پنچایت کے پہلے "مسلم سرپنچ" ہونے کا اعزاز حاصل کرسکتے ہیں۔

نیشنل ہائی اسکول میں شجرکاری

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کے کمپاؤنڈ میں ۱۵ ارشدگاپوری ناریل کے درخت اور ۴۸ سپاری کے درخت کے پودے ۱۲ جون کے دن لگوائے گئے ہیں۔ جو آئندہ چارسال کے بعد اچھے خاصے آمدنی کا ذریعہ ثابت ہوسکتے ہیں۔ شجرکاری سے پہلے داپولی نرسری کے مالک جناب وکاس ریلکر نے زمین کا معائنہ کیا تھا اور ان کے مشورے پر پودوں کا انتخاب عمل میں آیا ہے۔

گرام پنچایت کرجی کا الیکشن

گرام پنچایت کرجی تعلقہ کھیڈ، ضلع رتناگری کے انتخابات ۲۵ مئی ۲۰۰۰ء کو بلامقابلہ سرانجام پائے جس وجہ سے حکومت کی طرف سے پانچ ہزار روپئے گرام پنچایت کے ترقیاتی کاموں کے لیے امداد کی صورت میں ملیں گے۔ منتخب ممبران کے اسم گرامی اور عہدے مندرجہ ذیل ہیں۔

جناب ہٹن دھونڈو گھانے کر (سرپنچ)
جناب محمود حسین پرکار (نائب سرپنچ)
جناب اسماعیل عثمان چوگلے (ممبر)
جناب اقبال ابراہیم پرکار (ممبر)
جناب ابراہیم عبدالرحمٰن تانبے (ممبر)
محترمہ کلثوم عبدالرحمٰن پرکار (ممبر)
محترمہ مریم محمد علی پرکار (ممبر)
محترمہ لکشمی سکھارام ناڈکر (ممبر)
جناب شیام گوکل زادھو (ممبر)

تمام گاؤں والوں اور علاقہ کے معزز حضرات نے ان منتخب اراکین کو مبارکباد پیش کی اور ایسی امید ظاہر کی کہ یہ اراکین گاؤں کی فلاح و ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔

مرسلہ ۔ رفیق ابراهیم پرکار

تاریخی شہر حیدر آباد میں "عالمی اسلامی نمائش"

"آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر پونہ ۳" نے عالمی اسلامی نمائش کے نام سے نادر و کمیاب اور عالمی شہکار کی حامل تصویروں کی صورت میں برائے نمائش عوام وخواص کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس طرح کی ثقافتی نمائشوں کا سلسلہ ۱۹۷۷ء سے جاری ہے۔ اب تک ہندوستان میں شہر پونہ، بیلگام، اورنگ آباد، بنگلور، پٹنہ، بھٹکل، مدراس، حیدر آباد، تریویندر اور ناگپور جیسے بڑے بڑے ۲۸ شہروں میں اس شہرۂ آفاق نمائش کے ۳۴ کامیاب مظاہرے ہوچکے ہیں، جسے بلا تفریق مذہب وملت ہر مکتبۂ فکر و نظر کے ہزاروں علماء وفضلاء اور ماہرین تعلیم کے ساتھ تقریباً ۲۵ لاکھ لوگوں نے دیکھا اور اسے پسند فرماکر اپنا خراج تحسین یہ کہہ کر ادا کیا کہ "واقعی یہ اسلامی تہذیب وتمدن کا زندہ معجزہ ہے جسے ملک کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں پیش کیا جائے۔"

اب اسلامیات سے دلچسپی رکھنے والے تمام احباب کے لئے ۳۵ ویں نمائش آل انڈیا مجلس ملت حیدر آباد کے زیر اہتمام حیدر آباد میں منعقد ہورہی ہے جو ۱۴ تا ۲۱ جون ۲۰۰۰ء جاری رہے گی۔ اسلامی ثقافتی ورثہ کا احاطہ کئے ہوئے اس نمائش کی ویسے تو گیارہ آرٹ گیلریاں ہیں لیکن مذکرہ بالا عنوان کے تحت حیدر آباد کی نمائش میں "عکسِ فردوس" کے نام سے حسب ذیل صرف چار گیلریاں ہی پیش کی جارہی ہیں، جس میں (۱) کعبہ اربابِ فن، مساجد عالم (۲) ناقابل فراموش، اسلام اور سائنس (۳) دیدۂ مسلم کا نور مقامات مقدسہ، مدینہ منورہ، مسجد اقصیٰ اور بیت اللہ اور (۴) نہایت ہی وجد آفریں، نورانی و روحانی تبرکاتِ رسول کریم ﷺ کے مستند عکسِ جمیل جو حکومتِ ترکیہ سے براہ راست حاصل کئے گئے ہیں۔

مرسلہ ۔ منظور الحسن

اعلان

کوکن کے علاقے سے امسال حج بیت اللہ شریف کا ارادہ رکھنے والے عازمین کی سہولت کے لئے ماہ جولائی میں کوکن کے مختلف تعلقہ مقام پر حج کمیٹی کے فارم

بھرنے کے کیمپ کا انعقاد کیا گیا ہے۔
ہومنٹی ہیلتھ آرگنائزیشن کے تعاون سے فری میڈیکل چیکپ و بلڈ گروپ کے ساتھ ساتھ بینک ڈرافٹ و اٹیٹیشن کے علاوہ حج کے متعلق مفت تربیتی معلوماتی کتابوں کی تقسیم کرنا طے پایا ہے۔
علاقہ کے ذمہ دار حضرات سے گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل پتہ پر کیمپ کے انعقاد کے لئے رابطہ قائم کریں۔
خادم الحاج۔ڈاکٹر عبدالعزیز ساونت
گیٹ ویل کلینک۔270۔رے روڈ،ممبئی۔۱۰
فون ۔ 3750036 / 3730192

نیشنل ایجوکیشن موومنٹ کا تعلیمی رہنمائی پروگرام

تعلیمی رہنمائی کیریئر اور کورسیس کے تعلق سے کارآمد معلومات فراہم کرنے کے سلسلے میں ۷ ارجون کو محمد حاجی صابو صدیق پالی ٹیکنک، بائیکلہ میں نیشنل ایجوکیشنل موومنٹ کے چیئرمن مبارک کاپڑی کے معلومات افزاء لیکچر کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جس میں بڑی تعداد میں طلباء و طالبات ، سرپرستوں اور علم دوست حضرات نے شرکت کی۔
اس تقریب میں میڈیکل انٹرنس امتحان نقش کو کر،

۲۰۰۰ء میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبہ مدنہ مبارک کاپڑی نے بھی میڈیکل انٹرنس امتحان کی تیاری سے متعلق اپنے لیکچر میں مفید مشورے دیئے۔ بعدازیں کتابی شکل میں تیار کئے گئے تعلیمی کالم 'راہ نما' کا اسلامی اسکالر ڈاکٹر رفیق زکریا کے ہاتھوں اجراء عمل میں آیا۔ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا کی صدارت میں اس تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا۔۲ گھنٹہ طویل لیکچر کے بعد سوال وجواب کا سیشن شروع ہوا جس میں تقریباً ساڑھے چار سو سوالات پوچھے گئے۔

عبدالغنی خان سرگروہ ایڈوکیٹ کی قابلِ تقلید کامیابی

معروف ٹیکس مشیر اور دانشور جناب عبدالغنی خان سرگروہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ کا تعلیمی سفر جاری ہے۔ نت نئے علوم اور مختلف زبانوں کو سیکھنے کا جذبہ ابھی سرد نہیں ہوا ہے۔ موصوف نے ممبئی یونیورسٹی کے زیراہتمام عربک لینگویج سرٹیفکیٹ کورس ۱۹۹۹ء۔۲۰۰۰ء نہ صرف یہ کہ مکمل کیا بلکہ ٹاپ پوزیشن حاصل کی۔اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے موصوف کے مطابق ان کی کامیابی میں ان کے مشفق استاد پروفیسر شفیق شیخ کے خلوص اور محنت کو خاصا دخل ہے۔

مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کڑوئی کا شاندار نتیجہ

حسب سابق امسال بھی SSC کا نتیجہ صدفی صد رہا۔ کل ۳۹ طلبہ شریک امتحان تھے ۔ ۶ء۷۶،۳ ۷ نمبرات حاصل کرکے فیض موسیٰ مُلا نے اوّل مقام حاصل کیا۔ ۳۳ء۱۷ نمبرات حاصل کرکے فہیم فاروق پٹیل نے دوم مقام اور ۶۹ء۲۰ نمبرات حاصل کرکے شاہین عبداللہ مالگند کر نے تیسرا مقام پایا۔گاؤں کے مخیّر حضرات ، جماعت المسلمین کڑوئی، آزاد اسپورٹس کلب، اردو پرائمری اسکول اسٹاف، محترمہ بانو نور محمد بوُلے، ڈاکٹر سلیم سید، ڈاکٹر نار کر، جناب نظیر جولے (کنٹریکٹر) ان کے تعاون سے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کو کثیر رقم انعام کے طور پر دی گئی۔
جناب اسماعیل غلام حسین جولے صاحب نے انگریزی، ریاضی اور سائنس مضامین میں اول مقام پانے والے طلبہ کو ۱۰۱ روپئے فی مضمون انعام دیا۔انگریزی اور سائنس کاانعام فیض موسیٰ ملا کو جبکہ ریاضی کاانعام وسیم خواب کونڈکری کو ملا۔

شرول باغ میں مسجد زبیدہ

پاٹن سے قریب ایک چھوٹی سی خوبصورت بستی شرول باغ جہاں مسلمانوں کے تقریباً دس بارہ گھر آباد ہیں۔ چونکہ ان مزدور پیشہ غریب مسلمانوں کی بستی میں کوئی مسجد نہیں تھی اس لیے جمعہ اور عیدین کی نماز کے لیے یہاں کے دیندار مسلمان پاٹن آیا کرتے تھے۔ نمازی اور دیندار مسلمانوں کی اس پریشانی کو جناب محمد شفیق موڈک نے محسوس کیا۔ جناب

محمد شفیق موڑک انڈونیشیا کے ایک مخیر صنعت کار ہیں۔ کوکن کے تعلقہ سنگمیشور کے ایک مشہور گاؤں کڑوئی سے تعلق رکھنے والی اس مخیر ہستی نے شرول باغ میں کراڈ سے چپلون جانے والی شاہراہ پر ایک مسجد تعمیر کروانے کا بیڑہ اٹھایا اور اس کار خیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر دم لیا۔ مورخہ ۱۵/جون عید میلادالنبی کے مبارک موقع پر اس خوشنما مسجد کا افتتاح ہوا۔ بمبئی کے مولانا عبدالقادر خان صاحب اور کوکن کے مشہور شاعر جناب شرف کمالی بطور خاص مدعو تھے۔ مسجد زبیدہ جناب شفیق موڑک کی اہلیہ مرحومہ زبیدہ کے نام سے موسوم ہے۔ افتتاح کے بعد مہمانانِ خصوصی کے بصیرت افروز بیانات اور نعتیہ کلام سے ایک سماں بندھ گیا۔ پاٹن، کراڈ، کڑوئی اور کولہاپور سے آنے والے باذوق سامعین نے اس جشن کی رونق دوبالا فرمائی۔ پروگرام کا آغاز قرآن خوانی سے ہوا۔ نمازِ ظہر کی جماعت میں مسجد کھچاکھچ بھر گئی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ سو توحید کے متوالوں نے نماز ادا کی۔ جشن کے اختتام پر ظہرانہ سے حاضرین کی تواضع کی گئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کراڈ سے پاٹن تک کے علاقے میں جناب محمد شفیق موڑک کی تعمیر کردہ چوتھی مسجد، مسجد زبیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیک کوششوں کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

پروفیسر مسز زہرہ عبدالرحمن موڑک
ہیڈ آف دی اردو ڈپارٹمنٹ برہانی کالج ممبئی

فاروق ہائی اسکول برائے طلبہ کا شاندار نتیجہ

فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول برائے طلباء جوگیشوری کا ایس۔ ایس۔ سی امتحان مارچ ۲۰۰۰ء کا مجموعی نتیجہ ۱۷ ۹۸ فیصد رہا۔ یہ بات باعث فخر و انبساط ہے کہ ممبئی اور مضافات کے تمام اردو میڈیم اسکولوں میں فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول کا نتیجہ شریکِ امتحان طلبہ (۱۰۰ سے زائد) کی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے اول نمبر پر ہے۔ ادارہ نقش کوکن اسکول ہذا کے مینجمنٹ، پرنسپل اور جملہ اساتذہ و طلبہ کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

مُذنہ مبارک کاپڑی کی شاندار کامیابی

ماہر تعلیم مبارک کاپڑی کی دختر اور نقش کوکن کے مدیر ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کی نواسی مذنہ نے امسال بارہویں (سائنس) میں سائنس مضامین میں ۹۶ فیصد مارکس کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ یہی نہیں بلکہ میڈیکل انٹرنس امتحان میں مذنہ نے پورے حلقے (ممبئی، پونے، ناسک، کولہاپور رولونی) میں ۱۶ویں پوزیشن اور مہاراشٹر بھر میں ۱۲۱ویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ جس کی بنیاد پر اسے ممبئی کے نامور گرانٹ میڈیکل کالج میں ایم بی بی ایس کے لئے داخلہ ملا ہے۔

مذنہ اس کامیابی کے لئے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہے اور اس کامیابی کے لیے سخت محنت، منصوبہ بند پڑھائی اور اپنے والد کی صحیح رہنمائی کا سبب قرار دیتی ہے۔

مذنہ کی اس کامیابی کا ایک سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے والد مبارک کاپڑی کے شروع کردہ تعلیمی تحریک "نیشنل ایجوکیشن موومنٹ" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہتی ہے اور اپنی کامیابی کو اپنے حد تک محدود رکھنا نہیں چاہتی بلکہ دوسرے طلبہ میں بانٹنا چاہتی ہے اور چاہتی ہے کہ قوم کے دوسرے طلبہ بھی تعلیمی میدان میں پیش رفت کریں۔ لہٰذا اب وہ اپنے والد کے ساتھ مہاراشٹر کے اہم مقامات جیسے پونے، اورنگ آباد، مالیگاؤں، جلگاؤں، پربھنی، ناگپور وغیرہ جاکر "بارہویں (سائنس) اور میڈیکل انٹرنس امتحان کی تیاری کیسے کی جائے؟" اس موضوع پر مبصل لیکچر دیں گی۔ اس کا آغاز انہوں نے ۷/جون کو صابو صدیق پالی ٹیکنک کے المالطیفی ہال میں ایک تعلیمی پروگرام میں کیا جس میں سینکڑوں طلبہ نے مذنہ کے لیکچر سے استفادہ کیا۔

ادارہ نقش کوکن مذنہ کی مزید کامیابیوں کے لئے دعاگو ہے۔

اکاؤنٹنسی اور سیلس مین شپ کیلئے مفت کوچنگ کلاسیس

ایکمیوز ایمپلائمنٹ انفورمیشن ووکیشنل گائیڈنس سینٹر، نوجوان طلباء کو ملازمت فراہم کرانے کے پیش نظر جولائی، اگست میں ڈیڑھ ماہ کے کورسیز شروع کئے

جارہے ہیں۔ تفصیلات درج ذیل ہیں۔
(۱) B Com گریجویٹس کیلئے Accountancy کی ٹریننگ (۲) سیلس مین شپ برائے ایس ایس سی یا ایچ ایس سی اور گریجویٹس۔

آج کل ملازمت کے لئے مواقع بہترین ہیں شرط یہ ہے کہ ہمارے بچے ٹریننگ میں دلچسپی لیں! بغیر ٹریننگ کے بچے انٹرویو میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ کورسیز بلا معاوضہ ہیں۔ صرف رجسٹریشن فیس ادا کرنا ہوگی۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ قائم کریں۔

GAUS KHAN SARGORU
AICMEU'S
Employment information and
Vocational Guidence Centre
179, Vazir Bldg, First Floor,
I R Road, Mumbai - 400003

وقار قادری

وقار قادری صاحب کی تازہ ترین تصنیف "دلت کتھا" حال ہی میں منصۂ شہود پر آئی ہے۔ قادری صاحب ایک عرصہ سے مراٹھی سے اردو میں تراجم کررہے ہیں اب تک کئی کہانیاں اور نظموں کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ دلت تحریک نے مراٹھی ادب کو ایک نیا موڑ دیا۔ مراٹھی کی ان کہانیوں کا انتخاب "دلت کتھا" کے نام سے ترجمہ کر کے قادری صاحب نے ایڈشاٹ پبلیکیشنز (اطہر عزیز صاحب) کے زیر اہتمام شائع کیا ہے۔ دیدہ زیب پرنٹنگ ۱۳۵ صفحات کی یہ کتاب ۱۰۰ روپئے میں مکتبہ جامعہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

عربی مراٹھی میں اوّل

ایس ایس سی مارچ ۲۰۰۰ء پٹیل ہائی اسکول ممبرا کے طالب علم شرار محمد طہور نے ۹۰،۱۳ فیصد نمبرات حاصل کر کے تھانہ ڈسٹرکٹ اردو میڈیم ہائی اسکولوں میں ریکارڈ قائم کیا۔ اس طالب علم نے کل ۷۵۰ میں سے ۶۷۶ نمبرات حاصل کئے اور عربی مراٹھی کمپوزٹ پیپرس میں ۸۹ فیصد مارکس حاصل کر کے ممبئی بورڈ میں اوّل رہا۔ پٹیل ہائی اسکول کے طلباء خان عاکف محمد عارف نے ۸۸،۹۳ فیصد اور صحیب انعام الرحیم نے ۸۷،۷۳ فیصد مارکس حاصل کر کے دوم اور سوم درجے سے کامیابی حاصل کی۔ پٹیل ہائی اسکول کا رزلٹ ۸۱،۵ فیصد رہا۔

شکران دبیر کی کامیابی

محمد حاجی صابو صدیق میں زیر تعلیم شکران یوسف دبیر متوطن ابھر گھر نے امسال ایس ایس سی میں ۷۵،۴۶ فیصد نمبر حاصل کیے۔ اسی طرح عامر رفیق دبیر نے ۶۶،۱۳ فیصد نمبرات کے ساتھ کامیابی حاصل کی اور اپنے گاؤں ابھر گھر ضلع رتناگری کا نام روشن کیا۔

مرسلہ ۔ اشفاق عمرکوپے

الماس کوارے

واشی نئی ممبئی کا معروف تعلیمی ادارہ فادر ایگنل ہائی اسکول کی ہر دلعزیز اور ذہین طالبہ مس الماس اقبال کوارے نے امسال ایس ایس سی امتحان میں ۸۳ فیصد نمبرات کے ساتھ کامیابی حاصل کی اور نہ صرف ہائی اسکول کا نام روشن کیا بلکہ اپنے خاندان کی عزت اور ناموری میں مزید اضافہ کیا ہے۔

یہ ہونہار طالبہ پچھلے تعلیمی سال کے دوران ہائی اسکول میں قواعد اور اصلاح تربیت کی کپتان تھیں۔ غیر تدریسی جملہ سرگرمیوں کے علاوہ اسپورٹس میں بھی اس کی شاندار کارکردگی رہی اور بین المدارس فٹبال میچوں میں دو سال تک باقاعدگی سے حصہ لیا۔

ایس ایس سی میں امتیازی کامیابی نے I A S اور I P S بننے کے اس کے

سنہرے خوابوں کے لئے کواڑ کھول دیے ہیں لہٰذا S.I.E.S. کی نیرول برانچ میں اس نے داخلہ لے لیا ہے۔
درس و تدریس، کھیل کود اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں میں اپنے جوہر چمکانے والی یہ ۱۶ سالہ ہونہار طالبہ نئی ممبئی کی معروف شخصیت لائن اقبال کوارے کی دختر ہے۔

آئیڈیئل ٹورز کا افتتاح

نقش کوکن کے سرپرست جناب حسن اے کے چوگلے مقیم قطر جب پچھلے مہینہ ہندوستان آئے تھے تو ان کے فرزند اشفاق چوگلے نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور اپنے نئے کاروبار بنام آئیڈیل ٹورز اینڈ سرویسیز کے دفتر کا افتتاح اپنے والد کے ہاتھوں کرنے کا پروگرام بنایا۔ الحمدللہ مورخہ ۲۰/جون ۲۰۰۰ء کے سہ پہر میں الوین اپارٹمنٹ (نزد شالیمار ہوٹل) کرلا اس دفتر کا افتتاح عمل میں آیا تھا۔ جناب علی ایم شمسی، حاجی حسن رومانے، ڈاکٹر عبدالکریم نائیک، کیپٹن فقیر محمد مستری اور حلقہ میں مقیم کوکن برادری کی ممتاز شخصیتیں اور جناب حسن چوگلے کے اعزاء و اقارب اس موقعہ پر حاضر ہو کر اس کاروبار میں خیر و برکت اور کامیابی و ترقی کے لئے دعا گو تھے۔

اقوالِ زرین

☆ کوئی شخص اپنی صلاحیتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتا جب تک انہیں بروئے کار نہ لائے۔ (لاطینی کہاوت)

شادی خانہ آبادی

شاہین ✲✲✲ شاکر

نقش کوکن کے دیرینہ ہمدرد جناب امتیاز احمد ابراہیم ناکاڑے کی بہن شاہین کی شادی شاکر عبدالحمید ملا کے ساتھ ۱۷/مئی ۲۰۰۰ء کو جامع مسجد مجگاؤں رتناگری میں انجام پائی۔

افروزہ پاؤنے ✲✲✲ قمرالدین صحیح بولے

دفتر نقش کوکن کے اسٹاف ممبرز جناب بشیر صحیح بولے اور خلیل صحیح بولے کے چچازاد بھائی قمرالدین عبدالرحمٰن صحیح بولے (جو کویت میں برسر روزگار ہیں) کا عقد مسعود جناب نظام الدین پاؤنے کی دختر افروزہ کے ساتھ ۵/جون ۲۰۰۰ء کو جامع مسجد بھوپن میں بحسن و خوبی انجام پایا۔

مبیرہ چوگلے ✲✲✲ الطاف احمد قریشی

کوکن کے اولین سائنٹسٹ ڈاکٹر احمد عمر چوگلے متوطن بہرولی جو بھابھا اٹمک ریسرچ سینٹر BARC سے سبکدوش ہو کر واشی میں سکونت پذیر ہیں آپ کی دختر مبیرہ کی شادی جناب الطاف احمد ابن محمد حسین قریشی کے ساتھ ۱۰/جون ۲۰۰۰ء کو واشی میں بخیر و خوبی انجام پائی۔

تبسم ✲✲✲ محمد علی

بازار محلہ ہرنئی کے جناب عبدالغنی وجیہ الدین پادسکر خازن جماعت المسلمین آٹھ محلہ ہرنئی کی دختر اور ایاز پادسکر کی ہمشیرہ تبسم کا عقد ممکہ کے جناب محمد علی انتولے کے ساتھ ۲۸/مئی ۲۰۰۰ء کی صبح انجام پایا۔ تقریب مسرت میں کثیر لوگوں نے شرکت کی۔

جبین ✲✲✲ ایلان

بازار محلہ ہرنئی کے جناب کمال الدین پادسکر کی صاحبزادی کی شادی جناب حشمت علی سنگمیشوری (یونین بینک پونا کے منیجر) کے چھوٹے برادر جناب ایلان کے ساتھ ۲۱/مئی ۲۰۰۰ء کے دن انجام پائی۔

شبانہ ✲✲✲ محمد زاہد

جناب حاجی ابراہیم عباس راجاپکر کی صاحبزادی شبانہ کا عقد جناب محمد ابراہیم دیسائی کے صاحبزادے محمد زاہد کے ساتھ بتاریخ ۲۵/جون ۲۰۰۰ء کو نورانی مسجد پٹھان واڑی، ملاڈ، ممبئی ۴۰۰۰۹۷ کو ہوا۔ جس میں کثیر التعداد میں دوست احباب نے شرکت فرما کر دولہا و دولہن اور متعلقین کو نیک خواہشات و مبارکباد سے نوازا۔

اسد شیخ ✲✲✲ عنم بختارے

۳۰/مئی ۲۰۰۰ء کو سیلٹیکس کے ریٹائر افسر جناب زین الدین شیخ اور بمبئی میونسپل کارپوریشن کی ریٹائر صدر معلمہ محترمہ طاہرہ شیخ کے فرزند اسد کی شادی آئی۔ وائی کالج میں عربی کے استاد پروفیسر علیم بختارے اور فاروق ہائی اسکول فور گرلس کی صدر معلمہ محترمہ زولیخا بختارے کی دختر عنم کے ساتھ کوکنی کمونیٹی ہال بمبئی میں بحسن و خوبی انجام پائی۔

✲✲✲

SET GOALS AND TAKE CONTROL OF YOUR WORLD !

- ★ *Goals fill in a basic need. They are necessary for your health and survival*
- ★ *Goals are foundation for your Personal Growth and Self - Esteem By setting Goal you trigger on the success cycle within yourself.*
- ★ *With Goals you create the in advance, you create yourself destiny and shape your life.*
- ★ *Well define Goals are like magnets They pull you in their direction and the better you have defined them , the better you describe , the harder you work on them , the stronger they pull*
- ★ *Think of as many reasons as possible on why you want to achieve your Goals , the more the reasons , the motivation them would be compelling*
- ★ *Remember the purpose to set Goals is not only to get things . the purpose is what they would make you as a person .*
- ★ *When you set Goals you are telling your conscious and sub-conscious mind , where you are your right now and where you would want to be*
- ★ *Be sure your Goals are Personal Goals*
- ★ *Put your Goals down in writting*
- ★ *Make your Goals challenging , but attainable*
- ★ *Goal should be specific and as measurable as possible .*
- ★ *Your major Goals must be compatible .*
- ★ *Goals must be flexible , or subject to revision .*
- ★ *Goals should have a target date*
- ★ *Set priorities on your Goals .*
- ★ *Whatever Goals you set , next to each Goals , write a paragraph , why are you absolutely committed to achieving this Goals . your Goals should be exite you .*
- ★ *Set Goals no less than twice a year Review the Goals in detail atleast once a month review the top Goals daily .*
- ★ *Practice and use Creative visualisation to programme your most important Goals .*
- ★ *Practice and use the "PINK BUBBLE"technique to achieve your most important Goals*

- ★ Write a paragraph describing all the characters traits , skills , abilities , attitudes and beliefs that you would need to develope in order to achieve all of the Goals you've set for yourself .
- ★ Write down all the specific action you would take that would lead you to the to the Goals you have set for yourself
- ★ People who set specific Goals do better than those who set vague Goals ,or no Goals
- ★ Put the list of your Goals where you can read them daily (next to your mirror, or on your wall or desk)
- ★ Write down what helps are at hand to aid you in achieving your Goals?What people and other resources can you call upon ?

POSITIVE SELF - TALK ON GOAL SETTING

- ✿ My Goals are specific The more detailed and specific they are , the more clearly I am able to visualize them and create them in my life
- ✿ My Goals are my road map to my own future I plane where I am going , How I will get there , when I will arive
- ✿ I choose to live my life by choice , not by chance Setting Goals and working to reach them keeps me in control of my life
- ✿ By writing out my Goals , Iam actually writing my own script for the story of my future By following my specific action plan , I turn my dreams into reality
- ✿ I always keep my long range Goals in front of me.
- ✿ I visualised each of my financial Goals in my mind everyday , and Isee myself achieving and deserving the Goals I set

SELF - QUIZ

If you want to get an idea of how effectively you are managing your own time, give yourself the following quiz Answer the questions in either yes or no

1 Do I have in writing - a clearly defined set of lifetime goals ?
2 Do I have a similar set of goals for the next six months, one month ?
3 Have I done something today to move me closer to my lifetime goals ?
4 Do I have a clear idea of what I want to accomplish at work during the coming week ?
5 Do I try to do the most important tasks during my prime time ?
6 Do I concentrate on objectives instead of procedures, judging myself by

accomplishment instead of by amount of activity ?

7. *Do I set priorities according to importance, not urgency ?*
8 *Do I make constructive use of commute time ?*
9. *Do I delegate as much work as possible ?*
10 *Do I delegate challenging jobs as well as routine ones ?*
11 *Do I effectively use the aid of subordinates to get better control of my life?*
12 *Have I taken steps to prevent unneeded information and publications from reaching my desk and intruding on my time ?*
13. *Dp I try to handle matters by phone or in person whenever I have a choice, using written communication only when it is clearly indicated ?*
14 *Do I try to put work out of my mind when away from office, except in clear emergencies ?*
15 *Do I force my self to make minor decisions quickly ?*
16 *Am I on guard against recurring crisis , taking steps to make sure that it wont't occur again ?*
17 *Do I always set dead lines for my self and others ?*
18 *Do I force myself totake time to plan ?*
19 *Have I discontinued any unprofitable routines or activities recently ?*
20 *Do I keep things in my pocket or briefcase that I can work whenever I get spare moments , in lines , waiting rooms , trains , buses , plans ?*
21 *Do I try to live in present thinking in terms of what needs to be done now instead of harping on the past errors or successes or worrying about the future ?*
22. *Do I make periodic use use of a time log to determine whether I am slipping bake into unproductive routines ?*
23 *Am I continually striving to establish habits that will make me more effective ?*
24. *Do I keep in mind the Rupee value of my time ?*
25 *Do I apply the Pareto principle whenever I am confused with a number of diffrent tasks that need to be done ?*
26 *Am I really in control of my time ? Are re my actions determined primarily by me, not by circumstances or by other people's priorities ?*

N .B Give yourself this quiz every six months

Architec SALIM DAWAWALA

ENHANCEMENT OF MUSLIMEDUCATIONSYSTEM :

In front of me , is a distinguised gathering of Education and Intellection of Muslim Ummas . Since you are from the education stream and worried for our children 's education , I will only touch the subject and need not eloborate my thoughts . Extemsive research undertaken indicate three very authentic but relatively unknown part of report disturbed me First of which being Dr. Gopal Krishna's report on minorities education He mentioned that " Muslim as a group are poorer than national average in all respects · their social performance, their involement in national average in matters their educational performance are invariably lower. School dropout rates among them are higher & success rates are lower, and it is so without exception in every region and every category"

The second report is from the United nations` executive secretary of world population year for the U N 1975 Mr. Tarzie Vittatchie, he opined that " India needs to build 1000 new school room every day from now on and for the next 20 years , 10,000 new Hospital wards every day from now on and for the next 20 years and 10,000 new Houses everyday from now on and for the next 20 years"

And the third one is a very famous report of Mr N C Saxena, - joint secretary of minority commission 1981 " It is interesting to note that most of the Police Chawkis` are located in the Muslim dominated areas while High Schools are located in Hindu Dominated Areas, It appears as though, Hindus need the education and Muslims need Police (DHANDAS)

While concentrating on the 3 readings simultaneously it is observed that Muslim education problem became a " Socioeconomic - political - problem" One thing is certain, that if we Muslim intend to live gracefully here, in India we have to educate this generation and by next generation we achieve 100% graduation level for that we have to fight against all odds at a war footing level We have to take it as a challenge and fight it It all depends on our strength It is no use crying over spilt milk As there is a saying in Gujrati "(start recounting from where you forgot)" Let me mention this point very loud and clear, that we have to address our educational problems and start working on it 'now or never' Tommorrow will be too late

Food For Thought :

1. 49% of our School going age children do not go to School Out of those who attend, 40% of them drop out at different levels Finally only 10% reach till the graduation level and 1½% becomes graduates, in which ½% are

girls only.

In rural Areas :

2 45% of Primary Schools are not even housed in pucca structure
3. More than 6 out of 10 do not have teachers.
4. 50% do not have drinking water facility
5 2/3rd lack play grounds.
6 More than 85% of rural schools lack toilet of facilities

And as we take an individual look at the Muslims education system the picture is even more dismal Primarily because of the attitude the parents adopt towards their children's educatios

***1. Problems** : Amongst Muslim students 49% of School going aged children do not attend School out of these a large amount of students drop out of School*

***Solution** : This drop out ratio is mainly attributed to various reasond such as economic backwardness, which does not allow students to pursue education effectively Secondly the out look of the community is such that it gives least priority to education of the children which curbs the childrens enthusiasm towards their academic performance*
In order to revise this situation we need field workers Social workers and concilors, who could approach family by family, Counsel them, and sort out their misconceptions A counseling department where the parents and students can put forward their problems and can be given expert guidance can go a long way in the effective utilization of the student resources

***2. Problem** : Student with talents are not dicovered and guided properly*

***Solution** : A part from academic students with different talents also need to be picked from different schools These talented young student's should be chanalized thorugh their aptitude and put in their concerned field of interest, for this purpose senior, devoted, well paid teachers should be approached as they are in the best position to discover talents in their students and offer necessary encouragement*

***3. Problem** : Neglection of students whose academic performance is not so good.*

***Solution** : We usually notice that students whose academic performance is not so good are a neglected lot. This dicouragement includes them to leave school half way as they feel it futile to go further. To guide such students who are in a majority most of the time and enhance their academic performance Coaching classes should be set up which could monitor and inspect their*

performance very closely and take their parents into confidence. Only the cream of the students are usually guven incentives by way of prizes and scholarships. The students who do not perform really well are offered no such incentives In order that they do better and work harder prizes should be given to the lot who improve their performance gradually but steadily every year, so that they feel effort at working hard worth while.

*4. **Problem** : Problem of the 51% of students who attend only a mere 1½% acheive graduation in their respective fields.*

***Solution** : Our students do not go beyond a few vocational and professional courses though there are most avenues for different professioal, vocational and industrial training courses available This is largely due to ignorance on the part of the students and their teachers To overcome this sort of situation a proper vocational guidance centre, which will check the students aptitude in various fields and help creating interest in the students for concerned subject, by a proper scientific and systematic approach A computerized list of courses, its eligibility centers and related information will help the students to overcome initial confusion and apprehansion*

This research and infromation centre can be a model centre to immediately serve Bombay City and with the co-operation of different trust and NGO'S. Such institutes could be launched in different metros and towns These centers can show the right way to the children and guide them towards their objective Having easy access to such institutes, the students will have relevant information and guidance to enhance and strengthen their career opportunities so that these children can make a better lines for their selves and their families

It is not difficult in terms of financial implications as it does not require a very big buget The novel and unique concept will enable thousands of students set their lives in order and this itself will offset its budgetary constraint. Though there are many hurdles in achieving the optimum education level like lack of funds, lack of qualified teachers lack of political will and lack of motivation but I strongly believe that solving these problems by such a unique and comprehensive method can majorly change the educational background of the students and attitudes of the parents

Looking at all the prescriptions, it seems we have to work day and night in all the departments and all the aspects of educational system, lets make this simple and bold : Let us improve in each and every field of our education system - 5% this year keep continue for the next 10 years
Now we cannot afford only debates and deliberations we have to 'ACT'

Editorial

Dear Readers,

Ass slam ua alekum,

Here is a good news for all our English Readers. The Naqshe Kokan managing committee has not only decided to confine the English Section but has also decided to enlarge it by adding some more pages.

We request our respected patrons to send interesting investigative stories, informative articles relating to the Region of Kokan, its community and its culture in particular, also in general news about the umma and the cosmos.

Your contribution and assitance would be always welcome, as it will add greater value to our family of Naqshe Kokan with dua,

Aslam Khan

Mumbai boy Arshad Zakaria has been appointed senior vice president and head of Corporate Risk Management at Merrill Lynch. With this appointment Arsha, Dr. Rafique Zakaria's son, becomes a member of the firm's executive management committee. He also becomes the second of Dr. Zakaria's sons to make his mark in America . Farid Zakaria is editor of the premier magazine of international relations, Foreign Affairs, and is tipped to be secretary of state in the next Republican administration.

"Risk and credit management are increasingly critical and sensitive functions that require the highest level of knowledge, sophistication and judgement," says chief executive officer and chairman of Merrill Lynch, David H Komansky. We are sure Arshad will provide those.

Dr. Abdul Karim Naik Selected

The Annual General meeting of All India Majlis - e - Mushawrat was held in Delhi on 18th June 2000. Dr. Naik has selected Members of Majlis from Maharashtra for the first term of the new millenium along with Maulana Junaid Ahmed and Ibrahim Ansari.

TASNEEM KALSEKAR Joined the American Center as a Program Manager on April 10, 2000. Before joining the American Center, she had worked in the Political / Economical Section at the American Consulate General, Mumbai. Tasneem has an M.A. in Economics from University of Bombay. We Welcome her to the American Center, and wish her the best in her new assignment.

Exporters Overseas Employment Consultants

ASI Travels & Tours

·Phone - 445 86 61 - 445 86 63

17, Bhagojikeer Marg,
Mahim, Mumbai - 400 016 India
Tel . 445 82 17-18 - CABLE AL-SAMIT
Telex 11-74529 FAX 444 90 82

With Best Compliments from :

Go ahead. Celebrate!

پیرا میڈیکل کورسیس

آج کل کے اس ماڈرن اور ٹیکنکی اڈوانس زمانے میں میڈیکل فیلڈ بھی پیچھے نہیں رہا ہے۔ نئے نئے آلات اور نئے نئے طریقہ ایجاد ہوئے ہیں جو بیماریوں کو پہچاننے میں کافی مدد کرتے ہیں۔ ان انسٹرومنٹ کا استعمال الگ الگ شعبہ میں ہوتا ہے۔ جیسے کے اوپریٹنگ مایکرواسکول (Operating Microscop) آنکھ، ناک، کان اور گلے کے ماہر استعمال کرتے ہیں اسی طرح دوسرے ڈاکٹر انڈوسکوپ (Endo Scope) جو اندرونی اعضاء کا معائنہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح پیتھالوجی، ایڈولاجی فیلڈ میں بھی کئی مشینیں آئی ہیں جس کا استعمال ٹیکنیشین کو کرنا ہوتا ہے۔ یہ ٹیکنیشین پیرامیڈیکل اسٹاف کہلاتا ہے اور ان کا کام ایک اہم کام مانا جاتا ہے۔ یعنی ان کو میڈیکل فیلڈ کا بیک بون (Back bone) سمجھا جاتا ہے۔

ان کورسیس کو سیکھنے کے لئے آج کل بہت زیادہ بچوں کی کوشش رہتی ہے۔ ان کورسیس کو کرنے سے کافی عزت ملتی ہے قوم کی خدمت خاص کر بیمار اور علیل قوم کی خدمت ہوتی ہے اس کورس کو کرنے سے کسی بھی پیتھالوجی لیباریٹری میں یا اسپتال میں ڈایگناسٹک سینٹر میں اچھی نوکری مل سکتی ہے یا پھر ٹیکنیشین خود کی لیبارٹری کھول بھی سکتا ہے۔

عموماً یہ کورس بارہویں کلاس یا بی ایس سی کے بعد کئے جاتے ہیں۔ یہ کورس ایک سال کا ہوتا ہے فیس بھی کوئی زیادہ نہیں ہوتی۔ کورس کرنے کے بعد عموماً ۶ر مہینے کے لیے کسی بھی اسپتال میں ٹریننگ کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

حکومت ہند کے ایک اندازے کے مطابق بھارت میں ۲۰۰۰ء میں 20,00,000 سے بھی زیادہ ملٹی پرپز ہیلتھ ورکرس کی ضرورت ہے جو کہ بھارت کی عوام کو پرائمری طبی مدد پہنچا سکے۔ ہمارے ملک کو 1,72,000 اسپتالوں کی ضرورت ہے۔ عالمی طبی تنظیم (WHO) نے اس سال کو "Health for all" کا سال قرار دیا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ اس بات کو ذہن میں رکھ کر بھارت کے لوگوں کی صحت کا معیار بڑھانا چاہتی ہے۔ یہ صحت صرف جسمانی ہی نہیں دماغی اور معاشی بھی ہے اس لئے حکومت ہند نے میڈیکل کے ساتھ پیرامیڈیکل کو بھی بڑی اہمیت اور ترجیح دی ہے۔

یہ کورس ممبئی میں کئی تعلیمی ادارہ میں ہوتا ہے۔۔۔۔ کے مقام پر کچھ کچھ جگہ یہ کورس ہوتا ہے۔

مفید معلومات مصنف سے لی جاسکتی ہے۔

اشاعت کا ۳۹ واں سال

نقش کوکن

ماھنامہ ممبئی

اُردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ۔ رجسٹرڈ: E 3006

جلد نمبر ...۳۹... شمارہ نمبر ..۸.. ماہ: اگست ۲۰۰۰ء

معاون مدیران: اسلم خان۔ عبدالحمید مہسکر

درون ہند سالانہ: ایکسو پچاس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپے
درون ہند سالانہ عطیہ: ایک ہزار روپے
معاون خریداری: پانچسو روپے سالانہ

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
چھ سو روپے سالانہ
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون: ایک ہزار روپے

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نوانگر، ایم ڈی نائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰ - فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۸۰۷۴ -

اِس شمارے کے نقوش

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالتہائے بمبئی کو ہوگا۔
تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۰ء
پرنٹنگ: قاسمی پرنٹرس، فون: ۳۷۶۹۵۵

اداریہ

اردو چینل آگیا۔افسوس صدافسوس

اردو چینل آگیا

۱۵ر جولائی ۲۰۰۰ء کی شب اردو دنیا کے لئے مرادوں والی شب کے نام سے رہتی دنیا تک یاد کی جائے گی کیونکہ یہی وہ شب تھی جس کے آٹھ بجے اردو چینل کا افتتاحی پروگرام نشر ہوا۔ پروگرام کا نشر ہونا تھا کہ جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آگئی۔ صحرا میں بادِ نسیم ہولے ہولے چلنے لگی۔ بیمار کو بے وجہ قرار آگیا۔ سرابوں کے مسافر کو منزل مل گئی۔

یوں تو اردو چینل کا مدعا سب سے پہلے افتخار بھائی (شاعر) نے اٹھایا تھا۔ اور اپنی بھرپور کوشش بھی کی تھی مگر بات شاعر کے کچھ اداریوں اور دوچار وفدوں سے ملاقات اور وعدہ فردا سے آگے نہیں بڑھی۔ پھر جناب حسن کمال نے اردو چینل کو اپنے وجود کی شناخت کا مسئلہ بنالیا مگر کمال صاحب بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کرپائے کہ جانی واکر کے ساتھ مسقط گئے اور وہاں کے سب سے بڑے تاجر کو اردو چینل کا (Blute Print) بلوٹ سونپ آئے۔ کمال صاحب نے زی ٹی وی کے مالک سبھاش چندر کے کانوں میں بھی اردو چینل کی بات پہنچائی مگر جواب ملا۔ زی اردو چینل کی کیا ضرورت ہے۔ زی کا ہندی چینل ہی اردو والوں کو (Feed) فیڈ کرتا ہے۔ پھر حیدرآباد سے فلک اردو چینل والے آئے بڑی پبلسٹی کی اور لوگوں کو شیئر بیچے (ٹوپی پہنائی) خود تو فلک پر پہنچ گئے اور شیئر خریدنے والوں کو پاتال روانہ کردیا۔ معاملہ ٹائیں ٹائیں فش۔ پھر سابق یونین منسٹر C M Ibrahim کو جوش آیا۔ انہوں نے کہا میں چینل بناتا ہوں اردو کا۔ ارشد صدیقی کی قیادت میں ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ کمال صاحب نے اس میں بھی Active رول Play کیا اور دوڑ دھوپ میں لگے مگر سلسلہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ قیام۔ طعام۔ تمام۔ پھر E-Nadu گروپ (Hindu Publication) کے مالک A Ramaji Rao نے اعلان کیا کہ وہ بنگالی۔ مراٹھی۔ تیلگو۔ تمل کی طرح اردو چینل بھی اپنی فلم سٹی (حیدرآباد) سے لانچ کریں گے۔ اردو چینل کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ شمع زیدی، C E O چیف ایکزیکیٹو آفیسر طے پائیں۔ ممبئی کے ذمہ داری راشد، خورشید، منیر کے پہ ٹھہری۔ منیر صاحب سے جب بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اردو چینل آئے گا ضرور مگر مراٹھی۔ تیلگو۔ بنگالی۔ تمل چینلوں کے شروع ہونے کے بعد مطلب ۲۰ویں صدی کے آخر میں یا ۲۱ویں صدی کے شروع میں۔ (E TV کے دو چینل مراٹھی اور تیلگو پر نشریات شروع ہوچکی ہیں۔ (اس

لیے گمان غالب تھا کہ E-Urdu انشاءاللہ ضرور لانچ ہوگا)۔

اب جب اردو والے ۲۰ویں صدی کو ۲۱ویں صدی میں تبدیل کرنے کے جوئے شیر لانے کے مترادف کام میں لگے ہوئے تھے تپ رہے تھے تبھی صحرا (دوبئی) سے بدلی اٹھی اور شمیم کے لطیف وناز ک جھونکوں کے ساتھ اردو دنیا کو اس خبر کے ساتھ معطر کرنے لگی کہ U T N (اردو چینل) ۱۵ر جولائی کی شب ۸ بجے سے اپنی نشریات شروع کردے گا۔ کفر ٹوٹا طلسم پھوٹا۔ ندھیرا گیا۔ اُجالا آیا۔

افسوس صد افسوس !

یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سیکولر سرکار نے آزادی کے بعد اردو کو صرف مسلمانوں کی زبان ٹھہرایا۔ اور ہندی کو سارے ہندوستانیوں کی جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جو زبان ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء تک تمام ہندوستان کی سرکاری زبان تھی وہ آزادی کے بعد صرف کشمیر کی سرکاری زبان بن کر رہ گئی کیونکہ وہاں ۹۱٪ مسلمان رہتے ہیں۔ اور مسلمان ہندوستان میں کیسے رہتے ہیں تو جناب آپ سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہندوستان کے تمام مالداروں میں راج کرنے والا Wipro کا مالک عظیم پریم.جی مسلمان ہے اور Bolleywood کو قبضے میں کیے ہوئے ہے۔ برہما۔ وشنو۔ مہیش (عامر۔ شاہ رخ۔ سلمان) بھی مسلمان ہیں۔ ہندوستان کی سب سے بڑی Ad- Agency لنٹاس کا C E O (چیف ایگزیکٹیو آفیسر) علیق پدمسی بھی مسلمان ہے تو کیا وجہ ہے کہ جب پیسہ۔ اسٹارڈم۔ ٹیکنالوجی سب مسلمانوں کے گھر کی لونڈی ہے تب بھی ۲۰ کروڑ مسلمان مل کر ایک اردو چینل نہیں بناپائے۔ اور دو کروڑ سردار پر پنجابی چینل شروع کردیتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔ اس پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ تجزیہ کرتے ہیں۔ سروے کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ سردار اپنی زبان پنجابی سے پیار کرتا ہے اسے اپنی شناخت سمجھتا ہے۔ اسے اپنے وقار کا مسئلہ بنایا ہوا ہے اور مسلمان اردو کو اپنے چہرے پر بدنما داغ سمجھتے ہیں۔ اس کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ نے کو ہتک سمجھتے ہیں۔ اس کے پڑھنے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ سردار خشونت سنگھ تمام عالم کی سیر کرنے کے بعد بھی پنجابی میں گفتگو کرنے کو اپنی شان سمجھتا ہے اور مسلمان مولوی کا بچہ انگریزی اسکول سے واپس آکر جب چار جملے ٹوٹی ہوئی انگریزی میں بولتا ہے تو مولوی کا سینہ فخر سے پھولنے لگتا ہے۔ اردو سے کوئی نفرت کرتا ہے تو مسلمان۔ اردو کا کوئی دشمن ہے تو مسلمان۔ اب شاید آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا کیوں ۲۰ کروڑ مسلمان مل کر ایک اردو چینل نہیں کھول پائے اور ۲ کروڑ سرداروں نے پنجابی چینل کھول دیا۔ افسوس صد افسوس

مسلمانوں نے اردو کو گھاٹے کا سودا سمجھ کر اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ جو لوگ اس پیشے میں تھے اور ہندی اور انگریزی میں کھپ سکتے تھے وہ وہاں چلے گئے اور جو انگریزی اور ہندی کے لائق نہیں تھے انہوں نے بھی جس اردو روزنامہ یا پرچہ سے منسلک تھے اسے بند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر غیر مسلم نے اردو کو گھاٹے کا سودا نہیں سمجھا اسے سونے کی کان ہی سمجھا۔ آپ کہیں گے میں یہ کیا بکواس کر رہا ہوں۔ میں بکواس نہیں کر رہا ہوں حقیقت بیان کر رہا ہوں ذرا جگر تھام کر سنئے۔ مسلمانوں نے اردو کے بہت ہی باوقار اخبار قومی آواز کو لکھنو میں بند کردیا (یا بند کروادیا) اس لئے کہ اردو گھاٹے کا سودا تھا۔ مگر

سہارا گروپ جو غیر مسلم ہے اس نے اردو سہارا شروع کر دیا اور آج خوب روپئے بنا رہا ہے۔ مسلمانوں نے اردو کو گھاٹے کا سودا مان کر اس کا کمپیوٹر فونٹ نہیں نکالا جبکہ اریا اور سندھی کا بھی کمپیوٹر فونٹ نکل چکا تھا مگر ایک غیر مسلم (سردار) نے Inpage (اردو کمپیوٹر فونٹ) خالص تجارتی نکتہ نظر سے نکالا اور لاکھوں کیا کروڑوں کمائے۔E-Nadu گروپ جو اردو چینل لا رہا ہے اس کا بھی اردو سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں اور وہ بھی اور وہ بھی غیر مسلم ہی ہے اور خالص تجارتی بنیاد پر لا رہا ہے۔ اس کے ساتھ یہ خبر یہاں دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ جو اردو چینل ۱۵/ جولائی سے شروع ہوا ہے وہ بھی ایک غیر مسلم کا ہی ہے۔

باوثوق ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ U T N جو U A E سے شروع ہے وہ زی T V کا ہی فرنٹ ہے۔ مراد اس کے مالکان زی ٹی وی والے ہی ہیں۔

یاد رہے یہ وہی سبھاش گوئل ہیں جنہوں نے ایک سال پہلے بھاجپائی سے شراب کے نشہ میں کہا تھا کہ اردو چینل کی ضرورت کیا ہے مگر جب ان کی Bussiness سروے ٹیم کی رپورٹ آئی تو انہوں نے ہندوستان۔ پاکستان اور گلف کی مارکیٹ پر ایکساتھ ہلہ بولنے کیلئے U T N فرنٹ بنا کر خالص تجارتی منافع کیلئے شارجہ سے اردو چینل کا افتتاح کر دیا اور ۲۰ کروڑ مسلمانوں کے منہ پر کالک پوت دی۔ افسوس صد افسوس۔

اسلم خان

اردو سائنس ماہنامہ — خریداری / تحفہ فارم

میں "اردو سائنس ماہنامہ" کا خریدار بنا چاہتا ہوں / اپنے عزیز کو پورے سال بطور تحفہ بھیجنا چاہتا ہوں / خریداری کی تجدید کرانا چاہتا ہوں (خریداری نمبر　　　　) رسالے کا زر سالانہ بذریعہ منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ روانہ کر رہا ہوں۔ رسالے کو درج ذیل پتے پر بذریعہ سادہ ڈاک / رجسٹری ارسال کریں

نام

پتہ

پن کوڈ

نوٹ :

1۔ رسالہ رجسٹری ڈاک سے منگوانے کے لیے زر سالانہ =/320 روپے اور سادہ ڈاک سے =/150 روپے (انفرادی) نیز =/160 روپے (اداراتی و برائے لائبریری) ہے۔

2۔ آپ کے زر سالانہ روانہ کرنے اور ادارے سے رسالے جاری ہونے میں تقریباً چار ہفتے لگتے ہیں۔ اس مدت کے گزر جانے کے بعد ہی یاد دہانی کریں۔

3۔ چیک یا ڈرافٹ پر صرف "URDU SCIENCE MONTHLY" ہی لکھیں۔ دہلی سے باہر کے چیکوں پر =/15 روپے بطور بنک کمیشن بھیجیں۔

پتہ : 665/12 ذاکر نگر۔ نئی دھلی 110025

☆ شاہد لطیف

تعلیم برائے فروخت کی تختیاں اور ہم!

ہندوستان جیسا ملک غریب ہونے کے باوجود عجیب
س لئے ہے کہ اس ملک میں جہاں ۱۰۰/ملین خاندانوں کو پانی
ہیں ملتا اور ۱۵۰/ملین گھر بجلی کی فراہمی سے محروم ہیں وہیں
ازار تشریف لے جائیے تو ۲۷۶۵/اقسام کے ٹیلی ویژن سیٹ
ستیاب ہیں اور ۱۸۳/اقسام کی واشنگ مشینیں بآسانی خریدی
جاسکتی ہیں۔ جس ملک کے بچے ۸ سے ۱۰ سال کی عمر ہی سے محنت
مزدوری کرنے پر مجبور ہیں اسی ملک کے وزیروں کے بیٹے
بیٹیوں کی شادی پر کروڑوں روپے بہت آسانی سے خرچ
ہو جاتے ہیں۔

اس ہندوستان کی ایک خاص بات اور ہے۔ آزادی کے
پچاس ترپن سال گزر جانے کے باوجود صورت حال یہ ہے کہ
یہاں کے جتنے شہری تعلیم حاصل کرتے ہیں تقریباً اتنے ہی
ناخواندہ رہ جاتے ہیں۔ یہ صورت حال ہندوستان کے حکمراں
طبقے کی غلط ترجیحات اور دہرے معیار کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔
ہر وہ حکومت جو مرکزی اقتدار پر قابض ہوتی ہے، انسانی ترقیات
کے لئے تعلیم کو لازمی قرار دے کر نت نئے تعلیمی منصوبے بناتی
ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سارے کے سارے تعلیمی منصوبے
دھرے رہ جاتے ہیں۔ حکومتیں بنتی ہیں، عوام کو سیاسی مسائل
میں الجھا کر اپنا الو سیدھا کرتی ہیں اور رخصت ہو جاتی ہیں۔
ناخواندہ افراد ناخواندہ ہی رہ جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں
کہ حکومت کے دعوؤں کے ساتھ تعلیم عام ہوئی ہے لیکن اس
حد تک کبھی نہیں کہ پورا ملک کیرالا بن جائے۔

کسی بھی ملک کا سب سے بڑا اثاثہ اس کے عوام ہوتے
ہیں۔ اگر عوام پسماندہ رہ گئے تو ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔
ہمارے حکمراں شاید اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں چنانچہ وہ
ملک کو بیرونی حملہ آوروں سے بچانے کے (دفاعی) اقدامات پر
ہر سال اربوں روپئے خرچ کرتے ہیں لیکن فروغ تعلیم کے
منصوبوں پر قومی آمدنی کا محض ۳ تا ۴ فیصد صرف کر کے مطمئن
ہو جاتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ملک کی سرحدوں
پر ٹینکوں، توپ گاڑیوں، بمبار طیاروں، میزائلوں اور نیوکلیائی
اسلحہ کی ذخیرہ اندوزی کے ذریعہ اپنی طاقت بڑھانا اسی وقت زیب
دے گا جب ملک کی آبادی طاقتور ہو، اس میں اپنے مسائل سے
لڑنے اور نمٹنے کی قوت ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ
ہوا کہ ملک اندر سے کھوکھلا ہے۔ جس طرح تعلیم کے بغیر آدمی
بے وقعت رہتا ہے بالکل اسی طرح تعلیم یافتہ آبادی کے بغیر
ملک بے وقعت قرار پاتا ہے۔ دفاعی اخراجات میں اضافہ در
اضافہ کے ذریعہ بلاشبہ ہم بیرونی خطرات سے نمٹنے کے قابل
ہو جائیں گے لیکن تعلیم کے نام پر حکومت کی جانب سے بھیک
کی طرح تقسیم کی جانے والی رقم ملک میں صد فیصد خواندگی کا
راستہ کبھی ہموار نہیں کر سکتی۔ اگر تعلیم کے تئیں اہل اقتدار کے
اس رویہ میں تبدیلی نہیں آتی ہے تو یہ طے ہے کہ ہندوستان
حقیقی ترقی سے کبھی آشنا نہیں ہو سکتا۔

آج اگر کوئی صاحب یہ دعویٰ کریں کہ ملک میں تعلیم
عام ہوئی ہے تو ان کا یہ دعویٰ صد فیصد غلط بھی نہیں ہوگا۔ تعلیم
عام ہوئی لیکن کچھ اس انداز میں کہ وہ عوام تک پہنچنے کی بجائے
خواص کی جاگیر بن کر رہ گئی۔ خاص طور پر اعلیٰ تعلیم۔ صورت
حال یہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے دااروں کی تعداد دن بہ دن بڑھتی
جارہی ہے لیکن ان اداروں سے وہی لوگ رجوع کر سکتے ہیں جن
میں لاکھوں روپئے سالانہ خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔ اس
سلسلے میں ان والدین سے ضرور ملاقات کرنی چاہیے جن کے بچے
ایم بی ایس یا ایسے ہی کسی دوسرے کورس میں داخلہ لینے کے
خواب دیکھتے ہیں۔ ان کا یہ خواب والدین کی نیندیں اڑانے کے
لئے کافی ہوتا ہے کیونکہ آج ایم بی بی ایس میں وہی طالب علم
داخلہ لے سکتا ہے جس کے والدین کے بینک اکاؤنٹ میں ۱۰ لاکھ

ی "معمولی رقم" موجود ہو یا وہ خود کو اطمینان دلا سکتے ہوں کہ اس کاؤنٹ میں آئندہ پانچ سال تک ۲-۲ لاکھ روپئے جمع ہوتے رہیں گے۔

ایم بی اے ایس کے مقابلے میں بہت چھوٹا سا کورس ہے ڈپلومہ ان کیٹرنگ اینڈ ہوٹل مینجمنٹ۔ اس کے تیور بھی کچھ کم نہیں۔ والدین سے ۳۵ ہزار روپئے کی ضمانت لئے بغیر کوئی طالب علم اس کورس کے لئے گھر سے باہر بھی نہیں نکل سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کا تعلیمی نظام ایک ایسی منڈی کی شکل اختیار کر چکا ہے جس میں جو دکان جتنی اونچی ہے وہ اتنی ہی مہنگی ہے۔ مسئلہ صرف ہائر ایجوکیشن کا نہیں ہے۔ آج کل پرائمری اور پری پرائمری کی اوقات بھی معمولی نہیں رہ گئی ہے۔ ٹرم فیس، ٹیوشن فیس، اکزام فیس، یونیفارم، کتابیں، بیاضیں، ورک بک۔ بچے کو پری پرائمری میں داخلے کے لئے لے جایئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پرورش پر گزشتہ چار برس میں اتنی رقم خرچ نہیں ہوئی جتنی کہ جونیئر کے جی میں داخلے کے وقت یکمشت ادا کرنی پڑی ہے۔ اس بازار میں چند اسکول ایسے ملیں گے جن کا انتظامیہ شریف واقع ہوا ہے۔ یہ لوگ ڈونیشن نہیں لیتے لیکن بلڈنگ فنڈ یا ڈیولپمنٹ فنڈ کے نام پر پورے سے زیادہ ڈونیشن وصول کر لیتے ہیں۔ حکومت بعض ناجائز سرگرمیوں پر پابندی تو عائد کر دیتی ہے لیکن اسے عملاً نافذ نہیں کرتی جس کے سبب اسکولوں، کالجوں کا یہ گورکھ دھندہ دیدہ و دانستہ جاری رہتا ہے۔ اسے ڈونیشن کہئے یا ڈیولپمنٹ فنڈ، اسکولوں کے انتظامیہ ۵-۱۰ ہزار روپئے طلب کرنے میں کسی طرح کی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے۔ بعض مقامات پر یہ رقم ۵-۱۰ ہزار سے تجاوز کر کے ۱۵-۲۰ ہزار ہو جاتی ہے۔ یہ اسکول میں قدم رکھنے کی قیمت ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچہ کو نسبتاً بہتر اسکول میں داخلہ ملے تو آپ کو اپنی اس خواہش کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ کے جی سے ایس ایس سی تک اور جونیئر کالج سے لے کر ڈپلومہ، ڈگری اور دیگر کورسیز کی بڑی بڑی دکانوں تک "تعلیم برائے فروخت" کی تختیاں جگہ جگہ آویزاں نظر آتی ہیں۔

کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آزاد ہندوستان میں ہم نے تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے حصول پر پہرے لگا دیئے ہیں؟ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح ایک برہمن کسی ہریجن کو مندر اور پاٹھ شالہ میں جانے کی اجازت نہیں دیتا بالکل اسی طرح ہمارا ایجوکیشن سسٹم بھی متوسط، نچلے متوسط اور غریب طبقات کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیتا ہے کہ خبردار آگے مت بڑھنا، آگے خطرہ ہے، اس کورس کے لئے اتنے لاکھ اور اس کورس کے لئے اتنے لاکھ کا خطرہ؟

ہمیں کہنے دیجئے کہ یہ سسٹم تعلیم کو امیروں کی جاگیر بنا دینے کے درپے ہے۔ اس نے ذہین اور خواہشمند لیکن غریب طلباء کے مستقبل پر گہرا سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ یہ میرٹ میں آنے والے طلباء کو رعایت تو دے دیتا ہے لیکن ان کی فیس معاف نہیں کرتا اور غریب والدین کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ اگر ان میں اعلیٰ تعلیم دلانے کی سکت نہیں تھی تو پھر ذہین بچے پیدا ہی کیوں کئے؟ کیا اس سسٹم میں غریب بے چارہ ذہین ہونے کے باوجود شرمندہ اور محروم نہیں ہے؟

ابھی کل ہی کی بات ہے۔ ڈگریاں خریدی اور بیچی جاتی تھیں تو ہم ناراض ہوتے تھے اور اس بدعنوانی کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کرواتے تھے لیکن .. آج خاموش ہیں۔ کیا آج بھی ڈگریاں خریدی اور بیچی نہیں جارہی ہیں؟ اگر کالجوں میں حصول تعلیم کے لئے لاکھوں کی فیس مقرر کر کے ڈگری کی قیمت وصول کی جارہی ہو تو کیا یہ بدعنوانی جائز ہوگی؟

تعلیم کا خواص میں عام ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اسے عوام میں عام کئے بغیر اس کے فروغ کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس "جائز بدعنوانی" کا نہ تو شکار ہوں نہ ہی اس کا حصہ بن کر اسے تقویت پہنچائیں۔ تعلیم ایک مقدس شعبہ ہے جس میں پنپنے والی بدعنوانی خواہ وہ ناجائز ہو یا اسے جائز قرار دیا گیا ہو، بہرحال بدعنوانی ہے۔

اس بدعنوانی کو برداشت نہیں کیا جانا چاہیے۔

کوکن کے سپوت : حسن پرکار

فاروق رحمٰن

نام	:	حسن پرکار۔ چیرمین ورلڈ کوکنی فاونڈیشن
تاریخِ پیدائش	:	۹۔۵۸۔۱۹۳۴ء
مقامِ پیدائش	:	کالوستہ۔ چپلون
تعلیم	:	گریجویشن

جناب حسن پرکارصاحب ورلڈ مسلم کوکنی فاونڈیشن کے چیرمین ھیں۔ فاونڈیشن کا ھیڈ آفس لندن میں ھے۔ پرکار صاحب بھی وھی برسوں سے مقیم ھیں اور ان قوم کے سپوتوں میں سے ھیں جو بڑی خاموشی سے بغیر کسی نام و نمود کے قوم کی فلاح میں لگے ھوئے ھیں۔ (ادارہ)

فاروق رحمٰن : حسن پرکار صاحب! سب سے پہلے تو آپ ہمیں یہ بتائیے کہ ورلڈ مسلم کوکنی فاونڈیشن کیا ہے؟

حسن محمد پرکار : یہ ایک فلاحی تنظیم ہے جو بیواؤں کی، یتیم بچوں کی اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرتی ہے۔

فاروق رحمٰن : اس تنظیم کی بنیاد کس طرح رکھی گئی؟

حسن محمد پرکار : ہم لوگ وہاں پر (لندن) میں پُرسکون زندگی گذارتے ہیں لیکن دنیا میں ہمارے دوسرے بھائی بہن تکلیف و پریشانی میں زندگی گذارتے ہیں۔ ان لوگوں کی مدد کرنے کا اور انہیں خوشحال بنانے کا خیال ذہن میں آیا اور اس طرح اس تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔

فاروق رحمٰن : لندن میں کوکنیوں کی تعداد کتنی ہے؟

حسن محمد پرکار : آٹھ دس ہزار کے قریب ہے۔

فاروق رحمٰن : گذشتہ چالیس سالوں میں وہاں کے کوکنی مسلمانوں میں کیا تبدیلیاں آئی ہیں۔

حسن محمد پرکار : کافی ترقی ہوئی ہے۔ ہمارے لوگ تعلیمی میدان میں کافی آگے نکل چکے ہیں۔ معاشی حالات اچھے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے سے تعلقات بنے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کو ایک بنیاد ملی ہے۔

فاروق رحمٰن : اردو کے تعلق سے آپ کا کیا خیال ہے؟

حسن محمد پرکار : اردو ایک لشکری زبان ہے۔ فلموں کے ڈائیلاگ اردو میں ہوتے ہیں۔ تقریباً فلمی قلم کار اردو والے ہیں۔ اردو ایک میٹھی زبان ہے۔ مذہبی لٹریچر اردو میں ہے۔ یہ ایک ایسی زبان ہے جو آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔

فاروق رحمٰن : آپ کے پسندیدہ شاعر کون ہیں۔

حسن محمد پرکار : اقبال، حالی اور مومن میرے پسندیدہ شاعر ہیں۔

فاروق رحمٰن : آپ کا پسندیدہ شعر کون سا ہے؟

حسن محمد پرکار :

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

فاروق رحمٰن : نقش کوکن کے تعلق سے آپ کا کیا خیال ہے؟

حسن محمد پرکار : ڈاکٹر نائیک صاحب نے یہ پرچہ نکال کر نہ صرف اردو کا پرچار کیا ہے بلکہ اور کئی مسائل بھی حل کیے ہیں۔ رشتے ناطے کروائے ہیں۔ مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو آپس میں متعارف کروایا ہے۔

آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ہمیں شرفِ ملاقات بخشا اور اپنا قیمتی وقت دیا۔ اللہ حافظ۔

"پڑ"

از : امیتابھ (ترجمہ ۔ وقار قادری)

وقار قادری کی کتاب دلت کتھا کی رونمائی کی خبر آپ پچھلے شمارے میں پڑھ چکے ہیں۔ زیر نظر افسانہ ان کی کتاب 'دلت کتھا' سے ہی ماخوذ ہے۔دلت کتھا پر انور قمر صاحب نے خاص نقش کوکن کے قارئین کے لئے تبصرہ لکھا ہے۔ (ادارہ)

"پڑ آئی رے پڑ آئی رے۔"

یہ سنتے ہی لوگ اپنی جھونپڑیوں سے مرغیوں کی مانند باہر نکل آئے۔ ان میں خواتین و مرد سبھی شامل تھے۔ ابھی تو پو پھٹی تھی اور لوگوں نے لوٹے میں پانی لے کر حوائج ضروری کے لیے جانا شروع کیا تھا۔

"تیرے کو کون بولا رے کہ پڑ آئی ہے؟" بلکائی بوڑھی نے اپنی کٹیا سے باہر جھانک کر پوچھا۔

"کیا یہ خبر سچی ہے کہ خالی ایسے ہی ؟" ناگائے بوڑھی نے جاننا چاہا۔

"ارے بولتا کیوں نہیں ؟ کون لایا یہ خبر ؟" بلکائی بوڑھی نے پھر پوچھا۔

"وہ دگڑو کا بیٹا ڈھونڈیا بول رہا تھا۔" وار لیا نے کہا۔

"اسے کیسے معلوم ؟"

"وہ پانند سے آرہا تھا۔ تبھی اس نے پانڈیا اور اس کے بیٹے کو پڑ لانے کے لیے جاتے ہوئے دیکھا۔" وار لیا نے کہا۔

اب کیا تھا کہ پڑ آنے کی خبر ساری بستی میں پھیل گئی۔ لوگ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ "کون سا جناور ہے؟"

"مالوم نئیں۔ "

"ارے ڈھونڈیا کون سا جناور ہے رے؟" دگڑو نے زوردار آواز لگا کر ڈھونڈیا سے دریافت کرنا چاہا۔

"پاٹل کی گو ہے کام دھینو" ڈھونڈیا نے اسے جواب دیا۔

جب خبر کے سچ ہونے کا یقین ہوا تو لوگ بستی سے نکل کر پانند کی جانب دوڑ پڑے۔

"دیکھتے کیا ہو، جلدی جاؤ ورنہ کچھ نہیں ملے گا۔" بلکائی بوڑھی نے روڈبا سے کہا۔

"مجھے توزھاڑے (حوائج ضروری) کو جانا ہے۔"

"آج کے دن نہیں گئے تو کیا نہیں چلے گا؟"

روڈبا نے زیادہ بحث نہ کرتے ہوئے جھونپڑی سے اپنی اکلوتی لٹیا اٹھائی اور چل پڑے۔ ناگائے بوڑھی نے جب روڈبا کو جاتے ہوئے دیکھا تو اسے اپنے بیٹے داجی کا خیال آیا جو اب تک سویا پڑا تھا۔ ناگائے بوڑھی نے بڑی کوشش کی مگر داجی ٹس سے مس نہ ہوا۔ آخرکار ناگائے بوڑھی خود ایک برتن لے کر داجی کو برا بھلا کہتی ہوئی چل پڑی۔ ڈھونڈیا اور ڈگریا نے بھی اپنے ہتھیار کالے کھردرے پتھر پر پھرائے اور ان کی دھار کو ہاتھ کے انگوٹھے سے پرکھ کر دیکھا اور وہ بھی درخت کی ٹہنیوں کو کاٹ کر پتوں سے پترولی بنا کر چل پڑے۔ ان کے بعد وار لیا، چندھیا، بار کیا، گودی جس کے ہاتھ میں جو کچھ آیا لے کر چل پڑے۔ کشنا جو محلے میں دوڑنے میں تیز تھا اپنی چھری اور گھمیلا لے کر سب سے آگے دوڑ رہا تھا۔

وِٹھی کے چھ بچے تھے۔ چھوٹی کو وہ دودھ پلا رہی تھی۔ شوہر دمے کا مریض تھا۔ ہر دم کھانستا رہتا تھا۔ کام کا تھا نہ کاج کا۔ جیسے تیسے گرہستی چل رہی تھی۔ ایک بچے کا دودھ بند ہو جاتا تو دوسرا اس دنیا میں وارد ہوتا۔ وٹھی تو بیچاری کافی پریشان تھی مگر کیا کرتی . اکم و بیش سب کا یہی حال تھا۔ کون کس کے نصیبوں کو روتا !

"نلیا . .او نلیا. . نارے اٹھ" کی رٹ لگاتے ہوئے وٹھی اپنے بڑے لڑکے کو جگانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر وہ گودڑی (لحات) اوڑھے لمبی تان کر سویا ہوا تھا۔ اس پر نیند طاری تھی۔ نلیا ابھی سونا چاہتا تھا وہ رات بڑی دیر تک دیے کی ٹمٹماتی روشنی میں پڑھائی کرتا رہا تھا۔ مگر اس وقت وٹھی کے لیے اس کا جاگ کر "پڑ" لانے کے لیے جانا ضروری تھا۔ برتن بھر گوشت لے آیا تو دو چار روز آرام سے گذر جائیں گے۔

نلیا نے جانے سے انکار کر دیا وٹھی نے ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر رسید کیا اور ایک ٹوٹی پتیلی اور ایک چھرا لا کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"یاد رکھ پتیلا بھر کر لانا۔ نہیں تو بھوکا رکھوں گی۔"

ایک بڑ کے درخت کے نیچے ساری بستی کے اچھوت جمع ہو گئے تھے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک عدد چھڑی، کوئتا، کھپریل کے نوکدار ٹکڑے دھرے تھے دوسرے ہاتھ میں درخت کے پتوں سے بنائی ہوئی پترولیاں یا ٹوٹے پھوٹے برتن تھے۔

مردہ گائے پڑی تھی۔ پانڈو اور اس کا بیٹا سومیا اپنے تیز ہتھیاروں سے کھال کھینچنے میں مگن تھے۔ اطراف میں کافی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ جب تک کھال پوری طرح ادھیڑی نہیں جاتی کسی کو پڑ لے جانے کی اجازت نہ تھی کھال تیز ہتھیار سے کٹ نہ جائے اس ڈر سے وہ دونوں بڑے احتیاط سے ہاتھ چلا رہے تھے۔ ہاتھ اور کمر پر لپٹی دھوتی خون میں اٹ چکے تھے۔ ماہ ڈیڑھ ماہ بعد آج انہیں یہ موقع میسر آیا تھا جسے وہ گنوانا نہیں چاہتے تھے۔

بستی کے تقریباً سارے لوگ جمع تھے لہٰذا کافی شور مچا ہوا تھا۔ اوپر چیل اور گدھ بھی منڈلانے لگے تھے۔ کوؤں کی کائیں کائیں اور کتوں کی بھوں بھوں اس شور شرابے میں شامل ہو کر اور ہنگامہ پیدا کر رہی تھی۔ ہر کوئی اپنی باری کا منتظر تھا۔ کتے اپنی پچھلی ٹانگوں پر اکڑوں بیٹھے گردن تانے رال ٹپکا رہے تھے۔ ایسے میں کوئی منچلا ان کی جانب پتھر اٹھا کر انہیں بھگانے کی کوشش کرتا مگر وہ پھر وہیں آکر آسن جما لیتے۔

کھال ادھیڑنے کا کام تمام ہوا۔ اس کے بعد پانڈیا اور سومیا نے دھیرے سے پیٹ پر نشتر چلایا۔ اندر سے سارا خون ابل پڑا جسے پانڈیا نے ایک برتن میں جمع کیا۔ پانڈیا نے اب اوجھڑی کلیجہ اور دل نکالا اور آخر میں ٹانگ سے بڑا سا گوشت کا ایک لوتھڑا نکال کر ٹوکری میں ڈال دیا اور ادھیڑے ہوئے چمڑے سے اسے ڈھانک دیا۔ تیز چھریاں اپنی ٹوکری میں رکھ کر آخری نظر "پڑ" پر ڈال کر وہ چل پڑے۔

ان دونوں کے وہاں سے ہٹنے کی دیر تھی کہ سارا مجمع "پڑ" پر ٹوٹ پڑا ہر کسی کی یہی کوشش تھی کہ زیادہ سے زیادہ بٹور لے۔ اس چھینا جھپٹی میں ایک دوسرے کی گالیوں سے خاطر تواضع کی جا رہی تھی۔

"ڈھکیلتا کائے کو رے اپنے سامنے کا کاٹ لے نا۔"

"تو کائے کو بولتا ئے؟ تیرے کو مل رہا ہے تو تو لے لے۔"

"ارے بار کیا ایک بوٹی مجھے دے دے رے ارے کشنا میرے بیٹے ایک ٹکڑا مجھے بھی دے دے رے" ناگائے

بوڑھی عاجزی اور انکساری کے ساتھ گالیاں بھی بکے جارہی تھی۔ کسے فرصت تھی جو اس کی گالیوں پر کان دھرتا۔ بچوں اور بوڑھوں کے ہاتھ کچھ نہیں آرہا تھا۔

نلیا میں کوئی پھرتیلا پن نہیں تھا۔ نہ ہی اسے کوئی اس کا تجربہ تھا مگر اسے تو اپنی ماں کے حکم کے مطابق پتیلی بھر کر گوشت لے جانا تھا۔ ورنہ گھر بھر کو کھانا نصیب نہ ہوگا۔ اگر پتیلی سے زیادہ گوشت مل گیا۔ تو ماں اسے نمک لگا کر سکھا کر ہانڈی میں رکھ دے گی۔ پھر ضرورت کے مطابق دو بوٹیاں کاٹ کر اسے بھون دیا کرے گی۔ وہ یوں ہی کھڑا تھا۔ ''پڑ'' تک پہنچنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔ بھیڑ جوں کی توں برقرار تھی۔

کشنا نے اپنی ضرورت کے مطابق گوشت ہتھیا لیا تھا۔ نلیا کو یوں کھڑے دیکھ کر اسے اس پر رحم آیا۔ پھرتی سے گوشت کے دو لوتھڑے کاٹ کر نلیا کی جانب اچھالے۔

''نلیاں بوٹیاں پتیلی میں بھر بے سالے۔''

بلکا نے بوڑھی اس پر جھپٹنے والی تھی کہ کشنا بپھر گیا۔ ''اے بڑھیا، اسے لینے دے۔'' نلیا نے گوشت اٹھا کر اپنی پتیلی میں ڈال دیا۔ کشنا نے اسے اندر آنے کے لیے جگہ بنائی مگر وہ اندر جانے میں ناکام رہا۔

اب صرف ہڈیاں باقی بچی تھیں۔ اور لوگ انہیں توڑنے میں مصروف تھے۔ خون میں اٹے ہوئے لوگ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہولی کھیل کر آئے ہوں۔ جو لوگ مطمئن ہوئے تھے وہ اپنے گھروں کو جارہے تھے۔ اب کتے، کوے، چیل، گدھ اپنی باری کے انتظار میں تھے۔ جب لوگوں کو اپنے سروں پر برتن اٹھائے جاتے دیکھتے تو ان کے سروں پر منڈلانے لگتے لوگ ایک ہاتھ سے اپنے سر کا بوجھ سنبھالے دوسرے ہاتھ سے درخت کی ٹہنی سے کوؤں کو بھگاتے ہوئے گھر کی جانب رواں تھے۔

نلیا کتوں کو بھگا رہا تھا۔ کتے جب بھونکتے ہوئے اس کی جانب بڑھتے تو وہ ان پر پتھر اچھال دیتا نلیا اس ہڈیوں کے ڈھانچے پر بچے کھچے گوشت کو کھرچنے میں لگا ہوا تھا۔ کوے نے چونچ مار کر مردے کی آنکھ پھوڑ دی کوے کو بھگاتے وقت اچانک اس کی نظر گائے کی باہر نکلی ہوئی زبان پر پڑی۔

نہ جانے سب کی نظر سے یہ زبان کیسے بچ گئی تھی۔؟ ہو سکتا ہے میری خاطر ہی چھوڑی ہو۔ اس نے زبان کاٹ کر پتیلی میں رکھ لی۔ دو کتوں کے درمیان لڑائی نے زور پکڑ لیا۔ لڑائی میں ایک کتے کے منہ سے ہڈی گر گئی۔ نلیا نے زور سے ایک پتھر ان کی جانب اچھالا کتے بھاگ گئے وہ ہڈی اٹھا کر اس نے اپنی پتیلی میں رکھ دی اور اپنے گھر کی جانب چل پڑا۔

چیل، گدھ، کوے اور کتے اس کا تعاقب کرتے رہے۔ درخت کی ایک ٹہنی اس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی تھی۔ ایک کوا اس کے سر پر رکھی پتیلی پر آ بیٹھا۔ نلیا نے ہاتھ کی ٹہنی ہلا کر اسے بھگانے کی بھرپور کوشش کی ایسا کرنے میں وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ آخر گر پڑا۔ سر پر رکھی پتیلی جھاڑی میں گر گئی۔ گوشت کے لوتھڑے دھول سے اٹ گئے۔ جن پر کتے جھپٹ پڑے۔ کوے چیل اور گدھ اس کے ٹکڑوں کو چونچ میں دبائے اڑے اور نلیا انہیں بھگانے کی ناکام کوشش کرتا رہا۔ کئی کانٹے اس کے پیروں کو زخمی کر چکے تھے مگر وہ اس اذیت کو بھول کر دھول میں اٹی بوٹیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ سر پر چیل، گدھ اور کوے اب بھی منڈلا رہے تھے اور کتے بھونک رہے تھے۔

کیا مغرب کا اگلا نشانہ اسلام ہوگا؟

حسن کمال

گذشتہ ماہ ان ہی صفحات میں طالبان کے حوالے سے بات کرتے ہوئے چند ایسے مفروضات کا ذکر آیا تھا، جنہیں عوام الناس اور خصوصاً میڈیا کے صحافی ان کی گہرائی میں جائے بغیر سچ مان لیتے ہیں اور پھر مسلسل ان کی گردان کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سی آئی اے کی مثال بھی پیش کی گئی تھی۔ اس میں شبہ نہیں کہ سی آئی اے نے دنیا کے کئی ممالک میں اتھل پتھل پیدا بھی کی اور اتھل پتھل کو اکساوا بھی دیا۔ لیکن اس کا یہ قطعی مطلب نہیں کہ امریکہ مخالف جس ملک میں بھی کچھ گڑبڑ ہوئی اس کی ذہ داری سی آئی اے ہی رہی۔ لیکن ایک زمانے میں یہی فیشن بن گیا تھا کہ جہاں بھی کوئی ناگوار واقعہ پیش آتا تھا، میڈیا اسے سی آئی اے کی شرارت قرار دیتا تھا اور لوگ اسے مان بھی لیتے تھے۔ لیکن اب رفتہ رفتہ یہ حقیقت سامنے آرہی ہے کہ ایسا نہیں تھا۔ روس کی شکست وریخت وہاں کی افسر شاہی اور کمیونسٹ حکمرانوں کی غفلت اور بے حسی کا نتیجہ تھی۔

ایسا ہی ایک مفروضہ یہ بھی ہے کہ سرد جنگ کے خاتمے اور اشتراکی فلسفے کی شکست کے بعد اب مغرب (امریکہ اور یورپ) کا دشمن نمبر ایک مسلمان باقی رہ گیا ہے، لہٰذا اب مغرب اور اسلام کا تصادم ناگزیر ہے۔ بوسنیا اور سربیا میں مسلمانوں کی نسل کشی، عراق پر امریکہ کا فضائی حملہ اور اسرائیل و فلسطین کے تنازعہ میں امریکہ اور یورپ کا کردار اس مفروضے کو ثابت کرنے کے لئے مثالوں کے طور پر پیش کئے جاتے رہے۔

لیکن کیا واقعی مغرب اور اسلام میں جنگ ناگزیر ہے؟

علم نفسیات کی ایک اصطلاح Moesachism ہے جس کا ترجمہ "اذیت کوشی" ہوتا ہے۔ اذیت کوشی کا شکار انسان خود کو اذیت پہنچا کر لذت حاصل کرتا ہے، علامہ نیاز فتحپوری نے اس اصطلاح کا ترجمہ "استلذاذ بالایذا" کیا ہے۔ چنانچہ اگر ہم میں سے کچھ اس لذت سے محظوظ ہونا چاہتے ہیں تب تو اور بات ہے، وگرنہ عقل کی میزان پر یہ مفروضہ کھرا نہیں اترتا۔

تاریخی اعتبار سے بھی دو عظیم جنگوں میں جرمنی کا سب سے بڑا حلیف ترکی رہا ہے۔ اس کی وجہ ترکی کا مشرقی یورپ سے تاریخی تعلق رہا ہے۔ ترکی کا ایک حصہ یورپ میں آتا ہے اور ترکی کے سیاسی تقاضے ایسے تھے کہ وہ یورپ میں ہونے والی کسی بھی جنگ میں چاہتے ہوئے بھی ناجانبدار نہیں رہ سکتا تھا۔ شاید اسی لئے ترکی کو یورپ کا "مرد بیمار" کہا جاتا تھا۔ دونوں جنگوں میں جرمنی کو شکست ہوئی۔ دوسری جنگ عظیم کی شکست تو اتنی بڑی تھی کہ جرمنی دو حصوں میں ٹوٹ گیا۔ ایک حصہ مغربی طاقتوں اور دوسرا حصہ روس کے زیر اثر چلا گیا۔ لیکن جرمنی کی بھرپور مدد کے باوجود ترکی کسی کی بھی دسترس سے بچا رہا۔ یہی نہیں بعد میں سوشلسٹ بلاک کے خلاف مغرب نے جتنے بھی فوجی محاذ بنائے ترکی اس میں شامل رہا۔ چنانچہ آج بھی ترکی ناٹو کا ایک اہم رکن ہے۔

مغرب اور اسلام میں جنگ کا مفروضہ صرف اسی وقت سچ ہو سکتا ہے جب یہ مان لیا جائے کہ مغرب اور اسلام دو ایسی جامد اکائیاں ہیں جن میں نہ کچھ مشترک ہے نہ کوئی ربط باہم ہے اور جن کے مفادات خصوصاً معاشی مفادات ایک دوسرے

کی ضد ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جن میں علیحدگی اتنی طبعی اور Physicalاور مکمل ہے کہ اگر مغرب اسلام پر حملہ کرے تو مغرب کے کسی گھر پر آنچ نہ آئے اور اگر اسلام مغرب پر یلغار بولے تو اسلام کے خیمے پر خطرہ نہ آئے۔

ایسی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ اسلام کسی ایک ملک ایک قوم یا ایک نسل کا نام نہیں ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو اپنی روحانی طاقتوں کے پر لگا کر امریکہ اور مغربی ممالک کے گھروں میں اتر چکا ہے۔ اس لئے مغرب کو اسلام کے خلاف کسی بھی جنگ کی ابتداء اپنے گھروں سے کرنی پڑے گی۔ امریکہ اور یورپ میں گذشتہ چند برسوں میں اسلام اس تیزی سے پھیلا ہے کہ خود اسلامی ممالک انگشت بدنداں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر مغرب کو اپنی "اسلام دشمنی" کا ثبوت دینا ہے تو یہ ثبوت سب سے پہلے اپنے ہی باشندوں کو نشانہ بنا کر دینا ہوگا۔

دوسری طرف سعودی عرب سمیت کئی مسلم ممالک میں امریکی اور یورپی معاشی اور صنعتی مفادات اس طرح خلط ملط ہو چکے ہیں کہ اسلام کو مغرب سے اعلان جنگ کرنے سے پہلے اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مارنا پڑے گی۔ عراق نے کویت پر حملہ کر کے یہ کلہاڑی ماری اور اس کے زخموں سے آج بھی خون رس رہا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مغربی دنیا اور اسلام میں ان دیکھا تصادم موجود ہے۔ اس تصادم کا سبب دونوں کا تہذیبی رویہ ہے۔ مغرب نے عریانیت، فحاشی اور بے راہ روی کو برداشت کر لیا ہے۔ اسلام انہیں برداشت نہیں کرتا۔ عیسائیوں نے مذہبی اصولوں میں اپنی سہولت کے مطابق ترمیم کو روا قرار دیا ہے، اسلام مسلمان سے قرآن و سنت کے اصولوں پر عمل پیرا رہنے اور ان میں کسی بھی بے جا ترمیم و تحریف سے پرہیز کرنے پر اصرار کرتا ہے۔ یہ ایک خاموش جنگ ضرور ہے لیکن اس جنگ کا اسلحوں سے فیصلہ نہیں ہو سکتا اور اس جنگ میں جنگی اسلحوں کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ یہ جنگ جاری ہے اور ہر محاذ پر لڑی جا رہی ہے۔

کسی اور کو نہیں خود مغرب کو اس خاموش جنگ کا احساس ہے اور یہ احساس بھی ہے کہ یہ جنگ ناجائز ہے۔ اس کا ثبوت ویٹیکن میں موجودہ پوپ کی کوششوں سے ایسے اداروں کا قیام ہے جن میں اسلام کا مطالعہ کیا جا رہا ہے اور مسیحی علماء اور اسلامی مفکرین کے مابین مسلسل تبادلۂ خیال جاری ہے۔ ان ہی اداروں کی کوششوں سے اسپین میں اسلامی یادگاروں کو دوبارہ قائم کرنے کے منصوبے پر کام کیا جا رہا ہے اور طارق بن زیاد کے وقت کے حالات کا سائنسی تجزیہ کیا جا رہا ہے۔

لیکن یہ تو ہم کہہ رہے ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ خود مغرب کے ارباب حل وعقد کا اس سلسلہ میں کیا کہنا ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ پچھلے چند برسوں میں اسلام کی طرف یورپ کے معاندانہ رویہ میں خاصا فرق آیا ہے۔ بوسنیا میں سربوں کے خلاف مغربی ممالک کی فوجی مداخلت اس کا ایک ثبوت ہے۔ اب کوسوو میں بھی ناٹو نے سیدھی مداخلت کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دونوں مقامات پر یہ مداخلت مسلمانوں کے حق میں اور عیسائیوں کے خلاف ہے۔ کچھ لوگ یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اس مداخلت کی وجہ یہ ہے کہ سربیا اور مشرقی یورپ میں پروٹسٹنٹ عیسائی ہیں اور کیتھولک عیسائی ان کے خلاف ہیں، اس لئے مداخلت کا سبب ان کی آپسی مخاصمت ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اگر فرانس اور جرمنی کیتھولک غلبہ کے ممالک ہیں تو امریکہ اور برطانیہ کے حکمراں عام طور پر پروٹسٹنٹ ہیں۔

لیکن ان سب سے بڑھ کر برطانیہ کے ولی عہد پرنس چارلس ہیں۔ جنہوں نے اسلام اور مغرب کے مابین مفاہمت کی مہم چلائی تھی۔ پرنس چارلس نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں

خطبہ دیتے ہوئے اسلامی اصولوں کی سادگی اور پاکیزگی کو خاص طور سے موضوع گفتگو بنایا تھا۔ اور گذشتہ ماہ لندن کے اسلامک سنٹر میں تقریر کرتے ہوئے برطانیہ کے موجودہ خارجہ سکریٹری رابرٹ کک نے تو چند ایسی باتیں کہیں، جن پر نہ جانے کیوں لوگوں کی نظر نہیں پڑی، لیکن جو نہ صرف بہت اہم بلکہ بیحد خوشگوار بھی ہیں۔

رابرٹ کک نے اپنی تقریر میں قرآن کے کئی حوالے دئے اور کئی آیات کے انگریزی تراجم پڑھ کر سنائے۔ انہوں نے صرف اسی کا اقرار نہیں کے کہ "ہم (یورپین) آج جو کچھ بھی ہیں اور ہمارا طرز فکر جو بھی ہے اس کی بنیاد میں اسلامی آرٹ، سائنس اور فلسفے کے خمیر کا بنیادی کردار ہے۔" بلکہ یہ بھی کہا کہ اگر ضرورت پڑی تو یورپ اسلام سے "صلیبی جنگوں کی بربریت کے لئے معافی مانگنے کو بھی تیار ہے۔"

انہوں نے اپنی تقریر کا اختتام اس فقرے پر کیا کہ "جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سرد جنگ کے بعد یورپ کو ایک دشمن کی ضرورت ہے اور اسلام ہی کمیونزم کی خالی جگہ پر کر سکتا ہے۔ (یعنی اب اسلام ہی دشمن مانا جاسکتا ہے) وہ سراسر غلط ہیں۔ ہمارے سامنے اسلام کو دوست بنانے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ ہمارے مذاہب جدا ضرور ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم میں کوئی مفاہمت ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم دونوں کو ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد ملے اور غلط فہمی اور بداعتمادی نے جو تعطل پیدا کر دیا ہے وہ ٹوٹ سکے۔" برطانوی خارجہ سکریٹری کی مذکورہ تقریر تقریباً ایک ماہ پرانی ہے۔ اس کے بعد کے حالات اس تقریر کی صداقت کے ثبوت بھی پیش کرتے ہیں۔

امریکی افواج کے اندر مسلمان فوجی بھی ہیں۔ بہت سے امریکی فوجی حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں۔ حکومت امریکہ نے اب ان مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے فوج میں اماموں کا تقرر کیا ہے اور انہیں کرنل کا عہدہ دیا ہے۔ پرنس چارلس نے سوڈان پر امریکی حملے کی مذمت کرتے ہوئے ایک بڑی اچھی بات کہی کہ اسامہ بن لادن اگر "اسلامی دہشت پسندی" کے نمائندہ ہیں تو پھر شمالی آئرلینڈ کے دہشت پسندوں کو بھی، عیسائی دہشت پسندی کا نمائندہ کیوں نہیں کہا جاتا۔

یہی نہیں سوڈان کی ایک فیکٹری پر امریکی راکٹوں کے حملے سے یورپی ممالک نے خود کو دور رکھا۔ امریکہ نے وہ حملہ بھی صرف اندرونی معاملات سے امریکیوں کی توجہ ہٹانے کے لئے کیا تھا۔ یہ اب ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ خود برطانیہ سوڈان سے تعلقات بحال کرنے کے لئے کوشاں ہے اور ان کے کئی وجود خرطوم کا دورہ کر چکے ہیں۔ سلمان رشدی کے خلاف برطانوی حکومت کئی بار برہمی کا اظہار کر چکی ہے اور پھر پارٹی کے کئی ممبر کئی بار کہہ چکے ہیں کہ انہیں رشدی کی حفاظت صرف اس لئے کرنا پڑ رہی کہ وہ برطانیہ کے شہری ہیں ورنہ انہیں ان سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ ایران اور لیبیا سے ہی فرانس اور برطانیہ دونوں کئی بار تعلق استوار کرنے کی کوشش کر چکے ہیں اور اب یہ کوششیں بار آور بھی ہو رہی ہیں۔ ایران اور لیبیا کو یورپ نے اپنا دشمن قرار دینے سے انکار کر دیا ہے۔

اور سب سے بڑا ثبوت سنیچر ۲۴/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو امریکہ میں اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو اور فلسطینی لیڈر یاسر عرفات کے مابین طے پانے والا معاہدہ ہے، جس کے تحت اسرائیل کو مزید ۱۳فیصد علاقہ چھوڑنا پڑے گا اور سرزمین فلسطین پر یہودی کالونیوں کی تعمیر ختم کرنا ہوگی۔ یاد رہے کہ یہ معاہدہ کلنٹن کے شدید دباؤ کے بعد عمل میں آیا ہے۔ جو امریکہ پر یورپی لابی کے تسلط کے خاتمے کی طرف اشارہ ہے اور جس کی بابت انشاءاللہ آئندہ بات ہوگی۔

ایک شام ماہیم شریف کے نام

از : اے سلام پٹھان

●

سال میں ایک مرتبہ میں ضرور ہندوستان کا سفر کرتا ہوں، مادرِ وطن ہونے کی بنا پر بہت ہی دلی خوشی اور روحانی سکون ملتا ہے۔ عزیز و اقارب، دوست و احباب کو مل کر اپنا بچپن اور پرانی یادیں تازہ ہوتی ہیں۔ ہندوستان سے واپس لوٹتے وقت محبت کے سمندر کو سمیٹتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو پا کر دوبارہ انگلستان کا رخ کرتا ہوں۔

امسال بھی ۴ر جون ۲۰۰۰ء میں بمبئی آیا۔ کچھ کام کاج سے فرصت ہوئی تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ کل میلاد النبی ہے۔ چنانچہ ماہم شریف میں خاص جلوس اور جشن عید میلاد النبی کا اہتمام ہوگا۔ اس مبارک دن کی عظمت جس میں ہمارے سرکارِ دوعالم مکہ کی پاک جگہ میں پیدا ہوئے اور ساری دنیا میں دین اسلام پھیلایا اور انسان کو اندھیرے سے روشنی کی طرف خدائے واحد کی عبادت اور قرآن پاک کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ ایسے پیارے نبی کی پیدائش کا دن منانا انسان کو ہر سال میسر ہو اور آپ کی سیرت النبی کا مطالبہ بار بار ہو تاکہ آپ کی عظمت اور عظیم الشان شخصیت پر غور کر سکیں۔

شام ۴ بجے کا وقت تھا۔ میں ایک جھونپڑی سے گزر رہا تھا کہ آواز سنائی دی ڈاکٹر صاحب ---- یہ آواز جانی پہچانی بیگم انور کی تھی۔ قریب پہنچا دعا سلام ہوئی۔ ان کا اصرار کہ میں ضرور شیرنی کھاؤں۔ بھلا کس کی ہمت کہ انکار کریں وہاں سے آگے بڑھا تو سامنے سے جلوس نظر آتا۔ لوگ نعرہ لگا رہے ہیں، جھوم رہے ہیں، حمد و ثنا پڑھ رہے ہیں اور آپ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں۔ بندے کے پاس ایک ناچیز سا کیمرہ تھا۔ ہمت کر کے کچھ تصویریں یادداشت کے لئے لیں۔ موسم بارش کی بوچھار تھیں مگر کیمرہ نے ساتھ تین تصویریں زیر خدمت ہیں۔

تصور نمبر۱ بال مبارک کو لوگ لے جا رہے ہیں اور اس زیارت کر رہے ہیں۔

تصویر نمبر۲ ایک نوجوان اپنے عالم سے بیعت کر کے روحانی سکون اور سکتہ میں چل رہا ہے۔

تصویر نمبر۳ بمبئی کے بینڈ باجے لوگوں اور بچوں کو خوش کر رہے ہیں۔

اس جلوس سے محظوظ ہو کر ایک جگہ سکون پذیر ہوا۔ کچھ غور کرنے کے بعد چند سوالات دماغ میں آئے اور سوچا کہ ان پر ضرور غور کرنا چاہئے۔

۱. اس جلوس میں مست ہو کر کہیں ہم اپنی نماز تو نہ بھولے؟
۲ آج کے مبارک دن تلاوتِ قرآن اور قرآن کی تعلیم سے محروم تو نہ رہے؟
۳ کیا آج ہم نے روزہ رکھ اس خدائے واحد کا شکریہ ادا کیا؟ جس نے پیارے نبی کو بھیجا اور آپؐ نے دین اسلام کو پھیلانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔
۴ غریب، مسکین، بیوہ، یتیم بچوں کو ہم نے کھانا کھلایا؟ بیمار کی پرسی کی؟ جو انسان بے جا مقید ہیں ان کو رہا کرنے کی جستجو کی؟
۵ بچھڑے ہوئے ماں، باپ، بھائی، بہن، چاچا، ماما کو ملا کر ان کی رنجشوں کو دور کیا؟

اگر یہ تمام کام ہم نے کئے تو سچ مچ یہ عید ہے اور اللہ ہمیں ہر سال اسے منانے کی توفیق دے۔

GIVING YOU THE BEST OF TECHNOLOGY AND SERVICE.

- **Attractive interest rates on domestic & NRI deposits**
- **ATM & Telebanking**
- **Leasing, Hire Purchase and Merchant Banking**
- **Forex & Export Finance**
- **Safe Deposit Locker facilities**

***Financial Highlights as at 31 March 1999 ***		
Capital	:	Rs. 16.61 Crore
Reserves	:	Rs. 211.62 Crore
Networth	:	Rs. 228.23 Crore
Deposits	:	Rs 1,883 39 Crore
Advances	:	Rs. 1,036 50 Crore
Capital Adequacy	:	16 90 %
CRISIL Rating for Certificate of Deposits . ***P1***		

For further enquiries contact any of our
45 computerised branches or

DEVELOPMENT CREDIT BANK LTD.

Central Administrative Office
204, Raheja Centre, Nariman Point, Mumbai 400 021
Tel. No. : 287 2465 / 282 5689 Fax No.: 287 6112

Internet http.//www dcbl.com

Developing Happy Futures Together

کوکن [illegible] گذارش

اسماعیل ولیلے

۱۹ مارچ ۲۰۰۰ء بروز اتوار کو کوکن مرکنٹائل کواپریٹیو بنک کے پنچ سالہ انتخابات (وجہ جو بھی ہو) چھ سال بعد ہوگئے اور ۲۵ / مارچ کو شام تک ظاہر نتائج سے معلوم ہوا کہ پروگریسیو پینل کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس موقعہ پر میں خود اپنی جانب سے اور الہدا ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ داویں تعلقہ پولادپور ضلع رائے گڑھ کے مینجنگ ٹرسٹی کی حیثیت سے سبھی چنندہ ڈائریکٹر صاحبان کو دلی مبارکباد دیتے ہوئے اپنی اس بنک کے ذریعہ کوکنی برادری کی مزید فلاح و بہبود کے خاطر ان سے چند امیدوں کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ امید ہے سبھی ڈائریکٹر صاحبان اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل غرض و غائت کی اہمیت کو قوم و ملت کی ترقی کے لئے ضروری سمجھ کر عمل میں لانے کی سنجیدگی کے ساتھ کوشش کریں گے۔

آپسی گروپ بندی جو دن بدن منظر عام بن کر بنک کی ترقی میں روکاوٹ کا باعث بنتی جارہی ہے کا فوراً خاتمہ ہونا ضروری ہے اس نیک عمل کے لئے عموماً سبھی چنندہ ڈائریکٹر حضرات سے اور خصوصاً چیئرمین جناب قاسم ٹھاکور صاحب سے درخواست ہے کہ الیکشن کے دوران وجود میں آئے دونوں پینلوں کو محض الیکشن کا ایک پہلو سمجھ کر ان کا خاتمہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

آج ہر طرف بنکنگ ہماہمی کے اس دور میں پورے کوکن میں کوکن بنک رفتہ رفتہ چھاجانی چاہیے لہٰذا اس کے متعلق گذشتہ دو سالوں سے سنتے آرہے ہیں کہ اور سات مزید برانچس جن میں مہاڈ برانچ کا بھی شمار ہے کھولنے کی کوشش جاری ہے اور یہ بھی سننے میں آتا تھا کہ RBI کی پرمیشن بھی مل چکی ہے اس لئے یہ برانچس اب جلد ہی کھل جائیں گی لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ اس کی وجہ شاید وقت مقررہ پر الیکشن کا نہ ہوپانا یا الیکشن جیتنے کی پرزور کوشش میں اس کام کے لئے وقت نہ ملا ہو یا تو دوسرے سال الیکشن عنقریب ہونے کی وجہ سے الیکشن کوڈ قانون عائد ہوجانے سے بھی مزید سات برانچ کا کھولنا فی الحال ملتوی ہوگیا ہوگا مگر اب یہ دشواریاں دور ہوچکی ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بورڈ آف ڈائریکٹران اب ایک ہی پینل کا ہونے کی وجہ سے اختلاف رائے کا سوال پیدا نہ ہوگا اس لئے گذارش ہے کہ سات برانچس جن میں مہاڈ برانچ بھی ضرور شامل ہو جلد از جلد کھولنے کی دل و جان سے کوشش کی جائے۔

ویسے تو اسکولیں تعلیمی فروغ کے لئے کھولی جاتی ہیں اور وہی اس کا اصلی مقصد ہے لیکن ملازمت مہیا کرانا بھی تعلیم کا دوسرا مقصد ہوتا ہے اسی طرح اپنے اس بنک کا مقصد صرف شیئر ہولڈروں کو آسان شرطوں پر قرض دینے اور ان میں مقبولیت پانے کی غرض سے زیادہ سے زیادہ ڈیویڈنڈ ادا کرنے تک ہی محدود نہ ہو بلکہ ملازمت مہیا کرانا بھی دوسرا مقصد ہونا چاہیے اس میں کوئی شک نہیں کہ بنک کو ترقی کی بلندی پر لے جانے کے لئے بنک کا پرافٹ میں چلنا ضروری ہے جس کے لئے Over all اخراجات میں کفایت شعاری برتنا ضروری ہوجاتا ہے لیکن اس نام نہاد کفایت شعاری کی

خاطر حد سے زیادہ کم اسٹاف سے کام لینے کا مطلب نہ صرف قوم و ملت کے ضرور تمندوں کو ملازمت سے محروم رکھنا ہوگا بلکہ بنک کی Efficiency and Punctuality کو ڈاؤن کرنا ہوگا۔ نتیجتاً کسٹمروں کو تسلی بخش خدمت نہ مل پائیگی۔ اس لئے درخواست ہے کہ Daily Wages Staff سے سالوں سال کام نہ لیتے ہوئے بنک کے Staff Recruitment Exam جو کئی سالوں سے نہیں ہوئے ہیں جلد از جلد منعقد کئے جائیں اور چھ چھ مہینے Daily Wages Basis پر ملازمت کرنے کے بعد بریک مل جانے پر ہمارے کتنے لڑکے لڑکیاں اس امید پر بیٹھے ہیں کہ جلد ہی بنک کے Staff Recruitment Exam لیے جائیں گے اور انہیں ریگولر ملازمت مل جائے گی۔ اس لئے خاص طور پر چیئر من صاحب جن کو Second Term of Chairmanship بھی ملی ہے سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ برانچس کھول کر ملازمت جو بنک کا دوسرے نمبر کا مقصد ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے کا مسئلہ حل کریں۔ اور اپنی کارکردگی میں ایک اہم کام کر گزریں تاکہ امید پر بیٹھے ہوئے ان بچوں کی زندگی سے Uncertainly کی کیفیت ختم ہو کر انہیں اپنے مستقبل کے لئے ایک رخ مل جائے۔

چیئر من جناب قاسم ٹھاکور صاحب کی یہ کوشش واقعی قابلِ تعریف ہے کہ کوکن بنک کو حدوں سے نکالا اور کولہاپور جیسے صنعت و حرفت کی سطح پر ابھرتے ہوئے شہر تک لیجایا گیا اتنا ہی نہیں بلکہ بنک کو انٹر اسٹیٹ درجہ دلاکر کمپیوٹر اور انفوٹیک کی دنیا میں چیف منسٹر جناب چندر بابو نائیڈو کی قیادت میں صف اول پر جس شہر کا نام آتا ہے ایسے حیدر آباد شہر میں بھی اپنے کوکن بنک کی برانچ قائم کرنا یقیناً خوشی اور فخر کی بات ہے اس بارے میں ہمارا کہنا ہے کہ بنک کو انٹر اسٹیٹ ہی کیا بلکہ ممکن ہو تو انٹر نیشنل بنا کر دوبئی وار کویت میں بھی برانچس نکالئے لیکن چراغ تلے اندھیرا نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے پہلے اپنے کوکن میں جہاں ضرورت ہو وہاں کوکن بنک ضرور پہنچنی چاہیے۔

گذشتہ سالانہ جنرل میٹنگ میں چیئر من صاحب کی تقریر میں کوکن کے چاروں اضلاع سے دسویں اور بارہویں جماعت میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طالب العلم کو اسکالر شپ دینے کا اعلان کیا گیا تھا۔ بہت خوشی کی بات ہے۔ بہت پہلے ہونا چاہیے تھا ویسے کوکن کے اردو میڈیم ہائی اسکولوں کی مالی امداد کرنے کا رویہ بنک کی جانب سے برسوں سے چلا آرہا ہے اب اسکالر شپ جاری کر کے قوم کی خدمت میں بنک نے ایک اور قدم اٹھایا ہے۔ چیئر من صاحب کو اس اعلان کے لئے مبارکباد دے کر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسی میٹنگ میں ایک سجھاؤ میں نے Resolution کی صورت میں پیش کیا تھا جو Unanimously پاس ہوگیا تھا سجھاؤ یہ تھا کہ کوکن بنک Scheme for Education Loan for Higher Studies شروع کرے۔ اس میٹنگ میں میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی سامعین میں سے ایک صاحب نے میرے سجھاؤ کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ "With nominal intrest" اس سجھاؤ کے دونوں پہلوؤں کو سبھی حاضرین نے تالیوں کے ساتھ قبول کیا۔ اپنے اس غریب ملک میں آج کے اس مہنگے تعلیمی سسٹم میں چونکہ غریب طلباء کو اعلیٰ تعلیم لینا نہ صرف محال ہے بلکہ ناممکن ہوگیا ہے ایسی صورت میں اس طرح کی اسکالر شپ Loan سے ان بچوں کی ہمت افزائی ہوگی اور دیگر بچوں میں تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوگا۔ اس لئے

درخواست ہے کہ گذشتہ سالانہ میٹنگ میں سوفیصدی اتفاق رائے سے منظور شدہ Resulation کو اسی تعلیمی سال سے عمل میں لایا جائے تاکہ قوم کے غریب طلباء اعلیٰ تعلیم لینے سے اور زیادہ دیر محروم نہ رہ جائیں میں سمجھتا ہوں کہ جناب قاسم ٹھاکور صاحب جیسے Able & Dynamic Chairman کے لئے اس اسکیم کو تشکیل دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

IF THERE IS WILL THERE IS WAY اس اسکیم کا طرز عمل تیار کرکے بہترین طریقہ سے عمل پیرا کرنے کے لئے کوکن کے چاروں اضلاع سے ماہرین تعلیم جیسے لوکن ہائرایجوکیشن یونٹ کے روح رواں جناب علی ایم شمسی، اوکیشنل گائڈنس کے ماہر جناب مبارک کاپڑی، نقش کوکن ٹیلنٹ فورم سے کیپٹن فقیر محمد مستری یا ڈاکٹر عبدالکریم نائک، انجمن اسلام جنجیرہ مروڈ کے جناب غلام پیش امام اور فجندار ایجوکیشنل ٹرسٹ کے ایڈمنسٹریٹیو افسر جناب غلام محمد پٹیل جیسے تعلیمی تنظیموں سے منسلک ماہرین کو لے کر ایک Education Loan Cmt تشکیل دی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

ویسے تو کوکنی Community Hall اور Kokan Hospital کے منصوبے بھی ضرورت کے اعتبار سے کافی اہمیت رکھتے ہیں جن کا بھی گذشتہ سالانہ میٹنگ میں تذکرہ ہوا تھا لیکن آج کے دور میں تعلیم کی غیر معمولی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر منظور شدہ تجویز کو روبعمل لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ چیئر من صاحب کے ہاتھوں قوم کی بڑی خدمت ہوگی۔

انگلش جرنلزم اور اردو صحافت کی کلاسیز

انجمن اسلام ایم ایچ صابو صدیق لیڈیز ڈپارٹمنٹ کے تمام کورسیز اپنے معیار کے لحاظ سے کئی اداروں سے سبقت حصل کئے ہوئے ہیں۔ بمبئی میونسپل کارپوریشن کے اعلان کے مطابق تمام میونسپل اسکولوں میں اول جماعت سے انگلش زبان ضروری قرار دی گئی ہے۔ اردو میڈیم کی تمام ٹیچرس کے لیے اسپیشل انگلش کلاس شروع کی ہے تاکہ ان کو پڑھانے میں آسانی ہو۔

اسی کے ساتھ انگلش جرنلزم اور اردو صحافت کی کلاسیز بھی شروع ہونے جا رہی ہیں جو طلباء و طالبات فارم لے کر گئے ہیں وہ جلد آکر داخل کردیں مزید کورسیز کی اطلاع آفس سے فراہم کی جائے گی۔

عظمیٰ ناہید، ممبئی

کوکن مہیلا کریڈٹ سوسائٹی خواتین کی فلاح و بہبود کیلئے سرگرم

کوکن مہیلا کو آپریٹو کریڈٹ سوسائٹی لمیٹیڈ کے سوینئیر کا افتتاح کرتے ہوئے ریاستی وزیر برائے محصول اشوک چوان نے کہاکہ اس کریڈٹ سوسائٹی کو اربن بینک میں تبدیل کرنے میں حکومت ہر ممکن تعاون کرے گی۔ اس تقریب کے صدر ڈاکٹر الحق جمخانہ والا نے کہاکہ مسلم نوجوان آج بیدار ہوچکا ہے اور اپنا حق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ابتداء میں آلود گی بورڈ کے چیئر مین مشتاق انتولے نے کہاکہ مسلم خواتین کی حوصلہ افزائی نہایت ضروری ہے۔ ان کی مزید ترقی کے لئے حکومت کا تعاون چاہیے۔ سوسائٹی کے چیئرپرسن سعید اختر پٹیل نے کریڈٹ سوسائٹی کے اغراض و مقاصد پیش کئے اور بتایا کہ کرلا میں دفتر کی خریداری کے لئے اس سوینیر کا اجراء عمل میں آیا۔ فی الحال ۴۵۰۰/اراکین ہیں اور ایک کروڑ روپے ڈپازٹ ہو چکا ہے۔

مسلم ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ایسوسی ایشن (چپلون) کا قیام

ریاست مہاراشٹر کے ضلع رتناگیری کے شہر چپلون کے مختلف مسلم محلوں میں مسلمانوں کی جماعتیں تو ہیں لیکن پورے شہر میں کوئی ایسا فعال ادارہ یا ایسوسی ایشن نہیں ہے جس سے کہ چپلون کے مسلمانوں میں آپسی رابطہ قائم ہوسکے اور تعلیمی محاذ پر مسلمانوں کی رہنمائی و مدد کرنے والا کوئی فعال ادارہ بھی نہیں ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے چپلون میں بسے ہوئے مسلم نوجوان نے ایک ایسے ادارہ کی بنیاد کا فیصلہ کیا جو وقت کی اہم ضرورت محسوس کرتے ہوئے تعلیمی محاذ پر مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرے، مسلم مسائل کے حل کیلئے مشترکہ جدوجہد کرے اور چپلون کے تمام اداروں کے درمیان رابطہ کا کام کرے۔ خلوص دل اور اتفاق رائے پر یقین رکھنے والے چپلون و ممبئی میں مقیم حضرات مزید تفصیلات کے لئے مذکور فون نمبر 02355-58425 پر رابطہ قائم کریں۔

تعاون کی درخواست

مسلم بزم اتحاد و ترقی شری وردھن کے ملکیت کی عمارت میں نگر پریشد شیکشن منڈل شری وردھن کے اسکول نمبر ۴/ اور نمبر ۵ (پرائمری اردو اسکول) چلتے ہیں جس میں تقریباً ۳۵۰ طلباء و طالبات تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ اس

مارت کو آرکیٹیک اور بی اینڈ سی کے انجینئر نے خطرہ کا نشان ظاہر کیا۔ ایسی خطرناک مارت میں ۳۵۰ طلباء و طالبات تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ نگر پریشد نری وردھن اور مجلس منتظمہ مسلم بزم تحاد و ترقی شری وردھن نے ان اسکولوں دوسری جگہ منتقل کرنے کی کوشش کی گر افسوس کہ کافی جدوجہد کے باوجود دوسری کوئی مناسب جگہ نہ مل سکی لہٰذا ارہ مسلم بزم اتحاد و ترقی شری وردھن کو بحالت مجبوری مذکورہ عمارت کو توڑ کر اس جگہ نئی عمارت تعمیر کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ لہٰذا ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ اس عمارت کی تکمیل میں اپنا بھرپور تعاون پیش کریں۔

ٹ: آپ اپنے چیک/ڈرافت مندرجہ یل اکاؤنٹ پر روانہ کریں۔

Muslim Bazm-E-Itihad-O-Taraqqi A/C C and 1-56 State Bank of India

ابراهیم عبدالرؤف کرولے،
سکریٹری مسلم بزم اتحاد و ترقی شریوردھن،
ڈسٹرکٹ رائے گڈھ

دیہی مسلم تنظیم کی موبائیل ڈسپنسری

تھانے ضلع دیہی مسلم فلاحی تنظیم جلد ہی موبائیل ڈسپنسری شروع کرے گی۔ س کا اظہار صدر تنظیم جناب ناظم امبر رئیس کی صدارت میں کلیدی عہدے داروں کی ایک خصوصی میٹنگ میں کیا گیا۔ تنظیم کے سکریٹری جنرل عبدالحمید ناچن نے خوشخبری سناتے ہوئے کہا کہ بہت جلد تنظیم کے لئے ایک موبائیل ڈسپنسری کا انتظام کیا جائے گا جو ضلع بھر کے دیہاتوں میں غریب اور ضرورت مند مریضوں کا علاج کرنے کے لئے استعمال ہوگی۔ ایکسرے مشین اور پیتھالوجی کے سامان کے ساتھ اس وین موبائیل ڈسپنسری کی لاگت تقریباً دس لاکھ روپئے ہوگی اور اس کے سالانہ اخراجات ۵/لاکھ روپئے ہوں گے جس کا بفضل تعالیٰ انتظام ہو چکا ہے۔

شاکر سوپاروی۔ نالا سوپارہ
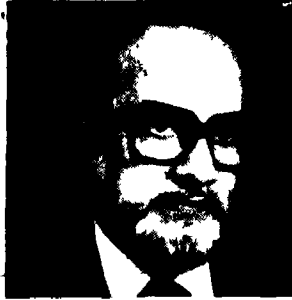
ابراہیم خاں طالب کیلئے اعزازی تقریب

ایجوکیشن سیل سماج وادی پارٹی کی جانب سے ممبئی کے ہائی اسکولوں میں صرف فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول کے ریٹائرڈ پرنسپل جناب ابراہیم خان طالب کو ملینیم ایوارڈ۔ ابو عاصم اعظمی کے ہاتھوں سے دیا گیا۔ موصوف مستری ہائی اسکول، رتناگیری کی اسکول کمیٹی کے چیرمین بھی ہیں۔ لہٰذا اس خوشی کے موقع پر مستری ہائی اسکول میں ان کے اعزاز میں ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں انتظامیہ کے ممبران عبدالحمید مستری، تنویر محمود مستری اور محترمہ گلنار تنویر مستری بہ نفس نفیس شریک تھیں۔ انتظامیہ اور اسٹاف ممبران کی جانب سے آپ کی خدمت میں گلہائے عقیدت اور شال پیش کی گئی۔

اسٹیٹ ٹیکنیکل بورڈ امتحان میں مسلم طلباء پہلی اور دوسری پوزیشن پر

ایس ایس سی بورڈ کے امتحانات میں مسلم طلباء کی نمایاں کامیابی کے بعد مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکنیکل بورڈ کے امتحانات میں بھی دو مسلم طلباء مظہر احمد بندے نواز ملانی اور ندیم ثاقب صدیقی نے مہاراشٹر میں بالترتیب اوّل اور دوم نمبر پر آکر اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

مظہر شولاپور کا رہنے والا ہے۔ اس نے ایس ایس سی پالی ٹیکنک سے سول انجینئرنگ کا امتحان دیا اور ۷۷ء۸۷ فیصد نمبر حاصل کرکے پورے مہاراشٹر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اس طالب علم نے اپنے ۳/سالہ کورس میں پہلے اور دوسرے برس بھی پورے شولاپور میں اوّل مقام حاصل کیا تھا۔ مظہر کے والد سرکاری ٹھیکہ دار ہیں اور والدہ پرائمری اسکول ٹیچر۔ مظہر اب والچند کالج سے سول انجینئرنگ میں ڈگری کورس کرنا چاہتے ہیں۔

دوسرا ہونہار طالب علم ندیم ثاقب

صدیقی ممبئی کا رہنے والا ہے۔ اس نے فادر اگنیل پالی ٹیکنک واشی سے مشین ٹولس اینڈ میکینٹنس میں ڈپلومہ کے لئے امتحان دیا تھا۔ ایک لاکھ ۶؍ہزار طالب علموں میں سے ۸۲٫۱۳ فیصد نمبر حاصل کرکے اس نے پورے مہاراشٹر میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ندیم کی والدہ منیرالنساء ثاقب انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول بلاسس روڈ میں ۱۲ برسوں سے درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔

ندیم مستقبل میں وی جی ٹی آئی سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد مرچنٹ نیوی جوائن کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ ان کی والدہ نہیں چاہتیں کہ ندیم جہاز پر ملازمت کرے کیوں کہ ان کے مطابق وہ ان کی نظروں سے دور رہے گا لیکن ندیم کو بچپن سے بحریہ میں ملازمت کرنے کا شوق تھا اور یہ خواب پورا ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔

کوکن میں اردو تعلیم

امبیت ضلع رائے گڈھ کے اردو ہائی اسکول میں معلم اور مہاراشٹر کے معروف ادیب و شاعر جناب ڈاکٹر عبدالرحیم نشتر جن کی مختلف اصناف شعروادب پر مبنی ایک درجن کتابیں منظرعام پر آچکی ہیں ان میں "کوکن میں اردو تعلیم" کتاب ایک قابل قدر کارنامہ ہے۔

نومبر ۱۹۹۷ء میں جب اس کتاب کا حصہ اوّل منصۂ شہود پر آیا تو نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام اس کا اجراء عمل میں آیا تھا۔ افتتاحی نشست میں آدھی سے زیادہ کتابیں فروخت ہوئیں۔ اب اس کا دوسرا حصہ جناب محمد علی مقدم کی وساطت سے یوتھ ویلفیئر ایسوسی ایشن جدہ نے اپنی فخریہ پیشکش کے طور پر شائع کیا ہے۔ یہ کتاب (دوسرا حصہ) تعلیمی بیداری تحریک اور اردو ذریعہ تعلیم کو فروغ دینے والے جانے مانے اور انجانے مجاہدینِ اردو اور فدائیانِ علیم کے لیے مصنف کی طرف سے خراج عقیدت ہے جسے حضرت شرف کمالی، کیپٹن فقیر محمد مستری اور جناب علی ایم شمسی کے نام منسوب کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ کتاب کا یہ دوسرا حصہ بھی حصہ اوّل کی طرح ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔ قیمت سو روپے ہے جو دفتر نقش کوکن سے خریدی جاسکتی ہے۔

نازیہ قاضی کی شاندار کامیابی

نقش کوکن کے معاون مدیر جناب امیر گولنداز کی بھانجی نازیہ اسلم قاضی جو انجمن اسلام کرلا گرلز ہائی اسکول ممبئی میں زیر تعلیم تھی امسال SSC امتحان میں ۸۲ فیصد مارکس حاصل کرکے کامیاب ہوئی ہے۔ سلسلہ تعلیم جاری رکھتے ہوئے اب ڈاکٹر بننا اس نے اپنا مقصد بنالیا ہے۔ اللہ اس ہونہار طالبہ کو اپنے ارادہ میں کامیاب کرے۔

NKT فورم کا نیا روپ

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم نے گذشتہ ۱۵/۲۰ سالوں سے سرگرم رہ کر کوکن میں اردو ذریعہ تعلیم کے طلبہ میں بیداری کی ایک لہر دوڑادی اور اساتذہ کے دلوں میں احساس ذمہ داری کو فروغ دیا ہے۔ یہاں ہم اس امر کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ اب تک یہ فورم، نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ کی ایک ذیلی مجلس Sub Committee کی حیثیت سے خدمت انجام دیتا رہا ہے۔ یہ خود کار "ادارہ" نہیں ہے۔ سال بہ سال فورم کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے فورم کے اربابِ حل وعقد نے یہ محسوس کیا کہ فورم کو بھی ٹرسٹ کی حیثیت سے رجسٹر کراکے اسے خودکار ادارہ کا روپ دیا جائے اس سلسلہ میں ٹیلنٹ فورم کے بہی خواہوں کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا تاکہ وہ اپنے نیک مشوروں سے نوازیں۔ سنیچر ۸؍جولائی کی صبح منعقدہ اس میٹنگ میں شدید بارش کے باوجود کھیڈ سے اوکیشنل گائیڈنس میں ڈپلوما ہولڈر کوکن میں اردو ذریعہ تعلیم کے استاد جناب عبدالرؤف خطیب صاحب وہور تعلقہ مہاڈ سے اسٹیٹ ایوارڈیافتہ ریٹائرڈ پرنسپل جناب این اے واحد، موربہ کے پروفیسر اعجاز راؤت صاحب، ریٹائرڈ پرنسپل محترمہ رشیدہ قاضی صاحبہ، کوپر کھیرنا کی لائینس محترمہ نوری کوارے اور انجمن اسلام نجیرہ کے فعال سماجی خدمتگار جناب عبدالحمید قاضی صاحب شریک محفل ہوئے۔ فورم کے اراکین کے ساتھ ان کے تبادلۂ خیال سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ دیگر علم دوست حضرات سے بھی جو

N.K T F کے عہدیداران اور بہی خواہوں میں شامل ہیں تحریری مشورے طلب کئے جائیں تاکہ ان پر غور وخوض کرکے فورم کے رجسٹریشن کی طرف قدم بڑھانے میں آسانی ہو۔ نئے تعلیمی سال میں فورم کی سرگرمیوں کا پروگرام مرتب کرنے کے بعد نشست کا اختتام عمل میں آیا۔

ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب کے خلفِ اکبر ڈاکٹر محمد نائیک کے ڈرائیگنوسٹک سینٹر میں اس نشست کا انعقاد عمل میں آیا تھا۔ ڈاکٹر محمد نے شرکاءِ محفل کی بھرپور خاطر تواضع فرمائی جس کے لیے فورم ان کا شکر گذار ہے۔

سکریٹری ابراهیم سندیلکر

علی باغ میں روسی سیاح افاناسی کا مجسمہ لگایا جارہا ہے

مشہور روسی سیاح اور سوداگر افاناسی نکیتن کے ایک مجسمہ کی شمالی ممبئی میں بحر عرب کے ساحل پر واقع علی باغ بندرگاہ اور مچھیروں کے شہر میں اکتوبر میں نقاب کشائی کی جائے گی۔ یہ جانکاری ہندوستانی مجسمہ ساز سدگت مہاترے نے ریانووستی کو دی ہے۔ افاناسی نکیتن نے دریائے والگا سے اپنا سفر شروع کیا تھا بحرہ کیپیئن، بحرہ عرب اور ایران سے گذرتا ہوا ایک لمبی مسافت کے بعد ۱۴۷۰ میں ہندوستان پہنچا تھا۔ ہندوستان میں اس نے سب سے پہلے ملک کے مغربی حصہ میں مچھیروں کی بستی علی باغ میں قدم رکھا تھا۔ مغلوں کی سلطنت میں کئی سال گذارنے کے بعد وہ اپنے آبائی شہر تور واپس ہوگئے جہاں انہوں نے "تین سمندر پار کا سفر" نامی اپنی مشہور کتاب لکھی۔ افاناسی نکیتن کی یادگار قائم کرنے والوں نے روسی صدر مسٹر ولادیمیر پوتن سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے مجوزہ دورہ ہند کے دوران علی باغ بھی آئیں۔

ڈاکٹر سولکر زپالی کلنک

۲۵رجون ۲۰۰۰ء کو ممبئی کے نامور وکیل جناب ہارون سولکر کے فرزندان کے کنسلٹنگ روم کا جسٹس شفیع پرکار صاحب کے ہاتھوں ہونڈا مینشن (نزد سیوا نکیتن) بائیکلہ میں افتتاح عمل میں آیا۔

ڈاکٹر مامون سولکر جو ماہر سرجن ہیں نیز ڈاکٹر محتشم سولکر جو بچوں کے امراض کے ماہر معالج ہیں اور محترمہ ڈاکٹر فرخندہ مامون سولکر جو امراضِ قلب کی ماہر معالج ہیں اس پالی کلنک میں خدمات انجام دیں گی۔

افتتاحی تقریب میں طبی حلقہ کے ماہرین، کوکن کے معزز حضرات و خواتین اور سولکر صاحب کے اعزاء و اقارب کثیر تعداد میں شریک تھے۔

جرمن پرکار ہائی اسکول بانکوٹ کی شاندار کامیابی

ادارۂ ھٰذا کا ایس ایس سی مارچ ۲۰۰۰ء کا نتیجہ 73.58 فیصد رہا۔ منڈنگڈھ تعلقہ کے سب سینٹروں میں بانکوٹ سینٹر 62.50 فیصد نتیجہ کی وجہ سے اوّل نمبر رہا۔ اسکول کے کل 53 طلباء میں سے 39 نے کامیابی حاصل کی۔ جس میں امتیازی نمبر سے 3، فرسٹ کلاس 8، سیکنڈ کلاس 17، اور پاس کلاس سے 11 کامیاب ہوئے۔ رفیق عمر حرویتکر نے 85.20 فیصد مارکس لے کر اسکول اور بانکوٹ سینٹر میں اوّل اسی طرح منڈنگڑھ تعلقہ میں دوم نمبر سے پاس ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اسکول کی بنیاد سے لے کر اب تک رفیق عمر حرویتکر 95.20 (سب سے زائد) فیصد مارکس لینے والے واحد طالب علم ہیں۔ نصرت بیگم ذوالفقار احمد اعظمی اور اکبر خان منیر خان ساکھرکر 80.80 فیصد مارکس لیکر اسکول میں دوسرے نمبر پر رہے۔

اسکول ہذا کے ہیڈ ماسٹر جناب مشتاق احمد خان صاحب نے معاونین اساتذہ اور کامیاب طلباء کو مبارکباد دیں۔

مرسلہ۔مظفر ابراهیم پرکار

زیڈ بی ذکریا انگلش اسکول سوپارہ کا شاندار نتیجہ

امسال SSC کا رزلٹ 96.25% رہا ۸۰ طلباء نے امتحان دیا۔ ۷۷ کامیاب ہوئے۔ محمد لیق ہوائی نے 85.86 مارکس حاصل کئے اسے سائنس میں 144 مارکس ملے اسکول میں اوّل نمبر رہا۔ وقاص غفران چاوڑے 82% فیصد مارکس حاصل کئے اور دوسرے نمبر پر رہے جبکہ تیسرے نمبر پر عبدالباسط قاضی نے 80% فیصد مارکس حاصل کئے۔

انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول سوپارہ

اسال کل ۵۵ طلباء نے ایس ایس سی کا امتحان دیا۔ ۴۶ طلباء کامیاب ہوئے۔ صالحہ انیس خان نے ۸۳.۳۳٪ فیصد، فاروق مکاندار نے ۸۳.۱۷٪ فیصد اور تزئین نفیس ملا ۸۱٪ فیصد مارکس لے کر کامیاب ہوئی۔ طلباء یک بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر پنجم اور آٹھویں کلاس کے ڈویزن بڑھانے کی سخت ضرورت ہے۔ حکومت اس طرف فوری توجہ دے۔

شاکر سوپاروی

نیشنل ہائی اسکول لاؤن کا شاندار نتیجہ

لاؤن۔ تعلقہ منڈن گڑھ ضلع رتنا گیری کے نیشنل ہائی اسکول سے SSC میں اس سال کل ۲۸ طلبہ شریک امتحان رہے اس میں سے ۲۰ طلباء کامیاب ہوئے۔ کامیاب طلباء میں سے ۴ فرسٹ کلاس، ۱۳ سیکنڈ کلاس اور ۳ پاس کلاس ہوئے۔ قریشی نکہت جہاں قمر اعظم مجموعی طور پر 68% مارکس لیکر اسکول میں اوّل رہی۔

ساحر شیوی کے اعزاز میں ہو نسلو (لندن) میں موسیقی اور مشاعرہ

۱۹؍ مئی ۲۰۰۰ء کو معروف شاعر۔ ایڈیٹر۔ سفیر اردو۔ لیوٹن اور ساحر اکیڈمی لدھیانہ سے ایوارڈ یافتہ جناب ساحر شیوی کے اعزاز میں مشہور شاعر اور افسانہ نگار گلشن کھنہ کی طرف سے ان کی رہائش گاہ پر ایک محفل موسیقی اور مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس خصوصی محفل میں جناب اقبال مرزا مدیر ماہنامہ صدا لندن، جناب اطہر راز، جناب سلطان الحسن فاروقی، جناب رادھے شیام عارف رستوگی، محترمہ سنتوش رستوگی، محترمہ شیلا کنول، محترمہ صفیہ شیوی کے علاوہ ہونسلو کی میئر محترمہ دیوندر سندھو اور جناب درشن سندھو نے بطور مہمانانِ خصوصی شرکت فرمائی۔ محفل کی صدارت جناب اقبال مرزا نے فرمائی۔

جناب اطہر راز نے ساحر شیوی کی ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ ساحر صاحب کے اب تک کئی شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں گویا وہ ادبی دنیا کا ایک ایسا سمندر ہیں جنہیں کوزے میں سمویا نہیں جاسکتا۔ انہوں نے حاضرین محفل کو یہ بھی بتایا کہ ساحر شیوی کی شخصیت اور شاعری پر ممبئی کے ایک ریسرچ اسکالر نے مقالہ لکھ کر ایم۔ فل کی ڈگری حاصل کی ہے۔

اس کے بعد مشاعرے کا آغاز ہوا جس کی نظامت کے فرائض گلشن کھنہ نے بڑی چابکدستی سے ادا کئے۔ تمام شعرائے کرام نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ مشاعرہ کے بعد موسیقی کا دور شروع ہوا۔ سب سے پہلے محترمہ شیلا کنول نے اپنی مترنم آواز میں گلشن کھنہ کی دو غزلیں پیش کیں۔ اس کے بعد جناب درشن سندھو نے اپنی جادو بھری آواز میں غزلیں اور گیت پیش کر کے حاضرین کا دل جیت لیا۔ یہ یادگار اور خوبصورت محفل رات کے دو بجے تک جاری رہی۔ اس شاندار محفل کے اختتام پر محترمہ پرم جیت کھنہ نے حاضرین کی خدمت میں ایک پرلطف عشائیہ دیا۔

از گلشن کھنہ

آدرش جونیئر کالج کا افتتاح

کرجی تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری میں ۳؍ جولائی ۲۰۰۰ء کو آدرش جونیئر کالج کا افتتاح کھیڈ شہر کے معروف سماجی خدمت گار جناب عبدالرحمٰن داؤد خطیب کے ہاتھوں کیا گیا۔ فی الحال اس کالج میں گیارہویں جماعت (آرٹس کے شعبہ سے) شروع ہوئی ہے۔ کالج کا میڈیم اردو رہے گا۔

تقریب کی صدارت تعلیمی انجمن کرجی کے چیئرمین جناب حسین ملاجی نے کی۔ اس تقریب کو آدرش ہائی اسکول کے صدر مدرس جناب بی۔ ایم قاضی، انتظامیہ کے CEO جناب عبداللہ حمدولے، معاون مدرس جناب رفیق پرکار اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

تقریب میں حاضر کئی مخیّر حضرات نے تقریباً تیس ہزار -/30,000 روپے کے عطیات کا اعلان کیا۔ جناب حسین ملاجی ساجد نے جونیئر کالج کے لئے ہر سال بیس ہزار -/20,000 روپئے کا عطیہ دینے کا اعلان کیا۔ اس کالج کے شروع ہونے سے

علاقہ میں موجود طلباء کیلئے کافی سہولت حاصل ہوگی۔ اس لئے علاقہ کے سبھی محب تعلیم حضرات نے اس موقع پر خوشی ومسرت کا اظہار کیا۔

مرسلہ ۔ رفیق پرکار

ماڈرن ہائی اسکول ساکھری ناٹے کا افتتاح

۲۰۰۰ء جون تعلیمی سال سے ماڈرن ہائی اسکول ساکھری ناٹے تعلقہ راجہ پور اردو میڈیم ہائی اسکول کا افتتاح رتناگری کے معروف صنعت کار جناب رفیق نائیک صاحب کے ہاتھوں ہوا۔ بطور مہمانانِ خصوصی پروفیسر جی۔ آئی۔ آوٹے، بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلس ہائی اسکول رتناگری کی سابق صدر معلّمہ محترمہ حمیدہ بانو آوٹے، ہفت روزہ "آکاش گنگا" کے مدیر الناصر قاضی، رتناگری تعلقہ گرام وکاس سیوا سمیتی کے صدر تاج الدین ہوڑیکر، ساکھری ناٹے گرام پنچایت کے سرپنچ علیم سولکر موجود تھے۔

تلاوتِ قرآن اور مہمانوں کے تعاون کے بعد ضلع پریشد رتناگری کے سابق رکن باب صاحب بورکر نے اپنی تقریر میں کہا کہ کثیر الآبادی کے اس گاؤں میں گذشتہ ستر برسوں سے پرائمری تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ آج ہم نے بزرگوں کے خواب کو مکمل کیا ہے اور ثانوی تعلیم کا آغاز کیا ہے۔ اس نوزائید تعلیمی ادارے کے لیے چوگلے ادھیوگ سموہا کی جانب سے پندرہ ہزار روپے کا عطیہ دیا گیا ہے۔

اپنی افتتاحی تقریر میں جناب رفیق نائیک نے کہا کہ فی الوقت تعلیمی میدان میں میرٹ لسٹ کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے سرپرست اور اساتذہ طلباء وطالبات کی پڑھائی پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔

پروگرام کے اختتام پر رفیق نائیک اور صدر جلسہ پروفیسر آوٹے صاحب کے ہاتھوں طلباء وطالبات کو درسی کتابیں اور کاپیاں دی گئیں۔ اسکول کمیٹی کے چیئرمین امجد بورکر صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر مدرسہ ہٰذا کی صدر معلّمہ صدیقہ بھانکر رتناگری نگر پریشد کے سابق میونسپل کونسلر، سعید ڈنگنکر، صحافی ٹیلیکر اور دیگر حضرات کثیر تعداد میں حاضر تھے۔

کیف علوی مہسلہ سینٹر میں اول

مہسلہ ۔ انجمن اسلام جنجیرہ اردو ہائی اسکول و جونیئر کالج مہسلہ رائے گڑھ کا طالب علم کیف اظہر علوی نے امسال ایس ایس سی میں ۸۳،۵ فیصد مارکس حاصل کرکے مہسلہ سینٹر سے منسلک تمام اسکولوں میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ کیف نے اردو میں ۹۲، انگریزی مضمون میں ۸۴ اور سوشل سائنس میں ۱۵۰ میں سے ۱۳۳ مارکس لئے۔ ادارہ انجمن اسلام جنجیرہ کے سات ہائی اسکولوں میں بھی کیف نے اول مقام پایا۔ موصوف اس ہائی اسکول کے پرنسپل جناب اظہر علوی کے فرزند ہیں۔ اس کے علاوہ چودھری صدام حسین شبیر حسین اور شیخ ستار نے اسکول میں بالترتیب دوسرا اور تیسرا مقام حاصل کیا۔

مرسلہ ۔ شکیل شاہ جہاں

ہرنئی کی ہونہار طالبات

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کی طالبہ سمیرہ نور محمد تانبے نے ایس ایس سی امتحان میں 78 فیصد مارکس حاصل کرکے اسکول میں پہلا مقام حاصل کیا۔ اسکول کا نتیجہ 83.33 فیصد رہا۔

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کی طالبہ سلمیٰ نثار احمد ڈھینکر نے ایس ایس سی امتحان میں 70 فیصد مارکس حاصل کرکے دوسرا مقام حاصل کیا۔

قصبہ کے کامیاب طلباء

اس سال نیو انگلش ہائی اسکول قصبہ

سنگمیشور سے گریش شیٹر کے یہ ایس ایس سی امتحان بورڈ میں۔۔۔۔۔ نمبر پر کامیاب ہوا۔ اور مراٹھی پیپر میں پورے بورڈ میں پہلے نمبر سے کامیاب ہوا۔ اسی طرح نیو انگلش ہائی اسکول قصبہ سنگمیشور سے زبیدہ مراد مرزا یہ 83% مارکس لے کر اسکول میں دوسرے نمبر پر آئی۔ زبیدہ ہندی مراٹھی کمپوزٹ پیپر میں پورے بورڈ میں پہلی آئی۔ ساتھ ہی ساتھ عرفات امتیاز کاپڑی قصبہ کا رہنے والا APJ School نیرول نئی ممبئی سے 86% مارکس لے کر CBSCامتحان میں کامیاب ہوا اور اسکول میں Mathamatics میں پہلے نمبر پر آیا۔
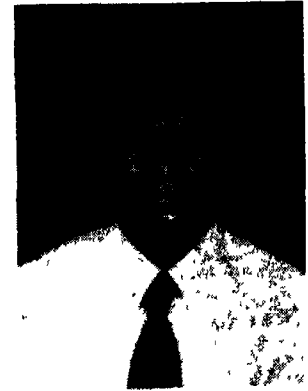
اشفاق نگدادے بی ایس سی

بازار محلہ ہرنئی کے جناب ایوب نگدادے کے صاحبزادے جناب اشفاق نگدادے نے داپولی اربن بینک سائنس کالج سے 63فیصد مارکس لے کر B Sc کا امتحان فرسٹ کلاس میں کامیاب کیا اور اب ماسٹر ان کمپیوٹر مینجمنٹ میں داخلہ لیا ہے۔ کامیابی پر مبارکباد۔

مظہر سنگمیشوری بی۔ کام

بازار محلہ ہرنئی کے جناب حشمت علی سنگمیشوری برانچ منیجر یونین بینک چپلون کے صاحبزادے مظہر عمر ۱۹ سال نے پونہ یونیورسٹی سے B Com کا امتحان 64% فیصد مارکس لے کر فرسٹ کلاس میں کامیاب کیا۔ ایس۔ ایس سی امتحان میں 82 فیصد مارکس اور ایچ ایس سی کامرس امتحان میں کولہاپور ڈویژن میں میرٹ لسٹ میں چھٹا نمبر حاصل کیا تھا۔ انہوں نے C A کا انٹر امتحان دیا ہے جس کے نتیجہ کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابیوں سے سرفراز کرے۔

انجمن ہائی اسکول گونڈگھر کا نتیجہ

امسال ہمارے اسکول سے جماعت دہم میں ۳۹ طلباء و طالبات شریک ہوئے تھے۔ جن میں سے ۱۴ر کامیاب ہوئے اور رزلٹ 89% 35 رہا ہے۔ جس میں اول، دوم و سوم آنے والے طالب علم مندرجہ ذیل ہیں۔ نذیر انجم خلیل 86% 61 ۔ کھمکر ایاز نذیر 00% 60 گزگے عارف عبدالشکور 46% 59 ۔

جناب حسن علی جھمالے یکم مئی ۴۲ء کو ضلع رائے گڈھ کے مشہور گاؤں "اپر توڑیل" میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی شوخی اور ذہانت ان کا حصہ رہا اور آپ اسکول میں اساتذہ کے چہیتے شاگردوں میں سے رہے۔ مدت تک تدریسی پیشے سے منسلک رہنے کے بعد ۳۰/اپریل ۲۰۰۰ء کو اپنی خدمات سے سبکدوش ہوگئے۔ موصوف نے ۱۴/جولائی ۱۹۶۲ء کو شری وردھن تعلقہ سے اپنی سروس کا آغاز کیا تھا۔ ایس ایس سی ٹرینڈ استاد تھے اور ہندی میں گریجویشن کا امتحان پاس کیا تھا۔ اور یوں بے لوث خدمات انجام دیں کہ ایک مثال بن گئے۔ آپ جادو بیان مقرر اور قابل تعریف قلم کار بھی ہیں۔ لکھتے ہیں تو گلکاری ہوتی ہے اور بولتے ہیں تو پھول جھڑتے ہیں۔ نقش کوکن، فوزان، آجکل، انقلاب و دیگر رسائل و اخبارات میں اکثر و بیشتر آپ چھپتے رہتے اور اپنے مؤثر مضامین سے سماجی نقائص کی بنیادوں کو ہلاتے رہتے ہیں۔
آپ بروقت کئی تعلیمی اداروں سے منسلک ہیں۔ ایجوکیشن سوسائٹی لوئر توڑیل، رائل ایجوکیشن سوسائٹی یورلی پنجتن، انجمن

جماعت الاسلام مہاڑ وغیرہ نے آپ کی تعلیمی سرگرمیوں سے کافی فائدہ اٹھایا ہے۔ اساتذہ کی تعلیمی انجمن کے نائب صدر رہ چکے ہیں۔ جماعت المسلمین اپر توڑیل کے نائب صدر اور مینجنگ متولی ہونے کا بھی شرف آپ کو حاصل ہے۔ سبکدوشی کے بعد مختلف تعلیمی اداروں کی طرف سے وداعیہ ودعائیہ تقریبات کے ذریعہ آپ کی شان میں اضافہ کیا گیا ہے۔

آپ بحیثیت صدر مدرس ریٹائر ہوئے ہیں۔ ایک مثالی مدرس ہونے کے سبب آپ وقت کی پابندی اور نظم وضبط کا بڑا خیال رکھتے تھے آپ کے ماتحت اساتذہ آپ کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ آپ جن اسکولوں میں رہے وہ تمام اپنے صاف ستھرے ماحول کے لئے کافی مشہور رہے۔ ہم آپ کی درازیٔ عمر کی دعا مانگتے ہیں۔ آمین۔

ایس نظام الدین ، لوئر توڑیل رائیگڈھ
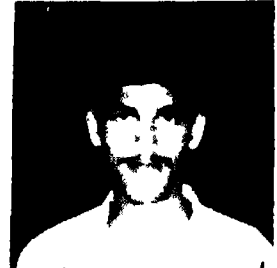
اچ ایس سی میں نمایاں کامیابی

موضع دابھت ضلع رتناگری کے جناب بشیر داؤد ساونت نے جو مرچنٹ نیوی میں چیف انجینئر ہیں ان کے فرزند خلیل احمد بشیر ساونت نے بارہویں کے امتحان میں 92 33% فیصد مارکس حاصل کرکے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ ریاضی میں۔ اسے ۱۰۰ فیصد مارکس ملے ہیں۔

مرسلہ ۔ یوسف احمد ساونت

گڑبڑے بہنوں کی شاندار کامیابی

نوجیون جونیئر کالج راجہ پور کی طالبہ فرحانہ عبدالکریم گڑبڑے (متوطن مجگاؤں رتناگری) امسال اچ ایس سی کے امتحان میں ۷۷ء۷۷ فیصد نمبر حاصل کرکے کامیاب ہوئی اور اپنے کالج میں اول رہی۔ فرحانہ کو ایس ایس سی امتحان میں ۸۰ فیصدی نمبر حاصل ہوئے تھے۔ اس طالبہ نے ڈاکٹر بننے کے ارادے سے CET کا امتحان دیا اور الحمد للہ B H M S کے لئے بآسانی داخلہ مل گیا ہے۔ فرحانہ کی بڑی بہن نشاط نے امسال ممبئی یونیورسٹی سے نباتیات (Botany) مضمون لے کر بی ایس سی کے امتحان میں اول درجہ میں کامیابی حاصل کی ہے۔ نشاط اپنی پڑھائی جاری رکھتے ہوئے ایم ایس سی کرنا چاہتی ہے۔ ان کے بھائی عبدالقیوم نے اچ ایس سی کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ گڑبڑے بہنوں کو پڑھائی کے لئے ان کے والدین (دونوں پرائمری ٹیچرس ہیں) نے راہ نمائی اور ہمت افزائی کی۔

رتناگری سندھودرگ ضلع کے مسلم طلبہ کو وظیفے

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کی ممبئی سب کمیٹی نے تعلیمی سال ۲۰۰۰-۲۰۰۱ء کے لئے مندرجہ ذیل مسلم طلبہ کو حسب قابلیت وظیفے دینا طے کیا ہے۔ چنانچہ خواہشمند طلبہ ذیل کے پتے پر اپنا پتہ لکھا ہوا تین روپے کا ڈاک ٹکٹ لگا ہوا لفافہ بھیج کر درخواست نامہ حاصل کریں۔ ساتھ ہی ساتھ دو روپے کا ڈاک ٹکٹ بھی بھیج دیں۔ عریضے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۰/ستمبر ۲۰۰۰ء ہوگی ۔ مندرجہ بالا وظیفوں کے علاوہ المرحوم پروفیسر دادرکر صاحب کی یاد میں پانچسو روپے کی اسکالرشپ اس طالبعلم کو دی جائے گی جس نے اردو یا سائنس یا سب میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہوں۔

(۱) بمبئی اعظمی کے ہائی اسکولوں میں ہشتم سے دسویں تک تعلیم پانے والے۔

۲) بمبئی اعظمی کے صنعتی اور حرفتی
Vocational Technic
اروں میں تعلیم پانے والے۔
۳) ریاست مہاراشٹر کے کسی بھی انجینئرنگ
میڈیکل کالج میں تعلیم پانے والے۔
۴) بمبئی اعظمی اور رتناگری / سندھودرگ
ملع کے جونیئر اور ڈگری کالجوں میں تعلیم
نے والے۔
ٹ (۱) ہائی اسکولوں کے جن طلباء کو
۵ فیصد سے زیادہ نمبر ملے ہوں وہی
ریفہ کریں۔ (۲) جن لڑکیوں کو سرکار
ی طرف سے مفت تعلیم دی جارہی ہے وہ
ریفہ نہ کریں۔ صرف فیس ادا کرنے
الی لڑکیاں ہی درخواست بھیجیں۔
چ۔ ڈی۔ مستری (سکریٹری)
پتہ کوکن ایجوکیشن سوسائٹی،
۷ رجگناتھ شنکر سیٹھ روڈ (گرگام) اوپیرا
ہاؤس، بمبئی۔ ۴۰۰۰۰۴

مسلمان بلاسود کاروبار کیسے کریں؟ ایک نیشنل ہنگامی سمینار

اسلامک ریسرچ اینڈ ریسرچ
ؤنڈیشن سہارنپور (انڈیا) کی جانب سے
موجودہ دور میں عظیم الشان پیش کش۔
سلامک انویسٹمنٹ کمپنیوں کے نام پر
ھو کہ باز لوگ ایک ہزار کروڑ روپے کی
قم لے کر غائب ہوچکے ہیں، یہ سلسلہ
ستحصال کیسے رکے؟ ہندوستانی مسلمان
سلامک بینکنگ، ملکی معیشت اور ذاتی
کاروبار میں سب سے اوپر ابھر کر کیسے
آئیں۔ تمام اہل دانش، اہل فکر و نظر،
اسلامک اسکالر، مسلم بزنس میکنس اپنی
تحقیقی رائے اور تجربات تحریر کریں،
ساتھ ہی سمینار منعقد کرنے میں تعاون
پیش کریں۔

Please Contact -
Exe Director Islamic Search &
Research Foundation (India)
3/1108, Dehradun Chowk,
Saharanpur (U P) Ph 72510,
723348, Fax 725556

سارنگ اردو اسکول کابینہ کی تشکیل

سارنگ تعلقہ داپولی اردو اسکول کی
کابینہ کی تشکیل کرکے منتخب وزراء کی
حلف برداری کا پروگرام ۲۰ر جون ۲۰۰۰ء
کے دن کیا گیا۔ یہ انتخابات خفیہ رائے
دہندگی کے تحت اسکول کے صدر معلّمہ
رقیہ لیاقت مقدم و مدرس عبدالسلام
عبداللطیف آرائی کی نگرانی میں عمل میں
آئے۔ وزیراعظم شاہد گھنسار نائب وزیر
اعظم تحسین مقدم وزیر تعلیم مہرین گھنسار
نائب مصباح مقدم وزیر صفائی عرفات
نائیک نائب شوقیہ بھاردے وزیر خزانہ
تسکین گھنسار نائب نصرت مقدم سیر
و تفریح آفرین بھاردے نائب عظمینہ ٹکلے
کھیل تابش گھنسار نوری چاندے۔ وزیر
باغبانی سمیہ مقدم صدف مقدم۔

قاسم غلام صاحب کو مبارکباد

جماعت المسلمین امبر گھر۔ رتناگری
کی سالانہ میٹنگ میں آئندہ سال کیلئے
اتفاق رائے سے جناب قاسم غلام دبیر اور
امبر گھر گرام وکاس سمیتی کے جناب ایوب
حشام الدین کو صدر منتخب کیا گیا ہے۔ ہم
اراکین ان کی خدمت میں مبارکباد پیش
کرتے ہیں۔

مرسلہ۔ پروفیسر زبیر دبیر

فرید ملا دوبارہ کونسلر منتخب

نالاسوپارہ نگر پریشد میں کوآپ
کونسل کے الیکشن میں وسئی وکاس منڈل
کی طرف سے کونسلر فرید صدیق اکبر ملا کو
۲۷ کے مقابلے میں ۱۵۱ ووٹوں سے منتخب
کیا گیا جبکہ بی جے پی کے کونسلر سابق
شری راچندر پانڈورنگ راؤت (راموبھاؤ)
کو دس ووٹ ملے۔ جناب فرید ملا کی کامیابی
میں وسئی وکاس منڈل کے ایم ایل اے
شری ہتندر ٹھاکور الحاج رضوان حارث
کے ساتھ وی وی کے سبھی کونسلرز اور
سوشل ورکروں کا ہاتھ تھا۔ امید ہے فرید
ملا نالاسوپارہ کی ترقی و فلاح و بہبودی کے
لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔
ہم فرید ملا صاحب کو دوبارہ کونسلر منتخب
ہونے پر پرخلوص مبارکباد پیش کرتے
ہیں۔

شاکر سوپاروی اور احباب
سوپارہ

مستری ہائی اسکول رتناگری میں جشن عید میلادالنبیؐ

امسال بھی مستری ہائی اسکول رتناگری میں ۱۵؍جون ۲۰۰۰ء کو جشن عید میلادالنبیؐ منایا گیا۔ اس باسعادت مجلس میں اسکول کمیٹی کے چیرمن جناب ابراہیم خان صاحب طالب مسند صدارت پر فائز رہے۔ انتظامیہ کے خزانچی محترم عبدالحمید مستری صاحب، سکریٹری جناب تنویر مستری صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ گلنار تنویر مستری صاحبہ کی موجودگی سے اس مجلس کی رونق دوبالا ہوگئی تھی۔

مجلس کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے کیا گیا جس کی سعادت نہم جماعت کے طالب علم صبر عالم انصاری نے حاصل کی۔ نہم اور دہم جماعت کی طالبات نے بارگاہِ خداوندی میں حمد وثنا کی۔ اس کے بعد جماعت نہم کے طالب علم نزاکت مقادم نے نعتِ رسولؐ پیش کی۔ محمد مصطفیؐ کی زندگی اور ان کی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے پہلے اسکول کی طالبات شاہینہ اسلم مالپیکر، شہناز عبدالرشید مقادم، شریفہ شبیر قاضی، شرمین گل حسن جمعدار اور آفرین الطاف ہشیے نے تقاریر پیش کیں۔ بعدازاں مدرسین میں محترمہ ممتاز قاضی، محترمہ ریحانہ مقادم، محترمہ سیما باغبان، جناب اقبال ہونیر کر، جناب راشید قادری اور جناب انوار احمد انصاری نے تقاریر کیں۔ صدر جلسہ عالی جناب ابراہیم خان طالب نے خطبۂ صدارت میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی اہمیت اسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالی۔ نظامت کے فرائض جناب سراج احمد خان صاحب نے انجام دیے اور آخر میں اسکول کی معلمہ محترمہ ریحانہ مقادم نے شکریہ ادا کیا اور جلسہ باتزک و احتشام اختتام پذیر ہوا۔

انجمن صدائے اردو

انجمن ہذا کے زیراہتمام مرحومہ زبیدہ بیگم ہارون شیخ کی برسی کے موقعہ پر ایک طرحی شعری انعامی مقابلہ رکھا جارہا ہے۔ لہٰذا امید ہے کہ امسال بھی گذشتہ سال کی طرح شعراء حضرات حصہ لے کر مرحومہ کو شعری خراج عقیدت پیش کرکے شکریہ کا موقعہ عطا کریں گے۔

شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شرکت کیلئے داخلہ فیس نہیں ہے۔ (۲) کلام بھیجنے کی آخری تاریخ ۱۰؍اگست ۲۰۰۰ء ہے۔ (۳) کلام کم از کم پانچ اشعار کے ہوں اور مطلع و تضمین لازمی ہے۔ (۴) فیصلے کے لئے ایک پانچ رکنی کمیٹی جناب اثر بدایونی کی قیادت میں تشکیل دی گئی ہے۔ کمیٹی کا فیصلہ آخری ہوگا اور اس سلسلہمیں خط و کتابت پر غور نہیں کیا جائے گا۔ (۵) مختلف نقد انعامات گذشتہ سال کی طرح منی آرڈر کے ذریعہ بھیجے جائیں گے۔ (۶) منتخب اشعار کا مجموعہ گذشتہ سال کی طرح شائع کیا جائے گا۔

کلام ارسال کرنے کا پتہ نزہت سلطانہ، نازیہ اپارٹمنٹ، دوسری رابوڑی، ڈاکٹر انصاری روڈ، تھانے ۴۰۰۶۰۱

مصرعہ طرح : وہ اشک بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے۔ ق ۔ تر۔ گھر۔ سروغیرہ

شاندار کامیابی

ای۔ایس اردو ہائی اسکول لوور توڑیل، رائیگڑھ کا ایس ایس سی کا نتیجہ 74% رہا۔ مس فردوس فاروق دیشکھ 79% کے ساتھ تعلقہ مہاڈ کے اردو اسکولوں میں، سنٹر پر اور اپنے اسکول لوور توڑیل میں اول مقام پر رہیں۔ اسی اسکول کی مس نبیلہ زمانے اور مس زرین زمانے دوسرے و تیسرے مقام پر سنٹر اور اسکول میں کامیاب ہوئیں۔

مرسلہ ۔ شعبہ نشرو اشاعت

مہاپرل میں الوداعی جلسہ

ضلع پریشد اردو اسکول مہاپرل ضلع رتناگری میں جماعت ہفتم کا الوداعی جلسہ یکم اپریل ۲۰۰۰ء کو مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کے سائنس ٹیچر جنید دیشکھ کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ مہاپرل گرام پنچایت شکشن سمیتی (تعلیمی کمیٹی) کے صدر جناب شمش الدین مقدم اس پروگرام کے خصوصی مہمان تھے۔ انہوں نے طلباء کی تعلیمی رہنمائی کی اور پروگرام کے لئے ۱۰۰ (سوروپئے) کا عطیہ دیا۔ جماعت ہفتم کے طلباء نے اپنے خیالات وتاثرات پیش کیں۔ اسی طرح ششم جماعت کے طلباء نے بھی اپنے تاثرات پیش کیں۔ اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب احسام الدین حسوارے کی رہنمائی میں

ٹیچروں نے پروگرام کو کامیاب بنایا۔ اس پروگرام کی نظامت جناب حسن میاں اسحاق مقادم نے کی۔ طلباء نے اسکول کیلئے تحفے دیئے آخر میں سب کا شکریہ جناب حسن لامبے نے ادا کیا۔

از۔ عبدالرؤف عثمان مالگنڈکر

انجمن شریوردھن کا پھر صدفی صدر رزلٹ

انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول وجونیئر کالج شریوردھن کا اس سال بھی SSC کا رزلٹ سوفیصد رہا۔ فردوس مشتاق قادری نے 81% مارکس حاصل کر کے اول نمبر، نظیفہ شاہ نواز کھمکر نے 70% مارکس لے کر دوم نمبر اور حمیراء امان اللہ ماشالکر نے 68% مارکس لے کر سوم نمبر حاصل کیا۔ ذیل کے طلبہ نے فرسٹ کلاس کامیابی حاصل کی۔

وفا شکیل آرائی (67%) بروڈ سلویٰ جوہر علی (66%) الڈے مصدق ایوب (65%) لوگڈے اسماء شفیع (65%) کردے ھدیٰ زبیر (64%) جمعدار ذکیہ عبدالسلام (63%) لوگڈے انجم اکبر (62%) کردے صدف عبدالغفار (61 7%) شیما عبدالشکور آرائی (61 2%) سوگے شیرین سلیم (60%) کل 40 طلباء میں سے 13 نے امتیازی 26 نے دوم اور صرف ایک نے پاس کلاس پایا۔

اسکول ہذا کا بارہویں کا رزلٹ 68% رہا۔ اُمّ اسماء احتشام پانڈے نے 76 7% نمبرات کے ساتھ شاندار کامیابی حاصل کی اس طالبہ نے جغرافیہ میں 92% اور عربی میں 88% نمبرات لے کر پورے ممبئی بورڈ میں اوّل مقام پایا۔ سمیہ عبدالشکور قاضی نے 73% مارکس لے کر دوم اور عظمیٰ زاہد لانبے نے 62% نمبرات حاصل کر کے سوم نمبر حاصل کیا۔ اس شاندار کامیابی پر پرنسپل شبیر خطیب اور اسٹاف کو بے شمار مبارکباد۔ انجمن اسلام جنجیرہ کے صدر غلام محمد پیش امام نے ہدیۂ تہنیت اور اعزاز وانعام سے نوازا۔ چیرمن احمد صاحب عرفانشاہ حلقہ کے سکریٹری شاہ نواز کھمکر، جوائنٹ سکریٹری اسماعیل اُملکر اور جناب اقبال آرائی صاحب نے انعامات اور اعزاز کے ساتھ اگلے سال ہیٹ ٹرک کی دعائیں دیں۔

مراسلہ نگار۔ عائشہ بروڈ

مہسلہ گرام پنچایت سرپنچ انتخاب میں رفیق چنیکر پینل کامیاب

مہسلہ گرام پنچایت کے سرپنچ کے انتخاب میں سلیم سیف الدین چوگلے نے کانگریس (آئی) کے امیدوار رباب جان پٹھان کو ۷ کے مقابلے ۹ ووٹوں سے شکست دی۔ جن ممبران نے اپنے ووٹوں کا استعمال کیا ان میں قاضی عبدالشکور، ابراہیم تانبے، محترمہ خدیجہ تانبے، ساریکا کرڈے، شاردا پٹیل، ویشالی گھوسالکر، ریاض چاندلے اور شیلیش پٹیل شامل ہیں۔ ۱۷ ممبروں پر مشتمل مہسلہ گرام پچنایت کے سابق سرپنچ کا یہ عہدہ اہل مہسلہ کے لئے ایک چیلنج بن گیا تھا۔ دو الگ الگ پینل اس عہدے کے لئے کوشاں تھے۔ بالآخر رفیق چنیکر پٹیل نے کسان مزدور پارٹی کے علی کونچالی کیک علاوہ نذیر حسن قادری باپوجنجیر کر، عظیم پٹھان، باپو دوندولکر، حمید پردیسی، سنجئے کھمباٹے اور نصیر بیٹھاگرے کے تعاون سے دوبارہ یہ کامیاب حاصل ہوئی ہے۔

شادیٔ خانہ آبادی

عرفان پاوسکر *** نسرین گونڈی

بازار محلّہ کے جناب زین الدین عثمان پاوسکر صاحب کے صاحبزادے عرفان پاوسکر اسٹاف ساحل ہوٹل ممبئی کا عقد مبارک المرحوم تاج الدین عثمان گونڈی کی دختر نسرین کے ساتھ ۹ر جولائی کو عمل پذیر ہوا۔ نکاح کی رسم نور مسجد ڈونگری میں ادا کی گئی اور ظہرانہ (لنچ) کا اہتمام سینٹ جوزف ہائی اسکول ڈونگری میں کیا گیا تھا۔

عنبر *** ثمر

نقش کوکن کے قدیم خیر خواہ جناب عبداللہ مقادم جو مسقط میں آرکیٹک انجینئر ہیں ان کے فرزند عنبر کی شادی ثمر کے ساتھ ۱۴ر جولائی ۲۰۰۰ء کو ورلی ممبئی میں انجام پائی۔

لاٹون میں سرپرست اجلاس

تنظیم کا عمومی اجلاس

لاٹون۔ نیشنل ہائی اسکول لاٹون تعلقہ منڈگڑھ میں پالک شکشک سنگھ کا عمومی اجلاس مورخہ ۸؍جولائی کو محترم ابراہیم بابا جوئے (سرپنچ مرادپور) کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ جس میں صدر مدرس اساتذہ اور سرپرست حضرات کی کثیر تعداد کے علاوہ اسکول انتظامیہ کمیٹی کے سکریٹری محترم عبدالقادر علی کھانچے اور محترم احمد باوا ولیلے وغیرہ نے شرکت کی۔

صدر مدرس جناب قمراعظم قریشی صاحب نے آئے ہوئے مہمانان کا استقبال کیا۔ جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ شعبۂ تعلیم کی طرف سے پالک شکشک سنگھ کے تعلق سے جاری سرکیولر کی بھی مفصل معلومات اچھے انداز میں تمام شرکاء کے گوش و گذار کی۔ تمام نکات پر سیر حاصل بحث کے بعد تعلیمی سال ۲۰۰۱-۲۰۰۰ کے لئے "پالک نمائندگان کا حسب ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

(۱) محترمہ ساونت زلیخا عبدالعزیز (۲) محترم چوگلے فضل الرحمن (۳) محترم خلفے نورالدین (۴) محترمہ ساونت نجم السحر لیاقت (۵) محترمہ گرے نجم النساء عبدالحمید (۶) محترم جولے عبدالجباروالا انتخاب کے بعد محترم عبدالقادر علی کھانچے نے پالک شکشک سنگھ کے تعلق سے اپنے زرین خیالات پیش کیے آخر میں صدر محترم ابراہیم باباجولے صاحب نے بھی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ ٹیچر نمائندے شیخ محمد یوسف، پیرزادے اسداللہ حسینی، پربلکر رضوان، خلفے عبدالحمید، انصاری اشفاق احمد اور انصاری آصفہ ہوں گے۔

H.B. حسن میاں باوا ولیلے

کو الوداعیہ

۳۰؍جون ۲۰۰۰ء کی دوپہر ڈاکٹر ایم کیو دلوی واگھیورے اردو ہائی اسکول میں جناب حسن میاں داؤد رومانی صاحب سابق صدر دی ینگ مسلم ایجوکیشن سوسائٹی واگھیورے (ممبئی) کی صدارت میں جماعت المسلمین واگھیورے کی جانب سے الوداعیہ جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں صدر مدرس حسن میاں باوا ولیلے کی ۳۵ سالہ خدمات کا احاطہ کیا گیا۔ انھیں مختلف تحائف و گلہائے عقیدت سے نوازا گیا۔ اس تقریب میں ترقی سے سرفراز صدر مدرس جناب جاوید اختر صاحب نے ولیلے سر کی زندگی پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ریاض رومانی، شیخ عثمان بغدادی، شبیر علوی، حسن ذھومرکر وغیرہؒ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ خطبۂ صدارت میں رومانی صاحب نے استادوں کی عزت اور تعلیم کی اہمیت کو تفصیل سے بیان کیا۔ ۳ گھنٹے چلنے والے اس پروگرام میں ہائی اسکول کے اسٹاف نے بھرپور تعاون دیا۔ نظامت کے فرائض جاوید اختر صاحب نے دیے کر رسم شکریہ کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

انچارج شعبہ نشرواشاعت

معاون مدرس سیدعتیق احمد

نور عین باغلری

جناب حسام الدین باغکری (متوطن کوتھر تعلقہ دابولی ضلع رتناگری) کی دختر نور عین نے کے جی مرنز کالج تھانہ سے بی ایس سی B Sc کے امتحان میں فرسٹ کلاس فرسٹ نمایاں کامیابی اور تھانہ ضلع میں امتیازی شان حاصل کی ہے۔

اس کامیابی پر اس کے اعزاء بالخصوص لائن نور احمد حمزہ میاں باغکری، مقدم، ناخوا، خلیفے اور واڑیکر خاندان انہیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

کردہ تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کی ہی شخصیت سید حسام الدین قادری حسامی کردوی) مرحوم کی پوتی اور سید نتاق حسین قادری کی صاحبزادی سیدہ ہسم قادری نے داتار کالج چپلون سے بی س سی B Sc میں نمایاں کامیابی حاصل ی ہے۔ اس کامیابی پر میں اسے اس کے لدین اور اہل خانہ کو مبارکباد پیش کرتا وں۔

نورالدین محمد مقادم کردہ

سدھار کمیٹی سوپارہ یونیفام دے گی

حسب سابق امسال بھی سدھار یٹی سوپارہ ضلع تھانہ پرائمری اردو اسکول انجمن خیرالاسلام ہائی اسکول، زلیخا بیگم کریا انگلش ہائی اسکول۔ ان اسکولوں میں لیم حاصل کرنے والے طلباء کو یونیفارم ملوا کر دے گی۔ ۱۰ر اگست تک جن طلباء کے نام ہمیں موصول ہوں گے۔ انہیں نیفارم دے دیا جائے گا۔ رابطہ

شاکر سوپاروی (جنرل سکریٹری)
سائوپے اپارٹمنٹ ۹۔ دوسرا منزلہ، واژہ محلہ، نالاسوپارہ ویسٹ ممبئی ۴۰۱۲۰۳
R 912 400757

تصحیح

جولائی ۲۰۰۰ء کے شمارہ میں صفحہ ۵۳ پر "نیشنل ہائی اسکول ہرنئی میں پانچویں، چھٹی اور ساتویں شامل" کے عنوان سے جو خبر چھپی ہے وہ اسکول کمیٹی کے چیرمین جناب عبدالغنی عثمان پاؤسکر صاحب نے بھیجی تھی۔ اس خبر میں مراسلہ نگار نے "جون ۱۲ سے ان کلاس کا اجراء انشاءاللہ تعالیٰ عمل میں آئے گا" ایسا لکھا تھا مگر کاتب نے اس خیال سے کہ پچھلے مہینہ کا ذکر ہے لفظ آئیگا کو سہو سمجھ کر آگیا لکھا جو صحیح نہیں ہے۔ قارئین نوٹ فرمائیں۔

ڈاکٹر ایم کیو دلوی واگھیورے اردو ہائی اسکول کے نئے صدر مدرس

۳۰ر جون ۲۰۰۰ء کو اسکول اوقات کے بعد ترقی سے سرفراز صدر مدرس جناب جاوید اختر (ایم اے بی ایڈ) نے عہدے کا چارج لیا تو دوسرے دن یکم جولائی ۲۰۰۰ء کی صبح معاون مدرس سید عتیق احمد الطاف سر، عبدالروف بھاٹکے سر کے علاوہ غیر تدریسی عملہ میں ساجدہ میڈم کلرک، قاسم نہیل، عبدالرزاق مقادم اور طلباء و طالبات نے انہیں مبارکباد پیش کی۔ استقبال فرمایا اور گلپوشی سے سرفراز کیا۔ نیز مستقبل میں ہائی اسکول ہذا کی ترقی کے لئے دعائیں کی گئی۔

نائیک گرلز ہائی اسکول میں پارلیمنٹ الیکشن

اس شمارہ کے لئے مندرجہ بالا عنوان کے ساتھ ہیڈماسٹر نے ایک خبر عرض اشاعت بھیجی تھی مگر اس کا Zerox امپریشن اس قدر دھندلا تھا کہ پڑھا نہیں گیا لہٰذا وہ خبر شائع نہیں ہو سکی۔

تمام مراسلہ نگاروں سے گذارش ہے کہ اپنی خبر بھیجتے وقت اس کا خیال رکھیں کہ مراسلہ خوش خط ہو اور Zerox کاپی ہو تو صاف نظر آئے۔

اعلان

انجمن صدائے اردو کی جانب سے یہ اعلان کرتے ہوئے مجھے مسرت ہوتی ہے کہ انجمن ہذا کے زیراہتمام جو انعامی شعری طرحی مقابلہ کا انعقاد مرحومہ زبیدہ بیگم ہارون شیخ کو شعری خراج عقیدت دینے کی غرض سے ہونے جارہا ہے اور جس کی آخری تاریخ ۱۰ر اگست ۲۰۰۰ء مقرر کی گئی اس کے لئے کمیٹی تشکیل کی گئی ہے۔ اس کا فیصلہ آخری ہوگا۔

(۱) جناب اثر بدایونی۔ چیرمین (۲) جناب ظہیر حیدر انصاری حیدر۔ صدر انجمن ہذا (۳) جناب ع۔ اجنبی کہنہ مشق شاعر (۴) جناب سلمان ماہی مدیر فوزان ویکلی تھانہ (۵) جناب جمیل احمد قاضی۔ اردو ادیب۔

مصرعہ طرح

وہ اشک بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے

محمد لئیق ہوائی

زید بی ذکریا انگلش ہائی اسکول نالا سوپارہ کا ہونہار طالب علم محمد لئیق ہوائی نے SSC کے امتحان میں وسئی تعلقہ کے مسلم طلباء میں اول نمبر سے کامیابی حاصل کی۔ انہیں ۸۲ء۸۵ فیصد مارکس ملے۔ سائنس کے مضمون میں ۱۴۴ نمبر حاصل کیے۔
زیڈ بی ذکریا ہائی اسکول سے ۸۰ طلباء شریک امتحان ہوئے تھے ان میں سے ۷۷ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اس طرح اسکول کا نتیجہ ۲۵ء۹۲ فیصد رہا۔ ہونہار طالب علم محمد لئیق ہوائی کو ہم دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

اراکین سدھار کمیتی

حسن چوگلے

پچھلے شمارہ میں حسن چوگلے صاحب کے تعارف میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ یہ ایک سوینیئر میں شائع شدہ مضمون کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہے مگر معتبر ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ وہ مضمون سوینیئر میں شائع شدہ نہیں بلکہ Indian Abroad from Africa & Middle East کی بزنس ڈائریکٹری سے جو ہانگ کانگ میں شائع ہوئی ہے لیا گیا تھا۔

دعوت نامہ افتتاحی جلسہ

"الحسنات ایجوکیشنل سوسائٹی کی جانب سے موضع کونڈیولی تعلقہ کھیڈ میں لڑکیوں کی دینی تعیم کیلئے مدرسہ جامعۃ الحسنات للبنات کا افتتاح بروز اتوار ۲۳ر جولائی ۲۰۰۰ء بوقت صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک ہونا قرار پایا ہے۔ لہٰذا آپ حضرات سے پُرخلوص التماس ہے کہ ہر ممکن کوشش کر کے جلسہ میں شرکت فرما کر ہمیں اپنے بھرپور تعاون سے نوازیں۔ امید ہے کہ دعوت قبول فرما کر اس دینی و روحانی مجلس سے مستفیض ہونگے۔

افتتاح صدر جلسہ۔ حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب مد ظلہ العالی۔ خطیب و امام نور مسجد ڈونگری بمبئی۔

زیر سرپرستی۔ مولانا داؤد عبدالحمید کودے صاحب۔ مہتمم مدرسہ جامعہ فیض القرآن کالسنہ۔

الداعی و شرکت کے متمنی۔ عبدالرزاق محمد صالح سردار۔ صدر انجمن و اراکین۔

جامعہ الحسنات للبنات۔ مقام پوسٹ کونڈیولی۔ تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری

الوداعی جلسہ

سوپارہ ضلع پریشد ار ردو اسکول کے صدر مدرس جناب نجم الدین قاضی صاحب اپنی تعلیمی خدمات سے سبکدوش ہوئے۔ اس سلسلہ میں ایک جلسہ زلیخا بیگم ذکریا انگلش ہائی اسکول میں بتاریخ ۲ر جولائی ۲۰۰۰ء میں منعقد کیا گیا تھا۔ تمام مقررین نے ان کی خدمت کی ستائش کی۔ طلباء کی جانب سے سوم جماعت کے طالب علم محمد سلیم محمد بشیر شیخ نے اپنے استاد کو خراج تحسین پیش کیا۔

ڈاکٹر رفیق زکریا کی کتاب "ڈسکوری آف گاڈ" کی رسم اجراء

۱۷ر جولائی کو ممبئی کے تاج ہوٹل کے کرسٹل ہال میں بین الاقوامی شہرت یافتہ دانشور ڈاکٹر رفیق زکریا کی نئی کتاب "ڈسکوری آف گاڈ" کا اجراء مہاراشٹر کے گورنر ڈاکٹر پی ایس الیگزنڈر کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ ہندوستان کی مشہور اشاعتی کمپنی پوپلر پرکاشن نے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ اس کمپنی کے ڈائرکٹر جناب ہرش بھٹکل نے تمام مہمانوں اور حاضرین کا

استقبال کیا۔ڈاکٹر پی ایس الیکوینڈر کے
علاوہ مشہور اور بزرگ صحافی خشونت سنگھ،
ایم۔وی کامتھ اور ایم جے اکبر نے بھی اپنے
خیالات کا اظہار کیا۔ اس موقع پر
وزیراعظم جناب اٹل بہاری واجپائی کی
جانب سے ڈاکٹر زکریا کو مبارکباد کا پیغام
بھیجاوہ پڑھ کر سنایا گیا۔ پوپلر پرکاشن کے
مارکیٹنگ منیجر جناب علی قاضی کے مطابق
کتابوں کی دنیا میں ڈاکٹر صاحب کی اس
دلکش کتاب کی بناوٹ، ڈیزائن اور چھپائی
(Production) کے خوب چرچے ہو رہے
ہیں اور ان کے اندازے کے مطابق آئندہ
ایک سال میں اس ضخیم کتاب کی پانچ ہزار
کاپیاں بکیں گی۔ کتاب کی قیمت ۴۰۰ روپے
ہے۔ اگر کوئی صاحب اس کتاب کو ۲۵
فیصدی رعایت کے ساتھ حاصل کرنا
چاہے تو جناب علی قاضی صاحب سے ان
فون نمبروں پر رابطہ قائم کریں۔
(4941656/4944295/7826102)
رسم اجراء میں ممبئی اور ممبئی کے باہر کے
کئی دانشوروں، ماہر تعلیم، مخصوص لوگوں
نے شرکت کی۔ محترمہ سمیتا بھٹکل نے
نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

گھاگر، چپلون، کراڈ ہائیوے پل پر ٹول ٹیکس

ریاستی حکومت نے رتناگری ضلع
میں واقع گھاگر، چپلون، کراڈ ہائی وے پر
موضع ستی و موضع موڑھے کے قریب
تعمیر پل کا استعمال کرنے والی موٹر گاڑیوں
سے ٹول ٹیکس وصول کرنے کا فیصلہ کیا
ہے مذکورہ ٹیکس ۶ جون ۲۰۰۰ء تا ۱۷ اکتبر
۲۰۰۵ کے درمیان وصول کیا جائے گا۔

پونہ میں مبارک کاپڑی اور مذنہ کاپڑی کی تقریریں

اردو کونسل پمپری چنچوڑ (U C P C)
کی جانب سے ۱۵ر جولائی ۲۰۰۰ء بروز
سنیچر دوپہر سے شام تک اسمبلی ہال اعظم
کیمپس پونہ میں تعلیمی بیداری کے لئے
ایک اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام
خصوصی پور پر اینگلو اردو بوائز ہائی اسکول،
اینگلو اردو گرلز ہائی اسکول، لیڈی حوابائی
ہائی اسکول، مولیدنہ ہائی اسکول، رفیق احمد
قدوائی ہائی اسکول، لیڈی حلیمہ اردو ہائی
اسکول، مولانا محمد علی جوہر ہائی اسکول،
انجمن فیض السلام ہائی اسکول، مبارک
اردو ہائی اسکول، الحدیہ اردو ہائی اسکول کے
طلبہ وطالبات کے لئے منعقد کیا گیا جس
میں کل ایک ہزار چھ سو طلبہ و طالبات
حاضر ہوئے۔ منور پیر بھائی صاحب
چیرمن اعظم ٹرسٹ نے اجلاس کی
صدارت کی۔ طلباء و طالبات کی رہنمائی
کے لئے تعلیمی میدان کی مشہور اور فعال
شخصیت جناب مبارک کاپڑی کو مدعو کیا گیا
تھا جنھوں نے نہایت ہی موثر انداز میں
سرپرستوں، اساتذہ اور طلباء سے خطاب
فرمایا۔ اس کی رپورٹ قارئین کی خدمت
پیش کیا جا رہا ہے۔
بارہویں سائنس اور میڈیکل انٹرنس
امتحان (CET) کی تیاری کیسے کی جائے اس
موضوع پر پونے کے مسلم انتظامیہ کے
تمام جونیئر کالج کے طلباء کے لئے مذنہ
کاپڑی کا تین گھنٹے کا ایک تفصیلی لیکچر بھی
اعظم کیمپس کے دوسرے آڈیٹوریم میں
ہوا۔ اس کے علاوہ "راہ نما" کا اجراء بدست
منور پیر بھائی کے ذریعے ہوا۔

قاسم زبیری۔
خادم ار۰ و کونسل پمپری۔ چنچوڑ

رتناگری لائنس کلب کے نو منتخب صدر ارشاد قاضی

رتناگری لائنس کلب کے نئے
عہدیداران (برائے ۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۱)
درج ذیل منتخب ہوئے۔
صدر ۔ ارشاد قاضی، سکریٹری ۔ ڈاکٹر
شیکھر کولے ، خازن ۔ بالن اتیری ،
ایجوکیشن کمیٹی چیرمین۔ پرنسپل ولاس راؤ
پاٹل، بلیٹن ایڈیٹر۔ تاج الدین ہوڑیکر۔
اس موقع پر سابق ڈسٹرکٹ گورنر پروفیسر
سبھاش آرواڑے نے نئے عہدیداران
کے حلف برداری کے فرائض انجام
دیئے۔ اس پروگرام میں ۳۲۳ ڈی اے کے

ڈسٹرکٹ گورنر ایکناتھ عرف بھائی تلاوڑے نے شرکت کی۔

لائنس کلب کی صدارت ناہید شیخ اور لیو صدر مہیندر رگیڈ بیچا چنے گئے۔ نومنتخب صدر ارشاد قاضی نے فائر فائٹنگ کیمپ، فوڈ فیسٹیول اور میڈیکل چیک اپ اور انسدادی ٹیکوں سے متعلق پروجیکٹ کی معلومات دی۔

پروگرام میں رتناگری کے صنعت کار دلیپ بھاٹکر صاحب کا اعزاز کیا گیا۔ اس کے علاوہ پاؤس گولپ کے معمر اور معذور بزرگ جناب عبدالکریم پاؤسکر صاحب کو "جے پورفٹ" دیا گیا۔ نیز بارہویں بورڈ امتحان میں امتیازی نمبروں سے کامیاب طلباء وطالبات کو انعامات سے نوازا گیا۔

کوکن کے کوآپریٹیو بینکوں کی ایسوسی ایشن منتخب امیدواروں میں کوکن بینک کی نمائندگی مفقود

اضلاع کوکن میں تھانے رائیگڈھ، رتناگری اور سندھودرگ یہ اضلاع شامل ہیں۔ ان اضلاع میں واقع کوآپریٹیو بینکوں کی ایسوسی ایشن ہے جس کے ۱۳/امیدواروں کا انتخاب ہر پانچ سال بعد ہوتا ہے۔ ہر الیکشن کے موقع پر بینکوں کے نمائندوں میں جوش وخروش پایا جاتا ہے۔ انتخاب میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد یہ نمائندے اپنی بینک کی نمائندگی کرتے ہوئے اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں مگر افسوس کہ کوکن کے مسلمانوں کی واحد بینک کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک کے ڈائرکٹروں میں کوئی دلچسپی پائی نہیں جاتی۔ نہ الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ایک بھی نمائندہ ایسوسی ایشن میں موجود نہیں ہے۔ حالیہ منیجر ۱۳ امیدواروں میں صرف ایک مسلم خاتون زلیخا ٹانڈیل شامل ہیں جو ریوڈنڈا کوآپریٹیو بینک کی ڈائرکٹر ہیں ان کا انتخاب خواتین کے لئے محفوظ سیٹوں میں سے عمل میں آیا ہے۔
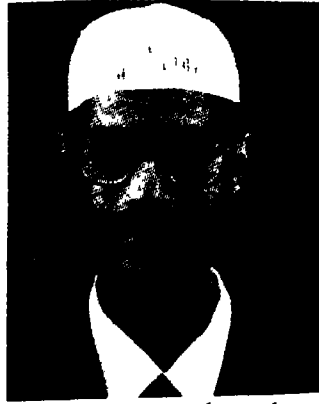
ڈاکٹر ذاکر نائک کے سوالات پر عیسائی مبلغ ڈاکٹر ولیم کیمبل لاجواب

۴/اپریل (ای میل) شکاگو کے مضافاتی علاقہ اسکوکی میں "بائبل اور قرآنِ مجید سائنس کی روشنی میں" کے زیر عنوان ایک فکر انگیز مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا یہ مذاکرہ ڈاکٹر ذاکر نائک اور عیسائی مبلغ ڈاکٹر ولیم کیمبل کے درمیان ہوا۔ جس میں ڈاکٹر ذاکر نائک نے قرآن مجید کے تعلق سے پوچھے گئے کئی اہم سوالات کے جوابات دیئے لیکن جب بائبل اور قرآن مجید سائنس کی روشنی کے زیر عنوان بائبل کے حوالوں سے ڈاکٹر ولیم سے کئی سوالات دریافت کئے تو عیسائی مبلغ کوئی جواب دینے سے قاصر رہے۔ حتی کہ انہوں نے اس بات کا برملا اعتراف کرلیا کہ وہ بعض سوالات کے جواب دینے میں دشواری محسوس کررہے ہیں۔ ڈاکٹر کیمبل کے بارے میں عیسائی مشنری حلقوں میں یہ تاثر عام ہوگیا تھا کہ مباحثہ میں کوئی بھی انہیں لاجواب کر سکتا۔ سوال جواب سیشن میں ڈاکٹر کیمبل نے بارہا اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ کئی سوالات کے جوابات دینے سے قاصر ہیں جبکہ دوسری طرف ڈاکٹر نائک نے ان سے پوچھے گئے ہر سوال کا تشفی بخش جواب دیا۔ اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ نے اس مذاکرہ کا اہتمام کیا تھا۔ بہرحال اسلامک سرکل نے آج روانہ کردہ اپنے ای میل میں مذاکرہ کی تفصیل روانہ نہیں کیں۔

ووکیشنل گائیڈنس پر قاضی مشتاق احمد کی کتاب

"صحیح پیشہ کا انتخاب" ہر انسان کی زندگی میں ایک دشوار گزار مرحلہ ہوتا ہے۔ اردو میں ووکیشنل گائیڈنس پر کوئی مستند کتاب موجود نہیں تھی۔ اردو کے ممتاز افسانہ نگار قاضی مشتاق احمد کی کتاب "آسماں اور بھی ہیں" اس کمی کو ضرور پورا

کردے گی۔ اس کتاب کا اجراء ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا نے پونے کے اعظم کیمپس میں کیا۔ انہوں نے قاضی مشتاق احمد کو اس موضوع پر تفصیلی اور نہایت دلچسپ انداز میں لکھی ہوئی کتاب پر مبارکباد دی۔ اس کتاب میں ملازمت حاصل کرنے کے مرحلے، صلاحیتوں کا تعین، مہاراشٹر پبلک سروس کمیشن کے امتحانات، یونین پبلک سروس کمیشن کے امتحانات کی معلومات تفصیل سے درج ہے۔ اس کے علاوہ ان کی تیاری کیسے کریں؟ انٹرویو دینے کی تیاری کیسے کریں؟ بے خوف ہو کر کیسے بولیں؟ وغیرہ ابواب ہیں۔

اس کے علاوہ فوج، قومی سطح کے ادارے، ثانوی تعلیم تک پڑھے لوگوں کے لئے مفید کورسیس اور پیشے، چھوٹے اور اوسط درجے کے کاروبار وغیرہ کی بھی معلومات درج ہے۔ "مقابلہ جاتی امتحانات۔ مسلم امیدواروں کا بیجا گریز" ایک موثر مضمون ہے۔

یہ کتاب والدین اور منزلوں کی تلاش میں سرگرم نوجوانوں کیلئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ ۱۴۲ صفحات کی اس کتاب کی قیمت صرف پچاس روپئے ہے۔ کتاب حاجی غلام محمد اعظم ایجوکیشن ٹرسٹ۔ پونے ۴۱۱۰۰۱ اس پتہ سے منگوائی جاسکتی ہے۔

ساونت واڑی میں عید میلاد

ہر سال کے مطابق امسال بھی ضلع پریشد اردو مدرسہ ساونت واڑی میں عید میلاد کا پروگرام دھوم دھام سے منایا گیا۔ جلسے کی صدارت جناب منور سرمڑکر صاحب، مرکزی معلوم ساونت واڑی نے سرانجام دی۔ خصوصی مہمانوں میں جناب اسحاق بیگ سابق اردو تعلیمی آفیسر ضلع پریشد سندھو درگ سابق نگر سیوک ساونت واڑی محترمہ نیلوفر بیگ اور سرپرست بڑی تعداد میں حاضر تھے۔ جلسے میں حضور صلعم کے سیرت اور دور حیات پر طلباء اور خصوصی مہمانوں کے ذریعے تقاریر اور نعت خوانی کے ذریعے روشنی ڈالی گئی۔ جلسہ میں اناؤنسنگ کا کام جناب ابو بکر بیگ صاحب نے انجام دیا۔

مدرسہ میں داخلہ غریب مگر پڑھائی میں ہوشیار ایسے طلباء کو یونیفام اور تعلیمی وسائل صدر جلسے کے ہاتھوں سے تقسیم کیا گیا۔ جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے مدرسے کے صدر مدرس جناب سلیمان بیگ اور معاون معلمات محترمہ ثریا بیگ محترمہ مہرالنساء بھینڈ والے اور محترمہ میمونہ شیخ انہوں نے کافی محنت اٹھائی۔

سلیمان عبدالقادر بیگ

نقش کوکن،

بقیہ :
انا للہ وانا الیہ راجعون

چرفرے برادران کو صدمہ

دھور تعلقہ مہاڈ ضلع رائیگڈھ کے جناب نورالدین کمال الدین چرفرے کا ۲۷ مئی ۲۰۰۰ء کو مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہوا۔

شریک غم محمد سعید کنکے

الحاج اسماعیل بالاکاپڑی مرحوم

راجیواڑی تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڑھ کی بزرگ علم دوست ہستی الحاج اسماعیل بالاکاپڑی کا انتقال ہوگیا۔ مرحوم اپنے اہل وعیال کے ساتھ بسلسلۂ تجارت زامبیہ (نارتھ رھوڈیشیا) میں سکونت پذیر تھے جہاں اپنی رہائش گاہ پر مختصر سی علالت کے بعد ۲۵؍جون کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ان کا ایک فرزند حافظِ قرآن ہے۔

تاج الدین ہوڑیکر کو صدمہ

ضلع رتناگیری کے معروف صحافی تاج الدین ہوڑیکر کے والد محترم احمد عبداللہ ہوڑیکر کا بعمر ۷۶ سال انتقال ہوگیا۔ مرحوم بومبے پورٹ ٹرسٹ میں ملازم تھے۔ ۳۵ سالہ خدمات کے بعد سبکدوشی پر وہ گاؤں میں رہنے لگے تھے۔ وہ جماعت المسلمین کوتوڑہ کے صدر اور کوتوڑہ انگلش اسکول کے فاونڈر ممبر تھے۔

شفیع ناڈکر رحلت فرماگئے

کوکن کی معروف علم دوست ہستی بالخصوص جنہوں نے موربہ میں دینی مدرسہ جاری کیا ہے جناب شفیع ناڈکر متوطن بانکوٹ ناگہانی طور پر پچھلے مہینہ (غالباً ۲۰؍۱۹ جولائی کو) رحلت فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

عنایت آرائی کا انتقال

تاڑیل تعلقہ داپولی کے سابق سرپنچ اور علاقہ کی علمی شخصیت مرحوم احمد صاحب آرائی کے جواں سال فرزند عنایت اللہ آرائی طویل علالت کے بعد ۲۴ر جون ۲۰۰۰ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مرحوم وراڈکر کالج داپولی میں شعبۂ اردو کے صدر پروفیسر خالد آرائی کے برادر نسبتی اور پرنسپل اکبر آرائی کے چھوٹے بھائی تھے۔

بانی مدرسہ حسینیہ عربیہ شرورد ھن کا انتقال

بانی مدرسہ شریوردھن و سابق ممبر مجلس منتظمہ مسلم بزم اتحاد و ترقی شریوردھن عبدالرحیم حاجی محمد بروڈ کا ۳۰ر مئی ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوا۔

بانکوٹ کے صوفی جل بسے

جناب محمد ابراہیم خیر مختصر سی علالت کے بعد یکم جون ۲۰۰۰ء کو سینا اسپتال ممبئی میں بعمر ۷۲ سال انتقال کر گئے۔ میت ان کے وطن بانکوٹ لیجاکر تدفین عمل میں آئی۔ **مرسلہ ۔ شہاب بانکوٹی**

یعقوب چیویلکر کو صدمہ

کوکن کے معروف بزنس مین (مالی فشریز) جناب یعقوب چیویلکر متوطن پنہالجہ کی زوجہ حبیبہ بی کا طویل علالت کے بعد ۲ر جولائی ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوگیا۔

کھیڈ کے ڈاورے خاندان کو صدمہ

کھیڈ ضلع رتناگری کی بزرگ اور معزز ہستی جناب داؤد صاحب ڈاورے طویل علالت کے بعد ۳ر جولائی ۲۰۰۰ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اقبال رامزاجکر کو صدمہ

اوسرول والوٹی ضلع رائے گڈھ کے جناب اقبال ابراہیم رامزاجکر کے خسر کا پچھلے مہینہ ممبئی میں انتقال ہوگیا۔

عبداللہ ایچ دلوی (آرٹسٹ) کا انتقال

نقش کوکن کے دیرینہ بہی خواہ جناب عبداللہ ایچ دلوی متوطن دابھیل جو کویت میں برسر روزگار تھے جولائی ۲۰۰۰ء کے پہلے ہفتہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ماہنامہ نقش کوکن کی اوائیل عمری میں پرچہ کا سرورق (ٹائٹل) کی تزئین کاری میں بہت ساتھ دیا تھا اور تادم واپسی پرچہ کی توسیع اشاعت کے لئے کام کرتے رہے۔ مرحوم نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے رفیق ڈاکٹر عبدالشکور قادری کے ہمزلف تھے۔

اپولو بندر پر دو نوجوان غرقاب

ڈاکیارڈ روڈ سے قریب فاطمہ بلڈنگ مجگاؤں میں رہنے والے نوجوان عمران غنی کانیکر اور ان کی ۱۱ سالہ بھانجی سدرہ شیخ گیٹ آف انڈیا کی سیڑھیوں سے سمندر میں گر کر ۹ر جولائی ۲۰۰۰ء کو غرقاب ہوگئے۔

محمد حسین تاتلی کا انتقال

حاجی شاہنواز کراری کے خسر محمد حسین تاتلی کا ۲۴ر مئی ۲۰۰۰ء کو بھیونڈی میں انتقال ہوگیا۔

(مرسلہ ۔ شاکر سوپاروی)

زینب بی پینکر کا انتقال

حجانی زینب بی عباس پینکر کا ۳۰ر مئی ۲۰۰۰ء کو کھار ممبئی میں انتقال ہوگیا۔ مرحومہ جناب حسین میاں سونالکر کی خوشدامن تھیں۔ **شاکر سوپاروی**

اعظم خان مرحوم

سوپارہ ضلع تھانہ میں جواں سال اعظم خان کا ۱۰ر جون کو ناگہانی طور پر انتقال ہوگیا۔ **شاکر سوپاروی**

روبینہ اسلم خان کی رحلت

۱۴ر جون ۲۰۰۰ء کو بھیونڈی میں روبینہ اسلم خان رحلت فرماگئیں۔

مرسلہ ۔ شاکر سوپاروی

کے۔پی عبدالحمید کا انتقال

مہاگیری جامع مسجد ٹرسٹ تھانہ کے سابق نائب صدر جناب عبدالحمید صاحب کا مختصر سی علالت کے بعد ۲۳؍جون ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا وہ ۶۹ سال کے تھے۔

عباس چلوان کا انتقال

۵؍جون ۲۰۰۰ء کو موربہ تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کی معروف شخصیت عباس عثمان چلوان کا حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہو گیا۔ مرحوم برسوں جامع مسجد موربہ کے چیف ٹرسٹی تھے۔ آپ کی نگرانی میں لڑکیوں کی اسکول تعمیر ہوئی۔ **شریک غم۔ نوگل بھارتی**

مسجد سنگتراشان کے ٹرسٹی کا انتقال

جماعت سنگتراشان مسجد ٹرسٹ کے متولی انٹرنل آڈیٹر حاجی عبدالکریم فقیر محمد یوگلے ۲۳؍جون کو بمبئی سائن ہسپتال میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سرگرم سماجی کارکن رہے۔

حاجی حسین کمال اشرفی۔ممبئی ۸

عیسیٰ گنگریکر کا انتقال

مورخہ ۵؍جون کو کرم علی شاہ اردو سکول پنویل ضلع رائے گڈھ کی صدر مدرسہ محترمہ رابعہ گنگریکر کے شوہر عیسیٰ براہیم گنگریکر انتقال کر گئے۔

نوگل بھارتی

مولانا علاؤالدین دبیر کو صدمہ

امبر گھر تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری کے معروف سوشل ورکر اور جماعت المسلمین امبر گھر کے سابق صدر مولانا علاؤالدین تاج الدین دبیر کے پھوپھی زاد بھائی محترم جناب داؤد ابن دھرم الدین کوپے جو پورٹ ٹرسٹ سے ریٹائر زندگی گذار رہے تھے مختصر سی علالت کے بعد ۸۶ سال کی عمر میں اپنے گاؤں امبر گھر میں ۲۹؍جون ۲۰۰۰ء کو انتقال فرما گئے۔

شريك غم ۔ خاهر ابن تاج الدين آل بابا۔ منامه ۔ بحرين

کیپٹن معظم گھولے کا انتقال

کوکن کی معروف شخصیت کیپٹن معظم گھولے متوطن ناند گاؤں جنجیرہ مروڈ ضلع رائے گڈھ چند روز کی علالت کے بعد جسلوک ہسپتال میں ۵؍جولائی ۲۰۰۰ء کی شب میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ تدفین ان کے وطن ناند گاؤں میں ہوئی۔ کیپٹن گھولے کئی سماجی تنظیموں سے وابستہ تھے خصوصاً انجمن اسلام جنجیرہ کی مجلس منتظمہ کے دیرینہ رکن تھے۔ مرحوم نے بمبئی اسٹیم نیویگیشن ساحل کوکن کی مسافر بردار جہازراں کمپنی BSN کے جہاز "رامداس" سے اپنی سروس کا آغاز کیا اور بتدریج کرتے ہوم ٹریڈ ماسٹر کا امتحان پاس کیا۔ موصوف حکومتِ مہاراشٹر کے واٹر ٹرانسپورٹ کے چیف پورٹ افسر بھی رہے۔ سبکدوشی کے بعد Inter-ocean شپنگ (انڈیا) پرائیوٹ لمیٹیڈ کی مرین ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ کی حیثیت سے تاحیات کام کرتے رہے۔ خوش خلقی اور ملنساری ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔

چافیکر جناب نہیں رہے

دابھٹ تعلقہ منڈن گڑھ ضلع رتناگیری کی مشہور شخصیت جناب بالانور والدین چافیکر کا ۷؍جولائی ۲۰۰۰ء کو مختصر سی علالت کے بعد اسماعیلیہ اسپتال میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم نے اپنی زندگی میں پچاس سال تک ایک بہترین مدرس کی حیثیت سے پرائمری اسکول میں خدمات انجام دیئے۔ اور آخر میں ایک آدرش ٹیچر کا خطاب لیکر سبکدوش ہو گئے۔

مراسله۔ یوسف احمد ساونت

قیصر عثمانی کا انتقال

مشہور شاعر اور فلم پی آر او قیصر عثمانی جو اردو کے شعری و ادبی حلقوں میں خاصے مقبول بھی تھے اپنی رہائش گاہ واقع ملاڈ پر انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۸۱ سال تھی۔

اخترالزماں ناصر کا انتقال

۵؍جولائی کو مراٹھواڑہ کے مشہور شاعر اور ماہر اقبالیات مولوی اخترالزماں ناصر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ ۸۱ سالہ اخترالزماں ناصر مراٹھواڑہ اور ایجوکیشن سوسائٹیز کے صدر اور کئی اعلیٰ تعلیمی انجمنوں کے رکن اور سرپرست بھی تھے۔ کوئی ۲۲ برس قبل

نقش کوکن

ملٹی پرپز ہائی اسکول ناٹذیر کے پرنسپل کی حیثیت سے وہ سبکدوش ہوئے تھے۔ اردو کے مشہور شاعر آل انڈیا ریڈیو سے وابستہ جاوید ناصران کے فرزند ہیں۔

قصبہ کی قاضی فیملی کو صدمہ

یونس علی قاضی کا ۱۲ر جولائی کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے اپنے وطن قصبہ سنگمیشور میں انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۶۲ سال تھی انہوں نے دوحہ۔ قطر میں (MED) میں ۳۷ سال ملازمت کی۔ دوحہ سے واپسی کے بعد اپنے وطن قصبہ تعلقہ سنگمیشور ضلع رتناگری کے سنگمیشور ایجوکیشن سوسائٹی انگلش میڈیم میں وہ تقریباً ۵ سال تک چیرمن کے عہدے پر فائز رہے۔ مرحوم کے بھائی جناب عباس قاضی جو فی الحال اس خاندان کے سرپرست ہیں بمبئی ہائی کورٹ کے بیرسٹر اکبر پیر بھائی کے Steno-Secretary رہ چکے ہیں۔ وہ بھی ۲۲ سال تک دوحہ۔ قطر میں ملازمت کرتے رہے۔ تینوں بھائی ملنسار، خوش مزاج اور رحمدل ہونے کی وجہ سے قصبہ اور آس پاس کے کئی بے روزگار نوجوانوں کو ملازمت دلانے کے لئے خوب مدد کی۔

ای۔ بی مہاتے نہ رہے

ابراہیم شیخ مہاتے متوطن دابھٹ تعلقہ منڈن گڑھ ضلع رتناگری، جو برسوں سے کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ میں سکونت پذیر تھے اور عرصہ دراز سے بیمار تھے رحلت فرماگئے۔ مرحوم ڈاکٹر علی مہاتے کے سگے بھائی اور ڈاکٹر عبدالعزیز اور حسن فقیر محمد ساونت کے خالہ زاد بھائی تھے۔ کیپٹان کے اچھے خاصے بزنس مین کی حیثیت سے لوگ ان کو پہچانتے تھے اور ای بی کے نام سے مشہور تھے۔

مرسلہ۔ یوسف احمد ساونت

عبدالغفور کارونکر کو صدمہ

داسگاؤں تعلقہ مہاڈ ضلع رائیگڑھ کے جناب عبدالغفور کارونکر کی والدہ اور شمسی صاحب کی خالہ نیز سراج کردیکر کی پھوپھی عائشہ بی عبدالرحمٰن کارونکر کا ۱۰ر جون ۲۰۰۰ء کو دل کا شدید دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔

مرسلہ محمد سعید کنکے

صالح محمد کا انتقال

کوکن ٹورکارپوریشن کے روحِ رواں الحاج اسلم شال صاحب کے خسر صالح محمد صاحب کا ۹ر جولائی ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوگیا۔

ش س (شاکر پبلسٹی سوپارہ)

پاکموڈے فیملی کو صدمہ

حاجی سہیل غلام غوث ڈانگے کی خوش دامن صاحبہ محترمہ بی بی عائشہ زوجہ شمس الدین پاکموڈے کا ۷۵ سال کی عمر میں ۱۷ر جولائی ۲۰۰۰ء کو ممبئی میں انتقال ہوگیا۔ (ش س)

دلوی کی خوشدامن کا انتقال

بیت النصر کے مینجنگ ڈائرکٹر جناب عبدالوہاب دلوی صاحب کی خوش دامن صاحبہ کا ۱۸ر جولائی ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوگیا۔ ش س

یونس سونالکر کو صدمہ

یونس سونالکر کے خسر پٹیل صاحب کا نظام پور بھیونڈی میں ۱۹ر جولائی ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوگیا۔ ش س

فقیہہ برادران کو صدمہ

الحاج صغیر احمد ڈانگے (ڈانگے بلڈرس اینڈ ڈیولپرس نالاسوپارہ) کی خوش دامن صاحبہ محترمہ ملک النساء زوجہ نواب فقیہہ کا ۸۰ سال کی عمر میں بھیونڈی میں ۲۱ر جون ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوگیا۔ مرحومہ سابق کونسلر ابوبکر فقیہہ کی والدہ تھیں۔

ش س (شاکر پبلسٹی سوپارہ)

جمعدار کو صدمۂ عظیم

ویرار کی مشہور ہستی سمیع اللہ شیخ جمعدار کی صاحبزادی اور محمد اقبال شیخ کی اہلیہ گل بانو (معلّمہ انجمن اسلام ویرار) کا ۴۳ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ مرحومہ مشہور وکیل خلیل شیخ کی بہن تھی۔

رضوان بوٹکے کو صدمہ

رضوان محمد شفیع بوٹکے (ہمالیہ ڈرگس کمپنی اندھیری) کی والدہ زینب بی بیگم محمد شفیع بوٹکے کا ۱۸ر جولائی ۲۰۰۰ء کو سوپارہ میں انتقال ہوگیا۔

ڈاکٹر سولکرپالی کلینک

ڈاکٹر سولکرپالی کاافتتاح جناب جسٹس شفیع پرکار کے ہاتھوں مورخہ ۲۵رجون بروز اتوار شام ۶ بجے بمقام ۱۴/۱۳ ہونڈا مینشن۔ 372 سر جے جے اسپتال روڈ میں ہوا۔ اس افتتاحی تقریب میں جناب رام راواڈکے۔ ڈاکٹر ایم۔ آر لوکیشور، ڈاکٹر ذاکر نائیک ۔ ڈاکٹر رفیق زکریا اور جناب ہتیش منوہر نے مہمانان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔

خوشخبری

انگلش میڈیم طالب علموں کیلئے خوشخبری ہے کہ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن IRF یکم جولائی سے قرآنی عربی سیکھنے کی کلاسیس ہفتہ میں ۳ دن چلانے کا فیصلہ کیاہے۔ ضرورتمند طالب علم IRF سے فوراً رابطہ قائم کریں۔

فون 3772968/3736875/3730079

گرام پنچایت کرجی کے انتخابات

گرام پنچایت کرجی، تعلقہ، کھیڈ، ضلع رتناگری کے انتخابات گزشتہ دنوں بلامقابلہ سرانجام پائے۔ کیونکہ ہر حلقہ انتخاب سے صرف مذکورہ نشستوں کے مطابق ہی امیدواروں نے عریضے داخل کئے۔ انتخاب بلامقابلہ ہونے کی وجہ سے حکومت کی طرف سے پانچ ہزار روپے گاؤں کے ترقیاتی کاموں کے لئے عطیہ کے طور پر ملتے ہیں۔

گاؤں کے لوگوں اور علاقہ کے معزز حضرات نے منتخب اراکین کو مبارکباد پیش کی اور امید ظاہر کی کہ یہ اراکین گاؤں کی فلاح اور ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ واضح رہے کہ ان اراکین کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے نہیں ہے۔

رفیق ابراهیم پرکار ۔ کرجی

منوّر پیر بھائی چیئرمن منتخب

پونہ کے مشہور سماجی کارکن منوّر پیر بھائی گذشتہ مہینہ حاجی غلام محمد اعظم ایجوکیشن ٹرسٹ کے ساتویں مرتبہ بالاتفاق رائے چیئرمن منتخب ہوگئے ہیں۔

آئیڈیل انگلش اسکول، مہاڈ کا افتتاح

۱۹رجون ۲۰۰۰ء کو الامین ویلفیر سوسائٹی مہاڈ کے سرپرست عالی جناب شیخ حسین قاضی کی سرپرستی میں آئیڈیل انگلش اسکول، مہاڈ کا افتتاح عمل میں آیا۔ کرسئ صدارت پر اسکول کمیٹی کے فعال نوجوان چیرمین ڈاکٹر فیصل دیشمکھ صاحب جلوہ افروز تھے۔ سوسائٹی کے خزانچی عالی جناب غلام محمد پٹیل نے حاضرین کا استقبال کیا اور اپنی افتتاحی تقریر میں انگلش اسکول کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔ یہ چھوٹا سا ادارہ پچھلے دو تین سالوں سے نوجوان فعال چیرمین ڈاکٹر فیصل دیشمکھ صاحب کی جاں فشانی اور عملی سعی وجہد کا بہترین مظہر ہے۔ موصوف نے تمام سرپرست حضرات نیز حاضرین تقریب کو یقین دلایا کہ جو توقعات انہوں نے اس ادارے سے وابستہ کی ہیں انہیں ہر قیمت پر پورا کیا جائے گا۔

بعد ازاں اسکول کے پرنسپل ڈاکٹر ڈی سوزا نے اپنے خیالات بیان کئے۔ آخر میں آصف پلوکر صاحب نے ٹرسٹ کے تحت اسکول جاری و ساری کرنے کی تفصیل گوش گذار کی وسامعین کا شکریہ ادا کیا۔

مرسله ۔آدم انتولے۔سکریٹری

ڈاکٹر شفیع شیخ کی تالیف "میراثِ گمشدہ" کا اجراء

انجمن اسلام اکبر پیر بھائی ہال میں پروفیسر ڈاکٹر شفیع شیخ صاحب کی تالیف "میراثِ گمشدہ" کا اجراء جناب عبدالمجید پاٹکا صاحب کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ مقررین کی حیثیت سے ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی، ڈاکٹر آدم شیخ، ڈاکٹر عرفان فقیہ اور جناب بشارت شکوہ نے شرکت کی۔ جلسہ کی نظامت پروفیسر قاسم امام صاحب نے فرمائی۔

ڈاکٹر مختار دھنشے کا نیا شفاء خانہ

کوکن ہائر ایجوکیشنل مومنٹ کے سکریٹری جناب عبدالوہاب دھنشے کے بھتیجے اور جناب علی ایم شمسی صاحب کے داماد ڈاکٹر مختار دھنشے جو نظامپور نزد مانگاؤں ضلع رائے گڑھ میں اپنا مطب چلارہے تھے اب ممبئی آگئے ہیں اور ان کا نیا شفاء خانہ کھیرانی روڈ آسلپہ پر شروع کیا گیا ہے۔

زبان سادہ۔ فکر گہری۔ انداز دلپذیر

ندا فاضلی کا تحفہ خاص قارئین نقش کوکن کیلئے

تھوڑی سی کمی رہ جاتی ہے

ہر نظم مکمل ہوتی ہے
لیکن وہ قلم سے کاغذ پر جب آتی ہے
تھوڑی سی کمی رہ جاتی ہے

ہر پرت مکمل ہوتی ہے
لیکن وہ گگن سے دھرتی پر جب آتی ہے
تھوڑی سی کمی رہ جاتی ہے

ہر جیت مکمل ہوتی ہے
سرحد سے وہ لیکن آنگن میں
جب آتی ہے
تھوڑی سی کمی رہ جاتی ہے

پھر نظم نئی
پھر پریت نئی
پھر جیت نئی بہلاتی ہے
ہر بار یوں ہی لگتا ہے مگر
تھوڑی سی کمی رہ جاتی ہے

اکیسویں ۲۱ صدی میں مسلم شعراء کی ذمہ داریاں

محمد سعید علی ٹولکر (دبئی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ○ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ○ (سورۃ شعراء آیت ۲۲۴-۲۲۶)

ترجمہ: "اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ ہی کیا کرتے ہیں۔ (اے محمدؐ) آپ نے دیکھا نہیں کہ یہ لوگ (شعراء) ہر نئی وادی میں ایک ایسے اونٹ کی طرح جسے جھوٹے پیاس کی بیماری اِدھر اُدھر لئے پھرے، بھٹکتے پھرتے ہیں اور یہ لوگ جو کہتے ہیں وہ کبھی نہیں کرتے۔"

قرآن میں شعراء کی تحقیر:

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں نفسیات شعراء یعنی ان کے اسلوب حیات کو کہ جس کی خصوصیت پریشانی فکر و نظر، آوارگی قلب و نگاہ اور فقدان ل وکردار ہے کو اُجاگر کرکے قیامت تک آنیوالے سانوں (خصوصًا مومنوں) کو بیدار کیا ہے چونکہ رآن پاک اللہ کی آخری کتاب ہے اور نوعِ سانی کے لئے واحد اور مکمل ضابطہ حیات ہے، س لئے یہ ایسے ابدی حقائق پر مشتمل ہے جو اس در عالمتاب اور ہمہ گیر ہیں کہ زندگی کے ہر شعبہ رتاریخ کے ہر دور میں انسانی فکر کی امامت کرتے ہا۔ مگر صد ہزار افسوس کہ انسانوں میں کافرین، رکین، منافقین، ملحدین، مترفین اور شعراء حضرات اس پر توجہ نہ دیکر اللہ کے غضب کے مستحق بنے یا یاد رہے کہ قرآن پاک کے نزول کے وقت عربوں ہاں شاعری کمال عروج پر تھی۔ عربی معاشرہ میں شعراء کو خاص مقام حاصل تھا کیوں کہ ان کی شاعری زیادہ تر اپنے قبائل کے محاسن و خصائص کے بارے میں اور ان کے مدِ مقابل کی عداوت و ذمائم کے متعلق ہی ہوتی تھی۔ اس سے معاشرہ کا تقدس اور امن درہم برہم ہوجاتا تھا۔ ان شعراء کی نامعقول اور فتنہ انگیز شاعری کی وجہ سے چشم زدن میں جنگ و جدال اور فساد برپا ہوتا تھا۔

قرآن پاک پر گہرائی سے تدبر کے بعد ہر کوئی سلیم الطبع انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں شعراء اور ان کے متبعین ویسے ہی حقیر اور قابل نفرت مجرم ہیں جیسے کہ اپنی ہی بیٹیوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے زندہ گاڑنے والے مجرم۔ (سورۃ التکویر آیت ۸-۹) اِن آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ معصوم بچیوں کو زندہ گاڑنے والے مجرموں سے قطعی بے رخی برت کر خطاب ان معصوم بچیوں سے کرے گا وہ کس جرم میں گاڑ دی گئیں تھیں۔ سورۃ شعراء کی مذکورہ بالا آیت میں بھی بالکل اسی انداز سے شعراء

اوران کے متبعین سے تحقیر آمیز انداز میں بے رُخی برت کر اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ سے مخاطب ہے اور آپ کے سامنے اس گروہ کے بخیئے اُدھیڑ کر رکھدئے ہیں نیز ان کی نفسیات کو انسانوں تک پہنچانے کی ذمہ داری عطا کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ شاعری ایک سنگین جرم ہے۔

شعراء کا نصب العین :

قرآن پاک بہ تدبر کے بعد یہ راز کھلتا ہے کہ شعراء کے سامنے زندگی کا صحیح نصب العین ہوتا ہے نہ ان کے دلوں میں اس نصب العین کے حصول کی تڑپ۔ ان کے جذبات ان کے معبود ہوتے ہیں۔ (سورہ فرقان آیت ۴۳ نیز سورہ جاثیہ آیت ۲۳) اوران کے جذبات کی تسکین ان کی زندگی کا منتہیٰ۔ اس آیت میں ان کا حال "فِی کُلِّ وَادٍ یَّھِیْمُوْنَ ہ" یعنی گویا ان کے جذبات ان کے ناک میں نکیل ڈالے انہیں زندگی کے مختلف شاہراہوں پر ادھر اُدھر لیئے پھرتے ہیں۔ کبھی تصورات کی حسین وادیوں میں تو کبھی تخیلات کے ان نظر فریب مناظر کی طرف — چوں کہ زندگی کا نصب العین متعین نہیں ہوتا، اس لئے کبھی اپنی ناکام زندگی کی کنہ و حقیقت کی طرف بھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج جذبات میں کچھ کہہ رہے ہیں۔ کل کچھ —!! جس قسم کا جذبہ دل میں آئے اس قسم کی آواز زبان پر آگئی۔ چوں کہ جذبات کے اظہار کے لئے شعر کی زبان زیادہ موزوں سمجھ لی گئی ہے، اس لئے جذبات پرستی کی اس نہج زندگی کا نام قرآن پاک نے شاعری رکھا ہے جو ایک مومن کی زندگی کے بالکل برعکس ہے۔ (اس کی تائید سورۃ شعراء کی آیت ۲۲۷ کرتی ہے)

شعراء میں عمل کا فقدان : آیتِ مقدسہ کا آخری حصّہ

"یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ہ" نہایت غور طلب ہے۔ یعنی "یہ لوگ (شعراء) جو بات کہتے ہیں خود اس پر کچھ عمل نہیں کرتے"۔ اس کا مشاہدہ مشاعروں یا قوالی کی محفلوں میں کیا جاسکتا ہے۔ قوال یا شعراء کرتے یوں ہیں کہ اللہ اور اسلام کی حقانیت کو بڑے ہی ایمان افروز اور حسن کارانہ انداز میں سامعین کے سامنے پیش کرتے ہیں نیز ان کے سامنے اللہ کے رسولؐ کے بال، گال، نعل، چال ڈھال، شال (کمبلی) آل، عیال، جمال، اعمال اور خط و خال مبارک کی تعریف میں بڑے دلکش انداز میں نعتیں سُناتے ہیں۔ اور سامعین ساتھ ساتھ واہ واہ بہت خوب، ماشاءاللہ، کیا بات ہے سبحان اللہ، جواب نہیں، وغیرہ وغیرہ کے گونجدار نعرے لگاتے ہیں اور تھکتے نہیں۔ ان حضرات کی یہ ادائیں (جن میں اکثر شعراء ہوتے ہیں) دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ یہ تمام حضرات اس انجمن سے اٹھتے ہی اسلام کا نام روشن کرنے کے لئے قرآن پاک کے مطابق عمل کرنا شروع کریں گے۔ ایک ایسا سیلاب ثابت ہوں گے کہ باطل کی ہر قوت کو خس و خاشاک کی طرح بہا لیجائیں گے، تیشہ اٹھا کر کوہ و جبل کو کاٹ کر شیر و شہد کے دریا بہا کر انسانیت کی خدمت کریں گے، تفرقہ مٹا کر ایک اور نیک بنیں گے اور اسی گھڑی سے دین پر عمل پیرا ہو جائیں گے مگر ہر مسجد سے صبح کی ندائے اللہ اکبر گونجتی رہتی ہے، متا ...

یا قوالی کی انجمن میں ان کے اندر پیدا شدہ آرزوئیں
اور ان کا جوش و خروش آن کی آن میں ہرن ہو جاتا
ہے اور یکلخت ان کے بستروں میں ان کے خرّاٹے
گونجنے لگتے ہیں اور بقول قرآن پاک" انہیں ان کے
کردار کے ترازو میں تولئے تو ایک پرکاہ ثابت ہوں گے
جسے ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا اڑائے اڑائے پھرے۔
گویا تمام کے تمام یَقُولُونَ مَا لَا یَفْعَلُونَ ، (یہ جو
باتیں کرتے ہیں اس پر (ہرگز) عمل نہیں کرتے) کا تاسف
انگیز مرقع "!!! ۔ یہی وجہ ہے کہ شعراء کی کوئی
تحریک یا مشن کبھی کامیاب نہیں ہو سکا ہے ۔

شاعری مومنوں کے شایان شان نہیں :

اللہ کے رسول ﷺ نے جب بلیغ انداز میں اللہ
کے پیغامات سنانے شروع کئے تو مخالفین خصوصاً مشرکین
مکہ آپ ﷺ کے بارے میں کہنے لگے کہ محمد بن عبداللہ ایک
اچھا شاعر ہے اس لئے وہ جو کہتا ہے وہ حقیقت پر
مبنی نہیں اور نہ ہی اس قابل ہے کہ (نعوذ باللہ) اس
پر سنجیدگی سے غور کر کے اسے سنایا جائے ۔ اللہ تعالیٰ
ان لوگوں کی اس متعفن سوچ اور نجاست سے بھرے
تخیل کی یوں تردید کی کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا
يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ
(سورۂ یٰس آیت ۶۹) ترجمہ : اور ہم نے اس رسول ﷺ
کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی شاعری اس کیلئے
مناسب ہے ۔ یہ تو پیغام حق کی یاد دہانی اور واضح
قرآن (پاک) ہے ۔" اس آیت سے صاف ظاہر ہوا
کہ شاعری کی بھرپور مذمت اور مخالفت کی ہے
نیز اسے مسلک پیغمبری کے خلاف قرار دیا ہے اور
نقش کوکن

دو ٹوک فرمایا کہ شاعری پیغمبر ﷺ کے شایان شان قطعی
نہیں ۔

شاعری جب رسول ﷺ کے شایان شان نہیں
تو پھر شاعری آپ ﷺ کے پیروکاروں (مومنوں) کے
شایان شان کیسے ہو سکتی ہے ؟ جی ہاں قطعی نہیں
ہو سکتی ۔ اس کے لئے ذرہ خاک نعل رسول ﷺ ایک
ٹھوس دلیل پیش کرتا ہے تاکہ ۲۱ ویں صدی کے شعراء
بیدار ہو کر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں ۔

دلیل یا ثبوت : اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ نعمان
بن عدی رض اپنے دور جہالت
میں ایک بہت بڑے معروف و مشہور شاعر تھے ۔ اسلام
قبول کرنے کے بعد آپ نے شاعری سے توبہ کر لی اور
اسے بالکل چھوڑ دیا ۔ حضرت عمر فاروق رض نے خلافت
کے دوران نعمان بن عدی رض کو جب ایک ذہین اور
باصلاحیت پایا تو انہیں ایک صوبے کا گورنر مقرر کیا ۔
کچھ عرصہ بعد حضرت نعمان بن عدی رض کو شیطان نے
بہکا دیا اور وہ شراب و شباب کے بارے میں وجد
آور شاعری کرنے لگے ۔ عوام نے حضرت عمر فاروق رض سے
آپ کی شکایت کی تو آپ رض نے فوراً انہیں طلب کیا
اور اس بارے میں پوچھا حضرت نعمان بن عدی رض نے
جواب میں کہا کہ امیر المومنین واللہ میں نے آج تک
شراب کو چکھا تک نہیں اور نا ہی کوئی بد فعل کیا ۔
یہ تو محض شاعری ہے ۔" حضرت عمر رض نے کہا : ٹھیک
ہے میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں ۔ تم شاعر تو بہت اچھے
ہو مگر گورنری کے قابل نہیں رہے اس لئے تمہیں
معزول کیا جا رہا ہے ۔ اور ہاں اس کے بعد بھی تمہاری
یہ روش رہی تو تمہیں چوراہے پر ستون سے باندھ کر

اگست ۲۰۰۰ء

موصنات کے ذریعہ تمہارا چہرہ نوچ کر لہو لہان کرنے کا
حکم دیا جائے گا۔"

ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق رض نے یہ فیصلہ
قرآن کی مذکورہ آیات کے پیش نظر ہی لیا ہوگا۔ اس
سچے واقعہ میں ان شعراء کے لئے عبرت ہے جو اپنے آپ
کو کمال درجہ کے باکمال سمجھتے ہیں اور ان کے تخیلات
متعفن کی اڑان تحت الثریٰ سے ماہ والنجم کے پرے
تک ہوتی ہے جس میں اصلیت ذرہ بھی نہیں ہوتی۔!!

دراصل شرف انسانیت سے ہٹے ہوئے،
دین سے کٹے ہوئے، تفرقہ میں بٹے ہوئے، بدعملی پر
ڈٹے ہوئے اور اپنے سرکش جذبات سے پٹے ہوئے
شاعر کا انجام ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا کہ حضرت عمر
فاروق رض فیصلہ لیا تھا تاکہ سکرات کی جاں گسل
موت اس کے سامنے رقص کرے اور وہ ہوش میں
آجائے۔!

کوکنی نوجوان شعراء کی ذمہ داریاں:

یہ دیکھ کر ہزار استعجاب اور صد ہزار
اضطراب ہوتا ہے کہ کوکن کے نئی نسل کے مسلم نوجوان
مذکورہ سورۃ الشعراء کی آیت ۲۲۶ کا علم نہ رکھنے کی
وجہ سے قدامت طرز کے اور فرسودہ شاعروں کے پیچھے
پڑ کر اپنی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق
کوکن کے ہر شہر اور ہر تیسرے گاؤں میں شادی بیاہ یا
اور کسی خوشی کے موقع پر قدیم شعراء گمراہ دولتمندوں کے
توسط سے مشاعرے منعقد کرکے نئی نسل کے مسلم
نوجوانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ امت مسلمہ کا بہت
بڑا خسارہ ہے۔ مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان
شاعروں کے ذریعہ اردو ادب کے فروغ وارتقاء کا
فائدہ صرف پانچ فیصد ہے مگر ملت کا خسارہ ۹۵
فیصد ہو رہا ہے اس لئے یہ مشاعرے منعقد کرنے
میں کوئی دانشمندی نہیں۔ لب گور رسیدہ ان شاعروں
کو یہ بھی شعور نہیں کہ وہ نئی نسل کے مسلم نوجوانوں کو
اسلام سے بہت دور لے جا رہے ہیں اور ان کے
سجدوں کی ادائیگی کے لئے راہ کے سنگ گراں ثابت
ہو رہے ہیں۔ نوجوانوں کو معلوم ہو کہ علامہ اقبال
جیسا عظیم شاعر، شاعر مشرق کی نظر مذکورہ آیات پر
مرکوز ہوئی تو وہ رونے لگے اور توبہ کر لی۔ اس کے بعد
اپنی روش بدل کر وہ صرف حمد، نعتیں یا نیکی کی طرف
ترغیب دینے والی شاعری (جو درست اور بجا ہے)
کرنے لگے۔ اقبال کو اپنی روش کہن اور پرانی شاعری
پر اتنا افسوس ہوا کہ اس کا احساس ان کے اس شعر
سے کیا جا سکتا ہے کہ

مقام ہوش سے آساں گزر گیا اقبال
مقام شوق میں کھویا گیا وہ دیوانہ

لہٰذا تمام مسلم شعراء اور خصوصاً نئی نسل کے
مسلم جوان کوکنی اور غیر کوکنی نزاعی خا شاعری اور متعفن
سوچ سے توبہ کرکے اپنے پاکیزہ تخیلات سے قوم کی خدمت
کریں اور اپنی شاعری میں قرآنی نظریات کو پیش کرکے
دین کی خدمت کریں۔ ۲۱ ویں صدی میں یہی ان کی
ذمہ داریاں ہوں تاکہ غیر مسلم شعراء بھی پرچم اسلام
تلے کشاں کشاں آجائیں۔

شاعری میں ہماری کوکنی بہنیں بھی دلچسپی
لے رہی ہیں اور انہیں بھی اس کا چسکا لگا ہے جس
سے ایک مومن کا استعجاب اور قلبی اضطراب بڑھتا

فطری بات ہے۔ شاعری ایک ایسا چسکا ہے جو
اسلام سے دور لیجانے کا سبب بنتا ہے حتیٰ کہ
شاعری کی وجہ سے انسان اللہ سے بغاوت پر
بھی آمادہ ہو کر اپنا دین چھوڑ سکتا ہے۔
۲۱ ویں صدی کی مسلم بہنوں سے گزارش ہے کہ
وہ بھی قرآن کی روشنی (نور) میں اپنے تخیلات
ڈھال کر نئی نسل کی خدمت کریں۔ ۲۱ ویں
صدی میں یہی ان کی بھی ذمہ داری ہو تا کہ
اللہ کی رضا حاصل ہو ــــ ••

★ محمد عبدالغفور ساقی تونڈیکی

يَبْصِرُ الْعَاقِلُ بِقَلْبِهٖ مَالَا يُبْصِرُ الْجَاهِلُ بِعَيْنِهٖ

" دانا دل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھ لیتا ہے جو جاہل ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا "

دانشمندی فہم و شعور کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں۔ یہ قدرت کی جانب سے ایک عطیہ ہے جو ہر ذی روح ہر نفس کو نصیب نہیں۔ معدودے چند نفوس ہی خصوصی فہم و دانش سے مالا مال ہوتے ہیں اور نہ محض ذاتی فلاح و نجات سے سرفراز رہتے ہیں بلکہ ایک عالم ان کی دانشوری سے فیض پاتا ہے۔ ایک قاضی القضاۃ اگر عقلمند و ذی فہم ہے کوئی بھی نفس ناکردہ گناہی کا شکار ہو کر قید و بند پر مجبور نہ ہوگا۔ بخلاف ایک حکمراں عاجل غیر مستقل مزاج و بعید از فہم حرکات کا مرتکب ہو تو

اندھیر نگری چوپٹ راجہ
ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا

جیسی صورت واقع ہونا لابدی ہے۔

دانائی وضعی و مادر زاد میں بہت تفاوت ہے ایک انسان دبستانوں درسگاہوں مراکز علوم سے اکتسابی متانت و تبحر علم و فہم و دانش کی تحصیل کے بعد مفتی قاضی مشیر رہنما میر فاضل دانائے روزگار بن کر اوروں کی اصلاح و رہنمائی کی خاطر قیمتی آرا و صحیح مشوروں سے نوازنا عین دانشمندانہ اقدام ہے۔ دانشمندی دل و دماغ قوائے فہم و شعور سے تعلق رکھتی ہے۔ اپنی تجربہ کارانہ صلاحیتوں سے کم بینوں نادانوں کو خبردار کر دینا بروقت ہوشیار و آگاہ کر کے خطرات کو ٹال دینا دانشمندی ہے۔ علم و دانش کو اگر صحیح طور پر استعمال میں لایا جائے۔ دل میں خدمتِ خلق عمل معروف پر آمادہ کرنے کا جذبہ اگر موجود ہے اور اس کی خاطر اپنی مفکرانہ تدبیر و تراکیب بروئے عمل لائی جا رہی ہیں تو یہ فعل جہل و لاعلمی سے نجات دہندگی کا سبب ہو سکتا ہے۔۔۔

Dr. Nasir Y. Kazi

M D F I C A (USA)

Dr. Nasir Y. Kazi was elected **Presedint of Maharashtra Medical Education and Research Centre.** This institute runs **Z V.M. Unani Medical College and Hospital, Pune.**

Dr. N.Y.Kazi, son of late **Mr. Y. B. Kazi** Rtd Assistant Commissioner of Revenue and first Charman of **Haji Gulam Mohammed Azam Educatın Trust**, is a consultant physician and cardiologist practising in Pune for more than 30 years

Dr Kazi has had a brilliant meritorious academic career He was first amongst all muslim students and 2nd in Sanskrit in H S C He was Associate Professor of Medicine at B J Medical College and Sassoon General Hospital which he left to devote more time to **ZVM Unani Medical College.**

Dr. N.Y.Zaki is attached to many hospitals including **Ruby Hall Clininc & Jahangir Hospital.** He is very active in the professional bodies and has participated & attended many medical conference He is also an active Rotarian

Dr. Kazi is an active social worker and educationist He is a senior trustee of Haji Gulam Mohammed Azam Education Trust and Convenor of Advisory Commitee of **Anjuman-e-Islam's Girls Orphanage.**

This dedicated personality is making all efforts to make **ZVM Unani Medical College,** a prime and prestigious institution in India

"دیکھ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تو"

★ ازلؔ سارنوی

آج کوکن میں کئی ساری انجمنیں سرگرمِ عمل ہیں، مگر ایک وقت ایسا بھی تھا جب گاؤں گاؤں، تعلقہ، ضلعی سطح پر کچھ انجمنیں اپنی حد تک کام کر رہی تھیں مگر آل کوکن کیلئے لے دیکر ایک ہی ایسوسی ایشن (کوکن مسلم ویلفیئر ایسوسی ایشن) عالمِ وجود میں آئی جس نے مختلف شعبوں میں اپنی ذیلی مجلسیں قائم کی تھیں۔ مثلاً سی مین ویلفیئر بورڈ، کوکن اسپورٹس کلب اور بزمِ شعر و ادب کوکن (جو آخر آخر میں جناب مہرؔ مہسلائی کی بزم بن کر ختم ہو گئی) ان مجلسوں نے اپنے اپنے شعبے میں کام کئے انہیں ہم گراں بہا خدمات اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ انہی مجلسوں نے لوگوں کے حوصلے بلند کئے۔ دلوں سے احساسِ کمتری کو دھو ڈالا اور کوکن والوں کو ایسا اعتماد بخشا کہ آج ہر شعبہ میں لوگ آگے ہی آگے ہیں۔ آج ہم ایامِ ماضی کی طرف دیکھتے ہیں تو بزمِ شعر و ادب کوکن میں سُنے ہوئے وہ اشعار جنہوں نے دلوں کو گرما دیا تھا یاد آتے ہیں اور ان اشعار کے ساتھ ان کے تخلیق کاروں کی صورتیں بھی آنکھوں میں گھوم جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو:

میں ان کی جفا میں بھی وفا دیکھ رہا ہوں
یعنی سرِ تسلیم ہے خم اور زیادہ!
ہر شعر میں اے مہرؔ تیری نزہتِ دل ہے
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!!
مہرؔ مہسلائی

غارت گرِ ایمان تھیں اس بُت کی نگاہیں
ہم کفر کی سرحد پہ مسلمان رہے ہیں
قیصرؔ رتناگیروی

خیالِ یار سے کرتے ہیں صبح کا آغاز
اُمیدِ یار کے سائے میں شام کرتے ہیں
پروفیسر داؤد غازی

شام ہو جائے تو ردّی میں کھپاؤ گے مجھے
مجھ کو پڑھئے تو سہی صبح کا اخبار ہوں میں
شرفؔ کمالی

تاریخوں کے لکھنے والو تم نے ہم کو یہ نہ بتایا!
ایک محل تیار ہوا تو کتنے گھر مسمار ہوئے ہیں
عارفؔ احمد جی

ایک لمحہ میں جسے بجلی نے خاکستر کیا
اس نشیمن کا مجھے ہر تنکا یاد آتا رہا!!
ہادیؔ رائے پوری

سجودِ عشق سے ہم نے وفا کی راہوں میں
قدم قدم پہ کئی آشیاں بنائے ہیں
صابرہ قاضی سرور

نہ جانے کیسا فسوں تھا تمہاری محفل میں
زباں ہو کے بھی بیٹھے تھے بے زباں کی طرح
محمود الحسن ماہر

کامل غزل یہ کہیے چمن میں بطرزِ نو
ہر برگِ گل کو آج غزل خواں بنائیے
کامل ہینڈاوے

گو تیری انجمن سے اُٹھا جا رہا ہوں میں
لیکن بہت قریب ترے آ رہا ہوں میں
قیاس کھیڈڑوی

درد ایسا لفظ واحد جس میں دفتر بند ہے
یا یہ کہیے ایک قطرہ میں سمندر بند ہے
اختر راہی

طوفانِ غم سے پیار کئے جا رہا ہوں میں
موجوں کی کشمکش میں جٹے جا رہا ہوں میں
ہاں کشتیٔ حیات شکستہ تو ہے مگر!
ساحل کی سمت اس کو لئے جا رہا ہوں میں
یعقوب راہی

وفاداروں کی جب تاریخ لکھی جائیگی اطہر
ہمارا تذکرہ بھی ابتدا تا انتہا ہوگا
اطہر کرد مقدڑوی

توبہ کر لیں گے پھر کبھی پرکار
چند دن یہ خمار رہنے دو
پرکار رتناگیروی

ہر گام پہ دولت کے پرستار ہیں انجم
دنیا میں کوئی قدر نہیں علم و ہنر کی
ڈاکٹر محمود انجم یزدانی

پھر آج دیدہ و دل فرشِ راہ ہیں محشر
وہ بے نیاز ہے شاید ادھر سے آنے کو
محشر بانکوٹی

ظاہری زخم تو بھر سکتا ہے لیکن ناچیز
بات کی چوٹ کلیجہ میں اُتر جاتی ہے
ناچیز ڈنگنوی

خوشی اگر مستقل نہیں ہے تو غم بھی ہے مستعار عاقل
یہ چند لمحات زندگی کے دے گئے ہیں اُدھار جیسے
عاقل باغی

سوتی رہی خدا کی خدائی تمام رات
اک ہم تھے ہم کو نیند نہ آئی تمام رات
(جرمن پرکار) باغی بانکوٹی

ہر شرف ہر کمال کی خاطر
خم رہے سر، بہت ضروری ہے
شاداب رتناگیروی

جذبۂ ضبط کا کرشمہ ہے
ہم کو خاروں پہ نیند آتی ہے
عبدالرحمٰن بھارتی

لے لو حقیقتوں کا مزہ آنکھ کھول دو
کب تک رہو گے کھوکھلے خوابوں کے شہر میں
سعید کنول

دیکھا ہے میں نے زیست کو اتنا قریب سے
ہر داغ دل ہے شعلۂ فاراں بنا ہوا
انجم عباسی گوریگانوی

ہمارے بعد بھی سقراط آنے والے ہیں
اک اک زہر کا قطرہ سنبھال کر رکھئے
واحد محسن

زمانہ کی روداد مت پوچھ اس سے
بہت تنگ آ کر وہ آخر مرا ہے

ایم ایم مُلّا

نہیں ہے دستِ زلیخا میں دامنِ یوسف
جنوں کے ہاتھ میں دامن ہے پارسائی کا

(تضمین کا شعر) عابد کالستوی

جو بھیا دودھ میں پانی ملاتا تھا غنیمت تھا
بلا ہے دودھ میں پاؤڈر کا پانی دیکھتے کیا ہو

(فکاہیہ انداز) عابد کالستوی

ہم آج عرض کریں حاضرینِ محفل سے
ہمارے اپنے چمن میں جو پھول مہکے ہیں
کسی سے پیچھے نہیں ہیں وہ نکہت میں
جو اپنا شدتِ احساس لیکے دہکے ہیں

آدم نصرت

کچھ توجہ کچھ تغافل کچھ عنایت کچھ ستم
مختلف انداز میں ان کی نظر دیکھا کئے

مینا قاضی

قدم قدم پہ حوادث کا سامنا کرتے
پہنچ گیا ہوں خدا تک خدا خدا کرتے

مضطر جگدڑھی

نظر نہ لگ جائے آسماں کی ہے اس لئے اہتمام پردہ
چمن کی شہزادیوں کے سر پہ تنے ہوئے ہیں گھٹا کے آنچل

(شاکر سوپاروی)

(ترتیب میں تقدیم و تاخیر کا خیال نہیں رکھا
اس کے لئے معذرت) ••

ماہیے

دُنیا کو بتا دینا
درسِ محمدؐ ہے
دشمن کو دُعا دینا

تصویر بدلتی ہے
حُسنِ عمل ہی سے
تقدیر بدلتی ہے

ہر آن سلامت رکھ
میرے خدا میرا
ایمان سلامت رکھ

کہنا بھی تو کیا کہنا
ریت ہے دُنیا کی
اچھے کو بُرا کہنا

ایقان یہ میرا ہے
دُنیا میں اے ماہر
کچھ دن کا بسیرا ہے

کچھ بات نہیں ہوگی
آپ کے رونے سے
برسات نہیں ہوگی

یہ ایک حقیقت ہے
بندوں کی اے ماہر
خدمت بھی عبادت ہے

★ محمود الحسن ماہر
آزاد نگر، گھاٹکوپر، ممبئی ۸۶۔

یادِ رفتگاں

بیادِ نعیم شیخ آنکھ کیوں پُرنم ہے؟

★ ابراہیم احمد سندیلکر

پچیس 25 سال قبل اپنے وطن شولاپور کو چھوڑ کر بے یار و مددگار معاش کی خاطر مروڈ جیسے دور افتادہ مقام پر اور اجنبی ماحول میں جس نے ایک ٹیچر کی حیثیت سے قدم رکھا تھا اور اپنے اعلیٰ کردار و اخلاق سے یہاں کے معاشرے کا جزو بن کر لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے محبت و عزت اور احترام کی جگہ پیدا کی وہ نعیم عظیم الدین شیخ کی ہر دلعزیز شخصیت ایک سال کا عرصہ ہو رہا ہے ۲۱ جولائی 1999ء کو اس جہاں سے رخصت ہوئی۔

نعیم شیخ انجمن اسلام جنجیرہ مروڈ ہائی اسکول کے ایک قابل ٹیچر اور سپروائزر تھے۔ اپنی بہترین کارکردگی و صلاحیت اور معلم کے مقدس پیشہ کی ساری خوبیوں کے ساتھ ایک مثالی استاد تھے۔ تعلیمی رہنمائی کے لئے طلبہ میں مقبول سماجی اور قومی سرگرمیوں کیلئے نوجوانوں اور بزرگوں میں یکساں عزیز و محترم اور اپنے اوصافِ حمیدہ اور انسان دوستی سے سماج کے ہر طبقہ میں معروف تھے۔ نعیم ایک اچھے شاعر تھے۔ اپنی تدریسی خدمات کے ساتھ انہوں نے طلبہ اور نوجوانوں میں علمی ادبی ذوق پیدا کرنے کی انتھک کوشش کی۔

سمینار ہوں یا علمی و دینی کانفرنسیں ہوں نعیم ہمیشہ اور ہر وقت ان کے انعقاد و انتظام میں پیش پیش رہ کر رہنمایانہ رول ادا کرتے رہے۔ شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات ہوں یا موت و غم کے واقعات ہوں وہ ہر جگہ اوروں کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے رہے۔

مروڈ میں نوجوانوں کا ایک ادارہ بزم ملّت ہے جس کے زیرِ اہتمام برسوں سے ہر سال سیرت النبیؐ کی تقریبات بڑی شان و شوکت سے منائی جاتی ہیں جن میں ضلع رائے گڈھ کے اسکولوں کے طلبہ کے درمیان سیرت پر تقریری اور نعتیہ مقابلے منعقد ہوتے ہیں، ان تقریبات میں علمائے دین کی تقاریر کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان ساری سرگرمیوں کے روح رواں بھی نعیم صاحب رہے میں نے ایک وقت ان کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ اس بزم کے تحت ایک دار المطالعہ قائم کیا جائے تاکہ نوجوانوں میں کتب بینی اور مطالعہ کا شوق پیدا ہو اور وہ اپنا وقت فرسودہ کاموں میں ضائع نہ کریں۔ نعیم صاحب اور ان کے ساتھیوں نے میری اس تجویز کو پسند کر کے بازار کی مسجد سے ملحقہ ایک مناسب کمرہ میں ایک لائبریری کی نہ صرف بنیاد ڈالی بلکہ اس کے افتتاح کی سعادت سے بھی مجھے

تعداد میں کتابیں بھی مہیا کی گئی تھیں۔ نعیم صاحب کے
دوست اور شاگرد اگر اس تحریک میں از سر نو نئی
روح پھونک دیں اور اس کو باقاعدگی سے جاری
رکھیں تو نعیم صاحب کے نام کے ساتھ ایک یادگار
بھی ہو سکتی ہے۔

مروڈ جیسے کاؤنٹی میں اردو ادب کا ذوق
رکھنے والے تعلیم یافتہ افراد کی بڑی تعداد ہے مگر ان کے
ادبی ذوق کی تسکین کے لئے کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اور
جن نوجوانوں میں ادبی صلاحیت ہے وہ سامنے آنے
سے کتراتے تھے لہٰذا میں نے نعیم صاحب کو یہ مشورہ دیا
کہ یہاں کسی ایسے ادارہ کی بنیاد ڈالی جائے جس کے
ذریعہ شعر و ادب کا ذوق رکھنے والے مقامی نوجوانوں
کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا موقع
حاصل ہو، چنانچہ نعیم اور ان کے ہم خیال دوستوں
نے چند سال پہلے ایک ادارہ "انجمن فروغ ادب"
قائم کیا اور اس کے تحت مشاعروں اور ادبی نشستوں
کا اہتمام کیا جانے لگا۔ ان مشاعروں میں مروڈ اور
قرب و جوار کے شعراء اور باذوق حضرات شریک
ہوتے ہیں اور کئی ایک شعرا جو پردۂ گمنامی میں تھے
آج محفل مشاعرہ کی زینت بن گئے ہیں۔ ان
مشاعروں اور ادبی محفلوں کا اہتمام بھی نعیم صاحب
کے ذمہ تھا اور وہ انتہائی ذوق و شوق سے یہ
سرگرمیاں انجام دیتے رہے۔ نعیم صاحب کے دوستوں
کو اس تحریک کو بھی جاری رکھنا از بس ضروری ہے۔

نعیم صاحب ایک ٹیچر تھے مگر سماج میں
ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ مروڈ اور اکناف میں
کہیں تعلیم کے تعلق سے کوئی بات ہو، قوم کا کوئی
فلاحی کام ہو، ملت کے مسائل ہوں یا جماعتوں کی
سرگرمیاں نعیم صاحب کا ہر جگہ اشتراک عمل ہوتا
رہا اور وہ بخوشی اپنے ذمہ تفویض کردہ کام کو اپنا
فرض سمجھ کر انجام دیتے رہے۔ طبیعت میں حد درجہ
سادگی، کم گفتاری، اخلاص و دیانتداری اور فروتنی کے
ساتھ خودداری اور حسن سلوک جیسے اوصاف نے انہیں
مقبول عام بنا دیا تھا۔

میرے ان سے دوستانہ تعلقات تھے وہ میرے
بیٹے سلیم کے استاد اور دوست بھی تھے اور ہمارے
لئے خاندان کے ایک فرد جیسے تھے۔ مروڈ جانے پر کسی
وقت ان سے ملاقات نہ ہو تو واپسی پر ایک بڑی
کمی سی محسوس ہوتی تھی۔ ان تعلقات کے باوجود وہ
بے حد احترام سے پیش آتے تھے اور بات کرتے وقت
ہمیشہ "سر" کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ میں نے بارہا ان سے
کہا کہ ہر وقت آپ سر، سر کیوں کہتے ہو مگر وہ سنی
ان سنی کرتے رہے۔ شاید میں انجمن اسلام جنجیرہ کی
انتظامیہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے وہ میرے لئے
احترام اور اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ نعیم صاحب
ایک عرصہ سے مریض تھے مگر انہوں نے اپنے مرض سے
لاپرواہی برتی۔ تکلیف جب ناقابل برداشت ہوئی
تو ان کے شاگردوں اور دوستوں نے بہ اصرار انہیں
ممبئی لایا اور سیفی ہسپتال میں داخل کیا۔ حالت بہت
خراب تھی۔ میں ہسپتال پہنچا تو ان کے بیٹے وسیم نے
آواز دی۔ آنکھیں کھولیں۔ مایوسانہ انداز میں نظر
اٹھا کے دیکھا۔ سر سر کہنے والی زبان آج خاموش تھی
گویا کہہ رہی تھی "اب اللہ ہی حافظ ہے"۔
دوستوں نے تیمارداری میں کوئی کسر باقی نہیں

رکھی۔ ہرکشن داس ہسپتال میں ایمرجینسی میں آپریشن بھی کروایا۔ ڈاکٹروں نے انتہائی کوشش کی مگر
ع ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“
آپریشن کے بعد بے ہوشی کا عالم طاری تھا۔ رمق باقی تھی۔ رات گزر گئی اور صبح پیام اجل لیکر نمودار ہوئی۔ ایک اچھا انسان اللہ کو پیارا ہوا۔ موت کی خبر آناً فاناً دور دور تک پہنچی اور لوگ جوق در جوق آنا شروع ہوئے۔ دوپہر تک نعیم صاحب کے دوستوں، شاگردوں اور چاہنے والوں سے سیفی ہسپتال کا احاطہ بھر گیا۔ مروڈ والوں نے چاہا کہ تدفین مروڈ میں ہو، لیکن مشیت ایزدی یہی تھی کہ جسد خاکی کو اپنے آبائی وطن شولاپور کی خاک کا پیوند ہونا تھا چنانچہ
ع پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔
نعیم صاحب کے شیدائیوں نے پرنم آنکھوں سے آخری بار الوداع کہتے ہوئے جسد خاکی کو چند دوستوں کے ساتھ مدفن کی طرف روانہ ہوتے دیکھا اور فضا میں یہ احساس گونج رہا تھا۔
ع ڈھونڈ گے ہمیں ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم۔
نعیم صاحب ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہوئے مگر ان کی یاد لوگوں کے دلوں میں ابھی تازہ ہے۔ ان کی خدمات اور کارنامے باقیات الصالحات بن کر زندہ رہیں گے۔
حیات و ممات کا لامتناہی سلسلہ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔

ے کہاں کہاں دل صد چاک اشک خوں روئے
دبے ہیں سینکڑوں افلاک اس زمینوں میں
خداوند کریم سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ـــ ٭٭٭

روٹی ، کپڑا اور مکان

: کوثر انصاری (ممبئی) :

★

ڈھانکنے کو سر ہمیں کٹیا تو دو !
ڈھانپنے کو تن ہمیں کپڑا تو دو !
ہم بھی گن گاتے ہیں اپنے دیش کا
پیٹ بھر کھانے کو ہمیں ٹکڑا تو دو !

★

مانگے ایک غریب انسان
اپنی خاطر سب سے دان
”آزادی“ کے صدقے میں
”روٹی ، کپڑا اور مکان“

مکہ حج کارپوریشن ممبئی

حکومت ہنداور سعودی ایمبیسی دھلی سے منظور شدہ

گذشتہ کئی برسوں کی پُر خلوص و قابل اعتماد خدمات کی عوامی سند کے ساتھ اس سال ہم پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ ہماری وہ خصوصیات جن کی وجہ سے مکہ حج کارپوریشن کو طرۂ امتیاز حاصل ہے اور حجاج کرام کا بے پناہ تعاون ہے وہ درج ذیل ہیں۔ حجاج کرام کی تمام انتظامی امور کی ذمہ داریاں ہم سنبھالتے ہیں تاکہ آپ یکسوئی سے حج، عمرہ اور عبادت کر سکیں۔

⁂ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حرم شریف اور مسجد نبوی کے بالکل قریب سیلف کنٹینڈ کمروں والی بلڈنگ جس میں حاجیوں کی رہائش فیملی وائز، گروپ وائز ہوگی نیز بلڈنگ میں لفٹ، فریج، ایئر کنڈیشن، فیکس اور فون کی سہولت دستیاب ہوگی۔ ⁂ تجربہ کار و مخلص رہنما ہمہ وقت آپ کی خدمت و رہنمائی کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ⁂ ڈائریکٹ فلائٹ سے آرام دہ اور پر کیف سفر ⁂ گھریلو ماحول جس میں آپ اجنبیت بالکل محسوس نہیں کریں گے۔ بہترین لذیذ اور صحت بخش کھانے اور ناشتہ وقت پر دستیاب ہوتا ہے۔ ⁂ طبی مشوروں کے لیے ڈاکٹر ساتھ ہوتے ہیں۔ ⁂ ۵/اکتوبر سے پہلے حج کی بکنگ کرنے والوں کیلئے پاسپورٹ بلامعاوضہ بنا کر دیا جائے گا۔ ⁂ جدّہ، مکہ، مدینہ منورہ کے درمیان تمام سفر ایئر کنڈیشن بسوں کے ذریعہ ہوگا۔ ⁂ مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات کی زیارتیں ہمارے خاص تجربہ کار گائیڈ کے ساتھ کرائی جاتی ہیں۔ حج کا سفر آپ کی سہولت کے لحاظ سے دو گروپ میں ہوگا۔ آپ اپنی مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے یا دوسرے گروپ میں سفر کر سکتے ہیں۔ ⁂ خلیجی ممالک، افریقہ اور یورپ سے آنے والے حجاج کرام کیلئے مکہ مکرمہ میں ہمارا ٹور جوائنٹ کرنے کی خاص سہولت موجود ہے (بہترین انتظامیہ سہولیات اور ہماری ذاتی خدمات مہیا کرنے کی غرض سے ہم محدود سیٹیں لیجاتے ہیں اس لئے مایوسی سے بچنے کیلئے فوراً اپنی سیٹ بک کرائیں۔) اکتوبر رنومبر کے ویکیشن میں فائیو اسٹار کلاس عمرہ ٹور ترتیب دیا جاتا ہے۔

مزید معلومات کیلئے رابطہ قائم کریں۔

نوٹ : ● یہ سفر انٹر نیشنل پاسپورٹ پر حکومت کے مہیا کردہ B T Q S اسکیم کے تحت ہوگا۔ ● پاسپورٹ بنوانے کی سہولیات ہمارے یہاں موجود ہے جن حضرات کے پاسپورٹ تیار نہ ہوں وہ فوراً بنوالیں۔ ● ہوائی جہاز کا کرایہ، معلم فیس یا فارن ایکسچینج کے شرح میں اضافہ ہونے کی صورت میں اسی مناسبت سے اضافہ کیا جائے گا۔

شرح ٹکٹ

حج ٹور ۲۰۰۱ء	حج ٹور ۲۰۰۱ء	عمرہ ٹور	فیملی ویکیشن عمرہ ٹور	رمضان عمرہ ٹور	رمضان عمرہ ٹور
ڈیلکس کلاس	سپر ڈیلکس کلاس	ماہ اگست میں	ماہ اکتوبر میں	آخری عشرہ	پورا مہینہ
۳۵ تا ۴۰ روزہ سفر	۳۵ تا ۴۰ روزہ سفر		۱۵ روزہ سفر	۱۸ روزہ سفر	
۷۳۰۰۰ ہزار روپے	۸۳۰۰۰/- ہزار روپے	۴۰۰۰۰/- ہزار روپے	۴۰۰۰۰ /- ہزار روپے	۵۰۰۰۰/- ہزار روپے	۸۰۰۰ ہزار روپے

مزید معلومات و بکنگ کے لئے فوراً رابطہ قائم کریں

ضمیر احمد قادری
مکہ حج کارپوریشن
فون ۳۷۷۵۹۶۹/۳۷۱۹۲۳۱
فیکس ۳۷۳۸۴۳۹

خالد پرکار
پرکار ایجنسی
فون ۳۴۳۶۹۷۹/۳۴۴۶۰۵۱
فیکس ۳۴۴۲۳۴۴/۳۴۲۸۲۷۱

شکیل شفیق فرید
۵۶ تیسر انظام پور، بھیونڈی، ضلع تھانہ
فون ۵۶۵۵۱ـ۵۱۶۹۳(۰۲۵۲۲)

حسنین تانکی
پارسی گلی، بندر روڈ، کلیان
فون ۲۰۱۵۲۰

حاجیوں کی خدمت ہمارا نصب العین ہے

who pushed me into full-time da'wah - by her answer to my questions, 'Mother, in whose foosteps do you want me to follow? Dr. Christen Bernard or Ahmed Deedat - (when I was in my first year of medical college, my mother used to encourage me saying, "one day my son will be another Christen Bernard") My mother's reply was, "I can sacrifice 1,000 Dr Bernards to make my sons into an Ahmed Deedat "

Thus I plunged into full time da'wah, giving public lectures, reading and studying Islam and and since then, I haven't looked back Of course, this materialistic society had a lot to say they called me a fool, having spent lakhs to become a doctor and to give it all up for religion As far as I was concerned both fields serve the same purpose - a desire to serve humanity I felt my da'wah work gave me even more mental satisfactions than my earlier career of medicine

I want through rigourous training, using a direct approach in putting facts across to my audience effectively. I also employed rational arguments in helping the audience understand Islam and its principles effectively and thoroughly I travelled widely on lecture tours in the Muslim world, thus gaining useful experience

The IRF, a charitalbe registered trust was established in February 1991 in Bombay The IRF strives continuously for the proper understanding and clarification of Islam and its teachings amongst Muslims and non-Muslims by organising public talks followed by questions-answer sessions, debates, symposia, etc. IRF uses modern technology for the presentation of TV channels to reach audiences in millions worldwide

FM What is your advice to the da'ees at DI? Have the da'wah activities conducted at DI improved since your last visit to DI in 1998?

ZN . I have been to many Islamic Organisations in different parts of the world during my lecture tours I have found DI amongst the top muslim organisation in the world. To be frank, I must say that I see more employees and da'ees now than what I saw on my last visit But we must remember quanitity does not mean that quality has improved the da'ees here work with a sense of duty and for the sake of Allah's (SWT) pleasure only - trying their best to convey the message of Islam

My advice in whatever you do always remember that the quality of your work should never suffer For, our Prophet (pbuh) has stressed that Muslims should try to achieve perfaction in whatever task they undertake Your professionalism should not suffer. Self-analysis and reviewing the feedback from the programme and activities at regular intervals is very necessary This helps to improve on the drawbacks and mistakes in the future activities and programmes

Thank you, ***Dr. Zakir Naik***

An Interview With...

Dr. Zakir Naik

Dr Zakir Naik, President of Islamic Research Foundation (IRF), is a dynamic international speaker on Islam and Comparative Religion Masha'allah, he is the main driving force, behind the IRF getting worldwide acclaim for the proper presentation, understanding of and clarification on Islam, as well as removing misconceptions about Islam Though a medical doctor by professional training, he has chosen to spread the truth about Islam worldwide, specially amongst millions of English konwing audiences Dr Zakir explains the teachings of Islam and clears misconceptions convincingly with the help of reason, logic and science He has tremendous ability to quote extensively and verbatim from the Holy Qur'an and other scriptures

Dr Naik was on a lecture tour of Bahrain from 15th November 1999 to 19th November. Sister Fatima Maka had the opportunity to interview him for Discover Islam magzine Following are the excerpts from this interview.

FM First of all, a very big thank you, for having accepted out invitation for this lecture tour. I am sure as usual your lectures were a source of enlightenment and knowlege to the audience My first question is Brother, were you inclined towards daw'ah at a very early age? What were the special signs you showed? What were the difficulties faced and how you overcame them?

ZN Alhamdolillh, even as a child I was a normal Muslim (practicing) with sound human values. I have this nature of not accepting anything without reasoning and even as a young boy, I was good at arguing and taking sides In 1987, December to be precise, when I was in Medical College, I happened to attened Ahmed Deedat's lecture I was highly inspired by what he said and after that I never missed to attend any of his lectures or get hold of his lecture cassettes and watch them Thus, I started reading Islamic literature extensively. I began activeda'wah work in my medical college How elsle could I gainfully use my wealth of Islamic knowledge? In 1990-91, I was 50% involved in medicine and 50% in da'wah My argumentive skills and my intelligence were my plus points. I was a keen fan of Ahmed Deedat - you can call me his student. By 1003, I was hardly practising medicine for 2 hours daily. Rest of my time was given to my da'wah activities. It was my mother,

SCHOLARSHIP FOR MUSLIM STUDENT OF KOKAN

Mumbai Sub-Committee of The Kokan Muslim Education Society, Ratnagiri has decided to award sholarships during the Education Year 2000-2001 for the Muslim Student coming from districts of Ratnagiri and Sindhudurg. The students who wish to avail the Scholarship may send their application at the following address with a self addressed envelope and also a postal stamp of Rs. 2/- to meet the cost of the form The student can also obtain the form by personally coming to our office between 11.00 a.m and 1 00 p.m. on any working day. Last date of submitting the application is 30/9/2000 Application received after this date shall not be considered Student who are covered under the categories shown below should apply for the scholarship

(1) Those who studing in High School in Greater Mumbai from std. VIII to X.
(2) Studying in the Technical Institution and Colleges (Vocational - Technical) in the Greater Mumai.
(3) Studying in Engineering or Medical Colleges any where in Maharashtra State
(4) Student studying in Junior Colleges of Greater Mumbai, Ratnagiri, Sindhudurg and Raigarh districts

***Important Note :** (a) High School student who have secured less that 50% marks in the last examination should not apply (b) Since girls are getting free education upto std. XII So those girls who are paying fees need only apply for this scholarship.*

Besides the above scholarship the committee has decided to award a lampsam of Rs 500 to the students who have secured highest mark in subject of Mathematics, Science, Urdu and Arabic in memory of late Professor Dadavkar Saheb.

Contact : H. D. Mistry, Secretory,
The Kokan Muslim Education Society
76, Jagannath Shankar Sheth Road, (Girgaum Road),
Opera House, Mumbai - 400004.

اشاعت کا ۳۹ واں سال

ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

اُردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ۔ رجسٹرڈ: E 3006

جلد نمبر ...۳۹... | شمارہ نمبر ...۹... | ماہ: ستمبر ۲۰۰۰ء

معاون ومدیر: عبدالمجید مہسکر۔ ترتیب وتہذیب: اسلم خان

درون ہند سالانہ: اکیسو پچاس روپے	خلیجی ممالک، پاکستان ودیگر ممالک سے
فی پرچہ: پندرہ روپے	چھ سو روپے سالانہ
درون ہند سالانہ عطیہ: ایک ہزار روپے	غیر ممالک کے لئے
معاون خریداری: پانچسو روپے سالانہ	سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
	معاون: ایک ہزار روپے

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نوانگر، ایم ڈی نائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰ - فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶/ ۳۷۸۰۷۴ -

اس شمارے کے نقوش

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالتہائے بمبئی کو ہوگا۔
تاریخ اشاعت: ستمبر ۲۰۰۰ء
پرنٹنگ: قاسمی پرنٹرس، فون: ۳۷۷۶۹۵۵

کون بنے گا کروڑ پتی...؟

میخانہ مغرب کے انداز نرالے ہیں

لاتے ہیں سرور اوّل دیتے ہیں شراب آخر

السلام علیکم!

آپ کہیں گے واہ بھئی یہ بھی خوب رہی!

کیسے بنا کروڑ پتی سے اقبال کے شعر کو کیا نسبت۔ چنداں فکر مت کیجئے جب آپ پورا اداریہ پڑھ چکیں گے تو آپ ہی کہیں گے کہ اداریہ کا عنوان اقبال کا شعر ہی ہونا چاہئے تھا۔

آمد بر سرِ مطلب اس ملینیم کے شروعات میں جب ہم نے امیتابھ بچن کو اسٹار آف دی ملینیم کے اعزاز کا حقدار پایا تو فلم کے کروڑوں طالب علموں کی طرح پہلے ہم بھی چکرا گئے ۔ بھلا شہنشاہِ جذبات دلیپ کمار کے ہوتے ہوئے امیتابھ بچن کیسے اسٹار آف دی ملینیم قرار دیا جاسکتا ہے۔ چونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دلیپ کمار سے بڑا اسٹار انڈین فلم انڈسٹری آج تک پیدا نہیں کر سکی ہے۔ جس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ آج تک کی کامیاب ترین فلم **شعلے** جس میں امیتابھ بچن کے علاوہ دھرمیندر، سنجیو کمار، ہیما مالنی، جیا بہادری اور سب سے بڑھ کر سلیم جاوید تھے۔ اس کی ایڈوانس بکنگ کی لائن سے اس کے بعد آئی دلیپ کمار کی آخری فلم (بطور ہیرو) مشیر ریاض کی **بیراگ** کی ایڈوانس بکنگ کی لائن زیادہ تھی اور پہلے ہفتے میں دلیپ کمار کی فلم کا کلیکشن بھی شعلے فلم سے زیادہ تھا یہ حدیث دیگر ہے کہ شعلے کی اپنی میرٹ نے اسے تاریخ ساز کامیابی عطا کی۔ مگر جہاں تک اسٹارڈم کا تعلق ہے دلیپ کمار نے اپنی آخری فلم (بطور ہیرو) میں بھی ثابت کر دیا تھا All are Super Stars but Dilip Kumar is the Sun اس لئے امیتابھ کو یوارڈ ملنے پر ہم نے دل کو یہ کہکر تسلی دے دی کہ بھئی گھپلے تو نوبل پرائز میں بھی ہوتے ہیں تو اسٹار آف دی ملینیم کی بساط ہی کیا ہے۔ مگر جب مذکورہ ایوارڈ قبول کرتے ہوئے امیتابھ بچن نے کہا" میں یہ نہیں جانتا کہ میں اس ایوارڈ کے لائق ہوں یا نہیں مگر میں اسے بصد خوشی قبول کرتا ہوں" امیتابھ کے زبانی یہ سننا تھا کہ ہمارے ذہن کے پرخچے اڑ گئے ہم پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ہماری رگوں پٹھوں میں چنگوں کی بجلیاں دوڑنے لگیں وجہ ظاہر تھی کہ یہ وہی امیتابھ بچن تھے جنہوں نے دلیپ کمار کے بارے میں ۱۹۷۵ء میں (دیوار کے بعد) بی بی سی کی اردو سروس کو دئے گئے ریڈیو انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں کہا تھا" اگر آپ کو میری اداکاری میں دلیپ صاحب کی جھلک ملتی ہے تو میں اس کو اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں" یہ وہی امیتابھ بچن ہے جنہوں نے فلم انفارمیشن کے ۱۹۸۲ء کے سالانہ ایشو (جب وہ سوپر اسٹار تھے) کہا تھا دلیپ کمار اداکاری کے اسکول ہیں اور امیتابھ بچن اس کا ایک طالب علم، یہ وہی امیتابھ تھے جنہوں نے ۱۹۹۱ء میں "ہم" فلم کے لئے ملا، فلم فیئر کا بیسٹ ایکٹر کا ایوارڈ یہ کہتے ہوئے اپنے جونیئر عامر خان اور سنجے دت میں بانٹ دیا تھا کہ وہ ۱۹۹۰ء میں لائف ٹائم اچیومینٹ ایوارڈ لے چکے ہیں اس لئے وہ ۱۹۹۱ء کے بیسٹ ایکٹر ایوارڈ کے حقدار نہیں۔ ہم حیران وجود پریشان کہ جس

طرح البیر و کامیو نے یہ کہتے ہوئے "جبتک ژاں پال سارتر زندہ ہے کامیوں کو نوبل پرائز کا حق نہیں "نوبل پرائز ٹھکرا دیا تھا۔ امیتابھ بچن نے یہ کہتے ہوئے کہ جبتک دلیپ کمار زندہ ہے وہ اسٹار آف دی ملینیم کے حقدار نہیں کہتے ہوئے کیوں اسٹار آف دی ملینیم کا ایوارڈ نہیں ٹھکرایا۔ ابھی ہم طلسم حیرت کدہ ۲۰۰۰ء کے دریا میں غوطے ہی لگا رہے تھے کہ ہندستان کے ٹی وی دنیا کے سب سے بڑے ٹاک شو "کون بنے گا کروڑ پتی" کی آنکھیں خیرہ اور ہوش ربا کرنے والی پبلسٹی ریلوے پلیٹ فارم سے لے کر سنیما ہال تک شروع ہو گئی اور ہماری تمام شنکاؤں کا سمادھان ہو گیا۔ ہر گتھی سلجھ سلجھ گئی، ہر راز افشاں افشاں ہو گیا۔ یہ بھی کہ کیوں دلیپ کمار کی جگہ امیتابھ کو اسٹار آف دی ملینیم کے ایوارڈ سے نوازا گیا یہ بھی کہ کیوں امیتابھ نے خود کو اس ایوارڈ کے لائق نہ سمجھتے ہوئے بھی اسے بصد خوشی قبول کیا اور یہ بھی کہ تاریخ ساز ٹاک شو "کون بنا کروڑ پتی کیسے بنا۔

میخانہ مغرب کے انداز نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر

جناب جسطرح امیتابھ کو اسٹار آف دی ملینم بننے پر ہم حیران ہوئے تھے اتنی ہی حیرانی ہمیں اسوقت بھی ہوئی تھی جس وقت ۱۹۹۴ء میں ایشوریہ رائے مس ورلڈ بنی تھی مگر وہ حیرت خوشی کے نتیجے میں تھی اور اس حیرت و خوشی میں دس گنا اضافہ اس وقت ہوا جب اسی سال مس یونیورس بھی ہماری ہندوستان کی ہی حسینہ سشمیتا سین ہی چنی گئی شو ورلڈ کی دنیا میں پہلی بار یہ کرشمہ ظہور پذیر ہوا کہ ایک ہی سال میں مس ورلڈ اور مس یونیورس کے دونوں تاج ہندوستان کے دامن میں سما گئے۔ ہم دنیا سے سینہ ٹھوک کر کہنے لگے ہندوستان بھی مغرب سے کسی طرح پیچھے نہیں۔ ہم مغرب سے آنکھیں ہی نہیں ملا سکتے بلکہ اس کے سینے پر مونگ بھی دل سکتے ہیں۔ مگر شیخ چلی کے خواب اور مکڑی کے جالے کی طرح ہماری خوشی اسی وقت کافور ہو گئی جب ہم نے اسی سال سشمیتا سین کو کوکا کولا اور یشوریہ رائے کو پیپسی بیچتے دیکھا۔ تب ہم پر یہ عقدہ کھلا کر مس ورلڈ اور مس یونیورس بننے میں ہندوستان کی خوبصورتی وذہانت کو کوئی کمال حاصل نہیں تھا بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ ہندوستان گیٹ معاہدے پر دستخط کر چکا ہے جسکی رو سے بیرونی کمپنیاں ہندوستان میں آزادانہ طور پر سرمایہ کاری کر سکتی ہیں اور ہندوستان صارفین کی دنیا میں سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے اسلئے جب کوکا کولا اور پیپسی نے ہندوستان کی کولڈ ڈرنک منڈی کو ہتھیانے کا منصوبہ بنایا تو پہلے انہوں نے ہندوستان کی دو حسیناؤں کو بالترتیب مس ورلڈ اور مس یونیورس بنوایا۔ مراد اقبال کے شعر کی مصداق دو گمنام لڑکیوں کے "سرور" کا جادو سو کروڑ ہندوستانیوں کے سر پر چلایا پھر انہیں کے ہاتھوں شراب (کوکا کولا پیپسی) ایسے بیچی کہ ہندوستان کی تمام کولڈ رنک انڈسٹری بوتل کے جن کی طرح غرق دریا ہو گئی۔

اب شاید آپ کو "کروڑ پتی" بننے کے اشارے ملنے شروع ہو گئے ہوں گے۔ اسٹار ٹی وی کے مالک میڈیا کنگ مسٹر روپٹ مرڈوک۔ جب ۱۹۹۵ء میں بمبئی آئے تھے تو انہوں نے او بیرا ٹاورس کی پریس کانفرنس میں کہا تھا۔ T V Is a white Elephant who always wants food and I am here to loose 40 million dollars (ٹی وی ایک سفید ہاتھی ہے جو ہمیشہ خوراک مانگتا ہے اور میں ہندوستان میں چالیس ملین ڈالر پھونکنے آیا ہوں) اسی وقت لائن کے پنڈت سمجھ گئے تھے کہ چالیس ملین کے نقصان کا مطلب ہے ہندوستان سے 400 کروڑ ڈالر کا فائدہ کمانا تو جناب جب اسٹار ٹی وی کے

چالیس ملین کے نقصان کا مطلب ہے ہندوستان سے چار سو کروڑ ڈالر کا منافع کمانا تو جناب جب اسٹار ٹی وی کے مالک روپٹ مرڈوک نے اپنے چار سو کروڑ ڈالر منافع والے پروجیکٹ کی پہلی قسط وصول کرنی چاہی۔ تو سب سے پہلے اس نے جس طرح کوکاکولا اور پیپسی نے ایشوریہ اور سشمتا سین کو مس ورلڈ اور مس یونیورس بنوایا تھا بالکل اسی انداز میں کل کے سپر اسٹار اور آج کے فلاپ ہیرو امیتابھ بچن کو پہلے اسٹار آف دی ملنیم بنوایا (یعنی سرور لایا) اسکے بعد امریکہ کے کامیاب ترین ٹاک شوز میں سے ایک Who will become the millionaire (کون بنے گا دس لاکھ پتی) کا ہندوستانی ورژن کون بنے گا کروڑ پتی بنوایا پھر اسکی کروڑوں کی پبلسٹی کی اور ہندوستان کے ٹی وی مارکیٹ میں ہلہ بول دیا۔ (شراب بیچنا شروع کر دی) اور وہ اس میں اتنا کامیاب ہوا اتنا کامیاب ہوا کہ کون بنے گا کروڑ پتی کی ریٹنگ (ٹی آر پی) اتنی بڑھی کہ دوردرشن کے تمام کامیاب ترین پروگراموں سے آگے نکل گئی (یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسٹار ٹی وی پے چینل ہے۔ اور صرف کیبل کے ذریعہ ہی دیکھا جاسکتا ہے اور اسکی پہنچ شہروں تک ہی محدود ہے جبکہ دوردرشن ہندوستان کے گاؤں و دیہات میں پہنچ چکا ہے)

اب آپ کے سمجھ میں آگیا ہوگا کہ کیوں دلیپ کمار کے بجائے امیتابھ بچن اسٹار آف دی ملنیم بنا کیوں خود کو مستحق نہ سمجھتے ہوئے بھی امیتابھ نے اسٹار آف دی ملنیم کا ایوارڈ قبول کیا اور کیسے آج تک کی ہندوستانی ٹی وی انڈسٹری کا کامیاب ترین تاریخ ساز ٹاک شو "کون بنا کروڑ پتی" بنا۔ تو جناب اب پتہ چلا اقبال کے شعر سے اداریہ کی نسبت۔

میخانۂ مغرب کے انداز نرالے ہیں
لاتے ہیں سرورِ اوّل دیتے ہیں شراب آخر

اسلم خان

'دلت کتھا'

(دلت مراٹھی کہانیوں کے ترجموں کا مجموعہ) مترجم وقار قادری

اردو کے ادبی حلقوں میں وقار قادری کا نام ایک جانا پہچانا نام ہے۔ انہوں نے جہاں مراٹھی کہانیوں کے ترجمے کئے ہیں وہیں مراٹھی نظموں کو بھی اردو کا قالب عطا کیا ہے۔ جو حضرات مراٹھی ڈراموں سے دل چسپی رکھتے ہیں انہوں نے وقار قادری کے تبصرے روزناموں میں پڑھے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ان تبصروں میں ڈراموں کے فنی نکات اور مصنوعات سے متعلق وقار قادری نے ہمیشہ سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

یہ باعث مسرت امر ہے کہ 'دلت کتھا' کے نام سے حال ہی میں ان کی ترجمہ کی ہوئی کہانیوں کا انتخاب شائع ہوا ہے جس میں سولہ (16) کہانیاں شامل ہیں۔ علاوہ بریں 'دلت کتھا ایک اجمالی جائزہ' کے عنوان سے دس صفحات پر مشتمل ایک مضمون بھی موجود ہے۔ مضمون نگار نے دلتوں کے وجود کا سراغ "ورن ویوستھا" (یعنی ذات پات کا نظام) کے قدیم ماخذ سے لگایا ہے اور ویدوں کے دور سے لیکر موجودہ صدی تک ان کے مسائل کا ذکر خالص عملی انداز میں یعنی عمرانی، سماجی اور اقتصادی پسِ منظر میں، بڑی خوبی سے کیا ہے۔ اس مضمون میں مراٹھی ادب سے شغف رکھنے والوں کے لیے بھی "دلت ادیبوں کے تذکرے" کی صورت میں دل چسپی کا سامان موجود ہے۔

مترجم نے اس مضمون میں محمد حسن عسکری کے ایک مضمون کا اقتباس دیا ہے جو یوں ہے۔

ترجمے کا مقصد ہی یہ ہونا چاہیے کہ خواہ ترجمہ ناکام ہو، مگر ادیبوں اور پڑھنے والوں کے ذرائع اظہار کے نئے مسائل آئیں خواہ کوئی ادبی مسئلہ حل نہ ہو، مگر ترجمے کے ذریعے کوئی ادبی مسئلہ پیدا تو ہو!

اس اقتباس کو پیش کرنے کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ وقار قادری کی یہ کوشش اور کاوش ناکام ہے بلکہ مجھے یہ باور کرانا مقصود ہے
یہ تمام تر ترجمے کامیاب ہیں۔ مزید یہ کہ ذرائع اظہار کو نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہو یا نہ پڑا ہو مگر یہ حقیقت پر مبنی بات ہے کہ انسانی
بدبات میں بے مائیگی اور غم کے احساسات کی ترجمانی کمال خوبی سے کی گئی ہے اور بعض ان مقامات پر مترجم کو بے ساختہ داد دینے کو جی چاہا
ہے جہاں مختلف انسانی جذبات کا بے لاگ بیان مراٹھی زبان سے اردو زبان میں سجے سنورے روپ میں ڈھل گیا ہے۔

میں نے تمام افسانے پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھے ہیں، چند جگہوں پر نظر ذرا دیر کے لئے رکتی ہوئی بھی محسوس ہوئی
ہے، مگر غور کرنے پر اندازہ ہوا، کہ یہ تو وہ مقام ہیں جہاں خالص دلتوں کے رسم و رواج یا ان کا روزمرہ بولی ٹھولی پر مشتمل بیان آگیا ہے اور
رجمہ کے دوران مترجم نے دانستہ طور پر ان الفاظ کو جوں کا توں رکھ دیا ہے تا کہ مراٹھی زبان کے تصنع سے عاری اور بالکل فطری اسلوب
کے ذائقہ سے اردو کا قاری واقف ہو سکے۔ چونکہ میں اشاراتی اور کس قدر علامتی افسانے پسند کرتا ہوں اس اعتراف حقیقت کے باوجود
لت کتھا کے روایتی انداز میں لکھے گئے افسانے مجھے مجموعی طور پر پسند آئے ہیں جن میں "آگ" (پڑ) "قسمت کا لکھا کون مٹائے" "اصل
نگ" اور "پرموشن" نامی افسانے اس انتخاب کے دیگر افسانوں کی بہ نسبت زیادہ پسند آئے ہیں۔

میں وقار حسن قادری کو دلت کتھاؤں کے ان کامیاب ترجموں پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی
اسی طرح مراٹھی ادب کے جوہر اردو کے قالب میں ڈھالتے رہیں گے۔

انور قمر

ACTIVITIES UNDERTAKEN BY THE ISLAMIC RESEARCH FOUNDATION

in the month of August 2000

1- Dr Zakır Naık went on a lecture tour to Hyderabad on the 2nd & 3rd of August 2000 He delivered 4 talks and his programs were well received and appreciated by the audience which comprised of Muslims as well as non - Muslims
2- from the 4th to 6th of August 2000 Dr Zakır Naık went on a lecture tour to the Alıgarh Muslim University along with Br Ashraf Mohammedy (a trustee of IRF) Dr Zakır deliverd 5 lectures and Br Ashraf Mohammedy delivered one talk
3 Between the 16th & 21st of August 2000 on the invitaıon of Markazul Marıf Dr Zakır Naık and Dr S M Shuaib went on a lecture tour to Assam
4- Since the past two months IRF has been conducting Arabic classes by professor Shafique Shaikh of the Bombay Univercity
We'd like to remind you ounce again that IRF offers free netsurfing and use of its collection of Islamic software (more then 300 cd- roms on Islam & comparitive religion) for the benefit of the Muslim Ummah and particularly the youth IRF Ladies Wing will be conducting an Islamic SKit at the IRF auditorium Insha Allah at 3 pm on Thursday the 24th, Friday the 25th and Saturday the 26th of August 2000

We wil be having our regular lectures

on Saturdays at 3 00 pm and Sundays at 10 30 pm
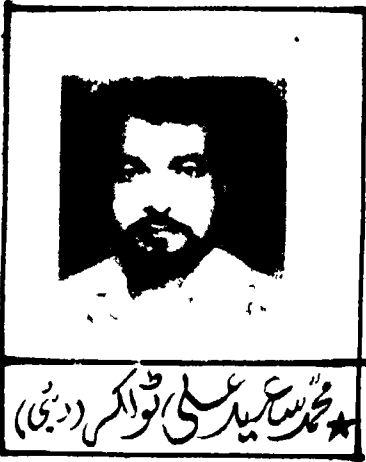
۲۱ ویں صدی میں حفّاظ قرآن کی ذمّہ داریاں

★ محمد سعید علی ٹواکر (دبئی)

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ (سورہ النساء، آیت ۱۷۵)

ترجمہ: "اے بنی نوعِ انسان! (ہمارے رسولؐ کے حسن توسط سے) تمہاری طرف واضح دلیل تمہارے پروردگار کی جانب سے آگئی ہے نیز تمہارے لئے ایک نورِ مبین نازل کیا ہے۔ (اس پر عمل پیرا ہو جاؤ)"

قرآن برھان اور نور ہے:

مذکورہ بالا آیت میں قرآن پاک کو "برھان" یعنی دلائل سے بھرپور کتاب فرمایا ہے۔ نیز "نور" بھی فرمایا گیا ہے۔ نور کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے تعارف و نمود کیلئے کسی دوسری روشنی کا محتاج نہیں ہوتا۔ نور کو دوسرے دیئے یا چراغ کی روشنی سے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نور کی روشنی دیکھنے والے کو خود بخود اپنی طرف لے آتی ہے نیز وہ ہر شئے کا صحیح صحیح مقام متعین کرتی ہے اور بتا دیتی ہے کہ اس کی اصل کیا ہے۔ قرآن کا نور انسانی فکر اور جذبات کی پیدا کردہ غلط فہمی یا فریب کاری کی جملہ اقسام کو مٹا دیتا ہے۔ چونکہ قرآن پاک کی کیفیت قطعی نور کی طرح ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے نورٌ مبین فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر عمل پیرا ہونے کی خاص تاکید بھی آئی ہے۔ (سورہ الاعراف آیت ۳)

۲۱ ویں صدی کے حفّاظ:

"حفاظ" حافظ کی جمع ہے اور حافظ کے معنی وہ شخص جس نے قرآن پاک حفظ کیا ہو۔ چونکہ حافظ کے قلب اطہر میں قرآن پاک کا نور ہوتا ہے اس کے معنی ایک یہ بھی ہے کہ وہ شخص جو قرآن پاک کے نور کی حفاظت کرے یا دوسرے الفاظ میں قرآن پاک کے تمام احکامات پر خود عمل پیرا ہو کر دوسروں کو عمل کی ترغیب دے۔ چونکہ حفاظ قرآن کے سینوں پر قرآن کا نور موجزن ہے اس لئے ان کا یہ فرض اور ذمہ داری بھی کہ ان کی نگہ بصیرت انعکاسی شعاعوں کی طرح معاشرہ کی فضاؤں سے گزر کر حق و باطل میں تمیز پیدا کرتی ہے اور پھر وہ حیاتِ انسانیت کو جگمگا دیتے مگر صد ہزار افسوس کہ ۹۹ فیصد حفاظ میں نگہ تفحص ہوتی ہے نہ جذبۂ تحقیق۔ نہ ان میں قرآن فہمی کی طلب ہوتی ہے اور نہ ہی قرآن کے اسرار و رموز وا کرنے کی صلاحیت اور تڑپ ان حضرات میں عقل و شعور اور حافظہ ہونے کے باوجود یہ قرآنی علم کے حریف ہیں اور اس سے بے نیاز۔

عقل اور علم دونوں اہم ہیں: اللہ تعالیٰ نے حافظ کو حافظہ (قوتِ یادداشت) عطا کیا اور ساتھ ہی عقل (شعور) بھی۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔ مگر حفاظ حضرات عقل رکھنے کے باوجود قرآنی علم سے بے نیاز ہیں۔ وہ قرآن کے معانی اور مفاہیم سے بھی بے علم ہیں۔

یاد رہے کہ حافظہ اور عقل انسان کے لئے باعث عزت و تکریم ہیں مگر صرف حافظہ اور عقل اور اس کے ساتھ قرآنی علم نہ ہو تو زندگی کی ساخت نہیں ہو سکتی۔ حفاظ حضرات کو معلوم ہو کہ علم ہی جوہر تھا جس کی بنا پر آدمؑ مسجودِ ملائک قرار پائے (البقرہ ۳۴) عقل و شعور اور حافظہ رکھنے کے باوجود ان سے کام نہ لینے والوں سے اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہے۔ اور ایسے لوگوں کو صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ (البقرہ ۱۸) کی اصطلاح سے عیاں کرتا ہے بلکہ ایک جگہ تو ایسے انسانوں کو بدترین خلائق فرمایا ہے۔ (سورہ الانفال آیت ۲۲)

اس میں شک نہیں کہ عقل (شعور، حافظہ) انسان کے لئے بے حد اہم ہے مگر اس کے ساتھ قرآنی علم نہ ہو تو عقل بیکار ہے۔ اسلام علم کا قطعی مخالف نہیں اس نے تو اس زمانے میں علم کی عظمت کو پیش کیا ہے جب دنیا جہالت اور توہم پرستی کو انسانیت کیلئے مایۂ ناز سمجھا کرتی تھی۔ عقل کے بارے میں قرآن ہی سے ہمیں یہ بصیرت ملتی ہے کہ عقل کا اپنا ایک دائرہ ہے اور اس کی فضیلت اور افادیت اس دائرہ کے اندر ہے۔ اس دائرہ کے آگے اس کیلئے قندیل آسمانی یعنی قرآنی نور یا احکامات کی راہ نمائی بے حد ضروری ہے۔ یہاں ایک مثال دی جا سکتی ہے کہ آنکھ کی قوت بڑھانے کیلئے خارجی امداد کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اندھیرے میں آنکھ بالکل نہیں دیکھ سکتی۔ خارج سے ملنے والی تھوڑی سی روشنی بھی قوت بینائی کو بڑھا دیتی ہے اور جوں جوں روشنی تیز تر ہو جاتی ہے حد نگاہ وسیع سے وسیع تر ہو جاتی ہے۔ پھر اگر آنکھ کے سامنے روشنی کے ساتھ دوربین بھی ہو تو ان حدوں کی وسعت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہی اصول عقل کیلئے بھی ہے کہ وہ تنہا کچھ نہیں کر پاتی۔ اس کے لئے انسانوں کو قرآن کی روشنی (نور۔ علم) حاصل کرنا ضروری ہے۔ بغیر قرآنی علم کے انسان کی زندگی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی، اس کے بغیر اس کی عقل سرکش اور بے باک ہو جاتی ہے اس کی چند مثالیں یوں دی جا سکتی ہیں کہ (۱) اگر انسان کی عقل سرکش و بے باک ہو جائے تو وہ اسے یوں فریب میں مبتلا کر دیتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کا اکلوتا بیٹا ہے مگر قرآنی علم اس کا جواب دیتا ہے کہ نہیں، اللہ کو بیٹا ہوگا ہی کہاں سے جب کہ اس کی کوئی بیوی ہی نہیں (قرآن پاک) (۲) عقل سرکش و بیباک کہتی ہے کہ دھرتی پر جتنے کنکر ہیں وہ سب کے سب شنکر ہیں مگر علم حق کہتا ہے کہ نہیں، ایسا سوچنے اور کہنے والے سب ڈھور اور ڈنگر ہیں (الاعراف ۱۷۹) (۳) عقل سرکش یہ فریب دیتی ہے کہ ماں، باپ اور اساتذہ کی تعظیم اور تکریم کی کوئی ضرورت نہیں مگر علم حق کہتا ہے کہ ان کی

ظیم اور تکریم تم پر واجب ہے (سورہ بنی اسرائیل
یت ۲۳-۲۴) (۴) عقل بے باک اور سرکش
ساتی ہے کہ اینٹ، پتھر، سمینٹ، لکڑی، چمکیلے
بصورت کاغذات اور دھات وغیرہ سے بنی
ہوئی مورتیوں اور شکلوں کے سامنے جھکنا اور ان
پر شردھا (عقیدت) کے پھول ارپن کرنا، نذر و
یاز چڑھانا نجات کا باعث ہے، مگر علم حق
ہتا ہے کہ یہ سب مشرکانہ عمل ہے اور سنگین جرم ہے۔
قرآن پاک) (۵) عقل بے باک یہ فریب دیتی
ہے کہ آنکھ بند، گوش بند، زبان بند کر کے تنہائی
یں حجروں، پہاڑوں، وادیوں اور خانقاہوں میں
وزانو بیٹھ کر اللہ کا دیدار کیا جا سکتا ہے۔
مگر علم حق کہتا ہے کہ ایسا قطعی نہیں ہو سکتا کیونکہ
لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ۔
ترجمہ: "یعنی کوئی بھی آنکھ اللہ کی ذات کا ادراک
نہیں کر سکتی بلکہ وہ ہر آنکھ کا ادراک کرتا ہے"
لہٰذا ثابت ہوا کہ علم حق سے بے نیازی یا سرکشی
"شر" پیدا کرتی ہے اور علم حق کا اتباع یا پیروی
"خیر" کا باعث بنتا ہے اسی لئے حفاظ حضرات
و چاہیئے کہ وہ ۲۱ ویں صدی میں قرآن کا علم حاصل
ریں۔

حفّاظ اور قرآن: اسلام میں خلافت کے بعد ملوکیت

ر آئی۔ ملوکیت نے پیشوائیت (مُلّائیت) کو اپنے
ریب رکھا۔ اس دوران فتوے مُلّاؤں کے چلنے
لگے اور حکومت حاکم وقت کی۔ دونوں کی ملی بھگت
نے قرآن کی تعلیم اور علم حق کو عوام کی نگاہوں سے
پوشیدہ رکھا۔ ملائیت کی موج تھی۔ اس نے ان پڑھ
عوام کو قرآن سے بے گانہ رکھ کر اس سے صرف وابستگی
رکھی۔ یعنی عوام کو یہ پٹی پڑھائی کہ قرآن کا سمجھنا تمہارے
عقل کے بس کی بات نہیں۔ تم اسے ریشمی غلافوں میں
لپیٹ کر اونچی جگہ پہ گھر میں رکھ کر لو تو اللہ تعالیٰ
جنت میں اونچا مقام عطا کرے گا۔ قرآن کو کھولنے
سے پہلے اس کو خوب چومو، اسے آنکھوں سے لگالو
اسے سینے سے لگالو تو اللہ تم کو سینے سے لگالے گا۔
اس کی طرف پیٹھ نہ کرو ورنہ اللہ ناراض ہو جائیگا۔
ان پڑھ لوگ اکثر ثواب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو
انہیں چاہیئے کہ قرآن کے الفاظ پہ انگلی پھیرا کریں۔
جنہیں تھوڑا بہت پڑھنا آتا ہے انہیں چاہیئے کہ
تلاوت کے وقت اسے جھوم جھوم کر، جسم کو آگے
پیچھے حرکت دیکر پڑھیں تاکہ اللہ اس ادا سے
تم پر فدا ہو جائے۔ تلاوت کے وقت اپنی گردن
کو ایک خاص زاویہ کے تحت حرکت دیں"۔ یہ تمام
ادائیں تب سے اب تک حفاظ حضرات میں بھی
آگئیں ہیں۔ لہٰذا ۲۱ ویں صدی کے ۹۸ فیصد حفاظ
قرآن پاک سے یہی رسمی وابستگی رکھتے ہیں۔
یعنی محض قرآن پاک کے الفاظ کو دہراتے رہتے
ہیں۔ یہ سمجھے بغیر کہ ان الفاظ کے معنی و مفہوم کیا
ہیں۔ یہ حضرات قرآن کو محض ناظرہ پڑھتے ہیں،
محض قرأت کرتے ہیں، اسے حفظ کرتے ہیں اس
سے زیادہ انہیں اس کتاب کا کوئی علم نہیں۔ خلافت
کے زمانے میں ایک حافظ قرآن بہ یک وقت حافظ
بھی تھا اور قاری بھی، امامت بھی کرتا تھا اور عالم
بھی تھا، قوم کا سالار بھی تھا اور مرد خود آگاہ و

امامت بھی تھا اور میدانِ جنگ کا مجاہد بھی، مگر
خلافت کے بعد سے اب تک قرآن کا حافظ صرف
"حافظ صاحب" ہی بنا رہا۔

کوکن کے حفاظ حضرات کی ذمہ داریاں:

کوکن کے حافظ کو "حافظ صاحب" یہ
لقب عوام کی جانب سے ملا ہے اور اس لئے وہ
نفسیاتی طور پر اپنے آپ کو دھرتی پر اللہ کی ایک
خاص ہستی سمجھ بیٹھا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا
کام صرف قرآن پاک کو جھوم جھوم کر ناظرہ پڑھنا
ہے، مسجد میں امامت کرنا ہے۔ فاتحہ و درود شریف
پڑھنا ہے۔ حفظ کی ہوئی بعض آیتوں کو پڑھ کر
مریض اور چھوٹے بچوں پر پھونک مارنا ہے، مرغیاں
ذبح کرنا ہے۔ وہ اقرباء کو جنت میں لے جانے
کے عقیدے سے اپنے آپ کو عظیم، باوقار اور
اللہ کا مقرب گردانتا ہے (حالانکہ اس عقیدہ
کی اللہ نے یوں تردید کی ہے دو ٹوک تردید کہ :

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ○ (سورہ النساء آیت ۱۲۳)

"اے ایمان والو! (کسی کا جنت میں جانا) نہ آپ لوگوں
کے دلوں میں موجزن امیدوں کے مدار پر ہے اور نہ ہی
اہل کتاب کی امیدوں کے مدار پر، بلکہ جو کوئی برا کام
کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا، اور اللہ کے سوائے وہ
اپنا کوئی ولی یا مددگار (قطعی) نہیں پائے گا" اس کے
بعد اللہ فرماتا ہے کہ جنت میں تو وہی لوگ جائیں گے جو

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ○ (سورہ النساء آیت ۱۲۴)

"اور جو
عمل صالحہ کریں گے چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین اور وہ (اس
شرط پر کہ) مومن بھی ہوں گے تو ہی جنت میں داخل ہوں گے
اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور نہ ان کا حق ضائع ہوگا۔"

کوکن کا حافظ تراویح میں برق رفتاری سے
قرآن پڑھنا اپنی شان سمجھتا ہے نیز کوکن کا "حافظ
صاحب" یہ بھی سمجھتا ہے کہ اس کا کام صرف کسی خوشی
کے موقع پر اسٹیج پر تلاوت کلام پاک کرنا ہے اور
(بعض گاؤں میں) مردے کو کفن پہنانے کے بعد سورہ
الملک کی کچھ آیتیں سنانا ہے (جن میں زندہ انسانوں
کو زندگی گزارنے کا مقصد بیان کیا گیا ہے) اس کے آگے
اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا احکام دئے ہیں اور ان سے
بنی نوع انسان اس زمین کو کس طرح جنت نما بنا سکتی ہے
اور اسی کے صلہ میں اسے آخرت میں ملنے والی جنت کا
راز کیا بتایا گیا ہے، اور کن وجوہات کی بنا پر جنت میں
دخول ہوگا وغیرہ کے سرے سے حافظ صاحب کو علم نہیں
اور نہ اسٹیج پر کبھی ایمان افروز تقریر کی ہے۔

لہٰذا کوکن کے حفاظ حضرات کو چاہیئے کہ وہ
۲۱ویں صدی میں قرآن پاک پر تدبر و غور کر کے اس کے
معنی و مفہوم کو اچھی طرح سمجھیں اور عمل کریں۔ اپنے
دل میں موجزن قرآن کے نور کی مشعل ایمان اور شمع
ایقان کو معاشرے میں پھیلا کر منور کریں۔ اس سرچشمہ
سرمدی سے خود بھی فیضیاب ہوں اور پوری انسانیت
کو فیضیاب کریں۔ لوگوں سے گھل کر نہ ملنے اور سلام کلام
کرنے کے ایک مخصوص انداز اور زندگی گزارنے کی اپنائی
ہوئی ایک خاص ادائے نزاکت کو بالائے طاق رکھیں اور
خود کو خلافت کے زمانے کے سے حفاظ ثابت کریں۔ ۲۱ویں
صدی [illegible] ۲۰۰۰ [illegible]

نقش کوکن

قوم کے رہنما: مولانا کلبِ صادق

فاروق رحمٰن

مولانا کلب صادق کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ملک کے بدلتے ہوئے سیاسی منظرنامہ پر ان کے خیالات جاننے کیلئے فاروق رحمان کو خاص لکھنو بھیجا گیا۔ اب یہ بات لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ فاروق رحمان کے سفر کے تمام خراجات ادارہ نقش کوکن نے نہیں بلکہ ڈاکٹر عبدالکریم نائک نے اپنی جیب سے ادا کیے۔ (ادارہ)

فاروق رحمٰن : مولانا کلب صادق صاحب! سب سے پہلے تو آپ ہمیں یہ بتایئے کہ TMT کیا ہے؟

مولانا کلبِ صادق : TMT توحید المسلمین ٹرسٹ ہے۔

فاروق رحمٰن : اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

مولانا کلبِ صادق : اس کا سب سے اہم مقصد جدید تعلیم کو پرموٹ کرنا ہے۔ جدید تعلیم سے آراستہ اسکول و کالج قائم کرنا غریب اور ذہین بچوں کو اسکالرشپ دینا اور غریب لوگوں کا بغیر کسی مذہب اور فرقہ کا لحاظ کیے بغیر علاج کروانا TMT کے دیگر مقاصد ہیں۔

فاروق رحمٰن : TMT بنانے کا خیال کیسے آیا؟

مولانا کلبِ صادق : TMT اتفاق سے بن گئی۔ ۱۹۷۰ء کے دہاہے میں اس کی بنیاد یوں پڑی کہ ایک صاحب مجھے اپنے گھر لے گئے اور اپنے بچوں کو دکھایا جو لالٹین کی روشنی میں محنت سے پڑھائی کر رہے تھے ان میں سے ایک لکھنؤ یونیورسٹی میں B Sc کا اسٹوڈنٹ تھا۔ اس سے بات کی تو پتہ چلا کہ وہ ذہین بھی ہے اور پڑھنے کا شوقین بھی۔ لیکن اس طالب علم نے مالی کمزوری کی بنا پر اپنی تعلیم جاری رکھنے سے معذرت کا اظہار کیا تو میں نے بمبئی اپنے ایک دوست کو اس بچے کے بارے میں خط لکھا تو انہوں نے مجھے اس بچے کے دو سال کے تعلیمی اخراجات بھیج دیجئے جس کے نتیجے میں اس بچے نے Distinction کے ساتھ فرسٹ ڈویژن پاس کیا۔

پھر مجھے خیال آیا کہ ایسے بہت سے بچے ہوں گے جن کے Talents غربت کی وجہ سے پامال ہو رہے ہیں۔ پھر میں نے ایک طرف غریب اور ذہین بچوں کو اور دوسری طرف ایسے لوگوں کو تلاش کرنا شروع کیا جو ایسے بچوں کے تعلیمی اخراجات کے کفیل بن سکیں اور اس طرح TMT کی بنیاد پڑی۔

فاروق رحمٰن : TMT کے زیر اثر کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

مولانا کلبِ صادق : کام آگے بڑھا تو خیال آیا کہ محض اسکالرشپ دینا کافی نہیں ہے۔ ہمارے اپنے اسکول ہونے چاہئیں جہاں غریب مگر ذہین اور پڑھنے کے شوقین بچوں کو معیاری اور اچھے درجے کی تعلیم دی جاسکے۔ اس خیال کے تحت اب سے لگ بھگ دس سال پہلے ایک چھوٹے سے کمرے میں ۲۳ بچوں سے یونیٹی اسکول کی بنیاد پڑی۔ جو اب یونیٹی ڈگری کالج بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ یونیٹی کالج الہ آباد، یونیٹی اسکول فیض آباد، یونیٹی گرلس اسکول مصطفیٰ باغ قائم ہو چکے ہیں۔

فاروق رحمٰن : مولانا! مسلمانوں میں تعلیمی بیداری آئی ہے۔ کیا آپ اس سے متفق ہیں؟

مولانا کلبِ صادق : مسلمانوں میں تعلیمی بیداری بالکل نہیں آئی ہے۔ وہ اپنی قبر خود کھود رہے ہیں۔ مسلمانوں کو نہ RSS ختم کر سکتی ہے اور نہ VHP۔ مگر مسلمان ۲۱ویں صدی میں بھی جدید تعلیم سے چشم پوشی کر کے خود اپنی قبر کھود رہے

ہیں۔اس کی ذمہ داری مسلم قیادت پر جاتی ہے۔ جن کی ساری توجہ صرف ان مسائل پر تو ہے جن میں فسطائی طاقتیں مسلمانوں کو جان بوجھ کر الجھا رہی ہیں تاکہ وہ انہیں مسائل میں الجھے رہیں اور اپنے حقیقی مسائل کی طرف توجہ ہی نہ دے سکیں۔ مسلم قیادت کی توجہ مسلمانوں کے بنیادی مسائل کی طرف نہیں ہے۔

فاروق رحمٰن : اس بدلے ہوئے منظر نامے میں مسلمانوں کا کیارول ہونا چاہیے اور مسلمانوں کو کس سیاسی پارٹی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

مولانا کلبِ صادق : مجھے موجودہ سیاسی پارٹیوں میں سے کسی بھی سیاسی پارٹی پر بھروسہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر سیاسی پارٹی صرف اقتدار کی بھوکی ہے۔ کسی بھی سیاسی پارٹی کے پاس Principal Based ایجنڈا نہیں ہے۔ دراصل مسلمانوں کو خود اپنی سیاسی پارٹی بنانی چاہیے تھی۔ جس کی ملکی وفاداری شک وشبہ سے بالاتر ہو۔ اور دوسری طرف وہ اس ملک کی سب سے بڑی اقلیت مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا بندوبست کرسکے۔ مگر ہر مشکل کی تان آکر ٹوٹتی ہے دو چیزوں پر۔ ایک قوم کا تعلیم سے دور ہونا اور دوسرا لیڈر شپ کا Visionless ہونا۔ ہم ان دونوں ہی مشکلات سے دوچار ہیں اس لئے آئندہ الیکشن میں مسلمانوں کو مسلم قیادت کی طرف سے کم سے کم یہ ہدایت ملی چاہیے کہ وہ صرف اس پارٹی کو ووٹ دیں جو ان سے تحریری طور پر مسلمانوں کے شاسن اور پرشاسن میں جائز حقوق کو دلوانے کا وعدہ کرے۔

فاروق رحمٰن : ایک امت مسلمہ بننے کے لیے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ فرقوں کو کیسے ختم کرنا چاہیے۔

مولانا کلبِ صادق : اسلام کے تمام فرقوں سے وابستہ افراد جب حج کرنے جاتے ہیں تو مسجد حرام اور مسجد نبوی میں ایک ساتھ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ یہی مسلمانوں کے اتحاد کا نسخہ ہے۔ مسلمان جب اللہ اور رسول کے دربار میں رہتے ہیں تو سب کچھ ایک دوسرے کے شانہ بہ شانہ کھڑے ہو جاتے ہیں مگر وہاں سے واپس آکر جب اللہ اور رسول سے دور ہوتے ہیں اور ان کے رخ اللہ اور رسول کے بجائے دوسری سمتوں میں ہو جاتے ہیں اور وہیں سے تفرقہ شروع ہو جاتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ دین اللہ کا بنایا ہوا ہے اور فرقے مسلمانوں کے۔ ہر فرقہ اپنی جگہ پر قابل قدر ہے مگر فرقہ تفرقہ میں اس وقت بدلتا ہے جب لوگ اپنے بنائے ہوئے فرقے کو اللہ کے بنائے ہوئے دین پر فوقیت دینے لگتے ہیں۔ اگر اپنے فرقے کو اللہ کے بنائے ہوئے دین اسلام کے نیچے نیچے رکھیں تو تمام فرقوں کے تفرقے کے باوجود اسلام کا بندھن سب کو ایک ساتھ باندھے رکھے گا۔

فاروق رحمٰن : اردو زبان اور اردو تعلیم کے بارے میں آپ قوم کے نام کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مولانا کلبِ صادق : اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ ماڈرن، طاقتور، تعلیم یافتہ اور دولت مند قوم صرف ایک ہی ہے یعنی "یہودی"۔ مگر ہر یہودی کے لیے لازمی ہے کہ وہ Hibroo کو ضرور سیکھے اور ہر یہودی اپنے گھر میں اسی زبان میں بات چیت کرتا ہے اسی بنا پر دنیا میں یہودی ہی سب سے زیادہ کنز یتھی ہوتے ہیں۔ اگر اس حکمت عملی کو مسلمانوں نے اپنایا ہوتا اور عربی کو وہی جگہ دی ہوتی جو یہودیوں نے Hibroo کو دی ہے تو آج صورت حال کچھ اور ہی ہوتی۔ مختصر یہ ہے کہ عربی اور فارسی کے بعد ہمارے دین کا بڑا ذخیرہ اردو ہی میں ہے مگر جدید تعلیم کی معیاری اور دینی کتابیں اردو میں دستیاب نہیں ہیں اس لیے دنیا میں ترقی کرنے کے لیے انگریزی پر عبور کامل ہونا ہمارے لیے ضروری ہو گیا ہے۔ اپنے دین سے وابستہ رہنے کے لیے اردو کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اس لیے ہندوستان کے تمام مسلمان والدین کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو معیاری اردو سے روشناس کرائیں۔

فاروق رحمٰن : مولانا آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے نقش کوکن کے قارئین کو اپنا بیش قیمت وقت دیا۔ اللہ حافظ۔

بہار میں اب سیاسی خون بہے گا

☆ایم جے اکبر

لالو پرساد یادو نے سر پر کیل ٹھونک دی ہے۔ سر مرکزی حکومت کا ہے اور کیل بہار کی۔ تیر صحیح نشانہ پر لگا ہے۔ نتائج ظاہر ہیں اور جلد سامنے آئیں گے۔ سیاسی خون بہے گا۔

دس سال قبل جیسا کہ چند ہفتے قبل اس کالم میں واضح کیا گیا تھا، لالو یادو نے بہار میں اڈوانی کو روکا تھا اور اس طرح واقعات کے دھارے کو بدل دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ تاریخ فریب کے طور اپنے کو دوہراتی ہے۔ اس معاملے میں تاریخ نے اپنے کو تاریخ کے طور پر دوہرایا ہے۔ بی جے پی کو ایک بار پھر روک دیا گیا ہے۔

پٹنہ میں اقتدار چھیننے کی خاطر قومی جمہوری اتحاد (این ڈی اے) جس حد تک گر گیا اس سے ان کی خواہش اور اس کے بعد کے خطرات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ گورنر کے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا، نتیش کمار کو جعلی اکثریت کے قائد کے طور پر حلف دلایا گیا اور بھاری بھرکم ہستی جارج فرنانڈیز کی زیر قیادت این ڈی اے کی تمام ممتاز شخصیتیں جمع ہوئیں تاکہ اراکین اسمبلی کی خریداری طے کی جاسکے اور اس طرح وہ اکثریت پیدا کی جاسکے جو نتیش کمار کے پاس تھی ہی نہیں۔ جارج فرنانڈیز کی پارٹی کی صدر جیا جیٹلی ٹی وی پر بھی مسکراتی ہوئی حاضر ہوئیں اور ہم کو بتایا کہ کانگریس کے ایم ایل اے ڈھیلے پڑگئے ہیں اور جلد ہی ان کے فرشتوں کی طرف جھک سکتے ہیں۔

سیاست غیر سیاست دانوں کو شکست میں ڈالتی ہے اور اس کی معقول وجہ بھی ہے۔ عوامی خدمت کے نام پر جو دھبہ لگا ہے وہ اس کا ثبوت ہے۔ مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ سیاست داں خود دوسرے سیاست دانوں کی طرف سے مشکوک ہیں اور ان کو یقین ہوگیا ہے کہ پیسہ ہی سب کچھ ہے ملک کے سب سے زیادہ منجھے ہوئے لیڈران نے یقین کر لیا کہ نتیش کمار کے لئے اکثریت خریدنے کے سلسلہ میں صرف پیسے کی ضرورت ہے۔ اس رجحان میں دو بنیادی نقص ہیں۔ پہلی بات یہ کہ پیسہ صرف ایک فریق کے پاس نہیں ہوتا۔ اگر حکومت بچانے کے لیے پیسے کا انتظام ہو سکتا ہے تو حکومت گرانے کے لئے بھی پیسہ آسکتا ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ پیسہ کا اثر عارضی ہوتا ہے اور بعد میں دوسری چیزیں ابھرتی ہیں۔ پیسہ کا اثر ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ فیصلہ کن بھی ہو ورنہ پارلیمنٹ میں صرف مالدار لوگ بھرے ہوتے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ تمام رکیک حرکتوں اور بدعنوانی کے بعد سیاست ایک سنجیدہ معاملہ بن جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک سیاست داں کو بھی، جس نے اپنے امور کو بنیے کی دکان بنالیا ہے، اپنے حلقے کے لوگوں کے سامنے جواب دے ہونا پڑتا ہے۔ ہاں اگر وہ پیسہ لے کر باہر ہو چکا ہے تو بات دوسری ہے۔ بہار کی لڑائی کا سب سے زیادہ حقیقی پہلو یہ ہے کہ جن کانگریسی ایم ایل اے کو لالو کی حمایت کے خیال پر غصہ آگیا، ان کے محرکات مالی نہیں بلکہ سیاسی تھے۔ وہ اعلیٰ ذاتوں کی نمائندگی کر رہے تھے اور اس شخص کے دشمن تھے جس نے اعلیٰ ذاتوں کو سیاسی منفعت کا نشانہ بنادیا تھا۔ اگر سیاست نے

فاصلہ پیدا کیا تو سیاست ہی نے کانگریسی اراکین اسمبلی کو اپنی پارٹی کے ضابطے کی پابندی پر بھی مجبور رکھا۔

نتیش کمار آخر میں ایک افسوس ناک کارٹون رہ گئے۔ مرکزی کابینہ میں ان کا مقام جاتا رہا جو آسانی سے دوبارہ نہیں ملے گا۔ بہار کی افراتفری ان فیصلوں اور غلطیوں کا نتیجہ ہے۔ جس نے سیاسی راجدھانی کو کھوکھلا کردیا ہے اور بی جے پی کے اعتبار کو زبردست ٹھیس پہنچائی ہے۔ بجٹ کا کام اس طرح ہوا کہ صرف انکل کے سہارے چیزوں کو ٹٹولا گیا اور پھر کرتب بازی سے غریب اور امیر کے درمیان خلیج کو مزید وسیع کردیا گیا۔ غیر منطقی چیزوں سے غریب اور مالدار دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش میں تجاویز پر عمل در آمد کا خیال اگر نہ رہے تو عام طور پر یہی ہوتا ہے۔ جب مقتدر اتحادی وزیر مالیات پر زور ڈالیں گے کہ سبسڈی کو شامل کیا جائے تو بجٹ مزید احمقانہ نظر آئے گا۔ ظاہر ہے کہ ان اتحادیوں کو نظرانداز نہیں کیا جائے گا۔ سیاسی اعتبار کی طاقت کی یہ اچھی آزمائش ہے۔

گزشتہ اسمبلی انتخابات سے قبل بی جے پی گرد تھی اور اتحادی اس چیلے نتائج کے بعد چیلے ابھرنے لگے اور بی جے پی گرنے لگی۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یشونت سنہا اپنے موقف پر اٹل رہتے اور اتحادیوں کو اپنی تقلید پر مجبور کرتے۔ لیکن اب معاملہ اس کے برعکس ہے۔ گزشتہ سال بجٹ پیش کرنے کے بعد یشونت سنہا ہیرو بن گئے تو ممکن ہے یہ ان کا آخری بجٹ ہوتا۔ اس سال کا بجٹ خاصا اہم تھا لیکن انہوں نے جو چیز پیش کی تو اس کے بعد ان کی حیثیت برائے نام رہ گئی۔ حطرہ بعض سیاست دانوں سے بہترین صلاحیت کا اظہار کراتا ہے جب کہ آرام ان کو تباہ کردیتا ہے۔

بی جے پی کی سیاست میں اب پیچھے ہٹنے کی روش عام ہے۔ آر ایس ایس پر محتاط حملے کی وجہ سے مرکز کی توہین کی گئی۔ آر ایس ایس نے سوچا تھا کہ بی جے پی کے اقتدار سے فائدہ اٹھاکر سرکاری محکموں میں اپنی جگہ بنائی جائے۔ ایک بار پھر یہ ہوا کہ کانگریس یا سیکولر پارٹیوں نے بی جے پی کو پیچھے نہیں ڈھکیلا بلکہ اس کے اتحادیوں ہی نے اپنے مالک کو شکست سے دوچار کیا۔ حکومت گجرات کی طرف سے آر ایس ایس کا حکم پاس ہونے کے بعد سے ارجن سنگھ کی زیر قیادت کانگریس احتجاج کرتی رہی۔ اس پر بی جے پی کا ردعمل سرد مہری کا تھا۔ پھر چندرابابو نائیڈو، کرونانِدھی اور ممتابنرجی نے کہہ ہی دیا کہ ہم آر ایس ایس کے نظریہ کے ساتھ زیادہ دور نہیں جاسکتے۔ وہ اب اس آگ کی حرارت کو محسوس کرنے لگے جو کانگریس نے ان کے حلقہ ہائے انتخاب میں فراہم کی تھی۔

سیاست کوئی منجمد چیز نہیں ہے۔ آر ایس ایس نے پہلے توہین برداشت کی اور بعد میں جواب دیا۔ بیمار اور اعتدال پسند راجندر سنگھ کی جگہ پر کیمالی سیتر امیاہ سدرشن کو آر ایس ایس کے پانچویں سرسنگ چالک کی حیثیت سے نامزد کیا گیا ہے۔ اس تنظیم سے مانوس کوئی بھی شخص اس سلسلہ میں مانوس اشارے کو پڑھ سکتا ہے۔ راجندر سنگھ نے ہمیشہ آر ایس ایس پر بی جے پی کو ترجیح دی۔ سدرشن بی جے پی پر آر ایس ایس کو ترجیح دیں گے۔ ضروری نہیں کہ اس کی وجہ سے جھگڑا ہو۔ اصل مطلب یہ ہے کہ اگر جھگڑے کی صورتحال پیدا ہوئی تو آر ایس ایس اتنی آسانی سے پیچھے نہیں ہٹنے کی جتنی آسانی سے اس وقت ہوئی ہے۔ یہ مستقبل کی ابتداء ہے۔

گجرات اور بہار کی اہمیت یہ ہے کہ ان ریاستوں نے بی جے پی حامی اور مخالف طاقتوں کے درمیان کو دوبارہ واضح کیا

ہے۔ ایک بار پھر خط امتیاز کھینچا گیا ہے۔ ایک بار پھر آر ایس ایس اور سیکولرزم کا تنازعہ ابھرا ہے۔ حکومت گجرات نے سوچا کہ وہ ایک اندرونی مسئلہ حل کر کے امن خرید رہی ہے، اس کو اپنے اقدام کا مکمل احساس نہیں تھا وہ ہندوستان کے دو مختلف نظریات کے درمیان کے خلاء کو پر کر رہی تھی اور ان نظریہ سازوں کو اقتدار سونپ رہی تھی جن کے پاس دستورِ ہند کی اقتدار کے لئے وقت نہیں ہے۔ گجرات کے فیصلے اور اترپردیش کے آر ایس ایس وزیر اعلیٰ کے رویہ اور بیانات کی بازگشت بہار کے اسمبلی انتخابات میں سنائی گئی۔ گزشتہ سال عام چناؤ میں واجپئی لہر کی وجہ سے ہندوتوا ابھری اور کانگریس ڈوبی مخلوط حکومت دراصل اس سمجھوتے پر بنی تھی کہ جب تک واجپئی حکمراں رہیں گے ہندوتو سر نہیں اٹھائے گا۔ اب یہ سمجھوتہ پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ ہندوتوا ایجنڈے پر لوٹ آیا ہے اور اس کو لانے والے گجرات اور بہار ہیں۔ گجرات نے سوچا کہ آر ایس ایس کو جگہ دینے کے سلسلہ میں کسی طرح کی حد بندی نہیں ہے۔ بہار نے یہ ثابت کر دیا کہ ہندوتو کے سہارے ہمیشہ الیکشن جیتا نہیں جا سکتا بلکہ ہار بھی ہو سکتی ہے۔

خود ساختہ رکاوٹوں سمیت تمام مشکلات کے وقت ہونے والی فتح کچھ زیادہ ہی مسرت آمیز تھی۔ لالو یادو کوئی باعمل سادھو نہیں ہیں اور ان کی سیاسی شعبدہ بازی کی وجہ سے قومی جمہوری اتحاد کے باہر کی پارٹیاں تقسیم ہو گئیں۔ مثال کے طور پر سی پی آئی ان کی لگائی ہوئی چوٹ کا درد محسوس کر رہی ہے کیوں کہ موصوف نے اس پارٹی کے اندر دراڑیں ڈالیں تاکہ اپنا شکار تیار رہے۔ لالو کے دشمنوں کی طرح دوستوں کو بھی ان سے چوکنا رہنا چاہئے۔ لیکن واقعات اور متبادلات نے توازن کو بدل دیا ہے جس کے نتیجہ میں بہار میں غیر بی جے پی حکومت بنی۔

اس طرح کے واقعات اور متبادلات بی جے پی کو اپنی حیثیت دوبارہ واضح کرنے پر مجبور کریں گے۔ کیا وہ ہندوتو والے ہندوستان کی تیاری کر رہی ہے جیسا کہ آر ایس ایس والے مطالبہ کر رہے ہیں یا پھر وہ سیکولر ہندوستان کے نظریہ کا تحفظ کرے گی جیسا کہ اس کے اتحادی امید کر رہے ہیں؟ اس کا جواب تاریخ ہند کی آئندہ شکل متعین کرے گا؟ آر ایس ایس کی وقعت الجھاؤ کی وجہ سے کم نہیں ہوئی ہے بلکہ بی جے پی دوغلے پن کے بھنور میں پھنس گئی ہے۔ مکاری اور بدعہدی نیز افسانہ طرازی یہاں پر رک جاتی ہے۔ ●●●

رباعیات

رفیق وستا (کھیڈ)

یہ کس نے کہا اٹھئے اچھل کر چلئے
یہ کس نے سنا بھیس بدل کر چلئے
بہکے گی زباں پاؤں پھسل جائیں گے
غزلوں کے علاقے میں سنبھل کر چلئے

★

ہر بات میں اک بات میں اپنی لکھوں
میٹھی ہے زباں لہجۂ غنائی لکھوں
غزلوں کا ہوں فنکار زمانے والو!
خیام نہیں ہوں کہ رباعی لکھوں

★

قصہ چاہوں، کوئی فسانہ چاہوں
کہتا ہی رہوں ایک بہانہ چاہوں
دریا ہوں مگر اپنی کہانی سب کو
لہجے میں سمندر کے سنانا چاہوں

ننانوے سال کی صدی = یوسف ناظم

بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ کی ایک فکر مجھے لاحق ہو گئی ہے حالانکہ اس سے بالراست میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس فکر میں میں قاضی جی کی طرح دبلا تو نہیں ہو رہا ہوں لیکن سرگرانی بہرحال ہے۔ جب بھی سوچتا ہوں کافی دیر تک پریشان رہتا ہوں اور کبھی کبھی تو کھانا کھانے کے دوران لقموں کی رفتار میں فرق پڑ جاتا ہے۔ بنا بنایا لقمہ ہاتھ میں رہتا ہے لیکن ہاتھ وہیں کا وہیں رہ جاتا ہے۔ منہ تک پہنچتا نہیں (اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہاتھ بھی سوچنے لگا ہے) مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ صدی یعنی بیسویں صدی ۹۹ سال میں کیسے ختم ہو رہی ہے۔ جس سے سنتا ہوں یہی سنتا ہوں کہ ۲۰۰۰ کی پہلی جنوری اکیسویں صدی کی ولادت کی خبر کے ساتھ طلوع ہوگی۔ اس (وحشتناک) خبر کے ساتھ چند دل خوش کن خبریں بھی گردش کر رہی ہیں۔ مثلاً یہ کہ پہلی جنوری ۲۰۰۰ء کا اس خطہ ارض پر جو پہلا بچہ پیدا ہوگا وہ اگلی صدی میں مین آف دی سنچری ہوگا اور اسے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ اس کی پوری زندگی خواہ کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو مفت گزرے گی اور اسے یا اس کے اہل خاندان کو اس کی ذات پر (ذات خواہ کوئی بھی ہو) کچھ خرچ نہیں کرنا پڑے گا۔ سفر ہو یا صفر، قیام ہو یا طعام، علاج ہو یا تفریح، اس "نو مولود" کا کہیں کچھ خرچ نہیں ہوگا اور وہ اتنا عیش کرے گا کہ کیا کسی تجمل حسین خاں نے کیا ہو۔ اردو زبان خواہ کتنی ہی کمزور کیوں نہ ہو گئی ہو اس کی مدح میں قصیدے ضرور لکھے جائیں گے (رسم الخط ممکن ہے وہ نہ ہو جو اردو کا مقرر ہے) مجھے ان ساری باتوں اور وعدوں میں سے کسی بھی بات پر اعتراض نہیں ہے بلکہ میری طرف سے ان مراعات اور نوازشات میں دس بیس نوازشیں اور بڑھا دی جائیں۔ میرے گھر سے کیا جاتا ہے۔ مجھے اعتراض ہے تو بس صرف اس پر کہ اس سارے فسانے میں سنہ غلط ہے یہ سنہ دو ہزار نہیں۔ دو ہزار ایک ہونا چاہیے۔ میرے حساب سے (جو بالکل صحیح ہے) بیسویں صدی ۲۰۰۰ ختم ہونے پر (یاد رہے شروع ہونے پر نہیں)، اپنی آخری سانس لے گی۔ اس سے پہلے یعنی ۲۰۰۰ عیسوی ختم ہونے سے پہلے اگر بیسویں صدی کا آخری وقت آ گیا تو یہ وفات ہوگی لیکن حبس دم کی وجہ سے دم گھٹنے کی شکایتیں آدمیوں میں تو روا ہیں لیکن صدیوں، کا معاملہ آدمیوں سے مختلف ہوتا ہے۔ ماہ و سال کے پیمانے مقرر ہیں۔ اور یہ پیمانے میخانوں میں استعمال کئے جانے والے پیمانے نہیں ہوتے کہ کانچ کے ظروف یا جامِ شفالی کی طرح ٹوٹ جائیں۔ اشعار تو وزن اور بحر سے خارج ہو سکتے ہیں لیکن ماہ و سال کے معاملے میں عروض کی غلطی تو وہ غلطی ہوگی جس کا کوئی کفارہ نہیں۔ ٹھہریے ذرا۔ خفا ہونا آپ کا حق ہے لیکن اسے عادت نہ بنایے اور پیشانی پر شکنیں ڈالے بغیر یہ سوچئے کہ کیا ننانوے دوڑیں بنا لینے پر کسی بلہ باز کو آپ سنچری بنانے کا اعزاز دے دیں گے۔ یہ مثال میں نے اس لئے پیش کی کہ یہ پیش پا افتادہ مثال ہے۔ کرکٹ کا موسم ہے۔ موسم نہ بھی ہو تو کرکٹ کے قاعدے مقرر ہیں۔ اگر ننانوے رنوں پر سنچریاں بنتی ہوتی تو آج سنچری بنانے والوں کی تعداد موجودہ تعداد سے دگنی ہوتی اور ان کا کلب اتنا وسیع و فراخ ہوتا کہ اس کلب

کے اراکین کے نام درج کرنے کے لیے کسی کتاب کی نہ سہی ایک کتابچہ کا پھیر، یہ ترکیبیں اسی لئے روزمرہ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں تاکہ آدمی سمجھ جائے کہ ننانوے رن بنانے سے سنچری نہیں بن جاتی۔ یہ اتنا آسان حساب ہے کہ اس کے لئے ریاضی کے مضمون میں مہارت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی بھی طفلِ مکتب سے آپ پوچھ لیں کہ ایک صدی میں کتنے سال ہوتے ہیں تو اس کا صحیح جواب آپ کو مدرسے ہی میں مل جائے گا اور آپ کو کسی آئن اسٹائن سے مشورہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ (ویسے آپ آٹوگراف حاصل کرنے کے لئے جب موصوف سے ملنا چاہیں اور عالم بالا کا سفر اختیار کرنے کی نیت کر چکے ہوں تو ہم کون ہوتے ہیں آپ کو روکنے والے)

حساب دوستاں در دل کا مقولہ ریاضی دانوں کے لئے نہیں ہے شاعروں کے لئے ہے اور اعداد اور ہندسے جامد چیزیں ہیں اور گنتی کا جہاں تک تعلق ہے وہ ایک کے ہندسے سے شروع ہوتی ہے۔ صفر سے نہیں۔ اعداد اور حروف تہجی کی نوعیت تقریباً یکساں ہے۔ نقطے حروف تہجی میں ضرور شامل ہیں لیکن یہ صرف شناخت کی خاطر ہیں اور کوئی نقطہ حرف نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی اکائی نہیں ہے بلکہ زبان کو خوبصورت بنانے کا آرائشی سامان ہے۔ حرف ط پر نقطہ لگائیے وہ ظ بن جاتا ہے لیکن اصل بنیاد حرف ہے اور اسی لئے کسی نقطے سے حرف شروع نہیں ہوتا۔ انگریزی زبان میں بھی نقطے ہیں لیکن یہ بطور کاما اور فل اسٹاپ استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہی صورت اعداد میں صفر کی ہے۔ صفر کی تنہا کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یونہی پڑا رہتا ہے اور جب تک کسی ہندسے کے ساتھ (اور وہ بھی صحیح سمت میں) اسے نہ جوڑا جائے وہ کسی کام کا نہیں ہوتا اس لئے جب بھی گنتی شروع کی جائے گی ایک کے عدد سے شروع کی جائے گی۔ ایک سے پہلے صفر کا ہونا ایسا ہی ہے جیسے تاش کے باون پتوں کی گڈی میں جوکر کا ہوتا ہے۔ صفر سے گنتی شروع ہی نہیں ہو سکتی۔ صدی کو سو بنانے کے لیے پہلے آپ اسے دس دہوں میں تقسیم کیجیے۔ دس مکمل دہے یعنی ایک سے دس تک۔ یہ پہلا دہا ہوا۔ گیارہ سے ۲۰ تک دورانہ کہ ۱۹ اور دوسرا دہا اسی طرح دوسواں دہا ۹۱ سے ۱۰۰ تک کا ہوگا جس دہے میں اس وقت ہم سانس لے رہے ہیں وہ اس صدی کا دسواں دہا ہے اور ۱۰۰ پر ہی ختم ہوگا۔ اگر آپ نے اسے ننانوے پر ختم کر دیا تو آپ نے رستے کا مال سستے میں کہہ کر بھاجی، ترکاری بیچنے والوں کی طرح یوں سمجھئے ڈنڈی مار دی۔ (اوزانِ و پیمانہ جات اسی لئے بنائے گئے ہیں کہ تجارت جیسے معزز پیشے میں ایمان داری برقرار رہے، ویسے ہم جانتے ہیں کہ سڑک پر بیٹھ کر بیوپار کرنے والوں میں ایمان دار تاجر موجود ہیں) جب ہم ''دھرم کانٹے'' کا ہر جگہ خیال رکھتے ہیں تو پھر صدی کا حساب کرنے میں بددیانتی کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔

ایک صدی کے دس مقررہ اور جامد دہوں کو پورا کرنے کے لیے آپ پچھلی صدی سے ایک سال وضع نہیں کر سکتے۔ یہ نقب لگانا ہوگا۔ دو صدیوں کا اختلاط تو بہر حال ہوگا ہی لیکن اسے خلط ملط کے طور پر استعمال میں نہیں لایا جا سکتا۔ اگر ہماری انیسویں صدی بھی ننانوے سال ہی کی مدت میں ختم کر دی گئی تھی تو ہم دنیا کی پوری آبادی کے سامنے جوابدہ ہیں۔ یہ ایک ایک لمحے کا حساب دینے کی بات ہے۔ ہر بات کا ایک حشر ہوتا ہے اور اس صدی کا حشر بھی، حشر کے مقررہ وقت پر ہونا چاہیے۔ چونکہ بات، حساب کتاب کی ہو رہی ہے اس لئے میں ''جوابدہ'' کے لئے انگریزی لفظ اکاؤنٹیبل (Accountable) استعمال کرنا پسند کروں گا۔ یہ صرف

سہولت اور آپ کی تفہیم کی خاطر ہے ورنہ اردو زبان خود مکتفی ہے اور اسے انگریزی الفاظ کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے (فیشن اور عادت کی بات اور ہے) جب تک ہم دس دہوں یعنی مکمل سو ہندسوں کا سیکڑہ نہیں بنائیں گے صدیوں کی پیائش ہم سے مجرمانہ غلطی سرزد ہوگی اور یہ خطرہ آج بھی موجودہ صدی کے معاملے میں ہمارے سر پر منڈلا رہا ہے۔ سر پر اگر دستار ہے تو وہ اس غلطی کی وجہ سے گر پڑے گا اور میر صاحب دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ میر صاحب زمانہ نازک ہے۔ دونوں ہاتھوں سے تھامیئے دستار اور اگر سر پر دستار نہیں ہے تو آدمی کو خود سرنگوں ہونا پڑے گا۔

ہم تبدیلیوں اور تغیرات کے شوقین ہیں اور یہ بری عادت نہیں ہے کیونکہ ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں لیکن یہ تغیرات صرف اپنے یعنی انسانوں کے بنائے ہوئے تنظیمی معاملات میں ٹھیک معلوم ہوتے ہیں بلکہ ضروری ہیں جیسے کہ نظام تعلیم میں آپ جب چاہیں ایک تبدیلی نافذ کردیں۔ ثانوی تعلیم کے دس درجے ہوں گے یا گیارہ اعلیٰ تعلیم بارہویں سے شروع ہوگی یا اس سے پہلے۔ یہ ہماری اپنی مرضی پر۔ (اسے تجربہ کاری کا نام دینے میں حرج نہیں) لیکن نظام شمسی کو نظام تعلیم کی طرح برتنا، اب میں کیا عرض کروں کوئی سخت لفظ لکھ نہیں سکتا۔ یوں سمجھ لیجیے۔ ماہ و سال کے معاملے میں اسمگلنگ ہے۔ ایک اچھے اور ذمہ دار شہری ہونے کے ناتے اس اسمگلنگ سے تو عذر کیجیے ورنہ کیا تعجب کہ اگلی صدی میں ہم ایک آدھ مہینہ ستائیس دنوں کا بھی رائج کردیں۔

تحریف و تخذیف کے تعلق سے بھی میں عرض کردوں کہ یہ صرف ادب میں رائج ہے کیونکہ ادب فنون لطیفہ میں شامل ہے جب کہ ریاضی کا فنون لطیفہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اول تو یہ فن ہی نہیں ہے علم ہے اور علوم میں علوم لطیفہ ہوتے ہیں۔ تحریف ادب میں اچھی چیز مانی گئی ہے بلکہ یہ تک کہا گیا ہے کہ طنز و مزاح میں تو تحریف ہونی ہی چاہیے۔ شاعروں اور ادیبوں کو کثیر مراعات سے نوازا گیا ہے اس لئے وہ عرش سے پرے مکان بنانے کی بھی خواہش کرسکتے ہیں خواہ ایسی خواہشوں پر ان کا دم ہی کیوں نہ نکل جائے۔ وہ طویل سے طویل زندگی تو چار دن کی زندگی قرار دے سکتے ہیں اور ایک شب ہجر کو اس قطب جنوبی سے اس قطب شمالی تک مسافت عطا کرسکتے ہیں۔ شاعروں کو حسابی معاملات میں مکمل آزادی ہے۔ ہم اور آپ چونکہ اصول و ضوابط کے پابند لوگ ہیں اس لئے ریاضی کو ریاضی ہی کی طرح برتتے ہیں اسے غزل یا قصیدہ نہیں بناسکتے۔ میں سمجھتا ہوں میں نے اپنی بات پوری طرح واضح کردی ہے اور اب آپ کو مجھ سے متفق ہونے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔ میں جانتا ہوں ضد کی بات اور ہے ورنہ مزاجاً آپ صلح پسند اور معقولیت پرست شخص ہیں ملک و قوم کو ایسے ہی صلح کل مزاج کے لوگوں کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر مجھے ان معمر لوگوں کی بھی یاد آگئی جنہوں نے عمر کی ننانوے بہاریں دیکھیں (بہار دیکھنا صرف ایک محاورہ ہے بہاروں کے موسم کو متروک و مسدود ہوئے صدیاں گزر گئیں) ان معمر لوگوں کو تو کوئی خاص افسوس نہیں ہوا ہوگا لیکن جس نے یہ سنا کہ فلاں صاحب ننانوے برس کی عمر پاکر وفات پائے اس نے بطور تعزیت یہی کہا کہ کاش وہ ایک سال اور جی لیتے۔ مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ انہیں افراد نے طے کیا ہوگا کہ ننانوے سال کا سیکڑہ رائج کردیا جائے تاکہ جو شخص بھی ۹۹ سال جی لے اس کی عمر ۱۰۰

قرار دے دی جائے۔ یعنی ایک سال بطور گریس (Grace) گریس کا لفظ میں نے یوں استعمال کیا کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں یہ لفظ سب سے زیادہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔ سرکاری دفتروں میں بھی تنخواہ پانے والوں کو روزانہ حاضری کے سلسلے میں پندرہ منٹ رعایت کے دیے جاتے ہیں اور ان سے خاص طور پر کہہ دیا جاتا ہے کہ وہ وقت مقررہ کے ۱۵ منٹ بعد آئیں۔ (ہمارے بجٹ میں کروڑوں روپیوں کا جو خسارہ واقع ہوتا ہے وہ انہیں پندرہ منٹوں کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے) صدی کا حساب کرتے وت گریس مت دیجیے لیکن حساب تو صحیح کیجیے۔

اہلِ زبان دہے کو دہائی بھی کہتے ہیں۔ آخری بات مجھے یہ عرض کرنے دیجیے کہ اس دہائی کی ساختیات میں کمی بیشی نہ فرمائیں ورنہ یہ دہائی ہمیشہ دہائی دیتی رہے گی اور آپ جانتے ہیں کہ نالہ و فریاد کے لئے نہ تو نے کی پابندی ہے اور نہ لے کی۔ یہ موسیقی آپ کے حواس اور اعصاب پر اثر کرے گی اور آپ اس کا سامنا کرنے پر مجبور ہوں گے۔ یہ خاکسار بھی دہائی دیتا ہے۔

عبدالاحد ساز

وہ اپنے "دستِ جنوں میں شمعِ خرد" اٹھائے...... ! (سردار جعفری کی وفات پر)

یہ زندگی کا رجز، یہ لمحوں کے بے کراں سلسلوں کا نغمہ
یہ جذب و فکر و شعور کی چلمنوں سے چھنتے ہوئے زمانوں کی شاعری ہے

قلم سے نکلے ہوئے ستارے
اندھیرے کاغذ کے آسماں پر فسانۂ نور لکھ رہے ہیں
لبوں سے پھوٹے ہوئے شرارے
شکستہ روحوں کی انجمن میں نئی توانائیوں کا دستور لکھ رہے ہیں
یہ علم و دانش کے طاق و محراب سے مزین جمیل نظموں کی درس گاہیں
نشیب ذلت کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے واسطے سر بلند اشعار کی پناہیں
سفینۂ دل، خیال کا موجزن سمندر۔ نگاہ کے بادبان کی سمت آشنائی
مشاہدوں، تجربوں کے طوفان میں نظریوں کی رہنمائی
حروف اندر حروف جذب و جنوں کی تہذیب پل رہی ہے
کہیں یہ ذوقِ جمال پیکر تراشتا ہے
کہیں یہ سوز و گداز کی شمع جل رہی ہے
کہیں ہنر کے بدن میں افکار کی توانائی ڈھل رہی ہے
وضاحتیں ہونٹ چومتی ہیں
روانیاں گنگنا رہی ہیں
بلاغتیں لفظ کی فضا میں طلسم معنی جگا رہی ہیں

بدلتے موسم کی ساری سفاکیوں میں کشت سخن ہری ہے
یہ سوز تخلیق کا ترانہ خروش پیہم کی شاعری ہے

وہ زندگی کی بشارتوں کا نقیب، زندہ روایتوں کا امین شاعر
دل و نظر اپنے پڑھنے والوں کے نام لکھ کر
اک الوداعی سلام لکھ کر
ہماری محفل سے جا چکا ہے
حیات و قوت کا وہ رجز خواں
جو اپنی باتوں میں ایک دبستاں
جو اپنے قدموں میں کارواں تھا
جو اپنے لفظوں میں ایک عہد طلب کی پر شوق داستاں تھا
جو اپنے "دست جنوں میں شمع خرد" اٹھائے
سفر میں ایک مضطرب صدی کے
بساطِ فن پر رواں دواں تھا!

مکّہ حج کارپوریشن، ممبئی

گذشتہ کئی برسوں کی پُرخلوص و قابلِ اعتماد خدمات کی عوامی سند کے ساتھ اس سال ہم پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہیں ہماری وہ خصوصیات جنکی وجہ سے مکہ حج کارپوریشن کو طرۂ امتیاز حاصل ہے اور حجاج کرام کا بے پناہ تعاون ہے وہ درج ذیل ہے حجاج کرام کی تمام انتظامی امور کی ذمہ داریاں ہم سنبھالتے ہیں تاکہ آپ یکسوئی سے حج، عمرہ اور زیارت کر سکیں۔ ● مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حرم شریف اور مسجد نبوی کے بالکل قریب سیلف کنٹینڈ کمروں والی بلڈنگ جس میں حاجیوں کی رہائش فیملی وائز گروپ وائز ہوگی۔ نیز بلڈنگ میں لفٹ۔ فریج۔ ایرکنڈیشن، فیکس اور فون کی سہولت دستیاب ہوگی۔ ● تجربہ کار و مخلص ہمہ وقت آپکی خدمت و رہنمائی کے لئے تیار رہتے ہیں ● ڈائریکٹ فلائٹ سے آرام دہ اور پُرکیف سفر ● گھریلو ماحول جس میں آپ اجنبیت بالکل محسوس نہیں کرینگے۔ بہترین لذیذ اور صحت بخش کھانے اور ناشتہ وقت پر دستیاب ہوتا ہے ● طبّی مشوروں کے لئے ڈاکٹر ساتھ ہوتے ہیں ● ۵؍ اکتوبر سے پہلے حج کی بکنگ کرنیوالوں کیلئے پاسپورٹ بلامعاوضہ بناکر دیا جائیگا ● جدہ، مکہ مدینہ منورہ کے درمیان تمام سفر ایئرکنڈیشن بسوں کے ذریعہ ہوگا ● مدینہ منورہ کے تمام تاریخی مقامات کی زیارتیں ہمارے خاص تجربہ کار گائیڈ کے ساتھ کرائی جاتی ہیں ● حج کا سفر آپ کی سہولت کے لحاظ سے دو گروپ میں ہوگا۔ آپ اپنی مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے یا دوسرے گروپ میں سفر کر سکتے ہیں ● خلیجی ممالک افریقہ اور یوروپ سے آنے والے حجاج کرام کے لئے مکہ مکرمہ میں ہمارا ٹور جوائنٹ کرنے کی خاص سہولت موجود ہے۔ (بہترین انتظامی سہولیات اور ہماری ذاتی خدمات مہیا کرنے کی غرض سے ہم محدود سیٹیں لے جاتے ہیں۔ اسلئے مایوسی سے بچنے کے لئے فوراً اپنی سیٹ بک کرائیں) اکتوبر/ نومبر کے ویکیشن میں فائیو اسٹار کلاس عمرہ ٹور ترتیب دیا جاتا ہے ● مزید معلومات کیلئے رابطہ قائم کریں ● نوٹ۔ یہ سفر انٹرنیشنل پاسپورٹ پر حکومت کے مہیا کردہ S.O.T.E اسکیم کے تحت ہوگا ● پاسپورٹ بنوانے کی سہولیات ہمارے یہاں موجود ہے جن حضرات کے پاسپورٹ تیار نہ ہوں وہ فوراً بنوالیں ● ہوائی جہاز کا کرایہ، معلّم فیس یا فارن ایکسچینج کے شرح میں اضافہ ہونے کی صورت میں اسی مناسبت سے اضافہ کیا جائے گا۔

شرح ٹکٹ

حج ٹور	حج ٹور	فیملی ویکیشن	رمضان	رمضان
۲۰۰۱ سنہ	۲۰۰۱ سنہ	عمرہ ٹور	عمرہ ٹور آرین شرہ	عمرہ ٹور
ڈیلکس کلاس	سوپر ڈیلکس کلاس	ماہ اکتوبر میں ۱۵ روزہ سفر	۱۸؍ روزہ سفر	پورا مہینہ
۳۵ تا ۴۰ روزہ سفر	۳۵ تا ۴۰ روزہ سفر	۴۰,۰۰۰/- ہزار روپے	۵۰,۰۰۰/- ہزار روپے	۵۸,۰۰۰/- ہزار روپے
۷۳,۰۰۰/- ہزار روپے	۸۳,۰۰۰/- ہزار روپے			

مزید معلومات و بکنگ کے لئے فوراً رابطہ قائم کریں

ضمیر احمد قادری
مکّہ حج کارپوریشن
فون:۔ ۳۷۷۵۹۶۹ - ۳۷۱۹۲۳۱
فیکس:۔ ۳۷۳۸۴۴۹

خالد پرکار
پرکار ایجنسی
فون ۳۴۳۶۹۷۹ - ۳۴۴۶۰۵۱ - ۳۴۴۲۳۴۴
فیکس:۔ ۳۴۲۸۲۷۱

شکیل، شفیق، فرید
۵۶ تبیر انظام پورہ، بھیونڈی، ضلع تھانہ
فون - ۵۶۵۵۱ - ۵۱۶۹۳ (۰۲۵۲۲)

حسنین تانکی
پارسی گلی، سندر روڈ، کلیان
فون:۔ ۲۰۱۵ ۲۰

طنز و مزاح

للہ! قوم کو مزید مت جگایئے

اے۔ حمید وھورتی (چمبور۔ ممبئی)

قوم مسلم بے حس، بے عمل اور انتشار کا شکار ہے۔ قوم مسلم کو اب خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے تبصرے یا خیالات جب کوئی پیش کرتا ہے تو مجھے سخت غصہ آتا ہے۔ بھلا قوم کو بیدار کرنے کی اب مزید کیا ضرورت ہے؟ ماشاءاللہ قوم مسلم جاگ رہی ہے اور مسلسل جاگ رہی ہے۔ کسی کو بیدار کرنے کے لئے محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر سلانے کے لیے کسی محنت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً آپ کو گہری نیند ہے تو اس کی ضرورت نہیں رہتی کہ آپ کو کوئی سلائے۔ حد تو یہ ہے کہ اکثر مجرموں کو سولی پر بھی نیند اپنی آغوش میں لیتی رہی ہے۔ الغرض نیند کو نہ تو ترغیب کی ضرورت ہوتی ہے نہ تقریروں کی، نہ مضامین کی۔ جب نیند آگئی تو بس آگئی۔ بات تقریر کی ہو رہی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر افراد جمعہ کے خطبہ کے دوران نیند کے مزے لوٹنے سے باز نہیں آتے ہیں۔ بلکہ اکثر تو صرف سونے کے لئے جمعہ کا خطبہ سنتے ہیں۔ مگر خطیب کی چیخ و پکار سے وہ بیدار ہو جاتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں سوئی ہوئی قوم جمعہ کے خطبے سے بیدار ہوتی ہے اور اسی بیداری کیلئے ایک تحریک سی چل پڑی ہے اس تحریک کی پورے ملک میں دھوم ہے۔ لیکن قوم کی بیداری کا جہاں تک سوال ہے تو اس سلسلے میں اکثر صاحبان کا یہ خیال ہے کہ اب قوم کو جگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ اب قوم اتنی بیدار ہو چکی ہے کہ وی۔سی۔آر اور مختلف چینلوں کے ذریعہ وہ جب تک دو تین فلمیں دیکھ نہیں لیتی تو اس کو اپنی "مسلمانی مشکوک" ہی نظر آتی ہے۔ نہیں معلوم ہمارے رہبرانِ قوم ملت کو بیدار کرکے جانے کس مقام تک پہنچانے کی آرزو اپنے دل میں بسائے ہوئے ہیں۔ کیا موجودہ بیداری سے ہمارے قائد خوش و مطمئن نہیں ہیں؟ رہا سوال نوجوانوں کا تو وہ تو ماشاءاللہ سب سے زیادہ بیدار ہیں۔ بھلے ہی رات کے تین بج جائیں وہ بلیو فلمیں دیکھے بغیر سونا گناہ سمجھتے ہیں۔

جہاں تک حوا کی بیٹیوں یعنی ہماری معزز خواتین اور دخترانِ اسلام کا سوال ہے تو وہ اتنی بیدار ہوگئی ہیں کہ اکثریت نے تھیٹر جانا ہی بند کردیا۔ بھلا برقع پہن کر تھیٹر میں جاکر مسلم قوم کی رسوائی کا راستہ کیوں اپنایا جائے۔ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے کے بمصداق اب انہوں نے یہ راستہ اپنالیا ہے کہ تھیٹر کا رخ کئے بغیر گھر میں ہی اتنے پروگرام اور فلمیں دیکھ ڈالی جاتی ہیں کہ اب ان دخترانِ اسلام کے ہر گھر کو ہی سنیما ہال کہا جائے تو غلط نہ ہوگا ساتھ ہی ساتھ مذہب کا اتنا درد اور اللہ کا خوف ہے کہ جیسی ہی اذان کی آواز آتی ہے تو ٹی۔وی کی آواز کو تھوڑا سا کم کر دیتی ہیں۔ پڑوس کی ایک عورت کا تو کہنا ہے کہ ٹی۔وی کی آواز کم کرنے سے رحمت کے فرشتے خوش ہو جاتے ہیں۔ قیامت کے دن یہی فرشتے ایسی نیک عورتوں کیلئے گواہ بنیں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ یہ تیری بندیاں ٹی۔وی دیکھنے کے دوران جب اذان ہوتی تھی تو یہ آواز کم کر دیا کرتی تھیں

بقیہ صفحہ پر

نیز گندگی، کیچڑ اور مچھروں کا اضافہ ہوگا۔ زمین میں بنے سے زرخیزی ختم ہوگی۔

ہاں پلاسٹک جلاتے وقت اس سے نکلنے والے دھویں کی شکل میں زہریلی گیس سے خود کو محفوظ رکھا جائے۔ کیوں کہ پلاسٹک بنانے اور جلانے کے وقت اس میں سے بہت ہی زہریلی گیس، ڈائی آکسیڈائن نکلتی ہے جو فضا کو زہر آلود کر دیتی ہے چونکہ پلاسٹک بنانے میں عموماً ہکیزا میتھلین ڈائی امائن اور ایڈک تیزاب اور سوڈیم ہائیڈرو آکسائیڈ کا استعمال ہوتا ہے تو پھر زہر سے زہر ہی پیدا ہوگا۔

آج سورج کی گرمی کیوں بڑھ رہی ہے اس کی وجہ یہی ڈائی آکسیڈائن گیس ہے جو فضا میں منتشر ہو کر اوزون کی پرت میں سوراخ کر رہی ہے اور انہیں سوراخوں سے سورج کی کرنوں کو آنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس حفاظتی سلسلے میں امریکہ نے اپنے ملک میں پلاسٹک کے سامان بنانے میں کٹوتی شروع کر دی ہے اور دوسرے ملکوں سے بھی پلاسٹک کے کم استعمال اور کم تیاری پر درخواست کی ہے۔

میرے خیالات کا لبِ لباب یہی ہے کہ اگر ہم پلاسٹک کو ضروریات میں مقام دیتے ہیں، اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس کے نقصانات کی طرف بھی توجہ دینا ضروری ہے۔ پلاسٹک کو جلا کر تلف کرنا ہی چاہیئے اسے گھر سے باہر پھینکنا نہایت ہی نقصان دہ ہے۔۔۔

ان عورتوں کی نظر میں یہ ان کا فعل گویا اللہ پر بڑا احسان ہے اور اللہ کو بھی لازم ہے کہ وہ اس نیکی پر ان کو جنت میں داخل کردے۔ اب آپ ہی بتائیں کوئی عالم، کوئی مولوی یا کوئی لیڈر اتنا بیدار ہے جتنا یہ عورتیں ہیں؟ یہی نہیں بلکہ اب تو بفضل تعالیٰ قوم کا ہر فرد بیدار ہے۔ بچے بڑے بوڑھے، جوان عورت اور مرد بچوں کی بات آئی تو خوب یاد آیا کہ اکثر مسلم گھرانے کے بچوں کو امیتابھ بچن سے لے کر شاہ رخ خان تک، ہیما مالنی سے تبو تک ہر فلمسٹار کی فلمیں ہی نہیں ان کے معاشقے ان کے حسب نسب مکمل طور پر یاد ہیں۔ یقین مانئے کہ قوم مسلم کسی بھی زمانے میں اتنی بیدار تو نہ ہوئی ہوگی۔

فلم آخری سجدہ دیکھ کر ہمارے آپ کے فرزندان نے نمازیں شروع کر دی تھیں۔ فلم نکاح کو دیکھ کر کچھ نیک بخت بیویوں کو اسلامی مسائل سے آگاہی ہوئی تھی۔ رامائن کو دیکھ کر وہی ایمانی ڈائیلاگ گھر گھر بولے جانے لگے تھے۔ جب کوئی بڑا بوڑھا گھر میں داخل ہوتا تھا تو سب نمسکار کرنے لگ گئے۔ حتیٰ کہ چھوٹے بچے جن کو ابھی بولنے کا شعور بھی نہ آیا تھا کہنے لگے پتاجی ہم پر دشواس کیجیے۔ حد تو یہ ہے کہ بڑے بچے پورے اعتماد سے کہنے لگے کہ پتاجی ہمیں اب آپ کی آگیہ کی ضرورت نہیں۔ ہم خود کنیا ڈھونڈ لائیں گے۔

مطلب یہ کہ قوم تو اب بہت اور ضرورت سے زیادہ بیدار ہوگئی ہے۔ اب قوم مسلم کو بیدار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ضرورت ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کو سلادیا جائے۔

"ہر کہ آمد عمارت نو ساخت"

★ جاوید ندیم (کاتب نقش کوکن)

نقش کوکن کا پچھلا شمارہ اگست ۲۰۰۰ء
کا نظر نواز ہوا۔ دیکھ کر کچھ خوشی ہوئی اور تھوڑا
سا افسوس بھی ہوا۔ خوشی یوں کہ مدیر محترم اسلم خان
کا اداریہ "اردو چینل آگیا۔ افسوس صد افسوس"
اچھا لگا۔ ازیں قبل بھی تعلیم اور طرز تعلیم پر ان کے
اداریے اچھے تھے۔ دیگر اہل قلم کے مضامین بھی
اچھے ہیں، خصوص کے ساتھ حسن کمال، ساجد رشید،
شاھد لطیف، عظمیٰ ناہید، سوز یا دیوان۔ یقیناً
یہ لوگ اردو دنیا میں آج اپنی شناخت بنائے
ہوئے ہیں اور اردو دنیا میں اپنا ایک مقام رکھتے
ہیں۔ انہوں نے اپنے فکر آمیز مضامین و رشحات
قلم سے ایک خاموش دنیا میں جاگرتی اور بیداری
کی لہر پیدا کی ہے۔

نقش کوکن میں ان تبدیلیوں کو دیکھ کر ہمارے
بہت سے کرمفرما اور چاہنے والوں نے میری رائے
طلب کی ہے، اس سلسلے میں میری مختصر رائے یہ ہے
کہ ہر پرچہ، جریدہ اور اخبار کا اپنا ایک مزاج ہوتا
ہے اور یہی مزاج اس پرچہ یا جریدہ کی روح ہے۔
اگر اس جریدہ سے اس کی روح جدا کر دیا جائے
اس کا مزاج بدل دیا جائے تو کیسا رہے گا؟ جسم
بے روح۔

اس پرچہ کا مزاج یہ تھا (جس سے میں
آج سترہ سالوں سے وابستہ ہوں) کہ کوکن کے نو مشق
قلمکاروں نو آموز شاعروں کی تخلیقات کا بہ نظر عمیق
مطالعہ کرکے اصلاح کے ساتھ اس پرچہ میں اس کی
اشاعت ہو، کوکن کے طلباء میں اردو ادب کا رجحان
پیدا ہو اور ان طلباء کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو باہر
لایا جائے ان میں ٹیلنٹ پیدا ہو اور کوکن کا ہر گھر
اور ہر فرد کا اپنا محبوب رسالہ بن جائے اور اس میں ہم
بہت حد تک کامیاب بھی رہے۔ اس پرچہ میں لکھنے
والے بہت سے قلمکار اور ان کے ادبی شہ
پارے آج ملک کے کونے کونے سے نکلنے والے معیاری
وادبی پرچے میں شائع ہو رہے ہیں، وہ بچہ یا نو آموز
قلمکار کی تخلیقات جب ہمارے دفتر میں پوسٹ کارڈ یا
انلینڈ لیٹر اور فل اسکیپ کاغذ پر آتی تو ان میں ادب
نام کی کوئی چیز نہیں تھی، تحریر کھچڑی، املا صحیح نہیں،
لیکن بحمدہ تعالیٰ آج ان میں سے کچھ استاد اور کچھ
استاذ الاساتذہ بن چکے ہیں اور بعض تو ادب کا معراج
پا چکے ہیں اور عالمگیر شہرت یافتہ ہیں، انہوں نے یہ ثابت
کر دیا ہے کہ زبان پر کسی کی اجارہ داری نہیں، اہل زبان
لکھنؤ والے ہوں یا دلی والے کیا غرض ہم کو "ہم بھی منہ
میں زباں رکھتے ہیں" یہی نو آموز قلم کار لکھتے لکھتے
ان میں وہ ٹیلنٹ پیدا ہوئی کہ سونا تو وہ تھے ہی اب پختہ
زیور ہیں۔ لکھنے کی تحریک ان کو اسی پرچہ (نقش کوکن)
نے دی۔ شاید ہم یہ حجت ان بڑے قلم کاروں کو دے کر
ان چھوٹے اور نو آموز قلم کاروں کی حق تلفی کر رہے ہیں

ہی ادبی پرچوں میں ان کے مضامین کی شمولیت تو
با ناممکن بات ہے۔ مذکورہ میں جن بڑے قلم کاروں
م شامل ہیں ان کے لئے بہت سارے اسٹیج اور
ہی کتب و رسائل ہے اوراق ان کے فکر آمیز مضامین
لئے منتظر رہتے ہیں، نقش کوکن میں ان کے مضامین
ولیت کو کچھ ضروری نہیں سمجھتا۔

نقش کوکن کے روح رواں محترم فقیر محمد
ری صاحب کی سبکدوشی کے بعد مدیران کی تبدیلی
ن مدیران کے خیالات میں تبدیلی کی وجہ سے
ہ ہذا پر بڑا اثر پڑا ہے، املا اور ادب کی خواہ
ٹرائزڈ ہی سہی پروف ریڈنگ کی منقاضی بشیار
یاں دیکھنے کو ملتی ہیں، ستم تو یہ ہے کہ اس بار
یب میں بھی غلطی ہو گئی ہے۔ ہمارے اعزازی
یدے محمد سعید علی ٹونکر کے اصلاحی واسلامی وفکری
یضموں کے ساتھ اہل کوکن کے معاشرتی اصلاح کیلئے
ی مضامین کو ہمیشہ اول مقام دیا جاتا تھا اور حق بھی
تھا کہ اسلامی مضمون کو اداریے بعد پہلے رکھا
ے۔ اب کی بار ان کا مضمون آخر میں لایا گیا ہے۔
وکن کی تعلیمی، ثقافتی، سماجی، علوماتی اور کلچرل
یراموں کی خبریں بعنوان اخبار واذکار
ن (فی بن صاد) بعد میں آنا چاہئے جو پہلے آچکی
۔ ترتیب[1] کے اس بگاڑ سے پرچہ اپنے صوری جمال
یعنوی کمال کھو چکا ہے۔

شخصیات پر (کوکن کے سپوت عنوان سے)
ب فاروق رحمٰن صاحب کی اچھی کوشش ہے اور
ی خدمت بھی مگر یہ نقش کوکن کیلئے نئی بات
پر یہ سلسلہ محترم شرف کمالی صاحب نے بعنوان :
"ڈھونڈو گے ہمیں برسوں برسوں" شروع کیا تھا۔
تقریباً سات آٹھ شخصیات پر مسلسل لکھتے رہے
بعدہٗ یہ سلسلہ بند ہو گیا تھا، اب جناب فاروق رحمٰن
کی یہ کوشش قابل مبارکباد ہے اور یہ ایک حسن قدم ہے
اور اچھا سلسلہ ہے اسے جاری رکھئے۔

نقش کوکن
میں فلمی دنیا کے ممتاز شعراء اور ادب کے افق پر تابندہ
ستارے جیسے ساحر لدھیانوی، مجروح سلطانپوری،
ندا فاضلی وغیرہ کا بھلا کیا کام۔ بلاشبہ جوش اچھے شاعر
تھے، فیض اچھے شاعر تھے، قرۃ العین حیدر کا افسانہ ہمیں اچھا
لگتا ہے مگر اس سے بھی کہیں اچھا ہمیں سلام بن رزاق کا
افسانہ، انجم عباسی کا ترجمہ۔ یونس اگاسکر کا مضمون، مبارک
کاپڑی کا تعلیمی مضمون، شرف کی کوکنی شاعری، یوسف ناظم
کا طنز و مزاح بہت پسند ہیں، ان میں جوش کی شاعری
کا رنگ قرۃ العین کی افسانوی خوبی، فیض کی تمام تر
شعری صلاحیتوں کی جاذبیت موجود ہیں۔ ہمارے لئے تو
مہر مہسلائی، شرف کمالی، ساقی نوڑیلوی، یعقوب راہی،
آدم نصرت۔ اختر راہی، وفا راجے واڑی۔ قیصر رتناگیروی،
قاضی فراز احمد، شاداب رتناگیروی، سعید کنول وغیرہ وغیرہ
وغیرہ ہی غالب مومن حالی اقبال ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کو
موقع دینا ہے اور نئے ابھرتے فنکاروں قلم کاروں کو
موقع دیتے رہنا ہے۔ یہی اس پرچہ کا مزاج ہے اور
یہی اس پرچہ کی روح ہے۔ جیسا کہ ہر کسی کو معلوم ہے کہ
یہ پرچہ کوکنی برادری کا آرگن و ترجمان ہے۔ اس میں اس قسم کی
جدت کے لئے میں تو یہی کہوں گا "ہر کہ آمد عمارت نو ساخت"۔

---

[1] جناب جاوید ندیم صاحب کو معلوم ہو کہ اگست ۲۰۰۲ء کے پرچہ کی ترتیب میں نے نہیں دی آخری مراحل میں میں ممبئی سے باہر تھا یہ پیسٹر کی غلطی ہے۔ انشاء اللہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ اسلم خان

ماہیے

خواہ پریشاں ہیں — دائیں ہے کبھی بائیں
نل اللہ سے — یار کا جلوہ
ستہ دوراں ہیں — ہے جاگتے سوتے ہیں

وی سے ہے کسب فن — حالات سے کر سا جھا
ح سویرے — تاکہ میسّر
روف ہیں مرد و زن — ہو امن سے جی رہنا

ہور خلائق ہے — تقدیس محبّت کا
ر یگانہ — پاس بخوبی
ل موافق ہے — جو تو نے نہیں رکھا

★ ڈاکٹر محبوب راہی

سمندر بوند کو، ذرّے کو صحرا سوچتے ہیں
عجیب ہیں ہم بھی، کیا ہے اور کیا کیا سوچتے ہیں
حقیقت میں ہوا کرتی ہے اتنی سی ہر اک بات
ہمارا سوچنا ہے، ہم جو اتنا سوچتے ہیں
کھلے رکھتے ہیں ذہن و دل کے دروازے ہمیشہ
ہم اپنے گھر میں رہ کر ساری دُنیا سوچتے ہیں
اگرچہ مشترک ہیں سب کی سوچوں کے مسائل
مگر سب لوگ پھر بھی اپنا اپنا سوچتے ہیں
سبھی ہیں اپنی سوچوں کے حصاروں میں مقید
تمہارا تم، وہ ان کا ہم ہمارا سوچتے ہیں
تخیل میں سراپا نظم ڈھل جاتی ہے راہی
کبھی جو شعر ہم کوئی غزل کا سوچتے ہیں

★ عبدالغفور ساقی تونڑیلوی

دشوار سفر کیسا ؟
رنج حضر کیا ؟
ہو پاس اگر پیسا

••

★ گلزار

یار جُلاہے

مجھ کو بھی ترکیب سکھا دو یار جلاہے
اکثر تجھ کو دیکھا ہے کہ
تانہ بنتے جب کوئی تاگا ٹوٹ گیا یا ختم ہوا
پھر سے باندھ کے
اور سرا کوئی جوڑ کے اس میں
آگے بُننے لگتے ہو!
تیرے اس تانے میں لیکن
ایک بھی گانٹھ گرہ بنتر کی
دیکھ نہیں سکتا ہے کوئی!!

میں نے تو اک بار بُنا تھا ایک ہی رشتہ
لیکن اس کی ساری گرہیں صاف نظر آتی ہیں
یار جُلاہے!
مجھ کو بھی ترکیب سکھا دو۔ یار جلاہے!!

مسئلہ پلاسٹک
اور ہماری ذمّہ داریاں

عائشہ عثمان شیخ کک

آج ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں پلاسٹک کو دخل نہ ہو۔ پلاسٹک سے پہلے ربر کو بڑا دخل تھا۔ اس سے قبل لوہے کی بڑی اہمیت تھی اور آغاز زمانہ سے لکڑی کا دخل تھا اور آج بھی اس کی برتری مقدم ہے۔ لیکن پلاسٹک تو اب مسلّم بنتی جارہی ہے۔

آئیے پلاسٹک کی ایجاد اور آغاز پر نظر ڈالتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں بیک لینڈ نامی سائنسداں نے کیمیائی اشیاء سے بہت زیادہ سالمی وزن والا بیک لائیٹ نامی پہلا پلاسٹک بنایا، جب دوسرے سائنسدانوں کو پولی مر کی کیمیائی ساخت اور سالمی وزن کا اندازہ ہوگیا تو پلاسٹک کی دنیا میں ترقی کا بھونچال آگیا۔

پلاسٹک کی کئی اقسام ہیں مگر پلاسٹک کیمیائی مادّوں کے جس خاندان سے تعلق رکھتی ہے ان کو پولی مرس کہتے ہیں۔ پولی مرس پہلے درختوں سے حاصل کیا جاتا تھا مگر اب مصنوعی طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ پولی مرس کے کئی اقسام ہیں جیسے پالی امائیڈ، تھرمو پلاسٹک، تھرموسیٹ، تھرمو پلاسٹ، میرلون، پولی اتھائی لین، ٹیلیفون، سیلی کون، اس کے علاوہ جس کام کے لئے پلاسٹک کی جیسی ضرورت پڑتی ہے، نام بھی بدلتے رہتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سائنسداں بیک لینڈ نے جب ہمارے لئے اتنی کارآمد چیز ایجاد کر کے ہمیں دی ہے تو اس کا استعمال بھی صحیح طریقے سے کرنا چاہیئے۔

پلاسٹک پر چونکہ خوردبینی جراثیم کا اثر نہیں ہوتا اور مٹی اسے گلا نہیں پاتی تو پلاسٹک کو تلف کرنے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے جلا دیا جائے مثلاً ہم نے گھروں میں پولی تھین کی تھیلیوں کو استعمال کرنے کے بعد جب غیر ضروری سمجھا تو جہاں تہاں پھینک دیا۔ یہی ہماری غلطی اور بھول ہے۔ کیونکہ پلاسٹک، کاغذ اور سوتی کپڑے کی طرح نہیں ہے کہ جلد سڑ گل جائے۔ پلاسٹک کے ریان سے بنے کپڑے ہوں یا پولی تھین ہو، اسے یکجا کرنے کے بعد جلا دینا ہی ضروری ہے۔ اگر ایسے ہی پھینکتے رہے تو راستوں، گلیوں، نہروں، نالوں میں پھنستی اور اڑتی رہیں گی اور جب برسات ہوگی تو پانی کی نکاسی ان سے رک جائے گی۔ پانی جمع ہوگا

باقی صفحہ ۲۷ پر

غزلیں

کامرانی کی بات کرتے ہیں ؟
وہ جوانی کی بات کرتے ہیں

مختصر جب ہے زندگی اپنی
جاودانی کی بات کرتے ہیں

شیخ چلّی یا پر الف لیلیٰ
کس کہانی کی بات کرتے ہیں

شورشیں سازشیں یہ ہنگامے
شادمانی کی بات کرتے ہیں؟

میرے اظہارِ عشق پر بولے
ذومعانی کی بات کرتے ہیں

لاش دفنا کے قبر میں میری
مہربانی کی بات کرتے ہیں

جب نہ ماہر غزل گو ہے ذاکرؔ
نغمہ خوانی کی بات کرتے ہیں

☆ عمر بھاٹکر ، ذاکر

●

بڑھ کے روکیں گے راستہ ہم بھی
ویسے ہیں صورت آشنا ہم بھی

حشرِ نمرود دیکھ کر سہمے
ورنہ بننے کو تھے خدا ہم بھی

آزمائش کا وقت آنے دو
جان دے دیں گے دیکھنا ہم بھی

دینے والا تو روز دیتا ہے
مانگتے روز ہیں دعا ہم بھی

دورِ جمہوریت ہے کہتے چلو
رہنما ہم بھی ، رہنما ہم بھی

دو قدم چل کے وہ بھی آ ہی گئے
اور پھر رک گئے ذرا ہم بھی

کچھ ہماری وفا کی قدر تو ہو
آپ پر کب سے ہیں فدا ہم بھی

ویسے اس کے عطا کی حد بھی نہ تھی
اور دیتے رہے صدا ہم بھی

نعمتوں کا شرؔف خدا کے حضور
ادا کرتے ہیں شکریہ ہم بھی

☆ شرؔف کمالی

فتنۂ مال اور اس سے نجات کی راہِ حفظ الرب

حافظ محسن

کیا آپ جانتے ھیں بیسویں صدی کی پیداکردہ سب سے بدترین شئے لگاتار کم کی جانے والی کاغذی کرنسی ھے۔ اسی نے سود پر مبنی معاشی نظام کو غالب کیا۔

فرض کیجیے کہ آپ نے کسی کو ایک ٹن چاول ادھار دیا ہے اب اگر حکومت ٹن کی مقدار کو نصف کر دے اور آپ کو اس بات کا علم ہی نہ ہو کہ ٹن میں کس قدر کمی کی گئی تو آپ نے جتنا چاول ادھار دیا تھا اتنا ہی کیسے واپس لیں گے؟ حق بجانب حساب و کتاب کے لئے معیاری پیمانے کا استعمال ضروری ہے کیونکہ اگر ناقص پیمانہ استعمال کیا جائے تو حق باطل اور سچ جھوٹ بن جاتا ہے۔ حکومتیں بھی رائج پیمانوں پر سخت نظر رکھتی ہیں۔ فرض کیجیے کہ ایک طرف ایک کلو سونا ہے اور دوسری جانب ایک ٹن چاول ہے۔ اگر آپ کو ان میں سے ایک کو لے لینے کو کہا جائے تو آپ سونا ہی پسند کریں گے کیوں کہ اصل تو مالیت ہے اور وزن کی اس کے سامنے کوئی اہمیت نہیں۔ معلوم ہوا کہ مالیت کا تعین وزن کے تعین سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس لئے دولت کے تعین کے پیمانے کا معیاری ہونا زیادہ ضروری ہے۔ اگر آپ کو ٹن کے نصف کیے جانے کا علم ہو جائے تو آپ اب اپنے ایک ٹن کے عوض دو ٹن لیں گے۔ آپ غور کریں ایک ٹن چاول کے عوض دو ٹن چاول لینا سود کیوں نہیں ہے؟ ایسا اس لئے ہے کیوں کہ شریعت تو مثل بے مثل کا حکم دیتی ہے۔ چونکہ ٹن کی مقدار کو کم کیا گیا اس لئے ٹن کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اسی لئے ایک ٹن چاول کے عوض دو ٹن لینا سود نہ ہوا۔ غور کیجیے جب تک اس بات کا علم نہ ہو کہ پیمانے میں کس قدر کمی کی گئی اس بات کا تعین ہو ہی نہیں سکتا کہ کتنا واپس لینا حق بجانب ہے۔ اسی لئے اگر پیمانہ میں کمی کی جائے تو سود سے بچنے کے لئے اس کمی کی مقدار کا علم حاصل کرنا لازمی ہے۔ ایسا کرنے کے لئے کسی معیاری پیمانے کا ہونا ضروری ہے۔

اس صدی کی تیسری دہائی تک دولت کا معیار سونے پر مبنی تھا جسے سود خور ظالموں نے کوئی معیار بنائے بغیر ہی معاشی معاملات میں اپنے غلبہ کو استعمال کرتے ہوئے معطل کرادیا۔ اب لگاتار کم کی جانے والی کاغذی کرنسی رائج کی گئی۔

آپ بچت کرتے ہیں تو جس قدر کرنسی میں کمی کی جاتی ہے اسی قدر آپ کی بچت کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر کسی ضرورت مند کو قرض دے دیں اور قرض کی واپسی میں اسے کچھ دیر لگ جائے تو آپ کی رقم بے وزن ہو جاتی ہے۔ اگر آپ بنک میں جمع کریں تو آپ کو 5 یا 10 فیصد سود ملتا ہے۔ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو بھی سود ملتا ہے لیکن یہ بھی ایک دھوکہ ہے کیوں کہ جب اپنی جمع شدہ رقم کو بینک سے نکال کر بازار جاتے ہیں تو ان کو اتنا ہی سامان ملتا ہے جتنا کہ وہ چاہتے تو جب انہوں نے اپنی رقم جمع کی تھی تب اسی رقم سے خرید لیتے۔ بینک آپ کے بھائی کو آپ کی جمع رقم قرض دے کر اس سے 15 یا 20 فیصد اینٹھ لیتے ہیں۔ غور کیجیے کرنسی کا کم ہونا آپ کے خسارے کی بنیادی وجہ اور سود خور بنکرس کی آمدنی کا زبردست ذریعہ ہے۔ فی الحقیقت ہوتا یہ ہے کہ اب معاشی سرگرمی سے جو بھی نفع حاصل ہوتا ہے وہ قریب پورا کا پورا ہی بطور سود بینکرس کا ہو جاتا ہے۔ اگر کرنسی کم نہ کی جائے تو آپ کی بچت بھی کم نہ ہوگی۔ اسی طرح آپ کا قرض دیا ہوا مال بھی اس کی ادائیگی میں دیر ہونے سے کم نہ ہوگا۔ بنک سے قرض لینے والے کارنداز بینک کو قریب 2 فیصد ہی سود ادا کرپاتے (کیونکہ کرنسی میں کمی نہ کی جائے تو

کارانداز وں کو عاطور پر 3 یا 4 فیصد ہی نفع ملے گا)۔ اس لئے بنک بھی اپنے مدتی جمع والے کھاتے داروں کو قریب 1 فیصد ہی سود دے سکے گا۔ بچت کھاتے پر شرح سود کچھ نہیں کے ہی قریب ہوگی۔ اس لئے بنک کے جمع میں شدید کمی ہوگی اور چھوٹی بچت کرنے والے اپنی بچت کو بنک میں جمع نہ کریں گے (اس سے ان کا کوئی نقصان نہ ہوگا کیوں کہ اب ان کی بچت اپنے آپ کم نہ ہوا کرے گی۔ قرض حسنہ کی دستیابی بحال ہو جائے گی۔ بات واضح ہے سودی نظام کی پکڑ ڈھیلی پڑ جائے گی اور غرباء کو راحت ملے گی۔

کرنسی کے کم ہونے کی ہی وجہ سے تمام چیزوں کی قیمت لگاتار بڑھتی رہتی ہے۔ عوام یہ نہیں سمجھ پاتے کہ ان کے پیداوار کی قیمت کس قدر بڑھنی چاہیئے اس کا فائدہ سرمایہ داروں کو ہوتا ہے۔ منظم شعبے کے مالکان اپنی پیداوار کی قیمت کو اس قدر بڑھاتے رہتے ہیں کہ سرگرمی کی نفع آوری رائج شرح سود سے کافی زائد برقرار ہے۔ کسان اور دیگر دوسرے غیر منظم شعبے کے مالکان منظم نہیں ہوتے اس لئے ایک ساتھ بھاؤ بڑھانے کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ان میں سے اکثر اپنی پیداوار کو رائج بھاؤ پر بیچنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں کیوں کہ ان کی طلب ضروری قسم کی ہوتی ہے ان کو اپنا مال رائج بھاؤ پر ہی بیچنا پڑتا ہے۔ اسی طرح مزدور بھی مجبور ہوتے ہیں کہ بازار میں رائج اجرت پر مزدوری کریں۔ اس طرح بلحاظ منظم شعبے کے غیر منظم شعبے میں قیمتیں کم بڑھتی ہیں۔

کم کی جانے والی کرنسی امیر و طاقتور ممالک کی غریب ممالک کے خون کو چوسنے میں بھی مدد کرتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ غریب ممالک وان کی عوام کے پاس سوارب امریکی ڈالر ہیں۔ اس کا جو جزء مال فروخت کر کے حاصل کیا گیا ہے وہ اس کے مثل ہے کہ آپ نے اپنا مال بغیر کرائے کے امریکہ کے حوالے کر رکھا ہے جو امریکہ کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

اس میں سے جو رقم بطور قرض لی گئی ہے اس پر ان غریب ممالک کو سود دینا پڑتا ہے۔ اس طرح امریکہ کو کروڑوں ڈالر مفت مل جاتے ہیں۔ مفت اس لئے کیوں کہ ان ڈالروں کی چھپائی میں امریکہ کو جو خرچ پڑتا ہے وہ نہیں کے ہی برابر ہے۔ آپ جانتے ہیں غریب ممالک قرض پر لگنے والے سود سے تباہ ہو رہے ہیں۔ فی الحقیقت اس کا ایک بڑا جزء اسی طرح کا مفت کا سود اور اس سود پر لگنے والا سود ہے۔ اگر کم ہونے والی کرنسی رائج نہ ہوتی تو معیاری کرنسی رائج ہوتی اور اس لئے طاقتور ممالک کی کرنسی غریب ممالک کی کرنسی کے ہی مثل ہوتی اور طاقتور ممالک اس طرح مفت کی لوٹ نہ کر پاتے۔

فرض کیجیے کہ کسی ملک میں رائج شرح سود 10 فیصد ہے۔ اب اگر کسی کارخانے کی نفع بخشی 10 فیصد سے کم ہو تو اس کا بند ہو جانا لازمی ہے کیونکہ اس کارخانہ کے مالک کو اس کے جاری رکھنے سے نقصان ہوگا کیوں کہ نفع سے زائد سود ادا کرنا پڑے گا۔ آپ اکثر کارخانوں کے بند ہونے کی خبر سنتے ہیں۔ کارخانے کے بند ہونے سے اس میں کام کرنے والے مزدور و ملازمین بے روزگار ہو جائیں گے۔ پیداوار کم ہوگی اور قیمتیں بڑھیں گی۔ سود ہی پیداوار کے کم ہونے اور بے روزگاری کی وجہ ہے۔

غلبہ سود کی وجہ سے زیادہ تر کام سودی طریقہ پر ہی انجام پاتے ہیں۔ کارخانہ کے لگانے و چلانے والوں کو طے شدہ سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ اگر نفع کم ہو تو وہ مجبور ہوتے ہیں کہ وہ مزدوروں کی مزدوری میں کمی کر کے یا ان سے پرانی مزدوری پر ہی زیادہ کام لے کر یا اپنی پیداوار کی قیمت بڑھا کر یا خام مال کی قیمت کم کر کے نفع برقرار رکھیں۔ چونکہ یہ معاملہ ایک ہی قسم کے تمام افراد کے ساتھ ایک ساتھ پیش آتا ہے اس لئے ان کو اس طرح سے ظلم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

جب تک من چاہا سود نہ ملے سرمایہ دار سرمائے کو

روک رکھتے ہیں۔ اس لئے سرمایہ وہیں لگایا جاتا ہے جہاں رائج شرح سود سے کافی زیادہ نفع کی امید ہو۔ جو ذرائع اس طرح سے استعمال نہ ہو سکیں کہ رائج شرح سود سے زائد نفع حاصل ہو وہ بے کار رہتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ سرمایہ دار سرمایہ کو روک لیتے ہیں۔ تمام نادار کام نہ ملنے کی وجہ سے بے روزگار ہو جائیں گے۔ بتایئے وہ کیسے زندہ رہیں گے۔ بات واضح ہے سرمایہ کو روک رکھنے کا حق تو سرمایہ داروں کو تبھی دیا جا سکتا ہے جب وہ روکے گئے سرمایہ پر غرباء کے حق (زکوٰۃ) کی ادائیگی کے لئے تیار ہوں ورنہ چونکہ زندہ رہنے کا حق سب حقوق سے افضل ہے اس لئے امراء کو یہ حق دیا ہی نہیں جا سکتا۔

فرض کیجیے کہ مال(Property) کی قیمت 10 لاکھ ہے اور اس کا مالک اس کی نفع آوری کو بڑھانے کے لئے اس پر 10 لاکھ مزید بطور اجرت (اس پر کام کرنے والے مزدوروں و ملازمین کی) خرچ کرتا ہے۔ فرض کیجیے کہ اس محنت کے نتیجہ میں اس مال کی قیمت بڑھ کر 20 لاکھ ہو جاتی ہے۔ اب اگر سودی نظام رائج ہو تو اس کام کے انجام دینے اور اس مال کو حاصل کرنے میں جو رقم استعمال ہوئی اس پر جو سود ادا کرنا پڑے وہ اس مال کے مالک کے لئے خسارہ ہوا۔ جس کام میں خسارا ہو اسے نہیں کیا جاتا اس لئے اب کوئی دوسرا اس کام کو انجام نہ دے گا۔ اس طرح سودی نظام کے غلبہ کی وجہ سے بہت سے کام انجام نہیں پاتے۔ اگر غیر سودی قرض دستیاب ہو تو یہ کام انجام پائے گا کیونکہ اس کے مالک کو کوئی خسارہ نہ ہوگا۔ اگر نظام معیشت میں سود رائج نہ ہو اور زکوٰۃ نافذ کی جاتی ہو تو یہ کام اگر تیار مال کی قیمت 19 لاکھ ہو تب بھی انجام پائے گا کیوں کہ اگر اس 20 لاکھ کو ایسے ہی سال بھر جمع رکھا جاتا تو اس پر ایک لاکھ زکوٰۃ ادا کرنی پڑتی۔ اس کام کے انجام دینے پر جو خسارہ آیا وہ اتنا ہی جتنا کہ اس مال کو جمع رکھنے سے اس پر زکوٰۃ لگتی۔ اس لئے اس خسارے کے باوجود یہ کام انجام پائے گا۔ بات واضح ہے سود پیداوار و روزگار کو کم کرتی ہے اور زکوٰۃ پیداوار اور روزگار کو بڑھاتی ہے۔)

اب اس معاملے پر قومی پس منظر پر غور کریں۔ قومی نقطہ نظر سے جس مال پر محنت کی گئی اس کی مالیت میں جو اضافہ ہوا وہ بھی نفع ہے اور جو رقم بطور اجرت ملی وہ بھی قریب پورا ہی نفع ہے کیوں کہ اگر یہ کام انجام نہ پاتا تو یہ مزدور و ملازمین بیکار ہی رہتے۔ اس طرح جب تک تمام لوگوں کے لئے کام دستیاب نہ ہو کسی کام کا انجام پانا قوم کے لئے مفید اور اس کا بند ہو جانا قوم کے لئے بالکل نقصان دہ ہے۔ اس طرح زکوٰۃ کا نفاذ قوم پرستی ہے جو قومی نشو نما کا باعث ہے اور سود کا رائج رکھنا قوم و ملک سے دشمنی و غداری ہے۔ بے روزگاری، پیداوار کی کمی و افراط زر کی بنیادی وجہ بھی غلبہ سود ہی ہے۔ اگر آپ اپنی اپنے قوم یا ملک کی بھلائی چاہتے ہیں تو جس قدر ممکن ہو کاغذی کرنسی کے استعمال کو کم کیجیے اور سودی معاملات سے بچیے۔

سونے کے معیار کے ساقط کیے جانے کے بعد لگاتار کم کی جانے والی کاغذی کرنسی رائج کی گئی۔ اس کے بعد مسئلہ سود نے بڑی پیچیدہ شکل اختیار کرلی۔ کرنسی میں جو کمی کی جاتی ہے اس کا تخمینہ لگانے کے لئے تمام اشیاء کی اوسط قیمت کو بطور معیار استعمال کیا گیا۔ اس طرح سود و نفع کی دو قسمیں وجود میں آئیں۔ لگاتار کم کی جانے والی کاغذی کرنسی کے لحاظ سے جو نفع یا سود ہوا اسے نامینل سود کہا گیا اور کرنسی میں کی گئی کمی کے تعین کے لئے بنائے گئے پیمانے کے لحاظ سے جو سود یا نفع ہوا اسے اصلی کہا گیا۔ عام طور پر نامینل سود کو ہی سود کہا گیا۔ علماء کرام کی اکثریت نے بھی نامینل سود کو ہی الربوا قرار دیا۔ علماء کرام نے اوسط قیمتوں پر مبنی معیار کو اس لئے تسلیم نہیں کیا کیوں کہ شریعت میں مثل بے مثل کا حکم ہے اور اس طرح قیمتوں کا اعتبار نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علماء کرام نے اس بنیادی نقطہ پر غور نہیں کیا۔ یہ بات

بالکل درست ہے کہ اوسط قیمتوں کا معیار شرعی معیار نہیں ہے۔ کرنسی تو بالکل ہی فرضی ہے۔ جب کرنسی معیاری تھی تو اسے بطور معیار استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ صحیح ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ کیسے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کرنسی غیر معیاری اور فرضی ہو تب بھی اسے ہی بطور معیار استعمال کیا جائے گا۔

عام طور پر شرح سود اصلی شرح سود اور شرح افراط زر کے جوڑ کے برابر ہوتی ہے۔ شریعت نے جس شئے کو الربوا کہا ہے وہ ان دونوں سے الگ لیکن ان جیسی ہی ایک تیسری شے ہے۔ اگر شرح افراط زر صفر ہو تو ان تینوں کے درمیان کوئی فرق نہیں رہتا۔ کم کی جانے والی کاغذی کرنسی کے رواج پا جانے کے بعد ہی ان کے درمیان فرق واقع ہوا ہے اس لئے ہمارے فقہاء کرام کی توجیہات اس مسئلے پر بہت مفید نہیں ہیں (بجز امام یوسفؒ کے فلوث والے فتوا کے کہ یہ ایک طرح سے رائج کرنسی کے کم کئے جانے کا ہی معاملہ تھا)۔ اس مسئلہ سود نے امت کو تین گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلے گروہ میں وہ لوگ آتے ہیں جو نامیل سود کو الربوا ہی سمجھتے ہیں اور اس سے بچنا بالکل ضروری قرار دیتے ہیں۔ دوسرا گروہ نامیل سود کو الربوا مانتا ہے لیکن اس سے بچنے کی کوشش کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی معاشی بے دخلی کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ حالات کو اضطراری قرار دے کر سودی کاروبار میں حصہ لینے کے لئے تاویلیں کرتا ہے۔ تیسرا گروہ معاشی نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ سود کی زیادہ تر اقسام الربوا نہیں ہیں۔ اس لئے اب جب کہ کم کی جانے والی کاغذی کرنسی رواج پا چکی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ تفصیل سے غور کیا جائے کہ اب الربوا کی صحیح تعریف کیا ہو گی۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ پہلے گروہ میں قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے والوں کی اکثریت پائی جاتی ہے لیکن دوسرے اور تیسرے گروہ کی یہ دلیل کہ شریعت کی پابندی دنیاوی پستی و بدحالی کی وجہ نہیں ہو سکتی اس لئے پہلے گروہ میں شامل افراد کی معاشی بے دخلی ان کے غلط ہونے کی دلیل سے بھی درست ہے۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ سود کو الربوا ہی سمجھنے والے علماء بھی اکثر سودی معاملات سے کسی قدر مصالحت کرتے نظر آتے ہیں۔ جس شئے کے خلاف اللہ اور اس کا رسولؐ جنگ کا اعلان کریں اس سے مصالحت کی ضرورت بھی کیوں کر پیش آنی چاہیے۔ اسی طرح دوسرے و تیسرے گروہ کے دلائل اتنے کمزور ہیں کہ اہل حق کی زبردست اکثریت اسے بالکل ہی بے وزن سمجھتی ہے۔ یہ ان کی غلطی کی دلیل ہے۔ اس طرح تینوں گروہ غلطی پر ہیں پس یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس مسئلے میں امت سازشوں کا شکار ہو گئی ہے۔ دولت کے معیاری پیمانے کے بغیر حق بجانب حساب و کتاب درست ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اب جب کہ دولت کی پیمائش کا کوئی معتبر پیمانہ نہیں ہے تمام مسلمانوں پر یہ بات فرض ہو جاتی ہے کہ وہ کم از کم ایک معتبر پیمانہ رائج کریں۔ مثال کے طور پر 2 گرام سونا 100 گرام چاندی اور متوسط قسم کے 50 کلو گیہوں، 40 کلو چاول اور 50 کلو نمک کو جمع کر کے بھی معیار یا معیاری ثمن قرار دیا جا سکتا ہے۔ ادھار لین دین اور حساب کتاب کے لئے اسے ہی استعمال کیا جائے گا۔ ان اشیاء کی ملک میں رائج تھوک بھاؤ کے ذریعہ اس اسلامی ثمن اور ملک میں رائج کاغذی کرنسی کے درمیان زر مبادلہ کا تعین آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ زر مبادلہ کو اخباروں میں شائع کر کے عوام کے لئے بھی آسانی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جو افراد چاہیں وہ خود ہی اس اسلامی ثمن کو اپنے زیادہ تر معاملات میں نافذ کر سکتے ہیں۔

ادھار خرید و فروخت، قرض اور لین دین اور شراکت، مضاربت کے معاملات میں جو بھی مال ادا کیا جائے گا اسے رائج بھاؤ کے مطابق طے شدہ معیار دولت کی مقدار میں تبدیل

کرلیا جائے گا۔ مثال کے طور پر فرض کیجیے کہ آپ نے کسی سے 1000 قرض لیے اور یہ طے ہوا کہ سونے کو بطور معیار استعمال کیا جائے گا۔ اب یہ معلوم کرلیا جائے گا کہ تھوک بھاؤ کے مطابق یہ رقم سونے کی کس مقدار کا دام ہے۔ پس قرض کی ادائیگی کے لئے سونے کی وہی مقدار واجب الادا ہوگی۔ ادائیگی کے دن کے بھاؤ کے مطابق کاغذی ثمن بھی ادا کیا جاسکے گا۔ اگر اس طریقہ پر عمل کیا جائے تو قرض حسنہ کی دستیابی عام ہو جائیگی ۔ فرض کیجیے کہ عمرو بکر کے پاس کچھ کاغذی ثمن بطور امانت رکھتا ہے تو بکر عمرو کو اتنا ہی ثمن واپس کرے گا۔ لیکن اگر عمرو بکر کو کچھ ثمن اس غرض سے دیتا ہے کہ بکر ان کو استعمال کرے، عمرو کو جب رقم واپس لینا ہوگا تو وہ بکر کو کچھ پہلے ہی اطلاع دے گا تو بکر پر یہ لازم ہے کہ وہ عمرو کو متعینہ معیار کے مطابق مثلی ثمن واپس کرے ۔(اگر اس طریقہ پر عمل کیا جائے تو عام مسلمان بینک میں نقدی جمع کر کے بینک کے سود خور مالکوں کی سودخوری میں مدد کرنے اور ظالم سرمایہ دارانہ نظام کو فروغ دینے پر مجبور نہ ہونگے)۔ اس قسم کے معاملات کو کچھ علماء جائز نہیں سمجھتے لیکن اسی کام کو مندرجہ ذیل طریقے پر بھی انجام دیا جاسکتا ہے اور اس میں کوئی اشکال نہ ہوگا۔

فرض کیجیے کہ عمرو کو تجارت کے لئے قرض چاہیے اور بکر قرض دینے پر راضی ہے اب بکر عمرو کو سونے یا چاندی کی کوئی چیز دے گا اور عمرو بکر کو وہ چیز واپس دے کر بازار بھاؤ کے مطابق بکر سے دام حاصل کرلے گا۔ اب پھر بکر عمرو کو وہی چیز بطور قرض دیگا اور عمرو اسے بکر کو واپس کر کے اس کا دام لے لیگا۔ اس کام کو اتنی بار دہرایا جائے گا کہ عمرو کو جو رقم بطور قرض درکار تھی وہ اس حاصل ہو جائے۔ اس طرح عمرو کو حسب ضرورت قرض حاصل ہو گیا لیکن اس کے ذمہ واجب الادا جو شئے اسے بکر نے دی تھی اور جتنی بار عمرو نے اسے بکر سے فروخت کیا اسی شئے کی اس کے وزن کے اتنے ہی گنا قرض قرار پائے گا۔ اب عمرو وقت مقررہ پر بکر کو وہ مال یا اسی مال کی قیمت قرض کی ادائیگی کے وقت رائج بازار بھاؤ کے مطابق ادا کرے گا۔ اگر اس پر بھی کسی کو اعتراض ہو تو عمرو بکر سے وہی شئے بازار بھاؤ پر اتنی ہی بار خرید کر بکر کو واپس کرے (میں نے اس مسئلہ پر کئی عالموں سے بات کی ہے ان میں سے اکثر کی رائے یہ ہے کہ شریعت آسانی کو ملحوظ رکھتی ہے اور اسی لئے اس طوالت والے طریقے کی جگہ پہلا طریقہ ہی بہتر ہے۔)

مضاربت اور شرکت کے معاملات میں بھی نفع و نقصان کے تعین اور دیون کی ادائیگی کے معاملے میں طے شدہ معیار دولت کا استعمال کیا جائے اگ۔ اس طرح عوام سودی معاملہ کر کے ظالم سرمایہ دارانہ نظام کو فروغ دینے پر مجبور نہ ہوں گے۔ اگر ہم اوپر بیان کردہ طریقوں پر عمل کریں تو انشاء اللہ حق َـ ھبہ کے لئے راہیں بھی ہموار ہوں گی۔

ہم نے دیکھا کہ آج جس شئے کو سود کہا جاتا ہے اس کا ایک حصہ اصلی سود (الربوا) ہوتا ہے اور دوسرا اجزء آپ کے راس المال کا ہی ایک حصہ ۔ اصلی سود تو ظلم عظیم ہے لیکن دوسرا اجزء حلال طیب مال ہے جسے قرآن کریم آپ کا حق قرار دیتا ہے۔ ادھار لین دین، خرید و فروخت و کاروبار میں دولت کے ایسے پیمانے استعمال کیجیے جو شریعت کے نزدیک معیاری ہوں۔ ایسا کرنے سے راس المال اور سود یا نفع کی خلط ملط نہ ہوگی اور آپ کے لئے دنیا و آخرت دونوں جگہ کی کامیابی کے راستے کھلیں گے۔ اس ظلم سے بچنے اور انسانیت کو اس سے نجات دلانے کا یہی راستہ ہے۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو سودی کاروبار اپنی تمم تر خرابیوں کے ساتھ مسلط ہی رہے گا۔ اس لئے آپ اپنی قوم وملک ہی نہیں بلکہ انسانیت کے بھی دشمن قرار پائیں گے۔

تراشے خراشے

★قاضی فراز احمد

ٹیپو سلطان: ڈینیز فاریسٹ اپنی کتاب
"ٹائگر آف میسور" میں لکھا ہے۔ سلطان ٹیپو کو
گھر کے غداروں نے شکست دلائی ہے صرف سید غفار،
راجہ خان اور فرانسیسی بریگیڈئیر۔ اس کے وفادار
تے۔ فوجی کمانڈر قمرالدین کو جب فوج کی کمان دیکر
انگریزی فوج کو باہر روکنے کیلئے بھیجا گیا تو وہ
انگریزوں سے جا ملا۔

اس وقت کے دو مبصر "مارک ولکس اور
ملوالی" لکھتے ہیں۔ ٹیپو اور اس کی سلطنت کو
اپنے غداروں نے انگریزوں کے حوالے کر دیا ورنہ
انگریز یہ جنگ ہار چکے تھے۔ جب ۵ مئی ۱۷۹۹ء
سلطان ٹیپو کا جنازہ اٹھا۔ مورخ لکھتے ہیں:
طوفان باد و باراں اور رعد و برق نے سرنگاپٹم
پر لرزہ خیز دہشت طاری کر دی تھی اور جب
میت قبر میں اتر گئی ایک انگریز لیفٹیننٹ جنرل
ہیرس نے بے ساختہ کہا "آج ہندوستان ہمارا ہے"۔

تاتاری: تاتاریوں نے ۱۲۰۰ء صدی تک
وسطی چین ہندوستان اور بغداد و ترکستان اور
خانستان کو تاخت و تاراج کر دیا تھا۔ ۱۲۲۷ء
نصف شو رکو کم،

میں چنگیز خان کا بیٹا جوجی فوت ہوا تو اس کے غم
میں رنجیدہ اور دل گرفتہ اور اس کو اپنی موت کا
بھی یقین ہوا مگر اس نے جو تیاریاں کیں اس میں
شیر خوار بچوں تک کو نہیں بخشتا تھا۔ انتقام کے جوش
میں کسی بستی میں مویشی تک نہیں چھوڑے۔
بوڑھے بچے بیمار عورتیں امیر غریب سب اسکی
نظر میں ایک تھے۔ تاتاری ایک دہشت ایک
قہر بن کر چھا گئے تھے۔ چنگیز خان جب چین کے
علاقے "سنگ" میں مر گیا تو اس کی موت کو
مخفی رکھا گیا اور اس کی لاش کو منگول لیجایا گیا
تھا۔ سلطان جلال الدین خوارزم شاہ نے اس
قہر اور فتنہ کا مقابلہ ضرور کیا۔ مگر دیگر مملکتیں
ساتھ اور تعاون سے منکر ہو گئیں تھیں یہ سلطان
بھی اپنوں کے ہاتھوں ۱۲۳۱ء میں قتل ہو گیا۔
اس کے بعد بھی چنگیز خان کے پوتے منگو خان اور
ہلاکو خان نے اپنی تباہ کاریاں جاری رکھیں اور
بعد میں مسلمان ہو گئے۔

ایکسرے: ایکسرے کا موجد ولہم کونراڈ رونجن
ہے جو ۲۷ مارچ ۱۸۴۵ء کو پروشیا کے شہر لے نیپ
میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے طبیعات میں ڈگری حاصل
کی اور جرمنی ورٹس برگ یونیورسٹی میں پڑھانے لگا۔
۱۸۸۸ء میں اسی یونیورسٹی کی طبیعات کے نئے ادارے
کا سربراہ مقرر ہوا وہ منفی شعاعوں کا مطالعہ کر رہا
تھا جب اس نے ایکسرے کی دریافت کی ۱۸۹۵ء
میں رائل سوسائٹی نے "رم فورڈ" تمغہ دیا اور ۱۹۰۱ء
میں رونجن کو طبیعات کا نوبل پرائز ملا۔ ایکسرے کا یہ

عظیم موجد ۱۹۲۳ء میں فوت ہوا۔

ابراہیم لنکن کی لاش: جم بگ گروہ ایک زمانہ میں امریکہ میں نقلی نوٹ بنا کر چلانے کے سلسلے میں اپنے قائد "بن ہائیڈ" سے محروم ہو گیا۔ "بن ہائیڈ" جعلی نوٹوں کے بناتے وقت ثبوت کے ساتھ پکڑا گیا اور ایک طویل مدت کے لئے داخلِ زنداں ہوا۔ اس گروہ نے سوچا بن ہائیڈ کو چھڑانے کے لئے ابراہیم لنکن کی لاش چرائی جائے۔ ایک پروگرام کے تحت قبر کا سنگ میل راتوں رات ہٹا کر تابوت کھینچ کر باہر نکالنے لگے۔ اس گروہ میں ایک نیا شخص "سوئنگ لینر" بھی شامل تھا اس کو جب اشارہ کیا گیا کہ گھوڑا گاڑی قریب لے آؤ تو اس نے آنے کے بعد سگار منہ سے لگا کر دیا سلائی جلائی یہ شاید پولیس کے لئے اشارہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں پولیس کے آٹھ سپاہی دوڑے چلے آئے اور سب کو موقع پر ہی پکڑ لیا۔ امریکی قانون کی ستم ظریفی یہ ہوئی کہ کبھی لاش چرانے اور اس کی سزا مقرر کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی یوں اس خوفناک منصوبہ سے امریکہ بھر میں "دعفنہ" کی لہر تو دوڑ گئی مگر مجرموں پر جرم ثابت نہ کر سکا، سوا اس کے کچھ ڈالر کی مالیت کا تابوت چرایا گیا ہے۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو ججوں نے فیصلہ کر کے مقدمہ خارج کر دیا۔ جیوری کے ممبران اور وکلاء اور دیگر ججوں کے اصرار پر "بگ جم گروہ" کو تابوت کی چوری پر صرف ایک سال کی سزا سنائی گئی۔

مؤطا امام مالکؒ: مؤطا حدیث کی ایک مستند کتاب ہے جو مقبولِ عام ہے۔ مختلف عالموں نے بھی اپنی کتب کا نام مؤطا رکھا۔ جیسے مؤطا امام محمدؒ وغیرہ قاضی ابوبکر المتوفی ۵۴۶ھ لکھتے ہیں کہ حدیث میں اب تک جس قدر کتب لکھی گئیں۔ ان میں مؤطا مرتبہً "امام مالک بن انسؒ الحمیدی" سب سے بہتر کتاب ہے علاوہ اس کے ہر دور کے علماء و فضلاء نے مؤطا امام مالک بن انسؒ کو حدیث کی ایک مستند کتاب تسلیم کیا ہے۔ مؤطا اردو زبان میں متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

مولانا عبیداللہ سندھی: مولانا عبیداللہ سندھی ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء کو ضلع سیالکوٹ کے ایک غیر مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اپنے ماموں کے پاس جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں زیر تعلیم تھے اسلام کی محبت میں انہوں نے اپنا گھر چھوڑ دیا اور دیوبند دارالعلوم سے تعلیم کی تکمیل کی اور افغانستان سے ترکی اور پھر روس گئے اور عالم اسلام کو اتحاد کی دعوت دی۔ مسلمانوں کو متحد کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے۔

۱۹۳۷ء میں وطن لوٹ کر ایک دینی مدرسہ جاری کیا اور دینی درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۴۴ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا شمار باعمل علماء دین میں ہوتا ہے جنہوں نے انگریزوں کی غلامی سے نجات کے لئے بھرپور جدوجہد کی تھی۔

★ نادر سرگروہ
مکہ مکرمہ

شفیق

پ اپنے ننھے بچے سے مخاطب ہے۔)

ا چھوٹی آنکھیں اور ہوا میں ہلتے ہاتھ
سے شاید کرنی ہے تم کو ہم سے بات

نے ہماری نیند اڑا دی، دیکھو ایسا نہ کرنا
تے رہے تم سارا دن، اور جاگے ساری رات

کھاتا دیکھ کے تم بھی چاہو گے کچھ کھانا
ے گے تم خوب تمہارے آنے دو بس دانت

میں ہے دیر ابھی ہیں نازک پیر تمہارے
مو میری انگلی اور لے لو میرا ساتھ

ں سکا اِس پودے کو میں سب کچھ اپنا دیکر
ہو سکا مستقبل گر اچھی ہو شروعات

دوں گا پیار مگر نہ دوں گا بے جا لاڈ
شفقت کا ہی حصہ ہوں گی تنبیہات

غزل

★ احمد شکیل بِرُوئی

زلف ہم رنگ شام کافی ہے
دل کی خاطر یہ دام کافی ہے

رہگذاروں میں ان کی نظروں کا
پُر محبت سلام کافی ہے

تلخیٔ غم کے خاتمہ کے لئے
ایک لبریز جام کافی ہے

وقت نازک ہے اب قریب نہ آ
ہاں نظر کا کلام کافی ہے

یاد اہل وطن دلانے کو
اپنی غربت کی شام کافی ہے

کیا ہوا گر شراب مل نہ سکی
اشکِ غم کا ہی جام کافی ہے

اے شکیل دِل کی داستاں کے لئے
مختصر سا کلام کافی ہے

غزل

★ خطیب شہابی (شریور دھق)

جب سے فضائے دہر میں محصور ہو گئے
ہم کیا بتائیں کِس طرح مجبور ہو گئے

مانگی تھی کب یہ زندگی اے خالق جہاں
ناحق ہم اہلِ دہر کے مشکور ہو گئے

چارہ گرو! مداوے کی الجھن میں مت پڑو
اب لا دوا ہمارے یہ ناسور ہو گئے

کیا حُسن میں کشش ہے کہ اک گُل کی چاہ میں
جو خار بھی ملے ہمیں منظور ہو گئے

چندھیا گئی ہماری نظر، ہوش اُڑ گئے
ان کے قریب آتے ہی ہم دور ہو گئے

پھر اس کے بعد وہ نہ کبھی آئے بے حجاب
بس اک جھلک دکھا کے ہی مستور ہو گئے

تم عمر بھر نہ کہہ سکے حق بات اے خطیب
پھر بھی جہاں کی نظروں میں مغرور ہو گئے

مرسلہ:
رفیع الدین قاسمی رومانی

شخصیات

حسن میاں باوا ولیلے

مشینی زمانے کے بدلتے دور کے تقاضے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ان تقاضوں کو کلیہ طور پر سمجھنے کا شعور رکھنے والے تاریخ کے اکابر (ہیرو) کہلاتے ہیں۔ زمانے کے ہر دور میں ایسے ہیرو پیدا ہوتے رہتے ہیں مگر بیسوی صدی کا دور جو کوکن میں عام بیداری کا پیغام لے کر آیا ہے اپنی آغوش میں کئی اکابر کو لئے ہوئے ہے جب بھی مورخ کوکن کی تاریخ مرتب کرے گا تو فہرست اکابرین میں ایک نام بڑے احترام سے لکھا جائے گا اور وہ ہوگا "حسن میاں باوا ولیلے"

نام کی طرح جاذب شخصیت کے منفرد مالک، درمیانہ قد، چال میں میانہ روی، بال اپنی اصل رنگ سے عاری، فکروں کو دھوئیں میں اڑانے والے چہرے پر عینک سے دنیا کو بڑی معصوم نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ملائکی لباس میں نرم نرم گفتگو، گرم دم جستجو کا پیکر، جو بڑے باکمال انداز میں تنقید کو تعمیر کا جام سمجھ کر پیتے ہیں۔ کارکردگی اتنی ہی پر عظمت مگر نام و نمود سے کوسوں دور۔ جب ان کی کتاب حیات کے اوراق گردانیں گے تو پتہ چلے گا کہ موصوف "جدوجہد آزادی" کی "بھارت چھوڑو تحریک" کے دوران ۲۱ر دسمبر ۱۹۴۲ء میں بمقام دابھٹ پوسٹ لاٹون تعلقہ منڈن گڑھ ضلع رتناگری کے افق پر نمودار ہوئے۔

روایت رہی ہے کہ سربرآوردہ شخصیتیں ہمیشہ محروم شفقت رہی ہیں اور ہوا بھی یہی کہ شیر مادر کے ساتھ مفلسی کا مزہ عمر کے ۱۳ر ماہ ہی چکھا تو والدہ ماجدہ داغ مفارقت دے گئیں۔ عہد طفلی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے تک ننھیال میں خالہ مرحومہ آمینہ باوامہانے، ماموں صاحب داؤد عثمان ساونت اور مرحوم قاسم عثمان ساونت کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھے۔

ابتدائی تعلیمی مراحل کی منزلیں موضع لاٹون سے مکمل کیں اور پی۔ ایس۔ سی (P S C) کا امتحان جون ۱۹۵۶ء میں اوّل درجہ میں کامیاب کیا۔ بعد ازاں ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۱ء تک ثانوی تعلیم کے مدارج ہاشمیہ ہائی اسکول ممبئی سے طے کئے۔ دورانِ تعلیم چارنل ڈونگری کے قریب حاتم کی سی سخاوت والے مرحوم "چڈو سیٹھ" جو زندگانی کے پھل سے محروم تھے بڑی پدرانہ شفقت سے مسلسل چار چار تک مفت کفالت کی ذمہ داری حسن اسلوبی سے انجام دیتے رہے یہ گراں نقد احسان خزانۂ قارون سے کم نہیں۔ کچھ کرنے اور بننے کی دھن اور لگن نے ۱۹۶۱ء کے ایس ایس سی امتحان میں ۷۷٪ مارکس سے ہمکنار ہو کر فارسی میں ۹۹٪ نمبر پاکر "دی جعفر قاسم موسیٰ گولڈ میڈل" سے سرفراز ہوئے۔

علم کی تشنہ لبی نے اسماعیل یوسف کالج جوگیشوری، ممبئی سے بی ایس سی (B Sc) فزکس اور میتھس سے کامیاب کرایا۔ تعلیمی اخراجات کے پیش نظر کالج میں ہر سال اوپن میرٹ اسکالرشپ اور سر محمد یوسف اسکالرشپ سے فیضیاب ہوتے رہے۔

تعلیم کے میدان میں تدریسی کارکردگی جون ۱۹۶۶ء میں سائنس مدرس کی حیثیت سے اپنی ملازمت کی اننگ کا آغاز نیشنل ہائی اسکول لاٹون سے کیا اور ۷۱-۱۹۷۰ء کی دہائی میں محکمۂ تعلیم کے اخراجات پر بی۔ ایڈ (B Ed) کی ٹریننگ

کے لیے تعینات(depute) کئے گئے۔

نیک نامی اور سچی شہرت چاندی کے طشت میں نہیں آتی بلکہ اس کے لئے کانٹوں کی رہگذر سے نکلنا پڑتا ہے۔ یہ ان کے دوسرے دور کی علامت میں یہ شعران پر صادق آتا ہے۔

دل کے چراغ ہم نے جلائے ہیں راہ میں
کم کم سہی ، کہیں نہ کہیں روشنی تو ہے

اب S T کالج سے ۴/ مئی ۱۹۷۱ء میں بی۔ ایڈ (B Ed) سیکنڈ کلاس ملنے پر ملازمت تو جاری رکھی مگر جو ۱۹۷۱ء سے ہی نیشنل ہائی اسکول لاٹون میں صدر مدرسی کے عہدے پر تقرری عمل میں آئی جہاں پر جون ۱۹۷۱ء سے جون ۱۹۸۳ء تک ایس ایس سی کے بہترین نتائج دینے کا سہرا آپ کے سر رہا۔(ملاحظہ فرمائیے ''کوکن میں اردو تعلیم حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۱۹،۱۲۰) لیکن نامساعد حالات کی بنیاد پر ۱۲/ جون ۱۹۸۳ء میں لاٹون کو خیر باد کہہ کر ۱۳/ جون ۱۹۸۳ء سے سدی نوابوں کی سرزمین پر قدم رنجا فرمایا اور انجمن اسلام جنجیرہ ایگری کلچرل ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج آف سائنس مروڈ جنجیرہ میں خدماتِ جلیلہ شروع کیں تو ''سانچ کو آنچ کیا'' کے مصداق مارچ ۱۹۸۷ء کے ایس ایس سی امتحان میں آپ کا ایک طالب علم مراٹھی ہندی کمپوزٹ کورس میں ممبئی ڈویژنل بورڈ میں اوّل آیا تو اس عرق ریزی کے نتیجے میں گورنر آف مہاراشٹر کے ہاتھوں اعزاز پاکر قوم کا سر فخر سے بلند کر کے ثابت کر دیا کہ ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں موجود ہے۔

کارخانۂ قدرت میں عجیب و غریب تماشے پنہاں ہیں کوئی نہیں جانتا کہ کب ، کیوں ؟ کہاں !! کیا ہو جائے مگر ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر نومبر ۱۹۸۷ء میں پانچ سالہ عظیم الشان خدمات انجام دینے کے بعد اس فقید المثال ہستی نے مروڈ جنجیرہ سے رخت سفر باندھا تو اس بے لوث خادم نے دسمبر ۱۹۸۷ء سے شہری آلودگی سے پاک، معاشی اعتبار سے مستحکم مگر تعلیمی بیداری سے پرے ایک نو مولود ڈاکٹر ایم۔ کیو۔ دلوی واگھیورے اردو ہائی اسکول کی باگ ڈور سنبھالی تو اس وقت لگام ایسے سرکش گھوڑے کی سی تھی جو عالم شباب ہی میں بندشوں سے جکڑ دیا گیا ہو مگر دلیر سوار نے گھوڑے کو رام کر ہی لیا تو ترقی کا پہیہ گھوما۔ اپنی قوت ارادی سے فردوس پیدا کر کے ویران و بنجر علاقے میں کامرانی کے پھول کھلائے تو ایس ایس سی کے جاندار و شاندار نتائج بر آمد ہونے سے بکھرے گیسو سنورنے لگے۔

ایسا سنا گیا ہے کہ اچھے لوگوں پر نور برستا ہے۔ جی ہاں! یہاں اس چشم بددور نے بھی ایچ بی ویلیے (How Brave Walele) پر بارش انوار برستے دیکھا ہے۔ جس کا بیّن ثبوت مارچ ۱۹۹۱ء میں ۱۰۰٪ نتیجہ ، مارچ ۱۹۹۳ء میں ۷۵٪ نتیجہ اور مارچ ۱۹۹۶ء میں ۸۰٪ نتیجہ۔ اس طرح ایک تابناک دور شروع ہوا۔ ''سونے پہ سہاگہ'' ایک طالب علم انوارے کلیم احمد نے تو مارچ ۱۹۹۴ء میں اردو مضمون میں رتناگری کی تمام اردو میڈیم ہائی اسکولوں میں ۸۰٪ مارکس لے کر ضلع میں اوّل رہا۔ اس ہونہار طالب علم کی رہنمائی معاون مدرس جاوید اختر صاحب نے کی تھی۔

بایں ہمہ غیر نصابی سرگرمیوں کا میدان بھی مختلف کارگذاریوں سے خالی نہیں۔ وہاں بھی فتوحات کے جھنڈے گڑے ہیں۔ بالخصوص N K T F کے تعلیمی پروگراموں میں اپنے معاونان کو دعوتِ فکر دے خود بھی بہ نفس نفیس موجود رہتے۔ طلباء کو جنرل نالج ، تقریری مقابلوں میں کوکن سطح پر ہمیشہ شریک کرا کر استفادہ حاصل

کرتے رہے ہیں۔ سرفرازی، دلائل و مسائل سے نہیں بلکہ نشیب و فراز سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی بنیاد پر دسمبر ۱۹۹۷ء کے NKTF کے فائنل مقابلے میں ثناء عباس علوی کو اردو تقریری مقابلے میں دوسرا انعام ملا تو نومبر ۱۹۹۹ء میں ضلعی سطح پر میتھس اور مراٹھی تقریر میں پہلا انعام اور اردو تقریر میں دوسرا انعام واگھورے ہائی اسکول کو ہی ملا تھا۔ ان مقابلوں میں رہنمائی معاون مدرس جاوید اختر صاحب نے ہی کی تھی۔

نیز تعلیمی میدان میں اپنی ربع صدی کی خدمات کے عوض نقش کوکن ٹیلینٹ فورم کی جانب سے ۱۹۹۱ء میں توصیفی سند اور انعام سے نوازے گئے۔

ایسی باغ و بہار طبیعت کے مالک قوس قزاح کے سات رنگوں کی طرح ماشاء اللہ سات اولادوں کے والد بھی ہیں اور بفضل تعالیٰ اولادیں بھی برسر روزگار کے علاوہ لایق و فائق تعلیم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ بھی ہیں جن میں ایک دختر نیک اختر ریحانہ ڈاکٹر بھی ہے۔ سینکڑوں سیپیاں سمندر میں ہوتی ہیں مگر ان میں کسی ایک کو سچا موتی اپنے دامن رکھنے کا شرف حاصل ہوتا ہے جنہوں نے پرائمری مرحلے میں پٹیل صاحب کو تراشنے کا کام انجام دیا ان میں خاص طور پر مرحوم [illegible] صاحب جناب عبدالقادر رولیے صاحب اور مرحوم ملا نورالدین چاوید صاحب قابل افتخار ہیں۔ ان کی دوربین نگاہوں نے [illegible] ساتھ تعلیم و تربیت پر ہمہ جہت دھیان دے کر علم و عرفان [illegible] کو مزید ضیا بخشی۔

اس دوران ثانوی تعلیم میں جناب ریدی صاحب جناب عبداللطیف عارف راؤ صاحب، جناب ایم۔ اے۔ پرکار صاحب، جناب محسن علی برہانپوروالا صاحب، جناب عبدالرزاق پٹیل صاحب اور جناب عبداللہ پرکار صاحب، جناب خطیب صاحب اور جناب ایم۔ اے شیخ صاحب بھی قابل لایق و تحسین ہیں۔ انہیں کی جملہ کاوشوں سے آج وہ اس مقام پر سرفراز ہیں۔ انہیں برگزیدہ ہستیوں نے ذاتی توجہ دے کر ہم آہنگ تعلیم کی طرف متوجہ رکھا۔

اپنے شاگردوں میں آج کئی نامور وکیل، ڈاکٹرس، انجینئرس، کیپٹن کے علاوہ کئی ایک نجی کمپنیوں میں امور انتظامیہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو کر ملک و ملت کا نام روشن کر رہے ہیں۔ ان کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔

کوکن کے مختلف علاقوں میں تعلیمی و ملی بیداری کے ساتھ قومی یک جہتی، حب الوطنی اور جمہوریت کی صحیح عکاسی کے ساتھ ساتھ مذہبی نقطۂ نظر سے جو تشریح انہوں نے کی اسے صفحۂ قرطاس پر لانا جوئے شیر لانے لے کم نہیں۔

بالآخر کوکن جیسی سنگلاخ مگر ہیرے جیسی تراش کا یہ ستارہ ۳۰ر جون ۲۰۰۰ء کو اپنی خدمات کی شاندار اینگ کھیلے کے بعد سبکدوش ہوگئے ہیں۔ مگر اس کے بعد بھی تعلیمی میدان سے منسلک رہنے کا مصمم ارادہ حج اصغر سے کم نہیں رکھتا۔ اگر چلتے چلتے یہ شعر ان سے منسوب نہ کروں تو بڑی ناانصافی ہوگی۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سوبار جب عقیق کٹا تو نگیں ہوا

گوش بر آواز

قارئین کے خطوط سے اقتباس

★ کوکن اور ممبئی سے تعلق رکھنے والے ہمارے
کتنی بھائی دنیا کے ہر کونے میں آباد ہیں اور انفرادی
ندگی میں خوب محنت کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ
افی ترقی پر ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہماری
جتماعی زندگی اور قوم کا درد و فکر کرنیوالے ادارے
ہت ہی کم اور گنے چنے ہیں۔ وہ بھی چاہتے ہیں کہ
وب قوم کی بھلائی کے لئے کام کریں مگر انہیں کوئی
راہنے والا، ہمت افزائی کرنے اور ہاتھ بٹانے
الا نظر نہیں آتا بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کا
یر کھینچیں یا اس میں بے تکی نکتہ چینی کریں۔
دارہ والے اپنے گاؤں سے تعلق رکھنے والوں
کے ساتھ بہت مل جل جاتے ہیں اور کوشش کرتے
ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی باہر کا فرد اندر نہ آئے
اکہ وہ اپنی monopoly نہ گنوائیں۔ اور بہت
ہی تنگ نظری کے ساتھ General Election
یں اپنی بیوقوفی کا ثبوت دیتے ہیں۔ چنانچہ جب
ہم اپنے تعلیم یافتہ لوگوں سے مخاطب ہوتے ہیں
ور ان سے سوال کرتے ہیں کہ بھائی آپ کیوں نہیں
اس میں حصہ لیتے یا شریک ہوتے تو جواب ہوتا کہ ہم تو
فلاں علاقے کے ہیں ہمیں کون لے گا۔ یہ تو صرف فلاں
علاقہ کے لوگوں کو ہی پسند کرتے ہیں۔

آج قوم کو بہت ساری چیزوں کی ضرورت
ہے۔ Foreign کی تعلیم کی امنگ تو ہے مگر اڑنے
کے لئے پر نہیں۔ پہنچ تو جائیں گے۔ مگر وہاں کوئی
مددگار نہیں ہے۔ ہمارے وطن اپنے گاؤں میں بھی
اچھی تعلیم کا انتظام ہو سکتا ہے مگر وہ چاہتے ہیں کہ
Foreign جاکر اپنے بھائی بندوں سے کچھ انکی
کمائی کا حصہ لے کر اپنے وطن میں کام کریں۔ مگر
لوگ منہ چھپا لیتے ہیں کہ اس کا فائدہ ہمارے گاؤں
کو کیا ہے؟ اور آئے ہوئے انسان کی ہمت افزائی
بھی نہیں کر سکتے۔

اگر کوئی کوکنی ادارہ مالی مشکلات میں ہوتا
ہے اور Foreign میں اس کی اپیل پیش ہوتی ہے
تو جواب ہوتا کہ وہیں پر (ہندوستان) بہت سارے ایسے
لوگ اور مضبوط انسان ہیں جو کہ اس ادارہ کو چلا سکتے
ہیں اور اس کو گرنے سے روک سکتے ہیں۔ ہم یہاں
سے بیٹھ کر کیا کر سکتے ہیں۔ افسوس اگر مدد نہ دے سکو
تو نہ دو مگر ان کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔

یہ مختصر سے خیالات ڈاکٹر عبدالسلام پٹھان
نے ظاہر کئے اور آخر میں دعا کی کہ اللہ ہم سب کو ایک
دوسرے کا غمگسار بنائے اور ہم ہر ایک کے ساتھ
تعاون اور مدد کا ہاتھ بڑھائیں۔ آمین ••

جناب عبدالسلام پٹھان صاحب لندن میں ہومیو پیتھی
کے معروف ڈاکٹر ہیں۔ لوگوں کے دکھ درد میں کام آنے کا
جذبہ ہے۔ کوکن مسلم تنظیم کے عہدیدار بھی رہے ہیں۔ نقش
کوکن کے دیرینہ ہمدرد ہیں ۔۔ (ادارہ)

★

نقش کوکن کے جولائی ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں "نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کا علیٰحدہ روپ" کے عنوان سے ایک خبر چھپی ہے مجھے نہیں معلوم کہ آپ اسے کس طرح کا روپ دینا چاہتے ہیں مگر چونکہ میں N.K.T.F کے فائنل پروگراموں میں جو ممبئی میں منعقد ہوئے ہیں اکثر شریک رہا ہوں، میں نے جو دیکھا ہے اس کے مطابق اعتراض کرنے کا بہت جی چاہتا تھا مگر کر نہیں سکا اب جو نیا روپ دینے کی بات سامنے آئی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہی موقعہ ہے کہ میں اپنے دل کی بات آپ لوگوں کے سامنے کہہ دوں۔

(۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ تقسیم انعامات کے وقت غیر حاضر رہنے والوں کو بھی آپ انعام دیکر نوازتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ اس طرح "آئے تو اچھا نہیں آئے تو بھی اچھا" والی کیفیت کو آپ بڑھاوا دیتے ہیں جس کی وجہ سے جلسہ میں حاضرین کی تعداد سال بہ سال گھٹنے لگی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جو نہ آئے اس کا انعام نہ پہنچایا جائے۔

(۲) دوسری بات جو میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ اگر غیر حاضر کو انعام نہ دیں تو مومنٹو پر آپ جو رقم خرچ کرتے ہیں) وہ ضائع ہو جاتی ہے کیونکہ دفتر میں وہ مومنٹو رکھنا کسی کام کا نہیں ہے۔ (اس پر نام کندہ ہوتا ہے اس لئے کسی کو دے بھی نہیں سکتے) لہٰذا انعام میں مومنٹو نہ دیتے ہوئے صرف سرٹیفکٹ دیا جائے۔ اور مومنٹو پر خرچ ہونیوالی رقم انعام میں بڑھادی جائے جس سے ایک کشش پیدا ہوگی اور انعام کا حقدار حاضر ہو جائے گا۔ بصورت دیگر انعام کی پوری رقم بچ جائے گی۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ آپ پروگرام کے بعد ظہرانہ LUNCH کا اہتمام کرتے ہیں میزبان کی حیثیت سے آپ باہر سے (out of mumbai) آنے والوں کے لئے یہ انتظام اپنا فرض سمجھتے ہیں مگر کتنے ہی Gate Crasher غیر مدعو حضرات بھی آپ کی اس خوش خلقی کا فائدہ اٹھاتے ہوں گے لہٰذا باہر سے آنے والوں کو رقم ملفوف کر کے لفافہ پر "برائے ظہرانہ" لکھ کر لفافہ ان کے ہاتھ میں رکھ دیں[۱] تو پروگرام کے اختتام میں تاخیر بھی نہیں ہوگی اور فاضل خرچ سے نجات ملے گی۔

امتیاز داکھوے۔ لکشمی سدن، مجگاؤں ممبئی

۱۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ مومنٹو باعث کشش ہوتا ہے رقم نہیں رقم خواہ کتنی ہی بڑی ہو خرچ ہو جاتی ہے اور کوئی اثر نہیں چھوڑتی۔ مومنٹو انعام پانیوالے کے گھر میں شوکیس کی زینت بھی بنا رہتا ہے تب بھی وہ یادگار بنا رہے گا اور نئی نسل کو اس سے ـــــــ Inspiration ـــــــ تقلیدی امنگ عطا ہوگی قارئین سے گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی رائے سے نوازیں۔

۲۔ اس سلسلہ میں ہم قارئین سے ان کی رائے جاننا چاہیں گے۔ (ادارہ)

تبصرات

رمضان کی راتیں (نظموں کا گلدستہ)

مصنف : احمد شکیل پڑوئی

(تبصرہ) از ۔ ایاز بستوی

اس حقیقت سے قطعاً انحراف نہیں کیا جاسکتا کہ آج بھی لوگ اردو زبان میں بیش قیمت نظمیں اور غزلیں ان کے علاوہ دیگر اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور بہت حد تک کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی جناب احمد شکیل پڑوئی بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے نظموں کا ایک گلدستہ ترتیب دیا۔ جس میں مختلف شعراء کا کلام شامل ہے۔

جناب احمد شکیل پڑوئی کا کہنا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کا انحصار جناب سراج ابو صاحب مجاور کے پرخلوص تعاون پر رہا ہے اور یہ انہیں کے جذبۂ ایثار کا نتیجہ ہے کہ یہ کتاب "رمضان کی راتیں" ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ دراصل جناب سراج ابو صاحب مجاور فطری طور پر علم دوست اور ادب نواز واقع ہوئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جہاں ادب اور علم کی بات آتی ہے وہاں ہر طرح کا تعاون کرنے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے ہیں اور آئندہ بھی تعاون کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

"رمضان کی راتیں" میں بہت سہل انداز میں نظمیں شامل ہیں جو کہ مختلف فلمی دھنوں پر لکھی گئی ہیں اور ہر ایک نظم اس قدر آسان ہے کہ تھوڑی سمجھ بوجھ رکھنے والا اور کم پڑھا لکھا شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے گویا احمد شکیل پڑوئی نے اس بات کا لحاظ پہلے سے رکھا۔ یہ کتاب جس کسی کے ہاتھ لگے تو وہ آسانی سے پڑھ بھی سکے اور سمجھ بھی سکے اور یہ ضروری بھی ہے کیونکہ آج ہم آپ دیکھتے ہیں کہ اردو دانوں کا فقدان کس قدر ہے اور روز بروز بڑھتا جارہا ہے اور لوگ مشکل اردو پڑھنے اور لکھنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا یہ آسان نظموں کی کتاب نہ ہی صرف وقت کی ضرورت ہے بلکہ ایسے ہی آسان نظموں کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسلیں آسانی کے ساتھ پڑھ سکیں اور اس کا جناب احمد شکیل پڑوئی نے بھرپور لحاظ رکھا ہے۔

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی

مرتبہ : ڈاکٹر آدم سیح

(تبصرہ) از عبدالحمید مهسکر

کتاب کے صفحات	۱۵۰
قیمت	۶۰/روپے
سرورق	دیدہ زیب و دلکش
طباعت	عمدہ ادبی پرنٹنگ پریس، ممبئی

کتاب ہذا اردو ادبی دنیا کے لئے ایک انمول تحفہ ہے۔ اس کتاب کو مرتب کرکے ڈاکٹر آدم شیخ نے بذات خود ایک اچھے ترتیب کار ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ آپ نے حرف آغاز میں خود ہی مولانا شاہ معین الدین کی شخصیت کے تمام پہلو بحسن خوبی اجاگر کئے ہیں۔ ان کے سوانح حیات بہ تفصیل قلمبند کئے ہیں اور ان کی علمی اور ادبی کارکردگی اور خدمات کا تجزیہ ماہرانہ انداز میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا ہے۔

اسی طرح دیگر مقالہ نگاران بمثل مولانا سید ابوالحسن علی ندی، سید صباح الدین عبدالرحمٰن، مولانا ضیاء اصلاحی، ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی و دیگران بعد ۷۱ نے بھی وہی کام انجام دیا ہے جو ڈاکٹر شیخ کا مقصد تھا۔ ان تماموں کی سعی جانفشانی سے مولانا کی ایک زندہ جاوید سوانح حیات منظر عام پر آجاتی ہے۔ اور ایک قاری کو محو حیرت کردیتی ہے۔

الغرض ڈاکٹر شیخ نے ایک بڑا کار[illegible] دیا ہے۔ انشاء اللہ قارئین حضرات میری اس رائے سے اتفاق کریں گے۔

With Best Compliments From

GIVING YOU THE BEST OF TECHNOLOGY AND SERVICE.

- **Attractive interest rates on domestic & NRI deposits**
- **ATM & Telebanking**
- **Leasing, Hire Purchase and Merchant Banking**
- **Forex & Export Finance.**
- **Safe Deposit Locker facilities**

***Financial Highlights as at 31 March 1999 ***		
Capital	:	Rs. 16.61 Crore
Reserves	:	Rs 211 62 Crore
Networth	:	Rs 228.23 Crore
Deposits	:	Rs 1,883.39 Crore
Advances	:	Rs 1,036.50 Crore
Capital Adequacy	:	16.90 %
CRISIL Rating for Certificate of Deposits . ***P1***		

For further enquiries contact any of our
45 computerised branches or

DEVELOPMENT CREDIT BANK LTD.

Central Administrative Office
204, Raheja Centre, Nariman Point, Mumbai 400 021
Tel. No. : 287 2465 / 282 5689 Fax No.: 287 6112

Internet http.//www dcbl com

Developing Happy Futures Together

مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کڑوئی میں شاندار

'Quiz Contest'

۴راگست کو درس گاہ ہذا میں جناب ڈاکٹر انصار جوالے اور جناب ڈاکٹر سلیم سید صاحب کی کفالت (جنھوں نے گذرے پندرہ روز سے اسکول میں طلبہ و طالبات کی طبی معائنہ کی مہم جاری کر رکھی ہے) اور معاون مدرس جناب سراج احمد مومن (کوئز پروگرام کے Anchor) اور جناب عطاء محمد قاضی (اناونسر) وصدر معلم جناب شمس القمر ہاشمی کی رہنمائی میں 'کوئز کونٹسٹ' منعقد لیا گیا۔ جماعت دہم سے اسد قاضی اور طاہر ملانے حصہ لیا۔ ہر گروپ کو دس سوالات پوچھے گئے اور ان کے جوابات کی میاد پر انہیں نقد انعامات سے نوازا گیا۔ سامعین کو چیلنج سوالات پوچھے گئے اور دو حضرات نے سو سو روپے نقد پائے۔

فجند ار ہائی اسکول وہور میں تنظیم طلبہ، اساتذہ اور سرپرستان

۶راگست ۲۰۰۰ء کو فنجدار ہائی اسکول وہور کے اساتذہ اور طلبہ کے سرپرستوں کی قابل قدر کثیر تعداد کی موجودگی میں جلسہ ہوا۔ جلسہ کی صدارت فجدار ادارہ کے ایڈمنسٹریٹیو افسر جناب غلام محمد پٹیل صاحب نے فرمائی۔ انہوں نے اس تنظیم کے مقاصد، فرائض کی اہمیت اور افادیت پر جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی۔ اس کے بعد کمیٹی کا انتخاب کیا گیا جس میں صدر کے لئے پرنسپل مختار احمد فامے صاحب، نائب صدر جناب عبدالغفور احسانے صاحب، سکریٹری جناب اقبال تھمام صاحب کے علاوہ ہر کلاس کے کلاس ٹیچر اور ہر گاؤں سے ایک نمائندہ منتخب کیا گیا۔

بی اے میں نمایاں کامیابی

امسال مہاراشٹر کالج کے بی اے کے طالب علم ابو سالم کمال نے عربی میں ممبئی یونیورسٹی میں چوتھی اور مہاراشٹر کالج میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے 50 فیصد مارکس حاصل کیے اسی طرح رابعہ عبدالمنان اعظمی نے اردو میں 67 75 فیصد مارکس حاصل کر کے میرٹ لسٹ میں دسویں پوزیشن پر اور مہاراشٹر کالج ممبئی میں دوسری پوزیشن حاصل کر کے دونوں نے کمال کیا ہے جس کیلئے ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ **اشفاق عمر کوپے**

ڈاکٹر ایم۔ کیو۔ دلوی واگھورے اردو ہائی اسکول واگھورے میں دینیات کے معلم کا تقرر

دی ینگ مسلم ایجوکیشن سوسائٹی واگھورے (ممبئی) یہ ادارہ کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے تمام ٹرسٹیان کا صدق دل سے مشکور ہے جنہوں نے ہماری ہائی اسکول کیلئے جناب کمیل اشرف صاحب جیسے اعلیٰ تعلیم یافتہ دینی عالم کو بچوں کی صحیح دینی تربیت کیلئے ۱۹رجولائی ۲۰۰۰ء سے اپنے ذاتی اخراجات سے مقرر کیا ہے۔

رفیع الدین قاسم رومانے
صدر دی ینگ مسلم ایجوکیشن سوسائٹی
واگھورے (ممبئی)

مشتاق ہسوارے چیرمن منتخب

نانڈگاؤں۔ ضلع رائے گڈھ کی مشہور سماجی شخصیت وپنچ کروشی یشونت نگر جنجیرہ مروڈ کے ہردلعزیز لیڈر مشتاق ہسوارے کو

اتفاق رائے سے تعلقہ کی معروف "جواہر رائیس مل سوسائٹی" کا صدر منتخب کیا گیا ہے۔ موصوف تعلقہ کانگریس کے ڈویژنل صدر ہیں۔

سیف رضوی کالج میں ٹاپ

حال ہی میں ممبئی یونیورسٹی نے بی اے امتحانات کے نتائج کا اعلان کیا۔ وسنت راؤ نائیک کالج سینیر کالج کے ہونہار طالب علم سیف حیدر رضوی نے کالج میں اردو۔ ہندی مضامین میں سب سے زیادہ نمبرات حاصل کئے انہوں نے ۶۰ فیصد مارکس حاصل کیے۔

وی۔این کالج کا نتیجہ ۸۸ فیصد

کوکن اتی متر منڈل کے ذریعے چلائے جانے والے وسنت راؤ نائیک سینئر کالج مروڈ کا بی اے کا نتیجہ ۸۸ فیصد رہا۔ شریک امتحان طلباء میں سے ۵ اوّل درجے میں اور ۴۰ طلباء دوم درجے میں کامیاب ہوئے۔ دیپالی پاٹل نے ۶۲ فیصد مارکس حاصل کر کے کالج میں اول مقام حاصل کیا۔ جبکہ سیف حیدر رضوی نے ہندی۔ اردو مضامین میں سب سے زیادہ مارکس لے کر پورے کالج میں ٹاپ کیا۔

گذشتہ دو سالوں سے اردو کا نتیجہ صد فیصد رہا۔ ہندی مضمون کا نتیجہ مسلسل ۳ سالوں سے صد فیصد آرہا ہے۔ امسال ہندی مضمون کے نتیجہ کی ہیٹ ٹرک ہوئی ہے۔ یہ پروفیسر اسلم خانزادہ اور پروفیسر محفوظ صدیقی کی مرہون منت ہے۔

ڈاکٹر ایم۔ کیو۔ دلوی واگھورے اردو ہائی اسکول میں پارلیمنٹ کا قیام

واگھورے۔ تاریخ ۱۵؍ جولائی ۲۰۰۰ء کو ڈاکٹر ایم۔ کیو۔ دلوی واگھورے اردو ہائی اسکول میں صدر مدرس جناب جاوید اختر صاحب کی رہنمائی میں درج ذیل اراکین پارلیمنٹ کا انتخاب عمل میں آیا۔

وزیر اعظم ۔ مزمل ہارون رومانے (جماعت نہم) نائب وزیر اعظم ۔ مدثر یعقوب کھیڈکر (جماعت دہم) وزیر صحت۔ محنت، صفائی۔ سہیل عبدالغفور صابلے (جماعت نہم) وزیر تعلیم۔ طہیر شرف الدین موٹلکر (جماعت نہم) وزیر نشرواشاعت ۔ ولید محمد صالح بغدادی (جماعت نہم)

انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول کونڈگھر میں پارلیمنٹ الیکشن

امسال بھی کونڈگھر کی اسکول میں پارلیمنٹ کا الیکشن ۸؍ جولائی ۲۰۰۰ کو منعقد کیا گیا اس میں متعدد طلبہ و طالبات نے حصہ لیا جو طالبات اس الیکشن میں کامیاب ہوئے وہ اس طرح ہیں۔

گیدرنگ سکریٹری ۔ خانزادہ سرفراز انور
اسپیکر۔ بھالدار آسماء زین الدین
نائب اسپیکر۔ بھالدار نصرت میاں جان
جنرل سکریٹری۔ سین اسمٰعیل محمد حنیف
جوائنٹ سکریٹری۔ واسکر تبریز بشیر
طالبات کی نمائندہ۔ نائیکر رومیزہ عبدالحمید

نشاط فیض صدیقی کونڈگھر

لاٹون اسکول میں یوم شہیدانِ کرگل

لاٹون۔ نیشنل ہائی اسکول لاٹون میں مورخہ ۲۶؍ جولائی ۲۰۰۰ء بروز بدھ کو "یوم شہیدانِ کرگل" کے طور پر منایا گیا۔ صدر مدرس جناب قمر اعظم قریشی صاحب اور دیگر اساتذہ کرام نے ہمارے اپنے اندر قومی یکجہتی اور اتحاد پیدا کرنے پر زور دیا۔

انصاری اشفاق احمد
(شعبہ نشرواشاعت)

اینگلو اردو ہائی اسکول باراپاڑہ میں میڈیکل کیمپ

اینگلو اردو ہائی اسکول باراپاڑہ میں ۲۳؍ جولائی ۲۰۰۰ء کو اسکول کے طلباء و طالبات کے لئے میڈیکل اور دانتوں کا چیک اپ و علاج کا کیمپ منعقد کیا گیا ہے۔

ممبئی کے مشہور ڈاکٹر جناب مہیندر شاہ کی سرپرستی میں دیگر ۸ ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم نے طلباء کا مکمل طبی معائنہ کیا، انہیں مفت دوائیں دیں اور علاج کے مشورے دیئے۔

اینگلو اردو ہائی اسکول باراپاڑہ میں اساتذہ اور سرپرستوں کی انجمن کا انعقاد

اینگلو اردو ہائی اسکول باراپاڑہ میں ۲۲ر جولائی ۲۰۰۰ء کو سرپرست و اساتذہ کی انجمن کا قیام عمل میں آیا اور درج ذیل اراکین کا انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں آیا۔

صدر۔ اسکول کے صدر مدرس جناب شیکھ صاحب ۔ نائب صدر ۔ جناب محمد یوسف دلوی صاحب۔ سکریٹری (اساتذہ) جناب الیاس زرتار گر صاحب ۔ جوائنٹ سکریٹری۔ (سرپرست) جناب عبدالکریم ودرے صاحب ۔ جوائنٹ سکریٹری (طلباء) عاطف یوسف دلوی۔

شعراء کرام کا شکریہ!

ہم ان تمام شعراء کرام کے شکر گذار ہیں جنہوں نے "انجمن صدائے اردو" کے ۱۵ر اگست ۲۰۰۰ء کو بمقام فرینڈ سرکل پہلی رابوڑی تھانے میں منعقد ہونے والے "طرحی وانعامی مشاعرہ" کی دی ہوئی طرح پر طبع آزمائی کی اور اپنا کلام ہمارے دیئے ہوئے پتے پر ارسال فرمایا۔
اس مشاعرہ کا مصرعہ طرح تھا ۔
"وہ اشک بن کے میری چشم تر میں رہتا ہے"

نقش کوکن

واضح رہے کہ یہ طرحی وانعامی مشاعرہ محترمہ مرحومہ زبیدہ بیگم شیخ کی یاد میں منایا گیا جو خود شعر و شاعری کا ذوق رکھتی تھیں۔

ایس ایس سی کے امتحان میں اطہر اختر سیّد کی شاندار کامیابی

انجمن اسلام جنجیرہ مروڈ کے طالب علم اطہر اختر سید ایس ایس سی میں 74 فیصد مارکس حاصل کر کے اپنی اسکول میں دوم آئے۔ اطہر سید ہمیشہ اپنی جماعت میں اول درجہ میں پاس ہوتے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں انہیں اسپورٹس اور ڈرامہ کا بھی شوق ہے۔ ہم اہلیانِ جنجیرہ مروڈ اس کامیابی پر دل کی گہرائیوں سے انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب ۔افسر خان

آدرش ہائی اسکول، کرجی میں طلبہ کی کابینہ منتخب

آدرش ہائی اسکول، کرجی، تعلقہ، کھیڈ ضلع رتناگری کے طلبہ کابینہ کا انتخاب بروز سنیچر ۲۲ر جولائی کو کیا گیا۔ کل دس عہدوں کیلئے الیکشن ہوا جس میں کامیاب طلبہ مندرجہ ذیل ہیں۔

وزیر اعظم۔ دودو کے داؤد اکبر۔ وزیر برائے بزم ادب۔ اگر کھیڈ ارشد چاند۔ وزیر مالیات۔ پرکار شعیب عبداللہ۔ وزیر برائے باغ سیر و تفریح ۔ حمدولے اسد نور محمد۔ وزیر لائبریری۔ پرکار حلیمہ عثمان۔ وزیر تنظیم۔ پرکار باسط عبدالرزاق۔ وزیر باہمی تعاون۔ حمدولے ثاقب اسماعیل۔ وزیر سائنس کلب۔ سید تنویر جمال الدین۔ وزیر کھیل۔ تانبے شاہنواز محمد شفیع۔ وزیر خاتون ۔ تانبے انیسہ عمر۔

نیشنل ہائی اسکول لاٹون میں اسکول پارلیمنٹ کی تشکیل

لاٹون ۔ منڈن گڑھ۔ امسال بھی نیشنل ہائی اسکول لاٹون میں اسکول پارلیمنٹ کے عام انتخابات ہوئے۔ پنجم تا ہشتم کے نمائندے بلامقابلہ منتخب ہوئے۔ لیکن جماعت نہم اور دہم کا الیکشن ناگزیر ہونے کی بنا پر نمائندوں کا انتخاب ووٹنگ کے ذریعے عمل میں آیا۔ پنجم تا دہم تمام طلبہ نے بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا اور حسب ذیل نمائندوں کا انتخاب کیا۔

چوگلے فضل الرحمن۔ دہم۔ وزیر اعظم۔ ساونت غزالہ عبدالحمید۔ دہم۔ وزیر خاتون ۔ چوگلے مناف عبدالرؤف۔ نہم۔ وزیر سیر و تفریح۔ قاضی عمران عبداللہ۔ نہم۔ وزیر سائنس کلب ۔ لالو فیصل توکت۔ ہشتم ۔ وزیر بزم۔ شیخ محمد عاکف محمد یوسف۔ ہفتم۔ وزیر مالیات۔ عطار سہیل سلطان ۔ ششم۔ وزیر لائبریری۔ کریل فرین غلام محمد۔ پنجم۔ وزیر نشر و اشاعت۔ چکھلکر وسیم محمد علی۔ ہشتم۔

وزیر کھیل کود۔ چاکھلکر زاہدہ اسمٰعیل۔ مشتم ۔وزیر صحت وصفائی۔

لوئر توڑیل ہائی اسکول
(مجلس مشاورت)

۱۵/ جولائی ۲۰۰۰ء کو ای ۔ ایس ۔ انگلش اسکول وجونیئر کالج لوئر توڑیل رائے گڑھ میں اساتذہ و سرپرست کا اجلاس ہوا۔ حاضرین جلسہ نے ۳۳ ممبران کا تعلیمی سال رواں کے لئے ایک پینل (مجلس مشاورت) انتخاب ہوا۔ اس میں درج ذیل کمیٹی تشکیل دی گئی۔

صدر۔ صدر مدرس جناب سید نظام الدین صاحب ۔ نائب صدر۔ قاضی جلیل علی میاں صاحب۔ جنرل سکریٹری۔ دیشمکھ اسرار سر۔ جوائنٹ سکریٹری۔ حمید علی خان دیشمکھ ۔ جوائنٹ سکریٹری۔ متعلم شمیم عبدالغنی شیخاگ۔

انجمن مسلمانان مجگاؤں کا سالانہ جلسہ

انجمن مسلمانانِ مجگاؤں کی مجلس عام کا انسٹھواں سالانہ جلسہ یکم جولائی ۲۰۰۰ء بروز سنیچر شب کو ساڑھے نو بجے ارمان بلڈنگ مجگاؤں کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی (کوکن سوسائٹی ہال) رے روڈ پر زیر صدارت جناب علی میاں عبدالغنی کانگے منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل عہدیداران و اراکین مجلس منتظمہ ۲۰۰۱-۲۰۰۰ء کا انتخاب عمل میں آیا۔

جناب علی میاں عبدالغنی کانگے ۔ صدر ۔ جناب حسن عبدالکریم ٹھاکور۔ نائب صدر۔ جناب طیب حسین میاں سرنگ۔ اعزازی جنرل سکریٹری۔ جناب اقبال محمد حبیب احمد ۔ اعزازی نائب سکریٹری۔ جناب ضیاء الدین عبدالحمید حکیم۔ اعزازی خزانچی جناب محمد حسین عمر جناب یوسف زین الدین شیخ جناب اقبال آدم گڑکری جناب فقیر محمد عثمان سنگرار جناب علی میاں عباس کرنیکر جناب اقبال احمد نور محمد شیخ جناب افتخار احمد مختار احمد۔

طیب حسین میاں سرنگ
(اعزازی جنرل سکریٹری)

اردو کی ترویج ضروری ہے

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے حال ہی میں آزاد ہندوستان میں دوسری زبانوں سے ہم آہنگی کے مقصد سے ایک لسانی اور سماجی تہذیبی مطالعہ کے عنوان سے ایک اہم اور وسیع پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ لہٰذا مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی نے درخواست کی ہے کہ مطلوبہ معلومات اس کو براہ راست فراہم کریں اور اردو اخبارات و رسالات اس پر توجہ دیں۔

ریشما پاؤسکر عبدالسلام کی کامیابی

ریشما پاؤسکر بنت عبدالسلام نے پی جی ایم بی اے (پوسٹ گریجویٹ ان ماسٹر آف بزنس ایڈمنسٹریشن) کا دو سالہ کورس فرسٹ کلاس میں پاس کیا ہے۔ اس نے اس سے قبل انڈسٹریل الیکٹرانکس انجینئرنگ کا فرسٹ کلاس میں ڈپلوما بھی حاصل کیا تھا۔

ترقی کی راہ پر
صدیق ندیم ثاقب

۲۰/ سالہ نوجوان صدیقی ندیم ثاقب کا مستقبل روشن اور شاندار ہوگا اس کی جھلک اس کی حالیہ ڈپلوما ایکر مینشیں ان مشین ٹولس اینڈ مینٹی ننس انجینیرنگ کورس برائے ۲۰۰۰ء میں فرسٹ کلاس میں کامیابی سے ملتی ہے۔ وہ پورے مہاراشٹر میں مذکورہ بالا امتحان کی میرٹ لسٹ میں دوسرے نمبر پر رہے۔ ان کی والدہ صاحبہ خیر النساء نجم الثاقب صدیقی انجمن گرلز اسکول میں گذشتہ ۲۶ برسوں سے ٹیچر ہیں جبکہ ان کے والد صاحب نجم الثاقب صدیقی میوہ جات کے ڈیلر ہیں۔

ایم۔ ڈی نائیک ہائی اسکول کونڈورے کی نمایاں کامیابی اور اعزازی جلسہ

ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی کونڈوروے کے زیر انتظام ایم ۔ ڈی

ایک ہائی اسکول کونڈورے تعلقہ کمپیتور۔ رتناگری کا امسال ایس ایس سی ۲۰۰۰ء کا رزلٹ کل ۸۹٪ رہا۔ نورصبا اقبال کاپڑی پہلے نمبرپر، خدیجہ اسحاق کاپڑی دوسرے نمبرپر اور رمیز عبدالرشید خان نے تیسرے نمبر سے کامیابی حاصل کی۔ سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر ایم۔ ڈی شیکاسن صاحب کی صدارت میں ایک اعزازی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں طلبہ و طالبات کو انعامات سے نوازا گیا۔ گاؤں کے کچھ نیک خواہاں حضرات اور جناب غفار علی قاضی نے بچوں کو ۵۰۱ روپے کے انعامات سے نوازا۔ ساتھ ہی یک سوشل سرکل کونڈروے کی طرف سے بھی اول، دوم اور سوم آنے والے طلبہ وطالبات اور اساتذہ کو اعزازی سرٹیفکٹ عطا کئے گئے۔

از۔ سید ابوالیث قادری

مستری ہائی اسکول میں سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات واسناد

بروز اتوار مورخہ ۳۰؍جولائی ۲۰۰۰ء کو صبح دس بجے مستری ہائی اسکول، رتناگری کے حاجی داؤد اسمٰعیل مستری آڈیٹوریم میں سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات و اسناد کا انعقاد ہوا۔ اسکول کمیٹی کے چیرمین عزت مآب جناب ابراہیم خان صاحب طالب جائے صدارت پر فائز رہے۔ جناب عبدالحمید داؤد مستری صاحب، سکریٹری جناب تنویر مستری صاحب، اراکین جناب نثار الله صاحب، جناب فضیل مستری صاحب، جناب اقبال دھامسکر صاحب، جناب علی قاضی جناب طاہر مستری صاحب، مہمانان محترمہ عفت مستری صاحبہ، گلنار مستری صاحبہ، عمارہ فضیل مستری صاحبہ، جناب آلی والی سولکر صاحب محترمہ سعیدہ نائیک صاحبہ اور رتناگری کے معزز مہمانان نے خصوصی شرکت فرماکر جلسے کی خوب صورتی میں اضافہ کردیا۔

شاندار کامیابی

شبانہ رومانے بنت بشیر احمد آدم رومانے باشندہ قریہ چاندوے تعلقہ مہاڈ نے الیکٹرانک اور ٹیلی کام کا پی ٹیک امتحان فرسٹ کلاس میں امتیازی درجہ میں پاس کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے علوم وفنون سے آراستہ وپیراستہ کرے اور ترقی وخوشحالی عطا کرے۔ (آمین)

مستری ہائی اسکول میں تہنیتی اور الوداعی جلسہ

تعلیمی امدادیہ کمیٹی اور مستری ہائی اسکول کی جانب سے صدر معلم محترم جناب عبداللطیف مقادم صاحب، جناب عبدالقادر بُوڑے صاحب اور جناب ابوبکر خطیب صاحب کے اعزاز میں مستری ہائی اسکول میں ۳۰؍جولائی ۲۰۰۰ء کو تہنیتی اور الوداعی جلسہ منعقد کیا گیا۔ اپنی ۳۳ سالہ تعلیمی خدمات انجام دینے کے بعد یہ تینوں معزز ہستیاں پیشہ تدریس سے سبکدوش ہوئیں۔ صدر جلسہ محترم جناب ابراہیم خان صاحب طالب کے دست مبارک سے اعزازی ہستیوں کی خدمت میں شال اور ناریل پیش کرکے ان کی گلپوشی کی گئی۔

جلسۂ تہنیت

برائے جناب ایم سہیل لوکھنڈوالا (سابق ایم ایل اے) ۲۹؍جولائی ۲۰۰۰ء کو بمبئی کے حج ہاؤس میں اسماعیل بیگ محمد ہائی اسکول، احباب وخیراندیش حضرات نے جناب ایم سہیل لوکھنڈوالا کو ان کی گرانقدر ۳۰ سالہ تعلیمی خدمات کے اعتراف میں ایک اعزازی جلسہ منعقد کیا۔ اس جلسہ کی صدارت مولانا انوراشرف (معنی میاں) نے کی اور اس سے جناب شردپوار ایم پی و صدر نیشنل کانگریس پارٹی نیز مہاراشٹر حکومت کے وزیراعلیٰ ولاس راؤ دیشمکھ ودیگران نے اپنی موجودگی سے اعزاز بخشا۔

شاکرہ یوسف پرکار کی شاندار کامیابی

کالسہ (رتناگری) کے حاجی داؤد امین ہائی اسکول کی طالبہ شاکرہ یوسف پرکار نے مارچ ۲۰۰۰ء کے ایس ایس سی امتحان میں ۸۷.۲۰ فیصد مارکس حاصل کرکے کامیاب رہی۔ مبارکباد!

بومبے ویلفیئر کو آپریٹیو کریڈٹ سوسائٹی کا سالانہ جلسہ

مذکورہ بالا سوسائٹی کا ۴۱ واں سالانہ جلسۂ عام ۳؍اگست ۲۰۰۰ء کو دفتر انجمن اسلام جنجیرہ واقع ناگپاڑہ ممبئی میں سوسائٹی کے صدر جناب مصطفیٰ خان کی زیر صدارت منعقد ہوا اور بحسن وخوبی انجام پذیر ہوا۔

چاندے میدان مہاڑ میں توڑیل ہائی اسکول کی برتری

تعلقہ مہاڑ میں مورخہ ۵؍اگست کو منعقد ہوئے تعلقہ سطح کے کھیل کود کے مقابلوں میں توڑیل ہائی اسکول وجونیر کالج کے بچوں نے نمایاں مقام حاصل کیا۔ یہ بات قابل داد وتحسین ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں نے برابر برابر حصہ لیا۔ اور ۲۳ میں سے ۱۸ انعامات حاصل کرکے اپنے ادارے، والدین اور اساتذہ کا نام روشن کیا۔

امبر گھر میں یوم آزادی کی تقریب

ضلع پریشد اردو اسکول امبر گھر تعلقہ داپولی ضلع رتناگری میں جشن یوم آزادی کا پروگرام بتاریخ ۱۵؍اگست ۲۰۰۰ء کو نہایت ہی دھوم دھام سے منایا گیا۔ پرچم کشائی گرام شکشن سمیتی کے صدر بلال دبیر صاحب کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔ پروگرام ڈاکٹر عبدالروف عبدالرحمٰن دبیر کی صدارت میں ہوا۔

مرسلہ۔ اشفاق عمر کوبے

ایس ایس سی امتحان مارچ ۲۰۰۰ء میں مستری ہائی اسکول کی شاندار کامیابی

رتناگری ۔ مارچ ۲۰۰۰ء کے ایس ایس سی امتحان میں مستری ہائی اسکول کا نتیجہ ۸۸ء۸۸ فیصد رہا۔ اس امتحان میں شریک ۱۰۸ طلبہ میں سے ۹۲ طلبہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ مس استاد قرینہ یوسف میاں نے ۳۳ء۸۵ فیصد مارکس حاصل کرکے اسکول میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

گھر بیٹھے بی اے کام کریں

اپنے مقام پر، اپنے مکان پر، اپنی دوکان پر، اپنی ملازمت اپنی تجارت یا کھیت کھلیان میں رہ کر اپنے تمام کاموں کے ساتھ گریجویٹ بننے کی تیاری بھی کریں۔ ہمارے اساتذہ معلمین ومعلمات اور دیگر حضرات وخواتین اسکول یا کالج میں داخلے کے بغیر گھر بیٹھے تیاری کرکے بی اے یا بی کام کے امتحانات دے کر اپنی قابلیت بڑھا سکتے ہیں ۔ فوراً رابطہ قائم کریں۔(۱) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ۵۷؍۴۰۰۔۱۔۸ ڈیلکس کالونی۔ ٹولی چوکی۔ حیدر آباد ۵۰۰۰۰۸ (اے پی) (۲) اردو گھر (الانصار سوسایٹی) ۲۳۲ ہزار کھولی مالیگاؤں 423203 (فون نمبر 433516) مولانا آزاد نیشنل یونیورسیٹی حیدرآباد

علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں اسلامی اسکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک

ممتاز اسلامی اسکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک نے کہا ہے کہ قرآن اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بلکہ قرآن پاک سائنس اور طب کی بہترین رہبری کرتا ہے۔ وہ علی گڈھ یونیورسٹی میں اپنے تین روز قیام کے دوران اسلام کے مختلف موضوعات پر تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن شریف کی ایک ہزار آیات میں سائنس اور طبی معاملات کا ذکر ملتا ہے۔ اسلام نے جو اشارے چودہ سو سال قبل دیئے تھے اس کو ہمارے سائنسداں اب تحقیق کے ذریعے ثابت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام تعلیم وتحقیق اور غور و فکر پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ ویمنز کالج میں اسلام اور عورتوں کے حقوق پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اسلامک ریسرچ فاونڈیشن کے

صدر ڈاکٹر ذاکر نائکنے کہا کہ اسلام میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے بلکہ مردوں کے مقابلے عورتوں کے حقوق کا زیادہ تحفظ کیا گیا ہے۔ عورتوں کے حقوق کو قرآن وسنت کی روشنی میں پرکھا جانا چاہیے کسی مسلم معاشرے سے نہیں انہوں نے کہا کہ اسلام کی روشنی میں ہمیں دوسرے مذہب کا بھی احترام کرنا چاہیے۔

سلیم چوگلے سرپنچ منتخب

مہسلہ گروپ گرام پنچایت میں گذشتہ مہینہ سرپنچ کا انتخاب ہوا جس میں ۷ کے مقابلے ۹ ووٹوں سے نوجوان سوشل ورکر سلیم سیف الدین چوگلے سرپنچ منتخب ہوئے۔ ۷ ارممبران پر مشتمل مہسلہ گرام پنچایت میں سلیم چوگلے اب تک کے سب سے کم عمر سرپنچ ہیں۔

ناز حافظ مہیلا کانگریس کی صدر

پنویل میونسپلٹی میں کانگریس کی ہر دلعزیز کونسلر ناز حافظ کو رائے گڈھ ضلع مہیلا کانگریس کمیٹی کا صدر نامزد کیا گیا ہے۔ اس تقرر پر نہ صرف پنویل بلکہ پورے رائے گڑھ ضلع میں عوام نے خوشی کا اظہار کیا ہے۔ ناز حافظ ایک سرگرم سماجی خدمت گار ہیں جو عوامی مسائل حل کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتی ہیں۔

قطر میں تیسرا ہندوستانی اسکول

دوحہ قطر میں تیسرا ہندوستانی تعلیمی ادارہ ماڈرن انڈین اسکول اگلے سال اپریل سے اپنی کلاسوں کا اجراء کر دے گا۔ نئے اسکول کی تفصیلات بتاتے ہوئے منصوبے کے پروموٹر حسن چوگلے نے بتایا کہ یہ اسکول ہندوستان کے مشہور دہلی پبلک اسکول کے زیر نگرانی کام کرے گا۔ نرسری سے کمپیوٹر کی تعلیم دی جائیگی اور پیراکی اور جمناسٹک کی تربیت دی جائیگی۔ اسکول کے اسپانسر عبدالرحمٰن الحمادی ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ ساتھ ڈائریکٹوریٹ بھی ہیں۔

رتناگیری سندھودرگ ضلع کے مسلم طلبہ کو وظیفے

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی کی رتناگیری کی ممبئی سب کمیٹی نے تعلیمی سال ۲۰۰۱-۲۰۰۰ء کے لئے مندرجہ ذیل مسلم طلبہ کو حسب قابلیت وظیفے دینا طے کیا ہے۔ چنانچہ خواہشمند طلبہ ذیل کے پتے پر اپنا پتہ لکھا ہوا تین روپے کا ڈاک ٹکٹ لگا ہوا لفافہ بھیج کر درخواست نامہ حاصل کریں۔ ساتھ ہی ساتھ دو روپے کا ڈاک ٹکٹ بھی بھیج دیں۔ عریضے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۰ر ستمبر ۲۰۰۰ء ہوگی مندرجہ بالا وظیفوں کے علاوہ المرحوم پروفیسر دادر کر صاحب کی یاد میں پانچ سو روپے کی اسکالر شپ اس طالبعلم کو دی جائیگی جس نے اردو یا سائنس یا سب میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہوں۔

(۱) بمبئی عظمیٰ کے ہائی اسکولوں میں ہشتم سے دسویں تک تعلیم پانے والے۔ (۲) بمبئی عظمیٰ کے صنعتی اور حرفتی VOCATIONAL TECHNICA اداروں میں تعلیم پانے والے۔ (۳) ریاست مہاراشٹر کے کسی بھی انجینئرنگ یا میڈیکل کالج میں تعلیم پانے والے۔ (۴) بمبئی عظمیٰ اور رتناگیری/سندھودرگ اضلاع کے جونیئر اور ڈگری کالجوں میں تعلیم پانے والے۔

نوٹ (۱) ہائی اسکولوں کے جن طلباء کو ۵۰ر فیصد سے زیادہ نمبر ملے ہوں وہی عریضہ کریں۔ (۲) جن لڑکیوں کو سرکار کی طرف سے مفت تعلیم دی جارہی ہے وہ عریضہ نہ کریں۔ صرف فیس ادا کرنے والی لڑکیاں ہی درخواست بھیجیں۔

ایچ ڈی مستری (سکریٹری)

پتہ کوکن ایجوکیشن سوسائٹی، ۶۷ر جگناتھ شنکر سیٹھ روڈ، گرگام، اوپیرا ہاؤس، ممبئی ۴۰۰۰۰۴

انجمن اسلام کے زیر اہتمام امین کھنڈوانی اور مشتاق انتولے کے اعزاز میں جلسہ

اقلیتی کمیشن کے چیئرمین امین کھنڈوانی اور ماحولیات بورڈ کے چیئرمین مشتاق انتولے کے اعزاز میں منعقد کئے گئے ایک جلسہ میں صدارتی خطبہ دیتے ہوئے ڈاکٹر رفیق ذکریا نے امین کھنڈوانی اور مشتاق انتولے کو مبارکباد پیش کی۔

ابتداء میں انجمن اسلام کے صدر ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا نے کہا کہ انجمن اسلام کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ اس کے عہدیداران مختلف سیاسی پارٹیوں اور مسلک سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں جو اعزاز ملا ہے اس کے لئے ان کے حوصلہ افزائی کے لے استقبالیہ منعقد کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

انجمن اسلام کے ایکزیکیٹیو چیرمین سمیع خطیب نے اپنی تقریر میں امین کھنڈوانی میں قوم کے مسائل حل کرنے کا جذبہ ہے اور حج ہاؤس ان کی محنت ولگن کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اردو ریسرچ سینٹر کے ڈائرکٹر ڈاکٹر آدم شیخ نے دونوں شخصیتوں کا تعارف پیش کیا

اور جلسے کے اغراض و مقاصد بیان کئے

وسئی نالاسوپارہ میں عوام کی جانب سے رات کا پہرہ

ضلع تھانہ کے وسئی تعلقہ میں پچھلے تین مہینوں سے بینکوں و بنگلوں، اور فلیٹوں پر ڈاکہ ڈالنے کی وارداتیں پیش آئیں۔ ڈریم پیلس سمیل پاڑہ سوپارہ عید گاہ کے پاس سابق پرنسپل اسماعیل بیگ محمد ہائی اسکول ممبئی صبیح احمد صدیقی کے فلیٹ سے تقریباً ۸۰ ہزار روپے کے زیور رات چوری ہوگئے اس قسم کی دیگر کئی واردات کی وجہ سے وسئی تعلقہ کے لوگ رات کو جاگ کر پہرہ دے رہے ہیں۔

اسکالرشپ امتحان میں نمایاں کامیابی

زیڈبی زکریا انگلش ہائی اسکول سوپارہ کی ہونہار طالبہ معفرہ بنت عبدالرشید بوٹکے نے ساتویں کلاس کا گورنمنٹ اسکالرشپ کا امتحان دیا تھا جس میں اسے نمایاں کامیابی ملی۔ معفرہ کی بڑی بہن عقیقہ بی ایس سی نے امسال ڈی ایم ایل ٹی میں فرسٹ کلاس حاصل کیا۔

گریجویشن تک مفت تعلیم نسواں

وزیر اعلیٰ ویلاس راؤ دیشمکھ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت مہاراشٹرا طالبات کو گریجویشن تک مفت تعلیم دینے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کو سرکاری ملازمتوں میں تیس فیصد ریزرویشن دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

بوٹکے ایجوکیشنل ٹرسٹ کا افتتاح

نالاسوپارہ میں کمزور طلبہ کو کوچنگ کلاسوں کے ذریعہ تعلیم دینے کے لئے بوٹکے ایجوکیشن ٹرسٹ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ٹرسٹ نے طلبہ کے لئے فری دارالمطالعہ بھی شروع کیا ہے بھارت ڈیکو ریٹرس کے روحِ رواں عبدالرحیم بوٹکے کے والد بزرگوار جناب حسین میاں یونس بوٹکے نے اپنے دستِ مبارک سے اس کا افتتاح کیا

ممبئی سے سہ ماہی رسالہ اپنا رنگ منچ

اردو تھیٹر اور ڈرامہ کے مسائل کے موضوع پر بمبئی سے سہ ماہی اس رسالہ کا اجراء عمل میں آرہا ہے۔ چالیس صفحات پر مشتمل بڑی سائز پر "اپنا رنگ منچ" متعدد تصاویر کے ساتھ نہایت دلچسپ اور معلوماتی مواد فراہم کریگا۔ اس کی قیمت فی شمارہ پندرہ روپے مقرر کی گئی ہے۔ اس کا پتہ حسبِ ذیل ہے۔

انیس جاوید۔ اقبال نیازی
(مدیران۔ اپنا رنگ منچ)
قاسم منزل، بائیکلہ اسٹیشن روڈ، ممبئی۔ ۱۱

مراٹھی داں خاتون نے اردو میں ایم اے کیا

کرن دھوڑ نے ناگپور یونیورسٹی سے اردو ادب میں ایم اے کے امتحان میں ۶۴ فیصد نمبر حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی شریمتی کرن دھوڑ پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر سابق ایم ایل اے اشوک دھوڑ کی شریکِ حیات ہیں

ابو سلیم کمال رابعہ عبدالمنان

مہاراشٹر کالج کے دو طلبہ یونیورسٹی میرٹ لسٹ میں

بمبئی یونیورسٹی کے اپریل میں واقع بی اے کے امتحان میں مہاراشٹر کالج بمبئی کے دو طلبہ ابو سلیم اور طالبہ رابعہ عبدالمنان اعظمی نے یونیورسٹی میرٹ لسٹ میں بالترتیب چوتھا اور دسواں مقام حاصل کیا۔ ابو سلیم کمال نے عربی میں ۷۷.۵۰ فیصد نمبر حاصل کئے جبکہ طالبہ رابعہ نے اردو میں

نقش کوکن

۶۷ء۵۷ فیصد نمبر حاصل کئے۔

رویا کالج ماٹونگا کی میتھس کی طالبہ مس شبیرہ گپتا وجے نے یونیورسٹی میں ٹاپ کیا۔

میرٹ طالبات کو استقبالیہ

مارچ ۲۰۰۰ء میں ایس ایس سی امتحان میں میرٹ میں آنے والے طلباء اور طالبات کی نمایاں کامیابی کے لئے پونہ ضلع پریشد کے تعلیمی شعبہ کی جانب سے ۱۴؍ جولائی ۲۰۰۰ء کو ایک تہنیتی جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ اس جلسہ میں پونہ کے اینگلو اردو گرلس ہائی اسکول کی میرٹ میں آنے والی طالبات (۱) مجاہد صادقہ عثمان (۹۲ء۵۳ فیصد مارکس) (۲) غازی خان الماس سعید (۹۱ء۰۶) (۳) خان لبنیٰ محمد عثمان (۹۲ء۴۰) (۴) پنجی گھر آسیہ محمد سلیم (۸۹ء۶۰) کو ضلع پریشد کے صدر جالندر کامتھے کے ہاتھوں انعامات سے نوازا گیا۔

کوکنی قوم کے ویب سائٹ میں آپ کو خوش آمدید

جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ہم کوکنیوں کے لئے ایک نیا ویب سائٹ بنانے جارہے ہیں جس سے دنیا بھر میں بسے ہوئے تمام کوکنی قوم سے آپ کا مواصلاتی رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ کوکنی ڈاٹ کام کو وقتاً فوقتاً باقائدگی سے تجدید کیا جائیگا جس سے آپ کو نئی نئی معلومات فراہم ہوگی۔ اپنے اشتہارات کے ذریعہ آپ اپنی تجارت کو فروغ دے سکتے ہیں۔

درج ذیل پتے پر جناب عبدالواحد یا محمد ابراہیم سے رابطہ قائم کیجئے۔

Odysseybeyond 2000
126,Ashoka Shopping Centre,
1st Floor, G T Hospital Complex, Near
Crowford Market, Mumbai-1 Tel 270 53 13
-E-Mail vahid @ Vsnl com

سندھودرگ میں نرسنگ کورس کے کلاسیز شروع کئے گئے ہیں بارہویں (سائنس) کامیاب طلباء جنہیں کہیں داخلہ نہ ملا ہو وہ اس سہولت کا خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں۔

کوکن ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی جانب سے ایس ایس ہائی اسکول مور بہ ضلع رائے گڈھ میں کمپیوٹر سینٹر کا افتتاح جناب مشتاق انتولے کے ہاتھوں عمل میں آیا تصویر میں ان کے ساتھ کوکن ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے مینجنگ ڈائریکٹر شری جے کے جادھو اور سوشل سوسائٹی مور بہ کے سکریٹری ماما فرفرے کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

تسنیم قاضی کو شادی مبارک

واشی نئی بمبئی کی معروف شخصیت اور نقش کوکن کے اعزازی نمائندے جناب محمود حسن قاضی کی دختر تسنیم (ایم۔کام) کی شادی جناب اشفاق عبد الرشید صابلے کے ساتھ ۲۸؍ مئی ۲۰۰۰ء بروز اتوار کو کرلا بمبئی میں بخیر خوبی انجام پائی۔

کڈال میں نرسنگ کلاسیز

نرسنگ ایجوکیشن اینڈ ایڈ منسٹریشن کنسلٹنٹ اور انڈین نرسنگ کاؤنسل نئی دہلی کے رکن رکن شری اروند کلکرنی نے نقش کوکن

مبارکباد

پویل کے سوشل ورکر وسیم احمد پٹیل کو وٹریکٹ کلب آف نیو پویل کا نائب صدر نامزد کیا گیا ہے۔ ہم وسیم پٹیل کو تہ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں (مغیث قاضی)

تصحیح

نقش کوکن اگست ۲۰۰۰ء کے شمارے میں صفحہ ۳۷؍ پر جناب رفیق زکریا صاحب کی کتاب ''ڈسکوری آف گاڈ'' کی قیمت غلطی سے ۴۰؍ روپے چھپی ہے۔ اس کتاب کی قیمت ۴۰۰؍ روپے ہے

ادارہ نقش کوکن

انجمن اسلام بمبئی میں منعقد کئے گئے استقبالیہ جلسہ میں ڈاکٹر رفیق زکریا صاحب حاضرین سے مخاطب ہیں۔ تصویر میں ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا صدرِ جلسہ اور جناب امین کھنڈوانی و جناب مشتاق انتولے صاحبان اعزاز بھی نظر آرہے ہیں۔

انتقال پر ملال

محمد اسحاق ابراہیم کو صدمہ

محمد اسحاق ابراہیم دبیر کی خوشدامن اور کئی ہوٹلوں کے مالک عبد العلی مالک کی بچی محترمہ فاطمہ شمس الدین نائک کا ایک طویل علالت کے بعد ۴؍اگست ۲۰۰۰ء کو امبر گھر داپولی میں پچاس سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔

غمگسار اشفاق عمر کو بے

ایک عظیم علمی سانحہ

مدینۃ العلوم بانکوٹ اور دار العلوم الجامعۃ الشافعہ مور بہ ضلع رائے گڈھ کے بانی و صدر الحاج محمد شفیع حسن ناڈکر ۲۰؍جولائی کی شب کو حرکتِ قلب کے ناکام ہونے کی وجہ سے اللہ کو پیارے ہوگئے۔

احمد پٹنی کو صدمہ

بمبئی مرکنٹائیل کو آپریٹیو بینک کے اسسٹنٹ جنرل منیجر احمد پٹنی کی اہلیہ ۵۵؍ سالہ صابرہ پٹنی کا ۲؍اگست ۲۰۰۰ء کو دورۂ قلب کے سبب انتقال ہو گیا۔

م۔ ایوب کو صدمہ

سر سید ادبی سنگم کے رکنِ حیات جناب م۔ ایوب کے والد بزرگوار عبد الستار صاحب کا ۹۰؍ سال کی عمر میں کامٹی ناگپور میں پچھلے ماہ انتقال ہو گیا۔ م۔ ایوب فی الحال ایئر انڈیا ممبئی میں ملازمت پر مامور ہیں۔

انور سیٹھ کراری کا انتقال

سوپارہ کی ایک معزز ہستی زید کراری کے والد بزرگوار انور سیٹھ کراری کا یکم اگست ۲۰۰۰ء کو ۸۷؍سال کی عمر میں انتقالِ پُر ملال ہوگیا۔

قطب الدین قاضی چل بسے

مشہور کرکیٹر غلام محمد کمال الدین قاضی نیز حسام الدین و امام الدین قاضی کے بھائی الحاج رضوان حارث صاحب سابق ایم۔ ایک۔ اے اور چیئر مین حج کمیٹی کے بہنوئی قطب الدین کمال الدین قاضی کا ۸۱؍ سال کی عمر میں جولائی آخر میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم محمد ابراہیم، نعیم اور زاہد قاضی کے والد تھے۔

مظفر قریشی کا انتقال

خادمِ اردو جناب یوسف قریشی کے فرزند مظفر قریشی کا ۴۰؍ سال کی عمر میں بمقام باندرہ میں حرکتِ قلب کے بند ہونے سے جولائی میں انتقال ہوگیا۔

اردو ڈپلومہ کورس

دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ (پونہ) میں ایک ریسرچ شعبہ ہے جس کی وجہ سے اس ادارے کو پونہ یونیورسٹی نے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے طور پر تسلیم کرلیا ہے اور اردو ڈپلومہ کورس جاری کرنے کی اجازت دی ہے

اسی طرح اردو میں پی ایچ ڈی کے لئے رجسٹریشن بھی اب اسی ادارے سے ہوتا ہے۔ ڈپلومہ کورس کے لئے طالب علم کا دسویں یا بارہویں پاس ہونا ضروری ہے۔ مزید معلومات کے لئے انسٹی ٹیوٹ سے فون نمبر 5659613 پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

(صالح محمد خاں پونے)

رشحاتِ فکر

★ عثمان بجوانے ۔ لندن

یادیں: یادیں بھی کتنی عزیز ہوتی ہیں؟ ہر شخص
ے پاس اس کی اچھی اور بُری یادیں ہوتی ہیں وہ نہ
اہتے ہوئے بھی ان یادوں میں کھو جاتا ہے۔ ان سے
چھ حسین اور خوبصورت ہوتی ہیں اور کچھ ایسی بھی
ہوتی ہیں جن کو بھلانے سے دل دکھتا ہے اور اس
نیا کی کوئی چیز دلکش نہیں لگتی، جب انسان اپنی سوچوں
یں گم ہو جاتا ہے ہم جانتے ہوئے بھی ان سے کچھ
اصل نہیں ہوتا اور پھر ہم ماضی کے ان بکھرے
دئے پھولوں کو چن بھی نہیں سکتے" لیکن پھر بھی ہم
رانی باتیں نہیں بھولتے ان کو بار بار یاد کرتے ہیں
بض اوقات تو ہم اپنی یادوں کی بدولت ہی اپنی بقایا
ندگی گزار دیتے ہیں اور پھر یادیں تو ہمارا قیمتی
رمایہ ہیں جو ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔

غم: غم اس لئے نہیں ہوتے کہ انہیں اپنے چہرے پہ
جالو بلکہ انہیں دل میں بھی بسا لو، غم تو ہر ایک کی
ندگی میں آتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ کوئی
ظہار کر دیتا ہے اور کوئی اپنے غم میں خود ہی جلتا
ہتا ہے۔ عقلمندی یہی ہے کہ اپنے غم میں کسی کو شامل
ہ کرو اور اگر کرو گے تو تمہارے دوست تم سے جلد
یزار ہو جائیں گے اور دشمن ہنسیں گے۔ تم خود دوسروں
کے غموں میں ضرور شریک ہو اور انہیں اپنی خوشیوں میں
شریک کرو۔ اپنے غموں کو اپنے سینے میں دفنا کر یوں ہنسو
گویا کوئی دکھ نہیں۔ یاد رکھو یہ بھاگتی ہوئی دنیا ہے
یہاں آنسوؤں کا ساتھ کوئی نہیں دیتا، خود کو آنسو مت
بناؤ بلکہ خود ایک مسکراہٹ بن جاؤ نہ صرف اپنوں اور
دوستوں کیلئے بلکہ غیروں اور دشمنوں کے لئے بھی۔

مُسکراہٹ: مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول
دیتی ہے۔ لیکن وہ مسکراہٹ کتنی مقدس ہوتی ہے
جب کسی کی یادوں میں آ کے دل روئے لیکن ہونٹ
مُسکرا دیں۔ کاش کوئی دیکھ سکے کہ اتنی سی مسکراہٹ
کے لئے انسان اندر سے کتنی مرتبہ ٹوٹتا ہے، ٹوٹ ٹوٹ کر
بکھر جاتا ہے۔ کاش کوئی اس مسکراہٹ میں پنہاں درد
کو محسوس کر سکے۔

زندگی ایک حقیقت: زندگی کیا ہے؟ اگر سوچا
جائے تو زندگی ایک حقیقت
ہے جس میں کبھی خوشی کبھی غم اور کبھی دُکھ سُکھ ملتا ہے۔
زندگی میں بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ کبھی انسان
کی زندگی کھلے ہوئے مسکراتے ہوئے گلاب کے پھول کے
مانند ہو جاتی ہے اور کبھی اس گلاب کے ٹہنی کے سوکھے
ہوئے کانٹے کی مانند ہو جاتی ہے۔ یہ سب خدا کی طرف
سے انسان کے لئے امتحان ہے جو انسان کو پورا کرنا پڑتا
ہے۔ اگر زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ملیں تو
شاید انسان خدا کی قدر کرنا بھول جائے۔ اس لئے
زندگی کی ہر آزمائش کو خدا کا امتحان سمجھ کر برداشت
کرنا چاہیئے۔ ٭ ٭ ٭

SIDDIQUI NADEEM SAQUIB'S BRIGHT CAREER

Siddiqui Nadeem Saquib, aged 20 years has passed Diploma Examination in Machine Tools & Maintenance Engineering 2000 in first class and he stood second in General Merit List in Maharashtra State His father Najmub Saquib siddiqui is a Dealer of fruits in Vashi Market while his mother, Khairunnisa Najmus Saquib is a teacher in Anjuman-i-Girls High School since 26yrs

Felicitation To M. Sohail Lokhandwala(Ex M.L.A)

The Management P T A , Ex Students of Ismail Begmohammed High School & Friends and Well-Wishers held a Felicitation Function in honour of Principal M Sohail Lokahandwala (Ex M L A) on eve of his Voluntary Retirement after a dedicated service for more than 30 years, on 29th July, 2000 at Haj House, Mumbai

The Function was presided by Maulana Anwar Ashraf (Musanna Miya) and Shri SHARAD PAWAR attended the function in the capacity of the Chief Guest

Third Indian School in Qatar

AFTER protracted silence the long awaited news of the third Indian school in Qatar is now officially announced

Modern Indian School, managed by the Delhi Public School (DPS), will start functioning from the next academic year, April 2000

The MIS, initially will offer classes from nursery (KGI) to class IV It plans to expand to Class XII in three to five years

MIS will follow the syllabus prescribed by the New Delhi based Central Board of Secondary Education (CBSE) but later on, intends to introduce classes for "O" and "A" levels, too

All the staff will be either deputed by Delhi or those who will receive orientation training by DPS The school will offer computer education from nursery itself Sponsor of the School is Abdulrahman Al-Hammadi, a former teacher and former head of the Directorate of Private Education in Qatar

A third School is a sign that the Indian community is growing and that it seeks quality education

The DPS Society includes several eminent personalities They include Salman Khurshid, a former minister of state for foreign affairs, who is preident of the society

The Six founder members of the MIS are Hasan Chougule, M I Farid, Dr S M M Nainar, Kris Vasudevan, Ganesh Srinivasan and Yasir Nainar Each of them can co-opt two others as life members to make the body more broad-based and representative of different regions of India, Chougule said

(b) *To train condidates to handle conventional as well as most modern medical equipments / Instruments for correct and early diaphosis*
(c) *To impart professional knowledge,skill and self confidence to serve comunity at large and health science in particular.*

Scope and Employment ---------- of these courses are ample. For example the diploma holder in medical laboraty technology can be employed by any Private/Gorvenment Hospital, nursing home, diagnostic centre or by Private Patholigist. Many diploma holders are practising laboratory science as independent practioners Similarly diploma holder in x-ray technician and ECG technician are elegible for the purpose of employment in any private/gorvenment hospital/nursing home, diagnostic centre and will private radiogist and cardiologist

The courses are available in many government, semi government and private institutions Duration of courses varies from 1 year to 2 year which is usually followed by training in good and well equiped hospital

---

Lament of the Holy Quran

Mahir-ul-qadri

"As an ornament do they adore me,
Yet they keep me, and sometimes kiss me,
In their celebrations they recite me,
In dispute they swear by me,
On shelves do they securely keep me,
Till another celebration or dispute,
When they need Me.
Yes, they read me and memorise me,
Yet Only an ornament am I,
My message lies neglected,
My treasure untouched
The field lies bare,
Where blossomed once true glory,
Wrong is the treatment that I receive,
So much to give have I,
But none is there to preceive."

Dr. A.G.Mulla
Director, Mah. Inst.Med. Sc & Tech.

PARA MEDICAL EDUCATION

In the present scienario of Medical Science and Technology, where so many emimant physcian and surgen of different pathy successfully treat the internal and extarnal diceases will confidence, are merely on the basis of test and investigations threopy modern medical equipments and trained, skilled paramedical staff. The extensive advancement of paramedical science has increased the gap of need anmd supply. There is tremandous scope for paramedical staff like pathology technician, x-ray technician, ECG technician, Optometry technician, physiotherapy technician etc

According to a recent investigation India requires at present more than 20,00,000 multipurpose health workers to provide primary health care to the people. More than 72,000 Hospitals and Primary health centres are required. World Health Organisation (WHO) has already declared year 2000 as "Year of health for all" Government of India in its 20 point programme has cinsidered bringing of mortality and morbidity rate down to minimum possible rate. To raise the standard of living and economic conditions, physical and mental health of masses by popularising family welfare & sex education, and paramedical education

Paramedical education includes following various branches :-

(1) Medical Laboratory Technology Course (DMU)
(2) Medical Radiographer (x-ray Technician)
(3) ECG Technician
(4) Phsiotherapy Technician
(5) Optomety Technician
(6) Occupation Therapy Technician
(7) Nursing Courses
(8) First Aid Courses

Main aims and objective of paramedical education are

(a) To prepare skilled technician by importing theortical as well as practical knowledge in the Chisen field of study.

माहिती-तंत्रज्ञान युगात
महाराष्ट्र असावा अद्वितीय
अर्थव्यवस्था व्हावी समृद्ध..

विलासराव देशमुख
मुख्यमंत्री

छगन भुजबळ
उप मुख्यमंत्री
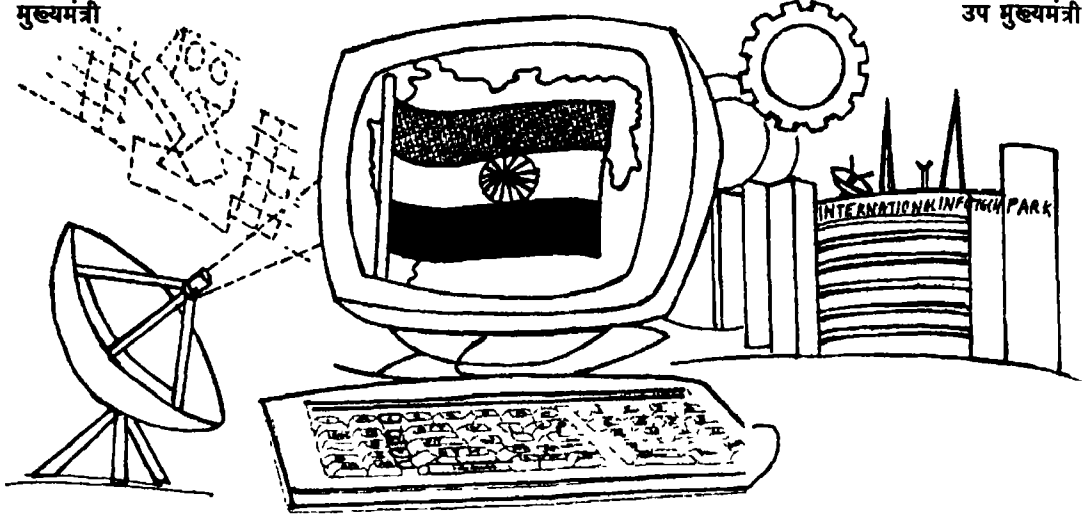
- निवासी क्षेत्रात आणि ना-विकास क्षेत्रात सॉफ्टवेअर उद्योग सुरु करण्यास मान्यता.
- 'आय.टी.पार्कस्'मधील मालमत्ता भाडेपट्टी व्यवहारावरील मुद्रांक शुल्क माफ.
- 'बॅकबोन' साठी शासकीय जमिनीच्या वापराला मुक्त परवानगी.
- मुबई, नाशिक, औरंगाबाद, कोल्हापूर, नागपूर येथील 'मिलेनियम बिझिनेस पार्क'मध्ये या वर्षी सहा 'अर्थ स्टेशन्स'.
- चौदा हजार माध्यमिक शाळा आणि कनिष्ठ महाविद्यालये यामध्ये माहिती तंत्रज्ञान अभ्यासक्रम.
- खाजगी सहकार्याने 'कॉम्प्युटर लॅब' स्थापण्यास माध्यमिक शाळांना परवानगी.
- शासकीय कार्यालयांकडून मिळणारे परवाने, परवानग्या. ना हरकत प्रमाणपत्रे, अर्ज तसेच पैशाचा भरणा, योजनांची माहिती, प्रकरणांची सद्यस्थिती यासाठी संगणकाचा मोठ्या प्रमाणात 'इंटरॅक्टिव्ह' वापर.

लोकशाही आघाडी,
प्रगतीच्या सर्वच क्षेत्रात नित्य नवी धडाडी !

माहिती व जनसपर्क महासचालनालय, महाराष्ट्र शासन

SCHOLARSHIP FOR MUSLIM STUDENT OF KOKAN

Mumbai Sub-Committee of The Kokan Muslim Education Society, Ratnagiri has decided to award sholarships during the Education Year 2000-2001 for the Muslim Student coming from districts of Ratnagiri and Sindhudurg The students who wish to avail the Scholarship may send their application at the following address with a self addressed envelope and also a postal stamp of Rs. 2/- to meet the cost of the form. The student can also obtain the form by personally coming to our office between 11 00 a.m. and 1.00 p.m. on any working day Last date of submitting the application is 30/9/2000. Application received after this date shall not be considered Student who are covered under the categories shown below should apply for the scholarship

(1) Those who studing in High School in Greater Mumbai from std. VIII to X
(2) Studying in the Technical Institution and Colleges (Vocational - Technical) in the Greater Mumai
(3) Studying in Engineering or Medical Colleges any where in Maharashtra State.
(4) Student studying in Junior Colleges of Greater Mumbai, Ratnagiri, Sindhudurg and Raigarh districts.

***Important Note :** (a) High School student who have secured less that 50% marks in the last examination should not apply (b) Since girls are getting free education upto std. XII. So those girls who are paying fees need only apply for this scholarship*

Besides the above scholarship the committee has decided to award a lampsam of Rs 500 to the students who have secured highest mark in subject of Mathematics, Science, Urdu and Arabic in memory of late Professor Dadavkar Saheb.

Contact : H. D. Mistry, Secretory,
The Kokan Muslim Education Society
76, Jagannath Shankar Sheth Road, (Girgaum Road),
Opera House, Mumbai - 400004

اشاعت کا ۳۹ واں سال

ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

اُردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ۔ رجسٹرڈ: E 3006

جلد نمبر ۳۹ | شمارہ نمبر: ۱ | ماہ: اکتوبر ۲۰۰۰ء

ترتیب وتہذیب: اسلم خان ۔ معاون مدیر: عبدالحمید

درون ہند سالانہ: ایکسو پچاس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپے
درون ہند سالانہ عطیہ: ایک ہزار روپے
معاون خریداری: پانچسو روپے سالانہ

خلیجی ممالک، پاکستان و دیگر ممالک سے
چھ سو روپے سالانہ
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون: ایک ہزار روپے

خط وکتابت و ترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نواتگر، ایم ڈی نائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰ - فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۷۸۵۸ ...

اس شمارے کے نقوش

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالتہائے بمبئی کو ہوگا۔
تاریخ اشاعت: اکتوبر ۲۰۰۰ء
پرنٹنگ: قاسمی پرنٹرس، فون: ۳۷۷۶۹۵۵

نقشِ کوکن ایوارڈ

کیوں ، کیسے اور کہاں ؟ ؟ ؟

کیوں ۔۔۔ ؟ رمضان کا مہینہ تھا۔ ایک دن مستری صاحب (کیپٹن فقیر محمد مستری) کا فون آیا۔ انہوں نے کہا، اسلم میں تم سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتا ہوں نقشِ کوکن کے تعلق سے فوراً ملو۔ میں ملا۔ میں نے کہا مستری صاحب ایسی کیا بات ہے جو آپ نے مجھے اس طرح بلایا؟ انہوں نے کہا۔ اسلم، ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر عبدالکریم محمد نائیک) بہت پریشان ہیں۔ نقشِ کوکن کو لیکر اور صرف تم انکی پریشانی دور کر سکتے ہو میں نے کہا۔ مستری صاحب، نقشِ کوکن میں آئے ہوئے مجھے ایک ماہ بھی نہیں گذرا، میں تو ابھی تک نقشِ کوکن کے پورے اسٹاف سے بھی صحیح طور پر واقف نہیں ہوں نہ ہی نقشِ کوکن سے اور آپ فرما رہے ہیں کہ میں ڈاکٹر صاحب کو نقشِ کوکن کے تعلق سے درپیش پریشانی دور کر سکتا ہوں۔ حضور ابھی تک تو مجھے یہ بھی نہیں معلوم کے ڈاکٹر صاحب کی پریشانی کیا ہے تب مستری صاحب نے کہا۔ ڈاکٹر صاحب کی پریشانی یہ ہے کہ ان کے بعد نقشِ کوکن کا کیا ہوگا، کوکنی برادری کو جوڑنے اور اردو کی ترویج کے ان کے مشن کا کیا ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب کی پریشانی یہ ہے کہ اب تک تو نقشِ کوکن پر جب بھی معاشی بحران آتا ہے تو ان کے دوست یار (کوکنی برادری) کے ان کی مدد کو آجاتے ہیں اور ان کے پرسنل کونٹکٹ اور پرسنل اپروچ کی وجہ سے نقشِ کوکن کی اعانت کرتے ہیں جس کی وجہ سے نقشِ کوکن کوکنی برادری کا ترجمان بنے ہوئے پچھلے ۳۸ سال سے بلاناغہ ہر ماہ نکل رہا ہے۔ مگر جب وہ نہیں رہیں گے تو نہ ان کا پرسنل کونٹکٹ نقشِ کوکن کے ساتھ ہوگا۔ نہ پرسنل اپروچ تو اس وقت نقشِ کوکن کیساتھ بحران کا کیا ہوگا ۔۔۔ ؟

کیسے ۔؟ کیسے نکلے گا یہ میگزین؟ کیسے چلے گا یہ مشن، کیسے جاری رہیگا یہ جہاد؟ مستری صاحب نے جب وقفہ لیا تو میں نے کہا، ڈاکٹر صاحب کی پریشانی تو سمجھ میں آگئی مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ میں یہ پریشانی کیسے دور کر سکتا ہوں۔ جس پریشانی نے ڈاکٹر صاحب جیسے پہاڑ کو ہلا دیا ہو میں ناتواں اس زلزلے کو کیسے تھام سکتا ہوں؟ مستری صاحب نے کہا۔ اسلم، تم رمضان کے مبارک مہینے میں نقشِ کوکن سے جڑے ہو اور تمہارے بارے میں مجھے رپورٹ ہے کہ تم اپنے حلقے میں ٹرانسلیٹر کے نام سے مشہور ہو، جو تمہیں جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ تمہیں پروبلم کو حل کرنے میں ملکہ حاصل ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ تم کوئی ایسا پلان ضرور بتاؤ گے جس سے ڈاکٹر صاحب کی پریشانی دور ہو سکے۔ میں تن من دھن سے تمہارے ساتھ ہوں۔ تم کوئی ایسا فارمولا لاؤ جس سے نقشِ کوکن تاقیامت آفتاب کی طرح دمکتا رہے۔ دوستو! یہ ہے اس کیوں کا جواب کہ نقشِ کوکن ایوارڈ کیوں ہو رہے ہیں۔؟

کیسے ۔۔۔ ؟ تو جب مستری صاحب نے اتنی عظیم ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈالی تو میں بہت پریشان ہوا اللہ کے حضور میں گڑگڑایا، دو راتیں مسجد میں گذاریں، دو ساحل سمندر پر آخر اللہ مہربان ہوا اور ایک پلان دماغ میں آیا۔ بھاگتا ہوا

مستری صاحب کے پاس پہنچا پی پی کرا دیں فارمولا سنایا۔ میں نے کہا، مستری صاحب جس طرح نوبل پرائز ہر سال ہوتے ہیں جس طرح فلم فیئر ایوارڈ نائٹ ہر سال ہوتی ہے۔ اسی طرز پر ہم نقشِ کوکن ایوارڈ نائٹ کرتے ہیں نوبل پرائز کی کہانی یہ ہے کہ الفریڈ نوبل نے ایک خطیر رقم Fixed Deposit Bank کر دی ہے۔ اور ہر سال اُسکے سود سے نوبل پرائز، دنیا میں مختلف فیلڈ میں کام کرنے والے سال کے بہترین شخص کو دیئے جاتے ہیں۔ الفریڈ نوبل کو مرے ہوئے عرصہ ہو گیا۔ مگر نوبل پرائز باقاعدگی سے ہر سال منعقد ہو رہا ہے۔ فلم فیئر کی کہانی یہ ہے کہ اس کے مالی خسارے کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے ہر سال فلم فیئر نائٹ کرنا شروع کیا۔ اُسی فلم فیئر ایوارڈ نائٹ میں وہ ایک میوزیکل کلچرل پروگرام کرتے ہیں۔ جسکے پہلے وہ ٹکٹ بیچتے تھے آج کل Sponsor Card بیچتے ہیں اور اس ایوارڈ نائٹ سے اتنی آمدنی حاصل کر لیتے ہیں۔ کہ فلم فیئر کے سارے سالانہ اخراجات کی دوگنی کمائی صرف ایک رات میں ہو جاتی ہے۔ میں نے مستری صاحب سے کہا ہم یہ کرتے ہیں کہ ایک نقشِ کوکن ایوارڈ نائٹ کرتے ہیں اسی ایوارڈ نائٹ میں ہم کوکن برادری میں مذہبی، علمی، سماجی، ادبی، خدمات کرنے والی تین شخصیتوں کو فخرِ کوکن، نازِ کوکن، شانِ کوکن، ایوارڈ سے نوازتے ہیں۔ اسی ایوارڈ نائٹ میں ہم ایک کلچرل پروگرام کرتے ہیں اُس کی ٹکٹیں بیچتے ہیں۔ اُسے Sponsor کرواتے ہیں۔ سوینئر نکالتے ہیں اور اتنی آمدنی کر لیتے ہیں کہ پرچہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے۔ خود کفیل ہو جائے اور نوبل پرائز فلم فیئر ایوارڈ کی طرح تا قیامت چمکتا دمکتا رہے۔

مستری صاحب خوشی سے جھوم اُٹھے۔ مجھے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ تم ڈاکٹر صاحب کی پروبلم ضرور حل کرو گے۔ انہوں نے فوراً ڈاکٹر صاحب کو فون کیا۔ ہماری میٹنگ ہوئی میں نے تجویز پیش کی ڈاکٹر صاحب کو ٹھیک لگی۔ مگر انہوں نے کہا کلچرل پروگرام سے تمہاری مراد کیا ہے؟ ناچ، گانا ہے۔ وہ نقشِ کوکن میں بالکل نہیں ہوگا ہمارا ایک معیار ہے۔ تب مستری صاحب نے بات سنبھالی۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب ناچ گانا نہیں کرتے۔ مشاعرہ تو ہو سکتا ہے۔ ہم نقشِ کوکن ایوارڈ نائٹ میں مشاعرہ کریں گے اور فنڈ ریز کریں گے نقشِ کوکن کو اپنے پیروں پر کھڑا کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کو یہ بھلی لگی اور انہوں نے منظوری دے دی یعنی کیسے ہو گی ایوارڈ نائٹ۔ ایسے ہو گی ایوارڈ نائٹ۔

کہاں۔۔۔؟ اب سوال پیدا ہوا کہ کہاں ہو گی ایوارڈ نائٹ۔ خدا کا کرنا! انہیں دنوں دوبئی سے ڈاکٹر صاحب کے ۵۰ر سال پرانے ساتھی کیپٹن ابراہیم حسن موڈک بمبئی آئے ہوئے تھے اور ان سے ڈاکٹر صاحب کی ملاقات اتفاقیہ ایک شادی کی تقریب میں ہوئی۔ جب ڈاکٹر صاحب نے ان سے میری تجویز کے بارے میں بتایا تو کیپٹن صاحب نے نہ صرف میری پوری بات نہ صرف سنی۔ سمجھی بلکہ یہ بھی یقین دلایا کہ وہ ڈاکٹر عبد الکریم نائیک کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے جو بن پڑتا ہے کریں گے گے۔ انہوں نے میرے دوبئی جانے کے ویزے کا انتظام کیا۔ ٹکٹ بھیجی۔ مجھے وہاں اپنے گھر میں شہزادہ کی طرح مہمان رکھا۔ مجھے لے کر نقشِ کوکن کے ایک ایک چاہنے والے کے دفتر اور گھر تک گئے۔ پھر ہمارے یو۔اے۔ای کے نمائندہ محمد سعید ٹولکر ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ اور نثار بھائی کا ہمارے کارواں میں شامل ہوتے ہی تو لگا جیسے تمام پروبلم حل ہو گئے۔ دوبئی میں کوکنی کمیٹی کا قیام عمل میں آیا اور دوبئی کوکنی کمیٹی نے دوبئی میں نقشِ کوکن ایوارڈ نائٹ کرنے کی تمام ذمہ داری قبول کر لی۔ مطلب۔ اداریہ کی کیوں۔۔۔۔۔۔ کیسے اور کہاں کی آخری کڑی مکمل ہو گئی۔ ☆☆☆☆☆

محمد اسلم خان

اکیسویں ۲۱ صدی میں

مسلم ماہرین فلکیات کی ذمہ داریاں

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (سورۃ البقرہ۔ آیت ۳۱)

"اور (اللہ تعالیٰ نے) آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے"

محمد سعد علی ٹولکر (دبئی)

علمِ فطرت: اس آیت مقدسہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود میں ایسی صلاحیتیں رکھ دی ہے جن کی بناپر اس کیلئے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ کائنات (UNIVERS) کی تمام اشیاء کا علم حاصل کرے۔ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود میں اشیائے کائنات کی ماہیت کیفیت خواص وجواہر اور متمیزات کا علم جان لینے کی قابلیت رکھ دی ہے۔ اس کو قوانینِ فطرت کا علم بھی کہا جاسکتا ہے۔ انسان اس علم کی بدولت اس میں موجود قابلیت اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر کائنات کی اشیاء کو تسخیر کرکے انہیں عالمگیر انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے استعمال میں لاسکتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے یہ فرمان جاری کیا کہ "اے بنی نوع انسان! ہم نے تمہارے لئے چاند اور سورج کو تمہارے تابع تسخیر کر دیا ہے" (سورۃ ابراہیم آیت ۳۳) دوسری ایک سورۃ میں یوں فرمان جاری کیا کہ "اور دریاؤں اور سمندروں اور ان میں چلنے والے جہازوں کو تمہارے تابع تسخیر کر دیا ہے" (سورۃ النحل آیت ۱۴)۔ پھر فرمایا کہ "جو کچھ زمین میں ہے ان سب کو تمہارے تابع تسخیر کر دیا ہے۔" (سورۃ الحج آیت ۶۵)۔ اور ایک جگہ تو جامع حیثیت سے یوں فرمان جاری کیا کہ "وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ" (سورۃ الجاثیۃ آیت ۱۳)۔ اور (اے بنی نوع انسان) آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے اور زمین میں جو کچھ بھی ہے ان سب کو تمہارے تابع تسخیر کر دیا ہے۔ (انہیں تسخیر کرکے فلاح وبہبود کے لئے استعمال میں لاؤ"

کائنات کی وسعت: آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان جو بھی ہے انہیں کائنات کہا جاتا ہے۔ اس کائنات کی وسعت اور پہنائیوں کے تصور ہی انسانی فکر عاجز آجاتی ہے۔ ذرا سوچئے کہ ہمارا سورج اور اس کے اطراف گردش کرنیوالے سیارے جس کہکشاں میں محوِ طواف ہیں اسی کہکشاں میں تیس۳۰ لاکھ سورج ہیں۔ ان میں سے ہمارے سورج کا قریبی یا پڑوسی سورج بھی اتنے فاصلہ پر ہے کہ اگر فی سیکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کی برق رفتاری سے کوئی طیارہ روانہ کیا جائے اس تک پہنچنے کے لئے چار سال درکار ہوں گے۔ ماہر فلکیات نے اب تک ایسی ۲۵ لاکھ کہکشائیں دریافت کی ہیں جن میں اربوں اور کھربوں سورج، ستارے اور

چنانچہ معلوم و مواف ہیں۔ ۲۱ ویں صدی کی دہلیز تک پہنچتے پہنچتے "NASA" مشاہدہ گاہ نے فضائے بسیط میں روانہ کردہ دوربین "HABLE" نے چودہ ہزار کروڑ نوری سال (یعنی ۱۴ ہزار کروڑ سال کے سیکنڈ × ۱۸۶۰۰۰ × ۱۰۰ = ۰۰۰۰۰۰ میل فاصلہ) کے فاصلہ پر کے ستاروں کی تصویر زمین پر روانہ کی ہے۔ اتنی محیر العقول کائنات دریافت کرنے کے باوجود ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ "ہم نے اب تک جو کچھ دریافت کیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے ننھے منے بچوں نے سمندر کے کنارے کچھ سیپ اور گھونگے جمع کئے ہیں اور ابھی پورا سمندر ان کے سامنے دریافت کرنے کے لئے پڑا ہے۔" اسی لئے اللہ تعالیٰ انسان کو کائنات کی وسعت کی طرف نظر دوڑانے کی بار بار تاکید کر رہا ہے مثلاً (سورۃ الغاشیہ آیت ۱۸، سورۃ الملک آیت ۳-۴)

کائنات کے بارے میں قیاسی نظریئے:

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق برہما (ہندوؤں کے بھگوان) ایک "نٹ راجن" ہے۔ نٹ راجن کے معنی کھلاڑیوں کا راجہ یا سب سے بڑا کھلاڑی۔ ہندوؤں کی بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ برہما نے اس کائنات کو کھیل اور تفریح کیلئے پیدا کیا ہے۔ اسی جہت سے بھگوان کو نٹ راجن کہا گیا ہے۔ ہندو مذہب میں ویدانت کا موجد تیناچلی کہتا ہے کہ "یہ پراکرتی (مادی دنیا) ایک مایا جال (دھوکا) ہے"۔ وحدت الوجود مسلک کا ایک صوفی کہتا ہے کہ

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

افلاطون (PLATO) جو ایک بہت بڑا مفکر گزرا ہے کہتا ہے کہ "یہ محسوس کائنات کا سایہ ہے" اور ۲۱ ویں صدی تک کے ماہرین فلکیات (غیر مسلم) کا کہنا ہے کہ یہ کائنات کسی نہ کسی طرح وجود میں آئی محض ہنگامی طور پر۔ اس کی نہ کوئی غرض و غایت ہے نہ منزل مقصود۔

قرآن کا اعلان:

قرآن پاک نے ان تمام لوگوں کے ناقص علم اور ظنی اور قیاسی نظریات کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے یوں دو ٹوک تردید کی ہے کہ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الدخان آیت ۳۸، ۳۹)

"اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان کے بیچ میں ہے، اسے محض کھیل تماشا کے طور پر پیدا نہیں کیا بلکہ اسے بالحق پیدا کیا ہے، لیکن (ناقص علم رکھنے والے اکثر) اس کا علم نہیں رکھتے"۔ (یعنی علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی اکثریت قیاسوں میں الجھ کر رہ گئی ہے) یہ آیت مقدسہ اپنے اندر ایک عظیم حقیقت مضمر رکھتی ہے اوّل فرمایا کہ یہ محض کھیل تماشا کے طور پر نہیں پیدا کی گئی ہے، محض ہنگامی بھی نہیں اور نا ہی بے مقصد اس کی تخلیق ہے بلکہ یہ تو "بالحق" ہے۔ اگر مومن ماہر فلکیات اس آیت کا مفہوم گہرائی اور گیرائی سے سمجھتے اور اس پر عمل کرتے تو یہ زمین نہ بموں سے بھر جاتی اور نا ہی غموں سے لبریز ہو پاتی۔ کائنات "بالحق" (ایک خاص مقصد کے لئے) پیدا کی گئی ہے۔ یہ مومن ماہر فلکیات نے کبھی قرآن پاک کھول کر دیکھا ہی نہیں، جس میں یوں درج ہے کہ

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِیْ
ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (عنکبوت ۴۴)

"اللہ تعالے نے آسمانوں اور زمین کو بالحق"
پیدا کیا ہے اور اس میں مومنین (ماہر فلکیات) کے لئے
(حقیقت تک پہنچنے اور تسخیر کرنے کے لئے) علامت ہے۔

کوکن کے ماہرین فلکیات کی ذمہ داریاں:

علامہ اقبال نے فرمایا کہ،

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
پابندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

بھارت کے اور کوکن کے لوگوں کے لئے
یہ خبر قابل صد افتخار ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی
مشاہدہ گاہ "NASA" میں جو امریکہ میں ہے،
چالیس فیصدی ماہرین فلکیات بھارت کے ہیں،
اور ان میں چار فیصدی کوکن کے ماہر فلکیات ہیں
جو مومن ہیں۔ ان چار مومنین ماہر فلکیات کی یہ
ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن پاک کے حسن توسط سے
محنت، لگن اور یکسوئی کے ساتھ کائنات کے
رموز وا کرنے میں کوشاں رہیں۔ ان کا یہ عمل
انہیں کامیابی سے ہمکنار کرے گا اور وہ حقیقت
سے قریب تر ہوتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ
پھر غیر مسلم ماہرین فلکیات پکار اٹھیں گے

"
جن کی خاطر یہ زمیں و آسماں چکر میں تھے
مادرِ فطرت کے وہ نورِ نظر پیدا ہوئے
(اقبال)

نقش کوکن

صرف عبادت آپ کے ذمہ ۔ آپ کی خدمات ہمارے ذمہ

محترم برادرانِ اسلام السلام وعلیکم ۔۔۔۔۔۔ اگر آپ نے حج کا ارادہ کیا ہے اور آپ پر حج فرض ہے تو دیر مت کیجئے۔ صرف چھ مہینے باقی ہیں۔ پہلی فلائٹ انشاءاللہ ۲۵ر جنوری ۲۰۰۱ء کو جائے گی۔ بکنگ کرنا یعنی ارادہ پکا کرنا۔ پھر اللہ سے دعا کرنا کہ اللہ اپنے فضل و کرم سے حج کی نیت کو قبول کرے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ جس شخص کا جمعہ صحیح ہوا، اس کا ہفتہ صحیح، جس کا رمضان صحیح ہوا، اس کا سال صحیح اور جس کا حج صحیح ہوا، اس کی زندگی صحیح ہو گئی ہم نے پختہ ارادہ کیا اور کوشش کریں گے کہ انشاءاللہ حاجی کا کوئی عمل اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ ورنہ ہم بھی ذمہ دار ہوں گے سب سے پہلے فرض میں آتا ہے۔ پردہ اور محرم غیر محرم کے لئے رسول کا فرمان بغیر محرم عورت کوئی سفر نہ کرے حتیٰ کے حج کا بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو قرآن اور سنّت کے مطابق حج آسان اور قبول کرے۔ آمین

☆ عورتوں اور مردوں کے لئے علیحدہ کمرے ہوں گے۔ صرف فیملی جس میں۔ غیر محرم کا دخل نہ ہو وہ ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔ ☆ کوئی عورت بغیر محرم کے ہم سے رابطہ نہ کریں۔ ☆ ممبئی۔ جدہ۔ ممبئی ڈائریکٹ فلائٹ۔ ☆ گھر جیسا پُر سکون ماحول، بہترین ہوٹل، لفٹ، کمرے میں فون، فریج اور حمام۔ ☆ حرم شریف سے بالکل قریب یعنی اذان کے بعد بھی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ☆ ۳ر وقت لذیذ کھانے، دِن بھر چائے، اور کبھی کبھی فروٹ اور مشروبات۔ ☆ جدہ، مکہ، مدینہ، ایئر کنڈیشن بسوں میں سفر۔ ☆ منیٰ میں تمام خیموں میں ایئر کولر۔ ☆ عورتوں کے لئے خواتین کی رہنمائی اور مرد کے لئے مرد رہنما جو ذاتی طور سے مکہ و جدہ میں رہ چکے ہیں۔ ☆ پچھلے کئی برسوں سے دیگر ممالک کے حجاج کرام بھی ہمارے ٹور میں شامل ہوتے ہیں۔

حج عمرہ ٹورس کا ۱۳ واں سال — **ستمبر و اکتوبر میں عمرہ 16 تا 18 دِن 37 ہزار**

رمضان میں عمرہ
1 سے 15 روزہ 37 ہزار
آخری 15 دن 45 ہزار
مکمل رمضان 15 دن 55 ہزار

40 تا 45 دن
سوپر ڈیلکس 85 ہزار
ڈیلکس 70 ہزار

بیت اللہ میں اعتکاف کرنے والوں کے لئے خصوصی انتظام

آپکے خادم: اسلم مثال، آصف مثال، سعید ملاّ (مولانا عبدالسلام تلیای۔ فون :(3770380)

کوکن ٹور کارپوریشن

363، شیخ میمن اسٹریٹ، جامع مسجد کے سامنے، ممبئے۔ ۴۰۰۰۰۲
Ph 3440245/3422941 Fax 34402443
912-324918/912- 326549 (وسئی۔ گھر کا فون)

☆ حاجی عصمت چودھری۔ حاجی اعجاز دولارے۔ کلیاں۔ فون 204250/208025
☆ حاجی عنایت اللہ حلال۔ ٹول مہاڈ۔ فون 74281
☆ حاجی ریاض پرکار۔ نیرول، نئی ممبئی۔ فون 7703500/7702860
☆ مولانا اقبال۔ رتناگیری۔ فون 20823
☆ حاجی محمد حسین دیر۔ دیر کمپلیکس۔ روہا۔ فون 44264
☆ حاجی جعفر دیسائی۔ چپلون۔ فون 52710/ 53249
☆ حاجی غلام حسین پرکار۔ کھیڈ۔ فون 63672

کیا ہم اپنی شادیوں کا مذاق نہیں اڑا رہے ہیں؟

از: رسالہ رابطہ، کچھی میمن جماعت، ممبئی

ہمارے معاشرے کا ایک المیہ یہ ہے کہ ہم نے شادیوں کو ایک مذاق بنا رکھا ہے۔ اسلام میں ازدواج کو محض ایک جسمانی ضرورت کی تکمیل نہیں مانا گیا ہے بلکہ اسے ایک مذہبی حیثیت واہمیت دی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "نکاح میری سنت ہے اور جو کوئی میری سنت سے منحرف ہو، وہ مجھ سے لاتعلق ہے۔"ایک مرد اور عورت کی دائمی رفاقت ایک واضح معاہدے کے ساتھ آغاز ہوتی ہے جسے اصطلاحاً "نکاح" کہا جاتا ہے۔ نکاح کے بغیر ایک مرد اور عورت کا اختلاط گناہ کبیرہ ہے، جو سخت سزا کا مستحق ہے۔

قرآن مجید میں شادی کو ایک مضبوط "اقرار نامہ" کہا گیا ہے۔ اسلام تجرد (غیر شادی شدہ زندگی گزارنا) کو قطعی پسند نہیں کرتا۔ تجرد اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ نکاح میں انسان کی دنیا اور آخرت، دونوں کی بھلائی ہے۔

نکاح کی حلفیہ شکل یہ ہے کہ دلہن کے باپ یا اس کے وکیل کو دو گواہوں کی موجودگی میں یہ اقرار کرنا ہوتا ہے کہ اس نے اپنی دختر یا مؤکلہ کو دلہا کے نکاح وزوجیت میں دیا۔ (اس سے پہلے لڑکی یعنی دلہن وکیل کے روبرو اس نکاح کے لئے اپنی منظوری اور اجازت دے چکی ہوتی ہے۔) دلہا کو یہ اقرار کرنا ہوتا ہے کہ اس نے مؤکلہ کو اپنے نکاح وزوجیت میں قبول کیا۔ اس طرح ایجاب و قبول کے ساتھ یہ معاہدہ گواہوں کی حاضری میں طے ہوتا ہے، اور اس معاہدے کے تحت اسلامی قانون کی رو سے "مہر" مقرر کی جاتی ہے۔ مہر وہ رقم ہے جو دلہا کی طرف سے دلہن کو واجب الادا ہے۔ مہر کی کم از کم رقم ۳۲ گرام چاندی کی قیمت کے مساوی ہے۔ زیادہ سے زیادہ کی حد مقرر نہیں ہے، مگر ایسی بڑی رقم جو دلہا کے لئے ناقابل ادا ہو اور اس نیت کے ساتھ طے کی گئی ہو کہ اسے حقیقتاً دلہن کو ادا ہی نہیں کیا جائے گا، بالکل غلط ہے۔ اگر آدمی استطاعت رکھتا ہو تو مہر کی مسنون رقم (مہر فاطمی) مقرر کرنی چاہئے جو اس وقت سکہ رائج الوقت میں۔ /۱۱۵۰۰ (ساڑھے گیارہ ہزار روپے) ہے۔

شادیوں کے سلسلے میں ہمارا سماجی تجربہ البتہ بالکل دیگر ہے۔ نکاح، جو خدا کی رحمت ہے اور بالکل آسان اور باوقار ضابطہ عمل ہے اسے ہم نے بہت مشکل اور خرچ طلب تقریب بنا کر رکھدیا ہے۔ بسا اوقات ہم اپنی بیٹیوں کے لئے مناسب رشتہ اور پیغام اس لئے کھودیتے ہیں کہ ہمیں ضرورت سے زیادہ چھان بین میں وقت لگ جاتا ہے، یا پھر ہمیں مزید بہتر رشتے کی بے سود توقع ہوتی ہے۔ اس غلطی کا احساس ہمیں اس وقت ہوتا ہے۔ جب بہت تاخیر ہو چکتی ہے اور لڑکی کے لئے مناسب پیغام آنا بند ہو جاتے ہیں۔

ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ہم نے بدقسمتی سے شادی کو غیر ضروری رسومات، خرافات اور بے تحاشہ خرچ طلب تقریبات میں الجھا کر ایک مذاق بنا کر رکھدیا ہے۔ ہم ویڈیو، آرکیسٹرا، ہال کی آرائش، بیش قیمت زیورات وجواہر، ملبوسات وغیرہ پر مجرمانہ فضول خرچ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد غیر ضروری رسمی تقریبات ہوتی

ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور جنہیں ہم نے دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی اپنا رکھا ہے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ ہم نے اپنی شادیوں میں اسلامی سادگی کی مثال پیش کرتے اور دوسری قوموں کے سامنے اسلام کی سماجی، سیاسی اور معاشی زندگی کا نمونہ پیش کرتے۔ ہم ایک طرف تو بے دریغ فضول خرچی کرتے ہیں اور دوسری طرف جہاں ہمیں مخیر اور کشادہ دل ہونا چاہئے وہاں بخیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مہر کی رقم تو ہم بڑی کنجوسی کے ساتھ۔/۱۱۱، /۱۵۱، /۲۵۱، /۷۸۶ یا زیادہ سے زیادہ۔/۱۰۰۱ روپے طئے کرتے ہیں جبکہ دلہا کے ایک جوڑی جوتے پر۔/۱۲۰۰ سے۔/۱۵۰۰ تک بہ آسانی خرچ کرڈالتے ہیں، کیا یہ شادی کا مذاق اڑانا نہیں ہوا؟

اسلام ان تمام فضولیات اور لغویات کو منع کرتا ہے۔ شادیوں میں بے حساب خرچ کرنا ملت پر ایک اقتصادی ضرب لگانے کے مترادف ہے۔ یہ بے کار لٹائی جانے والی دولت پر تو دراصل غریب رشتہ داروں، دوستوں اور مستحق لوگوں کا جائز حق ہے۔ شادی میں ظاہری نمود و نمائش اور دوسروں پر سبقت لے جانے کا اظہار درحقیقت اپنے احساس کمتری کا ہی اظہار ہے۔

شادی کے ذریعے اسلام منشا نہ صرف نو بیاہتا جوڑے کے زندگی کا سکون اور محبت ہے، بلکہ ان کے والدین اور خاندانوں کے لئے بھی رحمت اور یگانگت ہے۔ مگر اس کے برخلاف ہماری شادیوں کے تعلق سے ہماری ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ہم بالکل غیروں کی طرح انا پرست ہوجاتے ہیں۔ اور فریقین اظہار برتری میں مبتلا رہتے ہیں۔ نوجوان مرد اپنے آپ کو اپنی بیوی کا بے تاج بادشاہ سمجھنے لگتا ہے۔ بیوی سے اک ذرا سی چوک ہوئی کہ خاوند طلاق کا حربہ استعمال کرنے کے درپے ہو جاتا ہے اور اس مقدس رشتے کو توڑ کر عورت کو زندہ درگور کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ عموماً مرد کی جانب سے اس طلاق کی وجوہات بچکانہ اور جاہلانہ ہوتی ہیں مثلاً یہ کہ عورت خواہ مخواہ اس سے بحث کرتی ہے یا اس نے ایک اپاہج بچے کو جنم دیا ہے۔ یا اس نے اپنے ماں باپ سے خاطر خواہ رقم فراہم کرکے اپنے خاوند کی مدد نہیں کی۔ اسلامی رو سے دیکھا جائے تو طلاق اسلام کے نزدیک انتہائی ناخوشگوار عمل ہے اور اسلام نے بڑی ہی ناراضگی اور ناپسندی کے ساتھ بعض ناگزیر حالتوں میں روا رکھا ہے۔ میاں بیوی کے مابین کسی بھی صورت میں نباہ نہ ہوسکنے کی آخری اور انتہائی سطح پر ہی اس کا جواز ہے۔ لیکن اگر ہمارے دماغوں میں شر نے جگہ بنا رکھی ہو، عورت کے خلاف تعصب نے ہمارے دلوں میں گھر کر رکھا ہو اور ہم آنکھ سے اندھے اور عقل سے کورے ہو چکے ہوں تو بھلا اسلامی تعلیمات کو بھی ہم صحیح تناظر میں کیا سمجھ سکیں گے۔ ہمارے ذہن شیطان کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ طلاق تو صرف ایک آخری راستہ ہے کہ جب میل ملاپ کی تمام تدابیر ناکام ہو جائیں، صلح صفائی کا کوئی امکان باقی نہ رہے، اور نباہ ناممکن ہو رہے تو بالآخر دو زندگیوں کو جہنم بن کر رہ جانے سے بچایا جاسکے۔ عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ طلاق وہی لوگ دیتے ہیں جو ناخواندہ ہیں، بے شعور اور جاہل ہیں اور خوش اور آسودہ ازدواجی زندگی کے راز نہ سمجھتے ہیں نہ سمجھنا چاہتے ہیں۔

بعض اوقات طلاق کے اسباب عورت سے بھی منسوب ہوتے ہیں۔ کھوکھلی انا یہاں بھی کام کرتی ہے اور مصیبت کا باعث بنتی ہے۔ عورت سوچتی ہے "میں اپنے شوہر سے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں، پھر اس کی کیوں سنوں۔" "میرا باپ، میرے سسرال والوں سے زیادہ امیر ہے، پھر میری ساس مجھ پر کیوں حکم چلائے۔" "میں تو اپنے میکے سے اتنا سارا جہیز لائی ہوں پھر سسرال کا ہر فرد میری عزت و توقیر کیوں نہ کرے۔" وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کے سارے رویے بالآخر براہ راست جھگڑے کا باعث بنتے ہیں اور شادی ناکام ہو جاتی ہے۔

ہمارے نوجوان مردوں اور عورتوں میں مزاج اور کردار کا یہ انتشار اور خامی کا باعث عموماً ابتدائی تربیت کی کمی ہوتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے طرز زندگی کو بدلیں اور اسے اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں ورنہ ہم شادی جیسی مقدس حقیقت کا یوں ہی مذاق اڑاتے رہیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

روز مرّہ کے عمل میں آنیوالے سنت طریقے

سونے کا طریقہ: رات بستر میں سونے جانے سے پہلے وضو کریں۔ بعد مصلّے پر یا بستر پر قبلہ رُخ بیٹھ کر پہلے سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ بعد آیۃ الکرسی، بعد تسبیح فاطمہ ۳۳ مرتبہ، سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر بعد چار قل پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکے اور بدن پر پھیرے اور سونے کیلئے بستر پر جائے سیدھی کروٹ سوئے بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے اور سیدھا ہاتھ سر نیچے رکھیں بعد تہجد کی نماز کیلئے اُٹھنے کی نیت کر کے سونے کی دُعا پڑھ کے سو جائیں۔

سونے کی دُعا: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ

سو کر اٹھنے کا طریقہ و دُعا: بستر پر آنکھ کھلتے ہی کلمہ پڑھ لیں پھر یہ دُعا پڑھیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۔ اٹھنے کے بعد سب سے پہلے دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھوئیں پھر جو کام کرنا ہے کریں۔

پاخانے جانے کی دُعا اور طریقہ: پہلے دُعا پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ الٹا پیر ڈال کر اندر داخل ہوں نکلتے وقت سیدھا پیر پہلے باہر نکال کر باہر آئیں اور پھر یہ دُعا پڑھیں: غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ

کھانا کھانے کا طریقہ اور دُعا: دستر خوان بچھا کر بیٹھ کر کھانا کھائے۔ جب کھانا شروع کریں بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ ۔

کھانا کھانے کے بعد کی دُعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ کھانا کھانے کی دُعا پڑھنے اگر بھول گئے اور بعد یاد آنے پر پڑھنے کی دُعا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ ۔

جب کسی کے یہاں کھانا کھائے تو یہ دعا بھی پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ ۔

جب آئینے میں دیکھے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ ۔

گھر میں داخل ہونے کی دُعا: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ۔ گھر سے باہر نکلنے کی دعا: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔ یہ دُعا پڑھ کر الٹا پیر پہلے باہر نکالے۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعا: پہلے دایاں پاؤں مسجد کے اندر رکھے پھر یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔ مسجد سے باہر نکلنے کی دُعا: مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پیر باہر نکالے پھر یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ۔

صبح شام پڑھنے کی تین تسبیحات فجر اور عصر کے بعد پہلی تسبیح سوم کلمہ کی: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ اس کے پڑھنے سے فرشتے آسمانوں پر اس کے لئے مغفرت و بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔

دوسری تسبیح درود شریف کی: جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ ۔ درود شریف کے متعلق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ایکبار درود شریف بھیجتا ہے تو خداوند تعالیٰ اسکی سو ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ تیسری تسبیح استغفار کی: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ۔ جو اس کو تین بار پڑھے گا اللہ پاک اس کے سارے گناہ معاف فرمادیگا۔

حاصلِ مطالعہ

★ ابراہیم بغدادی، یو، پی

★ لندن کا زیرِ زمین (UNDER GROUND) ریلوے (ٹیوب TUB) نظام دنیا کا سب سے بڑا زیرِ زمین ریلوے نظام کہلاتا ہے جو بعض جگہ ۱۹۱ فٹ گہرائی سے یہ مواصلاتی نظام چلتا ہے۔ ۳۹۳ کیلو میٹر (۲۴۴ میل) لمبے اس ریلوے نظام کے لئے ۳۹۸۵ بوگیوں پر مشتمل ۵۴۷ ٹرینیں مخصوص ہیں، جو دن رات مسافروں کو ان کی منزل تک پہنچانے میں مصروف رہتی ہیں۔
(مقامی معلومات سے)

★ لندن میں مختلف شخصیات کے ۶۸ مجسمے نصب ہیں۔ ڈیوک آف ولنگٹن واحد شخص ہیں جن کے دو مجسمے نصب ہیں۔
(مقامی معلومات سے)

★ برطانیہ میں فی الوقت ۲۷ ملین کاریں چلتی ہیں، جو مقامی اور غیر ملکی ۳۵۰ ماڈلس پہ مشتمل ہیں۔ اور ہر سال دو ملین کاریں SCRAP ہوتی ہیں۔ جبکہ مقامی آبادی ۶ کروڑ کے قریب ہے۔ (مقامی معلومات سے)

★ کیمیکل اور جراثیم کش ادویات کا استعمال مضرِ صحت بھی ہے جو ماحولیات کو بھی پراگندہ اور پُرخطر بناتا ہے، لہٰذا جس کے تدارک میں دیسی (Organic) طریقہ بطور آزمائش سو لیٹر پانی میں پانچسو گرام تازہ لہسن، پچاس گرام ہری مرچ اور پچاس گرام نیم کے تازہ پتے گرائنڈر مشین میں پیس کر اس میں سو گرام صابن پاؤڈر ملا کر کسی بھی موسمی اور غیر موسمی فصل، اور سبزی ترکاری مع پھلوں کی کاشت پر چھڑکاؤ کرنے سے تمام کیڑے مکوڑوں کا صفایا ہو کر صحت مند اور بے ضرر غذا حاصل ہوگی۔ مزید تلخی بڑھانے کیلئے حسبِ ضرورت نیمبولی کا تیل (جو کہ نیم کے بیج سے تیار ہوتا ہے) اور مٹی کا تیل اس مرقع میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

★ ORGANIC کھاد تیار کرنے میں حسبِ ضرورت ایک کھڈے میں گوبر، بھیڑ بکریوں کی مینگنیں، جانوروں کی پیشاب، گھاس پھوس، غیر ضروری پودے، دھان کا بھوسہ، مٹی، اور مرغیوں کی بیٹ وغیرہ کا (COMPOST) زمین میں زرخیزی پیدا کر کے زیادہ فصل اُگاتا ہے۔ HOUSE HOLD WESTE مثلاً آلو پیاز سبزی ترکاری مع پھلوں کے چھلکے، برتنوں کے جھوٹن وغیرہ ایک ڈرم (DRUM) میں جمع کر کے اس میں GEM COMPOST MAKER ملا کر COMPOST تیار کی جاسکتی ہے، جو گملوں، پودوں کی نشو نمائی میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

★ پانچسو برس قبل مسیح "LAC - TZU" اور کنگ فوزی پیدا ہوئے۔ کنگ فوزی یہ فارسی تلفظ ہے۔ اصل چینی تلفظ KUNG FURSE ہے۔ اہلِ یونان نے اسے زیادہ صحت کے ساتھ نقل کیا تھا۔ صرف تبدیلی اتنی کہ "فوسی" کو فوزی بنا دیا لیکن یورپ کی زبانوں نے اسے ایک قلم مسخ کر کے CONFUCIUS بنا ڈالا۔ اس تبدیلی پر خود آج چینی حیران ہیں کہ یہ نام کس زبان کی بولی ہے۔ (بحوالہ کتاب - ام الکتاب تفسیر سورۂ فاتحہ - مولانا آزاد) ••

اسلام کا بنیادی عقیدہ

ہر وہ شخص جو سچے دل سے کلمہ " لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کا اقرار ہے، مسلمان ہے اور جو ایسا نہیں کرتا وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہوتا ہے۔ پہلا شخص اللہ کا محبوب اور اس کی رحمتوں کا مستحق ہوتا ہے اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھلیں گے۔ جبکہ دوسرا شخص اللہ کے غضب کا مستحق ہوتا ہے اور آخرت کے ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی میں اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

یہ ہے وہ اصولی بات جو قرآن کریم نے فرمائی ہے۔

سوچئے، جب سارے ہی انسان اللہ کے بندے ہیں، اسی نے سب کو پیدا کیا ہے اور وہی سب کو پال رہا ہے تو پھر یہ کیا بات ہے کہ صرف "لاالٰہ الا اللہ" اور "محمد رسول اللہ" کے دو جملوں کے اقرار سے آدمی اور آدمی میں اتنا فرق ہو جاتا ہے۔

یہ تو کوئی بھی نہیں مان سکتا کہ ان دونوں جملوں کے الفاظ کو صرف منہ سے نکال دینے میں کوئی ایسا جادو ہے جس سے آدمی اور آدمی میں اتنا بڑا فرق واقع ہو جاتا ہے واضح طور پر یہ فرق صرف ان باتوں کے ماننے اور نہ ماننے کی ہی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے جو ان دونوں جملوں میں بیان کی گئی ہیں۔ جو شخص ان جملوں کا سچے دل سے اقرار کرتا ہے وہ در اصل دو بڑی اہم باتوں کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دونوں باتیں میرے دل میں بیٹھ گئی ہیں۔ اور یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ جب کوئی بات آدمی کے دل میں بیٹھ جاتی ہے تو اس کا طور طریقہ بھی اسی کے مطابق ہو جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ایک ایسے شخص کو لیجئے جسکے دل میں روپے پیسے کی محبت بیٹھی ہوئی ہو اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اس کی گفتگو سے، اسکے معاملات سے، اس کے تعلقات سے، غرض اس کے ہر بات سے آپ یہ محسوس کریں گے کہ یہ مال و دولت کا طلبگار ہے۔ صبح سے شام تک وہ جو دوڑ دھوپ کریگا جس طرح اپنا وقت صرف کریگا، جس طرح کے کاموں میں دلچسپی لیگا، ان سب سے یہی بات ظاہر ہوگی کہ وہ صرف روپے چاہتا ہے۔ روپے کے مقابلے میں نہ اسے تعلقات عزیز ہیں، نہ رشتہ داری کا خیال ہے اور نہ کوئی دوستی کا پاس ہے اسی طرح جن لوگوں کے دلوں میں وطن کی محبت بیٹھ گئی ہو یا جنہوں نے عہدوں اور گدیوں کا حاصل کرنا اپنا مقصد بنالیا ہو یا جن کی نظریں کچھ علمی کارنامے انجام دینے پر جم گئی ہوں آپ دیکھیں گے ان کی ساری زندگی اسی کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوگی۔ ان کا اُٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، سب کچھ اسی مقصد کے لئے جسے انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔

اب آیئے ان دونوں جملوں کا مطلب، اور ان کے اندر بیان کی جانے والی دونوں اہم باتوں کو سمجھئے جن کا اقرار آدمی کو کافر سے مومن، ناپاک سے پاک اور جہنمی سے جنتی بنا دیتا ہے ان جملوں کے ذریعے انسان جن دو باتوں کا اقرار کرتا ہے ان میں سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا میں کسی اور کو خدا اور معبود نہیں مانتا، اور دوسری بات یہ ہے کہ "حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔ جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کو خدا نہیں مانتا تو اس کا مطلب

یہ ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک پیدا کرنے والا صرف اللہ ہے
۔اسکے سوا کوئی اور ایسا نہیں جس نے کسی کو پیدا کیا ہو۔یا پیدا
ر سکتا ہو۔وہی سب کا مالک، پروردگار اور اصل حاکم ہے۔
س کے سوا کوئی دوسرا مالک نہیں کوئی دوسرا حاکم نہیں کوئی
وسرا روزی دینے والا نہیں، کوئی دوسرا دعاؤں کا سننے والا،
قبول کرنے والا نہیں، کوئی دوسرا ایسا نہیں کہ انسان سا کی
بندگی کرے، یہ دنیا نہ تو آپ سے آپ بنی ہے، اور نہ اس
کے بنانے والے بہت سے ہیں۔اس کا بنانے والا صرف ایک
اللہ ہے وہی سارے جہان کا مالک ہے، یہاں جو کچھ ہے اسی کا
ہے۔موت اور زندگی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ مصیبت ہو یا
آرام، سب کچھ اسی کی طرف سے ہوتا ہے۔وہ دینا چاہے تو
کوئی روک نہیں سکتا، وہ نہ دے تو کوئی دلا نہیں سکتا۔وہی
اس قابل ہے کہ انسان اس سے ڈرے اور اس کی ناخوشی سے
بچے، اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے، اسی کے آگے سر
جھکائے، اس کی بندگی کرے، کیونکہ وہ اس کے سوا کسی کا بندہ
نہیں ہے، اس ایک ہستی کے سوا اس کا مالک اور آقا نہیں۔
اس لئے انسان کا اصلی کام یہ ہے کہ اس کا اور صرف اسی کا
حکم مانے اور اس کے بتائے ہوئے قانون پر چلے۔

سوچئے کہ یہ اقرار کتنا بڑا اقرار ہے۔اور جب یہ اقرار
دل سے کیا جائے تو زندگی پر اس کا ایسا کچھ اثر پڑنا چاہئے۔
جب ایک شخص نے سوچ سمجھ کر یہ اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا
وہ کسی کو الٰہ اور معبود تسلیم نہیں کرتا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ
وہ پھر بھی اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا حقیقی آقا اور مالک مانے
اور یہ سمجھے کہ وہ میری بگڑی بنا سکتا ہے، میری ضرورتیں
پوری کر سکتا ہے، میری مشکلیں دور کر سکتا ہے، میری
فریادیں سن سکتا ہے یا مجھے کسی طرح کا نفع یا نقصان پہنچا سکتا
ہے۔اب تو اسکے دل میں خدا کے سوا کسی اور کا ڈر بیٹھ ہی
نہیں سکتا، نہ وہ کسی اور پر بھروسہ کر سکتا ہے اور نہ کسی سے
امیدیں باندھ سکتا ہے کیونکہ وہ تو اقرار اس بات کا کر چکا ہے
کہ قدرت اور حکمرانی صرف اللہ کے لئے ہے اور سارے
اختیارات اسی کو حاصل ہیں اس لئے اب وہ دوسروں کو نفع و
نقصان پہنچا سکنے والا کیسے خیال کر سکتا ہے؟

اسی طرح جب یہ یقین دل میں اچھی طرح بیٹھ جائیگا
کہ اللہ کے سوا کوئی اور مالک اور معبود نہیں ہے تو پھر یہ
نہیں ہو سکتا کہ انسان اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کرے،
کسی اور کے سامنے نذرانے اور نیازیں پیش کرے، کسی اور
کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو، سر جھکائے اور سجدہ کرے
یا کسی کو کوئی ایسی تعظیم کرے جیسی تعظیم مشرک اپنے بتوں
اور دیوتاؤں کی کرتے ہیں۔اس اقرار اور یقین کے بعد وہ اللہ
کے سوا نہ کسی سے دعا مانگے گا، نہ کسی کی پناہ ڈھونڈھے گا اور
نہ کسی کو مدد کے لئے پکارے گا کیونکہ اس کی نظر میں اللہ کے
سوا کوئی دوسرا ایسا ہے ہی نہیں جس کا حکم چلتا ہو، جو دعائیں
سنتا ہو جو پناہ دے سکتا ہو یا آڑے وقت میں کام آسکتا ہو
ایک انسان دوسرے انسان کی جو مدد کرتا ہے، وہ بالکل الگ
چیز ہے۔

اس اقرار و یقین کا ایک لازمی نتیجہ اور ضروری تقاضہ
یہ بھی ہے کہ آدمی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو دنیا جہان کا
مالک نہ سمجھے، اس کے سوا کسی کا یہ حق تسلیم نہ کرے کہ وہ
جو چاہے حکم دے سکے یا کسی کام سے روک دے یا اپنے طور پر
جیسا چاہے قانون بنائے کیونکہ جب سارے جہان کا مالک
اللہ ہے تو اسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بندوں کو جیسا
چاہے حکم دے اور ان کے لئے قوانین بنائے اور بندوں کے
لئے صحیح طریقہ صرف یہ ہے کہ وہ اسی اصل مالک کے احکام
اور قوانین کی پیروی کریں، اور کسی ایسے قانون کو صحیح نہ

سمجھیں جو اللہ کے حکم سے آزاد ہو کر بنایا گیا ہو۔

اتنا ہی نہیں، کلمہ ''لاالٰہ الا اللہ'' کا اقرار کرنے کے بعد آدمی اپنی مَن مانی بھی نہیں کر سکتا کہ جو اس کا جی چاہے، وہ کرتا پھرے۔ اسے اپنی خواہشوں اور پسند و ناپسند کو خدا کی مرضی کا تابع بنانا پڑے گا۔ جب اس نے اس حقیقت کو مان لیا کہ کوئی چیز اس کی اپنی ہے ہی نہیں، یہاں تک کہ اس کی اپنی جان بھی اصل میں اس کی اپنی نہیں ہے، بلکہ اللہ ہی کی ملکیت ہے اور اس کی تمام قوتوں کا اصل مالک اللہ ہے اور یہ ساری چیزیں اسے امانت کے طور پر دی گئی ہیں تو اب وہ کسی چیز کو اس کے اصلی مالک۔۔۔ اللہ تعالیٰ۔۔۔ کی مرضی کے خلااف استعمال نہیں کر سکتا، اسے تو یہ ساری چیزیں اور قوتیں دی ہی اس لئے گئی ہیں کہ وہ انہیں دینے والے خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ چنانچہ ایک دن اسے خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اس بات کا جواب دینا ہے کہ اس نے اِن بخشی ہوئی امانتوں کو کس طرح استعمال کیا؟ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ اس نے ان امانتوں سے اپنی مرضی یا اپنے جیسے دوسرے انسانوں کی مرضی کے مطابق کام لیا ہو؟ اگر ایسا ہوا تو وہ خدا کے سامنے نافرمان ٹھرے گا اور سخت سزاؤں سے دوچار ہو گا۔

کلمہ ''لاالٰہ الا اللہ'' کے اقرار کے بعد ہم ایسی چیز کو پسند نہیں کر سکتے جو اللہ کو ناپسند ہو۔ اور کسی ایسی چیز کو ناپسند نہیں کر سکتے۔ جو اللہ کو پسند ہو۔ ہماری ساری دوڑ دھوپ صرف اس لئے ہونی چاہئے کہ ہم اپنے اللہ کے فرماں بردار ٹھریں اور اس کی خوشنودی حاصل کر لیں۔ اس غرض کے لئے زندگی کے ہر معاملے میں ہمیں صرف ایک ہی بات دیکھنی ہوگی کہ اس کے بارے میں اللہ نے کیا ہدایت دی ہے۔ اخلاق میں، برتاؤ میں، رہن سہن میں، کھانے پینے میں، کاروبار میں، کمانے اور خرچ کرنے میں، قانون بنانے اور حکومت کرنے میں، غرض زندگی کے ہر معاملے میں ہمیں اللہ کے بتائے ہوئے راستے ہی پر چلنا ہو گا۔ اور صرف اسی قانون کو صحیح اور جائز سمجھنا ہو گا جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ بھی ہو گا، ضروری ہے کہ اسے غلط سمجھیں، غلط کہیں، رد کر دینے کے قابل ٹھہرائیں اور زندگی کے میدان سے اُسے ہٹا دینے کی کوشس کریں۔

''لاالٰہ الا اللہ'' کے بعد دوسرا جملہ جس کا ہم اقرار کرتے ہیں ''محمد رّسول اللہ'' کا ہے۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اللہ کے ان بے شمار پیغمبروں میں سے آخری پیغمبر ہیں، جو شروع ہی سے، مختلف ملکوں اور قوموں میں برابر آتے اور اللہ کے بندوں تک اس کا دین پہنچاتے رہے ہیں۔ اور آپ کے ذیعہ جو دین آیا وہ اللہ کا سب سے آخری، سب سے کامل، اور سب سے جامع دین ہے، سب کے لئے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس دین کی جو ضرورت تھی وہ بالکل واضح ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کا خالق، مالک، پروردگار اور حاکم و معبود ہے تو ضروری ہے کہ اس کے احکام اور اس کی ہدایات ہمیں پوری طرح معلوم ہوں اس کے بندے اس بات سے واقف ہوں کہ ان کا معبود اور آقا ان سے کیا چاہتا ہے، وہ کیا کرے اور کیا نہ کریں، وہ کن کاموں سے خوش ہو گا اور کون سے کام اسے پسند نہیں ہے۔ وہ راستہ کون سا ہے جس پر چل کر ہم اس کی رضامندی حاصل کر سکتے ہیں اور آخرت میں اس کی بخششوں اور نعمتوں کے مستحق بن سکتے ہیں۔ اور وہ راہیں کون سی ہیں جن سے بچ کر چلنا ضروری ہے تاکہ اس کی ناخوشی اور عذاب سے ہم محفوظ رہ سکیں۔ یہی ضرورت تھی جسے پورا کرنے کے لئے اللہ نے اپنے دوسرے پیغمبروں کی

طرح حضرت محمد ﷺ کو بھی اپنا پیغمبر بنایا اور آپ کے ذریعے اپنی مرضی سے ہمیں آگاہ فرمایا اور اس غرض کے لئے اپنی کتاب قرآن مجید ہمارے پاس بھیجی۔ جس کے مطابق زندگی بسر کر کے آپ ﷺ نے ہمیں بتادیا کہ اللہ کے بندوں کو کس طرح زندگی بسر کرنا چاہئے۔ اس لئے حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے کا مطلب یہ کہ ہر اس بات کی پیروی کی جائے جو اللہ کے رسول نے ہمیں بتائی ہو اسی قانون پر چلا جائے جو اللہ کے رسول نے ہمیں دیا ہے، اسی طرح اللہ کی بندگی کی جائے جس طرح اللہ کے رسول نے بتائی ہے۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے انکار یا ان کے کسی حکم کو صحیح تسلیم نہ کرنا ایمان کی نہیں بے دینی کی بات ہے ہمارا فرض یہ کہ ہم ہر اس حکم کے آگے سر جھکا دیں جس کے بارے میں ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے یا ہر اس بات سے دور رہیں جس کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اس سے روکا ہے۔ کسی چیز کو اس وقت تک قبول نہ کریں جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین اور آپ صلعم کی سنت کے مطابق ہے، اور ہر اس بات کو ٹھکرا دیں جو اس کے خلاف ہو۔

یہ ہے کلمہ "لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا مطلب اور یہ ہیں اس پر ایمان لانے کے ضروری تقاضے۔ اس کلمے کو سچے دل سے ماننے والا انسان اللہ کا مخلص بندہ اور حضرت محمد ﷺ کا مکمل پیرو ہوگا اور اس کی پوری زندگی اللہ کی مرضی اور اسکے دین کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوگی جبکہ اس کلمہ پر ایمان نہ رکھنے والا اللہ کا باغی ہوگا۔ دنیا میں ان دونوں قسم کے انسانوں کے راستے الگ الگ ہوں گے۔ اس لئے آخرت میں دونوں کے انجام الگ ہی الگ ہوں گے۔۔۔ پہلا شخص اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کا وفادار ہونے کیوجہ سے اس کی رحمت و مغفرت کا مستحق ہوگا جبکہ دوسرا انسان باغی اور منکر ہونے کی وجہ سے اس کے غضب اور عذاب کا سزاوار ٹھہرے گا۔☆☆

نقش کوکن

اردو زبان
قطعات

(کوثر انصاری بمبئی)

وہ زباں جس کی نہیں کوئی نظیر
وہ زباں جس کا نہیں کوئی جواب
سارے عالم میں مچی ہے جس کی دھوم
ما سوا "اردو" نہیں کوئی جناب!

- اضلاع کوکن، گجرات، کیرالا اور مدراس کے باشندوں کا قابلِ اعتماد ادارہ۔
- بیرونِ ملک سفر کرنے اور ملازمت چاہنے والوں کی رہنمائی کے لئے۔
- پاسپورٹ، امیگریشن، ٹکٹوں کی بکنگ اور غیر ممالک میں سفر نیز ملازمت و روزگار کیلئے ہماری خدمات حاصل کیجئے۔

TRAVEL AGENTS
(Recognised by Govt of India)
Ministry of Labour
REGD No BOM/PART/100/3/560/84

31, SHARIF DEVJI STREET, BOMBAY-400 003

پتہ: ۳۱، شریف دیوجی اسٹریٹ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

مرتب: فاروق رحمٰن

ڈاکٹر ذاکر نائیک

انٹرویو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حسن کمال

حسن کمال ڈاکٹر ذاکر نائیک ا آئی آر ایف ہو یا خود آپ کی ذات۔ دونوں نے بہت کم عرصے میں اپنے آپ کو ایسا بنادیا ہے کہ ان کے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ ممبئی میں کیبل ٹی وی پر آپ کے پروگرام پیش ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی پڑھے لکھے طبقے میں آپ کا نام پہنچ چکا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے آپ سب سے پہلے احمد دیدات سے متاثر ہوئے اور انھیں ماڈل بنا کر اپنے آپ کو develope کیا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر احمد دیدات کے مشن کو آپ نے کتنا آگے بڑھایا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک الحمد اللہ۔ ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ آپ نے سچ فرمایا۔ سب سے پہلے میں احمد دیدات سے inspire ہوا۔ وہ ۱۹۸۷ء میں ممبئی آئے تھے اور وہی وہ وقت تھا جب میں طبی پیشے سے دعوت کے میدان میں داخل ہوا۔ پہلے میں دعوت کا کام جزوقتی طور پر کیا کرتا تھا لیکن بعد میں میں نے اسے کل وقتی طور پر اپنالیا۔ مجھے مریضوں کا جسمانی علاج کرنے سے زیادہ لطف انھیں روحانی سکون دینے میں آنے لگا۔ شیخ احمد دیدات دعوت کے میدان میں ایک نئی طرز کے موجد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے اس میدان میں آڈیو اور ویڈیو کا استعمال کر کے دعوت کی تحریک کو ایک نیا انداز بخشا۔ انہی کی وجہ سے مجھے تحریک ملی۔ انھوں نے مجھے کہا تھا کہ بیٹا، جس طرح میں نے عیسائیت کا مطالعہ کر کے اس میں مہارت حاصل کرلی اس طرح تم بھی ہندو مذہب، جین مذہب اور بدھ مذہب کا مطالعہ کر کے اس میں مہارت حاصل کیوں نہیں کر لیتے تاکہ اس کی مدد سے ہم دیگر مذاہب کے لوگوں میں موثر طریقے سے دعوت کا کام کر سکیں۔ میں نے ان کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے۔ نہ صرف عیسائیت کا مطالعہ کیا بلکہ ہندو مذہب، جین، مذہب بدھ مذہب اور دیگر مذاہب کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور حقائق تک پہنچنے کی کوشش کی۔ تمام مذاہب کا تقابلی جائزہ لیا۔ اور اس طرح احمد دیدات کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو صحیح راستہ دکھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

حسن کمال ڈاکٹر ذاکر نائیک احمد دیدات کو کافی پسند کیا جاتا اور سراہا جاتا ہے۔ خاص طور پر مسلمان انھیں بہت چاہتے ہیں۔ غیر مسلم بھی انھیں بہت پسند کرتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی احمد دیدات کافی جارحانہ ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ اس بات سے متفق ہیں۔ اور آپ نے کس حد تک ان کے اس انداز کو اپنانے کی کوشش کی۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک · میں آپ کی بات سے متفق ہوں۔ جب میں نے دعوت کے کام کا آغاز کیا تو میں نے کافی نرم لہجہ اختیار کیا تھا۔ میں نے احمد دیدات سے اس تعلق سے پوچھا کہ انکل اتنے Aggressive کیوں ہو جاتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا تھا کہ میں Aggressive نہیں ہوں بلکہ میں مجاہد ہوں۔ انھوں نے بتایا کہ شیطان

سے لڑنے کے دو راستے ہیں ایک مقدس پانی کے ذریعے اور دوسرا آگ کے ذریعے۔ میں نے آگ کا انتخاب کیا ہے۔ ان کے یہ جواب مجھے بہت اچھا لگا تھا۔ میں نے ابتدا میں نرم رویہ اختیار کیا تھا۔ میڈیکل کالج کے زمانے میں بھی نرمی اختیار کر کے دیکھی تھی لیکن اس کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ مجھے کامیابی کیوں نہیں مل رہی ہے۔ اس کے بعد میں نے اپنا رویہ بدل کر دیکھا۔ جس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ لیکن بعد کے سالوں میں مجھے احساس ہوا۔ عجز وانکسار سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں ہے۔ جب اسٹیج پر سے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہو تو بات کا لہجہ نرم ہی رکھنا چاہئے۔ آپ میرے آج کے اور سات آٹھ سال پہلے کے آڈیو ویڈیو کیسیٹ دیکھیں گے تو آپ میرے لہجے کے فرق کو بخوبی محسوس کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی ایک داعی کو VERSATILE ہونا چاہئے۔

حسن کمال کیا آپ سمجھتے ہیں عجز وانکسار نے آپ کی مدد کی ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک مجھے کافی مدد ملی۔ میں سمجھتا ہوں کہ عجز وانکسار کافی اہم ہیں۔ دعوت کے کام میں ہمارا سابقہ غیر مسلموں سے پڑتا ہے کبھی کبھی وہ لوگ بہت aggressive ہو جاتے ہیں۔ میں اکثر ایسے موقعوں پر نرم رویہ اختیار کر لیا کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ جب میں بھیونڈی میں دعوت کا کام کر رہا تھا۔ جیسے ہی میں تقریر کرنا کھڑا ہوا۔ لوگوں نے میرے خلافت نعرے لگانا شروع کر دیے۔ کہ ڈاکٹر نائیک اسلام کا پروپیگنڈہ کرنا چاہتے ہیں۔ بات اتنی آگے بڑھ گئی کہ بھیونڈی میں تیسرا فساد برپا ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا۔ لوگ کافی برہم ہو گئے تھے۔ میں نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ میں نے وہاں پر موجود لوگوں کے سوالات کے فرداً فرداً جوابات دیے۔ انھیں اپنی باتوں سے مطمئن کیا۔ وہاں پر موجود مہمانِ خصوصی ڈاکٹر مورانی نے کہا کہ گذشتہ ۵۰ برسوں میں انھوں نے سینکڑوں تقاریر سنیں۔ ہندو لیڈروں کو سنا، مسلمان لیڈروں کو سنا، عیسائی لیڈروں کو سنا۔ لیکن آج تک کسی لیڈر نے اتنا متاثر نہیں کیا۔ ڈاکٹر ذاکر نیک نے آج ڈاکٹر رادھا کرشن کی یاد تازہ کر دی۔ اور اس طرح ایک بہت بڑا فساد ہوتے ہوتے ٹل گیا۔ اور اس پروگرام میں میں نے غیر مسلموں کا دل جیتا۔ نرمی برتنا اچھی بات ہے بہت اچھی بات ہے۔ لیکن کبھی کبھار ہمیں یہ بھی جاننا چاہئے کہ جارحانہ کیسے ہونا چاہئے۔ کیونکہ شیر جب تک غرائے گا نہیں لوگوں کو پتہ نہیں چلے گا کہ وہ شیر ہے۔ اس لیے میرے خیال سے کبھی کبھی احمد دیدات کے انداز کو بھی اپنانا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہمیں جان لینا چاہئے کہ ہمیں کن کن کمواقع پر جارحانہ انداز اپنانا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں versatile بھی ہونا چاہئے۔ شیخ احمد دیدات اپنے انداز بیان کے موجد تھے۔ اور انھیں اس میں مہارت حاصل تھی۔ اور انھوں نے اپنے عہد کے حساب سے بالکل صحیح اندازِ بیان اپنایا تھا۔ کیونکہ اس وقت اسلام ایک بہت بڑے حملے کی زد میں تھا۔ عیسائی تبلیغی جماعتیں مسلمانوں کو راغب کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ دیدات کی حیثیت اس وقت یک نفری فوج کی سی تھی۔ میرے خیال سے انھوں نے چند دہائیوں پہلے جو کام کیا وہ

بہترین تھا۔ وہ تنہا ہوتےہوئے بھی عیسائی مبلغوں کے سامنے ڈٹے رہے۔ لیکن اب دعوت کے میدان میں کافی لوگ سرگرم عمل ہیں اس لیے وقت کے لحاظ سے ہم مختلف انداز اپنا سکتے ہیں۔ حالانکہ اسلام پر حملے اب بھی جاری ہیں مگر اب انھوں نے اپنی حکمت عملی تبدیلی کردی ہے اور اب ہمیں بھی اپنی حکمت عملی تبدیل کرلینی چاہئے۔ میں شیخ احمد دیدات کے انداز بیان سے متفق ہوں۔ آج بہت سے لوگ مذہب اسلام قبول کررہے ہیں ان میں بہت سے عیسائی بھی ہیں میں ایک بار پھر کہوں گا کہ داعی کو versatile ہونا چاہئے۔ اور نرم رویہ بھی اختیار کرنا چاہئے۔ اور آج بین الاقوامی سطح پر جو داعی کام کررہے ہیں ان میں انکساری نظر آتی ہے۔

داعی میں انکساری کے ساتھ ساتھ ایک بات اور ہونی چاہئے وہ یہ کہ جب وہ سامنے والے سے بات کرے تو اسے لگنا چاہئے وہ ایک شیر سے بات کررہا ہے اگر میں ذرا چھیڑوں گا تو بھڑک اٹھے گا۔ لیکن ضرورت ہو اسے جارحانہ انداز بیان بھی اپنانا چاہئے خاص طور پر بحث مباحثہ کے وقت اگر سامنے والا غلط معلومات دے رہا ہے۔ تو اس قوت ہمیں اسے اس کی غلطیوں کا بھی احساس دلانا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت مجبوراً ہمیں ایسا کرنا پڑتا ہے۔

ایک بار شکاگو میں اسی طرح کا مباحثہ منعقد کیا گیا تھا جس کا عنوان ہے قران اور بائبل سائنس کی روشنی میں "بحث میں حصہ لینے والا شخص پی ایچ وی تھا اور اس نے قرآن کے خلاف ایک کتاب لکھی تھی جس میں اس نے قران میں تقریباً تیس سائنٹفک غلطیاں نکال کر بتائی تھی۔ (نعوذ باللہ) وہ کتاب بہت جلد مقبول ہوگئی اس نے اسے انٹرنیٹ کے ذریعے ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ لوگ اس کتاب کو اسلام کے خلاف استعمال کرنے لگے اگر قرآن میں سائنٹفک غلطیاں ہیں تو پھر قرآن خدا کی کتاب کیسے ہوسکتی ہے۔ جب مباحثہ ہوا تو نہ صرف یہ کہ میں نے اس کے نکالی ہوئی غلطیوں کو غلط ثابت کیا بلکہ میں نے بائبل میں سے تقریباً چالیس سائنٹفک غلطیاں نکل کر بتادیں۔ اور میں نے اس عیسائی سے کہا کہ میرا مقصد تمہیں ذلیل کرنے کا یا degrade کرنے کا نہیں تھا۔ چونکہ یہ ایک اکیڈمک مباحثہ تھا اس لیے مجھے میرا پیپر تو پیش کرنا ہی تھا۔ اور میں نے وہی کیا۔ تو اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ انکساری اور نرمی اچھی بات ہے۔

حسن کمال آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ہندوستان میں دو نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک نظریہ اسلام کے تعلق سے پایا جاتا ہے اور ایک نظریہ مسلمان کے تعلق سے پایا جاتا ہے اور ان نظریات کی تخلیق میں ہمارے میڈیا کا بھی ہاتھ ہے۔ چونکہ آپ دعوت کا کام کررہے ہیں آپ کو پتہ ہوگا کہ ان دونوں نظریات میں کافی تضاد پایا جاتا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مسلمان خود ان نظریات کی تخلیق کے ذمہ دار ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک میں آپ کے بات سے متفق ہوں کہ ان نظریات کے لئے مسلمان خود ذمہ دار ہیں۔ اس لیے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کو پرکھنا ہو تو قرآن اور صحیح حدیث کے مستند ذرائع سے اسے پرکھا جاتے۔ مسلمانوں کو دیکھ کر اسلام کو نہ پرکھا جائے کیونکہ مسلمان بذات خود اسلام کی تعلیمات پر ہو سکتا ہے صحیح طریقے

سے عمل نہ کر رہے ہوں۔اور مسلمانوں پر بھی یہ الزام اس لیے ہے کہ بہت سے مسلمان اور قرآن اور حدیث کی تعلیم سے ناواقف ہیں۔اگر مسلمان خود قرآن اور حدیث کو سمجھیں گے تو کافی تبدیلیاں آسکتی ہیں۔ میرے لیکچرس دونوں کے لئے ہوتے ہیں مسلمانوں کیلئے بھی اور غیر مسلموں کے لئے بھی۔ میں مسلمانوں کو بھی اسلام کے تعلق سے صحیح تعلیم دینا چاہتا ہوں۔کیا صحیح ہے کیا غلط ہے عورتوں کے حقوق اور اسی طرح کی دوسری باتیں۔ میں جانتا ہوں کہ جب میں دعوت کا کام کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو میں واضح کر دیتا ہوں کہ میں یہاں مسلمانوں کی حمایت کے کھڑا نہیں ہوا ہوں بلکہ میں یہاں اسلام کے بارے میں بولنے کے لئے کھڑا ہوں جس کی بنیاد قرآن ہے۔اور مسلمانوں کو تعلیم یافتہ ہونا چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہر لیکچر کے بعد ایک سوال جواب کا سیشن رکھا جاتا ہے۔ ورنہ عام طور پر مختلف مذاہب کی مذہبی تقاریب منعقد کی جاتی ہیں لیکن اس کے بعد سوال جواب کا سیشن نہیں رکھا جاتا۔ ہمارے پروگرام ہمیشہ سوال جواب کا سیشن رکھا جاتا ہے۔ صرف لیکچر دینا بہت آسان ہے آپ نے چند باتیں رٹ لیں اور اسی کو دہرادیں۔ سوال جواب سیشن کی وجہ سے لوگوں کا تجسس بڑھتا ہے۔اور مقرر کی بھی آزمائش ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہندوستان اور بمبئی کے مسلمانوں میں کافی خوشگوار تبدیلیاں وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔

حسن کمال.لوگ کہتے ہیں کہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن آپ کا نشانہ یا تو اعلی طبقے کے لوگ ہیں یا اعلی متوسط طبقے کے لوگ ہیں لیکن نچلے طبقے کے ان مسلمانوں کو آپ کی تحریک سے کوئی فیض نہیں پہنچ رہا ہے۔جو صحیح معنوں میں اسلام کی تعلیمات سے ناواقف ہیں جیسا کہ آپ خود مسلمانوں کے تعلق سے بتا چکے ہیں۔آپ کہاں تک اس بات سے متفق ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک میں جزوی طور پر اس بات سے متفق ہوں کہ میرے لیکچرس دانشور طبقے کے لئے ہوتے ہیں ۔کیونکہ اس طبقے کی سوچ کی وجہ سے بھی اسلام کو کافی نقصان پہنچ رہا ہے۔کیونکہ جب اس طرح کے طبقے کے بچے جب اسکول جاتے ہیں اور انھیں غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ قرآن اور سائنس تضاد ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے میں بھی شرم محسوس کرتے ہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ اسلام ایک out dated مذہب ہے۔ چودہ سو سال پرانا۔شراب پینا منع ہے۔ سور کا گوشت کھانا منع ہے۔ اسلام میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ سب دقیانوسی باتیں ہیں۔ اسی لئے ہم ان لوگوں کے درمیان کام کرتے ہیں اور ان لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرتے ہیں اور انھیں سمجھاتے ہیں کہ قران سائنس سے بہت برتر ہے۔غیر مسلموں میں بھی ہم نے دعوت کے کام کے لئے دانشور طبقہ کو ہی چنا ہے ویسے بھی پورے ہندوستان میں ایسی سینکڑوں تنظیمیں ہیں جو عام آدمی کے لئے کام کر رہی ہیں لیکن ایسی چند ہی تنظیمیں ہیں جو دانشور طبقے کیلئے کام کر رہی ہیں ویسے بھی قرآن میں بھی لوگوں کے سردار یا سربراہ تک دعوت اسلام

پہنچانے کی تلقین کی گئی ہے۔ پھر چاہے وہ مسلمان یا غیر مسلم۔ لیکن ہم نے سماج کے دوسرے طبقوں کو بھی meglect نہیں کیا ہے۔ دانشور طبقے کے لوگوں ایک قسم کی سمجھداری بھی پائی جاتی ہے وہ بات کو جلد سمجھ جاتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ وہی لوگ جب اسلام کو out- dated مذہب کہتے ہیں تو ہم ان کے نظریات کو تبدیل کرتے ہیں۔ دوسری بات کہ ہماری ایک چھوٹی سی تنظیم ہے اور ہم ہر چیز نہیں کر سکتے ۔ اور ہندوستان میں ڈیڑھ کروڑ سے بھی زیادہ مسلمان ہیں تو ہم ہر ایک تک نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لئے ہم نے دانشور طبقہ کو چنا ہے جو بذات خود ایک اچھی خاصی تعداد میں موجود ہے۔ لیکن ہم کسی حد تک عام آدمی تک بھی اپنی بات پہنچانے کی کوشش کررہے۔ اب ہمارے لیکچرس اردو بھی ہورہے ہیں چونکہ میں انگریزی میں بات کرتا ہوں۔ اسلیے سب سے پہلے میں نے ایک چھوٹے طبقے کو چنا پھر دھیرے دھیرے دوسروں تک پہنچنے کی کوشش کی۔ انشاء اللہ اب میری انگریزی کیسٹیس اردو میں ڈب ہونے جارہی ہیں۔ اب ایک طرح کی بیداری آرہی ہے۔ لوگ اردو کیسیٹس سے بھی فیضیاب ہوناچارہے ہیں۔ دوسری تنظیموں کے ساتھ ایک طرح کی ہم آہنگی پیدا ہورہی ہے۔

حسن کمال: میرا آخری سوال۔ داعی کے طور پر آپ کس حد تک اپنے مشن میں کامیاب ہوئے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک: تمام کامیابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ کام کرنا میرا کام ہے، نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ مجھ سے یہ پوچھیں گے کہ کیا میں مطمئن ہوں تو میں کہوں گا میں مطمئن نہیں ہوں۔ لیکن چھوٹے سے وقفے میں ہم نے بہت سا کام کرلیا ہے میرے اس کام میں میرے والد ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب نے میرا پورا پورا ساتھ دیا پہلے تو انھوں نے کہا تھا کہ تم ایک مذہبی تنظیم شروع کرنے جارہے ہو تمہیں کامیابی نہیں ملے گی۔ میں نے انھیں کہا آپ اتنا پیسہ باہر دیتے ہو تھوڑی سی رقم مجھے بھی دے دیجئے۔ انھوں نے پھر کہا تم کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور اب دس سال کے بعد میں ان سے متفق ہو چکا ہوں۔ لیکن میں اللہ کا شکر گزار ہوں۔ نہ میں کسی دارالعلوم میں کیا اور نہ ہی میں نے کو باقاعدہ مذہبی تعلیم لی۔ لیکن الہ نے ہر ہر قدم پر مدد کی۔ ہم نے quaity پر دھیان دیا۔ ہم quality میں یقین رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالی کی مدد سے دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہے ہیں لوگ ہمارے کام کو پسند کررہے ہیں لیکن اگر آپ مجھے یہ پوچھیں گے کہ کیا میں مطمئن ہوں کہ میں مطمئن نہیں ہوں۔ میں اس سے سوگنا زیادہ کام کرنا چاہتا ہوں اللہ نے چھوٹے سے عرصے میں اسلامک ریسرچ فاونڈیشن کو کافی نوازا ہے۔

حرف دانش

وہ دولت جو بطالت سے حاصل کی جاتی ہے، گھٹ جاتی ہے اور محنت سے فراہم کردہ بڑھے گی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

ماں کی گود زمینی جہنّم بنتی جارہی ہے!

اے۔ حمید وہوروتی
چیمور۔ ممبئی

تعلیم ایک فرد کی ہویا پوری قوم کی تعلیم سے ہی دنیااور آخرت میں سرخروئی انسان حاصل کرسکتا ہے۔اسی لئے دیگر مذہب کی طرح اسلام نے تعلیم پر خصوصی توجہ دیکر تعلیم کو فرض بھی قراردیا ہے۔یہ فخر صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسلام نے مبذول کرائی ایسی تاکید کسی دوسرے مذہب کے سربرہ اور قائد نے نہیں دی ہے۔یہ سچ بھی ہے کہ اس ترقی یافتہ مسلمان جدید تعلیم حاصل کئے بغیر ترقی یافتہ قوم کی صف میں شامل نہیں ہو سکتے ہیں۔ملت اسلامیہ میں لاکھوں کروڑں بچے ایسے ملیں گے جو کسی نہ کسی طرح سے تعلیم حاصل نہیں کرپائے ہیں۔زمانے کی رفتار کے مطابق نہ چلنے والے یہ بچے جب بڑے ہوکر دوسری قوموں کے بچوں کو علم وہنر کے مختلف شعبوں میں شہرت اور دولت کی بلندو بالد چوکھٹ پر دیکھتے ہیں تو افسوس کے ساتھ شکوے اور شکایت بھرے لہجے میں اپنی کوتاہیوں اور غفلت سے نظریں چرا کر کبھی حکومت وقت تو کبھی اپنے حالات کا رونا روتے نظر آتے ہیں۔جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تعلیم سے ہزاروں میل کی دوری اختیار کر کے اپنا پورا بچپن ادھر ادھر کی آوارگی اور شرارتوں میں گذارنے والے یہ بچے جتنے بڑے گنہگار ہوتے ہیں اس سے زیادہ اس کے والدین مجرم کہلانے کہ حقدار ہیں۔خاص کر ماں کو اگر موردالزام بنایا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ایک اندازے کے مطابق مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے نوے فیصد لوگ ملیں گے جو گھر کی غلط تعلیم وتربیت کے زیر سایہ بربادیوں کی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔اس سلسلے میں یہ نقش کوکن

بات قابل غورہیکہ جب ماں کی گود ہی علم کی خوشبو سے خالی پائی جائیگی تو بچہ تعلیم سے دلچسپی کااظہار کیسے کریگا۔بچہ جب بڑاہوتا ہے تو ماں باپ اپنے بچے کو بڑے لاڈوپیاراور حسین خوابوں کو آنکھوں میں بسا کر اسکول میں داخل توکرادیتے ہیں مگر تعلیم سے ناواقفیت اوراپنی جہالت کے جال میں الجھ کر بچے کو آگے بڑھنے کے لئے یااپنے سنہرے مستقبل کی تعمیر میں کوئی موثراور کارگرمدیاسہارہ دینے سے قاسر رہتے ہیں۔نتیجے میں بچہ ابتدائی دنوں میں لڑکھڑا جاتا ہے۔ تعلیم سے اسکا دل اچاٹ ہو جاتا ہے۔ایسا اسلئے ہوتا ہے کیونکہ جب وہ اسکول جاتا ہے تواس کووہاں تعلیمی ماحول ملتا ہے وہی بچہ جب ماں کی گود میں آکر سر رکھتا ہے تواسکوایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلول اور گھر کے ماحول میں یکسانیت نہیں ہے۔اس کے برعکس اگر ماں باپ تعلیم یافتہ ہو تو بچے کو اسکول اور گھر میں کوئی اجنبیت محسوس نہ ہوتے میں بچہ تعلیمی حصار میں جکڑنے میں اپنے آپ کو مطمئن محسوس کریگا۔

افسوس تواس بات کا ہے کہ "جہالتی گروہ" کی تعداد بڑھانے والوں میں مسلمانوں کی اکوریت ہے۔مطلب یہ کہ وہ قوم جس کو خیرامت کہا گیاہو' جس قوم کواقوام عالم کی رہبری اور پاسبانی کہ لئے منتخب کیا گیا ہو۔اسی امت مسلمہ میں جہالت مثل موسم چھاجائے۔ہے نہ تعجب کی بات؟

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ پوری امت مسلمہ پر جہالت کے گھنگھور بادل چھائے ہوئے ہیں۔ شکرالحمداللہ ملت اسلامیہ میں دھیرے دھیرے تعلیمی تناسب بڑھ رہاہے۔ مگر

بڑھتے ہوئے اس تناسب کو اطمینان بخش کہنا درست نہیں۔ کیونکہ بات کسی ایری گیری قوم کی ہوتی تو ہم خوشی کے ڈھول بجاتے مگر جب بات خیر امت مسلمانوں کی ہوتی ہو تو یہ بات تو شرم کی ہے مٹھی بھر نصرانی تعلیمی میدان میں مثل طوفان چھائے ہوئے ہیں۔ آج اگر نصرانیوں کو نظر انداز کر دیا جائے یا پھر وہ ہمیں نظر انداز کر دیں تو ہمارا تعلیمی توازن ہی بگڑ جائیگا۔ ہے آج کوئی دوسری قوم جو تعلیمی میدان میں عسائیوں سے مقابلہ کر سکے؟ جبکہ اہل علم کی سرداری اور قیادت کا حق تو صرف امت مسلمہ کو ہی حاصل ہونا چاہئے تھا۔ ابھی وقت گذرا نہیں ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی آنکھیں کھول لیں اور دوسری قوموں کی علم کی دلچسپی سے سبق حاصل کر کے اپنے بچوں کو زیور علم سے سنوارنے کا عمل شروع کر دیں ورنہ تعلیم سے دوری ہمارے مستقبل کو تاریک کرتی جارہی ہے۔ جہالت کی کالی آندھی اگر ہماری قوم کے گرد اسی طرح چلتی رہی تو ہم پسماندہ تو کہلائیں گے ہی مگر ساتھ ساتھ ہماری نسلوں کو حسرت ویاس کی ڈگر پر چلنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ کیونکہ جہالت ہی کفر کی جانب بھی لے جا سکتی ہے۔ کفر کے ہولناک عفریت سے بچنے کے لئے ہماری قوم کے بچے بچے کو دینی اور دینوی تعلیمیافتہ ہونا اشد ضروری ہے۔ تعلیم کی حقیقت سے غافل ہمارے بھائی بہن یہ کیوں نہیں سوچتے تعلیم سے غفلت کا ہی یہ ثمر ہیکہ ہمارے بچے ماں باپ کی لاپرواہی سے' بے توجہی سے اسلول چھوڑ دیتے ہیں پھر وہ دوبارہ پلٹ کر اسکول کا رخ نہیں کرتے۔ بچوں کو تعلیم کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا مگر والدین کی تعلیم کے تئیں سرد مہری سے یہی نونہالان قوم کسی گیرج، کسی ہوٹل، یا کسی رکشہ کو چلاتے نظر آتے ہیں۔ یہی نہیں کچھ بچے تو ماں باپ کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برے راستوں پر نکل پڑتے ہیں۔ کچھ شراب خانوں میں ،چند مٹکے کے اڈے کی رونق بڑھا کر قوم وملت کے لئے رسوائی کا سامان بنتے نظر آتے ہیں۔ جہاں تک باپ کا سوال ہے کہ اس کا چھٹکارہ یہ کہ کر ہو سکتا ہے کہ وہ معاشی گتھیوں کو سلجھانے کا ذمہ دار ہے۔ مگر ماں اس مسئلے پر اپنا دامن کسی قیمت پر بچا نہیں سکتی ہے۔ ماں کی گود کیسی ہونی چاہئے یہ تو ماں کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر ماں اولاد کی صحیح پرورش کرے، زیور علم کے ساتھ اخلاقی اصولوں سے اپنے بچے کو نکھارتی رہے تو یہی نوائندہ بچہ بڑھ کر دنیا اور آخرت میں سربلندی اور سرخروئی حاصل کر کے نہ صرف اپنے لئے بلکہ پورے سماج، پورے ملک قوم اور خاندان کیلئے راحت کا سامان بنکر ماں کی گود کو گلزار ہونے کی مند دلا سکتا ہے۔ جبکہ ماں کی ذراسی غفلت، ذراسی بے توجہی نے کے دماغ میں گمراہی، لادینی، سماج ذمہ داریوں سے غفلت، تعلیمی ومعاشی امور میں بیزارگی کے اثرات ابھار کر ماں کی گود کو ایک ایسے مقام پر کھڑا کر سکتا ہے جہاں ماں کی گود کو "زمینی جہنم" ہی کہا جاسکتا ہے۔

یقیناً تعلیم ہی انسان کو انسان بناتی ہے۔ تعلیم کے سلسلے ماں اور باپ کی ذمہ داریوں کی مثال اس طرح بھی دی جاسکتی ہے کی باپ کی تعلیم کو خاندان اور معاشرے کی تعلیم کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ ماں کی تعلیم فرد واحد کے لئے نہیں بلکہ پورے خاندان کو دائرہ تعلیم وہنر سے واقف کراتی ہے۔ شاید اسی لئے ماں کی اہمیت کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح بلند وبالا کیا ہیکہ اس کی گود تو دور کی بات ہے اس کے قدموں میں جنت دکھائی گئی ہے۔ اب بھی اگر عورت اپنی اہمیت نہ سمجھنے کے ساتھ تعلیم وتربیت سے منہ موڑلے تو یہ باعث

افسوس تو ہوسکتی ہے قابل فخر تو نہیں ہوسکتی۔ آج بھی وقت ہیکہ ہماری ملت کی خواتین اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور اپنی آنکھیں کھلی رکھکر کچھ ایسی تدابیر کریں کہ جس سے ان کے نونہالوں کی آنکھیں جہالت اور گمراہی کی دلدل کو دیکھنے سے محروم رہ کر صرف اور صرف اطاعتِ والدین ،فہم حقوق و معاشرہ کے ساتھ اطاعت خداوندی اور تعلیمات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر رکھکر اپنے مستقبل کو سنہرا اور تابناک بنائیں۔ ہمارے اس عمل سے بچہ کو تو مستقبل میں آرام و آسائش کے تمام ذرائع نصیب ہوں گے ہی مگر اس اکیلئے فردِ واحد کی خوشحالی اور اخلاقِ نوازی سے پورے خاندان اور پوری ملت مسلمہ کے ساتھ پوری قوم کو فیض کے دریا میں غوطہ لگانے کے مواقع نصیب ہوتے رہیں گے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو بچہ کے سنہرے مستقبل کی تعمیر پر ہر کوئی صرف ماں ہی کی تعریف کو تا نظر آئے گا۔ ورنہ بصورت دیگر ماں کی گود کو ''گلزار'' نہیں بلکہ ''زمینی جہنم'' سے یاد کیا جائے گا۔

☆☆☆

ٹائٹنک TITANIC

(یوسف احمد ساونت۔ دابھٹ، رتناگیری)

دنیا میں ہر چیز ایک نہ ایک دن فنا ہونے والی ہے کیونکہ یہ دنیا خود ہی فانی ہے یہاں ہر شئی، ہر انسان ہر جاندار، چرند پرند، نباتات اور حیوانات اور سب بے جان چیزوں کو فنا ہونا ہے۔ پھر دنیا کا وہ مشہور بحری جہاز جس کا نام ''ٹائٹنک'' ہے وہ بھی اس حقیقت سے کیونکر مستثنیٰ ہو سکتا ہے اور کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ کبھی نہیں ڈوبے گا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ڈوب کر ہی رہ گیا۔

ٹائٹنک ایک بہت بڑا اور نہایت خوبصورت مسافر بردار بحری جہاز تھا جس کا کوئی ہم سر نہیں تھا اس جہاز میں انسان کی ضرورت کی ہر شئے موجود تھی۔ اور ہر طرح کے عیش و عشرت کا ساز و سامان موجود تھا۔ ایک دن وہ ساؤتھمٹن سے نیویارک کے لئے روانہ ہوا اس جہاز پر کل تین ہزار مسافر موجود تھے۔ جہاز پوری رفتار سے بحیرہ اٹلانٹک کی موجوں کو تیرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اپنے مقام سے نکل کر اسے ابھی تین راتیں اور تین دن گذرے ہی تھے کہ چوتھی رات کو ایک بڑا بھیانک حادثہ اس کو پیش آیا۔ جہاز ایک بڑی برفانی چٹان کو ٹکراتے ہوئے گذرنے لگا جس کی وجہ سے جہاز کا اگلا اور نچلا حصہ کٹتے چلا گیا۔ جہاز میں پانی بھرنا شروع ہوا جب اس بات کا علم جہاز کے عملہ کو ہو گیا تو وہ بھونچکارہ گیا اور جہاز کو بچانے کی کوشش میں لگ گیا۔ جہاز میں چار انجن لگے تھے چاروں کے چاروں انجن بند کر دیئے گئے۔ چونکہ جہاز کا نچلا حصہ کافی کٹ چکا تھا، جہاز کا اگلا سرا سمندر کی تہ کی طرف جھک گیا اور جہاز پیچھے سے کھڑا ہو گیا تمام مسافروں کی جان بچانے کی فکر میں ایک خوفناک بھگدڑ مچ گئی۔ جہاز زندگی بچانے کے لئے جو کشتیاں ہوتی ہیں وہ بھی بہت کم تھیں۔ اب باری باری ایک ایک کشتی بھر کر لوگوں کو جہاز سے باہر نکالا جانے لگا۔ جہاز میں پانی بڑی تیزی کے ساتھ بھر رہا تھا اب جو لوگ اندر جہاز میں تھے ان کو باہر اوپر کے عرشے پر آنے میں دقت ہو رہی تھی بہت سارے اندر کے اندر ہی پھنس گئے اور وہیں پر ڈوب گئے تین ہزار مسافر اور عملہ کے آٹھ سو لوگ جبکہ جان بچانے والی کشتیاں صرف دس بارہ؟ آخر کار کئی لوگ پانی میں کود کر تیرتے تیرتے کسی لکڑی کے سہارے بچ گئے۔ بہت سارے تو ڈوب کر ہی مر گئے۔ رفتہ رفتہ پورا جہاز غرقاب ہو گیا۔ ☆☆

کون بنے گا شان پتی

ازل سارنگوی

ماھنامہ نقش کوکن پچھلے ۳۸ سالوں سے قارئین کو کن کی معلومات فراھم کرتا آیا ھے مندرجہ بالا عنوان کے تحت ان کی معلومات آزمانے کی ادنی سی کوشش کی گئی ھے۔ ان سوالوں کے جوابات اسی شمارہ میں کسی اور صفحہ پر دئے گئے ھیں دیکھئے اور اپنی سان بڑھائیے امید کہ قارئین کو یہ سلسلہ پسند آئیگا۔

سوال نمبر۱۔ درج ذیل اداروں میں مراٹھی ذریعہ تعلیم کاہائی اسکول کون ساہے۔؟

(الف) سراج الاسلام ہائی اسکول فردس

(ب) سکشن پر سارک منڈلز ہائی اسکول راجے واڑی

(ج) آدرش ہائی اسکول کرجی (د) نوجیون ہائی اسکول سوندال

سوال نمبر ۲۔ کوکن کی درج ذیل شاعرات میں ضلع رتنا گیری کس کا آبائی وطن ہے۔؟

(الف) صابرہ سرور (ب) عائشہ مسرور (ج) نور جہاں نور (د) صفیہ انکولوی

سوال نمبر ۳۔ کوکن کے درج ذیل شعراء میں درس و تدریس سے کس کا تعلق نہیں رہا۔؟

(الف) اختر راہی (ب) شرف کمالی (ج) ناچیز قیصری (د) محمود الحسن ماہر

سوال نمبر۔ ۴ درج ذیل ڈاکٹروں میں P H D کس نے نہیں کی؟

(الف) ڈاکٹر نظام الدین گوریکر (ب) ڈاکٹر عبد الکریم نائیک (ج) ڈاکٹر خیر الدین خطیب (د) ڈاکٹر یونس اگاسکر

سوال نمبر ۵۔ کوکن کے درج ذیل شعراء میں پہلا صاحبِ دیوان شاعر کون؟

(الف) قیصر رتناگیروی (ب) بدیع الزمان خاور (ج) فیضی نظام پوری (د) شرف کمالی۔

سوال نمبر ۶۔ کوکن کی درج ذیل ممتاز ہستیوں میں صحافی کون نہیں تھا؟

(الف) معین الدین حارث (ب) جرمن پرکار (ج) آئی بی سید (د) ابراہیم فطرت۔

سوال نمبر ۷۔ درج ذیل کوکنی حضرات نے اپنے پیشہ میں ذمہ دارانہ خدمت انجام دیکر نیک نامی حاصل کی بتایئے ان میں آرکٹیکٹ کون ہے؟

(الف) عبد الوہاب ہاپکر (ب) عبد الوہاب دھنسے (ج) عبد الوہاب دلوی (د) عبد الوہاب سرنگر۔

سوال نمبر ۸۔ کوکن کی سماجی افق پر چمکنے والے روشن درج ذیل روشن ستاروں میں ضلع رائے گڈھ کس کا وطن ہے؟

(الف) فقیر محمد لالہ (ب) فقیر محمد سنگرار (ج) فقیر محمد ہیٹاؤکر (د) فقیر محمد مستری۔

سوال نمبر ۹۔ کوکن کے کس باشندہ کو حکومت نے مجاہد آزادی تسلیم کیا؟

(الف) بال پاٹکر (ب) جرمن پرکار (ج) آئی بی سید (د) تائی حارث

سوال نمبر ۱۰۔ کوکن کے کس باشندہ کو International Man of the year کے اعزاز سے نوازا گیا؟

(الف) کیپٹن فقیر محمد جولے (ب) آئی بی سید (ج) ڈاکٹر

عبدالکریم نائیک (د) غلام مصطفیٰ فقیہ

سوال نمبر ۱۱۔ NKF کے سکریٹری ۸۳ سالہ جناب ابراہیم سندیلکر نے ملازمت سے سبکدوشی کے بعد مہاراشٹر کالج ممبئی، انجمن اسلام ممبئی وغیرہ اداروں میں ایڈمنسٹریٹیو خدمات انجام دی ہیں مگر وہ سبکدوش کس سروس سے ہوئے؟

(الف) ممبئی پورٹ ٹرسٹ (ب) مجگاؤں ڈاک
(ج) ممبئی ٹیلی فون (د) سنٹرل ٹیلیگر آفس

سوال نمبر ۱۲۔ ۱۹۷۲ء میں جب ماہنامہ نقش کوکن جاری ہوا اس وقت اُس کے مدیر کون تھے؟

(الف) عبدالحمید خان بوریے (ب) ڈاکٹر نائیک
(ج) عثمان حسین خان (د) قیصر رتناگیروی

سوال نمبر ۱۳۔ ساحل کوکن پر مسافر برداری کرنے والے جہازوں میں ریورس جانے والا جہاز پیرواڑی کے پاس ڈوب گیا وہ کون سا تھا؟

(الف) چندراوتی (ب) سینٹ انتھونی (ج) شوبھنا
(د) رام داس

سوال نمبر ۱۴۔ رتناگیری کے ہاپوس (آم) مشہور ہیں شریوردھن کی کیا چیز مشہور رہی ہے؟

(الف) سوکھی مچھلی (ب) دھان (چاول) (ج) سپاری (د) امرود (جوابات ۳۳ صفحہ پر)

(جوابات ۳۳ صفحہ پر)

فرمانِ رسول ﷺ

☆ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلق رکھے۔
☆ چغلخور جنّت میں داخل نہ ہوگا۔
☆ مسلمان بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اسکو قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)

"خیر الامت"
بننے کا طریقہ

بابری مسجد شہید کرنے والے بجرنگ دل کے چیف کمانڈر شیو پرشاد نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اس کا اسلامی نام محمد مصطفیٰ رکھا گیا ہے۔اس نے پاکستان کے دورے کا بھی اعلان کیا ہے ۔ اس خبر کی تفصیل پیش کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ یہ تمام اردواخبارات میں شائع ہوئی ہے، لیکن انگریزی پریس اور انٹر نیشنل میڈیا میں یہ خبر نہیں اائی ، اس سے خبر کی صداقت اور حقیقت کے بارے میں کچھ گمان کیاجاسکتاہے۔ لیکن یہ خبر صحیح ہے تواس سے ہماری رہنمائی فریضہ تبلیغ کی طرف ہوتی ہے کہ ہمیں کسی فردیاگروہ کے بارے میں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ،اور بد سے بدتر رویہ رکھنے والے لوگوں کے سامنے بھی ہمیشہ دین پیش کرنا چاہئے کہ عمر بن خطاب کی طرح کے دشمن دین نے بھی جو اپنی بہن کو قتل کرنے کے ارادے سے چلے تھے، ان کی زبان سے قرآن کی آیات سن کر اثر قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابہ میں شامل ہوگئے۔اسلام کی تاریخ ہے کہ اس کو طاقت کٹر دشمن افراد اور اقوام سے حاصل ہوئی ،اور جو کبھی دشمنی میں اشد تھے وہ اسلام کی محبت اور حفاظت میں اشد ہوگئے ۔ اس کی ایک مثال اقوامِ ترک اور تاتاری ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں پر حملے کرکے ان کی سلطنت کو تاراج کیا لیکن انہیں فاتحین نے مفتوحین کا مذہب اسلام اختیار کیا اور مسلمانوں کی فوجی شکست ان کی ثقافتی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ لینن نے جو خالص اقتصادی سوچ اور فلسفہ کا قائل تھا ، کلچر کی اہمیت کو تسلیم کیاہے اور لکھاہے کہ اگر فاتح قوم کسی اعلیٰ تہذیب وثقافت کے بغیر ہو تو وہ مفتوح قوم کا کلچر اختیار کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ لینن کے اس فلسفہ تاریخ سے بھی یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ دنیا میں اصل جنگ فوجی لڑائی نہیں ہوتی ہے بلکہ ثقافت کا مقابلہ ہوتا ہے ، اور مسلمانوں نے اپنے دورِ عروج میں جو ثقافتی برتری حاصل کی تھی اس کا اثر دورِ زوال میں بھی دیکھا گیا ہے۔ مولاناابوالحسن علی ندوی مرحوم نے کیاخوب بات لکھی ہے کہ خدا کی مشیت ہر دور میں مسلمانوں کے جسد ملی میں نیاخون کرتی رہی ہے اور اس سے ملتِ اسلامیہ کو نئی توانائی حاصل ہوتی رہی ہے،اس لئے آج بھی ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے اور فریضہ تبلیغ ادا کرنا چاہئے۔ خدا ہی کو معلوم ہے کہ آئندہ اسلام میں نیا خون جرمنوں کا ہوگا یا جاپانیوں کا ، ممکن ہے کہ امریکیوں کا بھی ہو جو عالمِ اسلام سے دشمنی پر کمر باندھ چکے ہیں ، اللہ ان کو بھی راہِ ہدایت دے سکتا ہے ، اور ہمیں ہدایت پیش کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں برتنی چاہئے۔

امام غزالیؒ نے لکھا تھا کہ ہمارے زمانے کے کافر مشرک خدا کے سامنے بری الذمہ قرار پائیں گے کہ ان کے سامنے مسلمانوں نے اسلام پیش نہیں کیا اور ان کی جگہ مسلمان آخرت میں پکڑے جائیں گے کہ انہوں نے اسلام پیش کرنے کا فرض کیوں ادا نہیں کیا۔

مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم نے بھی لکھا ہے کہ تمام حجت سے پہلے تکفیر نہیں ہو سکتی، کسی قوم کو کافر قرار دینے سے پہلے اس کے سامنے اسلام کو اس طرح پیش کرنا کہ حجت تمام ہو جائے، ضروری ہے اور جب تک امتِ مسلمہ تبلیغ کا فرض ادا کرتی رہی اسے دینِ اسلام کے لئے نئے نئے خادم ملتے رہے، لیکن جب اس فریضہ کو ترک کر دیا گیا تو غیروں کو اپنا بنانے کا سلسلہ بھی رک گیا، بلکہ اپنوں میں ہی تفرقہ پڑ گیا اور جنگ و جدل شروع ہو گئی۔ یہ جو ہم آج مسلم معاشرے میں طرح طرح کے تعصبات کا ابھار دیکھتے ہیں، وہ اس لئے ہے کہ ہم ایک دعوتی گروہ نہیں رہے جو دنیا کو کسی اعلیٰ نظریے اور نظامِ زندگی کی دعوت دیتا ہو۔ ہم دنیا میں اپنی اس ممتاز حیثیت کو فراموش کر کے دیگر غیر مسلم قوموں کی طرح ایک ''قوم'' ہو گئے جو نسلی یا وطنی بنیاد پر استوار ہوتی ہے۔ دنیا کی دیگر اقوام کے لئے نسلی، لسانی اور وطنی حیثیت ٹھیک ہے، لیکن امتِ مسلمہ کی اصل حیثیت یہ نہیں تھی اور ہم فریضہ تبلیغ کو فراموش کر کے اپنے درجے سے گر گئے اور کسی بین الاقوامی عالمی تحریک کا عنوان بننے کی بجائے قومیتوں کے گندے نالے میں گر پڑے ہیں۔ قوم اور قومیت کے اپنے امتیازات، مفادات اور تقاضے ہیں، انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اور مسلمان کوئی آسمانی مخلوق نہیں ہے جو ارضِ کثافت سے پاک صاف ہو، لیکن وہ اپنے آسمانی مذہب کے داعی ہوں تو ان کی یہ حیثیت بقیہ تمام حیثیتوں پر غالب ہوتی ہے اور دنیا بھی اس غالب حیثیت کے آگے سر جھکانے پر مجبور ہوتی ہے۔

اسوقت دنیا میں دینِ اسلام کو پیش کرنے کا ایسا بہترین موقع ہے جو ہمیں تاریخ میں کبھی حاصل نہیں تھا۔ عرب تاجر جو دور دراز کے علاقوں میں پہنچتے تھے اسلامی مبلغ بھی ہوتے تھے۔ آج مسلمان چار دانگ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان غیر مسلموں کے درمیان رہ رہے ہیں جو اپنے ماحول اور طرزِ حیات سے پریشان ہیں اور کسی نئے نظامِ حیات کی طلب اور پیاس رکھتے ہیں۔ اگر غیر مسلم دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمان اپنے کاروبار اور اپنی ملازمتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی دعوت کو بھی لوگوں تک پہنچانے کا عزم کر لیں تو خدا کی طرف سے ان کی کوشش کی تائید ہو سکتی ہے اور غیب سے ایسے ساماں پیدا ہو سکتے ہیں کہ اسلام کی کھیتی پھر سے سرسبز اور شاداب ہو جائے، اور ہم جو غیروں سے کہیں زیادہ ایمان و اخلاق کی بربادی کے مظہر ہیں، صحیح معنوں میں دنیا کو خیر الامت نظر آئیں۔ امریکا اور یورپ کو ہم لادین کہتے ہیں لیکن اپنے دین کے لئے ان کی مشنری خدمات کا عشر عشیر بھی ہم پیش نہیں کر سکتے، بلاشبہ ان کے وسائل بہت زیادہ ہیں، لیکن جو اہلِ ایمان ہیں اور دنیا کو ایمان کی راہ پر چلانے کا عزم رکھتے ہوں ان کے لئے وسائل غیب سے پیدا ہوتے ہیں اور شیو پرشاد کی طرح کے دشمنِ اسلام بھی مصطفیٰ بن سکتے ہیں۔ ضرورت اپنے دعوتی منصب کو پہچاننے اور اپنے فریضہ تبلیغ کی طرف لوٹنے کی ہے۔

مرسلہ ''رسالہ رابطہ''
کچھی میمن جماعت ممبئی

عبدالکریم عابد

تبصرہ

نام تصنیف سید ابوالحسن علی ندویؒ نمبر

مرتب نوائے ادب سہ ماہی (جولائی تا ستمبر ۲۰۰۰ء

مدیر ڈاکٹر آدم شیخ

تبصرہ نگار عبدالحمید ح۔ مہسکر

طابع وناشر انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ ممبئی ا

کے زیر اہتمام ادبی پرنٹنگ پریس، بائیکلہ ممبئی ۸

تصنیف کے مندرجات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد ایک مبصر کے لئے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کی کیا نوعیت اور ، قعت ہو گی۔

مرتب و مدیر ڈاکٹر آدم شیخ کا اداریہ بعنوان "موت العالم موت العالم" مرحوم مولانا سید ابوالحسن علی میاں الحسنی ندوی کے حق میں اس اعتراف کا ضامن ہے کہ مولانا در صحیح معنوں میں عالم تھے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا ان کی علمی قابلیت و اہلیت کی معترف ہے۔ اور ان کے لئے یہ اعزاز کیا کم ہے کہ ان کو حرم پاک کی کلید برداری کا شرف حاصل تھا۔ ظاہری طور پر بھی یہ کیا کم ہے کہ مولانا ندوۃ العلماء لکھنؤ میں کم و بیش چالیس سال تک ناظم اعلیٰ کے جلیل القدر عہدے پر فائز رہے۔

مولانا کی رحلت کے بعد منعقدہ ایک سیمنار کے مضامین و مقالات کی بنیاد پر یہ نمبر ترتیب دیا گیا ہے۔ ان مضامین نویس اور مقالہ نگار ان کی فہرست اس کے صفحہ اول کے مندرجات سے عیاں ہے۔ الغرض اس سے عیاں ہے کہ نمبر کس پایہ کا ہو گا۔ یہ فہرست ۲۱ علماء و فضلاء کی آئینہ دار ہے۔ آور وہ مولانا کی سوانح حیات اور علمی تحریر اور قدر و منزلت کی عکاسی کرنے کے لئے کافی ہے۔

اس فہرست میں مدیر محترم آدم شیخ، مولانا سید رابع حسنی ندوی، ڈاکٹر تقی الدین ندوی، مولانا محمد سالم قاسمی، مولانا سید واضح رشید ندوی، مولانا محمد حنیف علی، ڈاکٹر محسین عثمانی، پروفیسر محمد اجتبا ندوی، ڈاکٹر شاہ، شاد عثمانی، مولانا ضیاء الدین اصلاحی، خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی، مولانا ابو ظفر حسان ندوی، ڈاکٹر سید کلب صادق، تسیم طارق، عمیر الحسن ندوی، محمد عبدالرحیم قریشی، پروفیسر ظفراحمد نظامی، پروفیسر خورشید احمد، عبدالرزاق ندوی، ڈاکٹر شفیع شیخ، مولانا بدرالدین، اجمل قاسمی اور ایوب واقف جیسے بحر علم و ادب کے غوطہ خوران نے مولانا کی علمی و ادبی اہلیت اور ان کے سوانح حیات پر نہ صرف روشنی ڈالی ہے بلکہ ان کا پورا ایکس رے کر ڈالا ہے۔ اور اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ ایک صحیح عالم کی موت واقع ہوئی ہے اور وہ در حقیقت ایک پورے عالم کی موت ہے۔

نائیک انڈسٹریز کو کل ہند سطحی قومی صنعتی انعام کا اعزاز صدر ہند کے ہاتھوں انعام دیا گیا ہے

رتناگیری کے مقبول و معروف ترقی کے درجہ کمال تک پہنچے ہوئے نائیک انڈسٹریز کو "مرین اینڈ سی فوڈس پروسینگ انڈسٹری سیکٹر" یعنی بحری غذائی صنعت کے دائرہ عمل میں بہترین کارکردگی کے لئے ۹۸۔ ۱۹۹۹ء کا قومی سطحی صنعتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

یہ صنعت سمندری مچھلیوں اور خصوصی طور پر جھینگوں کو جدید ترین سائنسی طرز عمل سے پیک کر کے یا ڈبہ بند کر کے اور بیرونی ممالک اور خاص طور پر یورپ، امریکہ اور جاپان جیسے اعلیٰ معیدی ممالک کو برآمد کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سے ہندوستان کو نہ صرف زر مبادلہ ملتا ہے بلکہ اس کی وقعت اور شہرت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

۲۴ اگست ۲۰۰۰ء کے دن نئی دہلی کے وگیان بھون میں منعقد تقسیم قومی

ی انعامات کی تقریب کے موقع کو بھارت کے صدر جناب عالی کے آر نارائین نے بطور مہمان خصوصی اپنی موجودگی و شرکت سے اعزاز بخشا۔ اور متعلقہ صنعتکاروں کو ایوارڈ سے نوازا۔
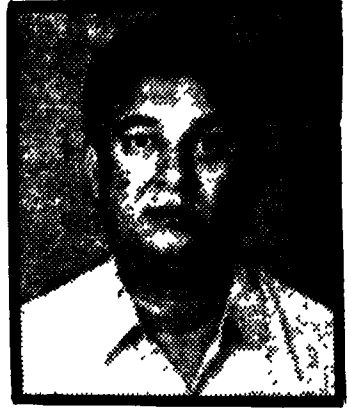
س تقریب کے موقع پر وزیر مملکت برائے تجارت و صنعت ارسالی مارن، وزیر زراعت شری نیش کمار، مرکزی کابینہ وزیر برائے کیمیائی اشیاء و کھاد شری سریش پربھو، اور مرکزی وزیر مملکت برائے صنعت میوہ جات شری چوبہ سنگھ موجود تھے۔

نائیک انڈسٹریز کے منتظم اعلیٰ جناب رفیق نائیک اس تقریب تقسیم ایوارڈز کے موقع پر بذات خود حاضر رہ کر اس "قومی صنعتی انعام" کو حاصل کیا۔

مذکورہ انڈسٹری میں انتہائی قدر و منزلت کے تسلیم شدہ اس ایوارڈ کو نائیک انڈسٹریز کے حق میں اعلان کئے جانے پر اس انڈسٹریز کے دیگر نامور، مشہور و معروف صنعتکاروں کی جانب سے نائیک انڈسٹریز کو مبارکباد اور اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا جارہا ہے۔

محمد امین کھنڈوانی

لوک شاہی سرکار نے مہاراشٹرا قلیتی کمیشن کے لئے صحیح فرد کا انتخاب کیا ہے محمد امین کھنڈوانی حقیقت میں اسی عہدہ کے حقدار تھے جہاں تک محمد امین کھنڈوانی نے بیسویں صدی کے پانچویں دہے میں ماہم سوشل ورکرس گروپ نائٹ ہائی اسکول قائم کیا تھا جو اردو میڈیم کے ان طلباء و طالبات کے مستقبل کو سنوارنے کا ذیعہ بن گیا جو ملازمت پیشہ تھے۔ محمد امین کھنڈوانی انگریزی پڑھاتے تھے علاوہ ازیں حضرت مخدوم ماہمی کے دس روزہ عرس کے دوران نظم و نسق قائم رکھنے کی بھی وہ ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ کھنڈوانی نے ممبئی کارپوریشن میں ۷۵ء سے ۷۸ء تک عوامی مسائل پر لگن کے ساتھ مسلم مسائل پیش کیا جب بھی مسلم مسائل پیش ہوئے انہوں نے نہایت دیانتداری اور بے باکی کے ساتھ مسلم مسائل پر آواز بلند کی۔ یہ بات جرأت مندانہ کہی جاسکتی ہے۔ کہ جب ۷۲ء میں وہ کاپوزیشن میں پارٹی لیڈر تھے اور اردو اسکولوں میں وندے ماترم پڑھنے کو لازمی قرار دینے کی تجویز پیش ہوئی تو باوجود اس کے کہ شیو سینا عروج پر تھی انہوں نے پارٹی کی پرواہ نہیں کی۔ کھنڈوانی نے وندے ماترم کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ ان ہی کی قیادت میں ۸۳ء سے ۸۶ء کے دوران ۱۹ منزلہ حج ہاوس تعمیر ہوا۔ حالانکہ اتنے طویل رعصہ تک کھنڈوانی حج کمیٹی کے کوٹہ سے حج نہیں کیا۔ اس قدر صاف ستھرے کردار کا انتخاب اقلیتی مسائل پر فعال شخص کا تقرر ہے اور لوک شاہی سرکار کے اس انتخاب پر نہ صرف مسلمان بلکہ دلت عیسائی اور دیگر اقلیتوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوک شاہی سرکار اقلیتی کمیشن کے چرمین کی سفارشات کو عملی جامہ پہنائے اقلیتوں کے دلوں کو فتح کرنے میں کامیابی ہوگی۔ اقلیتی کمیشن کا مقصد بھی پورا ہوگا۔

شخصیات

جناب امین صاحب نے یہ عام خیال کہ ایک صحت مند، اور عقلمند ہی اپنے قوم کی خدمت انجام دے سکتا ہے، خیال خام ثابت کردیا ہے۔

اس حقیقت کی ایک مثال ہیلن کیلر جیسی بہری اور اندھی عورت ہے جس نے دنیا بھر میں بطور سماجی خدمتگار اپنی شہرت کا سکہ منوایا۔

اسی طرح ہی جناب امین بھی جسمانی طور پر معذور تھے۔ وہ اپنی آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے اس کے باوجود انہوں نے اہل کوکن اور دیگران کی بری خدمت انجادی۔

خصوصی طور پر تعلیمی میدان میں ان کی دلچسپی کو ان کے دوستوں اور حامیوں نے ہی سراہا، قدر کی نگاہ سے دیکھا اور داد تحسین سے نوازا۔

جناب امین صاحب خطہ کوکن کے موضع کالستہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ چپلون کھاڑی کے کنارے واقع ہے اور شہر چپلون سے قریب ہے۔ قدرتی منار سے محیط اسی خوبصورت سرزمین میں انہوں نے اردو ہائی اسکول کے قیام کو عملی جامہ پہنایا۔ اب اس کا مہاراشٹر کے اردو ذیعہ تعلیم کے ممتاز ہائی اسکولوں میں شمر ہوتا ہے۔

اس تعلیمی مرکز کے متعدد طلباء نے آگے چل کر اپنی ناموری اور شہرت کا لوہا منوایا۔ محمد امین نے بطور قومی رہنما اور سرپرست اپنے کام کو تن من دھن اور انتہائی جانفشانی سے انجام دیا۔ اس سلسلہ میں ان کو قرب وجوار کے قریوں اور موضعوں کے چکر کاٹنا پڑتا تھا تاکہ مدرسہ قلتار ہے اور اس کی ترقی ہو۔ اسی سلسلہ میں ان کو بسا اوقات بمبئی کے دورے کرنے پڑتے تھے۔ ان کو اسی تعلق سے کئی بار جنوبی افریقہ کے دوروں پر جانا پڑا۔

محمد امین صاحب
مقام وپوسٹ کالستہ
تعلقہ چپلون، رتناگیری

سچ ہے کہ محمد امین صاحب طلباء، اساتذہ، والدین، سرپرست اور عوام کے دوست، فلسفی اور ایک سچے رہنما تھے۔

وہ کوکن بینک کی چپلون شاخ کے اوّلین ڈائریکٹر تھے۔ ان کا نرم وگداز کلام اور ان کی ملنساری عوام کے متعدد مسائل کے حل کرنے میں جادو کا اثر رکھتے تھے۔

محمد امین نے اپنی ایک نظیر قائم کی ہے۔ نئی نسل کو لازم ہے وہ ان کی تقلید کریں اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر خطہ کوکن میں تعلیم کو مزید فروغ دیں۔☆☆☆☆

کون بنے گا شان پتی کے **جوابات**

سوال نمبر ۱۔(الف) سراج الاسلام ہائی اسکول فروس
سوال نمبر ۲۔(الف) صابرہ سرور
سوال نمبر ۳۔(ج) ناچیز قیصری
سوال نمبر ۴۔(ج) ڈاکٹر ضمیرالدین خطیب
سوال نمبر ۵۔(د) شرف کمال
سوال نمبر ۶۔(ج) آئی بی سید
سوال نمبر ۷۔(د) عبدالوہاب سرنگ
سوال نمبر ۸۔ کسی کا بھی نہیں
سوال نمبر ۹۔(ب) جرمن پرکار
سوال نمبر ۱۰۔(ج) ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
سوال نمبر ۱۱۔(د) ممبئی ٹیلیفون
سوال نمبر ۱۲۔(ج) عثمان حسین خان
سوال نمبر ۱۳۔(د) رامداس
سوال نمبر ۱۴۔(ج) سپاری

حضرت نظام الدین اولیاء

وہ صوفی ہی نہیں انقلابی بھی تھے

ایک روز بصرہ کے بازار میں لوگوں نے دیکھا کہ حضرت رابعہ بصری بے تحاشہ دوڑی چلی جارہی ہیں ان کے ایک ہاتھ میں صراحی ہے اور دوسرے ہاتھ میں مشعل ہے۔ کسی نے اس خداترس خاتون کو اس حال میں دیکھا تو روک کر پوچھا۔ "اے مومنہ اس حال میں کہاں جارہی ہو؟
رابعہ بصری نے فرمایا۔ "میں جنت کو جلانے اور جہنم کو ٹھنڈا کرنے جارہی ہوں۔"
"میں دیکھ رہی ہوں کہ لوگ جنت کی خواہش اور جہنم کے خوف سے عبادت کرتے ہیں۔ لوگ صرف جزا کے متمنی ہیں خدا کے عابد نہیں ہیں۔"
حضرت رابعہ بصری کو شائد پتہ نہ رہا ہوگا کہ ان کی وفات کے تقریباً پانچ سو سال بعد ہندستان کی سرزمین پر بدایوں میں بی بی زلیخا کے بطن سے ایک ایسی شخصیت کا ظہور ہوگا جو زاہد خشک کی جنت اور دوزخ سے بے تعلق ہو کر خدمت خلق کو ہی اولین عبادت کا روپ دے دیگی جس کے آستانے پر دکھی انسان بلا لحاظ مذہب و ملت اپنا سر خم کریں گے۔
اس قابل صد احترام شخص کو دنیا آج شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے نام سے جانتی ہے۔ محبوب الٰہی نے بدایوں اور دہلی کے بہترین اساتذہ کے سامنے زانوے تلمذتہ کیا تھا اور دہلی کی علمی مجلسوں میں اپنا سکہ جمادیا تھا آپ عربی کے عالم تھے۔ بابا فرید الدین گنج شکر نے آپ کو اپنا جامہ مصلیٰ اور عصا دے کر اپنا جانشین مقرر کردیا تھا۔ خواجہ نظام الدین کے لئے ان کے مرید حضرت امیر خسرو نے کہا تھا۔

وجود خواجہ نہ از آب و گل گشتہ مرتب
کہ جان خضر و مسیحا بہم شدہ امت مرکب

(خواجہ کا وجود پانی اور مٹی سے نہیں بنا بلکہ خضر اور مسیح کی جان کو ملا کر بنایا گیا ہے)
امیر خسرو تو خواجہ کے ایسے مرید تھے کہ وہ ان کے پیروں کی خاک کو فرط عقیدت سے ماتھے سے لگاتے تھے۔ اس لئے خسرو اگر انتہائے عقیدت خواجہ کو حضرت خضر اور حضرت مسیح کا مرکب کہیں تو یہ تشبیہہ اتنی غور طلب نہ ہوگی لیکن جب علامہ اقبال جیسے شاعر خواجہ نظام الدین کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

تو محبوب الٰہی کے اعلیٰ مرتبت ہونے کی شہادت مل جاتی ہے آج جبکہ ساری دنیا میں مذہبی احیاء پرستی زور و شور سے جاری ہے۔ مذہب کے نام پر دلوں میں دوسرے مذہب کے پیروکار کیلئے نفرت کا جذبہ پیدا کرنے کو ہی مذہب کا فروغ سمجھا جارہا ہے حضرت خواجہ نظام الدین کی شخصیت اور ان کا طریق زندگی ان کے لئے غور طلب ہے، جو مذہب کو ہتھیار کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ حضرت نظام الدین نے اپنے آستانے پر آنیوالے سے کبھی یہ نہ پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے تیرا دھرم یا مسلک کیا ہے۔ انہوں نے دکھی انسانوں کیلئے اپنے دروازوں کو ہمیشہ وا رکھا۔ حتیٰ کہ ان دنوں بھی جب محبوب الٰہی عمر کی آخری منزل میں بیمار رہا کرتے تھے۔ ظہر

ں نماز کے بعد قیلولہ کرنا آپ کا معمول تھا۔ ایک روز کوئی
رویش آپ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوا آپ قیلولہ فرما
ہے تھے مریدین نے درویش کو انتظار کرنے کیلئے کہا۔
رویش لوٹ گیا۔ محبوب الٰہی کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں
نے حکم کیا کہ ان سے ملنے کی خواہش لے کر جو کوئی آئے
نہیں اطلاع دیجائے۔ چاہے وہ سو ہی کیوں نہ رہے ہوں۔
سطرح قدرت کی رحمتیں امیر، فقیر، عالم، جاہل مومن یا
افر کا امتیاز کئے بغیر تمام نوع انسانی کو فیضیاب کرتی ہیں۔
حبوب الٰہی کے لنگر خانے اور ان کے آستانے پر کسی کیلئے
وئی خصوصیت مقرر نہ تھی۔ آپ کے مذہب کے سخت
بند تھے۔ پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ بیشمار نوافل پڑھتے
ور رات میں دیر تک یادالٰہی میں مصروف رہتے کسی نے نماز
قضا ہوتے نہیں دیکھی حتیٰ کہ آپ وفات سے قبل جب
نتہائی علیل تھے تب آپ پر غشی طاری رہتی تھی۔ جب
جب ہوش آتا یہی پوچھتے کیا میں نے نماز پڑھی؟
س طرح سے وہ ایک ہی نماز کئی کئی بار پڑھ جاتے۔ آپ کے
رید بیشمار تھے۔ لیکن کبھی کسی نے نماز سے روگردانی نہیں
ں، کرتے بھی کیسے جب پیر و مرشد ہی پابندی نماز میں انتہائی
سخت تھے لیکن مذہب ان کے لئے جنون نہیں سکون دل و
فلاح انسانی کا نام تھا۔ محبوب الٰہی نے مذہب کا ایک انقلابی
تصور پیش کیا کہ اس کو محض دینی ریاضت کے محدود تصور
سے علاحدہ کر کے خدمت خلق اور درد کا درماں بنا کر پیش کیا
۔ وہ اکثر فرماتے۔
طاعت (عبادت) دو قسم کی ہوتی ہے ایک لازمی اور دوسری
متعدی لازمی طاعت وہ ہے جس کا نفع صرف عبادت کرنے
والے کو ہی پہنچے مثلاً نماز روزہ حج اور تسبیح وغیرہ لیکن طاعت
متعدی وہ ہے جس سے دوسروں کو نفع اور راحت پہنچے۔ مثلاً
دوسروں کے حق میں مہربانی کرنا۔ طاعت متعدی کا ثواب
بیحد و بیحساب ہے طاعت متعدی کا ثواب ہر حال میں ملتا ہے۔
محبوب الٰہی طاعت یا عبادت کے فلسفے کو عام لوگوں کو اکثر
یوں سمجھاتے کہ گجرات میں دو درویش تھے جن میں ایک
مجذوب تھا۔ دونوں ایکساتھ رہتے تھے۔ درویش سویرے
تالاب پر وضو کی غرض سے گیا۔ وہاں بہت سی عورتیں پانی
کے برتن لئے کھڑی تھیں۔ انہیں براہ راست تالاب سے
پانی لینے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن درویش کو کسی نے نہ
روکا۔ اس نے عورتوں کے برتن بھر بھر کر ان کو دینے
شروع کئے۔ اس کام میں سے کافی وقت لگ گیا۔ جب وہ
کمرے میں واپس لوٹا تو باآواز بلند ذکر و تکبیر کرنے لگا۔
مجذوب جو کہ کمرے میں ہی سویا ہوا تھا اس نے کروٹ بدلی
اور کہا۔ "کام تو وہی تھا جو تم تالاب پر کر رہے تھے اب یہ کیا
شور مچانا شروع کر دیا ہے۔"
محبوب الٰہی کی کشادہ دامنی کا یہ عالم تھا کہ کتنے ہی غیر مسلم
محض آپ کو دیکھنے آتے اور پھر آپ کے ہو کر رہ جاتے
محبوب الٰہی کے ایسے ہی ایک مرید تھے راجکمار ہردیو جو
(تلنگانہ دکن) کے مشہور مقام دیوگیر کے شاہی خاندان سے
تھے۔ وہ محبوب الٰہی کا ذکر سن کر آپ کو محض دیکھنے کی غرض
سے دہلی چلے آئے۔ محبوب الٰہی سے جب ہردیو کا تعارف
کرایا گیا۔ تو حضرت نے اسے کھانے میں شریک کر لیا۔ یہ
سلسلہ کئی دنوں تک چلا۔ ہردیو حضرت کے حسن سلوک
سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے آپ کے ہاتھ
پر بیعت کی اور مسلمان ہوگئے محبوب الٰہی نے ہردیو کا نام
سلطان غزنوی کے مشہور غلام ایاز کی نسبت سے یہ کہہ کر ایاز
رکھا کہ تم بھی آنحضرتؐ کی غلامی میں آگئے ہو۔ اسلئے تمہارا
نام ایاز اور رسول اللہ کے نام کی نسبت سے احمد تجویز کرتا
ہوں۔ اسطرح ہردیو کا نام ایاز تجویز ہوا۔ خواجہ سید محمد سے

روایت ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء ان کے ساتھ غیاث پور سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی مزار کی زیارت کو جارہے تھے۔ ساتھ میں خواجہ سید محمد، سید موسیٰ، امیر خسرو، خواجہ حسن سنجری اور مولانا نصرالدین اودھی بھی تھے۔ راستہ میں ایک کنواں ملا۔ جس سے کھیت میں پانی دیا جارہا تھا۔ پانی چمڑے کے ایک ڈول سے دو بیل نکال رہے تھے اور ڈول کا پانی الٹنے والا کنویں کی چرخی کے پاس کھڑا تھا۔ جب ڈول کنویں سے باہر آتا تو خرچی کے پاس کھڑا ہوا ہندو بلند آواز سے گاتا تھا۔ "بارہ لائیو رام منائیو" یعنی پانی نکالو اور رام کو مناؤ" حضرت نے یہ آواز سن کر اس کا مطلب خسرو سے دریافت کیا۔ اس کے معنی سن کر خواجہ کو وجد طاری ہو گیا۔ اور حضرتؒ رقص کرنے لگے۔ دوسرے مریدین پر یہی کیفیت طاری ہو گئی یہ سلسلہ تین روز چلا۔ حضرت ایک روز خواجہ بختیار کاکیؒ کے مزار کے قریب نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو ہم سب ذرا فاصلے پر حضرت کے پیچھے دست بستہ کھڑے ہوگئے۔ حضرت نے نماز ختم کرنے کے بعد میرے بھائی سید موسیٰ کو آواز دی ہم دونوں حاضر ہوئے تو فرمایا الا بذکر اللہ تطمئین القلوب کو "بارہ لائیو رام منائیو" کیساتھ ملاؤ ہم نے ایسا ہی کیا۔ حضرت کو وجد ہو گیا اور حضرت رقص کرنے لگے۔ اس کے بعد حضرت نے مجھے اور بھائی موسیٰ کو اپنے پاس بٹھا کر فرمایا۔ کنویں والا کنویں کی گہرائی سے پانی اوپر لاتا تھا۔ اور باہر کے سوکھے کھیتوں کو اس پانی سے زندہ کرتا تھا۔ ایسے ہی ہم کو بھی اپنے سانس کے اندر خدا کا ذکر کرنا چاہئے اور جب ہم اندر سے سانس باہر لائیں اور باہر سے اندر لیجائیں تو اس میں خدا کا ذکر کریں۔ اور یہ سمجھیں کہ اندر سے خدا کے ذکر کیساتھ جو سانس باہر آتا ہے وہ سوکھے کھیتوں کو ہرا کرتا ہے۔ (تاریخ اولیاء)

خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی سلسلے کے تھے جس کا یہ بنیادی اصول تھا کہ سلطان اور سیاست سے خود کو لاتعلق رکھا جائے محبوب الٰہی کے پیر و مرشد بابا فرید الدین گنج شکر فرمایا کرتے تھے۔ "اگر تم بزرگوں کے مرتبہ پر پہنچنا چاہتے ہو تو بادشاہوں سے بے تعلق رہو۔" محبوب الٰہی اپنے مرشد کے اس قول کے سختی سے پابند رہے۔ سلطان جلال الدین خلجی غالباً پہلا سلطان تھا جس نے محبوب الٰہی کی روحانی قوت اور درویشی کا شہرہ سن کر انہیں چند گاؤں جاگیر میں دینے کی پیشکش کی محبوب الٰہی جسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ سلطان نے جب ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو محبوب الٰہی نے فرمایا میری خانقاہ کے دو دروازے ہیں سلطان ایک سے داخل ہوگا تو میں دوسرے سے باہر چلا جاؤں گا۔ (سیرۃ اولیاء) علاوالدین خلجی جب بادشاہ ہوا تو مصاحبوں نے اسے بہکایا کہ محبوب الٰہی نے غرباء اور مساکین کی ایک متوازی حکومت قائم کررکھی ہے۔ اور وہ سلطان کیلئے سیاسی خطرہ بن سکتے ہیں۔ علاؤالدین خلجی نے محبوب الٰہی کے دل کا حال جاننے کیلئے اپنے بڑے بیٹے خضر خان کے ہاتھ ایک خط حضرت نظام الدین کو بھیجا جس میں یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ آپ انتظامی امور میں سلطان کی رہبری کریں آپ نے خضر خان کے ہاتھ سے خط لئے بغیر ہی واپس کردیا اور فرمایا۔ "ہم فاتحہ پڑھتے ہیں درویشوں کو بادشاہ کے کام سے کیا تعلق۔ میں ایک فقیر ہوں جو شہر اور اہل شہر سے الگ ہو کر ایک گوشہ میں زندگی بسر کررہا ہوں اور بادشاہ اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اگر بادشاہ کو میری یہ بات ناگوار گزرے تو میں یہاں رہنا پسند نہیں کرتا۔ وہ یہ کہدے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔ خدا کی زمین بہت وسیع ہے۔" محبوب الٰہی کی یہ بات سن کر سلطان پوری طرح مطمئن ہو گیا۔ لیکن کچھ دنوں بعد لوگوں نے سلطان کو پھر ورغلایا کہ چاند رات کو تمام امراء اور عمائدین شہر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ لیکن حضرت نظام الدین سلطان کے دربار میں نہیں آئے اور بادشاہ تو بادشاہ ہی ہوتا ہے اس نے فوراً

حکم دیا کہ آئندہ چاند پر اگر حضرت نہ آئیں تو انہیں زنجیروں میں جکڑ لایا جائے۔

بادشاہ کے اس حکم پر محبوب الٰہی کے مریدین بہت پریشان ہوئے لیکن آپ کے چہرے پر بدستور اطمینان اور سکون تھا ۔خدا کی مرضی دیکھئے کہ چاند کی اسی رات کو سلطان کے ایک محبوب غلام نے اسے قتل کر دیا اور ناصر الدین کا لقب اختیار کر کے بادشاہ بن بیٹھا۔

غیاث الدین تغلق جب تخت نشین ہوا تو اس نے بھی محبوب الٰہی کو پیغام بھجوایا کہ اس کے مشرقی علاقہ کی مہم سے لوٹ کر آنے سے قبل وہ دلی چھوڑ کر کہیں چلے جائیں محبوب الٰہی کو جب یہ پیغام سنایا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ''ہنوز دلی دور است ہے۔(ابھی دلی دور ہے۔)

سلطان کے بیٹے جونا خان (محمد بن تغلق) نے ایک عارضی محل اپنے والد کے استقبال کیلئے تعمیر کروایا تھا۔ سلطان جب ہاتھیوں کا جلوس لے کر محل میں داخل ہوا تو عمارت اچانک ہی نیچے بیٹھ گئی اور وہ سلطان جس نے محبوب الٰہی کو دلی چھوڑ دینے کی دھمکی دی تھی وہ خود دنیا چھوڑ گیا۔ یعنی وہ سلاطین دہلی جنہیں اپنے جاہ و جلال، طاقت اور ثروت پر بڑا ناز تھا اور جو حضرت نظام الدین کی روحانی طاقتوں کا مقابلہ اپنی نفری طاقتوں سے کرنا چاہتے تھے وہ اپنی قوت کے مظاہرے سے قبل ہی اٹھ گئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے دہلی کی کتنی ہی سلطنتوں کو بنتے بگڑتے دیکھا۔ سلاطین تخت نشین ہوئے اور تخت زیریں بھی ہوئے حضرت نظام الدینؒ شاہوں کے عروج و زوال کو خاموش نگاہوں سے دیکھتے رہے ان کے لنگر خانوں سے سیکڑوں لوگ رزق حاصل کرتے رہے۔ جب بلبن گیا تب بھی حضور نظام الدین کا آستانہ آباد تھا جب کیقباد کی بزم آرائیاں تھیں تب بھی حضرت کے مریدین اپنے محبوب الٰہی کی چوکھٹ پر مست تھے ۔ اور جب علاؤالدین کا جبر اور قطب الدین کی بے دینی عام تھی تب بھی حضرت نظام الدین یاد الٰہی اور خدمت خلق میں ایسے مشغول رہے کہ کبھی سلطان اور سیاست کی طرف نظر تک نہ کی۔ البتہ سلطان خود ان کی زیارت کے متمنی رہتے اور وہ انہیں دور ہی رکھتے۔

درویشانہ زندگی حضرت نے ایسی گزاری کہ عید بقر عید کے علاوہ سال بھر روزہ رکھتے ان کا کھانا جو کی ایک روٹی اور ایک سبزی پر مشتمل ہوتا آپ کو کسی نے گوشت کھاتے نہیں دیکھا۔

حضرت نظام الدین اولیاء کے ساڑھے سات سو سال بعد درویشیوں اور فقیروں کا سلسلہ آج بھی جاری ہے لیکن بیشتر درویش خدا کی یاد کی خاک کو ماتھے پر لگانے کی بجائے سلطان اور سیاست کی دھول کو اپنے سر پر ملتے ہیں۔ وہ فقر و فاقہ کرتے تھے یہ مرغن غذاؤں سے اکثر بدہضمی کا شکار رہتے ہیں وہ فلاح انسانی کیلئے تاعمر مصروف عمل رہے یہ نفاق انسانی میں سرگرم عمل ہیں ۔ وہ شاہوں کے عطیات کو ٹھکرا دیا کرتے تھے یہ سیاستداں کی سیڑھیوں پر جھک کر سکے چنتے ہیں۔ وہ سارے انسانوں کو خدا کی مخلوق مان کر ان کیلئے دعائے خیر کرتے تھے۔ یہ مخصوص فرقہ ، طبقہ یا مسلک کو خدا کی مخلوق کہہ کر دوسروں کیلئے دعائے بد کرتے ہیں۔ وہ اپنے حسن سلوک سے اسلام کے فروغ کا سبب بنتے تھے یہ اپنے نازیبا سلوک سے اسلام کی ظمت کو داغدار کرتے ہیں۔ بلاشبہ حضرت نظام الدین اولیاء صوفی نہیں بلکہ ایک انقلابی تھے ۔ جنہوں نے مذہب سماج اور طبقات میں زبردست تبدیلیاں پیدا کیں۔ سچ ہے تلوار سے جسم کو زیر کیا جا سکتا ہے دل یا روح کو نہیں حضرت نظام الدین نے اغیار کے دلوں کو اپنی محبت شفقت اور خدمت خلق کے جذبے سے غلام بنالیا تھا ۔ غلاماں نظام الدین کا سلسلہ گذشتہ ساڑھے سات سو سال سے آج تک دراز ہے۔

☆

استاد بنا دیتا ہے پتھر کو نگینہ

علی ایم شمسی

دھور ضلع رائے گڑھ میں ے رتجبہ کو فجندار ہائی اسکول، میر
ن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ، ممبئی، کی جانب سے انعامات
تقسیم کا اجلاس منعقد ہوا۔ امسال ایس ایس سی امتحانات میں
ل کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات کو تعلیمی اور
ل ۲۰۰۰-۱۹۹۹ میں عمدہ تدریسی عمل کے لئے اساتذہ کو نقد
امات سے نوازا گیا۔

جناب علی ایم شمسی اور جناب عبدالغنی سر گروہ ٹرسٹ
ے روح رواں ہیں دونوں صاحبان آئے دل میں اترنے والی
یں کہیں اور انعامات کی تقسیم فرمائی۔ ابتداء میں حافظ سید
یزالدین صاحب نے تلاوت قرآن فرمائی ڈاکٹر رشید آثار نے
ریب کی نظامت سنبھالی۔ انتظامیہ افسر اعلی غلام محمد پٹیل
احب نے ہر دو صاحبان کا تعارف بڑی خوبی سے پیش کیا۔
نسپل مختار احمد فامے صاحب نے گلپوشی کر کے تقریب کی
ن دوبالا فرمائی۔

اردو، انگیریزی اور سائنس کے لئے رضوی عصمت
طمہ کو نقد تین ہزار روپے اور اسی طالبہ کو پورے اسکول میں
پ کرنے پر مزید دو ہزار روپے نقد انعام عطا ہوا۔

مراٹھی کے لئے احسانے نفیسہ کو ایک ہزار، ریاضیات
ے لئے احسانے آصفہ کو ایک ہزار روپے سماجی علوم کے لئے
اوم متین کو ایک ہزار روپے دئے گئے اس کے علاوہ پورے
سکول میں دوّم پوزیشن پر ٹاپ کرنے والے احسانے زبیر کو بھی
یک ہزار روپے انعام دئے گئے۔ اساتذۂ کرام میں بہتر تدریس
رسالی بھر کی عمدہ کارکردگی کے لئے حسب ذیل انعامات تقسیم
کئے گئے۔

اردو کے لئے سید اظہر حسین صاحب کو ایک ہزار انعام
عطا ہوا نیز بہتر کارکردگی کے عوض مبلغ سات ہزار روپے دئے
گئے۔

انگریزی کے لئے احسانے غلام غوث صاحب کو ایک
ہزار روپے دئے گئے۔ سماجی علوم کے لئے فجندار عبدالغفور
صاحب کو ایک ہزار روپے اور بہتر کارکردگی مزید تین عطا کئے
گئے۔ جھتام اقبال صاحب کو بہتر کارکردگی کے لئے چار ہزار
روپے دئے گئے۔ شیخناگ عبداللہ صاحب کو بہتر کارکردگی کے
صلے میں پانچ ہزار روپے عطا ہوئے۔ جنواڑ کر محمد ایوب کو بھی
بہتر کارکردگی پر چھ ہزار روپوں سے نوازا گیا۔

ان کے علاوہ ادارہ فجندار کے ایڈمنسٹریٹو آفیسر غلام محمد
پٹیل صاحب کو بھی پانچ ہزار روپے، پرنسپل مختار احمد فامے
صاحب کو نو ہزار روپے اور سپروائزر جناب ٹی جی پاشا صاحب کو
تین ہزار روپے دے گئے۔

تقریب کا اختتام سید اظہر حسین صاحب کے اظہار
تشکر پر ہوا۔

دستخط (پرنسپل فجندار ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج، دھور۔ رائے گڑھ)

نقش کوکن

حرف دانش

شکریہ میں کمی کرنے سے محسن لوگ نیکی
کرنے میں بے رغبت ہو جاتے ہیں

حضرت علیؓ

نو تعمیر شدہ عمارت کا افتتاح

انجمن خیر الاسلام ہائی اسکول مہاگیری تھانے نو تعمیر شدہ عمارت کا افتتاح یوم آزادی کے موقعہ پر عمل میں آیا افتتاحی تقریب میں انجمن خیر الاسلام ٹرسٹ کے سیکریٹری عبدالغنی اطلس والا خیر الامت ٹرسٹ کے سکریٹری ہارون موزہ والا اور دیگر عہدیداروں کے علاوہ مہاگیری جمعہ مسجد کے ٹرسٹیان موجود تھے

ڈاکٹر خلیل مقدم کے نئے دواخانہ کا افتتاح

کاسمیٹک اسکین لیزر سرجری کے ماہر ڈاکٹر خلیل ابراہیم مقدم کے نئے کلینک کا افتتاح اتوار ۱۷ستمبر کو ۱۰ الوئیس بیلے، پلاٹ ۸۵ ہوٹل شیوساگر کے سامنے ۱۶ واں راستہ باندرہ (ویسٹ) پر ہوا۔

ڈاکٹر مقدم کا کلینک۔ پٹیل (کیڈی) آر کیڈ ناگپاڑہ جنکشن ممبئی میں ہے جہاں چہرے پر قدرتی، یا کسی حادثہ کی بنا پر پیدا ہوئے نقص کو دور کیا جاتا ہے۔ دور دور سے آنے والے ضرورتمندوں کی سہولت کے لئے دوسرا کلینک باندرہ میں کھولا گیا۔

"مقابلہ حمد و نعت"

اینگلوار دوہائی اسکول باراپاڑہ میں تعلیمی سال کا پہلا ہاوس وائز جلسہ منعقد کیا گیا۔ جسکی صدارت اسکول ھذا کے انچارج ہیڈ ماسٹر جناب ابرار خان صاحب نے کی۔ طلباء و طالبات نے باری باری تلفظ۔ ترنم اور ادائیگی کا مظاہرہ کیا اور اول و دوم مقام حاصل کیا۔

جونیر گروپ سہیل عبدالحمید دلوی۔اول ۔ذوالقرنین الیاس زرتار گر۔دوم

سینئر گروپ آصفہ محمد صادق داکھوے اول۔ راکیہ عبدالصمد دلوی دوم۔

جناب عارف ملاجی کی کھیڈ تعلقہ اقلیتی سیل کے صدر منتخب

کھیڈ کے مشہور بلڈر اور نوجوان سوشل ورکر جناب عارف ملاجی کی رتناگیری ضلع کے تعلقہ کھیڈ کے اقلیتی سیل کے صدر منتخب ہوگئے ہیں۔ جناب عارف ملاجی پیشے سے بلڈر ہیں اور سوشل ورک میں ہمیشہ آگے رہتے ہیں۔

یوم آزادی

نیشنل ہائی اسکول ،سونس ، تعلقہ ، کھیڈ ضلع رتناگیری میں ۱۵؍ اگست ، ۲۰۰۰ بڑے شاندار طریقے سے منایا گیا۔ فزیکل انسٹرکٹر محمد اسحاق سر نے پروگرام کی اچھی تیاری کی۔ پرکار سر ، خان سر اور خطیب سر کا بھی پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ساتھ رہا۔ اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب اشفاق سر کے ہاتھوں جھنڈا لہرایا گیا۔

مومن جان عالم رہبر اور خالد دھر وسبکدوش

بھیونڈی کے معروف شاعر و ادیب جناب مومن جان عالم دھر و شاد آدم شیخ ٹیکنیکل ہائی اسکول میں اور ٹیکنیکل سیکشن میں محترم خالد دھر و اپنی طویل خدمات انجام دیکر سبکدوش ہوگئے ہیں۔ دونوں اساتذہ قابل تعظیم رہے ہیں ۔ رہبر صاحب نے بارہا نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے پروگراموں میں شرکت کی ہے۔

کرلا میں ایک نیا کالج رضوی ایجوکیشن سوسائٹی کا اہم اقدام

رضوی ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت آرٹس ، سائنس اور کامرس کے علاوہ

جنٹ، ا... رنل اور ہو س بمنٹ لے کالج بھی چل رہے ہیں۔ دسویں اور بارہویں کے امتحانات میں نسبتاً خراب کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلباء کو کوئی بھی قبول نہیں کرتا۔ سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر اختر حسن رضوی کا نظریہ یہ ہے کہ طلباء کو دھتکار دینا نامناسب بات ہے۔ اسی خیال کے مدنظر اب سوسائٹی نے کرلا میں (بس ڈپو کے سامنے) "ڈاکٹر رضوی کالج آف آرٹس، سائنس اینڈ کامرس، کے نام سے ایک نیا کالج قائم کیا ہے۔ جن طلباء کو اب تک کسی کالج میں داخلہ نہیں مل سکا، وہ رضوی کالج، داخلہ مرکز سے ضروری معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

یوم آزادی

رتناگیری ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول، سونس میں اس سال ہر سال کے مطابق ۱۵ راگست ۲۰۰۰ء کو یوم آزادی، بڑے شاندار طور پر منایا گیا۔

یوم اساتذہ

سونس (کھیڈ) ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول، سونس، ضلع رتناگیری میں ہر سال کے مطابق اس سال ۵ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو یوم اساتذہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔ طلباء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دوپہر تک طلبہ نے بڑی لگن و دلچسپی سے اسکول کا نظم و ضبط سنبھالا، بچوں کا اساتذہ کا کردار و چپراسی کا کام قابلِ تعریف رہا۔

جلسہ تقسیم انعامات

اتحاد و ترقی دکھن جماعت کے زیر اہتمام پارک سائیٹ وکرولی میں جلسہ تقسیم انعامات عمل میں آیا۔ جس کی صدارت جماعت سنگتراشان کے صدر جناب حمید خان نے کی جناب عارف نسیم خان (وزیر مملکت حکومت مہاراشٹر) بطور مہمان خصوصی رونق افروز تھے۔

شعری نشست

اردو ادب عالیہ ممبرا کے زیر اہتمام گذشتہ دنوں ایک شعری نشست کا انعقاد رضوی باغ ممبرا میں ہوا جس کی صدارت پروفیسر مجاہد حسین صاحب نے فرمائی۔ شفیق عباس، نعمان امام، شاکر ادیبی، زوار اعظمی، اعجاز ہندی، جاوید ندیم وغیرہ نے کلام سنایا۔

معذروں اور ناداروں کیلئے سرکاری اسکیمیں

ریاستی اور مرکزی حکومت کی مختلف رفاہی اسکیموں کے تحت غریبوں، معذروں، نادار بچوں اور ضعیف العمر حضرات کے لئے مالی امداد اور بے روزگاروں کے لئے قرض نیز غریب شادی شدہ عورت کو دو بچوں کی ولادت تک، خاندان کے واحد کفیل کی موت واقع ہونے پر اس کے ورثاء کی مالی امداد اس کے لئے فارم حاصل کرنے پُر کرنے اور مزید رہنمائی و تفصیلات کے لیے خیر اُمت ٹرسٹ کے دفتر واقع بی۔ آئی۔ ٹی چال امام واڑہ کمپاؤنڈ بمبئی ۹ پر صبح ۱۱ سے ۱ بجے تک دوپہر میں ۳ سے ۵ بجے تک تشریف لائیں۔

کتابوں کی نمائش اور فروخت

مولانا آزاد ساروجنک لائبریری یاول کے زیراہتمام عنقریب یاول (جلگاؤں) میں اردو کتابوں کی نمائش و فروخت کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ لہذا شعراء ادباء سے التماس ہے کہ کتاب کی دو جلدیں درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔ مطلوبہ کتب کے آرڈر کی تکمیل کے لئے متعلقہ شعراء، ادباء سے رابطہ قائم کیا جائیگا۔ واضح رہے کہ اس نمائش میں خصوصی طور پر خریداروں کو مدعو کیا جائے گا۔

رابطہ کا پتہ ایم۔ رفیق
مولانا آزاد ساروجنک لائبریری
یاول ضلع جلگاؤں ۴۲۵۳۰۱

یونیورسٹی میں اول پوزیشن

انجمن اسلامیہ مہیلا کالج گوہلپور کی طالبہ ظلِ ہما خانم بنت مقبول احمد نے سالِ رواں میں ایم۔ اے فائنل اردو میں ۸۳ فیصدی نمبر حاصل کر کے رانی دُرگاوتی یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

پرنسپل سجادی سبکدوش

نیشنل اردو ہائی اسکول اینڈ جونیر کالج کلیان کے پرنسپل جناب سید سردار احمد سجادی ۳۵ سالہ ملازمت سے ۳۱ر جولائی کو سبکدوش ہوگئے۔ ایک الوداعی جلسے میں سجادی صاحب کی تدریسی و انتظامی صلاحیتوں کی ستائش کی گئی۔

ٹی بی کے مریضوں کا مفت علاج

بی وارڈ کے محکمہ صحتِ عامہ کے تمام ڈاکٹرس اور متعلقہ ملازمین کا ایک جلسہ گذشتہ دنوں ہوا جس میں اس پر غور کیا گیا کہ کس طرح سید ابو محمد ٹرسٹ اور بی ایم سی کے تعاون سے ٹی بی کے مریضوں کی دیکھ بھال اور ان کے مفت علاج و معالجے پر توجہ دی جاسکے۔
ایسے تمام مریض جنہیں ٹی بی لاحق ہو آکر مستفید ہو سکتے ہیں۔

اردو اکیڈمی کا انعام

تہذیب ہائی اسکول کی ایک ہونہار فوزیہ فردوس لطیف خان (sscMarch 2000)کو ناسک بورڈ میں اردو میں 89%مارکس حاصل کرنے پر اردو اکیڈمی حکومتِ مہاراشٹر کی جانب سے پانچ سو روپیہ کے گراں قدر انعام سے نوازا گیا۔

کوکن ہائر ایجوکیشنل یونٹ کا بورڈ آف مینجمنٹس

یہ خطہ کوکن (رائے گڑھ) کے تمام اردو میڈیم اداروں کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم ہو اسلئے چھ سال پہلے کوکن ہائر ایجوکیشنل یونٹ نے ایسے تمام تعلیمی اداروں کا ایک بورڈ بنایا ہے۔ جس کے فاونڈر چیرمین انجمن اسلام جنجیرہ مروڈ کے پریسیڈنٹ جناب غلام محمد پیش امام رہے۔اس بورڈ کی حال میں ایک میٹنگ مورخہ ۹ر جولائی ۲۰۰۰ کو نجندارہائی اسکول وہور(مہاڈ) میں منعقد ہوئی۔جناب غلام محمد پیش امام کو واپس اگلے تین سال کے لئے بورڈ کا چیرمین منتخب کیا گیا ہے۔

شیخ ناصرالدین زونل سکریٹری

گذشتہ دنوں برہن ممبئی مہا پالیکا شکشک سبھا نے یونین کے فعال و سرگرم رکن شیخ ناصرالدین کو عہدہ داران نے متفقہ رائے سے زونل سکریٹری نامزد کیا ہے۔

لاٹون اِسکول میں ’’نجات سود فنڈ کا قیام‘‘

لاٹون۔ مورخہ ۱۵اگست ۲۰۰۰ء کو نیشنل ہائی اسکول لاٹون کے تمام اسٹاف ممبران کا مشترکہ متفقہ طور پر اس بات پر اتفاق کیا کہ اس اسکول کے عملے میں سے کوئی بھی آج کے بعد سے کسی بھی طرح کے سودی کاروبار یا قرضہ جات میں ملوث نہیں ہوگا اور نا ہی اس سے متعلق کوئی تجدیدی کاروائی کرے گا۔ تمام عملے کو اس حرام عمل سے نجات دلانے کے لئے ایک فنڈ کا قیام عمل میں آیا۔ جسے ’’نجات سود فنڈ‘‘ نام سے منسوب کیا گیا۔ مذکورہ فنڈ اسکول ملازمین کے مالی تعاون سے قائم کیا گیا ہے۔

’’لاٹون کے طلبہ کو اردو اکاڈیمی ایوارڈ‘‘

نیشنل ہائی اسکول لاٹون کے ایس ایس سی امتحان مارچ ۹۹ء میں اردو مضمون میں امتیازی کامیابی کے لئے چار طلبہ کو مہاراشٹر اردو اکاڈیمی کی جانب سے اول۔ دوم۔ سوم تینوں انعامات کا اسکول ہذا کے طلبہ کو مستحق قرار دیا گیا۔ قریشی ناہید جہاں قمر اعظم کو اول انعام۔ خلفے ناظمہ کو دوم۔ پٹیکر ناظم اور انوارے محسن کو سوم کے نقد انعام سے نوازا گیا۔ اسکول کی تاریخ میں یہ چوتھا سال ہے جبکہ دہم کے اردو مضمون کی کارکردگی پر مہاراشٹر اردو اکاڈیمی کی جانب سے انعامات دیے گئے ہیں۔ طلبہ کی اس امتیازی کامیابی کے لئے متعلقہ مضمون کے استاد جناب شیخ محمد یوسف اسماعیل کی خصوصی رہنمائی کے باعث ہی ممکن ہوئی۔

تھانے میں طرحی شعری انعامی مقابلہ

تھانے (نامہ نگار) انجمن صدائے اردو میرا روڈ کے زیر اہتمام ۱۵راگست کو تحریری طرحی شعری انعامی مقابلے کا انعقاد ہوا۔ مصرع طرح تھا۔
’’وہ اشک بن کے میری چشمِ تر میں رہتا ہے‘‘
اس شعری مقابلے میں ۵۵ شعراء اور شاعرات نے حصہ لیا۔پانچ افراد پر مشتمل کمیٹی نے موصولہ کلام کا جائزہ لینے کے بعد درج ذیل شعراء کو انعامات کا مستحق قرار دیا۔ بسمل اعظمی، شاعرات میں نعیم اختر محترمہ ملتانہ ہاشمی، عتیق الرحمٰن اشعر، محترمہ لبنیٰ عبدالجبار فاروقی، شاداب برہانپوری شفیق مینانگری۔

نائیک گرلز ہائی اسکول پارلیمنٹ الیکشن

مورخہ ۲۴ر جون ۲۰۰۰ء کو بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول، رتنا گیری کے درجہ پنجم تا دہم کے تقریباً ۵۸۰ طلباء نے اسکول پارلیمنٹری الیکشن میں اپنی حق رائے دہندگی کا استعمال کیا۔

منتخب نمائندے حسب ذیل ہیں۔

صدر سعید انوار الحق

نائب صدر مقبول مبارک پٹوی

سکریٹری شاہد عبداللطیف ہشئے

دسویں کے امتحان میں نائیک گرلز ہائی اسکول کی قابل رشک کامیابی

مارچ ۲۰۰۰ کے دسویں کے امتحان میں بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگیری کے ۸۲ طلباء نے شرکت کی اور سارے ہی کامیاب ہوئے۔ اسکول کا نتیجہ سو فی صد رہا اور اسکول نے ماضی کی روایات قائم رکھنے میں کامیابی حاصل کی۔

حسبِ ذیل طلباء نے امتیازی درجے میں کامیابی حاصل کی۔

۱) ثناانور بڑے ۵۹۴/۷۵۰ ۷۹ء۲۰ فی صد

۲) احمد شعیب علی میاں جیکڈکر ۵۸۶/۷۵۰ ۷۸ء۱۳ فی صد۔

☆☆☆

نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم کی میٹنگ منعقد

نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم کے ذمہ داران کی ایک میٹنگ ۹ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کے ڈونگری پر واقع کلینک پر منعقد ہوئی جس کی صدارت ڈاکٹر نائیک صاحب نے کی۔ اس میٹنگ میں آئندہ کے ہونے والے اسکولی طلباء کے تقریری و تحریری موضوعات، تاریخیں اور مراکز کا اتفاق رائے سے تعین کیا گیا۔ بہت جلد متعلقہ اسکولوں کو اس سے مطلع کیا جائے گا۔

مرسلہ عبدالحمید مہسکر

ایشین ٹورز اینڈ ٹراولز کی جانب سے طلباء وطالبات کے لئے انعامات

ریاست مہاراشٹر کے مسلم طلباء و طالبات کی حوصلہ افزائی اور مناسب رہنمائی کے لئے تقسیم انعامات کا ایک روزہ پروگرام ممبئی، بھیونڈی، مالیگاؤں، پونہ، اورنگ آباد، لاتور اور ناگپور میں رکھنے کا عزم ایشین ٹورز اینڈ ٹراولز کی جانب سے کیا گیا ہے۔ یہ تمام پروگرام ستمبر ۲۰۰۰ء اور اکتوبر ۲۰۰۰ء کے اوائل میں منعقد ہونگے۔ محترم جناب مبارک صاحب کی خدمات اس کے لئے حاصل کی گئی ہیں۔

یونیورسٹی میں فرسٹ کلاس

نکہت بشیر الدین خان سرگروہ نے BSC میں ممبئی یونیورسٹی پیٹھا لجے تعلقہ کھیڈ میں فرسٹ کلاس میں ۸۷ فیصد مارکس حاصل کئے اور یونیورسٹی میں یونی میرٹ لسٹ میں چوتھا نمبر حاصل کیا۔

مرسلہ: محبوب اسماعیل خان سرگروہ

نکہت بشیر الدین سرگروہ

مدرسہ تعلیم النساء

بمقام پاچورہ، ضلع جلگاؤں کی لڑکیوں کے لئے واحد اعلیٰ عربی و دینی اقامتی درسگاہ ہے۔ چھ سال سے علاقہ کی ایک اہم ضرورت اس درسگاہ سے پوری ہو گئی ہے۔ اس مدرسہ کو ڈاکٹر نائیک کی خصوصی سرپرستی حاصل ہے۔

از مختار احمد ندوی

خادم مدرسہ تعلیم النساء پاچورہ

ادارہ بزم امدادیہ کے مدرسہ اصلاح البنات کا افتتاح

کھیڈ ضلع رتناگیری میں جون ۲۰۰۰ء تعلیمی سال سے کھیڈ شہر کے "ادارہ بزمِ امدادیہ" کی جانب سے ایک گرلس ہائی اسکول کا افتتاح کیا گیا۔ شہر میں محض ایک ہی اردو ہائی اسکول تھا۔ کثیر الآبادی کے اس شہر میں لڑکیوں کے ایک منفرد دوازدہ اسکول کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی تھی جواب پوری ہو گئی ہے۔ حسین علا جی کیجانب سے گیارہ ہزار روپے کا عطیہ دیا گیا۔

سارنگ اردو اسکول میں یومِ آزادی

سارنگ اردو اسکول تعلقہ داپولی میں بڑے جوش و خروش سے منایا گیا۔ پرچم

کشائی گرام سیکشن سمیتی کے سبھا پتی عباس حسن بھاروے کے دستِ مبارک سے ہوئی۔ طالبہ مصباح صادق مقدم نے اپنی سریلی آواز میں ترانہ حب الوطنی گایا۔

وڑولی ایجوکیشن سوسائٹی

وڑولی ایک چھوٹا سا گاؤں مانگاؤں تعلقہ رائے گڈھ میں گوریگاؤں مور بہ روڈ پر واقع ہے۔ عالی جناب نورالدین فقی، جو فی الوقت وڑولی جماعت المسلمین کے صدر محترم کی سرپرستی میں ایک تعلیمی کمیٹی کی تشکیل ۱۸ر جون ۲۰۰۰ء کو کی گئی۔ اس موقع پر گاؤں میں ایک شاندار اعزازی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں گاؤں کے مختلف کلاس میں کامیاب ہونے والے طلباء و طالبات کو انعامات دیئے گئے۔

وڑولی ایجوکیشن کمیٹی کی ایڈہاک کمیٹی اس تقریب میں بنائی گئی تھی۔ فوراً ایک ہفتہ بعد اس کمیٹی کے عہدیداران کا انتخاب ہوا اور یہ نئی تعلیمی کمیٹی یہ ہے

(۱) سرپرست جماعت المسلمین وڑولی۔ جناب نور الدین فقی صدر محترم (۲) چیرمین جناب لیاقت پالیکر (۳) وائس چیرمین جناب عبد الحمید دھنسے، (۴) سکریٹری جناب شکیل احمد عبدالرزاق ایلوکر (۵) نائب سکریٹری مسز فیروزہ ایلوکر (۶) خازن جناب غلام داکھوے (۷) نائب خازن مس قیصر بانو ہرگے

(۸) ممبر مسز فردوس عبد الوہاب دھنسے (۹) ممبر جناب عبدالرؤف ہرگے (ایڈوائزر) (۱۰) ممبر جناب عبد الوہاب فقی (ایڈوائزر) (۱۱) ممبر جناب عبدالوہاب دھنسے (ایڈوائزر)

عبدالوہاب دھنسے

(وڑولی مانگاؤں)

قومی اقلیتی ترقیاتی مالیاتی کارپوریشن

مذکورہ بالا کارپوریشن سرکاری ادارہ یہ غیر منافع بخش کمیٹی کا درجہ رکھتا ہے۔ اقلیتوں کی اقتصادی ترقی کو بڑھاوا دینے کے لئے اس کا قیام کیا گیا ہے۔ اس میں تجارت پیشہ عورتوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس بارے میں مزید معلومات ضلع مجسٹریٹ / اسسٹنٹ ڈپٹی کمشنر کے دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کے چیرمین قاری محمد میاں مظہری ہیں۔

محمد اسحاق جمخانہ والا کو خراجِ عقیدت

حکومت مہاراشٹر کی جانب سے انجمن اسلام ممبئی کو اس کی شاندار کارکردگی اور اعلیٰ معیار کو پرکھتے ہوئے مثالی تعلیمی اور سماجی ادارہ قرار دیتے ہوئے انعام سے نوازا۔ انجمن اسلام کے میر کارواں ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا کو متعدد نامی گرامی لوگوں نے اور متعدد انجمن کے اداروں کی جانب سے اس شاندار کارکر

دگی کی بناء پر مبارک باد اور خراج تحسین پیش کیا گیا۔ وائی بی چوان سینٹر بمبئی میں ایک خصوصی تقریب میں مہاراشٹرا گورنر الیکزنڈر پال نے یہ انعام پیش کیا۔

مہاڈ میں سالانہ اجلاس

یہاں پر الامین کریڈٹ سوسائٹی کا سالانہ نواں اجلاس سوسائٹی کے چیرمین جناب شیخ حسین قاضی کے دولت کدہ پر منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض مہاڈ کے نامور قانون داں خطیب صاحب نے انجام دیئے۔ سوسائٹی کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب غلام محمد پٹیل صاحب نے سوسائٹی کی ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔

گھر تکر خاندان کے درخشندہ ستارے

سیما مبین گھر تکر بنت ثناء اللہ عبد اللہ گھر تکر نے الانا انسٹی ٹیوٹ آف مینجمینٹ سائینس پونہ سے مئی ۲۰۰۰ء کے

نسانی ذرائع سے متعلقہ تکمیلی معلومات ورس پورا کیا۔ دو سال تک تیسرا انعام حاصل کرتے ہوئے اپنی ایم۔ بی۔ اے تعلیمات کے دوران سی این بی سی چینل کے کورس کو بھی پورا کیا۔

ڈاکٹر مبین عبداللہ گھر تکر ولد عبد اللہ علی گھر تکر نے بھارتیہ ودیا پیٹھ میڈیکل کالج۔ پونہ سے ۱۹۹۸ء میں

ایم۔ جی۔ بی۔ ایس کا امتحان پاس کیا۔

صبیحہ ثناءاللہ گھر تکر (بی۔ کام) بنت

ثناءاللہ عبدالرحمان گھر تکر نے ۱۹۹۹ء میں ممبئی یونیورسٹی سے دوسرے درجہ میں بی۔ کام کا امتحان پاس کیا۔ اب وہ ممبئی کے رضوی کالج آف مینجمینٹ کے توسط سے شعبہ مالیات کا ایم۔ بی۔ اے کورس کر رہی ہے۔

نالاسوپارہ میں مشاعرہ اور کوی سمیلن

نالاسوپارہ کے اردو، ہندی، مراٹھی اور گجراتی کے ادباء، شعراء اور کوی حضرات پر مشتمل سمیلن یہیں کے ایک ادبی انجمن پریاس کے زیر اہتمام نگر پریشد ہال میں یوم آزادی کے موقع پر معروف شاعر وصحافی شاکر سوپاروی ونامہ نگار انقلاب، کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں متعدد شعراء اور کویوں نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ ومسرور کیا۔

اعجاز عبدالقادر کھوت کو اسکالر شپ

داپولی تعلقہ کے وار کے ضلع پریشد فل پرائمری اسکول کے ہونہار طالب علم اعجاز عبدالقادر کھوت کو اسکالرشپ کے امتحان میں کامیابی پر یوم آزادی کے موقع پر مبارکباد اور نیک تہنیات سے نوازا گیا۔

فہمیدہ جنجیکر کا M.B.B.S میں داخلہ

باعث فخر و مسرت ہے کہ مس فہمیدہ بانو جنجیکر، وطن، مہسلہ ضلع رائے گڑھ، کا حال ہی میں M B B S کے ڈاکٹری کورس میں میرٹ یعنی قابلیت کی بناء پر واشی، نئی ممبئی کے "تیرنا میڈیکل کالج میں داخلہ ہوا ہے۔

کوکن ہائی ایجوکیشن یونٹ کی کوشش بار آور ہونے کی یہ مثال ہے۔

☆☆☆☆☆

کوکن ہائی ایجوکیشن یونٹ کا قابل ستائش اقدام

خطہ کوکن کے مسلم طلباء و طالبات کو اعلی تعلیم کی حصولی میں آسانی کے لئے مندرجہ ذیل تعلیمی ادارے قائم کئے ہیں جو کہ گورنمنٹ سے منظور شدہ ہیں۔

۱) ITI۔ انجمن اسلام جنجیرہ، مروڈ کی جانب سے بنام ظفر سید شیخانی آئی ٹی آئی۔

۲) جوہر کالج آف آرٹس اور کامرس (انگلش میڈیم 'کالج مہسلہ ، انجمن اسلام جنجیرہ، مہسلہ برانچ۔ ۳) صابو صدیق ٹیکنیکل برانچ انجمن اسلام جنجیرہ کی برانچ واقع شریوردھن۔ ۴) وومین ڈگری کالج آف سائنس ڈاکٹر اے۔ آر۔ انڈرے ویمین کالج آف سائنس، ہوسٹل کی سہولت کے ساتھ (عبدالوہاب وھنسے۔ جنرل سکریٹری)۔

غریب افراد کے لئے بہتر حالات زندگی کی خواہاں حکومت مہاراشٹر

مناسب اسکیموں کا خیر مقدم کرے گی۔

کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک کے وفد کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

بمبئی ۷، اگست حکومت مہاراشٹر غریبوں اور سماج کے پچھڑے طبقات کے افراد و حالات زندگی میں بہتری کی ضامن اسکیمات کا خیر مقدم کرے گی۔ اس سلسلہ میں خوشی کی بات ہے کہ کوکن مرکنٹائیل کوآپریٹیو بینک اس ضمن میں پیش پیش رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری ویلاس راؤ دیشمکھ نے کیا۔

وزیر اعلیٰ اپنی رہائش گاہ ورشا پر وزیر محنت جناب حسین دلوائی کی قیادت میں کوکن مرکنٹائیل کوآپریٹیو بینک کے ایک اعلیٰ اختیاری وفد سے تبادلہ خیال فرما رہے تھے۔ اس موقع پر کوکن بینک کے چیرمین جناب قاسم ٹھاکور نے مہاراشٹر کی فلاح بہبود کے لئے وزیر اعلیٰ کو بینک کے جانب سے ہر ممکن مالی تعاون کی یقین دہانی فرمائی۔

کوکن بینک کے ڈائرکٹر جناب ناظم قاضی نے مولانا آزاد مالیاتی کارپوریشن کیلیے کوکن مرکنٹائل بینک کی مالیاتی خدمات پیش کرتے ہوئے غریبوں اور حاجت مندوں کو قرض کی ادائیگی میں مزید سہولیات فراہم کرنے کی وزیر اعلیٰ سے درخواست کی۔ ساتھ ہی سرکاری اسکیمات سے براہ راست غریبوں کو فیضیاب ہونے کی مانگ کی، وزیر اعلیٰ نے جناب ناظم قاضی کی تجاویزات کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس میں جلدی اور آسانی کی یقین دہانی کی،

اس موقع پر وزیر محنت اور سندھودرگ ضلع کے نگراں وزیر جناب حسین دلوائی نے ریاست کے غریب عوام اور خصوصاً مسلمانوں سے سرکاری مالیاتی اسکیمات کی جانکاری حاصل کر کے اس سے استفادہ کرنے کی اپیل کی اور عام مسلمانوں کو خود روزگار حاصل کرنے کی

تصویر میں دائیں سے بائیں شری ویلاس راؤ دیشمکھ، جناب حسین دلوائی، جناب قاسم ٹھاکور، جنابہ شہناز پیش امام ودیگران

اور قرض کی حصولی میں اُن کی جانب سے رہنمائی اور تعاون کا یقین دلایا۔

اس موقعے پر کوکن بینک کے چیرمین جناب قاسم ٹھاکور، جنابہ شہناز پیش امام، جناب ناظم قاضی، جناب بشیر مرتضٰی اور جناب خلیل محمد دبیر وغیرہ موجود تھے۔

مبارک کاپڑی چیریٹیبل دواخانہ کا افتتاح

اردو کونسل کے زیر اہتمام پمپری چنچوڑ پونہ کی آس پاس کی بستی میں صحت عامہ کی بہترین سہولتوں کے لئے مبارک کاپڑی چیریٹیبل دواخانہ کا افتتاح عمل پذیر ہوا میڈیکل چیک اپ، دوائی، مرہم پٹی اور انجکشن برائے نام لاگت یعنی صرف دس روپے میں مُہیا ہیں پمپری چنچوڑ میڈیکل کارپوریشن کے چیرمین برائے اسٹنڈنگ کمیٹی شری رنگ بارنے کے ہاتھوں انجام پایا۔

حسین دلوائی کی چپلون میں نشست

مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے مزدور اوقاف، بندرگاہیں عالی جناب حسین دلوائی کے چپلون تعلقہ کے مختلف مسائل پر متعلقہ اہم حکام نیز شہریوں سے صلاح و مشورہ کیا۔ اس سلسلہ میں چپلون کے سرکاری ریسٹ ہاؤس میں نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔

تحسین اور محمد الطاف کو شادی مبارک

جناب حسین عبداللہ تاناجی اور فریدہ تاناجی (متوطن راجہ پور) کی بھانجی اور ڈاکٹر عبدالکریم محمد نائیک کی نواسی تحسین کی شادی محمد الطاف، فرزند عبدالمطلب شیخ، متوطن کاروار، سے بروز جمعہ مورخہ ۱۵/ستمبر ۲۰۰۰ء ہوئی۔ نکاح پہاڑ والی مسجد، حسین پٹیل مارگ، ممبئی ۱۰ میں منعقد ہوا اور عتائیہ خلافت ہاؤس بائیکلہ میں انجام پذیر ہوا۔ (مرسلہ مبین حاجی)

تعزیتی نشست برائے علی سردار جعفری

گذشتہ دنوں اردو فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام علی سردار جعفری کے انتقال پر ایک تعزیتی جلسہ نوئیڈا میں منعقد ہوا جس کی صدارت جامعہ ملیہ اسلامیہ کے پروفیسر ظفر احمد نظامی نے کی۔

فیروز اور علویہ کو شادی مبارک

علویہ بنت عبید اے۔ ایچ۔ واکانی اور فیروز ابن عیسیٰ جمال شاہ کی شادی خانہ

تصویر میں شری رنگ بارنے افتتاح کرتے ہوئے ساتھ میں مبارک کاپڑی، محبوب ملا اور قاسم زبیری، جنرل سکریٹری اردو کونسل پمپری چنچوڑ

آبادی گذشتہ ۲۶ اگست کو بمبئی کے تاج محل ہوٹل میں منعقد ہوئی۔

دابھٹ میں ہیلتھ سینٹر کا افتتاح

دابھٹ گاؤں میں یو میمنی ہیلتھ آرگنائزیشن ممبئی کی جانب سے ہیلتھ سینٹر کا افتتاح بروز اتوار ۳ ستمبر کو بھائی جگناب کوکن وکاس گرہ فرمان کے چیئرمین کے ہاتھوں ہوا۔ مہمانوں کو گلہائے عقیدت پیش کرنے کے بعد ڈاکٹر عزیز ساونت نے ہیلتھ سینٹر کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ یو میمنی ہیلتھ آرگنائزیشن کے چیرمین ڈاکٹر یوسف ماچس والا نے اور منیجنگ ٹرسٹیوں نے اس علاقے میں ہیلتھ سینٹر کی سخت ضرورت محسوس کی جو چند وقفے میں آپ کے تعاون سے ہسپتال کی صورت بھی اختیار کرلیگا۔

ڈاکٹر عزیز ساونت نے ٹرسٹیان یو میمنی ہیلتھ آرگنائزیشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حاضرین سے اپیل کی کہ اس سینٹر سے ہر طرح کی طبی سہولیات حاصل کریں اور آرگنائزیشن کے مشن کو کامیاب بنائیں۔ "تندرست رہو اور دوسروں کو تندرست رہنے دو"

اس موقع پر سینٹر کے صدر کے لئے جناب ابراہیم جوملے صاحب کا انتخاب کیا گیا۔ اس کے بعد بھائی جگناب نے اپنی صدارتی تقریر میں یو میمنی نقش کوکن آرگنائزیشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس تنظیم کے لائف ممبر بننے کی خواہش ظاہر کی۔ اس علاقے میں ہسپتال کی سخت ضرورت ہے جس کے لئے میرا بھرپور تعاون رہے گا۔ جب ڈاکٹر ماچس والا اور روپاوالا جیسے لوگ اس علاقے میں اپنی خدمات دینے آرہے ہیں تو مجھے اس علاقے میں ترقی کا کرن نظر آرہی ہے اور میں یہاں کے لوگوں اور سوشل ورکروں سے اپیل کرتا ہوں کہ موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور بھرپور تعاون دیکر انہیں ان کے مقاصد میں کامیاب بنائیں۔

ڈاکٹر حاتم روپاوالا نے مہمانوں کا اور انتظامیہ میں خصوصی شکیل جانفیکر اور اسحاق ساونت کا شکریہ ادا کیا۔

منجانب ڈاکٹر سید بدر عالم (ٹرسٹی)

اردو ہائی اسکول دابھول میں کمپیوٹر

انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول دابھول کو داپولی۔ منڈن گڈھ حلقہ کے M.L.A. جناب سُریہ کانت دلوی نے اپنے M.L.A فنڈ سے ہائی اسکول کے لئے پانچ کمپیوٹر سیٹ مہیا کرانے کی سفارش کی تھی اُن کی سفارش پر کمپیوٹر کا سیٹ مدرسہ ھذا کو دیا گیا۔ جس کے لئے اسکول اور پالک شکشک سنگھ M.L.A سُریہ کانت دلوی کے شکر گذار ہیں۔ اس اہم کام میں خاص طور سے دابھول کے سرگرم سماجی کارکن جناب اختر آدم بامنے صاحب نے اپنی کوششوں سے کامیابی حاصل کی ہے۔ اس طرح اسکول اور پالک شکشک سنگھ ان کا بھی شکر گذار ہے۔ مدرسہ میں حکومت کی جانب سے کمپیوٹر سیٹ کے آجانے سے تمام طلباء و طالبات میں جوش و خروش نظر آرہا ہے۔

ڈاکٹر وسیم الوارے

پنگاری تعلقہ داپولی ضلع رتنا گیری کے مرحوم جناب عمر علی مرزا صاحب کے نواسے اور جناب محمد قاسم عبد القادر الوارے وطن بھور کنڈا کے فرزند نے اس سال جام نگر کے ایم۔ پی۔ شاہ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور اب وہ جام نگر کے گورنمنٹ ہاسٹل سے انٹر شپ کررہے ہیں اور آئندہ پوسٹ گریجویشن کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

انسپکٹر محمد جاوید کو حسین دلوائی کے ہاتھوں صدر ہند تمغہ

امسال یوم آزادی کے دن صدر ہند

کی طرف سے طلائی تمغہ یافتہ ممبئی پولس انسپکٹر محمد جاوید کو شال، ناریل، پھولوں کا گلدستہ اور ایک یادگار تحفہ دیکر عزّت افزائی کی گئی۔ شہر کے ممتاز ہستیوں کی موجودگی میں جناب حسین دلوائی نے محمد جاوید کے بہترین کارناموں کی سراہنا کی۔ جناب ارشد صدیقی نیز جناب مولانا مستقیم اعظمی نے جناب محمد جاوید کو دادِ تحسین سے نوازا۔ حاضرین میں جناب ستّار مرچنٹ، جناب شکیل قاضی، جناب نظام الدین راعین، ایڈوکیٹ سید جلال و دیگر حضرات بھی تھے۔

شگفتہ بھاردے

موضع سارنگ تعلقہ داپولی کے باشندہ جناب عبدالمجید اسمٰعیل بھاردے جن کا جنم تو مشرقی افریقہ میں ہوا مگر ہندوستان (ممبئی) آکر ہوش سنبھالا اور ایک میکانیکل ورکشاپ میں اپنی عملی زندگی کی شروعات کی۔ شگفتہ بھاردے ان کی پہلی اولاد ہے اور اسی لئے اپنے کاروباری ادارہ کا نام شگفتہ انجنئرنگ ورکس رکھا شگفتہ نے ۱۹۹۳ء میں ایس ایس سی کا امتحان درجہ اوّل میں پاس کیا۔ کامرس میں سند حاصل کی۔ ۱۹۹۸ء میں بی کام کا امتحان پاس کیا اور امسال ایم کام کی سند حاصل کی۔ اپنے گاؤں میں پوسٹ گریجویشن (کامرس) کرنے والی وہ اوّلین طالبہ ہے۔ اس سے قبل کمپیوٹر کورس اور ہوم سائینس میں ڈپلومہ حاصل کر لیا ہے۔ تعلیم کے دوران اس نے اقبال سعید صاحب، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی رہنمائی میں اکاؤنٹنسی کا کا تجربہ بھی حاصل کر لیا ہے۔ اللہ اسے مزید کامیابی عطا فرمائے۔

وِٹ (WIT) کاملہ طیب جی سینٹر۔ پنویل کی قابل قدر سرگرمیاں

(Wit) وِٹ ویمو مینس انڈیا ٹرسٹ Women's India Trust خواتین کی ایک تنظیم ہے جو ۱۹۶۸ء سے پسماندہ طبقہ کی ضرورت مند اور غیر ہنر مند عورتوں کی ملازمت کے لئے ذرائع پیدا کرنے اور ان کے لئے مستقل آمدنی کے وسائل مہیا کرنے میں سرگرم عمل ہے۔ اس تنظیم کے زیر اہتمام ہینڈ بلاک پرنٹنگ، سکرین پرنٹنگ، کیٹرنگ، خوردنی اشیاء کی پیداوار، کھلونے سازی، کشیدہ کاری، نرسنگ اور بال واڑی ٹیچرس ٹریننگ کے مختلف میعاد کے کورسیس چل رہے ہیں جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سینکڑوں عورتوں نے اپنی زندگی سنواری۔ ممبئی، ماہم اور دیگر مقامات پرؤٹ کی ان سرگرمیوں میں اس قدر اضافہ ہوا ہے کہ چند سال پہلے اس نے یو، کے۔ (uk) میں "کاملہ ٹریڈنگ لمیٹیڈ" نام کی ایک کمپنی قائم کی اور اس کے ساتھ ہی وہاں ایک خیراتی ادارہ بنام "کاملہ ٹرسٹ" بھی قائم کیا۔

حال ہی میں وِٹ (Wit) نے دیہی علاقہ کی سہولت کے لئے پنویل میں ایک سینٹر قائم کیا جس میں مذکورہ بالا کورسیس کے علاوہ نرسنگ کا کورس بھی جاری کیا ہے۔ یہ کورسیس بغیر فی کے جاری ہیں اور بعض کورسوں میں طالبات کو مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔ ان کورسوں میں داخلہ لینے والی اور دور سے آنے والی عورتوں کی رہائش کے لئے سینٹر سے قریب ہی ایک شاندار ہاسٹل قائم کیا گیا ہے۔ اس ہاسٹل کی خصوصیت یہ ہے کہ سینٹر کی طالبات کے علاوہ ملازمت پیشہ خواتین اور ان کی فیملی کو رہائش کے لئے کھانے کی سہولت کے ساتھ کرے (ڈارمیٹری، سنگل روم، ڈبل روم، ٹریبل روم) مناسب معاوضہ

پر مہیا کئے جاتے ہیں۔

طبقہ نسواں کی ناخواندہ اور ضرورتمند عورتوں کوایک باعزّت اور خود کفیل زندگی عطا کرنے کی غرض سے اس تنظیم کی صدر محترمہ کاملہ طیب جی کی سربراہی میں محترمہ ذکیہ خطیب اور ان کی شرکائے کار معزز خواتین قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ وِٹ کا یہ پیغام کوکن کے دیہی علاقہ میں دور دور تک پہنچے اور ضرورتمند خواتین زیادہ سے زیادہ اس سے فائدہ اٹھائیں مزید تفصیل کے لئے وِٹ کے پنویل سینٹر کے ڈائریکٹر مسٹر رونی سے ذیل کے پتے پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

ڈائریکٹر وِٹ کاملہ طیب جی سینٹر، بندر روڈ، پنویل، ضلع رائے گڑھ۔ ۴۱۰۲۰۶

مہاڈ کی تاریخ کا سیاہ دِن

گذشتہ ۲۹ر اگست کو کھاکانڈ محلّہ، مہاڈ کے دو مسلم غریب نوجوان بنام داؤد خان حمید خان چچکر ۲۱ر سالہ اور منصور ابراہیم کھوپکر ۲۰ر سالہ کو کچھ نا معلوم افراد نے دن دہاڑے بھیلوسی کے گھنے جنگل میں نہایت بے دردی سے قتل کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مہاڈ کے مسلم نوجوانوں نے بڑی تگ ودو اور انتھک کوششوں کے بعد ۳۱ر اگست کو مقتولین کی مسخ شدہ لاشیں جنگل سے ڈھونڈ نکالیں لیکن پولس پوچھ گچھ کے بہانے ان کو زدو کوب کر رہی ہے۔ چنانچہ جماعت المسلمین مہاڈ کی ہنگامی میٹنگ طلب کی گئی اور ایک ۱۳ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے تاکہ پولس کی زیادتیوں کو روکا جائے اور اصل مجرموں کو جلد از جلد ڈھونڈ نکالا جائے۔

مرسلہ داؤد خان چچکر

سلیمان بیگ کو مثالی مدرس کا خطاب

۲۷ر سالہ تعلیمی، سماجی اور ثقافتی میدان میں کی ہوئی خدمات کے صلے میں جناب سلیمان عبد القادر بیگ کو مثالی مدرس کا خطاب دیا گیا ہے۔ جس کے بدلے ان کو ۲ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو سندھو درگ ضلع پریشد کی جانب سے سندھو نگری میں اعزاز سے نوازا جائے گا۔

کوکن کے اردو ہائی اسکول منیجمنٹ کی خدمت میں عرض گذارش

کوکن کے اردو ذریعہ تعلیم کے ہائی اسکولوں کے طلباء و طالبات تراشنے کا کام نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم نے گذشتہ ۱۸ر برس سے جاری رکھا ہے ان کو انعامات سے نواز کر ان کی ہمت افزائی کی ہے اسی طرح بہترین کارکردگی کے لئے مستحق اساتذہ کی عزّت افزائی کی ہے۔ جس کی بدولت ان اسکولوں میں معیار، میرٹ اور نتائج میں بتدریج قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔

ہماری ان کوششوں میں ان اداروں اور اسکولوں کا تعاون بھی ہمارے لئے شریک کار رہا ہے۔ اب تک ہمارا رابطہ ان اسکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور اساتذہ تک محدود رہا ہے اور اب ہماری خواہش ہے کہ ہیڈ ماسٹروں کے ساتھ ساتھ اسکولوں کے انتظامیوں اور عہدیداران سے بھی ہم بالمشافہ ملاقات یا رابطہ قائم کریں۔ لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ ہمیں آپ کے عہدیداروں مجلس منتظمہ اور اسکول کمیٹیوں کے اراکین کے نام پتوں اور ٹیلیفون نمبروں سے واقف کریں عین نوازش ہوگی۔

نوٹ انتظامیہ کی اجازت سے اگر ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی ہمیں مذکورہ معلومات براہِ راست ارسال کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم کے تعلیمی مقابلے

حسبِ سابق امسال بھی ''نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام تعلیمی مقابلے منعقد ہونگے جس کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) تقریری مقابلے۔۔۔اردو۔مراٹھی
(۲) جنرل نالج۔۔۔۔سیکنڈری اسکولس
(۳) جنرل نالج۔۔۔پرائمری اسکولس
(۴) میتھ میٹکس (ریاضی)
(۵) انگریزی۔مراٹھی (زباندانی)
(۶) مضمون نویسی اردو، مراٹھی، انگریزی

تقریری مقابلوں کے عنوانات حسبِ ذیل ہونگے۔اردو تقریر۔

(۱) پیشہ وارانہ تعلیم کی اہمیت
(۲) صفائی نصفِ ایمان
(۳) اگر میں کروڑپتی بن گیا تو
(۴) اولمپک اور ہمارا ہندوستان

مراٹھی تقریر

(१) दुधात मिक्सींग- खेळात फिक्सींग
(२) टी वी वाढता प्रभाव
(३) अनुशासनाचें महत्व
(४) इस्लाम आणि विज्ञान

ضلعی سطح کے مقابلوں کی تاریخیں اور مراکز حسبِ ذیل ہوں گے۔

(۱) رتناگیری اور سندھودرگ بروز سنیچر مورخہ ۱۸؍ نومبر ۲۰۰۰ء بوقت صبح ۱۰؍ بجے بمقام آدرش ہائی اسکول کرجی، تعلقہ کھیڈ۔

(۲) رائیگڈھ ضلع کے لئے بروز اتوار ۱۹؍ نومبر ۲۰۰۰ء بوقت صبح ۱۰؍ بجے، بمقام سوشل سوسائٹی ہائی اسکول، موربہ، تعلقہ مانگاؤں۔

(۳) تھانے ضلع کے لئے بروز جمعرات ۲۳؍ نومبر ۲۰۰۰ء بوقت ۱۰؍ بجے، بمقام سمیہ ہائی اسکول، کوسہ ممبرا، تھانے

لاٹون میں جشن آزادی

نیشنل ہائی اسکول لاٹون، تعلقہ منڈن گڑھ میں یوم آزادی کی تقریب پُروقار انداز میں منائی گئی انتظامیہ رکن جناب احمد باواولیلے صاحب نے رسم پرچم کشائی انجام دی۔

یونیورسٹی میں فرسٹ کلاس

نکہت بشیر الدین خان سرگروہ باشندہ پنہالجے تعلقہ کھیڈ نے BSC میں بمبئی یونیورسٹی میں فرسٹ کلاس میں ۸۷٪ مارکس حاصل کر کے میرٹ لسٹ میں چوتھا نمبر حاصل کیا ان کا مضمون بوٹنی تھا۔ وہ محبوب اسمٰعیل خان سرگروہ کی بھتیجی ہیں جو کہ بمبئی مرکنٹائیل بینک میں سروس کر رہے ہیں۔

جامعۃ الصالحات کا سنگِ بنیاد پونہ میں

یہ پونے کا واحد ادارہ ہے جو تعلیم نسواں کے لئے مختص ہے گذشتہ چار برسوں سے یہ ک مدرسہ کرائے کی جگہ پر کامیابی سے چل رہاہے اوراب اس کے لئے اپنی ذاتی زمین کا انتظام ہوگیاہے۔ مدرسہ کے منتظم اعلیٰ قاری محمد ادریس نے عوام سے مدرسہ کی بھرپور امداد کے لئے اپیل کی ہے۔

(مرسلہ متین انصاری)

ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کو ڈاکٹر آف دی ملینیم کا اعزاز

یہ خبر نقشِ کوکن فیملی اور دیگران کے لئے باعثِ مسرت ہے کہ موصوف کو میڈیکل سائنس سروس آف انڈیا نے ڈاکٹر آف دی ملینیم کے اعزاز سے نوازا ہے۔ ادارہ نقشِ کوکن ڈاکٹر صاحب کو نہ صرف مبارک باد دیتا ہے بلکہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے ایک بار پھر اس بڑے اعزاز سے نقشِ کوکن کے تاج میں ایک اور کوہِ نور اضافہ کر دیاہے۔ کہنا پڑتا ہے کہ کوکن کے سپوت ہوں تو ایسے ہوں۔ منجانب ادارہ نقشِ کوکن

دو طالبات شعبہ اردو اسٹوڈنٹس کاؤنسل کے لئے نامزد

شمیم محمد اور رفعت سلطانہ بھاردے

شعبہ اردو ممبئی یونیورسٹی کے لئے امسال اسٹوڈنٹس کاؤنسل کے لئے اردو شعبہ کی دو طالبات کی نامزدگی عمل میں آئی ہے شمیم محمد یعقوب شیخ اور رفعت سلطانہ محمد ہاشم بھاردے کو بالترتیب وائس

چانسلر اور وائس پرو وائس چانسلر نے کونسل پر نامزد کیا ہے گذشتہ تین سال سے شعبہ اردو کی نمائندگی اسٹوڈنٹس کونسل پر ہو رہی ہے۔ امسال ایک بجائے دو طالبات کی نامزدگی اس بات کا ثبوت ہے کہ شعبہ اردو ترقی پذیر ہے۔

ڈاکٹر یونس اگاسکر کو یونیورسٹی کی توصیفی سند

ڈاکٹر یونس اگاسکر، صدر شعبہ اردو۔

ممبئی یونیورسٹی کو دیرینہ تدریسی خدمات اور علمی وادبی سرگرمیوں کے پیش نظر یونیورسٹی بمبئی کی جانب سے استاد جامعہ کی حیثیت سے توصیفی سند اور ٹرافی سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر یونس اگاسکر ایک بڑے ناقد، محقق اور مراٹھی کے ماہر و مترجم کی حیثیت سے معروف ہیں۔ اردو، انگریزی اور مراٹھی میں ان کی ڈیڑھ درجن مطبوعات منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اردو کا ادبی مجلہ سہ ماہی ترسیل بھی ان کے ادارت میں شائع ہوتا ہے۔

نقش کوکن

کوکن مرکنٹائیل کوآپریٹیو بینک ایک مثالی ادارہ

کوکن مرکنٹائیل بینک کوآپریٹیو بینکنگ میں ایک مثالی ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۲۵ر سال پہلے کون یہ سوچ سکتا تھا کہ ایک کوآپریٹیو سوسائٹی اتنی ترقی کر سکتی ہے۔ کہ نہ صرف یہ کہ کوآپریٹیو بینکنگ میں اونچا مقام حاصل کرے بلکہ شیڈول بینک کی امیدوار بھی بن جائے۔ معاشی دنیا کے بے تاج بادشاہ بل گیٹس کی بزنس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اس بینک نے حالیہ چند سالوں میں بے پناہ ترقی کی ہے۔ اس کی متعدد برانچیز پوری طرح کمپیوٹرائز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم ادارہ ہوتے ہوئے بھی اس میں کئی نامور غیر مسلموں کے بڑے بڑے اکاؤنٹس ہیں نئی بزنس پالیسی کے تحت نہ صرف یہ کہ بینک کے Assets بڑھے ہیں بلکہ اس کے ڈپوزٹس میں بھی قابل رشک اضافہ ہوا ہے۔ ادارے کے ذاتی سرمایہ نے بینک کو اتنی معاشی استقامت بخشی ہے کہ بینک مشکل سے مشکل حالات کا سامنا بڑی آسانی سے کر سکتا ہے۔

حالیہ چند سالوں میں نہ صرف بینک کے ایڈوانسیس بڑھے ہیں بلکہ این آر کی اکاؤنٹس ہولڈروں کی خصوصی نظر کرم ہونے کی وجہ سے کوکن بینک کو ہندوستان کے باہر ایک قابل عزت مقام عطا ہوا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ قوم کی آنکھ کا تارا یہ ادارہ (کوکن بینک) اسی طرح دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا رہے اور بہت جلد شیڈولڈ بینک کے درجے کو پہنچے۔

[illegible]

آہ! مرزا عبدالشکور بیگ

حیدرآباد کے مشہور صوفی شاعر مرزا عبدالشکور بیگ حیدرآبادی گذشتہ ۲۲اگست کی صبح کو وطن مالوف میں انتقال کر گئے۔

مرزا عبدالشکور بیگ عشق رسول سے سرشار رہا کرتے تھے اور ﷺ کی مدحت میں انہوں نے اپنی عمر عزیز نذر کی اور حیدرآباد کے نعت گو شعرا میں ممتاز ہوئے۔

مدیر "نقش نوائط" کا انتقال

زبان کے اخبار نقش نوائط کے ایڈیٹر اور شاعر محمد علی قمر (ایم۔اے۔بی۔ایڈ) یکم ستمبر ۲۰۰۰ء کو بھٹکل میں انتقال کر گئے۔

ابراہیم پیر خان کا انتقال

مشہور سماجی خادم اور سابق کونسلر لائنس بھسوسئی کے رکن ابراہیم پیر خان کا ۷۲ سال کی عمر میں پاپڑی تعلقہ وسئی میں ۱۷ر اگست ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا۔

خاتون بی گھاوڑے کا انتقال

۱۸ر اگست ۲۰۰۰ء کو رابوڈی تھانہ میں حنیف گھاوڑے کی والدہ محترمہ خاتون بی گھاوڑے کا انتقال ہو گیا۔

حسین میاں ساٹوپے کا انتقال

ماہم بمبئی میں اسماعیل اور رفیق

ساٹوپے کے والد محترم حسین میاں عثمان ساٹوپے کا ۲۰/اگست ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا۔

خیر النساء ماہمی کا انتقال

پہلی رابوڈی تھانہ میں علی صاحب ماہمی کی بیگم خیر انساء ماہمی کا ۲۲/اگست ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا۔

رشید قریشی کا انتقال

پٹیل چال سوپارہ میں قریشی برادری کا ایک جوان رشید قریشی کا بیماری کے بعد ۳۰ سال کی عمر میں ۲۵/اگست ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا۔

نور محمد قاضی چل بسے

قصبہ شرگاؤں، تعلقہ رتناگیری کے مقیم بمبئی جناب نور محمد قاضی کا انتقال گذشتہ ۳۰ جولائی کو ہوا۔

قمر عبدالغفور سیفی کا انتقال

۷۰ سالہ قمر عبدالغفور سیفی کا گذشتہ ۲۸ جولائی کو انتقال پر ملال ہوا۔

عثمان سیٹھ علاؤالدین کاروباری داعی عدم ہو گئے

جمہوری جماعت المسلمین پڑوے خطیب محلّہ کے صدر جناب عثمان سیٹھ علاؤالدین کاروباری کا حرکت قلب بند ہو جانے سے ۲۹/اگست ۲۰۰۰ء کو انتقال

مخلص تھے۔

جناب عبدالعزیز عبدالکریم شیخ چل بسے

حمایت اسلامی ہند کی میرج شاخ کے پرخلوص کارکن جناب عبدالعزیز عبدالکریم شیخ ۳۱ جولائی کو حرکت قلب کے بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔

صلاح الدین ستار خان چل بسے

رتناگیری شہر کے بھارتی روڈ، بازار پیٹھ میں سکونت پزیر عمارت سازی کی اشیاء کے سپلائر ۴۸ سالہ صلاح الدین ستار خان حرکت قلب رک جانے سے انتقال کر گئے۔ ان کے پسماندگان میں بیوی، بچے، ماں، تین بھائی ہیں۔ بازار پیٹھ کے جامع مسجد کمپاؤنڈ میں ان کو دفنایا گیا ہے۔

مزاحیہ اداکار مقری چل بسے

مشہور مزاحیہ اداکار مقری کا آج دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر ۷۸ برس تھی۔ مقری کا اصل نام محمد عمر مقری تھا اور ضلع قلابہ کا قریہ ان کے باشندہ تھے۔ ۵۰ سال سے زیادہ عرصہ میں انہوں نے ۶۰۰ سے زیادہ فلموں میں کام کیا تھا۔

ڈاکٹر زیڈ یو شیخ کی رحلت

مہاراشٹر میں مسلم پرسنل لاء تحریک سے عرصہ دراز سے منسلک ڈاکٹر زیڈ۔ یو شیخ صاحب حال ہی میں انتقال فرما گئے وہ اسلام مخالف دشمنوں سے آخری دم تک لڑتے رہے۔ مسلمانان سنگمیر نے ان کی رحلت پر غم و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔

حاجی شفیع حسن ناڈکر کا انتقال

باکوٹ، ضلع رتناگری کے مشہور و معروف صنعت کار، عوامی خدمتگار اور فیاض حاجی شفیع حسن ناڈکر حال ہی میں دل کے دورہ کی وجہ سے رحلت کر گئے۔

زکریا گھاڑی کا انتقال

میمن کوآپریٹیو بینک کے چیئرمین جناب زکریا گھاڑی کا ۱۵/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا۔ زکریا صاحب مرحوم ہمیشہ سماجی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ انہوں نے مضافات ممبئی میں کئی شاندار کالونیاں بسائیں اور متعدد تھیٹرس بنائے۔ مرحوم گجرات حج کمیٹی اور گجرات وقف بورڈ کے چیئرمین بھی رہے۔

عبدالحمید حبیب قاضی نہ رہے۔

گذشتہ ۱۶ اگست کو کویت جنگ میں کویت سے جو حضرات بُری حالت میں اپنے وطن کو مراجعت کر چکے تھے ان میں جناب عبدالحمید قاضی کا بھی شمار ہوتا ہے

آپ ساگوے، تعلقہ راجا پور کی سوسائٹی کویت اور کویت کی جماعت المسلمین ساگوے کے صدر بھی تھے۔ ان کے زمانے میں گاؤں کی ترقی کا بہت کام ہو چکا تھا۔ ان کے کام میں مرحوم شوکت عباس قاضی نے بھی کافی مدد کی تھی۔

آپ کا انتقال ۲۵/ جولائی ۲۰۰۰ء کو ہوا۔ آپ ڈاکٹر نذیر جوالے کے زیر علاج رہے تھے۔ آپ قاضی فراز احمد کے بہنوئی اور ماموں زاد بھائی تھے۔

مرسلہ قاف۔احمد

بانکوٹ کے ستار بھائی چل بسے

سوشل ورکر جناب عبد الستار شریف پرکار عرف ستار بھائی طویل علالت کے بعد ۱۰/ اگست ۲۰۰۰ء کو انتقال کر گئے موصوف ضلع کانگریس کے سیکریٹری اور تعلقہ کانگریس کے صدر رہ چکے تھے۔ جنتا ایجوکیشن سو سائٹی، بانکوٹ پنچ کروشی کے جنرل سکریٹری بھی تھے علاوہ ازیں کئی سوشل اداروں سے ان کا تعلق رہا ہے۔ ایک ہفتہ پہلے ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا تھا اور ۳/ سال پہلے ان کے اکلوتے جوان بیٹے کا اسکوٹر حادثہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ جبکہ موصوف فالج کے مرض میں مبتلا تھے پھر بھی وہ سوشل کاموں میں برابر حصہ لیتے رہے۔

مرسلہ محسن شہاب، جنرل سکریٹری
جنتا ایجوکیشن سوسائٹی بانکوٹ

سمیر پٹناوے کو صدمہ

بازار محلہ ہرنئی کے سوشل ورکر اور جماعت المسلمین کے کمیٹی ممبر جناب یوسف میاں قاسم پٹناوے کا ۷/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ہرنئی میں انتقال ہوا۔ آپ علاقے کے مشہور الیکٹرک کنٹراکٹر تھے۔

عبد الرشید قاضی کا انتقال

بھیونڈی ضلع تھانے کے جناب عبد الرشید قاضی ریٹائرڈ پاسپورٹ آفیسر ۱۲/ ستمبر کو عمر ۹۰/ سال انتقال کر گئے۔

عبد العظیم کھٹکھٹے کو صدمہ شاقہ

انجمن اسلام بمبئی کے اعزازی جنرل سکریٹری اور نانور وکیل جناب عبد العظیم کھٹکھٹے کی والدہ محترمہ کا پچھلے مہینے واشی میں انتقال ہوا۔ ادارہ کو اس بات کا افسوس ہے کہ یہ خبر پچھلے مہینے اشاتع کو گئی تھی مگر کسی وجہ سے نہ چھپ سکی۔

عبد اللطیف محمد مہسکر کا انتقال

موضع کرلا۔ رتناگیری کی بزرگ ہستی سماجی خدمت گار، کرلا گروپ گرام پنچایت کے سابق سرپنچ، کرلا مسلم جماعت کے سابق ٹرسٹی جناب مرحوم عبد اللطیف محمد مہسکر کا ۲/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوا۔ ۷۲ سالہ موصوف رتناگیری کے مشہور ڈاکٹر منیر مہسکر کے چاچا تھے سیکنڈری ٹیچر کی حیثیت سے سبکدوشی کے بعد آپ سماجی خدمات میں مصروف رہے۔

ابراہیم ہارون بھیری نہ رہے

سوندال، تعلقہ راجا پور کے ایک نامور تاجر ابراہیم ہارون بھیری طویل علالت کے بعد ۱۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ۵۲/ سال کی عمر میں ٹانک بندر ممبئی میں انتقال کر گئے۔

عبد الرزاق سردار کو صدمہ

موصوف کے بڑے بھائی عباس محمد صالح سردار جو اپنے وطن میں ہی رہتے تھے مختصر سی علالت کے بعد ۱۳/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو اپنے ہی گاؤں میں انتقال کر گئے۔

حسین باوا صاحب خلفے کا انتقال

موضع پمپلولی کی مشہور و معروف ہستی جناب حسین باوا صاحب خلفے عرف پتراوالے نے اپنی پوری زندگی ساؤتھ افریقہ کے جا ہنسبرگ میں ملازمت میس گذاری اور وہ پیٹرس برگ میں مقیم تھے مختصر سی علالت کے بعد ۱۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو انتقال کر گئے اور وہیں پر مدفون ہوئے۔

(مرسلہ یوسف احمد ساونت)

عبد الغفور عثمان کھوپیکر چل بسے

انجمن مسلمانان مجگاؤں کے زیر اہتمام "سیرت امام شافعی" مرتب کرنے والے ن مرحوم اسماعیل عثمان کھوپیکر کے بھائی جناب

عبد الغفور عثمان کھوپکر ، متوطن راجا پور ، طویل علالت کے بعد ۸۶ سال کے عمر میں ۱۹/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ڈاکیارڈ روڈ بمبئی میں انتقال ہوئے۔ مرحوم انجمن مسلمانان مجگاؤں کے بانیوں میں سے ایک تھے۔

مرسلہ مبین عبداللطیف حاجی

فقیر محمد حسین پاٹنکر کا انتقال

جناب فقیر محمد حسین پاٹنکر ، متوطن نائری ۔ سنگمیشور، بعمر ۶۵ سال مختصر سی علالت کے بعد ۲/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ڈاکیارڈ روڈ ، ممبئی میں انتقال کر گئے۔

آپ سے پہلے ۲۵/ جون ۲۰۰۰ء کو آپ کے بھائی ۵۷/ سالہ جناب اسماعیل حسین پاٹنکر رتناگیری سے قریب واقع اسکوٹر حادثے میں زخمی ہو کر ممبئی میں انتقال ہو گئے۔

(مرسلہ مبین عبداللطیف حاجی)

یوسف محمد علی حجو داعی اجل

ناریل باڑی اور ٹانک بندر ممبئی کی مشہور شخصیت اور نیک و فعال سماجی کارکن جناب یوسف محمد علی حجو متوطن ہرچیر ۔ راجاپور بعمر ۸۰/ سال مختصر سی علالت کے بعد ۴/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو بمبئی میں انتقال کر گئے۔

نامہ نگار مبین عبداللطیف حاجی

اکبر عبد الغفار رکھانگے اللہ کو پیارے ہو گئے

بمبئی پورٹ ٹرسٹ والے مرحوم عبد الغفار رکھانگے کے فرزند اکبر عبد الغفار رکھانگے بعمر ۵۴/ سال بوجہ علالت ک ۲/ ستمبر کو اپنے وطن داپولی رتناگیری میں ۵۴ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

(مرسلہ مبین عبداللطیف حاجی۔ اندھیری)

ایڈوکیٹ عبدالرحمان قاضی کو صدمہ

موصوف ایڈوکیٹ کی والدہ محترمہ عزیزہ بی مرحوم محمود قاضی عمر ۸۰/ سال متوطن داپولی رتناگیری ۱۱/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو بمبئی میں انتقال فرما گئیں۔

(مرسلہ مبین عبداللطیف حاجی)

حاجی میاں پوترک نہ رہے

کھیڈ کے محلہ پوترک کے جناب زاہد، ظہیر اور سمیر پوترک کے والد جناب حاجی میاں پوترک کا طویل علالت کے بعد ۸/ ستمبر کو رحلت کر گئے۔

ملکہ رضا کوچ کر گئیں

ابراہیم رفیق رضا کی والدہ محترمہ ملکہ رضا کا یکم ستمبر ۲۰۰۰ء کو شکر محلہ، سوپارہ۔ ضلع تھانہ میں انتقال ہو گیا۔

زاہدہ فوقت کا ارتحال

حسن محمد فوقت ، ٹرسٹی شکر محلہ مسجد سوپارہ کی بہن زاہدہ کا قلیل سی علالت کے بعد ۴/ ستمبر کو انتقال ہو گیا۔

یونس لاکھانی کا انتقال

سوپارہ کے مشہور ڈرائیور یونس لاکھانی کا ماہم میں ۱۳/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوا انہیں ماہم قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

ریشماں انور خانچے کو صدمہ جانگداز

قصبہ سنگمیشور ضلع رتناگیری کے کیپٹن انور یوسف خانچے کی حال ہی میں اچانک موت واقع ہو گئی ۔ ہے ان کی موت پر ان کی دختر ریشماں کو عظیم صدمہ پہنچا۔

گھر ہے اداس ، سونا پڑا ہے گھر آنگن
لگتا ہے ٹوٹ کر بکھرے پڑے ہیں ہم

محمود عبدالکریم قاضی کو صدمہ

کوکنی یونیٹی سینٹر کے سرگرم رکن، محترم محمود عبدالکریم قاضی کی والدہ صاحبہ مرحومہ سکینہ عبدالکریم قاضی بروز ۱۴/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئی

FALAK T.V. & AL - HIND T.V.
TO FUNCTION
From First of January 2001.

Falak T.V., The television for masses and Al-Hind T V , vioce of Voiceless will be started, In-Sha- Allah, from 1st of January, 2001A D This was announced by Maulana Kalb-e-Sadiq at the meeting of the board of authorities and the public held at Radio Club at Colaba.

The meeting was presided over by Mr C.M Ebrahim, The Former F.R. Minister, presently M.P apprised the public of the Importance of the T V and that of the muslim community's own channel.

Islamic scholar and grandson of late Alimiya Nadvi, Maulana Salman Nadvi brought out the importance of Electronic Media in the light of the Holy Qur'an and formally carried out the inaugration of it Maulana Kalb-e-Sadiq And other Islamic scholars and the Vice-President of Personal Law, emphasised the importance of the mass media to awaken the Muslim masses and, also, to retort the enemies of the Muslims. He, also, formally announced the date if Falak T V. channel Among present were Mr S.M. Khalil of Dubai and Maulana Manzoor Alam, the president of IOR, Mr Hasan Kamal, State Minister Arif Nasim Khan, Jani Walkar and many others

* *
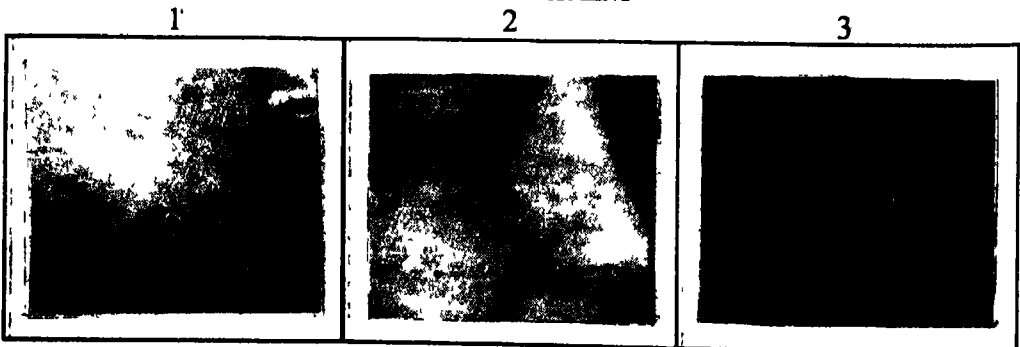
Fakih A. Aziz / Suhail - Architects

PROJECT PREVIEW

1994–1996 *Fakih Brother's* *South Bombay*

Award Wining Projects

- Documentation of **'Aga Khan Darkhana Jamatkhana'**, the winning entry for **'Parasika Award'** organized by the Indian Heritage Society – 1996
- Documentation of a small Village 'Manpia'-Rajasthan, the winning entry for **'Louis I. Kahn Trophy'** with a theme of Solar Energy Conservation - 1994

1996–1998 *Innovations* *Ajmer & South Bombay,*

Design & Documentation

- Gateway design of **'Dargah Sarif Complex'** of Saint Khwajah Garib Nawaz, to celebrated its 786 years of foundation
- Documented **20 different mosques** (40 - 200 years old) - South Bombay Theme To understand the interface between the mosques & the growth of urban fabric. Symposium was held in **Riyadh – Saudi Arabia**
- **'Afghan Memorial Church'** (1865) documented for it's renovation - Bombay
- **'Taraporwala Mansion'** (1920) needs renovations & the scope of additions and alterations in premises, documented - South Bombay
- **'Minara Masjid Complex'** (1870) - Scope of the project included not only the documentation but also an architectural guidance for future extensions of 'Madrasa'
- **'Bagban Mosque'**, Existing mosque does not support increasing worshippers New mosque is designed to accommodate approximate 500 peoples

1998-1999 *International Competition* *Finland, Europe*

Library

To proposed a Library at Seinajoki city Theme - Public architecture such as history indicates & have always been an instrument to bring (like-minded) people together and creating a social cohesion, essential for cities communities (and individuals) to survive

1998-1999 *Innovations* *New Bombay & Interior Maharashtra*

Villa's, FarmHouse & Building's.

Design many Villa's for various clients ranging from 1000sq ft to 3500 sq ft Farm House at New Bombay along with Landscape design Buildings with most modern concept exist

Qualification : *1992–1997* *Bombay University* *Maharashtra, INDIA*

- **Bachelor of Architecture** – (Degree Holder 's)–1997-1st Class with Honors

Contact : '403' - Huma Apt , Seven Bungalows, Andheri (W) - Phone - 6364380
e-mail address - innovations2@hotmail com

principle of Photo Thermolysis.

How muh time does it take?

The treatment process is simple and takes as little as few minutes.

Is it painful?

It is not painful. Mild sting or pinch similar the snap of rubber band. Therefore, no Anaesthesia is required.

Is it safe?

It is absolutely safe. No scarring or any long-term side effects associated with the treatment.

How many treatments are required?

Only hair follicles which are in the active growing phase (Anagen phase) are successfully destroyed by laser in a particular treatment session.

The dormant hair follicles (Telogen) have to cycle into active growing (Anagen) phase at different times to get them destroyed by the laser, therefore, additional treatment session may be necessary to disable all the hair follicles in a given area.

The vascular or pigmented blemishes and tattoos may also require additional session for their removal according to their size and depths.

Any precautions required?

No special precautions are required. Only excessive exposure to the sunlight prior to treatment and after the treatment sessions is avoided.

Any restrictions on my activity after treatment?

You can return to work the same moment after the treatment and quickly resume regular activities.

****

for these blemishes. They can be removed without anesthesia or surgery or any blood loss. Thus new lease of life has been offered to these patients.

Portwine stains (red or salmon coloured patches present on one side of face of arms), haemangiomas (bluish or reddish ball like malformation of small blood vessels), telengiectasis (minute, red, broken thread vessels present on face or extremities), varicose veines (dilated bluish blood vessels on legs) can be successfully treated.

Dark pigmented blemishes which may be present since birth or may appear in the latter part of life can be treated. Most common among them are moles (Scattered dark brown flat spots), lentigenes and freckles (multiple dark brown to black coloured spots present on face or other parts of the body), Becker's giant Pigmented hairy nervus (large dark coloured patch with thick black hairs on the surface, Nevus of Ota & Ito (bluish or greyish patches on the face or shoulders, melasma (light brown and dark brown coloured patches bilaterally on the blush areas of women during pregnancy or during the later period of life. It may occour in men also). Even multicoloured tattoos can be removed. Laser Cure Cosmetic laser Clinic is the only center in Mumbai provioding this kind of laser treatment. Removal of warts, skin tags, scars, keloids (raised form of scars), wrinkles can also be achieved by laser skin resurfacing and wrinkled face of 70 years old men and women can be absolutely wrinkle free resembling those of almost 30 years youth.

How does it work?

It is an intense pulsed light device and intense Nd: Yag laser for removal of unwanted hairs and skin blemishes, based on the

The laser is a non invasive medical device that uses intense pulse light and intense pulse Nd: yag laser useful in the safe and painless removal of the unwanted hairs and treatment of variety of cosmetic and other sikn coditions.

On board computer generates energy fluence, wavelength, pulse modes, pulse durations and pulse delays according to the patients skin colour, hair colour, coareness and density of hair the type of skin blemishes. It emits a broad spectrum of light ranging from 570 nm to 1200nm.

Therefore, the hairs and variety of skin blemishes at different sites, and at different depths can be successfully removed by it by selecting particular wavelength.

It is the only laser which can be safely and successfully used in types IV and type V skins of the Asians for the removal of unwanted hair and other skin blemishes.

What are the uses of lasers in skin diseases? unwanted body and facial hairs affect millions of women and men. Most seek temporary relief through shaving, threading, plucking, waxing, depilatory creams and electrolysis. These methods besides being tedious, painful, messy and time consuming, some have been known to lead to extensive permanent scar formation. This laser is a revolutionary alternative for the long term hair removal and skin blemishes.

Congenital vascular and pigmented blemishes which are present since birth were considered earlier untreatable, patients were allowed to stay with them throughout their lives. Many could not get good match, and many had to remain unmarried. But the herald of this most advanced, versatile and state of art laser has kindled their hopes and has offered successful mode of treatment

FLASH OF LIGHT RIDS YOURSELF OF UNWANTED HAIRS AND SKIN BLEMISHES

By

DR. K.E. MUKADAM, M.D, D.V.D.

FELLOW IN COSMETIC SKIN LASER SURGERY (U.K.)

LASER CURE COSMETICS LASER CLINICS, 101 LUIS BELLE, PLOT NO. 85, OPP. HOTEL SHIVSAGAR, TPS III, 16th ROAD, BANDRA (WEST), MUMBAI-400 050.

TEL. : 300 65 31 / 300 65 32

PATEL (KEDY) ARCADE, GROUND FLOOR, BOMAN BEHRAM MARG, MUMBAI CENTRAL, MUMBAI-400 008.

DR. K. E. MUKADAM , After thanking Almighty and the nation for giving him the opportunity to become among the pioneers in the field of cosmetic skin laser Surgery in India, started unveiling the technology of the future, step by step, enriching the knowledge of the people. He began, laser is an acronym for light amplification by stimulated emission of radiation. The idea of laser was conceived by none other than the great scientist Albert Einsten in 1917. But its use was started only in 1960's. It is being Used in medicine, Communication, Music and defence industries. in medicine, it was first used in eye surgery and later on in the skin surgery.

Can all the hairs and skin lesions, of all the sites, of all the depths, of all the colours, of all the skin types be treated?

اشاعت کا ۳۹واں سال

ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

اُردو / انگلش

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ۔ رجسٹرڈ: E 3006

جلد نمبر ...۳۹... شمارہ نمبر ...۱۱... ماہ: نومبر ۲۰۰۰ء

ترتیب وتہذیب: اسلم خان ۔ معاون مدیر: عبدالحمید

درون ہند سالانہ: ایکسو پچاس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپے
درون ہند سالانہ عطیہ: ایک ہزار روپے
معاون خریداری: پانچسو روپے سالانہ

خلیجی ممالک، پاکستان ودیگر ممالک سے
چھ سو روپے سالانہ
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون: ایک ہزار روپے

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نوانگر، ایم ڈی نائیک روڈ،
مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰ - فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۵۸۰۷۴

اس شمارے کے نقوش

●●●

تاریخ اشاعت: نومبر ۲۰۰۰ء
پرنٹنگ: قاسمی پرنٹرس، فون: ۳۷۷٦۹۵۵

بنیاد پرست ... لیڈر ... ایوارڈ

بنیاد پرست :جب سے ہوش سنبھالا ہر اور ان وطن سے یہ طعنہ سنتا آیا کہ مسلمان بنیاد پرست ہے۔ کیوں کہ داڑھی رکھتا ہے ٹوپی پہنتا ہے۔ ان کی عورتیں برقعہ اوڑھتی ہیں۔ اس لئے یہ بنیاد پرست ہے اسلئے کہ اپنے آپ کو مسلمان پہلے کہتا ہے اور ہندوستانی بعد میں اور اسی کے ساتھ جنگجو قوم ہے مارتے کاٹتے ہیں۔ اس کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ تہذیب و کلچر سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والے فارمولے پر عمل کرتا ہے۔ اور ہندو مسلمانوں کے مقابلے میں دنیا کی مہذب ترین قوم ہے۔ اس کا تہذیبی اثاثہ ہزار سال پر مشتمل ہے۔ میرا خیال خیال نہیں بلکہ یقین ہے کہ آپ نے بھی بچپن سے لے کر آج تک ایسے طعنے مختلف موقعوں پر مختلف جگہوں پر سنے ہونگے۔ آیئے آج دیکھتے ہیں کہ بنیاد پرست کون ہے جنگجو کون ہے۔ تہذیب یافتہ کون ہے۔

(۱) آر۔ایس۔ایس جو خود کو ہندوستان کی پانچ ہزار سال کی تہذیب کی ٹھیکیدار سمجھتی ہے اس کے سنگھ سر سنچالک سدرشن نے ابھی پچھلے دنوں عیسائیوں کو دھمکی دی کہ اگر چرچوں کو ہندوستان میں رہنا ہے تو ان کا ہندو کرن کرنا ہوگا۔ بنیاد پرست کون؟

(۲) گجرات کا وزیر اعلیٰ کیشو بھائی پٹیل آر۔ایس۔ایس کا ٹریننگ کیمپ اٹینڈ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں سوئم سیوک پہلے ہوں وزیر اعلیٰ بعد میں۔ میں سرکاری ملازمین کو سوئم سیوک بنا کر چھوڑونگا تاکہ وہ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنا سکیں۔ بنیاد پرست کون؟

اور تو اور دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے وزیر اعظم کا بیان ہے کہ ابھی ہم Majority میں نہیں ہیں۔ جب ہماری سرکار Majority میں ہوگی اس دن ہم اپنے سپنوں کا بھارت بنائیں گے۔ اور سپنوں کے بھارت کا مطلب تو آپ سمجھ ہی گئے ہونگے۔ باجپائی بذات خود آر۔ایس۔ایس کے ممبر ہیں۔ اور آر۔ایس۔ایس کا ون پوائنٹ پروگرام ہے ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانا۔ اب آپ بتایئے کہ بنیاد پرست کون؟ مسلمان یا ہندو؟

اب آتے ہیں دوسرے الزام کی طرف کہ مسلمان جنگجو قوم ہے۔ مار کاٹ پر یقین رکھتی ہے۔ جنگل راج کو مانتی ہے۔ تو اس بارے میں کیا کہوں؟ رامائن سے لیکر مہابھارت جو بھی دھارمک گرنتھ اٹھایئے جنگ ہی جنگ ہے۔ اور وہ بھی ایسی جنگیں جن میں سازش، دھوکہ، فریب، ظلم، جبر زنا سب کچھ جائز ہے اور کمال کی بات یہ ہے کہ ان سب باتوں کی تعلیم بھگوان سوئیم دے رہے ہیں۔

اب آتے ہیں تیسرے پوائنٹ پر۔ یعنی تہذیبی اثاثہ۔ ذرا اس پر آتے ہیں تو پتہ چلتا ہے ان کی تہذیب ہے۔ اجنتا ایلورا، کام شاستر مطلب جس کی گندگی اور اخلاق سوزی کی حد کو نیویارک بھی آج تک نہیں پہنچا وہاں صدیوں پہلے اس نے ویشالی کی نگر ودھو امر پالی کو پہنچا دیا تھا۔ مراد ان کی تہذیبی اثاثہ میں یہ شامل تھا کہ شہر کی سب سے خوبصورت لڑکی شہر کی بدھو ہوگی۔ اور چونکہ راجہ شہر کا مالک ہے اسلئے وہ راجہ کی رکھیل ہوگی۔ اب اداریہ کے ایک تہائی حصے میں تو میں اس سے زیادہ مجھ پر لگائے گئے الزامات کی صفائی نہیں دے سکتا۔

لیڈر پچھلے دنوں ۷ر اکتوبر کو صابو صدیق میں ایک مشاعرہ ہوا آپ کہیں گے بھئی صابو صدیق میں تو مشاعرے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ آپ بجا فرما رہے ہیں صابو صدیق میں مشاعرے ہوتے ہی رہتے ہیں جیسا مشاعرہ اس بار ہوا ایسا مشاعرہ کبھی نہیں ہوا جن لوگوں نے اس مشاعرہ میں شرکت کی ان کو معلوم ہوگا کہ ایک بجے سے لے کر صبح چار بجے تک مسلسل بارش ہوتی رہی مگر مشاعرہ گاہ سے ایک بھی نفر اٹھ کر باہر نہیں گیا۔ میں بڑا حیران ہوا کہ بھئی ایسا کمال کیونکر ہوا کہ شاعر تو وہی تھے مگر جو تقریباً ہر مشاعرے میں ہوتے ہیں۔ اور شائقین بھی تقریباً وہی

تھے۔ مگر پہلے تو ذرا بارش ہوئی اور مشاعرہ درہم برہم مگر یہ مشاعرہ ہے کہ ایک بھی نفر اپنی کرسی چھوڑنے کو تیار نہیں میں دوسرے ڈاکٹر صاحب (عبد الکریم نائیک) سے ملا اور ان سے پوچھا ڈاکٹر صاحب آپ ماہر نفسیات ہیں۔ آپ مجھے بتائیے کہ مسلسل بارش میں بھی ایک بھی شاعر یا شائقین صابو صدیق سے باہر کیوں نہیں گیا تب ڈاکٹر صاحب نے وہ بات بتائی کہ دماغ کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ اور بیساختہ زبان سے نکلی ڈاکٹر صاحب اگر آپ کو ہندوستان کی پلاننگ کمیشن میں ہونا چاہئے۔ ہاں ہاں۔ وہ بات بھی بتاتا ہوں جسے سن کر زبان سے بیساختہ یہ جملہ ادا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا اسلم، بہت پرانہ مقولہ ہے جیسا راجا ویسی پرجا۔ مہاراج رنجیت سنگھ ایک دن اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ شکار پر نکلا۔ جنگل میں ڈیرہ ڈالا گیا مطبخ میں نمک کچھ کم پڑ گیا رنجیت سنگھ نے اپنی ذاتی خدمت گار کو خاص ہدایت کی کہ گاؤں میں سپاہیوں کو بھیجو اور تھوڑا نمک لے آؤ۔ مگر دھیان رہے کہ اگر نمک کی قیمت ادا نہ کی گئی تو ایک ایک سپاہی کی گردن اُڑا دوں گا۔ خدمت گار کے جانے کے بعد دیوان نے مہاراج سے سوال کیا مہاراج ذرا سے نمک کے لئے اتنی تاکید کہ سپاہی کی گردن اُڑا دینے کی سزا اگر ذرا سا نمک مہاراج کے لئے گاؤں والوں سے سپاہی بغیر پیسے دئے لے آتے تو کیا ظلم ہو جاتا۔ تب مہاراج رنجیت سنگھ نے کہا دیوان جی آپ اتنے ذہین آدمی ہیں پھر بھی اتنی سی بات نہ سمجھے۔ اگر سپاہی کو راجا کے لئے بغیر پیسے دئیے نمک لانے کا حکم ملتا تو سپاہی اپنے لئے گاؤں والوں کی ڈکانیں ہی لُٹ ڈالتے۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب، مہاراج رنجیت سنگھ کی کہانی کا سبس تو سمجھ میں آگیا۔ کہ اگر راجا نمک برابر چوری [illegible] تا ہے تو اس کا عملہ دیگ کے برابر چوری کرتا ہے مگر رنجیت سنگھ کی کہانی سے ۷ ر اکتوبر کے مشاعرے کا کیا لین دین۔ تب ڈاکٹر صاحب نے کہا اسلم کہانی کا بنیادی سبق یہ ہے کہ جیسا راجہ ویسی پرجا تم نے اس مشاعرے میں دیکھا ابو عاصم اسٹیج پر بیٹھا ہوا تھا اور آج ابو عاصم بمبئی کے مسلمانوں کا لیڈر رہے۔ اور ابو عاصم مشاعرے میں ایک بجے سے چار بجے تک بیٹھا رہا۔ اور مشاعرہ سنتا رہا اور ابو عاصم مشاعرہ گاہ سے باہر نہیں گیا تو کوئی اور کیسے جاتا۔ جیسا راجا ویسی پرجا۔ جیسا لیڈر ویسے انکے فولوور۔ اسی مشاعرہ سے ایک بھی آدمی اسلئے باہر نہیں گیا کہ ابو عاصم نے ۳ گھنٹہ برسات میں بھیگ کر مشاعرہ سنا۔ اللہ سے دعا ہے کہ ابو عاصم کی قائدانہ صلاحیت دن دونی رات چوگنی ترقی کرے اور انکے فولوور سات چوگنی۔

ایوارڈ۔

پچھلے ادریہ نے آپکو نقش کوکن ایوارڈ کے بارے میں بنیادی نفسیات سے آگاہ کر دیا ہوگا۔ آگے پروگریس یہ ہے کہ عالم اردو کے شخصیت نمبرون ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی کی رکنیت قبول کرلی ہے نیز حکومت اتر پردیش کی وزیر مملکت اور لکھنؤ یونیورسٹی کی ڈین و سابقہ چیرمین آف اردو اکاڈمی محترمہ سمیہ افسوں نے بھی نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی کی رکنیت قبول کرلی ہے۔ اور جناب اطہر نبی جو آج ہندستان میں کلچر زار و کلچر گنگ کے خطاب سے پہچانے جاتے ہیں نہ صرف یہ کہ نقش کوکن ایوارڈ کمیٹی کے رکن بن چکے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مشاعرہ کے کنونیر کی ذمہ داری بھی قبول کر چکے ہیں۔ اور جناب حسن کمال صاحب کے بارے میں تو پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ وہ پروگرام کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ اب آتے ہیں مشاعروں کی طرف۔ میرے دوست بزرگ گائیڈ۔ ندا فاضلی نے مشاعرہ کیلئے منظوری دے دی ہے۔ ڈاکٹر بشیر بدر نے بھی مشاعرہ میں شریک ہونے کی حامی بھر دی ہے۔ راحت اندوری تو پہلے ہی مان چکے تھے۔ جاوید صاحب سے بات ہونا باقی ہے۔ کچھ لوگ چاہ رہے ہیں کہ گلزار صاحب کو بھی مشاعرہ میں مدعو کیا جائے ویسے کیفی اعظمی نے از خود کہا ہے کہ وہ ایوارڈ نائٹ و مشاعرہ میں اپنی کمزوری طبع کے باوجود شریک ہونگے۔ انتظام کے بارے میں بھی دو بات ہو جائے۔ پہلی یہ کہ ہمارے پیارے کوکن کی آنکھ کے تارے کوکن ویلفیئر کمیٹی (یو اے ی) کے پریسڈنٹ جناب کیپٹن ابراہیم حسن موڈک بمبئی تشریف لا چکے ہیں۔ اور وہ بھی صرف اور صرف نقش کوکن ایوارڈ فنکشن و مشاعرہ کامیاب کرنے کی غرض سے۔ دوبئی میں کیپٹن صاحب نثار ماہیہ اینڈ کمپنی نے فنکشن کی ساری تیاری مکمل کر لی ہے۔ اور ایک تاریخ بھی طے کر لی ہے اور وہ تاریخ ہے جمعرات ۴ جنوری ۲۰۰۱ء مطلب۔ الحمد اللہ رب العالمین۔

——— اسلم خان
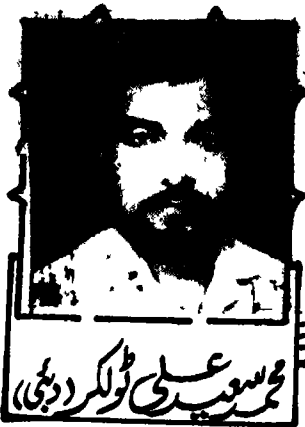
اکیسویں صدی میں

مسلم طلباء کی ذمہ داریاں

محمد سعید علی ٹولکر (دبئی)

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۴)

"اور (اے رسولؐ) کہو (دعا کرو) کہ اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ کرتا جا۔" (آمین)

علم: "پیارے دوستو! آپ طالب علم ہیں۔ یعنی علم کے طلبگار ہیں۔ اسی لئے اس مضمون کو گہرائی، گیرائی اور بہ نظر تعمق پڑھئے تاکہ آپ کا ضمیر انگڑائیاں لے کر آپ مصلح ملت ثابت ہوں۔"

اللہ کی نگاہ میں علم کی اہمیت

اور ضرورت اتنی وسیع ترین ہے کہ اس نے اپنے محبوب رسولؐ کو جو کہ علم کی بلندیوں پر فائز تھے، دعا مانگنے یوں فرمان جاری کیا کہ "وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ یعنی اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ کرتا جا۔" اس کے بعد خود رسولؐ نے بھی بارہا یہ تاکید کی ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے اگر آپ کو چین تک جانے کی ضرورت پیش آئے تو جاؤ اور اسے حاصل کرو۔ نیز آپ نے مومنین اور مومنات دونوں پر علم فرض کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "علم مال سے بہتر ہے، کیوں کہ مال کی حفاظت کرنا پڑتی ہے اور علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنا کتنی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اکیسویں صدی کے مسلم طلباء اور طالبات دونوں کے لئے دنیوی اور دنیاوی دونوں علوم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ اگر دنیاوی علم ہو اور دینوی علم (قرآنی علم) نہ ہو تو مسلم طلباء اور طالبات کو زندگی کا مقصد و منتہیٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرامؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ آپؓ حضرات نے قرآنی علم حاصل کیا اور وہ اس پر عمل پیرا بھی رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ حضرات کو نعمت، قوت، شوکت، حشمت، ثروت، عظمت و رفعت، وسعت، برکت، سعادت اور فضیلت کے ساتھ دنیا کی آدھی سے زیادہ مملکت سے سرفراز کیا۔ یہ تھی تاثیر قرآنی علم حاصل کرکے اس پر عمل پیرا ہونے کی۔ اس کے برخلاف یہودی قوم کے علماء اور مشائخ میں علم ضرور تھا حتیٰ کہ انہیں عربی اور عبرانی دونوں زبانوں پر عبور (COMAND) حاصل تھا مگر ان کا عمل خلاف علم (توراۃ کے فرامین کے خلاف) تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں گدھے کی مثال دے کر ان کی یوں مذمت کی ہے کہ "مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ"

(سورۃ الجمعہ ۵)

جن لوگوں کو تورات جیسی کتاب کا علم دیا گیا تھا لیکن
وہ (اس علم کی) پابندی نہیں کرتے لہٰذا ان کی مثال
ایسی ہے جیسے کسی گدھے پر کتابیں لاد دی گئی ہوں،
لیکن وہ گدھا ہی رہے گا)۔ بالکل یہی کیفیت
یہودیوں کے علماء مشائخ اور ان واعظوں کی تھی۔
اس سے ثابت ہوا کہ قرآنی علم حاصل کر کے اس پر
عمل کرنا کتنی ضروری اور اہم ہے۔

قندیلِ ایمانی:

دوستو! قرآن پاک کے معنی اور مفہوم جان لینے کے
بعد ہی آپ کے دلوں اور دماغوں کو سکون حاصل ہو
سکتا ہے کیوں کہ قرآن پاک میں انسانی حیات کے تمام
زوال اور ابدی حقائق موجود ہیں۔ آپ بے حد
خوش قسمت ہیں کہ آپ کے پاس قرآن پاک
موجود ہے۔ یہ قندیلِ ایمانی کا ایک ایسا بحرِ ذخار
ہے کہ جس کی تلاش میں ساری دنیا سرگرداں رہی ہے
بقول ایک یورپی غیر مسلم فلاسفر اور پروفیسر
سومبن کے کہ "جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ انسان
ایمان کے بغیر بھی رہ سکتا ہے، اسے آج کے نوجوانوں
(یورپ کے نوجوانوں) کی حالت کا مطالعہ کرنا چاہیئے
مضطربانہ تلاش میں پھر رہے ہیں کہ کوئی ایسی چیز
نہیں مل جائے جس پر ایمان لایا جائے ــــــ"

BOOK: THE CRISIS OF CIVILISAT
BY- KUBAN-

غور فرمائیے وہ کہہ رہا ہے کہ "کوئی ایسی
چیز مل جائے انہیں جس پر ایمان
لایا جائے"۔

یاد رہے کہ اس وقت دنیا میں کسی بھی
نقشہ ہے۔

نوجوان کو چین ہے نہ سکون اور ان تمام کی روح اس
شمع فروزاں کے لئے تڑپ رہی ہے جو قندیلِ ایمانی
کہلاتی ہے اور جسے ایک خاص قوم نے اپنے ہی دامن
میں چھپا رکھا ہے اور ساری دنیا کو اندھیرے میں
ٹھوکریں کھانے کے لئے کھلی چھٹی دی ہے۔ اگر
یہی قندیلِ ایمانی کو دنیا کے نوجوانوں کے سامنے
لایا جائے تو جس طرح چکور کے سینے میں چاند کو اپنے
سینے کے اندر سمو لینے کی کہکشاں گیر اور چرخ پیما ولولہ
تڑپ ہوتی ہے، اور جس طرح قلب پروانہ میں شمع
فروزاں کے انداز و اسلوب اپنے سینے میں جذب
کر لینے کا وجد انگیز اور رقص آفریں جوش و خروش
ہوتا ہے، بالکل اسی انداز میں دنیا والے (خصوصاً
طلباء و طالبات) اس قندیلِ ایمانی کو اپنے سینے
میں اُتار کر ایمان سے سرفراز ہو جائیں گے۔

اس قندیلِ ایمانی کو دنیا والوں کے سامنے
لانے کی ذمہ داری ۲۱ویں صدی کے طلباء خصوصاً
کوہستانی (کوکنی) اور صحرائی طلباء خوب پوری کر
سکتے ہیں۔ یہ کوئی مبالغہ آمیزی نہیں بلکہ میرا تجربہ
ہے۔ اس کی ایک مثال یہاں دی جا سکتی ہے کہ
ہمارے صاحبزادہ (عمران) "STUDENT OF
ISLAMIC ORGANIZATION" یعنی S.I.O.
میں شامل ہے۔ وطن سے آتے وقت ہم نے اسے
تاکید کی تھی کہ میاں! اسلام میں پورے کے پورے
داخل ہو جاؤ اور اسلام اور S.I.O. کا بھرپور
نام روشن کرو۔ ایک سال بعد جب مجھے نقش کوکن
میں یہ خبر پڑھنے ملی کہ عمران پورے مہاراشٹر اسٹیٹ
کے "MAN OF THE S.I.O" میں

اعزاز سے سرفراز ہوئے ہیں تو مجھے یکلخت مسرتوں کے
ہجوم نے گھیر لیا اور میرے قلب میں سکون و طمانیت
کی ہزار جنتیں آباد ہو گئیں ۔ خیال آیا کہ کوہستانی
(کوکنی) اور صحرائی علاقے کے طلباء میں (طالبات
میں بھی) یہ صلاحیتیں ہیں کہ قرآن پاک کی تعلیم کی
صداقت ان کے علمی نتائج سے پہچانی جا سکتی ہے ۔
پھر ایک خیال آیا کہ قدرت نے کوہستانی اور
صحرائی لوگوں میں فطرت کے مقاصد (اللہ تعالےٰ
کے فرامین) پر عمل پیرا ہو کر انہیں پورا کرنے کی
صلاحیتیں بھرپور رکھی ہیں ۔ اس کی تائید
اور اعتراف شاعر مشرق بھی یوں کرتے ہیں کہ

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی
(اقبال)

اس کے لئے ایک تابندہ مثال اور لیجئے:
"مولانا ابوالحسنؒ ندوی بھی ایک بہت چھوٹے
سے دیہات میں صحرائی علاقہ میں پیدا ہوئے تھے ۔
اللہ تعالےٰ نے آپ میں فطرت کے مقاصد کو پورا
کرنے کی بھرپور صلاحیتیں رکھی تھی ۔ لہٰذا آپ
بیسویں صدی کے ایک مایۂ ناز مفکر اسلام عالم
دین، فلاسفر اور مصلح ملت ثابت ہوئے اور
نے آخری دم تک قندیل ایمانی کو پورے عالم میں
پھیلا کر انسانیت کو منور کرتے رہے" لہٰذا کوکنی
و صحرائی طلباء کو چاہیئے کہ ۲۱ ویں صدی میں اپنی
ذمہ داری سمجھتے ہوئے ان عقائد اساسی کو جن کے
سوتے مقدس قندیل ایمانی کے سرچشمۂ سرمدی سے
پھوٹتے ہیں، انہیں حاصل کر کے ایک ایک فرد تک
خوش اسلوبی سے پہنچاتے رہیں اور قندیل نورانی کی
دمک سے لوگوں کے قلوب و ذہن منور کریں اور
یہ کہ

تقلید آباء سے بچیں :

تقلید آباء کے
معنی ہیں کہ اپنے باپ داداؤں، پرداداؤں کے
زمانے سے متواتر چلی آنے والی ایسی فرسودہ اور
وضعی رسمیں اور روایتیں نیز خرافات جن کا تعلق
دین اسلام سے قطعی نہ ہو اور ان پر آنکھیں بند
کئے ہوئے عمل کرنا تقلید آباء کہا جاتا ہے ۔ دوستو!
آپ کو معلوم ہو کہ کسی بھی دینی معاملہ کے لئے قرآن
کے فرامین پر اپنی عقل کی رو سے سوچنا، بار بار اس
پر غور و فکر کرنا، اسے اچھی طرح سمجھ لینا اور پھر
اس پر عمل کرنا بڑی جرأت اور ہمت کا تقاضی ہوتا
ہے اور بڑی ہی کاہش و کاوش کا کام ہوتا ہے ۔ مگر
اس کے برعکس تقلید کا مسلک بڑی ترین آسانی اور
سہل انگار ہوتا ہے اس میں خود کوئی فیصلہ لینا
پڑتا ہے اور نا ہی کوئی ذمہ داری قبول کرنی پڑتی
ہے ۔ بس آنکھیں بند کر کے اس پر عمل کیا جاتا ہے ۔
یہی وجہ ہے کہ ملت میں خرافات اور بدعات روز
بروز بڑھتی جا رہی ہیں ۔ اور نام نہاد عارف باللہ،
مجذوب خدا، فقیر فغاں اور بے عمل مریداں چھائے
رہے ہیں ۔ حضورؐ کے زمانے میں پورے حجاز میں
یہودی عارف، زاہد، پیر و مرشد، فقیر منش، علماء
و مشائخ اور مریداں سب نے تورات کی تعلیم کو
بالائے طاق رکھ کر اپنے آباء و اجداد کی جھوٹی
روایتوں اور رسموں کی تقلید کرتے تھے ان کے لئے

اللہ تعالیٰ نے یوں مثال پیش کی ہے کہ "وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○" (سورۃ البقرہ آیت ۱۷۱) "قرآن کا انکار کرنے والے لوگوں کی مثال، ایسی ہے کہ جو اپنے (آباء) کے مسلک پر چلتے ہیں، گویا ان کے آباء انہیں اپنے مسلک و منہاج کی کورانہ پیروی کی طرف چلنے کے لئے بلاتے ہیں اور ان کے (مقلدین) اس بلا مطلب کی آواز پر کان دھرتے ہیں، گویا یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔"

ایسے لوگوں کے لئے سورۃ الاعراف کی آیت ۱۷۹ میں حیوانوں سے بدتر کی مثال دی ہے کہ " اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ " یعنی " یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر۔" چوں کہ ایسے لوگ اپنی عقل سے کام نہیں لیتے اور وہ صرف دُعَآءً وَّنِدَآءً (صرف آواز پر عمل کرنے والے) لَا یَعْقِلُوْنَ (عقل سے کام نہ لینے والے) ہیں، حیوان فرمایا ہے، اور پھر حیوان کی مثال دینے میں بڑی حکمت مضمر ہے اس کی ایک خوبصورت مثال یوں سمجھیے۔

مثال: ہمارے کوکن میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ بارش کا موسم ختم ہوتے ہی بھیڑ بکریوں کے ریوڑ لئے ہوئے لاتعداد گڈریے (धनगर) نمودار ہوتے ہیں۔ ان گڈریوں نے اپنے بڑے بوڑھوں سے کچھ آوازیں سیکھ رکھی ہوتی ہیں، بلا الفاظ اور کچھ الفاظ یاد کر رکھے ہوتے ہیں جو بلا مطلب کے ہوتے ہیں۔ گڈریا بھیڑ بکریوں کے پیچھے یہ آوازیں زور زور سے نکالتا اور ان الفاظ کو بار بار دہراتا ہے۔

اور بھیڑ بکریاں جو ان آوازوں پر لگی ہوتی ہیں، ان کے مطابق ادھر ادھر مڑتی رہتی ہیں۔ نہ گڈریئے کو اس کا علم ہوتا ہے کہ ان آوازوں کا مفہوم و منطوق کیا ہے اور نہ بھیڑ بکریاں ان آوازوں کا مطلب سمجھنے کی اہل ہوتی ہیں یعنی گڈریا اور بھیڑ بکریاں دونوں ہی عقل سے کام نہ لینے والے (لَا یَعْقِلُوْنَ) اور دونوں ہی (کَالْاَنْعَامِ) یعنی ڈھور ڈنگر۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقلیدِ آباء کی مذمت کی ہے۔ اب ۲۱ ویں صدی کے طلبا و طالبات کو چاہیئے کہ وہ تقلیدِ آباء سے توبہ کرکے قندیلِ ایمانی کی روشنی میں حیات کی راہ متعین کریں۔

تفرقہ سے بچیں: اللہ تعالیٰ نے تفرقہ یا پارٹی بازی کو شرک قرار دیا ہے (سورۃ روم آیت ۳۱-۳۲) اور اس عمل کو عملِ فرعون قرار دیا ہے (سورۃ القصص آیت ۴) ذرہ خاکِ نعلِ رسول ﷺ نے قرآن پاک پر تدبر کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ جس قوم میں تفرقہ آجائے اس میں کشادہ نگہی، وسعتِ قلبی، خلوص کی بے لوثی اور ایثار و قربانی کی فراوانی کا فقدان ہوتا ہے۔ جس معاشرہ میں تفرقہ آجائے وہاں شجرِ خبیثہ کو پھولنے پھلنے کے مواقع عام ہوجاتے ہیں۔ تفرقہ باز قوم کی قوتِ عمل مفلوج ہوکر رہتی ہے اور پھر وہ کچھ کر نہیں پاتی۔ وہ صرف اپنے اسلاف کے کارناموں، بزرگوں کی داستانوں، پیر و فقیروں کے افسانوں اور شہیدوں کی قربانیوں کو بڑے اچھال اچھال کر، گنا گنا کر، جھوم جھوم کر اور چٹخارے لیکر دوسروں کو سناتی ہے اور اطمینان کرلیتی ہے کہ وہ دنیا کے کسی قوم سے پیچھے نہیں ہے۔ اس کے ماسوا

فرقہ باز قوم کا ہر فرقہ اپنے آپ کو عزت اور تمام احترام کا سزاوار سمجھتا ہے اور باقی دوسرے فرقوں سے احترام کا تقاضہ کرتا ہے۔ اس سے ملت کی وحدت پارہ پارہ ہو کر رہتی ہے۔ لہٰذا ۲۱ ویں صدی کے مسلم طلبا و طالبات کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ تفرقہ سے دور رہیں اور حتی الامکان تفرقہ ختم کرنے کی حسن کارانہ انداز میں کوشش کریں۔

والدین اور اساتذہ کا احترام کریں :

ایک سروے کے مطابق اس دور کے اکثر نوجوان ایسے ملیں گے جو والدین اور اساتذہ کو واجب التکریم نہیں سمجھتے۔ معاشرہ کے متعدد والدین جن کے بڑھاپے کا سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کی اولاد ہوتی ہے، مگر جب وہ اپنی اولاد کا ایسا مزاج بھانپ لیتے ہیں تو ان کی خاسر و نامراد نگاہیں حسرت بن کر ان کے ویرانہ قلوب میں لوٹ آتی ہے ان کی زندگی میں مسرتوں کے چشمے ابلنے کے بجائے انہیں اضطراب و کرب نصیب ہوتا ہے۔ ان نوجوانوں کا ایسا رویہ بن جانے کی بڑی وجہ ان کی قرآن پاک کی تعلیم سے لاعلمی، غیر قرآنی عقائد سے وابستگی، ملاؤں اور مولویوں کے لایعنی وعظ و بیانات سے ان کے قلوب پہ انڈیلا جانے والا سیرت کش لاوا اور بے دین اور بے عمل شاعروں کی فحش اور زہر اثر خاشاعری کا اثر۔ بعض غیر مذاہب میں تو ماں باپ کی پوجا کرنے تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہندو مذہب کی بعض کتب سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ رام چندر جی نے اپنے باپ راجہ دشرتھ جی کے حکم پر اپنا سر جھکائے ہوئے راج پاٹ تک تیاگ کر کے چودہ سال کا بن باس تک اختیار کیا تھا۔ ہندوؤں کی کتب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں والدین کی فرمانبرداری خالصتاً جذباتی ہوتی ہے مگر قرآن پاک کے مطالعے سے یہ راز کھلتا ہے کہ اسلام میں ایسا نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن آخری کتاب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس میں سابقہ تمام مذاہب کے جذباتی مسلّمہ کو توڑنے کا فرمان عطا کیا اور ایسی ہدایت دی جو مبنی بر حقیقت و صداقت اور خالص احکام الٰہی اور علم پر ہے۔ اس کی ٹھوس مثال یہاں یہ دی جا سکتی ہے کہ جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ آپؑ کے باپ بت تراش، بت پرست اور بت فروش ہے تو دو ٹوک کہا کہ "یَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا (سورۃ مریم آیت ۴۲) ابا جان ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو جو کچھ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نا ہی کسی معاملہ میں آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔ پھر فرمایا (آیت ۴۳ میں) کہ "ابا جان! مجھے حقائق کا علم (اللہ کی جانب سے) دیا گیا ہے جس سے آپ محروم ہیں۔ لہٰذا آپ میری پیروی کیجیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال باپ اور بیٹے کے رشتے کا نہیں بلکہ فیصلہ کن امر یہ ہے کہ اللہ کے احکام اور علم و حقیقت کے راستے پر کون ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر خود کے والدین یا اساتذہ یا اور کوئی بڑے میاں اگر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کا فرمان دیتے ہیں تو ان کے ایسے حکم کی نافرمانی ضروری ہے یہ اس لئے کہ دین اسلام میں اتباع یا پیروی صرف وحی اور حق و صداقت کی ہے۔ اکیسویں صدی کے طلبا و طالبات سے گزارش ہے کہ قرآنی حقائق و علم پہ عمل پیرا ہو کر مصلح ملت ثابت ہوں۔۔

نومبر ۲۰۰۰ء

سردار جعفری .... دو نسلوں کا ٹکراؤ .... ندا فاضلی

بھیڑ کے شور و غل سے اکتا کر، اس نے ایک مورتی تلاش کر کے سامنے طاق میں رکھ لی اور وہ ہر روز اس کے سامنے بیٹھتا رہا۔ اور ہر روز وہ مورتی بڑھتی رہی۔۔۔ پھیلتی رہتی۔ اور پھر یوں ہوا کہ اس کے دونوں ہاتھ آکاش کے دونوں کناروں کو چھو رہے تھے اور پیر دھرتی کے اسیم پھیلاؤ کو ناپ رہے تھے۔۔۔ ایک دن خود اس کے پڑوس کے کھیت میں فصل مرجھانے لگی۔ دور دور تک کہیں بادل نظر نہیں آئے۔ اترے ہوئے چہرے، سوکھی ہوئی مٹی۔ وہ اس دن بھی حسب معمول مورتی کے سامنے جا بیٹھا۔ لیکن اس دن مورتی اور اس کے رشتہ کی نوعیت عام دنوں جیسی نہ تھی۔ اب مورتی اور اس کے درمیان سوکھا ہوا کھیت بھی آ گیا تھا۔ اسے اس تبدیلی کا احساس نہیں تھا۔۔۔ مگر جیسے ہی وہ سامنے گیا، اس کا سر چکرا گیا۔ ہر چیز گھوم سی رہی تھی۔ مورتی اپنے آفاقی پھیلاؤ کو سمیٹ کر اپنے اصلی سائز میں ڈھل چکی تھی۔ اس نے غصے میں آ کر مورتی کو اٹھا کر زور سے زمین پر پٹک دیا۔ لیکن جب اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو عجیب عالم تھا۔۔۔ مورتی اسی طرح چوکور طاق میں سمٹی ہوئی ہنس رہی تھی اور خود وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فرش پر بکھرا پڑا تھا۔

مورتی نے اسے دھوکا دیا تھا یا اس نے خود اپنے آپ سے مذاق کیا تھا۔ یہ آج تک معمہ ہی ہے۔ مگر جب اس نے فرش پر بکھرے ہوئے اپنے ٹکڑوں کو سمیٹ کر اکٹھا کیا تو چہرہ مہرہ اور حلیہ تو اسی کا تھا مگر وہ اب وہ نہیں تھا جو پہلے تھا۔ بھیڑ کے شور و غل سے اکتا کر وہ اب بھی اسی مورتی کے قریب بیٹھتا ہے۔ لیکن اب وہ اس میں آکاش اور دھرتی کے پھیلاؤ کے بجائے، نقوش کا تناسب، اور پتھر کے کٹاؤ کا حسن ہی تلاش کرتا ہے۔

ہم جب کسی سے ملنے جاتے ہیں تو اس شخص کو، جس سے ہمیں ملنا ہے، اپنے گھر سے ساتھ ہی لے کر چلتے ہیں۔ یہ ملاقات نہیں ہوتی بلکہ اپنے ساتھ والے آدمی کو دوسرے کی کرسی پر بٹھانے کی زبردستی ہوتی ہے۔ اور اتفاق سے اگر کوئی آپ کے ساتھی کے لئے کرسی نہیں چھوڑتا، جو اکثر ہوتا ہے، تو آپ فوراً ناراض ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیوں۔۔۔؟

سردار جعفری سے میں پچھلے ایک سال سے تقریباً ہر روز مل رہا ہوں۔ وہ جہاں پہلے دن بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے، وہیں اب بھی لکھتے رہتے ہیں۔ اسی کرسی پر بیٹھ کر جوتے کے بند بھی باندھتے ہیں۔ اسی کے پاس کھڑے ہو کر کبھی بالوں میں کنگھا بھی کر لیتے ہیں۔ اور جاتے وقت احتیاطاً اپنی بش شرٹ یا واسکٹ بھی اسی پر لٹکا جاتے ہیں۔ دو شخص او دونوں کے نام سردار جعفری۔۔۔ اور ایک کرسی، اور وہ بھی جب دیکھو بھری ہوئی۔ دو چار دن تو عجیب الجھن محسوس ہوئی۔ اور پھر ایک دن جب 'اردو بلٹز' کی پانچویں منزل کے دوسرے زینے پر ہی جعفری صاحب نے پھولی ہوئی سانس میں کہا۔

"آپ آگے چلئے، میں رکتا ہوا آؤں گا۔" تو مجھے اچانک اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ 'آدمی' جو ہر روز میرے ساتھ گھر سے چلتا ہے۔ وہ تو ایک تازہ دم رومانی باغی تھا، ایک شرارہ جو

خرمنِ جور، جلا دینے کے در پے تھا۔ جور عدو برق کی مانند بے چین تھا اور جو خالی پیٹ مجازؔ اور سبطِ حسنؔ کے ساتھ لکھنؤ کی سڑکوں پر دن دن بھر گھوم کر بھی نہیں تھکتا تھا۔ اور اب پانچویں منزل کے دوسرے زینے پر ہی اس کی سانس پھول رہی تھی۔ سردارؔ جعفری نے داپنے نئے شعری مجموعہ میں جگرؔ کے ایک شعر،

ان کا جو فرض ہو وہ اہلِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے،

کے حوالے سے اپنی اس کمزوری کا اعتراف بھی کیا ہے۔ وقت بھی کتنی جلدی گزر جاتا ہے۔ میری کھولی کے ٹین میں اس برسات میں کتنے سوراخ جھانکنے لگے ہیں۔ دو ایک سال کی تو بات ہے کتنی نئی اور مضبوط تھی یہ۔۔۔ برسات ایسے گزر جاتی تھی جیسے کوئی نئی نئی بیاہی لڑکی پائل چھنکاتی قریب سے گزر جائے۔۔۔!!اب میں سردارؔ جعفری کے گھر، اکیلا ہی جاتا ہوں۔ اب میں صرف سامنے بیٹھے ہوئے سردار جعفری سے باتیں کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔۔۔ سردار جعفری۔ 'سیتا محل' کے فلیٹ کا ایک کمرہ، آٹھ، نو من کتابیں ،دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی نیند، بکھرے ہوئے بہت سارے کالے سفید بال ۵۵۵ برانڈ کی سگریٹیں، فرش، کھڑکیاں، دیواریں۔ فرنیچر، ٹیلی فون، پنڈت نہرو کی تصویر، پدم شری کی دستاویز۔ سردارؔ جعفری کتنی ساری چیزوں سے گھرے ہوئے رہتے ہیں۔ ان تک پہنچنے کے لئے اب بہت کچھ پھلانگنا پڑتا ہے۔ چیمبور سے 'سیتا محل' کا راستہ تو خیر اتنا طویل نہیں۔ مگر ان کے کمرے سے ان تک پہنچنے کا راستہ اکثر بری طرح تھکا دیتا ہے۔ ترپن، چون سال لمبا راستہ، گھاٹیاں، پہاڑ، میدان، جنگیں، فسادات، انتخابات، جیل، انقلاب، محفلیں، سناٹے۔ بچے، بیوی، سماج، اقتدار۔۔۔۔

اور نہ جانے کیا کیا۔۔۔۔!۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے خود سردارؔ جعفری بھی اپنے آپ سے کم ہی مل پاتے ہوں گے۔

"یہ پالش والا دن بھر میں کتنا کما لیتا ہو گا؟"

"یہی سات آٹھ روپے۔"

"سادی پالش کے دس پیسے، سات روپے میں ستر جوتے ہوئے، سات سو پیسے، ہاں اتنے تو مل ہی جاتے ہوں گے۔"

"اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی ہے جعفریؔ صاحب۔"

"نہیں، ایک روپیہ تو بے چارے کا خرچ ہو جاتا ہو گا۔"

"بے چارہ!، مجھے لگا یہ لفظ پالش والے کے لئے بیکار استعمال ہوا ہے۔ اس کا جائز حقدار تو سامنے کھڑا ہوا وہ سفید پوش نوجوان ہے جس کے گالوں میں عمر سے پہلے وقت نے انگلیاں ڈال دی ہیں۔ گرانٹ روڈ اسٹیشن پر چرچ گیٹ کی گاڑی شاید کچھ لیٹ تھی۔ جعفریؔ صاحب نے نئی سگریٹ سلگا کر ابھی مشکل سے دو کش ہی لئے ہوں گے کہ سامنے بیٹھے ایک پالش والے کی پیٹی میں وہ داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ دو فٹ کی لکڑی کی چھوٹی سی پیٹی، اور شاید ساڑھے پانچ فٹ کے سردارؔ جعفری، آٹھ نو من کتابیں فرش، کھڑکیاں، دیواریں۔ مجھے ڈر لگا کہیں بے چارے کی لڑکی کی پیٹی، پالش کی ڈبیہ اور برش وغیرہ اس بوجھ تلے ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔۔۔۔ شاعر انقلاب جوش ملیح آبادی اس ٹوٹ پھوٹ کے لئے اپنی مثال آپ ہیں۔ (ملاحظہ ہو، پتھر کوٹنے والی کا حسن)

عہد قدیم سے مغربی فکر کی یہ روایت رہی ہے کہ عالم اشیاء اور اس کے دیکھنے والوں کے درمیان فاصلہ رہے۔ لیکن اب خارجی نقطہ نظر سے دنیا آہستہ آہستہ کنارہ کش

ہو رہی ہے۔ موجودہ فلسفہ شعور کو تجربہ سے الگ کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ وہ چاہتا ہے علم اور اشیاء ایک جاندار اور ہم آہنگ وجود بن جائے ترقی پسندوں کا اپنے اردگرد کے ماحول سے جو تعلق رہا ہے اس کی نوعیت بھی معروض اور موضوع جیسی ہے۔ ان میں اشیاء کو چھونے ٹٹولنے اور ان میں اتر کر اپنی شخصیت کے محسوساتی عمل میں شامل کرنے کا رجحان کم نظر آتا ہے۔

سردار جعفری اپنی شاعری میں اکیلے بہت کم نظر آتے ہیں۔ ہر جگہ وہ کسی نہ کسی سے بات کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کبھی کبھی تو وہ پوری بھیڑ کی بھیڑ سے خطاب کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اس خطاب میں، مقرر اور سامعین کا فاصلہ کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہوپاتا۔ خطابیہ وضاحت اور تفصیلی پھیلاؤ اس صورت میں ضرورت بھی ہے اور عیب بھی۔

ہم آج یلغار کر رہے ہیں۔

ذلیل جنگوں کے مورچوں پر حیات کا وار کر رہے ہیں۔ ان میں لہجے کی تہہ داریاں اور الفاظ کی راز داریاں تو نہیں ہیں مگر ایک خاص قسم کی توانا مردیت ضرور ہے، جو الفاظ کی سیدھی اور کھری اصوات میں جھلکیاں مارتی ہے۔ اس پر اقبال اور جوش کے اثرات بہت نمایاں ہیں۔ شاید وقت نے سردار کو خود سے ملنے جلنے کی فرصت کم ہی دی ہے ۔ لیکن 'پرواز' (پہلا مجموعہ کلام) سے 'پیراہن شرر' (نیا مجموعہ کلام) تک، بھیڑ کے ہنگاموں سے بچ کر وہ جب جب اپنے پاس بیٹھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، حالانکہ ایسے مواقع کم ہی آئے ہیں، ان کا لب ولہجہ نہ صرف انکی اپنی دیگر نظموں میں نمایاں نظر آتا ہے۔ بلکہ پورے ترقی پسند عہد میں دور سے پہچانا جاتا ہے۔ خصوصاً 'پتھر کی دیوار' اور بعد کچھ نظموں کا لہجہ۔ ترقی پسند شاعروں میں صرف فیض اور سردار کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے۔

"جعفری صاحب شاعری میں لب ولہجہ کی اہمیت۔۔۔۔۔"

"لب ولہجہ کی اہمیت بہت ہے، مگر یہ سوال آپ پوچھ رہے ہیں، تعجب ہے۔"

"جعفری صاحب، اس سوال کے پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب 'ترقی پسند ادب' میں مواد کی اہمیت پر ضرورت سے زیادہ زور دیا ہے اور ہیئت پرستی پر کڑی تنقید بھی کی ہے۔ اور مواد کی بھی آپ کے یہاں ایک بندھی ٹکی تعریف ہے۔ اگر کسی موضوع میں مخصوص نظریہ کا عکس نہیں ملتا تو آپ سرے سے اسے موضوع ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور کیونکہ آپ کے سامنے ہر وقت عوام کی لفظی رہنمائی کا مقصد رہتا ہے، اس لئے نصیحتوں میں استعمال ہونے والی وضاحتی زبان شعری ضرورت بن جاتی ہے۔"

"میں مواد کو ہیئت سے الگ نہیں سمجھتا، ہر خیال اپنا لباس ساتھ لے کر آتا ہے۔"

"درست ہے، مگر اس کی پہچان کیسے ہو کہ خیال اپنے فطری لباس میں ظاہر ہوا ہے یا اس کے بدن کو جھوٹی پوشاک سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ ہیئت کے نت نئے تجربے، موضوع کو اس کی گہرائیوں تک چھونے کی کوشش ہوتے ہیں۔ لب و لہجہ کی لغوی قطعیت، موضوع کی روائتی سطح تک ہی شاعر کا ساتھ دے سکتی ہے۔ 'پتھر کی دیوار' کی بیشتر نظموں میں خود آپ نے جو تجرباتی اسلوب اختیار کیا ہے، اس الفاظ کا صنعتی مزاج اور تصویروں کے نئے آکار موضوعات کو نئی سطحوں پر پھیلا دیتے ہیں۔

میں لکھ رہا ہوں۔

تمہاری آنکھیں سفید کاغذ پہ اپنی پلکوں سے چل رہی

ہیں

سفید آٹا سیاہ چکی سے راگ بن کر نکل رہا ہے
کائے کے تھن سے نکلتی ہے چمکتی چاندی
چاولوں کی صورت پر مفلسی برستی ہے
دھوئیں سے کالے توے بھی چنگاریوں کے ہونٹوں
سے ہنس رہے ہیں۔
تیرے ماتھے کو پیار کرتی ہیں، ترچھی پرچھائیاں
جہازوں کی۔"

"لیکن آپ کی بعد کی بیشتر نظموں میں یہ ارد گرد کے ماحول کی مانوس فضا اور زمینی کے بجائے، تشنگی آبلہ پا، تابش رنگِ شفق، کفِ پائے نگاراں، آتشِ روئے خورشید، سیارگانِ فلک، چراغِ لالہ و گل، لذتِ ذوقِ طلب ایسے کہر آلود آکاش اور دھندلے مناظر کی تبدیلی کیوں؟ یہ کتابی زبان، شاعر اور زندگی کی درمیانی دوری کی غماز بھی ہوتی ہے۔"

"لب و لہجہ عہد بہ عہد بھی بدلتا ہے اور موضوع سے بھی اس کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ 'پتھر کی دیوار' میں میرے جیل کے زمانے کی نظمیں ہیں۔ نئے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں۔ کچھ پیچیدگیاں بھی اور بڑھی ہیں۔ 'پتھر کی دیوار' اور دوسری کتابوں میں جو وقت اور موضوع کا فرق ہے، وہی ان کے اسلوب میں بھی نمایاں ہیں۔ مثلاً نظم 'نیند' کی ملائمیت، جو نجی کی موضوع کی نظم۔" جنگ پر کہی ہوئی نظموں میں نہیں ملے گی۔ الفاظ اور شاعر کا رشتہ سماجی اور اقتصادی دونوں طرح کا ہوتا ہے۔"

"شاید نجی زندگی میں شاعر اور سماج کے رشتے کی جو نوعیت ہوتی ہے، وہ بھی اس کے زبان و بیان پر اثر انداز ہوتی ہو۔ لوگوں کا خیال ہے، 'ایک خواب اور' میں کہیں کہیں فیض کے نغماتی آہنگ سے آپ متاثر ہیں۔ اس میں وہ عام بول چال کی زبان جو آپ کے مزاج سے زیادہ قریب ہے' نظر نہیں آتی۔"

"یہ آپ کا خیال ہے۔ ویسے ہمعصر شعراء اور ایک دوسرے سے متاثر ہوتے بھی ہیں اور متاثر کرتے بھی ہیں۔ ہم سب ایک ساتھ بیٹھتے ہیں۔ ایک دوسرے کو بار بار سنتے ہیں۔ ہم میں سے سب کو ایک دوسرے کا کلام آدھے سے زیادہ یاد ہے، جذبی، مجاز، فیض، ان سب کے ہاں ایک دوسرے کے اثرات تلاش کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود سب کا اپنا انداز ہے، اور وہ پہچان لیا جاتا ہے۔ میرے ہاں کلاسکی اور نئی امیجری شروع سے ساتھ ساتھ چلتی رہی ہے۔ 'ذوقِ طلب' کے دو شعروں میں دو طرح کی آوازیں ہیں۔

(۱) برنگ بوئے گل پیراہن و کاکل سے اڑ آئے
شبستانوں کے عاشق جب شبستانوں سے گزرے ہیں
(۲) پپیے بولتے ہیں، کوکتی ہیں کوئلیں جن میں
ہمارے سر پہ ان گاتے ہوئے باغوں کے سائے ہیں

سردار جعفری بنا رکے بولتے رہتے ہیں۔ وہ گفتگو کے دوران ہی کچھ لفظوں کو روک لیتے ہیں۔ کہیں جملے کم زیادہ کر دیتے ہیں۔ کبھی آواز کی ہلکی سی تبدیلی سے معنی میں خاطر خواہ تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ مگر یہ عمل درپردہ ان کے ذہن میں ہی چلتا رہتا ہے۔ سننے والے کو نہ باتوں کا بہاؤ ٹوٹتا نظر آتا ہے اور نہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ بولتے وقت، اتر، دکھن، پورب پچھم چاروں دشاؤں کو ٹٹول رہے ہیں۔ 'ترقی پسند ادب' کے دیباچے میں سردار جعفری نے ایک جگہ لکھا ہے۔ "ہم عصر ادیبوں پر تنقید کرنے سے زیادہ مشکل کوئی دوسرا کام نہیں ہے۔ اور اگر مصنف خود بھی ادیب ہے تو

مشکلات میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔"

"جعفری صاحب، ترقی پسند شاعری میں امیج کا استعمال عام طور سے تزئینی یا STATIC ہوتا ہے۔ اس میں ذہن کی مختلف سمتوں کو بہ یک وقت الفاظ میں سمیٹنے کے ابعاد کم نظر آتے ہیں۔ امیج شعور کی سطح پر لاشعور کی پیچیدگیوں کا اظہار کرتی ہے، جس میں انجانے ہی شخصیت کے سارے رنگ گھل مل جاتے ہیں۔"

"یہ درست ہے۔ مگر اس میں شعری رویہ کا بھی فرق ہے۔ آج کل شاعری خارج سے باطن کی طرف مڑ رہی ہے۔ میں ادب کو خارجی مسائل سے الگ کر کے نہیں دیکھتا۔"

"جعفری صاحب، آپ نے اپنی کتاب 'ترقی پسند ادب' میں اصغر، یگانہ، فانی کے مقابلے میں جگر کی شاعری سے زیادہ بحث کی ہے۔ جگر ان تینوں میں کمزور شاعر بھی ہیں اور پھر جن شعروں میں آپ نے سماجی شعور کو تلاش کیا ہے وہ بھی جگر کی شاعری میں کچھ زیادہ اہم نہیں۔"

"یہ صحیح ہے، حسرت، یگانہ، اصغر کا ذکر بھی وضاحت سے ہونا چاہئے تھا۔ کتاب کے اگلے ایڈیشن میں اس کا خیال رکھوں گا۔ جگر کی شاعری کے بارے میں میری رائے بہت صاف ہے۔ میں نے لکھا بھی ہے۔ حسرت کے مقابلے میں جگر کی شاعری زیادہ سطحی ہے۔ 'ترقی پسند ادب' سے اب تک میری سوچ کی بنیادی سطح تو وہی ہے۔ ہاں اسکے اطلاق میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ کچھ شاعروں اور ادیبوں میں بھی نمایاں تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ میراجی کے بارے میں میری جو رائے پہلے تھی۔ وہی اب ہے۔ منٹو نے کچھ بڑی کہانیاں بھی لکھی ہیں۔ جیسے، ٹوبہ ٹیک سنگھ، 'کھول دو' وغیرہ۔ یہاں وہ اپنے کرافٹ میں دوسروں کو اپنے قریب تک نہیں پھٹکنے دیتا۔ یہ عالمی معیار کی کہانیاں ہیں۔ مگر 'سرکنڈوں کے پیچھے' اور 'بو' گھٹیا کہانیاں ہیں۔ مجھے آج بھی یہ بری کہانیاں لگتی ہیں"۔

"جعفری صاحب، عورت کے پیشاب سے لذت لینے والے میراجی اور 'بو' لکھنے والے منٹو ہمارے سماجی اور تہذیبی کھوکھلے پن کی علامتیں بھی تو ہیں۔ مجھے تو میراجی کی اس کج روی میں برسوں بوڑھا سماج اپنی تمام بدہیئتی کے ساتھ کھڑا ہوا نظر آتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں، ہم آئینے میں اپنے چہرے دیکھتے ہوئے گھبراتے ہوں۔؟"

"لیکن اس میں صرف سماج ہی نہیں، فرد بھی قصوروار ہے۔ سماج کے آگے ہتھیار ڈال دینا اور اس کے خلاف لڑنا، دونوں میں بہت فرق ہے۔ بغاوت کے بھی مثبت اور منفی دو پہلو ہوتے ہیں۔ میراجی کے ہاں منفی رجحان کارفرما ہے۔ ان میں لڑنے کا ولولہ نہیں ہے، شکست خوردگی نمایاں ہے، جو نئی نئی ذہنی بیماریوں میں ظاہر ہوتی ہے۔"

"اچھا، ندا صاحب، میں تو کھانے کے بعد تھوڑا سونے کا عادی ہوں آپ جب تک پڑھئے۔ 'سیپ' میں ام عمارہ کی کہانی پڑھ کے اپنی رائے دیجئے۔ اس بار تو اچھی کہانیوں کو ٹوٹا ہے۔"

کہانیوں کا ٹوٹا ہے۔ چاروں طرف کہانیاں ہی کہانیاں تو بکھری ہوئی ہیں۔ سامنے پڑی ہوئی لکڑی کی کرسی۔ پیڑ کی ہری ہری ڈالیں، ساون کے جھولے، گیت ملنے کے، بچھڑنے کے۔ ۔۔ ننھی ننھی چڑیوں کے گھونسلے۔۔۔ انڈے، بچے۔۔۔ بدلتے ہوئے موسم۔۔۔ خریدے ہوئے ہاتھ۔۔۔ چلتا ہوا آرا۔۔۔ لکڑیوں کے چھوٹے بڑے ٹکڑے۔۔۔ کیلیں۔۔۔ لوہے کی اندھیری کانیں۔۔۔ پیٹ کے بل رینگتے ہوئے مزدور۔۔۔ چھوٹی چھوٹی کھولیاں، رشتے، نفرتیں، محبتیں۔۔۔ سرحدیں، جنگیں، فسادات، صرف ایک کرسی میں کتنی ساری کہانیاں چھپی ہوئی ہیں۔ ایک کرسی کو لکھنے میں کئی قلمیں گزر جائیں۔۔ ۔ معمولی سی معمولی چیز میں بھی کتنے گہرے گہرے غار چھپے ہوتے ہیں۔ شاید ہمارے ادیب آجکل دوڑتے زیادہ ہیں۔ کسی چیز پر رک کر نظر نہیں ڈالتے۔

"کہئے آپ نے کہانی پڑھ لی، کیسی ہے؟"

"جی ہاں، مگر مجھے کچھ زیادہ پسند نہیں آئی۔۔۔!"

باقی ، صفحہ پر

I have become a little wiser and confident in facing the harsh realities of life.My parents yet have to reel out from their mental and financial loss

I am angry at the society, though being aware of the hazards,of burns, sit back and do nothing about it. There is a need for such a group that can help burned victimes and their families

To all my burn survivors I would like to say that "Life is too beautiful to ignore it"

"You will never find a stronger willed person than the Burn Survivor, for they have suffered the worst injury to the human body anyone can endure and survive"

By Gary R Graham

کون بنے گا شان پتی

ازل سارنگوی

□ماہنامہ نقش کوکن پچھلے ۳۸ سالوں سے قارئین نقش کوکن کے لئے مفید معلومات فراہم کرتا آیا ہے مندرجہ بالا عنوان کے تحت ان کی معلومات آزمانے کی یہ ادنیٰ سی کوشش ہے ان سوالوں کے جوابات اسی شمارہ میں کسی اور صفحہ پر دئے گئے ہیں۔ دیکھئے اور اپنی شان بڑھائے۔

(۱) سوال نمبر ۱ ۔ کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے ٹرسٹیوں میں تدریسی خدمات کس کی طویل تر ہیں ؟

(الف) علی ایم شمسی (ب) عبدالغنی عثمان پاؤسکر (ج) عبدالغنی خان سرگروہ (د) عبدالغنی اطلس والا

(۲) سوال نمبر ۲ فلمی اداکار مقری (مرحوم) کوکن کے کس گاؤں کے رہنے والے تھے ؟

(الف) بھیونڈی (ب) راجہ پور (ج) اورن (د) کھارے پٹن

(۳) سوال نمبر ۳ ۔مختلف امراض کے ماہر معالجین میں Ph D کا اعزاز کسے حاصل ہے ؟

(الف) جلدی امراض کے ماہر معالج ڈاکٹر خلیل مقدم

(ب) ENT کان ناک اور گلے کے ماہر معالج ڈاکٹر عبدالقادر لامے

(ج) ذہنی امراض کے ماہر معالج ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

(د) امراض چشم کے ماہر معالج ڈاکٹر عمران خطیب

(۴) سوال نمبر ۴ ۔ درج ذیل قانون دانوں میں سپریم کورٹ کا وکیل کون رہا؟

(الف) بیرسٹر جعفر احمد بوڈے (ب) ہارون سولکر (ج) حسین خان مصری خان ولوائی (د) نورالدین بھاگر

(۵) سوال نمبر ۵ ۔ کوکن میں Domestic Airport بنانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔ یہ کوکن کے کس مقام پر تعمیر ہوگا ؟

(الف) جنجیرہ مروڈ (ب) شہر رتناگیری (ج) پنویل (د) تھانہ (شہر)

(۶) سوال نمبر ۶ درج ذیل دادر کر صاحبان میں درس و تدریس میں نام کس نے کمایا؟

(الف) ندیم دادر کر (ب) احمد بہاؤالدین دلور کر

(ج) سعید دادر کر (د) منصور احمد دادر کر

(۷) سوال نمبر ۷ ۔ درج ذیل پرکار صاحبان میں کھیل +sport سے کس کا نام جڑا رہا؟

(الف) نور پرکار (ب) شفیع پرکار

(ج) غلام پرکار (د) جہانگیر پرکار

(۸) سوال نمبر ۸ مثنوی عکس کوکن کا خالق کون ہے ؟

(الف) ڈاکٹر محبوب راہی (ب) یعقوب راہی

(ج) اختر راہی (د) محمود راہی

(۹) سوال نمبر ۹ وہ کونسا پرچہ ہے جسے جناب قیصر رتناگیروی نے جاری کیا تھا اور تادیر سنبھالا ؟

(الف) شمع کوکن (ب) سفیر کوکن (ج) شیر کوکن (د) آواز کوکن

(۱۰) سوال نمبر ۱۰: کتاب تاریخ کوکن کس نے لکھی ؟

(الف) ڈاکٹر نظام الدین گوریکر (ب) قاضی مشتاق احمد

(ج) ڈاکٹر مومن محی الدین (د) ڈاکٹر عبدالستار دلوی

(۱۱) سوال نمبر ۱۱: قطب کوکن کسے کہا جاتا ہے ؟

(الف)حاجی ملنگ شاہ بابا (ب)شیواجی کے آٹھویں گروشاہ یعقوب سروری(ج)فقیہ علی شاہ ماہمی(د)بسم اللہ شاہ باوا

(۱۳) سوال نمبر ۱۳ درج ذیل قصبات میں سے ایک ضلع رتناگیری میں نہیں ہے۔وہ کونسا ہے ؟

(الف)سنگلوٹ(ب)پانگولی(ج)مالدولی(د)ماندیولی

(۱۴) سوال نمبر ۱۴ کوکن کی پہلی صاحبِ دیوان شاعرہ کون ؟

(الف)ڈاکٹر میمونہ دلوی(ب)ڈاکٹر صفیہ انکولوی

(ج)حمیدہ تارکر(د)مینا قاضی

(۱۵) سوال نمبر ۱۵ درج ذیل کوکنی مسلم فلمسازوں میں کون ہے جس نے مراٹھی فلم चंद्र होता साक्षीला بنائی ؟

(الف)سراج حکیم(ب)ماما شیخ فتح لعل(ج)روپ قادر

(د)ابراہیم دلوائی

(۱۶) سوال نمبر ۱۶ کتاب مخدوم فقیہ علی ماہمی کس کی تصنیف کردہ ہے ؟

(الف)پروفیسر اے بی داور کر(ب)ڈاکٹر میمونہ دلوی

(ج)مولانا یروار اصلاحی(د)بدیع الزماں حادر

(۱۷) سوال نمبر ۱۷ آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد تک ہندوستانی حربیہ میں کمشنڈ افسر کا درجہ پانے والے اولین کوکنی مسلم کا نام کیا تھا؟

(الف)حسین بابا ساونت(ب)عبداللطیف تنگڑے

(ج)محمد صالح جوگلے(د)۔۔۔موڈک

(۱۸) سوال نمبر ۱۸ درج ذیل کوکنی مسلم سیاستدانوں میں سب سے پہلے وزارت کسے ملی ؟

(الف)ڈاکٹر رفیق زکریا(ب)بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے

(ج)غلام مصطفیٰ فقیہ(د) حسین خان دلوائی

(۱۹) سوال نمبر ۱۹ وہ کونسا کوکنی مسلم سیاستدان ہے جس کی میت پر سابق وزیراعظم ہندوستان حاضر ہوئے تھے ؟

(الف)غلام مصطفیٰ فقیہ(ب) معین الدین حارث

(ج)ایم ڈی نائیک(د)بھائی یوسف حافظ

(۲۰) سوال نمبر ۲۰. کوکن میں اردو ذریعۂ تعلیم کا سب سے پہلا ہائی اسکول کہاں قائم ہوا؟

(الف)بھیونڈی(ب)جنجیرہ مروڈ

(ج)دیوالی(د)ساونت واڑی

بقیہ: ڈاکٹر اگاسکر...

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب

ہم نے دستِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا

فاروق رحمٰن آپ نقشِ کوکن کے مدیر رہے ہیں اس پرچے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر سماجی اور ثقافتی میدان میں جو پرچہ قدم رکھتا ہے اس کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔بیرون ملک کے علاوہ یہ پرچہ ایک ایسے علاقے میں جو پس ماندہ سمجھا جاتا ہے گھر گھر جاتا ہے۔ڈاکٹر نائیک کی مادری زبان اردو نہیں ہے پھر بھی یہ کام ان کے نام لکھ دیا گیا تھا کہ وہ نقشِ کوکن کے ذریعہ قوم کی خدمت جاری رکھیں۔

کوکنی طبقہ ذو لسانی طبقہ ہے۔یہاں کوکنی زبان کو روزمرہ کی معاشرت میں استعمال کیا جاتا ہے۔لیکن اردو کو ادبی و علمی سطح پر ذریعہ اظہار بنایا جاتا ہے۔کوکنی مسلمانوں کے لیے کسی اور زبان میں یہ رسالہ نکل ہی نہیں سکتا تھا۔

فاروق رحمٰن قوم کے نام آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے ؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر میں کوئی لیڈر نہیں ہوں پھر بھی کہوں گا کہ ہمیں تعلیمی سرگرمیوں پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔تعلیم کے توسط سے سارے میدان دنیاوی و مادی ترقی کے لیے سازگار ہو سکتے ہیں۔کسی بھی میدان میں پختہ یقین اور طے شدہ پروگرام کے تحت آگے بڑھنا چاہیے۔نصب العین متعین ہونا چاہیے۔اگر اچھی رہنمائی ہوگی تو یقیناً ہم بھی دوسروں کی طرح سرخرو ہوں گے۔اور سارے ملک کی ترقی میں حصہ گیر ہوں گے۔

فاروق رحمٰن ایک بار پھر ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ممبئی یونیورسٹی نے آپ کو اعتراف خدمات کے طور پر انعام واعزاز سے نوازا۔آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے نقشِ کوکن کے قارئین کے لئے اپنا بیش قیمت وقت دیا۔اللہ حافظ۔

ڈاکٹر یونس اگاسکر آپ کا بھی شکریہ۔خدا حافظ۔

□●●□

ڈاکٹر یونس اگاسکر --- ایک ملاقات

□ فاروق رحمٰن

ڈاکٹر یونس امین اگاسکر کی شخصیت ادبی و علمی حلقوں میں کسی تعارف و تعریف کی محتاج نہیں۔ اردو کے نامور استاد، ایک اعلا منتظم، معروف ادیب و محقق اور مراٹھی کے بے مثال جان کار اور ماہر مترجم کی حیثیت سے ان کی خدمات خاصی روشن اور وقیع ہیں۔

"مراٹھی ادب کا مطالعہ" "اردو کہاوتیں اور ان کے سماجی و لسانی پہلو" "تلاشِ فن" "قومی ایکتا اور ہم" "بے چہرہ شام" "سنت نام دیو" اور "نٹ سمراٹ" وغیرہ ان کی قابل ذکر تصانیف ہیں۔

حال ہی میں اگاسکر صاحب کو ممبئی یونی ورسٹی کی جانب سے اعتراف خدمات کے طور پر توصیفی سند اور ٹرافی سے نوازا گیا۔ اسی سلسلے میں ہوئی ملاقات اور استفسارات کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

فاروق رحمٰن ڈاکٹر یونس اگاسکر صاحب! سب سے پہلے تو آپ ہماری جانب سے مبارکباد قبول کیجیے کہ آپ کو ممبئی یونی ورسٹی کی جانب سے اعتراف خدمات کے طور پر توصیفی سند اور ٹرافی سے نوازا گیا۔ کیا آپ اس عزاز کے تعلق سے کچھ بتائیں گے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر شکریہ! دراصل ممبئی یونی ورسٹی، اپنے یوم تاسیس کی تقریبات کے موقعہ ہی پر یونی ورسٹی سے متعلق افراد کی خدمات کا اعتراف کرتی آئی ہے۔ اس سال ۱۵ر اگست سے یونی ورسٹی نے اساتذہ کی خدمات کے اعتراف کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں وہ پہلا شخص ہوں جسے ایک سلیکشن کمیٹی نے تمام شعبوں کے برسرکار اساتذہ میں اعزاز کے لئے منتخب کیا ہے۔

فاروق رحمٰن تو کیا ہم یہ مان لیں کہ تمام اردو والوں کے لئے یہ ایک بڑے اعزاز کی بات ہے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر مجھے یقین ہے کہ اس خاکسار کی خدمات کا اعتراف اردو کے کارکو آگے بڑھانے اور اردو کی تہذیب کو اجاگر کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ یہ دراصل اردو والوں کی خدمات کا اعتراف ہے۔ جی ہاں یہ ہم سب کے لیے اعزاز کی بات ہے۔

فاروق رحمٰن آج مہاراشٹر میں اردو سب سے زیادہ ترقی پذیر ہے۔ جبکہ مہاراشٹر کو کبھی اردو کا علاقہ نہیں گردانا جاتا۔ تو اس کا سبب کیا ہے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر یہ صحیح نہیں ہے کہ مہاراشٹر کبھی اردو کا علاقہ نہیں رہا۔ دکنی ادب کو پروان چڑھانے میں مہاراشٹر اور مراٹھی زبان کا بڑا حصہ رہا ہے۔ نام دیو جیسے سنت کویوں کی شاعری اردو کی ابتدائی شکل کھڑی بولی سے کافی قریب ہے۔ مہاراشٹر نے کھڑی بولی کے محاورے اور اسلوب کو شمال سے پہلے اپنایا۔ اس کے علاوہ ہمارے یہاں تاریخی، سیاسی و سماجی حالات اردو کے لئے سازگار رہے ہیں۔ مراٹھی والوں نے اردو کے ساتھ کبھی حریفانہ سلوک نہیں کیا۔ جبکہ ہندی اور اردو کے درمیان رسہ کشی رہی جس کی سزا اردو کو بھگتنی پڑی۔

فاروق رحمٰن حکومت مہاراشٹر نے قانون بنایا ہے کہ تمام اسکولوں میں پہلی جماعت سے انگریزی پڑھائی جائے تاکہ پانچویں درجے تک بچوں کی انگریزی اچھی ہو جائے۔ تو کیا اب اردو والے اپنے بچوں کو انگریزی میڈیم کی بجائے اردو میڈیم میں داخل کرائیں گے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر نئے قانون کی وجہ سے چند لوگ اپنے

بچوں کو ضرور اردو میڈیم کے اسکولوں میں داخل کرائیں گے لیکن جو لوگ معاشی طور پر خوشحال ہیں وہ انگریزی میڈیم کے بہتر معیار کو دیکھتے ہوئے اپنے بچوں کو وہیں بھیجیں گے۔

فاروق رحمٰن :اگر ہم نے انگریزی کا معیار اور جنرل معیار بلند کرلیا تو کیا پھر بھی خوشحال طبقے کے لوگ اپنے بچوں کو اردو میڈیم کے اسکولوں میں نہیں بھیجیں گے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر۔ پھر تو ضرور بھیجیں گے۔ ویسے بھی مادری زبان میں تعلیم دوسری زبان میں تعلیم سے بہتر ہوتی ہے۔ ابہام و تفہیم کے علاوہ ذہنی معیار کو بلند کرنے کے لیے بھی مادری زبان میں تعلیم ضروری ہے۔

فاروق رحمٰن۔ ڈاکٹر صاحب آپ کا ادب سے کافی گہرا تعلق ہے۔آپ کے خیال سے میڈیا نے ادب پر کتنا شب خون مارا ہے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر میڈیا نے ادب پر بہت زیادہ شب خون مارا ہے۔ادب کی تخلیق کا سلسلہ اور پڑھنے والوں کا حلقہ سکڑتا جارہا ہے۔ذہنی تربیت نہیں ہو پارہی ہے۔ لیکن تحریری ادب سے دل چسپی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ کیونکہ کوئی Audio visual پیشکش ایک اچھی کتاب کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔

فاروق رحمٰن اردو ادب کا ترجمہ مراٹھی میں کس حد تک ہوا ہے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر غالب اور اقبال کا ترجمہ مراٹھی میں ہوا ہے۔ حالی کے "مقدمہ شعر و شاعری" قرۃ العین کے "آگ کا دریا" اور کرشن چندر کے ناولوں کے ترجمے اردو میں ہوئے ہیں۔ رام پنڈت نے اردو افسانوں اور جدید شاعری کا جس میں پاکستانی ادب بھی شامل ہے، مراٹھی میں ترجمہ کیا ہے۔ مہاراشٹر اردو اکیڈمی نے مراٹھی میں امکان کے خصوصی شمارے نکالے ہیں۔ آیودھ اور آلکھ نامی رسالوں نے اردو ادب پر خصوصی شمارے شایع کیے ہیں۔ یہ فہرست اور بھی طویل ہو سکتی ہے۔

فاروق رحمٰن :آپ نے غالب کو مراٹھی میں منتقل کیا ہے ۔اس کے بارے میں کچھ بتایے۔

ڈاکٹر یونس اگاسکر : میں نے کوشش کی ہے کہ غالب کو اس کی لفظیات اس کی امیجری اور اسلوب کے ساتھ مراٹھی میں منتقل کروں اور محض اشعار کی شرح نہ پیش کروں ورنہ اصل غالب غائب ہو جائے گا اور نظم طباطبائی یا آغا محمد باقر باقی رہ جائیں گے۔

میں نے غالب کی غزلوں کے علاوہ اس کے قصائد، قطعات، رباعیات اور مثنوی کو بھی مراٹھی میں منتقل کیا ہے۔ یہ کام اس سے قبل نہیں ہوا تھا۔

فاروق رحمٰن : سلام بن رزاق اور رام پنڈت جیسے ماہر مترجمین نے آپ کے اس نظریے کی تائید کی ہے کہ ترجمہ اصل زبان سے کیا جانا چاہیے۔اس کی اہمیت کیا ہے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر۔ انور عظیم کا قول ہے کہ "اصل کے سوا کسی اور زبان سے ترجمہ کرنا، اصل کی معنویت کو غارت کرتا ہے۔" محترم آل احمد سرور نے بھی اسے ایک ناقابلِ قبول مفاہمہ قرار دیا ہے میں نے انھیں بزرگوں کی رہنمائی قبول کی ہے۔ میں نے دراصل ساہتیہ اکیڈمی اور نیشنل بک ٹرسٹ کے زیر اہتمام ہندی یا انگریزی کے توسط سے کرائے گئے مراٹھی ادب کے اردو تراجم کے حوالے سے یہ بات کہی تھی مگر ہمارے یہاں کچھ لوگ یہی کام کرتے آئے ہیں اور مراٹھی کے ماہر بنے بیٹھے ہیں۔

خصوصاً ہندی تراجم کو بہت معمولی تبدیلی کے ساتھ اردو میں ڈھال کر اپنے نام سے چھپوانا کچھ لوگوں کا شعار ہو گیا ہے۔ افسوس ایسے ٹھگوں کو انعام و اکرام سے بھی نوازا گیا ہے۔

فاروق رحمٰن :آپ کا پسندیدہ شاعر کون ہے؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر : مرزا اسد اللہ خاں غالب۔

فاروق رحمٰن آپ کے پسندیدہ اشعار کون سے ہیں؟

ڈاکٹر یونس اگاسکر۔

رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھیے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرمِ تماشا ہو
کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو

□ ستمبر ۲۰۰۰ء کا نقش کوکن دیکھ کر خوشی ہوئی ورنہ سال بھر یہی دیکھنے میں آتا تھا کہ بڑے قلم کاروں کے مضامین کو جگہ دی جارہی ہے اور نئے قلم کاروں کو نظر انداز کیا جارہا تھا ۔ مستری صاحب کی سبکدوشی کے بعد "آیارام گیارام" شروع ہوا ۔اور اسلم خان صاحب کی زیر نگرانی نقش کوکن غلطیوں کا خزانہ بن گیا۔ ایسے میں بھلا نقش کوکن کا خریدار کون بنے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ دو مہینوں سے "مستر تابر توڑ" شائع نہیں ہورہا ہے۔ برائے کرم اسے جاری رکھئے۔

اشفاق عمر کوپے B A

●

□ ستمبر ۲۰۰۰ء کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوئی رسالہ جاری رکھنا آسان کام نہیں ہے۔ پچھلے کچھ شمارے حسب دلخواہ لیکن آپ کوشش جاری رکھئے۔ کامیابی کوشش کرنے والوں کے قدم چومتی ہے۔ عزیزی عبدالحمید مہسعر کی ادارہ میں شمولیت پر مبارک باد۔

شرف کمالی کولہا پور

●

□ نقش کوکن کا اگست ۲۰۰۰ء کا شمارہ دیکھا تو اداریہ پڑھ کر جی خوش ہوا اسلم خان صاحب کی اردو دوستی ، درد مندی اور ہمت کو ہمارا بھرپور سلام مگر مضامین کی ترتیب میں انہوں نے جی کھٹا کردیا۔ مستری صاحب کی سبکدوشی کے بعد پروف کی غلطیاں ہوتی تھیں تب تک تو غنیمت تھا مگر اب تو صورت ہی بدل گئی اسلم خان صاحب کو چاہئے کہ کاپی جوڑنے سے پہلے مستری صاحب سے مشورہ کریں۔

انوار ملک سیموری

●
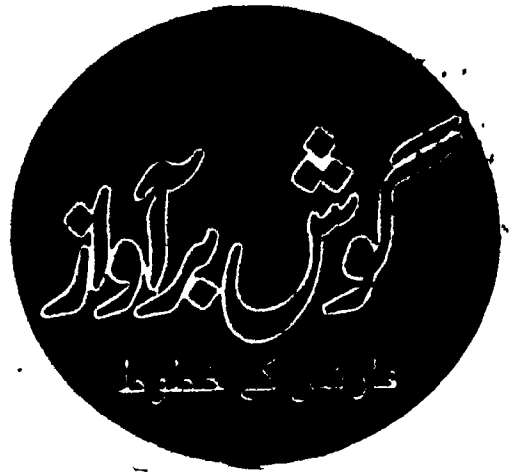
□ جولائی ۲۰۰۰ء کے نقش کوکن میں مذنہ کاپڑی کی شاندار کامیابی اور نانا صاحب کا آل انڈیا مجلس مشاورت کے لئے انتخاب کی خبر پڑھ کر دلی خوشی ہوئی۔

جاوید ندیم صاحب کا مضمون "ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت " پسند آیا۔ مستری صاحب کے بعد نقش کوکن کا بھاگ جگانے والے لا تعداد مدیران ایک ایک کر کے بھاگ کھڑے ہوئے یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے ؟

محمد سعید علی ٹولکر دوبئی

●

□ حالیہ ستمبر ۲۰۰۰ء کا شمارہ باصرہ نواز ہوا شکریہ ! محترم جاوید ندیم کا مضمون " ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت " قابل ستائش ہے۔ جو کہ میرے خیالات کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس سلسلے میں میرا مضمون "رشتے" دسمبر ۹۹ء اس نظریہ کی کڑی ملتی ہے۔

رہا نقش کوکن کی ترویج اور ترقی کا ! تو اس کی تمام ترذمہ داری اہالیان کوکن پر عائد ہوتی ہے۔ یہ کوکن کا Organ ہونے کے ناطے اس کو Organize کرنا کوکنیوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اور بفضل خدا اس کو سنوارنے کے لئے خطۂ کوکن میں کئی مایہ ناز قلمکار موجود ہیں۔ بلاشبہ دیگر حضرات کی تخلیقات بلند پایہ اور پر لطف سہی لیکن ہمیں بہار اور یوپی کی سیاسی لٹھ بازی سے کیا واسطہ۔ اور ان فسطائی قوتوں سے کیا لینا دیا۔ جبکہ ہمارا (نقش کوکن) کا منشور ہمیشہ بلا امتیاز مذہب و ملت سبھوں سے محبت اور ہمدردی رکھنا ، اور محب وطن بن کر وطن کی خدمت کرنا ، اور پیکر انسان بن کر انسانیت کا سربلند کرنا رہا ہے۔ مزید اپنے مزاج کے مطابق قوم میں

تعلیمی بیداری، معاشی بہتری، ملی اور اخلاقی بلندی اور معاشرتی اصلاح کو بروئے کار لا کر ایک نئے اور جامع معاشرہ کو تشکیل دینا ہے۔ تاکہ دنیامیں ہماری منفرد پہچان قائم رہے۔

ار حیر اندیش ابراہیم بعدادی

●

□ پچھلے چند مہینوں سے "پسندیدہ اشعار" کا سلسلہ نہ ہونے سے قارئین افسردہ ہیں۔ التجا ہے کہ اسے دوبارہ جاری کیا جائے۔ اس سے ہمیں اشعار پڑھنے، سمجھنے اور جمع کرنے کی رغبت ملتی ہے۔

ریشماں مقدم موصع سارنگ

●

□ الحمدللہ نقش کوکن کے معیار پر پھر سے نکھار آنے لگا ہے۔ جناب محمد سعید ٹولکر صاحب کے ہر مضمون میں کوکن کے صحیح حالات کی عکاسی ہوا کرتی ہے۔ اے حمید دھوری صاحب کا طنزیہ مضمون "للہ قوم کو مت جگائیے" بہت ہی خوب ہے۔ سوال وجواب کا سلسلہ پھر سے شروع کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

ستمبر کے شمارہ میں ایک صاحب نے N K T F کے فائنل مقابلہ کے بارے میں لکھا ہے۔ میری بھی رائے ہے کہ مومنٹو دینا برقرار رکھئے۔

پروگرام صبح دس بجے کے بجائے نو بجے شروع کیا جائے یہ میری درخواست ہے۔ شام کو اختتام میں دیر ہو جاتی ہے۔ تو واپسی کیلئے پرابلم پیدا ہوتے ہیں۔

رفیق یرکار .کرحی امتیت

●

جوابات :

(۱) مسٹر تابڑ توڑ ضعیف العمر ہیں ہم خود چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ دعا کیجئے کہ ان کا تعاون ہمیں حاصل ہو۔

(۲) آپ کی رائے کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔

(۳) پروگرام نو بجے شروع کرنے میں ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ طلباء اور ان کے اساتذہ ہم سے تعاون کریں اور وقت پر حاضر ہو جائیں تو ہمیں بھی بے حد خوشی ہوگی۔

ادارہ

●

□ نقش کوکن کے تازہ شمارہ میں "تراشے خراشے" کی اشاعت پر حیرت ہوئی بہر حال اس کرم فرمائی کے لئے شکر گذار ہوں۔ آپ سے ملاقات کے لئے دفتر میں حاضر ہوا تھا مگر وائے ناکامی! گذارش ہے کہ Visitors کے لئے ایک نوٹ بک دفتر میں رکھوائیں۔

قاصی مرار احمد ترلوٹ

●

جواب : آپ کی بہت ہی معقول ہے اور ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ انشاء اللہ اس طرح Visitors نوٹ بک کا انتظام کیا جائے گا۔

نقش کوکن تربیت قوم اور بیداری پر بہت سوجھ بوجھ کے ساتھ کام کرتا نظر آتا ہے۔ جو چراغ راہ بن کر روشنی پھیلا رہا ہے۔ عزیزی محمد سعید علی ٹولکر صاحب کا مضمون پڑھ کر شاعری چھوڑنے کو جی چاہتا ہے۔ آپ کے مدلل اظہار بیان پر کوئی کلام نہیں۔ نقش کوکن کے دیگر مضامین بھی معلوماتی ہوتے ہیں جہاز کی ملازمت سے منسلک ہوں اس لئے کبھی جہاز ممبئی آیا تو دفتر میں آکر ملاقات کروں گا۔ ایک صاحب نقش کوکن کے خریدار بننا چاہتے ہیں۔ شاعر ہیں۔ ان کی شرط ہے کہ ان کا کلام نقش کوکن میں چھپ کر آجائے۔ آپ ان کا یہ کام کر دیجئے۔

وما راحے واڑی

●

جواب : وفا صاحب! آپ نے بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" آپ کے دوست کے تعلق سے ہم یہی کہیں گے کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ان کی تخلیقات میں دم ہے۔، جان ہے تو نہ

صرف یہ کہ ہم شائع کریں گے بلکہ آئندہ بھی بغرض اشاعت بھیجنے کی درخواست کریں گے مگر بے جان تخلیق کو خریداری کے عوض میں شائع کرنے پر ہمیں مجبور نہ کریں۔

ادارہ

●

□ پچھلے مہینہ جناب الیاس دھنشے صاحب نے ممبرا سے ایک خط ارسال فرمایا ہے مگر پتہ ندارد ہے۔ اگر ان کی لکھی باتیں سچ ہیں تو ایڈیٹر سے کیا ڈرنا۔ ڈرنا تو خدا سے ہے۔ ادارہ

اگست ۲۰۰۰ء کے شمارہ میں اردو چینل سے متعلق آپ کا اداریہ پر مغز اور قابل توجہ رہا۔ آپ کی بات ان لوگوں کے دل میں اتر جانی چاہئے جو اردو کو روزگار سے جوڑنے کی بجائے اپنے روزگار کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔

اس شمارے میں جناب محمد سعید علی ٹولکر کا مضمون اکیسویں صدی میں مسلم شعراء کی ذمہ داریاں وقت کے اہم ترین تقاضہ کے مطابق ہے اور اس طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہونے لگی ہے۔ اس جرات مندانہ اقدام پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

محمد سلیمان ۔بانی اڈوقطر اردو مرکز دوحہ

●

ماہ نومبر ایک نظر میں

ا/نومبر ۱۹۱۷ء اردو کے مشہور شاعر محمد اسماعیل میرٹھی کا انتقال ہوا۔

ا/نومبر ۱۹۵۰ء پہلی مرتبہ ریل کا انجن کلکتہ کے چترنجن کارخانے میں تیار کیا گیا۔

ا/نومبر ۱۹۵۶ء مدھیہ پردیش ریاست کا قیام عمل میں آیا۔

ا/نومبر ۱۹۶۶ء ریاست ہریانہ کا وجود عمل میں آیا۔

۵/نومبر ۱۹۱۳ء شاعر رابندر ناتھ ٹیگور کو گیتانجلی کی تصنیف پر نوبل انعام دیا گیا

۵/نومبر ۱۹۴۵ء آزاد ہند فوج کے قیدیوں کا مقدمہ لال قلعہ میں شروع ہوا۔

۹/نومبر ۱۲۳۶ء رکن الدین فیروز شاہ مد آگیا۔

بقیہ: سردار جعفری....

''جعفری صاحب، آپ نے نئی شاعری پر کبھی تفصیل سے کچھ نہیں لکھا۔''

''نئی شاعری پر لکھنے کا حق نئے نقادوں کا ہے۔ ہمارے ساتھ ہمارے نقاد بھی پیدا ہوئے تھے۔ ہر عہد کا اپنا مزاج ہوتا ہے۔ میں نئی شاعری کا مخالف بالکل نہیں ہوں۔ مجھے بھی دوسروں کی طرح کچھ نئے شاعر پسند ہیں، کچھ اچھے نہیں لگتے۔ میں جدید اردو ادب کا انتخاب بارہ جلدوں میں شائع کر رہا ہوں۔ اسی میں ایک جلد نئی شاعری کا انتخاب ہوگی۔ نئی شاعری شاعری سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ پچھلی شاعری کا توسیع Extension ہے۔

''جعفری صاحب، گاڑی میں تو بہت بھیڑ ہے۔''

''دیکھئے کوشش کرتے ہیں''۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے چرچ گیٹ کی لوکل کے ڈبے کی بھیڑ کو چیرتے ہوئے جعفری مجھ سے پہلے کمپارٹمنٹ میں داخل ہوگئے۔ چاروں طرف بھیڑ ہی بھیڑ۔ بجھی ہوئی آنکھوں کی بھیڑ، تھکے ہوئے جسموں کی بھیڑ، اترے ہوئے چہروں کی بھیڑ۔۔۔ اور بیچ میں لوہے کی سلاخ پکڑے ہوئے سردار جعفری۔۔۔ چپ، خاموش۔۔۔ مجھے لگتا ہے۔ سردار ابھی کئی سال اور نظمیں کہتے رہیں گے۔۔۔ وہ آدمی جو خود کو اور خود کے ساتھ اردگرد کے ماحول کو برہنہ کرنے کی جرأت رکھتا ہے۔ اس کی تخلیقی عمر کافی طویل ہوتی ہے۔

خشکی لب ہے نہ اب دیدۂ تر باقی ہے
جاتے کیا ہوگئے وہ عہد گذشتہ کے رفیق
وقت نے چھین لیا بھوک کا فاقوں کا غرور

غزل

وفا راجہ واڑی

ہر نظر تیرے اشتیاق میں ہے
میں کیا عالم تیرے فراق میں ہے
تو جو جائے تو کچھ قرار آئے
تیرا ملنا کس اتفاق میں ہے
سُن رہا ہوں ہنسی میں باہر کی
شاید کوئی میرے مذاق میں ہے
تو نہ اس کی شکست و ختم کو دیکھ
دم ابھی تک میرے عراق میں ہے
بانٹ کر خوشیاں ہم چمن میں رہیں
کب سکوں زیست کا نفاق میں ہے
کفر کی حد میں رہ رہیں ہیں مگر
سر کا سودا وفا اسحاق میں ہے

□●●□

دعا

احمد داؤد بھونبل

(۱)بازو میرا توحید کی قوت سے قوی ہو
اللہ کی محبت میں ذرا بھی نہ کمی ہو
(۲)دل میرا معطّر ہو تیرے نام سے اللہ
اخلاص و عمل میں نہ کبھی میرے کمی ہو
(۳)توحید کی جو راہ بتائی ہے نبی نے
اس راہ پہ چلنے مین نہ کبھی کوئی کجی ہو
(۴)جس کام سے روکا ہو مجھے اس سے ہو نفرت
وہ بات کروں میں جو نبی نے بھی کہی ہو
(۵)قرآں مجھے دے راہ ہدایت میرے اللہ
احمد کی وہی راہ ہو جو راہِ نبی ہو

□●●□

سوچو ابھی

نور جہاں نور

پہلا پتھر کس نے پھینکا تھا نہ یہ پوچھو ابھی
ٹوٹے شیشے کس طرح جوڑیں یہی سوچو ابھی
دشمنوں سے اپنے تم لیکر رہو گے انتقام
ایسے الفت سوز جذبوں کو ذرا بھولو ابھی
دیر ہو یا ہو حرم دونوں کی منزل ایک ہے
تم رحیم و رام کی دیوار مت کھینچو ابھی
ایک ہیں سارے بشر رنگِ لہو بھی ایک ہے
تم دھرم اور دین کے یوں رنگ مت گھولو ابھی
ہو کوئی ایسا عمل کیوں؟ جو بنے ننگِ وطن
تم عروسِ ہند کی بس لاج ہی رکھ لو ابھی
سر پہ چھت تن پہ دو کپڑے پیٹ کو دو روٹیاں
ہے تقاضائے عہد زیادہ نہ کچھ مانگو ابھی
پھر کسی کرناوتی کی سن کے راکھی کی پکار
آؤ گے بن کر ہمایوں یا نہیں کہدو ابھی
کھلنے والی ننھی کلیاں کررہی ہیں التجا
جی چکے تم چین سے ہم کو بھی جینے دو ابھی
تم نے جامِ زیست کا بھرپور چکھا ہے مزہ
پی رہے ہیں ہم وہی تم زہر مت گھولو ابھی
سانپ کو بھی دودھ دینے کا یہاں کا ہے رواج
آدمی کو زہر پھر دیتے ہو کیوں؟ بولو ابھی
نور گھر کی بات ہے گھر میں ہی رہنے دو ذرا
اپنے دل کے داغ کا یوں راز مت کھولو ابھی

□●●□

★ اُردو میڈیم ہائی اسکول کیلئے ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ★

حکومت مہاراشٹرا سے منظور شدہ "بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگری" کیلئے یکم مئی ۲۰۰۱ء سے کم از کم ۵ سال کے تجربہ کار B.ED. ہیڈ ماسٹر کی پرمننٹ طور پر ضرورت ہے۔

ایم۔اے/بی۔اے/بی ایس سی، اُمیدوار اپنے سرٹیفکٹس اور اسناد کی نقول اور دیگر ضروری تفصیلات کے ساتھ اپنے عریضے مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجیں

26/9/2000

عبدالکریم قاضی
(اعزازی جنرل سکریٹری)

آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی رتناگیری (مقیم بومبائی)
A/204، الفلاح اپارٹمنٹ، بہرام باغ، جوگیشوری (ویسٹ) بمبئی ۱۰۲

IDEAL EDUCATION SOCIETY - RATNAGIRI
BOMBAY
Estd. 1966

With Best Compliments

SHAKIL SARDAR

International Engineering & Marine Work

Fabricators, Skilled Man-Power Suppliers,

Instrumentation Contractors & Computer Assistance

Bandra Mariam Co-Op. Hsg. Soc. Ltd.,
B/92, St. Sabestian Road, Bandra (W),
Mumbai-400 050.

Tel. : 645 42 61 Fax. : 64 42 63
Mobile : 98200 55 248

تبصرہ

تصنیف سفیر اردو، سہ ماہی مجلہ لیوٹن (یو۔ کے)
مُبصر عبدالحمید حسین مہسکر
سرپرست انور شیخ اور وسیم ہٹ وسیم
مدیران ساحر شیوی، سید معراج جامی
معاون مدیر وسیم خواجہ
اشاعت برائے جولائی ستمبر ۱۹۹۹ء
قیمت فی نسخہ ۵۰ روپے
ناشر: اردو گھر پبلکیشنز۔ برطانیہ (بہ اشتراک کوکن اردو رائٹرز گلڈ۔ برطانیہ) (کینیا اردو سینٹر، نیروبی)

مذکورہ سفیر اردو نظر سے گزرا۔ ظاہری طور پر خوشنما ہے مجلہ کا ٹائٹل سنہرا ہے۔ سرورق پر اردو کے جید عالم وفاضل پروفیسر گیان چند جین کی تصویر ہے۔ حقیقتاً یہ انتخاب صحیح ہے۔ اندرون کتاب نظر ڈالی فہرست کو دیکھا تو گوناگوں مضامین نظمیں، افسانے، غزلیں، تبصرات اور فکہی مقالات نیز خطوط کی بہتات ہے۔ یعنی متن کے اعتبار سے اس میں ہمہ جہتی، ہمہ رنگی اور کل وسعتی پرتو ہے۔ مضامین نگاران مقالات نویسان، غزل گویان، کی ایک بڑی صف ہے۔ مضامین اور غزلیات بلکہ تمام تر تحریروں میں علمیت وبصیرت و تفکر کی گہرائی ہے۔ کتابت، ترتیب و تزئین ہر لحاظ سے یہ سہ ماہی رسالہ یعنی ۱۴۴ صفحات پر مشتمل کتاب نما قابل قبول ہے۔

کون بنے گا شان پتی کے جوابات۔

سوال نمبر ۱ (ج) عبدالغنی خان سرگروہ
سوال نمبر ۲ (ج) اورن ضلع رائے گڑھ
سوال نمبر ۳ (ج) ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
سوال نمبر ۴ (ج) حسین خان مصری خان دلوائی
سوال نمبر ۵ (ج) پنویل ضلع رائے گڑھ
سوال نمبر ۶ (ب) پروفیسر احمد بہاؤالدین دادرکر
سوال نمبر ۷ (ج) غلام پرکار
سوال نمبر ۸ (ج) اختر راہی
سوال نمبر ۹ (الف) شمع کوکن
سوال نمبر ۱۰ (ج) ڈاکٹر مومن محی الدین
سوال نمبر ۱۱ (ج) مخدوم فقیہ علی ماہمی
سوال نمبر ۱۲ (ج) ابراہیم اقبال
سوال نمبر ۱۳ (ب) پانگولی
سوال نمبر ۱۴ (ج) حمیدہ تارکر
سوال نمبر ۱۵ (ج) روپ قادر
سوال نمبر ۱۶ (ج) مولانا پرواز اصلاحی
سوال نمبر ۱۷ (ب) عبداللطیف جھگڑے (جو بعد میں پاکستان چلے گئے)
سوال نمبر ۱۸ (ج) غلام مصطفیٰ فقیہ
سوال نمبر ۱۹ (ب) معین الدین حارث کی میت پر سابق وزیر اعظم مرارجی دیسائی تشریف لائے تھے۔
سوال نمبر ۲۰ (ب) جنجیرہ مروڈ۔ نواب صاحب کی سرپرستی میں
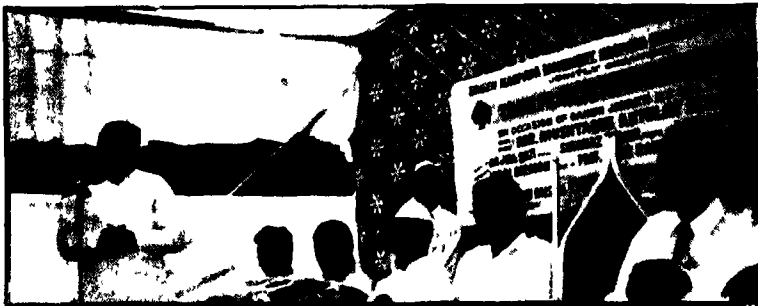
گرین ناگپاڑہ موومنٹ کے زیر اہتمام ۲، اکتوبر ۲۰۰۰ء کو گاندھی جینتی کے موقع پر شجرکاری مہم کے دوران جناب مشتاق انتولے (چیئرمین یوتھ کنٹرول بورڈ) تقریر کرتے ہوئے جبکہ بائیں سے ناصر حسین ملساری (صدر گرین ناگپاڑہ موومنٹ)، ولاس لورے (ڈائریکٹر ایس ایچ) طہور اسوسی ایٹس کے مالک ابوبکر پٹیل اور محمد نظام قاضی صاحب اور محمد شفیع حال

اخبار و افکار

قطر میں یوم جمہوریۂ ہند کی تقریب

انجمن شعرائے اردو ہند، قطر کی ایک فعال، منظم اور معتبر ادبی تنظیم ہے جو پچھلے پانچ برسوں سے ادبی و شعری محفلوں اور مشاعروں کے توسط سے اردو کی ترویج اور عوام کے شعری و ادبی ذوق کی تسکین اور بالیدگی ہوئی ہے۔ انجمن جہاں چھوٹے پیمانے پر تواتر کے ساتھ ہر ماہ کی پہلی جمعرات کو شعری نشستوں کا اہتمام کرتی ہے، گاہے گاہے بڑے پیمانے پر فائیو اسٹار ہوٹلوں میں بھی ادبی اجلاس اور مشاعروں کا اہتمام کرتی ہے۔

سالِ رواں کی ۲۰ر جنوری کو انجمن شعرائے بسلسلہ جشنِ زریں یومِ جمہوریہ ہند، دوحہ شیرین ہوٹل کے المجلس آڈیٹوریم میں کل ہند مزاحیہ مشاعرہ منعقد کیا جس میں طنز و مزاح کے معروف و معتبر ہندوستانی شعراء نے شرکت کی اور دوحہ کی ادبی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ اتنے بڑے پیمانے پر مزاحیہ مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا۔

سالِ گذشتہ ۸ر اکتوبر کو انجمن نے پچاسویں ماہانہ شعری نشست کی مناسبت سے راماد ہوٹل میں "جشنِ زریں" کا اہتمام کیا تھا جس کے مہمانِ خصوصی معروف ادیب و محقق اور ترقی اردو ہند کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر خلیق انجم تھے۔ یہ

اتر پردیش کے ممبر آف پارلیمنٹ شری اکھلیش سنگھ کو نوی ممبئی میں استقبالیہ دیا گیا جس میں مہاراشٹر پردیش کے جنرل سکریٹری شری ہری بنس سنگھ اور یوپی پردیش کے کئی چھوٹے بڑے سماجی کارکنان شریک تھے۔ اس موقعہ پر لی گئی تصویر میں نئی ممبئی کے سماجی رہنما لائق اقبال کوارے شری اکھلیش سنگھ کا استقبال کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ یہ تقریب ہوٹل "سمندر" کوپر کھیرنے میں منعقد ہوئی تھی۔

شعبۂ اردو کی طالبات کو اکادمی کے انعامات

شعبۂ اردو سے منسلک ممبئی یونیورسٹی کی تین طالبات شیخ عمیرہ محمد میاں فاروقی کہکشاں عبدالوحید اور شیخ شبانہ عبدالرؤف کو مہاراشٹر اردو اکادمی نے ایم۔اے کے امتحان میں اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے پر بالترتیب ۲۰۰۰ر پندرہ سو اور ایک ہزار روپے کے انعام سے نوازا ہے۔

(مرسلہ ڈاکٹر یونس اگاسکر)

اقبال حسن اینڈ کمپنی
آپ کی پسند کیمطابق اعلیٰ قسم کے شوٹنگ شرٹنگ، جدید فیشن کے مطابق سوٹ، دلکش ڈیزائنوں میں بنارسی سلک اور ہر طرح کی ساڑیاں، ڈریس میٹریل کا بھرپور اسٹاک ہمہ وقت موجود ہے۔ مستعد اور خوش اخلاق سیلز مین آپکا استقبال کرتے ہیں، شادی بیاہ، عید تہوار اور دیگر خوشی کے موقعوں پر ہمیں خدمت کا موقع دیجیے۔
خاندان بھر کیلئے شاندار ملبوسات کی حسین دنیا
۲۱/۲۳ ارسکن روڈ، نل بازار ممبئی فون:
PH 3462206

نیک تمناؤں کیساتھ
مہاراشٹرا
الیکٹرو پلیٹنگ ورکس
پتہ
۲۴ پرانی انجیر باڑی ماؤنٹ روڈ
مجگاؤں بمبئی ۱۰
فون: ۳۷۲۲۲۷۳

With Best Compliments from
FAROUK SODAGAR DARVESH GROUP
(TRUSTED SINCE 1909)
TIMBER • IMPORT
EXPORT • REAL ESTATE
Head Office
Associate House, 115-A, Victoria Road,
Mustafa Bazar Bombay 400 010.
BRANCHES
DELHI ■ KANDLA ■ MANGALORE

حسنِ اتفاق ہے کہ اُسی ہوٹل میں اور تقریباً اُسی موسم میں یعنی ۱۴؍ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو اردو کے معروف شاعر اور ممتاز نقاد و محقق ڈاکٹر مغنی تبسم کے اعزاز میں انجمن "غزل سمپوزیم" منعقد کیا۔ جس میں صاحبِ اعزاز ڈاکٹر مغنی تبسم صاحب "غزل کی عہد بہ عہد ترقی اور اردو کی ترویج میں مشاعرے کا کردار" کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی اور اس مناسبت سے انجمن شعراء نے "اعترافِ خدمات" کے طور پر ڈاکٹر مغنی تبسم صاحب کے فن و شخصیت پر خصوصی مجلہ بھی پیش کیا۔

"غزل خوانی مقابلے میں نمایاں کامیابی"

پندیری (منڈن گڈھ) اردو ہائی اسکول کے دو طلبہ کمار افتخار سلیم حسوارے (نہم) اور کمار فراز سلطان چماڈکر (ہشتم) نے "غزل خوانی" مقابلہ میں دوم گروپ میں حصّہ لیا۔

بزم اردو، چپلون کے زیر اہتمام ۲۳؍ ستمبر ۲۰۰۰ء کو مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون کے وسیع ہال میں غزل خوانی کا مقابلہ ہوا جس میں مذکورہ بالا طلبہ نے دوسرے گروپ میں دوسرا انعام حاصل کیا جس میں ۳۵۰٪ (تین سو پچاس) اور سند سے نوازا گیا اور دونوں طلبہ کی غزل خوانی پر گروپ شیلڈ سے بھی نوازا گیا۔ ان کی کامیابی پر سوسائٹی کے صدر و اراکین، اسکول کے صدر مدرس و معاونین نے مبارکباد دی۔

اوسا کے زیر اہتمام شاندار تعلیمی جلسہ

'اوسا' بنیادی طور پر محمد حاجی صابو صدیق انسٹی ٹیوٹ آف انجنیر نگ اور ٹیکنالوجی کے سابق طلباء کی تنظیم ہے اور اس کا بنیادی مقصد انجنیر نگ اور ٹیکنالوجی کے طلباء کی رہنمائی اور مدد کرنا ہے۔ لیکن سلور جوبلی تقریبات کے بعد سے اس نے اپنے دائرہ کار میں بڑی وسعت پیدا کی ہے۔

اس کے زیر اہتمام اوسا کلاسیز چلائی جارہی ہیں۔ ان کلاسیز میں غریب اور نچلے متوسط طبقے کے طلباء ہی داخلہ لیتے ہیں۔ اس کے باوجود اوسا میں تعلیم پانے والے طالبعلموں کے نتائج کسی بھی نامور کلاس سے کم نہیں ہوتے۔ مستقبل میں اوسا نے اپنی تحریک اور دائرہ کار کو مزید بڑھانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ کمپیوٹر کلاسیز اور کئی دوسرے جزو فنی پیشہ ورانہ کورسیز شروع کئے جارہے ہیں۔

۵؍ ستمبر ۲۰۰۰ء کو اوسا کے زیر اہتمام بڑے پیمانے پر یوم اساتذہ منایا گیا جلسہ کی صدارت ممبئی میونسپل کارپوریشن کے ایجوکیشن آفیسر شری بھاؤ صاحب گونڈے نے کی۔ اور مہمانانِ خصوصی کے طور پر صابو صدیق پالی ٹیکنک کے پرنسپل عبدالرزاق صاحب اور مشہور شاعر و صحافی جناب شمیم طارق تھے، اس موقع پر اوسا کے صدر محمد ہارون اور دیگر تمام عہدیداران بھی موجود تھے۔

جلسہ میں ای وارڈ کے اے او شری کلکرنی اور کئی نامی شخصیتیں موجود تھیں۔ اس موقع پر جناب سراج خان۔ نذیر درویش۔ بھگوان تامبے۔ شیخ نجیب انصاری۔ فرحت خان۔ شیخ اعجاز۔ رویندر چورگے کو اعزاز دئے گئے۔ اس جلسہ میں آٹھ طلباء و طالبات کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ آخر میں جناب عبد الرزاق واگھو جنرل سکریٹری اوسا نے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اس پروگرام کی تصویر سر ورق کے رنگین تصاویر میں ملاحظہ فرمایئے۔

مبارک کاپڑی کا دورۂ رتناگیری

آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی اور بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگیری کے زیر اہتمام ۲۴؍ ستمبر ۲۰۰۰ء کو حاجی داؤد مستری آڈیٹوریم میں "ووکیشنل گائڈنس" کے موضوع پر ماہر تعلیم جناب مبارک کاپڑی صاحب کا لیکچر منعقد کیا گیا۔ حافظ محبوب ٹھاکور صاحب نے تلاوت کلام پاک کی۔ اسکول کی طالبات نے حمد پیش کی۔ جلسے کی صدارت صنعت کار اور آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر جناب رفیق محمود نائیک صاحب نے فرمائی۔ بی۔ اے ڈی نائیک گرلز ہائی اسکول

کے ہیڈ ماسٹر جناب عبداللہ قاضی صاحب نے مہمانوں کا تعارف اور استقبال کیا۔ پروگرام کے محرک اور سوسائٹی کے سرگرم رُکن جناب علی قاضی صاحب نے جلسے کے اغراض و مقاصد اور مہمان خصوصی جناب مبارک کاپڑی صاحب کا تعارف کیا۔اسکول کی سائنس ٹیچر محترمہ دلناز شیخ صاحبہ نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ اس جلسے میں ایڈوکیٹ ونو صاحب، جناب قادری صاحب، پروفیسر آڈٹے صاحب ، لائن قاضی صاحب،ایڈوکیٹ این ڈی بھاٹکر صاحب، جناب اشرف نائیک صاحب ، محترمہ سعیدہ نائیک صاحبہ، محترمہ حمیدہ آڈٹے صاحبہ، جناب سراج خان صاحب، جناب منیر محمود شیخ، محترمہ انجم سولکر صاحبہ، محترمہ فریدہ سید، جناب تاج الدین ہوڑیکر صاحب، جناب رفیق مقادم صاحب اور رتناگیری اور قرب و جوار کی کئی ہستیاں موجود تھیں۔۵ر ہائی اسکولوں کے ۹ر ویں اور ۱۰ر دسویں کے طلباء، ان کے والدین ر سرپرستوں اور اساتذہ نے جناب مبارک کاپڑی صاحب کے لیکچر سے استفادہ حاصل کیا۔

آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی اور بیگم عزیزہ دلاور نائیک گرلز ہائی اسکول کی جانب سے مندرجہ ذیل اعزازات عمل میں آئے۔

جناب رفیق نائیک صاحب کے ہاتھوں مبارک کاپڑی صاحب کی کتاب "راہ نما" کی رونمائی ہوئی۔ اور اس موقع پر کاپڑی صاحب کا اعزاز کیا گیا۔

نائیک گروپ آف انڈسٹریز رتنا گیری کو امسال مرکزی حکومت کی جانب سے بہترین کارکردگی کے لئے صدر جمہوریہ جناب کے .آر نارائنن کے ہاتھوں National Productivity Award پانے کی خوشی میں کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر جناب رفیق نائک صاحب اور ان کے برادران کا سوسائٹی کے چیئر مین ایڈوکیٹ ونو صاحب کے ہاتھوں اعزاز کیا گیا۔

سماجی اور تعلیمی خدمات کے لئے "دیپالی گرودوریہ" ایوارڈ پانے کی خوشی میں محترمہ سعیدہ نائیک صاحبہ کا جناب مبارک کاپڑی صاحب کے ہاتھوں اعزاز کیا گیا۔

امسال گوگٹے کالج رتناگری میں بی۔ اے میں اول آنے پر اسکول کی سابق طالبہ مس شازیہ اسحاق پاڈسکر کا جناب مبارک کاپڑی کے ہاتھوں اعزاز کیا گیا۔

پرنسپل سراج خان صاحب نے مستری ہائی اسکول کی جانب سے چیئر مین ایڈوکیٹ ونو صاحب اور رفیق نائیک صاحب کا اعزاز بھی کیا۔اس پروگرام کے ایک روز قبل یعنی بروز سنیچر مورخہ ۲۳ر ستمبر نائیک انگلش اسکول رتناگری میں پرائمری اور ہائی اسکولس کے اساتذہ کی راہ نمائی کے لئے جناب مبارک کاپڑی صاحب کے لیکچر کا اہتمام کیا گیا۔ محترمہ حمیدہ آڈٹے صاحبہ نے جلسے کی صدارت کی، جناب علی قاضی صاحب نے جلسے کی غرض و غایت کو پیش کیا۔اسکول کے استاد جناب سنیل صاحب نے مہمانوں کا تعارف اور استقبال کیا۔ جناب تاج الدین ہوڑیکر صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیئے ۔ پرنسپل محترمہ سعیدہ نائیک صاحبہ نے شکریہ ادا کیا۔

مجگاؤں۔رتناگری میں تقسیم انعامات

۲۳ر ستمبر ۲۰۰۰ء شگفتہ نرسری کلاس مجگاؤں ، رتناگری کی انتظامیہ کمیٹی نے امسال گریجویشن ، ایچ ، ایس ، سی اور ایس، ایس ، سی کرنے والے گاؤں کے طلبہ کی ہمت افزائی کے لئے تقسیم انعامات کا جلسہ منعقد کیا ۔ جس کی صدارت لائن قاضی صاحب نے فرمائی۔ ماہر تعلیم جناب مبارک کاپڑی صاحب کے ہاتھوں انعامات تقسیم کئے گئے ۔ جلسے میں گاؤں کے سرپنچ جناب برکت مقادم صاحب ،ڈپٹی سرپنچ جناب یوسف دھامسکر صاحب گاؤں کی بزرگ ہستی دھامسکر جناب کے ساتھ ساتھ اساتذہ اور دیگر کئی ہستیاں موجود تھیں ۔ جلسے کی نظامت شگفتہ نرسری کلاس کے کوارڈنٹر اور انتظامیہ کمیٹی کے سرگرم رکن جناب

رفیق مقادم نے اپنے خصوصی انداز میں کی۔ مولانا مقصود مقادم نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

الوداعی جلسہ

کمارے پاٹن قاضی واڑہ اردو اسکول میں جماعت المسلمین قاضی واڑہ کی جانب سے اس اسکول کے صدر معلم جناب عبدالستار محمد پاؤسکر کے اعزاز میں ۱۷ر ستمبر کو الوداعی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جو اپنی ۳۵ر سالہ تعلیمی خدمات کے بعد سبکدوش ہوئے۔ سندھودرگ ضلع پریشد کے ممبر جناب نین سیٹھ دھومالے کے ہاتھوں سے پاؤسکر جناب کو شال، ناریل اور تحفے پیش کرکے گلپوشی کی گئی۔

مثالی مدرس

جناب کشور بالو قدم گاؤں لانون اسکول سوویلی تعلقہ منڈن گڈھ ضلع رتنا گری کو اس سال کا "ا۔ آ۔ دیسائی" ٹرسٹ رتنا گری کے جانب سے دیا جانے والا مثالی مدرس کا ایوارڈ دیا گیا۔ یہ ایوارڈ رتنا گری اور سندھودرگ دو ضلعوں کو ملا کر دیا جاتا ہے۔ آپ منڈن گڈھ تعلقے میں سے اس ایوارڈ کو حاصل کرنے والے پہلے ٹیچر ہیں۔

المرسلہ: اسلم علی (سکریٹری)

جلسہ تقسیم انعامات

نجمہ ہائی اسکول و جونیئر کالج دبھول

تعلقہ مہاڈ میں ۳ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو حکومت مہاراشٹر رائے گڈھ ضلع پریشد دعاہت کمیٹی مہاڈ کے ذریعے منعقد شدہ مضمون نویسی کے مقابلوں کے تقسیم انعامات کا پروگرام انتہائی پروقار طریقے پر انعقاد پذیر ہوا۔

بطور مہمان خصوصی مہاڈ کے مشہور و معروف ایڈوکیٹ دوفی صاحب تشریف فرما تھے۔ اور کرسی صدارت پر دعاہت کمیٹی محکمہ صحت کے دستار دھمکاری جناب مورے صاحب رونق افروز تھے۔

پروگرام کے آغاز میں پرنسپل مختار احمد کالے صاحب نے "بچپن کی شادی کا قانون" نیز عوامی بیداری کے متعلق مختصر اً لیکن جامع انداز میں اظہار خیال کیا۔

مضمون نویسی کے مقابلے میں پہلا انعام پانے والی خوش نصیب طالبہ کمادی سونیا گوگٹے کو ڈھائی سو روپے نقد و سرٹیفکیٹ سے نوازا گیا تیسرے انعام کے حقدار جونیئر کالج ہی کے کاپلے امبت قرار پائے۔ انھیں بھی ڈیڑھ سو روپے نقد و سرٹیفکیٹ سے سرفراز کیا گیا۔

کوکن ہائر ایجوکیشنل یونٹ کا سالانہ اعزازی جلسہ

۱۹ر نومبر ۲۰۰۰ء کو نجمہ ہائی اسکول و جونیئر کالج دبھول (مہاڈ) میں صبح ٹھیک ۱۱.۰۰ بجے منعقد ہوگا جس میں خطہ کوکن کے تمام مسلم اداروں کے ایس ایس سی اور ایچ ایس سی میں اول آنے والے طلباء وطالبات اور تمام گاؤں کے مسلم ڈاکٹر، وکیل، انجینئرس، ایم اے، ایم کام، اور ایم ایس سی کا امتحان سال رواں میں پاس کرنے والوں کا اعزاز کیا جائے گا۔ اس اعزازی جلسہ میں جناب مشتاق انتولے (چیئرمین پولیوشن بورڈ۔ گورنمنٹ آف مہاراشٹر) بحیثیت چیف گیسٹ شریک ہوں گے۔

خطہ کوکن کے تمام مسلم گریجویٹس، پوسٹ گریجویٹس سے درخواست ہے کہ اس اعلان کو دعوت سمجھ کر اس میں شرکت کریں۔ اسی طرح خطہ کوکن کے تمام گاؤں کے مسلم صدور محترمین سے درخواست ہے کہ اپنے گاؤں کے لئے اسے دعوت سمجھ کر اس جلسہ میں اپنے گاؤں سے زیادہ سے زیادہ افراد کی شرکت کا خیال رکھیں۔ (جلد ہی دعوتی کارڈ بھی ملے گا)

عبدالوہاب دھنسے
جنرل سکریٹری کوکن ہائر ایجوکیشنل یونٹ

آدرش شکشک پرسکار

کھوپولی میونسپل اردو سکنڈری اسکول محال بزروگ کے مدرس جناب میر ولی عبدالسلام رمضان صاحب کو امسال روٹری کلب کھوپولی، لائنس کلب کھوپولی، اور کھوپولی نگر پریشد شکشن منڈل کی جانب سے مشترکہ آدرش شکشک پرسکار ان کی دس سالہ علمی خدمات نیز سماجی وقومی کاموں کو مد نظر رکھتے ہوئے انھیں آدرش پرسکار سے نوازا گیا ہے۔ ہم انھیں مبارکباد پیش کرتے ہیں

مستری ہائی اسکول رتنا گری میں اسکول کی چالیسویں سالگرہ کا جشن

۵ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو اسکول کمیٹی کے چیئر مین علی جناب ابراہیم خان صاحب کی صدارت میں پروگرام منعقد کیا گیا۔ ابتدا میں صدر معلم جناب سراج احمد خان صاحب نے اسکول کے ریٹائرڈ مدرس المرحوم جناب عبد اللطیف مہسکر کے انتقال پر خراج عقیدت پیش کیا۔

یوم اساتذہ کے موقع پر سپروائزر جناب محبوب احمد ٹنکسال، جناب ہنیر کر، جناب راشد قادری، محترمہ سیما باغبان، محترمہ فریدہ مستری اور سابق صدر معلم جناب وئی۔ وائی سولکر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

خطبہ صدارت میں صدر جلسہ عالی جناب ابراہیم حان صاحب طالب نے سابق صدر جمہوریہ سرویلی ڈاکٹر رادھا کرشنن کی زندگی اور ان کے کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے اسکول کے چالیس سالہ سفر میں خوش آئند تغیرات کا جائزہ لیا۔

اس موقع پر مستری فاؤنڈیشن کی جانب سے تمام تدریسی اور غیر تدریسی اسٹاف ممبران کو تحائف پیش کئے گئے علاوہ ازیں مستری فاؤنڈیشن اور لالہ فیملی ممبران کی جانب سے تین مثالی مدرسین اور عمدہ خوشخطی کے لئے تین معلمین اور تین معلمات کو ایوارڈ دے کر نوازا گیا۔ اسکول کی جانب سے ریٹائرڈ پرنسپل اور اسکول کمیٹی کے چیر مین عالیجناب ابراہیم خان طالب صاحب، ممبر جناب نثار لالہ صاحب کی عمدہ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں شال اور گلپوشی کر کے اعزاز کیا گیا۔

اسٹاف رپورٹر انوار احمد

جناب رفیق ابراہیم پرکار جماعت المسلمین کرجی آمشیت کے صدر منتخب

مورخہ ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۰ء کے اجلاس میں آمشیت محلّہ کے سرکردہ سماجی خدمت گار جناب رفیق ابراہیم پرکار جو آدرش ہائی اسکول کرجی میں سائنس ٹیچر بھی ہیں کو جماعت کا صدر منتخب کیا گیا۔

نائب صدر کے عہدے پر آمشیت کی ایک اور فعال شخصیت جناب عبد اللہ حسن پرکار اور سکریٹری کے عہدہ پر جناب عبدالرحمٰن حسن پرکار کا انتخاب ہوا۔

یوم اساتذہ

معلم دنیا کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کر روشنی کے اس مقام پر لاتا ہے جہاں کامیابی و کامرانی ہمارے استقبال کے لئے کھڑی ہے۔

ضلع پریشد اردو اسکول مہاپرل تعلقہ منڈن گڈھ ضلع رتنا گری میں یوم اساتذہ کے موقع پر جماعت ہفتم کے طلباء نے اپنے اساتذہ کا تدریس کے کام اپنے سر لیا۔ صبیحہ حسن مقادم نے نائب صدر مدرس کا کام انجام دیا۔ دیگر اساتذہ اس طرح شبنم نذیر، نکہت مقادم، مریم مقادم، معراج مہالونکر، آصفہ ساکھر کر، پروین کار ٹیکر، مدثر قاضی وغیرہ طلباء نے اساتذہ کا کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

آخری پریڈ میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت صدر مدرس احسام الدین نے کی۔ اس میں مہاپرل گرام پنچایت شکھشن سمیتی کے صدر محمد حنیف مقادم اور سابق صدر شمس الدین مقادم نے شرکت کی طلباء نے استادوں کی اہمیت وافادیت پر اپنے خیالات پیش کئے۔

مراسلہ نگار عبدالرؤف عثمان مالکنڈ کر

ضلع پریشد اردو اسکول کو عطیہ

ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول کو بوٹکے خاندان کی جانب سے چار پنکھے چار کرسیاں چار ٹیوب لائٹ اور ٹیبل بطور عطیہ دئے گئے یکم اگست ۲۰۰۰ء کو بوٹکے ایجوکیشنل ٹرسٹ سوپارہ کا قیام عمل میں آیا ابتداء میں فری دارالمطالعہ شروع کیا گیا۔ جس میں روزانہ اردو، مراٹھی، انگلش اور ہندی کے اخبارات مہیا کئے جاتے ہیں۔ ۱۵ر اگست کو حاجی جمیل حاجی میاں چاؤڑے کے ہاتھوں کوچنگ کلاس پنجم تا دہم کلاس کا اجراء عمل میں آیا۔

صدر جلسہ پرویز امین ملا نے فی الحال دو کمرے کوچنگ کلاس کے لئے فری کئے۔اس موقع پر بوبکے فیملی نے ۳۱ر ہزار روپیوں کا عطیہ دیا جبکہ حاضرین جلسہ نے ۷ر ہزار کے عطیات کا اعلان کیا۔اس تقریب میں بوبکے خاندان کے بزرگ حضرات کی گلپوشی کی گئی۔ سابق صدر بلدیہ عبدالمعید گھنسار کونسلر فرید ملا کونسلر عالمگیر ڈائیر، کونسلر انیل راؤت، کونسلر اپرنا پاٹل، مظفر گھنسار، شاکر سوپاروی جنرل سکریٹری سدھار کمیٹی خالد کراری اور دیگر معززین نے خصوصی شرکت فرمائی۔زبیر بوبکے نے مہمانوں کا تعارف اجمل بوبکے نے اغراض و مقاصد پیش کئے رضوان بوبکے نے نظامت کے فرائض پیش کئے ۔ حاضرین جلسہ کی فواکہات و مشروبات سے تواضع کی گئی۔

بوبکے ایجوکیشنل ٹرسٹ کے صدر سعید بوبکے جنرل سکریٹری اجمل بوبکے، خازن امتیاز بوبکے، سکریٹری ظفر رشید بوبکے، طلحہ الیاس بوبکے مشتاق بوبکے، لقمان بوبکے، ریاض بوبکے اور دیگر ۷۰ ممبران شامل ہیں۔ ش س

ایک اچھی خبر

مقابلے کے اس دور میں تعلیمی بیداری کی جو لہر پیدا ہوئی ہے اس سے مطمئن ہو کر چپ بیٹھ کر نہیں چلے گا۔ کیونکہ یہ مقابلے کلاسیس اور ہال سے ہوتے ہوئے اسٹار پلس تک پہنچ گئے ہیں۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ عام معلومات پر اگر دسترس ہو تو لکھ پتی بنتے دیر نہیں لگتی۔ نقش کوکن میلینیٹ فورم کے ذریعہ پچھلے ۱۵ر سالوں سے اس قسم کے مقابلے کوکن کے مختلف اسکولوں میں منعقد کرائے جاتے ہیں۔ لیکن صرف سال میں ایک بار کرائے جانے والے اس پروگرام میں بہت کم اسکول انتظامیہ دلچسپی دکھاتے ہیں۔اور جو شامل ہوتے ہیں ان کی بھی دلچسپی صرف اسی ایک پروگرام تک محدود رہتی ہے۔ لیکن ماہ ستمبر کے نقش کوکن میں انکار ولا کار میں ایک خبر پڑھنے ملی۔ مہاراشٹر ہائی اسکول کڑوئی میں QUIZ CONTEST یہ خبر یقیناً اچھی خبر ہے۔ اگر ہر اسکول کا انتظامیہ اور اساتذہ کم از کم سال میں دو بار ۱۵ر اگست۔ ۲۶ر جنوری اور ایسے موقعوں پر گاؤں اور شہر کے لوگوں کے بیچ جنرل نالج کے مقابلے منعقد کریں تو یہ جو بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے اس کو روانی ملے گی اور قوم کے بچے اور بڑے سب مستفید ہوں گے۔ کیونکہ فورم کے ذریعہ ہونے والے پروگرام میں ویسے بھی ہر سال تقریباً ان ہی بچوں کو دہرایا جاتا ہے جس سے دوسرے بچوں کی ذہنی تربیت کے لئے موقع نہیں ملتا۔ اسکولوں میں مقابلے منعقد کرنے سے فورم کے مقابلوں میں اسکول اور بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ عام لوگوں میں دلچسپی پیدا ہوگی۔ فورم کے مقابلوں کے لئے ویسے بھی وقت کی پابندی ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ اور اس لئے چند راؤنڈ پر ہی مقابلے بند کرنے پڑتے ہیں۔ جس سے صرف خانہ پوری ہو جاتی ہے۔

آج جنرل نالج کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اگر ایسا ہے تو اس بات کو "لاک" کر دیا جائے اور کون بنتا ہے۔۔۔۔۔دیکھا جائے۔

(مرسلہ نوری اقبال، نئی ممبئی)

ضلع تھانہ دیہی مسلم فلاحی تنظیم کا میڈیکل کیمپ

یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء کو تھانے ضلع دیہی مسلم فلاحی تنظیم کے زیر اہتمام منور تعلقہ پالگھر ضلع تھانہ میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد ہوا جس میں مریضوں کی تشخیص کے بعد فری دوائیاں تقسیم کی گئیں۔ آنکھوں کا معائنہ کر کے فری عینک دینے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

ساکر سوپاروی، شکیل رئیس

تھانے ضلع میں کنونشن

تھانے ضلع دیہی مسلم فلاحی تنظیم اور ہر ڈون کی جانب سے ہر تعلقہ میں کنونشن ۸ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو پالگھر تعلقہ بمقام منور میں ۵ر اکتوبر کو گورے گاؤں، امبر ناتھ میں۔ ۲۲ر اکتوبر کو تلولی میں ۲۸ر اکتوبر کو وڈولی میں ۳۱ر اکتوبر کو موکھاڑا۔ یکم نومبر کو جوہار میں ۵ر نومبر کو شاہ پور میں۔ ۱۲ر نومبر کو بوئج ویرار تعلقہ

وسئی میں۔ ۱۹؍ نومبر ملیان ڈہانو میں۔ اور مرباد تعلقہ میں بھی کنونشن ہوگا۔ ہر ڈونر کے ممبران سے شرکت کی پر خلوص استدعا ہے۔

سکریٹری جنرل: عبدالحمید ناچن
صدر: ناظم رئیس اور دیگر عہدیدار

NKTF کے تعلیمی مقابلوں کے لئے سال رواں کے کفیل

اس امر سے لوگ بخوبی واقف ہیں کہ NKTF نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کوکن میں جو تعلیمی مقابلے منعقد کرتا ہے وہ سبھی اسپانسرڈ پروگرام ہوا کرتے ہیں۔ علم دوست حضرات پروگرام کی کفالت فرماتے ہیں۔ اور NKTF کے اراکین اس پر عمل درآمد کرتے ہیں

امسال ضلعی سطح پر ہونے والے تینوں پروگرام کے لئے درج ذیل کرم فرماؤں نے تعاون دیا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔

(۱) ضلع رتناگری اور ضلع سندھو درگ کے پروگرام کی جو کرجی تعلقہ کھیڈ میں ۱۸؍ نومبر ۲۰۰۰ء کو آدرش ہائی اسکول میں منعقد ہونے والا ہے حلقہ کی مخیر اور علم دوست ہستی جناب حاجی حسین ملاجی نے کفالت فرمائی ہے۔ جو NKTF کے Co-opted Member جناب عبد الرؤف خطیب صاحب کے عملی تعاون کا فیض ہے۔

(۲) ضلع رائیگڈھ کے پروگرام کی جو موربہ تعلقہ ماٹگاؤں میں اتوار ۱۹؍ نومبر ۲۰۰۰ء کو سوشل سوسائٹیز ہائی اسکول موربہ میں منعقد ہونے والا ہے۔ شہر موربہ اور اس کے قرب وجوار کے لوگ جو کویت میں برسر روزگار ہیں اور انھوں نے اپنے علاقہ کی فلاح وبہبود کے لئے گارڈین مشن کے نام سے کویت میں ادارہ قائم کیا ہے اس ادارہ نے اس پروگرام کی کفالت اپنے ذمہ لی ہے۔ جو NKTF کے Co-opted member پروفیسر اعجاز راؤت صاحب کے تعاون کی رہین منت ہے۔

(۳) ضلع تھانہ پروگرام کی جو کوسہ میں ۲۳؍ نومبر ۲۰۰۰ء سمیہ ہائی اسکول میں منعقد ہونے والا ہے۔ حسب سابق نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے بہی خواہ اور مخیر علم دوست جناب سعد خلیل احمد سعید نے کفالت منظور کی ہے جو فورم کے رکن جناب حاجی داؤد چوگلے صاحب کے تعاون کا نتیجہ ہے۔

آدرش ہائی اسکول کرجی کے ہونہار طلبہ کی اسٹیٹ بینک کی جانب سے حوصلہ افزائی

اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی کرجی شاخ کے برانچ منیجر دیوداس جلگاؤں کر صاحب نے اپنی علم دوستی کا ثبوت برقرار رکھتے ہوئے امسال بھی آدرش ہائی اسکول کے جماعت پنجم سے دہم تک کے سالانہ امتحان میں اول اور دوم مقام حاصل کرنے والے طلبہ کو انعام سے نوازا۔

یہ تقریب ۲۳؍ اگست ۲۰۰۰ء کو آدرش ہائی اسکول کے ہال میں منعقد ہوئی تقریب کی صدارت کھیڈ برانچ کے منیجر رمن ماڈھوری صاحب نے کی۔ بعد میں کرجی تعلیمی انجمن کرجی کے CEO جناب عبد اللہ داؤد حمدولے صاحب اور کرجی اسٹیٹ بینک کے منیجر جناب جلگاؤں کر صاحب نے طلبہ سے خطاب کیا۔

محکمہ تعلیم کے پرائمری اسکول کے کیندر پرکھ جناب مالی صاحب اور آدرش ہائی اسکول کے معاون معلم جناب رفیق پرکار نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

جناب حاجی اسمٰعیل عرف نانا ٹیمکر کو اسپیشل ایگزیکیٹیو آفیسر اعزاز

جناب حاجی ابراہیم اسماعیل عرف نانا ٹیمکر متوطن پڑوے وایا ستیوڑا ضلع رتناگری کو حال ہی میں حکومت مہاراشٹر نے اسپیشل ایگزیکیٹیو آفیسر کے اعزاز سے نوازا ہے۔ لہذا ہم تمام اراکین "ظفر اشاعت گھر پڑوے" انہیں دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

مراسلہ نگار: احمد شکیل پڑوئی

مبارکباد

تھانے میونسپل کارپوریشن کی جانب سے ہر سال مخصوص اساتذہ کو ان کی

بہترین کارکردگی پر "بیسٹ ٹیچر ایوارڈ"
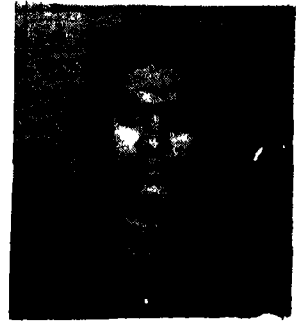
سے نوازا جاتا ہے۔ آئیڈیل پرائمری اسکول کے ہردل عزیز صدر مدرس جناب محمد اقبال صاحب کو بھی امسال دی بیسٹ ٹیچر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ یہ ایوارڈ ۲۰/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو تھانے کے گڈکری رنگا تین ہال میں ایک پر تکلف تقریب میں تھانے کے میئر ریش ویتی کے ہاتھوں دیا گیا۔

آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی، آئیڈیل ہائی اسکول و پرائمری اسکول کا اسٹاف اس موقعہ پر جناب شیخ محمد اقبال کی خدمت میں پر خلوص مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

انصاری افتخار حسین

آئی ٹی سی مروڈ کا شاندار نتیجہ اوراعزازی وتہنیتی جلسہ

انجمن اسلام جنجیرہ سدی ظفر شیخانی میموریل ٹیکنکل انسی ٹیوٹ مروڈ کا جولائی ۲۰۰۰ء میں ہوئے سالانہ "آل انڈیا ٹریڈ ٹیسٹ" امتحان کا نتیجہ منفرد اس طرح سے رہا کہ امسال ۱۹۸۴ء کے بعد یعنی سولہ سال کے طویل انتظار کے بعد پوری انسٹی ٹیوٹ کا نتیجہ صد فیصد رہا۔ ۱۹۸۴ء میں محض دو ٹریڈ کے طلباء تھے جبکہ اس مرتبہ چار مختلف ٹریڈ کے ٹرینیوں نے امتحان میں شرکت کرکے اپنے استادوں کی محنت کا پھل شاندار کامیابی سے ادا کیا۔

۱۱/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو نتیجہ ظاہر ہونے کے بعد عہدیداران انجمن اسلام جنجیرہ ودیگر فعال اراکین نے فوری طور پر ایک شاندار "اعزازی وتہنیتی جلسہ" کا اہتمام کیا جو ۱۷/ ستمبر ۲۰۰۰ء بروز اتوار کو انعقاد پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں بطور مہمان خصوصی ایم۔ ایچ صابو صدیق پالی ٹیکنک ممبئی کے پرنسپل جناب عبدالرزاق ہنو تگی شریک تھے۔ جبکہ گیسٹ آف آنرس میں جناب ناظم چوگلے، ڈاکٹر خلیل منشی، جناب زاہد دروے، جناب سردار مہاڈکر اور مہاراشٹر کالج کے وائس پرنسپل جناب شکیل ہرزک مدعو تھے۔ ڈاکٹر ضمیر خطیب نے جن کی کاوش کا نتیجہ نہ صرف مذکورہ جلسہ تھا بلکہ یہ انسٹی ٹیوٹ کے فاؤنڈر ممبر بھی ہیں شرکت فرمائی۔

۱۷/ ستمبر کو صبح ساڑھے گیارہ بجے تمام مہمانان نے انسٹی ٹیوٹ کے مختلف شعبوں کا دورہ کیا۔ نہایت مفصل ادارے میں موجود مشینوں کا معائنہ، ان کی کارکردگی، انسٹرکٹر صاحبان سے سیر شدہ گفتگو حاصل کی۔

تہنیتی واعزازی جلسہ کی تفصیلات حسب ذیل ہیں۔ جلسہ صدر انجمن اسلام جنجیرہ، جناب غلام محمد پیش امام صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ الیکٹریشین ٹریڈ کے ٹرینی "کلیم عبدالشکور انصاری" نے تلاوت کی۔ اس کے بعد الیکٹریشین ٹریڈ کے ہی طالب علم عمران بشیر صوبیدار نے نعت پیش کی۔

الیکٹریشین ٹریڈ کے سینئر انسٹرکٹر جناب یوسف امام خان نے مہمانان کا تعارف واستقبال اور گل پوشی کی۔ پرنسپل جناب مختار احمد خان نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے رزلٹ کے تعلق سے بہت ہی اہم باتوں کی جانب ذہنوں کو متوجہ فرمایا۔ ڈاکٹر ضمیر خطیب صاحب نے امسال کامیاب تمام ٹرینیوں کو اپنی جانب سے "ایک فولڈر فائل اور قلم کا تحفہ عنایت کیا"

انعام یافتگان ٹرینی حسب ذیل ہیں۔

نمبرات ۷۰۰ میں ہے

۱۔ نظیر احمد عبدالمطلب خان الیکٹریشین نمبر ۶۰۵

۲۔ عمران محمود گھلٹے الیکٹریشین نمبر ۶۰۳

۳۔ رفیق احمد نثار ساکھر کر الیکٹریشین نمبر ۵۸۷

۱۔ حسین قمرالدین بندر کر، میکانک موٹر ویہیکل نمبر ۵۷۶

۲۔ نور اللہ سجاد پرکار میکانک موٹر ویہیکل نمبر ۵۷۰

۳۔ [illegible] محی الدین چودھرے میکانک موٹر وہیکل [illegible] ۵۵۸

۱۔ سہیل حسین ملاکر میکانک ڈیزل نمبر ۲۰۲

۲۔ توصیف اصغر دھکی میکانک ڈیزل نمبر ۵۸۳

۳۔ غلام احمد عبدالقادر پرکار میکانک ڈیزل ۵۸۲

پوری انسٹی ٹیوٹ میں ٹاپ کرنے والے فریجی الیکٹریشین ٹریڈ کے نظیر احمد عبدالمطلب خان کو انسٹی ٹیوٹ کے انعام کے علاوہ درج ذیل انعامات دئے گئے۔

۱۔ شاہ جنرل اسٹور مرڈ کی جانب سے ٹرافی

۲۔ بزم ملت محلہ بازار مرڈ کی جانب سے ٹرافی

۳۔ بزم نظر دربار روڈ مرڈ کی جانب سے نقد

۴۔ جناب سردار وسعید درڈے کی جانب سے نقد

چونکہ یہ شاندار کامیابی نہ صرف ٹرینیوں کی محنت کا نتیجہ ہے بلکہ اس میں اہم رول انسٹرکٹر صاحبان کا بھی ہے۔ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر ضمیر خطیب صاحب نے انسٹرکٹر صاحبان کو اپنی طرف سے اعزاز دیا۔ اعزاز پانے والے سبھی انسٹرکٹر اس طرح ہیں۔

۱۔ جناب مختار احمد خان پرنسپل

۲۔ اختر علی ایم سید میکانک موٹر وہیکل آخری سال

۳۔ یوسف امام خان الیکٹریشین آخری سال

۴۔ کبیر عباس پلو کر میکانک ڈیزل

گلشن کوکن

۵۔ اشفاق عبدالمجید گھلٹے میکانک موٹر وہیکل سال اول

۶۔ شاہد حسن کلاپ الیکٹریشین سال اول

آخر میں میکانک موٹر وہیکل فائنل کے انسٹرکٹر جناب اختر علی ایم سید مہمانان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا۔ اس جلسہ کی نظامت کے فرائض الیکٹریشین سال اول کے انسٹرکٹر جناب شاہد حسن کلاپ نے انجام دیئے۔

نائیک ہائی اسکول کی امتیازی شان

بیگم عزیزہ گرلز ہائی اسکول رتناگری نے امسال S S C امتحان میں کامیابی کا ایک ایسا ریکارڈ قائم کیا ہے جو NKTF کو پچھلے سترہ ۱۷ سالوں میں کبھی دیکھنے نہیں ملا۔

شہر رتناگری کا یہ معروف ادارہ جو مرحوم ایم ڈی نائیک صاحب کی والدہ کے نام سے موسوم ہے گرچہ کہ ہر سال S S C میں کامیابی کے لئے اپنی نمایاں خصوصیت کا حامل رہا ہے۔ مگر امسال ہر مضمون میں اس کے طلباء نے صد فیصد (۱۰۰٪) کامیابی حاصل کی ہے۔ اور شریک طلباء دس بیس نہیں بلکہ سیکڑوں کی تعداد میں ہیں۔

سوپارہ میں یونیفارم کی تقسیم

۱۹۸۶ء سے جاری سدھار کمیٹی سوپارہ ضلع تھانہ نے امسال ۱۱۰ طلباء و طالبات کو یونیفارم سلوا کر تقسیم کیئے ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول، انجمن خیرالاسلام اردو ہائی اسکول، زلیخا بیگم زکریہ انگلش ہائی اسکول اور جونیئر کالج کے طلباء و طالبات اس میں شامل ہیں سدھار کمیٹی ہر ماہ ۲۰ بیواؤں اور معذوروں کو ۱۵۰ سے ۴۰۰ روپیوں تک امداد دیتی ہے نیز ہر ضرورت مند کو میڈیکل ایڈ پانچ سو روپے فوری امداد ادا کیئے جاتے ہیں بیوہ اور ضرورت مند جواں سال بچیوں کی شادی کے لئے بھی امداد دی جاتی ہے۔ اردو اسکولوں کے طلباء کو اول نمبر سے کامیاب ہونے پر ہر سال انعامات دیئے جاتے ہیں، ادارہ مریضوں کے لئے استنجا کے پاٹ پانی کی تھیلیاں اور دیگر سامان مریضوں کے لئے مہیا کرتا ہے یہ سارے امور قوم کے مخیر حضرات کے تعاون سے انجام پاتے ہیں یعنی آپ احباب جو زکوٰۃ چرم قربانی عطیات فطرہ صدقہ یونیفارم کے لئے کپڑا وغیرہ اس ادارے کو دیگر بروقت اعانت کرتے رہتے ہیں یہ سب اسی کا ثمرہ ہے۔ آپ کے تعاون کے شکر گزار۔

شاکر سوپاروی جنرل سکریٹری

محمد اقبال بوبکے صدر

ڈاکٹر عصمت پٹیل خازن

اور دیگر عہدے داران واراکین

کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن لندن میں کامیاب چیریٹی پروگرام

۱۶ ستمبر ۲۰۰۰ء کی شب سات بجے لندن میں کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام موسیقی کا ایک شاندار پروگرام منعقد کیا گیا جس میں ہندوستان سے برطانیہ آئے ہوئے شہرۂ آفاق موسیقی گروپ نے سامعین کے دلوں کو جیت لیا۔ پروگرام کی ابتدا فاؤنڈیشن کے سکریٹری جناب عبداللہ مقدم صاحب کے استقبالیہ تقریر سے ہوئی۔ پروگرام کے درمیان وقفہ میں جناب ابراہیم پرکار صاحب نے سامعین سے پرزور اپیل کی کہ اب تک جو حضرات فاؤنڈیشن کے ممبر بننے سے معذور رہے وہ جلد ہی ممبر شپ کے لئے سکریٹری سے رابطہ کریں نوازش ہوگی۔ پروگرام کے آخیر میں چیرمین جناب حسن ایم پرکار صاحب نے فاؤنڈیشن کے کاموں پر روشنی ڈالی اس کا قیام ۱۹۸۶ میں عمل میں آیا تھا آج اس کے دنیا بھر میں ممبر ہیں۔ فاؤنڈیشن نے ہندستان کے کوکنی علاقہ میں بسنے والے غریب طلباء و طالبات کو اعلیٰ تعلیم کے ساتھ مختصر معیاد میں ہنر سیکھنے کے لئے مالی امداد بہم پہنچائی ہے اور آج کے اسی شاندار پروگرام کا سارا منافع ایسے ہی امداد کے لئے موقف کیا جائیگا علاوہ زکوۃ فنڈ سے بیواؤں اور بے سہارا خواتین مستحق حضرات کو امداد کی جاتی ہے۔ جناب حسن ایم پرکار صاحب نے اپنی تقریر میں رسالہ ماہنامہ نقش کوکن کے مطابق کہا یہ محقق سے شائع ہونے والا رسالہ دنیا بھر کے تمام کوکنیوں کو ایک دوسرے سے قریب تر رکھے میں گذشتہ چالیس سالوں سے اپنا کام انجام دے جارہا ہے ہمیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے آخر میں جناب عثمان تجوانے نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا ان دنوں لندن میں پیٹرول بڑی دقت سے موٹر کاروں کیلئے موصول ہوتے ہوئے بھی بڑی تعداد میں لوگوں نے اس پروگرام میں شرکت فرما کر اسے کامیاب بنایا مستحق طلبہ کیلئے فاؤنڈیشن کی جانب سے امداد کا سلسلہ جاری ہے فنڈ کی گنجائش لمیٹیڈ ہے مندرجہ بالا پتہ پر خط و کتابت کریں۔ نوازش ہوگی۔

مرسلہ عثمان تجوانے

NKTF کے تعلیمی مقابلہ میں شریک ہونے والے ضلع رتناگیری کے امیدوار توجہ فرمائیں

امسال ضلع رتناگیری اور ضلع سندھودرگ کے اردو ہائی اسکولوں کے طلبہ کے لئے NKTF کے تعلیمی مقابلوں کے لیے آدرش ہائی اسکول تعلقہ ہیڈ مرکز مقرر کیا گیا ہے لہذا ہیڈ سے گری جانے کے لئے Transport کا معقول انتظام ہے۔ ST کی مسافر گاڑیاں اپنے مقررہ وقت پر دوڑتی ہیں انکے علاوہ پروگرام کے کنوینر نے پرائیویٹ طور پر SUMO یا ٹرکس جیسی گاڑیوں کا انتظام کیا ہے۔ ان گاڑیوں کو پروگرام کے بینر زبندھے ہونگے۔ پہلی گاڑی صبح ساڑھے آٹھ بجے روانہ ہوگی اور ہر آدھ گھنٹے بعد دوسری گاڑی نکلیگی۔ اور آخری گاڑی پونے دس بجے روانہ ہوگی یہ انتظام پروگرام میں شریک ہونے والوں کے لئے ہے۔ عام لوگوں کے لئے ہی اس کا خیال رہے۔

قبول اسلام

اللہ تعالی کب کس کو ایمان کی توفیق بخشے گا کہا نہیں جاسکتا۔ سرزمین وڈالا، بھارت ماتا نگر نزد لیپروسی ہسپتال ممبئی ۳۱/ کے باشندہ معمر شخص کو اللہ نے قبول اسلام کی توفیق بخشی یہ شخص جس کی عمر ۵۰ سال ہے مع بال بچوں کے بخوشی اسلام قبول کیا اور کورٹ سے رجسٹریشن کروالیا ہے۔

نیا نام محمد اختر عمر ۵۰ سال۔ بیوی زیب

النساء عمر ۴۰ سال بیٹی سائرہ ۱۸ سال، بیٹا فیروز عمر ۱۵ سال، بیٹی طاہرہ عمر ۱۱، بیٹا جاوید اختر عمر ۹ سال اللہ انہیں اسلام پر قائم و دائم رکھے۔

ھرنئی تقریری مقابلہ

۳۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو مدرسہ تعلیم القرآن (جنجیرہ محلّہ) ھرنئی کے زیر اہتمام حافظ عبدالعلیم عبدالرزاق مقادم کے زیر تعلیم بچوں کا ایک مسابقائی حمدیہ، نعتیہ اور تقریری پروگرام جماعت المسلمین آٹھ محلّہ ہرنئی کے صدر جناب حسن میاں رکن الدین (بابا صاحب) جمعدار کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ تقریری مقابلہ میں پہلی پوزیشن عبدالمنان عبدالحمید مجگاؤنکر، دوسری پوزیشن عزیزہ نکہت تاج الدین کوتوالکر اور تیسری پوزیشن ادیب نور احمد میرکرنے حاصل کی۔ حمدیہ و نعتیہ مقابلہ میں پہلی پوزیشن الیاس شرف الدین کوتوالکر دوسری پوزیشن شگوفہ عبداللہ مجگاؤنکر، فضا ابراہیم واڑکر اور وفا ابراہیم واڑکر نے حاصل کی جبکہ تیسری پوزیشن ثاقب محمد صاحب بونڈارے کے حق میں رہی۔ ممتاز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو جماعت المسلمین محلّہ جنجیرہ کی طرف سے خصوصی انعامات اور دیگر شرکاء کو بھی انعامات سے نوازا گیا بعدہ مہمانان خصوصی نے اپنے اپنے خیالات اور مفید مشوروں سے نوازا۔ آخر میں جماعت المسلمین آٹھ محلّہ کے سکریٹری جناب زین الدین عبداللہ کرو چکر نے منتظمین، حافظ عبدالعلیم مقادم صاحب اور پروگرام میں شریک تمام بچوں کو مبارکباد پیش کیے اور ممتاز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اپنی طرف سے بھی انعامات دیئے۔

المعلن

وسیم داؤد کوتوالکر متولی صاحب

مدرسہ تعلیم القرآن جنجیرہ محلّہ ہرنئی

عالمی ذہنی صحتی دن

ٹرسٹیان انڈین کونسل فور مینٹل ہیلتھ کی جانب سے ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو ہمارے اسکلز اینڈ ایبلیٹی اسکول واقع سیکٹر ۱۱، پلاٹ نمبر ۹، نیرول، نئی ممبئی میں ورلڈ مینٹل ہیلتھ ڈے منایا گیا۔ عوام کو بحیثیت معذور بچوں کے خیر خواہان اس موقع پر مدعو کیا گیا تھا تاکہ ان بچوں کی اور انڈین کونسل فور مینٹل ہیلتھ کے عملہ کی ہمت افزائی ہو۔

مرسلہ جناب عبدالکریم محمد نائیک

چیرمین

یوم آزادی

رئیس ہائی اسکول و جونیر کالج بھیونڈی یوم آزادی کی تقریبات امسال بھی تزک و احتشام سے منائی گئیں۔ سوشل ورکر جناب بال کرشن مالی صاحب نے رسم پرچم کشائی انجام دی۔ اس پروگرام کے لئے پرنسپل ظفر اللہ خان سروش، جناب اشفاق جادرے صاحب، جناب شاکر شیخ نے بھرپور تعاون پیش کیا۔ دیگر شرکت کنندگان میں یعقوب علی مومن، ابراہیم فقیہہ، عبدالباسط پٹیل، ڈاکٹر مصدق پٹیل، عبید سکندر فقیہہ وغیرہ صاحبان شامل تھے۔

مرسلہ شفیق احمد انصاری

اسکول کمپاونڈ کا سنگ بنیاد

پنویل ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام اینگلو اردو ہائی اسکول بارہ پاڑہ میں ۳۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو گذشتہ سال ایس ایس سی میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے اعزاز میں تہنیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو مہمان خصوصی جناب وویکانند پاٹل صاحب (ایم ایل اے) کے ہاتھوں سے انعامات دئے گئے اور جناب جے ایم مہاترے صاحب (صنعت کار) کے ہاتھوں اسکول کمپاونڈ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ بعد ازاں جناب وویکانند پاٹل صاحب کے والد محترم جناب شنکر شیٹھ پاٹل صاحب نے ہیپاٹائٹس بی کیمپ کا افتتاح کیا۔

مہمانان خصوصی نے اسکول کے تعمیری کام کو سراہتے ہوئے مزید تعاون کا وعدہ کیا۔ شکریہ کی رسم جناب اصرار احمد خان صاحب نے ادا کی۔ نظامت کے فرائض جناب مشتاق خان صاحب نے بخوبی انجام دئے۔

محمد شفیع حرادی
کلچرل پروگرام انچارج

مؤدبانہ اپیل

پچوے سوشل اینڈ ایجوکیشنل سوسائٹی ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے جو موضع پچوے کی تعلیمی اور سماجی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ موضع پچوے (تعلقہ گہاگر، ضلع رتناگیری) کے طلبا کو اعلا تعلیم حاصل کرنے کیلئے کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ غریب طلبا اور طالبات یا تو مجبوراً ذریعہ تعلیم تبدیل کردیتے یا تعلیمی سلسلہ منقطع کردیتے تھے۔ سوسائٹی نے جون ۱۹۹۲ء میں حکومت کی منظوری سے آٹھویں کلاس شروع کی خدا کے فضل سے ہر سال ایس ایس سی کے اچھے نتائج آرہے ہیں۔ گاؤں اور اس کے پڑوس میں واقع ۱۴ اردو پرائمری اسکولوں کے طلباء کے لئے یہ اسکول نعمت ثابت ہوا ہے عالمی شہرت یافتہ انرون پروجیکٹ کے پڑوس میں واقع یہ علاقہ کافی اہمیت کا حامل ہوگیا ہے اسکول کے نظم و ضبط تعلیمی معیار اور لائق اساتذہ کے پیش نظر طلبا اور والدین اس اسکول کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور علاقے میں ادارہ مقبولیت حاصل کررہا ہے اس طرح سوسائٹی کی ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں۔ حکومت مہاراشٹر نے اسکول کے لئے ۱۰۰ فیصدی گرانٹ منظور کی ہے اور اسکول میں یتیم و نادار طلباء ہیں۔ سوسائٹی ان کا قیام و طعام اور تعلیمی ضروریات کا پورا پورا انتظام کرتی ہے اور اہل خیر حضرات بھی اس ادارہ کو پورا تعاون کرتے ہیں۔
عطیات، زکوۃ، صدقات کی رقم سے پورا کیا جاتا ہے۔
اس وقت اسکول کے پاس اپنی عمارت نہیں ہے، گاؤں کی مسجد کے کمروں میں کلاسیس چلائی جارہی ہیں اور سوسائٹی مسجد کو اس کا کرایہ ادا کرتی ہے لہذا اسکول کو فوری طور پر ایک عمارت کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ایک خطیر رقم درکار ہے۔ لہذا ہم تمام علم دوست اور ملت کے خیر خواہ حضرات سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس کام میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ قوم کی ترقی اور ملک کی تعمیر کا یہ بہترین موقع ہے۔
نوٹ ڈرافٹ اور چیک پچوے سوشل اینڈ ایجوکیشنل سوسائٹی سیونگ بینک اکاؤنٹ نمبر ۲۸۴۲۵ کے نام روانہ کیے جاسکتے ہیں۔
خط و کتابت کا پتہ۔ اے۔جی۔ایف سرگروہ
بی، ۳۰۳ سعید وولا، ممبرا دیوی روڈ ممبرا، ضلع تھانہ ۴۰۰۶۱۲

درخشندہ ستارے

جناب عمران رکن الدین داباجی کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم مقامی اسکولوں میں پوری ہوئی۔ اور سینٹ میری کالج بلیک برن انگلینڈ سے GNVQ Advanced Science Btec ڈپلومہ حاصل کرکے Manchester Metropolitan University UK میں داخلہ لیا ہیں سے پہلے دو سالہ کورس میں بائیلوجیکل سائنس میں HND (ہائیر نیشنل ڈپلومہ) حاصل کرکے امسال تیسرے سال میں انہیں مضامین میں بی، ایس، سی آنرس (BSC HONS) کی اعلی سند حاصل کرچکے ہیں۔ مزید سلسلۂ تعلیم جاری رکھتے ہوئے کمپیوٹر سائنس میں MSC کی ماسٹر ڈگری حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ موصوف کا آبائی وطن، متوطن بورلی پنچتن ضلع رائے گڑھ ہے۔ یہ سند آپ ۲۲ سال کی عمر میں حاصل کرچکے ہیں۔ ہم اس ذہین نوجوان کی مزید ترقی کے لئے دعا کرتے ہیں۔

از۔ ابراہیم بغدادی U.K

مس خدیجہ بنت خیر والدین لوگنڈے صاحبہ کا آبائی وطن، کارلا، تعلقہ شروردھن، ضلع رائے گڑھ ہے۔ اوران کی پیدائش اور پرورش یہاں بلیک برن انگلنڈ میں ہوئی۔ اس لحاظ سے ابتدائی اور ثانوی تعلیم مقامی اسکولوں میں مکمل ہوکر آپ نے بلیک برن کالج میں داخلہ لیا۔ دہلی سے امسال ۲۰ سال کی عمر میں {certificate in children+ NNEB nursery میں education} nurse ,national diploma حاصل کیا۔ اور فی الوقت "پرائیویٹ نرسری نرسنگ کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ مزید سلسلۂ تعلیم جاری رکھتے ہوئے مستقبل میں "پرائمری اسکول ٹیچنگ" کورس مکمل کرکے ٹیچر کی خدمات انجام دینے کی ارادہ رکھتی ہیں۔ اللہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی عطا کرے۔

مرسلہ: ابراہیم بغدادی UK

یہ ہیں جناب ہلال، اقبال عبدالحمید ساٹویلکر، متوطن وارل، تعلقہ مہسلہ، ضلع رائے گڈھ، حال مقیم بلیک برن انگلنڈ انکی بھی حسب معمول ابتدائی اور ثانوی تعلیم مقامی اسکول میں مکمل ہوئی اور "کوئنس الزبیتھ گرامر اسکول بلیک برن سے کیمسٹ، بائیلوجی اور میتھ میں اے(A) لیول(levels) کرکے یونیورسٹی آف لیورپول میں داخلہ لیا۔ وہیں سے "فارماکولوجی" میں بی، ایس، سی کی اعلیٰ ڈگری امسال ۲۰۰۰ء میں ۲۲ سال کی عمر میں حاصل کرچکے ہیں۔ مزید تعلیمی سلسلہ جاری رکھتے ہوئے "پارااسٹولوجی، اور "انٹومولوجی مضامین میں پوسٹ گریجویٹ (MSC) کرنے میں معروف ہیں۔ غالباً موصوف کے آبائی گاؤں کے ہندو مسلم سماج میں یہ سند حاصل کرنے والے آپ اولین نوجوان ہیں۔ دعا ہے اللہ پاک انھیں مزید تعلیم سے نوازے۔ آمین۔

از ابراہیم بغدادی

یہ ہیں جناب اقبال کھیر ٹکر کے چھوٹے برخوردار ایاز صاحب متوطن سائی، تعلقہ مانگاؤں، ضلع رائے گڑھ حال مقیم بلیک برن انگلنڈ ابتدائی اور ثانوی تعلیم مقامی اسکولوں میں مکمل ہوئی اور آپ نے سینٹ میریس کالج سے GNNQ science advanced ڈپلومہ حاصل کرکے Manchester Metropolitan university england میں داخلہ لیا۔ وہیں سے بفضل خدا امسال "بائیلوجیکل سائنس میں بی، ایس، سی آنرس کی گریڈ 22 (TWO TWO) سے اعلیٰ ڈگری حاصل کرچکے ہیں اور مستقبل میں Medical representative بننے کی ارادہ رکھتے ہیں۔ دعا ہے اللہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرے۔ آمین۔

از ابراہیم بغدادی۔

جناب حافظ اعجاز، اقبال کھیر ٹکر،

متوطن سائی، تعلقہ مانگاؤں، ضلع رائے گڑھ، حال مقیم بلیک برن انگلنڈ نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم مقامی اسکولوں میں مکمل کی اور بلیک برن کالج سے "بزنس اینڈ فائنانس" میں "بی ٹیک نیشنل ڈپلومہ" حاصل کرکے "یونیورسٹی آف سینٹرل لنکاشائیر انگلنڈ" میں داخلہ لیا۔ وہیں سے امسال ۲۲ سال کی عمر میں بزنس مینجمنٹ میں بی، اے، آنرس اعلیٰ ڈگری 21 (TWO.ONE) گریڈ سے حاصل

کر چکے ہیں ۔ مزید مستقبل میں Seeking A Managemant trainee position میں پوسٹ گریجویٹ (MA) کرنے کی ارادہ رکھتے ہیں۔

موصوف نے سیکنڈری تعلیم کے دوران ۱۹۹۴ء میں "نورالاسلام مسجد" بلیک برن سے حافظ قرآن کی فاضل سند بھی پندرہ تا سولہ سال کی درمیانی عمر میں حاصل کی ہے۔ اور گذشتہ چند سالوں سے بلیک برن کے کوئی مسلم ادارے "مسجد الرضوان" "مسجد المومنین" اور "مسجد الصالحین" اور دیگر مقامی مساجدوں میں رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے دینی مدارس کا نظام مخصوص مضامین اور زبان میں ہونے کے سبب نوجوانوں کو دیگر شعبۂ زندگی میں آگے بڑھنے کے مواقع محدود ہو کر لباس اور زبان کی قید میں الجھ کر رہ جاتے ہیں نتیجتاً معاشی پریشانی اور اپنے دین حق کا پیغام اوروں تک پہنچانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہیکہ تمام دینی مدارس میں مذہبی درس تعلیم کے ساتھ جدید فنی اور ٹیکنالوجی تعلیم کا انتظام، اور قومی، صوبائی اور انگریزی زبانوں سے انہیں آراستہ کرنے کی سعی کی جائے تو معاشرہ میں خوش آئند تبدیلی آنے میں دیر نہیں لگے گی۔

لیجئے اس محنتی ExtraBrilliant نوجوان سے ملئے جنہوں نے صرف سولہ سال کی

عمر میں GCSE (جرنل سرٹیفکٹ آف سیکنڈری ایجوکیشن) میں English literature, Religious education German اور History, language میں fourastar میں C گریڈ اور Maths, English میں A گریڈ اور Science میں A ڈبل گریڈ Design and Technology میں B گریڈ اور ART میں C گریڈ سے کامیاب ہو کر St Marys CE High school london میں امتیازی مقام حاصل کر چکا ہے۔ مزید سلسلۂ تعلیم جاری رکھتے ہوئے St Mary Sixth for college London میں English literature اور Economics A levels میں, German le, history کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اللہ پاک انہیں further studies میں کامیابی اور کامرانی نصیب کرے اور ماں باپ کا نام روشن کرے۔ آمین۔ موصوف کا اسم گرامی تنویر محمد رفیق دروگے ہے۔ اور آبائی وطن بورلی پنچتن، تحصیل شریوردھن، ضلع رائے گڑھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حال مقیم لندن انگلنڈ میں آباد ہیں۔ (از ابراہیم بغدادی)

مس شبنم لیاقت علی ساٹویلکر،

جو انگلینڈ میں نرسری تعلیم ہے اور درس و تدریس پر مامور ہے اور بچوں کی ٹیچر بننے کا عزم مصمم رکھتی ہے

متوطن گونڈگھر، تعلقہ، مہسلہ، ضلع رائے گڈھ حال مقیم لیسٹر انگلینڈ، کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم مقامی اسکول میں پوری ہوئی۔ اور آپ نے لیسٹر کالج سے "سرٹفکیٹ ان چائلڈ کیئر اینڈ ایجوکشن" میں نیشنل ڈپلومہ امسال ۲۰ سال کی عمر میں حاصل کر چکی ہیں۔ اور فی الوقت اسی محکمہ میں مذکورہ خدمات چھوٹے بچوں کو تدریسی خدمات بھی مقامی اسکول میں انجام دے رہی ہیں۔ مزید پرائمری اسکول ٹیچر بھی بننے کی ارادہ رکھتی ہیں۔ اللہ مزید کامیابی سے سرفراز کرے۔

از ابراہیم بغدادی

مس شگفتہ المرحوم عبداللہ گیرے، متوطن بورلی پنچتن، تحصیل شریوردھن ضلع رائے گڈھ حال مقیم بلیک برن انگلنڈ کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم عام بچوں کی طرح مقامی اسکولوں میں ہوئی اور آپ

نے بلیک برن کالج سے بی ٹیک And 2

levels in Phycology +Maths G N V Q advanced business studies{btec} میں مکمل کر کے Lancaster England سے university approud امسال ۲۰۰۰ء میں ۲۲ سال کی عمر میں Combine B A HONS کی اعلیٰ ڈگری "آکاونٹس اینڈ مارکیٹنگ" میں حاصل کر چکی ہیں مستقبل میں Retail Management میں پوسٹ گریجویٹ (ایم اے) بننے کی ارادہ رکھتی ہیں۔ غالباً موصوفہ کے گیرے خاندان میں گریجویٹ ہونے والی آپ اولین دوشیزہ ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ ساری خوشیاں دیکھنے کے لئے شفیق والد کا سایہ سیکنڈری تعلیم کے دنوں ہی سر سے اٹھ گیا تھا جس کا موصوفہ کو گہرا دکھ ہے خیر اسکی مزید ترقی کے لئے دعا کرتے ہیں۔

از ابراہیم بغدادی

مس نادیہ حسین الڈے متوطن ، بی پنچتن تعلقہ شریوردھن، تحصیل رائے گڑھ حال مقیم بلیک برن انگلنڈ کی

ابتدائی اور ثانوی تعلیم مقامی اسکولوں میں مکمل ہوئی۔ اور بلیک برن کالج MEDIA STUDIES (میڈیا اسٹڈیز) میں بی ٹیک نیشنل ڈپلومہ حاصل کر کے "یونیورسٹی آف ایسٹ لندن" میں داخلہ لیا۔ وہیں سے امسال ۲۱ سال کی عمر میں communication studies میں بی اے آنرس کی اعلیٰ ڈگری حاصل کر چکی ہیں۔ اور اتفاقاً گذشتہ سال موصوفہ کے والد 49 سال کی عمر میں سوشل ورک میں یونیورسٹی آف سینٹرل لنکاشائیر پرسٹن سے گریجویٹ کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ اور مستقبل میں موصوفہ پیشہ وصحافت (JOURNALISM) اپنانا چاہتی ہے تاکہ سند کے لحاظ سے عوام الناس کی خدمات انجام دے سکے۔ اللہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نصیب کرے۔

از ابراہیم بغدادی

جناب عمران المرحوم محمد سعید گیرے متوطن بورلی پنچتن ، تعلقہ شریوردھن ضلع رائے گڑھ حال مقیم بلیک برن انگلنڈ کی شومئی قسمت آپ

سیکنڈری اسکول میں داخل ہونے سے پہلے ہی گیارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ مگر اس باہمت بچے نے ہمت نہ ہاری اور سلسلۂ تعلیم جاری رکھتے ہوئے بلیک برن کالج سے Btec National Diploma Science حاصل کر کے "یونیورسٹی آف سینٹرل لنکاشائیر پرسٹن میں داخلہ لیا وہیں سے امسال ۲۳ سال کی عمر میں "بالومیڈیکل سائنس میں بی ایس سی آنرس کی اعلیٰ ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ اور مستقبل میں تدریسی خدمات انجام دینے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہم اس بلند ہمت نوجوان کی پذیرائی کرتے ہوئے نیک دعاؤں کا اظہار کرتے ہیں۔

از ابراہیم بغداد

جناب سجاد اخلاق انڈرے کا آبائی وطن بوالی پنچتن ضلع رائے گڑھ ہے لیکن

اگلی پی ایچ ڈی اور تعلیم یہاں بلیک برن انگلینڈ میں ہونے کے سبب عام نوجوانوں کی طرح ابتدائی اور ثانوی تعلیم مقامی اسکولوں میں انجام پائی۔ اور آپ نے سخت محنت سیکھ فارم کالج بلیک برن سے GNVQ ADVANCED SCIENCE MERITڈپلومہ حاصل کرکے Manchester metropolitan university U.Kمیں داخلہ لیا۔ وہیں سے امسال ۲۰۰۰ء میں ۲۲ سال کی عمر میں کیمسٹری مضمون میں "ہائیر نیشنل ڈپلومہ" اعلیٰ نمبر سے حاصل کرچکے ہیں۔ مزید اسی مضمون میں گریجویٹ بننے کا ارادہ رکھتے ہیں اور مستقبل کیمیکل رڈرگ ریسرچ محکمہ میں ملازمت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی عطا کرے۔ آمین۔

از: ابراہیم بغدادی

خیرات اور اسپورٹس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ میروتھن ان دونوں پہلوؤں کی ترجمانی کرتا ہے۔ حسب معمول امسال لندن بین الاقوامی "فلورا ماگرین" کے زیر اہتمام میروتھن کا انعقاد ۱۶ اپریل ۲۰۰۰ء کو عمل میں آیا۔ جس کا افتتاح انگلینڈ میں آباد یمنی نژاد "عالمی لائیٹ ویٹ چمپین "پرنس نسیم" کے ہاتھوں ہوا جس میں ٹھیک ۳۴ ہزار ا تھیلیکس نے حصہ لیا تھا فی کس داخلہ ۲۵ پونڈ اسٹرلنگ کے حساب سے اور دیگر مخیر اسپونسر حضرات کے مالی تعاون سے مبلغ ۲۰ ملین پونڈ (تقریباً ۱۴ کروڑ روپے) کی خطیر رقم ملک کے مختلف خیراتی اداروں مثلاً کینسر لیکومیا ریسرچ سینٹر اور ہارٹ فونڈیشن نیز {multiple -M S]وغیرہ کو دی گئی۔ بھلا ایسے کار خیر میں کوکنی مسلم برادری کا کوئی فرد کس طرح پیچھے رہ سکتا تھا؟ چنانچہ اسی روایتی ہمدردی اور ولولہ سے مغلوب ہو کر بلیک برن کے ۳۸ سالہ ا تھلیٹکس جناب مختیار المرحوم حسین مقدم، متوطن ناگاؤں نزد بوالی پنچتن ، تحصیل شریوردھن ، ضلع رائے گڑھ نے اس چھبیس میل طویل دوڑ کو پورے چھ گھنٹے میں مکمل کرکے میروتھن میڈل جیتنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ حالانکہ یہ دوڑ پرتگیز کے مسٹر پٹو نے صرف دو گھنٹے اور چھ منٹ میں مکمل کرکے عالمی ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اور دوسرے نمبر پر کینیا مشرقی آفریقہ کی خاتون کو یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ غالباً اس فیلڈ میں حصہ لینے والے آپ واحد کوکنی فرد ہیں۔
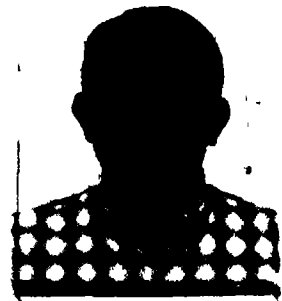
موصوف مقامی مشہور فرم W H BOWKERانٹر نیشنل میں میکینکس اینڈ میٹسٹریلس کے عہدہ پہ فائز ہیں۔ اور دوران ملازمت ۱۹۸۵ء سے تین بین الاقوامی میروتھن میں لندن لیورپول اور اسٹاک پورٹ کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں میں ہاف (۱۳ میل) اور منی (۵ تا ساڑھے چھ میل) میروتھن میں کئی بار حصہ لے چکے ہیں۔ موصوف کا منشاء صرف مریضوں کی خدمت کرنا مقصود ہے۔ اس سلسلہ میں اپ نے مقامی دو (ہاسپیس) کو مبلغ ڈھائی ہزار پونڈ کی خطیر رقم سے کینسر اور لیکومیا کی موذی بیماری میں مبتلا لوگوں کو دو اسپیشل جن کے گدے نہایت آرام دہ اور یہ ہوا یاپانی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں) تاکہ مریضوں کو جسمانی کراہت محسوس نہ ہو بطور خیرات یہ میروتھن دوڑ کی خالص آمدنی سے کرچکے ہیں اسکی پذیرائی مقامی انگریزی اخبارات میں بھی ہوچکی ہے اللہ پاک اس کار خیر میں انہیں جزائے خیر نصیب کرے۔ آمین۔

کاش! ایسی تحریکیں ہمارے خطہ کوکن کے نوجوان طبقہ بلا امتیاز مذہب و ملت "اپنی مدد آپ" کے اصولوں پہ گامزن ہو تو کئی فلاحی کام انجام پاسکتے ہیں اور جسکی بدولت جسمانی تنومندی سے بھی مستفید ہوسکتے ہیں۔

مرسلہ: ابراہیم بغداد

شازیہ پاؤسکر بی اے

مارچ ۲۰۰۰ء میں ہوئے ممبئی میں یونیورسٹی کے بی اے کے امتحان میں گوگٹے
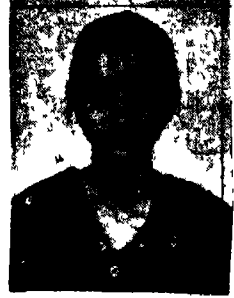
کالج رتناگیری کی طالبہ شازیہ اسحاق پاؤسکر (متوطن فنسوپ۔ رتناگیری) نے ۶۵.۵۰ فی صدی نمبر حاصل کر کے اول درجہ میں کامیابی حاصل کی۔ شازیہ گوگٹے کالج میں تمام طلبہ میں اول رہی۔ اس ہونہار طالبہ نے ۱۹۹۵ء میں بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگیری سے ۸۳.۷۱ فی صدی نمبر حاصل کر کے ایس ایس سی کیا تھا۔ اور ایچ ایس سی میں ۶۵.۵۰ فی صدی نمبر حاصل کئے تھے اپنی تعلیم جاری رکھتے ہوئے ممبئی یونیورسٹی سے انگریزی مضمون کے ساتھ ایم اے کر رہی ہے۔ یہ کامیابی شازیہ اور اس کے والدین کو بہت بہت مبارک ہو۔

معروف ماہر تعلیم مبارک کاپڑی کا اردو میڈیم طلبہ و والدین کو مشورہ

سائنسی ذہن کی تشکیل کے لئے سائنسی نالج کو عام فہم زبان میں طلبہ تک پہنچایا جانا چاہئے اور یہ کام دہلی سے شائع ہونے والا ماہنامہ "سائنس" بخوبی انجام دے رہا ہے۔ اسی لئے آٹھویں جماعت سے بارہویں جماعت کے طلبہ کو اس ماہنامے کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ یہ رسالہ سائنسی معلومات فراہم کرنے کا ایک معتبر ذریعہ ہے، علاوہ ازیں مہاراشٹر کے ایس ایس سی امتحان کے سائنس (اول دوم) کے پرچوں میں آٹھ مارکس کے چیلینجنگ سوالات حل کرنے میں بھی مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆

ہندوستان کا پہلا اور واحد سائنسی اور معلوماتی ماہنامہ

جو اپنے بانی ڈاکٹر محمد اسلم پرویز کی ادارات میں کامیاب اشاعت کے ساتویں سال میں ہے، آپ کے در پر دستک دے رہا ہے۔ اس کے خریدار بنئے اور گھر کے ہر فرد تک آسان اردو میں علمی خزانہ پہنچایئے۔ آیئے اس علمی انداز میں اردو کی سرپرستی کریں۔

سالانہ خریداری (انفرادی) = ۱۵۰ روپے

(اداراتی) ۱۶۰ روپے

پتہ: ۶۶۵/۱۲ ذاکر نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵ فون رفیکس ۶۹۲-۴۳۲۶۶-۰۱۱

ای میل parvaiz @ ndf vsnı net in.

اطلاع برائے خریداران

نقش کوکن کے دیرینہ خریداروں میں کچھ کرم فرما ایسے بھی ہیں جنہوں نے ہماری اپیل پر اس وقت کی شرح کے حساب سے ۲۵۰/۳۰۰ یا ۵۰۰ روپے ادا کئے تھے اور لائف ممبر بن گئے تھے مگر ایڈیٹر نے اسپر اعتراض اٹھایا لہذا لائف ممبر شپ پر روک لگادی گئی۔ اور دسمبر ۹۴ء میں اور اسکے بعد متواتر ہم نے اعلان کیا کہ وہ خریدار تجدید خریداری کر کے اپنا پرچہ جاری رکھوائیں (البتہ جن کا ادا کردہ زر مبادلہ جنوری ۹۵ کے بعد بھی پرچہ جاری رکھنے کے حق میں تھا انہیں مدت خریداری ختم ہونے تک جاری رکھا گیا) جنہوں نے یہ اعلان نہیں پڑھا وہ اس خوش فہمی میں رہے کہ ان کے ادا کردہ ۲۵۰ ۳۰۰ یا ۵۰۰ روپے کے عوض میں پرچہ انہیں تاحیات جاری رہیگا۔ حالانکہ گرانی کی وجہ سے شرح بار بار بدلتی رہتی ہے اور اس وقت تو ۱۵۰ روپے سالانہ ہے۔ ایکبار ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ لائف ممبر شپ ختم ہو گئی ہے لہذا جنہیں پرچہ جاری رکھوانا ہے۔ وہ تجدید خریداری کروالیں۔ اس نقش کوکن نوازی کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہونگے۔

والسلام
الملتمس۔ ادارہ

☆☆☆☆☆☆

شادی خانہ آبادی

جناب عباس حسین مرگے (چپلن) کی نواسی اور جناب نظام الدین احمد خان کی دختر ناصرہ کا نکاح جناب محبوب خان کے فرزند ڈاکٹر اسد اللہ (MBBS) کے ساتھ مورخہ ۷؍اکتوبر ۲۰۰۰ء نور مسجد۔ داغی میں منعقد ہوا۔ بعد نکاح استقبالیہ اور دعوت طعام کا انعقاد ہوا۔

کوکن رتناگیری کے عوام کیلئے خوشخبری

وزیر اعلیٰ جناب ولاس راؤ دیشمکھ نے رتناگیری سب سینٹر یونیورسٹی کے لئے منظوری دے دی ہے اور اس کے لئے ایک ایم آئی ڈی سی پلاٹ، تھیباپیلیس رتناگیری میں ۱۵۰؍ ایکڑ زمین الاٹ کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ کے ساتھ ایک مخصوص میٹنگ ۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز منگل منعقد ہوئی اور اس میں ممبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر بال چندر ۔ ایل ۔ مونگیکر، پرو نائب وائس چانسلر دیسے کھولے، رجسٹرار اے ۔ ایم ۔ موروڈکر، شری حسین دلوائی، وزیر محنت و اوقاف اور رپورٹ، سنیل تٹکرے، وزیر شہری ترقی اور سرپرست وزیر رتناگیری، شری رام کرشن مورے، وزیر تعلیم، شری دلیپ دلسے پاٹل، وزیر ہائر ٹیکنیکل ایجوکیشن حکومت مہاراشٹر، ایس دالی خان سرگروہ جنرل سکریٹری مہاراشٹر پردیش کمیٹی (اقلیتی سیل) مہاراشٹر اور نئی دہلی نے شرکت کی وزیر اعلیٰ جناب ولاس راؤ دیشمکھ نے اپنی کابینہ کی میٹنگ میں ۹۰؍ نئے اردو اسکول شروع کرنے کی اجلاس (۲۰۰۰ء) اور وزیر تعلیم شری رام کرشن مورے کو ہدایت کی کہ مذکورہ ۹۰؍ نئے اردو اسکول جاری کرنے کے فوری احکامات جاری کئے جائیں۔

ڈاکٹر وقار شیخ سڈنی کانفرنس میں مدعو

الرجی اور استھما کے ماہر ڈاکٹر وقار شیخ عالمی الرجی اور استھما کانفرنس میں شرکت کے لئے سڈنی (آسٹریلیا) مدعو کئے گئے ہیں ۔ موصوف ملک کے پہلے ڈاکٹر ہیں جنہیں اس کانفرنس میں مدعو کیا گیا ہے۔ جہاں وہ "الرجیس ان انڈیا" کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ پیش کریں گے۔ ڈاکٹر شیخ استھما اور الرجی پر ایک کتاب بھی مرتب کر چکے ہیں جو عنقریب بازار میں آجائے گی۔

نور پرکار کی کہانیاں

مہاتما گاندھی میموریل ریسرچ سنٹر اور لائبریری کے زیر اہتمام گذشتہ مہینہ (مہاتما گاندھی میموریل بلڈنگ چرنی روڈ) میں "اپنے محبوب قلم کار سے ملئے" پروگرام کے تحت اردو کے مشہور افسانہ نگار، شاعر نور پرکار نے اپنی تخلیقات پیش کیں ۔ ادبی تقریب کی صدارت ہندوستانی پرچار سبھا کے نائب صدر ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا نے کی۔ پرنسپل پریمانند بی گوڈیکر نے مہمانوں اور حاضرین مجلس کا خیر مقدم کیا۔ نور پرکار کی شخصیت اور فن پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اسماعیل منصور نے کہا کہ نور پرکار نے طالب العلمی کے زمانے سے کہانیاں لکھنی شروع کر دیں اور اپنی کہانیوں کے کردار، ان کے نام، کہانی کی جائے وقوع اور ضمنی پلاٹ پر نقل کا لیبل لگنے نہیں دیا، سب کچھ اصلی اور حقیقی پیش کیا اس لئے انکی کہانیاں عام روش سے ہٹ کر ہیں اس کے باوجود زبان و اسلوب نے ان کی کہانیوں کو خوبصورتی عطا کی ۔ محمد حسین پرکار نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ نور پرکار نے اپنی دو کہانیاں "نورن" اور "پاماشر کے" پڑھکر سنائیں۔ شمالی ہند کے لوگ یہ سمجھتے رہے ہیں کہ اردو پر صرف ان کو دسترس حاصل ہے لیکن کوکن کے سنگلاخ زمین نے بھی گلشن اردو کو خوبصورتی اور خوشبو عطا کی ہے اور نور پرکار کی کہانیاں اور شعری تخلیقات اس کا اٹوٹ حصہ ہیں۔ آج ہندستانی پرچار سبھا آئندہ ان کی نثری و شعری تخلیقات کو شائع کرنے کی پیشکش کرتی ہے۔ آخر میں محمد حسین پرکار نے مہمانوں اور حاضرین محفل کا شکریہ ادا کیا۔

تعلیم ہی روشن مستقبل کی ضمانت ہے

"جب پتہ اپنی ٹہنی سے جڑا ہوا ہے سرسبز و شاداب رہے گا۔ آپ بھی اپنی ملت سے الگ رہ کر نہ پنپ سکتے ہیں نہ پروان چڑھ سکتے ہیں۔" ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر اے آر انڈرے نے انگلش ہائی اسکول و جونیر کالج کے صغریٰ جعفر ہال بورلی پنچتن رائے گڈھ میں منعقدہ دی مومنٹ فار امپرومنٹ آف مسلم انڈین (مومن) کے زیر اہتمام کوکن علاقائی دو روزہ کانفرنس کے صدر جناب علی ایم شمسی نے اپنے صدارتی خطبے میں کیا۔ کوکن علاقائی کانفرنس کی کنوینر بیگم ریحانہ انڈرے صاحبہ نے مومن تنظیم کے نظریات کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ "آج تعلیم ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے اور اسی مقصد کے تحت ہم نے خطہ کوکن میں تعلیمی کارواں کو آگے بڑھاتے ہوئے ۲۲ بچوں پر مشتمل ایک چھوٹے سے کمرے سے اسکول کی شروعات کی اور آج رائل ایجوکیشنل سوسائٹی کے تحت ڈاکٹر اے آر انڈرے ہائی اسکول و جونیئر کالج کے ساتھ خواتین کے لئے سائنس ڈگری کالج تک پہنچے ہیں آئندہ ہم اسلامک نرسنگ ڈگری کورس بھی شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ریاست مہاراشٹر کے مومن تنظیم کے کنوینر سرفراز آرزو نے تنظیم کا تعارف پیش کیا۔ ان کے علاوہ دیگر حلقوں کے کنوینر افتخار احمد ، منظور ایوبی اور ایڈوکیٹ نیلوفر اختر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اس دو روزہ کانفرنس میں مسلمانوں کے تعلیمی تہذیبی ، ثقافتی اور سیاسی مسائل پر ماہرین نے مقالات پڑھے کانفرنس میں شریک حضرات کے مباحثوں اور مشوروں کی بنیاد پر ایک لائحہ عمل تیار کیا۔ کانفرنس کے پہلے دور میں شریک مہمانان میں ایڈوکیٹ شفیق پرکار، فیروز میٹھی بور والا ، عبدالستار انتولے ، ڈاکٹر مشتاق مقادم ، پروفیسر آوٹے، اسماعیل مقادم ، پروفیسر شکیل شاہ جہاں ، شاہ بانکوٹی، شکیل کڑو ،اور عبدالروف ساور شریک تھے ۔ شری وردھن ، مہسلہ ، دیگھی اور بورلی پنچتن سے خاصی تعداد میں مندوبین نے شرکت کی۔

شکیل شاہ جہاں
وی این کالج مہسلہ۔رائے گڈھ

غزل خوانی میں آدرش ہائی اسکول کرجی کی شاندار کامیابی

بزم اردو چپلون کی جانب سے ۲۳ ستمبر ۲۰۰۰ء کو غزل خوانی کا شاندار پروگرام مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون میں منعقد کیا گیا تھا۔ اس مقابلے میں آدرش ہائی اسکول کرجی کے طلبہ اور اساتذہ نے شاندار کامیابی حاصل کی ۔ کامیاب طالبات اور اساتذہ کے نام درج ہیں۔

(۱) اول گروپ (تیسرا انعام)
حنا محمود پرکار ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول رحمت محلہ کرجی
(۲) دوم گروپ (تیسرا انعام)
ترنم اقبال پٹیل۔ آدرش ہائی اسکول کرجی
(۳) عام گروپ (اول انعام)
اقبال ہاشم پٹیل (معلم)
(۴) عام گروپ (دوم انعام)
سلیم فضل شیخ (معلم)

مراسلہ نگار: **عبد المنان شیخ** (معلم)

راشن کارڈ سے متعلق حکومت کا غلط فیصلہ

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کا یہ فیصلہ کہ آنے والے سال مئی ۲۰۰۱ سے راشن کارڈ میں صرف دو بچوں کے ہی نام شامل کئے جائیں گے بڑا افسوسناک فیصلہ ہے کیونکہ ایک عام آدمی بھی جانتا ہے کہ راشن کارڈ کی کتنی اہمیت ہے۔ انکو اپنا فیصلہ واپس لینا چاہئے اور ان غرباء کا بھی خیال کرنا چاہئے جو دکانوں سے مہنگے داموں اشیائے خورد و نوش نہیں خرید سکتے اور راشن کارڈ پر جو اشیائے خورد نوشی ملتی ہیں اس پر گزر بسر کرتے ہیں ۔ اور رہی بات بڑھتی ہوئی آبادی سے حکومت پر پڑنے والے اخراجات کے بوجھ کی تو حکومت پہلے جو

غیر ضروری کاموں میں روپیہ خرچ کر رہی ہے وہ پہلے بند کردے۔ وزراء اپنا خرچ کم کردیں۔ ایک وزیر پر تقریباً بیس پچیس ہزار روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ ہر مہینے میں ٹیلی فون کے ۸۲۲۰ کال مفت ملتے ہیں اور ہر سال سولہ ہوائی سفر مفت اپنے کسی ساتھی کے ساتھ۔ یہ پورے اخراجات مکمل طور پر تقریباً چالیس ہزار تک ہو جاتے ہیں یہ سب ہمیں ہی بھاری ٹیکس دے کر ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو چیز ہماری زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں یعنی تعلیم اس پر صرف حکومت چار تا پانچ فیصد ہی خرچ کرتی ہے جبکہ تعلیم پر حکومت کو زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہئے۔ وزیر اعلیٰ اپنا فیصلہ واپس لیں یہ ہماری درخواست ہے۔

المرسل **افضل حسن کربیلکر**

ٹراویل کنسلٹنٹ، واویں، دھارولی، تعلقہ پولادپور، ضلع رائے گڈھ

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی میں تقسیم انعامات

۲۶ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کی صبح نیشنل ہائی اسکول ہرنئی تعلقہ دیوالی میں سالانہ جلسہ تقسیم انعامات زیر صدارت انجمن خیرالاسلام کے سکریٹری اور کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفئر ٹرسٹ ممبئی کے چیرمین جناب عبدالغنی اطلس والا منعقد کیا گیا تنظیم والدین اور سابق چیرمین کوکن بینک جناب علی شمشی صاحب ٹرسٹ کے مینیجنگ ٹرسٹی جناب عبدالغنی سرگروہ اور ٹرسٹ کے عہدیدار جناب عبدالغنی پادسکر نے شرکت کی۔ جماعت المسلمین آٹھ محلہ ہرنئی کے صدر جناب حسن میاں جمعدار کی گلپوشی کی گئی انگریزی کے ٹیچر جناب شرف الدین حکیم الدین، عربی کے ٹیچر جناب مسعود الرحمان، ہائی اسکول کے قابل احترام صدر مدرس جناب جاوید عابدی ہائی اسکول کے چیرمین جناب عبدالغنی پادسکر جماعت المسلمین کے سکریٹری جناب زین الدین کوروپکر نے کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کی اسکیم کو سراہا۔ جناب علی ایم شمشی صاحب نے نیشنل ہائی اسکول کو ڈسپلن اور اپنی تہذیب و تمدن کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرنے پر مبارک باد دی۔

امسال ایس ایس سی میں ۸۷ فیصد نمبرات لیکر اول آنیوالی طالبہ کو بھرپور انعامات سے نوازا گیا۔

کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے علاوہ گاؤں کے ایک علم دوست جناب ابراہیم قاسم مجگاؤنکر نے آٹھویں نویں اور دسویں میں اول دوم آنے والے طلباء کو، ہرنئی ایجوکیشن ویلفیر سوسائٹی نے طلباء و طالبات کے علاوہ اساتذہ کو بھی انعامات سے نوازا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ سمیرہ نور محمد تانبے۔ ۸۵۰۰ر روپے۔ اردو حساب، سائنس سوشل اسٹیڈ مراٹھی، عربی اور اول آنے پر انعام۔

۲۔ سلمیٰ نثار ڈھینکر۔ ۲۵۰۰ر روپے۔ انگریزی اور دوم آنے کا انعام

۳۔ مختار قاضی۔ ۵۰۰۰ر روپے۔ ایس ایس سی ۹۸ میں ۸۲ فیصد مارکس لیکے اول آنے پر انعام۔

اساتذہ میں مندرجہ ذیل انعامات بہتری کارکردگی پر پیش کئے گئے۔

جناب جاوید ظفر عابدی۔ ۹۰۰۰ر روپے (ہیڈ ماسٹر)

جناب عبدالرحمان شیخ۔ ۷۰۰۰ر روپے

جناب آصف بھاٹکر ۵۰۰۰ر روپے

جناب شرف الدین حکیم الدین ۴۰۰۰ر روپے

جناب مسعودالرحمان ۳۰۰۰ر روپے

پرگرام کامیاب بنانے میں جنا قاسم مرکر، جناب ابراہیم سارنگ، جنا یونس پادسکر، جناب حسن میاں ساکھر جناب حسن میاں جمعدار کے علاوہ جناب جا عابدی اور دیگر معاون اساتذہ نے حصہ ل جناب یونس پادسکر نے شکریہ ادا کیا۔

فاروق ہائی اسکول میں کمپیوٹر سینٹر کا افتتاح

فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکو برائے طلبہ اور فاروق ہائی اسکول برا

طالبات جوگیشوری کے دونوں اسکولوں میں ۲۴ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو کمپیوٹر سینٹر کا افتتاح مرحوم سیٹھ ستار عمر بھائی مل والا کے صاحب زادے اور مرحوم فاروق کے برادر عزیز عالیجناب امتیاز ستار عمر بھائی مل والا کے دستِ مبارک سے ہوا۔ افتتاحی جلسے کی صدارت حاجی سلیمان ، حاجی ایوب بھیونڈی والا (صدر، دی میمن ایجو کیشنل اینڈ ویلیر سوسائٹی اور بمبئی میمنس ایجوکیشن سوسائٹی) نے فرمائی۔ اورانہوں نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ کمپیوٹر کی واقفیت آج کے دور کی اہم ضرورت ہے۔ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ انتظامیہ کی جانب سے کمپیوٹر کا اجراء اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ہمارے ادارے عصری تقاضوں کی تکمیل کی سمت مسلسل قدم بڑھا رہے ہیں۔ اس لئے کمپیوٹر کی بہترین تعلیم کے لئے معروف ادارہ (اپٹیک) (Aptech) کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ بعد ازاں شری کپتے (ڈائریکٹر SET) نے کمپیوٹر کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ اسکول میں پنجم تا دہم کمپیوٹر کی تعلیم دی جائے گی۔ صدر محترم نے کمپیوٹر سینٹر کی تزئین و تکمیل کے لئے عرفان بھیونڈی والا صاحب کی شب و روز محنت کی ستائش کرتے ہوئے انہیں دلی مبارکباد دی۔

المرسل: شرف الدین شیخ پرنسپل

☆☆☆☆☆

ہیلتھ کیمپ۔ ۲۴ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو مجگاؤں ہاؤسنگ سوسائٹی کے ہال میں ہیو مینیٹی ہیلتھ آرگنائزیشن کی جانب سے ہونے والے ہیلتھ کیمپ میں ڈاکٹر عزیز ساونت مہانوں میں عبد الرشید میر ، ارشد صدیقی، علی ایم شمسی، عباس ہیٹاؤکر، ملا اور موڈک صاحب کا تعارف کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

کوکن انٹرنیشنل سالانہ میٹنگ

کوکن انٹرنیشنل کی سالانہ جنرل باڈی میٹنگ بروز اتوار ۵ر نومبر ۲۰۰۰ء صبح دس بجے بمقام اکبر پیر بھائی ہال انجمن اسلام، بدرالدین طیب جی مارگ، بوری بندر پر منعقد ہوگی تمام ممبران کی خدمت میں دعوت نامے ارسال کئے جا چکے ہیں تاہم کسی وجہ سے کسی کو دعوت نامہ دستیاب نہ ہو تو اسی کو تسلیم کرتے ہوئے جنرل باڈی میٹنگ میں شمولیت کر کے جلسے کو کامیاب بنائیے۔

الداعی: حسین ایم دلوائی۔ صدر
لائن عبدالکریم قاضی۔ سکریٹری

☆☆☆

إنا لله وإنا إليه راجعون

مرحوم محی الدین عبداللطیف قاضی

ڈاکٹر مشتاق قاضی کو صدمہ

ساگوے تعلقہ راجہ پور ضلع رتنا گیری کے بزرگ رہنما اور عظیم سوشل ورکر جناب حاجی محی الدین عبداللطیف قاضی جو ممبئی کے معروف ڈاکٹر مشتاق

قاضی، انجینئر شریف قاضی اور صدر جماعت المسلمین ساگوے جناب نذیر قاضی کے پدر بزرگوار ۸ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو بعمر ۸۰ر سال راہی عدم ہو گئے۔ مرحوم دو سال سے زائد عرصے تک صاحبِ فراش تھے۔ راجہ پور تعلقہ اور دیو گڈھ تعلقہ کے اطراف واکناف کی نئی مسجدوں کی تعمیر اور ساگوے کی خوب صورت جامع مسجد کی تعمیر اور اردو اسکول کی تعمیر میں مرحوم کی قربانیاں، ایثار و مشقت نا قابل فراموش ہیں۔

عبدالحمید مہسکر کو صدمہ

ماہنامہ نقشِ کوکن کے معاون مدیر جناب عبدالحمید حسین مہسکر متوطن کرلا رتناگیری کی چھوٹی بہن عزیزہ رقیہ زوجہ عبدالستار فنصوفکر ۲ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو دل کا شدید دورہ پڑنے سے انتقال کر گئیں۔

میاں احمد مرچنٹ کا انتقال

معروف تاجر اور شہر ممبئی کی متعدد سماجی فلاحی اور تعلیمی انجمنوں سے وابستہ جناب میاں احمد مرچنٹ کا پچھلے مہینے مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔

اصغر منیار کو صدمہ

باذار محلہ ہرنئی تعلقہ داپولی کے نوجوان اور قطر فرٹیلائزر میں برسر روزگار جناب اصغر حسن میاں منیار کے چھوٹے بھائی اسمٰعیل منیار ایک حادثے میں ۲۴ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو انتقال کر گئے۔

ٹیمپالا کے اسماعیل ملا کی موت

ضلع رائے گڈھ کے گوریگاؤں پولس اسٹیشن کی حدود میں ٹیمپالا میں رہنے والے اسماعیل عمر ملا عمر ۶۰ر سال نقب زنوں کے حملے میں شدید زخمی ہو گئے اور انھوں نے دم توڑ دیا۔ ۲۱ر ستمبر کو شب کے ۳ر بجے کے قریب لٹیرے اسماعیل عمر ملا کے مکان میں کھڑکی کے راستے سے گھس پڑے تھے۔ زیورات اور نقد روپیہ بٹور کر لے گئے۔

ایک روز میں تین اموات

۳ر ستمبر ۲۰۰۰ء کے روز داپولی کے محلہ کونڈ کے باشندہ جناب اکبر بھائی رکھانگے طویل علالت کے بعد راہی عدم ہو گئے۔

ان کی میت میں شریک ہونے کے لئے پہونچی ہوئی لیاقت قاضی کی والدہ ماجدہ قلبی عارضہ کی بناء پر انتقال کر گئیں۔

اسی روز اکبر بھائی کی نواسی کا بھی انتقال ہو گیا جبکہ ابھی اس کی پیدائش کو صرف پانچ روز گزرے تھے۔

عبدالسلام شیخ کو صدمہ

لام ہاؤس ممبئی ۹ کے جناب عبدالسلام شیخ کی والدہ اور مرحوم شیخ داؤد یوسف صاحب کی خوشدامن حنیفہ شیخ داؤد مختصر سی علالت کے بعد ۱۰ر ستمبر کو انتقال کر گئیں۔

مولانا یونس (پونے والے) کا انتقال

مسلمانوں کی خالص مذہبی تنظیم تبلیغی جماعت صوبہ مہاراشٹر کے امیر مولانا محمد یونس صاحب (پونہ والے) مختصر سی علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی نیک ملنسار، بااخلاق اور خوش طبع تھے۔ آپ برسوں جماعت کے سب سے باوقار منصب پر فائز رہے۔ آپ کا انتقال ملتِ اسلامیہ کا بہت بڑا نقصان ہے۔ بوقت موت آپ شولاپور کے اپنے تبلیغی سفر پر تھے۔

عبدالرزاق پربھولکر کو صدمہ

گولکوٹ تعلقہ چپلون ضلع رتناگیری کی معروف و مشہور شخصیت اور چپلون نگر پالیکا کے سابق نائب صدر نیز کوکن مرکنٹائیل بنک شاخ چپلون کے سرگرم ڈائریکٹر، ڈی ایڈ کالج کالستہ کے چیرمین الحاج جناب عبدالرزاق عباس پربھولکر کی والدہ محترمہ خیر النساء عباس پربھولکر کا ۱۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ شریک غم: عبدالرزاق محمد علی گوٹھے۔

☆☆☆☆

کاسمیٹک اسکین لیزر سرجری کے ماہر

ڈاکٹر خلیل ابراہیم مقدم

ڈاکٹر خلیل ابراہیم مقدم نے چہرے کی قدرتی بدصورتی کو خوبصورتی میں تبدیل کر کے لاتعداد افراد کو مسکرانے کا حوصلہ بخشا ہے۔ دنیا کی جدید ترین سائنسی تکنک کاسمیٹک اسکین لیزر سرجری کے ذریعے وہ جو خدمات انجام دے رہے ہیں انھیں دیکھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ بدنما چہرے کی تقدیر بدل سکتی ہے شرط یہ ہے کہ لیزر سے اسے تراشا جائے۔

ڈاکٹر صاحب خطہ کوکن کے ضلع رتناگری کے دیہات کوتھرے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ ان کے والد محترم ابراہیم مقدم نے ان کو ممبئی روانہ کیا جہاں پر انہوں نے ثانوی تعلیم کے بعد ایم بی بی ایس اور ایم ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ بعدازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے وہ لندن گئے اور لیزر سرجری میں خصوصی مہارت حاصل کر کے ممبئی لوٹے۔ یہ میڈیکل سائنس کا ترقی یافتہ شعبہ ہے۔ اس شعبہ میں مہارت حاصل کرنے والے وہ ممبئی کے پہلے ڈاکٹر ہیں۔

اس طریقۂ علاج کے عام فائدے یہ ہیں کہ چہرے پر نظر آنے والے قدرتی داغ، مسے اور جھائیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ عورتوں کے چہرے پر نظر آنے والے بال کو دائمی طور پر دور کیا جاسکتا ہے۔ حادثے کی وجہ سے چہرے پر زخموں کے آئے ہوئے نشانات کو بھی دور کیا جاسکتا ہے۔ عمر رسیدہ افراد کے چہرے پر ابھرنے والی جھریوں کو بھی دور کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتلایا کہ یہ طریقۂ علاج بہت آسان ہے۔ چند منٹوں میں کام ہو جاتا ہے۔ تکلیف ذرہ برابر بھی نہیں ہوتی اور یہ علاج مہنگا بھی نہیں ہے۔ اس لئے ہر کوئی اس سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا کلینک کیڈی آرکیڈ (ناگپاڑہ) جیسے مسلم علاقہ میں ہے۔ مگر اس میں غیر مسلم بھی بڑی تعداد میں علاج کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ نیز ان کا نیا کلینک باندرہ میں بھی شروع ہوا ہے۔

ڈاکٹر خلیل مقدم اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر ممتاز مقدم میڈیکل کے شعبے میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ دونوں سماجی اور تعلیمی نیز ثقافتی میدان میں بھی اپنی پیش رفت جاری رکھے ہوئے ہیں جبکہ ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر مجید مقدم لندن میں ہارٹ سرجن ہیں۔ اور اپنے فن میں ماہر ہیں۔ ان حضرات کا جذبہ خلوص اس شعر کی ترجمانی کرتا ہے۔

قوم کی خدمت کا جذبہ پھولتا پھلتا رہے
عمر بھی بڑھتی رہے اور نام بھی چلتا رہے

کوکن مرکنٹائل بینک میں دن دہاڑے ڈکیتی

مجگاؤں، ممبئی میں واقع کوکن مرکنٹائل کوآپریٹو بینک میں ۱۹؍ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو ۶؍ نامعلوم مسلح لٹیرے ڈکیتی ڈال کر تقریباً ۹؍ لاکھ روپے لوٹ کر فرار ہو گئے اس سلسلے میں ملی اطلاع کے بموجب دوپہر بعد تقریباً ڈیڑھ بجے ۶؍ نامعلوم افراد بینک میں داخل ہوئے۔ ایک نے برانچ منیجر علیم شیخ کی کنپٹی پر ریوالور رکھ دیا بقیہ ۴؍ نے اسٹاف کو مار پیٹ کر دیوار کی طرف منہ کر کے ان کو کھڑا کر دیا پھر کیشیر کے پاس پہنچے اسے بھی مارا پیٹا اور ایک بیگ میں روپے بھر کر فرار ہو گئے۔ بینک کے افسران نے بتایا کہ سبھی روپوں کا انشورنس تھا۔ بائیکلہ پولس معاملے کی تحقیقات کر رہی ہے۔

مدرسۃ حلیمۃ البنات موربہ

ضلع رائیگڈھ کی تحصیل مان گاؤں میں واقع مسلم اکثریتی گاؤں موربہ میں لڑکیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے مدرسہ حلیمۃ البنات کا قیام عمل میں آیا ہے۔ فی الوقت اس میں ۶۵؍ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ان بچیوں کو معلمات کے ذریعے دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس ادارے کے سکریٹری جناب شوکت روشکر اور مولانا عبدالعزیز ندوی مدرسے کے نگراں کار ہیں۔ الحمدللہ مذکورہ صاحبان اس مدرسے کو بام عروج تک پہونچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مخیر حضرات سے مالی تعاون کی توقع ہے۔

المرسل محمد لیاقت علی قاسمی

قرأت خوانی مقابلہ میں آمینہ اول

آمینہ نوشاد نورانی ، ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کی نواسی (دختر نائیلہ) کچھی میمن جماعت خانے کی جانب سے منعقدہ قرأت خوانی مقابلے میں اول آئی اور پہلا انعام حاصل کیا۔ یہ مقابلہ سوم تا چہارم جماعت کے لئے مقرر تھا۔

آمینہ ہونہار اور دیندار لڑکی ہے۔ وہ بڑی سمجھدار ہے اس نے ۲۸ر ستمبر کو اپنے جنم دن پر اپنی سالگرہ نہیں منائی۔ جیسا کہ دیگر ہم جماعت انگلش ذریعۂ تعلیم اسکول کی طالبات کرتی ہیں اپنی سالگرہ منانے ۔ آمینہ بضد رہی اور سے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس پر مصر رہی کہ سالگرہ کے لئے پیسے خرچ کرنے کے بجائے یہ کسی اچھے کام کے لئے دئے جائیں۔ چنانچہ اس نے رقم پانچ سو روپئے بطور عطیہ رحمانی فاؤنڈیشن کی بال واڑی کلاس کے لئے وقف کردی۔ اسلئے کہ اس سے مزید ثواب ملے گا۔ اس کے خیال میں ایسے موقع پر غباروں ، کھلونوں اور مٹھائیوں پر خرچ کرنا فضول ہے۔ اس طرح آمینہ نے اپنی سمجھداری کا کھلم کھلا ثبوت دیدیا ہے۔ انشاء اللہ وہ اپنی زندگی میں دونوں جہان کی دولت سے مالامال ہوگی۔ آمین

انا للہ وانا الیہ راجعون

شیخ حسین مجگاؤنکر کو صدمہ

رتناگری شہر اور اس کے قرب وجوار میں مجگاؤں کی معروف شخصیت جناب شیخ حسین مجگاؤنکر کی زوجۂ محترمہ طاہرہ بی کا (جو کہ جناب عبداللطیف گیرکر کی بہن صاحبہ تھیں) ۳۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو بعمر ۶۵ر سال انتقال ہوگیا۔

ریاض شیخ صاحب کو صدمہ

گلوبل ٹورز اینڈ ٹراویلس کے مالک جناب ریاض شیخ صاحب کے پدر بزرگوار عبدالرحیم شیخ صاحب متوطن شہر رتناگری ۳۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو ۷۳ر سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

مرحوم شہر رتناگری کے نامور تاجر تھے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

عبدالحمید پٹھان کو صدمہ

ممبئی مرکنٹائل بینک کے افسر جناب عبدالحمید حسن پٹھان کے والد بزرگوار جناب حسن محمد پٹھان ۲۵ر جولائی ۲۰۰۰ء کو ان کے وطن ولوتہ تعلقہ منڈن گڈھ ضلع رتناگری میں بعمر ۷۳ر سال انتقال کرگئے۔

مرسلہ حاجی داؤد حاجی عبدالکریم چوگلے

انصاری محمد بشیر پینٹر کا انتقال

مدنپورہ (ممبئی) کی معزز شخصیت اور مجاہد آزادی انصاری محمد بشیر پینٹر کا ۱۸ر اکتوبر کی شب کو انتقال ہوگیا۔ مرحوم مخلص ، بے لوث اور شفیق بزرگ تھے۔

عبداللہ کرجیکر کو صدمہ

ینگ سوشل سرکل اور بالڈی والا ڈسپنسری کے جنرل سکریٹری جناب عبداللہ کرجیکر صاحب کی خوشدامن کا ۱۶ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوگیا۔

انتقال پر ملال

دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد، ممبئی کے ناظم اعلیٰ ماسٹر سید اظہار علی صاحب قبلہ کی اہلیہ محترمہ ۲۰ر رجب المرجب بروز جمعرات کو اس دار فانی سے کوچ کرگئیں۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج ان کی کل اپنی باری ہے

जनसामान्यांना देऊनी विश्वासाचा आधार
सुखी संपन्न महाराष्ट्राचे स्वप्न करु साकार
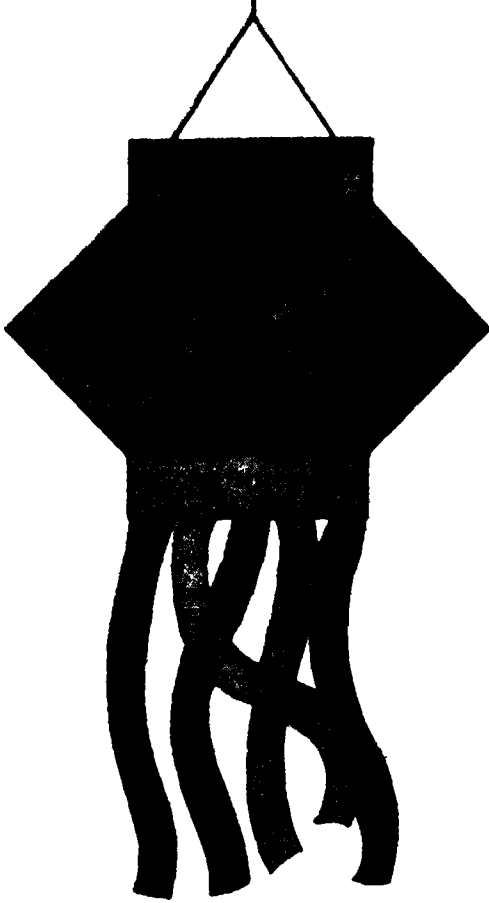
ज्योतीने ज्योत पेटवा
मनी उजळू दे दिवा
अंतरी प्रकाश घेऊन चला...

शुभ दीपावली

डिजीआयपीआर

been two years now and my face looks a normal one In these two years there has been a lot of financial loss and worst of it My mother had to face all my troubles. My aged mother had to do a lot of running around for my medical relief and blooc donation.

Magazines, on the various activities of the Burns Survivor Group and steps taken by the group to improve the present situation of the burned victims.
This was the time I realized that we needed someone who could give us all the proper details without any hassles and educate us a bit more about my state so as to expect the unexpected I needed all the moral support and love of srrangeers to get on with my life .

Today my husband is roamingscot-free while justice is yet to be meted out tc me My in-lows have not bothered to come and visit me nor they have supported my medical expenses Today my widowed mother supports me and we are fighting life together Despite of our difficulties we believe we will emerge as winners someday I will look beautiful again and lead a normal life again
My only advice to my fellow burn survivors is-'Never give up! Life is too precious' & Every dark cloud has silver lining
My Story

By Aparna Prabhu
I am a B Com graduate with a Diploma in Hotal Management I had a well-secured job as a Tele marketing Exec in a well reputed company Life was rosy and beautiful for me until I met with my fate

I had an admirer [who was no more than an uneducated roadside Romeo]who professed his love to me I naturally did not pay any heed to his attentions.He was attracted to me for past nine years and I took all the precautions to avoid him.Despite of my reluctance he stalked me every day.He followed me everywhere and he literally harassesd me

On 11th March '99 I was going to work, which is a five-minute walk from my home My 'Romeo' followed and proposed marriage to me and said he would keep me very happy,I ignored him totally and walked off Suddenly he therw the crude acid on me from behind and I started burning all over.I ran to my office screaming My colleagues were stunned looking at me and just stood there helplessly They then helped me to a hospital at my suggestion The onlookers on the street cought that creep and got him arrested by the police

My trauma in the hospital began and I did not know what to expect. The only thing I knew was that my life would not be the same again I was full of questions when I was hospitalized I did not know whether the treatment would be painful Whether I would ever get normal again? How much would all cost? I was more pained because of the trouble and tension I was putting my family through All of this for no fault of mine!

Today I have come out of my mental shock with support of my family & friends

website will have information on the advances made in treatment of burn in the medi
cal field, names of hospitals that specialize in burns, list of trusts and blood banks, names and contact nos of membersfor any kind of assistance
* To educate children and adults on the hazards of burns To hold seminar and show movies on burns in schools To educate adults through media
* To create an awareness in the general public through newspapers, newsletters,
* Circulate our newsletters within and outside hospitals to vitims to create awareness about the Group and extend help to new victims
* Have activities involving hospital staff to encourage co-ordination between the Group and hospital staff
* To organise camps for burns survivors where everyone could come together and share experiences and spend some joyful time with other survivors
The Burns Survivors Group cannot stand on its own What we need is a lot of volunteers to help in the various activities of the group and a lot of funds to carry out the tasks of the group The group will have its own entity but it needs financial help from various organization to take from The goal of the Burns Survivors Group is to get enough funding to help the burned 'victims' without any limiteations

My Story

By Shirin Juwaley

I was married on Valentines Day in 1998 to a very supposedly handsome and well-settled boy He was 28 yrs of age and had a degree of Electrical Engineering from a well-reputed collage in Bombay On my wedding night Iwas struck by horror when I realised my husband was a real beast I am aghast to realise that my husband was a sex maniac My marrige was duomaed & all my dreams shattered After 2 months of turmoil & frustration I asked my husband for a divorce which he refused to give My mother supported me and I started living with her After much talks my husband agreed for a divorce but at a price of Rs 1 lakh as compensation I refused to give such an enormous amount for no fault of mine!
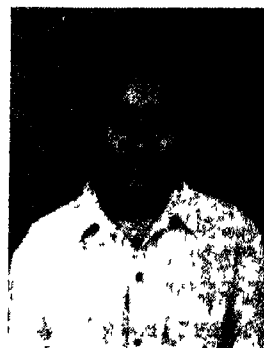
One fateful evening on the 28th of May"98 I was returning from work at around 8 30 p m My husband was waiting for me in my building and as I entered, he mercilessly threw acid right on my face and ran for his life Since he had planned the whole incident he very shrewdly escaped the country and flew to Kuwait that very night due to the loop holes in our police force

I was hospitalized for good two months The days in the hospital were the worst days of life My face was all in plasters and I could not see clearly due to all the dirt that accumulated in my eyes My sight was miraculously saved though my both eyelids were burnt Since my eyelids had shortened I could not sleep well I took my state in my stride because I thought I would get alright in a matter of six months It's

pitfalls.Not
everybody can come out of the trauma of burns.

This is where the Burns Survival Group comes into picture The idea to initiate this group came from Mr Lalit T Jham, who felt that burns survivors would be the best counsellers for other burns victims and their relatives. Presently there are few members in this group Every member has seen and and experienced the after effects of burned ' victims'

The Group held its first meeting on the 24th of March,2000 with Dr sunil Keswani playing the role of the main co-ordinator and suggested the creation of sub - groups with specialised tasks These were

a The Burns Survival Group, to handle the job of counselling the victims

b The Medicos Group, to provide medical assistance and clinical help

c The Communications Group, working on providing help over the help-line

d The professionals working in software, to work with creating the web-site, making communication and information dispensing easier amongst and other similar groups world wide

We take the pleasure of introducing these members who want to make a positive difference in the life of these helpless' victim'

Dr Sunil Keswani
An eminent plastic surgeon & the main co-ordinator of the group
Mr Lalit Tirathdas Jham
A fellow burn survivor who has made a success of his life
Dr Maya Kirplani
A practicing psychiatrist
Mrs Roopashree Sinha
Miss Shirin Juwaley
Miss Aparna Prabhu

Aims & Objectives of the Group

* The main objective of this group is to give support to the burn survivors The aim of the group is to provide counseling to the burn patients and their relatives To help them through their trauma and support them as much as possible To have group discussions to ease out ones mental stress and gain encouragementfrom other fellow burn survivors

To maintain a help-line which would provide vital information on the immediate steps to be taken during the golden period which could mean the difference even between life and death The help-line would also give information on the medical centers which specialise in burns treatment

* To provide a list of various Trusts for medical relief and lists of blood bank
* To keep in touch with the burn survivors through correspondence and newsletters which can answer all their queries
* To create a website for easy access of information associated with burns The

Burns Survivors Group

By Shirin Juwaley

Burns- a simple five letter word but hazardous to the life of the persons associated with it! Burns has created an adverse effect on the lives of many burn survivors. Life has been a living hell for burn survivors, as they have to face speculation and a lot of humiliation and discrimination from the society.

In India, we lack a group which can give mental and financial stability to the burn survivors. They usually have to depend on their close ones for encouragement. But what must a person do if the close relatives of a burned patient gives up on them? There are many reasons for a person to give up or rather ignore a burn victim. The reasons being majorly the cost of the treatment and the time taken for the treatment, which actually increases the costs Other reasons are the disfigurement of the body and the ugly scars that are left behind Also the pressure and speculation of society isolate a burn victim and his family Besides this over 60% of burns survivors are not interested in coming out with their stories, so its important for the other 40% to get together in full strength and do their best for improving conditions and acceptance levels

The burns 'victims' [mind you not patients] usually have to deal with their traumas alone. There are a very few burn survivors who have the support of their relatives and come out of their mental shock easily Not all of them face discrimination as they are fortunate enough to meet the 'right' kind of people There are a lot of them who isolate themselves as the so-called society though sympathetic but does not accept any kind of ugliness It becomes difficult for them to find a desirable job despite of their qualifications

The female victims face the worst kind of discrimination The unmarried young girls do not get any good suitors and the family members usually create a mental pressure on the girl hence not letting her know how precious life is.

The fate of the married girl is much worse Her husband refuses to accept her back due to her disfigurement Even if the husband accepts after much cajoling she is verbally and physically abused

The plight of mothers with a burnt face is still bad, as her own children get afraid of her face. At times like these, ladies need to talk out their grievance and need some kind of support to pursue their lives normally

India is a country with a lot of rural villages The number of uneducated people in India is high. The major burn victims are from these areas These factors make things difficult for people who want to reach out to these socio-economic back ward classes The people who actually want to make an effort to reach out to these people do not know how to go about it as there is no way they can contact the patients after they are discharged

The burned patients after being discharged are left alone to face life and its

fatima

Both Zakaria boys married foreigners in the US Arshad married Ann Marie, who is involved in genetics research. Fareed Married Paula Throckmorton, a jewellery designer He had a traditional Muslim Wedding with the nikaah done over the phone, with the family back in India Fareed and Paula have a 15 month-old son, Omar

"In my old age I would love to have my sons and grandson with me, It's so lonely," Dr Zakaria said.

Rafique Zakaria with sons fareed & Arshad | Fareed & Arshad with mother Fatima & father Rafique | Fareed with son Omar

AMINA 1ST IN QIRA'T

Amina Naushad Noorani, the grand child of Dr Abdul Karim Naik (Naila's daughter) came 1st & got the 1st priz in katchi Memon Jamat Khana Qirat Competition This Competition was arranged for the 3rd & 4th Standards by Katchi Memon Jamat-Khana

Amina did not celebrate her birthday on 28th-9-September as other classmates do. Instead she donated Rs 500/ for Rehmania Foundation for Balwadi & she says that I shall get more sawab by spending this money for good cause instead of spending for balloons & sweets which is usually a fashion in English medium schools

HURZUK'S BOOK

MUSLIM KOKAN DIALECT AND THE INFLUENCE OF ARABIC

Prof Shakeel M. Hurzuk
Vice Principal & Head Deptt. of Arabic & Islamic Studies Maharashtra College
246, A, J.B.B. Marg, Mumbai - 400 008.

Has authored a book by name of " Muslim Kokan Dialect And The Influence Of Arabic." A 39 paged book is well printed & published & it serves the purpose of more information in linguistic & Kokani dialect & Kokani culture. Arabic has also got influence on Marathi Language.

Worthy Sons of Worthy Parents

Fareed Zakaria with his wife Paula Throckmorton

Dr Rafique Zakaria and his wife fatima are wellknown in community and the country as well for their distinguishing achievements in politics and the Socio-religious fields Whereas, usually, the sons of the great people do not follow the foot-prints of their parents, here do we find that both the sons of Zakaria family, namely Arshad and Fareed have created name, fame and international figure

Faeed Zakaria, now 36, has been recently appointed the editor of Newsweek's international editions He is the first Indian to get this important and prestigeous job as well as he is the youngest man to hold such a journalism's one of the biggest posts He is also tipped for the post of the Secretary of State or National Security Advisor in a Republican administration, should George W Bush win

Prior to the new posting , Fareed was a columnist and contributing editor of *Newsweek* He was managing editor of foreign Affairs, the premier foreign policy journal in the US, for seven years and most elegantly, wine editor of www salat com

His is an important intellectual voice in the US It all began with his first column-Thank Goodness for a villain on September 16, 1996, in foreign Affairs, in which he discussed why America needed Saddam Hussein in order to sustain the American policy in the Middle East

Fareed went to Yale University for his higher studies and later to Harvard, where Arhsad had also gone There he received his doctorate in political science in 1993

"Both my sons were talented and wanted to do something in life They had a better environment abroad So we had to allow them to go," said

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ۔ رجسٹرڈ: E 3006

جلد نمبر ...۳۹... | شمارہ نمبر ...۱۲... | ماہ: دسمبر ۲۰۰۰ء

ترتیب وتہذیب: اسلم خاں ۔ معاون مدیر: عبدالحمید

درون ہند سالانہ: ایکسو پچاس روپے
فی پرچہ: پندرہ روپے
درون ہند سالانہ عطیہ: ایک ہزار روپے
معاون خریداری: پانچسو روپے سالانہ

خلیجی ممالک، پاکستان ودیگر ممالک سے
چھ سو روپے سالانہ
غیر ممالک کے لئے
سالانہ عطیہ: دو ہزار روپے
معاون: ایک ہزار روپے

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ: نقش کوکن ۴۳ اے نوانگر، ایم ڈی نائیک روڈ، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔ فون نمبر: ۳۷۱۰۶۵۶ / ۳۷۵۸۰۷۴

اس شمارے کے نقوش

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالتہائے ممبئی کو ہوگا۔
تاریخ اشاعت: نومبر ۲۰۰۰ء
پرنٹنگ: قاسمی پرنٹرس، فون: ۳۷۷۶۹۵۵

صرف عبادت آپ کے ذمہ — آپ کی خدمات ہمارے ذمہ

محترم برادرانِ اسلام السلام وعلیکم۔۔۔۔۔۔۔اگر آپ نے حج کا ارادہ کیا ہے اور آپ پر حج فرض ہے تو دیر مت کیجئے۔ صرف چھ مہینے باقی ہیں۔ پہلی فلائٹ انشاءاللہ ۲۵ر جنوری ۲۰۰۱ء کو جائے گی۔ بکنگ کرنا یعنی ارادہ پکا کرنا۔ پھر اللہ سے دعا کرنا کہ اللہ اپنے فضل و کرم سے حج کی نیت کو قبول کرے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ جس شخص کا جمعہ صحیح ہوا، اس کا ہفتہ صحیح، جس کا رمضان صحیح ہوا، اس کا سال صحیح اور جس کا حج صحیح ہوا، اس کی زندگی صحیح ہو گئی ہم نے پختہ ارادہ کیا اور کوشش کریں گے کہ انشاءاللہ حاجی کا کوئی عمل اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ ورنہ ہم بھی ذمہ دار ہوں گے سب سے پہلے فرض میں آتا ہے۔ پردہ اور محرم غیر محرم کے لئے رسول کا فرمان بغیر محرم عورت کوئی سفر نہ کرے حتیٰ کے حج کا بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو قرآن اور سنت کے مطابق حج آسان اور قبول کرے۔ آمین

☆ عورتوں اور مردوں کے لئے علیحدہ کمرے ہوں گے۔ صرف فیملی جس میں۔ غیر محرم کا دخل نہ ہو وہ ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔
☆ کوئی عورت بغیر محرم کے ہم سے رابطہ نہ کریں۔ ☆ ممبئی۔ جدہ۔ ممبئی ڈائریکٹ فلائٹ۔ ☆ گھر جیسا پُر سکون ماحول، بہترین ہوٹل، لفٹ، کمرے میں فون، فریج اور حمام۔ ☆ حرم شریف سے بالکل قریب یعنی اذان کے بعد بھی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں۔
☆ ۳ر وقت لذیذ کھانے، دن بھر چائے، اور کبھی کبھی فروٹ اور مشروبات۔ ☆ جدہ، مکہ، مدینہ، ایئر کنڈیشن بسوں میں سفر۔ ☆ منیٰ میں تمام خیموں میں ایئر کولر۔ ☆ عورتوں کے لئے خواتین کی رہنمائی اور مرد کے لئے مرد رہنما جو ذاتی طور سے مکہ و جدہ میں رہ چکے ہیں۔ ☆ پچھلے کئی برسوں سے دیگر ممالک کے حجاج کرام بھی ہمارے ٹور میں شامل ہوتے ہیں۔

کوکن ٹورس کا ۱۳ واں سال — ستمبر و اکتوبر میں عمرہ 16 تا 18 دِن 37 ہزار

رمضان عمرہ		حج	
1 سے 15 روزہ 37 ہزار		40 تا 45 دن	
آخری 15 دن 45 ہزار		سوپر ڈیلکس 85 ہزار	
مکمل رمضان 15 دن 55 ہزار		ڈیلکس 70 ہزار	

بیت اللہ میں اعتکاف کرنے والوں کے لئے خصوصی انتظام

آپکے خادم: اسلم مثال، آصف مثال، سعید ملاّ (مولانا عبدالسلام تلیای۔ فون . (3770380)

کوکن ٹور کارپوریشن

363، شیخ میمن اسٹریٹ، جامع مسجد کے سامنے، ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۲
Ph 3440245/3422941 Fax 34402443
912-324918/912-326549 (دسی۔ گھر کا فون)

☆ حاجی عصمت چودھری۔ حاجی اعجاز دولارے۔ کلیاں۔ فون 204250/208025
☆ حاجی عنایت اللہ حلال۔ ٹول مہاڈ۔ فون 74281
☆ حاجی ویاص پرکار۔ بیرول، نئی ممبئی۔ فون 7703500/7702860
☆ مولانا اقبال ۔ رتناگیری۔ فون 20823
☆ حاجی محمد حسین دیر۔ دیر کمپلیکس۔ روہا۔ فون 44264
☆ حاجی جعفر دیبائی۔ چپلوں۔ فون 53249 /52710
☆ حاجی غلام حسین پرکار۔ کھیڈ۔ فون 63672

اداریہ

اسلم خان

رمضان نقش کوکن نمبر ۱

ساتھیو۔السلام علیکم

سب سے تو پہلے آپ مجھ سے مہینوں کے راجا کی آمد کی مبارکباد قبول کیجیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ آپکو رمضان کی کروڑوں کروڑوں نعمتوں سے فیضیاب کرے نیز ہم سب کے نصیب میں وہ رات نصیب کرے (لیلۃ القدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اور جسکے بارے میں خود اللہ فرماتا ہے کہ یہ وہ رات ہے جسکی شروعات سے مطلع الفجر تک آسمان سے فرشتے رحمتوں کی بارش کرتے رہتے ہیں ۔رمضان کے تعلق سے ایک عام غلط فہمی لوگوں میں ہے جسکا ازالہ میں یہاں کرنا ضروری سمجھتا ہوں تقریباً لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات گھر کر گئی ہے کہ رمضان کی فضیلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس ماہ میں قرآن نازل کیا۔ جب کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ قرآن ہے کہ جسکی وجہ سے رمضان مہینہ تاقیامت مہینوں کا بادشاہ بنا۔ چونکیئے مت ابھی دو جملوں میں بات صاف کیے دیتا ہوں۔ جناب رمضان تو روز اول سے لے کر قران کے نازل ہونے تک برابر ہر سال آتا تھا مگر اسکی وہ اہمیت نہیں تھی جواب ہے۔ بلکہ وہ ایک عام مہینہ تھا اور عام مہینہ کی طرح گزر جاتا تھا مگر جب اللہ نے اس مہینہ میں اپنے محبوب بندے پر اپنا کلام نازل کیا تو اس مہینہ کی عظمت بڑھ گئی۔ اور وہ مہینوں کا راجا بنا۔ اسی نسبت سے اسمیں روزے بھی فرض کئے گئے کیونکہ یہی وہ مہینہ تھا جس میں اللہ نے قرآن یعنی اپنا رسالہ اپنے رسول ہادی اعظم کی طرف تمام انسانوں کی رہنمائی کیلئے بھیجا۔ مزید بات دھیان میں رہے کہ رمضان کی تمام عظمت قرآن کی وجہ سے ہے اور قرآن کی عظمت کا بیان کرنے سے دنیا کا ہر قلم قاصر ہے۔ کیونکہ کسی بھی انسان کے بیان اور عظمت قرآن میں اتنا ہی فرق ہے جتنا بذات خود اللہ اور انسان میں فرق ہے اب ذرا بات کو دوسری طرف سے دیکھیے۔

حضرت عائشہ سے ایکبار لوگوں نے قرآن کی تفسیر جاننی چاہی تو انھوں نے کہا۔ اللہ کے رسول کو دیکھ لو۔ وہ قرآن کی جیتی جاگتی تشریح ہے۔ یا وہ جیتا جاگتا قرآن ہیں۔ اور رسول اللہ کی عظمت سے تو آپ سب واقف ہیں کہ تاقیامت تک جتنے انسان پیدا ہوں گے انکی جنت۔ دوزخ کا فیصلہ جسکے طرز عمل پر ہے وہ رسول اللہ ہے۔ تاقیامت جتنے انسان اور جنات پیدا ہونگے انکے کیلئے کوئی زندگی گزارنے کا طریقہ ہے تو وہ رسول اللہ کی زندگی ہے۔ اقبال کے لفظوں میں

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں — یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اور رسول اللہ کی وفا کی طرف ایک صورت ہے کہ اپنی زندگی کو رسول کی زندگی کی طرز پر ڈھال لے اور رسول کی زندگی قرآن ۔ قرآن۔ قرآن کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ کے رسول نے ایکبار فرمایا تھا۔ ہر رسول کو اللہ ایک معجزہ سے نوازتا ہے اور میرا معجزہ قرآن ہے۔

تمام انبیاء کو معجزے اس لئے دیئے جاتے تھے کہ اہل ایمان ان معجزوں کو دیکھ کر اپنا ایمان لائیں مگر تمام انبیاء کے معجزے ان کی حیات کے بعد ختم ہو گئے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا یا موسیٰ علیہ السلام کا طلسمائی اعصا ہو۔ مگر چونکے محمد ﷺ کے بعد کوئی رسول اللہ کو بھیجنا مقصود نہیں تھا اسلیے اللہ نے اپنے پیارے رسول کو دیے معجزہ کو تاقیامت کے لئے محفوظ کر لیا۔ اس لئے اللہ کے محبوب نے فرمایا۔ کہ اللہ نے ہر نبی کو معجزہ دیا اور میرا معجزہ قرآن ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

وہ فتحیاب تھے دنیا میں مسلماں ہو کر — اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

مطلب اگر دنیا میں آپکو فتحیاب ہونا ہے تو قرآن کو اپنی زندگی بنانا ہوگا۔ اور اگر آپ آج خوار ہیں وہ اسلیے کہ قرآن آپکی زندگی نہیں ہے۔

اب اس اداریہ کی آخری بات رمضان کے تعلق سے آپ سب جانتے ہیں کہ عید کی صبح اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ فرشتو اس شخص کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے جس نے پورے مہینے اپنے آقا کی ۲۴ گھنٹے دل و جان سے خدمت کی ہو۔ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ سیدھی بات ہے اسے اسکی پوری اجرت مہینے ختم ہوتے ہی دے دی جانی چاہیئے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ میرے ان بندوں نے رمضان کے مہینے میں ۲۴ گھنٹے میرا حکم بجالایا۔ دن میں روزہ رکھا۔

رات کو تراویح اور قرآن پڑھا۔ برائیوں سے خود کو بچاتے رہے۔ بھلائی کی طرف دوڑتے رہے۔ تو مجھے میری ذات کی قسم ہے کہ رمضان میں کی گئی عبادتوں کے بدلے میں ان کے تمام گناہ معاف کرتا ہوں اور ان کو اتنا معصوم بنا دیتا ہوں جیسے بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے رمضان میں انسان ۳۰ دن روزے رکھتا ہے۔ اور روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور اسکا ثواب میں خود دوں گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ بندے کو رمضان ختم ہوتے ہی ثواب دیتا ہے تو وہ خوشی مناتا ہے عید مناتا ہے۔ عید کے معنی خوشی کے ہوتے ہیں۔ اور جس نے جس پائے کے روزے رکھے۔ اسکو اس پائے کا انعام ملتا ہے اور اسکی عید۔ اسکی خوشی اس پائے کی ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ آپ نے ایک مہینہ روزہ رکھے تو شوال کی پہلی تاریخ کو عید منائی خوشی منائی۔ اب ذرا سوچیے۔ روزہ ہے کیا۔ روزہ ہے اللہ کی مرضی کے مطابق اپنے کھانے پینے کے اوقات مقرر کرنے کا نام۔ اور انسان رمضان میں کھانا اتنا ہی کھاتا ہے جتنا اور دنوں میں کھاتا ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ کھاتا ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ کھانے کے اوقات اسکی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کی مرضی سے ہوتے ہیں یعنی وہ صبح کا ناشتہ۔ صبح صادق سے پہلے کرتا ہے۔ دوپہر کا کھانا۔ سورج ڈھلنے کے بعد کھاتا ہے اور رات کا کھانا جب اسکی مرضی ہو تب کھاتا ہے۔ مطلب انسان روزہ میں کھانا کھانا نہیں چھوڑتا۔

بلکہ رمضان میں صرف وہ اپنے کھانے کے اوقات میں تبدیلی کرتا ہے۔ اور وہ تبدیلی وہ کسی اور کی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کی مرضی سے کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہو کر اسکے تمام گناہ معاف کر کے اسے خوشی دیتا ہے یعنی عید دیتا ہے۔ اب میری بات ذرا غور سے سنیے اگر آپ نے تمام زندگی کو رمضان بنالیا۔ مطلب جسطرح رمضان میں کھانے پینے کے اوقات اللہ کی مرضی سے تھے اسی طرح تمام زندگی کے تمام کام اللہ کی مرضی سے کرے تو سوچیے کیا آپ کو عید نہیں ملے گی اور جسطرح یہ عید رمضان کے بعد ملتی ہے اسطرح وہ عید آپکو زندگی کے بعد ملے گی یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی جنت ہمیشہ ہمیشہ کی عید ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری زندگیوں کو رسول اللہ کی زندگی کا نمونہ بنائے تاکہ ہم اپنی زندگی ماہِ رمضان میں گذاریں اور عید جنت میں منائیں۔ آمین۔

نقش کوکن نمبر ون۔ آپ چونکیے مت یہ گوندہ کی فلم کا نام نہیں بلکہ اس حقیقت کا اعتراف ہے جو اس میگزین نے مہاراشٹر میں تعلیم کی دنیا میں کی ہے۔ اس شمارہ میں آپکو مہاراشٹر میں تعلیمی لہر کے روح رواں جناب مبارک کاپڑی کا انٹرویو پڑھنے کو ملے گا۔ جو لوگ مہاراشٹر کی تعلیمی بیداری سرگرمیوں سے واقف ہیں وہ لوگ شاید مہاراشٹر کے گورنر کا پورا نام نہیں جانتے ہوں مگر مبارک کاپڑی کا نام ضرور جانتے ہیں۔ نہ صرف نام جانتے ہیں بلکہ انکے تمام کارناموں سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ آج مہاراشٹر کے مسلمان وہ بھی اردو میڈیم میں تعلیم حاصل کرنے والے۔ برادرِ وطن کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے ہیں تو اسکا سہرا جس انسان کے سر بندھتا ہے وہ مبارک کاپڑی آج اردو میڈیم کے طالب میرٹ لسٹ میں تمام زبانوں کے طالب علموں میں ٹاپ کرتے ہیں تو جس انسان کی کاوشوں کی بدولت ہے وہ ہے مبارک کاپڑی آج اردو مہاراشٹر کی بچھڑی ہوئی زبان نہیں سمجھی جاتی تو اسکا کریڈٹ جاتا ہے مبارک کاپڑی کو۔ اور مبارک کاپڑی نے اپنے انٹرویو میں جہاں یہ قبول کیا کہ انکے جس کالم نے انقلاب اور ہارون رشید اینڈ کمپنی کی مدد سے مہاراشٹر میں تعلیمی بیداری لے آئی۔ اس کالم کی شروعات۔ انھوں نے کسی اور سے نہیں بلکہ آپکے محبوب رسالے نقش کوکن سے کی تھی۔ یہ عبدالکریم نائک کی پارکھی نظر کا کمال تھا جس نے ایک ۱۹ سال کے غیر معروف لڑکے کے سر نہ صرف نقش کوکن کی ادارت کی ذمہ داری ڈالی تھی بلکہ اسے یہ کھلی چھوٹ دی تھی کہ وہ جسطرح چاہے نقش کوکن سے قوم کو بیدار کرنے کا کام لے سکتا ہے۔ اپنے انٹرویو میں مبارک کاپڑی نے قبول کیا ہے کہ وہ نقش کوکن کی ادارت ہی تھی جس نے انکے دل میں قوم کو تعلیم کی طرف راغب کرنے کی تحریک دی اور انھوں نے سب سے پہلے ووکیشنل گائیڈس کالم نقش کوکن سے ہی شروع کیا۔ ووکیشنل گائیڈنس ہی وہ کالم ہے جس نے بعد میں مشعل بن کر قوم سوئی قوم کو تعلیمی بیداری کا راستہ دکھایا اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کیوں میں نے نقش کوکن کو ادارہ کے ایک حصہ کا نام نقش کوکن نمبر ا۔ رکھا۔ ساتھیو ہمارے سب کے لئے یہ بات باعث افتخار ہے کہ آج جو تعلیمی بیداری مہاراشٹر کے اردو حلقہ میں ہے اس گنگا کی گنگوتری اسکی بنیاد کوئی اور نہیں بلکہ آپکا رسالہ نقش کوکن ہی ہے۔ یہاں آخر میں یہ خوشخبری اور دیتا چلوں کہ مبارک کاپڑی نے میری گزارش پر اپنی گوناگوں مصروفیت کے باوجود آخری صفحہ لکھنا منظور کر لیا۔ آپ سبکو رمضان مبارک۔

رمضان نیکیوں کا مہینہ

☆اشفاق عمر کوپے

روزے کو عربی میں صوم کہتے ہیں جس کے معنی رُکنے اور چپ رہنے کے ہوتے ہیں اس عمل کو قیام اس لئے فرمایا گیا ہے کہ انسان صبح صادق سے لیکر سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور دوسرے بُرے کاموں سے رُکا رہتا ہے۔ رات کے آخری حصے میں صبح صادق سے کچھ پہلے کھانے پینے کو سحری کہتے ہیں۔ سحری کھانا سنت ہے۔ روزے سے مراد فاقہ کشی نہیں ہے۔ اسلام کے آغاز میں غربت کی وجہ سے عرب کے لوگ ویسے بھی فاقوں سے دوچار ہوتے تھے۔ اگر ایسی ہی بات ہوتی تو پہلے روزہ فرض ہوتا، مگر جب لوگوں میں توحید کا تصور پختہ ہوگیا اور وہ نماز اور دوسرے قرآنی حکموں پر عمل کرنے کے عادی ہوگئے تو ان میں ایک ایسا جذبہ بیدار کرنا ضروری ہوگیا جس سے جرات، ہمت، صبر اور ثابت قدمی پیدا ہو اور وہ ہر طرح کی مصیبتیں برداشت کر کے کفر و شرکت اور اخلاقی بگاڑ کا مقابلہ کر سکیں، چنانچہ رمضان کے روزے ۲ ہجری میں فرض ہوئے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ "ہر گندگی کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ نے بنائی ہے۔ اور جسم کو (بیماریوں سے) پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔" یہی وجہ ہے کہ تمام مسلم غیر مسلم ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی احکام کے مطابق روزہ رکھنے سے بہت ہی خطرناک بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ روحانی بیماریوں کے ساتھ جسمانی بیماریوں کا علاج بھی روزے میں موجود ہے۔

ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ ماہِ رمضان کے روزوں کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا اور میں نے تراویح اور قرآن پڑھنے کو رمضان کی راتوں میں سنت مؤکدہ کر دیا جس کا پڑھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر ضروری ہے بس کوئی اللہ کا حکم سمجھ کر رمضان کے روزے رکھے اور میری سنت سمجھ کر راتوں کو جاگے یعنی تراویح پڑھے اور اس میں قرآن پڑھے یا سنئے تو اپنے گناہوں جیسا پاک ہو جائے گا جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے بے گناہ پیدا ہوا تھا۔ بعض خواتین تراویح نہیں پڑھتیں، گنہگار ہوتی ہیں۔ مگر اس کو سب نمازیں اور تراویح گھر میں ہی پڑھنا چاہئے۔

رمضان کی پہلی رات ہی سے شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور فرشتہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے نیکی کرنے والے آگے بڑھ اور جنت حاصل کر اور اے بدی (بُرے) کرنے والے بس کر اور رک جا۔ اس ماہ میں ثواب (نیکیوں) کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ فرض کا ثواب غیر رمضان کے ستر فرضوں کے برابر اور ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے قسم ہے اس ذات پاک کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بدبو جو فاقے سے ہو جاتی ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہت زیادہ خوشبودار ہے۔

ایک حدیث کا خلاصہ ہے رمضان کے مہینے میں جو مرد یا

عورت کسی روزے دار کا روزہ کھلوادے تو یہ اس کے گناہوں کی معافی کا اور دوزخ سے بچنے کا سبب بن جائیگا۔ اور اس کو بھی روزے دار کے برابر ثواب ملے گا۔ اور روزے دار کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی روزہ چاہے ایک گھونٹ لسی، پانی یا ایک چھوارہ ہی کیوں نہ ہو۔

الاعتکاف کے اصطلاحی معنی نیت کر کے کسی ایسی مسجد میں جہاں باجماعت نماز ہوتی ہو ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ دنیا کے تمام کاروبار کو ترک کر کے صرف اللہ کی رضامندی کیلئے مسجد میں ٹھہرتا ہے اس لئے ہر سانس اسکی عبادت ہے۔ عورتوں کیلئے اپنے گھر میں جہاں وہ نماز پڑھتی ہے اعتکاف کرلے۔ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا جاتا ہے یعنی ۲۰ ررمضان کا دن ختم ہونے سے پہلے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند دیکھتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ خواہ چاند ۲۹ یا ۳۰ کا ہو۔ یہ اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے یعنی سب پر ضروری نہیں اگر کسی ایک نے کرلیا تو سارے محلّہ کے ذمہ سے ادا ہوگا۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ان پانچ راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے۔

سورہ قدر کا مفہوم ہے کہ ہم نے اس قرآن مجید کو شب قدر میں نازل کرنا شروع کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں روح الامین اور فرشتے ہر کام کے انتظام کیلئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں یہ رات طلوع صبح تک امان اور سلامتی ہے۔

ہر کوئی اب کام کرے	محنت صبح و شام کرے
علم کا چرچا عام کرے	جگ میں روشن نام کرے

کوثر انصاری (ممبئی)

ہمسایوں کو ستانے کی سزا

ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کے بارے میں سنا ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتی ہے اور روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے مگر ساتھ ہی اپنے ہمسایوں کو بہت ستاتی ہے۔ فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی پھر اس شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ ایک اور عورت ہے جو روزے کم رکھتی ہے نمار بھی کم پڑھتی ہے اور خیرات دیتی ہے تو وہ بھی سوکھے پنیر کے دراذار سے ریزے۔ مگر اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

(عن ابوہریرہؓ احمد و بیہقی)

خیانت کے بدلے خیانت نہ کرو

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس سے خیانت نہ کرو۔

رسول خدا ﷺ کا شاید ہی کوئی خطبہ ایسا ہو جس میں آپ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔

فرض، واجب، سنت اور نفل

فرض اس عمل کو کہتے ہیں جس کو ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

واجب کا درجہ فرض سے کم ہے لیکن ادا کرنا اس کا بھی ضروری ہے۔

سنت وہ عمل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے خود کیا ہے اور خلفائے راشدین نے اس کی پیروی کی ہے سنت کی دو قسمیں ہیں (۱) سنت موکدہ (۲) سنت غیر موکدہ۔ سنت موکدہ وہ عمل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کیا ہے یا کرنے کا حکم دیا ہے اور بغیر کسی وجہ کے ترک نہیں کیا۔ سنت غیر موکدہ وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے کبھی کیا ہے اور کبھی بلا عذر چھوڑ بھی دیا ہے۔

نفل اور مستحب وہ عمل ہے جس کے کرنے سے اجر ملتا ہے اور چھوڑ دینے میں کوئی مواخذہ نہیں۔

مختار احمد ندوی

مسکراتے چہرے: حضرت عائشہ رض

عورت کی شخصیت اس کی حیااور غیرت میں چھپی ہوئی ہے، اسی سے اس کا نسوانی کمال اور فطری حسن وجمال نمایاں ہوتا ہے، حضرت عائشہؓ اپنی عفت، غیرت اور حیا کا ایسا کامل نمونہ تھیں جو قیامت تک امت کی شریف راویوں کے لئے نمونہ بنی رہیں گی، ایک باکمال مثالی خاتون کی تعریف کرتے ہوئے وہ فرماتی ہیں، انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں انہیں دین سیکھنے کے لئے حیا دامگیر نہیں ہوتی، انہوں نے انصار کی خواتین کا ان لفظوں میں تعریف کر کے یہ اشارہ کیا کہ علم دین کی طلب خواہ اس میں کتنے ہی نازک مسائل کیوں نہ ہوں وہ جرأت کر کے سوال کرتی ہیں اور اس میں شرم نہیں کرتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ علم کا ایک مدرسہ تھیں، ہر چہار طرف سے مسلمان خواتین ان سے دین کے مسائل سیکھنے آیا کرتی تھیں نہ صرف عورتیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے اہم اور نازک مسائل پوچھا کرتے تھے اور وہ پوری صفائی اور حق گوئی کے ساتھ جواب دیا کرتی تھیں، اس کے باوجود وہ غیر تمند اور حیادار تھیں، ان کی حیاو غیرت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ جب تک ان کے حجرے میں صرف رسول اللہ ﷺ اور ان کے والد حضرت ابو بکرؓ مدفون تھے تب تک وہاں اپنے خاص کپڑے رکھ کر بھی آیا جایا کرتی تھیں، اور فرماتی تھیں کہ یہاں تو میرے شوہر اور والد ہی دفن ہیں، لیکن جب حضرت عمرؓ بھی اسی حجرے میں دفن کئے گئے تب وہ پورے لباس میں ڈھکی ہوئی پردے کے ساتھ کمرے میں آیا کرتی تھیں یہ حیااور پردے کا اہتمام محض حضرت عمرؓ کی وجہ سے کرنے لگی تھیں۔ شرم و حیااور غیرت ایمان کی یہ شاندار مثال ہے۔ جو حضرت عائشہؓ نے ایک غیر محرم مردے سے بھی کی اور انہوں نے اپنی انتہائی حیاو شرم و غیرت کا اظہار فرمایا۔

بلاشبہ دنیا کی مسلم خواتین کا حیاو غیرت کے لئے حضرت عائشہؓ کی یہ مثال عبرت اور موعظت کا شاہکار ہے، جو آج کی اس عریاں اور بے شرم دنیا کے سامنے ہماری مسلمان خواتین فخر کے ساتھ پیش کر سکتی ہیں۔

کون بنے گا شان پتی کے جوابات

سوال نمبر ۱ (ج) جاگتے رہو۔
سوال نمبر ۲ (الف) عبدالغنی خان سرگروہ
سوال نمبر ۳ (ب) ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
سوال نمبر ۴ (ب) باغی مانکوٹی۔ جرمن پرکار
سوال نمبر ۵ (ب) فروس
سوال نمبر ۶ (ب) پروفیسر اے اے قاضی
سوال نمبر ۷ (ج) محمد علی مقبہ
سوال نمبر ۸ (ب) چھ
سوال نمبر ۹ (ج) ملک تاسے
سوال نمبر ۱۰ (ب) قاضی غیاث الدین
سوال نمبر ۱۱ کم وبیش سبھی
سوال نمبر ۱۲ (ب) ضلع تھانہ
سوال نمبر ۱۳ (ج) ابراہیم اقبال
سوال نمبر ۱۴ (د) شکیلہ بانو (رانی روپ لتا الطاف راجہ کی ماں اور ابراہیم اقبال والد ہیں)
سوال نمبر ۱۵ (ب) ساحر شیوی
سوال نمبر ۱۶ (ب) تعلیم۔ او جے خان عرف شکر خان صاحب ضلع رتناگیری میں کھلنے والے اولین اردو ہائی اسکول کے صدر مدرس تھے۔

حرف دانش

افلاس پر رضامندی بے حد ثواب کا موجب ہے۔
حضرت غوث اعظمؒ

"کوکن کے سپوت- مبارک کاپڑی"

انٹرویو - فاروق رحمٰن

نام مبارک کاپڑی
تعلیمی لیاقت ایم۔ایس۔سی
آبائی وطن کونڈپورہ، تعلقہ۔سنگیشور، ضلع۔رتناگیری
چیرمین (۱) نیشنل ایجوکیشنل مومنٹ۔
(۲)اردو کونسل، پمپری چنچوڑ
(۳) نیشنل اینگلواردوہائی اسکول پونے۔
کالم نگار (۱)روزنامہ "انقلاب" ممبئی۔
(۲)روزنامہ "منصف" حیدرآباد
(۳)رورنامہ "راشٹریہ سہارا" دہلی۔
(۴)رورنامہ "اخبار مشرق" کلکتہ۔

فاروق رحمٰن مبارک کاپڑی صاحب آپ کا نعرہ ہے کہ "تعلیم ہر تالے کی کنجی ہے۔" اس نعرے کے تعلق سے بتائیں؟

مبارک کاپڑی اس نعرے میں نہاں پیغام بالکل واضح ہے۔ سماجی، معاشی، سیاسی اور دینی بیداری کے لئے تعلیم بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ جاہل آدمی کو اگر ہم کوئی بات سمجھانے جائیں تو کافی تکلیف ہوتی ہے مگر وہی بات اگر کسی تعلیم یافتہ شخص کو سمجھانے کی کوشش کریں تو اسے سمجھنے میں وقت نہیں لگتا۔ ہماری قوم معاشی طور پر بالکل خستہ حال ہو چکی ہے۔ اسی طرح سیاسی وسماجی طور پر بھی ہم کافی پچھڑے ہوئے ہیں۔ تعلیم میں عبور حاصل کر کے ہی ہم قوم کو درپیش اس دیوالیہ پن سے بچ سکتے ہیں۔ ملٹی میڈیا اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے اس دور میں ہم تعلیم کے ذریعے ہی آگے بڑھ سکتے ہیں۔ نئے ہزارے میں آگے بڑھنے کے لئے تعلیمی بیداری بے حد ضروری ہے۔ اسی کے ذریعہ ہماری قوم ترقی کی راہ پر آگے بڑھ سکتی ہے۔ تعلیمی بیداری کے ذریعہ ہی زندگی کے دیگر شعبوں میں بیداری لائی جاسکتی ہے۔ اسی لیے یہ نعرہ وجود میں آیا ہے کہ "تعلیم ہر تالے کی کنجی ہے۔

فاروق رحمٰن آپ کو اس بات کا احساس کب ہوا کہ تعلیمی بیداری ہی قوم کو ترقی دلا سکتی ہے؟

مبارک کاپڑی اس بات کا احساس مجھے تب ہوا جب میں خود اس راہ گزر سے گزرا۔ اسکول کے بعد کیا کرنا ہے اس کا مجھے علم نہیں تھا۔ کوئی راستہ دکھانے والا بھی نہیں تھا۔ ایک "جانکار" آدمی سے جب بار بار اس تعلق سے معلومات حاصل کرنی چاہی تو ایک بار انھوں نے مجھے آتے دیکھ کر اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ بس اسی لمحے طے کر لیا کہ نالج و معلومات کا ایک دروازہ مجھ پر بند ہوا ہے انشاء اللہ آگے چل کر اپنی قوم کے طلبہ کے لیے نالج و معلومات کے ہزاروں دروازے کھول دوں گا۔ اور اس طرح میں نے اس میدان میں قدم رکھا۔ یہاں میں نے دیکھا کہ ہماری قوم کے انتہائی ذہین بچے Drop-outs کا شکار ہو رہے ہیں۔ کسی کے ماموں دبئی سے خط لکھ رہے ہیں۔ کہ فلاں فلاں کورس کر لو اور دبئی آجاو۔ کسی کے چاچا اپنے مزاج کے مطابق کوئی اوٹ پٹانگ مشورہ دے کر رہنمائی کی آڑ میں (نادانستہ) رہزنی کر رہے تھے۔ بدبختی یہ تھی کہ جن کے پاس معلومات تھی وہ اپنی معلومات Share کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اسی لیے میں نے پروفیشنل گائیڈنس کا کام شروع کیا۔

فاروق رحمٰن اب تک آپ نے کون کون سے کام کیے ہیں؟

مبارک کاپڑی ۱۹۷۹ میں ۱۹ سال کی عمر میں نقش کوکن کا ایڈیٹر بنا۔ ایک طالب علم کو اپنے پرچے کا ایڈیٹر بنایا۔ میں نے دوسرے شمارے میں ہی ووکیشنل گائیڈنس کا ضمیمہ نکالا۔ پہلے تو میرا حلقہ کوکن کی حد تک محدود تھا۔ میں گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو تعلیم کی اہمیت سے واقف کراتا۔ ۱۹۸۴ء میں ہفت روزہ فوزان

تھانے کے زیرِ اہتمام ووکیشنل گائیڈنس کے موضوع پر اردو کی پہلی کتاب شائع کی۔ اس دوران میں کوکن اور ممبئی کی حد تک کام کرتا رہا۔

فاروق رحمٰن "انقلاب" نے جو تعلیمی بیداری مہم شروع کی اس میں آپ نے بھی بڑا اہم رول ادا کیا۔ اس تعلق سے کچھ بتائیں؟

مبارک کاپڑی اس تعلیمی بیداری مہم میں مجھ سے بڑا اور مجھ سے اہم رول سابق مدیرِ انقلاب مرحوم ہارون رشید صاحب نے ادا کیا۔ وہ اگر میرے مشورے قبول نہیں کرتے تو یہ کام ممکن نہیں تھا۔ میں نے انھیں مشورہ دیا تھا کہ اردو مشاعروں میں نہیں بلکہ مدرسوں اور اسکولوں میں زندہ رہنی چاہئے۔ اور اردو قاری زندہ ہے مگر اسکولوں میں۔ کیوں نہ طلبہ کو اردو اخبار اور اردو اخبار کو تعلیم کا چسکا لگا دیا جائے۔ وہ فوراً راضی ہو گئے۔ اور اس طرح میں نے روزنامہ "انقلاب" میں تعلیم کے موضوع پر ایک روزانہ کالم "مشعل" شروع کیا۔ اس کے بعد ایک اور کالم "راہ نما" کے نام سے شروع کیا جو نہ صرف یہ کہ روزنامہ "انقلاب" ممبئی میں شائع ہوتا ہے بلکہ "اخبارِ مشرق (کلکتہ) منصف (حیدرآباد) اور راشٹریہ سہارا (دہلی) میں بھی شائع ہوتا ہے۔ اور اس طرح ملک بھر کی اردو صحافت تعلیم کی روشنی پھیلانے لگی۔

۲۹ رجون ۱۹۹۶ء کو بڑے پیمانے پر ووکیشنل گائیڈنس کا ایک پروگرام صابو صدیق پالی ٹیکنک میں منعقد ہوا۔ جس کا صدارت مرحوم ہارون رشید (علیگ) نے کی تھی۔ لوگوں کا جمِ غفیر دیکھ کر انھیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ایسا تعلیمی پروگرام بھی اس قوم میں منعقد ہو سکتا ہے۔ اور پھر اگلے ہی ہفتے "انقلاب" کے سرورق پر ان کا لکھا اداریہ "بیداری کے آثار" شائع ہوا۔ جس میں انھوں نے پروگرام کی کامیابی و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تعلیمی طور پر بیدار ہوتی ہوئی قوم کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ چونکہ مرحوم کا تعلق علی گڑھ سے تھا۔ وہی سرزمین جہاں سر سید احمد خاں نے پہلی بار اپنی قوم کے لیے تعلیم کے بیج بوئے تھے اور ایک تعلیمی انقلاب برپا کر دیا تھا۔ مجھے لگا کہ مرحوم ہارون رشید اسی سلسلے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

فاروق رحمٰن ۔ تعلیمی بیداری کے اس سفر میں اب تک آپ کو کن کن مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا اور اب تک آپ کو کتنی کامیابی ملی ہے؟

مبارک کاپڑی ۔ گذشتہ پانچ سالوں سے میرا معمول ہے میں ہر سال سو سے زائد مقامات پر لیکچرس دیتا ہوں۔ یعنی ہفتے میں دو دن۔ اور آج تک میں نے کسی سے آمد و رفت کا خرچ بھی نہیں لیا ہے۔ میں نے مہاراشٹر پر زیادہ توجہ دی ہے۔ لیکن میں سورت، بڑودہ، حیدرآباد، گلبرگہ وغیرہ بھی جا چکا ہوں۔ ۱۶-۱۲ اور ۱۸-۱۸ گھنٹے مسلسل سفر کرنا پڑتا ہے۔ جہاں تک کامیابی کا سوال ہے ابھی تک کچھ زیادہ کام نہیں ہوا ہے۔ تعلیمی محاذ پر ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ خاص طور پر ڈراپ آؤٹ طلبہ کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

فاروق رحمٰن آپ کے لیکچرس میں ایسا کیا ہوتا کہ لوگ ۶-۷ گھنٹوں تک انھیں سننا پسند کرتے ہیں؟

مبارک کاپڑی ۔ میرے لیکچرس میں جذباتی اور جوشیلی باتیں نہیں ہوتی ہیں۔ شعر و شاعری نہیں ہوتی۔ میں نے آج تک اپنے لیکچرس میں شعر کا ایک مصرعہ تک استعمال نہیں کیا۔ میں طلبہ کے مسائل بغیر جذبات کے ان کے سامنے رکھتا ہوں۔ میرا پہلا کام ہوتا ہے ان کی ذہن سازی کرنا۔ میں انھیں یہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ تعلیم کیوں حاصل کی جائے۔ پھر میں انھیں اپنے طور پر تعلیم کے تعلق سے مختصر سی معلومات دیتا ہوں۔ پھر انھیں بتاتا ہوں کہ تعلیم کے میدان میں کون کون سے مواقع دستیاب ہیں۔ اس کے بعد میں ان کے نفسیاتی مسائل سلجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ الگ الگ طلبہ کے الگ الگ مسائل ہوتے ہیں۔ چند طلبہ پڑھ نہیں پاتے، جو پڑھ پاتے ہیں وہ یاد نہیں کر پاتے اور جو یاد کر پاتے ہیں وہ امتحان ہال میں جا کر ہڑبڑا جاتے ہیں۔ ان تمام باتوں پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالتا ہوں۔

ہر جگہ پر لازمی طور پر میرا ایک لیکچر اساتذہ کے لیے ہوتا ہے۔ میں انھیں بتاتا ہوں کہ ان کا Lesson Plannig کیوں کمزور ہوتا ہے۔ طلبہ Home Work کیوں نہیں کرتے۔ درس و تدریس کے جدید طریقوں پر بھی بات چیت ہوتی ہے۔ ہر

لیکچر میں ایک گھنٹہ سوال جواب کا بھی ہوتا ہے۔

فاروق رحمٰن .آپ کے خیال سے ۱۹۹۲ء کے منظر نامے کے بعد ہماری قوم میں کیا تبدیلیاں آئی ہیں ؟

مبارک کاپڑی بظاہر تو وہ ایک ویران سی مسجد کی شہادت تھی لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کے ملبے سے آتش فشاں پیدا کرتا تھا ۔بقول شاعر

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

۸۵-۱۹۸۴ء میں میرا پہلا لیکچر بھیونڈی میں ہوا تھا۔ اس وقت اس میں صرف ۲۲ لوگ شریک ہوئے تھے۔ لیکن اب تو یہ حال ہے کہ بھیونڈی میں ایسا کوئی ہال نہیں ہے جس میں لوگ سما سکیں۔

فاروق رحمٰن کیا آپ اپنے کام سے مطمئن ہیں ؟

مبارک کاپڑی قطعی نہیں۔ میں جہاں جاتا ہوں لگتا ہے ابھی کام باقی ہے۔ سمندر میں بوند کا کام ہوا ہے۔ ہماری تعلیمی پس ماندگی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان گاؤں میں بستا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اکثر والدین اپنے بچوں کے لئے Short-Cuts کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ہمارے یہاں تعلیم کے لیے کوئی بجٹ نہیں بنتا۔ زیادہ تر لوگ ٹرسٹ کے محتاج بن کر رہ جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ قوم کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ کوکن کی شادیاں میں کئی رسومات پر بے تحاشہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔ ایک اکیلے "مبارک کاپڑی" یا ایک اکیلے "انقلاب" سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ پوری قوم کو کام کرنا چاہئے۔

فاروق رحمٰن : جب آپ نقش کوکن کے مدیر تھے تو پہلا اور آخری صفحہ لکھا کرتے تھے۔ وہ آپ نے بند کیوں کر دیا۔ آج بھی ہمارے قارئین اسے پڑھنا چاہتے ہیں۔

مبارک کاپڑی دراصل اب مجھے کام کرنے کے لیے ایک وسیع کینوس مل گیا ہے۔ وقت کا مسئلہ تو ہے ہی لیکن میں کوشش کروں گا۔

فاروق رحمٰن آپ کا رشتہ اتنی بڑی Family سے ہے۔ جب لوگ آپ کا اور ڈاکٹر ذاکر نائیک کا موازنہ کرتے ہیں تو آپ کو کیسا لگتا ہے ؟

مبارک کاپڑی .اگر دیکھا جائے تو دونوں کا کام ایک ہی ہے۔ یعنی "اقرا" کا۔ موازنہ کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا۔ دونوں کے میدان عمل میں ایک واضح فرق ہے۔ ویسے ڈاکٹر ذاکر نائیک اچھا کام کر رہے ہیں۔ بہت کم عرصے میں انھوں نے اپنے لیے ایک اچھا مقام بنالیا ہے۔

فاروق رحمٰن ہماری ناکامی کی سب سے بڑی وجہ کیا ہے ؟

مبارک کاپڑی آزادی کے بعد ہم کئی محاذ پر ناکام ہوئے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو میں کر رہا ہوں وہ صحیح ہے اور جو دوسرا کر رہا ہے وہ غلط ہے۔ بد قسمتی سے قوم کی خدمت کا کام صرف ۲٪ لوگ کر رہے ہیں اور وہ بھی Full Time کر رہے ہیں۔ ۹۸٪ لوگ نکتہ چینی کا کام کر رہے ہیں اور وہ بھی Full Time کر رہے ہیں۔ سب کو اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے حساب سے کام کرنا چاہیے۔ دوسروں پر نکتہ چینی ہماری ناکامی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

فاروق رحمٰن آپ کا پسندیدہ شاعر کون ہے ؟

مبارک کاپڑی ڈاکٹر سر محمد اقبالؔ

فاروق رحمٰن آپ کا پسندیدہ شعر کون سا ہے ؟

مبارک کاپڑی ـــــ

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

فاروق رحمٰن قوم کے نام آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے ؟

مبارک کاپڑی آپ کے پہلے سوال کا جواب ہی قوم کے نام میرا پیغام ہے۔ یعنی "تعلیم ہر تالے کی کنجی ہے۔"

فاروق رحمٰن بہت بہت شکریہ مبارک کاپڑی صاحب کہ آپ نے نقشِ کوکن کے قارئین کے لیے اپنا قیمتی وقت دیا۔

خدا حافظ۔

فرائض انسانی خالق کائنات نے انسانوں کو عقل دے کر پیدا کیا اور ذمہ دارانہ زندگی بسر کرنے کی صلاحیت بخشی تو ان کے ذمہ کچھ تو اپنے حقوق رکھے اور ہر شخص پر خود اس کے اپنے نفس کے حقوق عائد کئے اور کچھ ان کے آپس میں بعض کے حقوق بعض پر رکھے اور پھر عام مخلوقات کے حقوق بھی اس پر رکھے اب اس نکتہ پر غور کیجئے۔

اَبُوالبشر حضرت آدم علیہ السلام

نور جہاں سعید احمد دہلوی

۱-دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام۔

۲-انسان دوئم حضرت حوا رضی اللہ عنہا۔

۳-حضرت آدم علیہ السلام بغیر والدین کے وجود میں آئے اللہ نے انہیں اپنی قدرت سے پیدا کیا۔

۴-نسلِ انسانی کے باپ حضرت آدم اور ماں حضرت حوا۔

۵-اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو پیدا کرنے کے بعد آدم علیہ السلام کو وجود بخشا۔

۶-اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی یعنی (عناصر اربعہ) سے پیدا فرمایا۔

۷-حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق یوم عاشورہ، جمعہ کے دن ہوئی۔

۸-حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہا جاتا ہے۔

۹-حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حضرت حوا پیدا کی گئیں۔ یہ انکی زوجہ محترمہ تھیں۔

۱۰-حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود بھیج کر حضرت آدم نے حضرت حوا کی مہر ادا کی۔

۱۱-اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرتے وقت فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

۱۲-قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کا اسم گرامی ۲۵ مرتبہ آیا ہے۔

۱۳-قرآن مجید میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام (نبی) کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۴-ابلیس کے علاوہ سارے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدے میں گر گئے۔

۱۵-حضرت آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ گندم یا انجیر بعضوں نے انگور بتایا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۴۷) کا پھل کھایا۔

۱۶-حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سو (۱۰۰) سال رہے۔

۱۷-حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے سانپ اور مور آئے۔

۱۸-حضرت آدم علیہ السلام کا حضرت حوا سے جمعہ کے دن نکاح ہوا۔

۱۹-حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں سری لنکا دیپ میں جو ہندوستان کا جزیرہ ہے (سری لنکا) اتارے گئے۔

۲۰-حضرت حوا رضی اللہ عنہا دنیا میں ساحل دریائے ہند پر (جدہ) میں اتاری گئی۔

۲۱-حضرت آدم علیہ السلام نے (۱۰۰) سو برس تک شرم وحیا کی وجہ سے آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔

۲۲-حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ ساڑھے تین سو (۳۵۰) سال بعد معاف ہوئی۔

۲۳-حضرت آدم علیہ السلام کی ملاقات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ۹ ذی الحجہ کو عرفہ کے دن مقام عرفات میں حضرت حوا سے ہوئی۔

۲۴-حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے۔

۲۵-حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بارہ مرتبہ تشریف لائے۔

۲۶-حضرت آدم و حوا علیہا السلام نے جنت کے انجیر کے درخت کے پتوں سے اپنا ستر چھپایا۔

۲۷-حضرت آدم علیہ السلام جنت سے حجر اسود و جنتی درختوں کی پتیاں و پھولوں کی پنکھڑیاں، وہ عصا جو جنت کے درخت سے تھا۔ بیلچہ، کدال، کندریہ اسفندان (اہران) ہتھوڑا سندای (ماخوذ طبقات ابن سعد) جیسی چیزیں لائے۔

۲۸-حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ یا ساٹھ گز لمبا تھا۔

۲۹-حضرت آدم علیہ السلام کی عمر تقریباً ایک ہزار سال ہوئے۔

۳۰-حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کے وقت اولاد کی تعداد چالیس ہزار تھیں جن میں پوتے اور پڑپوتے شامل ہیں (ابن کثیر ص ۹۶)

۳۱-حضرت حوا کے بطن سے چالیس یا ایک سو بیس بچے پیدا ہوئے۔

۳۲-حضرت آدم علیہ السلام کا وصال سری لنکا میں نوزنامی پہاڑی پر ہوا۔

۳۳-حضرت آدم علیہ السلام کی زبان پر سب سے پہلے الحمد للہ رب العلمین کلمہ صادر ہوا۔

۳۴-حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت حوا صرف ایک سال ہی زندہ رہی۔

۳۵-حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ (الکامل ص ۴۴)

۳۶-سب سے پہلے حضرت حوا رضی اللہ عنہا نے سوت کات کر اون تیار کیا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۹۲)

۳۷-حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے مکہ تک پیدل چل کر ۴۰ حج ادا کئے۔ (الکامل فی التاریخ ص ۳۸)

۳۸-نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی آدم علیہ السلام سے پیشانی حضرت شیث علیہ السلام میں منتقل ہوا۔

۳۹-پہلی مرتبہ کعبہ کی بنیاد نبی حضرت آدم علیہ السلام نے ڈالی اور بعد طوفانِ نوح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر کعبہ تعمیر فرمایا۔

۴۰-حضرت آدم علیہ السلام کے وصال پر مخلوق سات دن اور سات رات روتی رہی اور چاند و سورج گہن میں رہے۔

۴۱-جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت 'ابو محمد' تھی۔ (البدایہ والنہایہ)

۴۲-اللہ پاک نے قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال حضرت آدم علیہ السلام سے دی ہے۔ (حضرت آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا اور حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے (علیہما السلام)

۴۳-حضرت آدم علیہ السلام کی نمازِ جنازہ کی امامت جبرئیل نے کی اور فرشتے مقتدی تھے۔

۴۴-حضرت آدم علیہ السلام کا مزار منیٰ میں مسجدِ خیف کے قریب اور حضرت حوا کی قبر جدہ میں واقع ہے۔

۴۵-دنیا کی بہترین مخلوق انسان ہے جسے اللہ پاک نے مکرم اور عزت والا بنایا ہے۔

چراغوں کی ضرورت

دھرتی کو ہمیشہ ہے چراغوں کی ضرورت
تپتے ہوئے صحراؤں میں سایوں کی ضرورت
ہاں! آج کے انسان نے محسوس کیا ہے
اک زیست کی صورت ہے اجالوں کی ضرورت

قاضی فراز احمد

تیس ستمبر دو ہزار

عبدالرحیم نشتر

۳۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کی صبح کا سہانا پن چاروں طرف سے پھوٹا
ہا تھا۔ نسیم صبح کے لطیف جھونکوں سے لہرائی ہوئی اور شبنم کے
تیوں سے دمکتی ہوئی صبح دھان کے کھیتوں، آم کے پیڑوں اور حد
تک پھیلے ہوئے سرسبز و شاداب اطراف میں اپنی بہار دکھارہی
ی۔

ساوتری ندی کے پل سے گزرتی ہوئی آرمڈا تیزی سے
ے کی طرف بڑھتی جارہی تھی۔ آنکھوں میں تراوٹ بھرنے والی
یالی اور دو رویہ شاداب درختوں کی قطار اپنی بانہیں کھولے
افروں کا استقبال کررہی تھی۔ پنہلی سے منڈن گڑھ کا موڑ
ٹتے ہوئے ایسا لگا جیسے شفاف سمندر ابھر آیا ہو۔ سفید سفید
جیں گویا ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی طرف بلارہی تھیں۔ بادلوں کے
ے دور سے کہرے کے بانات میں چھپے ہوئے ساحلِ سمندر کا
ں پیش کررہے تھے۔

سونمبر کی ریاستی رہگزر نیم غنودہ آنکھوں سے دیارِ
رق کے آسمان کو تاک رہی تھی جو اوشا کی لالی کا ٹیکہ لگائے
ئے بڑا خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔ نیلے، پیلے، گلابی، سنہری
تابناک گل بوٹوں کے پیراہن میں ملبوس شانت اور سجل نیلا
ان!

بھیگی بھیگی سی تارکول کی سیاہ سڑک اور جنگلی جھاڑیوں کی
لی سبز پوشاک زیبِ تن کیے ہوئے ننھی منی پہاڑیاں اگتے
ئے سورج کی نرم و لطیف شعاعوں کی بوچھار سے اپنا پیکر اجال
ی تھیں۔

ٹیپ ریکارڈر سے کلام ربانی نشر ہورہا تھا اور آیاتِ قرآنی کے
جمال و جلال سے فضا نکھر نکھر اٹھی تھی۔ ایک ملکوتی، پرنور تقدس
یاسمین کے پھولوں کی خوشبوؤں کی طرح ہماری روحوں کو سرشار
کررہا تھا۔ مسافر ذکر اللہ کی وارفتگی میں کھوئے ہوئے تھے اور
ڈرائیور اسٹیئرنگ سنبھالے ہوئے مختلف موڑ کاٹتا اور نشیب و فراز
سے ہوتا ہوا نہایت اطمینان سے منزل مقصود کی طرف رواں
رواں تھا۔

سوشل ایجوکیشن سوسائیٹی کالستہ نے اپنے محسن و
عرلی عالیجناب محمود علی امین صاحب کی یادوں کو تازہ کرنے اور
انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک خوبصورت سی
تقریب کا انعقاد کررکھا تھا۔ اس موقع پر تعلیمی مجلّے کی رسم افتتاح
کے ساتھ ساتھ "کوکن میں اردو تعلیم حصہ دوم" کی رونمائی بھی
طے کرلی گئی تھی لہذا بال بچے بھی ساتھ ہولیے تھے کہ اس بہانے
چپلون اور کالستہ کی سیر بھی کریں گے اور چار دیواری کی
محصور زندگی کا گرد و غبار بھی اتار لیں گے۔

کھیڈ میں تھوڑی دیر کے لیے رکے تو صبح کی کی خنکی اور
خوبصورتی میں حلاوت اور ملاحت کی آمیزش موجود تھی ہفتہ بھر
سے موسم بدلا ہوا تھا۔ بجلیاں کڑک رہی تھیں اور وقتاً فوقتاً بارش
کے دھڑاکے جاری تھے۔ ہنگامہ خیز موسم نے کتنے ہی درخت
اکھاڑ پھینکے تھے اور کتنی ہی چھتیں اڑادی تھیں۔ حاجی ایس ایم
مقدم ہائی اسکول کی عمارت اور غول در غول طالب علموں کا ہجوم
دیکھ کر محسوس ہوا کہ وقعتاً موسم بدل رہا ہے۔ جہالت کے درخت

اکھڑ رہے ہیں   دھیرے دھیرے، جابجا

کھیڈ میں چار دنوں سے بجلی بند تھی اس کے باوجود زندگی کا اجالا پھیلا ہوا تھا۔ بھرنا ناکے سے ہم نے چپلون کی شاہراہ پر دوڑنا شروع کیا اور خطۂ کوکن کا قدرتی حسن امڑ امڑ کر ہمارے دل و نگاہ کو شرابور کرنے لگا۔ واشسٹی ندی کو عبور کر کے ہم نے کھڑکیوں سے جھانکا تو بہت نیچے قصبہ کھیڈ ایک خوبصورت پینٹنگ کی طرح دکھائی دیا۔

چپلون کی طرف بڑھتے ہوئے صنعتی زندگی کے قدم مضبوطی کے ساتھ جمے ہوئے نظر آرہے تھے۔ چپلون کی زندگی میں شہری چمک دمک کا رنگ و روغن بڑی سرعت سے پھیلتا دکھائی دیا۔ اطراف و اکناف کے سیکڑوں قصبات و دیہات چپلون سے جڑے ہوئے ہیں۔ کاروبار، ملازمت، خرید و فروخت اور ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے لیے چپلون نے مرکزی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کی مشترکہ آبادی میں غیر مسلموں کی اکثریت ہے لیکن مسلمانوں کی خوبصورت اور پرکشش تعمیرات ان کے تسلط کا اظہار بھی کرتی ہیں۔ تعلیم و تجارت کے میدان میں مسلمانوں کی پیش قدمی، دلچسپی اور جدوجہد کا بدولت خوشحال زندگی اور پرسکون آسائش ان کا نصیب بن گئی ہے۔ نسخۂ تعلیم ہی معاشی امراض کا تیر بہ ہدف علاج ہے یہ نکتہ یہاں کے سرکردہ مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ چنانچہ مختلف افراد اور گھرانوں کے اشتراک اور ملت کی فلاح و بہبود کے احساس نے رتناگیری ضلع کے جنگلوں اور وادیوں میں بسے ہوئے قصبات میں بھی اردو ہائی اسکول کھلوا دیے ہیں۔

۱۹۴۰ء سے لیکر ۱۹۶۰ء تک بھیونڈی، مروڈ جنجیرہ، داپولی، کالسہ، موربہ ٹوڈیل اور وہور میں اردو میڈیم ہائی اسکول قائم ہوچکے تھے۔ رائیگڑھ اور رتناگیری اضلاع میں اردو ہائی اسکولوں کے اجراء کی رفتار خاصی تیز نہ سہی، اطمینان بخش ضرور تھی۔ اور یہ سب کچھ اس لیے ممکن ہوسکا کہ کوکنی باشندوں کو اردو معاشرے کی تعلیمی پس ماندگی کا شدید احساس تھا اور وہ اردو معاشرے کی فلاح و بہبود کے خواہاں تھے نیز اردو تہذیب و معاشرت کے تحفظ کا انہیں بڑا خیال تھا چنانچہ انہوں نے اس کار خیر یعنی فروغ اردو تعلیم کے مشن میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ خان بہادر منیر خان سرگروہ مرحوم شمعِ علم سے زندگی کو فروزاں اور فروغِ حسنِ تنظیم سے قوم کو آراستہ دیکھنا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے داپولی میں نیشنل اردو ہائی اسکول قائم کرنے کے لیے جان و مال کی پرواہ نہیں کی۔ لوگ خوب جانتے ہیں کہ اسکول عمارت کی تعمیر و تکمیل کے لیے منیر خان صاحب نے گھر کے تمام زیورات رہن رکھ دیے تھے۔

اسماعیل حکیم صاحب نے رتناگیری میں تعلیمی امدادیہ کمیٹی قائم کی تھی جو غریب طلبہ کی امداد کیا کرتی تھی۔ انہوں نے اپنے رفیقوں کے ساتھ نیشنل ہائی اسکول رتناگیری کے نام سے اردو میڈیم اسکول جاری کیا اب یہی ادارہ مستری ہائی اسکول کہلاتا ہے اور کوکن کے ممتاز تعلیمی اداروں میں گنا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمود عمر شیخ انجم (بانی و مدیر مراٹھی ہفت روزہ شودھن ممبئی) زبان، مذہب اور قوم و ملت کے زبردست بہی خواہ اور مخلص خادم تھے۔ ان کی کاوشوں سے متعدد اردو اسکولوں کو نئی زندگی نصیب ہوئی۔

جرمن پرکار نے اپنی فطری صلاحیتوں سے کوکن کی تعلیمی فضا سازی میں بڑا کام لیا۔ وہ ڈرامہ نگار تھے۔ اسٹیج شو کے ذریعہ عوام کو رجھانا انہیں خوب آتا تھا۔ ان ڈراموں سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کا بیشتر حصہ طلبہ اور تعلیم گاہوں پر خرچ کیا جاتا تھا۔ بانکوٹ، کالسہ، اورن، کلیان اور جالنہ کی اردو ہائی اسکولوں کی انہوں نے اپنے ڈراموں سے بڑی مدد کیا اور نیشنل ہائی اسکول داپولی کے قیام و اجراء میں منیر خان سرگروہ کا بھی ہاتھ بٹایا۔ پانچ سال تک اسکول چیرمین بھی رہے۔ انہوں نے فجندار ہائی اسکول وہور کے قیام میں

بھی نمایاں حصہ لیا تھا۔ کڈوئی ہائی اسکول کو اردو میڈیم بنانے میں ان کی کدوکاوش کا بڑا دخل تھا۔ پرکار صاحب نے بانکوٹ کے اردو ہائی اسکول کے لیے نمایاں خدمات انجام دی تھیں اور اسکول عمارت کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیا تھا اس لیے قوم نے ادارے کو جرمن پرکار اردو ہائی اسکول کا نام دیکر ان کی خدمات کا اعتراف بھی کیا اور قدردانی کا مظاہرہ بھی ا

اعتراف خدمات اور خراجِ تحسین و عقیدت پیش کرنا کوکنی مسلمانوں کو خوب آتا ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے اس طرح کی تقریبات بڑے اہتمام سے منعقد ہو رہی ہیں۔

آج کالستہ (چپلون) میں ایسی ہی ایک تقریب منعقد کی گئی تھی۔ حاجی داؤد امین ہائی اسکول، کوکن کے دس بہترین ہائی اسکولوں میں گنا جاتا ہے۔ ۱۹۵۹ء سے قبل یہاں پر تحصیل علم کی بڑی دشواریاں تھیں۔ مرحوم حاجی داوئد امین، عبدالقادر محی الدین پرکار، رحیم خاں بالے خاں دلوائی، ایچ ایم دلوائی، ممبر آف پارلیمنٹ، محمود علی امین اور ان کے بے لوث و بے غرض رفقاء علی عبدالقادر پرکار، امین شمس الدین پرکار، عمر محمد قاسم پرکار، علی وجیہہ الدین پرکار اور دوسرے بھی خواہانِ ملت مثلاً ای۔ ڈبلیو پرکار، ابراہیم پٹیل اور عشرت خاں (کیپ ٹاؤن) کی مشاورت اور اشتراک سے ۱۹۵۹ء میں سوشل ایجوکیشن سوسائٹی کالستہ کا قیام عمل میں آیا۔ اسکول عمارت کی تعمیر کے لیے حاجی احمد داؤد صاحب نے ایک خطیر رقم پیش کر کے والد گرامی حاجی داؤد امین کی یاد میں اسکول کا نام حاجی داؤد امین اردو ہائی اسکول رکھوایا۔ تب سے امین فیملی اس درسگاہ کی گراں قدر خدمات انجام دیتی چلی آرہی ہے۔

مرحوم محمود علی امین بھی اسی خانوادہ کے ایک ممتاز فرد تھے۔ بچپن میں ان کی آنکھیں چلی گئی تھیں۔ وہ بصارت سے محروم تھے لیکن یہ انہیں کی بصیرت کا کرشمہ ہے کہ آج اردو ہائی اسکول کے علاوہ جونیئر کالجز بھی جاری ہیں۔ لیڈی شریفہ امین جونیر کالج آف ایجوکیشن جون ۱۹۸۶ء میں قائم ہوا۔ اس کالج سے ڈی ایڈ کرنے والے تقریباً ساڑھے تین سو فارغین برسرِ روزگار ہیں۔ فاطمہ آر۔ ٹی۔ دلوائی جونیئر کالج آف آرٹس اینڈ کامرس کا آغاز ۱۹۹۵ء میں ہوا۔ ان تعلیم گاہوں کے وجود سے اطراف و اکناف کے ہزاروں بچے آسانی کے ساتھ حصول علم میں مصروف ہیں۔ ایم اے امین صاحب کی کاوشوں سے علاقائی طلبہ کی مستقبل اور کیریئر سازی اب کوئی مسئلہ نہیں رہی۔

مرحوم ایم، اے امین صاحب نے نگاہِ ذہن و دل سے کام لیا انہیں اپنی مٹی، اپنے وطن اور اپنے خطے سے بے حد محبت تھی۔ وہ پوری بستی کو زیورِ تعلیم سے آراستہ دیکھنے کے متمنی تھے اور کیوں نہ ہوتے کہ یہ وصف، یہ جذبہ انکی خاندانی روایت تھی، ان کا ورثہ تھا۔ وہ آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے تھے مگر انھوں نے بڑی دور رس نگاہ پائی تھی۔ علم و ہنر کو وہ تیسری آنکھ سے تعبیر کرتے تھے اسی لیے مرتے دم تک فروغِ تعلیم کے مشن سے لگے رہے۔ اپنے تعلیمی اداروں کی ہمہ گیر و ہمہ ترقیوں کے لیے کوشاں رہے۔

انہوں نے تعمیرِ قوم اور فلاحی کاموں کے لیے ایک سرگرم اور فعال ٹیم تیار کر رکھی تھی، جو انکی ہدایات اور مرضی و منشاء کے مطابق عمل کرتی رہی۔ چالیس برس کے عرصہ میں کالستہ جیسے چھوٹے سے، غیر معروف گاؤں کو اہمیت و افادیت کا مرکز بنانے میں انھوں نے اپنی عمر کھپادی۔ آج حاجی داؤد امین ہائی اسکول، لیڈی شریفہ امین جونیر کالج آف ایجوکیشن اور فاطمہ آر۔ ٹی دلوائی جونیر کالج آف آرٹس اینڈ سائنس بہترین تدریس، قابلِ رشک نتائج اور شاندار انتظام و انصرام کی وجہ سے خطۂ کوکن میں اپنی منفرد پہچان رکھتے ہیں۔

مرحوم ایم اے امین صاحب نے عصری زندگی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اردو میڈیم بچوں کے لیے تیکنکی تعلیم

GIVING YOU THE BEST OF TECHNOLOGY AND SERVICE!

- **Attractive interest rates on domestic & NRI deposits**
- **ATM & Telebanking**
- **Leasing, Hire Purchase and Merchant Banking**
- **Forex & Export Finance**
- **Safe Deposit Locker facilities**

*Financial Highlights as at 31 March 2000		
Capital	:	Rs 16 61 Crore
Reserves	:	Rs 233 52 Crore
Networth	:	Rs 250 13 Crore
Deposits	:	Rs 2,766 62 Crore
Advances	:	Rs 1,638 13 Crore
Capital Adequacy	:	11 34 %
CRISIL Rating for Certificate of Deposits . P1		

For further enquiries contact any of our 47 computerised branches or

DEVELOPMENT CREDIT BANK LTD.

Central Administrative Office
204, Raheja Centre, Nariman Point, Mumbai 400 021
Tel. No. : 287 2465 / 282 5689 Fax No.: 287 6112

Internet http //www dcbl com

Developing Happy Futures Together

اور کمپیوٹر ایجو کیشن کی طرف بھی توجہ دی تھی۔ مفید کیریر اور بہترین مستقبل سازی کے مصنوبے بنا کر انہیں روبہ عمل لایا ہی جاتا تھا کہ گذشتہ ۳۰ اپریل کو ان کا انتقال ہو گیا۔ آدمی چلا گیا مگر اس کے کارنامے زندہ رہ گئے۔

پرنسپل یوسف پرکار اور سوشل ایجو کیشن سوسائیٹی نے مرحوم کی یادوں کو تازہ کرنے اور ان کی گراں قدر قومی و ملی خدمات کے اعتراف میں خراجِ عقیدت کی ایک شاندار تقریب کا انعقاد کیا۔ اردو اور مراٹھی ہائی اسکولوں کے اساتذہ، ہیڈ ماسٹر صاحبان اور رتناگیری ضلع کی اہم شخصیات کے علاوہ ایس ایم کو توال پرنسپل پونہ کالج، پروفیسر مظفر سلیم صدر شعبۂ انگریزی پونہ کالج اور دیگر اہم ترین ادبی و تعلیمی ہستیوں نے بھی شرکت کی۔

مقرر حضرات نے مرحوم کی زندگی کے مختلف گوشوں کو روشن کیا اور انہیں ایک مثالی شخصیت قرار دیا۔ مقامی ایم ایل اے شری بھاسکر جادھو نے برجستہ مراٹھی تقریر میں مرحوم کی شخصیت، کارناموں اور ناقابلِ فراموش واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کے چھوڑے ہوئے تعلیمی اثاثے کی حفاظت کرنا اور ان کے ادھورے خوابوں کو پورا کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ خواتین و حضرات اور طلبہ واساتذہ سے کھچا کھچ بھرا ہوا پنڈال اس وقت تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے گونج اٹھا جب پانچویں سے لیکر بارہویں جماعت تک اول تا چہارم مقام حاصل کرنے والے طلباء وطالبات میں سوسائیٹی کی طرف سے بہتر ہزار روپے کی رقم انعامات کی صورت تقسیم کی گئی۔

خراجِ عقیدت اور تقسیم انعامات کے علاوہ رسم اجراء بھی اس تقریب کا ایک خاص پہلو تھی۔ "کوکن میں اردو تعلیم حصہ دوم" سے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے پرنسپل یوسف احمد پرکار نے کہا کہ "ڈاکٹر عبدالرحیم نشتریوں تو ناگپور کے باشندے ہیں لیکن انہیں سرزمین کوکن سے بڑا والہانہ عشق ہے اور یہ کتاب ان کے اسی عشق کا برملا اظہار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کوکن میں اردو زبان و ادب کی تاریخ پر یہ پہلی کتاب ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے شعلِ راہ کام دیگی"۔ جناب منا بیگ صاحب نے فرمایا کہ مختلف علاقوں میں اردو زبان و ادب کی تاریخ کو سمیٹنا یکجا کرنا اور چھان پھٹک کر حقائق کو پیش کرنا خاصا مشکل اور قابلِ قدر کام ہے لیکن نشتر صاحب نے یہ فریضہ حسن وخوبی انجام دیا ہے۔"

خطۂ کوکن کے مشہور و معروف شاعر اور صنعت کار حضرت شرف کمالی نے تالیوں کی گونج میں افتتاح کی رسم انجام دی اور حصۂ دوم کی تحسین و پزیرائی کرتے ہوئے کہا کہ کوکن میں اردو تعلیم "بڑی اہمیت وافادیت کی حامل کتاب ہے۔ نشتر صاحب چونکہ غیر کوکنی مصنف ہیں اس لیے انھوں نے بڑی ایمانداری اور غیر جانبداری کے ساتھ اپنے موضوع کے سبھی تاریک اور روشن گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خطۂ کوکن میں اردو تعلیم، زبان و ادب کی سمت ورفتار اور آغاز و ارتقاء کی کڑیوں کو جوڑنے کا جو مستحسن سلسلہ ڈاکٹر عبدالرحیم نشتر نے شروع کیا ہے اسے جاری رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کتاب کو خرید کر مصنف کا حق ادا کریں جس نے تعلیم جیسے خشک موضوع کے باوجود خوبصورت نثر نگاری اور کوکن کے مناظر و موسم کی دلپذیر عکاسی سے اس کتاب کو خاصا دلچسپ اور قابلِ مطالعہ بنادیا ہے۔

اور یہ دیکھکر مجھے بے حد حسرت ہوئی کہ ڈھائی سو جلدیں اسی تقریب میں فروخت ہو گئیں واپسی پر یوں لگا جیسے میں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوں اور سفید سفید بدلیاں میرے گال تھپتھپا رہی ہیں کوکنی لوگ اپنے اسلاف کے کارناموں کو زندہ رکھنا اور جوہر قابل کی قدر کرنا بھی خوب جانتے ہیں۔

> جو شخص کسی ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اس کا ساتھ دے اسلام سے نکل گیا۔ (الحدیث)

مکّہ حج کارپوریشن، ممبئی
گذشتہ کئی برسوں کی پُرخلوص وقابلِ اعتماد خدمات کی عوامی سند کے ساتھ اس سال ہم پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہیں
ہماری وہ خصوصیات جنکی وجہ سے مکہ حج کارپوریشن کو طرۂ امتیاز حاصل ہے اور حجاج کرام کا بے پناہ تعاون ہے وہ درج ذیل ہے
حجاج کرام کی تمام انتظامی امور کی ذمہ داریاں ہم سنبھالتے ہیں تاکہ آپ یکسوئی سے حج، عمرہ اور زیارت کر سکیں۔ ● مکہ مکرمہ اور
مدینہ منورہ میں حرم شریف اور مسجد نبوی کے بالکل قریب سیلف کنٹینڈ کمروں والی بلڈنگ جس میں حاجیوں کی رہائش فیملی وائز
گروپ وائز ہوگی۔ نیز بلڈنگ میں لفٹ، فریج، ایئرکنڈیشن، فیکس اور فون کی سہولت دستیاب ہوگی۔ ● تجربہ کار و مخلص نما
ہمہ وقت آپکی خدمت و رہنمائی کے لئے تیار رہتے ہیں ● ڈائریکٹ فلائٹ سے آرام دہ اور پُرکیف سفر ● گھریلو ماحول جس میں آپ
اجنبیت بالکل محسوس نہیں کرینگے۔ بہترین لذیذ اور صحت بخش کھانے اور ناشتہ وقت پر دستیاب ہوتا ہے ● طبی مشوروں کے لئے
ڈاکٹر ساتھ ہوتے ہیں ● ۵/ اکتوبر سے پہلے حج کی بکنگ کرنیوالوں کیلئے پاسپورٹ بلا معاوضہ بناکر دیا جائے گا ● جدہ، مکہ
مدینہ منورہ کے درمیان تمام سفر ایئرکنڈیشن بسوں کے ذریعہ ہوگا ● مدینہ منورہ کے تمام تاریخی مقامات کی زیارتیں ہمارے
خاص تجربہ کار گائیڈ کے ساتھ کرائی جاتی ہیں ● حج کا سفر آپ کی سہولت کے لحاظ سے دو گروپ میں ہوگا۔ آپ اپنی مصروفیات
کو مدّنظر رکھتے ہوئے پہلے یا دوسرے گروپ میں سفر کرسکتے ہیں ● خلیجی ممالک افریقہ اور یوروپ سے آنے والے حجاج کرام کے لئے
مکہ مکرمہ میں ہمارا ٹور جوائنٹ کرنے کی خاص سہولت موجود ہے۔ (بہترین انتظامی سہولیات اور ہماری ذاتی خدمات مہیا کرنے کی
غرض سے ہم محدود سیٹیں لے جاتے ہیں۔ اسلئے مایوسی سے بچنے کے لئے فوراً اپنی سیٹ بک کرائیں) اکتوبر/ نومبر کے ویکیشن میں فائیو اسٹار
کلاس عمرہ ٹور ترتیب دیا جاتا ہے ● مزید معلومات کیلئے رابطہ قائم کریں ● نوٹ: یہ سفر انٹرنیشنل پاسپورٹ پر حکومت کے مہیا کردہ
B.T.O.S اسکیم کے تحت ہوگا ● پاسپورٹ بنوانے کی سہولیات ہمارے یہاں موجود ہے جن حضرات کے پاسپورٹ نیا نہ ہوں وہ فوراً
بنوالیں ● ہوائی جہاز کا کرایہ، معلّم فیس یا فارن ایکسچینج کے شرح میں اضافہ ہونے کی صورت میں اسی مناسبت سے اضافہ کیا جائے گا۔
شرح ٹکٹ
حج ٹور سنہ ۲۰۰۱
ڈیلکس کلاس
۳۵ تا ۴۰ روزہ سفر
۷۳،۰۰۰/- ہزار روپے
حج ٹور سنہ ۲۰۰۱
سوپر ڈیلکس کلاس
۳۵ تا ۴۰ روزہ سفر
۸۳،۰۰۰/- ہزار روپے
فیملی ویکیشن
عمرہ ٹور
ماہ اکتوبر میں ۱۵ روزہ سفر
۴۰،۰۰۰/- ہزار روپے
رمضان
عمرہ ٹور آخری عشرہ
۱۸ روزہ سفر
۵۰،۰۰۰/- ہزار روپے
رمضان
عمرہ کا ٹور
پورا مہینہ
۵۸،۰۰۰/- ہزار روپے
مزید معلومات و بکنگ کے لئے فوراً رابطہ قائم کریں
ضمیر احمد قادری، مکہ حج کارپوریشن
پتہ: ۷۹، کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی نمبر ۴۰۰۰۰۳
فون:- ۳۷۷۵۹۶۹ - ۳۷۱۹۲۳۱
فیکس - ۳۷۳۸۴۴۹
خالد پرکار
پرکار ایجنسی
فون ۳۴۳۶۹۷۹ - ۳۴۴۶۰۵۱ - ۳۴۴۲۳۴۴
فیکس:- ۳۴۲۸۲۷۱
شکیل، شفیق، فرید
۵۶ تمبر/نظام پورہ، بھیونڈی، ضلع تھانہ
فون:- ۵۶۵۵۱ - ۵۱۶۹۳ (۰۲۵۲۲)
حسنین ٹانکی
پارسی گلی، سندر روڈ، کلیان
فون:- ۲۰۱۵۳۰

کون بنے گا شان پتی

☆ازل سارنگوی

ماہنامہ نقش کوکن پچھلے ۸ ۳ سالوں سے قارئین کے لئے مفید معلومات فراہم کرتا آیا ہے۔ مندرجہ بالا عنوان کے تحت ان کی معلومات آزمانے کی کوشش کی گئی تو قارئین نے اسے بے حد پسند کیا۔ ذیل میں پوچھے گئے سوالوں کے جوابات اسی شمارہ میں کسی اور صفحہ پر دیے گئے ہیں۔ انہیں دیکھئے اور اپنی شان بڑھایئے۔

سوال نمبر ۱ ماہر تعلیم مبارک کاپڑی کے قائم کردہ ادارہ NEM نیشنل ایجوکیشنل مومنٹ کا نعرہ کیا ہے؟

(الف) جیو اور جینے دو (ب) پڑھو اور پڑھاؤ

(ج) جاگتے رہو (د) العلم نور

سوال نمبر ۲ فجندار ہائی اسکول وہور (جو کوکن کا نامی گرامی تعلیمی ادارہ ہے) اسمیں تعلیمی خدمات انجام دینے والے درج ذیل اساتذہ میں مجموعی طور پر سب سے کم تدریسی خدمت کس کی ہے؟

(الف) عبدالغنی خان سرگردہ (ب) این اے واحد

(ج) مختار فامے (د) غریب پاشا

سوال نمبر ۳ ماہنامہ نقش کوکن کی ادارت سنبھالنے والے درج ذیل حضرات میں Qualified journalist کون ہے؟

(الف) ڈاکٹر عبدالستار دلوی (ب) ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

(ج) ڈاکٹر یونس اگاسکر (د) اسلم خان صاحب

سوال نمبر ۴ کوکن کے درج ذیل شعراء میں کوکن بنک کا ڈائریکٹر بنے کا شرف کسے حاصل ہوا؟

(الف) پرویز باغی (ب) باغی بانکوٹی

(ج) عاقل باغی (د) عارف احمد علی

سوال نمبر ۵ کوکن میں مسلم انتظامیہ کے زیر اہتمام چلائے جانے والے مراٹھی ذریعۂ تعلیم کا اولین ہائی اسکول کہاں قائم ہوا؟

(الف) قصبہ (سنگمیشور (ب) فردس (ج) ہرکول (د) سیطوڑہ

سوال نمبر ۶ کوکن بنک کا اولین سیکریٹری کون تھا

(الف) سید عبدالستار العیدروس (ب) پروفیسر اے اے قاضی (ج) ایڈوکیٹ محمد اسحاق سلیمان ونو (د) عبدالقادر ایس مقدم

سوال نمبر ۷ شہر ممبئی کی سب سے کشادہ سڑک محمد علی روڈ کس کے نام سے موسوم ہے؟

(الف) محمد علی جناح (ب) مولانا محمد علی جوہر

(ج) محمد علی روگھے (د) محمد علی متہ

سوال نمبر ۸ انجمن خیر الاسلام ممبئی کے زیر اہتمام کوکن میں کتنے اردو ہائی اسکول جاری ہیں؟

(الف) پانچ (ب) چھ

(ج) چار (د) نو

سوال نمبر ۹ کوکن کے بزرگ شعراء میں انکم ٹیکس افسر کون رہا؟

(الف) آدم نصرت (ب) مہر مہسلائی

(ج) ملک تاسے (د) عبدالعزیز کامل ہنیدادے

سوال نمبر ۱۰ جس زمانہ میں کوکن کا مسلمان احساس

کمتری کا شکار تھا اور کسی کو اعلیٰ عہدہ ملے تو وہ اپنے آپ کو کوکنی ظاہر کرنے سے کتراتا تھا اس زمانہ میں قیصر باغ میں منعقدہ جلسۂ عام میں مہاراشٹر حکومت کے اس وقت کے غیر کوکن وزیر نے سرِ عام کہہ دیا کہ مجھے فخر ہے کہ میں کوکن ہوں (آدھا ہی سہی) اس لئے کہ میری والدہ کوکنی ہے۔ درج ذیل حضرات میں ان کا نام شامل ہے۔ بتائیے کہ وہ کون ہیں ؟

(الف) عبدالقادر حافظ کا (ب) قاضی غیاث الدین

(ج) ایس ایم سخی (د) محمد اسمٰعیل ایئر

سوال نمبر ۱۱ پالا گلی ڈونگری ممبئی میں ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کے بالاخانہ پر "بزم شعر و ادب کوکن" کی ماہانہ شعری نشستیں منعقد ہوا کرتی تھیں ان میں اکثر شریک ہونے والا غیر کوکنی شاعر کون ؟

(الف) علاؤالدین صابر (ب) ھادی رائے پوری

(ج) چندر سین قمر (د) عیش کنول

سوال نمبر ۱۲ کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی کی یاتحت کوکن کے کس ضلع میں ہائی اسکول چلائے جارہے ہیں ؟

(الف) ضلع رتناگیری (ب) ضلع تھانہ

(ج) ضلع سندھودرگ (د) ضلع قلابہ (رائے گڑھ)

سوال نمبر ۱۳ درج ذیل معروف قوالوں میں کوکن کا باشندہ کون ہے ؟

(الف) جانی بابو (ب) یوسف آزاد

(ج) ابراھیم اقبال (د) عزیز نازاں

سوال نمبر ۱۴ درج ذیل قوالوں میں غیر متعلق کون ہے ؟

(الف) رانی روپ لتا (ب) ابراھیم اقبال

(ج) الطاف راجہ (د) شکیلہ بانو

سوال نمبر ۱۵ "کوکن اردو رائٹرز گلڈ" جس نے کئی شعراء و ادبا کی کتابیں شائع کیں ہیں اس کا بانی صدر کون ہے ؟

(الف) بدیع الزماں خاور (ب) ساحر شیوی

(ج) عارف سیمابی (د) ڈاکٹر یونس اگاسکر

سوال نمبر ۱٦ کوکن کا مرد مجاہد جناب عبیداللہ خان جہانگیر خان مرحوم کا نام کس شعبہ سے جڑا رہا

(الف) اسپورٹس (ب) تعلیم

(ج) سیاست (د) جہاز رانی

جوابات صفحہ نمبر پر دیکھئے۔

عورت کا مقام

محسن انسانیت ﷺ کی ایک عظیم عطایہ ہے کہ آپ ﷺ نے طبقہ نسواں کو ذلت و پستی سے نکال کر معاشرے میں سب سے مقدس اور اعلیٰ مقام پر فائز کیا۔ آنحضور ﷺ سے قبل مذاہب اور تہذیبوں میں عورت کو انتہائی کم درجہ کی مخلوق تصور کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہودیت میں عورت مکار، بد طینت اور نسل انسانی کی دشمن ہے۔ مقدس بائیبل آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام کے واقعہ میں حوا علیہ السلام کو مجرم قرار دیتی ہے یہودی روایات کے مطابق عورت ناپاک ہے۔ "بائیبل" میں ہے۔

"میں تیرے درد حمل کو بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کریگا۔"

(بائیبل کتاب پیدائش باب نمبر ۳)

عیسائیت نے عورت کو زیادہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہندوستان میں عورت کو شوہر کی وفات کے ساتھ زندہ درگور یعنی ستی ہونا پڑتا تھا خود اہل عرب بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ الغرض بعثت محمد ﷺ کی تعلیمات کی بدولت انسانیت کے اس طبقہ کو اعلیٰ وارفع مقام نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے ماں، بیٹی، بیوی کی حیثیت سے طبقہ نسواں کے حقوق مقرر فرمائے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنے کو کہا۔ ماں کی عظمت کو یوں بیان فرمایا۔ الجنتہ تحت اقدام الامھات (متفق علیہ) بیوی سے حسن سلوک کا حکم دیا فرمایا، خیر کم خیر کم لاہلہ وانا خیر کم لاہلی (متفق علیہ)

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال سے بہتر سلوک کرے۔ میں اپنے گھر والوں کے لئے بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔

آپ ﷺ کی ذات مبارک کی بدولت عورتوں کو معاشی، معاشرتی و سیاسی حقوق نصیب ہوئے جس کا اعتراف مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ اے آرگب (ARRGIBB) لکھتا ہے۔

HIS(MUHAMMAD) REFORMSENHANCED THAT- THE STATUS OF WOMENING ENERAL IS UNLVERSALLY AOMITTED

"یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کی اصلاحات سے عورت کا عام رتبہ بہت بلند ہو گیا۔"

کوکن میں اردو کی ایک گمنام خدمت گزار

سردار محمدی بیگم

پروفیسر عبدالستار دلوی (سابق کرشن چندر پروفیسر صدر شعبۂ اردو ممبئی یونیورسٹی)

انیسویں صدی میں جہاں لڑکوں کی تعلیم کے لیے منصوبے بنے وہیں خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے بھی کوششیں کی گئیں۔ شمالی ہندوستان میں اردو کے حوالے سے ذہن سازی کا کام ڈپٹی نذیر احمد، مولانا الطاف حسین حالی اور محمد حسین آزاد نے کیا۔ ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے ناول توبۃ النصوح، بنات النعش، مرأۃ العروس اور رویائے صادقہ لکھے۔ ان کا مقصد مسلم سماج میں خواتین کی ذہنی تربیت کرنا تھا۔ انھیں شدت سے یہ احساس تھا کہ زندگی کی گاڑی کو چلانے کے لیے مردوں کے ساتھ عورتوں میں تعلیم بھی ضروری ہے چناں چہ تعلیم نسواں کی کسی تحریک کی غیر موجودگی میں انھوں نے انفرادی سطح پر اپنے اس مقصد اور کار خیر کے لیے ان ناولوں کا سہارا لیا۔ ان ناولوں کے اردو معاشرے پر دور رس اثرات مرتب ہوئے۔ اسی زمانے میں مولانا الطاف حسین حالی نے بھی اس اہم ضرورت کو محسوس کیا۔ مولانا حالی اس زمانے میں خالص سماجی اور معاشرتی لحاظ سے شدت احساس کے شاعر تھے۔ چپ کی داد، تعلیم نسواں، مناجات بیوہ اور اسی طرح کی دوسری نظمیں حالی کے سماجی شعور کی آئینہ دار ہیں۔ انھوں نے بھی ایک مختصر قصہ "مجالس النسا" لکھا، جس میں قصہ کہانی کے روپ میں لڑکیوں میں تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ محمد حسین آزاد کی "نیسحت کا کرن پھول" بھی تعلیم نسواں کے مقصد کے تحت لکھی گئی۔ سر سید احمد خاں اس زمانے میں اردو معاشرے میں تعلیم، سماجی اصلاح اور معاشرتی و سیاسی اعتبار سے ایک دیو پیکر شخصیت تھی، مسلم معاشرے پر ان کے احسانات کی طویل فہرست ہے مگر تعلیم نسواں کے تعلق سے ان کے افکار مردوں کی تعلیم کے مقابلے میں مختلف تھے۔ البتہ جدید طرز پر تعلیم نسواں کے تعلق سے علی گڑھ ہی میں شیخ عبداللہ نے گرلس کالج قائم کر کے ایک اہم ضرورت کو پورا کیا۔ علی گڑھ گرلس کالج کے ذریعے لڑکیوں نے اعلا تعلیم میں پیش قدمی کی اور تعلیم تہذیب نسواں نے ایک تحریک کی صورت اختیار کی۔ اس سلسلے میں عورتوں میں تعلیم کے فروغ اور سماجی و علمی و معاشرتی زندگی میں ترقی کے لیے مولوی ممتاز علی نے "تہذیب نسواں" کے نام سے خواتین کا ایک رسالہ شائع کیا۔ "تہذیب نسواں" کی اشاعت سے اردو صحافت کے دائرے میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔ لاہور تا دلی، حیدرآباد، بمبئی اور اس طرح دور دور کے مقامات "تہذیب نسواں" کے دائرہ اثر میں آئے اور ہندوستان کے طول و عرض سے خواتین نے اس رسالے میں مختلف سماجی، تعلیمی اور معاشرتی موضوعات پر مضامین لکھنے شروع کیے اور اس طرح یہ رسالہ اردو گھرانوں میں ایک مقبول رسالہ بنا جس نے خواتین کے ذہنوں کی تربیت کی اور اردو ادب میں خواتین نے اپنی یادگار تحریریں چھوڑیں۔ محمدی بیگم مولوی ممتاز علی کی دست راست تھیں۔ نذر سجاد حیدر یلدرم، مسز ہمایوں مرزا، عطیہ بیگم فیضی، زہرہ بیگم فیضی اور متعدد دیگر خواتین نے "تہذیب نسواں" میں مضامین لکھنے شروع کیے۔ خاتون اور عصمت کا شمار بھی قدر اول کے خواتین کے رسالوں میں ہوتا ہے، لیکن "تہذیب نسواں" کے زیر اثر ملک کے طول و عرض میں تہذیب نسواں کے مقاصد کے فروغ کے لیے "انجمن تہذیب نسواں" کے نام سے خواتین کی انجمنیں قائم ہوئیں۔ اس طرح کی انجمنیں بمبئی اور کوکن کے علاقے میں مان گاؤں (ضلع قلابہ، اب رائے گڑھ) کے قریب لونی گاؤں میں بھی قائم کی گئیں۔ اسی طرح خواتین کی دیگر انجمنیں بھی قائم کی گئیں۔ "انجمن خواتین

بمبئی "اس سلسلے کی ایک اہم انجمن تھی۔

کوکن کے علاقے میں بہمنی دور ہی سے اردو کا رشتہ قائم ہے۔ کوکن کے علاقے احمد نگر کی نظام شاہی اور بیجاپور کی عادل شاہی کے زیرِ نگیں رہے ہیں۔ یہاں اگرچہ گھریلو زبان کوکنی رہی مگر دکنی اردو سے بھی ان کا رشتہ قائم رہا۔ اسکولوں میں یہ مراٹھی کے ساتھ اردو کی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ کوکنی اگرچہ گھریلو اور عام بول چال کی زبان رہی ہے تاہم اردو ایک تہذیبی اور مذہبی زبان کی حیثیت سے فروغ پاتی رہی۔ رتناگیری، قلابہ اور تھانے میں اردو زبان و ادب کا عام رواج تھا۔ ۱۸۳۰ء میں محمد ابراہیم ۔۔۔ کے لکھے گئے تعلیم نامے، اردو کی اولین نصابی کتابیں تھیں جو بقول گارساں دتاسی مدراس، لاہور اور پیشاور تک درسی کتابوں کی حیثیت سے رائج تھیں۔ خصوصی درس لیتی تھیں، اردو ان کی تہذیبی اور مذہبی شناخت کے لیے ضروری تھی۔ شادی بیاہ کے گیت اور جھولے کے گیت، کوکنی گھرانوں میں مقبول تھے۔

۲۔ مگر کوکن کی اولین خاتون جس نے اردو زبان میں اپنی شعری تخلیقات یادگار چھوڑی ہیں، حمیدہ نارکر ہیں۔ انھوں نے نہ صرف کوکنی زبان میں جو فارسی عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی، سماجی برائیوں پر حمیدہ مجلس یا نصیحت النسا مثنوی لکھی بلکہ اردو میں بھی چند نظمیں یادگار چھوڑی ہیں۔

حمیدہ نارکر کے بعد اردو زبان و ادب سے گہری دلچسپی لینے کا سہرا محترمہ سردار محمدی بیگم کے سر ہے۔ سردار محمدی بیگم کوکن کے ضلع قلابہ (اب رائے گڑھ) میں موضع مان گاؤں کے قریب لونسی میں قیام پذیر تھیں۔ انھیں اردو زبان و ادب سے گہری دلچسپی تھی اور ان کا تعلق ریاست وائی سے تھا وہ تحریک تعلیم نسواں سے بہت متاثر تھیں اور مولوی ممتاز علی سے محمدی بیگم نہ صرف قریب تھیں بلکہ وہ خواتین کے مشہور رسالہ "تہذیب نسواں" میں باقاعدگی سے مضامین بھی لکھا کرتی تھیں۔ ان کے متعدد مضامین 'تہذیب نسواں' میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ مضامین ۱۹۱۳ء تا ۱۹۳۵ء کو محیط ہیں۔ ان کے چند مضامین جو 'تہذیب نسواں' میں شائع ہوئے، حسبِ ذیل ہیں: سر کے بال ہٹانا (۱۹۱۳ء)، سلامتی بہار کا مہینہ (۱۹۱۳ء)، غسل کے چند اصول (۱۹۱۳ء) شہر پونہ کی تاریخ (۱۹۱۳ء) وغیرہ۔ چھوٹے چھوٹے معلوماتی مضامین 'تہذیب نسواں' کی خصوصیت تھی۔ اس کا مقصد اردو داں خواتین کو روزمرہ کی ضروریات اور اچھی سماجی زندگی گزارنے کے لیے مفید مضامین کے ذریعے علم و آگہی عطا کرنا تھا۔ سرداری محمدی بیگم کے مضامین بھی اسی نوعیت کے ہوا کرتے تھے۔ اس حلقے میں بنت نذر الباقر جو بعد میں نذر سجاد حیدر بنیں، ابتدائی عہد بیسویں صدی کی ممتاز ترین خاتون تھیں جن کی ممتاز ترین بیٹی قرۃ العین حیدر صاحبہ ہیں جو اردو کی خواتین ادیبوں ہی میں نہیں بلکہ مجموعی طور پر اردو ادب میں بحیثیت افسانہ نگار، ناول نگار اور دانشور کے ممتاز درجے پر فائز ہیں۔

سرداری محمدی بیگم مضامین کے علاوہ مقامی خبروں سے بھی "تہذیب نسواں" کو باخبر رکھتی تھیں۔ ان کے بمبئی کی دو ممتاز خواتین عطیہ بیگم فیضی اور زہرہ بیگم فیضی سے بھی مراسم تھے۔ دسمبر ۱۹۱۲ء میں جب عطیہ بیگم فیضی کی شادی مسٹر رحیم سیمویل (بعد میں فیضی رحمین) سے ہوئی تو اس کی اطلاع بھی "تہذیب نسواں" میں سرداری محمدی بیگم ہی کے ذریعے شائع ہوئی۔ اسی طرح اس عقد کی تفصیلات اور مسٹر رحیم سیمویل کے اسلامی نام اور ان کے مشرف بہ اسلام ہونے اور شادی کی دیگر تفصیلات بھی سردار محمدی بیگم کے حوالے سے سند کا درجہ حاصل کرتی ہیں اور ایک اہم دستاویز کا درجہ رکھتی ہیں۔

"تہذیب نسواں" میں "محفل تہذیب" کے تحت مختلف علاقوں میں قائم "بزم تہذیب نسواں" کی رپورٹیں شائع ہوتی تھیں۔ مولوی ممتاز علی کے انتقال پر "انجمن خواتین بمبئی" کے تحت ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس کی روداد "تہذیب نسواں" میں شائع ہوئی۔ اس جلسے میں زہرہ بیگم فیضی نے "ممتازِ زمانہ" کے نام سے ایک تعزیتی مضمون "تہذیب نسواں" ۶/ جولائی ۱۹۳۵ء کو لکھا جس میں اس خاندان سے اپنے دیرینہ تعلقات اور

تہذیب نسواں اور محمدی بیگم کی خدمات کا ذکر ہے۔ زہرہ بیگم فیضی سے ان کے تعلقات ۱۹۰۶ء سے تھے۔ وہ جب ان سے ملنے لاہور گئیں تو ان کا لاہور میں قیام محمدی بیگم ہی کے یہاں تھا۔ ۱۲ر جولائی ۱۹۳۵ء کو "انجمن خواتین بمبئی" نے ایک تعزیتی جلسہ کیا جس کا ریزولیشن مسز سلطانہ آصف فیضی نے پیش کیا اور مختصراً مولانا ممتاز علی کے حالاتِ زندگی بیان کیے اور انھیں خراج عقیدت پیش کیا۔ اس قسم کے حالات واقعات سے "تہذیب نسواں" کے صفحات بھرے ہوئے ہیں جس میں سردار محمدی بیگم پیش پیش رہتی تھیں۔

لونی (ضلع قلابہ) میں سردار محمدی بیگم نے "تہذیب نسواں" کی تحریک کو فروغ دینے کی خاطر "انجمن تہذیب نسواں" بھی قائم کی تھی۔ وہی اس انجمن کی صدر بھی تھیں۔ اس انجمن کے ماہانہ جلسے ہوا کرتے تھے اور ان جلسوں کی مدد سے اس علاقے کی خواتین کی تعلیمی اور سماجی و مذہبی اصلاح کی جاتی تھی۔ اس کا ایک جلسہ ۱۴ر اگست ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا تھا۔ اس انجمن کے اغراض ومقاصد حسبِ ذیل تھے

۱- پہلا مقصد ترجمہ کے ساتھ کلام پاک اور احادیث کی اشاعت تھا۔

۲- دوسرا مقصد قرون اولیٰ کی خواتین کا نیک نمونہ پیش کرنا۔

۳- تیسرا مقصد مذہبی اور اخلاقی تعلیم۔

۴- چوتھا مقصد پرورش وتربیت اولاد کے اصول

۵- حفظانِ صحت کے طریقے

۶- اصلاح رسم ورواج اور خانہ داری۔

۷- بجائے کوکنی کے اردو کی ترویج واشاعت

۸- کوئی تفریحی باب

اس جلسے میں مذکورہ مقاصد کے تحت احادیث، اولاد کی تعلیم وتربیت، ہمت واستقلال کے موضوعات کے تحت مضامین پڑھے۔ کوکن میں جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے، مسلمانوں کی گھریلو زبان کوکنی ہے۔ کوکنی مراٹھی کی ایک ذیلی بولی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن مسلمانوں کی کوکنی پر عربی و فارسی کے اثرات زیادہ ہیں اور اس لحاظ سے یہ دیگر کوکنی کی بولیوں سے مختلف ہے، تہذیبی ومذہبی لحاظ سے اردو (دکنی لہجے میں) عام طور سے بولی اور سمجھی جاتی ہے، جسے ہندستانی کہا جاتا ہے۔ مذکورہ جلسے کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ اہلِ کوکن میں کوکنی کی بجائے اردو کو رواج دینا۔ چناں چہ تفصیل النسا بیگم نے اس جلسے اسے یہاں ملک کوکن میں عام طور پر رواج دینے کی ضرورت پر ممبران کو متوجہ کیا کیوں کہ یہ ملک کوکن ہونے کی وجہ سے یہاں کی عام زبان کوکنی ہے۔"

سرداری محمدی بیگم کا اصل نام عظمت النسا تھا۔ وہ مہاراشٹر میں وائی کے نواب کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ ان کی شادی غلام محمد بن شہاب الدین قاضی چلمائی ساکن لونی کے ساتھ ہوئی۔ سسرال میں ان کی ساس نے ان کا نام سرداری محمدی بیگم رکھا۔ وہ زندگی بھر لونی میں رہیں اور ۱۹۴۶ء میں فرقہ وارانہ فسادات کے بعد پونے میں منتقل ہوئیں اور اندازاً چار پانچ سال کے بعد پونے ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ انھیں شادی کے تیس سال بعد بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی، لہذا ان کے شوہر نے دوسرا نکاح کیا۔ دوسری بیوی کا نام تفصیل النساء تھا، سسرال میں ان کا نام اختری بیگم رکھا گیا۔ اختری بیگم کے والد کا نام میر صاحب تھا۔ انھیں بھی شادی کے دس سال بعد لڑکی پیدا ہوئی اور پھر دو بیٹے مصطفی اور عقیل پیدا ہوئے۔ یہ سبھی پونے ہی میں رہتے تھے۔

سردار محمدی بیگم کی حقیقی چچازاد بہن کا نام صغرا تھا، جو وائی کے نواب کے بھائی کی بیٹی تھیں جن کی شادی بمبئی سے قریب تھانہ کے مشہور وکیل قاضی سعداللہ ابن شہاب الدین چلمائی سے ہوئی۔ ان کے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ان کا نام سسرال میں صغرا سے بدل کر اقبال رکھا گیا تھا۔ ان کا انتقال تقریباً پندرہ سال قبل کراچی میں ہوا۔ قاضی سعداللہ کی دوسری بیوی نازلی پیش امام تھیں، ان کی اکلوتی بیٹی سرور ہیں جو آج کل کراچی میں مقیم ہیں۔ ان کی شادی کراچی کے مشہور سیاسی لیڈر بیرسٹر

مشیر الاسلام کے چھوٹے بھائی مبشر سے ہوئی۔
لونسی، مان گاؤں تعلقہ کا ایک گاؤں ہے جس میں قضات کا عہدہ دیا گیا، وہی یہاں کے علاقوں میں نکاح کے فرائض انجام دیتے تھے۔ یہ لوگ قاضی چلبائی کہلاتے تھے اور زمیندار تھے۔ اسی خاندان کے ایک فرد مولوی غلام محمد چلبائی تھے، جن کی شادی سردار محمدی بیگم سے ہوئی تھی۔ سردار محمدی بیگم تعلیم یافتہ تھیں اور مولوی صاحب کے ساتھ زندگی گزراتے ہوئے ان سے بھی علم و فضل میں استفادہ کیا تھا۔ ان دنوں میں سردار محمدی بیگم لونسی کے اطراف کے دیہاتوں میں مسلمان خواتین کو جمع کر کے میلادالنبی کے جلسے منعقد کیا کرتی تھیں اور حضورؐ کے اسوۂ حسنہ پر خود تقریر کرتی تھیں۔ جلسے کی صدارت بھی وہ خود کرتی تھیں۔ اور لڑکیوں کو تقریری مقابلے میں حصہ لینے کے لیے تیار کرتی تھیں۔ انھوں نے اپنے شاگردوں کا ایک حلقہ بنالیا تھا جو ان جلسوں میں والنٹیر کا کام انجام دیتی تھیں۔ ان جلسوں میں شریک مہمانوں کی خوب خاطر تواضع کی جاتی تھی۔ سردار محمدی بیگم اس زمانے میں رسالہ 'عصمت' میں باقاعدگی سے مضامین شائع کراتی تھیں۔ ان کی اور ان کے شوہر کی اپنی لائبریری تھی جس سے یہ استفادہ کرتیں۔ آس پاس کی غریب خواتین چٹنی روٹی محبت سے پکا کر ان کے لیے لے آتیں تو یہ ان کے ساتھ بیٹھ کر خوشی کھالیتی تھیں۔ لڑکیوں کی تعلیم سے انھیں خصوصی دلچسپی تھی۔ مولوی سرریع الدین مہاراشٹر کی ایک ممتاز سیاسی و علمی شخصیت تھی۔ انھوں نے سابق صوبہ بمبئی میں مسلمانوں کی تعلیم اور اردو کے فروغ میں غیر معمولی دلچسپی لی۔ وہ ملکہ وکٹوریہ کیاردو کے استاد بھی رہ چکے ہیں۔ وہ حکومت بمبئی میں وزیر تعلیم کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ بمبئی کے مشہور اسماعیل یوسف کالج کی تعمیر میں انھوں نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ مولوی سرریع الدین کی بیٹی حلیم النسا خاتون تھیں۔ یہ اعلا تعلیم سے سرفراز تھیں اور سرکاری عہدے پر بارہ اضلاع کے لیے ایجوکیشن انسپکٹر تھیں۔ ان کا قیام اپنے والد کے ساتھ پونے میں تھا یہیں پر انھوں نے لڑکیوں کے لیے ایک بورڈنگ ہاؤس قائم کر رکھا تھا۔ حلیم النسا بیگم مختلف اضلاع سے بغرض تعلیم و تربیت لڑکیوں کو جمع کر کے پونا لے آتیں اور انھیں تمام تر سہولتوں کے ساتھ زیورِ تعلیم سے سرفراز کرتیں۔

محترمہ حشمت النسا سراج الدین (خوش دامن صاحبہ ڈاکٹر عبدالقدوس ، سابق بانی پرنسپل مہاراشٹر کالج، ممبئی) نے بتایا کہ ۱۹۳۵ء میں جب مولوی سرریع الدین نابینا تھے، وہ (حشمت النسا بیگم کے اصرار پر پونے میں زیر تعلیم تھیں، جہاں وہ اکثر مولوی سرریع الدین کے بنگلے پر جاتیں اور انھیں حسب ضرورت اخبار و رسائل پڑھ کر سناتیں۔ بقول محترمہ حشمت النسا سراج الدین، اس زمانے میں کل دس لڑکیاں کوکن سے بغرض تعلیم پونے میں تھیں جن میں مہاڑ (ضلع رائے گڑھ کی مایکر خاندان کی مریم، راجوڑی آمنہ تھیں۔ لونسی کے قاضی خاندان سے حشمت جہاں بنت قاضی کمال، خدیجہ بنت قاضی احمد، انوری بنتِ بابا صاحب قاضی، فاطمہ بنتِ اسماعیل قاضی اور شریوردھن کی منیرہ کردمے تھیں۔ اس ہوسٹل میں اس زمانے میں کل تیس لڑکیاں شریک تھیں اور کھانا پکانے کی ذمہ داری دو لڑکیوں کے سپرد ہوتی تھی۔ حلیم النسا بیگم کی ماموں زاد بہن منتظم و نگراں تھیں۔ حلیم النسا بیگم ہمیشہ کوکن کے اضلاع میں لونسی اور کھانڈپالا جاتیں۔ محترمہ حشمت النسا بیگم نے بتایا کہ ۱۹۴۱ء میں ان کی شادی کے ایک سال بعد سردار محمدی بیگم جو ان کی تعلیم میں دلچسپی لیتی تھیں انھیں عید میلادالنبی کے جلسے میں شرکت کے لیے بمبئی لے گئیں اور انھیں ریکس ہوٹل (Rex Hotal) میں ٹھہرایا گیا۔ اس وقت ان کے ماموں مولوی غلام محمد چلبائی (شوہر سردار محمدی بیگم) بھی ساتھ تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ انھیں لاؤڈ اسپیکر پر عید میلادالنبی کے جلسے میں نظم پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ سردار محمدی بیگم کے نازلی رفیعہ بیگم (بیگم صاحبہ جنجرہ) سے گہرے مراسم تھے۔ نازلی بیگم نے انھیں پر تکلف دعوت پر بھی مدعو کیا تھا۔ سردار محمدی بیگم خاندان میں شادی بیاہ کی تقاریب کے موقع پر مبارکبادی کی نظمیں اور سہرے بھی لکھا کرتی تھیں۔ حشمت النسا بیگم صاحبہ نے بتایا کہ ان

کی نانی کی وفات کے بعد سردار محمدی بیگم نے رسالہ ''عصمت'' میں ایک مضمون بھی لکھا تھا۔ سردار محمدی بیگم کو اپنے میکے یعنی وائی کے نواب کے گھر سے اکلوتی بیٹی ہونے کی حیثیت سے ماہانہ ایک رقم آیا کرتی تھی جو وہ عام طور پر تعلیمی امور اور میلاد النبی کے جلسوں پر خرچ کیا کرتی تھیں۔ محترمہ حشمت النسا بیگم نے بتایا کہ وہ سردار محمدی بیگم سے متاثر تھیں، لہذا خود انھوں نے اپنی بیٹی کا نام عظمت جہاں رکھا۔ سردار محمدی بیگم کو باغبانی کا بہت شوق پیدا کرتی تھیں۔ وہ لمبی آستین کی قمیص اور ماہر سفر میں رقعہ بھی پہنتی تھیں۔ انھیں مطالعے کا بہت شوق تھا اور رات بارہ بجے تک مطالعہ اور لکھنے میں مصروف رہتی تھیں۔ کوکن میں اس زمانے میں بجلی نہیں تھی لہذا مٹی کے تیل کی بتی کی روشنی میں لکھنے پڑھنے کا کام کرتی تھیں۔ جسمانی اعتبار سے دبلی پتلی اور پرکشش تھیں اور کروشیا کے کام میں ماہر تھیں۔ وہ غریبوں کی ہمدرد تھیں۔ انھوں نے غریبوں کی امداد کے لیے 'مٹھی فنڈ' شروع کیا تھا جس میں عورتوں سے گزارش کی گئی تھی کہ وہ ہر روز کھانا پکاتے وقت مٹھی بھر چاول الگ کیا کریں۔ یہ چاول غریبوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ جب وہ نظمیں کہتیں تو وہ ''کھانڈپالا'' سے محترمہ حشمت النسا بیگم کو بلا بھیجتی تھیں تاکہ وہ ان نظموں کو گانے کے لیے، دھن اور لے تیار کریں۔ حشمت بیگم خوش الحان ہیں۔

سردار محمدی بیگم اردو کے ساتھ کوکنی بھی روانی کے ساتھ بولتی تھیں۔ آزادی (۱۹۴۷ء) کے بعد فالج ہوا اور پونے ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے شوہر مولوی غلام محمد چلمائی کا انتقال سردار محمدی بیگم کے انتقال کے بعد ہوا۔ دونوں پونے ہی مدفون ہیں۔ ۳

سردار محمدی بیگم کا تعلق مہاراشٹر میں ساتارا کے قریب چھوٹی سی ریاست ''وائی'' سے تھا۔ اس ریاست کے بارے میں فی الوقت میری معلومات کم ہیں۔ سردار غلام جیلانی علی خاں اس ریاست کے غالباً آخری نواب تھے جو ۲۸ر جولائی ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ راجپوت کے مشہور راجکمار کالج میں تعلیم حاصل کی۔

ان کی شادی یہیں قریب ریاست جاورہ کے نواب کی بہن سے ہوئی (۱۹۰۹ء) پھر امپریل کیڈٹ کور میں ۱۹۰۶ء تا ۱۹۰۸ء خدمات انجام دیں۔ یہ بمبئی کی لیجسلیٹو کاؤنسل کے ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۳ء ممبر تھے۔ پھر بمبئی پریسڈنسی مسلم لیگ کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ وہ ساتارا ضلع کی انجمن اسلام کے بھی صدر مقرر ہوئے اور بمبئی کے گورنر کے (۱۹۲۹ء میں) اعزازی اے ڈی سی رہے اور اسٹیٹ کاؤنسل جاورہ کے ۳۰ر جولائی ۱۹۳۰ء میں (تین ماہ کے لیے) صدر مقرر ہوئے۔ یہ وائی کے محل (The Place WAI) میں قیام کرتے تھے۔ ۴ سردار محمدی بیگم اگر ان کی بیٹی نہیں تو انہی کے خاندان کا روشن چراغ تھیں جنھوں نے تعلیم نسواں کے لیے اپنی مقدر بھر کوشش کی۔ اردو زبان و ادب کے خدمت گزاروں میں معروف اور غیر معروف ہزاروں نام شامل ہیں جنھوں نے تحریر، تقریر اور تعلیم کے ذریعے زبان و ادب کو توانائی بخشی۔ ان میں سے صرف منتخب نام جنھوں نے اپنی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں ہماری تاریخ زبان وادب کا حصہ ہیں۔ لیکن ایسے بے شمار لوگ ہیں جنھوں نے تصنیف و تالیف کا کام نہیں کیا اور صرف درس و تدریس سے وابستہ رہے، ان کی خدمات کا اعتراف بھی ضروری ہے۔ اردو زبان وادب کے معماروں میں ان کی حیثیت بنیاد کے پتھروں کی سی ہے جن پر یہ عظیم الشان عمارت تعمیر ہوئی ہے اور انہی کی وجہ سے آج اردو زبان وادب کو قاری نصیب ہیں۔ تہذیب اور لسانی ثقافت کی محافظ مردوں سے زیادہ خواتین ہوا کرتی ہیں۔ اردو تہذیب کی نگہداشت اور اس کی اشاعت میں خواتین نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ ان کی تصانیف اور تالیفات نہیں ہیں (سوائے چند کے) لیکن ان کی ان خاموش خدمات کا جو انھوں نے اپنے عہد کے تعلیمی و تہذیبی رسالوں میں مضامین لکھ کر کیں، انھیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اردو کی ایسی خاموش خدمت گزار خواتین کا ذکر جنھوں نے مولوی ممتاز علی اور محمدی بیگم کے مشہور زمانہ رسالہ ''تہذیب نسواں'' اور دیگر رسالوں کے ذریعے کی ہے اس کا عالمانہ مطالعہ گیل منالٹ (Gail

Minault) نے اپنی کتاب Secluded Scholars میں کیا ہے۔ ۵۔ سردار محمدی بیگم کوکن کی ایک حوصلہ مند خاتون تھیں جنہیں اردو زبان، اردو تہذیب اور تعلیم نسواں سے خصوصی دل چسپی تھی جنہوں نے ۱۹۴۷ء تک "تہذیب نسواں" میں چھوٹے مضامین لکھ کر اور عملاً لڑکیوں کو اردو کی تعلیم دے کر اردو زبان کی خدمت کی ہے اور کوکن اور پونے کی خواتین میں اردو زبان وادب سے دل چسپی پیدا کر کے ان کے ذہنوں کی تربیت کی ہے۔ ایسی کتنی ہی خواتین ہوں گی جنہوں نے بیگم ہمایوں مرزا، محترمہ نذرالباقر، محمدی بیگم، عطیہ بیگم فیضی اور رہرا بیگم فیضی کی طرح اردو زبان وادب کی خدمت کی ہوں گی جن کے نام ابھی عزلت نشینی و گمنامی کے پردے میں ہیں اور جنہیں دوسری گیل منالٹ کی تلاش ہے، ایسی ہی خواتین میں سردار محمدی بیگم کا بھی نام ہے۔

حواشی

۱۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے بمبئی میں اردو (۱۹۱۴ء) تک از ڈاکٹر میمونہ دلوی۔

۲۔ امکان (مجلہ مہاراشٹر اردو اکادمی) ۱۹۸۵ء، مضمون 'کوکن کے لوک گیت' از ڈاکٹر میمونہ دلوی۔

۳۔ سردار محمدی بیگم کے حالات زندگی کے لیے میں محترمہ حشمت سراج الدین (عمر اندازاً ۸۰ سال) کا تشکر گزار ہوں جو نہ صرف سردار محمدی بیگم کی عزیزہ (بھانجی) ہیں بلکہ جنھوں نے ان کی نگرانی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اسی طرح میں اپنے دوست ڈاکٹر عبدالقدوس منشی، سابق پرنسپل مہاراشٹر کالج کا بھی شکر گزار ہوں جن کے توسط سے مجھے ان کی خوش دامن صاحبہ، محترمہ حشمت بیگم سے نہ صرف تعارف حاصل ہوا بلکہ جنھوں نے اپنی یادداشت سے سردار محمدی بیگم کے حالات بیان کئے۔ سردار محمدی بیگم کے حالات بیان کیے۔ سردار محمدی بیگم کے سلسلے میں چند باتیں میرے خالہ زاد بھائی ابراہیم عبدالرحیم دلوی سے بھی معلوم ہوئیں جو قاضی سعد اللہ وکیل تھانہ کے نہ صرف قریب تھے بلکہ جن کی ان سے رشتہ داری بھی ہے اور جنہوں نے سردار محمدی بیگم کو دیکھا ہے۔

نقشِ کوکن

شانِ اردو کی نقش کوکن ہے
اہلِ کوکن کے دل کی دھڑکن ہے
جس نے دیکھیں بہاریں ہیں اڑتیس
یہ صحافت کا ایسا گلشن ہے
صرف کوکن ہی تک نہیں محدود
سارے عالم میں نام روشن ہے
اردو پرچوں میں ایک یہ پرچہ
وقفِ عامہ کے ریردامن ہے
کی ہے اردو ادب کی وہ خدمت
معترف جس کا دوست دشمن ہے
سرپرست اس کے ڈاکٹر نائیک
جن کی ہر سانس اس کی دھڑکن ہے
ان کی سعئی بلیغ کا ہے کمال
اس پہ رحمت جو سایہ افگن ہے
ہیں فقیر محمدؔ اس کی روح
یعنی نقاشِ نقش کوکن ہے
منزلِ ارتقاء نہ کیوں ہو قریب
پاس رہبر ہے دور رہزن ہے
کارآمد ہیں اس کے منصوبے
خوشہ چیں سیوں یہ وہ خرمن ہے
تیرے لطف و کرم کا رب کریم
پھر بھی محتاج نقش کوکن ہے
(از فقیر محمد مستری صاحب)

رباعیات

(اے۔ایم فقیہ)

سو مسند زر نگار زریں پر قربان
سو مرتبہ آسمان وزمین پر قربان
اک سوزِ معاش پر نچھاور سو عشق
سو ماہ وش ایک نان جویں پر قربان

جب حرف سے غذا پاتے ہیں
تو وجد میں شیخ وشاب آجاتے ہیں
جھوٹے ہوتے ہیں گو خوشامد خورے
لیکن یہ بڑے بڑوں کو نچواتے ہیں

غزل

عمر بھاٹکر۔ذاکر

ہر خوشی اک خواب بن کے رہ گئی
رنج و غم کا باب بن کے رہ گئی
اب اشاروں سے وہ لیتے کام ہیں
ہر ادا آداب بن کے رہ گئی
قدر ہے باقی کہاں اخلاص کی
شخصیت القاب بن کے رہ گئی
مسکرائے باغ میں آکر وہ جب
ہر کلی شاداب بن کے رہ گئی
عشق سے منہ موڑ کے اب زندگی
کس قدر بے تاب بن کے رہ گئی
دھن جمع کرنے لگا انسان ہے
زندگی اسباب بن کے رہ گئی
سازشوں میں کٹ کے ذاکر اب تری
زندگی گرداب بن کے رہ گئی

گیت

ڈاکٹر معین الدین شاہین اجمیری

ہم تم دونوں چلتے ہیں
دور گگن کی چھاؤں میں

یہ دنیا بے دردی ہے
بس دولت پہ مرتی ہے
بول تیری کیا مرضی ہے
ہم تم دونوں چلتے ہیں
دور گگن کی چھاؤں میں

سب اپنے بیگانے ہیں
جان کے بھی انجانے ہیں
بس ہم ہی دیوانے ہیں
ہم تم دونوں چلتے ہیں
دور گگن کی چھاؤں میں

دیکھو بادل چلتے ہیں
پھول وہاں پر کھلتے ہیں
دھرتی امبر ملتے ہیں
ہم تم دونوں چلتے ہیں
دور گگن کی چھاؤں میں

پیچھے مڑ کے مت دیکھو
ان قدموں کو مت روکو
آگا پیچھا مت سوچو
ہم تم دونوں چلتے ہیں
دور گگن کی چھاؤں میں

خدا سے ڈر کر عمل کرنا

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) میرے سب سے زیادہ نزدیک وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں خدا سے ڈر کر عمل کرتے ہیں۔ وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

H. KARMALI & CO.

MANDAP DECORATORS &
EXHIBITION CONTRACTORS

ALSO ON LIST OF GOVERNMENT
MUNICIPAL PWD. MES. ETS

SHARIFF MANSION,
115, S.V.P. ROAD,
NEAR HAZRAT IMAM HUSEIN
(A.S.) CHOWK,
BOMBAY - 400 009.

☎ 377 86 88 • 377 60 68 • 371 40 19
FAX : 9122 - 372 22 60

والیٔ کوکن کا شاعر ساحر شیوی

عثمان تجوانے

برطانیہ میں لندن سے جانے والے موٹروے M1 کے کنارے لیوٹن شہر میں اردو زبان وادب کے عاشق اور زبردست حامی اپنی دھن میں سرگرم عمل ہیں۔ اردو زبان کی خدمت کرنے والے اور علم وفکر کے جویاان کے آستانے پر حاضری دیتے ہیں اور مالا مال ہوکر واپس آتے ہیں اردو زبان وادب کے قارئین کی نظر سے ایک سہ ماہی رسالہ۔ (سفیر اردو) ضرور گزرا ہوگا جس کی پیشانی پر لکھا ہوتا ہے۔ جدید اور انوکھے خیالات کا حامی عام نثر اور شاعری کے علاوہ اس میں ایسے مضامین بھی شائع ہوتے ہیں جو شاید کسی دوسری جگہ نہ چھپ سکتے ہوں مثلاً ملت اسلامیہ کے حوالے سے مذہب اور سیاست کے کئی گوشوں کا نہایت بے باکی سے جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر رائٹر جناب ساحر شیوی عمر کے ۶۴ بہار میں دیکھ چکے ہیں پھر بھی تازہ دم روشن نظر رواں دواں لکھنے پڑھنے بولنے میں کھرے لگتے ہیں۔ جنہوں نے بیشتر حضرات کی طرح دانش کا لبادہ نہیں اوڑھا لیکن مذہب تصوف فلسفہ جیسی سنگلاخ وادیوں میں زندگی کا بڑا عرصہ گزارا بھاری بھر کم جسم والے روشن دماغ جناب ساحر شیوی مذہب سماج علوم سیاست اور ادب کے مختلف پہلوں پر نہایت نپے تلے انداز میں گفتگو کرتے ہیں شاعری کی کوئی ایسی صنف نہیں چھوڑی جس میں انہوں نے طبع آزمائی نہ کی ہو نظم ونثر پر انہیں پورا عبور حاصل ہے۔

ہندوستان کا مغربی ساحلی سمندر جہاں پہاڑی سلسلے دور تک نظر آتے ہیں سرسبز وشاداب اور لہلہاتے کھیت قدرتی حسن سے آراستہ ہے اپنی فطری سادگی لیے پرفضا ماحول کوکن کے ایک خوبصورت گاوں شیو ضلع رتناگیری میں ساحر شیوی ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آبائی گاوں سے ورناکیولر فائنل چپلون سنٹرل سے امتحان پاس کیا۔ ساحر دو برس کی عمر میں یتیم ہوئے تھے۔ مالی حالات بڑی دشوار میں گزرے ان کے پاس کتابیں خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہوا کرتے تھے ان کے دو ماموں ساحر سے ایک کلاس آگے تھے جب وہ اپنی کلاس میں پاس ہوکر اگلی جماعت میں جاتے تو ساحر ان کی کتابیں لیتے اور پڑھتے داپولی اینگلو اردو ہائی اسکول (اب نیشنل ہائی اسکول ہے) آٹھویں اور نویں جماعت پاس کیا بمبئی میں خوجہ خان محمد حبیب ہائی اسکول میں داخلہ لیا لیکن مالی پریشانی کی وجہ سے پھر واپس داپولی آئے اور یہیں سے ایس ایس سی کا امتحان ۱۹۵۳ میں پاس کیا اردو اور فارسی جناب شرف کمالی سے پڑھی۔ مالی حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے مزید تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ ساحر نے آٹھویں جماعت میں ایک افسانہ لکھا (آرے آپ) کے عنوان سے اس وقت ان کے استاد اسد بھوپالی نے اصلاح کی اور بڑھی ہمت افزائی کی یہ افسانہ ساحر کی ادبی زندگی کی شروعات تھی شعر وفن میں قبلہ قمر نعمانی سرامی اور کالیداس گپتار ضا سے مشورہ سخن کیا کرتے تھے کوکن میں اس وقت شاعروں کے دو گروہوں کا ہمت بول بالا تھا ایک سیمابی گروہ اور دوسرا احسنی گروہ سیمابی گروہ علامہ سیماب اکبرآبادی کے پرچم تلے جمع تھا ان میں مشہور تھے۔ عارف سیمابی بانکوٹی، شہاب بانکوٹی، داؤد غازی، حسرت علی شیوی حیرت کوکنی اوج بانکوٹی، آدم نصرت وغیرہ اور احسنی گروہ ابر احسنی گنوری کے پرچم تلے جمع تھا ان میں مشہور تھے صوفی بانکوٹی (بدیع الزماں خاور بانکوٹی کے والد) شاکر بانکوٹی، ساقی توڑیلوی، عاطف پپلولوی، جو بعد میں عاطف صابری کے نام سے لکھنے لگے اور آج کل برطانیہ میں مقیم ہیں۔

۱۹۵۲ء میں آپ کی ملاقات حسرت علی شیوی کے ذریعہ قبلہ قمر نعمانی سرامی سے ہوئی قبلہ مرحوم انجمن خیرالاسلام میں مدرس کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ ساحر نے اپنی پہلی غزل اصلاح کے لئے قمر نعمانی اور ابر احسنی گنوری کے پاس الگ

بھیجی۔ قمر نعمانی نے اصلاح فرما کر حوصلہ بڑھایا اور کہا لکھتے رہو اچھے شاعر بن جاؤ گے۔ لیکن ابر احسنی نے کئی دنوں بعد غزل واپس لوٹا دی اور لکھا وہ اصلاح نہیں دے سکتے۔ بعد میں ساحر کو پتا چلا ابر احسنی صوفی بانکوٹی کی سفارش کے بغیر کوکن کے لوگوں کو اپنی شاگردی میں نہیں لیا کرتے تھے اور ساحر کے پاس صوفی بانکوٹی کی سفارش نہیں تھی۔

بگڑا ہوا ہے سارے جہاں کا چلن ابھی
بدلے گا کیا روش نہ یہ چرخ کہن ابھی

اپنے پہلے مجموعۂ کلام یہ ساحر کی پہلی غزل تھی۔ جو بطور یادگار انھوں نے نیم شگفتہ میں شامل کی ہے۔ ساحر نے اپنے کلام میں یہ پیغام بھی دیا ہے کہ جب کوئی مصیبت در پیش ہو تو اس سے گھبرانا نہیں چاہئے اور نہ کسی کی مدد کا انتظار کرنا چاہئے۔ بلکہ خود ہی کو اپنی مصیبتوں اور مشکلوں کو حل کرنا۔

ہو خود ناخدا طوفان میں اپنے بیٹھے کے
یہ بحر غم سے ہو جائے گا پار آہستہ آہستہ

ساحر کے آٹھ مجموعۂ کلام منظر عام پر آچکے ہیں۔ (نیم شگفتہ) اور (وقت کا سورج) تک ساحر کا ادبی سفر ڈاکٹر یونس آگا سکر کے الفاظ میں روحانویت سے حقیقت پسندی کی طرف ہے مشق سخن کی ابتدا حسن کی تلاش سے ہی ہوتی ہے۔ تیرا مجموعۂ کلام (صحرا کی دھوپ) جس پر انہیں مہاراشٹر اردو اکیڈمی نے انعام سے نوازا اس میں ان کا سادہ اسلوب بیاں کی بے ختگی کا اظہار ہے الفاظ کا ترنم اور زبان کی سلامت کے ساتھ ساتھ مسائل حیات پر بڑی جرأت اور بے باک (سلسلہ منتشر خیالوں کا) ساحر کا چوتھا مجموعۂ کلام ہے۔ اس میں حمد نعت غزلیں۔ نظمیں۔ قطعات۔ اور رباعیات کے علاوہ پچھلے تین مجموعوں کی نسبت اس کلام میں زیادہ پختگی نظر آتی ہے۔ (پانچواں آسمان) ساحر کا پانچوں مجموعۂ کلام ہے۔ معراج جامی کہتے ہیں زیر جب کرلیا پانچواں آسمان دو ہی منزل پہ ہے ساتواں آسمان اس مجموعۂ کلام میں ان کا اظہار خیال اور جذبے کے خلوص سے ہم متاثر ہیں۔

ساحر شیوی سے میرا غائبانہ تعارف اسکول کے زمانے سے رہا لیکن رسالہ نقش کوکن کے ایڈیٹر عالی جناب ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کو جولائی ۱۹۸۸ء لندن میں کوکنی مسلم ولڈ فاؤنڈیشن نے بطور مہمان مخصوص ایک عشائیہ دیا اس وقت میں فاؤنڈیشن کا پریس سکریٹری اور محکمہ اشتہارات کی ذمہ داری انجام دے رہا تھا کسی سے پتہ چلا ساحر افریقہ سے (اس وقت ساحر افریقہ میں رہتے تھے) لندن آئے ہوئے ہیں لہذا انہوں نے بھی عشائیہ میں مدعو کیا گیا۔ اس تقریب میں میرا تعارف جناب ابراہیم بغدادی نے ساحر شیوی سے کیا میں نے ساحر شیوی کے متعلق یہ اندازہ لگایا کہ ان پر حقیقت نگاری کے ساتھ ساتھ حکیمانہ انداز بھی غالب ہے بچپن سے ان کے کان اردو کی صوفیانہ شاعری سے آشنا ہوئے اردو زبان و ادب کی ترقی اور ترویج و اشاعت کے لئے کوشاں رہے تھے۔ کوکنی اردو رائٹرز گلڈ کی بنیاد انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے (ابھی منزل نہیں آئی) چھٹا مجموعہ کلام اور (پردیس ہمارا دیس) ساتواں مجموعۂ کلام ان میں غزلوں کے علاوہ نظمیں بھی ہیں (وسیلۂ نجات) آٹھواں مجموعۂ کلام میں حمد اور نعتوں کا مجموعۂ ہے جو ہم سب کے لئے وسیلۂ نجات ہی ہے۔ ساحر شیوی نے اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ افریقہ کینیا میں گزارا وہاں کے ناموافق حالات سے مجبور ہو کر ۱۹۹۴ میں انگلستان لیوٹن میں مستقل سکونت اختیار کرلی لیکن شعر گوئی کا شوق ماند نہیں پڑا۔ (ابھی منزل نہیں آئی) پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے برسوں دیار غیر میں افریقہ اور برطانیہ میں ساحر شیوی ایسی جگہ قیام پذیر رہے جہاں بہت کم اردو بولنے اور سمجھنے والے موجود ہے ایسے گونگے بہرے ماحول میں اردو زبان سے عشق اور کوکنی اردو رائٹرز گلڈ کا قیام کینیا اردو سینٹرل نیرول کی بنیاد اور شعر و سخن سے لگاؤ ایک معجزے سے کم کی نہیں۔ ساحر کو قومی خدمت سے بھی بڑا لگاؤ ہے ۔لندن میں کوکنی مسلم ولڈ فاؤنڈیشن کی ستمبر ۱۹۸۶ء میں بنیاد رکھی گئی ۔۱۹۹۷ء میں تین سالوں کے لئے ساحر اس کے چیرمین رہ چکے ہیں ساحر کلچر اکیڈمی لدھیانہ پنجاب جو ساحر لدھیانوی کے نام سے منسوب ہے۔ اپنا گراں قدر ادیب انٹر نیشنل ایوارڈ ۲۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو لدھیانہ پنجاب میں منعقدہ ایک عالی شان عالمی مشاعرہ میں کوکن کے نامور شاعر ادیب و صحافی عالی جناب ساحر شیوی کو پیش کیا۔ اس سے پہلے یورپ ڈنمارک میں جشن ساحر شیوی بھی منایا گیا تھا۔ فیض احمد فیض نے اپنے کینیا کے سفر میں ساحر شیوی کو صحرائے افریقہ میں اردو کا نقیب کے لقب سے نوازا مجھے جناب ساحر شیوی کی ذات پر ناز ہے۔ وہ میرے ہم وطن ہیں اور اردو کی خدمت گزاروں میں کسی اور خطے کے خادموں سے کم نہیں۔

مہاراشٹر کے پہلے مسلم نیوروسرجن ڈاکٹر محمد فاروق شفیع لوکھنڈے

خطہ کوکن کے لئے یہ بات باعثِ مسرت ہے کہ جناب ڈاکٹر محمد فاروق شفیع لوکھنڈے پہلے مسلم نیوروسرجن ہیں۔ آپ دماغ، حرام مغز (spinal cord) اور ریڑھ کی ہڈی کے امراض کے ماہر سرجن ہیں۔آپ کا تعلق ضلع رائے گڑھ کے تعلقہ شری وردھن گاوں نیگڑی سے ہے۔آپ ممبئی میں آکاش اپارٹمنٹ، اگری پاڑا، ممبئی میں مقیم ہیں۔

آپ حال ہی میں امریکہ کے دورے سے واپس ہوئے ہیں۔ وہاں آپ نے ڈاکٹر اسامہ المفتی کے زیر تربیت، جو کہ نیوروسرجری کے میدان میں سب سے اعلیٰ سند کے حامل ہیں، نیوروسرجری کے جدید ترین فنی و تکنیکی عوامل کا گہرا مطالعہ کیا۔ اس سے قبل آپ سائن ہسپتال سے تین سال تک وابستہ رہے۔ اور وہاں سے فی زمانہ میڈیکل لائن کی سب سے اعلیٰ سند ایم۔ سی ایچ (نیوروسرجری) حاصل کی۔ اس سے قبل آپ ایم بی بی ایس، اور ایم۔ایس (جنرل سرجری) کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف ہر ایک کے لئے دردمند دل رکھتے ہیں اور اپنی طبی صلاحیتوں سے لوگوں کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ عنقریب ان کا اپنا ذاتی مطب نیز مختلف ہسپتالوں سے وابستگی شروع ہونے کو ہے۔

عنقریب آپ کا انٹرویو لوگوں کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔

مشتاق انتولے کی مہاڈ میں آمد

حکومت مہاراشٹر پولوشن بورڈ کے چیئرمین جناب مشتاق انتولے پچھلے دنوں مہاڈ ایم آئی ڈی سی علاقے میں تشریف لائے۔ مہاڈ اور اطراف کے علاقوں کی آلودگی سے متعلق مسائل و سرمایہ کاروں کے مسائل اس ضمن میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ان سے تفصیلی گفتگو کی۔

جناب مشتاق انتولے صاحب کی ایم۔آئی۔ڈی۔سی آمد پر سینئر آفیسر شری واٹھیڑے اور شہر کانگریس کے صدر جناب بشیر چیچکر سے گلہائے عقیدت سے ان کا استقبال کیا۔ اس موقع پر ایم آئی ڈی سی کے تمام ذمہ داروں سوشل ورکر اور کانگریس کے سبھی رہنما بطور خاص موجود تھے۔ پولوشن بورڈ کے آفس میں تمام ذمہ داران کی موجودگی میں مشتاق صاحب نے ان کی رہنمائی فرمائی۔ خواتین کے گروپ جس میں بطور خاص محترمہ ششی تائی مہتہ، ایڈوکیٹ دوشی صاحبہ اور محترمہ ٹپنس شامل تھیں ایک میمورنڈم مشتاق صاحب کو دیا جس میں مہاڈ شہر و اطراف میں کیمیائی اشیاء کی بدبو سے ہونے والے مضر اثرات کی نشاندہی کی گئی جس میں کیمیکل لے جانے والی پائپ لائن پھٹ جانے کی وجہ سے ندی میں اخراج اور اس سے پینے کے پانی پر اثرات کی بھی واضح طور پر نشاندہی کی گئی۔ اس ضمن میں مشتاق صاحب نے یقین دلایا کہ میں بذاتِ خود بھی اس علاقے سے نسبت رکھتا ہوں اور یہاں کے مسائل سے نہ صرف پوری طرح واقف ہوں بلکہ انھیں آپ کی مدد سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔

دوپہر ٹھیک ڈیڑھ بجے سی ٹی سڈ کو بایوٹیک لمیٹیڈ کمپنی کے ریسٹ ہاوس میں ایم آئی ڈی سی علاقے کی کمپنیوں کے سبھی ڈائرکٹرس مالکان، سوشل ورکرس، اخباری نمائندے، مہاڈ تعلقہ کے کانگریسی ذمہ داران کی ایک میٹنگ منعقدہ کی گئی جن میں آلودہ پانی کو صاف کرنے کا پروجیکٹ عمل میں لانے کے لئے اس پر غور خوض کیا گیا اور آٹھ کروڑ روپے کا C E P T پروجیکٹ جلد از جلد عمل میں لانے کی

- اضلاع کوکن، گجرات، کیرالا اور مدراس کے باشندوں کا قابلِ اعتماد ادارہ۔
- بیرونِ ملک سفر کرنے اور ملازمت چاہنے والوں کی رہنمائی کے لئے۔
- پاسپورٹ، امیگریشن، ٹکٹوں کی بکنگ اور غیر ممالک میں سفر نیز ملازمت و روزگار کیلئے ہماری خدمات حاصل کیجئے۔

TRAVEL AGENTS
(Recognised by Govt of India)
Ministry of Labour
REGD No BOM/PART/100/3/560/84

31, SHARIF DEVJI STREET, BOMBAY-400 003

حج اور عمرہ ادا کرنے والوں کے لئے

پتہ :- ۳۱، شریف دیوجی اسٹریٹ۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۳
فون نمبر: [illegible] فون رہائش: ۳۷۵۰۴۱۹

یتیں دہانی کی گئی۔

مدرسہ قاسم العلوم شرنگار تلی کا آٹھواں سالانہ اجلاس عام

۸/ نومبر ۲۰۰۰ء کو بمقام احاطہ مدرسہ زیر صدارت حضرت مولانا عبدالعزیز عبدالصمد خطیب صاحب انعقاد پذیر ہوا۔
مہمان خصوصی مفتی مولانا محمد عمر صاحب کراتی (مہتمم مدرسہ حسینیہ) تھے۔
مرسلہ: مہتمم و منتظمین مدرسہ قاسم العلوم

نائیک گرلز ہائی اسکول کی شجر کاری

لائنس کلب رتناگیری کی سرپرستی میں بروز جمعہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۲۰۰۰ء کو یہاں کے بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول میں سابقہ روایات کے مطابق شجر کاری کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام میں لائنس کلب کے صدر جناب ارتاد قاضی صاحب، ڈاکٹر شیکھر کوڑے، لائن شری مین شاہ، لائس انکل مانڈس، لائن ایس۔ آر۔ جوشی والائس تاج الدین ہوڑیکر صاحب شریک تھے۔
اسکول کے ایم۔ سی۔ سی طلباء کے تعاون سے تکمیل پذیر اس پروگرام میں تمام اساتذہ، ایم سی سی ٹیچر جناب مصطفےٰ مالک بیٹھے اور درجہ ہشتم و نہم کے تمام ایم۔ سی سی طلباء نے شرکت کی۔ اس موقع پر ناریل کے ۲ پودوں کی شجر کاری کی ۔ کلب کے صدر جناب ارتاد قاضی صاحب نے اسکول کی کارکردگی پر دلی اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسکول سے انھیں مکمل تعاون ملتا رہا ہے۔ انھوں نے اسکول کی مسلسل کامیابی پر مسرت کا اظہار کیا۔

آخیر میں اسکول کی معاون معلّمہ محترمہ رشیدہ ٹھکر صاحبہ نے شرکا نیز لائنس کلب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

قومی ایوارڈ یافتہ نائیک فیملی کا اعزاز

مچھلی کے کاروبار میں غیر معمولی رول ادا کرنے پر رتناگیری کی Naik Group Of Companies کو بھارت سرکار سے قومی ایوارڈ عنایت کیا۔ نئی دہلی میں منعقد ایک سرکاری تقریب میں نائب صدر ہند جناب کرشن کانت نے یہ قومی ایوارڈ کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر جناب رفیق سیٹھ نائیک کو دیا۔ کمپنی کو ملنے والی اس شاندار کامیابی پر آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی، رتناگیری، ممبی اور بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگیری کے مشترکہ تعاون سے بروز اتوار مورخہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۰ء کو مستری ہائی اسکول رتناگری کے ہال میں منعقد ایک تقریب میں ایوارڈ یافتہ جناب رفیق سیٹھ نائیک کا شال اور پھولوں کا ہار دے کر اعزاز کیا گیا۔ اس تقریب میں آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر جناب رفیق سیٹھ نائیک، اسکول کمیٹی کے چیئرمین اشرف سیٹھ نائیک فیملی کی ایک رکن اور ایم ایس نائیک انگلش میڈیم ہائی اسکول کی ہیڈ مسٹریس محترمہ سعیدہ نائیک کو اے۔ اے۔ ڈیسائی Best Teacher Award ملنے پر اعزاز کیا گیا۔ اس پروگرام میں ادارہ کے نائب صدر ایس اے قادری اور پروفیسر آونے صاحب، چیرمین ایڈوکیٹ ونو، سکریٹری جناب اے۔ کے۔ آئی قاضی صاحب، اراکین جناب ایڈوکیٹ بھاٹکر صاحب، جناب مسیر شیخ جناب علی قاضی صاحب نیز ایم۔ ایس۔ نائیک ہائی اسکول اور مستری ہائی اسکول کا اسٹاف، سیٹھ حسن عرف بھائی سیٹھ داؤد نائیک ہائی اسکول، زلیخا داود قاضی ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحبان، اساتذہ، درجہ نہم ودہم کے طلباء و طالبات اور سرپرست حضرات بڑی تعداد میں موجود تھے۔ ہائی اسکول کے صدر مدرس جناب اے۔ قاضی صاحب نے جناب رفیق سیٹھ نائیک صاحب اور مہمان خصوصی جناب مبارک کاپڑی صاحب اور معزز مہمانوں کا پھول دے کر استقبال کیا۔ ادارہ کے ممبر جناب علی قاضی صاحب نے نائیک کمپنی کو ملے ہوئے ایوارڈ کی روداد حاضرین کے سامنے پیش کی۔ جناب رفیق سیٹھ نائیک صاحب نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ اعزاز نہ صرف ان کا ہے بلکہ سب کا ہے۔ آخر میں صاحب موصوف نے آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی اور بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول کے ذمہ داران کا شکریہ ادا کیا۔

نائیک گرلز ہائی اسکول میں جناب مبارک کاپڑی کی پیشہ ورانہ رہنمائی

بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگیری کی طرف سے مورخہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۰ء کو مستری ہائی اسکول رتناگیری کے وسیع ہال میں مشہور ماہر تعلیم جناب مبارک کاپڑی صاحب کے پیشوں کے متعلق رہنمائی پر مشتمل ایک تقریری پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت مچھلی کے کاروبار میں اعلیٰ کارکردگی پر قومی ایوارڈ یافتہ Naik Group Of Companies کے مینجنگ ڈائرکٹر اور آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر جناب رفیق سیٹھ نائیک صاحب نے کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا اور طالبات نے حمد پیش کی۔ ہائی اسکول کے صدر مدرس جناب قاضی صاحب نے حاضرین کا استقبال کیا۔ اس موقع پر آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی کے نائب صدر جناب ایس اے قادری صاحب و جناب پروفیسر آوٹے صاحب، چیرمین جناب ایڈوکیٹ ایم۔ آر۔ ونو، سکریٹری جناب اے کے آئی۔ قاضی صاحب، ایڈوکیٹ بھاٹکر صاحب، جناب منیر شیخ صاحب، اسکول کمیٹی کے چیرمین جناب اشرف سیٹھ نائیک صاحب، ہائی اسکول کی سابق صدر معلمہ محترمہ حمیدہ آوٹے صاحبہ نیز مستری ہائی اسکول، ایم ایس نائیک ہائی اسکول، بھائی سیٹھ داؤد نائیک ہائی اسکول و زلیخا داؤد قاضی ہائی اسکول کے صدر مدرسین، اساتذہ، درجہ نہم ودہم کے طلباء و طالبات و سرپرست حضرات کثیر تعداد میں حاضر تھے۔

صدر مدرس جناب قاضی صاحب نے حاضرین کا استقبال کیا اور طالبات نے معزز مہمانوں کو پھول پیش کئے پر جناب علی قاضی صاحب نے مہمانوں کا تعارف پیش کیا مہمان خصوصی جناب مبارک کاپڑی کا تعارف پیش کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اہل کوکن کے اس پروگرام کی تاریخ مقرر کرنے میں صاحب موصوف نے جس مستعدی کا مظاہرہ کیا وہ قابل تحسین ہے۔

ان کی دلی خواہش ہے کہ اہل کوکن ترقی و کامیابی کے اعلیٰ درجات طے کریں۔ بعد ازاں صدر جلسہ جناب رفیق سیٹھ نائیک صاحب نے طلباء کو تلقین کرتے ہوئے کہا کہ وہ جناب مبارک کاپڑی کی رہنمائی کی روشنی میں اپنے لئے مناسب پیشے کا انتخاب کریں۔ جناب مبارک کاپڑی صاحب نے اپنے تقریباً ۵ گھنٹوں کے خطاب میں پڑھائی کیسے کریں اور ایس ایس سی کے بعد کون سی راہ اختیار کریں اس موضوع پر مفصل رہنمائی کی۔

آخر میں معاون مدرس جناب نعیم الدین پنچ بھائی نے ہر خاص و عام کا شکریہ ادا کیا۔ نظامت کے فرائض محترمہ دلنواز شیخ نے ادا کئے۔

عنایت اللہ جلگاؤنکر کی B.E میں نمایاں کامیابی

نظام پور کے جناب ڈاکٹر محمد طاہر جلگاؤنکر صاحب کے برخوردار عنایت اللہ نے نارتھ مہاراشٹرا یونیورسٹی جلگاؤں سے B E (Chemicals) Chemicals Engineering کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور اپنے گاؤں نظام پور ضلع رائے گڑھ کا نام روشن کیا۔ موصوف امتحان میں فرسٹ کلاس ڈسٹنکشن کے ساتھ کامیاب رہے۔

مرسلہ ہیڈ ماسٹر ایچ آئی۔ جے اردو ہائی اسکول

انجمن اسلام ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا گرلز ہائی اسکول باندرہ کو شاندار اعزازات

ہماری خوش قسمتی ہے کہ امسال یوم اساتذہ کے موقع پر ماہنامہ "گل بوٹے" کی جانب سے منعقدہ ایک جلسے میں انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کی سپروائزرو معلمہ مسز خدیجہ سلطان کو ان کی تعلیمی و تدریسی خدمات کے پیش نظر بہترین ٹیچر کے خطاب سے نوازا گیا۔ دریں اثناء آل ممبئی سیوا ادارہ کی جانب سے تدریس تاریخ کے لئے ہمارے اسکول کی ایک معلمہ مسز زینب شاد کو بیسٹ ٹیچر ایوارڈ سے نوازا گیا۔

علاوہ ازیں ہماری طالبات۔ نیوز ایجوکیشن ویلفر سوسائٹی کی جانب۔

انٹر اسکول جنرل نالج کوئز مقابلہ میں اول پوزیشن حاصل کی اوربطور انعام ایک شاندار ٹرافی بنام ''اعجاز صدیقی ٹرافی کی حقدار ہوئی جبکہ ان کا مقابلہ اردو میڈیم کے کل ۱۳۰ اسکولز سے تھا۔

گذشتہ ماہ یوم اردو کے موقع پر اردو تحریک میں شامل تمام اردو اسکولز میں انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ نے ''اردو نعرے'' پر پہلا انعام حاصل کیا نیز ریلی میں شریک اسکولز میں انجمن اسلام باندرہ کو بہترین نظم و ضبط کے لئے بھی خصوصی انعام سے نوازا گیا۔ سیرت النبیؐ آل مہاراشٹر تقریری مقابلہ برائے ''مولیدینا ٹرافی'' پونے میں منعقد ہوا جس میں انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کی چار طالبات نے شرکت کی اس تقریری مقابلے میں جونیر گروپ سے شیخ فرحانہ منور کو دوسرا انعام ملا اور سینئر گروپ سے سید زینب شمس العین کو تیسرا انعام حاصل ہوا۔ چاروں طالبات کے مجموعی نمبرات زائد ہونے کی وجہ سے مریم بائی مولیدینہ شیلڈ انجمن اسلام باندرہ کے حصے میں آئی۔ آل انڈیا کوئز مقابلہ حیدرآباد میں ہمارے اسکول کی تین طالبات ماہی عمیرہ عرفان، سعدیہ شیخ اور صدف شیخ نے امتیازی پوزیشن حاصل کی۔ پچھلے ہفتہ ہماری اسکول میں ماحولیات پر مبنی (سائنسی و جغرافیائی) نمائش کا انعقاد ہوا جسمیں نہم جماعت کی طالبات کے تیار کردہ پروجیکٹ کو اول انعام حاصل ہوا۔ جونیئر کالج کے پروجیکٹ کو دوسرا اور ہفتم جماعت کے پروجیکٹ کو تیسرا انعام ملا۔ ریڈ کراس سوسائٹی کیجانب سے سلاڈ ڈیکوریشن اور مہندی مقابلے میں ہماری طالبات کو اول انعام سے نوازا گیا۔ ادارۂ ہذا کے جملہ اسٹاف کی جانب سے پرنسپل محترمہ سلمٰی لوکھنڈ والا صاحبہ مسز خدیجہ سلطان، مسز زینب شاد اور تمام انعام یافتہ طالبات اور معلمات کو دلی مبارکباد۔

شعبہ نشرواشاعت انجمن اسلام ڈاکٹر محمد اسحاق جمخانہ والا گرلز ہائی اسکول باندرہ ممبئی

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی پانچویں سے ایس ایس تک

مسلسل چھ سات سالوں کی جدوجہد کے بعد نومبر ۹۹ میں ضلع پریشد نے نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کو پانچویں۔ چھٹی اور ساتویں جماعت کو ہائی اسکول میں شروع کرنے کے لئے NOC دی تھی اور ٹھیک گیارہ ماہ بعد ڈپٹی ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کولھاپور نے کئی ذاتی چکر لگوانے کے بعد ۶ نومبر کو پانچویں جماعت ہائی اسکول میں شروع کرنے کا اجازت نامہ عطا کیا۔ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ معیار تعلیم کو مستحکم ہونے کی غرض سے ۱۰ نومبر کی صبح نیشنل ہائی اسکول میں پانچویں جماعت شروع کردی گئی ہے۔ بحیثیت کلاس ٹیچر تنویر پرکار کا تقرر کیا گیا ہے۔ مرسلہ عبدالغنی ہاؤسکر

سنت گاڈگے بابا صفائی مہم

گذشتہ دنوں نوشہ تعلقہ داپولی میں واقع اردو پرائمری اسکول میں سنت گاڈگے باباصاحب کے نام پر پندرہ روزہ مہم شروع کی گئی جسکی منصوبہ بندی اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب اقبال فرنس نے کی۔ اس پوری مہم میں اسکول کے اساتذہ اخلاق چلوان اور ناصر درویش نے اسکول و اطراف کی صفائی کے ساتھ ساتھ اسکول کو آراستہ بھی کیا۔ گرام پنچایت کے تعاون سے راستے اور گلیوں کی صفائی کی گئی۔۔ اس مہم میں گرام پنچایت کے اراکین نور محمد مجاور، نصر الدین گنگریکر، عبدالرحمٰن ملاجی، یعقوب ناخوا اور داؤد خان نے بڑھ چڑھکر حصہ لیا۔

مرسلہ اشفاق عمر کوپے

اساتذہ اور سرپرستوں کی انجمن

۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول پنہالجہ۔ تعلقہ کھیڈ میں طلباء و طالبات میں تعلیم کے بارے میں عدم دلچسپی کو دور کرنے کی غرض سے اساتذہ اور سرپرستوں کی ایک انجمن (کمیٹی) کا قیام عمل میں آیا۔ انجمن کے مندرجہ ذیل عہدے داران اور ممبران کا تقرر کیا گیا۔

۱- صدر۔ محترم صدر مدرس جناب شیخ ریاض الدین صاحب
۲- نائب صدر۔ محترم روشن جہانگیر خان صاحب
۳- سکریٹری۔ اسکول کے معاون ٹیچر جناب صلاح الدین قاضی صاحب
۴- نائب سکریٹری۔ جناب سلطان خاں فتح خان صاحب
۵- خزانچی۔ ڈاکٹر رمضان مجاور صاحب
۶- جناب عبدالکریم چیولکر صاحب ممبر

۷-جناب عبدالرحمٰن رلول صاحب ممبر
۸-جناب سعید حبیب خان صاحب ممبر
۹-جناب مصطفیٰ لالہ خان صاحب ممبر
۱۰-جناب حسن تابے صاحب ممبر
۱۱-جناب محی الدین بدرالدین خان صاحب ممبر

جماعت المسلمین پنہالجہ کے صدر محترم الحاج داؤد ہارون سین صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

مرسلہ سمیہ محمد شریف شیخ

ہیپاٹائٹس بی کے دس ہزار انجکشن

حجیرہ مروڈ ہیپاٹائٹس بی نامی مہلک بیماری کے انسداد کیلئے انجکشن لگانے کی ایک مہم کاآغاز بی جے پی کے ممبر آف پارلیمنٹ کریٹ سومیا نے گذشتہ دنوں کیا تھا جبکہ ممبئی کے فلاحی ادارے ریڈ کریسنٹ سوسائٹی آف انڈیا نے اس مہم کا آغاز ۱۵ اگست ۲۰۰۰ کو کیا تھا جسے پورے مہاراشٹر میں زبردست رسپانس مل رہا ہے اور اس سلسلے میں عوامی بیداری پیدا ہوئی ہے۔ حالانکہ ہیپاٹائٹس بی کے ٹیکے مرکزی حکومت کے ضروری ٹیکوں کی فہرست میں شامل نہیں ہیں پھر بھی حکومت اس پر سالانہ ۲۵۰ کروڑ روپے خرچ کر رہی ہے۔ گذشتہ دنوں جماعت المسلمین محلہ بازار کے زیر اہتمام اور ریڈ کریسٹ سوسائٹی کے تعاون سے احاطۂ انجمن اسلام حجیرہ مروڈ میں بچوں اور بڑوں کیلئے ہیپاٹائٹس بی انجکشن کے کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں ۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں کو ۲۵ روپے میں اور بڑوں کو ۵۰ روپے میں انجکشن لگوائے گئے۔ مہمان خصوصی صدر انجمن جناب غلام محمد پیش امام نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسطرح کے کیمپ نہایت ضروری ہیں۔ یہ انجکشن بیرونی ممالک جاپان اور کوریا سے منگوایا جاتا ہے جسے ورلڈ ہیلتھ آرگانائزیشن کی منظوری ہے۔ پروفیسر قاسم امام نے ریڈ کریسنٹ سوسائٹی کے مستقبل کے منصوبوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہیپاٹائٹس بی کے ۳۰ لاکھ انجکشن مکمل کرنے کے بعد سوسائٹی ممبئی میں ایک شاندار بلڈ بینک قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ صبح ۸ بجے سے رات ۹ بجے تک شہر کے علاوہ ناندگاؤں، اسرول، والوٹ محگاؤں، وہور، شیگھرہ، کھارنبولی، آگردنڈا، ماجھری اور راجپوری دیہاتوں کے ہر فرقے سے تعلق رکھنے والے دس ہزار بچوں اور بڑوں کو ڈاکٹروں کی خصوصی نگرانی میں انجکشن لگوائے گئے۔ صدر جماعت سلیم محمد داماد اور سیکریٹری راشد عمر فہیم نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ کیمپ پورے ضلع میں لگائے گئے طبی کیمپوں میں سب سے بڑا کیمپ ہے۔ اس مہم میں پرنسپل عبدالعظیم خانزادہ، انسپکٹر راجن جگتاب معین داماد، ارشاد خطیب، کرن باتھم، مدن موہن منتے، پروفیسر اسلم خانزادہ، نظیر مہیم، پرنسپل مختار خان، عرفان شیخانی، ضمیر الدے وغیرہ نے حصہ لیا۔

مرسلہ راشد عمر فہیم
(مروڈ حجیرہ)

☆☆☆☆

ڈاکٹر غزالہ رفیق دلوائی کی شاندار کامیابی

جناب رفیق رحمٰن دلوائی (متوطن مرزولی۔ چپلون) کی دختر ڈاکٹر

غزالہ نے امسال ایم بی بی ایس کا امتحان دھارواڑ یونیورسٹی سے فرسٹ کلاس میں کامیاب کیا۔ غزالہ الامین میڈیکل کالج بیجاپور میں زیر تعلیٰ تھی۔ ایس ایس سی میں اس نے ۸۶۷ مارکس حاصل کئے تھے تو بارہویں سائنس میں PCB میں اسے ۹۱٪ مارکس ملے تھے۔ بارہویں کے کیمسٹری میں اس نے ۹۸ مارکس لیکر بھونس کالج اندھیری میں دوم پوزیشن حاصل کر کے اسکالرشپ حاصل کی تھی۔ فی الحال ڈاکٹر غزالہ بیجاپور میں انٹرشپ کر رہی ہے اور نومبر کے ماہ سے جے جے ہسپتال ممبئی میں اپنی انٹرشپ جاری رکھے گی۔ غزالہ کے والد محترم رفیق رحمٰن دلوائی صاحب پچھلے ۲۸ سالوں سے العین (یو۔ اے۔ ای) میں ٹیلفون ڈپارٹمنٹ میں اکاؤنٹنٹ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ انڈین سوشل سینٹر العین کے وہ فعال رکن

اور آڈیٹر بھی ہیں۔ سماجی کام میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ العین میں ہونے والے مشاعروں میں انکا تعاون ہمیشہ سے رہا ہے۔ یو۔اے۔ای میں مقیم کوکنی برادری میں جناب رفیق دلوائی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ڈاکٹر غزالہ کی اس شاندار کامیابی پر لوگ انہیں مبارکباد دے رہے ہیں۔

مرسلہ عبدالحمید سولکر ظہور
(البدیع سلطنت عمان)

عرفان سکندر نائیکواڑے کی شاندار کامیابی

نیشنل ہائی اسکول داپولی کے سابق طالب علم عرفان سکندر نائیکواڑے نے امسال ایچ۔ایس۔سی امتحان میں پی سی ایم گروپ میں ۸۴ فی صد نمبرات حاصل کرکے داپولی حلقے میں اردو مضمون میں اول اور ریاضی میں (۱۰۰/۹۳) نمبر پاکر نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اس سے پہلے یہ طالب علم ایس ایس سی امتحان میں ۷۳۔۸۱ فی صد نمبرات حاصل کرکے اسکول میں اول آچکے ہیں۔ ڈرائنگ کے انٹرمیڈیٹ امتحاں میں 'بی' گریڈ حاصل کیا ہے۔ امسال انھوں نے گورنمنٹ انجینئرنگ کالج جلگاؤں میں Inst ڈگری کورس میں داخلہ لیا ہے۔

مرسلہ سکندر کمال نائیکواڑے

الجامعۃ الاسلامیہ کوسہ

جامعہ اسلامیہ نور باغ کوسہ ممبرا ضلع تھانہ بومبائی ایک دینی و عصری تعلیمی ادارہ ہے۔ جسمیں فی الحال تقریباً ساڑھے چھ سو طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں طلبہ و طالبات کی تعلیمی ضرورت کے پیش نظر ذمہ داران جامعہ نے تین لائبریریاں قائم کررکھی ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱-المکتبہ العامہ (جنرل۔ لائبریری۔ اس لائبریری سے طلبہ و طالبات کے ساتھ ساتھ عوام بھی بڑی کثرت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۲-مکتبہ النادی الاسلامی قسم البنین

۳-مکتبہ النادی الاسلامی قسم البنات

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان لائبریریوں میں عربی، اردو، انگریزی، ہندی، اور دیگر زبان میں علمی، ادبی، اصلاحی، سماجی و دیگر معیاری رسائل و جرائد ملک و بیرون ملک سے موصول ہوتے ہیں۔ البتہ جامعہ کی لائبریری میں آپ کے ماہنامہ مجلّہ کی ضرورت بہت شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔

مرسلہ سرورعالم شمس اللہ السلفی
امین المکتبہ العامہ

مروڈ جنجیرہ میں ہیپاٹائٹس کا کیمپ

ممبئی۔ ریڈ کریسنٹ سوسائٹی کی ہیپاٹائٹس بی مہم کو بلا مذہب و ملت زبردست ریسپانس مل رہا ہے۔ ممبئی کے ماہر بھیونڈی، مالیگاوں، اورنگ آباد کے بعد گذشتہ اتوار کو مروڈ جنجیرہ میں جماعت المسلمین، محلہ بازار کی جانب سے انجمن اسلام اردو ہائی اسکول میں بہت بڑے کیمپ کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس کیمپ میں تقریباً ۱۵ ہزار بچوں اور بڑوں کو ہیپاٹائٹس بی کے ٹیکے لگائے گئے۔ خیال رہے کہ مروڈ جنجیرہ کی کل ۲۵ ہزار آبادی میں ۱۵ ہزار لوگوں نے ہیپاٹائٹس بی بیماری سے نجات پانے کے لئے ٹیکہ لگوالیا لیا۔ ریڈ کریسنٹ سوسائٹی آف انڈیا کے چیرمین ارشد صدیقی، مشہور سماجی خدمتگار اور انجمن اسلام مروڈ جنجیرہ کے صدر غلام پیش امام اور پروفیسر قاسم امام نے خصوصی طور پر کیمپ کا دورہ کیا۔ غلام پیش امام نے اس موقع پر ریڈ کریسنٹ سوسائٹی کے اقدام کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ ریڈ کریسنٹ نے بروقت قدم اٹھایا ہے اور تمام لوگوں کو اس کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ پروفیسر قاسم امام نے کہا کہ ہیپاٹائٹس بی کے تعلق سے کچھ غلط فہمیاں پیدا کی جارہی ہیں لیکن ریڈ کریسنٹ کے پاس اس بیماری اور ٹیکے کی افادیت پر ماہرین کی آراء ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیماری سے بچنے کے لئے ٹیکہ ہی واحد علاج ہے۔ ارشد صدیقی نے جماعت المسلمین کے عہدیداران واراکین کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔ مروڈ جنجیرہ میں کیمپ کے کامیاب انعقاد کا سہرہ نائب صدر داماد سلیم، سکریٹری فہیم رشید، پرنسپل ایم اے خان اور ڈاکٹر مقبول کھوت وغیرہ کے سر جاتا ہے۔ اسی دن ممبئی میں منعقد کیمپوں کے معائنے کے لئے ایک وفد ڈاکٹر عظیم الدین کی سربراہی میں نکلا۔ اس وفد نے باندرہ، دھاراوی، کاندیولی، میرا روڈ، ممبرا کا دورہ

لیا۔

جامعۃ الحسنات للبنات کونڈیولی کا افتتاح

ہمیں یہ اطلاع دیتے ہوئے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ صوبہ کوکن ضلع رتناگیری تعلقہ کھیڑ کے ایک چھوٹے سے گاؤں کونڈیولی میں جامعۃ الحسنات للبنات کے نام سے لڑکیوں کے مدرسے کا افتتاحی جلسہ حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب مدظلہ عالی خطیب و امام نور مسجد ڈونگری بمبئی کے زیر صدارت اور حافظ ادریس کدئے صاحب مدظلہ عالی مہتمم مدرسہ فیض القرآن کالستہ چپلون کے زیر سرپرستی مورخہ ۲۰ ربیع اول ۱۴۲۱ھ ۲۳ جولائی ۲۰۰۰ء صبح بروز اتوار ۹ سے ۱۱ بجے کے درمیان انجام پذیر ہوا۔ لڑکیوں کا مدرسہ ملت کے طور پر اس وقت جاری ہے۔ اور محترمہ عالی نعیمہ مولانا محمد الیاس گاڈ نکھٹر کر پورنگڑھ رتناگیری کے زیر تربیت ہے۔ لہذا دینی حمیت اور ملی درد رکھنے والے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ اس عظیم اور مبارک اقدام کی تائید اور تکمیل کے لئے ہر ممکن دعا و تعاون فرمائیں تاکہ جو پروجیکٹ (مصوبہ) جامعۃ الحسنات للبنات کے نام سے زیر غور ہے اسکی فوری بتدریج تعمیر و ترقی کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ ہمیں امید ہیکہ آپ دامے۔ درمے۔ سخنے۔ قدمے۔ ہمارے ساتھ تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہونگے۔

آپ کے مخلص صدر انجمن و اراکین

جامعۃ الحسنات للبنات کونڈیولی
عبدالرزاق محمد صالح سردار

چوگلے محلہ گرام پنچایت کا قیام

سہرولی تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگیری

یہ گرام پنچایت پہلے ۵ محلوں پر مشتمل تھی۔ جس میں ۳ محلے مسلمانوں کے اور دو محلے ہندوں کے تھے۔ بڑی جدوجہد کے بعد حکومت مہاراشٹرا نے اسے دو گرام پنچایت میں تقسیم کیا ہے۔ اب سہرولی نمبر ا اور دو ہندو محلوں کی گرام پنچایت ایک ہے۔ دوسری بہرولی نمبر ۲ اور نمبر ۳ ان دو محلوں کے لئے ایک الگ گرام پنچایت بنائی گئی اور اسکو چوگلے محلہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ گرام پنچایت چوگلے محلہ۔ تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگیری کا قیام ۲۳ فروری ۲۰۰۰ء کو عمل میں آیا۔ جسکی پہلی سرپنچ ایک خاتون کو بنایا گیا۔ سرپنچ اور تمام ممبران کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) خاتون بی داؤد ملاجی۔ (سرپنچ) (۲) محمد علی اسحاق چوگلے (نائب سرپنچ) (۳) عمر عباس چوگلے (عرف مقبول چوگلے) ممبر (۴) حنیفہ ممتاز چوگلے ممبر (۵) عبدالرزاق قاسم چوگلے ممبر۔

امسال دونوں گرام پنچایتوں کا جو الیکشن ہوا وہ بغیر مقابلے کے عمل میں آیا۔ اسکا پورا سہرہ جناب مقبول چوگلے کے سر جاتا ہے۔

ار داؤد (بھائی) چوگلے

نازنین حسین میاں قاضی عالمہ بن گئیں

مہاڈ ڈاکٹر شوکت قاضی کی بہن نازنین حسین میاں قاضی نے مورخہ ۷ نومبر ۲۰۰۰ء کو مدرسہ حلیمہ للبنات مورب سے عالمیت کی سند حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم کی روشنی سے نہ صرف اہلیان مہاڈ بلکہ پورے عالم کو منور کرے اور ان کے علم سے تمام عالم فیضیاب ہو۔ آمین۔ مرسلہ داؤد خان محمد خاں چوگلے

حسین عمر دلوائی کا مستحسن اقدام

کوکن کے عوام بالخصوص اضلاع رتناگری رائے گڑھ اور سندھو درگ عالی جناب حسین عمر دلوائی وزیر رائے لیبر، اوقاف اور پورٹ حکومت مہاراشٹر کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے کوکن کی ترقی کے لئے رتناگیری سب یونیورسٹی سب سینٹر کے لیے وزیر اعلیٰ شریمان ولاس راؤ دیشمکھ اور وزیر زراعت پتنگ راؤ کدم کے ساتھ ملاقات کر کے رتناگیری ایئرپورٹ کے پاس ایم آئی ڈی سی کا ڈیڑھ سو ایکٹر کا پلاٹ منظور کروالیا ہے۔ کوکن کی ترقی کے لیے دلوائی صاحب نے بالکل صحیح سمت میں قدم بڑھایا ہے اور اس کے لیے ہم کوکن کے عوام ان کے شکر گزار ہیں۔

ڈاکٹر سمیر لامے

کان ، ناک اور گلے کے ماہر معالج کوکن کے اولین ENT سرجن ڈاکٹر عبدالقادر حسین لامے متوطن سیطوڑ ۔ راجاپور ضلع رتناگیری کے فرزند ڈاکٹر سمیر نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امسال ممبئی یونیورسٹی سے ENT میں ایم ایس کی ڈگری حاصل کی ہے۔اور امتیازی شان کے ساتھ یونیورسٹی میں اول رہے۔ڈاکٹر سمیر نے ۱۹۹۶ء میں ٹوپی والا نیشنل میڈیکل کالج اور نائر اسپتال ممبئی سے MBBS کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۹۹ء میں کالج آف فزیشن سے ۔ Diploma in OTO-RHINO- LARN-GOLOGY کا امتحان کامیاب کیا ہے۔

ڈاکٹر سمیر لامے موصوف کی والدہ ڈاکٹر مہر النساء لامے جنرل پریکٹشنر ہیں اور طبی خدمات کے علاوہ سماجی فلاح و بہبود میں بھی دلچسپی رکھتی ہیں کوکن مرکنٹائل کوپریٹیو بینک کی آپ ڈائریکٹر رہ چکی ہیں ۔ الغرض علم طب میں نجیب الطرفین ڈاکٹر سمیر لامے کے ہاتھوں میں اللہ پاک شفاء عطا فرمائے یہی دعا ہے۔

سہیل مستری

واشی نئی ممبئی کے معروف اور موقر تعلیمی ادارہ سیکریڈ ہارٹ ہائی اسکول کا طالب العلم جس نے ۱۹۹۴ء میں تقریباً ۷۷ فیصد نمبرات کے ساتھ SSC کا امتحان کامیاب کیا وہ سہیل، کیپٹن فقیر محمد مستری کا پوتا اور حافا ہائسٹ کے جناب گلزار مستری کا فرزند نیک ارجمند ہے۔سلسلۂ تعلیم کو آگے بڑھاتے ہوئے ۱۹۹۶ء میں اس ہونہار طالب العلم نے صابو صدیق جونیئر کالج سے ایچ ایس سی کا امتحان پاس کیا اور راجیو گاندھی انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنولوجی ایرولی نئی ممبئی میں میکانیکل انجینئرنگ میں داخلہ لیا اور جون ۲۰۰۰ء کے فائنل امتحان میں ممبئی یونیورسٹی سے B E Mech کی سند حاصل کی اسطرح اپنے والد جو خود بھی میکانیکل انجینئر اور میکانیکل ورکشاپ کے مالک ہیں ان کے سپنوں کو ساکار کیا۔B E Mech کی سند حاصل کرنے کے بعد حوصلے اور بلند ہوئے اور سلسلۂ تعلیم جاری رکھتے ہوئے ممبئی یونیورسٹی کے زیر اہتمام رضوی انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ اسٹڈیز باندرہ میں ماسٹر ان بزنس ایڈمنسٹریشن MBA میں داخلہ لیا ہے اور پہلے سال میں زیر تعلیم ہے۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
تو پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو

جیسے شعر کی تفسیر بنے موضع سارنگ تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری کے اس نوجوان سے امید ہے کہ اس شعبہ میں بھی کامیابی حاصل کر کے وہ اپنے خاندان کا نام روشن کریگا۔ اللہ ہماری امید کو پورا اور دعاؤں کو قبول فرمائے۔

ایک شام اقبال حسین کے نام

۱۷/نومبر کی شب کو کرجی تعلقہ کھیڈ میں غین حسن ہیٹ ٹرانسلر واقع MIDC، لوٹے ۔ کھیڈ کے مالک الحاج حسین ملاجی نے اپنی کفالت و زیر اہتمام ایک شاعرانہ تقریب بنام "ایک شام اقبال حسین کے نام" کا انعقاد کیا جس میں نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے عملہ نے بھی شرکت فرمائی۔اس تقریب میں چپلون اور کھیڈ کے حضرات و شعراء و شاعرات نے بھی شرکت کی۔ کرجی کے باشندگان ایک کثیر تعداد میں موجود تھے ۔اس طرح انہوں نے اردو نوازی کا ثبوت پیش کیا۔ یہ نشست رات کے ایک بجے تک پوری آب و تاب اور جوش و خروش کے ساتھ جاری رہی۔ سامعین نے دل کھول کر داد تحسین دی اور شعراء و شاعرات کی حوصلہ افزائی کی ۔ سامعین میں سے اکثر حضرات نے اپنی فیاض طبعی اور اپنے شعری ذوق کا اظہار کرتے ہوئے شعراء و شاعرات کو انعامات

سے نوازا۔ اس میں جناب الحاج حسین ملا جی پیش پیش رہے۔ ننھی منی ۸ سالہ بچی حنا محمود پرکار نے سامعین کو اپنی میٹھی آواز اور حسن ادائیگی سے سحر زدہ کر دیا۔ اور ان سے داد تحسین کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ انعامات حاصل کئے۔

کھیڈ کی ابھرتی ہوئی ننھی شاعرہ

یسہ کانے نے بھی بھرپور داد تحسین حاصل کرتے ہوئے کئی انعامات حاصل کئے۔ کھیڈ ہی کی دوسری غیر مسلم شاعرہ مسز تانبے صاحبہ نے بھی سامعین کو اپنی سحر انگیز آواز اور حسن ادائیگی و ترنم سے موہ لیا۔ انعامات بھی پائے اور داد تحسین بھی۔ اس نشست کی تقریب کی نظامت آدرش ہائی اسکول کرجی کے مقبول عام ٹیچر و شاعر اقبال پٹیل نے حسن خوبی انجام دی۔

مندرجہ ذیل شعراء و شاعرات نے غزل گوئی میں اپنا اپنا کمال دکھایا۔

۱-ترنم پٹیل (۲) حنا محمود پرکار (۳) حسین عبداللہ پرکار (۴) قاضی لئیق (۵) آدم معین الدین حمدولے (۶) یسہا کانے (کھیڈ) (۷) مسز تانبے (کھیڈ) (۸) سلیم سر (آدرش ہائی اسکول) (۹) اقبال پٹیل (آدرش ہائی اسکول)

اس تقریب کی افتتاح نقش کوکن ٹیلنٹ فورم عملہ کے میر کارواں لائق اقبال کوارے صاحب کی تقریر سے ہوا۔ انہوں نے تقریب کے روح رواں الحاج حسین ملاجی اور مہمانان خصوصی کا تعارف کرایا۔ اور اپنی اور فورم کی جانب سے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ اس تقریب کے اختتام کا اعلان جناب اقبال پٹیل نے کیا اور سامعین اور مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔

مرسلہ عبدالحمید حسین مہسکر

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم (NKTF) کے زیر اہتمام موربہ میں تعلیمی مقابلے

۱۹ نومبر ۲۰۰۰ء کو بمقام موربہ، نقش کوکن ٹیلنٹ فورم (NKTF) ممبئی کے زیر اہتمام ضلع رائے گڑھ کے اردو ذریعہ تعلیم کے ہائی اسکولوں کے طلباء و طالبات کے مابین تقریری و تحریری، جنرل نالج اور میتھس نیز انگریزی دانی کے تعلق سے تعلیمی مقابلے منعقد ہوئے۔ یہ موربہ کے ایس ایس ہائی اسکول میں ہوئے۔ اس کے کنوینر کے فرائض اسی اسکول کے صدر مدرس اور اسٹاف نے انجام دئے ان کو مقامی عملی دوست حضرات، خصوصی طور پر پروفیسر اعجاز راؤت، محمد علی نے بھرپور تعاون دیا۔ قصبہ موربہ کے دیگر مقامی حضرات نے بھی اپنی موجودگی سے حوصلہ افزائی کا ثبوت دیا۔ کھیڈ کے سیکنڈری ٹیچر جناب عبدالرؤف خطیب نے اس تقریب میں شروع سے آخر تک پورا تعاون دیا۔ ایس ایس ہائی اسکول کے صدر مدرس اور اسٹاف کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔

مقابلہ جات و تقسیم انعامات و اسناد کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اردو مضمون نویسی

۱-عندلیب اعجاز اختر۔ اول۔ اے۔ ایچ۔ آئی۔ اردو اسکول۔ مہاڈ

۲-انصاری نادرہ مختار احمد۔ دوم۔ ایس ایس ہائی اسکول۔ موربہ

۳-نبیلہ باقر شاعیکر۔ سوم۔ انجمن آئی ایچ ایس۔ جنجیرہ

مراٹھی مضمون نویسی

۱-پٹھان عمید محمد۔ اول۔ یعقوب بیگ ہائی اسکول۔ پنویل

۲-دیشمکھ فرناز عنایت اللہ۔ دوم۔ ای۔ ایس۔ ہائی اسکول انگلش اسکول۔ لوئر توڑیل

۳-مصری فیضان اسماعیل۔ سوم۔ ای آئی ایچ اسکول۔ جنجیرہ مروڈ - ا۔ل

۳-(۱) احسان الحق شبیر شیخ۔ اول۔ انجمن اسلام اردو ہائی اسکول۔ چاند ادا

(۲) مزمل عبدالعزیز منشی۔ دوم۔ یعقوب بیگ ہائی اسکول۔ پنویل

(۳) شیخ ہادی عبدالرزاق سوم انجمن اسلام ہائی اسکول مروڈ

اردو تقریری مقابلہ

(۱) ثنا عتیق کھوت۔ اول۔ یعقوب بیگ ہائی اسکول۔ پنویل

(۲) اسانے یعقوب عنایت۔ دوم۔ محمد ار ہائی اسکول۔ وہور

(۳) بھدرکر پروین۔ سوم۔ ایس ایس ہائی اسکول۔ موربہ

مراٹھی تقریری مقابلہ

(۱) مہرین اقبال شیخ۔ اول۔ یعقوب بیگ ہائی اسکول۔ پنویل

۲-نعیمہ قطب الدین خان۔ دوم۔ این۔ ای۔ ایس۔ اردو ہائی اسکول۔ ناگوٹھے

۳-دیشمکھ فاطمہ اے آر۔ سوم۔ ای۔ ایس۔ انگلش ہائی اسکول۔ توڑیل

مراٹھی زباندانی

(۱) نعیمہ قطب الدین خان۔ اول۔ این۔

ای۔ایس۔اردوہائی اسکول۔ناگوٹھے
(۲) انور کرویکر۔ دوم۔ ای۔ کے۔آئی اسکول۔چانڈوا
(۳) پٹھان طلعت منیر۔سوم۔انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول۔ شریوردھن

انگریزی زباندانی.

(۱) احسان الحق شیخ اول ۔ انجمن خیر الاسلام اسکول۔چانڈوا
(۲) ثنا عتیق کھوٹ۔ دوم۔ یعقوب بیگ ہائی اسکول۔پنویل
(۳) بلاعقیفہ حسین سوم۔ایس جاسن ہائی اسکول۔ موربہ

جنرل نالج (پرائمری سیکشن)

(۱) خطیب معاذ عبدالوہاب اول ۔ انجمن اسلام ہائی اسکول۔پورار۔وانی
(۲) اظہر اختر سید۔دوم۔انجمن اسلام ہائی اسکول۔جنجیرہ مروڈ
(۳) افضل عثمانی سوم۔انجمن خیر الاسلام ہائی اسکول۔چانڈوا

جنرل نالج (سیکنڈری)

(۱) خان نسیمہ عبدالکلام۔اول ایس ایس ہائی اسکول۔ موربہ
(۲) کردے اشرف عنایت اللہ دوم انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول۔شریوردھن
(۳) شبنم عرفانی ناوڈیکر سوم ۔ یعقوب بیگ ہائی اسکول۔پنویل

میتھس (علم الریاضی)

(۱) احسان شبیر شیخ۔اول۔ای۔کے۔آئی۔ ہائی اسکول۔چانڈوا
(۲) مزمل عبدالعزیز منشی۔دوم۔یعقوب بیگ ہائی اسکول۔پنویل
(۳) شبنم شبیر شیخ۔ سوم۔این۔ای۔ایس اردوہائی اسکول۔ناگوٹھنے

مرسلہ محمودالحسن ماہر

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم (N.K.T.F) کے کرجی میں تعلیمی مقابلے

۱۸ر نومبر ۲۰۰۰ء کو ماہنامہ نقش کوکن کے ٹیلنٹ فورم (N K T F) ممبئی کے زیر اہتمام رتناگیری و سندھودرگ ضلعی سطح پر وہاں کے اردو ہائی اسکولوں کے طلباء و طالبات کے مابین تعلیمی مقابلے آدرش ہائی اسکول، کرجی تعلقہ کھیڈ میں ہوئے جس کی کفالت عین سنس ھیٹ ٹرانفسر واقع لوٹے ، کھیڈ نے کی۔ تقریب کی صدارت الحاج حسین عبدالغنی ملاجی (کرجی۔کھیڈ) نے کی۔اس تقریب کے مہمان خصوصی شری ایم۔ ایس۔ مانڈے (ایجوکیشن آفیسر ، رتناگیری ضلع پریشد) اور اعزازی مہمانان میں شریمتی پرتبھا سروے (B E O Khed) اور شری ڈی کی کامبلے (Ext Officer Beat Karji) قابل ذکر ہیں۔

یہ مقابلوں میں رتناگری اور سندھودرگ کے ۱۸ ہائی اسکولوں کے طلباء وطالبات کے مابین ہوئے۔

مقابلہ جات و تقسیم انعامات و اسناد کی تفصیل اس طرح ہے۔

اردو تقریری مقابلے تعداد شرکت کنندگان۔۱۶

(۱) عثمان سلیمان گانگریکر۔x۔اول انعام۔ نیو بھارت اردو ہائی اسکول۔انجنویل
(۲) ردیبہ قاسم بھاٹکر X۔ دوم انعام ۔مستری ہائی اسکول۔رتناگیری
(۳) سید خالد اسلم x۔ سوم انعام ۔ رائزنگ ہائی اسکول۔جامگے

اردو مضمون نویسی

(۱) فیصل نوشاد پٹیل x۔ اول ۔ انعام۔ مہاراشٹر ہائی اسکول۔چپلون
(۲) متین محمد شریف پٹیل ۔Xدوم انعام ۔انجمن خیر الاسلام۔واابھول
(۳) مزمل یوسف شرگاؤں کر X۔ سوم انعام۔ مستری ہائی اسکول۔رتناگیری

مراٹھی مضمون نویسی .

(۱) صبیحہ شبیر قاضی X۔ اول انعام ۔ مستری ہائی اسکول۔رتناگیری
(۲) شگفتہ ابوبکر کھوت (IX) دوم انعام۔ حاجی ایس۔ایم مقادم ہائی اسکول۔کھیڈ
(۳) مؤجہ موسیٰ دلوی (IX) سوم انعام۔ مہاراشٹر ہائی اسکول۔ چپلون

انگریزی مضمون نویسی

(۱) حمیدہ ہارون ساٹھی (X) اول ۔ حاجی ایس۔ایم مقادم ہائی اسکول۔کھیڈ
(۲) امتیاز علی سروے۔(IX) دوم۔ نیشنل ہائی اسکول۔سونس
(۳) مزمل یوسف شرگاؤں (X) سوم انعام۔ مستری ہائی اسکول۔رتناگیری۔

جنرل نالج۔(پرائمری کلاسیس)

(۱) فرحان قمر الدین میر (VIII) اول۔ آدرش ہائی اسکول کرجی۔
(۲) غزالہ احمد ہیبل (VIII) دوم۔

مہاراشٹر ہائی اسکول۔ چپلون
(۳) بلال مختار ہرنیکر (VIII) سوم۔ انجمن
خیر الاسلام۔ داپھول
جنرل نالج (سیکنڈری)
(۱) جمیل صلاح الدین مجاور۔ (X) اول۔
انجمن خیر الاسلام۔ داپھول
(۲) ناگوٹھے شگفتہ ظہور احمد (IX) دوم۔
دی رائزنگ ہائی اسکول۔ جانگھے۔
(۳) اسد قاضی علی قاضی X۔ سوم۔
مہاراشٹر اردو ہائی اسکول۔ کڑوئی۔
میتھس (علم ریاضی)
(۱) جمیل صلاح الدین مجاور (X) اول۔
انجمن خیر الاسلام۔ داپھول
(۲) ترنم اے۔ مجید جوالے (X) دوم۔
مہاراشٹر ہائی اسکول۔ کڑوئی
(۳) مجاہد ممتاز علی چوگلے (X) سوم۔
آدرش ہائی اسکول۔ کرجی
مراٹھی زباندانی مقابلے
(۱) صبیحہ شبیر قاضی (X) اول۔ مستری ہائی
اسکول۔ رتناگیری
(۲) الطاف محمد علی چکلے (-) دوم نوجیون
ہائی اسکول۔ شیو
(۳) مؤجہ موسیٰ دلوی (IX) سوم۔ مہاراشٹر
ہائی اسکول۔ چپلون
انگریزی زباندانی
(۱) سید غزالی عابدی (IX) اول۔ نیشنل
اردو ہائی اسکول۔ ھرنئی
(۲) فاطمہ عباس علی (X) دوم۔ مہاراشٹر
ہائی اسکول۔ چپلون
(۳) امتیاز علی سروے (IX) سوم۔ نیشنل
ہائی اسکول۔ سوئنس۔
مراٹھی تقریر
(۱) سہارا الیس۔ وستیا۔ اول۔ بیگم عزیزہ
داؤد ہائی اسکول۔ رتناگیری
(۲) سیما اسلم بھاٹکر۔ دوم۔ مستری ہائی
اسکول۔ رتناگیری
(۳) توحید نجیب چوگلے۔ سوم۔ آدرش ہائی
اسکول۔ کرجی

مرسلہ عبدالحمید مہسکر

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام
کوسہ ممبرا میں تعلیمی مقابلے

۲۳ نومبر ماہنامہ نقش کوکن
کے نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام
کوسہ۔ ممبرا سمیہ ہائی اسکول میں اردو ذریعۂ
تعلیم کے ہائی اسکولوں کے طلباء کے مابین
تعلیمی مقابلے منعقد ہوئے جس کا تفصیلی
جائزہ بصورت نتائج اس طرح ہے۔

اردو مضمون نویسی
(۱) نعیمہ محمد حنیف (اول) عبداللہ پٹیل
ہائی اسکول
(۲) رفعت رضوان (دوم) انجمن اردو ہائی
اسکول الیاس نگر
(۳) آمینہ ضمیر اللہ چودھری (سوم) سمیہ
ہائی اسکول۔ کوسہ
مراٹھی مضمون نویسی
(۱) مقادم ثنا سراج الدین (اول) سمیہ ہائی
اسکول۔ کوسہ
(۲) تحسین۔ اے۔ آر۔ سلمانی (دوم) رفیع
الدین فقیہہ ہائی اسکول۔ (بھیونڈی)
(۳) میمن عمران محمد امین چودھری (سوم)
نیشنل اردو ہائی اسکول۔ کلیان۔
انگریزی مضمون نویسی
(۱) ثنا قمر الدین مومن (اول) رفیع الدین
ہائی اسکول بھیونڈی
(۲) منصوری الوشمع ابوصفیان (دوم) نیشنل
اردو اسکول۔ کوسہ
(۳) محمد رضوان گلزار احمد (سوم) نیشنل
اردو اسکول۔ کوسہ۔
اردو تقریر:
(۱) سمیرہ رشید صدیقی (اول) رفیع الدین
فقیہہ (گرلز) ہائی اسکول بھیونڈی
(۲) عامر اشرف کوواری (دوم) رفیع
الدین فقیہہ ہائی اسکول (بوائز) بھیونڈی
(۳) خان شگفتہ محمد عمر (سوم) سمیہ ہائی
اسکول کوسہ
مراٹھی تقریر
(۱) اسمہ مرسل (اول) سمیہ ہائی اسکول۔
کوسہ
(۲) فیاض حفیظ الدین شیخ (دوم) رفیع
الدین فقیہہ ہائی اسکول۔ بھیونڈی
(۳) دلشاد اقبال شیخ (سوم) انجمن اردو ہائی
اسکول۔ بدلاپور
مراٹھی زباندانی
(۱) مرسل اسمہ شبیر (اول) سمیہ ہائی اسکول۔
کوسہ
(۲) گوہر عبدالرب پٹیل (دوم) رفیع الدین
فقیہہ (گرلز) ہائی اسکول۔ بھیونڈی
(۳) میمن عمران محمد امین (سوم) نیشنل
ہائی اسکول (کلیان)
انگریزی زباندانی
(۱) ثنا قمر الدین مومن (اول) رفیع الدین
فقیہہ ہائی اسکول گرلز بھیونڈی
(۲) بوہیرے حمزہ نفیس (دوم) نیشنل اردو
ہائی اسکول۔ کلیان
(۳) شیخ تحسین حیدر (سوم) عبداللہ پٹیل
(گرلز) ہائی اسکول۔ کوسہ
جنرل نالج (پرائمری)
(۱) فرحین محمد ادریس (اول) عبداللہ پٹیل
(گرلز) ہائی اسکول۔ کوسہ
(۲) رحمن بابر طان (دوم) سمیہ ہائی اسکول
(۳) خان یاسر عتیق الرحمٰن (سوم) عبداللہ
پٹیل (بوائز) ہائی اسکول۔ کوسہ
جنرل نالج (سیکنڈری)
(۱) فریحہ جاوید باردی (اول) رفیع الدین
فقیہہ (گرلز) بھیونڈی

کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ ممبئی کیلئے

ضرورتِ معلمین دینیات

کوکن کے اردو ہائی اسکولوں میں جون ۲۰۰۰ء سے نظام دینیات کا منصوبہ عمل پذیر ہے۔

پہلے مرحلے کی کامیابی کے بعد الحمدللہ جون ۲۰۰۱ء سے درج ذیل نئے اسامیوں کی ضرورت ہے۔

معلمین: جو پانچویں تا نویں جماعت کے طلباء کو نہ صرف دین کی تعلیم دے سکیں بلکہ ان کی تادیب وتربیت کے بھی ذمہ دار ہوں اور اسکول میں دینی و خوشگوار اخلاقی ماحول کو پروان چڑھائیں۔

لیاقت: دین کا گہرا علم و شعور رکھتے ہوں۔ صحیح اسلامی فکر، صالح کردار اور داعیانہ اوصاف کے مالک ہوں۔ تعلیم وتربیت کا کم از کم پانچ سالہ تجربہ ہو۔

مشاہرہ: ماہانہ چھ ہزار روپے (مجموعی طور پر)

نگراں: (صرف ایک اسامی) جو نظام دینیات منصوبہ کو عملی جامہ پہنائے اور وقتاً فوقتاً معلمین کی کارکردگی کا جائزہ لے۔

لیاقت: معلمین کی لیاقت اور اوصاف کے علاوہ دس سال کا تجربہ۔

مشاہرہ: ماہانہ سات ہزار روپے (مجموعی طور پر) + واجبی سفر خرچ

شرائط: (۱) انتخاب کیلئے تحریری امتحان اور انٹرویو ممبئی میں ہوگا جس کیلئے امیدوار اپنے خرچ سے آئیں گے۔
(۲) انتخاب کے بعد ٹرسٹ کے خرچ سے تربیتی پروگرام میں شرکت لازمی ہوگی۔ (۳) منتخب شدہ معلم کو کوکن کے کسی اسکول میں حسب ضرورت بھیجا جا سکتا ہے۔ (۴) معلم کا شادی شدہ ہونا ضروری ہے اور فیملی کے ساتھ رہائش لازمی ہے۔ فیملی رہائش کا انتظام کیا جائے گا۔ (۵) ٹرسٹ کے ساتھ رابطہ کرنے اور سفارش کروانے سے درخواست پر غور نہیں کیا جائیگا۔

۳۰ر دسمبر تک جملہ اسناد اور تفصیلات کے ساتھ درخواستیں مینجنگ ٹرسٹی کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے نام ذیل کے پتہ پر بذریعہ ڈاک ارسال کی جائیں۔

MR I.K.ABIDI . PROJECT CO-ORDINATOR.
31/819, NEHRU NAGAR MUMBAI-400 024,

(۲) نسیمہ ادہم فلاحی (دوم) عبداللہ پٹیل (گرلز) کوسہ
(۳) صلاح الدین جمیل غازی (سوم) انجمن اردو اسکول۔ بدلاپور

تھس (علم ریاضی)

(۱) مارڈی عبداللہ ملال (اول) نیشنل ہائی اسکول۔ کلیان
(۲) شملی سلمہ عبدالخلیق (دوم) عبداللہ پٹیل (گرلز) کوسہ
(۳) تنا قمرالدین مومن (سوم) رفیع الدین فقیہ (گرلز) ہائی اسکول۔ بھیونڈی

المرتب انور خاں

امدادیہ کمیٹی کرلا (مقیم دبئی) کا جلسۂ تقسیم یونیفارم

امدادیہ کمیٹی کرلا (مقیم دوبئی) کی طرف سے اسکول کے طلباء اور طالبات کو یونیفارم تقسیم کرتے ہوئے جناب آئی وائی سولکر، جناب علی اسماعیل سولکر اور جناب عبدالمجید محگاؤں کر۔

اردو بوائز اسکول کرلا (رنگاری) میں امدادیہ کمیٹی کرلا مقیم دوبئی کا جلسہ تقسیم یونیفارم مورخہ ۱۳/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو مستری ہائی اسکول کے ریٹائرڈ صدر مدرس عالی جناب آئی وائی سولکر کی صدارت میں باتزک و احتشام اختتام پذیر ہوا۔ اس موقعے پر جماعت المسلمین کرلا کے صدر جناب عبدالحمید علی ہوڑیکر، نائب صدر جناب علی اسماعیل سولکر، ممبران جناب اسماعیل علی خان ھاٹکر اور محمد میاں داود سولکر کے علاوہ کیدریہ پرکھ جناب شوکت قاضی بہ طور مہمانان خصوصی رونق افروز تھے۔ ابتداء میں اردو اسکول کے بچوں نے حمد باری تعالیٰ پیش کی اس کے بعد بوائز اسکول کے صدر مدرس جناب عبدالحمید ہوڑیکر نے صدر محترم اور دیگر مہمانان خصوصی کا تعارف پیش کر کے ان کی گل پوشی کی۔ پھر امدادیہ کمیٹی کرلا کے مقامی نمائندے جناب عبدالمجید محگاؤں کر نے جلسے کی غرض و غایت بیان کی اور کمیٹی کی روداد مختصر طور پر پیش کی۔ بعد ازاں صدر جلسہ اور معزز مہمانان کے مبارک ہاتھوں سے دونوں اسکولوں کے اکہتر (۷۱) نادار اور مستحق طلبا اور طالبات کو اسکولی یونیفارم کی تقسیم عمل میں آئی۔ اس موقعے کو غنیمت جان کر صدر جلسہ جناب آئی وائی سولکر، جناب علی اسماعیل سولکر، جناب شوکت قاضی، جناب عبدالمجید محگاؤں کر۔ جناب اسماعیل ھاٹکر، جناب عبدالحمید ہوڑیکر اور محترمہ خورشید ملی ہونیر کر نے اپنے زرین خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بچوں کو امتیازی نمبرات حاصل کر کے اسکول اور اپنے والدین کا نام روشن کرنے کی ترغیب دی اور بچوں کی تعلیمی وسائل کی ضرورت کو پچھلے آٹھ سال سے پورا کرتے رہنے پر امدادیہ کمیٹی کو داد تحسین سے نوازا اور اس سے یہ امید بھی رکھی کہ آئندہ بھی کمیٹی ہذا اس کام کو جاری اور ساری رکھے گی۔ جلسے کی نظامت کے فرائض جناب عبدالحمید ہوڑیکر نے حسن خوبی انجام دیئے اور کمیٹی کے مقامی نمائندے جناب عبدالمجید محگاؤں کر نے حاضرین کو گلاب کے پھول پیش کر کے ان کا شکریہ ادا کیا۔

مبارک کاپڑی کو دلی مبارکباد

حکومت مہاراشٹر کے ثقافتی امور کے وزیر رام کرشن مورے جو مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کے چیرمین بھی ہیں گذشتہ دنوں اکاڈمی کے ۳۶ ممبران کے ناموں کا جو اعلان کیا ہے ان

میں ماہنامہ نقش کوکن کے دیرینہ قلمکار اور نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے رکن ماہر تعلیم جناب مبارک کاپڑی صاحب کا نام نامی بھی شامل ہے۔ اپنے ایک ساتھی کے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کے ممبر چنے جانے پر ادارہ نقش کوکن انھیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جناب عبدالحمید حسن پٹھان کو صدمہ

محترم جناب عبدالحمید حسن پٹھان جو بمبئی مرکنٹائل میں بینک میں آفیسر ہیں انکے والد محترم جناب حسن محمد پٹھان صاحب کا انتقال ۲۵ جولائی ۲۰۰۰ء کو انکے وطن ولوتا۔ تعلقہ منڈن گڑھ۔ ضلع رتناگیری میں ہوا مرحوم کی عمر ۷۳ سال تھی۔ مرحوم تہجد گزار تھے اور بہت نیک انسان تھے انکا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ مرتے وقت زبان پر کلمہ جاری تھا۔ اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔

از داؤد (بھائی) چوگلے (کوسہ تھانہ)

احمد سیٹھ گھاگر کر کو صدمۂ شاقہ

جناب احمد سیٹھ حسن گھاگر کر متوطن پڑوسے والا سیتوڑا ضلع رتناگیری کی بیگم لطیفہ مورخہ ۴ نومبر ۲۰۰۰ء نومبر کو اچانک حرکت قلب رک جانے کیوجہ سے میرج میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ تجہیز و تکفین پڑوے میں ہوئی۔

ولو گھر کے ابراہیم ماسٹر نہ رہے

موضع ولوگھر تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری کی مشہور و معروف ہستی ابراہیم چکنے عرف ماسٹر کا ۱۴ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو طویل علالت کے بعد اپنے گھر میں انتقال ہوا انہوں نے اپنی زندگی میں خدمتِ خلق کے بہت سے کام کئے ہیں۔ اور گاؤں کی گرام پنچایت میں سرپنچ کی حیثیت سے بھی بحسن خوبی خدمت انجام دی۔

دلاور حسین مہاڈکر کو صدمہ

جناب دلاور حسین مہاڈکر کی والدہ محترمہ کا انتقال بتاریخ 30-9-00 شام چھ بجے ہوا تدفین دوسرے دن عمل میں آئی بمقام شگھر مروڈ جنجیرہ موصوفہ قلیل علالت کے بعد دار فانی سے کوچ کر گئیں۔

میر جکر کو صدمہ

نقش کوکن اسٹاف کے ایک رکن میر جکر کی چاچی محترمہ زینب ماسٹر عبدالعزیز میر جکر کا ایک طویل مدتی علالت کی بناء ۲۳ر نومبر کو تقریباً بعمر ۷۵ سال انتقال پرملال ہوگیا۔

بشیر چیچکر کو صدمہ

مہاڈ شہر کانگریس (آئی) کمیٹی کے صدر جناب بشیر چیچکر کی والدہ کا ۱۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو "برین ہیمریج" کی وجہ سے ۶۵ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ اس دکھ بھرے موقع پر مہاراشٹر حکومت پولوشن بورڈ کے چیرمین جناب مشتاق انتولے، ان کی اہلیہ اور سابق وزیر اعلیٰ بیرسٹر اے۔ آر انتولے کی اہلیہ نے جناب بشیر چیچکر اور اہل خاندان کی خدمت میں تعزیتی کلمات پیش کئے۔

ایم۔جی۔بدر چل بسے

۸۰ سالہ ریٹائرڈ سپرانٹیڈنٹ آف کسٹمس جناب محمد غلام محی الدین بدر حرکتِ قلب بند ہوجانے سے ۲۷ ستمبر ۲۰۰۰ کو ممبئی میں انتقال کر گئے۔ انہیں اپنے گاؤں دابھول، تعلقہ داپولی، ضلع رتناگیری میں سپرد خاک کیا گیا۔

عجیب بات!

کتنی عجیب بات ہے کہ ریٹائرڈ کسٹم افسر جناب بدر صاحب متوطن دابھول ضلع رتناگیری جو ارامان بلڈنگ حلقۂ مجگاؤں ممبئی ۱۰ر میں سکونت پذیر تھے ان کا ماہ ستمبر ۲۰۰۰ء میں انتقال ہوگیا۔ مگر ان کے انتقال کا ہمیں پتہ اس وقت چلا جب کینیا مشرقی افریقہ میں نقش کوکن کے نمائندہ خصوصی جناب شیخ اسماعیل صاحب نے لکھ کر ہمیں اس سانحۂ ارتحال سے آگاہ کیا جو ہمیں ۲۷ اکتوبر کو موصول ہوا۔ موت برحق ہے اور ہر مسلمان چاہتا ہے کہ ایکدوسرے کے غم میں شریک رہے اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرے اور اسلئے تو نماز جنازہ فرض قرار دی گئی۔ مگر بدر صاحب کی موت، نقش کوکن کے ایک بہی خواہ کی موت، کوکنی برادری کے ایک سبکدوش سرکاری افسر کی موت سے بے خبری کو ہم کیا سمجھیں؟ کیا دن بدن ہم برادران قوم ایک دوسروں سے قریب آرہے ہیں یا دور جارہے ہیں

کوکن کے ہائی اسکول کے صدر مدرسین و انتظامیہ کے نام

REG. NO. E-18775(MUM)

کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ دینی تعلیمی اسکیم میں شمولیت

مکرمی۔ السلام علیکم

اس سے قبل بھی ہم نے آپ کو مخاطب کیا ہے۔ لہذا امید کرتے ہیں کہ کوکن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ سے آپ بخوبی متعارف ہوں گے۔ ہمارا ٹرسٹ کوکن کے اردو ہائی اسکولوں کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں کوشاں ہونے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کے باقاعدہ انتظام کو بہت اہمیت دیتا ہے تاکہ ہمارے اداروں سے صرف ایسے نام نہاد اسکالر پیدا نہ کئے جائیں جو دین و ملت سے بیزار، منحرف اور رشد و ہدایت سے عاری ہوں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل دینی تعلیمی اسکیم لے کر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں

۱- پانچویں سے نویں جماعت تک ہر ڈویژن میں دوسرے مضامین کی طرح ہر ہفتہ ٹائم ٹیبل کے اندر دینیات کے لئے پانچ پیریڈ مختص کئے جائیں۔ مہاراشٹر کے کئی ہائی اسکولوں میں یہ طریقہ مروج ہے۔

۲- اس کے لئے ضروری ہے کہ اسکول کے اوقات میں ۳۵ منٹ کا اضافہ کر کے ہر روز ایک پیریڈ بڑھایا جائے ایسا کرنے سے اسکول کے قانونی اوقات میں فی ہفتہ ۳۰ گھنٹے سے تجاوز نہیں ہوتا۔

۳- ہمارا ٹرسٹ ہر اسکول لئے اپنے خرچ سے کم از کم ایک معلم فراہم کرے گا جو نہ صرف عالم ہوگا بلکہ تربیت یافتہ بھی ہوگا اور اسے ایچ ایس سی، ڈی ایڈ کے سرکاری اسکیل کے مساوی معاوضہ دیا جائے گا۔

کوکن کے تقریباً ۱۹۵ اردو ہائی اسکولوں میں سے ابتدائی طور پر ۲۳، اسکولوں میں اسکیم کو جون ۲۰۰۰ء سے نافذ کیا گیا ہے، آپ سے گزارش ہے کہ اپنے ہائی اسکول کو جون ۲۰۰۱ء سے اس اسکیم میں اپنی ملی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں۔ ہونے کے بعد ئے معلمین کے انتخاب، ان کی تربیت اور تقرری کا پروگرام مرتب کیا جائے گا۔

حصولِ علم کا بنیادی مقصد انسان کی سیرت و کردار کی تشکیل، اللہ کی عبادت اور مخلوق کی خدمت ہے۔ معیشت کا حصول ایک ضمنی بات ہے۔ مزید برآں اسلام میں دینی علم اور دنیاوی علم کی کوئی تقسیم نہیں ہے۔

عصری تعلیم کے ہمارے ادارے علم کے بنیادی مقصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکتے اگر ہماری تعلیمی کاوشیں ڈگریاں حاصل کرنے تک محدود رہ جائیں۔ ہم نے اپنی ساری توجہ دنیاوی تعلیم پر مرکوز کر کے دینی تعلیم سے کامل غفلت برتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم کو دینی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کا احساس نہیں ہے۔ در حقیقت ہمارے اسکولوں میں صرف دو وجوہات کی بناء پر دینی تعلیم کو رائج نہیں کیا جاتا

(۱) ہم اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ حکومت وقت کی جانب سے اس کی ممانعت ہے۔ قانون کے دائرہ میں رہ کر اپنے تعلیمی اداروں کو اپنی مرضی سے چلانے کا آئینی حق ہم کو حاصل ہے۔ اس حق سے دستبردار ہونا ملت کی موت کے مصداق ہوگا۔ یاد رہے کہ تعلیم کی سیکولر اور جمہوری تعریف میں عالمی سطح پر اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اپنے تہذیبی ورثہ کو آنے والی نسلوں تک پہنچانا تعلیم کا اہم مقصد ہے۔

(۲) جو اسکول دینی تعلیم کا اہتمام کرنا چاہتے ہیں ان کے راستے میں مالی مجبوریاں حائل ہوتی ہیں۔ ہماری اسکیم اس کا مداوا ہے۔

مندرجہ بالا گزارش سندھودرگ، رتناگیری، رائے گڑھ اور تھانہ کے اردو ذریعہ تعلیم کے ہائی اسکولوں کے صدر مدرس اور انتظامیہ کے نام بذریعہ ڈاک ارسال کی گئی ہے۔

اگر کسی وجہ سے پہنچ نہ پائی ہو تو اس گزارش کو قبول کر کے فوری طور پر ضروری فارم کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

MR.ABDUL GANI PAWASKAR

205 SHEETAL, JUHU,MUMBAI-400049

نسیمہ اجمیری کا انتقال

نسیمہ زوجہ نذیر اجمیری کا ذیابطیس کی طویل عرصہ بیماری کی بناء پر واجہ محلہ سوپارہ میں ۱۴ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو انتقال ہو گیا۔

فاروق ملا کو صدمہ

ضلع تھانے دیہی مسلم فلاحی تنظیم پاپڑی تعلقہ وسئی کے خصوصی رکن جناب فاروق رفیق ملا کی والدہ ماجدہ حبیبہ کا یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء کو پاپڑی گاؤں میں انتقال ہو گیا۔

ستار ماپلے نہ رہے

سوپارہ کے محلہ کھار کھنڈی کے ایک معزز باشندہ ستار ماپلے ۱۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو اس دارِ فانی سے راہی عدم ہو گئے اللہ تعالیٰ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حوا علی نور کو صدمہ

ضلع پریشد اردو اسکول امبر گھر تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری کی معروف و مقبول عام معلمہ حوا علی نور کی ننھی منھی دختر نیک اختر ۲۷ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو بمقام دابھول رتناگیری میں جاں بحق ہو گئی۔ اللہ ربّ العزت مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔

☆☆☆☆☆

جناب عباس بڑیے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے

راجیوڑہ رتناگیری کے باشندے، لائف انشورنس کارپوریشن کے فیلڈ آفسر جناب عباس سلیمان بڑیے سڑسٹھ (۶۷) سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے سے مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو جان بحق تسلیم کر گئے۔ مرحوم کو غشی طاری ہونے پر انھیں کولھاپور لے جایا گیا جہاں لگ بھگ اٹھارہ دنوں تک زندگی اور موت سے جھوجھنے کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم نیو انگلش ہائی اسکول قصبہ سنگیشور میں معلم کی حیثیت سے اڑتیس سال مدرس کے پیشے سے منسلک رہنے کے بعد ۱۹۹۱ء میں سبکدوش ہو چکے تھے۔ وہ جماعت المسلمین کرلا اور کرلا مچھی مار سوسائٹی کے مینجنگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے سماجی اور فلاحی کاموں میں مصروف رہے۔ مرحوم کے پس ماندگان میں اہلیہ، تین لڑکے، تین لڑکیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے اور نواسیاں ہیں۔ مرحوم کی تجہیز و تکفین میں قصبہ سنگیشور، کرلا، رتناگیری اور اطراف واکناف کے بیش تر لوگوں نے حصہ لیا۔

جناب عبدالمجید بڑیے انتقال کر گئے

مورخہ ۲۶ ستمبر ۲۰۰۰ء کو راجیوڑا رتناگیری کے باشندہ جناب عبدالمجید فقیر بڑیے حرکتِ قلب بند ہونے سے انتقال ہو گیا۔ مرحوم ایم ایس ای بی میں نائب انجینئر کی ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ وہ انجینئرنگ کے پیشے سے منسلک رہ کر اطراف و اکناف کے ضرورت مند حضرات کے گھروں کی تعمیر میں بلا اجرت صلاح و مشورہ دیتے تھے اور وقت ضرورت تعمیری کاموں میں تعاون دیتے تھے۔ ان کے پس ماندگان میں دو لڑکے، دو لڑکیاں، اہلیہ، پوتے پوتیاں ہیں۔

نذیر عبدالحمید مہسکر کا انتقال

کرلا، رتناگیری کے مقبول عام و ہر دلعزیز جناب عبدالحمید حسن مہسکر کے جواں سال فرزند ارجمند نذیر کا انتقال ۱۴ر نومبر کی نیم شب کو بحالت بیہوشی (کوما) رتناگیری کے سول ہسپتال میں ہوا۔ تجہیز و تکفین صبح ساڑھے نو بجے عمل میں آئی۔

عباس یوسف قاضی صاحب کی رحلت

محترم عباس یوسف قاضی نے ۱۱ر نومبر ۲۰۰۰ء دن میں تقریباً ایک بجے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ مغرب کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ شب برات کی وجہ سے قبرستان میں دعاؤں کے سائے میں ایک جم غفیر موجود تھا۔ مرحوم قاضی فراز احمد کے حقیقی چاچا تھے۔

امیر بی عبدالرحمٰن مقدم راہی عدم

حسن۔ ابراہیم اور داؤد مقدم کی والدہ امیر بی عبدالرحمٰن مقدم (عمر ۸۰ر سال) متوطن وجے درگ۔ مورخہ ۱۰ر نومبر ۲۰۰۰ء کو مجگاؤں ممبئی میں انتقال ہوئی۔

شریک غم۔ مبین عبداللطیف حاجی۔

☆☆☆

اپـــــــــل
بـــرائے رحمانی فاؤنڈیشن

گرامی قدر! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ گذشتہ بیس برس سے زائد عرصہ سے رحمانی فاؤنڈیشن نے تعلیمی، اقتصادی اور سماجی میدان میں قومی سطح پر انسانیت کی بہت سی خدمات انجام دی ہیں۔ رحمانی فاؤنڈیشن بے سہارا خواتین اور ضرورتمند طلبہ وطالبات کی علمی و عملی زندگی کے میدان میں مدد کرتا ہے۔ نیز خستہ حال یتیموں بے گھر بچوں اور بے سہارا معمر لوگوں کو سہارا دیتا ہے اور انکو خود کفیل بننے میں اعانت کرتا ہے۔ نیز ادارہ دوسرے اداروں کے تعاون سے ان کارہائے خیر کیلئے دوسروں کو بھی ترغیب (Positive Thoughts Motivation) دیتا ہے۔

رحمانی فاؤنڈیشن غیر سرکاری تنظیموں مثلاً اسپتال، رفاہ عامہ اور تعلیمی اداروں کے ذریعہ ضرورتمندوں کی مدد کرتا ہے۔

ہماری کارکردگی۔ — ☆رحمانی فاؤنڈیشن کی زیر نگرانی پونہ کے قریب "سید نگر" میں لڑکیوں کیلئے یتیم خانہ اور پرائمری اسکول چلائے جارہے ہیں۔ یتیم خانہ میں فی الوقت چالیس یتیم بچیاں ہیں جنکی جزوی ضروریات کی کفالت رحمانی فاؤنڈیشن کرتا ہے۔ ☆ رحمانی فاؤنڈیشن کی زیر نگرانی چھ بال واڑیاں الگ الگ میونسپل اسکولوں میں چلائی جارہی ہیں جسمیں ۴۵۰ طلبہ وطالبات کو تعلیم و تربیت دیجاتی ہے اور انکو روزانہ دوپہر کا کھانا بھی مہیا کیا جاتا ہے۔ ☆گذشتہ ایک برس کے دوران ادارے نے مفت طبی جانچ کیمپوں کے ذریعہ ۱۳۷۲ ضرورتمند افراد نیز نادار طلبہ وطالبات کی مفت طبی جانچ کی ہے۔ ☆رحمانی فاؤنڈیشن نے بے سہارا اور خانماں برباد اور کج روی میں مبتلا بچوں کیلئے رہائشی مراکز قائم کئے ہیں نیز ان کو راہ راست پر لانے اور سماج میں باعزت مقام پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

رحمانی فاؤنڈیشن کے اپنے دعوؤں کی تصدیق کیلئے آپ اس کی آڈٹ رپورٹ طلب کرسکتے ہیں۔

رحمانی فاؤنڈیشن کے زکوٰۃ خیرات وصدقات نیز عطیات تقسیم کرنے کا ذمہ قرآن پاک کی روشنی میں بمطابق سورہ ۹ آیت ۶۰ کے "عامل" کی حیثیت کے تحت ہے۔ رحمانی فاؤنڈیشن آپ تمام مخیر حضرات سے اپیل کرتا ہے کہ ادارے کے اس کارہائے خیر اور عظیم مقاصد کی تکمیل کیلئے دامے درمے سخنے قدمے تعاون کریں۔ نیز زکوٰۃ، صدقات وعطیات کے ذریعہ ادارہ کی مالی مدد کریں اور اپنے مفید آراء سے نوازیں تاکہ ادارہ سماج کے ضرورتمندوں کی مدد کرکے انکو قوم کے باوقار اور خودکفیل انسانوں کی صف میں کھڑے ہونے میں مدد دے۔

رمضان المبارک اور عید سعید کی خوشیاں آپ سب کو مبارک ہوں۔

وَالسَّلَام

Under section 80G the Income Tax Act 1961 Your Contribution will be exempted from Income Tax India

(No DIT(E)BC/BOG/CH-66s8-R/INS22076/1702/96-97 valid up to 31-03-2002)

اسماعیل نور محمد پٹنی (ایکزیکیٹو ٹرسٹی) ڈاکٹر عبدالکریم محمد نایک (مینجنگ ٹرسٹی)

...... اس فارم کو یہاں سے پھاڑ دیجئے اور فارم کو مکمل بھر کر اپنے چیک کے ساتھ سکریٹری کے نام ارسال کریں۔ چیک کی رسید آپ کے پتہ پر بھیج دی جائیگی

Reg. No F-5255 (Bombay)

KOKAN INTERNATIONAL

REGD OFFICE NAGPADA NEIGHBOURHOOD HOUSE, SOFIA ZUBAIR ROAD, BOMBAY - 400 008

MEMBERSHIP APPLICATION FORM

Hon. Gen. Secretary,
"KOKAN INTERNATIONAL"
(LION) A.K.I. KAZI
B Com (Hons)
AL-FALAH APTS C H S LTD
FLAT No A/204
KRANTI NAGAR BEHRAM BAUG
JOGESHWARI (W), MUMBAI 400 102
(R) 678 67 86 MOBILE 9821169304

Schedule of Subscription	
Institution	1,000.00
Patron Membership Fee	5,000.00
Sympathiser " "	2,500.00
Life " "	500.00

Date :

I/We wish to enrol as "Institutional / Patron /Sympathiser / Life Member of "Kokan International".

I/We give below the required details

Full Name : ______________________ Date of Birth : ____________

Profession : ______________________

Native Place ______________________ Dist : ____________

Residence Address : ______________________

____

____

Res. Tel. No. : ______________________

Office Address : ______________________

____

____

Off. Tel No : ______ Pager No ______ Mobile No. ______

I/We agree to abide by the Rules and Regulations of the Society

I/We forward herewith cash of Rs __________/Cheque No ___________ for Rs __________ being my/our membership fee

Kindly acknowledge the receipt and consider my/our application

Thanking you,

Sincerely Yours

کوکن انٹرنیشنل کی سالانہ میٹنگ

کوکن کے رجسٹرڈ اداروں کی وفاقی انجمن اور باشندگان کوکن بالخصوص مقیمانِ ممبئی کے گذشتہ ۲۰ سالوں سے قائم شدہ ادارے "کوکن انٹرنیشنل" کی سالانہ جنرل میٹنگ اتوار مورخہ ۵ نومبر ۲۰۰۰ء کی صبح ۱۰½ بجے انجمن اسلام (بوری بندر) کے اکبر پیر بھائی ہال میں جناب محمد عباس میرکر صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ لندن سے تشریف لائے ہوئے "کوکن ویلفیر ایسوسی ایشن لندن" کے سربراہ عالی جناب اکبر خان سرگروہ صاحب بطور مہمانِ خصوصی تشریف فرما تھے۔ اور صدر انجمن اسلام محترم عالیجناب ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا بھی رونق افروز تھے۔

● **صدر صاحب کی استقبالیہ تقریر** :- صدر جلسہ جناب حسین خان دلوائی صاحب (سابق ایم۔پی) نے مہمانوں کی گلپوشی کی اور مہمانوں اور حاضرینِ مجلس کا پرجوش استقبال کیا۔ صدر صاحب نے مختصر مگر جامع انداز میں ادارے کی تاریخ کو دہراتے ہوئے اس ادارے کی ۲۰ سال قبل کی بنیاد کے غرض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور گذشتہ ۲ دہائیوں سے ادارے کی زندگی میں رونما ہونے والے حالات اور اتار چڑھاؤ کو نہایت ہی مخصوص انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا۔ صدر محترم نے ادارے کے آئندہ ۱۰ نکاتی پروگرام کی تفصیل کا ایک معلوماتی پرچہ تمام ممبروں میں تقسیم کیا اور جلد ہی ان تجویزوں کو عملی جامہ پہنانے کا وعدہ کیا۔ حاضرینِ مجلس نے تالیوں کی گونج سے اپنے تعاون کا اظہار کیا۔

● **اعزازی سکریٹری کی رپورٹ اور آڈیٹیڈ اکاؤنٹ کی منظوری** :-

شروع میں ادارے کے جنرل سکریٹری لائن عبدالکریم قاضی صاحب نے اپنی مفصل سالانہ رپورٹ پیش کی انھوں نے گذشتہ ۴۔۵ سالوں سے ادارے کی غیر مطمئن کارکردگی پر افسوس ظاہر کیا۔ اور مستقبل کے پروگراموں اور پروجیکٹس پر روشنی ڈالتے ہوئے ممبران سے التماس کی کہ وہ ادارے کی مستقبل کی شاندار کامیابی کیلئے نئے عزم اور ارادوں کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے ادارے کی ترقی اور بقا کیلئے بھرپور تعاون کریں۔ بعدازاں سوسائٹی کا ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء کا آڈیٹیڈ حساب پیش کیا گیا جسے ممبران نے متفقہ رائے سے منظور کیا۔

● **مہمان خصوصی عالیجناب اکبر خان سرگروہ کا جذبۂ حب الوطنی** :-

مہمانِ خصوصی عالیجناب اکبر خان سرگروہ صاحب نے اس جلسہ میں ان کی شرکت کو فالِ نیک بتایا اور ادارے کے تئیں اپنی نیک تمناؤں کے ساتھ بھرپور تعاون کا وعدہ کیا۔ مہمان موصوف نے لندن میں اپنے ادارے کی کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کی کہ آئندہ ان کے ادارے کی جانب سے ہندوستان میں آنے والی ہر طرح کی امداد کو انشاءاللہ کوکن انٹرنیشنل کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچائی جائے گی۔ حاضرینِ مجلس نے مہمانِ خصوصی کے ان نیک خیالات اور پرخلوص جذبات کو سراہا اور تالیوں کی گونج سے مہمانِ موصوف کا شکریہ ادا کیا۔

● **صدر انجمن عالیجناب ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا صاحب کا خدمتِ قوم کا نیک جذبہ** :-

صدر انجمن ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا صاحب نے اپنی طرف سے اور انجمن اسلام کی جانب سے بھی ہر طرح کی سہولت، امداد اور رعایت کا وعدہ کیا۔ صدر انجمن نے جو کہ خود بھی کوکن انٹرنیشنل کے ممبر ہیں اس میٹنگ میں حاضر رہنا اپنے لئے ایک نیک سعادت، دلی خوشی اور باعث فخر بتایا۔ ڈاکٹر صاحب نے انجمن اسلام کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے ادارے کو چند چھوٹے چھوٹے کورسیز کو جاری کرنے کے مفید مشوروں سے نوازا اور ہمارے ادارے کو انجمن اسلام کے نقش قدم پر چلنے کی رائے دی اور وعدہ کیا کہ ہمارے ادارے کے ذریعہ شروع ہونے والے تعلیمی منصوبوں کی انجمن اسلام کفالت کرے گا۔ ممبران نے پرزور تالیوں کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے جذبۂ ہمدردی اور خلوص کو سراہا۔

● **اختتام** :- میٹنگ میں چند ممبران نے ادارے کو اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ اور چند ممبران نے ادارے کی چند کوتاہیوں اور خامیوں کی طرف توجہ دلائی۔ ان تمام مشوروں پر غور و خوض کرنے اور خامیوں کو دور کرنے کا وعدہ کیا۔

● **ہدیۂ تشکر** :- ادارے کے نائب صدر : ایڈوکیٹ : ایم۔ آر دلوی صاحب نے جناب اکبر خان سرگروہ صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ جنھوں نے اپنے لندن کے ادارہ کی سرگرمیوں کو ہمارے ادارے کیساتھ منسلک کیا اسی طرح ڈاکٹر جمخانہ والا صاحب کا ان کی طرف سے پیش کردہ تمام سہولیات کیلئے شکریہ ادا کیا اور صدر صاحب کی بے لوث خدمات اور ممبران کی حاضری کیلئے شکریہ ادا کیا اور اسی کے ساتھ یہ سالانہ جلسہ ایک پرامن اور خوشی و مسرت کے ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔

KOKAN INTERNATIONAL

[Reg. No. F-6265 (Bombay)]

کوکن انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

कोकण इन्टरनॅशनल (रजि.)

REGD OFFICE : NAGPADA NEIGHBOURHOOD HOUSE, SOFIA ZUBAIR ROAD, MUMBAI - 400 008 (Tel 309 3688)
P O.BOX No 4540, Mumbai Central, Mumbai - 400 008

PRESIDENT
Husain M Dalwai
Empress Court
Block 'C' Ground Floor,
Dinshaw Vachha Road,
Churchgate - Mumbai - 400 020
Tel 287 4525

GEN. SECRETARY
(Lion) A K A Kazi
AL-FALAH APTS C H S LTD
FLAT No A/204
KRANTI NAGAR BEHRAM BAUG
JOGESHWARI (W) MUMBAI 400 102
✆ (R) 678 67 86 MOBILE 9821169304

TREASURER
Kadri A A R
11 Noon Baker Apts 6th Floor
28 Motlibai Street
Mumbai - 400 008
Tel 308 7722

اہلیانِ کوکن کا عید ملن

بروز :- سنیچر مورخہ ۶؍جنوری سنہ ۲۰۰۱ء بوقت : شام ۶½ بجے

بمقام :- انجمن اسلام گراؤنڈ - "بوری بندر" بمبئی ۴۰۰۰۰۱

زیرِ اہتمام : **کوکن انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)**

ڈنر کوپن :-

فی کس : روپئے دو سو ۲۰۰ — SINGLE – Rs 200/=

فی زوجین : روپئے تین سو ۳۰۰ — Couple – Rs 300/=

کثیر تعداد میں شرکت فرما کر اپنے ہم وطن بھائیوں سے گلے مل کر عید کی خوشیوں کو دوبالا کیجئے ۔

اپنے کوپن مندرجہ ذیل حضرات سے حاصل کریں

(۱) حسین دلوائی صاحب (فون : ۲۸۷۴۵۲۵) (۲) لائن قاضی (۹۸۲۱۱۶۹۳۰۴) (۳) قادری اے اے آر (۳۰۸۷۷۲۲)

(۴) سعید دادرکر (۳۸۶۹۴۰۰) (۵) ڈاکٹر خلیل مقادم (۳۰۰۶۵۳۱) (۶) مبین حاجی (۶۳۴۱۶۸۶)

(۷) عبدالرحمٰن بھاردے (۷۴۶۴۰۹۴) (۸) ایڈوکیٹ دنو (۳۷۵۷۰۷۲) (۹) ایڈوکیٹ اے والی قاضی (۳۰۹۵۸۴۳) ۔

(۱۰) ایڈوکیٹ عباس ہیٹاؤکر (۳۷۷۸۷۸۱) اور نقش کوکن آفس : (۳۷۵۸۰۷۴)

AWAMI WELFARE ASSOCIATION MAHARASHTRA
AWAM

Awami welfare association Maharashtra populary known as AWAM is a registered, Secular and purely non political organization which was established in 1991 in order to render human services to the masses

We have a deep feeling for the Muslims who are lagging behind in all walks of life due to lack of education We believe that education is the only way to solve the problems

Awam has been striving dedicatedly for the total up-liftment of the down trodden and deprived persons of the society through educational social, economical and charitable activities All these activities are realized through well organized network

OUR APPEAL

Dear Brothers and Sisters,

Assalamu Alaikum Wa Rehmatullahi Wa Barakatuhu !

" The parable of those sho spend their substance in the way of Allah is that of a grain of corns it grows seven ears and each ear has a hundred grains Allah gives many fold increase to whom he pleases " (Al Quran)

To advance these objectives, we appeal for your generous contribution to AWAM in the form of ZAKAT / SADQAT / FITRA / DONATION

May almighty Allah in turn bestow you wish fold more of peace, progress and prosperity (Aameen)

Please send your Crossed Cheque/Draft/Mo /Cash in favour of

Awami Welfare Association Maharashtra,

6, Nevi Jai Darshan, 288, Chimbai Road, Bandra, Mumbai 400 050

ACTIVITIES OF AWAM
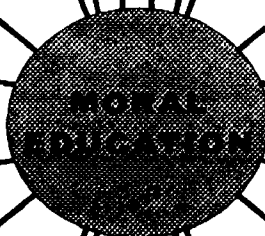
A Review **Muslim Misconception of Islam**

(or Distortion Dispelled) by A Kays

Dedicated to the younger generation, Hoping they will read the Qur'an with understanding to appreciate faith better Printed and bound in by
Shahid Sirkhot & Sahil Printers
Sponsored for free distribution by Rehmani Foundation, M G Khot & Ashraf Dalwai 43-A, Nava Nagar, M D Naik Road, near Dockyard Rly Station, Mazgaon, Mumbai-400 010
The book contents topics such as
I am a Muslim * Organ Transplant * Halaal / Haraam / Talaaq / Reconciliation * Wife-bashing & Iddah / Purdah * Jinns / Jadoo * Zakaah Defination
These are S Kays's tracts on topics that affects Muslim's daily life The exposition is substantiated with in-depth research, clear-cut Qur'anic statements and corroborative hadith and the language is simple and an ideal forever for the educated to broaden the insight for further

ABOUT THE AUTHOR....

AT HARKOL, a tiny village atop a mountain range in the former Qulabah District of Bombay province, India, in the ancient feudal family of the Hurzooks, was born Abdush - Shakoor to mother Rabia Baghdadi who had married Sheikh Ali
AT HE AGE OF 12 YEARS, in 1939 the young lad sailed from Bombay with his mother to join the father in Cape Town, South Africa
THE AUTHOR SURVIVED several serious mishaps in his youth, including the ill-fated ship Ramdas which sank in a ferocious monsoon storm in the Arabian Sea on 17 July 1947, drowning nearly 700 passengers
TRAINED AS A JOURNALIST, he wrote short stories and plays under the pen-name A Kays' He worked as a reporter in Bombay, and in South Africa for the famous but often-banned Drum magazine He was a co-founder Editor of Muslim News, along with the martyred freedom fighter Imam Abdullah Haroun, whose body was found mutilated after being taken into custody by the oppressive Apartheid regime Kays too was arrested in June 1966, interrogated and banned from writing and moving freely for five tears He researched and edited several innovative books with the sate eminent scholar Sheikh Abubaker Najaar, such as the popular series I am a Muslim Part One and part Two, 77 Stories from the Holy Qur'an and his own The Disciple of Dajjal (now out of print)
GIFTED WITH a penchant for Urdu poetry, he created, directed and produced a 2 1/2 - hour satirical stage play Reshmi Kafan, which toured South Africa with a cast of 31, its theme song 'Yeh Dunya Gareebon (n) Qaabil Nahee Hay' , rendered buy the late crooner Shamsu Parker, is still in demand at South African radio stations
HE ALSO FOUNDED and headed a variety of successful business operations He is a strong and genuine supporter and an ardent lover of Naqsh-E-Kokan
NOW AGED 72, the author lives a productive life in Dadaville, Roshnee a tiny suburb in the Johannesburg region, with his wife Aziza three daughters, sons in-law and eight grandchildren

A. KAYS

What Is Homeopathy and how does it work?

(Compiled by a local correspondent from the World Wide Web)

Naushad Noorani

Homeopathy is a system of medical treatment based on the use of minute quantities of remedies that in massive doses produce effects similar to those of the disease being treated. The term is derived from two Greek words homeo (similar) and pathos (suffering) So, homeopathy means, "that which is similar ends suffering" The 19th century German physician, Samuel Hahnemann, is considered the father of homeopathy It is based on an original and unusual set of ideas:

Like cures like: You cure a problem with a little bit of the same thing that made you sick. Specifically, homeopaths take extremely diluted doses of substances that in large doses would produce your symptoms Cure occurs when the sick person is given that substance which can cause the symptoms of their sickness in a healthy person

Nothing may be something: Advocates of homeopathy think that concoctions with as little as one molecule per million can stimulate the "body's healing mechanism " The doses of the remedy are so diluted that from an objective standpoint you are really taking sugar pills with plain water or alcohol A high-potency dilution can contain as little as one millionth of a drop of the active ingredient At first glance this would seem hard to believe How can nothing cure something? But homeopaths claim, and so do many of their patients, that homeopathy works "hundreds of double blind studies confirm its efficacy with people and animals" Critics maintain that such minute doses are unlikely to have any significant effect on the body However, these remedies have been effectively used on animals and small infants, individual who can't understand either the claims of the remedy or the reasons why it is administered Since homeopathic medicines are prepared by being infinitesimally diluted, this renders them free from side effects Therefore they are especially gentle, and easy to administer to sensitive patients, infants, and children

A standard homeopathic remedy may be made by taking a single drop of a plant substance, mixing it with 100 drops of water, and shaking (this mixture is called a 100-to-1 dilution -- or C for short) After that, a drop of this diluted solution is mixed with another 100 drops of water, and shaken again This process may be repeated 30 or so times (with the last dilution in alcohol) The result is called a 30C dilution because it involved 30 separate 100-to-1 dilutions

Water with a memory: The dilutions have to be shaken, not stirred, so the original substance can leave an imprint of itself on the water molecules -- that is, so the water can "remember" whatever was in it before it got so diluted and shaken In technical terms, the water is said to be "potentized" by the original drug - meaning that it was made more potent, or stronger, than plain water Oddly enough, homeopaths insist that the more diluted something is, the stronger it is Why does this happen, they do not know But as to how homeopathy actually heals by using what amounts to distilled water continues to puzzle researchers Recently, however, physics research has discovered that water molecules have memory and that the memory is physically different depending on what was dissolved in the water This seems to point the way to a "scientific" explanation of how homeopathy works

Does Homeopathy Work? Homeopathy cures using physics not to cure symptoms, but to act as a catalyst to stimulate the body's defense system at its deepest levels While homeopathy does work effectively on acute diseases, its primary goal is to restore the body's ability to heal itself at all levels Each individual is treated uniquely – there is not one cure for one type of disease

The main benefits of homeopathy seem to be that it has several patients who claim to have benefited from it, that its remedies are not likely to cause harm in themselves, and these remedies are generally inexpensive The main drawbacks seem to be that its remedies are most likely inert and they require acceptance of metaphysical aspects and explanations incapable of scientific analysis Homeopathy "works", just as biorhythms, chiropractic or traditional medicine, for that matter, "work" i e , it has its satisfied customers Homeopathy does not work, however, in the sense of explaining pathologies or their cures in a way which not only conforms with known facts but which promises to lead us to a greater understanding of the nature of health and disease

an ayat from Quran on the Internet, but forget about it as soon as they are done reading it "
" Funny how people will gather rally to protest "Siege" because it insults Muslims and Islam, but don't realize that what they are doing is the same asking Kuffar for the help/ solution and not ALLAH (SWT) where the sovereignty lies "
" Funny how parents want their kids to grow up knowing about Islam but not applying it themselves in their lives Monkey see, Monkey do "

Dr. UNDRE DID'IT

Dr A R Undre the chief Convenor arrange an unique medical Educational Programme on Controversies in Medical Practice on Sunday, 5th November 2000 at regent Hotel Bandra Very senior & internationally known Doctors like Dr N H Wadia, Dr (Mrs) Padmaben Mehta, Dr G S Sainani, Dr H M Shah, Dr D D Tanna, Dr B S Pardiwalla & Dr Y A Matcheswalla
Dr S M Bandukwala talked on thoughts on Ageing-Can we live for 100 years Dr Kamal Parsram talked on Tonsils- To remove or Not, Dr phiroze patel (Eye Specialist) talked on Refractive error - Laser or Glasses, Dr. Shoaib Padaria talked on Coronary Angiography in M I , Dr Rajesh Maniar talked on Joint Replacment - therapy of the new millennium, Dr Ajit vaze talked on Impotency Viagra or Implant, Dr R D Lele talked on Why Should We Do Nuclear Medicine Tests ? & Dr O P Kapoor talked on Common problems in day to day G P Practice
The programme was so much successful and the hall was full of Question & answer session was though knowledgeable it was curtailed Dr Juvale was one of the examiners to give the prices for the best papers Many Doctors had come from Pune also
Congratulations to Dr Undre!

Dr. NAZIR JUVALE, THE YOUNGEST PROFESSOR OF MEDICINE

Newer Achievements of Dr Nazir Juvale Leading Cardiologist Dr Nazir Juvale was honoured Professor of Medicine at Grant Medical College by University of Mumbai He is one of the youngest Professor of Medicine

He is already Head of a Medical unit at St George's Hospital, V T

He was also honoured as Honorary Cardiologist at the prestigious Jaslok Hospital and Research Centre

He has also joined Habib Hospital recently as a visiting Honorary Cardiologist

FUNNY BUT SAD

" Funny how $ 10 looks so big when we take it to Masjid and so small when we take it to a store "

" Funny how long an hour serving ALLAH looks and how short 60 minutes are when spent playing Golf, Fishing or playing Soccer "

" Funny how laborious it is to read a JUZ in the Quran and how easy it is to read 2 to 300 pages of a best selling novel

" Funny how we believe what the newspapers say but question what the Quran says "

" Funny how we can't think of anything to say when we pray and don't have any difficulty thinking of things to talk to a friend "

" Funny how we need 2-3 weeks to fit a Sura even into our schedule, but can adjust for a social event at the last moment "

" Funny how we need a long time and have difficulties to memorize one or two verses of Quran, but a very short time and easy to memorize a song "

" Funny how people talk of how great it would be to live back in the Prophets' time, but nobody wants to give up the luxury of today's life "

" Funny how people may read Quran and pass around a hadith and

6 It is permissible to spray in the mouth to get relief from suffocation due to pressures or asthma

7 It is permissible to wet one's lips if they dry up, or to wash inside of the mouth with water without gargling

8 Following the tradition of the Holy Prophet (PBUH), it is desirable to delay in taking "Suhoor" (the meal before the dawn) and to hasten in breaking the fast after the sunset It is preferable to break the fast with a fresh date or any other form of date of (Not finding these) with water or (if not finding water) with any permissible (Halal) food or drink If, however, he has nothing of all these he should simply make intention to break the fast and do so as soon as he finds something (to eat or drink)

9 A person fasting should try to do more and more of obedience to Allah during his fast and avoid His disobedience

10 A fasting person should perform his obligations and abstain from the prohibitions He should offer his daily prayers in time in congregation (if it is obligatory upon him) and must abstain from speaking lies, backbiting, deceiving someone, dealing in interest (usury) or indulging in anything prohibited - whether verbal or practical The Holy Prophet (PBUH) said One who does not give up forged speech and evil actions, Allah is not in need of his leaving his food and drink "

ZAKAT'AT AL-FITR

1 Consists of a " sa'a" (measure of about 2 5 kgs) of rice, wheat, dates or similar things of food

2 It is not proper to give the Zaka'at al-Fitr in the form of money or clothes or any other articles other than food *

3 Zaka'at al-Fitr must be given on Eid-day, and it can be paid a day or two before Eid

4 It is not permissible to delay in giving Zaka'at al-Fitr later than the Eid prayers, except for some valid feasons

5 Zaka'at al-fitr should be given on behalf of adult minor, male or female Muslims

* One of the four schools of Islamic jurisprudence, the Hanafites, allow giving Zaka'at Al-Fitr in the form of cash

Ramadhan, he has to compensate for it by fasting in addition to a heavy penalty which is freeing a slave of (if he can't find one) fasting sixty consecutive days or (if he cannot afford to do so) feeding sixty hungry poor persons

Indulging in intentional exeretion of semen by masturbation or caressing or kissing or hugging etc

Eating or drinking anything whether beneficial or harmful, like smoking

Taking injections or dietry drugs such are used instead of food, because such drugs are as good as food and drinks Other types of injections having no food value do not break the fast whether they are intramuscular or intravenous and irrespective of their taste being felt in the throat or not

Bleeding of menses or after child birth

Forcing out blood from the body through cupping or similar means Bleeding by itself such as nose-bleeding or during extraction of a tooth etc do not break the fast as they are not regarded as cupping

Forcing out vomitting intentionally Vomitting by itself does not spoil the fast

RULES

1 A person can make intention of fasting in the state of major ritual impurity and to continue his fasting after taking bath after the dawn or daybreak

2 A women coming out of her menses or child-birth bleeding before dawn must fast even if she washes herself after the dawn

3 It is permissible for a fasting person to apply ointment, lotions etc on his head or body or to use perfumes, but he should avoid inhaling the 'bakhoor' smoke

It is also permissible to extract one's tooth or to apply medicines to his wounds to put medicine drops in his eyes and ears or to use eye powder, even if the taste of the medicine drops are felt in the throat

4 Brushing of teeth by branches of trees (Miswak) is not only permissible but desirable, during all hours of fasting

5 A fasting person can cool himself with water or air conditioner etc

pensate for these days after passing this period or when they no more fear (for themselves or their children)

8 Women during their monthly cycles (menses) and bleeding after child birth (Nifas), should not fast in these days They should compensate by fasting later on

9 Persons who need to break the fast to save the life of someone else (such as in fire or being drowned in water) should do so and compensate by fasting afterwards

10 Travellers can choose whether to fast during after reaching their journey or compensate for it later on after reaching their, destinations This is good for all types of travellers - those who are travelling for a sudden purpose such as for performing Umrah or those who travel for the sake of their profession such as taxi or truck drivers

THINGS THAT DO NOT NULLIFY THE FASTING

Fasting is not affected by eating or drinking something by mistake, or unknowingly or by being forced to do so - on the authority of the words of Allah the Almighty

"O our Lord, account us not if we forget or commit mistake" (II 286)

" except he who was forced (to commit against what Allah has ordained) and he is satisfied of the belief in his heart " (XVI 106)

"But there is no blame on you, if ye make a mistake therein (What counts is) intention of your hearts " (XXXIII 5)

So the fast of someone who eats or drinks something not remembering that he is fasting, will not be spoiled because he forgot

Or if someone eats or drinks assuming that the sun has set or that the dawn has not yet broken, it will not spoil his fasting because he did so unknowingly

Someone garges and water reaches his throat unintentionally, it will not spoil his fast as he did not intend it

Discharge of semen while in sleep also does not spoil the fast as one has no control over it

THINGS THAT NULLIFY THE FASTING

Sexual intercourse. If someone indulges in it during day hours of

A BRIEF NOTE ON

FASTING & ZAKA'AT AL-FITR

by

Sheikh Mohammad bin Saleh Al-Othaimeen

This treatise deals briefly with Fasting, its rules and its benefits

Fasting is a form of worship by abstaining from things which nullify it, from dawn till sunset

Fasting of the Month of Ramadhan is one of the five pillars of Islam, as indicated by the saying of the Holy Prophet " Islam stands on five (pillars) To witness that there is no God but Allah and Mohammad is His Prophet, to perform prayers, to pay Zakah, to fast the month of Ramadhan and to perform pilgrimage to Makkah

PEOPLE IN FASTING

1 Fasting is obligatory upon every adult Muslim who is in his senses, can bear it, and is not travelling

2 Non-believers do not fast and they don't have to compensate for it when they embrace Islam

3 Children don't have to fast but they should be encouraged to fast so that they get used to it

4 The insane don't have to fast nor do they have to feed for it even if they are adults Similar is the case with a stupid or very elderly persons who do not behave sensibly

5 The invalids such as very elderly persons or persons having illness with no hope for their recovery should feed a needy person for every-day missed

6 People befallen with a sudden illness waiting for recovery may not fast if they find it too difficult to do so and they should compensate (by fasting) after their recovery

7 Pregnant and feeding mothers may not fast, if they find it too difficult for themselves or for the fear for their children They should com-

Where Purity is the First Principle

NAQSHE KOKAN (BOMBAY) DECEMBER 2000 REGD TECH/47-843/MBI
LICENSED TO POST WITHOUT PREPAYMENT MANDVI, MUMBAI, LICENCE NO 243

PRINTER PUBLISHER & EDITOR DR A M NAIK PRINTED AT QASMI PRINTERS, BOMBAY